1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

11 June 2009

No.PAP-Legis-1(61)/2009/62. Dated 11th June 2009. The following Orders, made by the Governor of the Punjab, are hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 15th June, 2009 at 3.00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore."

سالانہ بجٹ بابت سال **2009-10** اور ضمنی بجٹ بابت سال **2008-09** پیش کرنے کے لئے وقت اور تاریخ کے تعین کا اعلامیہ

> "In exercise of the powers conferred on me under rules 134 and 147 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 **I, Salmaan Taseer**, Governor of the Punjab, hereby appoint Tuesday, 16th June 2009 at 3.00 p.m. as the date and time for the presentation of the Annual Budget for the year 2009-2010 and Supplementary Budget for the year 2008-2009.

Dated Lahore, the 10th June 2009

SALMAAN TASEER
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 15-جون 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

علیحدہ فہرست میں شامل توجہ دلاؤ نوٹسوں میں درج سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے زبانی جوابات دیئے جائیں گے۔

سرکاری کارروائی

1- آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر 1 بابت 2009)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

2- آرڈیننس (ترمیم) رجسٹریشن سوسائٹیز مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر 2 بابت 2009)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم) رجسٹریشن سوسائٹیز مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

3- مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 12 بابت 2009)

ایک وزیر مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	رانا مشہود احمد خان
قائد ایوان	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	چودھری ظہیر الدین خان

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	چودھری محمد شفیق	:	ایم پی اے، پی پی۔296
2۔	چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)	:	ایم پی اے، پی پی۔228
3۔	چودھری طاہر محمود ہندلی	:	ایم پی اے، پی پی۔125
4۔	چودھری عبداللہ یوسف	:	ایم پی اے، پی پی۔109

3۔ کابینہ

1۔	راجہ ریاض احمد	:	سینئر وزیر، آبپاشی و قوت برقی، کانیں، معدنی ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ*
2۔	محترمہ نیلم جبار چودھری	:	وزیر بہبود آبادی، سماجی بہبود*
3۔	جناب تنویر اشرف کائرہ	:	وزیر خزانہ، منصوبہ بندی و ترقیات*
4۔	چودھری عبدالغفور	:	وزیر جیل خانہ جات، صنعت اور تجارت و سرمایہ کاری
5۔	جناب محمد اشرف خان سوہنا	:	وزیر محنت و انسانی وسائل

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔جون تا یکم جولائی 2009) تفویض کیا گیا۔

6

6۔	حاجی احسان الدین قریشی	:	وزیر مذہبی امور و اوقاف، زکوٰۃ وعشر اور بیت المال*
7۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر خوراک، صحت، مواصلات و تعمیرات*
8۔	ملک احمد علی اولکھ	:	وزیر زراعت، امداد باہمی، لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ جنگلات، ماہی گیری و جنگلی حیات اور سیاحت و ترقی تفریحی مقامات
9۔	سردار دوست محمد خان کھوسہ	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ہاؤسنگ و شہری ترقی، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، ماحولیات اور اطلاعات
10۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر خصوصی تعلیم
11۔	جناب کامران مائیکل	:	وزیر انسانی حقوق، اقلیتیں، ترقی خواتین اور سماجی بہبود
12۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر قانون و پارلیمانی امور، ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی، داخلہ اور پبلک پراسیکیوشن
13۔	جناب تنویر الاسلام	:	وزیر کھیلیں، امور نوجوانان و ثقافت
14۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر آبکاری و محصولات، ہائر ایجوکیشن و سکول ایجوکیشن، خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم، سرمایہ کاری، ٹرانسپورٹ، صنعت اور امداد باہمی*

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔جون تا یکم جولائی 2009) تفویض کیا گیا۔

7

15۔	جناب فاروق یوسف گھرکی	:	وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی، خزانہ اور منصوبہ بندی*
16۔	حاجی محمد اسحاق	:	وزیر مال و بحالی اور کالونیز

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

1۔	راجہ طارق کیانی	:	محنت
2۔	چودھری عبدالرزاق ڈھلوں	:	مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ
3۔	سردار کامل گجر	:	مال
4۔	جناب کرم الٰہی بندیال	:	کوآپریٹوز
5۔	جناب عبدالحفیظ خان	:	زکوٰۃ و عشر اور بیت المال
6۔	جناب ظفر اقبال ناگرہ	:	ہاؤسنگ و شہری ترقی
7۔	جناب افتخار احمد خان	:	مذہبی امور و اوقاف
8۔	سردار محمد ایوب خان گادھی	:	ماحولیات
9۔	محترمہ نازیہ راحیل	:	خصوصی تعلیم
10۔	جناب محمد سعید مغل	:	خوراک
11۔	جناب محمد آجاسم شریف	:	آبکاری و محصولات
12۔	جناب محمد تجمل حسین	:	صنعت
13۔	رانا مبشر اقبال	:	
14۔	جناب محمد خرم گلفام	:	ٹرانسپورٹ
15۔	جناب غلام نبی	:	

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-21/2008 مورخہ 13۔جون 2009 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (15۔جون تا یکم جولائی 2009) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

8

16۔	رانا محمد ارشد	:	سیاحت
17۔	جناب احسن رضا خان	:	خواندگی و غیر رسمی تعلیم
18۔	جناب عامر سعید انصاری	:	جیل خانہ جات
19۔	ڈاکٹر محمد اختر ملک	:	خزانہ
20۔	جناب نشاط احمد خان ڈاہا	:	کان کنی و معدنیات
21۔	جناب شہزاد سعید چیمہ	:	منصوبہ بندی و ترقیات
22۔	ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال	:	
23۔	سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	جنگلات
24۔	سردار شیر علی خان گورچانی	:	کالونیز و اشتمال اراضی
25۔	ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	لائیوسٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ
26۔	چودھری ممتاز احمد ججہ	:	ایجوکیشن
27۔	جناب آصف منظور موہل	:	زراعت
28۔	چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈووکیٹ)	:	
29۔	میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ)	:	سپورٹس
30۔	انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں	:	بہبود آبادی
31۔	محترمہ نرگس فیض ملک	:	انفارمیشن ٹیکنالوجی
32۔	محترمہ صغیرہ اسلام	:	ترقی خواتین
33۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	ثقافت و امور نوجوانان
34۔	محترمہ فائزہ احمد ملک	:	آبپاشی و قوت برقی
35۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	انسانی حقوق و اقلیتیں

• بذریعہ قانون و پارلیمانی امور گورنمنٹ آف پنجاب نوٹیفکیشن نمبر No.Legis:4-42/2009 مورخہ 31۔جنوری 2009 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کیے گئے۔

9

5۔ قائم مقام ایڈووکیٹ جنرل

چودھری محمد حنیف کھٹانہ

6۔ ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی	:	جناب مقصود احمد ملک
سپیشل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

سوموار، 15۔ جون 2009

(یوم الاثنین، 21۔ جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 5 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَمَنۡ أَحۡسَنُ قَوۡلاً مِّمَّن دَعَآ إِلَى ٱللَّهِ وَعَمِلَ صَٰلِحًا وَقَالَ إِنَّنِى
مِنَ ٱلۡمُسۡلِمِينَ o وَلَا تَسۡتَوِى ٱلۡحَسَنَةُ وَلَا ٱلسَّيِّئَةُۚ ٱدۡفَعۡ بِٱلَّتِى
هِىَ أَحۡسَنُ فَإِذَا ٱلَّذِى بَيۡنَكَ وَبَيۡنَهُۥ عَدَٰوَةٌ كَأَنَّهُۥ وَلِىٌّ حَمِيمٌo
وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ٱلَّذِينَ صَبَرُواْ وَمَا يُلَقَّىٰهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍo

سُوۡرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33 تا 35

اور اُس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوںo اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ تو (سخت کلامی کا) ایسے طریقے سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہےo اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنیوالے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحبِ نصیب ہیںo

وما علینا الا البلاغo

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

خواب ہی میں رُخِ پُر نُور دکھاتے جاتے
تیرگی میرے مقدر کی مٹاتے جاتے
اس خُنک شہر کو جاتی ہوئی اے نرم ہوا
ساتھ لے جا میرے جذبات بھی جاتے جاتے
کاش! طیبہ میں سکونت کا شرف مل جاتا
دیکھتے روضہ سرکار کو آتے جاتے
غار کو چشمہ انوار بنانے والے
دلِ ویراں کو بھی گلزار بناتے جاتے
حاضری کا ہمیں آتا جو بُلاوا تائب
تان پر تان دُرودوں کی آڑاتے جاتے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اگر کسی سیاسی پارٹی نے اپنی پارلیمانی میٹنگ کے لئے 3 بجے کا ٹائم رکھا ہوا تھا تو آپ اجلاس کا ٹائم اس کے بعد کا رکھ لیتے تاکہ ہمیں یہاں انتظار نہ کرنا پڑتا۔ ہم لوگ 3 بجے کے آئے ہوئے ہیں اور آپ دیکھیں کہ 5:20 بجے اجلاس شروع ہو رہا ہے۔

تعزیت

سابق رکن اسمبلی غزالہ فرحت (مرحومہ) ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر (مرحوم)، شیخ محمد یعقوب رکن اسمبلی کے والد شیخ محمد یوسف (مرحوم) ڈاکٹر سرفراز نعیمی (شہید) اور دیگر دہشت گردی میں دیگر جاں بحق ہونے والے شہداء کے لئے فاتحہ خوانی

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ کی بات سن لی ہے آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے، ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی (شہید) ریسکیو 15، مناواں پولیس سنٹر اور دہشت گردی کے دیگر واقعات میں جاں بحق ہونے والے تمام شہداء کے ایصالِ ثواب کے لئے قاری نور محمد صاحب دعا کروائیں۔

وزیر مذہبی امور و اوقاف (حاجی احسان الدین قریشی): جناب سپیکر! ہمارے سابق ایم پی اے مٹھو ڈوگر صاحب کے لئے بھی دعا کروالیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! شیخ محمد یعقوب صاحب ایم پی اے کے والد محترم شیخ محمد یوسف (مرحوم) ب کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر لیں۔

جناب سپیکر: سابق ایم پی اے مٹھو ڈوگر اور شیخ یعقوب ایم پی اے کے والد شیخ محمد یوسف (مرحوم) کے لئے بھی فاتحہ خوانی کروائیں۔

(اس مرحلہ پر قاری نور محمد نے شہداء اور مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی کروائی)

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی قاری نور محمد صاحب نے دعا کروائی ہے۔ میری گزارش ہے کہ سورۃ الفاتحہ اور سورۃ الاخلاص کے بعد دعائے مغفرت کروائی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ دوبارہ دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: سیکرٹری اسمبلی پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں گے۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔	چودھری محمد شفیق	ایم پی اے، پی پی۔296
2۔	چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ)	ایم پی اے، پی پی۔228
3۔	چودھری طاہر محمود ہندلی	ایم پی اے، پی پی۔125
4۔	چودھری عبداللہ یوسف	ایم پی اے، پی پی۔109

حلف

نومنتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: اب ہماری نومنتخب رکن صوبائی اسمبلی محترمہ سیمل کامران حلف لیں گی اور ممبران اسمبلی کے رجسٹر پر دستخط ثبت کریں گی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ سیمل کامران نے حلف لیا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط ثبت فرمائے)

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! ابھی پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس میں خواتین کو نمائندگی نہیں دی گئی۔

جناب سپیکر: میرے لئے تمام معزز ممبران برابر ہیں۔ محترمہ سیمل کامران! کیا آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

محترمہ سیمل کامران: جی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سمیل کامران: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ آج اللہ تعالیٰ نے مجھ پر رحمت فرمائی اور مجھے یہ عزت بخشی کہ میں نے یہاں پر حلف لیا۔ میں سب سے پہلے اپنی پارٹی کی لیڈر شپ کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں چودھری شجاعت حسین صاحب، چودھری پرویز الٰہی صاحب، اپنے پارلیمانی لیڈر چودھری ظہیر الدین صاحب اور چودھری مونس الٰہی صاحب کے اعتماد اور ان کے بھروسے کی وجہ سے اس معزز ایوان کا حصہ بنی ہوں۔ میں انشاء اللہ ہمیشہ یہی کوشش کروں گی کہ اپنی پارٹی قیادت کے اعتماد اور بھروسے پر پورا اتروں۔ میری یہ پوری کوشش ہوگی کہ میں صوبہ پنجاب کے عوام کی بہتری اور فلاح کے لئے اپنا موثر کردار ادا کروں۔ بہت بہت شکریہ

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ میں آج یہاں پر وفاقی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔Be relevant

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے۔ میں مشکور ہوں کہ شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے vision کو سامنے رکھتے ہوئے صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری، وزیراعظم جناب یوسف رضا گیلانی اور وزیر اقلیتی امور جناب شہباز بھٹی نے اقلیتوں کے لئے تمام ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹا منظور کیا ہے۔ میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ 23۔ دسمبر 2008 کو وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اقلیتوں سے خطاب کرنے کے دوران پنجاب میں بھی ملازمتوں پر پانچ فیصد کوٹے کا وعدہ فرمایا تھا تو میری یہ استدعا ہے کہ حکومت پنجاب بھی اقلیتوں کے لئے تمام ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹے کا اعلان کرے۔

جناب سپیکر: آپ کسی ذریعے سے معاملہ لے کر آئیں۔ ایسا تو مناسب نہیں ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، رانا صاحب!

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے کی وفات پر اظہار تعزیت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے کی وفات پر اظہار تعزیت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت1997 کے قاعدہ234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق ایم پی اے کی وفات پر اظہار تعزیت کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

سابق رکن اسمبلی محترمہ غزالہ فرحت (مرحومہ) کی المناک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان محترمہ غزالہ فرحت مرحومہ صاحبہ سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب W-362 کی المناک وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے

اور ان کے لئے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحومہ غزالہ فرحت کے مرحوم شوہر راجہ سلطان عظمت حیات بھی دو مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب W-362 کی المناک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لئے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحومہ غزالہ فرحت کے مرحوم شوہر راجہ سلطان عظمت حیات بھی دو مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مرحومہ غزالہ فرحت صاحبہ سابق رکن صوبائی اسمبلی پنجاب W-362 کی المناک وفات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتا ہے اور ان کے لئے لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ مرحومہ غزالہ فرحت کے مرحوم شوہر راجہ سلطان عظمت حیات بھی دو مرتبہ پنجاب اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

”قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے حوالے سے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔“

(تحریک منظور ہوئی)

قرارداد

دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور مذمت

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرارداد میرے علاوہ پاکستان پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر راجہ ریاض صاحب اور قائد حزب اختلاف چودھری ظہیر الدین صاحب کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی جارہی ہے۔

”صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی کی لہر کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان دہشت گردی کے ان واقعات میں ہونے والے قیمتی جانوں کے نقصان کو قومی المیہ اور ان واقعات کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان لاہور میں مناواں سنٹر اور ریسکیو 15 پر ہونے والے دہشت گرد حملوں کی بھی پُرزور مذمت کرتا ہے اور شہید ہونے والے اہلکاروں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ مزید یہ کہ دہشت گردی کے ان واقعات

کے دوران پنجاب پولیس کی قیمتی جانوں کے ضیاع پر اظہار افسوس کرتا ہے اور محکمہ پولیس کی کارکردگی کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان ڈیرہ اسماعیل خان، نوشہرہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان 12۔ جون 2009 کو ہونے والے خودکش حملے کے نتیجے میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کو نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔ مرحوم ایک غیر متنازع دینی شخصیت تھے جنہیں تمام مسالک کے ہاں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اعتدال اور سادگی ان کی شخصیت کا حسن تھا۔

یہ ایوان افواج پاکستان کے ساتھ بھی مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے شروع کئے جانے والے آرمی آپریشن کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان افواج پاکستان کے شہداء کو سلام پیش کرتا ہے اور افواج پاکستان کے برسرپیکار جوانوں اور افسران کو یقین دلاتا ہے کہ پوری قوم کی حمایت اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی کی لہر کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان دہشت گردی کے ان واقعات میں ہونے والے قیمتی جانوں کے نقصان کو قومی المیہ اور ان واقعات کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان لاہور میں مناواں سنٹر اور ریسکیو 15 پر ہونے والے دہشت گرد حملوں کی بھی پُرزور مذمت کرتا ہے اور شہید ہونے والے اہلکاروں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ مزید یہ کہ دہشت گردی کے ان واقعات کے دوران پنجاب پولیس کی قیمتی جانوں کے ضیاع پر اظہار افسوس کرتا ہے اور محکمہ پولیس کی کارکردگی کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان ڈیرہ اسماعیل خان، نوشہرہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان 12۔جون 2009 کو ہونے والے خود کش حملے کے نتیجے میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کو نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔ مرحوم ایک غیر متنازع دینی شخصیت تھے جنہیں تمام مسالک کے ہاں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اعتدال اور سادگی ان کی شخصیت کا حسن تھا۔

یہ ایوان افواج پاکستان کے ساتھ بھی مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے شروع کئے جانے والے آرمی آپریشن کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان افواج پاکستان کے شہداء کو سلام پیش کرتا ہے اور افواج پاکستان کے برسرپیکار جوانوں اور افسران کو یقین دلاتا ہے کہ پوری قوم کی حمایت اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان ملک میں جاری حالیہ دہشت گردی کی لہر کی پُرزور مذمت کرتا ہے۔ یہ ایوان دہشت گردی کے ان واقعات میں ہونے والے قیمتی جانوں کے نقصان کو قومی المیہ اور ان واقعات کو اسلام اور وطن عزیز کے خلاف ایک مذموم سازش قرار دیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کارروائیوں کے پیچھے پوشیدہ ہاتھ کو بے نقاب کرنا ضروری ہے۔

پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان لاہور میں مناواں سنٹر اور ریسکیو 15 پر ہونے والے دہشت گرد حملوں کی بھی پُرزور مذمت کرتا ہے اور شہید ہونے والے اہلکاروں کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ مزید یہ کہ دہشت گردی کے ان واقعات کے دوران پنجاب پولیس کی قیمتی جانوں کے ضیاع پر اظہار افسوس کرتا ہے اور محکمہ پولیس کی کارکردگی کو سراہتا ہے۔

یہ ایوان ڈیرہ اسماعیل خان، نوشہرہ اور ملک کے دیگر علاقوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات کی بھی مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان 12-جون 2009 کو ہونے والے خود کش حملے کے نتیجے میں جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر مفتی سرفراز نعیمی صاحب کی شہادت کو نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان قرار دیتا ہے۔ مرحوم ایک غیر متنازع دینی شخصیت تھے جنہیں تمام مسالک کے ہاں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اعتدال اور سادگی ان کی شخصیت کا حسن تھا۔

یہ ایوان افواج پاکستان کے ساتھ بھی مکمل اظہار یکجہتی کرتا ہے اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے شروع کئے جانے والے آرمی آپریشن کی مکمل حمایت کرتا ہے۔ یہ ایوان افواج پاکستان کے شہداء کو سلام پیش کرتا ہے اور افواج پاکستان کے برسرپیکار جوانوں اور افسران کو یقین دلاتا ہے کہ پوری قوم کی حمایت اور دعائیں ان کے ساتھ ہیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اس قرارداد کے متفقہ منظور ہونے پر میں آپ سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج کا یہ اجلاس دو وجوہات کی بنیاد پر نہایت ہی اہمیت کا حامل اجلاس ہے۔ ایک یہ کہ یہ بجٹ اجلاس ہے کیونکہ بجٹ چاہے ملک کا ہو یا صوبے کا ہو جب وہ پیش ہوتا ہے تو پورے صوبہ کے عوام کی اور ملک کے عوام کی نظریں لگی ہوتی ہیں کہ اس بجٹ میں عام آدمی کی سہولت کے لئے کیا ہوگا؟ اس کے علاوہ جو اس کی دوسری اہمیت ہے وہ یہ کہ جب ہمارا پچھلا ریگولر اجلاس ختم ہوا تھا تو اس کے بعد اس صوبے میں اور اس ملک میں بہت بڑے event آئے جس میں یہاں گورنر راج لگا، یہاں عدالتوں کے فیصلے آئے، یہاں حکومتیں ختم کی گئیں لیکن میں اس ہاؤس میں بیٹھے ممبران کو اور تمام لیڈرشپ کو یہ کہوں گا کہ انہوں نے ذاتی، سیاسی یا پارٹی کے مفادات کو بالائے طاق رکھ کر ملکی مفاد کو مدنظر رکھا اور ملکی مفاد کی بنیاد پر ہی تمام سیاسی فیصلے کئے۔

جناب سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ اس اسمبلی کی روایات کو دیکھیں اور ان کو کبھی study کریں تو ان میں دوران اجلاس جتنے اہم واقعات ہوتے ہیں وہ پوائنٹ آف آرڈر پر اس ہاؤس میں discuss ہوتے رہے ہیں اور ان روایات کو سب سے زیادہ رانا پھول خان نے قائم رکھا جو ہمیشہ اس اسمبلی کی روایات بناتے رہے ہیں اور انہوں نے قائم بھی رکھیں اور روایات بھی بنائیں۔ اگر آپ ان روایات کو توڑنا چاہتے ہیں تو میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

جناب سپیکر: آپ کوئی relevant بات کریں جو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کہنا چاہتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اگر آپ کو یہ بات relevant نہیں لگتی تو پھر یہ میری بدقسمتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ بات تو سب کو پتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ کو یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں لگتا کہ اس صوبے میں، اس ملک میں اس اجلاس سے پہلے اتنے بڑے event ہوئے اور اگر کوئی ممبران event پر اپنی بات کرنا چاہے اور پارٹیوں کی جو لیڈر شپ ہیں وہ جو مدبرانہ فیصلے کریں ان کو appreciate کیا جائے۔ آپ کو یہ کوئی بات نہیں لگتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بہت بڑے event ہوئے ہیں۔ 1947 سے لے کر اب تک یہاں پر انا کی سیاست ہوتی رہی ہے لیکن اس وقت تمام لیڈر شپ نے چاہے وہ پیپلز پارٹی کی ہو، مسلم لیگ (ن) کی ہو انہوں نے ذاتی انا سے اور پارٹی level سے ہٹ کر ملکی مفاد میں فیصلے کئے۔ جو خلیج آیا، جو تلخیاں بڑھیں پھر انہوں نے بڑے مدبرانہ انداز سے اور بڑے پیار سے اور بڑی محبت سے ملکی مفاد کو سامنے رکھتے ہوئے تمام باتوں کو بھلا کر یہ فیصلہ کیا کہ یہ بات ملکی مفاد میں ہے کہ ہم اس alliance کو قائم رکھیں اور اس alliance کو متحد رکھیں تاکہ اس وقت ملکی مفاد میں یہ ہے کہ ہم اکٹھے ہو کر یہ جو دہشت گردی کی ایک وبا ہے ہم ساری قوم اکٹھے ہو کر اس کا مقابلہ کریں۔ میں اس بات پر تمام منتخب ممبران کو اور تمام پارٹیوں کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ ہم مل کر اسی طرح ملکی مفاد کی خاطر فیصلے کریں تو انشاء اللہ یہ سسٹم بھی مضبوط ہو گا اور ملک سے یہ دہشت گردی بھی ختم ہو گی اور اس طرح عام آدمی کی حالت بھی بہتر ہو گی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ہم وقفہ سوالات شروع کرنا چاہتے تھے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں دہشت گردی کے حوالے سے جو قرارداد پاس ہوئی ہے اس پر چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس معزز ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج اس معزز ایوان میں دہشت گردی جس کے خلاف اب پوری قوم متحد ہو چکی ہے، پوری قوم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم نے اس پاکستان کو بچانا ہے۔ وہ لوگ جو یہ کہنے لگ پڑے تھے کہ اسلام آباد پر طالبان کا قبضہ ہو گا۔ بی بی سی نے اپنی پرسوں کی رپورٹ میں یہ بتادیا ہے کہ یہ بات کرنے والے یا یہ سوچ رکھنے والے لوگ اب پاکستان میں ختم ہو رہے ہیں کہ اسلام آباد پر قبضہ ہو سکتا ہے۔ جب دہشت گردی کی بات ہو تو اگر ہم محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کا نام نہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادتی ہے۔ ان کے ان جذبات کی، ان کی اس محب وطنی کی، ان کی اس ملک سے دوستی کی، ان کے اس ملک کے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ بے نظیر بھٹو کو چیلنج کیا گیا تھا کہ آپ پاکستان نہ جائیں۔ دہشت گردوں نے چیلنج کیا تھا لیکن ہماری شہید محترمہ بے نظیر بھٹو جو بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عالمی لیڈر بھی تھیں وہ اس ملک میں آئیں اور انہوں نے اس دہشت گردی کی جنگ کا اپنی جان دے کر آغاز کیا۔ آج جناب آصف علی زرداری صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی صاحب، پچھلے آٹھ سال پرویز مشرف رہا لیکن اس کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ دہشت گردوں کے خلاف میدان میں نکل سکے یہ جرأت اور ہمت صرف پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت کو حاصل ہوئی کہ جب ملک پر مشکل وقت آیا اور جب ملک میں حالات خراب ہوئے اور جب اس ملک کو خون کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلے خون پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے دیا اور آج بھی ان مشکل حالات میں جب بجلی نہیں تھی، سوئی گیس نہیں تھی اور جب ملک میں معاشی بحران تھا تو اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت نے ان دہشت گردوں کے خلاف آپریشن کا آغاز کیا اور میں میاں محمد نواز شریف اور مسلم لیگ (ن) کی قیادت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے شانہ بشانہ چلتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ ہم دہشت گردی کے خلاف ان کے ساتھ ہیں اور آج پوری قوم دہشت گردی کے خلاف

متحد ہے۔ میں آج مسلم لیگ (ق) کے دوستوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے آج یہاں پیش کی جانے والی قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پوری قوم متحد ہے اور میں دہشت گردوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہم ڈرنے اور جھکنے والے نہیں ہیں انشاء اللہ ان کا خاتمہ کر کے رہیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پوائنٹ آف آرڈر

گندم خریداری مہم کے دوران حلقہ پی پی۔79 میں کسانوں پر ناجائز ایف آئی آر کا اندراج

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کاٹھیا صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلے دنوں پنجاب میں گندم خریداری کی شروع ہونے والی مہم کے سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں کسانوں کا جو حال ہوا وہ دیکھا لیکن کسانوں کا جو حال میرے حلقہ پی پی۔79 میں ہوا شاید اس طرح کا برا حال کہیں بھی نہ ہوا ہو۔ یہاں پر وزیر خوراک تشریف فرما ہیں اور میرے پاس یہ ریکارڈ ہے جس میں کسانوں پر ایک تھانے میں 80 ایف آئی آر درج ہوئیں اور سب سے زیادہ شرم کی بات یہ ہے کہ کسانوں نے بوریوں میں امانت میں خیانت کی ہے کہ انہوں نے بوریاں واپس نہیں کیں۔13 تاریخ کو ایف آئی آر درج ہو رہی ہے اور 5 تاریخ کو بوریاں واپس آئی ہیں اور اس سے متعلقہ میرے پاس ریکارڈ ہے اور زیادہ تر اسی طرح کا معاملہ ہے تو میری humble request ہے کہ یہ پنجاب کے کسانوں کا مسئلہ ہے تو اسے وزیر صاحب کے ذمہ لگائیں اور اگر یہ میرٹ بنتا ہے تو تمام ایف آر ختم کی جائیں کیونکہ اب گندم کی خریداری رک چکی ہے اور یہ جو چاہتے تھے وہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ پولیس والے بیس تیس ہزار روپے لے کر کاغذ مکمل کروانے کے بعد ایف آئی آر خارج کر رہے ہیں۔ اگر یہ حکومت کی طرف سے ہو جائے اور اگر ان کا میرٹ بنتا ہے تو ایف آئی آر خارج ہونی چاہئیں۔

جناب سپیکر: وزیر خوراک صاحب! ان کی جائز شکایات کے بارے میں دیکھ لیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ فاضل رکن کی بات کا میں جواب دیتا ہوں کہ انہوں نے یہ واقعہ اسمبلی کے ایوان میں quote کیا ہے جس میں allegedly کاشتکاروں کے خلاف کچھ ایف آئی آر درج کی گئیں۔ کاش! کہ وہاں یہ بھی کہہ جاتے کہ پاکستان کی تاریخ میں کبھی کسی حکومت نے چھوٹے کاشتکار سے ساٹھ لاکھ من گندم سرکاری قیمت پر نہیں خریدی۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہاں! جہاں وزیر اعلیٰ پنجاب کی یہ خواہش تھی کہ کاشتکار گندم خریداری مہم کا براہ راست فائدہ اٹھائے وہاں ان کی یہ بھی خواہش تھی اور اپنی ٹیم کو جس میں وزیر خوراک، محکمہ خوراک اور وزراء اور ایم پی ایز وغیرہ گشت پر نکلے ہوئے تھے یہ ہدایت تھی کہ آڑھتی چھوٹے کاشتکار سے اس صورتحال کا فائدہ نہ اٹھائے۔ اگر اس قسم کے پرچے چاک ہوئے ہیں تو ہم بطور گورنمنٹ اسے own کرتے ہیں کہ کاشتکار کی گندم آڑھتی نے 850/800 روپے میں اٹھائی اور محکمے کے پاس اس نے 950 روپے میں فروخت کی ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ اس قسم کے واقعات کے خلاف پرچے چاک ہوئے ہیں اور ایف آئی آر ہوئی ہیں۔ اگر ان کی کوئی genuine شکایت ہے تو یہ تشریف لائیں کیونکہ اس میں party, on party کا کوئی فرق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: genuine کی بات کریں۔ genuine بات کو آپ ضرور دیکھیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وہی عرض کر رہا ہوں کہ اگر genuine cases ہیں تو حکومت یقیناً اس پر نظر ثانی کرے گی لیکن یہاں ماننا پڑے گا کہ پاکستان کی تاریخ میں کسی وزیر اعظم نے چھوٹے کاشتکار کی وہ خدمت نہیں کی جتنی میاں محمد شہباز شریف نے کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: حکومتی سطح پر گندم خریداری مہم پنجاب کی عوام کے لئے بڑا خوش آئند اقدام تھا اور ہم بھی خواہش مند تھے کہ یہاں سے مڈل مین کا role ختم ہو اور گندم کی خریداری خود حکومت کرے۔ اس انقلابی قدم پر ہم وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: سابقہ بجٹ پیش ہوئے ایک سال ہو گیا ہے لیکن ہمیں ترقیاتی فنڈ نہیں دیا گیا تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔

سوالات (محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: جب ٹائم آئے گا تو اس وقت پوچھنا اور یہ کل بجٹ پیش ہونے کے بعد پوچھنا۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور یہ سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔ جی، میاں صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 63 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں طارق محمود: سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ڈنگہ، کھاریاں روڈ کو دو رویہ بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*63: میاں طارق محمود: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈنگہ کھاریاں روڈ کو دو رویہ سڑک بنتے ہوئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

(ب) اس کے اوپر کتنی لاگت آئی ہے؟

(ج) اس سڑک کو مکمل ہونے میں کتنا عرصہ درکار ہے؟

(د) کیا اس سڑک پر جو کام ہو رہا ہے شیڈول کے مطابق ہے اور اگر کام تسلی بخش نہیں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے، اگر اس میں ناقص مٹیریل استعمال ہو رہا ہے تو کیا حکومت اس کے ذمہ داران کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ڈنگہ کھاریاں دو رویہ سڑک کا کام مالی سال 05-2004 میں شروع ہوا تھا ماسوائے تین پلوں کے approaches سڑک کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ سکیم 08-2007 میں unfunded ہو گئی۔

(ب) اس کی تعمیر پر اب تک مبلغ 256.116 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) صرف تین پلوں کی approaches کا کام باقی ہے کل سڑک کا ترمیم شدہ تخمینہ 265.641 ملین ہے۔یہ سکیم اے ڈی پی 09-2008 میں شامل ہے اور پچاس لاکھ روپے کی allocation کر دی گئی ہے ترمیم شدہ تخمینے کے مطابق بقایا فنڈز ملنے کے بعد تین ماہ کے عرصہ میں کام مکمل ہو جائے گا۔

(د) کھاریاں ڈنگہ روڈ کی تعمیر کا کام فنڈز کی دستیابی کے مطابق جاری رہا متعلقہ عملہ کام کے معیار کو وقتاً فوقتاً چیک کرتا رہا ناقص میٹریل کے استعمال کی شکایت پر متعلقہ افسران کے خلاف انکوائری سپرنٹنڈنگ انجینئر پراونشل ہائی وے سرکل گوجرانوالہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سڑک کو مکمل ہونے کے لئے کتنا عرصہ درکار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ باقی سوال انہوں نے پڑھ لیا ہے اب یہ سوال کے جز (ج) کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ یہ کب تک مکمل ہو جائے گی؟ اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ کام 2009-5-27 کو شروع ہوا ہے اور اس کی مدت چھ ماہ مکمل ہونے کی ہے۔ یہ انشاء اللہ 2009-11-26 کو مکمل ہو جائے گا۔ اس کے لئے ابھی ایک کروڑ 20 لاکھ روپیہ اس سال مالی بجٹ میں رکھنا ہے۔۔۔(شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔۔ اتنی important بات چل رہی ہے اور دوست شور کر رہے ہیں۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پچھلے سال 50 لاکھ روپیہ دیا گیا اور بقایا ایک کروڑ 20 لاکھ روپیہ اس سال بجٹ میں رکھا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ 26-11-2009 کو مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ مطمئن ہیں؟

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! کام ختم ہونے کے لئے کیا یہ رقم کافی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): اب جو رقم allocate کرنی ہے اس کے مطابق یہ مکمل ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ صرف تین پلوں کے approaches کا کام باقی ہے۔ میرا محترم وزیر صاحب سے سوال ہے کہ کیا original plan میں یہ پل نہیں تھے، اگر تھے تو کیا کنٹریکٹر کو delay کرنے پر penalty لگائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا یہ original plan میں تھا کہ نہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے۔ یہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، کچھ افسروں کے خلاف انکوائری کی گئی ہے، وہ مکمل ہو چکی ہے اور اب صرف personal hearing باقی ہے۔ چند دنوں تک اس کی findings سامنے آ جائیں گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بڑی simple سی بات ہے کہ اگر یہ پل original plan میں نہیں تھے تو وہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے جو محکمے نے کی ہے۔ اگر یہ original plan میں تھے تو پھر کنٹریکٹر پر کم از کم 25 فیصد penalty لگنی چاہئے تھی کیا وہ لگائی ہے یا نہیں لگائی اسی کی وجہ سے یہ project delay ہوا ہوگا اور اسی کی وجہ سے آج بھی محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ مبہم ہے، آج تک کوئی نہیں بتا رہا ہے کہ یہ complete کب ہوگا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس سوال کا جواب فروری میں تیار کیا گیا تھا۔ اس کی latest position شاید آپ کو معلوم نہیں ہے اور وہ میں نے پہلے بتا دی ہے۔ latest position کے مطابق میں آج رپورٹ دے رہا ہوں کہ اس میں یہ شامل تھے صرف approach roads رہتی تھیں، جو اس میں کمی رہ گئی تھی اس کی انکوائری ہو چکی ہے اور انکوائری کی رپورٹ چند دنوں تک آ جائے گی۔ اس رپورٹ کے مطابق جو جو آفیسر guilty ہوں گے ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب کی بات اس حد تک مان لیتا ہوں لیکن میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ کنٹریکٹر کے خلاف جو penalty ہو گی وہ اس ہاؤس کو ضرور بتایا جائے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! وہ بتا دیا جائے گا۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔ آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 67 ہے۔

جناب سپیکر: کیا سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل چنیوٹ، 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے کے منصوبہ جات سے متعلقہ تفصیلات

*67: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے تحصیل چنیوٹ میں کتنے منصوبہ جات مکمل کئے؟

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم ٹھیکیداروں کو الاٹ کی گئی؟

(ج) ان منصوبہ جات کو کن کن ٹھیکیداروں نے مکمل کیا، ان کی مکمل تفصیل بتائی جائے اور کیا ان ٹھیکیداروں نے کام وقت پر اور معیار کے مطابق کیا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبائی محکمہ ہائی وے (ساؤتھ زون) نے 2005 سے آج تک تحصیل چنیوٹ میں 16 منصوبہ جات مکمل کئے۔

(ب) ان منصوبہ جات کے لئے 125.263 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی اور ٹھیکیداروں کو 116.714 ملین روپے کی رقم الاٹ کی گئی۔

(ج) تمام کام معیار کے مطابق مکمل کئے گئے ہیں۔تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے لیکن پہلے میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ یہ تحصیل چنیوٹ نہیں ہے، یہ ضلع چنیوٹ ہے۔جب اس کا جواب آیا اس وقت وہ ضلع بن چکا تھا انہیں ریکارڈ کی درستی کر لینی چاہئے۔اس کے بعد میری گزارش ہے کہ میرا سوال کا جز (الف) یہ تھا کہ 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے تحصیل چنیوٹ میں کتنے منصوبے شروع کئے اور کتنے مکمل کئے؟ انہوں نے میرا آدھا سوال حذف کر کے صرف یہ بتایا ہے کہ کتنے مکمل کئے۔وہاں صورتحال یہ ہے کہ کوئی بھی سڑک چلنے کے قابل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو کیا ہوائی جہاز چلانے کے قابل ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: ہماری ایک چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ ہے جو پورے جنوبی پنجاب کو سنٹرل پنجاب سے ملاتی ہے۔یہاں جنوبی پنجاب کے جتنے بھی ایم پی ایز بیٹھے ہیں وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ وہ لاہور پہنچنے کے لئے آسان ترین راستہ ہے۔پچھلے چار سال سے وہ سڑک شروع ہوئی ہے اس پر کچھ کام مکمل ہو گیا ہے اور کچھ ابھی ہونے والا ہے۔وہ سڑک پچھلے چار سال سے بند پڑی ہے۔صرف اس پر پردہ ڈالنے کے لئے میرا آدھا سوال حذف کر دیا گیا ہے اور سوال کی روح نکال لی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جب روح ہی نکل گئی تو پھر کیا باقی رہ گیا؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! وہ سڑک بالکل استعمال کے قابل نہیں رہی ہے۔وہاں ہر روز ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جب سڑک ہی نہیں ہے تو ایکسیڈنٹ کیسے ہو گئے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب! میں بتا رہا ہوں کہ وہاں اتنے کھڈے پڑ چکے ہیں، اس روڈ پر سے sand stone فیصل آباد کو supply ہوتا ہے، ہر روز کوئی ٹرک الٹ جاتا ہے اور گاڑی میں اکثر لوگ expire ہو جاتے ہیں۔ وہاں ایک شوگر مل ہے، crushing season میں بھی ایکسیڈنٹ ہوتے رہے ہیں۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا تھا اور وہ بتانے کی بجائے محکمے نے جو جواب دیا ہے اور جو سڑکیں انہوں نے بتائی ہیں اس میں کسی کی لمبائی 0.98 ہے، کسی کی 0.95 ہے، کسی کی 0.94 ہے، کسی کی 0.953 ہے۔ جو انہوں نے جواب دیا ہے اس میں کوئی سڑک بھی ایک کلومیٹر کی نہیں بنتی۔ میں نے جن سڑکوں کے بارے میں پوچھا تھا ان کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا۔ میری ان سے گزارش ہے کہ مجھے بتائیں کہ میرے سوال کے ساتھ اس طرح کا حال کیوں کیا ہے؟ اگر آپ مجھے یہ وزیر ایک گھنٹے کے لئے ادھار دے دیں اور میں ان کو ان سڑکوں پر لے جاؤں تو واپسی پر ان کا ایسے ہی حال ہو گا جو اس سوال کا ہوا ہے۔ کوئی آدمی اس سڑک پر چل نہیں سکتا۔ (قہقہے)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جب دوست محمد صاحب موجود ہیں جو اس وزارت کے انچارج ہیں تو پھر جواب کہیں اور سے کیوں آ رہا ہے؟

جناب سپیکر: وہ لوکل گورنمنٹ کے وزیر ہیں۔ آپ کو پتا نہیں ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کو پتا نہیں ہے۔ یہ محکمہ میرے پاس ہے۔ میرے بھائی کا سوال یہ تھا کہ 2005 سے آج تک محکمہ ہائی وے نے ضلع چنیوٹ میں کتنے منصوبہ جات مکمل کئے؟ ان کے سامنے بڑا clear جواب ہے کہ صوبائی محکمہ ہائی وے (ساؤتھ زون) نے 2005 سے آج تک ضلع چنیوٹ میں 16 منصوبہ جات مکمل کئے۔ وہ 16 کی 16 لسٹ یہاں موجود ہے۔ اس سے آگے اسی سوال میں تھا کہ وہ کون کون سے ٹھیکیدار تھے اور ان کو کتنی رقم دی گئی؟ وہ ساری detail اس میں موجود ہے۔ یہ اب especially ایک سڑک کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔ چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کے کنٹریکٹر کے خلاف already ایکشن لے لیا گیا ہے اور دوسرے کنٹریکٹر کو وہ کام award کر دیا گیا ہے۔ یہ delay اس لئے ہو رہا ہے کہ یہ کیس کورٹ میں چل رہا تھا۔ اسے فوری طور پر ختم کر کے اس پر کام کیا جائے گا۔ آخر میں انہوں نے یہ آفر بھی کی ہے کہ یہ

وزیر ایک گھنٹے کے لئے دے دیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہ اتنا عرصہ وہاں آتے جاتے رہے ہیں اور ٹھیک ہیں تو انشاء اللہ میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا تو ٹھیک رہوں گا۔

جناب سپیکر: یہ اسی لئے ڈر کر نہیں جا رہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب سپیکر! حسن مرتضیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ وزیر مجھے ایک گھنٹے کے لئے دے دیں۔ میں تو عرض کروں گا کہ لامحدود عرصہ کے لئے لے لیں یہ تحفہ اپنے پاس ہی رکھیں اور ان کو گھماتے رہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: .No, no point of order, it is not relevant جب آپ کی بات کا جواب دیا جاتا ہے تو آپ باتوں میں لگ جاتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! نہیں، میں تو ان کی تجویز سے حیران ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑیں، آپ اپنی بات کریں۔ وہ ایسی باتیں کرتے رہتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جی، وہ تو کرتے رہتے ہیں لیکن حیران ہونا یہ میرا بھی حق ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے کہہ دیا، No point of order, it is not relevant ان کی بات چھوڑیں۔ اب آپ مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہی عرض کی ہے کہ میرے سوال میں اپنی کارستانی چھپانے کے لئے ردوبدل کی گئی ہے۔ وزیر صاحب کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ جواب تو محکمہ نے دیا ہے، یہ محکمہ کی طرف سے ہوا ہے۔ میری عرض یہ ہے کہ اب یہ دوسری چٹ بھیجیں کہ سڑک کب شروع ہوگی اور کب مکمل ہوگی؟ کم از کم وہ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتے کہ یہ کب تک مکمل ہونی ہے تو دوبارہ یہ بات کرنے کی نوبت ہی نہ آتی۔

جناب سپیکر: جی، ندیم صاحب!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انہوں نے جو دوبارہ بات کی ہے میں ان کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ باقی سولہ پراجیکٹس مکمل ہو چکے ہیں اور ان سولہ کے بروقت مکمل ہونے کی رپورٹ بھی یہاں پیش کی گئی۔ انہوں نے خاص طور پر ایک سڑک چنیوٹ، پنڈی بھٹیاں روڈ کے بارے میں کہا ہے اس کے بارے میں، میں نے پہلے بھی ان کو بتا دیا ہے کہ یہ already ایک

کنٹریکٹر کے پاس تھی جو کام نہیں کر رہا تھا اور اس نے غلط کام کیا، اس کے اوپر ایکشن لیا گیا اور اس سے کنٹریکٹ واپس لے کر دوسرے کو award کر دیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ ہمیں completion date دے دیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ fresh بات ہے، اس وقت تو میں پوری detail نہیں دے سکتا۔ میں ان کو صبح مہیا کر دوں گا کہ یہ کس کو دیا گیا ہے اور یہ کب مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، صبح دے دیا جائے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ۔ انہوں نے جو سولہ سکیمیں بتائی ہیں یہ بتا دیں کہ یہ ڈسٹرکٹ ہائی وے کی ہیں یا پراونشل ہائی وے کی ہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ صوبائی محکمہ ہائی ویز ساؤتھ زون کے تحت ہیں جو سولہ سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مطمئن ہوں اور اگلے سوال پر بھی مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: اگلے سوال پر بھی مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: جی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، بتائیں!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں حسن مرتضیٰ صاحب کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور خاص کر ابھی چنیاں روڈ کا ذکر نہیں آیا وہاں پر بھی ہر روز روڈ کے نامکمل ہونے کی وجہ سے ڈکیتیاں ہوتی رہتی ہیں اور فیصل آباد روڈ کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ آپ وہ بتائیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! فیصل آباد روڈ جس کی تعمیر کا اعلان کئے ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں اور ابھی تک اس روڈ کو چھیڑا تک نہیں گیا وہ موت کا کنواں بنا ہوا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جلد از جلد اس کی تعمیر کروائی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کا مطالبہ ہو گیا۔ ضمنی تو نہیں ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ اس سے related نہیں ہے۔ یہ ان کا نیا مطالبہ ہے۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے؟

جناب سپیکر: اسی سوال سے متعلقہ ہے؟

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جی، اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جن کا سوال ہے وہ تو کہہ رہے ہیں کہ میں مطمئن ہوں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! اس سوال کی figures بہت odd ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ total منصوبہ جات پر approximately 125 million مختص کئے گئے تھے اور ٹھیکیداروں کو 116 million rupees allot کر دیئے گئے ہیں اور آپ ساتھ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ تمام کام معیار کے مطابق مکمل ہو چکا ہے۔ یہ بتائیں کہ رقم میں اتنا difference کیوں ہے؟ اور اگر مکمل طور پر یہ سڑکیں بن چکی ہیں تو price usually over and above جاتی ہے یہ less کیوں ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ بات بہت واضح ہے کہ جب بھی کوئی ٹینڈر لیا جاتا ہے تو اس کی ایک قیمت مقرر کی جاتی ہے اور جب وہ ٹینڈر کوئی submit کرتا ہے یا purchase کرتا ہے تو وہ definitely دو فیصد یا ایک فیصد below جاتا ہے۔ اس وجہ سے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے اور اس میں یہی دیکھا گیا ہے کہ اس سے below ہی ہوا ہے کبھی اوپر نہیں جاتا۔ اگر یہ اوپر چلا جائے تو سارے ٹینڈر کو revise کرنا پڑتا ہے۔ یہ کوئی زیادہ فرق نہیں ہے اگر سولہ سڑکوں میں 7 ملین کا فرق ہے تو یہ اتنا بڑا فرق نہیں ہے۔ یہ نیچے آیا ہے کیونکہ competition میں جب ٹھیکیدار اس کو حاصل کرتے ہیں تو یہ below rates پر دیتے ہیں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: جناب سپیکر! I want to ask a question on this, please. جب مختص شدہ ریٹ سے کم پر ٹینڈر دے رہے ہیں تو یہ بات بالکل واضح ہو گی کہ اگر کوئی کم قیمت پر سڑک بنا رہا ہے تو وہاں پر وہی حال ہو گا جیسا کہ ہمارے ایم پی اے صاحب نے کہا کہ وہ سڑکیں وقت سے پہلے ٹوٹ گئیں، ان کا بُرا حال ہے تو اگر وہ اتنے کم ریٹ پر بنا رہے ہیں جتنا کہ گورنمنٹ نے مختص کیا ہے تو It does not make sense, I would like کہ وزیر صاحب اسے explain کریں کہ یہ ایک پراجیکٹ کی certain price ہے اس سے کم پر کیسے جا سکتا ہے اور اس کی کوالٹی کو آپ کیسے maintain کر سکتے ہیں؟ بہت شکریہ

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں فاضل ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کوئی نئی پریکٹس نہیں ہے۔ ہمیشہ ہی اسی طرح سے ہوتا رہا ہے اور یہ آج بھی اسی طرح ہو رہا ہے اور جب سے پاکستان وجود میں آیا ہے تب سے اسی پریکٹس کے تحت چل رہا ہے اس میں ایک چیز بڑی واضح ہے کہ quality of work پر کوئی compromise نہیں ہے۔ اس میں کسی قسم کی چھوٹ نہیں دی جاتی اور یہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ جب competition ہوتا ہے تو اس میں ٹھیکیدار کم ریٹ دیتے ہیں لیکن وہ محکمے کی responsibility ہوتی ہے کہ وہ اس کی کوالٹی چیک کرے اور اگر اس کو کہیں بھی غلطی نظر آئے تو اس کو rectify کرنے کی responsibility بھی انہی کی ہوتی ہے اور وہ اس میں کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! اگلا سوال آپ کا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جی، میرا سوال ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! صفحہ ہی کھڑ تچ گیا ہے۔ (قہقہہ)

جی، سوال نمبر 71 ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

تحصیل چنیوٹ 2005 تا 2007 میرٹ سے ہٹ کر بیلداروں کی بھرتی کا معاملہ

*71: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ، ای ڈی او ورکس نے 2005 تا 2007 بیلدار بھرتی کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی کرتے وقت میرٹ کو نظر انداز کر کے مستحق لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی، اس کی وجہ بیان کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست نہ ہے۔ محکمہ ورکس اینڈ سروسز جھنگ میں سال 2005 تا 2007 کوئی نئی بھرتی نہ کی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: اس کا جواب انہوں نے تفصیل سے نہیں دیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ جیسے اوپر بیان کیا گیا ہے تو اوپر سے ان کا مطلب پچھلے سوال کا جواب ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کا جز (الف) نہیں پڑھا اور اگر جز (الف) پڑھ لیتے تو جو (ب) میں لکھا ہوا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، سمجھ آ جاتا۔ اگر (الف) پڑھ لیں تو (ب) کی سمجھ آ جائے گی اور اگر (الف) ہی نہیں پڑھیں گے تو (ب) کی سمجھ نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: انہوں نے اپنی گپ شپ کا ٹائم بھی درمیان میں نکالنا ہوتا ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان کا سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے تحصیل چنیوٹ، ضلع جھنگ، ای ڈی او (ورکس) نے 2005 تا 2007 بیلدار بھرتی کئے؟"

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انہیں (الف، ب) ہی نہیں آتی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔انہوں نے یہ نہیں کہا۔انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے جز(الف) نہیں پڑھا۔ آپ سمجھے نہیں ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ دیکھیں، میں اس ہاؤس کا حصہ ہوں، آپ ہمارے custodian ہیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ایک وزیر اٹھے اور وہ ایک ممبر کو یہ کہہ دے کہ اسے (الف، ب) ہی نہیں آتی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔not at all ایسی بات وہ کر بھی نہیں سکتے اور انہوں نے کی بھی نہیں ہے۔ آپ نے غلط سُنی ہے، کسی نے آپ کو غلط بتادیا ہے۔(قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ کسی نے مجھے غلط بتادیا ہے۔کیا مجھے یہ بھی نہیں پتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ گپ شپ میں مصروف تھے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ ریکارڈنگ منگوالیں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ نے جز(الف) نہیں پڑھا اس لئے جز(ب) کی سمجھ نہیں آئی۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کو clear کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پہلے بھی یہ بات کی تھی کہ انہوں نے جز(الف) نہیں پڑھا بلکہ انہوں نے جز(ب) پڑھا ہے اور اگر جز(الف) پڑھ لیتے تو پھر ان کو جز(ب) کی بھی سمجھ آجاتی کہ جز(ب) میں کیا لکھا ہوا ہے تو اس میں سوال یہ ہے کہ "کیا یہ درست ہے محکمہ ہائی وے تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ (EDO (Works نے 07-2005 تک بیلدار بھرتی کئے۔" اس کا جواب تھا کہ درست نہ ہے۔محکمہ ورکس اینڈ سروسز جھنگ میں سال 07-2005 کوئی نئی بھرتی نہ کی گئی ہے اور انہوں نے جو جز(ب) میں دوسرا سوال کیا ہے وہ یہ تھا کہ "کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی کرتے وقت میرٹ کو نظرانداز کر کے مستحق لوگوں کے ساتھ ناانصافی کی گئی، اس کی وجہ بیان کریں؟" تو یہاں پر جز(ب) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔چونکہ بھرتی ہی نہیں ہوئی تو اس میں بے ضابطگی اور میرٹ کو نظرانداز کرنے کا تو مسئلہ ہی نہیں رہتا تو میرا خیال ہے کہ ان کو misunderstanding ہوئی ہے اور یہاں کسی نے شرارت کی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اب انہوں نے بیٹھتے بیٹھتے ایک اور فقرہ کسا ہے کہ ''یہاں کسی نے شرارت کی ہے'' اگر کوئی ممبر بات کرے تو کیا وہ شرارت کرتا ہے؟ دیکھیں کہ انہوں نے دوبارہ اپنی زبان سے یہ بات مانی ہے کہ انہوں نے آج تک جز(الف) نہیں پڑھا اور انہیں جز(ب) کی کیسے سمجھ آئے گی۔

جناب سپیکر: انہوں کہا ہے کہ آپ نے سوال کا جز(الف) نہیں پڑھا جس کا جواب آیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ ان کی تسلیاں اور صفایاں دے رہے ہیں اور وہ بار بار اُسی بات پر بضد ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر جز(الف) پڑھا ہوتا تو بات انہیں سمجھ آتی۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہو سکتا اور وہ ایسا کر ہی نہیں سکتے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں پھر واضح کرنا چاہتا ہوں اور چوتھی دفعہ واضح کر رہا ہوں کہ ان کو میں نے پہلے کہا ہے کہ اگر آپ نے جز(الف) پڑھا ہوتا تو آپ کو جز(ب) کی بھی سمجھ آجاتی تو انہوں نے جز(الف) پڑھا ہی نہیں جس کی وجہ سے ان کو جز(ب) کی سمجھ نہیں آئی اس لئے بات clear ہو گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ان کو چاہئے کہ ان باتوں میں ٹائم ضائع نہ کریں اور ان کو organize کریں کہ اس serious matter پر سوال اور جواب serious لیں اور مذاق نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ سوال کو serious لے رہے ہیں اور جواب بھی serious دے رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ یہ جو لفظ بھرتی کا لکھا گیا ہے کہ محکمہ نے اس دوران کوئی بیلدار بھرتی نہیں کئے کیا اس میں وہ لوگ شامل ہیں جو daily wages ہیں یا daily wages پر محکمہ بیلدار بھرتی کر رہا ہے، کیا ان کو بھی یہ لوگ بھرتی میں شمار کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے؟ یہ C&W محکمہ میں جو daily wages پر بیلدار رکھتے ہیں اور ان کے اندر جو کچھ ہوتا ہے آپ کے بھی علم میں ہے اور کیا وہ ان کو بھرتی میں لا رہے ہیں یا ان کو exclude کیا ہوا ہے اور دوسری میری منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ کیا منسٹری میں کوئی shuffling کا معاملہ ہے جو آپ C&W کے جواب دے رہے ہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ صرف ان کے سوال کا جواب دیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! پہلی بات جو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ reshuffling کا معاملہ کوئی نہیں ہے۔ جب سے اس اسمبلی کا پچھلے سال سے سیشن شروع ہوا ہے تب سے ہی میں تین محکموں کو deal کر رہا ہوں اور یہ میرے ساتھ ہی تھا اور دوسری بات یہ ہے---

جناب سپیکر: اس بات کو چھوڑ دیں۔ وہ آپ کی بات سمجھ گئے ہیں اور جو بات انہوں نے کی ہے وہ بتا دیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ان کا سوال بالکل نیا سوال ہے اور جس میں، میں اس کو بالکل categorically clear نہیں بتا سکتا۔ اگر دوبارہ اس کے بارے میں نیا سوال کر دیں تو میں ان کو بتا دوں گا کہ daily wages والے اس میں ہیں یا نہیں ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات بڑی simple سی ہے۔ کھوسہ صاحب بھی ماشاء اللہ بہت learned ہیں۔ میں نے یہ نہیں کہا، مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ابھی جو جواب دیا جا رہا ہے ان کو پتا ہے کہ daily wages کے اندر کیا ہو رہا ہے اور میں نے صرف یہ سوال کیا ہے کہ "کیا ان بھرتیوں میں daily wages پر جو لوگ رکھے جا رہے ہیں وہ بھی شامل ہیں؟" اس کا جواب آنا چاہئے تھا کہ ہاں وہ بھی شامل ہیں کیونکہ ان کو بھی خزانہ سے پیسا ادا ہو رہا ہے، وہاں سے جب ان کو پیسا مل رہا ہے، ان کو گیارہ مہینے رکھنے کے بعد پھر ایک ہفتہ کے gap کے بعد پھر دوبارہ رکھ لیا جاتا ہے۔ ان کو اگر رکھا جا رہا ہے تو بتا دیا جائے کہ ہاں ان کو بھی بھرتی میں شمار کیا جا رہا ہے کیونکہ اس طرح سے تو محکمہ نے یہ جواب دے کر اپنے آپ کو بالکل clear کر لیا۔ یہ بالکل مبہم جواب ہے اور انہوں نے یہ لکھ دیا کہ ہم نے بھرتی نہیں کی۔ ہاں میں مانتا ہوں کہ انہوں نے کوئی بھرتی نہیں کی لیکن وہ اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں تو یہ اس میں بتا دیں کیا daily wages اس میں شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی فاضل ممبر سے عرض کیا ہے کہ یہ ایک نیا سوال بنتا ہے۔ اس میں چونکہ بھرتی کا معاملہ ہے اور یہ بھرتی قواعد وضوابط اور پالیسی کے تحت کی جاتی ہے۔اس کے بارے میں حسن مرتضیٰ صاحب کا سوال آیا تھا اور اس کا میں نے مکمل طور پر جواب دے دیا ہے اور اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی مزید وضاحت انہیں چاہئے تو مجھے بتادیں تو میں کل ان کو اس چیز کی وضاحت کر دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کو پھر pending کر دیں۔

جناب سپیکر: کس لئے اس کو pending کریں گے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ ان کا نیا سوال بنتا ہے اور اس کا اس کے ساتھ کوئی relation نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ نیا سوال اپنی طرف سے دے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو پھر آپ کا حکم ہے لیکن ویسے یہ جواب صحیح نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، next question میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔ تشریف رکھتے ہیں؟۔۔۔ سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 155 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

چیف آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ میں تعینات
افسران واہلکاران ودیگر منصوبہ جات کی تفصیل

*155: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چیف آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ میں تعینات افسران واہلکاران کے نام، عہدہ، تاریخ تعیناتی اور تنخواہ کے کی package تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) چیف آرکیٹیکٹ کی زیر نگرانی اس وقت زیر تعمیر منصوبوں کے بارے میں بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا کسی منصوبے کے مکمل کرنے پر چیف آرکیٹیکٹ اوران کے عملہ کو انعام واکرام سے نوازا گیا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس منصوبے کی رقم کے ساتھ ساتھ انعام کی رقم سے بھی ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) افسران واہلکاران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آرکیٹیکچر ڈیپارٹمنٹ سالانہ ترقیاتی پروگرام اور ضلعی ترقیاتی منصوبوں کی آرکیٹیکچرل پلاننگ کرتا ہے۔زیر تعمیر بڑے منصوبوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں!

(د) تفصیل مندرجہ ذیل ہے نیز آرڈر کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

منصوبے کی رقم

چیف منسٹر سیکرٹریٹ	415.970ملین

انعامی رقم

-1	زہرااشرف،چیف آرکیٹیکٹ	400000/-
-2	سلیم الرحمن،ڈائریکٹر آرکیٹیکچر	100000/-
-3	آمنہ نسیم،ڈپٹی ڈائریکٹر آرکیٹیکچر	75000/-

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!اس سوال کا جز(ج) ہے کہ ”کسی منصوبے کو مکمل کرنے پر چیف آرکیٹیکٹ اوران کے عملے کو انعام واکرام سے نوازا گیا ہے“ تو اس میں مجھے مثال دی گئی ہے کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ بنایا گیا تھا اور اس سلسلے میں جو ان کے چیف آرکیٹیکٹ ہیں ان کو چار لاکھ روپے دیئے گئے اور ان کے ساتھ ایک خالد مختار کھوکھر صاحب کو دو لاکھ روپے دیئے گئے اور اس طرح کوئی پانچ آدمیوں کی ٹیم ہے جن کو اس کے وقت کے بادشاہ سلامت نے انعام واکرام سے نوازا تھا۔یہ منصوبہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ جب شروع ہوا تھا تو دو سو ساٹھ ملین کا تھا اور اس کی completion چار سو پندرہ ملین پر ہوئی تھی اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس وقت جو انعام واکرام دیا گیا تھا اس کی کیا وجہ تھی یا کیا اس کی وجہ یہ بنائی گئی ہے کہ اس پراجیکٹ کی لاگت کو دو سو ملین بڑھا دیا گیا ہے یا اس کے اندر اس کی ٹوٹل لاگت کو ڈبل figures میں بتایا گیا ہے،اس کی کیا وجہ بنائی گئی ہے کہ ان کو انعام وکرام دیا گیا ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جب بھی کوئی منصوبہ شروع ہوتا ہے تو اس میں extensions ہوتی رہتی ہیں جیسا کہ ہماری نئی اسمبلی جو بن رہی ہے اس کے اندر بھی بہت سی ردوبدل ہوئی ہے اور بہت سے اخراجات بڑھے ہیں تو ممکن ہے اس وقت یہ منصوبہ بھی کچھ چھوٹے level کا ہو اور اس کے بعد extend کر دیا گیا ہو اور اس میں جو انعامی رقم دی گئی ہے یہ چیف منسٹر کی اس وقت power تھی اور وہ دے سکتے تھے اس لئے انہوں نے دئیے ہیں۔ یہ ان کو بھی پتا ہے کہ کون سے چیف منسٹر تھے اور انہوں نے اپنی مرضی سے دئیے ہیں۔ یہ ان کی power میں تھے تو اس لئے اس نے اپنی اس power کو استعمال کرتے ہوئے دیئے ہیں تو اس لئے قانون کے خلاف بات نہیں ہوئی اور قانون کے دائرہ کے اندر سب کچھ ہوا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں منسٹر صاحب نے جس قانون کی بات کی ہے میں ان کی بالکل تائید کرتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کی power ہیں کہ وہ یقیناً سرکاری خزانہ سے انعامات دے سکتے ہیں اور اس کے ساتھ جو اس نے مجھے 80 کے قریب منصوبہ جات کی لسٹ دی ہے جس میں جنرل ہسپتال کا منصوبہ ہے جو 2006 کے اندر مکمل ہونا تھا اور اس کی ڈیڈ لائن دی گئی تھی لیکن وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا اور وہ اسی ڈیپارٹمنٹ کے under ہے۔ اس کے بعد کوٹ لکھپت کے اندر ایک کالج ہے جس کو 2007 میں مکمل ہونا تھا جو ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا اور اس کے بنیادی structure میں کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی اور اسی طرح قائداعظم لائبریری ہے اور وہ بھی ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ اسی طرح اور بھی بے تحاشا منصوبہ جات ہیں جو لاہور سے باہر کے ہیں اور رپورٹ کے مطابق ابھی تک مکمل نہیں ہوئے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسمبلی کی ابھی بات کی ہے۔ اسمبلی کی بلڈنگ 2006 میں مکمل ہونا تھی اور اس کے بنیادی structure میں کوئی تبدیلی بھی نہیں لائی گئی۔ اسی محکمے نے dome ڈیزائن کیا تھا اور وہ dome شیشے کا بننا تھا۔ پوری دنیا میں کروڑوں روپے کی advertisements کی گئیں کہ اس dome کو بنانے کے لئے ٹینڈر طلب کئے جائیں۔ محکمے کو یہ جواب آیا کہ آپ نے پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے لئے جو dome ڈیزائن کیا ہے وہ دنیا کی کوئی کمپنی نہیں بنا سکتی لیکن انھوں نے کروڑوں روپے خرچ کر کے اس dome کا بنیادی structure بنا دیا جو بلڈنگ 2006 میں مکمل ہونی تھی اب اس کی completion کی deadline 2009 دی گئی ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر انعام واکرام سے نوازا گیا ہے تو اس میں جو دو دو، تین تین سال کی تاخیر ہوئی ہے اور اس میں جو کروڑوں اربوں روپے کے

نقصانات ہوئے ہیں اس پر بھی محکمے کے کسی سرکاری افسر کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے؟ 80 منصوبہ جات میں سے 70 کے قریب منصوبہ جات ابھی تک مکمل نہیں ہو سکے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جن دیگر منصوبہ جات کا ذکر کیا ہے وہ کسی طرح بھی اس سوال سے related نہیں ہیں۔

میاں نصیر احمد: آپ نے اسمبلی کی بات کی ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): پلیز! میری بات سنیں۔ میں نے اس لئے مثال دی تھی تاکہ بتا دیا جائے کہ جو لاگت بڑھتی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں۔ وہ کسی سڑک کے بارے میں ہو سکتی ہے، کسی ہسپتال کے بارے میں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ changes آتی رہتی ہیں۔ معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ جن لوگوں نے ان منصوبوں میں delay کی ہے ان کے خلاف کیا گیا ہے۔ چونکہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے یہ انعامات دیئے تھے۔ ان کے پاس اتھارٹی تھی اور انھوں نے اس کے مطابق دیئے لہذا اس سے تو یہ چیز سامنے نہیں آ سکتی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میرا سوال یہ نہیں تھا۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور ایسا پراجیکٹ ہے جس پر delay ہو رہی ہے یا اس کے بارے میں کوئی problems آ رہے ہیں تو یہ اس بارے میں mention کریں اور سوال دیں تو انھیں مکمل جواب دے دیا جائے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں کسی کنٹریکٹر کی بات نہیں کر رہا بلکہ میں تو آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں کہ جتنے بھی delaying tacts ہوئے ہیں وہ سارے اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ جہاں تک انھوں نے پنجاب اسمبلی کی بات کی ہے تو میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے کسی ڈیزائن یا سٹرکچر میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اس کے باوجود اس ڈیپارٹمنٹ نے دو سال کی delay اپنے ذمے لی ہے اور وہ اس لئے لی تھی کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے خلاف کارروائی نہیں ہو سکتی۔ اگر وزیر صاحب کے علم میں کوئی ایسی بات ہے کہ پنجاب اسمبلی کی بلڈنگ کے بنیادی سٹرکچر میں کوئی تبدیلی لائی گئی ہے تو وہ ایوان کے علم میں لائیں۔ ڈیپارٹمنٹ نے تو جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے مطابق انھوں نے 2006 میں completion دینی تھی۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! کوئی specific سوال کریں اور اس کا جواب لیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی بلڈنگ کے بارے میں نیا سوال کر دیں تو ان کی تسلی کرا دی جائے گی اور visit بھی کرا دیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 353 ہے- Answer to be taken as read

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رنگ روڈ کی تعمیر کا منصوبہ، تخمینہ و دیگر معاملات

*353: **محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رنگ روڈ لاہور کی تعمیر کا منصوبہ کب بنایا گیا اور اس وقت اس کی تعمیر کا تخمینہ کیا بنایا گیا تھا؟

(ب) مذکورہ روڈ کی اب تک کتنی تعمیر کی جا چکی ہے اور اس پر کیا لاگت آئی ہے اور جن ٹھیکیداروں سے تعمیر کروائی گئی، ان کے نام مع لاگت کیا ہے؟

(ج) مذکورہ رنگ روڈ کا کتنا حصہ ابھی بقایا ہے، اس پر تعمیر کا تخمینہ کیا ہے اور کب تک مکمل کر لی جائے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور رنگ روڈ کی مختلف alignments کے بارے میں studies گزشتہ سالوں کے دوران ہوتی رہی ہیں تاہم موجودہ منصوبہ پر 2004 میں نیسپاک کی مدد سے ڈیزائن کا کام شروع ہوا۔ اگست 2005 میں مجاز اتھارٹی کی منظوری کے وقت اس کی کل لمبائی (بشمول فیروز پور روڈ پر رنگ روڈ کی تعمیر) 61.5 کلو میٹر اور تخمینہ لاگت (بشمول لاگت حصول زمین) تقریباً 64۔ارب روپے لگایا گیا تھا۔

(ب) لاہور رنگ روڈ فیز 1 (کل لمبائی 40.3 کلو میٹر) کے 17 حصے یا پیکج بنائے گئے ہیں۔ اس کے 13 پیکج مختلف فرموں کو ایوارڈ ہو چکے ہیں۔ اب تک تقریباً 17.3 کلو میٹر (43 فیصد) حصے پر کام تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ 6.4 کلو میٹر (16 فیصد) حصے میں کام درمیانی مرحلے میں ہے۔ 9 کلو میٹر (22 فیصد) حصے میں کام ابتدائی مرحلے میں ہے۔ فیز-1 کے بقایا 19 فیصد حصوں پر کام، حصول اراضی، بجلی، پانی، ٹیلیفون، گیس وغیرہ کی لائینوں کی منتقلی کے بعد الاٹ ہو گا۔

فیز-1 کی تعمیر پر اب تک مندرجہ ذیل لاگت آئی ہے:-

1- تعمیراتی کام (سول ورکس بشمول تنصیبات اور بجلی، پانی، ٹیلیفون، گیس وغیرہ کی لائینوں کی منتقلی): 8162.106 ملین روپے

2- رقم ایوارڈ برائے حصول اراضی بشمول عمارات و دیگر تنصیبات وغیرہ (پیکج 1 تا 6-9-10-12-13-16-17) 9665.940 ملین روپے

اب تک کی کل لاگت:

17828.046 ملین روپے (تقریباً 18- ارب روپے) فیز-11 (لمبائی تقریباً 47 کلو میٹر) جسے سدرن لوپ کہا جاتا ہے ابھی ابتدائی ڈیزائن اور حتمی منظوری کے مرحلے میں ہے- فیز-1 کے ٹھیکیداران فرموں کے نام اور ان کے کئے گئے کاموں کی لاگت annexure-A ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے-

(ج) فیز-1 (40.3 کلو میٹر) کے جاری اور بقایا حصوں کی تعمیر کا موجودہ تخمینہ تعمیراتی کام تقریباً 21.372- ارب روپے ہے، یعنی فیز-1 کے جاری اور بقایا حصوں کی تعمیر پر (علاوہ حصول اراضی) ابھی تک کے تخمینہ کے مطابق تقریباً 13- ارب روپے مزید لاگت آئے گی- فیز-1 کی تعمیر میں حصول اراضی کی تکمیل، تنصیبات کی منتقلی و دیگر formalities کی تکمیل کے بعد تقریباً اٹھارہ (18) ماہ کا مزید عرصہ درکار ہوگا، فیر-11 یعنی سدرن لوپ (لمبائی تقریباً 47 کلو میٹر) چونکہ ابھی ابتدائی ڈیزائن کے مرحلے میں ہے لہذا تخمینہ لاگت لگانا ابھی ممکن نہ ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طلعت یعقوب: وزیر صاحب کے محکمے نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس سوال کا جواب دیا ہے لہذا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے-

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے- محترمہ! اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے-

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 354 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے-

فیروزپور روڈ براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ کو چوڑا کرنے کا مسئلہ

*354: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ٹرمینل کی main entrance جو کہ فیروزپور روڈ براستہ بھٹہ چوک ائیرپورٹ تک جاتی ہے کو چوڑا نہیں کیا جا سکا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کو چوڑا نہ کرنے کی وجہ ٹیلی فون ایکسچینج ہے، کیا متعلقہ محکمہ کو ٹیلی فون ایکسچینج کی عمارت کی منتقلی کے لئے لکھا گیا ہے، اگر ہاں تو کب اور اس وقت کیس کی پوزیشن کیا ہے نیز مذکورہ سڑک کو کب تک چوڑا کر دیا جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیروزپور روڈ سے ایئرپورٹ تک براستہ بھٹہ چوک سڑک کو سال 99-1998 اور 2000-1999 میں مندرجہ ذیل حصول میں چوڑا کیا گیا تھا:-

1-کلومیٹر 0.0 تا 5.06	20 فٹ سے 32 فٹ
2-کلومیٹر 5.06 تا 8.83	20 فٹ سے 40 فٹ
3-کلومیٹر 8.83 تا 13.30	20 فٹ سے دورویہ (چار لین)

ٹریفک کے موجودہ بہاؤ کو مدنظر رکھتے ہوئے سڑک کو فیروزپور روڈ سے سجپال تک (کلومیٹر 0.00 تا 8.83) دورویہ (چار لین) بنانے کی ضرورت ہے-البتہ سجپال تا برکی روڈ براستہ ایئرپورٹ (کلومیٹر 8.83 تا 13.30) دورویہ (چھ لین) سڑک زیر تعمیر ہے-

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ فیروزپور روڈ سے ڈی ایچ اے limits تک سڑک کو مزید چوڑا کرنے کا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے- ٹیلی فون ایکسچینج کی منتقلی کے بارے میں متعلقہ محکمہ سے کوئی رابطہ نہ کیا گیا ہے-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! اس سوال کا بھی بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے لہذا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے-

جناب سپیکر: شکریہ- اگلا سوال راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ) صاحب کی طرف سے ہے-

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 458 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

راولپنڈی میں سڑکوں کی توسیع و مرمت کا مسئلہ

*458: راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آئندہ تین سالوں میں موجودہ حکومت راولپنڈی میں کس کس سڑک کی توسیع، کشادگی، مرمت اور خوبصورتی کے لئے منصوبہ بنا رہی ہے؟

(ب) مذکورہ ہر ایک منصوبہ کتنی لاگت سے مکمل ہوگا اور کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف، ب) فی الحال ایسا کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انھوں نے جز (الف) اور (ب) کا simple سا جواب دے دیا ہے کہ آئندہ تین سال تک راولپنڈی میں کوئی بھی سڑک تعمیر کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ یہ ذرا اس بارے میں واضح کریں۔ میں دوسرا سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ big city package کے تحت آئندہ راولپنڈی شہر میں پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی، آیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: مجھے بھی سمجھ نہیں آئی۔ پہلے مجھے سمجھائیں۔

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال کے دو جز تھے اس میں جواب آیا ہے کہ آئندہ تین سال کے دوران راولپنڈی شہر میں کسی بھی قسم کی کوئی نئی سڑک تعمیر نہیں کی جائے گی پہلے تو یہ اس بارے میں وضاحت کر دیں۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ big city package کے تحت راولپنڈی شہر میں پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے نئی سڑکیں تعمیر کی جائیں گی، کیا یہ درست ہے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چونکہ یہ سوال ہمارے محکمے کو address کیا گیا تھا اور ہمارے محکمے نے بڑا واضح جواب بتا دیا ہے کہ آئندہ تین سالوں میں ہمارے محکمے کے ذریعے سے کوئی project زیر غور نہیں ہے اور نہ ہی کیا جا رہا ہے۔ اس میں ضلعی حکومت involve ہوتی ہے اور ضلعی حکومت ہی وہاں پر projects چلاتی ہے۔ ابھی معزز ممبر نے جو بتایا ہے کہ big city package کے تحت پچاس کروڑ روپے کی لاگت سے راولپنڈی میں کوئی projects لائے جا رہے ہیں تو شاید وہ ابھی initial stages پر ہیں۔ اس چیز کے بارے میں ہمیں identify کیا گیا ہے اور نہ ہی convey کیا گیا ہے یہ جیسے ہی ہمارے علم میں آئے گا تو پھر ان کو بتا دیں گے کہ ایسی بات ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ منسٹر صاحب کے جواب سے مطمئن ہیں؟

راجہ حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): جی، میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری جاوید صاحب کی طرف سے ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 523 ہے۔ میں چاہوں گا کہ منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! سوال کا جواب پڑھ دیں۔

ضلع پاکپتن میں سڑکوں کی صورتحال واز سر نو تعمیر کا مسئلہ

*523: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن تا دیپالپور سڑک کی بری حالت ہے محکمہ ہذا اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے اور کب مکمل ہو گی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پاک پتن سے عارف والا تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے محکمہ ہذا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور کب تک نئی تعمیر مکمل ہو گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکپتن سے ساہیوال تک سڑک کو دو رویہ کیا جا رہا ہے اس پر کب تک کام شروع ہو گا اور کب مکمل ہو گا اور موجودہ خراب صورتحال کو کب تک ٹھیک کر لیا جائے گا؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے جو سوال کیا ہے میں پہلے وہ پڑھ لوں پھر جواب پڑھ دوں گا ان کے سوال کا جز (الف) ہے کہ ''کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن تا دیپالپور سڑک کی بری حالت ہے محکمہ ہذا اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے کیا اقدامات کر رہا ہے اور کب مکمل ہو جائے گی۔'' یہاں اس کا جواب یہ ہے کہ ''دیپالپور تا بونگہ حیات تک سڑک کی کشادگی و از سر نو تعمیر کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے'' لیکن چونکہ جواب پرانا ہے میں نے جو کل latest رپورٹ لی ہے اس کے مطابق کام شروع کر دیا ہے جبکہ بونگہ حیات سے پاکپتن سڑک بالکل ٹھیک ہے۔ یہ منصوبہ 10-2009 میں مکمل ہو جائے گا۔ معزز رکن سوال کے جز (ب) میں پوچھ رہے ہیں کہ ''کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکپتن سے عارف والا تک سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اس کی کشادگی و نئی تعمیر کے لئے محکمہ ہذا کیا اقدامات اٹھا رہا ہے اور کب تک نئی تعمیر مکمل ہو گی۔'' اس کے جواب میں ہے کہ ''پاکپتن تا عارف والا سڑک کی کشادگی و نئی تعمیر کا کام مارچ کے پہلے ہفتے میں شروع ہو چکا ہے اور اس کا کل تخمینہ پچاس کروڑ روپے ہے۔ اس کے لئے 09-5-2 کو 20 کروڑ روپے کے فنڈز ملے اور اس کی completion کی مدت 18 ماہ ہے، یہ منصوبہ 2010-11-1 کو مکمل ہو جائے گا۔ 20 کروڑ روپے میں سے 18 کروڑ روپے خرچ ہو چکے ہیں، اگلے مالی سال میں اس پراجیکٹ کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے جا رہے ہیں''۔ ان کا تیسرا سوال یہ تھا کہ ''کیا یہ بھی درست ہے کہ پاکپتن تا ساہیوال سڑک کو دو رویہ کیا جا رہا ہے، اس پر کب تک کام شروع کیا جا رہا ہے اور کب مکمل ہو گا، موجودہ صورتحال کو کب ٹھیک کر لیا جائے گا؟'' سالانہ پروگرام 09-2008 میں بنیادی طور پر اس سڑک کی بہتری کا منصوبہ شامل کیا گیا تھا لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کو دو رویہ کرنے کی منظوری دے دی ہے جس کا تخمینہ لاگت لگایا جا رہا ہے جس کی منظوری کے بعد کام شروع ہو جائے گا اور 11-2010 میں مکمل ہو جائے گا لیکن اسی دوران اس سڑک کو بہتر کرنے کے لئے بھی کچھ کام کیا جا رہا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے بڑی تفصیل سے سوال اور جواب دونوں پڑھے۔ میں سب سے پہلے تو آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ensure کریں کہ جب ایوان میں کسی محکمے کے سوال جواب ہوں تو متعلقہ محکموں کے

سیکرٹریز صاحبان یہاں تشریف لایا کریں چونکہ جو جونیئر آفیسرز یہاں آتے ہیں They are not competent enough. کہ وہ کسی چیز کو foresee کر سکیں یا ہمیں بتا سکیں۔

جناب سپیکر: ہمیں ان سے سروکار نہیں ہے۔آپ منسٹر صاحب سے بات کریں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! متعلقہ سیکرٹریز کو بھی یہاں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں اور آپ ذمہ دار نہیں ہیں بلکہ منسٹر صاحب خود ذمہ دار ہیں۔ He should come

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): انشاء اللہ۔معزز وزیر نے جز (الف) کا جواب پڑھا ہے جس میں انھوں نے کہا ہے کہ دیپالپور تا بونگہ حیات کی کشادگی کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے جبکہ بونگہ حیات تا پاکپتن سڑک بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کام ہو رہا ہے وہ تو بونگہ حیات پاکپتن روڈ پر ہو رہا ہے اگر وہ بالکل ٹھیک حالت میں تھی تو پھر اس کا کام الاٹ کرنے کے بعد وہاں پر کام کیسے شروع ہو گیا ہے؟ اگر اب انھوں نے بونگہ حیات پاکپتن روڈ کا کام الاٹ کر دیا ہے تو پھر اس فرم کا نام اور تخمینہ لاگت بتا دیں؟

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! جواب میں بڑا واضح طور پر لکھا ہے کہ "دیپالپور تا بونگہ حیات سڑک کی کشادگی اور از سر نو تعمیر کا کام الاٹ کر دیا گیا ہے" اس کا تخمینہ 481.996 million ہے یعنی 48 کروڑ 19 لاکھ 96 ہزار روپے ہے۔اس پر کام 31-12-2008 کو شروع ہوا ہے اور اس منصوبے کی مکمل ہونے کی مدت 18 ماہ ہے یعنی یہ منصوبہ 3-6-2010 میں مکمل ہو گا۔معزز رکن دو سڑکوں کو mix کر رہے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی چیز رہ گئی ہو، printing میں نہ آ سکی ہو۔میں معزز رکن کے ساتھ بیٹھ کر clear کر لیتا ہوں کہ کون سے منصوبے کے حوالے سے معزز رکن پوچھ رہے ہیں اور پھر ان کو بتا دوں گا کہ اس کا کیا status ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں یہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں جو جوابات آئیں وہ صحیح ہونے چاہئیں۔محکمہ کو پابند کیا جائے کہ آئندہ ایسا نہ ہو۔

جناب سپیکر: آپ اس کی نشاندہی کریں اگر غلط جواب دیا گیا ہو گا تو وزیر صاحب اس کا نوٹس لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نشاندہی کر رہا ہوں کہ ہمارے ہاں پاکپتن سے بونگہ حیات کی سڑک پر کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: محکمہ اگر غلط جواب دے گا تو اس کا ہم نوٹس لیں گے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): میں اسی بات کو آپ کے نوٹس میں لا رہا ہوں کہ محکمہ کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ بونگہ حیات، پاکپتن روڈ نہ صرف خراب تھی بلکہ اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے جبکہ یہاں پر کہا جا رہا ہے کہ یہ سڑک بالکل ٹھیک حالت میں ہے۔

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں نے یہی عرض کیا ہے کہ یہاں پر دو سڑکوں کو mix کر دیا گیا ہے۔ میں ابھی معزز رکن کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور ان کو satisfy کر دیتا ہوں۔ اصل صورتحال کے بارے میں ان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں جز (ب) کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہمیں بتایا جا رہا تھا کہ مارچ میں کام شروع ہو جائے گا۔ اگر پاکپتن عارف والا روڈ پر کام مارچ2009 میں شروع ہو گیا ہے تو یہ کس فرم کو allot کیا گیا ہے؟

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! انھوں نے اپنے سوال میں اس بات کی وضاحت نہیں مانگی تھی۔ اگر یہ وضاحت لینا چاہتے ہیں تو میں تھوڑی دیر کے بعد اس ٹھیکیدار کا نام ان کو دے دوں گا۔ چونکہ سوال میں اس بابت وضاحت نہیں مانگی گئی اسی لئے یہ نہیں دیا گیا۔ اگر معزز رکن اس بارے میں information لینا چاہتے ہیں تو میں آدھے گھنٹے میں انہیں یہ information فراہم کر دوں گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آخر میں جز (ج) کے بارے میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ میں یہاں پر اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کو خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ پاکپتن، ساہیوال روڈ کو دورویہ کرنے کا اعلان کر کے انہوں نے حضرت بابا فرید گنج شکر کی نگری کے لئے ایک ترقی کا راستہ کھولا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے پسماندہ علاقے کے لئے ایک بہت بڑا قدم ہے جس سے نہ صرف وہاں پر investment آئے گی بلکہ ہماری ترقی و خوشحالی کا سفر بھی شروع ہو جائے گا۔ میں چاہوں گا کہ یہ منصوبہ جلد از جلد مکمل ہو جائے۔ محکمہ نے یہ جواب 18-فروری کو دیا ہے۔ آج 15-جون کے اجلاس میں بھی یہ نہیں بتایا جا رہا ہے کہ کیا اس کا PC-I تیار ہو گیا ہے، کیا اس کی revise approval ہو گئی ہے یا نہیں، مہربانی کر کے یہ بتا دیا جائے کہ کیا اس کی revise approval ہو گئی ہے؟

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر، بھائی کو اس تاخیر کا علم ہے۔ جب اس سڑک کا اعلان ہوا تو یہ بھی وہاں پر موجود تھے اور میں بھی وہاں پر موجود تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس وقت خصوصی شفقت فرمائی اور یہ اعلان کیا تھا۔ یہ اعلان گورنر راج سے کچھ دن پیشتر ہوا ہے۔ اس کے بعد جو تاخیر ہوئی ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ اس دورویہ سڑک کی announcement ہو چکی ہے، وزیر اعلیٰ صاحب کی اس بارے میں ہدایات جاری ہو چکی ہیں۔ اب اس کی ورکنگ ہو رہی ہے۔ جیسے ہی وزیر اعلیٰ صاحب دوبارہ ہمیں inform کریں گے یا بجٹ میں اس کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے تو اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ چودھری جاوید صاحب خود بھی وزیر اعلیٰ صاحب سے اس بارے میں وضاحت لے سکتے ہیں کہ آیا اس منصوبے کے لئے رقم allocate کر دی گئی ہے یا نہیں؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس منصوبے کے لئے اب وزیر اعلیٰ صاحب کی منظوری کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے orders کر دیئے ہیں، ان کی directions جا چکی ہیں، اب تو محکمہ نے codal formalities پوری کرنی ہیں۔ وزیر صاحب مجھے اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ ہفتہ، دس دن میں یہ formalities مکمل ہو جائیں گی اور اگلے مالی سال میں اس منصوبے پر کام شروع ہو جائے گا۔ That would be enough.

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس بات کی یقین دہانی نہیں کروا سکتا کہ اس منصوبے پر ہفتہ یا دس دن میں کام شروع ہو جائے گا۔ اس بارے میں working ہو رہی ہے، اس کی designing مکمل کی جا رہی ہے۔ جب ہمیں اس منصوبے کے حوالے سے funds ملیں گے تو تب میں کوئی commitment کر سکتا ہوں کہ یہ منصوبہ کب شروع ہو گا۔ بہرحال on the floor of the House یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے منظوری دے دی ہے کہ ساہیوال تا پاکپتن دو رویہ سڑک بنائی جائے۔

جناب سپیکر: ندیم کامران صاحب! کیا آپ کے محکمہ کے سیکرٹری صاحب یہاں گیلری میں نہیں بیٹھے، کیا وہ یہاں نہیں آئے؟

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، نہیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے سیکرٹری صاحب کو یہاں آنے کو نہیں کہا؟

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب تو نہیں آئے البتہ ایڈیشنل سیکرٹری آئے ہوئے ہیں۔ وہ گیلری میں بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کو انھیں پابند کرنا چاہئے کہ متعلقہ محکمہ کے سیکرٹری یہاں آئیں۔

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جی، بہتر ہے۔ آئندہ سے انھیں پابند کیا جائے گا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس سوال کے حوالے سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس جواب میں محکمہ ہاؤس کے سامنے یہ commitment کر رہا ہے کہ "پاکپتن تا ساہیوال دورویہ سڑک 2010-11 میں مکمل ہو جائے گی۔" دو سال میں انھوں نے اس کو مکمل کرنا ہے۔ اگر codal formalities پوری کرنے میں چھ ماہ کا عرصہ لگ رہا ہے تو یہ project لیٹ ہو جائے گا لہذا میں یہ کہوں گا کہ اس project کو لیٹ نہیں ہونا چاہئے۔ میری صرف اتنی humble request ہے کہ اس بات کو ensure کر لیں۔

جناب سپیکر: آپ خود بھی اس کی تھوڑی سی پیروی کریں، تھوڑی ہمت کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہمارے ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب سو رہے ہیں، ان کو ذرا جگا دیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): ان کو پارلیمانی سیکرٹری صاحب پر اعتراض ہے یا سونے پر؟

جناب سپیکر: میں نے کسی کو سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔

وزیر خوراک/ مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! چودھری جاوید احمد صاحب نے بالکل صحیح کہا ہے کہ جواب میں اس منصوبے کی completion کے بارے میں بتا دیا گیا ہے کہ 2010-11 میں اس کو مکمل کر لیا جائے گا تو میں گزارش کروں گا کہ جلد ہی اس کی formalities پوری کر لی جائیں گی۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔ اگلا سوال ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! سوال نمبر 558۔ (معزز رکن نے ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 558 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، ہاں اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور، فیصل آباد سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی، لاگت و دیگر تفصیلات

*558: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور، فیصل آباد سڑک کس کمپنی نے کتنی لاگت اور کتنے وقت میں مکمل کی؟

(ب) اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈرز جمع کروائے اور سڑک کی تعمیر کرنے والی کمپنی کو کس بناء پر ٹھیکہ دیا گیا؟

(ج) لاہور، فیصل آباد سڑک پر کل کتنے ٹول ٹیکس پوائنٹ ہیں اور ایک عام کار کو لاہور سے فیصل آباد جانے تک کتنا ٹیکس دینا پڑتا ہے لاہور، فیصل آباد سڑک پر ٹول ٹیکس جمع کرنے والی کمپنی کا نام اور ٹھیکہ کا طریق کار کیا تھا اور اس ٹھیکہ میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا؟

(د) لاہور گوجرانوالہ سڑک تعمیر کرنے والی کمپنی کو سڑک تعمیر کرنے کے لئے کتنا وقت دیا گیا تھا اور یہ اب تک مکمل کیوں نہیں ہوئی، تاخیر کی ذمہ دار کمپنی کے خلاف محکمہ نے اب تک کیا کارروائی کی ہے، اگر نہیں کی تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دورویہ سڑک کی تعمیر بلڈ- آپریٹ اور ٹرانسفر (BOT) بنیاد لیفکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے کلی طور پر اپنے سرمائے سے کی ہے اور اس میں حکومت پنجاب یا کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا- اس کی تعمیر پر 5.8- ارب روپے لاگت آئی ہے- لیفکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ 25 سال تک اس کی maintenance کرے گی جس میں دو مرتبہ Asphalt کی تہہ بچھانا بھی شامل ہے- تخمینہ کے مطابق لیفکو کمپنی کا تقریباً 11- ارب خرچ ہوگا جو کہ کمپنی ٹول ٹیکس کی وصولی سے عرصہ معاہدہ میں پورا کرے گی- اس منصوبہ کی

مدت تکمیل 36 ماہ تھی لیکن کمپنی نے اسے 29 ماہ کی مدت میں مکمل کر لیا جو کہ شاہراہوں کی تعمیر میں اپنی جگہ ایک ریکارڈ ہے۔عموماً منصوبے بعد از میعاد ہی مکمل ہوتے ہیں۔

(ب) اس سڑک کی بلڈ آپریٹ اور ٹرانسفر (BOT) بنیاد پر تعمیر کے لئے محکمہ ہائی وے پنجاب نے اشتہار دیئے اور کمپنیوں نے bid میں حصہ لیا۔لیفکو کمپنی کو ٹھیکہ سب سے کم بولی (bid) وسیع تجربہ اور اعلیٰ مالی ساکھ کی بنا پر جو کہ کنسورشیم کی انفرادی کمپنیوں کو حاصل تھا، کی بنیاد پر دیا گیا۔شاہراہوں کی تعمیر میں فرنٹیئر ورکس آرگنائزیشن (FWO)، خالد رؤف اینڈ کمپنی، حبیب رفیق اینڈ کمپنی اور سچل انجینئرنگ مواصلاتی سیکٹر میں مایہ ناز ملکی کمپنیاں ہیں۔

(ج) اس سڑک پر مندرجہ ذیل جگہوں پر از روئے معاہدہ ٹول ٹیکس پوائنٹ تعمیر کئے گئے ہیں:۔

کوٹ عبدالمالک، کدلٹھی (شیخوپورہ) فیروز وٹواں، شاہ کوٹ، گٹ والا

اس سڑک پر لاہور سے فیصل آباد سفر کرنے والی کار کو مبلغ -/88 روپے ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے۔ٹول ٹیکس کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے۔چونکہ یہ بی او ٹی منصوبہ ہے جس پر تمام لاگت پرائیویٹ سیکٹر نے کی ہے۔لیفکو گورنمنٹ نوٹیفکیشن کے مطابق ٹول وصول کر رہی ہے۔ایف ڈبلیو او لیفکو کا lead partner ہے۔ایف ڈبلیو او کا موٹروے اور جی ٹی روڈ پر الیکٹرانک ٹول وصولی کا وسیع تجربہ ہے۔اس سڑک پر بھی ایف ڈبلیو کو ٹول وصولی پر مامور کیا گیا ہے۔لیفکو ٹول وصولی کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔

(د) متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: اس بارے میں کوئی ضمنی سوال؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ضمنی سوال سے پہلے میں ذکر کرنا چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب بالکل نامکمل ہے۔ محکمہ C&W کی یہ روایت بن چکی ہے کہ اس مسئلے پر جب بھی کوئی سوال آتا ہے تو اس کا جواب نامکمل دیا جاتا ہے۔ میں اس کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "اس سڑک کو تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈرز جمع کروائے؟" جواب کے اندر اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدنیتی پر مبنی ہے کیونکہ کسی اور کمپنی نے اس پراجیکٹ کے اندر ٹینڈر جمع کروائے ہی نہیں، صرف ایک کمپنی نے جمع کروائے۔ دوسری کمپنی fictitious تھی اور اس کا پاکستان میں کوئی وجود نہیں ہے اس لئے مقابلہ نہیں ہوا۔ آپ اس project کی رقم کو ملاحظہ کریں کہ یہ 5.8۔ارب روپے کا منصوبہ ہے۔ میں

پچھلے ایک سال سے بار بار کوشش کر رہا ہوں کہ یہ فراڈ منظر عام پر آئے لیکن ہر بار محکمہ اس کو چھپا لیتا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم اس سوال کو pending کر کے اس کا مکمل جواب منگوا لیتے ہیں کیونکہ آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔

وزیر خوراک/مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں ذرا اس کی وضاحت کر دوں تاکہ جو چیز نہیں بتائی گئی اس کا جواب وزیر صاحب حاصل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا ہے کہ ٹول ٹیکس کا ٹھیکہ لینے کے لئے کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا ہے؟ اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا کہ کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا۔

جناب سپیکر! اب آپ اس کے جواب کے اوپر آ جائیے۔ جواب کے جز (الف) میں کہا گیا ہے کہ "لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دو رویہ سڑک کی تعمیر بلڈ۔ آپریٹ اور ٹرانسفر (B.O.T) کی بنیاد پر لیٹکو (پرائیویٹ) لمیٹڈ نے کلی طور پر اپنے سرمائے سے کی ہے اور اس میں حکومت پنجاب یا کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا۔" میرا سوال یہ ہے کہ لیٹکو کے اندر جو چار partners ہیں اس میں F.W.O 60 percent کا partner ہے، کیا F.W.O کوئی پرائیویٹ ادارہ ہے، اگر پرائیویٹ ادارہ نہیں ہے تو پھر کیا اس ادارے نے جو رقم invest کی ہے وہ حکومتی ادارے کی رقم نہیں ہے؟ اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا بلکہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔ F.W.O ایک سرکاری ادارہ ہے اور اس کی invest کی ہوئی رقم کو private investment نہیں کہا جا سکتا۔

جناب سپیکر! انھوں جواب میں کہا ہے کہ "اس منصوبہ کی مدت تکمیل 36 ماہ ہے لیکن کمپنی نے اسے 29 ماہ کی مدت میں مکمل کر لیا۔" جناب! agreement کے مطابق، اس secret agreenebt جس کے بارے میں آج تک لوگوں کو پتا نہیں اور ابھی تک یہ پراجیکٹ مکمل نہیں ہوا، مکمل کا مطلب ہوتا ہے کہ جو تمام چیزیں agreement کے اندر ہیں وہ مہیا کر دی گئی ہیں، میں نے ہمیشہ یہ بات کی ہے اور ہر اجلاس میں challenge کیا ہے کہ وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا اس لئے اس کو

مکمل نہیں سمجھا جائے گا۔ ہاں، ایک طریقے سے یہ پراجیکٹ مکمل ہوا ہے کہ 29 ماہ کے اندر اندر Toll Tax وصول ہونا شروع ہو گیا جبکہ چیزیں ابھی مکمل نہیں تھیں۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ 5۔ ارب روپیہ لاگت آئی ہے اور ہم مبلغ 88 روپے Toll Tax ادا کرتے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ Toll Tax کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے۔ میرا گاؤں پہلے Toll Tax سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور ان کے حساب سے مجھے وہاں پر تین روپے ٹیکس دینا چاہئے جبکہ میں ہر دفعہ 26 روپے ٹیکس دیتا ہوں اور ہر گاڑی 26 روپے ٹیکس دیتی ہے۔ یہ بھی غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے اور 88 روپے کا جو فراڈ انہوں نے چلایا وہ یہ ہے کہ پانچ Toll Tax ہیں، کسی پر 26 روپے، کسی پر 25 روپے اور کسی پر 21 روپے ہے، یہ کیوں divide کیا گیا؟ یہ اس لئے کیا گیا تاکہ لوگوں کو دھوکہ دیا جا سکے۔ چھوٹی سی چٹ لگا دی کہ جناب! اگر آپ کے پاس پچھلے Toll Plaza کی چٹ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: مہربانی فرما کر اپنے ٹیلی فون بند کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! جتنا مہنگا یہ پراجیکٹ ہے اور جتنا اس میں گھپلا ہوا ہے اس کے مطابق مجھے اس پر بات کرنے کا وقت دیا جائے۔ میں اپنی ستم ظریفی اور اس ایوان کی بے بسی سمجھتا ہوں کہ پچھلے ایک سال سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکا اور بار بار ہم اسی کو take up کر رہے ہیں۔ میں نے اس مسئلے پر چار تحاریک جمع کروائی ہیں اور ایک بھی تحریک اپنے انجام کو نہیں پہنچ سکی۔ یہ وہی مسئلہ ہے جس میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نے دستخط کئے ہیں اور اس وقت کی حکومت نے بھی اس پر دستخط کئے جس کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ صوبائی اسمبلی اس مسئلے پر کوئی قانون سازی نہیں کر سکتی، ہم تو ابھی اس مسئلے کو بھی حل نہیں کر سکے یہ تو مسئلہ ہی ٹیڑھا ہو گیا ہے۔ یہاں پر سارا جھوٹ بولا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف! آپ اس پر جواب دینا چاہتے ہیں یا اس سوال کو pending کر دیا جائے؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جواب دینا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں، ٹائم بھی ختم ہو رہا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں آخری جھوٹ بھی ثابت کر دوں اس کے بعد آپ سچ بولئے گا۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! فرمائیں۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں ایک منٹ میں ان کا جواب دینا چاہتا ہوں جو کہ بڑا ضروری ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! وقفہ سوالات کا وقت بڑھا دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وقت نہیں بڑھ سکتا۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں صرف اس سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں اور یہ بالکل صحیح بات کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو حل ہونا چاہئے اور یہ بڑا اہم سوال ہے، اس کے جواب کا سب کو پتا ہونا چاہئے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ جو ساری باتیں کر رہے ہیں اس میں ہوا کیا ہے اور آگے ہم اس کو کیسے proceed کر سکتے ہیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں دو منٹ میں ان کو جواب دے سکتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): آپ میری بات سن لیں، آپ کی سب باتیں اسی میں آ جائیں گی۔ اس سے پیشتر بھی اس مسئلے پر ہاؤس کے سامنے دو دفعہ سوالات آئے اور دونوں دفعہ اس پر سیر حاصل بحث بھی ہوئی اور بہت سی چیزیں indicate کی گئیں کہ ایک ایسا خفیہ معاہدہ بنایا گیا جو آج تک سامنے نہیں آیا۔ اس سارے سلسلے میں اس معزز ایوان میں سپیکر صاحب کی وساطت سے ایک کمیٹی بنائی گئی جو اس کو probe کرتی، جو اس کو دیکھتی۔ اس سلسلے میں رانا ثناء اللہ صاحب کی زیر قیادت ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا کم از کم میں ممبر نہیں تھا حالانکہ مجھے بھی اس کا ممبر ہونا چاہئے تھا۔ بہر حال چونکہ یہ کمیٹی ہاؤس نے بنائی تھی اور سپیکر صاحب کی اجازت سے بنی تھی تو وہ کمیٹی بنائی گئی اور میرے علم کے مطابق اس کمیٹی کی تین یا چار میٹنگیں بھی ہوئیں جن میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات بھی آئے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ معاہدہ بھی اس کمیٹی کو دکھایا گیا۔ اس کمیٹی کے ممبر ہی اس کی صحیح حقیقت بتا سکتے ہیں کہ دکھایا گیا کہ نہیں دکھایا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تمام باتیں بڑی valuable ہیں اور ان کو ہاؤس کے سامنے بھی آنا چاہئے۔ اس کے لئے اس کمیٹی نے جو کام کیا ہے اس کی رپورٹ یہاں ایوان میں پیش ہونی چاہئے۔ اگر اس رپورٹ میں کچھ کمی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بات کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ تحریک استحقاق لے کر آئیں اور جنہوں نے ابھی تک کام مکمل نہیں کیا ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ وزیر موصوف نے بھی فرمایا ہے اور ہمارے معزز رکن بھی ایک سال سے اس مسئلے کو take up کر رہے ہیں۔ کیا یہ ہاؤس اتنا بے بس ہے کہ اگر کسی آدمی نے گھپلا کیا ہے تو اس کے اوپر action بھی نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہے تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا فائدہ کیا ہے؟ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ کمیٹی کی جو رپورٹ ہے وہ ایوان میں پیش کی جائے۔ پہلی بات تو اس میں یہ ہے کہ جو complainant ہے اس کو اس کمیٹی کا ممبر ہونا چاہئے تھا۔ ان کو آپ اس میں شامل کریں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں دونوں کو اس میں شامل ہونا چاہئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! اس سلسلے میں time fix کر دیں۔ مہینہ پندرہ دن جو بھی آپ مناسب خیال کریں اس میں یہ رپورٹ آنی چاہئے اور یہ معزز ایوان اور آپ اس پر کوئی فیصلہ کریں۔

جناب سپیکر: اس میں وزیر مواصلات و تعمیرات کو بھی شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میجر صاحب کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ رانا صاحب آپ اس کو finalize کر چکے ہیں؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): وزیر قانون صاحب اگر اس پر وضاحت کر دیں تو ان کی کافی باتیں clear ہو جائیں گی اور میرا یہ خیال ہے کہ میجر صاحب تو پہلے ہی اس کمیٹی کے رکن بھی تھے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! میں اس کمیٹی میں شامل ہوں اور میں اس کی میٹنگوں میں بھی شامل رہا ہوں۔ جناب وزیر قانون نے مجھے پچھلے اجلاس میں اپنے چیمبر میں بھی بلایا تھا۔ اس میں رانا غوث جو اس محکمے کے focal person ہیں ان کو یہ ذمہ داری دی گئی تھی کہ وہ visit کر کے اس پر ایک رپورٹ پیش کریں گے۔ ان کو تین terms of reference دیئے گئے تھے کہ آیا یہ سڑک معاہدے کے مطابق بنی، اس سڑک کے بننے سے 120 کلومیٹر کے اندر جو لوگوں کو تکالیف ہوئیں وہ واضح کی جائیں۔ تیسری بات یہ تھی کہ agreement کے اندر کیا کیا problems ہیں، میں نے کوئی چھ چکر اس ڈیپارٹمنٹ کے لگائے ہیں صرف یہ پوچھنے کے لئے کہ کیا وہ رپورٹ تیار ہو گئی ہے؟ مجھے یہ بتایا گیا کہ جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا تھا اس کی کہیں اور posting ہو گئی ہے۔ اس کی وضاحت تو وزیر قانون ہی

کر سکتے ہیں کیونکہ اس کی رپورٹ ان کے پاس آنی تھی۔ اب چار مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے لیکن وہ رپورٹ پیش نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: چار مہینے پہلے کی بات ہے۔ اب یہ رپورٹ تیار ہو گئی ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! میجر صاحب نے یہ معاملہ اٹھایا تھا اس کے اوپر کافی discussion ہوئی اور ان کے جو اعتراضات تھے اور جو باتیں انہوں نے pinpoint کیں وہ کافی reasonable اور وزنی تھیں۔ اس پر ایک کمیٹی تشکیل کی گئی اور میرے ذمہ یہ کام لگا اور میں نے سیکرٹری مواصلات و تعمیرات سے رابطہ کیا اور میں نے ان سے کہا کہ اس مسئلے پر جو بھی چیف انجینئر اس معاملے کو بہتر طور پر سمجھتا ہے ان کو بھیجیں۔ ان کے ساتھ میجر صاحب کی میٹنگ ہوئی اور اس پر اچھی طرح سے discussion ہوئی۔ اس کے بعد میجر صاحب کے اعتراضات کی روشنی میں یہ طریق کار طے ہوا کہ یہ چیزیں on ground دیکھ کر اس کے بعد ایک رپورٹ کمیٹی کو پیش کی جائے۔ اس کے بعد Toll Tax کے بارے میں فیصلہ کیا جائے۔ اس کے بعد دراصل ہوا یہ کہ پھر میجر صاحب بھی مصروف ہو گئے اور ہم بھی مصروف ہو گئے اور وہ مصروفیت تقریباً دو تین ماہ چلی۔ اس کے بعد پھر اس کے بارے میں خیال بھی کم رہا اور رابطہ بھی نہ رہا۔ اتنی دیر میں وہ focal person جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں چیف انجینئر صاحب ریٹائر ہو گئے ہیں اور وہ گھر جا چکے ہیں۔ اب اس سلسلے میں دوبارہ ایک میٹنگ کرنے کی ضرورت ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر مواصلات و تعمیرات کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ان کو بھی ساتھ شامل کر لیتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔ میجر صاحب کو پتا ہے کہ ساری باتیں discuss ہو چکی ہیں اور اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں تھا کہ وہ ہمارے سامنے معاہدہ نہیں پیش کرنا چاہتے یا وہ کوئی بہت خفیہ معاملہ ہے۔ ہر چیز سامنے آ گئی تھی۔ اس معاملے کو اسی اجلاس میں اگر آپ مناسب سمجھیں کل تو چونکہ بجٹ پیش ہونا ہے اگلے دن جب اجلاس ہو گا تو ان کو ہم بلا لیں گے اور بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کے لئے کوئی time frame بتا دیں کہ کتنے عرصے میں ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ٹائم کا معاملہ یہ ہے کہ اگر یہ مناسب سمجھیں تو کل ہی متعلقہ چیف انجینئر کو اور سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو بلوا کر اس معاملے کو

دوبارہ دیکھ لیتے ہیں لیکن جس آدمی کے ذمہ یہ سارا معاملہ لگا تھا وہ پتا نہیں موقع پر گیا بھی ہے یا نہیں؟ وہ سارا معاملہ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ اس کی جگہ پر جو نیا چیف انجینئر آیا ہو گا اس کو نئے سرے سے یہ سارا کرنا پڑے گا کیونکہ سابق چیف انجینئر ریٹائر ہو چکا ہے۔اس کے بعد تقریباً دو تین ماہ اپنے معاملات میں لگے رہے اور اس سے کچھ پوچھا ہی نہیں کہ تم وہاں گئے یا نہیں گئے کیونکہ ہم اس دوران سیڑھیوں پر اجلاس کرتے رہے۔اس میں جہاں ہمارا قصور بنتا ہے اس پر میجر صاحب بھی کوئی بری الذمہ نہیں ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا!قانون میں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ ایک آدمی بے ایمانی کر کے ریٹائر ہو گیا ہے تو اس سے recovery نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر: نہیں،اس کے بارے میں بے ایمانی کی بات نہیں کہی جا سکتی کیونکہ وہ ایسا بندہ ہی نہیں ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!اس چیف انجینئر کو تو سروے اور انکوائری کرنے کے لئے لگایا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے۔اب آپ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔میں مانتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ صاحب کی مصروفیت بہت زیادہ تھی لیکن میں بالکل فارغ تھا اسی لئے میں نے کہا ہے کہ میں نے 6 چکر لگائے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو dispose of کر دیا جائے۔رانا صاحب!آپ لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں ان سے رابطہ کر لوں گا۔اس میں میری مصروفیت کی کوئی ایسی بات نہیں ہے۔دراصل بعد میں تو تقریباً ایک مہینہ یہ محکمہ ہی ان کے پاس رہا ہے،ان کو چاہئے تھا اس دوران یہ مسئلہ حل کر لیتے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

وحدت کالونی لاہور میں اے بلاک سے ڈی بلاک تک کی سروس روڈ کی تعمیر نو کا مسئلہ

*685: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں (اے) بلاک سے (ڈی) بلاک تک کی سروس روڈ جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی پچھلے کئی سالوں سے مرمت کی گئی ہے اور نہ اسے دوبارہ بنانے کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا مذکور بالا سروس روڈ میں پانی کے اخراج کے لئے سیوریج کا کوئی مناسب بندوبست ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور یہاں سیوریج سسٹم کب تک بن جائے گا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سروس روڈ کب تک نئی بنادی جائے گی اور اس کے سیوریج سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے کب تک فنڈز مختص کر دیئے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سڑک اچھی حالت میں ہے۔

(ج) سروس روڈ کے پانی کا اخراج موجودہ سیوریج میں کیا جاتا ہے۔تاہم جب زیادہ بارش ہوتو سیوریج کا تمام بھرنے کی وجہ سے کچھ دیر کے لئے سڑکوں پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے۔جوں ہی سیوریج کے نظام کا level گرتا ہے۔سڑکوں کا پانی سیوریج میں بہہ جاتا ہے۔

(د) جزہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے اس لئے نہ تو سروس روڈ کو نئی بنیادوں پر بنانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی سیوریج سسٹم کو بہتر بنانے کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے۔

فیصل آباد سمندری روڈ بائی پاس سے ملحقہ سڑک کی تعمیر و دیگر تفصیلات

*764: محترمہ انجم صفدر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد سمندری روڈ بائی پاس سے آگے سڑک کی تعمیر کب سے شروع ہے، اس کی لاگت کا تخمینہ کیا ہے، اس کا کنٹریکٹر کون ہے اور کب سے اسے کام دیا گیا نیز اس کی تکمیل کی مدت کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کی تکمیل کو مقررہ مدت سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر میں تاخیر کیوں ہوئی، اس کا ذمہ دار کون ہے، کیا ذمہ دار کے خلاف حکومت کارروائی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو کیوں نیز یہ سڑک کب تک مکمل کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد سمندری روڈ بائی پاس سے آگے کا منصوبہ 09-02-2007 سے شروع ہے اور اس کا تخمینہ لاگت 811.774 ملین روپے ہے۔یہ منصوبہ مندرجہ ذیل ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:-

1- میسرز زرائل کنسٹرکشن کمپنی کو گروپ نمبر 1 کلو میٹر 11.68 تا 26.68، لمبائی 15.00 کلو میٹر، لاگت 325.568 ملین روپے کا کام مورخہ 09-02-07 کو الاٹ کیا گیا جو کہ 31-12-08 تک مکمل ہونا تھا۔

2- میسرز شفیق برادرز اینڈ کمپنی کو گروپ نمبر 2 کلو میٹر 26.68 تا 42.84، لمبائی 16.16 کلو میٹر، لاگت 431.493 ملین روپے کا کام مورخہ 15-09-07 کو الاٹ کیا گیا جو کہ 14-09-08 تک مکمل ہونا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) اس ضمن میں تفصیل یہ ہے کہ دوران تکمیل جب کام شروع کیا گیا تو درج ذیل رکاوٹیں سڑک میں موجود تھیں اور ان کو متعلقہ محکموں نے کلیئر کرنا تھا تاکہ سڑک کا راستہ صاف ہو جائے۔

1- محکمہ جنگلات بابت کاٹنے درخت

2- محکمہ واپڈا بابت بدلنا بجلی کیس پول

3- محکمہ انہار برائے شفٹنگ پانی کے کھالہ جات 4- T.M.A برائے جگہ تبدیلی پانی سپلائی لائن

مزید اس بارے میں عرض ہے کہ اس سڑک کی تکمیل میں سب سے بڑی رکاوٹ فنڈز کا دستیاب نہ ہونا ہے-کیونکہ اس سڑک کے 811 ملین روپے مالیتی منصوبہ کے لئے 2005 سے 09-2008 تک صرف 275 ملین روپے مختص ہوئے-

مندرجہ بالا وجوہات سے ظاہر ہے کہ اس سڑک کی تاخیر میں کوئی ذمہ دار نہ ہے-اس سڑک کو 09-09-30 تک مکمل کرنے کے لئے اس مالی سال میں 09-06-30 تک مزید 100 ملین روپے فنڈز درکار ہیں اور بقیہ فنڈز 436 ملین روپے اگلے مالی سال میں درکار ہیں-اگر مزید فنڈز مل گئے تو یہ منصوبہ 09-09-30 تک مکمل ہو جائے گا-

ضلع خوشاب میں پچھلے پانچ سالوں میں سڑکوں کی تعمیرات کی تفصیلات

*913: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خوشاب میں پچھلے 5 (پانچ) سالوں میں شاہرات کی نئی تعمیرات 11، مرمت 111 شوگر سیس کی تعمیرات و مرمت کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی تھی اور حلقہ وار پی پی-39، پی پی-40 اور پی پی-41 میں کتنی سڑکیں بنائی گئیں اور مرمت ہوئیں اور کتنی رقم سڑکیں مرمت طلب ہونے کے باوجود lapse ہوئی یا surrender کی گئی؟

(ب) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کون سی نئی سڑک پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی اور کون سی سڑک پر مرمت کی مد میں پی پی-39، پی پی-40، پی پی-41 اور پی پی-42 کتنی رقم خرچ ہوئی اور جو فنڈ lapse اور surrender ہوئے ان کے خلاف حکومت کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع خوشاب میں پچھلے پانچ سالوں میں مندرجہ ذیل حلقہ وار سڑکات کی تعمیرات اور مرمت ہوئی۔

حلقہ نمبر	تعمیرات			مرمت		
	تعداد	الاٹمنٹ	خرچہ	تعداد	الاٹمنٹ	خرچہ
پی پی39	3	38.509ملین	38.503ملین	3	38.550ملین	38.550ملین
پی پی40	10	85.888ملین	83.344ملین	-	-	-
پی پی41	5	503.583ملین	441.537ملین	2	19.831ملین	19.831ملین

پچھلے پانچ سالوں میں کوئی رقم surrender نہیں ہوئی تاہم 81.247 ملین روپے lapse ہوئی۔ lapse ہونے کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:-

1۔ فنڈز مالی سال کے ماہ مئی میں موصول ہوئے جو کہ وقت کی کمی ہونے کی وجہ سے ختم نہ ہو سکے۔

2۔ دیہات کے دو فریق ضلع ناظم اور متعلقہ ممبر صوبائی اسمبلی کے درمیان راستہ متنازعہ ہونے کی وجہ سے کام بند ہو گیا، جس کی وجہ سے فنڈز ختم نہ ہو سکے۔

3۔ آبادی میں راستہ میسر نہ ہونے کی وجہ سے فنڈز خرچ نہ ہو سکے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں جن نئی سڑکات پر رقم خرچ کی گئی اور جو فنڈز lapse ہوئے ان کی تفصیل صوبائی حلقہ وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سب ڈویژن گوجر خان میں بیلداروں کے مسائل

*922: راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سب ڈویژن گوجر خان میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی ماہانہ تنخواہ کتنی ہے؟

(ب) بیلداروں کا عرصہ کنٹریکٹ کتنا ہے اور اس میں توسیع کتنے عرصے کے لئے ہوتی ہے نیز یہ کہ تحصیل سب ڈویژن گوجر خان میں اس وقت کتنے بیلدار کتنے عرصے سے کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ بیلدار جو کہ کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں ان کی موجودہ ماہانہ تنخواہ کتنی ہے اور ڈیلی ویجز ورک چارج ملازمین کی موجودہ ماہانہ تنخواہ کتنی ہے؟

(د) اگر کنٹریکٹ پر کام کرنے والے اور ورک چارج ملازمین کی ماہانہ تنخواہ میں فرق ہے تو ایسا کیوں ہے جبکہ کام کی نوعیت بھی ایک طرح کی ہے؟

(ہ) حکومت پنجاب کی حالیہ پالیسی کے مطابق کہ ایک ملازم کی کم از کم تنخواہ 6 ہزار ہو گی کیا ان غریب کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی کم از کم تنخواہ 6 ہزار روپے ماہانہ کرنے کا ارادہ ہے؟

(و) کیا حکومت جو بیلدار گزشتہ چار سال سے مسلسل کام کر رہے ہیں ان کو ریگولر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات میں کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی ماہانہ تنخواہ تقریباً -/6000 روپے ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بیلداروں کا ابتدائی عرصہ کنٹریکٹ 3 سال ہے اس عرصہ میں مجاز آفیسر ضرورت کے مطابق توسیع کر سکتا ہے۔ تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات کے ماتحت 6 بیلدار کنٹریکٹ پر کام کر رہے ہیں۔ جن کی تفصیل "الف" میں دی گئی ہے۔

(ج) کنٹریکٹ پر کام کرنے والے بیلداروں کی موجودہ ماہانہ تنخواہ ضمیمہ "الف" میں دی گئی ہے، نیز یہ کہ تحصیل گوجر خان میں ڈیلی ورک چارج ملازمین کی تنخواہ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق -/3643 روپے ہے تاہم اس وقت تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات کے ماتحت کوئی ورک چارج بیلدار کام نہیں کر رہا ہے۔

(د) کنٹریکٹ پر کام کرنے والے اور ورک چارج ملازمین میں ماہانہ تنخواہ میں فرق حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن کے مطابق ہے۔

(ہ) اس وقت تحصیل گوجر خان میں صوبائی محکمہ شاہرات میں کام کرنے والے تقریباً تمام کنٹریکٹ بیلداروں کی تنخواہ -/6000 روپے سے زیادہ ہے۔

(و) کنٹریکٹ بیلداروں کو ریگولر کرنے کا معاملہ حکومت پنجاب کی پالیسی پر منحصر ہے۔

واہگہ بارڈر تا لاہور شہر جی ٹی روڈ کی کشادگی و دیگر مسائل

*1040: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واہگہ بارڈر تا لاہور شہر جی ٹی روڈ کی کشادگی کا منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سڑک پر 1965 کے شہدا کی قبریں اور یادگاریں قائم ہیں جو کہ سڑک کی کشادگی کی زد میں آ رہی ہیں؟

(ج) کیا حکومت سڑک کی کشادگی کے لئے مذکورہ یادگاریں اور قبروں کو کہیں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو منصوبہ کی مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے-

(ب) یہ درست ہے-

(ج) سڑک کی حدود میں پانچ عدد یادگاریں آ رہی ہیں جن میں سے ایک یادگار منتقل ہو چکی ہے جبکہ بقایا یادگاریں ملٹری والے منتقل کر رہے ہیں-

صوبہ کے بڑے شہروں میں انڈر گراؤنڈ لائیٹ ریل چلانے کے اقدامات و دیگر تفصیلات

*1059: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا حکومت پنجاب صوبہ کے بڑے شہروں میں عوام کو انڈر گراؤنڈ ریل یا light rail کی سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کن شہروں میں یہ سہولت پہلے مہیا کی جائے گی اور آئندہ کے لئے فیزوار پروگرام کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(ج) کیا موجودہ حکومت سابق حکومت کی طرف سے اس سلسلہ میں کئے گئے اقدامات کو آگے لے کر چلنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا اس مقصد کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں، اگر ہاں تو کتنے فنڈز مختص کئے گئے ہیں اور اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(د) کیا حکومت اس منصوبہ پر مشاورت کے لئے اور expert opinion حاصل کرنے کے لئے غیر ملکی ماہرین سے بھی رابطہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ پراجیکٹ کا تفصیلی جائزہ لینے کے لئے ٹیکنوکریٹس اور ارکان اسمبلی پر مشتمل کمیٹی تشکیل دینے کا ارادہ رکھتی ہے اور کیا حکومت اس کمیٹی کی مرتب کردہ سفارشات کو اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف،ب،ج،د،ہ) ایسا کوئی منصوبہ محکمہ C&W کے زیر غور نہ ہے۔

فیصل آباد سے ملتان تک موٹروے کی تعمیر

*1067: جناب محمد یار ہراج: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں موٹروے کو extend کرنے کے لئے کیا صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے کوئی مشاورت کی ہے، اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا موجودہ موٹروے کو پنجاب میں توسیع دینے کے لئے صوبائی حکومت نے کوئی خصوصی رقم مختص کی ہے اگر ہاں تو کتنی اور اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا فیصل آباد سے ملتان تک موٹروے بنانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ موٹروے کو مکمل کرنے کی ڈیڈلائن کیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے کوئی مشاورت نہ کی ہے۔

(ب) کوئی رقم مختص نہ کی گئی ہے۔

(ج) یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

سرگودھا تا میلہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*1287: جناب طاہر احمد سندھو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سرگودھا تا میلہ سڑک کب تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) اس کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) کیا اس سڑک پر دراڑیں گڑھے اور کھڈے پڑ چکے ہیں؟

(د) کیااس سڑک کی تعمیر غیر معیاری ہے؟

(ہ) کیااس سلسلہ میں محکمہ کو کوئی شکایت کی گئی ہے،اگر شکایت کی گئی ہے تواس پر کیاقدم اٹھایا گیاہے؟

(و) کیایہ درست ہے کہ کوٹ مومن بائی پاس ناقص تعمیر کی وجہ سے مکمل طور پر تباہ ہو چکاہے، اس نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟

(ز) کیاحکومت کوٹ مومن بائی پاس کی بہتر تعمیر کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درحقیقت سرگودھا تا میلہ سڑک دو علیحٰدہ علیحٰدہ سڑکات ہیں۔

(i) سرگودھا 33 پھاٹک تا کوٹ مومن جس کی لمبائی 32.60 کلو میٹر بشمول کوٹ مومن بائی پاس ہے یہ سڑک جون 2006 میں مکمل ہوئی۔

(ii) کوٹ مومن تامیلہ جس کی لمبائی 10.61 کلو میٹر ہے یہ سڑک جولائی 2005 میں مکمل ہوئی۔

(ب) درج بالا سڑکات کی تعمیر پر جو رقم خرچ کی گئی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i)	سرگودھا 33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک بشمول کوٹ مومن بائی پاس	107.255 ملین
(ii)	کوٹ مومن سڑک تامیلہ سڑک	19.849 ملین

(ج) 33 پھاٹک تا کوٹ مومن سڑک کا ایک حصہ جو کوٹ مومن بائی پاس کہلاتا ہے اس کی تعمیر ہجن مائنز کے ساتھ ساتھ ہوئی ہے۔اس مائنز کی پختگی اور لائننگ سڑک بننے کے بعد کی گئی جس کی وجہ سے پانی کی diversion سڑک کے ساتھ بنادی گئی۔اس طرح کچھ جگہ سے پانی سڑک میں داخل ہونے کی وجہ سے کچھ جگہوں پر سڑک بیٹھ گئی ہے تاہم سڑک پر پیچ ورک کا کام جاری ہے۔

(د) سڑک کی تعمیر محکمہ ہائی وے کی تصریحات کے مطابق کی گئی ہے تاہم بعد ازاں وجوہات مندرجہ بالا کی وجہ سے سڑک کچھ جگہوں پر بیٹھ گئی ہے۔

(ہ) جی ہاں!اس سلسلے میں جناب ایم پی اے نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو شکایت کی جس پر محکمہ نے ایس ای،ہائی وے سرکل سرگودھا کی قیادت میں ایک ٹیم مقرر کی ہے جس

نے روڈ ریسرچ لیبارٹری کے ساتھ موقع پر حال ہی میں سڑک کی ٹیسٹنگ کی ہے-روڈ ریسرچ لیبارٹری کی رپورٹ تاحال موصول نہ ہوئی ہے-

(و) اوپر لکھی گئی وجوہات کی وجہ سے کوٹ مومن بائی پاس سڑک کچھ جگہوں پر بیٹھ گئی ہے- انکوائری ٹیم ٹیسٹنگ کر رہی ہے جس کے نتائج موصول ہونے کے بعد تعین کیا جائے گا کہ کون ذمہ دار ہے-

(ز) اس سڑک کی بہتری کے سلسلے میں تاحال حکومت سے کوئی ریفرنس موصول نہ ہوا ہے تاہم سڑک پر معمول کی مرمت کا کام جاری ہے-

میاں چنوں تلمبہ عبدالحکیم روڈ کی تعمیر کی صورتحال

*1338: رانا بابر حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میاں چنوں تلمبہ عبدالحکیم روڈ کی تعمیر کا تخمینہ کتنا ہے، کتنی رقم آج تک اس منصوبہ پر خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر کتنا کام ہوا ہے؟

(ب) اس کا ٹھیکہ کس ٹھیکیدار کو الاٹ کیا ہوا ہے، اس کے نام و پتا جات کی تفصیل بتائیں؟

(ج) یہ روڈ جن آفیسرز کی زیر نگرانی مکمل ہوئی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بتائیں؟

(د) اس منصوبہ کی جلد از جلد تکمیل کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ہ) یہ روڈ کتنے فٹ کشادہ تعمیر کی جا رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) میاں چنوں تلمبہ عبدالحکیم روڈ کے دو پیکج ہیں۔ پہلا پیکج کلو میٹر 000+0 سے شروع ہو کر کلو میٹر 500+12، دوسرا پیکج کلو میٹر 500+12 سے لے کر کلو میٹر 906+24 تک ختم ہوتا ہے- پہلے پیکج کا تخمینہ لاگت 153.760 ملین روپے ہے جبکہ دوسرے پیکج کا تخمینہ لاگت 163.960 روپے ہے- پہلے پیکج کا خرچہ 102.672 ملین روپے ہو چکا ہے- جب کہ دوسرے پیکج کا خرچہ 37.201 ملین روپے ہو چکا ہے- پہلے پیکج کی 8.88 کلو میٹر سڑک مکمل ہو چکی ہے جبکہ دوسرے پیکج کا 4.4 کلو میٹر پر پتھر (WBM Base) پڑ چکا ہے-

(ب) پہلے پیکج کے ٹھیکیدار کا نام میسرز پراگریسو انٹرنیشنل، E-150 بلاک جے ون جوہر ٹاؤن لاہور ہے جبکہ دوسرے پیکج کے ٹھیکیدار کا نام میسرز ٹارمک پاک کمپنی، ہاؤس نمبر 33 آر می ہاؤسنگ سکیم DHA لاہور ہے۔

(ج) اس کام کے لئے Asian Development Bank قواعد کے مطابق M/S Associated Consulting Engineers (Pvt) Ltd اور M/S Indus Associated Consultants مقرر کئے گئے ہیں جبکہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مندرجہ ذیل آفیسران اس کے انچارج ہیں۔

1- صفدر رضا، پراجیکٹ ڈائریکٹر گریڈ بی ایس 19
2- خالد محمود، ڈپٹی پراجیکٹ ڈائریکٹر (انجینئر انچارج) گریڈ بی ایس 18
3- ملک ریاست علی ڈپٹی پراجیکٹ ڈائریکٹر (انجینئر انچارج) گریڈ بی ایس 18 اب تبدیل ہو چکے ہیں۔
4- عدیل حیدر شاہ، اسسٹنٹ انجینئر گریڈ بی ایس 17

(د) ڈیپارٹمنٹ پوری کوشش کر رہا ہے کہ یہ سڑک جتنی جلدی ہو سکے مکمل ہو جائے۔ منصوبہ کی تکمیل اس سال جون تک متوقع ہے۔

(ہ) اس سڑک کی کشادگی ساڑھے چھبیس فٹ ہے جس میں 20 فٹ (TST) جبکہ ہر طرف تین فٹ تین انچ کے پکے شولڈر (DST) اور تین فٹ تین انچ کے کچے شولڈر ہیں۔

فیصل آباد سے سمندری تک دورویہ سڑک کی تعمیر کا مسئلہ

*1417: راؤ کاشف رحیم خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد سے سمندری تک دورویہ سڑک کی تعمیر کون سی کمپنیاں کر رہی ہیں؟

(ب) فیصل آباد سے سمندری دورویہ سڑک کی تعمیر کی لاگت کتنی ہے، اس کی تفصیل مہیا کی جائے اور تعمیر مدت کتنی ہے، اس کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) اگر سڑک دوران مدت تعمیر نہیں کی گئی ہے تو اس کی وجہ بتائیں کب تک تعمیر مکمل ہو گی اور دوران مدت تعمیر نہ کرنے والی کمپنی کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی ہے، اگر کی گئی ہے تو تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) فیصل آباد سے سمندری کا منصوبہ دو ٹھیکیداروں کو الاٹ کیا گیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(I) میسرز زرائل کنسٹرکشن کمپنی۔ کلومیٹر نمبر 11.68 تا 26.68، لمبائی 15.00 کلومیٹر (گروپ نمبر 1)

(II) میسرز زرائل برادرز اینڈ کمپنی۔ کلومیٹر نمبر 26.68 تا 42.84، لمبائی 16.16 کلومیٹر (گروپ نمبر 2)

(ب) اس دو رویہ سڑک کا تخمینہ لاگت 811.774 ملین روپے ہے۔ اس منصوبہ میں دو رویہ سڑک فیصل آباد بائی پاس سے سمندری تک جس کی لمبائی 31.16 کلومیٹر ہے بنانا مقصود ہے جس کی مدت تکمیل 12 ماہ تھی اور اس میں 31-12-2009 تک توسیع کر دی گئی ہے۔

(ج) سڑک دوران مدت تکمیل نہ ہو سکی کیونکہ دو رویہ سڑک کی تعمیر کے لئے درج ذیل محکمہ جات سے site clearance اور N.O.C درکار تھے۔

1۔ محکمہ جنگلات بابت کاٹنے درخت

2۔ محکمہ واپڈا بابت بدلنا بجلی کے پول

3۔ محکمہ انہار برائے شفٹنگ پانی کے کھالہ جات۔

4۔ T.M.A برائے جگہ تبدیل پانی سپلائی لائن۔

5۔ N.O.C محکمہ انہار بابت راستہ نزد بنگلہ سیال والہ۔

علاوہ ازیں تعمیر کے لئے فنڈز ایک ہی دفعہ مہیا نہ ہو سکے جو کہ تکمیل میں تاخیر کا باعث بنے۔ بقیہ فنڈز اگلے مالی سال 10-2009 کے شروع میں مہیا کر دیئے گئے تو یہ منصوبہ 31-12-2009 تک مکمل ہو جائے گا۔ دوران مدت تعمیر مکمل نہ کرنے والی کمپنیوں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی ہے۔

محکمہ میں سب انجینئر، ایس ڈی او، اوورسیئرز کی خالی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1563 راجہ شوکت عزیز بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ ہذا میں سب انجینئرز کی ڈی پی سی آج سے قبل کب ہوئی ہے، اگر ڈی پی سی ہوئی ہے تو کتنے سب انجینئروں نے ایس ڈی اوز کے عہدے پر ترقی پائی ہے اور اگر ڈی پی سی نہیں ہوئی تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ب) محکمہ ہذا میں اس وقت کل کتنے اوورسیئرز کام کر رہے ہیں اوورسیئرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، اسی طرح ایس ڈی اوز کتنے کام کر رہے ہیں اور ایس ڈی اوز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، اس کے علاوہ روڈ انسپکٹروں کی کل کتنی اسامیاں ہیں، کتنی خالی ہیں اور کتنے روڈ انسپکٹرز اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں سب انجینئروں کی ایک ڈی پی سی 2007-04-17 کو ہوئی تھی۔ اس ڈی پی سی کی سفارش پر 12 سب انجینئروں کو ایس ڈی او کے عہدے پر ترقی دی گئی جبکہ دوسری ڈی پی سی 2008-09-09 کو ہوئی جس کی سفارش پر 26 سب انجینئروں کو ایس ڈی او کے عہدے پر ترقی دی گئی۔ محکمہ ہذا میں جلد ہی ایک اور ڈی پی سی کا انعقاد زیر غور ہے جس کے لئے بنیادی معلومات حاصل کی جا رہی ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا میں اس وقت 947 اوورسیئرز کام کر رہے ہیں اور ان کی 218 اسامیاں خالی ہیں۔ اسی طرح محکمہ ہذا میں 351 ایس ڈی او کام کر رہے ہیں جبکہ 40 اسامیاں خالی ہیں۔ اس کے علاوہ روڈ انسپکٹروں کی کل 336 اسامیاں ہیں جن میں سے 58 خالی ہیں جبکہ 268 ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں۔

ضلع خوشاب کے پل کا افتتاح و دیگر تفصیلات

*1621: **ملک محمد جاوید اقبال اعوان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع خوشاب کے پل کا افتتاح کب ہوا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس پل کے چالو ہونے سے پہلے اس کا ایک حصہ گر گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پہلے کثیر رقم خرچ کر کے اس پل کا جنگلہ سیمنٹ کا بنایا گیا، مگر اب اس کو سٹیل کے جنگلے سے بدلا جا رہا ہے؟

(د) کیا حکومت غیر معیاری پل بنانے پر ٹھیکیدار اور سرکاری ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی اقدام اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) ضلع خوشاب میں دریائے جہلم پر پل کا افتتاح مورخہ 27۔جون 2000 کو ہوا۔

(ب) درست نہ ہے۔ دوران تعمیر جب ٹھیکیدار نے گارڈر پائلوں کے اوپر رکھے اور ان میں ابھی وسطی گارڈر بننے تھے جو ان کو آپس میں مضبوطی سے جکڑتے ہیں ایک رات زور دار طوفان نے 4 عدد گارڈروں کو نیچے گرا دیا جس کو ٹھیکیدار نے اپنے خرچے سے دوبارہ مکمل کیا۔

(ج) یہ درست ہے۔ دوران تعمیر پل میں کچھ فنی نقائص پیدا ہو گئے تھے اور بدیں وجہ پل ڈیزائن کے مطابق ٹریفک کا متحمل نہ ہو سکتا تھا۔ لہذا ڈیزائن لوڈ کے مطابق ٹریفک چلانے کے لئے محکمہ نے کنکریٹ کا بھاری جنگلہ کم وزنی سٹیل جنگلہ میں تبدیل کر دیا۔

(د) محکمہ مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب نے اس پل کی ناقص تعمیر کا نوٹس لیتے ہوئے اس کی باقاعدہ انکوائری کروائی اور جو افسران اور ٹھیکیدار اس کے ذمہ دار ٹھہرائے گئے ان کے خلاف انضباطی کارروائی کرتے ہوئے سزائیں دی گئیں۔

ضلع سرگودھا میں سڑکوں کی تعمیر کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*1717: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وائیڈننگ / امپرومنٹ سڑک از بھاگٹانوالہ (23 الف جنوبی) تا چک 29 جنوبی جھال معہ missing لنک لالووالی تا جھال 29 جنوبی ہمراہ متھ لک مائنر ولنک سڑک ملانے موضع مانگنی دریا گاؤں (لمبائی 25.28) منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ 84.689 ملین روپے اور فنی منظوری 82.279 ملین روپے تھی جس میں سے 30۔جون 2008 تک 60.745 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور بقایا سڑک کی تکمیل کے لئے سال 09-2008 میں 10.504 ملین روپے درکار ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اس سکیم کو unfunded قرار دے دیا ہے اور سال 09-2008 میں اس سڑک کی تکمیل کے لئے کوئی فنڈز نہیں دیئے جا رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت بقایا سڑک کی تکمیل کے لئے سال 09-2008 میں مطلوبہ رقم 10.504 ملین روپے دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو یہ کب تک ادا کر دی جائے گی تاکہ سڑک کی تعمیر بلا تاخیر جلد مکمل ہو سکے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ وائیڈننگ /امپرومنٹ از بھاگٹانوالہ (23الف جنوبی) تا چک 29 جنوبی جھال معہ missing لنک لالووالی تا جھال 29 جنوبی ہمراہ مٹھہ لک مائنر ولنک سڑک ملانے موضع مانگنی دریا گاؤں (لمبائی 25.28) منظور ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ لاگت 84.689 ملین بحوالہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات پنجاب لاہور چٹھی نمبر SOH-I(C&W)1-16/2006 مورخہ 2007-01-27 منظوری ہوئی تھی اور اس کی فنی منظوری 82.279 ملین بحوالہ چیف انجینئر پنجاب ہائی وے لاہور کی چٹھی نمبری DB/91-187 مورخہ 2007-04-23 کو ہوئی تھی۔ جس میں سے 30۔جون 2008 تک 60.745 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور بقایا سڑک کی تکمیل کے لئے سال 09-2008 میں 10.504 ملین درکار ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ سکیم سال 09-2008 میں unfunded ہو گئی تھی۔

(د) مطلوبہ رقم 10.504 ملین روپے بذریعہ چٹھی نمبر (C&W)5-1/2008-09 SOH-III مورخہ 2009-04-28 جاری کر دیئے گئے ہیں اور سڑک کا بقایا کام اسی مالی سال میں مکمل ہو جائے گا۔

23 جنوبی تا آبادی کریم داد گجر روڈ ضلع سرگودھا کی تعمیر کا مسئلہ

*1718: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تعمیر سڑک از 23 جنوبی تا علاقے آبادی کریم داد گجر (0.62KM) ضلع سرگودھا منظور ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ1.388ملین روپےاور اس کی فنی منظوری 1.442ملین روپے تھی، سڑک کی تعمیر و تکمیل کے لئے تمام مطلوبہ فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں اور30۔جون2008تک ان میں سے0.748ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سڑک کی تکمیل کے لئے0.145ملین روپے درکار ہیں؟

(د) تمام فنڈز دستیاب ہونے کے باوجود سڑک کی تکمیل کیوں نہیں کی گئی اور جملہ فنڈز کیوں استعمال نہیں کئے جا سکے،اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہو گی؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے اس سکیم کوunfundedقرار دے کر اس کے بقایا فنڈز روک لئے ہیں؟

(و) حکومت بقایا سڑک کی تکمیل کیوں نہیں کرنا چاہتی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے کہ تعمیر سڑک از23جنوبی تا علاقے آبادی کریم داد گجر(0.62KM)ضلع سرگودھا منظور ہوئی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک کا تخمینہ لاگت 1.388 ملین بحوالہ چیف انجینئر پنجاب ہائی وے لاہور کی چٹھی نمبریPlg/346 مورخہ 2006-12-06 منظوری ہوئی تھی تاہم اس کی فنی منظوری1.390ملین بحوالہ ایکسین ہائی وے سرگودھا کی چٹھی نمبریD/7527 مورخہ 2006-12-08 کو ہوئی تھی اور30۔جون 2008 تک 0.990 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک کی تکمیل کے لئے0.145ملین روپے درکار تھے۔

(د) یہ درست ہے کہ تمام فنڈز دستیاب تھے لیکن مذکورہ ٹھیکیدار نے وقت پر سڑک مکمل نہ کی جس کی وجہ سے فنڈز استعمال نہ ہو سکے اور اس کا ذمہ دار ٹھیکیدار تھا۔

(ہ) یہ درست ہے کہ یہ سکیم سال09-2008کوunfundedہو گئی تھی۔تاہم مطلوبہ رقم 0.145ملین روپے حکومت نے مورخہ2009-04-28کو جاری کر دیئے

(و) سڑک مکمل ہو گئی ہے۔

علی پور ضلع مظفر گڑھ شہر سے 6 کلو میٹر کے فاصلے پر
کراچی روڈ پر پنجند ہیڈ کی تعمیر کا مسئلہ

*1723: سردار عامر طلال گوپانگ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ علی پور ضلع مظفر گڑھ شہر سے 6 کلو میٹر کے فاصلہ پر کراچی روڈ پر پنجند ہیڈ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دریائے پنجند کے اوپر جو پل بنایا گیا تھا وہ عرصہ تین سال سے انتہائی خستہ حالت کا شکار ہے؟

(ج) کیا حکومت اس پل کی تعمیر کے سلسلہ میں کوئی عملی اقدامات فوری طور پر کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) درست نہ ہے بلکہ علی پور (ضلع مظفر گڑھ) شہر سے ہیڈ پنجند کا فاصلہ 9.86 کلو میٹر ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے کہ پل کی سلیب انتہائی خستہ حالی کا شکار تھی۔

(ج) حکومت پنجاب نے مورخہ 10۔فروری 2009 کو پل پر نئی سلیب ڈالنے کی منظوری دی جس کی مالیت 95.620 ملین تھی، مورخہ 27۔فروری 2009 کو کام کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا جس پر کام تیزی سے جاری ہے جو 30۔جون 2009 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

رنگ روڈ لاہور کے فیز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1794: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رنگ روڈ لاہور کو کتنے فیز میں تقسیم کیا گیا ہے؟

(ب) آج تک کتنے فیز کی تعمیر ہو چکی ہے اور کتنے فیز باقی ہیں؟

(ج) ہر فیز کی تکمیل پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور لائٹنگ و دیگر اشیاء پر کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(د) ہر فیز کی تعمیر کا ٹھیکہ کن کن پارٹیوں کو الاٹ ہوا، ہر پارٹی / ٹھیکیدار کا نام، پتا جات کی تفصیل بتائیں؟

(ہ) آج تک ہر ٹھیکیدار کو کتنی رقم کی ادائیگی ہو چکی ہے، تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ فیز وار اور ٹھیکیدار وائز فراہم کریں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور رنگ روڈ کے شمالی حصے کو 17 فیز میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(ب) آج تک تین فیز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور گیارہ فیز پر تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ج) اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تعمیر کے ٹھیکہ جات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

1- خالد روف اینڈ کمپنی، گیمن پرائیویٹ لمٹیڈ JV (پیکیج نمبر 1)

2- سرور اینڈ کمپنی (پیکیج نمبر 2)

3- حبیب رفیق لمیٹڈ، خالد روف اینڈ کمپنی (پیکیج نمبر 3)

4- خالد روف اینڈ کمپنی (پیکیج نمبر 8،5)

5- این ایل سی انجینئرز (پیکیج نمبر 4، 9، 10، 13، 16)

6- Put Sarajevo (پیکیج نمبر 12)

7- جے اینڈ کے بلڈرز (پیکیج نمبر 6، 7)

(ہ) رقوم کی ادائیگی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رنگ روڈ کے متاثرین کی ادائیگی و دیگر تفصیلات

*1795: **جناب محمد نوید انجم:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رنگ روڈ پیکیج نمبر 16 کے لئے کتنی اراضی کن کن افراد کی acquire کی گئی ہے؟

(ب) جن افراد کی اراضی ایکوائر یا حاصل کی گئی ہے ان کے نام و پتاجات اور اراضی کی تفصیل بتائیں؟

(ج) اس اراضی کے متاثرین کی ادائیگی کا طریق کار کیا اپنایا گیا ہے؟

(د) ان کو ان کی اراضی کے عوض کس حساب سے رقم کی ادائیگی کی جا رہی ہے؟

(ہ) اس علاقہ میں زمین کی مارکیٹ ویلیو کیا ہے اور حکومت کے کاغذات میں کیا ہے؟

(و) کیا حکومت اس پیکج کے متاثرین کو ادائیگی کے لئے ایم پی اے کی کمیٹی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ اصل حقائق کی چھان بین کر کے متاثرین کو ادائیگی کرے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) رنگ روڈ پیکج نمبر 16 کے لئے جتنی اراضی جن افراد سے لی گئی ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جن افراد کی اراضی ایکوائر یا حاصل کی گئی ہے ان کے نام فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) معاوضہ اراضی حاصل کرنے کے لئے زیر آمدہ رقبہ کا مالک ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے فرد ملکیت حاصل کر کے لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کو پیش کرتا ہے اور ساتھ ایک سو روپے مالیت کا اشٹام پیپر پر انڈیمنٹی بانڈ پر کر کے اصل کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ کے ساتھ لف کرتا ہے۔ایک اور آدمی سے اپنے ہمراہ شناخت کنندہ کے طور پر لے کر آتا ہے۔اس کے بعد مالک اراضی کو اس معاوضہ کا ووچر جاری کر دیا جاتا ہے جو کہ دفتر خزانہ سرکار سے پاس ہو کر مالک اراضی کے بنک اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتا ہے۔

(د) پیکج 16 موضع لیل میں آبادی والی جگہ کا 80000روپے فی مرلہ اور خالی جگہ کا 65000 روپے فی مرلہ اور موضع کوٹ ودھاوا سنگھ اور نتھا سنگھ اور بخشیش پورہ میں 65000روپے فی مرلہ بمع 15 فیصد لازمی حصول اراضی الاؤنس معاوضہ اراضی کی گئی۔

(ہ) اس علاقے میں زمین کی مارکیٹ قیمت اوسط بیع -/33960روپے فی مرلہ ہے اور شیڈول میں -/30000روپے فی مرلہ ہے جبکہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے زمین کی قیمت -/80000روپے اور -/65000روپے فی مرلہ بمع 15 فیصد لازمی حصول اراضی الاؤنس منظور کی ہے۔

(و) محکمہ مواصلات و تعمیرات میں اس بابت کوئی بات زیر غور نہ ہے چونکہ لینڈ ایکوزیشن ایکٹ میں ایسی کوئی شق موجود نہ ہے۔

کالا خطائی روڈ نارنگ کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

*1980: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالا خطائی روڈ نارنگ سے برکت ٹاؤن شاہدرہ تک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کالا خطائی روڈ نارنگ کی تعمیر و مرمت آخری دفعہ کب اور کتنی لاگت سے ہوئی تھی اور اس کی تعمیر کن کن افسران کی زیر نگرانی کن کن ٹھیکیداروں نے کی تھی؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) اس سڑک پر آخری دفعہ resurfacing سال 07-2006 میں 5.687 ملین کی لاگت سے ہوئی۔ آفیسران کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	نام ٹھیکیدار:		وحید کارپوریشن
2۔	زیر نگرانی:	ایکسین :	ثناء اللہ چیمہ
		ایس ڈی او :	نسیم اختر
		سب انجینئر:	ظفر اقبال چیمہ

(ج) پوری سڑک کی تعمیر کے ٹینڈر ہو چکے ہیں اور کام جاری ہے۔

فیروزپور روڈ براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ کی مین انٹرینس کو وسیع کرنے کا مسئلہ

*1981: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ایئرپورٹ کے نئے ٹرمینل کی مین انٹرینس جو کہ فیروزپور روڈ سے براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ تک جاتی ہے کو وسیع نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا مسئلے کو حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

(الف) لاہور ایئرپورٹ کے نئے ٹرمینل کی مین انٹرینس جو کہ فیروزپور روڈ سے براستہ بھٹہ چوک ایئرپورٹ تک جاتی ہے سال 2000-1999 میں منظور شدہ تخمینہ لاگت کے مطابق وسیع کر دیا گیا تھا۔

(ب) موجودہ ٹریفک کے پیش نظر مین انٹرینس کی مزید توسیع حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے۔

سڑکوں کے پیچ ورک کی تفصیلات

*2066: جناب شاہجہاں احمد بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

حلقہ پی پی۔172 ضلع ننکانہ صاحب میں سال 2005 سے اب تک سڑکوں پر پیچ ورک کی مد میں کتنا فنڈ خرچ کیا گیا، سال وار تفصیل بتائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران):

حلقہ پی پی۔172 میں مختلف سڑکوں پر سپیشل مرمت/پیچ ورک سال 2005 سے خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	سپیشل مرمت	پیچ ورک
سال 2005-2006	- -	574000/-
سال 2006-2007	8972000/-	151000/-
سال 2007-2008	6533000/-	100000/-
سال 2008-2009	- -	174000/-

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اس پر میرا supplementary question valid ہے۔ اس کمپنی کے contract سے میرا حلقہ بڑا متاثر ہو رہا ہے لہذا لیفکو کمپنی کا حکومت پنجاب کے ساتھ contract کو Assembly floor پر لایا جائے۔

جناب سپیکر: منڈا صاحب! آپ بھی ان سے رابطہ رکھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 858 کا جواب پورے ایک سال بعد آیا ہے لیکن وہ ہاؤس میں discuss نہیں ہو سکا لہذا میری گزارش ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب کا سوال pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ایف آئی آر میں اغوا برائے تاوان کے نامزد ملزم کو رہا کرنا

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نون خان نیازی: جناب سپیکر! میں حکومت کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ چند دن پہلے میرے ڈسٹرکٹ میانوالی سے ثناء اللہ نامی شخص کو تاوان کے لئے اغوا کر لیا گیا۔ ہمیں اپنے sources سے پتا لگا کہ اس شخص کو کس نے اغوا کیا ہے اور وہ کہاں پر ہے۔ میں خود آئی جی پنجاب کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ معنوی جوہر آباد میں فلاں جگہ پر موجود ہے اور اسے فلاں فلاں لوگوں نے وہاں سے اتنے بجے shift کرنا ہے۔ آئی جی صاحب نے خوشاب پولیس کو حکم دیا جنہوں نے ریڈ کر کے ملزموں کو بھی گرفتار کر لیا اور 30 لاکھ تاوان کے لئے جو اغوا ہوا تھا اسے بھی بازیاب کرا لیا گیا۔ ڈی پی او خوشاب نے اس حوالے سے باقاعدہ پریس کانفرنس کی اور بتایا کہ ہم نے معنوی کو بازیاب کرایا ہے اور ایف آئی آر درج کر لی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وارث جنجوعہ میانوالی سے ناظم یونین کونسل ہے اور جو اس واقعہ کا سرغنہ تھا اور ایف آئی آر میں نامزد تھا صبح کسی بااثر شخصیت کے کہنے پر اسے ایک رات تھانے میں رکھ کر چھوڑ دیا۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ اتنے خوفناک جرم میں آج پرچہ ہو رہا ہے، معنوی برآمد ہو رہا ہے، بندے arrest ہو رہے ہیں اور 12 گھنٹے کے بعد اس گروہ کے سرغنہ کو چھوڑ دیا گیا۔ لاء منسٹر صاحب سے میری درخواست ہے کہ اس ایوان کے اندر بتایا جائے کہ ایک پولیس افسر نے کس طرح ایک مجرم کو چھوڑا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم نیازی صاحب نے بڑی serious بات کی ہے کہ اغوا برائے تاوان کا ملزم ایف آئی آر میں نامزد تھا اور اسے بعد میں کسی کے کہنے پر، خواہ وہ بااثر ہو یا بے اثر ہو، اس کے کہنے پر چھوڑ دیا گیا ہے تو میں offhand اس بات کی تردید نہیں کر سکتا کیونکہ ایک معزز ممبر نے یہ بات کی۔ مجھے اس کے لئے کل تک کا ٹائم دیں میں نے اس کو نوٹ کر لیا ہے۔ کل ہی ڈی پی او خوشاب سے اس بارے میں معلومات حاصل کریں گے جیسے انہوں نے فرمایا ہے اگر ایسا نہ ہوا تو

ہم انہیں satisfy کریں گے اور اگر ایسا ہوا تو پھر جس بھی پولیس آفیسر نے ایک نامزد ملزم کو کسی بااثر آدمی کے کہنے پر چھوڑا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کے خلاف تادیبی کارروائی ہوگی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک اہم بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ بات کر لیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ خوشی خوشی اجازت دیں گے تو میں بات کر لیتی ہوں ورنہ بیٹھ جاتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہوگا تو آپ کو اجازت ہوگی۔

حکومتی پالیسی کے خلاف لاہور میں گرین بیلٹ پر ناجائز تعمیرات

(---جاری)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ابھی لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ میں وزیر قانون صاحب کی توجہ چاہوں گی کہ ابھی 15 دن پہلے کا واقعہ ہے۔ بنک نے ایک defaulter کی گاڑی پکڑی۔ اس defaulter نے پولیس کو بلا لیا اور پولیس نے بنک کی گاڑی بنک کو دینے کی بجائے اس defaulter کو دے دی۔ اس قسم کے معاملات میں اگر پولیس کے ایس پیز بھی کوئی کارروائی نہیں کرتے تو پھر ہم کس سے بات کریں؟

جناب والا! میں یہاں پر ایک اور بات کرنا چاہتی ہوں کہ وقفہ سوالات میں جیسے ہی میرا سوال آیا، بد قسمتی سے اسی وقت وقفہ سوالات ختم ہو گیا۔ میں یہاں پر وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں ایک یہ بات بھی لانا چاہتی ہوں کہ میاں نصیر صاحب کا سوال نمبر 214، 13 فروری کے وقفہ سوالات میں take up ہوا تھا جس کے جواب میں وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ گرین بیلٹ پر کسی بھی قسم کی کوئی encroachment نہیں ہو سکتی اور اس کی اجازت دی ہی نہیں جا سکتی۔ میں یہاں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ C-1/27 کا ایک سرونٹ کوارٹر already موجود ہے اور اسی گھر کے لئے دوسرے سرونٹ کوارٹر کی تعمیر گرین بیلٹ پر جاری ہے اور یہاں کے رہائشی اتنے powerful ہیں کہ انہوں نے نہ صرف یہ تعمیر جاری کی ہوئی ہے بلکہ اگر ان کے خلاف ان کے سامنے والا بندہ کوئی شکایت کرتا ہے تو حکومت کے پیسوں سے بنے ہوئے گیراج اور بیڈ روم کو گرا دیتے ہیں، انہیں ٹرانسفر کی دھمکیاں بھی دے رہے ہیں اور گھر خالی کروانے کے لئے انہیں ہر طریقے سے پریشان کر رہے ہیں۔

جناب والا! 13- فروری کے وقفہ سوالات میں وزیر قانون صاحب کے یہ اپنے الفاظ ہیں کہ گرین بیلٹ پر کسی قسم کی بھی کوئی encroachment میں نہیں ہونے دوں گا۔ میں چاہوں گی کہ وزیر قانون صاحب میرے پہلے سوال کا جواب بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ متعلقہ کاغذات وزیر قانون صاحب کو بھجوادیں۔

محترمہ آمنہ الفت: میں بھجوا دیتی ہوں لیکن میں چاہوں گی کہ میرے پہلے سوال کا جواب بھی وزیر قانون صاحب دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جہاں تک بنکوں اور لیز پر لی ہوئی گاڑیوں کے default کرنے والوں کا معاملہ ہے تو اس میں پولیس کی پوزیشن اس طرح سے نہیں ہے۔ اس میں بات یہ ہے کہ بنک والوں کو بھی کم از کم کسی قانون، قاعدے اور rule کے تابع ہونا چاہئے۔ انھوں نے پرائیویٹ بد معاش رکھے ہوئے ہیں اور ان سے فی گاڑی پکڑنے کا rate طے کیا ہوا ہے۔ وہ لوگوں سے اس طرح گاڑی چھینتے ہیں جیسے ڈاکو کسی سے گاڑی چھینتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ انھوں نے جہاں سے بھی گاڑی لینی ہے وہ متعلقہ تھانے میں رپورٹ درج کروائیں، کسی پولیس آفیسر کو ساتھ لیں اور پھر ایک معزز طریقے سے اس آدمی کو بتائیں کہ آپ کی گاڑی کی قسط short ہے تو آپ اس کی payment کریں یا یہ گاڑی دے دیں۔ جب وہ اس قسم کا عمل کرتے ہیں تو پھر بعض اوقات 15 پر call چلی جاتی ہے wireless message چلا جاتا ہے کہ ڈکیتی ہو گئی ہے اور گاڑی چھین لی گئی ہے۔ اس وجہ سے اس قسم کی دقت پیدا ہوتی ہے۔ اس میں بنک کے معاملات کو بھی regulate کرنے کے لئے پنجاب حکومت نے اس معاملے کو وفاقی حکومت کے سامنے اٹھایا ہے کہ آپ بنکوں کو اس بات کا پابند کریں کہ وہ اس style کو اختیار نہ کریں۔ انھوں نے جس معاملے کی نشاندہی کی ہے مجھے اس کا specifically نہیں پتا لیکن یہ مجھے اس کے particulars دے دیں تو میں اس کو inquire کر لیتا ہوں۔ اگر اس میں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے تو پھر اس میں جو بھی ازالہ یا compensation بنتی ہو گی وہ دلوادیں گے۔

جناب والا! اس کے علاوہ جہاں تک گرین بیلٹ کا تعلق ہے تو میں نے کہا تھا کہ گرین بیلٹ پر کوئی encroachment نہیں ہو سکتی تو یہ بالکل درست ہے۔ یہ قانون اور rules ہیں کہ گرین بیلٹ پر تعمیر نہیں ہو سکتی لیکن جہاں کہیں یہ ہو رہی ہے تو آپ مجھے اس جگہ کے particulars فراہم کریں

تو میں specifically اس کا پتا کروا لیتا ہوں کہ وہاں پر کون آدمی کر رہا ہے اور یہ کیوں ہو رہی ہے؟ اس کے متعلق جو بھی قانون کی منشا ہے اس کے مطابق عمل ہوگا۔ قانونی طور پر گرین بیلٹ پر کوئی encroachment نہیں ہو سکتی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس میں ایک بات یہ بھی آپ کے اور وزیر قانون کے علم میں لانا چاہوں گی کہ قوانین کے اندر جو سقم ہے براہ مہربانی اس کو clear کرنے کے لئے کام کرنا چاہئے۔ آج بڑے بڑے بنک اس وجہ سے default ہو گئے ہیں اور انھوں نے بُرے حالات کی وجہ سے اپنے ملازمین کو نکال دیا ہے کیونکہ ہزاروں کے حساب سے گاڑیاں لوگ لے کر چلے گئے ہیں اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے جس وجہ سے بنک برے حالات کا شکار ہیں۔ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے اس پر بات کرنے کے لئے وقت مختص کیا جائے اور جو تھوڑے سے قوانین ہیں جن کے بارے میں ابہام ہیں ان کو بھی clear کیا جائے۔

جناب والا! وزیر قانون صاحب کے سامنے جب بھی ہم کوئی معاملہ لے کر گئے ہیں تو انھوں نے ہمیشہ ہی مرحمت فرمائی ہے تو اس حوالے سے میرے پاس جو بھی متعلقہ کاغذات ہیں ان کو بھجوا دیتی ہوں کہ وہ ان کو دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! محترمہ نے کہا ہے کہ بنکوں کے بُرے حالات ہیں۔ آپ پوری دنیا میں دیکھیں کہ بنک ڈیڑھ یا 2 فیصد مارک اپ لیتے ہیں لیکن یہاں پر 22 فیصد تک مارک اپ لیا جا رہا ہے۔ بنکوں نے گاڑیوں، مکانات اور کاروبار میں عوام کا خون چوس کر خوبصورت دفاتر بنا رکھے ہیں۔ میں اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ کوئی enactment ہونی چاہئے کہ جس طرح Banking Act, 2001 کا سیکشن 15 ہے اس میں یہ ہے کہ بنک منصف بھی خود ہے، وکیل بھی خود ہے، وہ سارا کام خود کرتا ہے اور وہ لوگوں کی جائیداد بیچتا ہے۔ رانا صاحب نے جس طرح فرمایا ہے کہ بنکوں نے غنڈے رکھے ہوئے ہیں۔ ان پڑھ غنڈوں کو یہ باقاعدہ ادائیگی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ان گاڑیوں کے خریدار بھی لے رکھے ہیں کہ ایک family جا رہی ہوتی ہے کہ پیچھے سے وہ غنڈے آتے ہیں، اس family کو اتارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ پیدل چلے جائیں یہ گاڑی ہماری ہے پھر وہ گاڑی نیلام show کر کے اونے پونے روپوں میں فروخت کر کے ان کو دے دیتے ہیں جبکہ وہ بندہ پیچھے چلا تا ہے

کہ میرے پیسے لے لو میری تین اقساط short ہیں۔ وہ اس کو کہتے ہیں کہ نہیں جی آپ کی گاڑی ضبط ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بہن سے عرض کروں گا کہ وہ یہاں پر بنکوں کی وکالت نہ کریں البتہ عوام کی وکالت کریں کہ عوام کے لئے ہمیں enactment کروانی چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ انتہائی معزز ممبر ہیں۔ اگر اس طرح اداروں کا استحقاق مجروح کیا جائے گا تو یہ بہتر نہیں ہے اور قانون سے بالاتر ہو کر قانون کو توڑنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔

رپورٹ (جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: سردار خالد سلیم بھٹی مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ میں سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایوان میں رپورٹ پیش کریں۔

پنجاب جنرل پراویڈنٹ انوسٹمنٹ بل 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

سردار خالد سلیم بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں The Punjab General Provident Investment Bill, 2009 (Bill No.7 of 2009) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش ہوئی۔

پوائنٹ آف آرڈر

کرپٹ، قبضہ گروپ کے سربراہ، منشیات کا کاروبار کرنے والے اور کرائے کے قاتل کی بطور ایس ایچ او تعیناتی

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں میں وزیر قانون صاحب سے ملا اور میں نے ان سے درخواست کی کہ ہمارے ضلع میں ایک انتہائی کرپٹ پولیس آفیسر لگا ہوا ہے جو قبضہ گروپ کا بھی سربراہ ہے، drugs کا کاروبار بھی کرتا ہے اور کرائے کا قاتل بھی ہے۔ پولیس پیسے لیتی ہے لیکن وہ واحد شخص ہے جو کہتا ہے کہ پیسے دو میں بندہ بھی خود مار لوں گا اور بے گناہ بھی ہو جاؤں گا۔ میں اس سلسلے میں وزیر قانون سے بھی ملا انھوں نے I.G صاحب سے بات کی، میں I.G صاحب کے پاس گیا، میرے ساتھ سینئر منسٹر صاحب بھی تشریف لے کر گئے انھوں نے بھی ان کو بتایا تو انھوں نے R.P.O کے پاس بھیجا، انھوں نے D.P.O کے پاس بھیجا تو بڑی مشکل سے کوئی دو مہینے کی جدوجہد کے بعد اس موصوف کو وہاں سے ٹرانسفر کیا گیا اور اس کے بالکل ملحقہ تھانہ جو اس سے بہتر تھا وہاں تعینات کر دیا۔

جناب والا! جہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف بار بار اپنی تقاریر میں کہتے ہیں کہ میں اچھے افسر تعینات کروں گا اور ایک شخص کی وجہ سے ان کے تمام اعلانات کی نفی ہو رہی ہے۔ اس پر میں وزیر قانون صاحب سے پوچھوں گا کہ کیا انھوں نے اچھی طرح سے کہا نہیں یا D.P.O صاحب نے ان کا حکم ماننے سے انکار کیا ہے۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب خود ہی بتا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ حسن مرتضیٰ صاحب آج سے چار پانچ دن پہلے تشریف لائے تھے اور جس طرح سے اب فرمایا ہے اسی طرح بات کی تھی۔ میں نے اسی وقت D.P.O جھنگ سے اس معاملے میں بابر نواز یا جو بھی S.H.O ہے اس کی بات کی تھی۔ انھوں نے کہا کہ اس S.H.O کے خلاف پولیس مقابلے کا کیس بنا ہوا ہے۔ اس وجہ سے میں اس کو disturb نہیں کرنا چاہتا لیکن میں نے اس کو کہا کہ آپ اس کو حسن مرتضیٰ صاحب کے حلقے کے تھانے سے تبدیل کر دیں کیونکہ اس کے بارے میں ان کے خیالات یہی ہیں جن کا ابھی انھوں نے اظہار کیا ہے۔ انھوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ ٹھیک ہے میں ایک دو روز میں اس کو ٹرانسفر کر دوں گا۔ انھوں نے ٹرانسفر تو کیا ہے لیکن یہ کہتے ہیں کہ اس کو نزدیک ٹرانسفر کیا ہے اسے دور کرنا چاہئے تھا۔ اگر انھوں نے اس سلسلے میں کوئی کوتاہی کی ہے تو میں اپنے بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ مجھے دوبارہ موقع دیں تو اس سلسلے میں یہ مجھے فرما دیں کہ جتنا دور کہیں گے اتنا دور اس کو ٹرانسفر کروا دیتے ہیں۔ وہ دور دور تک ان کو نظر نہیں آئے گا۔

جناب طاہر نوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ابھی جولاء منسٹر صاحب نے کہا ہے یہی مجھے خدشہ ہے۔ جس تھانے میں اس نے بندہ مارا ہوا ہے اسی تھانے میں اسے لگایا ہوا ہے اور مجھے یہ پورا اندیشہ ہے کہ اس نے اور بھی پولیس کاؤنٹر وہاں پر کرنے ہیں۔ وہ اتنا دلیر آدمی ہے تو پھر اسے وانا کیوں نہیں بھیجا جاتا، باجوڑ کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ میں نے on the floor of the House جو الزام اس پر لگائے ہیں اس حوالے سے کوئی انکوائری آفیسر آپ نامزد کر دیں، اگر میرے وہ الزامات غلط ثابت ہو جائیں تو میں resign کر دوں گا اور اگر وہ صحیح ثابت ہو جائیں تو اس شخص کو کیفر کردار تک پہنچانا چاہئے۔ ایسا شخص ایک انسان نہیں بلکہ درندہ ہے اور وہ لوگوں کو صرف پیسوں کی خاطر قتل کرتا ہے۔ میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میری مرضی کا S.H.O لگائیں۔ جس کو یہ مرضی لگائیں لیکن وہ آدمی کم از کم انصاف کرتا ہو، لوگوں کو اس سے توقع ہو کہ یہ کوئی اچھا کام کرے گا۔ وہ شخص ناسور ہے اور میں اس کے خلاف آواز اٹھاتا رہوں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اجلاس کے بعد لاء منسٹر صاحب، آپ اور میں تینوں بیٹھیں گے لہذا میرے چیمبر میں آ جائیے گا۔ اب اس بات کو ختم کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جہاں تک تو اس بات کا تعلق تھا کہ اس آدمی کے ساتھ میرا معاملہ اس طرح سے ٹھیک نہیں ہے کہ وہ میرا مخالف ہے اس لئے اسے میرے حلقے سے ٹرانسفر کر دیا جائے تو یہ درست ہے اور اسے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے لیکن اب حسن مرتضیٰ صاحب نے جو بات کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب اگر اس کے خلاف اتنے serious allegations رکھتے ہیں اور پھر اس کا الزام گورنمنٹ کو یہ دیتے ہیں کہ آپ نے ایک ایسا آدمی لگایا ہے تو پھر کہاں گئی آپ کی good governance تو میں اس معزز ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں جیسا کہ حسن مرتضیٰ صاحب سے پہلے بھی میں نے دو مرتبہ کہا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ یہ in writing دیں ہم اس کے خلاف کسی دیانتدار آفیسر سے جس پر حسن مرتضیٰ صاحب کا بھی faith ہو، انکوائری کروا لیتے ہیں۔ جو انہوں نے اب فرمایا ہے اگر اس کا 100 واں حصہ بھی ثابت ہو گیا تو وہ آدمی ڈیپارٹمنٹ میں نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انکوائری کو چھوڑیں۔ اجلاس کے بعد آپ اور شاہ صاحب میرے چیمبر میں آ جائیے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ بات تو نہیں ہونی چاہئے کہ گورنمنٹ نے اس پر کچھ بھی نہیں کیا بلکہ صرف ٹرانسفر کیا ہے۔ اگر یہ in writing دیں تو گورنمنٹ کو اس کے خلاف انکوائری کروانے کی کوئی hesitation ہے اور نہ ہی ہمارا اس قسم کے لوگوں کو کوئی تحفظ دینے کا ارادہ ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ گورنمنٹ نے ایسا کیا ہے۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کے اعلانات کی وہ آدمی نفی کر رہا ہے۔ میں کیسے کہہ سکتا ہوں، میری تو اپنی گورنمنٹ ہے اور میں تو اس گورنمنٹ کا حصہ ہوں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی گورنمنٹ کی mala fide ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اجلاس کے بعد ہم دو منٹ بیٹھیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: اجلاس کے بعد آپ کے پاس بیٹھنا ہے یا رانا صاحب کے پاس؟

جناب سپیکر: جی، میرے پاس ہی آ جائیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ آپ نے جو فیصلہ کر دیا اس پر مزید کوئی گنجائش تو نہیں ہے کہ بات کی جائے۔ رانا صاحب ماشاء اللہ منسٹر ہیں میری ان سے یہی گزارش ہے کہ ایک ممبر جب on the floor of the House ایک بات کرتا ہے تو presumption یہی ہے کہ He is supposed to believe

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس بات کو چھوڑیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں ختم کرتا ہوں۔ ان کے اوپر یہ binding دینی کہ آپ written دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نے اس پر بات کر لی ہے، وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے آپ سے کہا ہے کہ اس پر مزید بات کرنے کی گنجائش نہیں ہے لیکن میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ The ministers, be careful in future شکریہ

توجہ دلاؤنوٹس

جناب سپیکر:اب ہم توجہ دلاؤنوٹس لیتے ہیں۔پہلا توجہ دلاؤنوٹس میاں شفیع محمد صاحب،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، جناب خالد جاوید اصغر گھرال اور جناب طاہر اقبال چودھری کی طرف سے ہے۔جی،طاہر اقبال صاحب!

جناب طاہر اقبال چودھری:جناب سپیکر!یہ نشاط آباد فیصل آباد کے رہائشی محنت کش کے اغوا کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر:راناصاحب!یہ توجہ دلاؤنوٹس 204 ہے۔وہ پڑھنے لگے ہیں آپ ذراسن لیں۔

نشاط آباد، فیصل آباد کے رہائشی محنت کش کا اغوا

جناب طاہر اقبال چودھری:کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ مورخہ 14۔مارچ2009 کو نشاط آباد فیصل آباد کے رہائشی محنت کش محمد الیاس نامی شخص کو اغواء کیاگیا؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ معنوی کے ورثاء نے مورخہ 16۔مارچ 2009 کو تھانہ نشاط آباد میں معنوی کی رپورٹ مقدمہ نمبر 324 کے تحت درج کرائی؟

(ج) کیایہ بھی درست ہے کہ معنوی کا ابھی تک سراغ نہ ملا ہے اور پولیس نے معنوی کی بازیابی کے لئے مزید کوئی کارروائی بھی نہ کی ہے؟

(د) اگر جواب اثبات میں ہو تو کیا پولیس معنوی کا سراغ لگانے کے لئے ہنگامی بنیادوں پر کوئی کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔نیز اب تک ہونے والی کارروائی کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

جناب سپیکر:جی،راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!۔۔۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے

(ج) درست نہ ہے۔

(د) مقدمہ ہذا کی تفتیش محمد نسیم SI نے عمل میں لائی جس نے مطلوبہ موبائل نمبروں کا ریکارڈ حاصل کر کے نامعلوم ملزمان کی تلاش کی۔ مورخہ 29-4-2009 کو مدعی مقدمہ نے اپنے تتمہ بیان میں مسمی شمعون مسیح متذکرہ بالا ملزم کو نامزد کیا جس کو حسب ضابطہ گرفتار کر کے interrogation کیا تو ملزم مذکور نے انکشاف کیا کہ وہ سکریپ خرید کر محمد الیاس کی دکان پر فروخت کرتا تھا اور محمد الیاس سے اس نے پیشگی کے طور پر رقم ادھار لی ہوئی تھی جو کہ وہ اکثر واپسی رقم کا مطالبہ کرتا تھا۔ مورخہ 14-3-2009 کو اس نے محمد الیاس کو ٹیلیفون کر کے گھر بلایا کہ اس کے پاس سکریپ پڑا ہوا ہے وہ خرید لے تو وہ تقریباً شام چار بجے سائیکل پر اس کے گھر آ گیا۔ اس نے پہلے ہی سے منصوبہ بنایا ہوا تھا کہ الیاس کو کسی طریقہ سے ختم کر دوں تا کہ اس سے رقم نہ مانگے اور اس نے زہریلی گولیاں پہلے ہی سے اپنی جیب میں رکھی ہوئی تھیں جو کہ اس نے وہ زہریلی گولیاں بوتل میں ڈال کر اسے پلا دیں تو وہ بے ہوش ہو گیا، اس کا گلا دبا کر اسے ہلاک کر دیا اور لاش اپنے کمرہ سٹور میں گڑھا کھود کر مٹی ڈال کر دفن کر دی۔ اس کی جیب میں سے مبلغ 15 ہزار روپے، شناختی کارڈ اور موبائل فون نکال لیا جو کہ اس نے نشاندہی کر کے لاش محمد الیاس مقتول اپنے گھر سے گڑھا کھود کر برآمد کروائی اور دوران ریمانڈ جسمانی سائیکل، نقدی و موبائل فون بھی برآمد کروایا۔ لاش بعد پوسٹ مارٹم حوالے مدعی ہوئی، پارسل برائے تجزیہ کیمیکل ایگزامینر لاہور بھجوائے گئے ملزم کو حقیقی گناہ گار پا کر جرم 302,201 ت پ ایزاد کیا، مورخہ 5-5-2009 کو حوالات جوڈیشل بھجوایا اور مورخہ 12-5-2009 کو چالان مرتب کر کے عدالت مجاز میں بھجوایا گیا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 220 چودھری محمد ظہیر الدین خان، جناب محمد محسن خان لغاری، جناب محمد یار ہراج اور دیگر 17 معزز اراکین کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرا نام دیگر اراکین میں شامل ہے۔ میں اسے پڑھوں گی۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

لاہور، سی سی پی او اور آئی ایس آئی کے دفاتر پر خود کش حملہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 27-مئی 2009 کو صبح سوا دس بجے صوبائی دارالحکومت لاہور میں دہشت گردوں نے فاطمہ جناح روڈ پر پولیس ہیڈکوارٹرز (سی سی پی او آفس) اور آئی ایس آئی کے دفتر پر خود کش حملہ کیا جس کے نتیجہ میں ایک لیفٹیننٹ کرنل اور 13 پولیس اہلکاروں سمیت 30 افراد جاں بحق ہوئے اور عمارتوں، گاڑیوں اور دیگر اشیاء کو شدید نقصان پہنچا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی وزارت داخلہ کی رپورٹ کے مطابق اس واقعہ سے چند روز قبل آئی جی پولیس پنجاب اور ہوم سیکرٹری پنجاب کو اس خدشہ سے آگاہ کر دیا گیا تھا کہ دہشت گردوں کا ہدف لاہور چڑیا گھر کے قریب حساس ادارے کی ایک اہم عمارت ہے اس کے باوجود سکیورٹی کے معمول کے اقدامات ہی برقرار رکھے گئے۔ نتیجتاً خود کش حملہ آور اور دہشت گردوں نے بڑی آسانی کے ساتھ اپنے مقررہ ہدف پر پہنچ کر دہشت گردی کی واردات کی جس سے دہشت گردوں کے مضبوط network کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ وزارت داخلہ کی رپورٹ میں یہ بتا دیا گیا تھا کہ متذکرہ حساس ادارے کی عمارت کے ارد گرد ایک مشتبہ شخص کو مسلسل نقل و حمل کرتے دیکھا گیا ہے مگر اس مشتبہ شخص کو پکڑنے کی زحمت بھی گوارا نہ کی گئی جبکہ عینی شاہدین کے بقول وقوعہ کے وقت وہاں موجود ٹریفک وارڈنز صرف اپنی جانیں بچانے کے لئے بھاگتے نظر آئے اور انہوں نے ٹریفک سگنل کے پاس اشارے پر رکے ہوئے لوگوں کو ان کی زندگیوں کو خطرے سے آگاہ کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی۔ اس بارے میں عوام الناس میں تشویش بجا نظر آتی ہے کہ جو سکیورٹی فورسز اپنے اور اپنے ادارے کی عمارت کی حفاظت نہیں کر سکتیں وہ عوام کی کیا حفاظت کریں گی۔ اس واقعہ کے پس منظر میں security lapse کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حملہ آور آسانی سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے خلاف قانونی کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ہ) کیا مذکورہ سانحہ میں شہید اور زخمی ہونے والوں کے لواحقین کو کوئی معاوضہ دیا گیا ہے نیز ان کے بچوں کی کفالت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

(و) اس قسم کے اندوہناک واقعات کے سدباب کے لئے حکومت آئندہ کے لئے کون سے خصوصی اقدامات اٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے، تفصیل سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):

(الف) درست ہے کہ مورخہ 09-05-27 کو سوا دس بجے کے قریب فاطمہ جناح روڈ پر ریسکیو 15 اور آئی ایس آئی کے دفاتر کے قریب خودکش حملہ ہوا جس میں کل 24 اشخاص شہید ہوئے جن میں 14 پولیس ملازمین، آئی ایس آئی کا ایک کرنل اور 9 دوسرے اشخاص شہید ہوئے۔

(ب) عمارت ریسکیو 15 کے ارد گرد سکیورٹی کا مکمل انتظام کیا گیا تھا، بیریئر لگائے گئے تھے اور ہر گاڑی کی چیکنگ کی جارہی تھی۔ علاوہ ازیں CCTV کیمروں کے ذریعے ہر آنے جانے والے لوگوں پر نظر رکھی جارہی تھی۔ جہاں تک ٹریفک وارڈنز کی اپنی جانیں بچانے اور بھاگنے والی بات ہے تو یہ درست نہ ہے۔ CCTV کیمرہ کی footage سے یہ بات عیاں ہے کہ پولیس مستعدی سے چیکنگ کر رہی تھی اور نفری کو بریف بھی کیا گیا تھا اور بیریئرز بھی لگائے گئے تھے۔ دھماکے کے فوراً بعد پولیس ملازمین و افسران نے زخمیوں کو ہسپتال پہنچانے کا کام شروع کر دیا۔ جس وجہ سے بروقت طبی امداد ملنے کی وجہ سے بہت سی قیمتی جانوں کو بچایا گیا۔ سکیورٹی فورسز سوات میں آپریشن کی وجہ سے ٹارگٹ بنی ہوئی ہیں۔ عوام اور فورسز کی سکیورٹی کے لئے ہر ممکن قدم اٹھایا جارہا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ دھماکے کے بعد علاقے کو گھیرے میں لے کر مشکوک افراد کی چیکنگ کی گئی۔

(د) تفتیش جاری ہے اور ملزمان کی گرفتاری سے متعلق مختلف مقامات پر ریڈز کئے جارہے ہیں۔ ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن پنجاب کی زیر نگرانی ایک کمیٹی جس میں C.I.D، لاہور پولیس، سپیشل برانچ اور دیگر اداروں کے افسران شامل ہیں تفتیش کر رہے ہیں۔

(ہ) جو پولیس افسران و ملازمان دھماکے کے واقعہ میں شہید ہوئے ان کے لواحقین کو 30 لاکھ روپے اور جو شدید زخمی ہوئے ان کو پانچ لاکھ روپے اور معمولی زخمیوں کو تین لاکھ روپے دیئے گئے ہیں۔

(ز) پولیس شہر میں عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لئے ہر ممکن اقدام اٹھا رہی ہے۔ بیریئر لگائے جارہے ہیں اور C.C.T.V کیمروں کے ذریعے ہر جگہ پر نظر رکھی جارہی ہے۔ ناکے لگا کر

مشکوک افراد کی چیکنگ کی جا رہی ہے۔ لاہور شہر کے داخلی اور خارجی پوائنٹس چیک ہو رہے ہیں۔ intelligence کی رپورٹیں اکٹھی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ جو footage جاری کی گئی ہے اس پر کچھ اس انداز سے بات کو دکھانے کی کوشش کی گئی کہ شاید وہاں پر سکیورٹی کے کوئی خاطر خواہ انتظامات نہیں تھے۔ 18/4 کو جونہی اس intelligence building کے متعلق حکومت کو اطلاع ملی تھی کہ وہاں پر کوئی خودکش حملہ ہو سکتا ہے تو وہاں پر اس بلڈنگ کی حفاظت کے لئے ایک بیریئر اور اس کے بعد اس کے follow up کے لئے یا اس کے back up کے لئے دوسرے بیریئر کا انتظام کیا گیا تھا اور اس بیریئر پر 11 افراد کی بیک وقت اور چوبیس گھنٹوں میں 33 آدمیوں کی ڈیوٹی تھی۔ جن 11 آدمیوں کی ڈیوٹی تھی ان میں سے 9 آدمی ہلاک ہوئے ہیں اور 2 آدمی زخمی ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے اور اپنی جان قربان کر دی اب اس کے بعد یہ کہنا کہ انہوں نے اچھی مستعدی نہیں دکھائی یا انہوں نے صحیح طور پر اپنا فرض ادا نہیں کیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ جب ویگن وہاں پر آ کر رکی ہے تو اسے بیریئر پر موجود دو پولیس کانسٹیبلان چیک کرنے کے لئے آئے۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ پولیس کانسٹیبلان خالی ہاتھ تھے۔ وہاں پر جو گاڑیاں آتی تھیں ان میں ان کے مہمان بھی ہوتے تھے وہاں پر جو افسران ہیں وہاں کے رہائشی افسران بھی ہیں، ان کے گھر کے لوگ بھی ہوتے تھے تو یوں تو نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی یہ دیکھنے کے لئے کہ اس ویگن میں یا گاڑی میں کون ہے۔ وہ بندوق تانے ہوئے آئے اور اس گاڑی میں جو مہمان ہے وہ تھوڑا سا ہلے اور وہ اس پر فائر کر دے۔ انہوں نے اسی انداز سے آنا تھا لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ اس میں دو آدمی ایک نے نیلے رنگ کی پینٹ شرٹ اور ایک نے سفید رنگ کی پہنی ہوئی تھی انہوں نے اترتے ہی ان دونوں پولیس کانسٹیبلان کو نشانہ بنایا اور اس کے بعد دونوں طرف بیریئر پر جو آدمی تھے ان پر فائرنگ کی لیکن اس کے باوجود آپ دیکھیں کہ جس بیریئر کو انہوں نے آناً فاناً hit کیا یہ زیادہ سے زیادہ تیس سیکنڈ کا معاملہ ہے اس کے بعد جو پیچھے back up تھا وہاں سے باقاعدہ ان دہشت گردوں کو hit کیا گیا ان میں جو نیلی پینٹ شرٹ والا دہشت گرد تھا وہ زخمی ہو کر زمین پر گرا اس کے بعد دہشت گردوں نے اس بیریئر کو ہٹا کر آگے بڑھنے کی کوشش کی تو پھر دوبارہ وہیں پر جو گارڈ تھے انہوں نے ڈرائیور کو hit کیا اور گاڑی جھٹکے سے رکی اور اس فائر کی وجہ سے دھماکہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان شہداء کو، ان پولیس ملازمین کو، ان آئی ایس ائی کے ملازمین کو جنہوں نے اپنی اس بلڈنگ کی

حفاظت کرنے میں اپنی جانیں دی ہیں انہیں اس پر بھرپور خراج تحسین پیش کرنا چاہئے کیونکہ دہشت گردوں کا ٹارگٹ سڑک نہیں تھی، اور نہ ہی ریسکیو 15 کی بلڈنگ تھی۔ ان کا ٹارگٹ آئی ایس آئی کی بلڈنگ تھی اور اگر وہ وین اس بلڈنگ کو جا کر hit کرتی تو جہاں پر 24 شہادتیں ہوئی ہیں یہ شاید 124 ہوتیں اور وہاں پر جو ریکارڈ اور اثاثے ہیں وہ irreparable ہوتے۔ یہ وہی انتظامات تھے جن کی وجہ سے وہ وین جس میں سو کلو گرام دھماکہ خیز مواد تھا وہ لے کر آگے نہیں بڑھ سکی، ٹارگٹ تک نہیں پہنچ سکی اور سڑک پر ہی دھماکہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ جو وردی پہن کر ان دہشت گردوں کا مقابلہ کر رہے ہیں اور ان کی گولیوں کا نشانہ بن رہے ہیں ان دہشت گردوں کا اور اس دہشت گردی کا قوم صرف اور صرف اس صورت میں مقابلہ کر سکتی ہے کہ ان لوگوں کا حوصلہ بھی بڑھایا جائے اور قوم بھی پوری commitment سے اور ایک حوصلے کے ساتھ آگے بڑھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر واقعے کے بعد اس بات کو لے کر بیٹھ جانا کہ جو شہید ہونے والا ہے اس نے شہید ہونے سے پہلے پانچ فائرکیوں کئے اس نے دس فائر کیوں نہیں کئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ نہ صرف ان لوگوں کے حوصلوں کو پست کرے گا بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ رویہ ان دہشت گردوں کو جس قسم کی وہ افراتفری پھیلانا چاہتے ہیں اس میں معاون ثابت ہوگا۔ میں معزز ایوان اور وہ ممبران جنہوں نے یہ سوال اٹھایا ہے انہیں پوری ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ اس کی اطلاع ملنے کے بعد اس بلڈنگ کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام جو ممکن تھا کیا گیا تھا اور جن لوگوں کو وہاں ڈیوٹی پر لگایا گیا تھا ان لوگوں نے بالکل صحیح فرض ادا کیا ہے اور اس فرض کی ادائیگی میں گیارہ میں سے نو آدمیوں نے جام شہادت نوش کیا اور دو آدمی شدید زخمی تھے اور جوارد گرد تھے ان میں سے اس طرح یہ چودہ لوگ شہید ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان کو appreciate کرنا چاہئے اس واقعے کا ہم نے critically جائزہ بھی لیا ہے اور ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ جو انتظامات کئے گئے تھے کیونکہ کوئی بھی انتظام آپ کر لیں اس میں improvement and perfection کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو کچھ کیا گیا اس میں further improvement or perfection کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں اس کی گنجائش ہمیشہ رہتی ہے اس کا ہم نے اس انداز سے جائزہ لیا ہے اور اس انداز سے ہم نے مزید اس چیز کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔ جن بلڈنگز کا ہم نے اب انتظام کیا ہے اور اس کے آپ بہتر طور پر گواہ ہیں کہ آپ کی زیر صدارت ہم نے اس اسمبلی بلڈنگ کی حفاظت کے لئے تین meetings کی ہیں اور یہ انتظامات humanly جو possible ہو سکتا تھا، وہ

بہتر طور پر کئے گئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس سلسلے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جائے گی۔ شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں چھوٹا سا comment ضرور دوں گی۔ میں بہت مطمئن ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے اتنی تفصیل اور فکر مندی سے اس کا جواب دیا مگر اس ایوان میں ہمارا سوال پوچھنے کا مقصد قطعاً ان forces کی قربانیوں کو criticize کرنا نہیں تھا۔ ان سپاہیوں کی بھی جانیں ہمیں اتنی ہی عزیز ہیں جتنی عام عوام کی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ایک D.S.P بھی درمیان میں ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، جناب سپیکر! مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ رانا صاحب نے بہت ساری باتوں کی after thought یا بعد میں یا footage دیکھ کر تفصیلات بیان کی ہیں۔ میرا یا ہمارے اراکین بنچ کا focus اس information پر ہے جو سب سے پہلے ملتی ہے اور اس کے بعد اس ماڈرن زمانے میں جو ایکشن لیا جانا چاہئے اس کی کمی کو اجاگر کرنا چاہئے۔ جب وہ information مل جاتی ہے تو اس کے بعد واقعہ ہونے تک کوئی بھی ایکشن نہیں لیا جاتا اور اس وجہ سے پے در پے بار بار security lapse کی بات جائز یا ناجائز کی جاتی ہے۔ میری درخواست یہ ہوگی اس information کے بعد special trained forces کا وجود یا اس کا تدارک کب ہوگا؟ مرکزی حکومت والے کہتے ہیں کہ enter ہوگئے ہیں ایک panic شروع ہو گیا اور رانا صاحب کا بیان بھی ٹیلی ویژن پر تھا کہ پارلیمنٹ میں خطرہ ہے تو اس بیان بازی کی بجائے information ملتے ہی specialized anti terrorist force کا قیام اب تک ہو جانا چاہئے اور میں آپ سے التماس کروں گی کہ بے شک ہماری اس بات اور چیز کو منفی نہ لیا جائے کیونکہ اس میں ہماری بھی goodwill ہی شامل ہے یہ کہنے میں کہ ان کی ٹریننگ کرنا بہت ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان اور اپنی بہن کے knowledge کے لئے یہ عرض کر دوں کہ وہاں پر humanly possible تمام measures لئے گئے تھے۔ اب کچھ limits ہیں اور اس کے بعد اگر کوئی اور measure لیا جا سکتا تھا تو وہ یہ تھا کہ یہ مال روڈ اور اس کے ساتھ فاطمہ جناح روڈ کو بند کر دیا جاتا۔ اگر ہم ان roads کو بند کر دیتے تو پورے لاہور کی زندگی معطل ہو جاتی۔ اب بھی آپ کو پتا ہے کہ اس بلڈنگ کو secure کرنے کے لئے ہم مال روڈ کو بند کرنا چاہتے تھے لیکن بعض civil organization اور دوسری طرف سے یہ کہا گیا کہ اس سے زندگی معطل ہو گی۔ اب وہاں موقع پر اس بلڈنگ کو بیریئر سے جو بھی ممکن تھا وہ سب کیا گیا تھا لیکن اب اس سے

اگلا step یہ تھا کہ جب یہ information آ گئی تھی تو ان roads کو بند کر دیا جاتا اور پھر واقعی وہ اتنا secure ہوتی کہ ویگن بیریئر پر نہ آ سکتی لیکن ہماری کچھ limitations ہیں کہ ہم بعض معاملات کو نہیں کر سکتے کیونکہ اس سے شہر کی تمام زندگی معطل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب نجف عباس خان سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس خان سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! 5۔ جون کو ڈسٹرکٹ جھنگ کی تاریخ میں ایک چنگیز خان ڈی سی او نے ایک ایسا اقدام اٹھایا جسے میں سمجھتا ہوں کہ پارٹی کی affiliation (ن) لیگ، پاکستان پیپلز پارٹی، قائداعظم لیگ کو چھوڑ کر اس نے ایک نیا کام کر دکھایا ہے---

جناب سپیکر: سیال صاحب! آپ relevant ہو جائیں اور میرا خیال ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق ہے اور اگر وہ آپ لانا چاہتے ہیں تو لائیں اور اسے out of turn پیش کر لیں۔

ڈی ڈی او (آر) تحصیل احمد پور سیال (جھنگ) کا رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

جناب نجف عباس خان سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 2/6/2009 کو محمد طارق نیازی D.D.O(R) تحصیل احمد پور سیال کے دفتر گیا اور افسر موصوف کو باردانہ کے حصول کے لئے کسانوں اور کاشتکاروں کو پیش آنے والی مشکلات کے بارے میں بتایا اور کہا کہ میرے حلقہ کے کسان سراپا احتجاج ہیں اور انہیں باردانہ کے حصول کے لئے کافی دشواریاں اور مشکلات درپیش ہیں۔ علاقے کے کسان میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے بتایا ہے نہ تو انہیں باردانہ مل رہا ہے اور نہ ہی ان کی گندم خریدی جا رہی ہے۔ جب میں نے تمام صورتحال کے بارے میں افسر موصوف کو بتایا تو افسر موصوف نے ان کی دادرسی کی بجائے میرے ساتھ انتہائی کرخت لہجہ میں بات کی اور کہا کہ آپ مجھ پر خواہ مخواہ الزام لگا رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ میرا نیازی خاندان سے تعلق ہے اور میرا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ بہرحال میں باردانہ کی

تقسیم کے سلسلے میں رکاوٹ نہیں بن رہا۔ میرے اصرار پر کہ میرے حلقہ کے عوام سراپا احتجاج ہیں اس لئے آپ کسی ذمہ دار افسر کی ڈیوٹی لگا کر تصدیق کر سکتے ہیں۔ بس میرا اتنا کہنا تھا کہ افسر موصوف آپے سے باہر ہو گئے اور ہتک آمیز رویہ سے مجھ سے مخاطب ہوئے اور مجھے فوراً دفتر سے باہر نکل جانے کے لئے کہا۔ افسر موصوف نے مزید کہا کہ اگر آپ دفتر سے فوری باہر نہ گئے تو میرا اسٹاف زبردستی نکالنے پر مجبور ہو گا۔ میں حیرانگی کے عالم میں افسر موصوف کے دفتر سے باہر آ گیا لیکن افسر موصوف نے تین دن بعد D.C.O اسد السلام ماہنی سے مل کر بے بنیاد اور من گھڑت کہانی بنا کر جھوٹی ایف آئی آر میرے خلاف درج کرا دی۔ D.D.O.R اور D.C.O کے اس نارروا اور ہتک آمیز رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنااللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں اس معزز ایوان اور اپنے بھائی کو اس بات کی پوری طرح سے یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ جونہی یہ پرچے کے اندراج کا معاملہ ہمارے نوٹس میں آیا تو خصوصی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے اس کا بہت بُرا محسوس کیا کہ اس قسم کی بات کو بڑھا چڑھا کر اس قسم کا مقدمہ قائم کیا گیا اور ایک معزز ممبر کا نام شامل کیا گیا تو اس پر facts & finding کے لئے ایک کمیٹی بھی بنائی ہے اور اس کمیٹی کی facts & finding کے بعد ہم اس بات کا جائزہ لے رہے ہیں کہ باردانہ کی شکایت جو انہوں نے کی ہے تو اس کا بھی جائزہ لیا جائے کہ اس میں کیا merits ہیں اور اس کے بعد ایف آئی آر میں جو کہانی بیان کی گئی ہے اس کی صورتحال کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس facts & finding کے نتیجے میں قانونی کارروائی بھی کریں گے اور میں ان کی تحریک کو بالکل contest نہیں کرتا اسے آپ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں اور کمیٹی اس سلسلے میں تحقیقات کر کے جو فیصلہ یا direction کرے گی، حکومت اس پر بھی عمل کرے گی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پنجاب حکومت کی طرف سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت آج اللہ کے فضل سے ہم فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ پورے پاکستان اور صوبہ پنجاب میں کوئی سیاسی قیدی نہیں ہے۔ اس کے بعد آج کی مثال آپ کے سامنے ہے کہ تحریک استحقاق پر ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ اس پر رپورٹ مانگی جائے لیکن حکومت پنجاب اور وزیر قانون صاحب نے بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے فوراً اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا ہے اور میں پورے ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس ایوان کی عزت اور حفاظت حکومت کی ذمہ داری ہے اور آپ کی سربراہی میں اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں نے آج اخبار میں ایک اشتہار دیکھا جس میں اس ایف آئی آر کی ہو بہو نقل پرنٹ ہے اور آپ ماشاءاللہ پرانے سیاست دان ہیں تو اگر میرا جرم اپنے حلقے میں اپنے کسان کے لئے ایک 17ویں گریڈ کے افسر کے دفتر میں جا کر اس کو حق دلانے کے لئے بات کرنا ہے اور اس کے عوض مجھ پر دفعہ 780 دہشت گردی لگا دی گئی ہے جبکہ نہ کوئی توڑ پھوڑ کی گئی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ایوان صوفی محمد نہیں ہے، بیت اللہ محسود نہیں ہے، ہماری عزت مشترکہ ہے۔ میں آپ کا اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں ایک شعر عرض کرتا ہوں کہ:

کل سرِ شام ایک بات بہت پیاری ہوئی
گوشہ دل میں ایک نئی رسم جاری ہوئی
سپیکر صاحب کی آنکھوں میں اشک تھے میرے لئے
رات دوزخ میں بھی برف باری ہوئی

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوتا ہے۔ لہذا اب اجلاس کل بروز منگل مورخہ 16۔جون 2009 سہ پہر تین بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اس روز وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سالانہ بجٹ برائے مالی سال 2010-2009 پیش کریں گے۔ شکریہ

101

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔جون2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبولﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال2010-2009

وزیر خزانہ گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال2010-2009ایوان میں پیش کریں گے۔

2۔ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2009-2008

وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال2009-2008ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2009

وزیر خزانہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2009ایوان میں پیش کریں گے۔

103

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

منگل،16۔جون 2009

(یوم الثلاثہ،22۔جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4بج کر5منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَـٰنَ مِن صَلۡصَـٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٍ مِّن نَّارٍ o فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَہُمَا بَرۡزَخٌ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡہُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِى ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَـٰمِo فَبِأَىِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡہَا فَانٍo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَـٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِ o

سُوۡرَۃُ الرَّحمٰن أیات 14 تا 27

اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گےo وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گےo اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں، دونوں میں ایک آڑ ہے اس سے تجاوز نہیں کر سکتےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گےo دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گےo اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گےo جو مخلوق زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے اور تمھارے پروردگار کی ذات ہے جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گیo

وما علینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سبحان اللہ، سبحان اللہ،سبحان اللہ، سبحان اللہ
اج سک متراں دی ودھیری اے کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے اج نیناں لائیاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر شاہ شانی اے متھے چمکدی لاٹ نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے مخمور اکھیں ہن مدھ بھریاں
ایس صورت نوں میں جان آکھاں، جان آکھاں کہ جان جہان آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں، جس شان توں شاناں سب بنیاں
سبحان اللہ مااجملک مااحسنک مااکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں
سبحان اللہ، سبحان اللہ،سبحان اللہ، سبحان اللہ

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج کا دن جناب گورنر پنجاب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر (1)134 کے تحت بجٹ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ میں وزیر خزانہ، تنویر اشرف کائرہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بجٹ تقریر کا آغاز کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! House is not in order.

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس آرڈر میں نہیں ہے۔ ہم اسی حوالے سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: No point of order. پہلے میری بات سنیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں تشریف لائے
اور معزز اراکین حزب اقتدار نے ڈیسک بجا کر ان کا استقبال کیا)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ معزز ممبران تشریف رکھیں۔ وزیر خزانہ صاحب! مجھے ذرا ان کو مطمئن کرنے دیں۔ پہلے میں ان کی بات سن لوں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب! پہلے میری ایک بات سن لیں اس کے بعد میں آپ کی بات سنتا ہوں۔ پلیز! تشریف رکھیں۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر (2)136 کے تحت بجٹ تقریر کے روز کوئی اور کارروائی بشمول پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتی۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے معزز ممبران اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

چودھری صاحب! بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ خود قواعد انضباط کار کی violation کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو بحث کا موقع ملے گا اس وقت آپ کھل کر بات کر لیجئے گا۔

MR SHER ALI KHAN: Mr Speaker! You need to read the Constitution.

ہمیں بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میں آپ کو اجازت تو نہیں دے رہا، ویسے آپ کی مرضی ہے۔ قواعد و ضوابط مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتے۔ (قطع کلامیاں)

Order please, order please, order in the House. I say order in the House.

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! انہوں نے واک آؤٹ کرنا ہے انہیں کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ چھوڑیں، ایسی باتیں نہ کریں۔ میں ان کی بات بھی نہیں سنوں گا اور آپ بھی تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں مختصر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! دیکھ لیں، آپ کی مرضی ہے، اگر بہت ضروری ہے تو فرمائیں۔ قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ پلیز خاموشی اختیار کریں۔

سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 پیش کرنے کے بارے میں وضاحت کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اور میرے ساتھی صرف ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ یہ جو بجٹ پیش کرنے جا رہے ہیں، یہ نہایت ہی اہم بجٹ ہے اور مجھے لگ رہا ہے کہ بہت محنت سے تیار کیا گیا ہے لیکن اس بجٹ کو پیش کرنے سے پہلے constitutionally ایک چیز mandatary ہے کہ جو NFC ایوارڈ ہے وہ آئین کے آرٹیکل (5)160 کے تحت سینیٹ، قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش ہونا چاہئے۔ آئین کے اس آرٹیکل کی violation ہو رہی ہے۔ یہاں پر تو یہ NFC ایوارڈ پیش ہی نہیں ہوا۔ مرکز نے یہ admit کیا ہے کہ ہم پچھلی حکومت کے پیش کردہ NFC ایوارڈ کے تحت بجٹ پیش کر رہے ہیں۔ پچھلی حکومت کی ہی ایک خاتون وزیر سے اس موجودہ مرکزی حکومت نے بجٹ پیش کروایا ہے۔ اگر یہ بجٹ پچھلی حکومت والے ایوارڈ کے تحت ہی پیش کیا جا رہا ہے تو بسم اللہ کریں، پیش کریں لیکن اگر ایوارڈ آیا ہی نہیں ہے اور پچھلی حکومت کے ایوارڈ کو یہ مانتے نہیں تو پھر آئینی طور پر آج یہ بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا۔ وزیر قانون صاحب وضاحت کر دیں کہ آیا یہ بجٹ پچھلے ایوارڈ کے تحت ہی پیش کیا جا رہا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!آئینی طور پر جب تک نیا ایوارڈ نہیں آئے گا اس وقت تک جو ایوارڈ موجود ہے یا جو طریق کار ہے اسی کے مطابق بجٹ پیش کیا جائے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:آرڈر پلیز،آرڈر پلیز۔وزیر قانون نے جواب دیا ہے اب قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیرالدین خان):جناب سپیکر!میں اس بات سے مطمئن ہوں کہ یہ بجٹ پچھلی حکومت کے دیئے گئے N.F.C ایوارڈ کے تحت ہی پیش ہو رہا ہے۔اب آپ بجٹ تقریر شروع کروا سکتے ہیں۔

سرکاری کارروائی

وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر بابت سال 10-2009

جناب سپیکر:جی،وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویراشرف کائرہ):اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر!

میرے لئے یہ امر انتہائی اعزاز کا باعث ہے کہ میں اس معزز ایوان کے سامنے پنجاب کا دوسرا سالانہ بجٹ پیش کر رہا ہوں۔

2. جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ اس عرصے میں پاکستان اور اہل پاکستان کو بحیثیت مجموعی ایک پر آشوب اور کٹھن صورتحال کا سامنا رہا ہے۔ 09-2008 کا سال حکومت پنجاب کے لئے خصوصی طور پر مشکلات اور آزمائشوں کا سال تھا۔ خطے میں جاری دہشت گردی اور انتہا پسندی کی جس لہر نے ہمارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا،اس سال کے دوران اس کے اثرات ہمارے صوبے میں بھی آ پہنچے۔دہشت گردی کے ان انتہائی گھناؤنے واقعات میں نہ صرف کئی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں بلکہ صوبے کی معیشت اور روزمرہ کے کاروبار پر بھی اس کے مضر اثرات مرتب ہوئے۔

جناب سپیکر!

3. امن عامہ اور جان و مال کو درپیش خطرات کی اس تشویشناک صورتحال کے تناظر میں پنجاب کے عوام کو جمہوری حکومت میں تعطل کی شکل میں ایک اور آزمائش کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ غیر متوقع صورتحال جہاں صوبے میں جاری ترقیاتی عمل کے تسلسل میں حائل ہوئی وہاں اس صورتحال نے وطن عزیز میں برسوں بعد بحال ہونے والی جمہوریت کے مستقبل کے بارے میں بھی کئی سوال پیدا کر دیئے۔

جناب والا!

4. اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اپنی قیادت پر عوام کے غیر متزلزل اعتماد، قانون کی حکمرانی اور پاکستان کی دونوں بڑی جماعتوں کے قائدین کی معاملہ فہمی اور دور اندیشی کے طفیل تعطل اور مایوسی کا یہ دور عارضی ثابت ہوا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم پہلے کی طرح صوبے کی جواں ہمت اور پر عزم قیادت کے تحت اسی یقین محکم اور عزم راسخ کے ساتھ جمہوریت اور ترقی کے سفر پر رواں دواں ہیں۔

شب گزر جائے تو ظلمت کی شکایت بے سود
درد تھم جائے تو اظہار اذیت کیسا؟

جناب سپیکر!

5. پنجاب حکومت راستے میں آنے والی رکاوٹوں اور نامساعد حالات کو بنیاد بنا کر اپنے فرائض اور ذمہ داریوں سے پہلو تہی یا اپنے وعدوں سے لاتعلقی پر یقین نہیں رکھتی۔ ہم نے اس عرصے میں پیش آنے والی تمام مشکلات اور آزمائشوں کے باوجود عوامی خدمت اور صوبے کی ترقی کے ان اہداف کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنی نظر سے اوجھل نہیں ہونے دیا جن کا تعین وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف نے حکومت سنبھالنے کے بعد اپنے پالیسی بیان میں کیا تھا یہی وہ اہداف تھے جنہیں بعد ازاں پنجاب کے ترقیاتی پروگرام میں مختلف فلاحی منصوبوں کی شکل دی گئی۔ کون نہیں جانتا کہ ہمیں رواں مالی سال میں اپنے وسائل کا ایک بڑا حصہ صوبے میں امن عامہ کی صورتحال کو

بہتر رکھنے کے لئے صرف کرنا پڑا۔ اسی طرح ملکی اور عالمی حالات کے زیر اثر ہمارے صوبے کی معیشت افراط زر اور محصولات میں کمی کا شکار رہی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!

6. ہمیں فخر ہے کہ حکومت پنجاب نے اس کٹھن حالات کے باوجود عوام کے ساتھ کی گئی اپنی تمام commitments پر مکمل طور پر کاربند رہنے کا فیصلہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان پر پوری طرح عملدرآمد کیا گیا۔ ہم نے تمام تر مالی دشواریوں کے باوجود اپنے ترقیاتی فلاحی پروگرام میں کمی نہیں آنے دی۔ ہم نے اس امر کو یقینی بنایا کہ غربت میں کمی کے پروگرام، سالانہ ترقیاتی پروگرام، صحت اور تعلیم کے شعبے کے لئے مختص شدہ رقوم صرف اور صرف متعینہ مقاصد کے لئے استعمال کی جائیں۔ یہی نہیں بلکہ ہماری حکومت نے غریب عوام پر زندگی کا بوجھ کم کرنے کے لئے کئی نئے pro-poor initiatives کا آغاز کیا۔

جناب سپیکر!

7. میں نے ابھی پنجاب اور اس کی قیادت کے جوان جذبوں اور بلند ارادوں کا ذکر کیا تھا۔ آپ ان جذبوں اور ارادوں کی ایک نمایاں جھلک، ایثار و قربانی کی ان بے نظیر مثالوں میں بخوبی دیکھ سکتے ہیں جو ہم نے صوبہ سرحد میں دہشت گردی سے متاثر ہونے والے اپنے بے گھر بہن بھائیوں کی بحالی کے لئے قائم کی ہیں۔ نامساعد صورتحال کے باوجود وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے متاثرین کے کیمپوں کے دورے اور ان کے اس اعلان نے کہ پنجاب کے وسائل اپنے مصیبت زدہ بہن بھائیوں کے لئے حاضر ہیں متاثرین سمیت تمام اہل وطن کے دل جیت لئے۔ حکومت پنجاب نے متاثرین سوات کے لئے فوری طور پر 10 کروڑ روپے کی امداد فراہم کی اور یہ اعلان کیا کہ آئندہ ایک برس تک ان متاثرین کو حکومت پنجاب کی طرف سے مفت آٹا فراہم کیا جائے گا۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ اس ضمن میں قائم کئے گئے چیف منسٹر ریلیف فنڈ میں مخیر حضرات دل کھول کر عطیات دے رہے ہیں اور اب تک اس میں کروڑوں روپے کے عطیات موصول ہو چکے ہیں۔ حکومت پنجاب کی ہدایت پر

بھیجی گئی 40 میڈیکل ٹیمیں اس وقت دن رات مریضوں کی خدمت میں مصروف ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

سابقہ بجٹ میں ہم نے پنجاب کے عوام سے جو commitments کی تھیں ان میں

* فوری اور سستے انصاف کی فراہمی
* زراعت کی ترقی
* غربت میں کمی
* صحت عامہ کی سہولیات کی فراہمی اور
* تعلیم کا فروغ شامل تھیں۔

جناب سپیکر!

9. انصاف کی فراہمی کسی بھی معاشرہ کو پائیدار اور مستحکم بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ پچھلے دو تین سال عدلیہ کی آزادی کے لئے جو جدوجہد جاری رہی ہماری حکومت نے اس میں ہر قدم پر ایک مثبت کردار ادا کیا اور بے شمار قربانیاں دیں۔ یہ جدوجہد اور قربانیاں اب تاریخ کا حصہ بن چکی ہیں۔ الحمد للہ یہ جدوجہد کامیاب ہوئی۔

* عدالتی نظام کو مستحکم کرنے اور سستے اور بلا تاخیر انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے عدلیہ کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ کیا۔ میں نہایت انکسار کے ساتھ یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں عدلیہ کو فراہم کی جانے والی سہولتوں میں اس طرح کی مثال نہیں ملتی۔ ہمیں یقین ہے کہ اس اقدام سے جج صاحبان اپنے فرائض منصبی زیادہ تندہی اور جانفشانی سے ادا کر سکیں گے اور عوام کو سستا اور فوری انصاف حاصل ہو سکے گا۔ تنخواہوں میں یہ اضافہ عدلیہ کے ان اراکین کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا جانے والا تاریخی اقدام ہے جو اپنے فرائض دیانتداری اور احساس ذمہ داری کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اس امر سے کون انکار کر سکتا ہے کہ دیانتدار منصفوں کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ بری شہرت اور ناقابل رشک طرز عمل کے حامل ان کے ہم منصبوں سے عدلیہ کو پاک کرنا بھی وقت کی اہم ضرورت بن چکا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری اعلیٰ

عدالتیں اس ضمن میں اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہیں اور وہ ان ذمہ داریوں کو بطریق احسن پوری کریں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

10. زراعت کا شعبہ پنجاب کی معاشیات میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ حکومت پنجاب نے اس شعبہ کی ترقی پر خصوصی توجہ مرکوز کی ہے اور اس کے مثبت اثرات بھی سامنے آئے ہیں۔ میں موجودہ سال میں کاشتکاروں سے گندم کی براہ راست خرید اور انہیں مقررہ قیمت کی پوری اور بروقت ادائیگی کے لئے کئے گئے اقدامات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے وفاقی حکومت کی طرف سے گندم کی 950روپے فی چالیس کلو قیمت کے اعلان، سازگار موسمی حالات اور حکومت پنجاب کی انتھک کاوشوں کے نتیجے میں اس سال گندم کی ریکارڈ پیداوار حاصل ہوئی۔ گندم کی فی ایکڑ پیداوار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ ایسے حالات میں یہ اندیشہ تھا کہ ایک مرتبہ پھر کمیشن مافیا اور ذخیرہ اندوز، کرپٹ سرکاری اہلکاروں کی ملی بھگت سے کسانوں کا استحصال کریں گے اور پنجاب کے کاشتکار اپنی محنت کے ثمر سے محروم رہ جائیں گے۔ کسانوں کو ان کی فصل کی پوری قیمت دلانے اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے وزیراعلیٰ پنجاب نے اپنی نگرانی میں گندم کی خریداری کے عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ انہوں نے موسم کی شدت کے باوجود دور دراز علاقوں کے نہ صرف خود دورے کئے بلکہ ان کی ہدایت پر وزراء، ممبران قومی وصوبائی اسمبلی، سرکاری افسران کی خصوصی ٹیمیں اس تمام عمل کو شفاف رکھنے کے لئے ہر procurement سنٹر پر موجود رہیں۔ حکومت نے کاشتکاروں سے ایک ایک دانہ خریدنے کے بارے میں اپنا وعدہ پورا کرنے کے لئے 30لاکھ ٹن کا ابتدائی ہدف بڑھا کر پاکستان کی 62سالہ تاریخ کا سب سے بڑا 60لاکھ ٹن کا نیا ہدف مقرر کیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!

11. یہ امر کسی وضاحت کا محتاج نہیں کہ گندم کی خریداری کے اتنے بڑے ہدف کے حصول کے لئے مالی اور انتظامی وسائل کی فراہمی کوئی آسان کام نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پنجاب حکومت اس تمام مشکل عمل سے بخیر وخوبی عہدہ برآ ہونے میں

کامیاب ہوئی۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اب تک 58لاکھ ٹن گندم سرکاری طور پر خریدی جاچکی ہے جس کے لئے 950روپے فی من کی مقرر کردہ قیمت ادا کی گئی ہے۔ ہم اس مہم کی کامیابی کے لئے مالی وسائل فراہم کرنے پر وزیراعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی، وفاقی وزارت خزانہ اور سٹیٹ بنک کے خصوصی طور پر شکر گزار ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

12. زراعت کے شعبہ میں چھوٹے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی اور امداد کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کی سبسڈی کی مد میں بجٹ تخمینہ میں ایک ارب روپے مختص کئے گئے تھے۔ اس سکیم میں چھوٹے کاشتکاروں کی غیر معمولی دلچسپی اور مثبت نتائج کے پیش نظر اس رقم کو بڑھا کر 2۔ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ اس رقم سے 10,000 ٹریکٹروں پر 2لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی دی گئی۔ جس سے مستحق کسانوں کی حوصلہ افزائی ہوئی اور مختلف اجناس کی پیداوار میں اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

جناب والا!

13. غربت میں کمی لانے کے لئے موجودہ حکومت نے رواں مالی سال میں پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کے لئے 13۔ارب روپے کی رقم مختص کی۔اس سکیم کا مقصد مہنگائی کے اس دور میں روزمرہ کی خورد و نوش کی اشیاء خریدنے میں مفلس اور نادار لوگوں کو امداد فراہم کرنا تھا اس سکیم کے تحت ایک ہزار روپے ماہانہ فی خاندان نقد امداد دی جارہی ہے۔ اب تک اس سکیم سے تقریباً ساڑھے 13لاکھ خاندان مستفید ہو رہے ہیں۔اس سکیم کو مزید فعال اور مؤثر بنایا جارہا ہے جس کا ذکر اگلے مالی سال کی تجاویز میں آئے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

14. ہماری حکومت کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ غریب اور نادار طبقات اور محنت کشوں اور کچی آبادیوں کے مکینوں کے لئے سستی روٹی سکیم شروع کرنے کا منفرد اعزاز حاصل ہے۔ الحمدللہ، مختلف دشواریوں کے باوجود ہم نے اس سکیم کو جاری رکھا اور کامیاب بنایا۔ایک عام آدمی کو 2روپے کی روٹی نے جو ریلیف مہیا کی اس کی عوامی سطح پر پذیرائی، اس کی ضرورت اور کامیابی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ سستی روٹی سکیم حکومت

پنجاب کے اس یقین کا عملی اظہار ہے کہ پاکستان کے وسائل کسی مخصوص طبقہ کی جاگیر نہیں اور ان پر پاکستانی قوم کے محروم معیشت عوام کا بھی برابر کا حق ہے۔ اس سکیم پر رواں مالی سال میں اب تک تقریباً 2۔ارب روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔ اس سکیم کو اگلے مالی سال میں مزید موثر اور فعال بنایا جائے گا۔

جناب سپیکر!

15. علاج معالجہ کے اخراجات ایک غریب اور متوسط گھرانے کی روزمرہ زندگی کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ اپنی تمام تر مالی مشکلات کے باوجود صوبے کے عوام کے لئے آسانیاں پیدا کرنا حکومت کی اولین ترجیحات میں شامل ہے۔ اسی تناظر میں حکومت نے سرکاری ہسپتالوں میں ایک ارب 70 کروڑ روپے کی مفت ادویات اور علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی ہیں۔ اس دوران مختلف ضلعی ہسپتالوں میں Dialysis Centres قائم کئے گئے ہیں جہاں پر حکومتی خرچے پر Dialysis کی سہولت مہیا کی گئی۔ بڑے شہروں اور ضلعی سرکاری ہسپتالوں کے جنرل وارڈوں میں غریب عوام کی سہولت کے لئے تقریباً 2۔ارب روپے کی لاگت سے ہزاروں ایئرکنڈیشنز اور جنریٹرز نصب کئے گئے۔ اس کے علاوہ مالی سال کے دوران ضلعی حکومتوں کو زچہ و بچہ کی نگہداشت کی سکیموں کے لئے اضافی 3۔ارب روپے فراہم کئے گئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

16. حکومت کو اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ تعلیم کے شعبہ میں نمایاں پیش رفت کئے بغیر کوئی بھی قوم ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی۔ یہ شعبہ ہمیشہ سے وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی توجہ کا مرکز رہا ہے۔

* سرکاری پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں سے self finance سکیم کا خاتمہ کیا گیا اور خالصتاً میرٹ کو داخلے کی بنیاد بنا کر ہونہار اور مستحق طلباء کی محنت پر ڈاکے کی روایت کو ختم کر دیا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)
* محنتی اور outstanding طلبہ کے لئے نہ صرف خصوصی وظائف اور خطیر انعامات کا آغاز کیا گیا بلکہ ایسے طلباء کو سرکاری طور پر گارڈ آف آنر تک پیش کیا گیا۔ صلاحیتوں کی

حوصلہ افزائی کے اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے حکومت پنجاب نے 2-ارب روپے کی رقم سے Punjab Education Endowment Fund قائم کیا۔ اس فنڈ کی آمدن سے مستقل بنیادوں پر وظائف کے ذریعے محنتی اور ہونہار طلبہ کو اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم جاری رکھنے کے لئے معاونت کی جائے گی۔ حکومت کو یقین ہے کہ اس اقدام کے ذریعے وہ talented طلباء بھی اعلیٰ اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کر سکیں گے جو اب تک محض اپنے والدین کی غربت کی وجہ سے اس سہولت سے محروم رہ جاتے تھے۔ اسی طرح حکومت کے اس اقدام سے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ہونہار بچے سرکاری اخراجات پر برطانیہ اور جرمنی سمیت عالمی سطح کی درسگاہوں میں بھی زیور تعلیم سے آراستہ ہو سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

* حکومت کو اس بات کا شدید احساس ہے کہ معاشرے میں اعلیٰ تعلیمی سہولتیں ایک مخصوص طبقے تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایک پاکستانی کی حیثیت سے ان تعلیمی سہولتوں پر ایک غریب شخص کے بچوں کا بھی اتنا حق ہے جتنا elite طبقے سے تعلق رکھنے والے کسی بچے کا ہے۔ پنجاب حکومت نے اسی احساس کے پیش نظر صوبے میں دانش سکول سسٹم قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حکومت نے صوبے بھر میں ایسے سکولوں کے قیام کے لئے رواں مالی سال میں 4-ارب 90 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ ہم اب تک صوبے کی 24 تحصیلوں میں 44 سکولوں کے قیام کے لئے قطعات اراضی حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ ان سکولوں میں اعلیٰ تعلیمی سہولیات کے علاوہ رہائش، خوراک، یونیفارم اور کتابیں مفت مہیا کی جائیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

17. اس معزز ایوان کے سامنے ہم نے وعدہ کیا تھا کہ حکومتی امور میں میرٹ کی ہر سطح پر سختی سے پابندی کی جائے گی۔ آج مجھے یہ کہتے ہوئے انتہائی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ ہم نے 34 ہزار ایجوکیٹرز کو صرف اور صرف میرٹ پر بھرتی کیا۔ اتنی بڑی تعداد میں سرکاری ملازمین کی میرٹ پر بھرتی ہمارے ملک میں شاید پہلی مثال ہے۔ ہمیں یقین

ہے کہ شعبہ تعلیم میں 34 ہزار ایجوکیٹرز کا اضافہ صوبے میں تعلیم کے فروغ میں اہم سنگ میل ثابت ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

18. شعبہ تعلیم میں بہتری لانے کے لئے جو مزید اقدامات کئے گئے ان کا ذکر کچھ یوں ہے۔

* طالب علموں میں text books free of cost کی سکیم کی مد میں رواں مالی سال میں ایک ارب 70 کروڑ روپے جاری کئے گئے۔

* کم شرح خواندگی والے پسماندہ اور دور دراز علاقوں میں میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے والی طالبات میں ایک ارب روپے کے وظائف تقسیم کئے گئے۔

* اس عرصے میں بچوں کو محنت سے تعلیم مہیا کرنے کے حوالے سے اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک ارب روپے کے فنڈ جاری کئے گئے۔

* طلبہ و طالبات کو کمپیوٹر ٹیکنالوجی سے آگاہ کرنے کے لئے صوبے کے سکولوں میں 4۔ارب 90 کروڑ روپے کی مالیت سے ایک جامع منصوبے کے تحت کمپیوٹر لیب پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے۔اس منصوبے کی صوبائی سطح پر دیکھ بھال کی ذمہ داری دو سالہ کنٹریکٹ کے ذریعے بین الاقوامی کمپنیوں کو دی گئی ہے۔اس منصوبے کے لئے جدید ترین سافٹ ویئر اور براڈ بینڈ کی سہولتیں مہیا کی گئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

19. اب میں اگلے مالی سال کے بجٹ میں حکومت کی ترجیحات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں اور چند اہم اقدامات کا ذکر کروں گا جو کہ ہماری حکومت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

20. صوبائی ٹیکسوں کی وصولی کا نظام فرسودہ ہو چکا ہے۔ٹیکسوں کی وصولی کے اہداف ایک عرصہ سے جمود اور ٹیکسوں کی وصولی کے ذمہ دار محکمے inefficiency اور statusquo کا شکار ہیں۔ان محکمہ جات میں ریفارم کی اشد ضرورت ہے تاکہ صوبہ کے مالیاتی نظام میں بہتری لائی جاسکے۔tax collection میں صوابدیدی اختیارات کا خاتمہ، بقایاجات کی وصولی اور zero tolerance for corruption اس strategy کے بنیادی جزو ہوں گے۔یہ تجویز بھی زیر غور ہے کہ فیڈرل بورڈ آف

ریونیو کی طرز پر صوبائی ٹیکسوں کی collection کا ایک بورڈ قائم کیا جائے جو ایک خود مختار ادارہ ہو گا۔

* حکومت نے ایسی سرکاری اراضی کو جو اس وقت پبلک استعمال میں نہیں انتہائی شفاف عمل سے فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ امید ہے کہ اگلے مالی سال میں اس مد سے 13۔ارب روپے حاصل ہوں گے جو کہ صوبے کے ترقیاتی کاموں پر خرچ کئے جائیں گے۔ حکومت کے اس اقدام سے نہ صرف اضافی وسائل حاصل ہوں گے بلکہ سرکاری اراضی کو قبضہ مافیا سے نجات بھی مل جائے گی۔

جناب سپیکر!

21. جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے دہشت گردی اور عسکریت پسندی کی اس لہر کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ پاکستان اور اس کے عوام کے تحفظ کی اس جنگ میں پاکستان کے دشمنوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا اور آخری فتح پاکستان کے عوام کی ہو گی۔ جناب والا! کون نہیں جانتا کہ امن عامہ کے ذمہ دار حکومتی اداروں کو اس جنگ میں ہراول دستے کی حیثیت حاصل ہے۔ ہم ان اداروں کو صورت حال کی سنگینی کے مطابق مالی اور افرادی وسائل مہیا کئے بغیر ان سے مطلوبہ نتائج کی توقع نہیں کر سکتے۔ عوام کے جان و مال کے تحفظ اور امن عامہ کے تقاضوں کے پیش نظر حکومت نے آئندہ مالی سال میں law & order کے لئے 43۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

* پولیس ملازمین کو مالی سال 09-2008 میں رسک الاؤنس کے طور پر ایک بنیادی تنخواہ کا اضافہ کر دیا گیا ہے اس کے علاوہ ان کے راشن الاؤنس میں بھی خاطر خواہ اضافہ کر دیا گیا ہے اور انہیں 20 دن کا فکسڈ ڈیلی الاؤنس بھی دے دیا گیا ہے۔ حکومت پولیس ملازمین کے معاوضے میں اس اضافے کے لئے آئندہ مالی سال میں 8۔ارب روپے اضافی خرچ کرے گی۔ پولیس ملازمین کو مہیا کئے جانے والے ان اضافی مالی وسائل اور سہولتوں کے تناظر میں حکومت اور عوام ان سے یہ توقع کرنے میں حق بجانب ہیں کہ اب وہ دہشت گردوں اور قانون شکنوں کے عزائم کو ناکام بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھیں گے۔ اسی طرح ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ان اقدامات کے بعد تھانہ کلچر میں مثبت تبدیلی دیکھنے میں آئے گی۔

جناب سپیکر!

22. آئندہ مالی سال میں غربت میں کمی اور وسیع تر فلاحی اقدامات کے لئے تقریباً 30۔ارب کی خطیر رقم بطور سبسڈی فراہم کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

* حکومت نے آئندہ مالی سال سے پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کا دائرہ کار وسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے مختص شدہ رقم میں مجموعی طور پر 3.2۔ارب روپے کا اضافہ کیا جا رہا ہے۔آئندہ مالی سال میں اس سکیم کے تحت 16۔ارب 20 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ جن میں 14۔ارب 20 کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں مختص کی گئی ہے جبکہ مستحق خاندانوں کے صحت مند افراد اور نوجوانوں کی تربیت اور انہیں مالی وسائل فراہم کرنے کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم Punjab Cooperative Board for Liquidation کے اضافی وسائل سے حاصل کی جائے گی۔اس طرح یہ نوجوان اور دوسرے افراد خود روزگاری کے عمل کے ذریعے اپنے کنبوں کا سہارا بن سکیں گے اور بتدریج ان کا انحصار حکومت پر ختم ہو جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

* سستی روٹی سکیم کو مزید فعال بنایا جائے گا - سکیم کو مزید شفاف اور موثر بنانے کے لئے ایک اتھارٹی قائم کی جا رہی ہے -یہ بھی تجویز ہے کہ 2 روپے کی روٹی فراہم کرنے والے تندوروں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور یہ تندور ترجیحی بنیادوں پر صرف ان علاقوں میں قائم کئے جائیں جہاں مستحق، ضرورت مند، غریب طبقے کے لوگ رہائش پذیر ہوں۔ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں اس مد میں 7.5۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

* رواں مالی سال کی طرح اگلے مالی سال میں بھی حکومت سستے اور معیاری آٹے کی فراہمی کو یقینی بنائے گی۔منافع خوروں، ذخیرہ اندوزوں اور سمگلر مافیا کو اس اہم بنیادی ضرورت زندگی کی قیمت اور معیار کے ساتھ کھیلنے کی قطعاً اجازت نہیں دی جائے گی۔آٹے کے نرخ مستحکم رکھنے کے لئے حکومت تمام ممکنہ اقدامات کرے گی۔

* جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ رواں مالی سال کے دوران صحت کے شعبہ میں اہم اصلاحات کا آغاز کیا گیا- حکومت آئندہ مالی سال میں ان اصلاحات میں اضافے اور انھیں مزید بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے - صوبے کے عوام کے لئے ادویات اور علاج کی

مفت فراہمی کا دائرہ کار اب ضلعی اور تحصیل ہسپتالوں کی سطح تک وسیع کیا جارہا ہے۔اس مقصد کے لئے اگلے مالی سال کے بجٹ میں 6.5 ارب روپے مختص کئے جارہے ہیں۔ صوبہ میں زچہ و بچہ کی نگہداشت کی سکیموں کے لئے 3۔ ارب روپے صرف کئے جائیں گے جبکہ Dialysis کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے حکومت مزید 50 کروڑ روپے کی رقم صرف کرے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

* گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے آئندہ مالی سال کے دوران بھی سال رواں کی طرح 2۔ارب روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔اس رقم سے کاشتکاروں کو 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر کی سبسڈی برائے 10,000 ٹریکٹر فراہم کی جائے گی۔یہ سہولت چھوٹے کاشتکاروں کے لئے ہے جن کے انتخابات کے عمل کو انتہائی شفاف بنانے کے لئے کمپیوٹر پر قرعہ اندازی کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

* سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر تعمیر شدہ مکانات دینے کے لئے پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کو ایک ارب روپے کی سبسڈی دی جارہی ہے۔ اس کے علاوہ ایک ارب روپے کا قرضہ بھی فراہم کیا جائے گا جس کی واپسی آسان اقساط میں ہوگی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

23. گھر انسان کی کتنی بڑی ضرورت ہے اس کا اندازہ صرف وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کا اپنا کوئی گھر نہیں۔حکومت کو بے گھر لوگوں کی پریشانیوں کا بخوبی احساس ہے۔ حکومت نے بے گھر خاندانوں کو چھت فراہم کرنے کے لئے دیہی علاقوں میں 12 ہزار 75 ایکڑ اراضی کی نشاندہی کی ہے۔اس سکیم کے تحت چھیالیس ہزار پانچ سو پچپن بے گھر خاندانوں میں پانچ مرلہ فی خاندان رہائشی پلاٹ بلا معاوضہ تقسیم کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

24. اکیسیوں صدی اپنے ساتھ knowledge based economy کی اصطلاح لے کر آئی ہے۔globalization کے اس دور میں knowledge based economy کی اہمیت اور بھی زیادہ اجاگر ہو جاتی ہے۔ہم انشاءاللہ globalization

کی اس دوڑ میں کسی سے پیچھے نہیں رہیں گے۔حکومت پنجاب اس سلسلے میں صوبہ میں نالج پارک اور نالج سٹی کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے۔لاہور کے قریب 800 ایکڑ پر محیط نالج سٹی قائم کیا جائے گا۔نالج سٹی کے لئے سرکاری زمین کی نشاندہی ہو چکی ہے۔اس کی مکمل feasibility بنانے کی مد میں 5 کروڑ روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔

* دانش سکول سسٹم کو مستقل بنیاد فراہم کرنے کے لئے Daanish School System and Centres of Excellence Authority کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔یہ ایک خود مختار ادارہ ہو گا جو غریب عوام کو معیاری اور جدید تعلیم مہیا کرے گا۔اگلے مالی سال میں اس اتھارٹی کو 3۔ارب روپے کی رقم مہیا کی جائے گی۔
* جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ پنجاب میں آئندہ برسوں میں کوئی ہونہار طالب علم اپنے والدین کی غربت کی وجہ سے اعلیٰ اور پروفیشنل تعلیم سے انشاء اللہ محروم نہیں رہے گا۔ ہم اس مقصد کے لئے 2۔ارب روپے کی رقم سے Punjab Education Endowment Fund قائم کر چکے ہیں۔آئندہ مالی سال میں Punjab Cooperative Board for Liquidation کے اضافی وسائل سے اس فنڈ کو مزید 2۔ارب روپے فراہم کئے جائیں گے اس طرح اس فنڈ کا مجموعی حجم 4۔ارب روپے ہو گا۔
* اساتذہ کے لئے Performance based incentive جاری رہے گا اور رواں مالی سال میں ایک ارب روپے کا incentive دیا جائے گا۔
* ٹیکسٹ بکس کی مفت فراہمی کی مد میں مختص کی جانے والی رقم میں اضافہ کر کے ایک ارب 80 کروڑ روپے کرنے کی تجویز ہے۔
* کم شرح خواندگی والے علاقوں میں طالبات کا وظیفہ کی مد میں ایک ارب روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔
* 11 سو سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا۔سرکاری سکولوں کے ایک لاکھ اساتذہ اور پرائیویٹ سکولوں کے 70 ہزار اساتذہ کو تربیت دی جائے گی۔سکول کونسلز کو مزید فعال بنانے کے لئے ایک ارب سے زائد رقم فراہم کی جا رہی ہے۔آئندہ مالی سال میں 4286 ہائی سکولوں میں کمپیوٹر لیب قائم کر دی جائیں گی۔اس مقصد کے لئے ترقیاتی بجٹ میں 2۔ارب 92 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

* محکمہ جیل خانہ جات میں اصلاحات کا پروگرام شروع کیا جارہا ہے جس پر تقریباً30 کروڑ روپے خرچ ہوں گے ۔ ان اصلاحات کے ذریعے جیل ملازمین کے سروس سٹرکچر میں بہتری، قیدیوں کی بہتری اور رہائی کے بعد انھیں معاشرے کا فعال حصہ بنانے پر خصوصی توجہ مرکوز کی جائے گی۔
* مروجہ اشٹام پیپر میں کئی ایسی خامیاں ہیں جو جائیداد کی خرید و فروخت میں فراڈ اور قانونی پیچیدگیوں کو جنم دیتی ہیں اور سائل سالہا سال تک عدالتوں کے چکر لگاتے رہتے ہیں۔موجودہ حکومت نے اس مسئلے کے حل پر خصوصی توجہ دی ہے۔اگلے مالی سال سے سالانہ بنیادوں پر جاری ہونے والے stamp paper کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے جس میں جائیداد خریدنے اور بیچنے والوں کے حقوق اور مالی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لئے مستند security features رکھے گئے ہیں۔
* اگلے مالی سال میں غیر ترقیاتی اخراجات میں مزید کمی کی جائے گی ۔اس سلسلے میں وزیراعلیٰ پنجاب کی ہدایت کے مطابق ایک ایکشن پلان تیار کرلیا گیا ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے تقریباً5۔ارب روپے کی بچت حاصل ہوگی۔اس ایکشن پلان کی تفصیلات آپ کو علیحدہ مہیا کردی گئی ہیں۔ان اقدامات سے بچائی گئی رقم مزید رفاہی و فلاحی کاموں پر خرچ کی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

25. ہم نے اپنی ترجیحات اور commitments کو سامنے رکھتے ہوئے آئندہ مالی سال کا بجٹ مرتب کیا ہے۔میں اس معزز ایوان کے سامنے آئندہ مالی سال 10-2009 کی آمدن اور اخراجات کا تخمینہ پیش کرتا ہوں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

* مالی سال 10-2009 کے ریونیو اکاؤنٹ میں آمدنی کا تخمینہ 423.5۔ارب روپے ہے۔ اس میں 321۔ارب روپے Federal Divisible Pool کے ٹیکسوں کا صوبائی حصہ ہے جو NFC ایوارڈ کے تحت حاصل ہوگا۔اس کے علاوہ وفاقی حکومت سے ہمیں براہ راست ادائیگیوں اور گرانٹ کی مد میں 11۔ ارب روپے ملنے کی توقع ہے۔صوبائی ٹیکسوں کی مد میں 49.7۔ارب روپے اور صوبائی non-tax ریونیو میں 41.8۔ارب روپے کی آمدن متوقع ہے۔

* مالی سال 10-2009 کے بجٹ میں جاری اخراجات کا تخمینہ 314.8- ارب روپے ہے- آئندہ مالی سال کے جاری اخراجات میں تقریباً 30- ارب روپے کی سبسڈی بھی شامل ہے- یہ سبسڈی سستی روٹی سکیم، بنیادی اشیائے خورد ونوش کی فراہمی، غریب طبقہ کی بحالی، عوام کے علاج معالجہ، محنتی اور ہونہار طلبہ کے لئے وظائف کی فراہمی کے لئے دی جا رہی ہے- اگر 30- ارب روپے کی اس سبسڈی کو جاریہ اخراجات سے منہا کیا جائے تو سال 10-2009 کے جاری اخراجات کا تخمینہ 284.8- ارب روپے بنتا ہے-

26. مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے انتہائی خوشی ہو رہی ہے کہ میں آج اس معزز ایوان میں 175- ارب روپے کی مالیت کا ترقیاتی پروگرام پیش کر رہا ہوں جو کہ پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا سالانہ ترقیاتی پروگرام ہو گا- (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

27. صوبے کی تیز رفتار ترقی، غربت، جہالت اور بے روزگاری کا خاتمہ، عوام کو سستے اور فوری انصاف کی فراہمی اور ان کے مسائل کا حل ہمارا مشن ہے اور اس مشن کی تکمیل کے لئے تمام وسائل بروئے کار لائے جا رہے ہیں- ہمارا ترقیاتی پروگرام ترجیحاتی طور پر pro-poor رہے گا اور ایک متوازن ترقیاتی عمل کی بنیاد فراہم کرے گا- (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk. No comments. Order please.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

جناب سپیکر!

28. ترقیاتی پروگرام میں سماجی شعبہ ہماری اولین ترجیح ہے- جس پر آئندہ مالی سال میں 59- ارب 72 کروڑ روپے سے زائد رقم مختص کی جا رہی ہے جو کہ ہمارے ترقیاتی پروگرام کا 46 فیصد ہے-

* تعلیم کے شعبہ کے لئے ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ 23- ارب روپے سے زائد ہے- جس سے ہائی سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم، فنی تعلیم کا ایک جامع پروگرام، پرائمری سکولوں کو مڈل اور مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دینے کے لئے خرچ کئے جائیں گے- اس رقم میں سے 1500 سکولوں میں missing facilities پر 4- ارب روپے خرچ کئے جائیں گے-

اسی طرح صوبے میں نئے کالجوں کی تعمیر، پرانے کالجوں کی بہتری اور کالجوں کا درجہ بڑھانے پر 6-ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

29. سپیشل بچوں کی نگہداشت اور ان پر خصوصی توجہ ہماری قومی ذمہ داری ہے۔حکومت کی بھرپور کوشش ہے کہ ان بچوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ معاشرے کے کارآمد شہری بن سکیں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اپنی صلاحیتوں کا بھرپور اظہار کر سکیں۔حکومت سپیشل ایجوکیشن کے اداروں میں طالب علموں کے لئے ماہانہ stipend کا اجرا، مفت یونیفارم کی فراہمی، ٹیکسٹ بکس کی free of cost تقسیم اور آمدورفت کے لئے pick &drop کی مفت سہولت فراہم کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

30. صحت کے شعبہ میں آئندہ مالی سال میں ترقیاتی کاموں کے لئے مجموعی طور پر 12-ارب روپے سے زائد خرچ کرنے کی تجویز ہے۔یہ تخمینہ رواں مالی سال کے تخمینہ کے مقابلہ میں 30 فیصد زیادہ ہے۔اگلے مالی سال میں 4 میڈیکل کالجز کے قیام کے لئے کام شروع کر دیا جائے گا اور 10 ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتالوں میں جدید طرز کے ایمرجنسی وارڈ قائم کئے جائیں گے۔ان ایمرجنسی وارڈوں میں دیگر طبی سہولیات کے علاوہ کروڑوں روپے کی لاگت سے M.R.I اور C.T Scan کی سہولت بھی فراہم کی جائے گی۔جس سے مرض کی تشخیص سے متعلق تمام ضروری سہولیات ایک ہی چھت کے نیچے میسر آئیں گی اور مریضوں کو ایک ہسپتال سے دوسرے ہسپتال کے چکر لگانے کے تردد سے نجات ملے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

* کھیلوں کے فروغ کے لئے اگلے مالی سال میں ایک ارب 60 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!

31. فراہمی ونکاسی آب کے لئے آئندہ مالی سال میں مجموعی طور پر 8-ارب 50 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔اس سے شہری اور دیہی علاقوں میں فراہمی ونکاسی آب کے نظام کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔اس پروگرام کا 57 فیصد فنڈ دیہی علاقوں میں خرچ کیا جائے گا۔پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام میں مقامی سطح کی سکیموں پر 3-ارب روپے خرچ

کرنے کی تجویز ہے۔اس پروگرام کے تحت سکیموں کی نشاندہی منتخب عوامی نمائندے کریں گے۔PDP میں فراہمی ونکاسی آب کے منصوبہ جات کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر، صحت اور تعلیم کے اداروں میں missing facilities کی دوبارہ فراہمی اور دیگر سماجی سہولتوں کی سکیمیں شامل ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

32. صوبہ پنجاب کا 25 فیصد علاقہ بارانی ہے جہاں صوبہ کی 36 فیصد آبادی رہائش پذیر ہے۔یہ علاقہ شمالی اور جنوبی پنجاب کے 13 اضلاع پر پھیلا ہوا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایات پر بارانی علاقے کے ترقیاتی ادارہ یعنی ABAD نے واٹر ریسورس ڈویلپمنٹ پراجیکٹ شروع کیا ہے۔یہ منصوبہ مقامی آبادی کی شراکت سے پانی کے وسائل کی ترقی کے لئے نئے منصوبے شروع کر رہا ہے جن میں 200 چھوٹے ڈیم تعمیر کئے جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

* پنجاب میں کچی آبادیوں میں بنیادی سہولیات فراہم کی جائیں گے۔اس کے علاوہ حکومت کچی آبادیوں کے مکینوں کو آرام دہ گھر اور پر وقار اور بہترین ماحول مہیا کرنے کی غرض سے ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر کثیر المنزلہ فلیٹوں کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے۔اس مد میں حکومت نے اگلے مالی سال کے بجٹ میں 2۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔

جناب والا!

33. صوبہ پنجاب کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے۔زرعی شعبہ ہماری خوراک کی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔صوبہ کی انڈسٹری کے لئے خام مال مہیا کرتا ہے۔زرعی سیکٹر صوبہ کی 45 فیصد آبادی کے لئے روزگار کا وسیلہ ہے اور انڈسٹریل پروڈکٹس کے لئے ایک بہت بڑی مارکیٹ ہے۔آئندہ مالی سال میں زراعت کے شعبہ میں 3۔ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔جس میں سے ایک ارب 2 کروڑ روپے زرعی تحقیق پر خرچ ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

* زرعی سیکٹر کا 52 فیصد حصہ لائیو سٹاک کے شعبہ پر انحصار کرتا ہے۔آئندہ مالی سال میں اعلیٰ نسل کے جانوروں کی افزائش، دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافے، مویشیوں میں

بیماریوں کی روک تھام اور نئی ترقیاتی اور تحقیقی سرگرمیوں کے لئے 2-ارب روپے مختص کئے جارہے ہیں۔

* جنگلات ، جنگلی حیات اور ماہی پروری پر 90 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

34. صنعتی اور سماجی ترقی میں بہترین انفراسٹرکچر ایک اہم کردار ادا کرتا ہے-اس شعبہ میں آئندہ مالی سال میں 47-ارب 55 کروڑ خرچ کرنے کی تجویز ہے-جس میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے 25-ارب روپے، سرکاری عمارات کی تعمیر کے لئے 5-ارب 55 کروڑ روپے، اربن ڈویلپمنٹ کے لئے 7-ارب روپے اور آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے 10-ارب روپے کے منصوبے شامل ہیں-اگلے مالی سال میں خانکی بیراج پر کام شروع کیا جائے گا جس کے لئے وفاقی حکومت کے ترقیاتی پروگرام سے ایک ارب 50 کروڑ روپے متوقع ہیں-مزید برآں سپیشل انفراسٹرکچر کی تعمیر کے لئے 26-ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!

35. صوبے کے دیگر دور افتادہ اور پسماندہ علاقوں کی طرح جنوبی پنجاب کی ترقی ہماری ترجیحاتی منصوبہ بندی کا اہم جز ہے۔آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ جنوبی پنجاب کے عوام کی ترقی اور ان کی بہبود کے دعوؤں اور نعروں کے سہارے صوبائی اور وفاقی سطح کے اہم ترین عہدوں پر پہنچنے والی ہماری اکثر سیاسی شخصیات کی فرد عمل ان علاقوں کے لئے عملی اقدام سے خالی رہی ہے-موجودہ حکومت نے ایک مربوط پروگرام کے تحت جنوبی پنجاب کے علاقوں کو صوبے کے ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لانے کا عزم کر رکھا ہے-چنانچہ آئندہ مالی سال میں حکومت نے اس مقصد کے لئے 5-ارب روپے مختص کئے ہیں اس کے علاوہ برطانوی ترقیاتی ادارے DFID کے تعاون سے جنوبی پنجاب میں معاشی ترقی کا تین سالہ منصوبہ شروع کیا جارہا ہے جس کی لاگت 6-ارب 90 کروڑ روپے ہے اور اس پر عمل درآمد کے لئے اگلے مالی سال میں ایک ارب 40 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔جنوبی پنجاب کے لئے اس ترقیاتی منصوبہ بندی کے تحت ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج اور ملتان میں جدید معیار کا کڈنی سنٹر قائم کیا جارہا ہے-

ملتان انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے ایمرجنسی وارڈ کی توسیع کی جارہی ہے، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں برن یونٹ، چلڈرن کمپلیکس، گائنی وارڈ اور ہڈی جوڑ وارڈ کی توسیع کی تجویز ہے۔رحیم یار خان میں میڈیکل کالج کی بلڈنگ اور ہسپتال کی توسیع کے لئے 10کروڑ60لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR. SPEAKER: Order please. Order in the House.

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

جناب سپیکر!

36. میں اس اہم موقع پر یہ اعلان کرتے ہوئے نہایت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ حکومت پنجاب نے اگلے مالی سال سے دیہی علاقوں میں رابطہ سڑکوں کی توسیع و بحالی کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے جس کے لئے پہلے مرحلہ میں 2۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔اسی طرح سابقہ حکومتوں کی عدم توجہی کے باعث ہمارے چھوٹے اور درمیانہ درجے کے شہروں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کا نہایت فقدان ہے۔اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت پنجاب ان شہروں کی ترقی کے لئے ایک جامع پروگرام شروع کر رہی ہے جس کے تحت آئندہ مالی سال میں 2۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے ان دونوں پروگراموں پر عملدرآمد سے صوبہ بھر میں نہ صرف موجودہ انفراسٹرکچر کی بحالی ہوگی بلکہ دیہی اور شہری علاقوں میں روزگار کے بہتر مواقع میسر ہوں گے۔

جناب والا!

37. فنی تربیت کے لئے T.E.V.T.A کی ترقیاتی گرانٹ میں 2۔ارب 30کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے جس سے نوجوانوں کو جدید فنی علوم اور مارکیٹ driven کورسز میں تربیت دی جائے گی تاکہ وہ برسر روزگار ہونے کے ساتھ ساتھ ہماری بڑھتی ہوئی صنعتی ضروریات کو پورا کر سکیں۔

جناب سپیکر!

38. پنجاب میں مقامی اور بین الاقوامی سیاحت کے فروغ کے لئے 16 کروڑ 30 لاکھ روپے اور ثقافتی ورثہ اور آثار قدیمہ کے تحفظ، اطلاعات و نشریات کے فروغ کے لئے 40 کروڑ مختص کئے گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!

39. انفارمیشن ٹیکنالوجی جدید علوم کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہی نہیں بلکہ اس کے وسیع تر استعمال کے ذریعے سرکاری شعبے کی استعداد کار میں اضافے اور transparency کی عملداری کو بھی بہتر بنایا جا سکتا ہے۔حکومت پنجاب نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے فروغ کے لئے آئندہ مالی سال کے دوران ایک ارب 30 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ صوبہ بھر میں land revenue record کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے 4.3۔ارب روپے کی مالیت کے منصوبے پر پوری تندہی سے عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔آپ کو یہ جان کر خوشی ہو گی کہ پنجاب حکومت نے صوبے کے عوام کے لئے پبلک پارکس اور پبلک لائبریریوں میں وائرلیس کے ذریعے انٹرنیٹ کی سہولت کو عام کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔آئندہ بجٹ میں اس عوامی سہولت کے لئے 5 کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!

40. صوبہ میں ایمرجنسی سروس کا دائرہ کار پنجاب کے مختلف شہروں تک بڑھایا جا رہا ہے۔ Disaster Management Service کی توسیع و ترقی پر اگلے مالی سال میں 2۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

41. مجھے یہ اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ حکومت پنجاب عالمی شہرت کی حامل نو بڑی کمپنیوں کے ساتھ ایک ہزار نئی بسیں چلانے کے معاہدے پر دستخط کر چکی ہے۔اسی طرح چین کی ایک فرم نے دو سال کے عرصہ میں 200 سی این جی بسیں لانے میں دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔حکومت پنجاب نے آئندہ مالی سال کے دوران صوبے میں ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولتوں کے لئے ایک ارب کی سبسڈی مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

معزز خواتین اراکین حزب اختلاف:[************]

جناب سپیکر:ایسی بات مت کریں۔معزز ممبر ہیں۔آپ کو ایسی بات زیب نہیں دیتی۔ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):

جناب سپیکر!

42. میں اب آپ کی اجازت سے فنانس بل 2009 کے اہم نکات ایوان میں پیش کر رہا ہوں۔

* صوبے میں کوآپریٹو سوسائٹیوں اور ہاؤسنگ اتھارٹیوں میں وراثت کے ذریعے منتقل ہونے والی جائیداد کو 2 فیصد Stamp Duty سے مستثنیٰ قرار دینے کے لئے اس فنانس بل کے ذریعے شق (a)63 میں ترمیم تجویز کی جا رہی ہے۔

* عوامی فلاح و بہبود کے کاموں کے لئے خصوصاً نادار اور مستحق لوگوں کے لئے Punjab Undesirable Cooperative Societies Act 1993 میں ترمیم کی تجویز ہے جس کے تحت Punjab Cooperative Board for Liquidation اپنے فاضل اثاثوں کو پنجاب میں سماجی بہبود کے لئے استعمال کر سکے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!

43. مہنگائی اور افراط زر معاشرے کے تمام افراد پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن تنخواہ دار طبقہ اپنی محدود آمدنی کی وجہ سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتا ہے۔سرکاری ملازمین کی بہتری کے لئے میں یکم جولائی 2009 سے حاضر سروس سرکاری ملازمین کو تنخواہ کا 15 فیصد ایڈہاک ریلیف الاؤنس دینے کا اعلان کرتا ہوں، ریٹائرڈ سرکاری ملازمین بھی یکم جولائی 2009 سے اپنی نیٹ پنشن میں 15 فی صد اضافہ حاصل کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

44. یہ ہماری جمہوری حکومت کا عوام دوست، غریب دوست اور ٹیکس فری بجٹ ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پاکستان زندہ باد

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر جناب وزیر اعلیٰ نے وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کی
اور باقی معزز ممبران نے بھی وزیر خزانہ کی سیٹ پر آکر انھیں مبارکباد پیش کی)

جناب سپیکر: تمام حضرات تشریف رکھئے گا۔ آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ذرا ٹھہر جائیں۔ میں اپوزیشن لیڈر سے مخاطب ہوں۔ میرے خیال میں انداز بیاں کچھ لگتا ہے اچھا تھا آپ کو پسند آیا ہے یا نہیں؟

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے)

ابھی بقایا بھی ہے، ابھی آپ کدھر جا رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)
آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، ابھی وزیر خزانہ صاحب آپ کے سامنے اور بھی کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ میں معزز ممبران سے ملتمس ہوں کہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھئے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے مجھے floor دیا ہے۔ تحسین بھی ہو گی اور تنقید بھی ہو گی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں آپ سے مخاطب تھا۔ میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ (قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے پہلے میری بات سنی نہیں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ آج ذرا تھوڑا سا احتیاط کریں۔ مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): میں نے بہت ضروری بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): جناب سپیکر! مجھے تھوڑا سا ٹائم دیجئے گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ابھی دیکھتے ہیں۔ابھی بجٹ تقریر مکمل نہیں ہوئی۔ابھی انھوں نے کچھ اور کرنا ہے۔جی کائرہ صاحب!۔۔۔اب وزیر خزانہ گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال2010-2009 پیش کریں۔

گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال10-2009 کا پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 2010-2009 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 2010-2009 پیش کر دیا گیا ہے۔اب وزیر خزانہ گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال2009-2008 پیش کریں۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال09-2008 کا پیش کیا جانا

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 2009-2008 پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال2009-2008 پیش کر دیا گیا ہے۔
Now, Finance Minister may introduce the Punjab Finance Bill, 2009.

مسودہ قانون (جو متعارف ہوا)

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2009

MINISTER FOR FINANCNE: I introduce the Punjab Finance Bill, 2009.

MR. SPEAKER: The Punjab Finance Bill, 2009 has been introduced.

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): جناب سپیکر! پلیز! ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب! ماشاء اللہ آج آپ نے بہت پر مغز اور اچھے انداز میں بجٹ تقریر پیش کی۔ میں دلی طور پر آپ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور خصوصی طور پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ! آج کا دن---

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): جناب سپیکر! ایک سیکنڈ پلیز۔

جناب سپیکر: جی، اس سے پہلے کہ میں کوئی اعلان کرلوں، اب آپ بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک نہایت اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ آج میاں شہباز شریف صاحب قائد ایوان ہاؤس میں موجود ہیں۔ ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور میں خاص طور پر قائد ایوان سے یہ request کروں گی کہ قائد جمہوریت فخر ایشیا محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی 21 جون کو سالگرہ ہے۔ چونکہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید---

محترمہ ثمینہ خاور حیات: چپ کرو۔ خاموش۔

PARLIAMENTARY SECRETARY FOR INFORMATION TECHNOLOGY (MRS. NARGIS FAIZ MALIK): Shut up.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بدتمیز چپ کرو، You shut up. (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

پلیز خاموشی اختیار کریں۔ آرڈر، آرڈر، آرڈر۔ Order in the House. I say order. آپ ان سے بات نہیں کر سکتیں، آپ مجھ سے بات کریں۔ میں نے انھیں floor دیا ہوا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھے بھی ٹائم دیں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات بھی سنوں گا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): جناب سپیکر! ملک کے چوروں کو، غداروں کو مت ٹائم دیا کریں۔ یہ لوگ ملک کے چور ہیں، غدار ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ خاموشی اختیار کریں۔ جی، آپ تشریف رکھیں۔ میں notice لیتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے انفارمیشن ٹیکنالوجی (محترمہ نرگس فیض ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیے گا۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا ہے آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ معزز اراکین کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ (قطع کلامیاں)

آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ بی بی! میں آپ کو بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ No, this is no way آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ 19۔ جون 2009 سے سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہو گا۔ (قطع کلامیاں)

بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں! آپ میری بات نہیں سن رہی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں گے تو میں بات کروں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ بھی تشریف رکھیں۔ آپ میری بات سنیں۔ جب میں کہہ رہا ہوں آپ تشریف رکھیں تو آپ تشریف رکھیں۔ پلیز محترمہ! میں بار بار آپ کو کہہ رہا ہوں This is not the way. No آپ کی یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھئے۔ محترمہ! آپ تشریف رکھئے۔ تشریف رکھئے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ تشریف رکھئے۔ جب میں آپ سے کہتا ہوں کہ تشریف رکھئے، آپ کی بات میں نے سن لی ہے، سینئر منسٹر صاحب بول رہے، آپ تشریف رکھیں۔ جی آپ تشریف رکھیں۔ محترمہ! آپ ان کو بٹھاتے ہیں یا نہیں۔ چودھری صاحب! یہ بات اچھی نہیں ہے۔

آپ کیوں interrupt کرتے ہیں وہ تو مجھ سے بات کر رہے تھے۔ وہ آپ سے بات نہیں کر رہے تھے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اپوزیشن کی تمام معزز خواتین ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں۔ ہم ان کی عزت کرتے ہیں۔ آپ اس ہاؤس کا حصہ ہیں۔ اگر ہماری طرف سے کسی ایسے فقرے سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں۔ مہربانی (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ معزز اراکین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مورخہ 19۔ جون 2009 سے سالانہ بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہو گا۔ سالانہ بجٹ پر عام بحث کے لئے چار یوم یعنی 19، 20، 22 اور 23 جون مختص کئے گئے ہیں۔ آخر میں جناب وزیر خزانہ بجٹ پر عام بحث کو wind up کریں گے۔ جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری صاحب کے پاس اپنے ناموں کا اندراج کرا دیں۔ شکریہ

اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک 19۔ جون 2009 صبح 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

133

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،19۔جون2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 پر عام بحث جاری رہے گی

135

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،19-جون 2009

(یوم الجمع،25-جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَّا كَانَ عَلَى ٱلنَّبِيِّ مِنۡ حَرَجٖ فِيمَا فَرَضَ ٱللَّهُ لَهُۥۖ سُنَّةَ ٱللَّهِ فِي ٱلَّذِينَ خَلَوۡاْ مِن قَبۡلُۚ وَكَانَ أَمۡرُ ٱللَّهِ قَدَرٗا مَّقۡدُورًاo ٱلَّذِينَ يُبَلِّغُونَ رِسَٰلَٰتِ ٱللَّهِ وَيَخۡشَوۡنَهُۥ وَلَا يَخۡشَوۡنَ أَحَدًا إِلَّا ٱللَّهَۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ حَسِيبٗاo مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٖ مِّن رِّجَالِكُمۡ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٗاo يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ ذِكۡرٗا كَثِيرٗاo وَسَبِّحُوهُ بُكۡرَةٗ وَأَصِيلًاo

سُوۡرَةُ الأحزَاب آيات 38 تا 42

نبی پر کوئی حرج نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرمائی، اللہ کا دستور چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا کام مقرر تقدیر ہےo وہ جو اللہ کے پیام پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ کرتے اور اللہ بس ہے حساب لینے والاo محمد تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہےo اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کروo اور صبح و شام اس کی پاکی بولوo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
میرا دل اور میری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان قربان مدینے والے
تیرا در چھوڑ کے جائیں تو کدھر جائیں
میرے آقا، میرے سلطان مدینے والے
اب نہ رکھ بے سرو سامان مدینے والے
بھر دے، بھر دے میرے داتا میری جھولی بھر دے
میرا دل اور میری جان مدینے والے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ حکومتی بنچوں کا بجٹ میں اتنا interest ہے کہ سندھو صاحب ابھی نعت کے دوران آئے ہیں۔ ایک وزیر نہیں ہے، ایک مشیر نہیں ہے، ایک پارلیمانی سیکرٹری نہیں ہے، ایک چیئرمین نہیں ہے، ایک ممبر بھی نہیں آیا۔ انہوں نے جو اپنا document پیش کیا ہے، کیا اس پر embarrassed ہیں کہ اس کے اندر ان کے پاس دفاع کرنے کے لئے کوئی چیز رہی ہی نہیں یعنی They haven't legislative stand on to defend this document to be presented. مہربانی فرما کر اس کا سختی سے notice لیں۔ آپ اسمبلی کے سپیکر ہیں اور neutral ہیں اس لئے آپ اس پر حکومت کی کھچائی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر Chair کی طرف سے اس سے بڑی اور کوئی statement نہیں ہو سکتی کہ اجلاس کا 9.00 بجے کا ٹائم تھا۔ حکومتی بنچوں پر کوئی موجود ہے یا نہیں لیکن ہم نے ہاؤس کی proceeding start کر دی ہے۔

کورم کی نشاندہی

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ تو آپ کی neutrality کو credit جاتا ہے لیکن ان کی اس بات پر سرزنش ہونی چاہئے۔ چونکہ اس وقت ہماری بات سننے کے لئے کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ لہذا میں کورم point out کرتا ہوں۔ آپ گنتی کروالیں اگر کورم پورا ہے تو اجلاس جاری رکھیں۔ ہم نے آپس میں تو باتیں نہیں سنانیں بلکہ ہم نے تو ان لوگوں سے بات کرنی ہے جو decision makers ہیں جو اس کے اندر کوئی تبدیلی لائیں گے اور اس document پر کوئی فرق پڑے گا۔ میرے خیال میں اس کے اندر پنجاب کی عوام کے لئے کچھ نہیں ہے۔ ہم ان کمزوریوں کو واضح کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم کس کے سامنے کریں؟ لہذا مہربانی فرما کر گنتی کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ میرے خیال میں ضابطے کی کارروائی کے مطابق پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجانی چاہئیں I don't think so کہ اس میں کورم پورا ہو سکے گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! process follow کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔

(اس مرحلے پر گنتی کی گئی)

جناب محمد محسن خان لغاری: حکومتی بنچوں والوں کو یہ realize کرنا چاہئے تھا کہ آج جمعہ ہے اس لئے آج اجلاس جلدی ختم ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کورم پورا نہیں ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

دوبارہ گنتی کی جائے، ویسے پتا ہی ہے کہ اس میں کیا ہونا ہے۔ Rules of Procedure کے اندر quorum کے بارے میں بڑا واضح ہے کہ:-

5. **Quorum** (1) If at any time during a sitting of the Assembly, the attention of the Speaker is drawn to the fact that members less than one-fourth of the total membership of the Assembly are present, he shall suspend the sitting and shall order the bells to be rung for five minutes and if after the said period there is still no quorum, he shall adjourn the Assembly for fifteen to thirty minutes.

اسمبلی adjourn کرنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ابھی تحاریک استحقاق take up ہونی تھیں اور میرا خیال یہ ہے کہ ہم ہاؤس کی proceeding start کر لیتے۔ قائد حزب اختلاف کی طرف سے بھی مجھے پیغام آیا تھا اور زیادہ تر تحاریک استحقاق قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے ممبران کی طرف سے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم کس کو سنانے کے لئے بات کریں؟ وزیر قانون صاحب نہیں ہیں، کوئی اور وزیر صاحب نہیں ہیں تو ہم کس کے لئے address کریں؟ خالی بنچوں کو سنانا تو مقصود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دوبارہ گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے۔ اب ہاؤس آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کیا جاتا ہے اور آدھے گھنٹے کے بعد ہم دوبارہ اکٹھے ہوتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر کورم پورا نہ ہونے کے باعث اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر آدھے گھنٹے کے وقفہ کے بعد 10 بج کر 58 منٹ پر جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔

محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب!

محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس وقت گھڑی کی سوئیاں 9 بج کر 20 منٹ پر گئی تھیں۔ میں بھی کورم پورا کرنے کے لئے بھاگ کر آیا ہوں اس لئے میرا سانس ابھی چڑھا ہوا ہے اس کے لئے معذرت چاہتا ہوں۔ قانون یعنی rules جو ہیں وہ کہتے ہیں کہ آدھے گھنٹے کے بعد automatically count ہو کر اگر کورم پورا نہ ہو تو House for the day urgent ہو جاتا ہے۔ میری جو قانون اور rules کے بارے میں سمجھ ہے۔ آپ ابھی نوٹ کریں گیارہ بج رہے ہیں۔ 9 بج کر 20 منٹ سے لے 11 بجے تک ایک گھنٹہ اور چالیس منٹ ہیں۔ اس قسم کی چیزیں جب ہوتی ہیں تو ہم خود ہی rules، آئین اور قانون کو جب flout کرتے ہیں تو ان کو کمزور کرتے ہیں، ان کی enforcement سے یہ اسمبلی مضبوط ہو گی اور جب اس اسمبلی کے بنائے ہوئے rules پر جب ہم عملدرآمد کریں گے تو یہ اسمبلی مضبوط ہو گی تو جمہوری نظام مضبوط ہو گا۔ ہم ڈکٹیٹر شپ کی باتیں کرتے ہیں اور ڈکٹیٹر شپ پر blame کرتے ہیں۔ آج جو قانون کی اتنی blatant violation ہوئی ہے یہ کسی ڈکٹیٹر شپ نے نہیں بلکہ اسی جمہوری اسمبلی کے ہمارے اپنے بھائیوں نے کی ہے۔ میں اس میں آپ کو بھی blame کروں گا کہ آپ نے آدھے گھنٹے کو ایک گھنٹہ چالیس منٹ بنا لیا۔ مہربانی فرمائیں اور آئندہ ایسی چیز نہ ہو۔ مجھے اس پر آپ کی

commitment چاہئے اور اگر اس پر کوئی رولنگ بنتی ہے تو وہ بھی دے دیں کہ آدھے گھنٹے سے کتنا آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔discretion ہونی چاہئے۔۔۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! یہ ایوان کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔

Mr. Acting Speaker: No cross talks please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ چیز بھی note کرنی چاہئے۔ میں ابھی بھاگ کر آیا ہوں تاکہ کورم پورا ہو اور ہمارے سارے ممبران نے بھی اس کورم کو پورا کرنے کے لئے اپنا جمہوری کردار ادا کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج صبح جب ہاؤس شروع ہوا اس وقت جو حالات تھے اس کے مجھ سے زیادہ بہتر آپ گواہ ہیں کہ وہ حالات کسی جمہوری رویے کے آئینہ دار نہیں تھے، اس لئے آپ اس چیز کا notice لیں اور اس پر مجھے آپ کی رولنگ بھی چاہئے کہ آدھے گھنٹے کو maximum کتنا بڑھایا جا سکتا ہے، اگر ہم ایک دفعہ discretionary power define کر دیں تو آئندہ کے لئے آسانی رہے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں پہلے تو قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے تمام اراکین کا اس بات پر مشکور ہوں کہ انہوں نے کورم پورا کرنے کے لئے اپنا positive کردار ادا کیا ہے۔ معزز رکن لغاری صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ rules روایات سے بڑھ کر نہیں ہوتے بلکہ روایات ہمیشہ rules کو overlap کرتی ہیں جبکہ وہ قانون اور آئین کو نہیں کر سکتیں۔ یہ روایت ہے کہ جب بھی سپیکر House adjourn کرتا ہے مثال کے طور پر آج آپ کہیں کہ کل 9.00 بجے اجلاس ہوگا یا جیسے پہلے دن اجلاس تھا اس دن آپ نے کہا تھا 3.00 بجے اجلاس ہو گا۔ اس دن پارلیمانی پارٹیز کے اجلاس ہوتے ہیں اس لئے اس میں تھوڑی بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اجلاس کا ٹائم 3.00 بجے کا مقرر ہے لیکن وہ چار یا ساڑھے چار بجے شروع ہوا۔ یہ ایک روایت ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اتنی detail میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ There is a difference between baboos and politicians ایک ممبر جس نے اپنے حلقے کے معاملات کو بھی دیکھنا ہوتا ہے۔ آپ کے بھی علم میں ہے کہ لوگ صبح صبح آپ کے گھر یا آفس آ جاتے ہیں اور آپ straightaway انہیں دھکا دے کر

نہیں آ سکتے اس لئے اس میں تھوڑی بہت دیر ہو جاتی ہے۔جس آدمی نے صرف اپنے آفس جانا ہے اور شام کو گھر آ جانا ہے اس میں تھوڑا سا فرق ہے۔

جناب سپیکر! میں تیسری یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی درخشندہ روایات ہیں کہ یہاں پر جب قانون سازی ہو گی تو وہ without quorum نہیں ہو گی اور کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے۔جب بجٹ اجلاس میں ووٹنگ ہو گی تو کورم پورا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے، جب cut motions ہوں گی تب بھی کورم پورا کرنا ہماری ذمہ داری ہے لیکن اس کے علاوہ وقفہ سوالات، تحاریک استحقاق، تحاریک التوائے کار، بجٹ پر تقاریر یا عام بحث کے دوران کبھی بھی کورم point out نہیں ہوتا۔لغاری صاحب نے کہا کہ آپ نے اتنا ٹائم لگا دیا ہے۔آپ کے علم میں ہے کہ آپ کے چیمبر میں ہمارے، قائد حزب اختلاف اور معزز اراکین اپوزیشن جن میں چودھری مونس صاحب بھی تھے اس بات پر مذاکرات ہوتے رہے ہیں کہ ہم بیٹھ کر اس بات کو طے کریں کہ اس ہاؤس کی جو دیرینہ روایات ہیں کہ کن کن موقعوں پر کورم point out ہوتا ہے اور کن موقعوں پر نہیں ہوتا۔چونکہ اس پر بات ہوتی رہی ہے اس لئے یہ تاخیر ہوئی ہے اور اسی دوران ممبران بھی پورے ہو گئے ہیں لیکن اس کے باوجود میں اپوزیشن کے آج کے مثبت کردار پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں چند ایک گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔رانا صاحب نے روایات کی بات کی ہے۔روایات میں یہ ہے کہ کبھی حکومتی بنچوں اور کبھی اپوزیشن بنچوں نے اپنے خیالات کے لئے، اپنی ترجیحات کے لئے، اپنی باتوں کے لئے ایک دوسرے کے پاس آتے جاتے ہیں لیکن ان روایات کو mutually آگے بڑھایا جاتا ہے چونکہ rules ان کے آڑے آیا کرتے ہیں۔rules کے بارے میں کہا گیا ہے کہ Rules are not for the fool wise men make them and wise men abide them جب ہماری ایڈوائزری کمیٹی ہوتی ہے تو اس میں حکومتی بنچوں نے ہاؤس چلانے کے لئے اپنی ترجیحات سامنے رکھنا ہوتی ہیں۔اگر اس کمیٹی میں ہمارے ساتھ یہ طے کیا جاتا تو ہم اسی وقت مان جاتے لیکن جو بات طے نہیں ہوئی تھی ہمارے ساتھیوں نے اسی کو agitate کیا ہے۔پھر exact 31 minutes پر ہمارا جانا بھی بنتا تھا۔ہم یہاں سے چلے جاتے تو گورنمنٹ کا آج کا دن شروع نہیں ہو سکتا تھا چونکہ آج یہاں قائد حزب اختلاف نے یہ debate open کرنا تھی۔میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ ہم ہمیشہ ہاؤس کی بہتری، روایات کی بہتری

اور اس ادارے کی بہتری کے لئے تعاون کرتے ہیں-چونکہ یہ ادارہ بہت سے خطرات میں گھرا ہوا ہے لیکن حکومتی بنچوں کو اس کا ادراک نہیں ہے-ہم یہ چاہتے ہیں کہ جیسے آج سے پانچ چھ سال پہلے یہ روایت شروع ہو چکی ہے کہ اس ادارے نے اپنی عمر پوری کی ہے-اگر اب اس ادارے نے اپنی عمر پوری کرنی ہے تو وہ رویوں سے کرنی ہے-ہمارے لئے آپ کی ذات،آپ کی کرسی اور آپ کا conduct بہت زیادہ قابل احترام ہے-آپ ہمیں جو بھی کہیں ہم مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے لیکن اپنی معروضات پیش کرنا بھی ہمارا فرض بنتا ہے-میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر آج آپ اکتیسویں منٹ پر اندر آ جاتے تو چاہے کم ممبر بھی ہوتے تو یہ کام ہو جا سکتا تھا لیکن آپ ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر سے آئے ہیں-اب اس کو روایت نہیں بنا لینا چاہئے،اسے مثال نہیں بنا لینا چاہئے بلکہ آئندہ چلنے کے لئے ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ بلائی جائے اور اس میں ہمیں بتایا جائے کہ آپ کو کس چیز سے convenience ہوتی ہے میں اور میرے ساتھی آپ کو وہ تمام convenience دینے کے لئے تیار ہیں-میں دوبارہ استدعا کرتا ہوں کہ آج کے واقعہ کو مثال نہ بنایا جائے اور آج رولنگ دیں کہ آئندہ اس ڈیڑھ گھنٹے کو مثال کے طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا-جیسے جنرل ضیاء الحق نے آئین میں اپنا نام لکھوا کر ساتھ لکھ دیا تھا کہ یہ سپیشل کیس ہے آئندہ اس کے اندر یہ نہیں لکھا جائے گا-اسی طرح آپ بھی یہ فرما دیجئے کہ آج یہ special circumstances میں ہوا ہے and there is no law withstand in the way of compromise یہ ایک compromise سے ہوا ہے-میں وزیر قانون کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اپوزیشن کے gesture کو سراہا ہے لیکن میں پھر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ جو آج ہوا ہے اسے آئندہ اس ہاؤس میں مثال کے طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا-(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ-جی،لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!میں محترم قائد حزب اختلاف کی بات سے صرف اتنی ترمیم کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ آپ اس رولنگ کو pending فرمالیں اور آج اجلاس کے بعد بزنس ایڈوائزری کمیٹی کا اجلاس ہو جائے اور اس میں یہ دونوں باتیں طے ہو جائیں،نہ تو اس بات کو مثال بنایا جائے کہ اجلاس زیادہ دیر سے شروع کیا جائے اور نہ یہ کیا جائے کہ عام بحث اور وہ hours جن کے لئے روایات ہیں کہ کورم point out نہیں کیا جاتا ان میں کورم point out نہ کیا جائے-

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! غلط روایات شروع نہ کریں۔اگر حکومتی بنچوں کی طرف سے کوئی بھی نہ ہو اور پھر بھی یہ کہا جائے کہ کورم کیوں point out کیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک غلط روایت ہے اس لئے بری روایات کو جنم نہیں دینا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس پر صرف اتنی بات کہوں گا کہ سیدھی سی بات ہے کہ Chair ہمیشہ impartial ہوتی ہے۔جب میں صبح موجود تھا تو اس وقت حکومتی بنچوں پر کوئی موجود نہیں تھا لیکن جب ہم ہاؤس کی روایات کی بات کرتے ہیں تو ہم نے بروقت ایوان شروع کیا اور جب کورم point out ہوا تو ہم نے ایوان کو آدھے گھنٹے کے لئے adjourn کر دیا۔ Rules کے اندر بالکل 30 minutes لکھا ہوا ہے کہ after 30 minutes دوبارہ assemble ہوں گے لیکن یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم نے اکٹھے کس لئے ہونا تھا؟ بجٹ پیش ہوا ہے اور بجٹ پر بحث ہونی ہے۔ پنجاب کے عوام کی نظریں پنجاب اسمبلی پر لگی ہوئی ہیں۔ جہاں پر اس طرح کا مسئلہ ہو تو وہاں پر تھوڑا سا rules سے ہٹ کر ایک اچھے مقصد کے لئے روایات کو follow کیا جاتا ہے۔ ہم نے اسی مقصد کے لئے ہاؤس تھوڑا تاخیر سے assemble کیا ہے۔ میں اس حوالے سے بالکل اپنی رولنگ بھی دوں گا اور انشاء اللہ تعالیٰ کل جب ایوان کی کارروائی شروع ہو گی تو میری رولنگ آئے گی۔ میرا خیال ہے اب ہم بجٹ اجلاس کو باقاعدہ شروع کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحاریک استحقاق take up کی جائیں گی۔

محترمہ انبساط حامد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! چونکہ ہاؤس کا کافی وقت ضائع ہو چکا ہے اس لئے بجٹ پر بحث کے لئے ایک دن مزید بڑھا دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب تمام پارلیمانی لیڈر اور قائد حزب اختلاف ایڈوائزری کمیٹی میں بیٹھیں گے تو اس حوالے سے بھی بات ہو گی۔اس بارے میں کوئی فیصلہ کر لیں گے۔ جی، محترمہ صبا صادق صاحبہ!

محترمہ صبا صادق: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ اور ہاؤس کی معاونت چاہوں گی۔ جس دن بجٹ پیش ہوا اس روز ایک چھوٹی سی غلط فہمی کی وجہ سے ایک مسئلہ کھڑا ہوا اور اس کی وجہ سے کافی problem ہوئی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یہ ہمارا آپس کا مسئلہ ہے ہم خود ہی اس کو مل بیٹھ کر طے کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! Let the Chair decide محترمہ کو بات کر لینے دیں اس کے بعد میں فیصلہ کروں گا۔ ویسے محترمہ صبا صادق! جن کا مسئلہ ہے ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں بھی ہاؤس کی خاتون ممبر ہوں، مجھے اجازت دیں۔ چونکہ اس دن میں خواتین کے ساتھ بیٹھی تھی۔ بلاشبہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شہادت صرف پیپلز پارٹی کے لئے نہیں بلکہ ہم سب پاکستانیوں کے لئے ایک بہت بڑا سانحہ تھا۔ چونکہ میں ان کے پاس بیٹھی تھی اور کچھ ایسے remarks تھے کہ جن کا محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے ساتھ تعلق نہیں تھا۔ میں چاہوں گی کہ آپ ہاؤس کی سینئر خواتین کی ایک کمیٹی بنا دیں جو دونوں اطراف کی بات سن کر مسئلے کو اچھے اور احسن طریقے سے resolve کریں۔ بجائے اس کے کہ میڈیا یا باہر کے لوگ ہم پر طنز کریں ہم خود اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں۔ میری خواہش ہے کہ اس وقت ملک ان حالات کا متحمل نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان مسائل کا حل اچھے طریقے سے نکالیں، انہیں اچھے انداز سے solve کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں تھوڑا سا آپ کو بتا دوں کہ اس حوالے سے کچھ بات ہو چکی ہے اور اس بارے میں ابھی قائد حزب اختلاف بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ ان کا issue نہیں ہے۔ یہ ہمارا issue ہے۔ ہم اس کو بعد میں خود ہی طے کر لیں گے۔

محترمہ صبا صادق: چودھری صاحب کو شاید میری بات پسند نہیں آئی مگر بحیثیت پاکستانی، بحیثیت ممبر میرا فرض ہے۔ یہ بہنیں بھی میرے لئے قابل احترام ہیں، پیپلز پارٹی کی بہنیں بھی میرے لئے قابل احترام ہیں۔ اس وقت ہمیں صرف پاکستان کی سوچ رکھنی چاہئے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب اپنی سوچ سے باہر نکل کر بات نہیں کرتے، یہ نہیں دیکھتے کہ اس وقت ملک کی کیا صورتحال ہے، یہ نہیں دیکھتے کہ ملک میں دہشت گردی کیسے پھیل رہی ہے۔ طنز کرنا یا جملے کسنا ہمارا شیوہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس قوم کی خدمت کے لئے چنا ہے، اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو ذمہ داری دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ نے اپنا point registered کرا دیا ہے۔ اب تشریف رکھیں۔ قائد حزب اختلاف اس حوالے سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں بہتر ہے کہ وہ بات کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنی colleague کا خاتون ہونے کے ناتے سے احترام کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ دونوں پارٹیوں کی خواتین کے درمیان جو بات ہوئی

ہے اس حوالے سے جب بات ہو گی تو دوسری جانب سے جواب آ جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی چیز جل رہی ہے تو اس پر تیل پھینکنے والوں کو سمجھانا چاہئے۔ دوسرا انہوں نے فرمایا ہے کہ میڈیا اس کو اچھالے گا، میڈیا غلط طور پر پیش کرے گا، میڈیا تماشا بنائے گا تو میں عرض کرتا ہوں کہ میڈیا کے لوگ نہایت ہی ذمہ دار ہیں۔ میڈیا کے بارے میں ایسی بات نہیں کہنی چاہئے۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! چودھری صاحب میری بات کو غلط طور پر interpret کر رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ریکارڈ گواہ ہے کہ میں نے میڈیا کے بارے میں جو کچھ کہا وہ میڈیا نے سنا ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ اس بارے میں میڈیا نے جو کچھ دیکھا وہی کہا اور آئندہ بھی میڈیا جو کچھ دیکھے گا، سنے گا وہی کہے گا۔ ہمیں اپنے اعمال کو خود درست کرنا چاہئے، ہمیں اپنے conduct کو خود بہتر کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے گھر کو خود بہتر کرنا چاہئے اگر ہم اپنے گھر کو بہتر کرنے کی بجائے دیکھنے والوں کو برا کہیں گے تو یہ ایک بُری روایت ہو گی۔ مہربانی فرمائیے گا۔ متاثرہ ممبران یا پارٹیاں آپس میں بات کر لیں گی۔ آج ایوان کو آرام سے چلنے دیں۔ یہ کام نہ کریں، یہ کردار اچھا نہیں ہے۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں انتہائی ادب سے کہوں گی کہ چودھری ظہیر الدین صاحب نے میری اس بات کو غلط interpret کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ہم اس بات کو مزید آگے نہ بڑھائیں۔ اس حوالے سے already بات ہو چکی ہے اور ابھی اس معاملے کو ہم ہاؤس میں take up بھی کر رہے ہیں۔ جب اس کو take up کیا جائے گا تو اس وقت بات ہو جائے گی۔ ابھی کچھ دیر بعد ہم تحریک استحقاق کے ذریعے اس کو take up کریں گے۔ لہذا سب تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا! اب ایوان کو ایجنڈے کے مطابق چلا لیں۔ آپ نے بالکل صحیح کہا ہے کہ پنجاب کی عوام ہماری طرف دیکھ رہی ہے۔ ہم لوگ discussion کے لئے تیار ہو کر آئے ہیں۔ خدا کے لئے بحث برائے بحث میں نہ پڑیں۔ اس ہاؤس کی کارروائی کو ایجنڈے کے مطابق چلائیں۔ ابھی جمعہ کی نماز کا اعلان ہو جائے گا۔ جمعہ پڑھنا ہے اور جس نے نہیں بھی پڑھنا اس نے بھی بھاگ جانا ہے۔ مہربانی کر کے ایوان کو ایجنڈے کے مطابق چلائیں۔ شکریہ

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر16 بابت2009 کو take up کیا جاتا ہے جو کہ چودھری ظہیر الدین صاحب، جناب محمد شفیق خان صاحب، چودھری شیر علی صاحب، چودھری مونس الٰہی صاحب، جناب منور حسین منج صاحب، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔

پنجاب بیت المال کی سالانہ رپورٹ بابت سال2008 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Bait-ul-Mal Act, 1991 کے section-II میں provided ہے کہ:

"11.**LAYING OF ANNUAL REPORT BEFORE THE ASSEMBLY:-**

(1) The Council shall, not later than 15th day of March in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ section-5 کے تحت اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور پر حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینا مقصود ہوتا ہے۔

5. Utilization of the Bait-ul-Mal.

(1) The Bait-ul-Mal shall be administered by the Council in the manner prescribed and shall

be utilized for the following purposes, namely:-

(i) relief and rehabilitation of the poor and the needy particularly poor widows and orphans;

(ii) Educational assistance to the poor and deserving students;

(iii) medical assistance to the poor;

(iv) charitable purposes;

(v) any other purpose of public utility particularly where the beneficiaries would be the disadvantaged sections of the society; and

(vi) any other purpose approved by the Council.

(2) Subject to the general supervision and control of the Council, the distribution of Bait-ul-Mal Fund shall be carried out by the district Bait-ul-Mal Committees to be constituted by the Council for this purpose in such manner as the Council may determine.”

مذکورہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود Punjab interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح

ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر آپ اپنی short statement دینا چاہیں گی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، ہاں!

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! عرض یہ ہے کہ بیت المال ہمارا وہ ادارہ ہے کہ جس کو حکومت نے اس لئے قائم کیا تھا کہ اس میں تمام لوگ چاہے وہ عیسائی ہیں، مسلمان ہیں، غریب ہیں، بیوگان ہیں حکومت کی طرف سے ان کی مدد ہو، transparent ہو اور ان کو ان کے doorstep پر ان کی need کے مطابق دیا جائے۔ آئین میں یہ provided ہے کہ جب اتنی بڑی رقم ان لوگوں کو دی جاتی ہے تو بالادستی صرف اور صرف اسمبلی کی ہو گی۔ اس کی رپورٹ ہر صورت اس floor پر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ سب سے اہم جو دوسری بات ہے وہ یہ ہے کہ اس پر قیاس آرائیاں شروع ہو گئی ہیں، حکومت کی نیت پر شک شروع ہو گیا ہے کہ شاید کسی food support programme یا poverty elimination programme میں یہ رقم دی جا رہی ہے، وہ اسمبلی کی اجازت کے بغیر دی جا رہی ہے۔ اس قسم کا ابہام اور باتیں جو کی جا رہی ہیں اور بیت المال کا فنڈ جو ان مستحقین کے پاس جانا چاہئے تھا ایک الزام ہے کہ یہ political activity کے لئے اور political workers کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ میرے پاس کمشنر کی لسٹ موجود ہے جس سے ثبوت دے سکتی ہوں کہ political workers اور ticket holders کو یہ رقوم دی گئی ہیں جن کا کوئی استحقاق نہ تھا۔ یہ اس ایوان کا استحقاق ہے، ان کی ایمانداری پر شک کیا جا رہا ہے۔ لہذا یہ رپورٹ فوری طور پر یہاں پیش کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ یہ رپورٹ کیوں اور کن وجوہات کی بنیاد پر یہاں پیش نہیں کی جاتی۔ اس کے علاوہ دیگر اور رپورٹیں بھی اس معزز ایوان میں پیش نہیں کی جاتیں۔ محکمہ صحت سے متعلقہ رپورٹیں بھی ایوان میں پیش نہیں کی گئیں۔ اب جبکہ آپ کے وزیر اعلیٰ مستقل نوکری پر اور اونچی برجوں والی پکی ہٹی 8 کلب روڈ میں بیٹھ گئے ہیں۔ اب ان کو چاہئے کہ اپنی کابینہ کو مکمل کریں، محکموں کو مکمل کریں، معاملات کو ایوان کے floor پر لائیں اور transparent کریں۔ بیت المال کی رقم ان لوگوں کی ہے جن کے پیٹ اور انتڑیاں بد دعائیں دیتی ہیں۔ خدارا! اس معزز ایوان کو آزمائش میں نہ ڈالا جائے۔ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کریں۔ (قطع کلامیاں)

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! ان کی معلومات ناکافی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ No cross talk. وزیر قانون صاحب جواب دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں یہ وضاحت کر دوں کہ یہ الزام سننے میں آیا ہے۔ خدانخواستہ میں یہ الزام نہیں لگا رہی۔ میں تو چاہتی ہوں کہ اس ایوان کے جو ممبر ہیں ان پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ آپ میری تقریر کو rewind کر کے سن لیں، میں نے یہ کہا کہ قیاس کیا جا رہا ہے اور اس معاملے کو clear کرنے کے لئے استحقاق کمیٹی کے پاس refer کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں آپ کی short statement آ گئی ہے۔ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے اپنی short statement میں جو الزامات لگائے ہیں میں ان کی تردید کرتا ہوں اور بیت المال کا جو پیسا ہے اس کو کلیتاً rules کے مطابق اور جو مستحقین تھے ان پر ہی خرچ کیا گیا ہے۔ میں اس بات کی بھی تردید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اونچے برجوں والی ہٹی میں بیٹھنا شروع کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ 7۔ کلب روڈ پر ہی بیٹھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس ہٹی کو بنانے والوں کو جب بیٹھنے کا موقع نہیں دیا تو ہمارے وزیر اعلیٰ کا وہاں پر بیٹھنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محکمہ سماجی بہبود بیت المال نے مورخہ 16-3-2009 کو پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی رپورٹ بابت یکم جنوری 2008 تا 31-12-2008 گورنر پنجاب کو مراسلہ نمبر DAEM 257/92-515327-28 ارسال کر دی ہے۔ مراسلہ کی کاپی لف ہے۔ گورنر پنجاب اس رپورٹ کی منظوری کے بعد اسمبلی میں پیش کریں گے۔ محکمے نے اپنا کام مکمل کر کے رپورٹ گورنر پنجاب کو بھیجی ہوئی ہے۔ ہم گورنر ہاؤس سے رابطہ کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اسی اجلاس میں اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اب ان کی assurance آ گئی ہے کہ اس کی رپورٹ اسی اجلاس میں پیش کر دی جائے گی اور دوسری بات یہ ہے کہ time specify ہے لیکن گورنر کے سامنے رکھنے کا ہے، اسمبلی کے سامنے lay down کرنے کا کوئی specific time mention نہیں ہے۔ امید ہے اب آپ press نہیں کریں گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں وزیر قانون کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ذمہ داری سے اسے take up کیا ہے اور گورنر پنجاب کے ساتھ تو اب ان کے تعلقات بہت بہتر ہو گئے ہیں۔ انہیں اگر اس پر ایک request یا reminder بھیج دیا جائے کہ یہ ایوان الزامات کو نہیں سن سکتا اس لئے اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس پر وزیر قانون کی طرف سے assurance آ گئی ہے اس لئے .this is disposed of اب اگلی تحریک استحقاق نمبر 17 ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! آپ اس تحریک استحقاق میں محرک نہیں ہیں اس لئے آپ یہ تحریک پیش نہیں کر سکتے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ

قانون شہری ترقی پنجاب 1976 کے تحت قائم اتھارٹی کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2008 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب شیر علی خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ:

The Punjab Development of Cities Act, 1976 (Pb. Act, xxix of 1976)

کے section-35(1) میں provided ہے کہ:۔

35 (1) The Authority shall prepare for every year, a report of the activities during that year and submit the report to the Government in such form and on or before such date as may be prescribed.

The report referred to in sub-section (1) shall be laid before the Provincial Assembly

of the Punjab within six months of its receipt by the Government.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کو deal کرنا مقصود ہوتا ہے۔

"The Development of Cities Act, was enacted in 1976 and brought into operation to establish a comprehensive system of planning and development in order to improve the quality of life in the cities of the Punjab to establish an integrated development approach and a continuing process of planning and development, to ensure optimum utilization of resources economical and effective utilization of land and to evolve policies and programmes, relating to the improvement of the environment of Housing, Industrial development, Traffic, Transportation, Health, Education, Water supply, Sewerage, Drainage, Solid Waste disposal etc."

مذکور قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود Public Interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

جناب شیر علی خان: جناب والا! یہ self explanatory ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن کا اس معاملے کو take up کرنے اور highlight کرنے کا بہت شکریہ۔ رپورٹیں بابت ترقیاتی ادارہ فیصل آباد، گوجرانوالہ، ملتان اور راولپنڈی موصول ہو چکی ہیں۔ اس وقت وہ میرے پاس ہیں اور میں اسے House میں lay کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ lay ہو جائے گی اس لئے .this motion is disposed of اب اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر 18 ہے۔ چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، انجینئر شہزاد الٰہی!

حکمت عملی کے اصولوں کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2008 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

جناب محمد محسن خان لغاری: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل 29 کے سب آرٹیکل (3) جسے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 130 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے کے تحت حکومت کے لئے یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔ آرٹیکل 29(3) کا متن یوں ہے:

> ''In respect of each year, the President in relation to the affairs of the Federation and the Governor of each Province in relation to the affairs of the Province, shall cause to be prepared and laid before the National Assembly, or as the case may be, the Provincial Assembly, a report on the observance and implementation of the principles of policy and

provision shall be made in the Rules of Procedure of the National Assembly or as the case may be, the provincial Assembly for discussion on such report."

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (a)70 کا متن یوں ہے کہ:

"70 (a) the question shall relate to a privilege granted by the constitution, the law or the rules made under any law.

آئین پاکستان اور پنجاب اسمبلی کے قواعد کی واضح provision کے باوجود Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 ابھی تک ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔ principles of Policy کی رپورٹ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکومت نے:۔

1) Islamic way of life.
2) Protection of Local Government institutions.
3) Parochial and similar other prejudices.
4) Full participation of women in National life.
5) Protection of family.
6) Protection of minorities.
7) Promotion of social justice and eradication of social evils.

جیسے مفاد عامہ کے معاملات کے بارے میں حکومت کی ذمہ داری سے ایوان کی آگاہی اسی رپورٹ کے ذریعے منظر عام پر آ سکتی ہے اسی لئے آئین پاکستان نے اس رپورٹ کو اسمبلی میں زیر بحث لانے کے لئے mandatory قرار دیا ہے۔ اس رپورٹ کو اسمبلی میں پیش نہ کرکے ایوان کو اس کے آئینی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! اس میں آپ کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ self explanatory ہے۔ یہ اتنی اہم چیز ہے جیسے کہ Islamic view of life ہے اور مجھے جس چیز کا تھوڑا سا خدشہ ہے کہ جس طرح یہ حکومت لوکل گورنمنٹ کے پیچھے پڑی ہوئی ہے تو اس کے لئے جو protection of Local Government ہوئی ہے مہربانی کر کے اس کو بھی سامنے لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Principles of Policy کی سالانہ رپورٹ پنجاب حکومت کے محکمہ جات سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر تیار کی جاتی ہے لہذا سالانہ رپورٹ برائے سال 2008 کے لئے حکومت پنجاب کے تمام محکمہ جات کو بحوالہ چٹھی مورخہ 10۔جنوری 2009 درخواست کی گئی ہے کہ مورخہ 15۔مارچ 2009 تک مقررہ proforma میں مطلوبہ رپورٹ اس محکمہ کو پہنچائی جائے۔ اب تک اکیس محکمہ جات کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے باقی محکمہ جات کو یاددہانی کروائی جا رہی ہے اور اس کے بارے میں بھی میں معزز رکن کو ensure کراتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی session میں باقی محکموں سے بھی رپورٹیں حاصل کر کے اسے ہاؤس میں لایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 19 - سید حسن مرتضیٰ صاحب کی ہے۔

ڈی ایف سی جھنگ کا معزز رکن کے ساتھ ناروا سلوک

سید حسن مرتضیٰ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ ڈی ایف سی جھنگ (امان اللہ سومرو) نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ گندم کی خریداری کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے آپ بھی اپنی طرف سے ایک نمائندہ میرے پاس بھیجیں تاکہ میں اسے اس کمیٹی میں شامل کر سکوں۔ میں نے ان کی telephonic conversation کے مطابق اپنا نمائندہ ڈی ایف سی جھنگ کے پاس بھیجا تو بجائے اسے نامزد کرنے کے اس نے فرضی طور پر اپنا کوئی بندہ اس کمیٹی میں نامزد کر دیا۔ جب اس سلسلے میں، میں نے ڈی ایف سی جھنگ کو ٹیلیفون کر کے کہا کہ آپ کے کہنے کے مطابق میں نے اپنا بندہ بھیجا تھا کہ آپ نے گندم کی خریداری کے لئے جو کمیٹی بنائی ہے اسے بھی اس کمیٹی میں نمائندہ

نامزد کریں لیکن آپ نے اپنے پاس سے کوئی فرضی آدمی نامزد کر لیا ہے یہ مناسب نہیں ہے، جس پر ڈی ایف سی نے کہا کہ ہم نے ضلع چلانا ہے آپ اس میں مداخلت مت کریں تو میں نے کہا کہ میں مداخلت نہیں کر رہا بلکہ آپ نے فون کر کے مجھ سے نمائندہ مانگا تھا اور میں نے آپ کے پاس بھیج دیا لیکن آپ نے کسی اور بندے کو ممبر نامزد کیا ہے اس سے تو میری insult ہوئی ہے، آپ کو ایسے نہیں کرنا چاہئے تھا۔ جس پر ڈی ایف سی مذکور نے بڑے تلخ لہجے میں کہا کہ مجھے پتا ہے کہ میں نے کس طرح ضلع چلانا ہے آپ میرے کام میں مداخلت نہ کریں۔ ڈی ایف سی مذکور کا اس طرح ٹیلیفون کر کے مجھ سے بندہ مانگنا اور پھر اس کی جگہ کسی اور کو نامزد کر دینا ایک عوامی نمائندے کے ساتھ مذاق ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب موصول ہوا ہے اور ڈی ایف سی نے اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ اُن کی اِن سے telephonically بات ہوئی ہے لیکن انہوں نے اس بات سے deny کیا ہے کہ کوئی غیر اخلاقی بات ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ event ہوا ہے تو Privilege Committee اس کو دیکھ لے گی کہ اس میں privilege کا کوئی معاملہ ہے یا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق Privilege Committee کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 20۔ چوہدری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چوہدری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چوہدری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چوہدری، محترمہ آمنہ جہانگیر، انجینئر شہزاد الٰہی کی طرف سے ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ہم یہ ساری چیزیں استحقاق کمیٹی کے سپرد کر رہے ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ استحقاق کمیٹی کہاں ہے، یہ ساری چیزیں کہاں جا رہی ہیں، کسی فائل میں رکھی جا رہی ہیں، استحقاق کمیٹی کی میٹنگ کب ہوئی ہے اور اس میں آج تک کون سی چیز پیش ہوئی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! استحقاق کمیٹی کے اراکین کے لئے ہاؤس سے منظوری ہو چکی ہے اور اس کے چیئرمین کا انتخاب soon after this budget session ہو جائے گا۔ کل PAC-II کا اجلاس ہوا ہے جس میں چیئرمین کا انتخاب ہو گیا ہے۔ within a week of this budget session استحقاق کمیٹی اور PAC-I کے اجلاس بلائے جائیں گے جن میں ان کے چیئرمینوں کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ ہم ہاؤس کی روایات کی بات کرتے ہیں تو جب ایک honourable member کھڑا ہو کر بات کر رہا ہوتا ہے تو kindly بیٹھ کر بات سن لیا کریں اور cross talk نہ کیا کریں۔ Chair اسی لئے موجود ہوتی ہے کہ سب کو ٹائم دیا جائے اور میں سب کو بات کرنے کا موقع دیتا ہوں۔ اب تحریک استحقاق نمبر 20 کون معزز ممبر پیش کریں گے؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! پہلے تھوڑی سی گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب جس استحقاق کمیٹی کا ذکر کر رہے ہیں اس کے ممبران کی لسٹ عنایت فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ اسمبلی سیکرٹریٹ میں available ہے۔ آپ کو وہ لسٹ مل جائے گی اور اس کے لئے ممبران بن چکے ہیں۔ آپ یہ تحریک پیش کریں۔

میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوشنز پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 08-2007 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Medical and Health Institutions Act 2003 کے section-16 میں provided ہے کہ:

"16(1) the annual performance reports of all Medical and Health Institutions in the Punjab shall be submitted to the Government within three months of the conclusion of the calendar year to which the report pertains.

(2) The Government shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.

مذکورہ رپورٹ کی اہمیت اس امر سے واضح ہوتی ہے کہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل امور کو deal کرنا مقصود ہوتا ہے۔

1) Budget of all the Medical and Health Institutions in the Punjab and its proper utilization.
2) Patient's turnover.
3) Utilization of Zakat and Bait-ul-Mal.
4) Equity to protect the poor.
5) Disaster Management.
6) Welfare of the poor and needy patients.
7) Problems being faced by the attendants and relatives of the patients who had to stay overnight in the hospital due to precarious conditions of the patients.
8) To provide quality health care facilities in preventive, curative, promotive and rehabilitation services.

9) To provide medical training/research facilities and to develop teaching and research network with the National/ International Institutions, and

10) To develop a decentralized health care delivery system with maximum community participation and self reliance.

موجودہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2007 اور 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیا آپ کوئی short statement دینا چاہتی ہیں؟

محترمہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ جاننا چاہوں گی کہ یہ رپورٹ کب تک پیش ہو جائے گی، اس کے علاوہ وزیر قانون صاحب یقین دہانی کرائیں کہ یہ کمیٹی کب تک مکمل ہو جائے گی اور کب تک اس کا چیئرمین بن جائے گا یا یہ بھی پانچ سالہ منصوبے کے تحت کرنا ہے؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کو کمیٹی کے ممبران کی فہرست اسمبلی سیکرٹریٹ سے مل جائے گی اور چیئرمین سے متعلق وزیر قانون صاحب بتا سکتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چیئرمین کے انتخاب کے حوالے سے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بجٹ اجلاس کے فوراً بعد انتخاب ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جہاں تک اس رپورٹ کا معاملہ ہے جس کی نشاندہی معزز رکن نے کی ہے تو اس رپورٹ کی 410 کاپیاں rules کے مطابق اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کرا دی گئی ہیں۔ جس دن بھی سرکاری کارروائی کا دن ہو گا تو یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ یقین دہانی کرا دی گئی ہے کہ سرکاری کارروائی کے دن یہ رپورٹ ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے التماس کرتی ہوں کہ میری تحریک استحقاق out of turn لے لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے جسے out of turn لینے کی درخواست کی گئی ہے۔ محترمہ! پیش کریں۔

پیپلز پارٹی کی معزز خاتون رکن کی جانب سے (ق) لیگ کی معزز خواتین ارکان اور پارٹی قیادت کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 09-06-16 کو وزیر خزانہ کی بجٹ تقریر کے بعد point of order پر محترمہ نرگس فیض ایم پی اے اپنی نشست پر کھڑی ہوئیں اور انہوں نے قائد ایوان سے مخاطب ہو کر کہا کہ مورخہ 21-جون 2009 کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ ہے۔ اسی دوران اپوزیشن بنچوں کی طرف سے چند معزز خواتین اراکین کی طرف سے تصحیح کی گئی کہ سالگرہ نہیں بلکہ برسی کہا جائے۔ اپوزیشن خواتین کی طرف سے اتنا ہی کہنا تھا کہ محترمہ نرگس فیض نے فوراً shut up بدتمیز کہہ کر اپوزیشن اراکین سمیت ان کی قیادت کو نازیبا الفاظ میں برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ ایوان کے اندر معاملہ Senior Minister راجہ ریاض صاحب نے معذرت کر کے رفع دفع کرا دیا تھا لیکن اس کے باوجود اسمبلی اجلاس کے اختتام کے بعد محترمہ نرگس فیض ایم پی اے اور محترمہ عظمیٰ بخاری ایم پی اے اور محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے صاحبہ جو گیٹ کی سیڑھیوں پر پہلے ہی اپوزیشن خواتین کے باہر آنے کے انتظار میں کھڑی تھیں انہوں نے اسمبلی بلڈنگ کے باہر سیڑھیوں پر اور اسمبلی premises کے اندر media کے سامنے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والی خواتین ثمینہ خاور حیات، سیدہ ماجدہ زیدی اور آمنہ جہانگیر کو غلیظ گالیاں دیں اور دھکے دیئے اور ہماری قیادت کے خلاف نازیبا کلمات استعمال کئے۔ یہ بات واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ ہماری اپوزیشن خواتین اراکین نے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی شان میں کوئی ناشائستہ اور غیر پارلیمانی الفاظ نہیں کہے جس سے پیپلز پارٹی کی قیادت کی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو بلکہ

ہماری قیادت اور جماعت بے نظیر بھٹو شہید کے بارے میں کوئی قابل اعتراض بات کہنے کا سوچ بھی نہیں سکتی اس لئے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ نرگس فیض ایم پی اے نے اپنی قیادت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا غیر پارلیمانی اور غیر مہذب طریق کار اختیار کیا۔ محترمہ نرگس فیض ایم پی اے کے اس انتہائی ہتک آمیز رویہ اور اپوزیشن اراکین اسمبلی سمیت پارٹی قیادت کے خلاف غلیظ گالیاں دینے اور نازیبا کلمات کہنے سے تمام اپوزیشن اراکین خواتین و حضرات کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیا آپ اس پر کوئی short statement دینا چاہیں گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے کیا short statement دینی ہے اس پر تو long discussion میڈیا کے سامنے ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں اشرف سوہنا صاحب مجھ سے پہلے بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر محنت!

وزیر محنت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! 16۔جون کو اسمبلی کے اندر اور باہر جو خواتین کے درمیان واقعات ہوئے اس پر پاکستان پیپلز پارٹی کی مرکزی قیادت نے سنجیدگی سے نوٹس لیا اور ایک کمیٹی نے ان واقعات کی انکوائری کی اس میں، میں بھی شامل تھا اور سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب بھی تھے۔ اگر وہ یہاں پر ہوتے تو یہ بیان وہی آپ کے سامنے دیتے۔ اس انکوائری میں ہم نے جو تحقیق کی اور رپورٹ پارٹی قیادت کو بھیجی ہے۔ اس میں ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس دن کے واقعات غلط فہمی کی بنیاد پر ہوئے ہیں اور ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کی شان میں اس دن نازیبا الفاظ استعمال نہیں کئے گئے اس لئے پارٹی کی طرف سے یہ فیصلہ کیا گیا ہے چونکہ یہ واقعات غلط فہمی کی بنیاد پر ہوئے تو ہم ان سے معذرت کرتے ہیں اور میں بہن سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی یہ تحریک استحقاق واپس لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس میں اتنی show grace کی جا رہی ہے۔ اس میں استحقاق ممبران کا نہیں بلکہ اسمبلی کا استحقاق ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اشرف سوہنا صاحب کی بات کو appreciate کرتی ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے راجہ ریاض صاحب سے بھی بات کرنا پڑے گی کیونکہ اگر ان کی خواتین جنہوں نے یہ نازیبا الفاظ استعمال کئے اور بدتمیزی کی وہ ہمیں معافی نامہ لکھ کر دیں تو میں اپنی تحریک استحقاق واپس لے لوں گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنی پارٹی لائن کو دیکھتے ہوئے اور اپنی پارٹی قیادت کے حکم کو مانتے ہوئے اس تحریک استحقاق کو withdraw کرتی ہوں۔ میں ان خواتین کو محترمہ بے نظیر بھٹو کے صدقے میں معاف کرتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو gesture دونوں اطراف سے show کیا گیا ہے۔ میں اس سے متعلق پیپلز پارٹی کی قیادت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد محترمہ کو بھی کہ انہوں نے بھی بڑے good gesture کا اظہار کیا ہے لیکن This all thanks to media میں سمجھتا ہوں کہ میڈیا اس ملک میں نہ صرف independent ہے بلکہ actively pro active ہے اور اس نے ان لمحات کو اس انداز میں capture کیا اور دکھایا کہ اب کسی کے پاس اس سے آگے پیچھے ہونے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہی صورت برقرار رہی تو انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے رویوں میں بھی بہتری آئے گی اور آئندہ وہ روایات اور maturity جس کا ہم اس وقت تقاضا کر رہے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔ شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اسی issue پر آپ سے clearance لینا چاہ رہا ہوں۔ آج ہاؤس میں غلط روایت بنی ہے۔ ممبران کی آپس میں کوئی بات ہوئی تھی تو کیا یہ جو آج تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے یہ اس کی definition میں fall کرتی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح پرائیویٹ

ممبران کی آپس کی گفتگو کو اگر ہم تحریک استحقاق میں لے آئیں گے تو آج جو آپ نے یہ tradition set کی ہے تو اس طرح تو بے شمار مسائل آتے رہیں گے۔ محترمہ کی تحریک استحقاق بنتی ہی نہیں تھی اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہاں پر صرف یہ بات کروں گا کہ جہاں پر ممبران کی عزت اور استحقاق کا مسئلہ ہو گا چاہے وہ inside Assembly ہو، چاہئے وہ outside Assembly ہو یہ Chair اس کی حفاظت کے لئے بیٹھی ہے اور یہ Chair اپنے ممبران کی irrespective of the parties حفاظت کرے گی۔ اب اس پر زیادہ بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پر law اور precedents موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کے اندر اپنے ممبران کی عزت کی حفاظت کرنی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ابھی بات اٹھائی گئی ہے کہ یہ privilege بنتا ہے یا نہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ privilege بنتا ہے۔ اگر آپ Rule No. 68 کو پڑھیں تو اس میں ہے کہ:

68. A member may, with the consent of the Speaker, raise a question involving a breach of privilege either of a member or of the Assembly or of a Committee.

جناب سپیکر! I just want to make it clear میں اپنے بھائی کی اطلاع کے لئے یہ کہتا ہوں کہ ممبر کا استحقاق صرف in the House مجروح نہیں ہوتا بلکہ A Member is a Member. جیسے ہائی کورٹ کا جج ہر جگہ ہائی کورٹ کا جج ہے، Whether he is in the Court or out of the Court اس نے صرف یہی declare کرنا ہوتا ہے کہ میں اس جگہ کو as a Court declare کر رہا ہوں تو اسی طرح ممبر in the House بھی ممبر ہے اور outside بھی ممبر ہے۔ Wherever he is a Member of the legislature اور یہ اس کا privilege ہے۔ اس کے ساتھ breach of privilege تو بنتا ہے اس لئے میرے خیال میں آپ کی رولنگ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ rule بڑا clear ہے۔ شکریہ

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 10۔2009 پر عام بحث کا آغاز

جناب قائم مقام سپیکر: میں already اس کو clarify کر بیٹھا ہوں۔ آج سالانہ بجٹ بابت سال 2010-2009 پر بحث ہو گی اور اب بحث شروع کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ بحث مورخہ 23۔جون 2009 تک جاری رہے گی۔ میری کوشش ہو گی کہ ہر رکن کو بات کرنے کا موقع ملے تاہم اراکین سے گزارش ہے کہ وہ اختصار سے کام لیں اور پانچ سے دس منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور جو اراکین اپنے نام بحث کے لئے نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مع تاریخ بحث سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ اب ہم بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ میں لیڈر آف دی اپوزیشن کو باقاعدہ دعوت دوں گا لیکن ان سے پہلے چونکہ وزیر خزانہ صاحب کی طرف سے request آئی ہے کہ وہ دو منٹ بات کرنا چاہتے ہیں لہذا وہ پہلے بات کر لیں پھر اس کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن کو باقاعدہ بحث کا آغاز کرنے کی دعوت دوں گا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ہمارا جو سالانہ ڈویلپمنٹ پروگرام 175۔ارب روپے کا ہے اس میں ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ پروگرام میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے اور اخبار میں بھی رپورٹ ہوا ہے۔ بعض ہمارے اراکین بھی سمجھ رہے ہیں کہ آئندہ سال اس میں کوئی کمی آ رہی ہے لیکن حقیقت کچھ یوں ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں جو revised estimates تھے اس کے مقابلے میں 70 کروڑ روپے کا اس دفعہ ایجوکیشن فنڈز میں اضافہ کیا گیا ہے۔ پچھلے سال دراصل 30۔ارب روپیہ جو اس ڈویلپمنٹ کے لئے مختص کیا تھا اس میں سے 5۔ارب روپیہ دانش سکول سسٹم کے لئے current expenditure میں ڈال دیا گیا اور ساتھ ہی کمپیوٹروں کے لئے پانچ بلین کو بھی الگ کر دیا ہے۔ اس طریقے سے پچھلے سال budget revised میں ہمارے estimates میں 22۔ارب 30 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی اور اس سال 23۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو پچھلے سال کے مقابلے میں 70 کروڑ روپے زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ بجٹ کا 37۔ارب روپے کا ایک پروگرام اگلے تین سال کے دوران ایجوکیشن میں استعمال ہو گا اور یہ تاریخ کا سب سے بڑا پروگرام ہے۔ ہم یہ ڈویلپمنٹ ایجوکیشن کے لئے کر رہے ہیں جو سر فہرست رہے گی۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بجٹ تقریر شروع ہونے سے پہلے میں معزز ممبران سے صرف اتنی گزارش کروں گا کیونکہ لسٹ بہت لمبی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ سب کو ٹائم ملے لہذا ہم دس منٹ کی limit رکھ لیتے ہیں۔ جب دس منٹ پر bell بجے گی تو voluntarily ممبران سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنی سیٹ پر بیٹھ جائیں اور اپنی بجٹ تقریر کو دس منٹ میں wind up کر لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف اپنی پارٹی کی اکثریتی ممبران اسمبلی کے اعتماد سے محروم

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک correction کرانا چاہ رہا ہوں جو اخلاقی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کو خود ہی کرنی چاہئے لیکن میں بہت افسوس کے ساتھ یہ کہہ رہا ہوں کہ چودھری ظہیر صاحب اس وقت پارٹی کی majority میں اپنا اعتماد کھو چکے ہیں کیونکہ آج جو اکثریتی ممبران ہیں وہ ہم ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ جمہوریت کے اندر تولا نہیں جاتا بلکہ گنا جاتا ہے۔ آج 84 بندوں میں سے 51 ممبران اسمبلی نے قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ان پر اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چودھری ظہیر صاحب کو اخلاقی طور پر چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اسمبلی میں آنے سے پہلے یہ کہتے کہ میری جماعت کے اندر اکثریتی پارٹی میرے اوپر اعتماد کا اظہار نہیں کر رہی لہذا میں اخلاقی طور پر اپنے اس عہدے سے resign کرتا ہوں۔ میری گزارش صرف یہ ہے (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: تمام ممبران تشریف رکھیں۔ جب Chair بات کر رہی ہے تو تشریف رکھیں۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ بھی بیٹھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ آپ نے جو point raise کیا ہے---

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اکثریتی اراکین اسمبلی ان پر اعتماد کا اظہار نہیں کر رہے۔ ہمارے پاس لسٹ موجود ہے اور ہمارے 51 ممبران اسمبلی نے اپنے لیڈر کے لئے بھی apply کیا ہوا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ کی بات میں نے سن لی ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اسے suppose کر لیا جائے کہ وہ بننا چاہتے ہیں تو پہلے اس پارٹی سے اپوزیشن لیڈر جس strength میں بنے تھے اب اس strength کا انہیں mandate حاصل نہیں ہے۔ میں morally طور پر یہ request کرنا چاہتا تھا کہ وہ بطور اپوزیشن لیڈر نہیں بلکہ بطور ممبر پنجاب اسمبلی بات کر سکتے ہیں کیونکہ as a member ان کا استحقاق اور right ہے کہ وہ اسمبلی میں بجٹ پر debate کریں۔ میں آپ کی نذر ایک شعر کروں گا کہ ---(قطع کلامیاں)

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے لوٹے لوٹے کے نعرے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب میں نے آپ کی بات سن لی ہے، پلیز تشریف رکھیں۔ تمام لوگ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ اعجاز شفیع صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بات مکمل ہو لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے اب آپ سب میری بات سنیں۔ ایک منٹ تشریف رکھیں، اعجاز شفیع صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ پہلے میری بات تو سن لیں۔ (قطع کلامیاں) اعجاز شفیع صاحب! میں آپ کو دوبارہ وقت دوں گا۔ جب میں آپ کو کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں تو پلیز آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

بات صرف اتنی سی ہے کہ اسمبلی میں جب ہم روایات کی بات کرتے ہیں، جہاں پر ہم traditions کی بات کرتے ہیں، جہاں پر ہم rules کی بات کرتے ہیں تو definitions کے اندر rule-2 کی clause-n ہے اگر آپ اس کو پڑھ لیں تو یہ بڑی کلیئر ہے۔ وہ یہ کہتی ہے کہ:

> "Leader of Opposition" means a member who, in the opinion of the Speaker, if for the time being leader of the majority of the members of the Opposition;…

میری بات سکون سے سنیئے اب اس کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ کسی کے پاس majority نہیں رہ گئی---

وزیر قانون (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! مجھے وقت ضرور دیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل وقت دوں گا۔ سب کو وقت دوں گا لیکن اس کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ میں آپ کو بالکل وقت دوں گا۔ جی، رانا صاحب! (قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Please order in the House.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے اس کے متعلق Chair نے فیصلہ کرنا ہے۔ جن rules کا آپ نے حوالہ دیا ہے یہ completely آپ کی discretion ہے۔ اس پر آپ نے فیصلہ کرنا ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ایک point raise کر دیا ہے اور اس پر آپ جو بھی مناسب سمجھیں فیصلہ کر سکتے ہیں۔ چونکہ یہ آپ نے چیمبر میں فیصلہ کرنا ہے اس لئے میں معزز رکن اعجاز شفیع صاحب کی خدمت میں بھی یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر Chair کے conduct کو یا آپ نے جو فیصلہ اپنے چیمبر میں کرنا ہے اس پر یہاں پر بحث نہیں ہو سکتی لیکن ایک بات آپ دیکھیں کہ آج جب اپوزیشن کے اراکین لوٹا لوٹا کی آواز لگا رہے تھے تو مجھے وہ شعر یاد آیا کہ رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی۔ آج لوٹے ہی لوٹا لوٹا پکار رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دینے کا کہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! میں آپ کو بالکل موقع دوں گا۔ اس اسمبلی میں ہم نے decorum کا بھی خیال رکھنا ہے۔ قائد حزب اختلاف بات کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ کوئی غیر متوقع بات نہیں تھی۔ محترم اعجاز شفیع جہاں بھی رہے ہیں ان سے ایسا ہی کام لیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے محترم وزیر قانون اور جناب سپیکر صاحب نے جس قائد حزب اختلاف کے ساتھ مذاکرات کئے ہیں وہ ناچیز ہی تھا۔ دوسری بات یہ کہ ان چیزوں کا تعین by virtuous notification ہوتا ہے۔ اس وقت جو notified designated Leader of Opposition میں آپ کا خادم ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر ان کو کوئی اعتراض ہے تو پہلے denotify کروانے کے بعد notification کروائیں۔ یہ اس لئے نہیں کروا پائیں گے کہ روایات یا کسی بھی حساب سے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک گروپ وزارتیں بھی لے،

سپیشل اسسٹنٹ بھی بنے، ایڈوزائزر بھی بنے اور اس کے بعد وہ اپوزیشن لیڈر بننے کے لئے کوششیں کرے یا وہ ٹریژری بنچوں کے لوگ ہوتے ہیں یا ادھر کے لوگ ہوتے ہیں اپوزیشن کے لوگ وہی ہوتے ہیں جو اپوزیشن کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اپوزیشن کرنا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ آئیں، اپوزیشن کا تعین جاتی امراء سے نہیں ہو گا جیسا کہ جماعت اسلامی کے لیڈر کا تعین منصورہ سے ہو گا ظہور الٰہی روڈ سے نہیں ہو گا۔ اسی طرح اس کے اپوزیشن لیڈر کا تعین ظہور الٰہی روڈ سے ہو گا۔ اعجاز الٰہی صاحب تشریف لے آئیں اور کہیں کہ میں اپوزیشن کروں گا ان کے اور بھی ساتھی جنہوں نے یہ گند اکام اپنے ذمہ نہیں لیا میں ان کا نام نہیں لوں گا اگر وہ بھی یہ چاہتے ہیں تو ظہور الٰہی روڈ پر آ جائیں میں چھوڑتا ہوں اور ان کو دلا دوں گا بشرطیکہ یہ اپوزیشن کرنے کا وعدہ کریں۔ میاں محمد شہباز شریف جو کہ اس صوبے کے خادم اعلیٰ ہیں اس خادم اعلیٰ کو خراب کرنے کے لئے ایک خرابی اعلیٰ، ایک لوٹا اعلیٰ بن کر وہاں گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ دو ہی صورتیں ہیں یا گھوڑا ہوتا ہے یا گدھا ہوتا ہے۔ یہ تعین انہوں نے کرنا ہے کہ اگر یہ ادھر چلے گئے ہیں تو پھر دوسری چیز بن کر گئے ہیں اگر انہوں نے گھوڑا بن کر یہاں رہنا ہے تو پھر آئیں ادھر بنا دیتے ہیں۔ آج بات کرنی ہے تو میں نے ہی کرنی ہے اور میں یہ معروضات عرض کر چکا ہوں اور بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ بڑی چھوٹی چیزیں ہیں میں تو on the floor of the House offer کر رہا ہوں کہ یہ اپوزیشن کرنے کا حلف دیں جو انہوں نے پہلے دیا لیکن اب دوبارہ حلف لینا پڑے گا کیونکہ ان کے حلف کا اعتبار نہیں ہے۔ ایک میری محترم ساتھی سپیشل اسسٹنٹ بنی ہوئی ہیں اور ادھر آ کر بیٹھی ہیں میں پھر بھی ان کا احترام کرتا ہوں۔ یہ دو عملی، دورخی نہیں چلے گی جس نے اپوزیشن کرنی ہے اس کا فیصلہ مسلم لیگ ہاؤس سے اور ظہور الٰہی روڈ سے ہو گا دوسری جگہ سے نہیں ہو گا اور اگر آپ حکومت میں جانا چاہتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ ان کو accommodate کریں۔ ان کو خود ہی پتا چل جائے گا جن لوگوں سے پانچ سال مستفید ہونے کے بعد یہ کسی کے نہ بن سکے وہ چند مہینوں میں ان کے کیا بنیں گے۔ سب ان کو پتا چل جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین قائد حزب اختلاف نے ایک بات کی ہے۔ یہ درست ہے کہ جب تک وہ بطور notified Leader of Opposition ہیں تو وہی لیڈر آف اپوزیشن ہیں لیکن جو بات اعجاز شفیع صاحب نے کی ہے وہ چیئر کے پاس ہے۔ چیئر کی discretion ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ آیا وہ اکثریت کا confidence رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے۔ باقی جو

انہوں نے روڑوں وڈوں کی بات کی ہے تو یہ فیصلے کسی روڑ سے نہیں ہونے، یہ فیصلہ پارلیمانی پارٹی کر سکتی ہے اور پارلیمانی پارٹی کی اکثریت جو فیصلہ کرتی ہے وہ فیصلہ ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
باقی اس وقت جو صورتحال ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایسی صورتحال اس اسمبلی کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پیدا ہوئی ہے۔ دراصل میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیاد میں ہی خرابی ہے جب سے یہ (ق) لیگ بنی ہے اس نے اسی قسم کی خرابیاں پیدا کی ہیں اور کوئی بہتر کام نہیں کیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! پہلے اعجاز شفیع صاحب بات کر لیں پھر میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)
Let me decide کہ کس طرح ہاؤس کو چلانا ہے۔ میں سب کو موقع دوں گا تھوڑا patience کا مظاہرہ کریں۔ جی، چودھری اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے تو rules کی بات ہی نہیں کی تھی۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ چودھری ظہیر الدین خان بہت سینئر سیاست دان ہیں، اخلاق کی بات کی تھی کہ وہ اخلاقی طور پر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! جب لیڈر آف اپوزیشن بولتے ہیں تو ہاؤس میں بالکل خاموشی ہوتی ہے۔ ماجدہ زیدی صاحبہ ہاؤس میں بات کو سننے کا حوصلہ پیدا کریں اور ان کو اپنی بات ختم کرنے دیں اس کے بعد چودھری صاحب بات کریں گے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اخلاقیات کی بات کر رہا تھا کہ اخلاقی طور پر۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: No cross talks please.

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو اخلاقیات کی بات کر رہا تھا کہ چودھری ظہیر الدین خان کو 15 تاریخ کو شروع ہونے والے اجلاس میں آنے سے پہلے کچھ سوچنا چاہئے تھا۔ میں غالب کا ایک شعر آپ کی نظر کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: This is very wrong آپ انہیں بات کرنے دیں پھر اس کے بعد چودھری مونس الٰہی صاحب بات کریں گے جو کہ آپ کی نمائندگی کر دیں گے۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: چوہدری ظہیر صاحب اتنے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں تو انہیں غالب کا وہ شعر پڑھ کر آنا چاہئے تھا کہ

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! تمام اپوزیشن اراکین اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ آپ کے جذبات کو چوہدری مونس الہٰی صاحب ایوان میں بیان کریں گے۔ اعجاز شفیع صاحب کو بات مکمل کرنے دیں۔ جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین خان کو اخلاقی طور پر یہ شعر پڑھ کر آنا چاہئے تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ 15۔ جون کو ہاؤس میں آنے سے پہلے انہیں چاہئے تھا کہ وہ استعفیٰ دے کر آتے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: اگر ہاؤس کو in order رکھنا ہے تو سپیکر کی بات کو مقدم رکھنا ہوگا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن لیڈر بولیں اور پورے ہاؤس میں خاموشی ہو تو اسی طرح ان کا بھی یہ حق ہے تو آپ انہیں بات کرنے دیں اگر ان کی بات آپ کو غلط بھی لگتی ہے تو حوصلہ رکھیں کیونکہ پھر اس کے بعد آپ کے لیڈر بات کریں گے۔ اعجاز شفیع صاحب! ایک منٹ میں مکمل کریں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! 15۔ جون کو انہیں سوچ کر آنا چاہئے تھا جو میں نے شعر پڑھا۔ آج آپ دیکھ لیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ دوبارہ استعفیٰ دے کر پاکستان مسلم لیگ خواتین پارٹی کے اپوزیشن لیڈر بن سکتے ہیں کیونکہ ان کے پاس صرف خواتین رہ گئی ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری مونس الہٰی صاحب!

چودھری مونس الہٰی: شکریہ۔ جناب سپیکر! چونکہ آج بجٹ پر بات ہونی ہے تو میں یہاں پر زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا۔ رانا صاحب نے بنیادوں کی بات کی ہے تو میں انہیں تھوڑا سا یاد کرانا چاہتا ہوں کہ بنیادیں تب کہاں تھیں جب یہ پیپلز پارٹی کے ممبر تھے اور میاں صاحب کو اسی ہاؤس میں گالیاں دیتے تھے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری یہ بات بھی میں آپ کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ابھی مجھے آ کر کہا کہ یہ goodwill justice show کرتے ہیں تو جناب نے یہ goodwill justice show کیا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کے بعد شیر علی خان صاحب بات کریں گے۔ میں ایک بات یہاں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جو point یہاں پر raise کیا گیا ہے تو اگر آپ rules کو پڑھ لیں تو سپیکر چیمبر کے اندر فیصلہ ہونا ہے اور میں بار بار زور دے رہا ہوں کہ آج ہم نے بجٹ پر بحث کرنی ہے اور اس وقت سوا بارہ ہو چکے ہیں اور ابھی تک ہم اپنی بحث کا آغاز نہیں کر سکے۔ اب صرف شاہ صاحب بات کریں گے اور اس کے بعد شیر علی صاحب اور پھر اپوزیشن لیڈر بحث کا آغاز کریں گے۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں پر تھوڑی دیر پہلے روایات کی بڑی بات ہو رہی تھی اور ہم جس چیز کو condemned کرتے ہیں اسی کو پھر سراہتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک adoptability ہوتی ہے absolute fact remains as it is but relative facts keep always changing. جس چیز کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں تو پھر اسی کو ہم appreciate کرتے ہیں۔ روایات سے متعلقہ مجھے یہاں پر ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ چنگیز خان کا بیٹا جب بادشاہ بنا تو وہ ایک دفعہ لشکر کے ساتھ ایک بازار سے گزرا تو ایک مٹھائی کی دکان سے اسے مٹھائی پسند آ گئی جو اس نے کھالی۔ جب مٹھائی کھائی تو اس نے کہا کہ یہ باقی ساری مٹھائی میری فوج کو دے دو تو حلوائی نے تمام مٹھائی کے ٹوکرے بھر کر دے دیئے تو بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ جتنے ٹوکرے حلوائی نے مٹھائی کے بھر کر دیئے ہیں اتنے ہی ٹوکرے اس کو اشرفیوں کے بھر کر دے دو۔ وزیر کہنے لگا کہ جناب! یہ ٹوکرے تو ایک آدھ اشرفی کے ہیں تو بادشاہ نے کہا کہ King is a person who makes history at every step میں نے، یعنی بادشاہ نے کب بازار میں کھڑے ہو کر مٹھائیاں لینی ہیں۔ یہ تو میں صرف تاریخ مرتب کر رہا ہوں۔ آج اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی موقع دیا ہے۔ رانا صاحب کو بھی موقع دیا ہے، آپ کون سی تاریخ مرتب کر رہے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم جس چیز کو condemned کرتے ہیں اسی کو پھر appreciate کرتے ہیں۔ ہمیشہ زندہ لوگ ہی قوانین بنایا کرتے ہیں۔ آج یہ ذمہ داری ہم پر ہے کہ ہم جو قوانین بنائیں گے تو آنے والے لوگ اس کو follow کریں گے۔

There are certain people who make history. The other follow the history. They compromise with the history and there are some beneficiaries of the history.

آج آپ کو یہ موقع ملا ہے کہ جن چیزوں کو آپ condemn کرتے رہے ہیں تو پھر آج کیوں اسے appreciate کر رہے ہیں تو پھر کس طریقے سے اس ملک میں rule of law آئے گا؟ انہی قوانین پر عملدرآمد ہوتا ہے جب آپ سب سے پہلے اپنے اوپر لاگو کریں۔ پہلے اپنے آپ کو کسی قانون کے مطابق surrender کریں پھر اس کے بعد آپ کسی دوسرے سے توقع کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک چیز بتائیں کہ پہلے جو فرق تھا fundamentalist میں اور communist میں کہ communists کہتے تھے کہ It is the end way to justify the means اور fundamentalists کہتے تھے No, the means must justify the ends. آج ہم یہ دیکھیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے؟ ہم نے ملک اور قوم کی خدمت کرنی ہے یا ہم نے ایسی تاریخ مرتب کرنی ہے کہ آنے والے لوگ ہم پر حرف اٹھائیں اور وہ کہیں کہ یہ کیا لوگ ہیں کہ تھوڑے سے اقتدار کی خاطر ان کو کیا ہو گیا ہے Flexibility is the acceptable in politics. Flexibility مگر فرق ہونا چاہئے بلکہ it is not appreciable flexibility of reason is a must ہاں reason is acceptable. اور rules کی جو بات یہاں پر اعجاز شفیع صاحب نے کی تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں مگر اس سلسلے میں میری آپ سے صرف یہ گزارش ہے کہ آپ جو history بنائیں گے، رانا صاحب بھی تو ذرا future کو بھی مدنظر رکھیں۔

آخر میں ایک بات جو کہ میں پہلے بھی کئی دفعہ یہاں پر point out کر چکا ہوں کہ جب یہاں اس ایوان میں 80 ممبر ہوتے تھے تو اس وقت چار دن بجٹ پر بحث کے لئے ہوتے تھے اور ایک دن میں 20 ممبر بات کرتے تھے۔ میں یہ point کئی بار raise کر چکا ہوں مگر کسی نے نہیں سنا۔ آج 371 ممبر ہیں اور آج صبح جب کورم کی بات ہوئی تو جب ہماری ایک چیز میں participation ہی نہیں ہے اور ہمارا interest ہی نہیں ہے، Budget is not representative to us بلکہ Rather we are representatives to the budget. اب مجھے یہ بتائیں کہ یہ اتنی ساری کتابیں دو دن میں کون study کر سکتا ہے کیونکہ مجھ میں تو اتنی اہلیت نہیں ہے۔ جب تک ہمارے پاس صحیح انفارمیشن نہیں ہوگی correct analysis کیا ہوگا، ہم correct بات کیسے کریں گے؟ اس لئے میری گزارش یہی ہے اور میں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ جب 20 ممبران کے لئے ایک دن تھا تو اس ratio سے آج یہاں پر بجٹ میں اگر آپ اجازت دیں گے تو ہم بات کریں گے کیونکہ جب تک ہم پڑھیں گے نہیں، جب تک اس کی صحیح study نہیں ہوگی تو ہم بات کیسے کریں گے؟ اگر آپ نے صرف فرضی کارروائی کرنی ہے تو

ٹھیک ہے ماشاء اللہ پھر اتنی discussion کی کیا ضرورت ہے؟ صبح سے ہم بیٹھے ہیں اب تک بجٹ پر تو کوئی بات نہیں ہوئی بلکہ in person بات ہوئی ہے۔یہی میری گزارشات تھیں۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑی توجہ اور مہربانی سے بات سنی۔ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں:

کچھ نہ بولنے سے بھی چھن جاتا ہے اعزاز سخن
ظلم سہنے سے بھی ظالم کی مدد ہوتی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! مجھے آپ کا بحیثیت سینئر ممبران بہت احترام ہے اور میں آپ کی بات پر صرف اتنا کہتا ہوں کہ سپیکر کا فیصلہ آنے دیں پھر اس پر تنقید کر لیجئے گا۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر! اعجاز شفیع صاحب نے بہت ساری باتیں کی ہیں میں irrelevant بات نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ خواتین کی پارٹی بن گئی ہے۔ اگر میں ان کو خاتون نظر آتا ہوں تو ان کی نظر چیک کروائیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا یہ اپوزیشن کی majority command کرتے ہیں اور at the same time یہ گورنمنٹ کا بھی حصہ ہیں مجھے اس فلسفے کی تو سمجھ ہے نہیں۔ میں صرف اتنا کہوں گا کہ یہاں کھوسہ صاحب میرے سینئر بزرگ بیٹھے ہیں، پنجاب کے اندر جب تک یہ unionist سوچ ختم نہیں ہو گی تب تک یہ صوبہ انہی چیزوں کا شکار رہے گا۔ میں تمام leadership سے گزارش کروں گا کہ اس unionist سوچ کو ختم کیا جائے اور ان چیزوں کو encourage نہ کیا جائے۔ ہمارے ہاں دو قسم کے لوٹے ہوتے ہیں۔ایک تو سنت والا جس سے وضو کیا جاتا ہے اور اک کھوُ دا لوٹا ہونداا ے۔ جب ساون چڑھ جاتا ہے اور اس کو کہیں کھڑا کیا جائے تو وہ کھڑا نہیں ہوتا وہ کسی بھی side پر گر جاتا ہے اس لئے اس قسم کے لوٹوں کو discourage کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! سردار صاحب کھڑے ہیں، پہلے ان کی بات سن لیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سانوں وی موقع دے دیا کرو۔

جناب قائم مقام سپیکر: ناں لکھ کے بھیجو، دے دیاں گے۔ موقع۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ہے۔ جنہیں آپ چودھری شیر علی کہہ رہے ہیں یہ چودھری نہیں ملک

ہیں۔ انہوں نے میرا نام کس سلسلے میں لیا، میں حیران ہوں۔ میں سب سے بڑا لوٹا ازم کا مخالف ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

باقی جوان کا مسئلہ ہے اس میں میرا عمل دخل نہیں ہے۔ ان کی جماعت میں ایک manufacturer defect ہے اور وہ defect یہی ہے کہ انہوں نے کہیں کہیں سے پرزے لے کر ایک گاڑی کو جوڑا اور چلانے کی کوشش کی۔ وہ گاڑی چل نہیں سکتی۔

MR. ACTING SPEAKER: No cross talk, no cross talk please.

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): اس manufacturer defect کو تو میں درست نہیں کر سکتا۔ اگر ان کی اپنی صفوں میں سے ایک اکثریت نے علیحدہ گروپ بنالیا اور وہ چودھری ظہیر الدین صاحب کو اپنا لیڈر نہیں مانتے تو ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ ان کے کھاتے میں ہے کہ ہماری صفوں سے اسی ہاؤس کے ایم پی اے توڑ کر ان کو وزیر بنایا گیا تھا، ان کو سرکاری عہدے دیئے گئے تھے اور ان کو اور بہت قسم کی مراعات دی گئی تھیں۔ یہ ان کے قائدین نے کیا ہے۔ آج تک آپ بتائیں کہ کس کو ہم نے وزارت دی ہے؟ ان کا Unification Group موجود ہے اور اس اسمبلی میں وجود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس گروپ میں 50 یا 51 ممبران ہیں۔ ہم نے کس کو وزیر بنایا ہے اور کس کو مراعات دی ہیں؟ ہمارا ایسا کوئی تعلق نہیں ہے، وہ اپنی روایات کو ذرا درست کر لیں اور اپنے manufacturing defect کو ذرا درست کر لیں۔

مخدوم سید احمد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! پہلے مخدوم صاحب ذرا بات کر لیں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔ جی مخدوم صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں آپ اور اس ہاؤس سے مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ ہم یہاں بجٹ پر بحث کرنے کے لئے آئے ہیں۔ بہت سارا وقت گزر گیا ہے، point scoring ہو رہی ہے، شور شرابہ ہو رہا ہے اور ایک دوسرے پر تہمتیں لگائی جا رہی ہیں۔ مہربانی کریں اور اس سلسلے کو فوری طور پر بند کر کے چودھری ظہیر صاحب کو اجازت دی جائے کہ وہ بجٹ پر بحث کریں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ کا تو نمبر آ رہا ہے، آپ اس وقت بات کر لینا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا نمبر کیا آئے گا میں تو ڈیڑھ گھنٹہ پہلے بھی وہیں تھا اور میں نے یہی عرض کیا تھا کہ ہم بجٹ پر بات کرنے کے لئے آئے ہیں۔ خدا کے لئے انہیں اب ایسی بات نہ کرنے دیں۔ میں تو چاہتا ہوں کہ کچھ نہ کچھ input دے کر جاؤں۔ میں نے اس مقدس ایوان کے سامنے کچھ رکھنا ہے اور جنہوں نے نہیں رکھنا ان کو آپ نہ رکھنے دیں یا پھر مجھے باہر جانے دیں۔ میں اب باہر چلا جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔ چودھری مونس الٰہی کے بعد لیڈر آف دی اپوزیشن بجٹ پر بحث شروع کریں گے۔

چودھری مونس الٰہی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں کہ کھوسہ صاحب نے جہاں manufacturing defect پر بات کی ہے تو کھوسہ صاحب میرے بڑے ہیں میں تو ان کی اسی طرح عزت کرتا ہوں جس طرح اپنے بڑوں کی کرتا ہوں۔ انہوں نے شاید یہ چیزیں اپنے بچوں کو نہیں سکھائیں لیکن میرے بڑوں نے مجھے سکھایا ہے کہ بڑوں کی عزت کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، personal attack نہ کریں۔

چودھری مونس الٰہی: انہوں نے manufacturing defect کی بات کی ہے تو میں یہاں ضرور یہ clear کر دوں جیسا کہ کھوسہ صاحب کو پتا ہے کہ جب میاں صاحب لندن تھے تو جس طرح یہ آ کر میرے والد کو ملے اور جو جو کچھ وہاں پر باتیں ہوئیں وہ بھی ان کو یاد ہوں گی۔ اپنے بچوں کے لئے، پارٹی join کرنے کے لئے اور جو جو چیزیں discuss ہوئیں وہ سب ان کو یاد ہوں گی۔ اگر یہ چاہیں تو یہ چیزیں on oath قرآن پر بھی لائی جا سکتی ہیں۔ آگے ان کی اپنی مرضی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! بہت بہت شکریہ۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! دیکھیں، اب یہ personal ہوتے جا رہے ہیں جناب نت صاحب، ان کا نام مونس الٰہی نت ہے اور یہ مجھے کھوسہ صاحب کے نام سے پکار رہے ہیں۔ میں نت صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، ان کی بات میں کوئی نہیں بولا۔ اب آپ ان کی بات بھی سنیں۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جب یہ ذکر کرتے ہیں کہ میں ان کے والد کو ملا ہوں۔ ان کے والد جب مجھے ملا کرتے تھے اور جو مجھے کہا کرتے تھے، یہ بچے ہیں ان کو چاہئے کہ

یہ میری یہاں زبان نہ کھلوائیں۔ میں وہ حالات یہاں اسمبلی میں بتا سکتا ہوں کہ شاید یہ بات کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔ میاں صاحب کے ان کے خاندان پر جو احسانات ہیں وہ میں جانتا ہوں اور وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ میاں صاحب کے ساتھ جس نے وفا کی اور جس نے جفا کی ہے وہ سارا ہاؤس جانتا ہے۔ یہ manufacturing defect اپنی ذات پر مت لیں۔ اگر یہ اپنی ذات پر لینا چاہتے ہیں تو یہ ان کی اپنی مرضی ہے، میں ان کی پارٹی کی بات کر رہا ہوں۔ manufacturing defect ڈالا تھا پرویز مشرف نے کہ پیپلز پارٹی سے گھسیٹے، مسلم لیگ (ن) سے گھسیٹے اور۔۔۔ (قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: No, no cross talking

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): ہر طرح سے گھسیٹ کر یہ چوں چوں کا مربہ بنایا تھا۔ میں اس کی بات کر رہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! میرے خیال میں اس کو اب آگے نہ لے کر جائیں اور بات آگے شروع کی جائے۔

چودھری مونس الٰہی: جناب سپیکر! ایک چھوٹی سی بات کرنی ہے۔ (شور وغل)

سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 پر عام بحث کا آغاز

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! پلیز تشریف رکھیں، بات کو آگے بڑھائیں۔ جی، چودھری ظہیر الدین صاحب بجٹ پر بحث کا آغاز کریں۔ رانا صاحب! تشریف رکھیں میں نے floor لیڈر آف دی اپوزیشن کو دے دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ (شور وغل)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! معذرت کے ساتھ میں آپ کی بات کاٹ رہا ہوں۔ میں بار بار Chair پر بیٹھ کر بات کرتا ہوں اور اپنے ممبران کو میں بڑی معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ میں نے اس پورے ہاؤس کو چلانا ہے۔ جب میں وہاں ان (حکومتی بنچز) کو کہتا ہوں کہ آپ نے دوستوں کی بات میں نہیں بولنا تو اسی طرح جب کوئی اس طرف سے بات کر رہا ہوتا ہے تو آپ بھی بات سنیں، آپ بات سننے کا حوصلہ پیدا کریں۔ میں آپ کو ہمیشہ ٹائم دیتا ہوں اور زیادہ ٹائم دیتا ہوں اس لئے میری آپ

سے درخواست ہے کہ اگر کوئی بات ہو رہی ہو تو اس کو سنیں تاکہ ہم ہاؤس کو اچھے طریقے سے چلا سکیں۔
جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے آپ کی بات کا جواب دیتا ہوں۔ میں آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ اگر ہمارا کوئی ساتھی Leader of the House کی بات کے درمیان بولے گا تو آپ ہمیں کہہ سکتے ہیں، اگر ہمارے ساتھیوں کی بات کے درمیان بولا جائے گا تو پھر میں کہہ نہیں سکتا۔ میں یہ گارنٹی دیتا ہوں کہ اگر یہ میری بات کے درمیان نہیں بولیں گے تو جب Leader of the House بول رہے ہوں گے تو اس وقت بھی کوئی نہیں بولے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس دفعہ مجھے موقع دے دیا جس موقع سے پچھلی بار ساری اپوزیشن اور میں بھی محروم رہا اور یہاں بات نہ کر سکے۔ یہاں بات کرنے سے پہلے کچھ باتیں ہوتی رہیں جو میں بجٹ تقریر کے درمیان ہی کروں گا۔ میں آپ سے پہلے ہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ tradition یہ ہے کہ You can say anything under the budget speech اس میں کوئی relevancy یا irrelevancy کی بات نہیں ہوتی۔

جناب والا! بجٹ حاکم وقت کا عوام کے ساتھ ایک عہد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ "اے ایمان والو! تم وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو"۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کو اپنے عہد کا پاس ہے اور نہ ہی عوام سے کئے ہوئے وعدوں کا پاس ہے۔ گزشتہ ایک سال سے اس صوبے میں جس طرح سے عوام کو بے وقوف بنایا گیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ بجٹ میں عوام کے ساتھ کئے گئے وعدے، اعلانات کی طرح بے وقعت ہو گئے۔ میں حق رکھتا ہوں کہ اس پر تحریک استحقاق پیش کر سکوں۔ آج بجٹ پر بحث شروع کرنے سے پہلے میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ پنجاب کی تاریخ میں پہلا بجٹ ہو گا، پہلی تقریر ہو گی جس میں کوئی تحریک استحقاق حکومت کے خلاف پیش کی جائے گی۔ اس کو میں بدعہدی کے طور پر پیش کروں گا جو کہ عوام اور ہاؤس کے ساتھ کی گئی۔ میں یہ ناخوشگوار فریضہ کبھی ادا نہ کرتا اگر مجھے چند سوالوں کے جواب مل جاتے تو میں اس پر مجبور نہ ہوتا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنے پر مجبور ہوں کہ جناب فنانس منسٹر تنویر اشرف کائرہ جو کہ نہایت اچھے اور decent آدمی ہیں، جو تقریر ان کو لکھ کر دی جاتی ہے وہ پڑھ دیتے ہیں۔ انہوں نے پچھلی دفعہ بھی پڑھی، یہ مجبوری ہوتی ہے ہر فنانس منسٹر یہی کرتا ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ فنانس منسٹر ہمیشہ ruling party

majorityکا ہوتا ہے اس دفعہ اتحادی پارٹی میں سے ہے، ایک ایسی پارٹی جس کے ساتھ اتحاد تو بنالیا گیا لیکن جو ہاؤس کے ساتھ بجٹ کی بد عہدی کی گئی وہی بد عہدی اس پارٹی کے ساتھ بھی ہو رہی ہے۔انہوں نے جو پچھلی دفعہ تقریر پڑھی تھی اس کے titleکا رنگ بدل کر اور چند فقرے آگے پیچھے کر کے دوبارہ انہیں دے دی گئی اور دوبارہ انہوں نے وہی تقریر پڑھ دی۔اس دفعہ جو کچھ ہو رہا ہے کہ یہ پارٹی، پیپلز پارٹی جن کا یہاں پر فنانس منسٹر اس اتحادی حکومت کا ہے اور اتحادی حکومت یہاں پر ایک friendly oppositionکے طور پر بھی role playکر رہی ہے۔مرکز میں جو بجٹ پیش کیا گیا اس کے یہاں کی حکمران حکومت کے ہی ایک ممبر چودھری نثار علی خان نے چیتھڑے اُڑا دیئے اور وہاں پر اس کو تار تار کر کے رکھا ہوا ہے اور اس پیپلز پارٹی کو وہاں پر انہوں نے رگڑا دیا ہے اور اسی پیپلز پارٹی کا ہی ایک بندہ مستعار لے کر اس سے کہا ہے کہ یہاں پر بجٹ پیش کرو اور پچھلے سال یہ صرف بجٹ پیش کرنے کے گناہ گار ہوئے۔یہ ان سے کچھ پوچھ بھی نہیں سکتے تھے لیکن میں آج آپ کے توسط سے اور اجازت یہ پوچھوں گا، انہوں نے کہا تھا کہ پچھلے سال پرائس کنٹرول بورڈ ایک سال کے اندر قائم کر دیا جائے گا، کیا وہ قائم ہوا؟ پرائس کنٹرول بورڈ اس لئے نہ بنا کیونکہ قیمتیں آسمان کو چھو رہی تھیں اور وہ bad governanceکی وجہ سے چھو رہی تھیں اور bad governanceکو good governanceمیں تبدیل کرنا ان کے بس کی بات ہی نہیں تھی اس کی کئی وجوہات تھیں۔انہوں نے اپنی کابینہ میں under 19 teamلے لی وہ deliverکرنے کے قابل ہی نہیں تھی اور بعد میں اس چیز کا ادراک چیف منسٹر صاحب کو ہو گیا تھا لیکن وہ کیا کریں جو سامان ان کے پاس تھا انہوں نے اسی کو استعمال کرنا تھا اور اسی سلسلے میں کچھ اس طرف سے بھی ایسی چیزیں لینے کی کوششیں کیں لیکن وہ بھی ویسی ہی ثابت ہوئیں۔یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اتوار بازاروں کو، جمعہ بازاروں کو دیکھ لیں، وہاں پر تو task forcesکا اتوار بازار لگا ہوا ہے، سوموار بازار لگا ہوا ہے۔وہاں پر 72کے قریب task forcesہو گئی ہیں، اتنے فرقے ہیں لیکن deliverنہیں کر پائے۔ایک بورڈ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس بورڈ کا کوئی جواب دہ ہوتا ہے، وہ پرائس کنٹرول بورڈ بنانے کے بعد کوئی ٹاسک لیتا ہے۔ٹاسک لینے کے بعد وہ deliverکرتا ہے، وہ حکومت کو کہتا ہے کہ مجھے یہ دیا جائے تا کہ pricesنیچے آئیں لیکن pricesکو نیچے لے کر آنا تو ان کی ترجیحات میں ہی شامل نہیں تھا۔ ان کی ترجیحات کچھ اور تھیں۔میں سمجھتا ہوں کہ ایک سال تک صوبے کی تمام عوام کو خصوصاً دیہی علاقوں کی عوام کو مہنگائی میں پیسنے کا جرم پچھلی دفعہ ان کو بہتر کرنے کے بعد ان کو بالکل neglectکرنے کا جرم کیا گیا ہے اس وجہ سے میں اپنی تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب والا! حکومت پنجاب نے ڈیڑھ سال کے سرکاری قرضے ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ میں یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ اس میں کیا قباحت تھی، یہ کیوں نہیں ادا کئے گئے؟ کیونکہ پھر ان کی ترجیحات کچھ اور تھیں، ترجیحات کچھ بتائی جاتی رہی ہیں، کچھ میں آہستہ آہستہ بیان بھی کرتا جاؤں گا۔ مجھے بتایا جائے کہ کسی ایک بھی بیوہ کا قرضہ معاف کیا گیا، ان کے پاس کوئی ریکارڈ ہے؟ صرف تقریریں کر دینے سے تو بات نہیں بن سکتی۔ یہ تقریریں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، آپ کو تقریروں پر شرمسار ہونا چاہئے۔ میں سخت الفاظ استعمال نہیں کروں گا اس لئے کہ طبع نازک پر گراں گزر جاتا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کی تقریر میں ایک ارب کی لاگت سے کم قیمت کے گھروں کو ایک سال کے اندر دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ بجٹ ایک سال کے لئے بنتا ہے، یہ بجٹ کسی کی جاگیر نہیں ہے، کسی کا بنک اکاؤنٹ نہیں ہے کہ رکھ لیا جائے کہ جب کبھی موڈ اچھا ہو گا تو کسی اچھی برسات میں یہ کام کر لیں گے۔ نہیں، ایسا نہیں ہے، ایک سال کے اندر کام کرنا ہوتا ہے اور ایک سال کے اندر deliver کرنا ہوتا ہے۔ اگر آپ کچھ لوگوں کو اکٹھا کر لیں گے کہ چلو! اگلی دفعہ ہمیں جواب نہیں دینا پڑے گا۔ میں "لوٹے" کا لفظ استعمال نہیں کرتا، ہم چند ایک لوگوں کو اکٹھا کر کے ان کو کمزور کر دیں گے تاکہ وہ بات نہ کر سکیں۔ بات تو ہم میڈیا کے سامنے بھی کر لیتے ہیں۔ آج آپ مجھے تقریر نہ کرنے دیتے تو میں ساری باتیں میڈیا کے سامنے کر لیتا۔ آپ نے بہت مہربانی فرمائی کہ آپ ان لوگوں کا tool نہیں بنے، آپ نے اس کرسی کی لاج رکھ لی۔ میں اس لئے گزارش کرتا ہوں کہ یہ کیا، اب یہ بتائیے گا کہ ایک ارب روپے کا میں نے یہ کہیں نہیں کہا، میں نے آپ کو وہ چیز نہیں کہا جو آپ ہیں اور کہا جاتا ہے کہ شاید ہیں کہ نہیں ہیں؟ کنویں کے ہیں یا دوسرے کے ہیں، سیدھے کھڑے ہوتے ہیں، لڑھک جاتے ہیں اس کے بارے میں، میں بات نہیں کر سکتا۔ میں تو یہ بات کر رہا ہوں کہ ایک سال کے اندر ایک ارب اس عوام کا بجٹ کے لئے، بجٹ بنانے کے لئے تو ٹیبل پر ایک kitty آتی ہے اس میں پنجاب کے عوام جس میں آپ کی جیب میں سے بھی کچھ پیسے نکلتے ہیں، میری جیب میں سے بھی کچھ پیسے نکلتے ہیں اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی جیب سے بھی نکلتے ہیں وہ kitty میں آ جاتا ہے۔ 300- ارب روپیہ divisible pool سے آ گیا۔ وہاں سے آنے کے بعد جب یہ financial management ہوتی ہے تو ہمیں بنی بنائی مل جاتی ہے اس میں جو 25 فیصدی ہوتا ہے۔ وہ پیسے کی شکل میں نچوڑا ہوا خون ہوتا ہے لیکن پھر اس کے بعد اسے project management میں لے کر آنا اور یہاں پر آ کر یہ توقع رکھنا کہ ہمیں کوئی شخص یہ کہے، کوئی ایسا وزیر کہہ دے کہ مجھے بزرگی کی وجہ سے نہیں پوچھا جائے گا۔ بھئی! بزرگی کا تو احترام کیا جائے گا۔

شیخ سعدیؒ نے کہا ہے کہ "بزرگی باعقل است نا بسال است۔" میں دہرا رہا ہوں کہہ نہیں رہا کہ بزرگی جو آتی ہے وہ عقل سے آتی ہے، وہ عمر سے نہیں آتی۔ آپ جو عہدے لیتے ہیں تو اس کے لئے deliver کرنا پڑے گا، آپ کو جواب دہ ہونا پڑے گا۔ جس دن اعلان کیا گیا تھا کہ ایک ارب روپے سے گھر بنائیں گے کتنے یتیموں، کتنے غریب آدمیوں نے اس دن ایک سکھ کا سانس لیا ہو گا کہ آہ! کتنی اچھی بات ہے کہ ہمارے دیے ہوئے ٹیکسوں سے اس سال کے اندر ہمیں چھت مل جائے گی۔ پھر جون کے بعد جولائی آیا، جولائی کی گرمی انہوں نے برداشت کی، پھر اگست آیا، اگست کی بارشیں برداشت کیں، پھر انہوں نے دسمبر جنوری کی سردیاں برداشت کیں، اب پھر اگلا بجٹ آ گیا، آج وہ لوگ پوچھتے ہیں، میں ان کے behalf پر آپ کی وساطت سے پوچھتا ہوں کہ کیوں کہا تھا ایسا کام جو تم نے نہیں کرنا تھا، کس نے کہا تھا کہ یہ کرو؟ یہ نہیں کہنا چاہئے تھا۔ ہاں! آپ خاموشی سے کہتے کہ ایک ارب روپیہ ہمارا special discretionary fund ہے اس کو ہم استعمال کرنا چاہتے ہیں، جیسے مرضی کریں۔

جناب والا! عوام یہ پوچھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کے، اپنے اتحادی جماعت کے، وہ اتحادی جماعت کہ جو ہر طریقے سے آپ کے ساتھ تعاون کر رہی ہے، اپنا وزیر خزانہ، ایک سافٹ سپوکن وزیر خزانہ، ایک خوش گفتار، خوش شکل وزیر خزانہ انہوں نے آپ کو دے دیا ہے۔ اس کو آپ تقریر لکھ کر دے رہے ہیں کہ تم یہ پڑھو بھئی! ہم یہ کر دیں گے تو اس بے چارے نے پڑھ دیا کہ طالبعلموں کے لئے مفت ایئر کنڈیشنڈ بس سروس ایک سال کے اندر شروع کرنے کا میں اعلان کرتا ہوں۔ مجھے بتایا جائے۔ آپ سب لوگ یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ میرے بہت ہی محترم بھائی شیخ علاؤالدین صاحب بڑے مخیر ہیں، اپنے علاقے میں انہوں نے ڈسپنسریاں اپنے پاس سے بنائی ہوئی ہیں، ان کی اپنی ایک کاروں کی اور موٹر وہیکل کی ایک ایجنسی ہے، کتنی ایئر کنڈیشنڈ بسیں ان کی ایجنسی سے گئی ہیں اور وہ کہاں چل رہی ہیں؟ کوئی ایک شخص بتائے کہ اس کے حلقے میں یہ بس چل رہی ہے؟ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ یہ عوام جو ہے یہ decoy ducks نہیں ہیں جن کو رکھ کر آپ دوسری مرغابیوں کو بلا کر شکار کھیلیں گے، یہ decoys نہیں ہیں، یہ جیتے جاگتے انسان ہیں، ان کے احساسات ہیں، ان کے کان ہیں جس سے وہ آپ کے وعدے سنتے ہیں۔ ان کی زبان ہے جس سے پھر وہ آپ سے مانگتے ہیں کہ تم نے یہ کہا تھا جو ہم نے سنا ہے، تم نے کیوں نہیں کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لوڈشیڈنگ کے بعد مرکزی حکومت، پیپلز پارٹی کے ذمہ لگا کہ اس ملک کے اندر انیس ہزار میگاواٹ کی production capacity ہے اور

production capacity جو ہے وہ چند سال پہلے گندم سے جو تھی وہ تیرہ چودہ ہزار کی تھی اور پوری produce ہو رہی تھی۔ اب مینو فیکچرنگ تو اس وقت بھی انیس ہزار کی تھی، اب بھی انیس ہزار میگاواٹ کی ہے لیکن اب گیارہ ہزار ہو رہی ہے تو پیپلز پارٹی والوں پر پریشر تھا کہ آپ اس مینو فیکچرنگ capacity تک کیوں نہیں پہنچ پاتے تو صوبہ کی طرف سے اعلان کیا گیا تو صوبہ کے لوگوں نے کا کیا پنجاب کے محنتی لوگ، پنجاب کے غیور لوگ، پنجاب کے ذہین لوگ، پنجاب کے وفادار لوگ۔۔۔ چلے گئے میرے ساتھی یہاں سے بات کر رہے تھے۔ (قہقہے)

پنجاب کے وفادار لوگ اور ان کو یہ ایک نوید ملی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ذرا ایک منٹ، چونکہ ہاؤس کا ٹائم ساڑھے بارہ بجے تک کا تھا تو اب ڈیڑھ بجے تک extend کیا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! شکریہ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کیونکہ آپ نے یہ روایت قائم رکھی کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کو ٹائم کی پابندی نہیں ہوتی، آپ نے یہ extend کیا ہے، میں آپ کا ذاتی طور پر بھی بہت مشکور ہوں۔

جناب والا! ان کو یہ نوید دی گئی کہ رواں مالی سال 09-2008 میں تین سو پچاس میگاواٹ تک بجلی کے منصوبے مکمل کر کے لوڈشیڈنگ سے صوبہ پنجاب میں نجات مل جائے گی۔ سب میرے ساتھی بیٹھے ہیں، میری ذہین، پاکباز اور نیک میری بہنیں بھی ادھر بیٹھی ہوئی ہیں، وہ بہنیں بتائیں کہ اپنے گھروں میں پنکھے چل رہے ہیں یا نہیں چل رہے؟ میرے بھائی بتائیں کہ وہ منصوبے مل گئے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہم نہیں کہتے کہ لوڈشیڈنگ ہو، کوئی بات نہیں ہے، ہوتی رہے، برداشت کریں گے۔ میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کہنے کی کیا ضرورت تھی، کیوں کہا؟ اگر ہمارے کانوں نے سنا ہے تو پھر زبان پوچھے گی۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک اور اعلان کیا گیا کہ چار ہزار پانچ سو چوہتر سیکنڈری سکولوں کی لیب کو جدید کمپیوٹر لیب سے آراستہ کیا جائے گا اور 5- ارب روپے کی خطیر رقم اس پر خرچ کی جائے گی۔ میں اس کو ذرا طول نہیں دینا چاہتا۔ میں نے اور باتیں بھی کرنی ہیں۔ کسی جگہ کوئی لیب نہیں بنی، ایسی باتیں نہ کریں۔ تعلیم کا حال تو اسی دفعہ دیکھ لیا کہ جب اس کو آپ نے کم فنڈ دے دیا ہے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اب آگے ایک اور بات پر آتا ہوں۔ ہمارا کسان جو ہے اس کی بہت بری حالت ہے۔ وہ کچھ non perishable commodities اگاتا ہے تو

کچھ perishable commodities اگا تا ہے، non perishable commodities کا یہ حال ہے کہ اس میں گندم آتی ہے، چاول آتا ہے، جو حال پچھلے سال چاول کی فصل کا ہوا وہ اللہ جانتا ہے، ان کو جو کچھ ملا وہ بھی ایک بدانتظامی اور bad governance تھی لیکن perishable commodities کے لئے ایک نوید دی گئی کہ دس اضلاع میں کولڈ سٹوریج بنائے جائیں گے، اس سے کسان سبزیاں اور ایسی چیزیں جن کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے دلیری سے ان کو بوئیں اور یہ حکومت by virtue of this budget آپ کو provide کرے گی، آپ کام کیجئے گا، لوگوں نے کام کیا۔ لوگوں نے ان ساری خراب ہونے والی perishable commodities کو اگایا اور اگانے کے بعد وہ دس اضلاع جو announce کئے گئے تھے وہاں پر اپنے گڈوں کے اوپر، اپنی ٹرالیوں پر لے کر پھرتے رہے، سارا سال یہی ہوا، آخر انہوں نے پھر روایتی کاشت کے اوپر گھر صبر کے ساتھ چلے گئے اور ایک بھی کولڈ سٹوریج ان کو میسر نہیں آیا۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ announce کیا گیا کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کو خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ یہ بھی نہ ہو سکا۔ یہ اگر اتنی اچھی چیز تھی تو کر دیا جاتا لیکن اس میں ایک تھوڑی سی تبدیلی تو کر دی گئی ہے کہ اس کی اونچی اونچی دیواریں کر کے اب اس کو شاید کسی sub jail کا درجہ دیا جا رہا ہے اور اس کو sub jail کے طور پر استعمال کیا جائے گا یا کس چیز کے لئے استعمال کیا جائے گا، استعمال میں وہ آ رہی ہے۔ استعمال کیا جانا ہوتا ہے لیکن استعمال جس چیز کے لئے کوئی چیز بنی ہوتی ہے وہ اسی طرح ہوتی ہے، کچھ چیزیں ہماری طرف سے جا رہی ہیں ان کا استعمال بھی وہی ہونا ہے، اس طرف توجہ جا رہی ہے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Truth Commission بنانے کا اعلان کیا گیا تھا، Truth Commission اس لئے نہیں بنایا گیا کہ اس سے پھر پوچھا جائے گا کہ Truth Commission میں تو سچ بولنے والوں کو پوچھا جاتا ہے کہ سچ کیوں نہیں بولتے؟ سچ بولنے کی یہاں پر کسی کو توفیق نہیں تھی۔

جناب والا! میں یہ بات آپ کی وساطت سے کرنا چاہتا ہوں اور warn کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبہ کے جو فوڈ کے معاملات ہیں وہ بہت ہی دگرگوں ہو چکے ہیں۔ یہ جو بات ہوتی ہے کہ 60 لاکھ ٹن لے لیں گے، 80 لاکھ ٹن لے لیں گے، 50 لاکھ ٹن لے لیں گے، آپ جب announce کرتے ہیں تو عوام اس کے حساب سے اپنے آپ کو manage کرتی ہے۔ آپ کی عوام جو ہے وہ آپ کی طاقت ہے۔ وہ آپ

کی پلاننگ کی طرف دیکھ رہی ہوتی ہے کہ ہم نے جو نمائندے بنا کر بھیجے ہیں ان کی پراجیکٹ مینجمنٹ، ان کی ایڈ منسٹریشن مینجمنٹ کیسی ہے؟ جب مرکز نے 950 روپے گندم کی قیمت ادا کی، اس کے بعد اگر خاموشی رہتی تو کسان اپنے حساب سے، اپنے تئیں اس تک کہ میری گندم کتنی 950 میں فروخت ہو سکتی ہے اتنی وہ فروخت کرتا، باقی کوئی اور چیز فروخت کرتا۔ اس نے اپنے سانس کا ناتا بھی تو قائم رکھنا ہے۔ اگر کوئی چیز فروخت نہیں ہوتی تو وہ فروخت ہونے والے edible oil پر آ سکتا ہے۔ اگر کوئی چیز فروخت ہوتی تو وہ کسی اور چیز یعنی سبزی کے اوپر آ سکتا ہے، کسی اور فصل پر آ سکتا ہے، کپاس پر آ سکتا ہے جو فروخت نہیں ہوتی ہے، میرے مخدوم صاحب یہاں تشریف فرما ہیں لیکن جب یہاں سے نوید دے دی گئی کہ دانہ دانہ خریدا جائے گا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم تو گندم بوئیں گے پھر چاہے ہم دسمبر تک چلے جائیں ہمارا دانہ دانہ آئے گا اور کوئی ڈی سی او اور کوئی کمشنر ایسا نہیں ہو گا کہ جس کے جو حواری ہیں، جو کلرک ہیں وہ ہمیں ٹھڈے ماریں گے لیکن 60 لاکھ ٹن اس خریداری میں، 60 لاکھ ٹن تو یہاں نہیں تھی، یہاں تو بہت زیادہ گندم کسان نے اگائی ہے، اس کسان نے جس کا پانی بند کیا ہوا ہے۔ پانچ دریا کبھی یہاں آتے تھے، اب صرف یہاں پر دو دریا بہتے ہیں اور اس کسان نے جب پانی کم ہوا، آبادی تین کروڑ سے سولہ کروڑ ہو گئی، یہ کسان ہی ہے کہ جب 1952 میں یہاں پر گندم جو import ہوئی تھی اب کسان نے اس کو ایکسپورٹ ہونے کے قابل کر دیا۔ کسان نے اپنے گھروں کے دیئے بجھا کر شہروں کی بتیاں جلائی ہوئی ہیں اور شہروں میں بیٹھے ہوئے وزراء اور شہروں میں بیٹھے ہوئے ہم لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ان کو پھر رول دیا، رل رہے ہیں۔ ٹرالیاں کھڑی ہیں، بہت برا حال ہے اور میں آپ کو یہ بتائے دیتا ہوں کہ ان کی جو predecessor government تھی اس میں بیس کلو کے آٹے کا تھیلا 280 روپے کا فروخت ہوتا رہا ہے جو کہ اب ساڑھے پانچ سو روپے کا ہو گیا ہے اور میں اب آپ کو بتا رہا ہوں کہ اگر آپ good management نہیں کریں گے، اس کو آپ ساڑھے چار سو یا پانچ سو روپے پر نہیں لے کر آئیں گے تو اس کے لئے محنت کرنی پڑے گی ورنہ یہ بیس کلو کے آٹے کا تھیلا 600 روپے کا بکنے والا ہے، بکنے والا ہے، میڈیا اس بات کا گواہ رہے، کہ اگر یہ bad management رہی تو یہ اسی جگہ پر چلا جائے گا۔

جناب والا! میں اب اس بات پر آتا ہوں کہ یہاں پر بار بار یہ بات آتی ہے کہ زراعت پر ٹیکس لگایا جائے گا اور خدا کا شکر ہے کہ ابھی تک اس طرف سے یہ نہیں کہا گیا کہ سوچا جا رہا ہے، خدارا! ایسا کام نہ کیجئے گا۔ پنجاب کے اندر بارہ ایکڑ سے کم مالکان کی تعداد 94 فیصد ہی ہے اور بارہ ایکڑ سے کم کا آدمی تو اپنے بچے کے پاؤں میں جوتی نہیں پہنا سکتا، اس پر یہ جو بابو لوگ، جو وہاں پر بیٹھے ہوئے ترین ہیں، ایک ذلیل

ہوتا ہے، ایک ذلیل ترین ہوتا ہے۔ ایک شوکت تھا اور ایک یہاں پر اب شوکت ترین آ گیا ہے اور مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ ترین لوگ جو آئے ہیں یہ کوئی بہتر طریقے سے آپ کو نہیں کہیں گے، کبھی ان کی بات نہ مانئے گا اور یہاں پر زراعت پر ٹیکس نہ لگائیے گا۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب والا! کیا یہ بجٹ تقریر ہو رہی ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ بتائیے کہ آپ کو کس چیز پر اعتراض ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk. یہ cross talk نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال): جناب والا! یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں، وہ نوٹ کر رہے ہیں، جو بھی بات ہو گی وہ پھر اس کا بتائیں گے۔ جی، لیڈ آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! شکریہ۔ میں نے اپنی معروضات پیش کرنے سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ چونکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ شرف حاصل ہے کہ میں کافی عرصہ دراز سے آپ سے سیکھ رہا ہوں اس Chair پر جو بھی بیٹھا ہوتا کہ یہ Parliamentary Practice by Kaul پڑھ لیں اور باقی کتب بھی یہاں موجود ہیں۔ آپ اپنی تقریر کے اندر You can say anything under the sun آپ گو بھی کا ذکر بھی کر سکتے ہیں، آپ لوٹے کا ذکر بھی کر سکتے ہیں، آپ کو کوئی نہیں روکے گا، بجٹ تقریر میں کوئی پابندی نہیں ہوتی۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں اس کو مختصر کرتا ہوں۔ میں صحت کے معاملات کے بارے میں عرض کروں گا، یہاں پر پانی کی کمی کی وجہ سے اور بہت سی اور چیزوں کی کمی کی وجہ سے صحت کے معاملات بہت دگرگوں ہیں۔ یہ priority صحیح کرنے کی ضرورت ہے۔ 70 فیصد عوام دیہاتوں میں بستی ہے لیکن کسی دیہات میں کوئی ایک گاؤں بھی ایسا نہیں جس میں تنور رجسٹرڈ ہو بلکہ سارے رجسٹرڈ تنور شہروں میں ہیں یعنی 25 فیصدی آبادی میں رجسٹرڈ تنور ہیں اور ان رجسٹرڈ شدہ تنوروں کے لئے 7.5۔ارب روپیہ مختص کر دیا گیا ہے۔ آٹھ کروڑ عوام کی صحت کے لئے جس کی صحت ٹھیک ہو گی، جس کا پیٹ ٹھیک ہو گا، جس کا گلا ٹھیک ہو گا تو وہی نوالے نگل سکے گا اس کے لئے صرف 6۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اسے parities کیا جائے، اسے ٹھیک کیا جائے۔ صحت کو چلانے والے لوگوں کا عالم یہ ہے کہ

ڈاکٹر سڑکوں پر ہیں، وہ ہڑتالیں کر رہے ہیں ان کے لئے کوئی بہتر صورتحال پیدا کی جائے تاکہ وہ دوائیوں کے علاوہ precautionary measures سے ہی کچھ علاج کر سکیں۔

جناب والا! مہنگائی نے کمر توڑ دی ہے۔ مہنگائی کا علاج صرف good governance سے ہو سکتا ہے۔ good governance کے لئے کوئی recipe نہیں ہے کہ میں نے اتنی ہلدی ڈال دی ہے، اتنی مرچیں ڈال دی ہیں، اتنی ادرک ڈال دی ہے اور اب ہنڈیا تیار ہو گئی ہے بلکہ good governance کے لئے رزلٹ دیکھنا پڑتا ہے۔ مہنگائی کم ہو گی تو good governance ہو گی۔ میں good governance کا ایک چھوٹا سا barometer مال روڈ کو کہتا ہوں۔ پچھلے سارے سال میں مال روڈ پر کلرکس، ٹیچرز، ڈاکٹرز، انجینئرز، تاجر، مزدور، کھیت مزدور تمام کے تمام ہڑتالوں پر رہے، گلے میں روٹیاں ڈال کر روتے اور پیٹتے رہے۔ اگر وہ اس سال نہیں ہوں گے تو اگلے سال چاہے قائد حزب اختلاف نہ بھی ہوئے تو پھر بھی یہیں آکر آپ سے کہیں گے کہ جناب آپ نے good governance دکھائی ہے۔ اس بار مال روڈ پر کاروبار ہوا ہے، ہڑتال بار نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! ہمارے وزیر خزانہ نے admit کیا ہے کہ ہماری revenue collection کم رہی ہے۔ اب اس کے لئے ایک نیا set up بنا رہے ہیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ revenue collection کم ہوئی ہے یہ کوئی مستحسن قدم نہیں ہے۔ میں میڈیا اور آپ کے ذریعے جناب وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت میں divisible pool کی روایت ہے کہ federating units اپنے ریونیو میں poor administration اور bad governance دکھاتے ہیں۔ میں bad governance نہیں کہتا بلکہ وہ poor governance دکھاتے ہیں ان کو ایک فیصد تک cut لگایا جاتا ہے یہ unwritten and nonfeel قسم کی چیز ہوتی ہے۔ اگر آج divisible pool میں ایک فیصد cut نہ لگا ہوتا تو جناب وزیر خزانہ نے جناب وزیر اعلیٰ کے توسط سے جو پنجاب کے لوگوں کو ڈویلپمنٹ کے لئے 175۔ ارب روپیہ دیا ہے وہ 181۔ ارب روپیہ ہوتا۔ لہذا due to poor governance and bad governance پنجاب کی عوام divisible pool سے ڈویلپمنٹ کے 6۔ ارب روپے سے محروم ہوئی ہے۔

جناب والا! ہمارے جو ٹریفک وارڈن ہیں انہیں ایلیٹ اور سٹریٹ کرائم کی ٹریننگ دی گئی تھی لیکن ان سے اسلحہ واپس لے لیا گیا ہے۔ ان سے اسلحہ واپس لینے کے بعد کچھ ایسے واقعات ہوئے ہیں جیسے سری لنکا کی ٹیم پر حملہ ہوا تھا اس میں وارڈن ایک sitting duck کی طرح مارا گیا۔ وہ بے چارہ کہہ رہا

تھا کہ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو could I do firing میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی جگہ کوئی وقوعہ ہوتا ہے، کوئی جرم کرتا ہے تو سب سے پہلا شخص جو دیکھنے والا ہوتا ہے یا encounter کر سکتا ہے وہ ٹریفک وارڈن یا ٹریفک پولیس کا جوان ہوتا ہے۔اگر آپ اسے نہتا کر کے وہاں کھڑا کرتے ہیں تو یہ کس قسم کی governance ہے کہ جس کا سٹریٹ کرائم میں پہلا encounter ہونا ہے اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔اس کے پاس گولی تک نہیں ہے اور نہ ہی وہ کچھ رکھ سکتا ہے۔کیا وہ اپنی جیب میں پسٹل بھی نہیں رکھ سکتا؟ لہذا میری تجویز ہے کہ ان کو مسلح کیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم میں 23 فیصد کمی کی گئی ہے یہ کوئی مستحسن قدم نہیں ہے۔ تعلیم کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا جائے۔ہم نے تو میٹرک تک تعلیم مفت کی تھی اور ہمیں یہ خیال تھا کہ آنے والی حکومت جس کو عوام نے یہ اعتماد دیا ہے وہ عوام کو یہ نوید دیں گے کہ ہاں! آپ لوگوں نے جس حکومت کو چھوڑ کر ہمیں ووٹ دیا ہے۔انہوں نے آپ کے لئے میٹرک تک تعلیم مفت کی تھی لیکن ہم آپ کی تعلیم بی اے تک مفت کر رہے ہیں لیکن ڈیڑھ بجٹ گزر جانے کے بعد بھی کچھ نہیں ہو سکا۔میں آپ کی وساطت سے ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ واہ یونیورسٹی کے چار ہزار سے زیادہ سٹوڈنٹس صرف اس وجہ سے برباد ہو رہے ہیں اور ان کے ماں باپ کا ان پر لاکھوں روپیہ لگا ہوا ہے، وہ صرف اس لئے برباد ہو رہا ہے کہ انہیں پنجاب اسمبلی سے چارٹر نہیں دیا گیا۔لہذا میری استدعا ہے کہ ان کو چارٹر دیا جائے تاکہ ساڑھے چار ہزار سٹوڈنٹس کا مستقبل بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی آبادی کا 51 فیصد خواتین ہیں لیکن بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خواتین کے لئے ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا، آج کے بجٹ میں ان کی کوئی reflection نہیں ملتی۔لہذا میں چاہوں گا کہ خواتین کے لئے پیسے رکھے جائیں۔باہر میڈیا کے اندر عام طور پر یہ تاثر پایا جا رہا ہے کہ اس وقت کی حکومت نے اپنے دو target بنائے ہوئے ہیں۔ایک تو انہوں نے لوکل گورنمنٹ کو اپنی مرضی کے مطابق کرنا ہے چونکہ باقی دنیا کی طرح یہاں بھی three tiers of government introduce ہو چکے ہیں۔فیڈرل گورنمنٹ، federating units اور ڈسٹرکٹ گورنمنٹ۔اب اگر کوئی وفاقی وزیر آیا ہے تو وزیر اعلیٰ کی مرضی ہے کہ اسے receive کرے یا نہ کرے چونکہ اس کی اپنی حکومت ہے independence ہے اور second tier of government ہے اس لئے نہیں کرتے چونکہ وہ خود autonomous لوگ ہیں۔اسی طرح اگر یہاں کا کوئی منسٹر ضلع میں جاتا ہے تو ضلع ناظم نہیں مانتا اور کہتا ہے کہ میں فارغ ہوا تو آؤں گا ورنہ میرا ڈی سی او آپ کو لینے کے لئے آ رہا ہے۔یہ

بات طبع نازک پر گراں گزری ہے اس لئے وہاں پر دست بستہ ہاتھ باندھنے والا نیا نظام لانے کے لئے یہ کیا جا رہا ہے اور ان کو ختم کرنے کے بعد وہ اس قسم کا نظام آ جائے گا۔ پھر ان کا دوسرا target خواتین کی سپیشل سیٹیں ہیں۔ یہ فنڈ اس لئے نہیں رکھا گیا کہ خواتین کی سپیشل سیٹیں ختم کرنے کا پروگرام ہے۔ میں یہاں پر اعلان کرتا ہوں کہ یہاں یہ دونوں باتیں ہونے والی ہیں۔

جناب والا! اس وقت ملک میں پولیس کے دو role ہیں۔ ایک تو درمیانہ نچلا طبقہ ہے انہیں جہاں جہاں بھی encounter کرنا پڑا انہوں نے اپنی جانیں دی ہیں، لڑائی بھی لڑی ہے اور لوگوں کو بھی بچایا ہے۔ ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن دیہی علاقوں اور تھانوں کے اندر جہاں ایس پیز اور اے ایس پیز بیٹھے انہیں monitor کر رہے ہیں وہاں عوام کی پگڑی اچھالی جا رہی ہے۔ extra judicial killing جو عرصہ دراز سے بند تھی وہ اب عروج پر ہے۔ لوگوں کو پکڑ کر پہلے ان سے statements لی جاتی ہیں پھر ان کو مارا جاتا ہے اور statements کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے۔ میری استدعا ہے کہ پولیس کے اس act کو روکا جائے، پولیس کا ہاتھ پکڑا جائے۔ یہ گورنمنٹ known نہ ہو جائے اس حساب سے نہ جانی جائے کہ یہ Extra judicial killing کے بڑے ماسٹر ہیں۔ جسے مرضی پکڑتے ہیں اور اس کے دل کے اندر half dead سکہ ڈال دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! زکوٰۃ ختم ہو گئی ہے۔ لوگ زکوٰۃ کے منتظر بیٹھے ہیں۔ زکوٰۃ لینے والے لوگ ہیں۔ دنیا میں زکوٰۃ کا سسٹم ہی اس لئے چلتا ہے جہاں اسلامی حکومتیں نہیں ہیں لیکن وہاں مسلمان موجود ہیں تو وہاں زکوٰۃ مستعمل ہے اس لئے کہ جہاں لینے والے موجود ہوں اگر وہاں دینے کا نظام بہتر ہے تو زکوٰۃ چلتی ہے۔ اب لوگوں نے زکوٰۃ کٹوا دی ہے وہ بنک میں چلی گئی ہے لیکن اس کی disbursement کا کوئی طریق کار نہیں ہے۔ جناب مخدوم صاحب! معاف کیجئے گا میں سپیکر صاحب کی وساطت سے آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں کہ پورے سال میں کسی کو ایک پیسا بھی نہیں ملا۔ میں پھر وہی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ Truth Commission ہونا چاہئے تھا اور پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بھی بننی چاہئے تھی تاکہ اس ڈیڑھ سال کے اندر کچھ accountability ہوتی۔ accountability سے بچنے کے لئے تاکہ سچ کا چہرہ بے نقاب نہ کیا جائے اعلان کرنے کے باوجود Truth Commission بنایا گیا اور نہ ہی پبلک اکاؤنٹ کمیٹی بنائی گئی۔

جناب والا! یہاں منسٹرز بلاک کی ایک بلڈنگ بن رہی تھی۔ اس کے بارے میں کہا گیا کہ یہ ایک lavish چیز ہے لہذا یہاں منسٹرز نہیں ہونے چاہئیں اور one window operation کو

discourage کیا گیا۔سیکرٹریوں کو وہاں قربت میں بٹھانا تھا کہ لوگ آئیں تو بے چارے رکشوں کے انتظار میں مارے مارے نہ پھریں لیکن اس بلڈنگ کو بھی پرائیویٹائزیشن کمیشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ یہ official announcement ہے کہ ایک سال ہوا اسے پرائیویٹائزیشن کمیشن کے حوالے کر دیا گیا ہے اور ایک سال گزرنے کے بعد اب منسٹر بلاک کے لئے 7 کروڑ روپے رکھ دیئے گئے ہیں۔یہ پرائیویٹائزیشن کمیشن کو strengthen کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں یا منسٹر بلاک کے لئے ہیں، یہ کیا دو عملی ہے؟ announce کریں کہ ہم نے غلط کیا تھا، ہم نے غلط announcement کی تھی۔وہ purpose oriented building ہے۔کوئی بھی وزیر صاحب آئیں۔وہاں پر کائرہ صاحب، مخدوم صاحب، رانا صاحب، ہمارے محترم موہل صاحب بیٹھ سکتے ہیں، چودھری غفور صاحب وہاں تشریف رکھ سکتے ہیں۔یہ سب وزراء وہاں پر بیٹھیں۔انہوں نے اس عمارت کو پرائیویٹائزیشن کے حوالے کرنے کے بعد اب اس کے لئے 7 کروڑ روپے رکھ دیئے گئے ہیں یعنی اپنے ہی کئے ہوئے کو reverse کر رہے ہیں۔اس کی کوئی justification تو پیدا کریں۔جب آپ justification پیدا کئے بغیر کوئی کام کرتے ہیں تو اس پر سوالات اٹھتے ہیں کہ آپ کا attitude عوامی نمائندوں والا نہیں ہے۔آپ کا رویہ امیر المومنین والا ہے، آپ کا attitude حجاج بن یوسف والا بن رہا ہے جو کہتا تھا کہ تمہارے سروں کی فصل پک چکی ہے اب ان کو میری تلوار کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ تقریر میں اقلیتوں کا ذکر نہیں کیا گیا۔ہم نے ان لوگوں کے لئے کچھ bench marks چھوڑے ہیں۔ہم نے ان سے سیکھا، ہم نے اپوزیشن سے سیکھا۔ہم نے اقلیتوں کو نہ صرف recognize کیا بلکہ ان کی ایک وزارت بھی بنائی لیکن اس دفعہ اقلیتوں کے لئے کوئی بجٹ نہیں رکھا گیا۔

جناب سپیکر! ہم نے اپوزیشن سے بھی سیکھا، میں اس کی ایک مثال عرض کروں گا۔یہاں پر رانا ثناء اللہ صاحب تشریف فرما تھے۔آپ بھی ان دنوں یہیں پر تھے۔انہوں نے ہاؤس میں ایک point اٹھایا۔ہمارے وزیر ایکسائز اس کی مخالفت کرنے لگے۔رانا صاحب نے کہا کہ پانچ مرلے کا گھر کوئی بہت بڑا lavish گھر نہیں ہوتا لہذا اس کو آپ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیں۔ہمارے منسٹر اور رانا ثناء اللہ خان صاحب کی باتیں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اپنے چیمبر میں بیٹھے ہوئے سن رہے تھے۔وہ فوراً اٹھ کر ہاؤس میں آ گئے۔انہوں نے پوچھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ رانا صاحب نے بہت اچھے انداز سے اپنے case کو argue کیا۔رانا صاحب نے کہا کہ آپ کے وزیر ایکسائز کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا، میں یہ نہیں ہونے دوں

گا۔اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ یہ میرا وزیر ہے کوئی boss تو نہیں ہے۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا کہ منسٹر صاحب آپ بیٹھ جائیں، اس کی مخالفت نہ کریں اور انہوں نے اسی وقت کہا کہ میں پانچ مرلے کے گھروں کو ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کا اعلان کرتا ہوں۔ اس کا سہرا انشاء اللہ کے سر جاتا ہے۔ عوام کہتے تھے کہ ہم نے مسلم لیگ (ق) کو چھوڑ دیا، ہم نے مسلم لیگ (ن) کو ووٹ دیئے۔ گو کہ ان کے ووٹ fifty plus one percent نہیں تھے، ان کی majority نہیں تھی۔ ایک اتحادی آئے جنہوں نے ان کو سہارا دیا اور اس سہارے کے ساتھ دونوں اتحادیوں نے یہاں پر حکومت بنائی تو ان کو اب چاہئے تھا کہ دس مرلے کے گھروں پر ٹیکس معاف کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر! تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ افراط زر 22 فیصد ہوا ہے۔ Economist کہتا ہے کہ افراط زر 33 فیصد ہے لہذا ہم اس پندرہ فیصد اضافے کو مسترد کرتے ہیں۔ بجٹ میں اس پندرہ فیصد اضافے کی announcement کو ہم مسترد کرتے ہیں۔ دہشت گردی ہمارے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن دہشت گردی کی آڑ میں جو انتظامی خامیاں اور نااہلیاں ہیں ان کو نہ چھپایا جائے۔ آپ کو ایجنسیاں بتا دیتی ہیں کہ 15 پر attack ہونے والا ہے، آپ کو ایجنسیاں کوئین روڈ کا بتا دیتی ہیں، ایجنسیاں آپ کو بتا دیتی ہیں کہ جامعہ نعیمیہ target ہے لیکن پھر بھی کچھ نہیں کیا جاتا اور attack ہو جاتے ہیں۔ بے شک آپ محنت کر رہے ہیں لیکن اس کو مزید improve کریں۔

جناب والا! crime rate 30% بڑھ چکا ہے اور یہ figures آپ کے اپنے اداروں کے دیئے ہوئے ہیں۔ ہر دو گھنٹے کے اندر ایک ڈکیتی ہو رہی ہے۔ یہاں پر ڈکیتی کلچر بن گیا ہے۔ اب تو کھلے عام، چند لوگ ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں، روٹی کھا رہے ہوتے ہیں اور ان میں سے ایک آدمی بولتا ہے کہ یار میرا ڈاکے کا وقت ہو گیا ہے لہذا میں نے جانا ہے۔ اس کلچر کو ختم کرنے کے لئے بہت مستعد ہونا پڑے گا۔ ہم حاضر ہیں، ہمارا تعاون حاضر ہے۔ یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس بارے میں ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ کہیں عوام یہ کہنا شروع نہ کر دیں کہ ہمارے کانوں نے جو کچھ سنا ہے وہ ہماری زبانیں کہنے کے لئے مجبور ہیں۔

جناب سپیکر! ہم اپوزیشن میں ہیں۔ میں قائد حزب اختلاف کی بجائے ایک عام ممبر کی حیثیت سے بھی بول سکتا ہوں۔ جب کسی معاملے میں اپوزیشن ممبران کی counting ہو گی تو اس میں special assistant اپنا ووٹ کاسٹ نہیں کروا سکیں گے، کوئی پارلیمانی سیکرٹری اپنا ووٹ نہیں کروا سکے گا۔ آپ کے rules میں لکھا ہوا ہے Government means "Chief Minister,

Ministers and Parliamentary Secretaries" ٹاسک فورس کے بندے، Special Assistants جو حکومتی بنچوں کی طرف چلے گئے ہیں انہیں تو بنچ پر بیٹھنے کی جگہ تک نہیں ملتی۔ صرف ان کا ووٹ count ہوگا جو اپوزیشن والے کرتے ہیں، جو بولتے ہیں۔ اپوزیشن وہ ہوتی ہے جو حکومت کے خلاف بات کرتی ہے یا نشاندہی کرتی ہے۔ اپوزیشن وہ نہیں ہوتی جو مدح سرائی کرتی ہے۔ اپوزیشن وہ نہیں ہوتی جو یہ کہتے ہیں کہ "حضور! میں نے کیسا کہا، جو شعر لکھوا کر لاتے ہیں۔" میں آپ سے کہوں گا کہ خدارا! بچ جائیں۔ ہم سے بھی یہ غلطی ہوئی تھی۔ یہ ایسا قبیلہ ہے جو کہ قوموں کو برباد کر دیتا ہے۔

جناب والا! آپ کے پاس بڑے بڑے، اچھے قابل لوگ ہیں جو کہ اپنی پارٹیوں کے ساتھ stud faster ہیں۔ آپ ان لوگوں کو appreciate کریں جو کہ اپنی پارٹی کے ساتھ وفادار رہے ہیں۔ میں میڈیا سے بھی یہی کہوں گا اور پوچھوں گا کہ اگر ہم اپنی پارٹی کے ساتھ کھڑے ہیں تو کیا ہم بُرا کام کر رہے ہیں؟ ہمیں اتنا تو بتا دیا جائے کہ اگر ہم پارٹی کے ساتھ کھڑے ہیں تو اس میں کیا برائی ہے؟ ہم ان ممبران کی قدر کرتے ہیں جو اپنی پارٹی کے ساتھ stud fast رہے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔ آج ہمارے چند ایک ساتھی بات کریں گے باقی ممبران کے نام ہم کل آپ کو فراہم کر دیں گے۔ وزیر قانون صاحب اور ہمارے ساتھیوں نے جس passions کے ساتھ مجھے سنا میں اس کے لئے مشکور ہوں۔ میں نے یا ہمارے ساتھیوں نے اپنی جو معروضات پیش کرنی ہیں حکومتی وزراء نے ان کے notes لینے ہوتے ہیں، خالی کرسیاں notes نہیں لے سکتیں۔ یہی ہم نے صبح کے وقت عرض کیا تھا کیونکہ اس وقت کرسیاں خالی پڑی تھیں۔ فنانس منسٹر نہیں تھے، فوڈ منسٹر نہیں تھے، ہیلتھ منسٹر نہیں تھے، جیل منسٹر نہیں تھے۔ یہاں ہاؤس میں حزب اقتدار میں سے ہمارے کوئی بھی ساتھی موجود نہیں تھے۔ چونکہ کرسیاں notes نہیں لے سکتی تھیں اسی لئے ہم نے کورم کی نشاندہی کی تھی ورنہ ہم نہ جانے والے ہیں اور بھاگنے والے ہیں۔ ہم یہیں کھڑے رہیں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ مخدوم سید احمد محمود صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! وزراء صاحبان کو notes تو لینے چاہئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! آپ ماشاءاللہ سینئر ممبر ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ریکارڈ ہو رہا ہے۔ وہ ان کی پوری ریکارڈنگ دیکھیں گے۔ پہلے وزیر قانون صاحب بات کر لیں، پھر مخدوم صاحب اپنی تقریر شروع کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم قائد حزب اختلاف اور محترم لغاری صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ notes لینے میں تو کہیں کوئی غلطی ہو سکتی ہے۔ ریکارڈ موجود ہے وہاں سے ہم قائد حزب اختلاف کی پوری تقریر نکلوا کر انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک لفظ پر غور کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، مخدوم سید احمد محمود صاحب!

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! شکریہ۔ چونکہ وقت بہت ہو چکا ہے اس لئے میں موٹی موٹی باتیں کروں گا۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! مخدوم صاحب نے چونکہ موٹی موٹی بات کرنی ہے اس لئے وہ اپنا باقی وقت مجھے دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ مخدوم صاحب کو بات کرنے دیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کروں گا۔ میں اس ہاؤس کو اپنی طرف سے کل کرکٹ کا سیمی فائنل جیتنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں نے باتیں تو بہت سی کرنی تھیں لیکن اب صرف موٹی موٹی باتیں عرض کروں گا۔ یہ بجٹ ایک ایسے وقت میں پیش ہوا ہے کہ جب یہ پورا ملک ایک بہت ہی خطرناک صورتحال سے دوچار ہے۔ پچھلے 60 سالوں سے بجٹ پیش ہوتے آئے ہیں، ان پر بحث بھی ہوتی آئی ہے، بجٹ پر cut motions بھی پیش ہوتی رہی ہیں لیکن مجھے یاد نہیں کہ کبھی ایسا بجٹ پیش ہوا ہو کہ جب صورتحال یہ ہو، پریشانی کا عالم یہ ہو کہ صوبہ سرحد جو ہمارا صوبہ ہے اس میں elected MNAs and MPAs اپنے حلقوں میں نہیں جا سکتے۔ صوبہ بلوچستان میں اس صوبے کا رہنے والا باعزت، باوقار پنجابی اپنے آپ کو وہاں پر باعزت، باوقار طور پر آزاد نہیں سمجھ سکتا۔ سندھ میں جو صورتحال ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور میں اپنا فرض سمجھ کر آپ کو اور ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے حالات بھی کوئی بہت زیادہ اچھے نہیں ہیں۔ میرا تعلق چونکہ بہاولپور ڈویژن سے ہے میری ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ ہمارے پانچ MNAs ہیں، چار صوبائی اسمبلی کی سیٹیں سندھ سے تھیں اور جنوبی پنجاب سے ہماری نمائندگی ہے۔ میں on floor of the House کھڑا ہو کر آج یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر ہم نے سنجیدگی سے، ایمانداری سے، دیانتداری سے اور جس کی ہم نے تصویر یہاں پر لگائی ہوئی ہے اس کو حاضر ناظر جان کر اپنے فیصلے نہ کئے تو یہ وقت ہاتھ سے

نکل جائے گا۔ آپ کا اور میرا political badge آخری badge ہو گا۔ چونکہ ملک اب viable نہیں رہے گا الیکشن کا، جمہوریت کا، Houses کا اور بجٹ کا اس لئے ہمیں بہت سنجیدگی سے اپنی صورتحال پر نظر ڈالنی ہے کہ پچھلے ساٹھ سالوں کے budgets نے اس ملک کا کیا حال کیا؟ ذرا غور فرمائیں کہ budgets نے ہمارا یہ حال کیا کہ آج پنجاب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو دیکھیں تو پچاس فیصد بچے بھی سکولوں میں enroll نہیں ہوتے۔

جناب والا! مجھے آپ کی توجہ چاہئے کیونکہ پھر میری concentration نہیں رہتی۔ سکولوں میں پچاس فیصد بچوں کی enrolment ہی نہیں ہے۔ یہ بہت گھمبیر situation ہے کہ اتنے بڑے صوبے میں پچاس فیصد students enroll نہیں ہوتے اور جو پچاس فیصد بچے enroll ہوتے ہیں وہ جاہل بن کر باہر نکلتے ہیں۔ میں کائرہ صاحب سے پوچھوں گا کہ پنجاب ایجوکیشن بجٹ کیا ہے؟ یقیناً اربوں روپے میں ہوگا، یہ کیسا ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے جو پچاس فیصد بچوں کو تعلیم سے محروم رکھتا ہے اور جو بچاس فیصد بچے وہاں غربت کی وجہ سے داخل ہو جاتے ہیں وہ تعلیم حاصل کئے بغیر جہالت کے اندھیروں میں نکل کر باہر آ جاتے ہیں۔ حالت بڑی گھمبیر ہے۔ یہ عام وقت نہیں ہے۔ اس وقت اس ملک میں ایمرجنسی ہے۔ ہم سب کو مل بیٹھ کر ان چیزوں کو assess کرنا پڑے گا۔ موٹی موٹی دو چار چیزیں ہیں جن کو ٹھیک کرنا پڑے گا اور یہ ٹھیک ہو سکتی ہیں یہ good governance کے ذریعے ٹھیک ہو سکتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں ٹھیک کی جا سکتی ہیں بشرطیکہ ہم اسے resolve کرنا چاہیں، ہماری political commitment ہو، ہماری above board decision making ہو۔ صحت کی حالت دیکھ لیں، اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے، اربوں روپے کے D.H.Q's دیہاتوں اور علاقوں میں بنے ہوئے ہیں۔ ہسپتال موجود ہیں لیکن وہاں جو مریض کی حالت ہے اس سے شاید یہ ہاؤس ابھی تک واقف نہیں ہے کیونکہ اگر ہاؤس واقف ہوتا تو آج مریضوں کی یہ حالت ممکن نہ ہوتی۔ ہم نے ان چیزوں پر پہلے کبھی سوچا نہیں۔ یہ کیسا ملک ہے کہ ایجوکشن ڈیپارٹمنٹ ہے اور ایجوکیشن سے لوگ محروم ہیں؟ یہ کیسا ملک بنادیا ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ ہے، health cover سے لوگ محروم ہیں، یہ کیسا ملک ہم نے ساٹھ سال کے بعد اپنے سامنے لاکر رکھا ہے کہ واپڈا ہے اور بجلی نہیں ہے، یہ کیسا ملک بنا دیا گیا ہے کہ پولیس کے لئے اربوں روپیہ اس بجٹ میں رکھا گیا ہے مگر law and order نہیں ہے۔

جناب والا! میں اس ہاؤس میں جنوبی پنجاب سے نمائندگی کرتا ہوں، مجھے تو اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ ہم اپنے علاقے کو South of Punjab کیوں کہتے ہیں؟ ہمیں یہ نام نہیں دینا

چاہیئے۔ ہمیں تو اس کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا چاہئے کہ آج تک جو پنجاب کی محرومیاں ہیں وہ کسی جگہ پر بہت زیادہ کیوں ہیں؟ اگر میں اپنے علاقے کی بات کروں تو ہمارے علاقے میں حالات بہت خراب ہوتے جا رہے ہیں insurgency جو ہم صوبہ سرحد میں دیکھ رہے ہیں، جو صوبہ سندھ میں دیکھ رہے ہیں، جو بلوچستان میں دیکھ رہے ہیں وہ وقت دور نہیں جب یہ insurgency کی باتیں آپ جنوبی پنجاب سے سُنیں گے بلکہ آپ اگر اخبار میں پڑھیں، آرٹیکل دیکھیں تو ابھی سے بات آ رہی ہے کہ جنوبی پنجاب میں problems ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ لاہور میں بیٹھے ہوئے ہمارے بیوروکریٹس نے، ہمارے سیاستدانوں نے، ہمارے علاقے کو مکمل طور پر ignore کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے علاقے میں سکول نہیں ہیں، کالج نہیں ہیں، میڈیکل کالج نہیں ہیں۔ سڑکیں نہیں ہیں۔ میں آج اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر اپنی اس حکومت کو، جس کو میں نے support کیا ہے اس سے مطالبہ کرتا ہوں کہ فوری طور پر اس بجٹ میں جنوبی پنجاب کے لئے کم از کم 50۔ارب روپیہ مختص کیا جائے۔ ہم پیسے نہیں مانگتے ہم ان سے grant نہیں مانگتے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہمیں لسٹ بنا دو کہ ہم کتنے کالج پیچھے ہیں۔ ہم جہلم سے، گوجرانوالہ سے کتنے پیچھے ہیں؟ مجھے یہ پتا ہے کہ ضلع رحیم یار خان 36 لاکھ آبادی کا ضلع ہے، چار گرلز ڈگری کالج، چار بوائز ڈگری کالج میرے والد صاحب نے 1956 میں بنوائے تھے، پانچواں نہیں بنا۔ گوجرانوالہ 36 لاکھ کی آبادی کا ضلع ہے سولہ گرلز ڈگری کالج، اکیس بوائز ڈگری کالج ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی کم ہیں لیکن جب تک چار والے کو آپ سولہ پر نہیں لائیں گے آپ کیسے یہ سوچیں گے کہ insurgency نہیں ہوگی، آپ یہ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ وہاں کے لوگ ہم سے محبت کریں گے، آپ یہ کیسے سوچ سکتے ہیں کہ بغیر technical know how کے ان لوگوں کو میرٹ پر کام ملے گا؟ اب رحیم یار خان اس حساب سے بہت viable ضلع ہے کہ وہاں پر F.F.C موجود ہے، largest fertilizer company ہے، وہاں پر Liver's Brothers ہے جو کہ ایک multi national company ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر بے شمار اور انڈسٹری بھی موجود ہے لیکن آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے کہ ان انڈسٹریز میں upper punjab کے لوگ ہیں، ان انڈسٹریز میں سندھ کے بڑے شہر حیدر آباد اور کراچی کے لوگ ہیں۔ ہمارے لوگ نہیں ہیں کیونکہ ٹیکنیکل انسٹیوٹ ہی نہیں ہیں۔ ان کے پاس technical skills ہی نہیں ہیں۔ ان کو کون نوکری دے گا تو وہ اسی لئے طالبانائزیشن کی طرف جا رہے ہیں اور ان کے پاس بھرتی ہو رہے ہیں۔ یہ جو وزیرستان میں، وانا میں اور صوبہ سرحد میں ہو رہا ہے یہ economic deprivation ہے۔ اس ملک میں آج بھی دیکھ

لیں، جہاں پر بھی economic deprivation نہیں ہے وہاں پر حالات اللہ کی مہربانی سے پُر سکون ہیں، جہاں پر economic realities negative ہیں وہاں سے یہ insurgencies کی آواز آ رہی ہے۔ اس بجٹ پر ہم سب کو سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا، ہمیں priorities بنانی پڑیں گی۔ کم از کم میرے علاقے کی priorities بنا دی جائیں ہمیں بتایا جائے کہ کیا ہماری قسمت میں 1950 سے صرف چار گرلز ڈگری کالج ہیں؟ یہ پانچ یا چھ یا آٹھ یا دس نہیں ہو سکتے؟ یہ کرنے پڑیں گے، اگر انصاف نہ کیا گیا، حقدار کو اس کا حق نہ دیا گیا، اگر ان علاقوں کو جن میں احساس محرومی پایا جاتا ہے ان کی احساسِ محرومی کو دور نہ کیا گیا تو پھر یہ فیصلے اس طرح ہوں گے جس طرح خدانخواستہ باقی جگہ پر ہو رہے ہیں۔ میں warn کرتا رہتا ہوں میں آج پھر سے ایک دفعہ warn کرتا ہوں اس حکومت کو، اپنے آپ کو، اس ہاؤس کو خدارا! انصاف دیں، good governance دیں، good governance کا سب سے پہلا تقاضا یہ ہے کہ جو بجٹ بنایا گیا ہے اس میں حصہ دیں اور میں 50۔ارب روپے کی demand اس لئے کرتا ہوں کہ یہ بہت کم رقم ہے، یہ کوئی زیادہ رقم نہیں ہے۔ 70۔ارب روپیہ تو فوڈ سٹیمپ پروگرام میں رکھا گیا ہے۔ اگر جنوبی پنجاب کی محرومیوں کو ختم کرنے کے لئے 50۔ارب روپے کا فنڈ رکھا جائے اور یہ ایسے نہ رکھا جائے جیسے پہلے رکھا جاتا ہے، اس دفعہ بھی میں نے پڑھا ہے اس بجٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم نے 5۔ارب روپیہ رکھ دیا ہے۔ ہمیں بھیک نہیں چاہئے۔ ہم آپ سے بھیک نہیں مانگتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری جو allocation ہو وہ targeted allocation ہو۔ ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ جنوبی پنجاب میں حکومت کا کیا ارادہ ہے، حکومت کتنے ڈگری کالج بنائے گی، ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ جنوبی پنجاب میں حکومت کتنے پرائمری سکول بنائے گی، ہمیں پتا ہونا چاہئے کہ کتنے کلومیٹر سڑک بنے گی، ہمارے ضلعوں میں جو مریض ہیں جو بغیر دوائی کے سسک سسک کر مر رہے ہیں ان کے لئے کیا رکھا گیا ہے، اگر ہمیں ویسے کہہ دیا جائے گا کہ آپ کے لئے 5۔ارب روپیہ رکھ دیا گیا ہے تو اس کا بھی حال وہی ہو گا جو پچھلے ساٹھ سالوں میں بجٹ کا ہوتا آیا ہے تو کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ میں آپ کو آج گارنٹی سے کہہ دوں کہ یہ ہم politicians کا آخری badge ہو گا اور پھر جو وقت آئے گا اس پر ہم سب پچھتائیں گے اور پھر آپس میں بیٹھ کر باتیں کریں گے کہ ہم یہ کر لیتے تو ایسے ہو جاتا، ہم یوں کر لیتے تو ایسے ہو جاتا لیکن پھر وقت گزر چکا ہو گا، یہی ٹائم ہے، یہی بجٹ ہے اس کے بعد کوئی اور موقع ہمیں نہیں ملنے والا لہذا ہم سنجیدگی سے اس ہاؤس کی عزت اور وقار کو دیکھیں۔ یہ وہ ہاؤس ہے جس نے اس پنجاب کو بہت بڑے بڑے لیڈر دیئے۔ کیا آج اس ہاؤس کا یہ فرض نہیں ہے کہ یہ بیٹھے اور سنجیدگی سے اس بارے میں سوچے

جبکہ ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے؟ صوبہ سرحد میں آگ لگی ہوئی ہے، بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے، صوبہ سندھ میں آگ لگی ہوئی ہے، کراچی اور حیدرآباد میں target killings ہو رہی ہیں۔ rural Sindh میں کوئی آدمی محفوظ نہیں ہے۔ میں سندھ کے بارڈر پر بیٹھا ہوں اور آپ کو گارنٹی دیتا ہوں کہ آپ پنجاب کی نمبر پلیٹ والی گاڑی سندھ میں لے کر چلے جائیں اگر وہ گاڑی safe ہو گئی تو میں اپنا نام بدل دوں گا۔

جناب والا! حالات بڑے گھمبیر اور out of control ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمیں آج ان petty issues سے نکلنا پڑے گا اور اصل issues پر بات کرنا پڑے گی۔ یہ ممکن نہیں کہ Education Department کو اربوں روپیہ دے دیا جائے اور اس کے ذمے Education کا کام ہی نہ ہو۔ ایک سال ہو گیا ہے Education Minister نہیں ہے اور 60 سال ہو گئے ہیں Education Department نہیں ہے۔ یہ کب تک چلے گا، کب تک غریب آدمی کے بچے تعلیم سے محروم رہیں گے؟ آج بھی صومالیہ یا دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جہاں 50 فیصد بچوں کی enrolment ہی نہ ہو، ان کے پاس سکول جانے کے لئے جگہ ہی نہ ہو اور دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے جہاں سکولوں میں 50 فیصد بچے enroll ہوں اور جاہل بن کر باہر نکلیں۔

جناب والا! دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے کہ مریض ہسپتال میں جائے اور بیمار ہو کر باہر نکلے۔ دنیا ہسپتالوں میں جاتی ہے اور صحت یاب ہو کر باہر آتی ہے۔ ہم نے پچھلے 60 سالوں میں ایسے بجٹ پیش کر کے ایسے جھنڈے گاڑے ہیں کہ مریض ہسپتال کے اندر جائے تو مر کر باہر نکلتا ہے کیونکہ وہاں ڈاکٹر ہے، دوائی ہے، آپریشن تھیٹر ہے، post operative ہے اور نہ ہی نرسنگ ہے۔

جناب والا! دنیا میں کوئی ملک ایسا نہیں ہے آپ جا کر چیئرمین واپڈا کو دیکھیں تو سہی، میں کہتا ہوں کہ مغل بادشاہ کا ایسا دفتر نہیں تھا جیسا آج ہم نے چیئرمین واپڈا کو بنا کر دیا ہے۔ جب آپ اسے ایسا دفتر دیں گے تو ہم اسے وہاں کیڑے مکوڑوں کی طرح نظر آئیں گے تو پھر بجلی تو نہیں ہو گی ناں۔ ہمیں یہ باتیں سوچنی پڑیں گی۔ ہمیں اس جاہ و جلال سے نکلنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات عرض کر دوں کہ عوام میں جو dissonancy پیدا ہو رہی ہے وہ ہمارے جاہ و جلال کو دیکھ کر ہو رہی ہے۔ Prime Minister کا cabin care 45 گاڑیوں پر نکلتا ہے، Chief Minister کا cabin care 30/35 گاڑیوں پر نکلتا ہے، وزیروں کا cabin care نکلتا ہے، آگے ڈالے، پیچھے ڈالے، ہم ڈالے والے نہیں ہیں، ہمارے پاس تو حق حلال کے پیسے

ہیں، ہمیں تو شرم آتی ہے کہ اگر ہمارے ساتھ کوئی gunman بھی بیٹھ جائے کیونکہ وہ ہمارے باپ کے ساتھ بیٹھا، نہ ہمارے دادا کے ساتھ بیٹھا۔ ہماری شرافت ہی ہماری حفاظت ہے، ہماری ہمدردی ہماری حفاظت ہے، ہمارے بزرگوں کی دعائیں اور نیکیاں ہماری حفاظت ہیں۔آج ہم نے اپنی حفاظت کے لئے ڈالے منگوا لئے، اتنا غریب ملک جہاں تعلیم نہ ہو، اتنا غریب ملک جہاں صحت نہ ہو، اتنا غریب ملک جہاں بجلی نہ ہو وہاں آگے پیچھے ڈالوں پر نکلتے ہیں۔آپ کا کیا خیال ہے عوام ہمیں معاف کر دے گی، آپ کا کیا خیال ہے یہ "have nots and have" کی جو لڑائی ہو رہی ہے اس میں "have nots" ہار جائیں گے اور یہ جو چیئرمین واپڈا جیسے لوگ دفتروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جو cabin cares میں آگے پیچھے جا رہے ہیں یہ بچ جائیں گے، یہ نہیں بچیں گے۔ یہ cabin cares، یہ ڈالے، یہ سکیورٹی گارڈز ہمیں نہیں بچا سکتے۔ ہمیں اگر کچھ بچا سکتا ہے تو وہ اللہ کا خوف ہے۔ اللہ کا خوف کریں، خدارا! اس جاہ و جلال کو ختم کرنے کا اعلان کریں۔ اللہ کا نام مانیں، حکومت کے پیسے کو ضائع مت کریں۔ اگر Education Department فراہم نہیں کر سکتا، بیٹھیں 6 دن بیٹھ جائیں اور education اس وقت تک نہ اٹھیں جب تک یہ فیصلہ نہ کر لیں کہ یہ اربوں روپیہ جو education کو دیا جا رہا ہے یہ ان کی pockets کے لئے دیا جا رہا ہے یا education پھیلانے کے لئے دیا جا رہا ہے اور اگر آپ یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم ان کی pockets کے لئے نہیں دینا چاہتے تو پھر خدا کے لئے اس Education Department کو ایک سال کے لئے بند کر دیں اور یہ پیسا ان بچوں کو جا کر دے دیں تاکہ وہ بچے پرائیویٹ سکولوں میں یا ملک سے باہر جا کر تعلیم حاصل کر سکیں کیونکہ بجٹ میں Education Department کا اتنا پیسا ہے ان کے جو privileges پر خرچ ہو رہا ہے۔ ہمیں بیٹھ کر سوچنا پڑے گا کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں، ہمارے پاس ٹائم نہیں ہے لہذا میرٹ پر فیصلے ہونے چاہئیں، governance ہونی چاہئے، ہمارے ایم پی اے / ایم این اے صاحبان بشمول میں، ہمیں اپنا جاہ و جلال ختم کرنا چاہئے، authoritative سیاست کو بند کرنا چاہئے، اجتماعی کاموں پر زور دینا چاہئے اور آج یہ موقع ہے، یہ موقع ہاتھ سے نکل گیا تو پھر ہمیں خون کے آنسو رونا پڑیں گے اور یہ قائداعظم کا ملک آپ سے یہ تقاضا کرے گا کہ آپ لوگوں نے 60 سالوں میں اس ملک کا کیا حلیہ بنایا۔

جناب والا! میں آخر میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میں اپنی 28 سالہ سیاسی زندگی میں اب بڑی openly سرائیکی صوبے کی بات سننے لگ گیا ہوں۔ میں جو بات آپ کو بتا رہا ہوں اس کو غور سے سنیں۔ سرائیکی صوبے کی بات جو عام ہونے لگ گئی ہے یہ mild antibiotic ہے، اگر سرائیکی

صوبہ بن جائے شاید governance بہتر ہو جائے۔ اگر اس بات پر open discussion نہ کی گئی اور میرا کوئی electoral motive نہیں ہے، مجھے اس وقت کوئی عہدہ impress نہیں کرتا کہ شاید میں یہ باتیں کسی عہدے کے لئے کر رہا ہوں۔ میں ایک پاکستانی ہونے کے ناتے آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ اگر اس debate کو openly نہ کیا گیا تو اس debate سے بھی مجھے insurgency کی بُو آ رہی ہے۔ مجھے وہ بُو آ رہی ہے جو آج سے بیس سال پہلے بلوچستان سے آیا کرتی تھی، مجھے وہ بُو آ رہی ہے جو آج سے دس سال پہلے صوبہ سرحد سے آتی تھی تو آپ کے پاس real issues کے لئے یہی ٹائم ہے۔ This is the time to get hold of the bull bites horns. یہ ایک bull ہے If he does not get hold of its bites horns, we have had it. ہم لوگ نہیں سنبھال سکیں گے، یہ حالات بگڑتے چلے جائیں گے اور اس نہج پر پہنچ جائیں گے کہ پھر ہم ہوں گے، نہ آپ ہوں گے اور پھر خلقت خدا راج کرے گی لہذا ہم سب خلقِ خدا کے نمائندے ہیں۔ ہمیں خلق خدا کے نمائندے کی حیثیت سے کام کرنا چاہئے، ہمیں میرٹ پر فیصلے کرنے چاہئیں اور ہمیں political scoring point سے باہر نکلنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک اور بات کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا کہ ہمیں اپنے آپ میں maturity لانا پڑے گی، ہمیں ایک دوسرے کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا کرنا پڑے گا۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اسمبلی معرضِ وجود میں آئے، مخدوم احمد محمود فنکشنل لیگ سے elect ہو کر آئے، اپنی مرضی سے شہباز شریف کو purpose کرے، شہباز شریف صاحب کی حکومت قائم ہو، اللہ تعالیٰ اسے وزیر اعلیٰ کا عہدہ دے اور جیسے ہی عہدہ ملے تو آپ کی پارٹی کے اندر ہی جلن ہو۔ مخدوم احمد محمود جن کو ہرا کر آیا ہے اور جن کی ضمانتیں ضبط کروا کر آیا ہے اس کو (ن) لیگ اٹھا کر عہدے دے دے، یہ کیسی سیاست ہے؟ جب یہ سیاست رحیم یار خان والے دیکھتے ہیں یا ہماری طرف کے لوگ دیکھتے ہیں تو اس سے نیک نامی نہیں ہوتی۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں عزت دار اور باوقار آدمی ہوں۔

رانا محمد ارشد: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ بجٹ پر بات کر رہے ہیں؟۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ آپ ان کو بات کرنے دیں۔ یہ دیکھنا Chair کا کام ہے۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں اسی mentality کے خلاف تقریر کر رہا ہوں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ ہمیں برداشت کرنا سیکھیں۔ ہم مظلوم علاقے کے مظلوم لوگ ہیں۔ آپ ہماری بات سن لیا کریں اور اگر میری کوئی بات ناگوار گزری ہے تو میں پیشگی معافی مانگتا ہوں لیکن میری بات ضرور سنیں۔

میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں، میں اس ہاؤس کو گواہ بنا کر یہ کہتا ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کا یہ فیصلہ کہ میرے مخالفین کو شامل کیا گیا ہے اگر وہ مسلم لیگ کے فائدے میں ہوتا، یہ مسلم لیگ کا قد بڑھاتا، یہ فیصلہ مسلم لیگ کا image بڑھاتا تو میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں کبھی یہ شکایت بھی نہ کرتا لیکن اپنے فیصلے پر نظر ثانی تو کریں۔ آپ کا یہ کام نہیں ہونا چاہئے کہ باعزت اور باوقار لوگوں کا دل دکھائیں۔ آپ باعزت اور باوقار لوگوں کی دھرتی کو محروم رکھیں اور جو اپنی سیاسی حکمت عملی کی وجہ سے اس محرومی کا شکار ہو جائیں ان کو آپ لوگ سونے کا تاج پہنائیں تو میں اس رویے کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔

جناب والا! میں اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر آخری دفعہ یہ گزارش کرتا ہوں اور پھر میرے منہ سے یہ شکایت نہیں نکلے گی کہ خدارا! ہماری طرف توجہ دی جائے۔ ہماری تعلیم کی طرف توجہ دی جائے، ہمارے صحت کے شعبے کی طرف توجہ دی جائے، سڑکوں کی طرف توجہ دی جائے، کالجوں کی طرف توجہ دی جائے، میڈیکل کالجوں کی طرف توجہ دی جائے، ٹیکنیکل اداروں کی طرف توجہ دی جائے اور خدا کے لئے اس pali petty politics پر توجہ دینا بند کی جائے۔ بہت بہت مہربانی شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح آپ سب معزز ممبران کو پتا ہے کہ آج بجٹ پر بحث ہونی تھی اور وقت ساڑھے بارہ بجے تک کا تھا جس کو بڑھا کر ڈیڑھ بجے تک کیا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! مخدوم احمد محمود صاحب غالباً باہر چلے گئے ہیں۔ مجھے کافی حیرت اور پریشانی ہو رہی تھی کہ انہوں نے اتنی angry speech کی لیکن ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے آخر میں اس کی وجہ بھی بیان کر دی۔ پرسوں پارلیمانی پارٹی کا اجلاس تھا تو مخدوم صاحب وہاں پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں شریک تھے بلکہ سٹیج پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کے ساتھ تشریف فرما تھے تو انہوں نے اس وقت کوئی بات نہیں کی۔ اگر یہ اس وقت بات کرتے تو ان چیزوں کا ازالہ ہو سکتا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ ان کے دل میں یہ بات ہو گی۔ اس کے بعد کل پھر ایک واقعہ ہوا کہ چیئر مین P.A.C کا انتخاب تھا، اس میں بھی ان کو تھوڑی سی ناراضگی ہوئی۔ بہر حال انہوں نے اتنی angry speech کی ہے تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ بعد میں انہوں نے اس کی جو

وجوہات بیان کی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کے ازالے کے لئے ہم کوشش کریں گے کہ آپ کا دل نہ دکھائیں بلکہ آپ کا دل ٹھنڈا کریں گے۔ آپ ہمارے بھائی ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں۔

مخدوم سید احمد محمود: جناب سپیکر! میں رانا صاحب کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ میں اس ہاؤس کو ایک دفعہ پھر گواہ بنا کر اور اس اللہ کو جس نے مجھے پیدا کیا ہے اس کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا کوئی interior motive نہیں ہے۔ شہباز شریف صاحب میری عزت کرتے ہیں ان کی مہربانی ہے ہماری بہت پرانی دوستی ہے اور جب وہ exile میں بھی تھے تو میری ان سے ملاقات ہوتی رہتی تھی شاید یہی وجہ ہے کہ وہ میری قدر کرتے ہیں۔ میں نے کبھی مصلحت سے کام نہیں لیا۔ جب (ق) لیگ کی حکومت جوبن پر تھی، پرویز مشرف صاحب جوبن پر تھے اور چودھری پرویز الٰہی صاحب سب سے مضبوط ترین وزیر اعلیٰ تھے میں نے تب بھی مصلحت سے کام نہیں لیا۔ یہ کہنا نہیں چاہئے لیکن میں سمجھانے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے باپ دادا سے ایک چھوٹی سی بادشاہی ہمیں دی ہوئی ہے۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیں بتایا ہے کہ governance کیا ہوتی ہے۔ میرے والد مجھے بتا کر گئے ہیں جہاں چودھری ظہیر الدین صاحب بیٹھے ہیں وہاں بیٹھا کرتے تھے۔ انہوں نے بچپن میں میری تربیت کی تو کہا کہ governance یہ ہوتی ہے۔ میرے دادا نے میری تربیت کی انہوں نے کہا کہ governance یہ ہوتی ہے۔ میری دادی علی گڑھ کی پڑھی ہوئی تھیں۔ میں بچپن میں محترمہ فاطمہ جناح صاحبہ، لیڈی ہارون، لیڈی ہدایت اللہ اور لیڈی لیاقت علی خان کی گودوں میں کھیلا ہوں۔ مجھے یہ چیزیں impress نہیں کرتیں۔ میں نے تو جو بات کی ہے وہ میں نے ایک ممبر کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا ہے کیونکہ کل کو کم از کم تاریخ مجھے اس لئے معاف کر دے گی کہ میں نے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر اپنا فرض ادا کر دیا آگے حکومت آپ کی ہے، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ آپ کا ہے، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ آپ کا ہے اور پارٹی آپ کی ہے آپ ٹھیک کریں یا نہ کریں۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور میں یہ باتیں قائد ایوان سے بھی کرتا رہتا ہوں اور وہ ان باتوں پر مجھ سے اتفاق کرتے ہیں لیکن حالات ایسے ہیں کہ کچھ ہو نہیں پا رہا۔ لہذا رانا صاحب! میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ مجھے آپ سے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ مجھے کسی عہدے کا کوئی لالچ نہیں ہے۔ آپ شہباز شریف صاحب سے پوچھ لیں۔ انہوں نے مجھے اصرار کیا اور زور دیا کہ وزیر بنوں لیکن میں نے کہا کہ نہیں اب نہیں بنوں گا۔ مجھے کوئی وزیر نہیں بنا سکتا۔ میں floor of the House openly کہہ رہا ہوں اس لئے کہ میں committed اور وفادار پاکستانی ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزارت میرے

لئے اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنا کہ وزارت کا رزلٹ اہمیت رکھتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں وزیر بن بھی جاؤں اور کچھ کر بھی نہ سکوں تو پھر مجھے ایسی وزارت نہیں چاہئے۔ لہذا مجھے کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ میں اس ہاؤس سے ایک دفعہ پھر request کرتا ہوں کہ میری باتوں کو سیاسی طور پر نہ لیا جائے۔ یہ باتیں ایک پاکستانی نے پاکستان کی وفا کی خاطر کی ہیں۔ خدارا! ان پر سنجیدگی سے توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! میں نے جو باتیں کی ہیں departments کو بلا کر ان سے پوچھ لیا جائے کہ 50 فیصد enrolment ہے یا نہیں ہے، اگر 50 فیصد ہے تو پھر اس بجٹ کا فائدہ کیا ہے۔

Why this budget is comes after sixty years if we are to point out fifty percent of students are unable to enroll with sense in education department.

میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ 60 سال کے بعد یہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کیا کر رہا ہے؟ میری یہ گزارشات تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں جیسے پہلے بات کر رہا تھا کہ ہم نے ساڑھے بارہ سے ڈیڑھ بجے تک وقت کو بڑھایا ہے۔ آج بجٹ پر بحث کرنے والے اراکین کی لمبی فہرست ہمارے پاس پڑی ہے۔ صبح جو کچھ بھی ہوا لیکن بجٹ پر وہ لوگ بات نہیں کر سکے۔ اگر ہاؤس مناسب سمجھتا ہے اور اس وقت یہاں پر قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں کیا ہم اس ہاؤس کو جمعہ کی نماز کے بعد بھی continue کر لیں یا کل پر لے جائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بجٹ پر بحث اپوزیشن کا حق فائق ہوتا ہے۔ اگر قائد حزب اختلاف اس بات کو مناسب خیال کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آج مقدس جمعۃ المبارک کا دن ہے اور لوگوں نے جمعہ کی نماز کے لئے جانا ہے۔ اس کے لئے ایک اہتمام ہوتا ہے اور نمازی دعا اور عبادت کی حالت میں ہوتے ہیں، کل سے جو دن ہفتہ، سوموار اور منگل ہیں۔ ان میں آپ extension کا mood بنا لیجئے گا تو سب لوگ ان دنوں میں تقریر کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔کل بھی سالانہ بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی۔ عام بحث کے لئے 23۔جون2009تک کے دن مختص کئے گئے ہیں اور جن اراکین کے نام آج تھے ان کو کل اسی طرح take up کیا جائے گا۔بہت شکریہ

اب اجلاس بروز ہفتہ مورخہ 20۔جون2009کو 10:00 بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

201

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 20۔ جون 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث جاری رہے گی

203

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرہواں اجلاس

ہفتہ ،20۔ جون 2009

(یوم السبت،26۔ جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت
جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری خالد محمود نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوْرَةُ الرَّحمٰن أيات 17 تا 18

"جو رب ہے دونوں مشرقوں کا اور رب ہے دونوں مغربوں کاo سو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے تم (اے جن وانس)؟o"

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
تیری راہ میں اکھیاں بچھاتے بچھاتے
تیری حسرتوں میں تیری چاہتوں میں
بڑے دِن ہوئے گھر سجاتے سجاتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
میرا ہے یہ ایمان، میرا یہ یقیں ہے
میرے مصطفی سا نہ کوئی حسیں ہے
رُخ ان کا دیکھا ہے جب سے قمر نے
نکلتا ہے منہ کو چُھپاتے چُھپاتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے
یہ مانا کہ اِک دن آنی قضا ہے
مگر دوستوں تم سے یہی التجا ہے
کہ شہر مدینہ کی ہر اِک گلی سے
جنازہ لے جانا گھماتے گھماتے
میرے آقا آؤ کہ مدت ہوئی ہے

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کے اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 21، چوہدری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، چودھری محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر اور انجینئر شہزاد الٰہی کی طرف سے ہے۔

ادارہ محتسب پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 08-2007 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 2009۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ:

The Punjab Office of the Ombudsman Act, 1997

میں provided ہے کہ:

"28.Annual and other reports.

(1) within three months of the conclusion of the calendar year to which the report pertains, the Ombudsman shall submit an Annual Report to the Governor.

(2) Simultaneously, such reports shall be released by the Ombudsman for publication and copies thereof shall be provided to the public at reasonable cost.

(3) The Ombudsman may also, from time to time, make public any of this studies, research, conclusions, recommendations, ideas or suggestions in respect of any matters being dealt with by the office.

(4) The report and other documents mentioned in this section shall be placed before the Provincial Assembly as early as possible."

اسی طرح قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (a) 70 کا متن یوں ہے کہ:

"70(a) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, the law or the rules made under any law.''

مذکورہ ایکٹ اور پنجاب اسمبلی کی مذکورہ provisions اور تقاضوں کے باوجود صوبائی محتسب پنجاب کے ادارے کی سالانہ رپورٹیں برائے سال 2007 اور 2008 ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئیں۔ Ombudsman Act کے Preamble کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ رپورٹ ہذا کتنی اہمیت کی حامل ہے اور مفاد عامہ کے معاملات سے اس کا گہرا تعلق ہے۔ متن یوں ہے:۔

PREAMBLE: WHEREAS it is expedient to provide for the appointment of the Provincial Ombudsman for protection of the rights of the people, ensuring adherence to the rule of law, diagnosing, redressing and rectifying any injustice done to a person through maladministration and suppressing corrupt practices. It is hereby enacted as follows.

اہمیت عامہ کے معاملات سے متعلق ذکر کردہ رپورٹوں کو اسمبلی میں پیش نہ کرنے سے اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی اور پارلیمانی حقوق سے محروم کیا گیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان) جناب سپیکر! محترم وزیر اعلیٰ پنجاب نے صوبائی محتسب کی سالانہ رپورٹ 2007 صوبائی کابینہ میں پیش کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ کاپی لف ہے جسے صوبائی کابینہ کی منظوری کے فوراً بعد معزز ایوان میں پیش کر دیا جائے گا جبکہ صوبائی محتسب کی سالانہ رپورٹ 2008 مذکورہ ایکٹ میں دیئے گئے شیڈول کے مطابق مرتب کرنے کے بعد گورنر پنجاب کو پیش کی جا چکی ہے۔ مذکورہ رپورٹ معزز ایوان کو پیش کرنے کے لئے طباعت کے آخری مراحل میں ہے اور جلد از جلد معزز ایوان میں پیش کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ یہ جو ہم بار بار اپوزیشن کی طرف سے توجہ رپورٹ کو lay کرنے کی دلوا رہے ہیں وہ آپ دیکھیں گے کہ ایک سیریز سی چلی آ رہی ہے۔ ہیلتھ کی رپورٹ بھی بہت تاخیر سے دی گئی، پچھلے سال کی تو ابھی تک lay ہی نہیں ہوئی۔ جس وقت lay ہو رہی ہے تو اس کے بعد کمیٹیاں فعال نہیں ہیں اس وجہ سے یہ ساری تاخیر ہو رہی ہے۔ اب انہوں نے کہا ہے کہ جلد از جلد، تو جلد از جلد کے کیا معنی ہیں؟ یہ ہم سے commit کریں کہ فلاں دن، اتنے ٹائم پیریڈ میں، اول تو یہ چار ماہ کے بعد جو یہ اجلاس آیا ہے اسی وجہ سے یہ سارا کچھ pile up ہوتا ہے اور frustration بڑھتی چلی آتی ہے۔ نہ ہی یہ رپورٹیں lay ہوتی ہیں، نہ ممبران کی بات کی کوئی شنید ہوتی ہے جس کی وجہ سے اجلاس کے پہلے اور دوسرے دن اتنی گڑبڑ ہوتی ہے۔ اسمبلی کو regularly بلانے کی request میں اپوزیشن کے بنچ سے کروں گی کیونکہ یہ جو اسمبلی کا بلانا، یہ reports lay کرنا، ان سارے مسائل کو اس ایوان میں لا کر discuss کرنا یہ ایک عوامی حکومت یا ایک پولیٹیکل حکومت کا حق ہے اور اس حق سے اگر آپ اس کو دور رکھتے ہیں تو یہ inefficiency of government ہے اور یہ کسی طرح سے بھی برداشت نہیں کی جا سکتی۔ آج آپ دیکھیں کہ کتنا کام pile up ہے۔ محتسب کا جو اتنا بڑا ادارہ ہے جس میں بڑے لوگوں کا احتساب ہوتا ہے۔ صرف چھوٹے چوروں کی بات نہیں ہوتی، اس میں ہر قسم کی وہ بات ہوتی ہے جس میں بڑے لوگ اور جو بالکل احتساب سے باہر ہوتے ہیں، اتنے بڑے ادارے کی رپورٹ کو بھی اس طرح delay کر دینا صرف اس لئے کہ یہ اسمبلی نہیں بلائی جا رہی، یہ وہ نقص

ہے جو ہمیں نکالنا ہے،Ombudsmanکی اس رپورٹ کا سہارا لیتے وقت میں آج بڑا disappointہوئی ہوں کہ لاء منسٹر نے بڑی روانی سے اٹھ کر ایک بات پڑھ دی ہے کہ جلد از جلد، کیا معنی ہیں جلد از جلد کے ؟ان کا اپنا اتنا عہدہ ہے کہ انہیں کہنا چاہئے کہ فلاں ٹائم پر یہ ہو جائے گا۔ کمیٹیوں کیmeetingsبلائیں، یہ اگر اس کوadmitکر بھی لیتے ہیں تو استحقاق کمیٹی کون سی ہے جو کام کر رہی ہے بلکہ کوئی بھی کمیٹی کام نہیں کر رہی۔ یہfool governanceہے، اس میں تو ہم یہاں تک دعویٰ کر سکتے ہیں کہHouse is out of order، جس ہاؤس کی کمیٹیاں ہی نہ چلی ہوں وہ ہاؤس یہ سارا بجٹ اور یہdiscussionکہاں سے لے کر آ رہا ہے اور پھر کل کو ہم یہی کہتے ہیں کہ بیوروکریٹ جو ہے وہsupremacyرکھتا ہےall of the politicians،اس کی وجہ ہی یہی ہے، یہ ساری بات ہوتی ہی اس لئے ہے کہWe are out of order، میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے درخواست کروں گی کہ خدارا! اس اسمبلی کے تقدس کو اتنا اوپر کیجئے کہ اس قسم کی ہر شے کی رپورٹ موجود نہیں ہے۔ مجھے اس وقت لاء منسٹر سے جلد از جلد نہیں سننا۔ انہیں کہیے کہ وہtime barکریں کہ کس وقت یہ رپورٹlayہو گی اورdiscussہو گی؟ پھر کیا یہ اسمبلی اس رفتار سے اپناcalendar yearپورا کر سکے گی کہ جب آپ کی چار چار ماہ اسمبلی ہی نہیں بلائی جاتی؟ یہ کام اسی لئےpile upہوا ہے یہ وقت یہ سارا احتساب کا عمل، یہ سارے حساب کتاب اسی لئے نہیں ہوتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جی، یہ میری شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں،frustrationہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کاpointآ گیا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترمہ سے معذرت کے ساتھ، میری بہن ہیں کہ وہ اپنے متعلق تو کہہ سکتی ہیں کہShe is out of orderہمارے متعلق نہیں کہہ سکتیں کیونکہ بفضل تعالیٰ We are in order.

DR. SAMIA AMJAD: Point of order. What do you mean by out of order?

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے کہا ہے کہ We are out of order یہ اپنے متعلق کہہ سکتی ہیں کہ She is out of order ہمارے متعلق تو نہیں کہہ سکتیں۔We are in order

ڈاکٹر سامیہ امجد: یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

MR. ACTING SPEAKER: Let me decide that.

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں اس پر تحریک استحقاق دوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ کا right ہے، وہ آپ لے کر آئیں۔ راناصاحب! Kindly personal comments نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انہوں نے جب شارٹ سٹیٹمنٹ دی تو انہوں نے یہ فرمایا کہ We are out of order

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں نے یہ بالکل نہیں کہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): آپ کا ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔ انہوں نے اپنی short statement دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ We are out of order

ڈاکٹر سامیہ امجد: آپ ریکارڈ چیک کروالیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے۔ آپ کے یہ الفاظ ہیں کہ We are out of order تو میں نے کہا کہ آپ اپنے متعلق یہ بات کر سکتی ہیں لیکن ہمارے متعلق یہ بات کہنا آپ کو زیب نہیں دیتا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Let him complete پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو جو قانون کا تقاضا ہے میں نے اسی کے مطابق بات کرنی ہے اور اسی کے مطابق بات ہونی چاہئے یہ مجھے otherwise force نہیں کر سکتیں۔ آپ ان کی تحریک استحقاق پڑھ لیں اس میں نمبر 4 پر ہے کہ:

The report and other documents mentioned in this section shall be placed before the Provincial Assembly as early as possible. As early as possible

کا مطلب جلد از جلد ہی ہوتا ہے اور میں نے وہی عرض کیا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز، ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں انتہائی عاجزی انتہائی انکساری سے استدعا کرتی ہوں کہ ہم آپس میں بہن بھائیوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عہدہ دیا ہے، یہ موقع دیا ہے ہم بھی ان عام لوگوں میں سے ہیں جن سے منتخب ہو کر اس اتنے معزز ایوان میں آئے ہیں۔ آپ میری بات in reference ریکارڈ سے check کر لیں، میں اس لئے ہاؤس کو out of order کہہ رہی ہوں کہ جس ہاؤس کی meetings نہ ہوتی ہوں، استحقاق کمیٹی پوری نہ ہو، ڈیڑھ سال کے بعد بھی کابینہ مکمل نہ ہو، میں نے کسی کو personally نہیں کہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، ایک منٹ۔ پہلے میری بات سن لیں پھر دوبارہ آپ کو موقع دیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جہاں تحریک استحقاق آتی ہے اس پر ایک شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہے۔ آپ جو بات کر رہی ہیں وہ اس تحریک استحقاق میں نہیں کر سکتیں۔ آپ وہ بات بعد میں پوائنٹ آف آرڈر پر کر لیتیں۔ جہاں پر آپ بات کرتی ہیں کہ اتنا اعلیٰ ہاؤس، اتنی اعلیٰ روایات I am not with anyone لیکن جن کا تعلق حکومتی بنچوں سے ہے ان سے بھی یہی کہوں گا کہ personal comments سے جتنا avoid کر سکیں وہ اتنی اچھی بات ہے۔ اسی طرح آپ سے بھی درخواست ہے کہ جو پوائنٹ ہے آپ اس پر رہیں۔ باقی point بعد میں raise کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ کافی پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ اگر میں ان سے یہ کہوں کہ آپ کو out of order کے meaning کا پتا نہیں۔ انہوں نے اب وضاحت کی ہے کہ میں نے اس ہاؤس کے متعلق کہا ہے کہ فلاں چیز مکمل نہیں ہے، فلاں مکمل نہیں ہے اس لئے

یہ out of order ہے۔کیا ان کو out of order کے meaning کا پتا ہے؟ جب آپ کسی چیز کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ out of order ہے تو اس کے کیا meaning ہوتے ہیں، How can she say کہ ہاؤس out of order ہے؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! as a medical specialist میں بھی رانا صاحب سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ authorize ہیں کہ یہ کسی انسان کے بارے میں کہیں کہ She is out of order کیا یہ ڈاکٹر ہیں؟ خدارا! جس ضمن میں بات ہوتی ہے اسی میں لے کر جائیں تاکہ اس ایوان کا ماحول اچھا رہے اور کارروائی آگے چلے۔ میرا یہ حق ہے کہ میں وزیر قانون کو چاہے وہ کوئی بھی ہو ان کو assist کروں کہ یہ کام اس اسمبلی کے ٹائم میں کیا جائے لیکن جلد از جلد نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا right ہے لیکن اس تحریک پر جو ان کا جواب آیا ہے اس بنیاد پر اور on the assurance of the law minister میں اس تحریک استحقاق کو dispose of کر رہا ہوں۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محترمہ ڈاکٹر صاحبہ کا یہ فرمان کہ out of order

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز، پلیز تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! محترمہ کو out of order کی بجائے کہنا چاہئے تھا کہ proper order میں نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ تحریک استحقاق نمبر 22 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر 21 کا کیا کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بات ہو گئی ہے اور اسے dispose of کر دیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جب تک اس کا جواب نہیں آتا اس کو refer ہی کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اب میں رولنگ دے چکا ہوں۔ شکریہ۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 22 ہے۔ She is not present

(محترمہ آمنہ جہانگیر نے اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے کہا کہ وہ آ رہی ہیں
اس لئے اسے pending کر دیا جائے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ pending کی جاتی ہے۔ان کے بعد نوید انجم صاحب کی تحریک استحقاق ہے ان کی طرف سے بھی request آئی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ خاور حیات کی طرف سے نہ کوئی request آئی ہے اور نہ ہی انہوں نے آپ کو کوئی written representation بھیجی ہے۔جس ممبر کی تحریک استحقاق ہو اسے تو وقت پر آنا چاہئے۔

MR. ACTING SPEAKER: She requested on her behalf.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یا تو پھر آپ اپنی طرف سے request کر کے اسے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔میں بالکل ایسا نہیں کر رہا بلکہ It is from that side.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ان کو تو پتا ہی نہیں کہ انہوں نے کیا request کرنی ہے؟

محترمہ آمنہ جہانگیر: جناب سپیکر! ان کی تحریک استحقاق pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، میں اسے pending کر چکا ہوں۔شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ in the heat of the discussion مجھ سے slip ہوا ہے۔لہذا اب میری استدعا ہے کہ پچھلی تحریک استحقاق کو refer کریں اور اسے اس طرح dispose of مت کریں۔2007 کی رپورٹ نہیں آئی۔میری غلطی ہے کہ میں بے دھیانی میں استدعا نہیں کر سکی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں پہلے والی تحریک استحقاق کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے کل حکومتی بنچوں کی طرف سے assurances آتی رہیں کہ ہم lay down کر دیں گے یا lay ہو چکی ہیں اور ابھی بھی لاء منسٹر صاحب کی طرف سے assurance آئی ہے کہ وہ رپورٹ lay down ہو جائے

گی اور اگر آپ نے اپنی تحریک استحقاق میں specific time مانگا ہوتا تو پھر اور بات تھی۔ آپ نے تو خود اس میں یہ لکھا ہے کہ as early as possible پھر اس میں legal بات یہ ہے کہ Ombudsman کے پاس تو یہ رپورٹ lay down ہونے کے لئے specified time ہے لیکن صوبائی اسمبلی کے سامنے یہ رپورٹ پیش کرنے کے لئے No time has been specified لہذا بنیادی طور پر اس قانون میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے اس لئے Let it go اور یہ رپورٹ اسمبلی میں lay down کرنے کے لئے لاء منسٹر صاحب کی طرف سے assurance آچکی ہے۔

DR SAMIA AMJAD: I respect the assurance of Rana Sanaullah Sahib and I would also request.

کہ یہ ترمیم پیش کرنے کے لئے کچھ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل یا آپ پرائیویٹ ممبرز کے طور پر کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: یا پھر اپوزیشن کی طرف سے یہ ترمیم لے آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چونکہ واقعی اس میں ایک lacuna ہے اور اسمبلی کے سامنے رپورٹ پیش کرنے کے لئے کوئی specific time نہیں ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر صاحب کے ساتھ مل کر یہ ترمیم لے آتے ہیں ورنہ ہم پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ ترمیم لے آتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ تحریک استحقاق نمبر 25 میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا صاحب!

حکومت پنجاب اور پرائیویٹ کمپنی کا فیصل آباد تا لاہور سڑک کی تعمیر کے معاہدہ کو خفیہ رکھنا اور اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے ایک پرائیویٹ ٹھیکیدار کمپنی کے ساتھ غالباً 2003 میں معاہدہ کیا، جو B.O.T کی بنیاد پر فیصل آباد سے لاہور سڑک کی تعمیر کے متعلق ہے۔ اس معاہدہ میں ایک شق شامل ہے جس کے مطابق پنجاب گورنمنٹ اس معاہدہ کے متعلق قانون سازی نہیں کر سکتی۔ میری دانست میں یہ شق مجوزہ قوانین کی خلاف ورزی ہے اور صوبہ کے تمام منتخب نمائندگان کے استحقاق کو

مجروح کیا گیا ہے جس کی بنا پر پنجاب اسمبلی کے ہاؤس کے ممبران کے ہاتھ باندھ کر تضحیک کی گئی ہے اور جس مقصد کے لئے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی، اس مقصد کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! اس پر کوئی short statemnet دینا چاہیں گے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کہانی یوں بنتی ہے کہ میں نے کچھ عرصہ پہلے تحریک استحقاق پیش کی جس کے اندر میں نے یہ کہا کہ ایک agreement ہے جو پچھلی پنجاب حکومت اور ایک ٹھیکیدار کمپنی کے ساتھ ہے۔ اس میں ایک کلاز ہے جس کے تحت اس agreement کو خفیہ رکھا گیا ہے اور وہ کلاز یہ کہتی ہے کہ:

> “The agreement and all matters pertaining hereto shall be considered a confidential matter and shall not be disclosed to any third party without prior mutual agreement.(Save as required by law or appropriate regularity authorities to a perspective lenders or investors or professional advisors of the parties hereto.)’’

میں نے اس پر تحریک استحقاق پیش کی لیکن وہ تحریک استحقاق ابھی تک pending چلی آ رہی ہے۔ گورنمنٹ آف دی پنجاب کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ مجھے اس کا یہ جواب دیتا ہے اور بات یہیں پر ختم نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کی اور نہ ہی مجھے منع کیا کہ یہ غلط ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ add کر دیا کہ میجر صاحب آپ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ اس جواب میں دوسرا پیرا یہ ہے کہ:

> I am further directed to inform that changing the terms of agreement is also not possible under clause 5.2.1 which reads as under:

جناب والا! I repeat it again. مجھے کمیونیکیشن اینڈ ورکس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو لیٹر موصول ہوا ہے اس کے پیرا (2) میں لکھا گیا ہے کہ:۔

2. I am further directed to inform that changing the terms of agreement is also not possible under Clause 5.2.1 which read as under:

"Subject to terms of this agreement, the G.O.Pb undertakes that during the tenure of this agreement it will not taken any action, administrative or legislative in nature that may have the consequence of suspending, terminating or changing the terms of this agreement to the detriment of the R.B.O.C."

جناب والا! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ٹھیک ہے معاہدے ہوتے ہیں، یہ ایک کاروباری معاہدہ تھا، ایک سڑک کی تعمیر کرنے کا معاہدہ تھا۔ دو پارٹیاں اگر آپس میں معاہدہ کریں تو پابند ہو سکتی ہیں لیکن اسمبلی کو کس طرح روکا جا سکتا ہے، اسمبلی کو قانون سازی سے کس طرح روکا جا سکتا ہے؟ انہوں نے legislation کو درمیان میں include کر کے پابند کر دیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر کوئی بھی غلط بات ہو اور اس کے اندر یہ agreement کر لیا جائے کہ یہ غلطی اسمبلی کے اندر challenge نہیں ہو گی تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنے کا کوئی مقصد نہیں رہتا۔ لہذا میری بھرپور گزارش ہے،

Not only on my behalf, on behalf of all the elected Members of the Punjab Assembly and all the members to come in future.

تاکہ ان کا استحقاق بھی محفوظ ہو۔ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر جلد از جلد باقاعدہ فیصلہ آنا چاہئے تاکہ اس بیماری، وبا کو ختم کیا جا سکے۔ بہت مہربانی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ویسے تو یہ ہے کہ Any agreement against the law is void. کوئی agreement کسی قانونی پوزیشن کو تبدیل نہیں کر سکتا لیکن جو بات میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب نے کی ہے وہ درست ہے۔ یہ شق اس agreement

میں موجود ہے، میں نے خود بھی اسے دیکھا ہے۔مناسب ہوگا کہ استحقاق کمیٹی اس سارے معاملے کو thrash out کر لے۔اگر اس میں حکومت یا متعلقہ محکمہ کے لئے کوئی directionبنتی ہو تو وہ دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، میں اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔یہ پہلے بھی بڑی دفعہ point raise ہوا ہے۔وہ کون سی ایسی کمپنی ہے جو کہ گورنمنٹ سے بھی اوپر ہے؟وزیر قانون صاحب! جب سے اسمبلی آئی ہے اور ہم نے کام شروع کیا ہے یہ point بار بار raise ہو رہا ہے لیکن ابھی تک اس کا کوئی حل نہیں نکل سکا۔میرا خیال ہے کہ استحقاق کمیٹی کو کہا جائے کہ فوری طور پر اس مسئلے کو solve کر کے ہاؤس کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے۔اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر24،جناب محمد نوید انجم صاحب کی طرف سے ہے۔ان کی طرف سے اس کو pending کرنے کی request آ گئی ہے تو یہ pending کی جاتی ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو:جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ International Economic Law کے تحت choice of law and choice of foreign parties کا right ہے۔جب international agreements ہوتے ہیں تو اس میں یہ لکھا جاتا ہے کہ اگر کوئی بھی litigation ہوگی، کوئی بھی problem ہوگا تو اس پر فلاں ملک کا law apply ہوگا اور فلاں ملک کی courts اس کو decide کریں گی۔میرا خیال ہے کہ یہ ایک legal position ہے۔ویسے جو آپ نے فرمایا وہ ٹھیک ہے۔میں نے تو آپ کی assistance کے لئے عرض کیا ہے۔بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر:اب تحریک استحقاق نمبر26، سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے۔جی، شاہ صاحب!آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈی ڈی او(آر) چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب کے بے شمار غریب کسان میرے پاس آئے کہ پٹواریوں نے بلاوجہ ہمیں

تنگ کیا ہوا ہے اور ہمارا جینا دو بھر کر دیا ہے۔ لہذا ہمیں ان کے ظلم سے بچایا جائے۔ اس تکلیف دہ عوامی مسئلے کے حل کے لئے میں چند روز قبل ڈی ڈی او (آر) چنیوٹ مسٹر رضوان کے دفتر گیا اور ان سے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے انتہائی کرپٹ پٹواریوں کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے ان سے پٹوار سرکل واپس لے لئے تھے لیکن آپ نے وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہ صرف ان کرپٹ پٹواریوں کو سابقہ پٹوار سرکل دے دیئے ہیں بلکہ جو اچھی شہرت کے پٹواری کام کر رہے تھے انہیں معطل کر کے ان بدعنوان پٹواریوں کو ان پٹوار سرکلز کے اضافی چارج بھی دے دیئے ہیں۔ میری اس بات پر آفیسر موصوف سخت ناراض ہوئے اور مجھے کہنے لگے کہ ڈیپارٹمنٹ میں نے چلانا ہے آپ نے نہیں اور آپ میرے کام میں مداخلت مت کریں۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے کام میں کوئی مداخلت نہیں کر رہا لیکن مجھے عوام نے اپنے ووٹ سے منتخب کر کے بھیجا ہے اور اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو تو میرا فرض ہے کہ میں اس کا ازالہ کراؤں اور بنیادی طور پر آپ بھی عوام کے مسائل کے حل کے لئے یہاں بیٹھے ہیں لیکن آپ نے تو اختیارات سے تجاوز کرتے ہوئے نہ صرف وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے بلکہ اپنے من پسند اور بدعنوان پٹواریوں کو پٹوار سرکل دیئے ہیں اور انہیں اضافی چارج سے بھی نواز دیا ہے تو ڈی ڈی او (آر) موصوف نے فرمایا کہ یہ سب کچھ کرنے کے لئے مجھے اوپر سے حکم ملا ہے جس پر میں نے پوچھا کہ آپ کو اوپر سے کس نے حکم دیا ہے تو ڈی ڈی او (آر) موصوف مزید سیخ پا ہو گئے اور انتہائی تحکمانہ انداز میں گفتگو شروع کر دی کہ آپ کون ہوتے ہیں یہ پوچھنے والے؟ یہ میں جانوں اور میرا کام۔ ڈی ڈی او (آر) کے اس رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! کیا آپ اس بارے میں کچھ اور کہنا چاہیں گے، کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! تحریک استحقاق میں کافی وضاحت سے بات ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ رانا صاحب نے ویسے ہی اسے کمیٹی کو بھجوا دینا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی تک مجھے اس تحریک استحقاق کا محکمہ کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا بلکہ اس تحریک کی کاپی بھی میں ابھی حاصل کروں گا۔ لہذا آپ اسے pending فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ اس تحریک استحقاق کا ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی جو تحریک استحقاق pending کی تھی وہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ چونکہ وہ ابھی تک تشریف نہیں لا سکیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ ان کی ساتھی ممبر نے کہا تھا کہ وہ پہنچ رہی ہیں لیکن ابھی تک وہ ہاؤس میں تشریف نہیں لائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق کو dispose of نہ کریں، اس کو pending کر دیں۔ کیا پہلے کبھی کوئی تحریک استحقاق pending نہیں ہوئی؟ ٹریفک کی وجہ سے وہ ابھی تک نہیں پہنچ سکیں لہذا ان کی تحریک کو pending کر دیا جائے۔ تحاریک تو اگلے اجلاس تک، اگلے دن تک pending ہوتی رہتی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو بھی pending کیا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ میں نے 15 تاریخ کو ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی وہ بھی اسی قصے سے متعلق تھی جو میں ابھی کہہ چکا ہوں لیکن وہ قصہ ذرا different ہے۔ میں آپ کو یہ تحریک استحقاق پڑھ کر سنا دیتا ہوں، اس کے بعد میں اپنے comments دوں گا۔ میں نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ سوال نمبر 558 کے جواب میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! آپ اس کو کل کے لئے رکھوا لیں کیونکہ ایک دن میں ایک محرک ایک ہی تحریک پیش کر سکتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں یہ پیش نہیں کر رہا۔ میں صرف روداد بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل جب تحریک استحقاق کا وقت آئے گا تو میں آپ کو اس کے لئے وقت دوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! "کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک" آج ہی مجھے اجازت دیجئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر صاحب! rules permit نہیں کرتے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! رولز کہتے ہیں کہ میں دو تحاریک ایک وقت میں پیش نہیں کر سکتا۔ میں نے ایک وقت میں پیش نہیں کیں۔ مجھے احساس ہے اسی لئے میں نے علیحدہ علیحدہ تحاریک پیش کی ہیں لیکن شومئی قسمت کہ یہ منظور نہیں ہوئی، واپس آ گئی ہے تو میں اس کی کچھ روداد بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ میری بات بھی سن لیں۔ آپ میرے پاس چیمبر میں آئے تھے، آپ نے بات کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ اس کو بالکل ہم allow بھی کریں گے اور take up بھی کریں گے۔ اس کو next coming session میں رکھیں گے اور take up بھی کریں گے۔ اس کا آج فائدہ کوئی نہیں ہے۔ اگر آپ پیش بھی کر دیں گے تو اس کا فائدہ نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! next coming session سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: Monday کو اس پر بات ہو جائے گی۔ سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 پر بحث کا آغاز مورخہ 19۔ جون 2009 کو ہوا تھا۔ آج بھی بحث جاری رہے گی، جو اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں اور اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ باقاعدہ بحث شروع کرانے سے پہلے عرض کر دوں کہ یہ فہرست بڑی لمبی ہے۔ جس طرح میں نے کل بھی کہا تھا کہ دس منٹ کا وقت ہو گا اور دس منٹ کے بعد bell بج جائے گی اور معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ voluntarily دس منٹ کے اندر اپنی تقریر کو ختم کریں تاکہ تمام دوست جو بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کر سکیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! Thank you very much. You are always very kind and very accommodative. میں کل بھی ایک بات کرنا چاہتی تھی، میں اس ہاؤس کی ممبر ہوں۔ میں ایک بات کو clear کرنا چاہتی ہوں۔ شاید میرے ایوان کے بہت سارے معزز ساتھیوں کو بھی یہ confusion ہو۔ ہماری ایک معزز رکن جو پہلے حکومتی بنچوں پر بیٹھا کرتی تھیں۔ وہ پنجاب گورنمنٹ کی عہدیدار رہے، ان کے پاس Political Assistant کا عہدہ ہے تو وہ پچھلے کچھ دنوں سے یہاں اپوزیشن بنچوں پر آ کر بیٹھ رہی ہیں۔ میں اور یہ معزز ایوان جاننا

چاہتا ہے کہ کیا ان کو وہاں سے بھی فارغ کر دیا گیا ہے؟ کیونکہ ہم نے ان کو فارغ کر دیا ہوا ہے۔ She is no more in our party تو میں یہ جاننا چاہتی ہوں کہ ان کا current status کیا ہے؟ کہیں یہ تو نہیں ہے کہ "نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے" اگر ایسی بات ہے تو میں یہ وضاحت چاہتی ہوں۔ چونکہ یہ ہمارے ساتھ بیٹھی ہیں تو یہ اس بات کو clarify کریں کہ اگر یہ وہاں سے نکال دی گئی ہیں تو کیا انہوں نے ہماری leadership سے معذرت کی ہے؟ اگر نہیں کی تو at least ہم ان کے ساتھ یہاں نہیں بیٹھنا چاہتے تو اس سے ہماری loyalty، ہماری وفاداری پر بھی حرف آتا ہے۔ میڈیا جب ان تمام چیزوں کو دکھاتا ہے تو لوگ شاید یہی سمجھیں گے کہ یا یہ ہماری جیسی ہو گئی ہیں یا ہم ان جیسے ہو گئے ہیں تو یہ at least very shameful for me. اور میرے تمام ساتھیوں کو بھی اس پر reservation ہے تو براہ مہربانی اس کو clarify کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری محترمہ بہن نے جو بات کی ہے یہ وہی کل والی بات ہے جو کل میں بات کر رہا تھا۔ جمہوریت کے اندر بندوں کو تولا نہیں جاتا گنا جاتا ہے لیکن بد قسمتی سے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک منٹ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جب وہ بول رہی تھیں تو میں نے کسی کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ ان کی بات ہو جائے پھر میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ No cross talk please.

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں نے کل بھی یہ بات کی تھی کہ ایم پی اے بننے سے جمہوری روایات یا جمہوری طور طریقے بندے کو نہیں آ جاتے۔ میں نے Chair سے request کی تھی کہ اس ہاؤس کے اندر ہمارے بہت سارے ایسے پارلیمنٹرین ہیں جو نئے آئے ہیں انہیں جمہوری تقاضوں کا نہیں پتا، انہیں جمہوری روایات کا نہیں پتا، انہیں جمہوری ٹریننگ کی ابھی ضرورت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے بعد میں آپ کو وقت دوں گا۔ This is no way. براہ مہربانی دیکھیں! جہاں پر جمہوری روایات کی بات آتی ہے ایک ممبر پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں Let him complete اس کے بعد میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ آپ کیا کر رہی ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری بھی اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ ہماری محترمہ بہن پہلی دفعہ اس معزز ایوان کی رکن بنی ہیں۔ اگر یہ اس بات کو سمجھ لیں کہ آج جو ہماری پاکستان مسلم لیگ (ق) ہے اس کے 84 ممبران میں سے 51 ممبران نے اپنا ایک Unification Group بنا لیا ہے اور اب ہم اکثریتی پارٹی بن گئے ہیں۔ اگر آئین کی رو سے دیکھا جائے، rules کی رو سے دیکھا جائے، جمہوریت کی رو سے دیکھا جائے تو آج یہ لوگ اکثریت میں ہیں۔ آج ہماری پارٹی کے پارلیمانی لیڈر ڈاکٹر طاہر علی جاوید ہیں۔ ان پر تو defection clause لگ سکتی ہے لیکن اس کے باوجود ہم یہ غلط روایات نہیں لے کر آئیں گے کہ ہمارے معزز ممبران کو کورٹوں میں گھسیٹا جائے یا cheap حرکات کر کے ان کو ڈرایا جائے۔ گزارش یہ ہے کہ ہم اس ہاؤس کے اندر، اس ملک کے اندر جمہوری روایات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ ہم اس ایوان کے اندر ان لوگوں کا ساتھ دینا چاہتے ہیں جنہوں نے اس صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے جن لوگوں نے صوبہ پنجاب کے اندر غریب عوام کا، کاشتکار کا اور ایک صنعت کار کا ساتھ دے کر اس صوبے کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہے۔ یہ ہمارا جمہوری حق ہے ہم نے اپنے اکثریتی گروپ کے اندر یہ فیصلہ کیا اور اب چاہئے تو یہ کہ یہ جو ہماری بہنیں ہیں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم ان سیٹوں پر بیٹھیں۔ یہ لوگ خیراتی سیٹوں پر بیٹھے ہیں انہیں چاہئے کہ یہ خیراتی سیٹیں چھوڑ کر آپ کے پاس apply کریں۔۔۔(قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر (ق) لیگ کے معزز اراکین بطور احتجاج اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: نہیں، نہیں۔ I am on a point of order.

جناب قائم مقام سپیکر: آپ میری بات سنیں، انہوں نے ایک clarification مانگی ہے۔ انہوں نے ان کو یہ right دیا ہے۔ Let him talk. اس کے بعد آپ اپنی بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

اعجاز شفیع صاحب! آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ خاموشی اختیار کریں۔ اب آپ میں سے کون بات کرنا چاہتا ہے؟ لیڈر آف دی اپوزیشن سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی طرف سے کون بات کرے

گا؟جب تک آپ ایک دوسرے کی بات سننے کا حوصلہ پیدا نہیں کریں گے تو یہ ہاؤس پھر چل نہیں سکے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! میں آپ کو ٹائم دوں گا۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ ہماری خواتین کی insult کی جا رہی ہے کہ خواتین خیراتی سیٹوں پر آئی ہوئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب تک آپ ایک دوسرے کو سننے کا حوصلہ پیدا نہیں کریں گے تو یہ ہاؤس پھر چل نہیں سکے گا۔ اگر آپ ہاؤس کے اندر ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح کریں گے تو معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر بتائیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! This is not a point of order۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر insult کرنے کے لئے ہوتا ہے؟ ان کی insult کی جا رہی تھی کہ خواتین خیراتی سیٹوں پر آئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنا point بتا دیں پھر میں ان کو دوبارہ ٹائم دیتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر تقریر کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ This is not a point of order. آپ خود clarification کریں۔ آپ کھرے اور کھوٹے کو ساتھ کیوں ملا رہے ہیں؟ ان میں سے کچھ یہاں بیٹھے ہیں اور کچھ وہاں پر بیٹھے ہیں۔ اگر انہوں نے ادھر بیٹھنا ہے تو یہاں پر بیٹھیں، اُدھر بیٹھنا ہے تو اُدھر بیٹھیں۔ محترمہ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے اور انہوں نے clarification مانگی ہے کہ کچھ لوگ وہاں پر بیٹھے ہیں اور کچھ ادھر بیٹھے ہیں۔ آپ اس بات کی clarification دیں۔

They take offices and they have taken and accepted offices from the treasury. So they cannot be part of Opposition.

انہوں نے تو treasury کے offices لئے ہوئے ہیں۔

Sir! They want to run a rabbit and hounds hunt with the hounds.

یہ net کے دونوں طرف کھیلیں گے۔ ادھر سے service بھی خود کروائیں گے اور ادھر سے بھی جا کر اٹھائیں گے یعنی باؤلنگ بھی خود کروائیں گے اور bating بھی خود کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو division کر رہے ہیں یہ غلط کر رہے ہیں اور ہماری بہنوں کو، اکثریتی پارٹی کی بہنوں کو خیراتی سیٹوں والی کہہ رہے ہیں۔ ان کی زبان کو چپ کروائیں، آپ ان کا مائیک بند کروائیں۔ آپ اس کو encourage کر رہے ہیں کہ باقی لوگوں کی بھی توہین کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، میں کسی کو بھی encourage نہیں کر رہا۔ آپ کی معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر تھیں۔ (قطع کلامیاں)

اب آپ نے بات کر لی ہے kindly تشریف رکھیں۔ آپ کا point of view آ چکا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! معزز رکن نے بات کی ہے جو نئے آنے والے ہیں ان کو جمہوریت کا پتا نہیں ہوتا۔ میں اپنے معزز بھائی کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں 2001 سے سیاست کر رہی ہوں اور میں یونین کونسل سے شروع کر کے ڈسٹرکٹ کونسل اور پھر یہاں پر پہنچی ہوں۔ میرے لئے جمہوریت کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ کل یہ اخلاقیات کی دُہائیاں دے رہے تھے اور آج یہ جمہوریت کی دُہائیاں دے رہے ہیں۔ میں نے کون سی غیر جمہوری اور غیر اخلاقی بات کی ہے۔ میں نے صرف یہ point out کیا ہے بندہ سرکاری عہدیدار ہے، ایک دوسری سیاسی جماعت کی پولیٹیکل اسسٹنٹ اور یہ کوئی ایسا عہدہ نہیں ہے کہ وہ چیئر پرسن ہے۔ یہ تو ایک سرکاری عہدہ ہے۔ اس میں کیا غلط بات ہے؟ ایک بندہ سرکاری عہدہ لے رہا ہے یا تو آپ یہ عہدہ چھوڑ دیں اور as a voluntary جائیں اور جا کر لوگوں کی خدمت کریں۔ یہاں پر پیپلز پارٹی کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے ہیں مسلم لیگ (ن) کے لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، مخدوم صاحب بھی یہاں بیٹھے ہوئے تھے میں ان کو سلام پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے as a voluntary میاں محمد شہباز شریف کو support کیا ہے تو پھر یہ لوگ کیوں عہدوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ غیر جمہوری حرکتیں تو یہ خود کرتے ہیں۔ میرے اپنے معزز مسلم لیگ (ن) کے اور دوسری سیاسی پارٹی کے جو سیاسی قائدین ہیں ان کو سبق سیکھنا چاہئے۔ اگر مسلم لیگ (ق) نے ایک غلطی کی ہے اور آپ ہر وقت کہتے رہتے ہیں کہ ہم مشرف کی غلطیاں دہرا رہے ہیں اور ہم مشرف کے supporters رہے ہیں تو پھر آپ ان غلطیوں کو کیوں دہرا رہے ہیں؟ میں تو کہتی ہوں کہ یہ black mailers کا وہ ٹولہ ہے جو آپ کا سگا تھا، نہ ہمارا سگا تھا۔ یہ بنے اس لئے ہیں کہ حکومت میں جائیں۔ "لڑھک کر اُدھر لڑھک کر اِدھر" مجھے یہ بتائیں کہ کوئی بھی پارٹی اس طرح حکومت

کر سکتی ہے۔ کوئی بھی ان لوٹوں کے ساتھ نہیں چل سکتا۔ انہیں چاہئے کہ یہ مجھ سے معذرت کریں۔ انہوں نے ہی مجھ پر attack کیا ہے کہ انہیں جمہوریت کا نہیں پتا۔ میں نئی آئی ہوں۔ یہ خواتین پر attack کیوں کرتے ہیں؟ یہ پہلے اپنی political حیثیت بتائیں۔ یہ پہلے اپنی یہاں پر وضاحت کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں patriot کس نے بنایا تھا؟

جناب قائم مقام سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ پہلے آپ میری بات سنیں۔ میں اپنے معزز ممبران سے اتنی بات کروں گا کہ آپ "گھوڑے" اور "گدھے" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں، "لوٹے" کا لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ تمام معزز ممبران سکون سے بات سنیں۔ ایک معزز ممبر نے بات کی اور سب نے سکون سے سنی۔ ہاؤس کے اندر سب کو بات کرنے کا right ہوتا ہے اور اگر کوئی معزز ممبر بات کر رہا ہوتا ہے تو باقی بے شک اس کی بات سے اختلاف کریں لیکن اپنی باری پر کریں جمہوریت کی یہی روح ہے اور اس ہاؤس کی اعلیٰ روایات بھی یہی ہیں کہ ہم میں بات کرنے اور سچی بات سننے کا بھی حوصلہ ہونا چاہئے تو جو بات ہو رہی ہے وہ سچی ہے، جھوٹی ہے جو بھی ہے وہ معزز ممبر کا استحقاق ہے کہ وہ بات کرے اگر وہ بات کر رہے ہیں تو ان کی بات کو complete ہونے دیں اس کے بعد اگر آپ ان کی بات سے اختلاف کرتے ہیں تو بالکل کریں میں آپ کو ٹائم دوں گا۔ میں نے بجٹ پر بحث کا آغاز کیا تھا اس کو بھی ہم تھوڑا سا پیچھے کر رہے ہیں تاکہ آپ نے جو point raise کیا ہے اس پر اعجاز شفیع صاحب بات کر رہے ہیں ان کے بعد اس کے اوپر جو بات کرنا چاہتا ہے وہ کر لے۔ (شور و غل)

اعجاز شفیع صاحب! آپ نے خیراتی سیٹوں کی کوئی بات کی ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرا خیراتی سیٹیں کہنے کا مقصد یہ تھا۔ (شور و غل)

اگر یہ اس طرح interrupt کریں گے تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں، یہ Chair کا کام ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں نے یہ اس sense میں گزارش کی تھی کہ مخدوم سید احمد محمود صاحب حکومت کے partner ہیں مگر انہیں یہاں P.M.L(Q) کے ساتھ سیٹ دی گئی ہے، نیازی صاحب ایم ایم اے سے ہیں وہ بھی حکومت کے partner ہیں انہیں بھی یہاں پر سیٹ allocate کی گئی ہے۔ اب P.M.L(Q) ہے۔ آج بھی P.M.L(Q) ہے۔ (شور و غل)

MR ACTING SPEAKER: No cross talking, no cross talking. This is no way.

جب آپ جمہوری روایات کی بات کرتے ہیں اور ان کے ساتھ اعتراض ہے تو کھڑے ہو کر بات کیجئے گا میں آپ کو موقع دوں گا جب آپ کا ٹائم آئے گا۔(شور وغل)

لغاری صاحب! This is no way. جب Chair ایک بات کر رہی ہے اور اگر کوئی معزز ممبر سو باتیں غلط کرے آپ کھڑے ہو کر بتائیں کہ وہ غلط ہے لیکن اپنی باری پر، پلیز۔ ہم نے اس ہاؤس کے اندر discipline قائم رکھنا ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ ہاؤس سے باہر دونوں اطراف پر لگے ہوئے map کے مطابق یہ سیٹیں P.M.L کو دی گئی ہیں۔ ہم اسی جماعت سے ہیں۔ ہم نے نہیں کہا کہ ہم نے جماعت change کی ہے۔ اب ہم majority میں آ گئے ہیں۔ اب یہ ہمارا right ہے کہ اب ہمارا پارلیمانی لیڈر یہاں بیٹھے گا۔ یہ سیٹ جو allocate کی گئی ہے یہ ہمارا حق ہے۔ انہیں چاہئے کہ آپ کے پاس جائیں کیونکہ یہ اب پاکستان مسلم لیگ (خیراتی) پارٹی بن گئے ہیں تو اب ان کا حق ہے کہ آپ کے پاس جا کر اپنی سیٹوں کے لئے apply کریں جس طرح مخدوم احمد محمود صاحب اور ایم ایم اے نے اپنی اپنی جماعت کے لئے apply کیا تھا۔(شور وغل)

(اس مرحلہ پر پاکستان مسلم لیگ (ق) کے معزز اراکین
احتجاجاً ایوان سے walkout کر گئے)

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں آج مبارکباد پیش کر رہا ہوں کہ آپ کوشش کر رہے ہیں کہ اس ہاؤس کو ایک اچھے طریقے سے handle کیا جائے۔ میں کسی کے خلاف بات نہیں کر رہا ہوں اور میری بہنیں پتا نہیں کیوں ایوان سے باہر چلی گئی ہیں؟ میں اصل میں اپنے ساتھی کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں۔ میں پاکستان مسلم لیگ (ق) so-called کو criticize نہیں کر رہا، میں تو اپنے ساتھی کی تصحیح کرنا چاہ رہا ہوں، اعجاز شفیع صاحب بڑے سمجھ دار parliamentarian ہیں لیکن آج انہوں نے اس کو گروپ پاکستان مسلم لیگ (خواتین) کہہ دیا ہے۔ میں تھوڑا پڑھائی لکھائی کا شوقین ہوں لہذا میں صرف یہ تصحیح کروں گا کہ الیکشن کمیشن میں خواتین کا لفظ use نہیں ہوتا۔ خواتین کی

translation ladies ہے۔آئندہ سے ہم پاکستان مسلم لیگ ہیں اور یہ P.M.L(L) کے طور پر پہچانے جانے چاہئیں، یہ (L) پارٹی ہے جیسے (N) یا (F) پارٹی ہوتی ہے۔(شور وغل)

(اس مرحلہ پر ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب قائم مقام سپیکر: .No cross talk لیڈر آف دی اپوزیشن کھڑے ہیں انہیں بات کرنے دیں۔ .Silence in the House, silence in the House لنگڑیال صاحب! پلیز بیٹھیں۔جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ہاؤس کو چلانے کی حد تک کافی چیزیں برداشت کر کے آپ کے ساتھ co-operate کر رہے ہیں۔ ہم نے Treasury Benches پر بیٹھ کر ایسی اپوزیشن کو بھی دیکھا ہے جنہوں نے ہاؤس کو صرف شور مچا کر block کیا اور شور مچانے کے لئے دو چار ہی کافی ہوتے ہیں۔ میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک issue raise کیا گیا آپ نے اس پر بات کر دی کہ میں بعد میں decision دوں گا۔اگر آپ نے daily ایک آدمی کو وہاں سے سکھا کر لانا ہے، آدمی ایک طرف کا ہوتا ہے یا دوسری طرف کا ہوتا ہے، مرد ہوتا ہے یا عورت ہوتی ہے جو "ہیوں" میں نہ "شیوں" میں ہوتے ہیں وہ شرم سے شام کو نکلتے ہیں۔ یہ اس قسم کی چیز ہے جس نے ہماری بہن کو کہا ہے کہ پہلی دفعہ اسمبلی میں آئی ہے اس کو بات نہیں کرنی چاہئے۔ یہ پہلی دفعہ تشریف لائے تھے چودھری پرویز الٰہی نے انہیں وزیر بنا دیا تھا۔ پہلی دفعہ آنے یا دوسری دفعہ آنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک چھوٹی سی بات ہے، یہ سپیکر سے پارلیمانی لیڈر شپ مانگ رہے ہیں، میں یہاں پر سب کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ وہ سپیکر صاحب انہیں دے نہیں سکتے البتہ آپ نے اپوزیشن لیڈر کا فیصلہ کرنا ہے، آپ کی کابینہ، پارلیمانی سیکرٹری شپ سب کچھ complete ہونے کے بعد آپ بلائیے گا۔ یہ اپنا candidate لے کر آئیں ہم اپنا candidate لے کر آئیں گے یہاں پر فیصلہ ہو گا اور notification کیجئے گا۔ آپ نے یہاں پر ایک فیصلہ کیا تھا ہر فیصلے کو exploit کیا جاتا ہے۔ سکیورٹی کی میٹنگ میں، میں بھی موجود تھا اور آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ اس گیلری کا پاس کسی کو نہیں دیا جائے گا۔ آج اس صوبے کا سب سے بڑا لوٹا گر خواجہ احسان یہاں پر بیٹھا ہوا، یہاں پر کیوں بیٹھا ہوا ہے۔ انہوں نے یہ لوٹے بنانے والی مشین یہاں پر بٹھائی ہوئی ہے۔ یہ کس لئے یہاں پر آیا ہے؟ یہ

لوٹے بنانے کے لئے یہاں پر آیا ہے۔ یہ بے عزتی کروانے کے لئے یہاں پر آیا ہے یا خوشامد کروانے کے لئے آیا ہے؟ (شور وغل)

میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاء منسٹر یہاں پر تشریف فرما ہیں اور ان سے پہلے یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا کوئی لفظ، ہماری کوئی زبان، ہماری طرف سے کوئی لہجہ اگر روایات یا اصول کے خلاف ہو تو ہمیں بتائیں۔ ہم ذو معنی باتیں سنتے آ رہے ہیں۔ آپ خود قانون اور رولز بناتے ہیں اور میٹنگ کر کے کہتے ہیں کہ یہاں کوئی نہیں آئے گا۔ یہ لوٹا یہاں پر کس لئے آ کر بیٹھا ہوا ہے جو یہاں پر آ کر میٹنگز کرتا ہے؟ (شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ خلیل طاہر سندھو صاحب کافی دیر سے کھڑے ہیں پہلے وہ بات کریں گے۔ (شور وغل)

جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری طرف سے، میرے معزز ساتھیوں کی طرف سے، ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر کی طرف سے کسی ایک عزیز کو، کسی پارٹی کے بندے کو کارڈ دینے کے لئے ہم نے اس لئے درخواست نہیں دی تھی کہ آپ نے لاء منسٹر کی موجودگی میں فیصلہ کیا تھا کہ گیلری میں کوئی بھی نہیں آئے گا۔ میں یہاں پر آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ جس issue پر فیصلہ کر چکے ہوتے ہیں اس کو daily دوبارہ نہ کھولا جائے اور یہ صرف توہین کے زمرے میں آتا ہے، اگر یہ کرانا چاہتے ہیں تو ہم اس کا جواب سیاسی طور پر دیں گے۔ اس شخص کو یہاں سے اٹھائیں کیونکہ اس کی خوشامد کرنے کے لئے ایسا بولا جا رہا ہے۔ جب تک اس کو یہاں سے اٹھایا نہیں جاتا، تب تک ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے اور ہم walkout کر رہے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ کر کے
ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس وقت چودھری ظہیر صاحب اٹھ کر چلے گئے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو بڑا پرانا پارلیمنٹیرین سمجھتے ہیں لیکن انہیں قانون کا پتا ہے نہ ہی یہ روایات پر عمل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! گیلری میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کے بارے میں کوئی بات کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اشارہ کر سکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئینے میں اپنا چہرہ نظر آتا ہے۔ جس شخص کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے یہ کسی صورت اور کسی طریقے سے ان پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ آج جو لوگ اسمبلی کی روایات کی بات کرتے ہیں، جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہم نے اس مسئلے کا حل نکالنا ہے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ گورنمنٹ کا نقطہ نظر بیان کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب خلیل طاہر سندھو!

پارلیمانی سیکرٹری برائے انسانی حقوق و اقلیتیں (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہاں وہی ہوا ہے جس کا خوف تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محسن لغاری صاحب نے کہا کہ اعجاز شفیع صاحب نے اقلیتوں کے بارے میں بات کی ہے۔ انہوں نے قطعاً ہمارے بارے میں بات نہیں کی بلکہ انہوں نے اس اقلیتی گروپ کے بارے میں بات کی ہے جو اسمبلی میں بن گیا ہے۔

جناب سپیکر! آج پنجابی روایات اور جمہوری روایات کی جس طرح چودھری ظہیر صاحب نے نفی کی ہے۔ میں اس بارے میں ایسا کوئی لفظ نہیں بولنا چاہتا حالانکہ ہمارے پاس بھی یہ حق تھا کہ ہم بات کرتے۔ ایسی قطعاً کوئی روایت نہیں ہے کہ گیلری میں بیٹھے مہمان کے بارے میں بات کی جا سکے ورنہ جس دن یہ اجلاس شروع ہوا تھا اس دن اس صوبے کا سب سے بڑا لوٹا چودھری پرویز الٰہی یہاں پر آ کر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم نے کوئی بات نہیں کی تھی۔ لہذا یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور ان کو حذف کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ چودھری ظہیر صاحب نے جو چیلنج کیا ہے ہم اس کو آپ کی ruling کے بعد قبول کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ صبا صادق صاحبہ! آپ مختصر بات کیجئے گا کیونکہ میں نے گورنمنٹ کا point of view لینا ہے۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ہدایت دی۔ میں اپنے اکثریتی گروپ کے ساتھ اور اپنے پورے ایمان کے ساتھ آج اپنے اس ہاؤس کی عزت کو سنبھالے ہوئے بیٹھی ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت یہاں پر جو سارا سلسلہ چل رہا ہے، ہماری یہ

معزز بہنیں خواہ ان کو آئے ہوئے چند دن ہوئے ہوں یا کافی عرصہ ہوا ہو میرے لئے سب باعث احترام ہیں۔ میری خواہش ہو گی کہ چاہے چودھری ظہیر الدین خان ہوں یا کوئی بھی معزز رکن ہو۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہ اس ملک کی نازک صورتحال پر aggressive ہو کر بات کرتے، عورتوں کے مسائل پر یہ خواتین aggression سے بات کرتیں، یہ ملک کے اندر I.D.Ps کے حوالے سے مشورے دیتے، یہ ملک کی بدلتی ہوئی دہشت گردی کی صورتحال پر بات کرتے مگر مجھے افسوس ہے کہ ہم اپنی قومی ذمہ داری ادا نہیں کر رہے ہیں۔ میں ان لوگوں سے درخواست کروں گی کہ آپ کے گلے اپنی جگہ، سیاست اپنی جگہ، ایک دوسرے سے رقابت اپنی جگہ، سیاسی اختلافات اپنی جگہ ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ ہمت دی ہے کہ میں نے جو فیصلہ یونیفکیشن بلاک میں آنے کا کیا ٹھیک کیا۔ میں ایک سیٹ تو کیا میں میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف کے اصولوں کے لئے دس سیٹیں بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ان کو بھی چاہئے تھا کہ یہ اپنا فیصلہ بدل کر یونیفکیشن بلاک کا حصہ بنتے۔ یہاں پر چار لوگوں نے شور مچایا ہوا ہے۔ یہ روزانہ ایک ہی بات کرتے ہیں، یہ روزانہ ایک ہی مسئلہ کھڑا کرتے ہیں۔ کیا ان کو کسی عورت کے ساتھ ہوتی ہوئی زیادتی نظر نہیں آتی، کیا ان کو کوئی عورت بھوکی نظر نہیں آتی، کیا ان کو کوئی عورت بیمار نظر نہیں آتی اور کیا یہ میڈیا یا اخبار کو study نہیں کرتے؟ انہیں کیا پتا کہ عورتوں کے کیا حالات ہیں، کیا یہ یہاں پر عورتوں کے مسائل کی نشاندہی نہیں کر سکتے؟ یہ یہاں نوک جھونک کرتے ہیں، ہر وقت کی نوک جھونک کا بڑا بُرا تاثر جا رہا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس issue کو ہماری ساری قیادت چاہے وہ چودھری ظہیر الدین ہوں، میں ان کی بھی عزت کرتی ہوں۔ پیپلز پارٹی کی قیادت اور ہم سب مل کر اس issue کو سمیٹ لیں۔ پنجاب کی عورتیں ہماری منتظر ہیں کیونکہ ہم ان کی نمائندہ ہیں۔ ہم نے آج تک ان کے لئے کیا کیا ہے؟ مجھے صرف اس چیز کا جواب چاہئے اور اللہ کا شکر ہے کہ میں اکثریتی پارٹی میں ہوں اور جو فیصلہ ہمارا ہے انشاء اللہ پنجاب کی عوام کے مفاد کے لئے ہے اور وہ پالیسی جو میاں محمد شہباز شریف کی ہے ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ ہم ان سے ڈریں گے اور نہ جھکیں گے۔ یہ ایک کیس کیا دس کیس کر لیں انشاء اللہ میں اپنے موقف پر قائم رہوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! ابھی محترم اپوزیشن لیڈر نے بات کہی تھی تو میں نے صرف یہ بات کرنی ہے کہ ان کو اتنا بھی بتا دیں کہ یہ ہاؤس آئین اور ہاؤس کے تقاضوں کے تحت چلنا چاہئے نہ کہ ان کی بلیک میلنگ کے تحت چلنا چاہئے کہ یہ بلیک میل کرتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔ اگر یہ شور مچانے کا

ایجنڈا لے کر آتے ہیں اور شور کی dictation لے کر آتے ہیں تو پھر ان کو باہر بیٹھ کر شور مچانے دیں اور ہاؤس کو اپنا کام کرنے دیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے آج ہمارے ایک معزز بھائی پر الزام لگایا ہے۔ اس سے ان کا وہ کرب اور جو چوٹ لگی ہوئی ہے شاید وہ آج زندہ ہو گئی ہے کہ جب داتا گنج بخش ٹاؤن کے ممبران نے خواجہ احمد حسان کی سربراہی میں ایک بڑے لوٹے کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تھا اور تمام تر کوششوں کے باوجود ان میں سے کوئی جھکا تھا اور نہ کوئی بکا تھا اس لئے آج ان کا یہ کرب جاگا ہے۔ ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ان کے پیٹ میں جو درد اٹھا ہے وہ خواجہ صاحب کو دیکھ کر اٹھنا ہی تھا۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی جنہوں نے خواتین کے بارے میں کہا ہے کہ یہ خیراتی سیٹوں پر آئی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کی پارٹی میں ایسا رواج ہو گا۔ ہم political work کر کے بیس بائیس سال محنت کر کے اس ایوان میں پہنچی ہیں۔ ہماری commitment کی تذلیل کی گئی ہے۔ ان کو چاہئے کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں اور آپ اس پر ruling دیں۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں وضاحت کرتا ہوں کہ میرا مقصد خواتین سے متعلق نہیں تھا بلکہ جو دس بارہ کا ٹولہ چوں چوں کا مربہ بچ گیا ہے ان کے متعلق تھا کہ وہ اقلیت میں آ گیا ہے۔ یہ ہماری سیٹیں ہیں۔ میں نے خواتین کو نہیں کہا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سلسلے میں گورنمنٹ کا point of view وزیر قانون بتائیں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ آج کا دن بجٹ پر بحث کے لئے مختص تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس سے زیادہ کسی اور چیز کی اہمیت نہیں ہو سکتی۔ یہ اربوں روپیہ جو کہ ہمارا نہیں بلکہ اس ملک کے عوام کا ہے اور ان کے ٹیکس سے یہ finance یا فنڈ create کیا گیا ہے اسے ہم نے جس طرح سے خرچ کرنا ہے اس کے متعلق ایک پلاننگ یا حکمت عملی ہم نے اس ایوان کے سامنے رکھی ہے۔ اس پورے ایوان کے سامنے رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ پورے صوبے کی عوام کے سامنے رکھی ہے۔ آج میڈیا، پریس اور تمام صوبے کے عوام کی نظریں اس ایوان پر ہیں کہ کس انداز میں بجٹ پر بحث ہوتی ہے، کس انداز سے اپوزیشن

حصہ لیتی ہے اور کس انداز سے حکومتی بنچوں کی طرف سے بہتری لائی جاتی ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ جہاں تک ہماری اپوزیشن کی ایک محترمہ بہن نے آج یہ issue create کیا ہے اس پر قائد حزب اختلاف کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے، انہیں بھی آج کے ایجنڈے کی اہمیت کا احساس ہونا چاہئے۔ اس وقت بات یہ ہے کہ اس مرتبہ seats by name allot نہیں کی گئیں۔ یہ تمام کی تمام پارلیمانی پارٹی کے حساب سے allot ہوئی ہیں کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے لوگ اس جگہ پر بیٹھیں گے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ اس جگہ پر بیٹھیں گے اور پاکستان مسلم لیگ (ق) کے لوگ اس جگہ پر بیٹھیں گے۔ اب ان کا within پارلیمانی پارٹی مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس مسئلے کو کل اعجاز شفیع صاحب نے اٹھایا تھا اس کے بعد قائد حزب اختلاف نے اپنی بات کی اور اس کے بعد آپ نے اپنی ruling pending کی ہوئی ہے۔ آج قائد حزب اختلاف نے بھی اس پر بالکل صحیح refer کیا کہ آپ اس اجلاس کے بعد اپنی ruling دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد اس issue پر further discuss اور debate نہیں ہونی چاہئے، اپوزیشن کو بھی واپس آنا چاہئے اور آج کے ایجنڈے پر بات کرنی چاہئے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اب قائد حزب اختلاف کون ہوگا، کون کہاں پر بیٹھے گا تو یہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی ruling کے ساتھ اس وقت تک pending رہے گا جب تک آپ ruling نہیں دے دیتے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اپوزیشن کے جو دوست باہر چلے گئے ہیں کوئی کمیٹی بنا کر انہیں واپس بلا لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ناظم شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے بھی کہا ہے اور آپ نے بھی کہا ہے بڑا ہمیشہ وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے۔ میں یہ جانتا ہوں اور حقیقت بھی ہے کہ tropical countries میں by the age of thirteen, physical maturity تو آجاتی ہے مگر It is the mental maturity which is better itself, not the physical

maturity. دونوں طرف سے mental maturity ہونی چاہئے۔اپوزیشن لیڈر میرے لئے بڑے قابل احترام ہیں، میں یہ نہیں سمجھتا کہ ان کو اس طریقے سے چلے جانا چاہئے۔ میں نے بھی اخبار میں پڑھا ہے کہ اسمبلی میں کسی مہمان کا داخلہ نہیں ہوگا۔ ہم یہاں گیلری میں دیکھ رہے ہیں کہ مہمان بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ آپ کی discretion ہے کہ آپ جس کو permission دیں مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کو بھی سارا وزن اسی بات پر نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ وہ اپوزیشن لیڈر ہیں جس کا فیصلہ بعد میں جو بھی ہوگا اس کا مجھے تو علم نہیں ہے لیکن آپ کو پتا ہے۔ لہذا میری گزارش یہ ہے کہ ہمیشہ بڑا وہی ہوتا ہے جو چھوٹوں کی ناجوازیاں برداشت کرے اور بڑے کو ہی کچھ دینا پڑتا ہے اس لئے میری آپ سے گزارش ہے جیسے راجہ ریاض صاحب نے بھی کہا کہ اسمبلی کے حسن میں اس وقت نکھار آئے گا جب اپوزیشن یہاں پر موجود ہوگی۔ آپ کمیٹی بنائیں جو انہیں منا کر لائے۔ میں سن رہا تھا جو آپ نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کا اپنا نقطہ نظر ہے وہ سن کر ہر ایک کو جواب دینا چاہئے۔ جب تک یہاں پر maturity نہیں آئے گی، جب تک ہم خود اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کریں گے تب تک ہم صوبے کا کوئی بھی مسئلہ حل نہیں کر سکتے۔ انگریزی کی quotation ہے کہ:

If you can’t be master of yourself, your can not be master of masses, first of all, we have to master of ourselves.

ہم نے اپنے آپ پر یہ ضبط کرنا ہے اور اپوزیشن کا جمہوریت کا فلسفہ جس پر یقین رکھتے ہیں تو اس کو ماننے کے لئے اگر کوئی اعتراض کر رہا ہے تو ہمیں ماننا چاہئے۔ میں تو اس چیز کا اس حد تک قائل ہوں کہ بابر نے ایسے نہیں کہا تھا کہ "Adversary is a good school of training." اور اقبال کا شعر بھی ہے کہ:۔

تندئ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

آپ دیکھیں کہ جب جہاز بھی take off کرتا ہے تو against the wind کرتا ہے اور land بھی کرتا ہے تو against the wind کرتا ہے۔ یہ بکاولی نے بھی کہا ہے کہ "Fortune favours, foe becomes ladder". دشمن ہمیشہ سیڑھی کا کام دیتے ہیں اس لئے ہمیں کسی کے اعتراض یا نکتہ چینی سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ ان کا مشکور ہونا چاہئے کیونکہ ہماری وہ خامیاں جو ہمیں نظر نہیں آ رہیں وہ ہمیں point out کر رہے ہیں اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان دوستوں کو واپس لایا جائے۔

دوسرا میری آپ کی وساطت سے سب دوستوں سے request ہے کہ ہم اس ہاؤس کا اس طریقے سے تشخص برقرار رکھیں تاکہ پریس والے اور باہر والے بھی کہیں کہ واقعی سنجیدگی کے ساتھ یہاں پر معاملات چلتے ہیں۔ لہذا ہمیں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہئے تاکہ مسائل کا حل ہو، جن لوگوں نے ہمیں یہاں بھیجا ہے ان کے متعلق کچھ سوچ سکیں اور کر سکیں۔ یہی میری گزارشات ہیں۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس وقت اپوزیشن موجود نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا حسن ہی اس وقت ہوتا ہے جب اپوزیشن موجود ہو۔ ابھی بجٹ پر بحث ہونی ہے and let me decide that point اس کے بعد پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ بجٹ پر بحث کا آغاز کروائیں جو کوئی بھی ممبر اپنی بات کرنی چاہتا ہے وہ شروع کرے۔ meantime ہم اپوزیشن کو منا کر لے آتے ہیں۔ انہوں نے جو مسئلہ کھڑا کیا تھا اور اس پر واک آوٹ کیا تھا وہ ویسے بھی حل ہو چکا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اب ان کو واپس آ جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ فاروق یوسف گھرکی صاحب، ناظم حسین شاہ صاحب، ملک ندیم کامران صاحب اور ٹوانہ صاحبہ پر مشتمل کمیٹی چلی جائے اور جا کر اپوزیشن سے مذاکرات کرے اور انہیں convince کرے کہ وہ اندر ہاؤس میں آئیں اور اسمبلی کی کارروائی میں شریک ہوں۔ جی، عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ہم اپوزیشن کے role کو پوری طرح سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان کی تنقید ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہم healthy criticism کو welcome کرتے ہیں لیکن جیسی language وہ continuous پچھلے دنوں سے use کر رہے ہیں آپ اس کا نوٹس لیں۔ کبھی وہ گدھے گھوڑوں کی مثال دیتے ہیں، کبھی ہندو مسلمان کی مثال دیتے ہیں۔ ان کی continuous sarcasm ہم لوگوں کو محسوس ہوتی ہے۔ مسلسل اعتراضات چاہے وہ ہماری پارٹی کے لئے ہیں چاہے پیپلز پارٹی کے لئے ہیں اس میں کہیں نہ کہیں sarcastic remarks ہوتے ہیں جس کے بعد کوئی نہ کوئی friction cause ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ یہ deliberately کر رہے ہیں اور بجٹ سیشن میں بجائے healthy criticism کرنے کے یہ وقت ضائع کر رہے ہیں۔

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم بجٹ پر بحث کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب سے میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ بالآخر آپ نے مجھے floor عنایت کیا ہے لیکن میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ کل بھی اڑھائی گھنٹے اسی مسئلے میں ضائع ہوئے اور آپ کی کوشش کے باوجود معاملہ ٹھیک نہ ہوا۔ آپ کا particularly کسی بھی معزز رکن کے لئے soft heart ہونا بالکل اعتراض کی بات نہیں ہے۔ آپ بالکل مہربانی فرماتے ہیں لیکن جس طریقے سے آپ کی مہربانیوں کو غلط استعمال کیا جاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کل بھی اڑھائی گھنٹے ضائع ہو گئے اور آج بھی ایک محترمہ نے بات شروع کی اور کل والے topic کو ہی لے کر شروع کی جس پر آج پھر ایک گھنٹہ ضائع ہو گیا ہے۔ اس ایوان میں جو لوگ کچھ کہنا چاہتے ہیں یا اپنی عقل کے مطابق بات کرنا چاہتے ہیں ان کا وقت بہت ضائع ہوتا ہے۔ آپ کا soft corner ہونا بہت اچھی بات ہے لیکن اس میں جو زیادتی ہو رہی ہے اس کو بھی دیکھیں۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے بھائی محترم وزیر خزانہ کو ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں لیکن اپنی گزارشات شروع کرنے سے پہلے اپنی تاریخی حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں جو اس طرح سے ہے کہ برٹش انڈیا کے زمانے میں جنرل سیلز ٹیکس پر صوبہ مدراس نے ایک writ فیڈرل کورٹ میں فائل کی۔

جناب والا! بات شروع کرنے سے پہلے میری ایک گزارش ہے کہ بجٹ تقریر کے دوران جو کوئی رکن بھی بول رہا ہو تو اس دوران آپ کی توجہ چاہئے ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ تمام points note کر رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ہاؤس کے custodian ہیں میں نے تو آپ کو بات سنانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل سن رہا ہوں۔ آپ جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب بھی میں بات شروع کرتا ہوں تو درمیان میں کچھ نہ کچھ interruption ہو جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ شروع کریں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! صوبہ مدراس نے فیڈرل کورٹ میں ایک دعویٰ دائر کیا کہ انہوں نے جنرل سیلز ٹیکس لگایا تھا اور برٹش فیڈرل گورنمنٹ نے یہ کہا کہ یہ سیلز ٹیکس نہیں لگا سکتے۔ میں اس کے صرف دو فقرے عرض کروں گا جس سے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے ساتھ آخر ہو کیا رہا ہے؟ یہ برٹش فیڈرل کورٹ کا فیصلہ ہے کہ:

> The Federal Court held that the Provincial legislature has exclusive power to impose the tax on sales. It was within the competence of the Provincial legislature and there was nothing wrong in the Madras Sales Tax Act.

جناب! 1939 میں پورے ہندوستان میں سیلز ٹیکس صوبوں کو دے دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صوبوں میں پیسے کی لہر بہر ہو گئی۔ 1939 میں جب یہ واقعہ ہوا تو پنجاب میں بھی ہو گیا اور جب پاکستان بنا تو پنجاب جہاں ہم اس وقت بیٹھے ہیں ان کے پاس سیلز ٹیکس کی مد میں اتنا پیسا تھا کہ آج یہاں پر تصور نہیں کر سکتے۔ وفاق سے پیسا لینے کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن ہوا کیا کہ ملک غلام محمد نے وزیر خزانہ کی حیثیت سے پاکستان بننے کے صرف سات ماہ کے بعد یہ کہہ کر یہ ایکٹ واپس لے لیا کہ وفاقی حکومت کے پاس کوئی ایسا head نہیں ہے کہ جہاں سے ہمیں پیسا مل سکے۔ انہوں نے کہا کہ پانچوں صوبوں کا بشمول مشرقی پاکستان سیلز ٹیکس ہم وصول کریں گے اور ہم آپ کو دیا کریں گے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس پر اعتراض صرف مشرقی پاکستان نے کیا جبکہ چاروں صوبوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن اس وقت ملک غلام محمد نے یہ کہا کہ میں یہ صرف دو سال کے لئے لگانا چاہتا ہوں۔ دو سال گزر گئے اور ان کے بعد جب چودھری محمد علی وزیر خزانہ آئے تو انہوں نے 1952 میں ہمیشہ کے لئے صوبوں سے یہ حق واپس لے لیا اور اس کے ساتھ ہی صوبوں کو ہمیشہ کے لئے محتاج کر دیا گیا اس لئے یہ بنیادی حقیقت ہے جس کے لئے میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں اور 1962 میں اس وقت کے National Finance Commission نے ہمیشہ کے لئے اس کو آئینی طور پر خود اٹھا لیا۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہی وجہ ہے کہ موجودہ حکومت

نے بہت سالوں کے بعد پہلی دفعہ سٹیٹ بنک سے قرضہ لیا ہے حالانکہ محترم وزیر خزانہ نے اس قرضے کے مارک اپ کا کہیں بھی ذکر نہیں کیا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ discount window سے بھی اگر وہ قرضہ لیا ہے تو 13 اور 14 فیصد سے کم نہیں لیا ہو گا اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہمارا سیلز ٹیکس کا حق وفاقی حکومت ہمیں نہیں دے رہی۔ اب اس کا جواب تو وزیر خزانہ ہی دیں گے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری اس حکومت کو آج میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 45۔ ارب ڈالر resident pakistans پاکستانیوں کا ہے جو اس وقت پاکستان میں رہ رہے ہیں اس لئے اگر انہوں نے سٹیٹ بنک سے ہی پیسا لینا ہے تو ان کو چاہئے کہ یہ ایک ایسی سکیم شروع کریں جس کے تحت وہ پاکستانی جن کا ڈالروں میں یہاں پیسا موجود ہے وہ پنجاب گورنمنٹ 6/5 فیصد پر لے لے تاکہ ان کو جو زیادہ مارک اپ ادا کرنا پڑ رہا ہے اس سے جان ہماری جان چھوٹے جائے۔

جناب سپیکر! جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں 26۔ ارب روپے کا resource gap ہے۔ وہ resource gap کہاں سے پورا ہو گا؟ میرے خیال میں وزیر خزانہ صاحب یہ سوچ رہے ہوں گے کہ ہم وفاقی حکومت سے tax recovery کا کہہ کر لے لیں گے لیکن وفاقی حکومت کے حالات یہ ہیں کہ موجود بجٹ میں بھی انہوں نے یہ کہہ کر ہمارے پنجاب کا پیسا پورا نہیں دیا کہ ان کے ہاں recovery نہیں ہو رہی تو اگر ان کے ہاں recovery نہ ہوئی اور ہمیں پیسا نہ ملا تو یہ پیسا کہاں سے آئے گا؟ ایک ہی حل رہ جائے گا کہ کمرشل بنکوں سے قرضہ لیا جائے اور کمرشل بنکوں سے قرضہ لیا جائے گا تو وہ کسی صورت 19/18 فیصد مارک اپ سے کم پر نہیں لیا جائے گا۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں آپ کی بات کو interrupt کروں گا۔ میں اپوزیشن کو خوش آمدید کہتا ہوں اور قائد حزب اختلاف اگر کوئی بات کرنا چاہیں یا کمیٹی کا کوئی ممبر بات کرنا چاہے تو کر سکتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری ایک دو گزارشات کرنے کے بعد لغاری صاحب ہماری طرف سے بات کریں گے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم یہاں پر جس کام کے لئے منتخب ہو کر آئے ہیں اس کے لئے چاہے ہم چند ایک بھی ہوں ہمارا کام رہنمائی کرنا، تنقید کرنا

ہے۔ مدح سرائی ہم سے ہو نہیں پائے گی اور اس کا کوئی غصہ بھی نہیں کرتا اور نہ ہی کرنا چاہئے۔ یہ جو نیا طریقہ شروع کیا گیا ہے اس کو agitate کرنے کا ہمارے پاس کوئی طریق کار نہیں ہے۔ ایسی باتیں ہمیشہ سننے میں آتی رہی ہیں کہ stereotype tapes ہوتی ہیں۔ کچھ لوگ کہا کرتے تھے کہ چودھری پرویز الٰہی کی خاطر سیٹیں تو کیا ہم جان بھی دے دیں گے، کچھ لوگ اب کہتے ہیں کہ ہم شہباز شریف کی خاطر سیٹیں تو کیا جان بھی دے دیں گے۔ یہ کیسٹ ہے جو بار بار چل رہی ہوتی ہے اس پر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی نشست سے، آپ کی کرسی سے، آپ کی ذات سے اور جناب وزیر قانون سے ہمیں یہ توقع ہے کہ جو طے کیا جائے گا اس پر عمل کیا جائے گا۔ دوسری بات یہ کہ اگر عمل نہیں کیا جائے گا تو اپوزیشن کو brute majority کے ساتھ کسی طرح بھی رول کیا جا سکتا ہے لیکن ہمارے پاس ہمیشہ جو traditional طریق کار ہوتا ہے وہی ہے کہ اگر ہمیں سنا نہیں جانا۔ ہمیں جس طرح یہاں توہین کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے ہم اس کا بھی برا نہیں مناتے کیونکہ ہمیں اپنے آپ پر confidence ہے ایسے چند الفاظ سے ہمارا کچھ نہیں بگڑتا۔ ہمیں ان کے وزن کا بھی پتا ہے اور اپنا بھی پتا ہے۔ آپ نے ایک دن پہلے فیصلہ کر دیا تھا اور اس کی بازگشت بھی ابھی یہاں پر ہے اور سیدھی سی بات ہے کہ پارلیمانی لیڈر میں ہوں۔ چاروں صوبوں میں پارلیمانی لیڈر کا سپیکر نے آج تک کبھی فیصلہ کیا اور نہ ہی کرنا ہے۔ اپوزیشن لیڈر کا فیصلہ سپیکر نے کرنا ہے اور آپ نے کل فرما دیا تھا کہ سیشن کے بعد جو candidate آئے گا، consent کروائیں گے اور اس کے بعد آپ کے چیمبر میں بات ہو گی۔ یہ بات کل آپ نے کر دی اس کے بعد بار بار بات کرنا ایک مخصوص مقصد ہوتا ہے اس لئے یہ وہ شخصیات، میں وہ الفاظ استعمال نہیں کرنا چاہتا جس طریقے سے ان کے برآمدوں میں کھڑے ہو کر زانوئے تلمیذ طے کئے جاتے ہیں ان کے سامنے سرخ رو ہونے کے لئے پھر ایسا ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ میں نے ایک چیز کی نشاندہی کی ہے اور اس بات کی نوبت نہ آئے کہ مجھے دوسری نشاندہی کرنی پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نے صرف یہاں پر بجٹ پر بات کرنی ہے اور میں جناب وزیر قانون کو یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی انہوں نے reasons اور logic سے بات کی ہے تو ہم نے ان کی بات مانی ہے اور آئندہ بھی ہم نہیں سمجھتے کہ اگر وزیر قانون ٹھیک بات کر رہے ہیں تو اس پر ہم اختلاف کریں لیکن یہ ایک نئی روایت کہ break کرنے کے لئے جو طریق کار نئے ہیں کہ بٹھا کر ان کو آپ کی طرف سے اور حکومتی بنچوں کی طرف سے covering دے کر اور یہ covering insulting attitude کی نہیں ہونی چاہئے۔ جب آپ رولنگ دے چکے ہوں تو اس پر پہرہ دینا آپ کا کام ہے اس

کے علاوہ ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں رہ جاتا کہ ہم سوائے اس کے کہ آپ کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آپ کو اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔یہاں پر نہیں آ سکتے، اس "D" کو block نہیں کر سکتے۔ آپ کے اوپر کاغذ پھاڑ کر نہیں پھینک سکتے۔ بدتمیزی نہیں کر سکتے، وہ چیزیں نہیں کر سکتے جو کہ یہاں پر کی جاتی رہی ہیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ کسی قسم کی کیسٹ چلا دیں۔ ہم یہی کریں گے کہ ایک اچھے پارلیمنٹیرین کی طرح یہاں سے چلے جائیں تاکہ کسی نے اپنی مدح سرائی کا ماحول پیدا کرانا ہے تو کراتے رہیں لیکن میں توقع رکھوں گا کہ ہمیں سنا جائے اور اگر اس میں کوئی اچھی بات ہے تو اس پر عمل کیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹوانہ صاحبہ! آپ باہر گئیں تھیں پہلے آپ بات کر لیں پھر میں بات کروں گا۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو خواتین مخصوص نشستوں پر آئی ہیں وہ اس ہاؤس کی اتنی ہی باعزت ممبر ہیں جتنی کہ ہم ووٹ لے کر آئے ہیں۔ یہ اپنی اپنی پارٹی کی نمائندگی کر رہی ہیں تو میری male members سے بھی گزارش ہوگی کہ براہ مہربانی ان کی عزت کریں اور کوئی ایسا لفظ نہ بولیں جس سے ان کی عزت میں کمی آئے۔ بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: میں صرف اتنی بات کروں گا کہ جس طرح قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے اللہ کے فضل سے جب میں اس کرسی پر بیٹھتا ہوں تو میں اس کرسی کے تقدس کا خیال رکھ کر بیٹھتا ہوں اور اللہ کے فضل سے آج تک میں نے اپنی impartiality پر کبھی حرف نہیں آنے دیا۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ جب ایک چیز کا فیصلہ ہو گیا تھا، جب ہم لوگ بھی اپوزیشن میں بیٹھتے تھے تو اس وقت ہماری پارٹی کو رانا ثناء اللہ صاحب lead کرتے تھے تو ہم لوگ جب ہاؤس میں آتے تھے تو اپنے لیڈر سے پوچھ کر آتے تھے کہ آج کیا ایجنڈا ہے اور ہم نے کیا بات کرنی ہے۔ بات آپ کی ایک معزز ممبر نے شروع کی اور انہوں نے جب ایک سوال پوچھا تو اس کا جواب میں نے لینا ہی تھا۔ اب بات صرف اتنی سی ہے کہ آئندہ سے ہم حکومتی بنچوں اور اس طرف سے بھی اگر یہ بات طے کر لیں کہ جب ہم نے ہاؤس میں آنا ہے تو یہ عوام کا وقت ہے اور عوام کے لئے ہم نے یہاں پر آ کر بات کرنی ہے اور میں بالکل شیخ علاؤالدین صاحب کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ آپ یہ دیکھیں کہ کل بھی میں نے پورے وقت پر ہاؤس شروع کیا تھا اور آج بھی پورے وقت پر شروع کیا ہے۔ صرف اس لئے کہ بجٹ پر زیادہ

سے زیادہ معزز اراکین اپنی بات کر سکیں، اپنا نقطہ نظر بیان کر سکیں اور اس اسمبلی کے floor پر جو وہ بات کریں through press ان کی بات ان کے حلقوں میں عوام کے سامنے جا سکے کہ ان کے منتخب ممبران ہاؤس میں جا کر کیا خیالات رکھتے ہیں۔ میری تمام ممبران سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ آج جو حالات پاکستان کے ہیں، پنجاب کے ہیں، ہم نے اپنا مثبت کردار ادا کرنا ہے اور اس کردار کے لئے ہمیں اپنے وہ مسائل جو ہم چیمبر میں بیٹھ کر حل کر سکتے ہیں براہ مہربانی ان کو on the floor of the House زیر بحث نہ لائیں۔ چیمبر میں آئیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کا وہی حل نکلے گا جو ایک چیئر کے تقدس کو سامنے رکھ کر نکلنا چاہئے۔ میں شیخ علاؤالدین صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کو جاری رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پہلے لغاری صاحب کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جہاں تک اپوزیشن کے رویے کا تعلق ہے یہ جو آج وقت پر بجٹ کا اجلاس شروع ہونا اور ہمارے حکومتی بنچوں کے بھائیوں کا وقت پر آنا میرے خیال میں اس کا سہرا بھی ہمارے سر جاتا ہے کیونکہ کل ان میں سے کوئی بھی نہیں تھا اور آج ان کو ناشتہ پر بلا کر یہاں پر لایا گیا۔ کل بھی ہم نے co-operate کیا۔ آدھے گھنٹے کے بجائے ہم نے ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کیا۔ ہم تو آئے ہی اس لئے ہیں کیونکہ ہمیں پتا ہے کہ حکومتی بنچوں والوں نے یہی بات کرنی ہے کہ اس جیسا بجٹ آج تک کبھی نہیں آیا۔ آسمانی صحیفہ آگیا ہے جس نے آکر سب مسائل حل کر دینے ہیں۔ اس کی کمیاں اور کوتاہیاں ہم نے ہی سامنے لانی ہیں، عوام کے مفاد کے لئے اس وقت جو role ہوتا ہے وہ اپوزیشن کا role ہی ہوتا ہے کہ اپوزیشن کمیوں اور کوتاہیوں کی نشاندہی کرے۔ ہمارے آنے کا مقصد بھی یہی ہے اور آج بھی ہم لوگ اسی کے لئے ہی آئے ہیں لیکن درمیان میں جس وقت اس قسم کی باتیں ہوتی ہیں اور آپ سے میری مؤدبانہ گزارش یہ ہے جس وقت کوئی بھی اگر میں بھی کوئی غلط بات کر رہا ہوں اور کسی کے لئے میں کوئی insulting لفظ استعمال کر رہا ہوں تو آپ مجھے بھی چپ کرائیں اور میرا مائیک بھی بند کروا دیں۔ اسی طرح جس وقت یہ مسئلہ کھڑا ہوا جب اعجاز شفیع نے ہماری بہن کو خیراتی سیٹوں والا کہا اس سے یہ مسئلہ کھڑا ہوا ایک تو مہربانی کر کے میرے خیال میں ان سے apology بنتی ہے۔ بات یہ ہے کہ اس ایوان میں جو بھی جس طرح بھی آیا ہوا ہے وہ ایک معزز ممبر ہے اور وہ الیکشن جیت کر آیا ہے۔ اعجاز شفیع صاحب کسی پر ذاتی مہربانی نہ کریں لیکن اعجاز شفیع صاحب ہماری پارٹی کے نشان کے اوپر الیکشن لڑ کر آئے ہیں۔ آج ان کا مزاج کسی وجہ سے بدل گیا ہے اور پچھلے سے پچھلے اسمبلی اجلاس کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ

لیں تو حکومت کے بارے میں ان کے خیالات اور آج ان کے خیالات پتا نہیں پچھلے چار مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے کہ جس سے ان پر انکشاف ہوا ہے کہ چیزیں بہت بہتر ہو گئی ہیں لیکن کسی کے بارے میں insulting remarks کے بارے میں آپ سے گزارش ہے کہ یہ ان پر apology دلوا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس پر بہت بات ہو چکی ہے اور انشاءاللہ تعالیٰ آج سپیکر چیمبر میں بیٹھ کر اجلاس کے بعد discussion کریں گے اور اس کے اوپر Let me go through the transcript پہلے میں وہ دیکھ لوں کہ انہوں نے کہا کیا ہے؟ ٹھیک ہے میں وہ ریکارڈنگ دیکھ اور سن لوں پھر اس کے بعد I have gone through that

خواجہ محمد اسلام: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: شکریہ۔ جناب سپیکر! فاضل ممبر نے کہا ہے کہ اعجاز شفیع صاحب پر وحی نازل ہوئی ہے تو میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ وحی تو صرف پیغمبروں پر نازل ہوتی ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے خیراتی سیٹوں کا کہا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! آپ نے کیا فرمایا ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں اپنی بات پر stand کر رہا ہوں کہ اس ایوان کے باہر یہ سیٹیں چارٹ پر PML(Q) کو mark ہوئی ہیں---

جناب محمد محسن خان لغاری: ہماری پارٹی پاکستان مسلم لیگ ہے... No a,b, c

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk لغاری صاحب! یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ سیٹیں ہمیں allot ہوئی ہیں اور اب ہم PML majority میں ہیں تو جس پارٹی کو یہ سیٹیں allot ہوئی ہیں تو اب اس پارٹی کے اکثریتی ممبران کا اپنا ایک گروپ ہے اور یہ ہمارا حق بنتا ہے کیونکہ یہ جس پارٹی کو سیٹیں allot ہوئی ہیں تو اس کا اکثریتی گروپ ہم لوگ ہیں اور یہ جو ان سیٹوں پر بیٹھے ہیں اس کا minority group ہے لہذا انہیں چاہئے کہ یہ پیچھے جائیں اور ہمیں ہماری سیٹوں پر بیٹھنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، یہ چیمبر میں فیصلہ ہوگا۔No more talk ابھی آپ کے اپوزیشن لیڈر نے کہا ہے کہ یہ فیصلہ تو میرے پاس ہےLet me decide that۔یہاں پر ہر ایک کا حق ہے---

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! جو ماحول خراب کرتا ہے اسے آپ کچھ نہیں کہتے اور جو شرافت سے بیٹھا رہے اسے آپ کہتے ہیں۔ یہ میرے پاس بیٹھ کر کہہ رہے ہیں کہ یہ خیراتی سیٹوں پر آئے ہیں تو ہم نے کس سے خیرات مانگی ہے؟ یہ کیسے ہمیں کہتے ہیں کہ خیراتی سیٹوں پر آئے ہیں؟ ہم میں سے کوئی خیراتی سیٹوں پر نہیں آیا۔ یہ غلط بات ہے اورHe should apologize

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس پر آپ کاpoint of view کیا ہے؟

MR ACTING SPEAKER: Let me decide that in the Chamber اس کو آج دیکھیں گے۔ لغاری صاحب! آپ نے بھی میرے ساتھ agree کیا ہے کہ Let me go through the transcript اگر میراpoint of view پوچھتے ہیں تو یہاں پر اس اسمبلی میں کوئی ایک ممبر بھی خیراتی سیٹ پر نہیں آیا ہوا ہے۔ ہر ایک اپنے میرٹ پر آیا ہوا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے بجا ارشاد فرمادیا اور آپ کے کہنے سے ہماری تسلی ہو گئی حالانکہ ہم نے ایک بات روکی ہوئی ہے کہ لائن میں لگ کر دو بی سے چودھری منیر کی سفارشیں ڈلوا کر ٹکٹ لے کر اور سائیکل کے نشان پر الیکشن جیت کر پھر اُدھر چلے جانا۔ خیراتی بن کر تو وہ گئے ہیں، ہم یہ نہیں کہنا چاہتے تھے۔ خیراتی تو یہ ادھر سے اُدھر گئے ہیں تو اب ان کو اپنے پاس بٹھالیں اور براہ مہربانی ایک بندہ وہاں اپنے پاس لے جائیں جو کہ آپ کا بہتloyal ہے۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے یہ کہہ دیا کہ اس ایوان میں کوئی خیراتی نہیں ہے لیکن آپ انہیں منع کر دیجئے گا کہ یہ اس لفظ کا استعمال نہ کریں۔ شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں جتنے ممبران ہیں وہ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام ہیں اور تمام لوگ یہاں پر منتخب ہو کر آئے ہیں جنہیں میں سمجھتا ہوں کہ اپنی پارٹیوں کا اور اپنے حلقہ کے عوام کا اعتماد حاصل ہے اور جو indirect سیٹوں پر آئے ہیں انہیں اپنی پارٹیوں کا اعتماد حاصل ہے۔ اعجاز شفیع صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اس ایوان کے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے اس پر وہ معذرت کر لیں اگر انہوں نے ایک لفظ کہا ہے تو اس سے ان کی کوئی بے عزتی نہیں ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اور No further point of order that I will decide in my Chamber ندیم کامران صاحب اپوزیشن کو منانے کے لئے باہر گئے تھے تو اب میں صرف ان کا موقف سنوں گا اور اس کے بعد شیخ علاؤالدین صاحب اپنی بات مکمل کریں گے۔ جی، ندیم کامران صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی اور ہاؤس کی request پر کمیٹی بنا کر آپ نے ہمیں باہر بھجوایا اور اپوزیشن کے معزز ممبران کے ساتھ ہماری بات ہوئی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہماری بات سنی اور اپنا نقطہ نظر بھی ہمارے سامنے رکھا۔ اس سلسلے میں ایک ایسی بات تھی جو in House طے ہوئی تھی تو وہ میں نے انہیں clear کیا کہ جو in House آپ کی بات ہوئی تھی تو وہ معاملہ resolve ہو چکا ہے۔ یہ انہیں بتایا گیا۔

خواتین کے بارے میں بات تھی کہ جس بارے میں آپ نے یہاں پر بات کر دی ہے کہ اس کو سنا بھی جائے گا اور دیکھا بھی جائے گا اور اس کے بعد آپ باقاعدہ اپنے دفتر میں بیٹھ کر اس کے بارے میں رولنگ بھی دیں گے اور بات بھی کریں گے۔ اگر اس میں کوئی ایسے الفاظ ہیں جو کہ غلط اور نامناسب ہیں تو اس سلسلے میں جو بھی آپ رولنگ دیں گے اس کے مطابق یہاں پر عملدرآمد ہو گا۔ یہ بھی ان سے بات طے ہو گئی تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کے بعد House کا یہ حق ہے کہ معزز ممبران جس مقصد کے لئے یہاں بیٹھے ہیں تو اس کی طرف ہم توجہ دیں۔

آخر میں ایک بات میں ضرور کہوں گا کہ یہاں پر اپوزیشن لیڈر اور معزز اراکین نے بات کی تو میں نے بھی ان سے ایک گزارش کی تھی تو آپ بھی مہربانی کریں کہ جب کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو چار پانچ ساتھی اکٹھے کھڑے نہ ہوا کریں بلکہ ایک معزز ممبر کھڑے ہو کر اپنی بات convey کر لیں لیکن جب آپ

آٹھ دس یک دم کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس سے شاید آپ کی ایک ایسی بات جو واقعی صحیح ہو وہ بھی ہمارے تک نہیں پہنچتی تو یہ بھی میں ان سے request کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس ماحول میں چلیں کہ جب ایک شخص بات کر رہا ہو تو اس کی بات مکمل ہو تو پھر دوسرے کو اختیار ہو۔

جناب سپیکر! آپ جب بھی یہاں پر بیٹھتے ہیں اور سپیکر صاحب بھی بیٹھتے ہیں تو ہم بھی بیٹھے ہیں کہ آپ مکمل طور پر اپوزیشن کا خیال بھی رکھتے ہیں اور انہیں مکمل ٹائم بھی دیتے ہیں اور یہ نہیں کہ حکومتی بنچوں کو زیادہ اور اپوزیشن بنچوں کو کم، اس لحاظ سے انہیں بھی آپ پر اعتماد کرنا چاہئے اور اسی طرح ہاؤس چلنا چاہئے جو اس کی روایات کے مطابق ہے اور قانون کے مطابق ہے۔ ہم یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہیں تو اس کے مطابق ہاؤس چلنا چاہئے۔ میں اپوزیشن ممبران سے یہ request کروں گا کہ ایک بات ختم ہو چکی ہے تو مہربانی کر کے اس بحث کو آگے نہ بڑھائیں اور جس مقصد کے لئے ہم یہاں پر بیٹھے ہیں تو اس کی طرف آگے بڑھیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! دل تو نہیں کرتا کہ میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں کیونکہ مجھے بھی یہ لگتا ہے اور میرا ابھی دل یہی کرتا ہے کہ میں اسی بحث میں پڑا رہوں کیونکہ یہ بڑا اچھا کام ہے۔ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ گزر گئے ہیں اور کسی کو پتا نہیں کہ بجٹ میں جو shortfall ہے اس کا کیا کرنا ہے، کیا بات کرنی ہے اور ہم نے کیا مشورہ دینا ہے؟ یہاں پر تو یہی ہو رہا ہے کہ وہ (ن) ہے، وہ (ق) ہے اور یہ وہ ہے۔ اگر اب interruption ہوئی کیونکہ صرف اللہ کی طرف سے مجھ پر یہ ذمہ داری ہے جو میں یہاں پر کھڑا ہوں ورنہ میرا بالکل دل نہیں کرتا کہ میں اپنی گزارشات اب جاری رکھوں۔ بہر حال میں اب پھر شروع کر رہا ہوں۔

محترم وزیر خزانہ نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی طرح ایک پنجاب بورڈ آف ریونیو بھی بنایا جائے گا لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اگر basic source of income جو سیلز ٹیکس ہے وہ اگر پنجاب کو واپس نہ ملا اور source نہ ملا تو ایسے پنجاب بورڈ آف ریونیو کے بنانے کا کیا فائدہ ہوگا؟ میں دوبارہ دہراتا ہوں کہ 26۔ ارب روپے کے source gap کا اس وقت بھی سامنا ہے۔ اگر وفاقی حکومت نے جیسا کہ اس سال کہا ہے کہ ان کی ریکوریاں نہیں ہو رہی ہیں because law and order اور اگر انہوں نے کل کو پنجاب کو کہہ دیا کہ ہم آپ کے divisional pool میں حصے کو کم کر رہے ہیں تو یہ یقیناً کمرشل بنکوں سے قرضہ لیا جائے گا جو موجودہ حالات میں inflation کی وجہ سے 22,23 فیصد سے کم نہیں ہوگا اور وہ alarming situation ہوگی۔ 175۔ ارب روپے کا

ADP بہت اچھا ہے، یہ بہت اچھی بات ہے لیکن ریکارڈ سے میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جو ہمارا پچھلا بجٹ ہے اس میں ریکارڈ lapse ہوا ہے۔ بجائے اس کے کہ موقع پر پراجیکٹ کو مکمل کیا جاتا پیسا transfer account میں دکھا کر اس کو کسی حد تک یہ دکھایا گیا ہے کہ ادائیگیاں ہو گئی ہیں لیکن میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ موقع پر کام نہیں ہوئے اور پچھلے بجٹ کی بھی بہت بڑی تعداد lapse ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ recovery of tax کے اندر 28۔ارب سے اٹھا کر 49۔ارب روپے کر دیا گیا ہے۔ موجودہ حالات میں اگر جناتی کام بھی کئے جائیں گے تو 49۔ارب روپیہ پنجاب حکومت recover نہیں کر سکے گی۔ یہ میری apprehension ہے اور یہ میں ریکارڈ پر لا رہا ہوں۔ اب میں گزارش کرتا ہوں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ اس وقت پنجاب کو شدید بجلی کے بحران کا سامنا ہے۔ دس دس، گیارہ گیارہ گھنٹے بجلی جا رہی ہے اور ہمارے دیہاتی علاقوں میں سولہ تا اٹھارہ گھنٹے بجلی جا رہی ہے۔ فوری طور پر ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم solar energy کی طرف توجہ دیتے اور کوئی چھوٹی موٹی ایک ٹاسک فورس ہی بنا دیتے کہ یہ ٹاسک فورس چائنا جائے۔ انہوں نے جو Nation Development and deform Commission بنایا ہوا ہے جس کی بنیاد پر اس وقت گوادر میں roads and streets اسی solar energy سے چلا دی ہیں۔ آپ کو یاد ہو گا کہ آج سے پندرہ بیس سال پہلے ہمارے دیہاتوں میں peter engine ایک بڑا عجوبہ سمجھا جاتا تھا کہ peter engine آگیا ہے اور اس نے پانی نکال دیا ہے۔ اب الحمد للہ ہمارے چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بھی دس بارہ پندرہ سال کے لڑکے peter engine ٹھیک کر لیتے ہیں اور اب یہ تقریباً ہر گھر میں موجود ہیں ہے۔ میری آپ کے توسط سے جناب وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ فوری طور پر ابھی بھی بجٹ میں ایک solar energy کے لئے کوئی نہ کوئی شق رکھی جائے اور اس پر کام کیا جائے۔ جو حالات چل رہے ہیں اس میں کالا باغ ڈیم تو اب خوابوں میں بھی نظر نہیں آ رہا ہے اس لئے فوری طور پر solar energy پر توجہ دی جائے یہ کوئی اتنا مہنگا issue نہیں ہے۔ اس کے اندر سویڈن نے بھی بہت ترقی کی ہے ہم چائنا سے لے سکتے ہیں اور اس پر ہمیں فوری طور پر کام کرنا چاہئے۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے ایک اہم مسئلہ لانا چاہتا ہوں کہ یکم جولائی سے مالی سال شروع ہوتا ہے اور ہر ڈیپارٹمنٹ کا fund allocate ہو جاتا ہے لیکن آپ کو حیرانگی ہو گی کہ کوئی کام نہیں ہوتا یہاں تک کہ فروری مارچ کا مہینہ آ جاتا ہے۔ فروری مارچ میں اچانک purchase کے ٹینڈر آنے شروع ہوتے ہیں اور اس پر short tender بھی آتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جیسے آج کل آپ لاہور میں دیکھ رہے ہیں کہ ہر سڑک پر پائپ ہیں۔ جہاں پائپ بچھ

رہے ہیں، کھدائی ہو رہی ہے وہاں ساتھ ہی رنگ والا اپنی زیبرا کی لائنیں لگا رہا ہے وہ کیوں لگا رہا ہے ؟اس لئے کہ وہ 30۔ جون سے پہلے پہلے اس کی recovery کرنا چاہتے ہیں جو فنڈ اس میں رکھا گیا ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس سال بھی ایک ایک محکمے میں بے حساب loses ہوئے ہیں۔ جب اس قسم کے ٹینڈر نومبر یا دسمبر میں ہوتے ہیں تو وہ فائلیں محکمہ فنانس میں روک لی جاتی ہیں چاہے وہ پراجیکٹ کی ہوں یا purchase کی ہوں جو وہ مارچ یا اپریل میں واپس جاتی ہے اس طرح ریٹ کہیں سے کہیں جا چکا ہے۔ جب وہ ریٹ کہیں سے کہیں جا چکا ہوتا ہے تو وہ negotiation میٹنگ بلائی جاتی ہے۔ میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ اس سال بھی کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے اور میرے پاس figures ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ جب negotiation میں دوبارہ پارٹیاں آتی ہیں چاہے وہ contractors ہوں، چاہے suppliers ہوں وہ کہتے ہیں کہ ان کا ریٹ کہاں چلا گیا، ڈالر کہاں چلا گیا؟ ہم نے چھ ماہ پہلے دیا تھا اور پندرہ دن validity تھی آپ نے ہمیں بلا لیا ہم کیا کریں؟ اب اس کے اندر ہوتا یہ ہے کہ فائلوں میں کوئی نہ کوئی lame excuse لکھی جاتی ہے کہ فلاں صاحب چھٹی پر تھے، فلاں صاحب کو یہ ہو گیا اور فلاں صاحب عمرے پر چلے گئے۔ اس کے بعد اس کو retender کیا جاتا ہے اور losses کئے جاتے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ آئندہ سے جب financial year شروع ہو یکم جولائی اور اس کے بعد جتنا جتنا allocation ہے ان کو period دیا جائے اور دسمبر سے پہلے پہلے purchase اور project کے tenders جاری کر دیئے جائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے گندم ساڑھے نو سو روپے فی من کے حساب سے خرید کر واقعی ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا لیکن کچھ حقائق ایسے ہیں جو میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ الحمدللہ تقریباً 21 ملین ٹن کی فصل ہوئی ہے جس میں سے 6 ملین ٹن پنجاب حکومت نے خریدی ہے۔ 15 ملین ٹن کا straightaway فائدہ ہمارے کاشتکار کو ہوا ہے جو بہت بڑا احسان ہے لیکن میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ آڑھتی وہ کردار ہے جو موقع بے موقع کاشتکار کو قرضے دیتا ہے۔ شادی بیاہ پر، بیماری پر اور ناگہانی واقعات ہو جاتے ہیں اور دیہاتوں میں بنک available نہیں ہیں۔ ریکارڈ پر لانے والی بات یہ ہے کہ تمام تر کوشش کے باوجود بنک 250۔ ارب روپے سے زیادہ قرضے نہیں دے سکتے 250۔ ارب روپے سے زیادہ نہیں دے سکتے۔ 800۔ ارب روپے کا پورا circle ہے، ساڑھے 500۔ ارب روپے آڑھتیوں سے لیا جاتا ہے اور آڑھتیوں کو اس ریٹ پر بھی مال خریدنے کی اجازت نہیں دی گئی جو گورنمنٹ نے allow کیا تھا۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ حکومت ہندوستان آج بھی گندم آڑھتیوں

کے through ایک معقول مناسب کمیشن لگا کر خریدتی ہے۔ حکومت ضرور کسانوں سے direct گندم خریدے لیکن آڑھتیوں کو بھی اگر دس، پندرہ، بیس، پچیس روپے فی من دے دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ on the spot payment کرتے ہیں، کھیتوں سے اٹھاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جو پندرہ ملین ٹن رہ گیا ہے اس پر لوٹ کھسوٹ ہو رہی ہے کیونکہ اب گورنمنٹ نے خریداری بند کر دی ہے اب کسان آڑھتیوں کے رحم وکرم پر ہیں۔ اگر آڑھتیوں کو بھی ساتھ ہی کہا جاتا کہ تم بھی اسی ریٹ پر خرید سکتے ہو تو اس سے کسان کا بھی بھلا ہوتا اور آڑھتیوں کو بھی ایک رزق حلال ملتا۔

جناب سپیکر! ایک تلخ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں جنگلات صرف تین فیصد رہ گئے ہیں جو کم از کم پچیس فیصد ہونے چاہئیں۔ ٹمبر مافیا نے جنگلات کا بیڑہ غرق کر دیا۔ خود میرے حلقے میں چھانگا مانگا کا جنگل ہے جس کو میں بچپن سے دیکھتا آ رہا ہوں۔ جب میں بچپن میں اپنے باپ کے ساتھ وہاں جاتا تھا تو دن کے وقت بھی وہاں اندھیرا ہوتا تھا۔ وہاں اتنے اچھے درخت ہوتے تھے کیونکہ وہ ہم نے British government سے takeover کئے تھے۔ یہ میں 1960 کی بات کر رہا ہوں۔ آج میں جب وہاں سے گزرتا ہوں تو وہاں ایک چٹیل میدان ہے بلکہ کئی جگہ تو مجھے ایسے لگتا ہے کہ میں ایک صحرا سے گزر رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سال محکمہ جنگلات یہ کہتا ہے کہ اتنے کروڑ پودے لگا دیئے، اتنے کروڑ یہ کر دیا اور وہ کر دیا، وہ کہاں لگ رہے ہیں؟ یہ آپ بھی جانتے ہیں کہ جنگلات کا صفایا ہو چکا ہے۔ میں آج آپ کو عجیب بات بتاتا ہوں کہ محکمہ جنگلات میں daily wages پر کام کے لئے لوگوں کو رکھا جاتا ہے، حکومت ان کو کروڑوں روپیہ wages میں pay کرتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ ان کے ساتھ گارڈ ملے ہوتے ہیں اور انہیں ان کی تنخواہیں نہیں دیتے، ان کو کہتے ہیں کہ تم ہر روز چھ سات من یہاں سے لکڑی لے جاؤ اور یہ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ خدا جانتا ہے کہ بہترین قسم کی چھوٹی چھوٹی ٹاہلیاں دو، اڑھائی سال کی کاٹ کر piece بنا کر سائیکل پر لے جاتے ہیں اور یہ ساری تنخواہیں جنگلات کا عملہ خود کھاتا ہے اور اسی وجہ سے جنگلات نہیں بڑھ رہے اور پنجاب میں جنگلات کی تباہی ہو گئی ہے اور یہاں جنگلات کا کوئی حال نہیں ہے۔ forest میں دیا جانے والا سارا پیسا تباہ ہو رہا ہے۔ میں اس کو ثابت کر سکتا ہوں کہ جنگلات پاکستان کا، ہمارا، ہماری آنے والی نسلوں کا ہمارے پاس بہت بڑا اثاثہ ہے۔ اس کے اوپر توجہ دی جائے اور جنگلات کے لئے اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو بغیر اطلاع کے جنگلات کو جا کر check کرے اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ جنگلات میں daily چوری ہو رہی ہے۔ ہم عجیب قوم

ہیں کہ چھانگا مانگا جنگل کی 1885 کی جو پرانی ریلوے لائن تھی وہ بھی بیچ کر کھا گئے اور اس کا پرچہ ہوا اور آج تک یہ recover نہیں ہو سکی کہ وہ اندر کی ریلوے لائن کون لے گیا جس پر چھوٹی ٹرین چلتی تھی۔ یہ حالات ہیں grounds پر لیکن اگر آپ ٹی وی پر دیکھیں تو بڑی خوبصورت documentary دکھائی جاتی ہے۔ پتا نہیں کون سے ملک کی دکھائی جاتی ہے، درخت ہی درخت نظر آتے ہیں اس میں بچے ضرور پاکستانی ہوتے ہیں۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ documentary اب ہماری نہیں ہے اسے کہیں نتھیا گلی کے کسی علاقے سے لا کر پنجاب سے جوڑ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ گھنٹی کل تو نہیں بج رہی تھی، شاید اب خراب تھی میری وجہ سے بج رہی ہے۔ درمیان میں جو جھگڑا ہوتا رہا ہے وہ بھی تو نکلوائیں۔ Solid Waste کے لئے نہ صرف بجٹ میں پیسا رکھا گیا بلکہ Solid Waste Department کے لئے foreign exchange میں بھی قرضہ مانگا جا رہا ہے۔ آپ سے زیادہ کون جانتا ہوگا کہ جب صبح ہم اُٹھتے ہیں اور نماز فجر کے بعد باہر نکلتے ہیں تو تمام طرف لاہور میں سوائے دو تین جگہوں کے، کینٹ کا کچھ ایریا، جی او آر۔I کا کچھ ایریا، جی او آر۔II کا ایریا، تمام لاہور میں مٹی کے تیل اور ماچس کے ساتھ کوڑے کو آگ لگائی جاتی ہے اور ہر اس جگہ پر بھی لگائی جاتی ہے جہاں لکھا ہوتا ہے کہ 'کوڑا جلانا جرم ہے' تو Solid Waste پر جو کروڑوں روپیہ ڈیزل کا اور اس کا دیا جا رہا ہے انہوں نے ڈالروں میں اتنا پیسا مانگا ہے اور اب قرضہ بھی لیا جائے گا یہ کہاں جائے گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ورلڈ بنک سے یہ قرضہ لیا جائے گا اور یقیناً یہ تین سال بعد payable ہوگا تو وہ کیسے payable ہوگا؟ پہلے بھی ورلڈ بنک اور جاپان سے قرضہ لے کر ہم نے Solid Waste چلایا اس کی کوئی کارکردگی مجھے تو نظر نہیں آتی۔ جہاں میرا گھر ہے گلبرگ۔II میں، وہاں پر بھی تمام کا تمام کوڑا جلایا جاتا ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ Solid Waste کا محکمہ جو ہے کوئی کارکردگی کر رہا ہے۔ ہمیں بجٹ کے document کے ساتھ reduction in expenses کا letter دیا گیا تھا تمام معزز ممبران نے وہ دیکھا ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ گاڑیاں نہیں خریدی جائیں گی، بڑی اچھی بات ہے، نہ خریدی جائیں لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آخر ان حالات میں بھی آٹھ آٹھ، دس دس کنال کے گھروں کا کیا جواز ہے؟ ایک کنال بیس گریڈ تک اور بیس سے اوپر دو کنال کے گھر بنائے جائیں۔ آٹھ کنال کا گھر جو ہے اس کو maintain کرنا کتنا مشکل ہے، یہ آپ بھی جانتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کو صرف maintain ہی کرنا جبکہ اس کا مالی ہی نہیں مان۔ آٹھ کنال کے گھر کی مالیوں کی اپنی یونین بنی ہوتی ہے۔ میرا چار کنال کا گھر ہے، وہ مالی روز ہی جب میں اخبار پڑھتا ہوں تو وہ میرے

دوالے کوئی نہ کوئی چیز لے کر ہوتا ہے، مجھے پتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے؟ آخر reduction کی جا رہی ہے اور چیزوں میں کی جا رہی ہے تو یہ اتنے اتنے بڑے گھروں میں کیوں نہیں کی جا رہی ہے؟ میں آج اس ایوان کو ایک عجیب بات بتاتا ہوں ابھی بھی دس کروڑ روپیہ اس بجٹ میں صرف جی او آرز کے لئے رکھا گیا ہے تو کاہے کی reduction in expenses کہ دس کروڑ روپیہ صرف جی او آرز کے لئے اور ایک اور بات سُنیے کہ پچھلے چھ مہینے کے اندر جو foot path جی او آر۔I میں بنائے گئے تھے وہ فٹ foot paths رات دو دن پہلے توڑ دیئے گئے ہیں۔ دو کروڑ روپیہ اس پر لگا تھا اور وہ green belts بنا دیئے گئے، ان پر کس نے چلنا ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ جی او آر۔I میں یہ جو فٹ پاتھ راتوں رات توڑے گئے ہیں اور پی ایچ اے کی پوری ٹیم لگا کر green belts بنا دی گئی ہیں۔ آپ کے اور میرے گھر کے سامنے اس طرح within 24 hours یا within 8 hours It is not possible, why?

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! ٹائم ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، وہ چار منٹ جو ان کے لئے گئے تھے وہ چار منٹ ان کے بڑھا دیئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کی ایک توجہ چاہتا ہوں کہ non elected لوگوں کو ٹاسک فورس کے تحت ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے مہینہ پر رکھا جا رہا ہے۔ اس ایوان میں اتنے اتنے قابل لوگ بیٹھے ہیں، اتنے اتنے اچھے ذہین لوگ بیٹھے ہیں۔
وعدے کر کے آئے ہیں، لوگوں کو جانتے ہیں، ground realities کو جانتے ہیں کہ لوگ کس مصیبت میں رہ رہے ہیں، وہ ٹاسک فورس والوں کو لائے ہیں جو ویسے ہی بائیس گریڈ سے ریٹائر ہوئے ہیں، ساری عمر انہوں نے جیسے حکومت کی ہے وہ مجھے اور آپ کو بھی پتا ہے، اب وہ ٹاسک فورس میں آ گئے ہیں۔ یہاں سے لوگوں کو لیا جائے، یہ لوگ ووٹ لے کر آئے ہیں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ میں اپنے ان تمام ارکان کی طرف سے گارنٹی دیتا ہوں کہ یہ ایک پیسا extra نہیں لیں گے۔ یہ ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ جو اُن کو without privilege مہینے کا دیا جا رہا ہے اور گاڑیاں یہ زیاں ہے۔ آپ یہاں سے لوگ لیں۔

جناب سپیکر! میں نے دو تین ڈیپارٹمنٹس کے بارے میں صرف دو تین باتیں کرنی ہیں۔ ایک سی اینڈ ڈبلیو، ایک ہیلتھ اور ایک اریگیشن۔ میں یہ چاہتا ہوں اور اللہ کبھی مجھے موقع دے، اس کے ہاں کوئی کمی نہیں ہے اور میں اس معزز ایوان کے سامنے دعوے سے یہ بات کر رہا ہوں کہ آج بھی اگر

ایک کمیٹی بنادی جائے اور ان کے تمام ٹینڈرز کی negotiation meeting میں یہاں کے لوگوں کو بٹھایا جائے تو 15 فیصد کی straightway بچت ہو سکتی ہے جو over and above کھایا جاتا ہے، کھایا تو بہت جاتا ہے لیکن 15 فیصد کی straightway بچت ہو سکتی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں کو ہر negotiation meeting میں شامل کیا جائے، چاہے 10 لاکھ کا کنٹریکٹ ہو یا 10 کروڑ کا ہو میں ثابت کر سکتا ہوں۔ میرے پاس proof ہے، میں نے اپنے علاقے کے ای ڈی او (ورکس) کو کہا کہ میرے علاقے کے جو سکول ہیں ان پر مجھے دس فیصد بچت چاہئے، اس کو بڑی تکلیف ہوئی۔ وہ بہت اُچھلا، کہنے لگا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا کہ میں ٹینڈر کا کام جانتا ہوں، یہ ایسے ہو سکتا ہے۔ آپ یقین کریں کہ اس نے کیا کیا؟ کیونکہ میں نے ٹی ایم او کے تحت ہمیشہ بچت کی ہے پچھلے tenure میں بھی اور اب بھی تو اس نے کیا کام دکھایا، اس نے پندرہ کے پندرہ کنٹریکٹروں سے مل کر ٹینڈر نہیں ہونے دیئے اور مجھے اطلاع دی کہ ان کو پتا لگ گیا ہے کہ یہ شیخ صاحب کے ٹینڈر ہیں اس میں کوئی نہ آئے۔ میں نے کہا کہ شیخ صاحب جن ہیں؟ شیخ صاحب نے آپ کو کیا کہنا ہے؟ میں نے کہا کہ میں آپ کو دیکھ لوں گا۔ اب اس نے پھر ٹینڈر لگایا ہے اور مجھے پتا ہے کہ وہ پھر scrap کرے گا اور جب وہ scrap کرے گا تو اس وقت حکومت پنجاب کو چاہئے کہ ایسے ای ڈی او کو ٹانگ دے، اس کو dismiss ہونا چاہئے کیونکہ اس نے یہ فون کروایا ہے اور میں آپ کو بتا دوں کہ جتنے projects میں گڑبڑ ہوتی ہے وہ ان ورکس والوں اور ایکسیئن وغیرہ کی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! irrigation کی بھل صفائی میں جو کروڑوں روپیہ کھایا جاتا ہے وہ سب ان کی وجہ سے کھایا جاتا ہے۔ جب پانی آجاتا ہے تو اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ جی بند، قطعاً کچھ نہیں کرتے، ٹریکٹر بھی بیچارے زمینداروں سے لیتے ہیں تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ایوان کے یہاں جو کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں، اللہ جانے وہ کمیٹیاں کیا کرتی ہیں، کبھی کبھی مجھے تو گھر letter آجاتا ہے کہ فلاں کمیٹی کا آج اجلاس ہے، ویسے کبھی ایک فون بھی آتا ہے لیکن اگر اس طرح کی کوئی کمیٹی بنائی جائے جس سے یہ لوگ جا کر اس کی صرف negotiation meeting میں بیٹھ جائیں اور دیکھیں کہ یہ negotiation ہوتی کیسے ہے تو میں کہتا ہوں کہ 15 percent of the state recovery ہوگی۔

جناب سپیکر! سرکاری ہسپتالوں میں پیسا دیا گیا ہے۔ میں اب مختصر کرنا چاہ رہا ہوں، اس کے اندر جو پروفیسر حضرات ہیں ان کے کردار کو مدنظر رکھا جائے، جن دوائیوں کی کمپنیوں سے وہ ملے ہوئے ہیں ان کو دیکھا جائے۔

جناب والا! آپ ایک عجیب بات سُنیں گے کہ ابھی U.N.O نے، کسی عام ادارے نے نہیں U.N.O نے یہ کہہ دیا ہے، میرے پاس detail report ہے کہ پاکستان میں بننے والی جتنی ٹی بی کی ادویات ہیں وہ سب substandard ہیں اور ان کی purchases بند کر دی جائیں۔ اب بتائیے کہ جو ٹی بی کے مریض بیچارے ہیں ان کا کیا حال ہو گا؟ لیکن پروفیسر حضرات میں زیادہ تر لوگ، میں اور آپ، مجھے دو دو، تین تین سال ہو جاتے ہیں، مجھے free offers ہوتی ہیں میں جس کام میں ہوں، مجھے free offers ہوتی ہیں، میں پاکستان سے باہر نہیں جا سکتا، خدا جانتا ہے۔ یہ ہر مہینے کیسے چلے جاتے ہیں؟ عجیب سی بات ہے میں بتانا نہیں چاہتا کہ کس کس کو لے جاتے ہیں تو یہ پیسا کہاں سے آتا ہے؟ ان کو کون پیسا دیتا ہے اور ان کے گھر، مطلب یہ کہ میں ثابت کر سکتا ہوں کہ ڈیفنس میں گھر، گلبرگ میں گھر، کینٹ میں گھر کیسے، یہ کیسے؟ تو یہ check ہونا چاہئے اور پھر جب ٹی وی پر آتے ہیں تو ان سے بڑا مسیحا کوئی نہیں ہوتا۔ الحمد للہ سے بات شروع ہوتی ہے تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے ان پروفیسروں سے ہمیں نجات دلائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! چونتیس ہزار ایجوکیٹرز حکومت بھرتی کر رہی ہے بڑی اچھی بات ہے۔ کہا یہ گیا ہے کہ یہ سارے کے سارے میرٹ پر ہیں۔ میں افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ سارے کے سارے میرٹ پر نہیں ہیں۔ ایم پی ایز کو discourage کر کے بیوروکریٹس کے ہاتھ میں دینے سے حالات اچھے نہیں ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں بڑے بڑے اچھے lawyers بیٹھے ہیں، ایک لفظ اور آپ خود ماشاءاللہ ایک renowned lawyer ہیں، ایک لفظ derived ہے جو انکم ٹیکس ایکٹ کا لفظ ہے۔ ہم سے derive کی جا رہی ہیں powers گورنمنٹ کو اور ہمیں دیا کچھ نہیں جا رہا اور ہم سے derive power کر کے کس کو دیا جا رہا ہے؟ جو پیسوں سے کام کر رہا ہے تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔ ہم پر اعتماد کیا جائے۔ ہم کوئی غلط لوگ تو بھرتی نہیں کریں گے۔ ایک سپاہی بھرتی کرنے کے لئے، ہم کہتے ہیں کہ آپ میرٹ پر رکھ لیں لیکن ہم جن سے کوئی وعدے کر کے آئے ہیں، یقین کریں کہ وہ اب ہمیں جن نظروں سے دیکھتے ہیں ہم کسی کو رکھ ہی نہیں سکتے۔ میں نے تو اپنے حلقے میں جب میں ایسی جگہوں پر جاتا ہوں جہاں کوئی اس قسم کے وعدے کئے ہوئے ہیں تو میں وہاں بلیک نیٹ لگا لیتا ہوں، یقین کریں کہ میں بلیک نیٹ لگا لیتا ہوں تاکہ مجھے یہ نہ دیکھیں کیونکہ مجھے تو بڑی شرم آتی ہے۔ ہم ایک استاد نہیں رکھ سکتے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے۔

جناب سپیکر! بڑی اچھی بات ہے کہ حکومت ٹریکٹروں کے لئے پیسا دے رہی ہے لیکن میری گزارش صرف اس میں یہ ہے کہ یہ جو پیسا دیا جائے گا کیا یہ گارنٹی ہے کہ یہ ٹریکٹر کھیتوں میں ہی چلیں گے؟ میرا دعویٰ ہے کہ یہ ٹریکٹر ابھی بھی اینٹیں ڈھوئیں گے اور یہ جو ٹریکٹر ٹرالیوں سے اینٹیں ڈھوئی جا رہی ہیں انہوں نے سڑکوں اور accidents کی بھی تباہی مچا دی ہے۔Rate of accidents نکال لیں، سب سے زیادہ rate of accidents جو ہیں ان ٹریکٹر اور ٹرالیوں کی وجہ سے ہیں اور یہ دنیا میں کہیں کسی civilized ملک میں نہیں ہے، Mediam ligh weight ٹریکٹر چلائے جاتے ہیں جو تقریباً اسی رینج میں بن جاتے ہیں لیکن ان ٹریکٹر ٹرالیوں نے جو تباہی مچائی ہے، ان کو ٹریکٹر ضرور دیں بڑی اچھی بات ہے، ہمارے کسان کو زیادہ سے زیادہ subsidy ملنی چاہئے لیکن کوئی ایسا طریقہ بنایا جائے کہ یہ ٹریکٹر ٹرالیاں بلڈنگ مٹیریل میں استعمال نہ ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! ایک منٹ میں wind up کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں دو منٹ لوں گا بس۔ شکریہ۔ طالبعلموں کے لئے جو کتابوں کی تجویز دی گئی ہے کہ مفت کتابیں دی جائیں گی لیکن میں اس ایوان کو ایک حیران کن بات بتانا چاہتا ہوں، میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں اور کر سکتا ہوں کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے پچپن روپے کلو والا نیوز پرنٹ 82 روپے کلو میں خریدا اور 82 روپے کلو میں خرید کر صرف دو پارٹیوں کو کہا کہ ان سے خریدو اور پبلشر کو کہا کہ ان سے خریدو جس کی وجہ سے پچھلے سال یعنی 2008 اسی حکومت کے دور سے اب کتابوں کے ریٹ 66 فیصد بڑھ گئے ہیں تو وہ پیسا کون دے گا؟ یہی طالبعلموں کے ماں باپ دیں گے۔ اس بات کی انکوائری ہونی چاہئے۔ میری حکومت سے گزارش ہے کہ یہ 55 روپے کلو والا نیوز پرنٹ جو ہے یہ 82 روپے کلو میں انہوں نے insist کر کے کیوں دیا؟ چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کو یہاں بلایا جائے۔ اس کے لئے علیٰحدہ کمیٹی بنائی جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ یہ کس طریقے سے پرچیز ہوئی اور اس کا open tender کیوں نہیں ہوا، اس کی open bid کیوں نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر! یہ بہت اچھا فیصلہ ہے کہ سرکاری اراضی کو فروخت کر کے 13۔ارب روپیہ لیا جائے گا لیکن میری اس میں صرف گزارش یہ ہے کہ یہ جہاں سے بھی اراضی فروخت کی جائے یہ اس علاقے کے unemployed youth کو دی جائے، چاہے ان سے پیسے نہ لئے جائیں، کم لئے جائیں، ان کو لیز کر دی جائے لیکن اس کے اندر investors کو نہ لایا جائے۔ اگر آپ نے یہ اراضی investors کو دے کر پیسا لے لیا تو ان لوگوں کا کوئی حال نہیں ہوگا اور پھر محرومیاں create ہوں گی۔ میں اب اس

کو تیزی سے ختم کر رہا ہوں کیونکہ گزارشات کچھ ایسی ہیں اور ٹائم کافی ضائع ہو گیا ہے۔ ایک عجیب بات ہے۔ کل میرے بھائی سید احمد محمود صاحب نے بڑی اچھی باتیں کہیں۔ ان کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حلقے کی باتیں کریں۔ ساؤتھ پنجاب کے سارے میرے بھائی اللہ کرے تاعمر وہ یہاں پر اپنے حلقے کی باتیں کریں لیکن ایک اتنا سینئر پارلیمنٹیرین اور ایک اتنے عظیم باپ کا بیٹا، اس نے پنجاب حکومت پر ایک عجیب الزام لگایا، وہ الزام یہ تھا کہ 70۔ارب روپیہ صرف فوڈ سپورٹ سکیم پر دیا گیا، یہ figures کی ہی غلطی تھی جس کی وجہ سے پاکستان ٹوٹا تھا، میں چھوٹی سی بات کروں گا کہ شیخ مجیب الرحمٰن نے سائیکل پر پاکستان کے لئے ووٹ مانگا تھا اور اسی مجیب الرحمٰن نے، آپ جانتے ہیں کہ جب اس نے figures میں گڑ بڑ کر کے یہ کہا تھا کہ سنہار بنگال کہ میرا سونا جو ہے وہ تم نے اس اسلام آباد میں لگایا ہے وہ یہی حالات تھے، وہ اتنا بڑا پارلیمنٹیرین ہے، کل انہوں نے بار بار یہ کہا کہ ان کے کوئی ulterior motive نہیں ہیں، نہیں ہوں گے لیکن میں ایک بات افسوس سے کہنا چاہتا ہوں کہ جس دن بجٹ میرے بھائی نے پیش کیا، میں یہاں بیٹھا ہوا تھا، ساؤتھ پنجاب کے کچھ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے تھے، جب ساؤتھ کے لئے allocation کی بات، throughout وہ کہتے رہے کہ لاہور کے لئے، لاہور کے لئے، لاہور کے لئے، جب ساؤتھ کے لئے وزیر خزانہ نے بات بتانی شروع کی کہ اتنے ارب، اتنے ارب، اتنے ارب تو وہ اس وقت بھی کہتے رہے کہ لاہور کے لئے، لاہور کے لئے، لاہور کے لئے، خدا کی قسم ساؤتھ کے حالات اور سنٹرل پنجاب کے حالات میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آپ سے زیادہ کون جانتا ہے، ہم دونوں لاہور سے ہیں، لاہور کے اندر کئی علاقے ایسے ہیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ جن کے حالات ساؤتھ پنجاب سے زیادہ بُرے ہیں۔ میرا حلقہ چالیس منٹ کی drive پر ہے، میں دعویٰ کرتا ہوں کہ سید احمد محمود میرے ساتھ چلیں اگر ان کے حالات میرے حلقے سے زیادہ بہتر نہ ہوئے تو میں resign کر دوں گا لیکن بلاوجہ سنٹرل پنجاب کو بُرا بھلا کہنا، ہم پتا نہیں کہ کس طریقے سے اپنے آپ کو چلا رہے ہیں یا تو یہ ہے کہ ہم کوئی بہت زیادہ ماڈرن علاقے میں رہتے اور خرمستیاں کرتے ہیں، یہ بڑی زیادتی ہے، 70۔ارب روپیہ انہوں نے دکھایا ہے جبکہ پنجاب حکومت نے جو روپیہ دیا ہے وہ صرف 14۔ارب روپے ہے تو ایسی باتیں نہیں ہونی چاہئیں اور ایک ایسی شخصیت کی طرف سے نہیں ہونی چاہئیں جو کہ ویسے ہی ایک land mark شخصیت ہے تو یہ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سکیم بہت اچھی ہے لیکن فوڈ سپورٹ سکیم کو جس طرح سے بھی ہو اس کو post office سے نکال دیا جائے۔ post office میں بہت بڑا فراڈ ہوا ہے، اس کو صرف بنکوں کے ذریعے دیا جائے۔ میں اس کی سکیم دے سکتا ہوں کہ صرف بنکوں کے ذریعے ان کو payment کی

جائے اور جہاں بنک نیچے نہیں جا سکتے وہاں بنکوں سے کہا جائے کہ وہ تحصیل level پر نیچے جا کر، موبائل پر جا کر payments کریں۔(قطع کلامیاں)

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان کی تقریر کے دوران interfere کیا ہے۔ پریس والے چلے گئے ہیں، ان کے بارے میں ذرا پتا کرنا چاہئے۔ وہ اشارہ یہی کر رہے تھے کہ شاید بائیکاٹ کا معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں ذرا پتا کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ پھر آپ اور ساتھ خلیل طاہر سندھو صاحب، مرتضیٰ صاحب چلے جائیں اور پتا کریں کہ وہ باہر کیوں چلے گئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب! کس وجہ سے چلے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جا کر پتا کریں کہ کیوں گئے ہیں؟(قطع کلامیاں)

شیخ علاؤالدین: نہیں۔ کس وجہ سے چلے گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پتا نہیں، مجھے نہیں معلوم، وہ جا کر پتا کرتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

ہاؤس کے اندر بیٹھ کر آپ کوئی اشارہ concentrate نہ کریں۔ شیخ صاحب! اب آپ کے پاس ایک منٹ ہے کیونکہ اب آپ کے چودہ منٹ ہو گئے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پہلے بھی آپ نے دو منٹ کہے تھے۔ پلیز!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ جو جرنلسٹ چلے گئے ہیں ان کا انتظار کروں یا اپنی بات جاری رکھوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر مکان دینا اچھی بات ہے لیکن اس کے اندر یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ سولہ گریڈ سے نیچے والوں کا حصہ کتنا ہو گا جو میرے خیال میں 75 فیصد ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال بھی بیوٹی پارلر پر ٹیکس لگانے کی گزارش کی تھی۔ آج بھی اس general recession کے دور میں۔۔۔(قطع کلامیاں)

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House.

جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال بھی گزارش کی تھی کہ بیوٹی پارلر پر ٹیکس لگنا چاہئے لیکن آج بھی اس general recession کے دور میں جبکہ ہر مارکیٹ میں مندا ہے، آپ جانتے ہیں کہ بیوٹی پارلروں پر کوئی مندا نہیں ہے۔ یہ پچاس ہزار روپے سے لے کر ڈیڑھ لاکھ روپے تک دلہن بنانے کا لے رہے ہیں تو ان پر ٹیکس اس دفعہ بھی کیوں نہیں لگایا گیا؟ اس لئے ان پر ٹیکس لگنا ضروری ہے۔

جناب والا! میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آج سے تین، ساڑھے تین سال پہلے گاڑیوں کی رجسٹریشن کے بارے میں ایک جامع پالیسی دی تھی جو اس وقت کے سیکرٹری ایکسائز سے بھی میری بڑی تفصیلی بحث ہوئی تھی۔ آج بار بار اخبارات میں یہ کہا جاتا ہے کہ رجسٹریشن پر انتشار ہے، لوگ پریشان ہیں۔ پوری دنیا میں طریق کار یہ ہے کہ جب گاڑی deliver ہوتی ہے تو اس سے پہلے گاڑی رجسٹرڈ ہوتی ہے اور بغیر رجسٹرڈ کے گاڑی deliver نہیں ہوتی تو میری آپ سے گزارش ہے کہ میرے پاس اس کا پورا پلان بنا ہوا ہے، فوری طور پر اس کا ایک ایسا طریقہ بنایا جائے کہ بغیر رجسٹریشن گاڑی کمپنی سے deliver نہ ہو اور یہی ایک کرپشن کی جڑ ہے کہ جب گاڑی بغیر رجسٹریشن کے سڑک پر جاتی ہے تو اس کے بعد ہزاروں کی تعداد میں لوگ وہاں پہنچتے ہیں اور لوگ پریشان ہوتے ہیں تو اس قسم کے جو معاملات ہیں، جو بہت آسانی سے حل ہو سکتے ہیں ان کو فوری طور پر حل کرنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں آپ سے یہ چاہوں گا کہ یہ جو جنرل سیلز ٹیکس پر میں نے گزارش کی ہے میرے بھائی وزیر خزانہ اس کا ضرور جواب دیں گے جب وہ اپنی تقریر کریں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب تھوڑا سا میں ممبران سے پھر گزارش کروں گا کہ interruption چلیں رہی، سارے کچھ معاملات کی وجہ سے تو یہ شیخ صاحب کے پندرہ منٹ ہوئے ہیں۔ اس کے اندر دس منٹ کو ہم voluntarily follow کریں۔ اب میں ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور پوری کابینہ کو مبارکباد دینا چاہوں گا- موجودہ حالات میں جب پورا ملک اضطراب کی کیفیت میں ہے، دو صوبوں میں جنگی حالات ہیں بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارا پورا ملک جنگ کی حالت میں ہے- ان حالات میں اس طرح کا

متوازن بجٹ پیش کر کے انہوں نے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔لہذا میں اس پر میاں صاحب اور ان کی پوری کابینہ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)
میں تاریخ کی تھوڑی سی ورق گردانی ضرور کرنا چاہوں گا کہ قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو نے پہلی دفعہ 1975 میں surplus بجٹ پیش کیا اور اس کا اثر پورے صوبوں پر پڑا تھا۔ پھر ڈکٹیٹر کے آنے سے جو ملکی حالات ہوئے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ ڈکٹیٹر کے آنے سے ملک غیر ملکی قرضوں کے نیچے دبتا چلا گیا اور جمہوریت کو لگاتار نقصان پہنچتا رہا۔میں سمجھتا ہوں کہ ہماری وہ بدقسمتی ضیاء دور سے شروع ہوئی اور اس ڈکٹیٹر نے ہمارے ملک کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر دیا۔اس کے بعد جمہوریت کی پٹڑی چلی تو پھر ایک اور ڈکٹیٹر براجمان ہوا جس کے گند کو صاف کرتے ہوئے ہمیں ابھی بھی ایک عرصہ لگے گا ان حالات کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت کی liabilities اتارتے اتارتے بھی ہمیں ایک عرصہ لگے گا لیکن پنجاب حکومت میں ایک متوازن بجٹ پیش کر کے ایک کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ میں زیادہ وقت نہیں لوں گا بلکہ مختصر بات کروں گا کہ آج سے سال ڈیڑھ سال پہلے پیش گوئیاں ہونے لگ گئی تھیں کہ خدانہ کرے یہ ملک خطرے میں ہے لیکن میرا یہ راسخ ایمان ہے، آپ کا بھی ہونا چاہئے اور پوری قوم کا ہوگا کہ یہ ملک ہمیشہ ہمیشہ قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور انشاء اللہ رہے گا۔کوئی مایوسی کی بات نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ملک کی قیادت چاہے وہ سنٹر میں ہے یا پنجاب میں، وہ اس ملک کے ساتھ مخلص ہے اور جو اس ملک کی کشتی منجدھار میں پھنسی ہوئی تھی اس کو نکالنے کے لئے عوام اور اسمبلیوں کے تعاون سے کامیابی سے ہمکنار ہوں گے اور یہ ملک ہمیشہ ہمیشہ ہماری آنے والی نسلوں کے لئے قائم و دائم رہے گا۔میں ان مایوس لوگوں کو یہ امید دلانا چاہتا ہوں کہ جو مایوسی کی باتیں کر کے بدامنی پھیلانا چاہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ آج وہ حالات بدل چکے ہیں اور ملک صحیح track پر چڑھ گیا ہے اور انشاء اللہ اس کے اثرات آنے والے وقتوں میں نظر آئیں گے۔

جناب سپیکر! میں بجٹ سے متعلق دو تین main باتیں عرض کر کے آپ سے اجازت چاہوں گا۔یہ ایک tax free بجٹ ہے۔کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا بلکہ وراثتی انتقال پر جو ٹیکس لگتا تھا وہ بھی ختم کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا tax free بجٹ ہے۔قوم جو پہلے ہی کسمپرسی کی حالت میں ہے اس پر مزید ٹیکس لگانے کی بجائے پہلے ٹیکسوں کی بھی چھوٹ دی گئی ہے۔میں دوسری یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بے گھر لوگوں کے لئے جو ہاؤسنگ سکیموں کا اعلان کیا گیا ہے اس سے عوام کو فائدہ ہوگا۔

جناب والا! تعلیم کے لئے خاطر خواہ بجٹ رکھا گیا ہے میں خاص طور پر دانش سکول سسٹم کا ضرور ذکر کرنا چاہوں گا کہ مدرسوں میں جو بمبار بن رہے تھے انہیں counter کرنے کے لئے حکومت نے یہ ایک نئی سکیم شروع کی ہے۔ جو لوگ غربت کی وجہ سے اپنے بچے مدرسوں میں پھینک آتے تھے کہ ان کا کھانا پینا کریں، ان کو کپڑے دیں اور انہیں تعلیم بھی دیں لیکن چند مدرسے ایسے تھے جو اپنی لائن سے ہٹ کر ملک کے خلاف دہشت گردی کی سرگرمیوں میں ملوث ہو گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ بچوں کو نہیں پڑھا سکتے یا ان کا خرچہ برداشت نہیں کر سکتے انہیں دانش سکول سسٹم سے فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں nondevelopment expenditure کم کئے گئے ہیں اس کا directly and indirectly عوام کو ہی فائدہ ہو گا۔ پچھلی دفعہ ڈویلپمنٹ کے لئے 160-ارب روپے رکھے گئے تھے اب بڑھا کر 175-ارب روپے کر دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ کا ایک بہت اچھا پہلو ہے اور اس میں بہتری نظر آ رہی ہے۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتا ہوں کہ صوبائی حکومت نے فوڈ سپورٹ پروگرام کے تحت پیسے رکھے ہیں اور وفاقی حکومت نے بھی پیسے رکھے ہیں اس سے غریب کا چولہا جلنا شروع ہو گیا ہے۔ ہماری کابینہ کے وزراء fool-proof policy مرتب کرنے کے لئے لگے ہوئے ہیں تاکہ ڈاکخانوں کی سطح پر جو شکایات ہیں یا جو لوگوں کو پیسے نہیں پہنچتے انشاء اللہ جلد اس میں بہتری کے رزلٹ آئیں گے۔

جناب والا! چونکہ بجلی کا بحران ہے اور پچھلے دس گیارہ سالوں میں بجلی کی پیداوار کے لئے کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا لیکن اب اس بجٹ میں ڈیم بنانے کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں سکیورٹی فورسز کو مضبوط کرنے کا پروگرام اس ملک کی اہم ضرورت ہے۔ میں اس میں ایک چھوٹی سی تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ہم جو tracking system میں ایجنسیوں پر depend کر کے پولیس والوں کو کہتے ہیں ان سے تعاون حاصل کریں۔ میرے خیال میں ہمیں خود tracking system پولیس کو دینا چاہئے۔ خاص طور پر سٹریٹ کرائمز، موبائل کی ڈکیتیاں ہوتی ہیں یا ڈکیتیوں میں موبائل چلے جاتے ہیں یا ملک دشمن عناصر جو ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہوتے ہیں ان کی باتیں سننے کے لئے اگر tracking system پولیس کے حوالے کر دیا جائے تو آنے والے وقتوں میں بڑا فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب اور اپر پنجاب میں یہ باتیں پھیلنا شروع ہو گئی ہیں کہ کچھ لوگوں کو محرومیاں ہیں۔ لہذا ان محرومیوں کو ضرور مدنظر

رکھنا چاہئے۔کچھ وجوہات ہوتی ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں محرومیاں آتی ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ اس پر ایک کمیشن مقرر کر کے جنوبی پنجاب اور اپر پنجاب کے لوگوں کو بٹھا کر ان چیزوں کی وضاحت ہونی چاہئے۔ان محرومیوں کا خاتمہ ہو گا تو پھر آنے والا وقت پاکستان اور صوبہ پنجاب کے لئے بہتر ہو گا۔میں اس کے حق میں ہوں کہ اگر جنوبی پنجاب یا پنجاب کا انتظامی بنیادوں پر کوئی اس طرح کا لائحہ عمل بنا کر کوئی راستہ نکال لیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو آج یہ باتیں ہو رہی ہیں شاید ہمیں کل پچھتانا پڑے لہذا اس پچھتاوے سے بہتر ہے کہ ہمیں وقت سے پہلے اسے take up کرنا چاہئے۔میں ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ I am grateful to you that you provided me a chance to express my views میں 2009-10 کا انتہائی تعمیری، متوازن، عوام دوست اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے پر صوبائی حکومت، وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، سینئر وزیر راجہ ریاض صاحب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب، سیکرٹری صاحبان اور تمام team کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ان حالات میں وہ مبارکباد deserve کرتے ہیں جبکہ ملک کو داخلی اور خارجی طور پر مشکلات اور سنگین challenges کا سامنا ہے۔یہ tax free بجٹ اس وقت بنایا گیا جب عوام مصائب اور مشکلات سے دوچار ہیں، عدم تحفظ کا شکار ہیں۔بجلی اور گیس کا شدید بحران ہے۔ملکی اور غیر ملکی سرمایہ دار اپنا سرمایہ باہر لے جا رہے ہیں۔سابق دور کی کانٹوں بھری اور پُرآشوب ایک لمبی داستان ہے کہ جس میں سرمایہ تیزی کے ساتھ باہر چلا گیا اور اب بھی لوگ سرمایہ کاری کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور اپنے سرمایہ کو باہر لے کر جا رہے ہیں۔یہ امر قابل تحسین ہے کہ اس وقت پنجاب میں امن وامان کی صورتحال کو کنٹرول کیا گیا ہے اور اس مد میں 43۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! صنعتی ادارے بند ہو چکے ہیں، گرانی اپنے عروج پر پہنچ چکی ہے اور پیداوار کے سلسلے میں بالکل کوئی پیشرفت نہ تھی۔ان حالات میں صحت اور تعلیم کے شعبوں کے لئے خطیر رقوم مختص کی گئی ہیں۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلری میں واپس آ گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! ذرا ایک منٹ تشریف رکھیں۔ملک ندیم کامران صاحب ہاؤس میں واپس آئے ہیں ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہوا؟

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ کے حکم کے تحت میں اور میرے ساتھی ابھی باہر گئے تھے اور ہم نے پریس کے معزز ساتھیوں کے ساتھ بات کی ہے، ان سے بائیکاٹ کرنے کی وجہ پوچھی ہے تو ان کا ایک معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے جس کے بارے میں وعدہ کر کے آیا ہوں کہ اسے ہاؤس کے سامنے رکھوں گا۔سب سے پہلے تو میں پریس والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری درخواست کو مانتے ہوئے وہ ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے ہیں۔انہوں نے ہمارے ساتھ یہ بات کی ہے کہ ہمارے دو معزز صحافی بھائی سجاد شفیق بٹ اور سہیل شفیق بٹ صاحب ہیں۔ان کے ایک بھائی نے suicide کر لی ہے۔ان کا تعلق فیصل آباد سے تھا۔ایک "ساحل C.N.G سٹیشن" ہے جو کہ ہمارے ایک ایم پی اے رانا افضل خان صاحب کی ملکیت بتائی جا رہی ہے۔ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ لڑکا اس C.N.G سٹیشن پر کام کرتا تھا اور ایک security agency کے ذریعے ان کو وہاں پر hire کیا گیا تھا۔جب وہاں پر اس کو دو یا تین ماہ کی تنخواہ نہیں ملی تو اس نے دل برداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔معاملہ عدالتی بنتا ہے اور ابھی انہوں نے بتایا ہے کہ اس بارے میں ہائی کورٹ کی طرف سے بھی ایکشن لیا جا رہا ہے اور concerned لوگوں کی گرفتاریاں بھی ہو چکی ہیں۔انہوں نے اس بات کی نشاندہی کی ہے کہ ہمارے جو ایم پی اے ہیں وہ اس C.N.G سٹیشن کو own ہی نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ یہ میرا نہیں ہے۔جبکہ صحافی حضرات بتاتے ہیں کہ یہ C.N.G سٹیشن ایم پی اے صاحب کا ہی ہے۔دوسرا اگر بچہ وہاں پر ملازمت کرتا تھا تو انہیں مالک ہونے کی حیثیت سے اس بچے کی support کرنی چاہئے تھی کیونکہ یہ بچہ ان کے پاس کام کرتا رہا ہے اور اگر وہ کسی تکلیف سے گزرا ہے تو ان کو ہمارے ساتھ مل کر ہماری problem کو resolve کرنا چاہئے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا جائز مطالبہ ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کوئی ایکشن لیں اور ہمارے اس معزز ممبر سے بھی یہ request کی جائے کہ وہ ان سے مل کر ان کے case کو proceed کریں۔جہاں جہاں ان کی معاونت کی ضرورت ہے وہ ان کے ساتھ مل کر اس معاملے کو حل کروائیں تو میں یہی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا تھا کہ آپ اس بارے میں ذاتی دلچسپی لے کر اس مسئلے کو حل کروائیں۔میں پریس کے تمام حضرات کا ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! بہت اچھا ہوتا کہ اگر سجاد شفیق بٹ صاحب اور سہیل شفیق بٹ صاحب میرے ساتھ ایک دفعہ بھی رابطہ کر لیتے۔ میں یہ معاملہ خود بھی ایک تحریک استحقاق کی صورت میں اسمبلی میں لانا چاہتا تھا لیکن پھر میں نے مناسب جانا کہ یہ بہتر نہ ہوگا کیونکہ یہ معاملہ کافی حد تک resolve ہو گیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ معاملہ فیصل آباد کا نہیں ہے اور یہ C.N.G سٹیشن بھی لاہور میں ہے۔اس معاملے پر جناب چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے suo-motu notice لیا ہے۔ایک انگریزی اخبار میں بڑی سرخی کے ساتھ خبر لگی کہ P.M.L(N) کے ایم پی اے کا C.N.G سٹیشن ہے جس پر یہ افسوسناک واقعہ پیش آیا۔ایک دن شام کو تقریباً چھ سات بجے ایک معروف ٹیلیویژن چینل پر پٹی چلنے لگی کہ P.M.L(N) کے ایم پی اے، رانا افضل پر پرچہ درج ہو گیا ہے۔ مجھے اس کا علم اس طرح سے ہوا کہ میرے حلقے سے مجھے بار بار ٹیلیفون آنے شروع ہو گئے تو پھر میں نے ٹی وی پر دیکھا تو وہ پٹی چل رہی تھی۔ میں نے اس ٹیلیویژن چینل کے ساتھ رابطہ کیا۔اس کے بعد میرا S.H.O علامہ اقبال ٹاؤن کے ساتھ رابطہ ہوا اور رات کو دس بجے میں نے وہ F.I.R منگوائی جس کا نمبر شاید 672 ہے۔اس میں ذکر یہ تھا کہ رانا محمد افضل خان کا C.N.G سٹیشن ہے، اس کا نام" ساحل C.N.G سٹیشن "ہے۔اس پر ایک security company پندرہ ہزار روپے مہینہ گارڈز کی تنخواہ لیتی رہی ہے لیکن گارڈز کو تنخواہ ادا نہیں کی گئی۔اس میں میرے بارے میں جو ذکر تھا وہ یہ تھا کہ رانا افضل خان پہلے تو ٹیلیفون کال پر مان گئے کہ یہ C.N.G سٹیشن ان کا ہے اور بعد میں وہ مکر گئے۔یہ "مکر گئے" والے الفاظ اس کے اندر لکھے گئے ہیں۔ میرے ساتھ ٹیلیفون پر ایک دو صحافیوں کی بات ہوئی، میں اپنے آپ کو clear کرنے کے لئے ٹیلیویژن سٹیشن پر بھی گیا اور پھر رات کو میں نے press release بھی جاری کی۔ میں نے press release میں لکھ کر دستخط کر کے دیئے کہ میں اس C.N.G سٹیشن کا مالک نہیں ہوں۔ میری فیملی اس کو own کرتی ہے۔مالک ہونے کے لئے آپ کو اس کا director ہونا چاہئے۔آپ کے پاس اس کمپنی کے اندر signing power ہونی چاہئے۔ میں نے ان کو بتایا کہ اس C.N.G سٹیشن کو میری فیملی own کرتی ہے۔ میرے اوپر کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔security company کو دیئے گئے پیسوں کی رسیدیں اسی دن ایس۔ایچ۔او متعلقہ C.N.G station manager سے لے گیا تھا۔ تصدیق ہو گئی کہ ہماری کمپنی نے ان security guards کو payments کی ہے۔اب انہوں نے یہ کہا کہ اس بچے نے خود کشی کر لی ہے۔یہ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔ کوئی بھی ذی شعور شخص اس پر افسوس نہ کرے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک اچھا انسان ہی نہیں

ہے۔پورا عملہ وہاں ان کے گھر گیا۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لئے گئے لیکن میرے علم میں یہ بات تیسرے دن آئی جب اخبار میں آیا کیونکہ میں فیصل آباد میں تھا۔اب میرے اوپر الزام لگایا جارہا ہے کہ میں عدالتی کارروائی میں رکاوٹ بن رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس floor پر اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرتا ہوں۔ میں اس floor پر کھڑا ہو کر یہ کہوں گا کہ اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنادی جائے۔ میں حلفاً کہنے کو تیار ہوں کہ پولیس والوں نے مجھے بلایا نہ میں تھانے گیا۔ میں نے SP(Operation) کو ٹیلیفون کیا کہ کیا میرے اوپر پرچہ درج ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ نہیں، آپ کا ذکر ضمناً اس پرچے میں ہے کہ آپ اس کے مالک ہیں۔ اس کے بعد میں نے F.I.R کی کاپی منگوائی۔ پریس ہمارے لئے بڑی اہم ہے۔ پریس اس معاشرے کی آنکھیں ہیں۔ اس معاشرے کے لئے وہ لکھتے ہیں اور میں پریس کو اس طرح سے خوش کرنا چاہوں گا کہ آپ اس بارے میں ایک کمیٹی بنادیں جو اس چیز کی تحقیق کرے کہ آیا میرا یا میری فیملی کا اس میں کوئی کردار ہے، میرے بچوں کا کوئی کردار ہے تو ہم پوری compensation دینے کے لئے تیار ہوں گے۔ چونکہ پریس کے لوگ معاشرے کی آنکھیں ہیں۔ اگر انہوں نے مجھے دیکھا ہو کہ میں کسی عدالت میں ان کی مخالفت میں گیا ہوں یا اس security company کی ہمدردی میں کہیں گیا ہوں تو میں گنہگار ہوں۔ اگر میں نے کسی کو ٹیلیفون بھی کیا ہو تو میں سزاوار ہوں۔ اس سے زیادہ میں صفائی نہیں دے سکتا۔ آپ کوئی کمیٹی بنادیں وہ اس چیز کا جائزہ لے کہ کن حالات میں، کیوں ایسا افسوسناک واقعہ پیش آیا ہے؟ میں درخواست کروں گا کہ ہم سب اس مرحوم کے لئے ہمدردی کا اظہار کریں اور اس کے لئے دعائے مغفرت بھی کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات بالکل اس طرح ہے کہ ایوان کے ایک معزز رکن پر بات آرہی ہے اور پریس کے دوستوں کا مسئلہ ہے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ابھی یہاں پر موجود تھے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے پاس سہیل شفیق بٹ صاحب اور سجاد شفیق بٹ صاحب اور ہمارے یہاں پریس گیلری کے جو صدر ہیں وہ اور رانا صاحب، آپ سردار صاحب سے بات کرکے اور اکٹھے بیٹھ کر اس سارے معاملے کو resolve کریں۔ ملک ندیم کامران صاحب چونکہ آپ گئے تھے آپ بھی ان کے ساتھ ہو جائیں اور وہاں پر جو فیصلہ ہو وہ آپ ہاؤس کے سامنے پیش کریں گے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں حاضر ہوں لیکن مجھے یہ بھی بتانا چاہئے تھا جو کہ میں miss کر گیا کہ رانا ثناء اللہ خان اس کیس کو پہلے ہی deal کر رہے ہیں اس لئے بہتر ہو گا کہ ان کے علم میں بہت سی باتیں ہیں میری جگہ پر اگر رانا صاحب اس میں شامل ہو جائیں تو زیادہ اچھا ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ اس سلسلے میں کیا فرماتے ہیں؟

رانا محمد افضل خان: مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن رانا ثناء اللہ صاحب نے مجھے تو ایک دفعہ بھی اس سلسلے میں نہیں بلایا۔ البتہ فون پر انہوں نے مجھے ایک دفعہ کہا تھا کہ انصاری صاحب میرے پاس بیٹھے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ سکیورٹی کمپنی سے کہا جائے کہ وہ اپنے ملازم کو look after کرے۔ میں نے وہ بھی قبول کیا تھا اگر مزید کچھ کہنا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں پھر یہی ہے کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب، رانا ثناء اللہ خان صاحب اور اس کے علاوہ جو پریس کے دوست ہیں وہ اور آپ ان کے پاس چلے جائیں اور جو بھی وہاں کی رپورٹ ہے وہ پھر ہاؤس کے سامنے پیش کر دی جائے۔ سوموار تک آپ یہ مکمل کر لیں۔ جی، محترمہ طیبہ ضمیر صاحبہ!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! شکریہ۔ 4 کھرب 89۔ارب 80 کروڑ روپے کا بجٹ تخمینہ بنایا گیا ہے۔ اس میں وفاق کی جانب سے قومی مالیاتی ایوارڈ کے تحت قابل تقسیم محاصل 321۔ارب روپے اور وفاق سے پنجاب کو براہ راست ادائیگی اور گرانٹ کی مد میں 11۔ارب روپے ملنے کی توقع ہے۔ یہ بجٹ انشاء اللہ تعالیٰ ان جذبوں کا امین ہے جو پنجاب کے خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے درد کی کسک کو محسوس کرتے ہوئے بنایا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ ہمارے اندر بہت سی برائیاں جنم لے چکی ہیں۔ کرپشن نے مادر وطن کو دیمک کی طرح چاٹا ہے اور یہاں پر بہت سی بے ہودگیاں جو میرے بھائی شیخ علاؤالدین صاحب نے مجھ سے پہلے بیان کی ہیں میں ان کو endorse کرتی ہوں لیکن میں اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین خان جو کہ جمہوریت کا حسن ہیں لیکن اس ستون کی تعمیری اور اصلاحی تنقید کرنا ان کا فرض بنتا ہے۔ آج میں بڑے افسوس سے کہوں گی کہ ایوان کا تقدس ہم سب پر مقدم ہے۔ ہم یہاں پر بہت بے معنی اور فضول باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔ آپ کو بھی بار بار اسی وجہ سے ہاؤس کو in order کرنا پڑتا ہے۔ قائد حزب اختلاف نے کہا کہ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان بڑے solid arguments کرتے ہیں اور logic بات کرتے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر ہماری یہ اپوزیشن اسی روش کو

اختیار کرلے۔ یہ ہم سب کا ملک ہے، یہ نہیں کہ یہ ڈیوٹی صرف میاں محمد شہباز شریف کی ہے بلکہ ہم سب ممبران کی ہے، ہم سب افراد کی ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہ بھی آپ کے گوش گزار کروں گی کہ:۔

نالہ بلبل سنوں کہ ہمہ تن گوش رہوں
میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

ہم خواتین جو reserve seats پر آئی ہیں ہماری بھی ایک political history ہے۔ ہماری ایک جدوجہد کی داستان ہے۔ ہمارا بھی اتنا ہی right ہے جتنا elected members کا ہے۔ جب ہم ٹکٹ کے لئے apply کرتے ہیں اور ہمیں ٹکٹ نہیں دیئے جاتے تو ہم اس پر صبر کرتے ہیں۔ اپنی پارٹی کے احکامات کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں لیکن ہمیں بھی حلقے میں جانا ہوتا ہے۔ ہم لوگ بھی اپنی پارٹی کو مضبوط کرنے کے لئے پارٹی کے منشور کو لے کر آگے بڑھتے ہیں۔ ہماری عوام کے root level پر زیادہ نظریں ہوتی ہیں۔ان سے ہم اس بات کا اظہار بھی نہیں کر سکتے کہ ہم دو نمبر کے شہری ہیں یا دو نمبر کے ایم پی ایز ہیں۔ ہمیں بھی اتنا ہی حق دیا جائے جتنا کہ منتخب ایم پی ایز کو دیا جاتا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آج اپریل مئی اور جون کے مہینوں کی یاد کو تازہ کروں گی جس وقت اس گندم کے سلسلے میں اس کے شدید بحران جو ہمیشہ سے رہتے تھے اور گندم کہیں باہر سپلائی ہو جاتی تھی یا کسانوں کی اتنی سکت ہی نہیں ہوتی تھی کہ وہ ہمیں اچھی پیداوار provide کر سکیں۔ میں سلام پیش کرتی ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب اور اس کی پوری کابینہ کو جنہوں نے کہا کہ:۔

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

میں معزز ایوان سے یہ گزارش کروں گی کہ مجھے اپنے وقت میں کچھ بات کرنے کا موقع دیں۔ بھیس بدل کر جناب وزیر اعلیٰ نے اور تمام سیکرٹریوں نے جس طریقے سے اس شدید بحران کو

کنٹرول کیا ہے اور گندم کی فراوانی ہوئی ہے اور کسانوں کو encouragement ملی ہے اس پر میں انہیں سلام پیش کرتی ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

صحت کے محکمے کو آپ دیکھیں۔لاہور اور دیگر شہروں کے ہسپتالوں میں مفت ادویات مل رہی ہیں۔ڈاکٹر اپنی ڈیوٹی کو احسن طریقے سے سرانجام دینے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں۔ میرے شہر سرگودھا میں میری درخواست پر پنجاب حکومت نے 67 کروڑ روپے دیئے ہیں لیکن اس وقت وہاں پر ایڈمنسٹریشن بہت poor ہے ۔ وہاں پر لوگوں کو ادویات نہیں ملتیں اس کے علاوہ ڈاکٹروں کی negligences بھگتنا پڑتی ہیں۔اس سے قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں اور لوگ ہسپتال کی انتظامیہ سے بالکل بھی مطمئن نہیں ہیں۔یہ بات ہمیں discredit کرتی ہے جبکہ وزیراعلیٰ کے یہ احکامات ہیں کہ ہسپتالوں کا نظام بہتر کیا جائے۔ خود انہوں نے جب ایک ہسپتال کا معائنہ کیا تو میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ انہوں نے wash room تک check کئے۔ ہم ممبران کا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ اپنے اپنے علاقوں کے ہسپتالوں کو check کریں۔جہاں پر غفلت ہوتی ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: طیبہ ضمیر صاحبہ ایک منٹ۔ سید حسن مرتضیٰ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ یہاں تقریر کر رہی ہیں۔وزیر خزانہ بھی موجود نہیں ہیں۔کم از کم سیکرٹری فنانس بیٹھے ہوتے وہ ہی ان کی بات سن لیتے لیکن وہ بھی اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں۔یہ تو انتہائی زیادتی ہے کم از کم وزراء کو پابند کیا جائے کہ وہ یہاں پر بیٹھیں اور ہماری باتیں سنیں۔ ہم صبح 9 بجے سے یہاں موجود ہیں۔

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! میں بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: جناب والا! میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے جو شعر پڑھا ہے۔ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ۔ وہ دوبارہ ارشاد فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کامران مائیکل صاحب! آپ بھی کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں؟ کھڑے ہو کر بتا دیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہم وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور یہاں پر proper notes لے رہے ہیں۔ ہر ایم پی اے جو اپنی speech deliver کر رہا ہے ہم اس کے notes لے رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ دیکھ لیں یہ کوئی notes نہیں لے رہے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: اصل میں وہ شعر لکھ نہیں سکتے تھے۔ تشریف رکھیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ وزیر خزانہ صاحب ابھی اٹھ کر باہر گئے ہیں وہ صبح سے موجود تھے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! میں پارلیمانی سیکرٹری فنانس ہوں اور یہاں پر موجود ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے فنانس یہاں پر موجود ہیں۔ آپ کے محکمے کی طرف سے بھی کوئی موجود نہیں ہے، بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! موجود ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایڈیشنل سیکرٹری موجود ہیں۔ بس ٹھیک ہے۔ طیبہ ضمیر صاحبہ! آپ اپنی بات wind up کریں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! عبداللہ یوسف صاحب میرے بھائی بھی ہیں میں ان کے کہنے پر ایک اور شعر عرض کرتی ہوں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

جناب سپیکر! ہمارے سرگودھا میں ایکسپریس ٹرین 60 سال سے چلائی جا رہی تھی۔ سرگودھا کا بیشتر حصہ جہاں زراعت پر مشتمل ہے وہاں پر کاروباری لوگ بھی بہت زیادہ ہیں جن کا کراچی میں آنا جانا رہتا ہے۔ ایکسپریس کا وہاں چند منٹ کا سٹاپ ہوتا ہے جسے بند کر دیا گیا ہے۔ ایکسپریس کو دوبارہ چلانے کے لئے ہم نے اپنی معروضات وفاقی حکومت تک بھیجی ہیں جہاں پر شنوائی نہیں ہوئی اس لئے میں وزیراعلیٰ سے درخواست کروں گی کہ سرگودھا کے لئے ایک night coach کے حوالے سے وفاقی حکومت کو اپنی سفارشات بھجوائیں۔

جناب سپیکر! سر گودھا کے سول ہسپتال میں ایک ایڈمنسٹریٹر لگایا جائے کیونکہ ڈاکٹروں کی لابی اس ہسپتال کو golden sparrow سمجھتے ہیں اور وہاں پر مریضوں کو علاج معالجے میں بہت زیادہ قباحتیں ہیں۔ میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ تعلیم کے شعبے میں جس طرح محنت کی جارہی ہے اور صلاحیتوں کو سامنے لایا جارہا ہے، غرباء کے لئے scholarships مختص کئے جا رہے ہیں اور اس محکمے میں اندر خانے بھرتیوں کی بجائے پہلی بار open merit پر کی جارہی ہیں۔

جناب والا! ہم اپنے میڈیا کے بھائیوں کے ساتھ ہیں تاکہ وہ اپنے قلم کی حرمت کے پاسباں ہوتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو ملک و قوم کے لئے بہتر انداز میں سامنے لا سکیں، ان کے لئے کالونیاں بنائی جارہی ہیں اور پریس کلبوں کو گرانٹس دی جارہی ہیں تاکہ وہ اپنے پریس اور الیکٹرانک میڈیا کے بھائیوں کے مسائل کو حل کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کو خصوصی طور پر مبارکباد پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے ایسے حالات میں ایک متوازن اور tax free budget پیش کیا۔ جب میں حالات کی بات کرتا ہوں تو میرا مطلب ہے کہ دنیا کے اندر معیشت کا جو recession شروع ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میرے پیارے ملک پاکستان میں دہشت گردی کی وباء جڑیں پکڑ رہی ہیں ان حالات کے اندر ایک متوازن بجٹ دینا بہت مشکل کام تھا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس طریقے سے وفاقی اور صوبائی حکومت نے معیشت کی recession اور دہشت گردی کے مسئلے کو tackle کر رہی ہے وہ اس بجٹ میں عیاں ہے۔ میں اس امید پر چند سفارشات پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کا حشر بھی وہی نہ ہو جو پچھلے سال بجٹ پر ایسی ہی بحث کے دوران دی گئی تھیں جو pre-budget کے اندر سفارشات دی گئی تھیں، میں امید کرتا ہوں کہ ان سفارشات پر seriously غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے گزارش کرنا چاہوں گا کہ حکومت پاکستان بھی دوبارہ غور کر رہی ہے کہ ملازمین اور پنشنروں کے لئے 15 فیصد اضافہ ناکافی ہے اسے بڑھایا جائے تو پنجاب حکومت سے میری گزارش ہو گی کہ مہنگائی کو دیکھتے ہوئے 15 فیصد کی بڑھوتی بہت ہی ناکافی ہے اس کو کم از کم 25 فیصد کیا جائے۔

جناب والا! اگر آپ Annual Budget Statement 2009-10 کا غور سے مطالعہ کریں تو صفحہ نمبر 2 کے اوپر provincial tax revenue estimate receipt دکھائی گئی ہے وہ 49647.187 ملین ہے جبکہ budget estimate 2008-09 میں وہ 40362.174 ملین تھی اور اس کے اندر revised estimate 28141 ملین آیا تو estimate of receipts میں یکدم جو اتنی بڑی بڑھوتری کی گئی ہے کیا یہ ممکن ہو گی اس کے لئے کیا طریق کار اختیار کیا گیا ہے کیونکہ اگر ان اعداد و شمار میں فرق ہوا اور ہم اس target پر نہ پہنچے تو پھر شاید بجٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ممکن نہ ہو۔

جناب والا! اسی طرح provincial non tax revenue کا پچھلے سال revised estimate 62662 ملین تھا جسے کم کر دیا گیا ہے۔ اس کی وجوہات کیا ہیں حالانکہ میرا خیال ہے کہ اگر بڑھائی نہ جاتیں تو کم از کم انہیں وہیں پر رہنا چاہئے تھا۔

جناب والا! مجھے اس بجٹ کے اندر جو چیز بہت حوصلہ افزاء نظر آئی جو آج تک بہت سی حکومتوں سے نہیں ہو سکی، وہ Arrears of Land Revenue Act کے تحت وصولی ہے۔ 2007-08 کے اندر 1128 ملین وصولی ہوئی، 2008-09 میں 39927 ملین جبکہ اس سال 43900 ملین کا target رکھا گیا ہے اور جو revised estimate 39927 ملین ہے یہ 1700 ملین کے بجٹ کے against تھا اس کے لئے میں حکومت پنجاب کو مبارکباد دینا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! اس کے بعد اگر ہم page No. 30 پر جائیں تو ایک نئی مثال قائم کی گئی کہ 2007-08 کے اندر چیف منسٹر سیکرٹریٹ میں 306.490 ملین روپیہ خرچ کیا گیا اور 2008-09 کے اندر اس کا estimate 126.734 ملین لگایا گیا اور actual خرچہ 268 ملین ہوا جو estimate سے زیادہ تھا۔ اس دفعہ انہوں نے اس کو reduce کر کے 165.323 ملین رکھا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ خرچ اسی limit کے اندر رہے گا۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش کی تھی کہ ایسے departments جو development budget کو ختم نہیں کر سکتے ان کے خلاف کبھی بھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی اسی لئے departments کو یہ encouragement ہو رہی ہے کہ allocate شدہ پیسے کو خرچ کریں یا نہ کریں، میری دانست میں کرپشن سے زیادہ بڑا گناہ اور جرم یہ ہے کہ ایک پیسا حکومت دے اور ایک department اسے خرچ نہ کر سکے اور اسی پروگرام کو پورا کرنے کے لئے دو یا چار سال کے بعد اس کے

پر دگنی رقم خرچ کی جائے تو اس لئے departments کو پابند کیا جائے کہ انہیں جو development budget allocate کیا گیا ہے وہ وقت پر خرچ کریں۔

جناب والا! پچھلی دفعہ بھی یہ گزارش ہوئی تھی کہ ہم دکان سے پیسوں کے عوض کوئی چیز لینے جاتے ہیں تو ہم اس سودے کو چھان پھٹک کر لیتے ہیں اور چیز کو وصول کرتے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت departments کو پیسا دیتی ہے لیکن اس کے لئے ان کے goals fix نہیں کرتی، کسی department or secretary کے لئے ان کے targets fix نہیں کرتی کہ وہ اس سال اپنے department کے اندر کیا achieve کرے گا۔ کسی محکمے کے head کے لئے یہ متعین نہیں کیا جاتا کہ ہم جو پیسا دے رہے ہیں اس سے وہ کیا targets achieve کرے گا۔ ہمارے ملک کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہمارے ہاں ہر محکمے کے لئے اور ہر محکمے کے سربراہ کے لئے targets and goals مقرر کئے جائیں اور سال کے آخر میں اس سے جواب طلبی کی جائے کہ وہ ان کو کیوں حاصل نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر! ہم ابھی تک نالیوں کی اینٹوں پر سیاست کر رہے ہیں یا سڑکوں پر کر رہے ہیں۔ ہم منتخب نمائندے اس میں برابر کے شریک ہیں کیونکہ ہمیں ووٹ ملتے ہیں لیکن حکومت کو کون روکتا ہے کہ وہ بجٹ کو maintain نہ رکھے۔ جہاں پر C.C.B کا بجٹ آیا اور اس کو سکیورٹی دی گئی اور اس کو ensure کیا گیا کہ وہ پیسا کسی اور مد میں خرچ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح بجٹ میں جب آپ نئی چیزوں کے لئے، نئی تعمیر کے لئے پیسا دیتے ہیں تو ساتھ ہی پرانی چیزوں کی حفاظت بھی کرنی چاہئے اور بجٹ میں mandatory O & M بجٹ رکھنا چاہئے اور اس کی separate maintenance کی ذمہ داری محکموں پر ہونی چاہئے۔

جناب والا! میں زراعت کے محکمے کو لیتا ہوں کہ P.A.M.C.O یعنی Punjab Agriculture Marketing Company کے لئے lump sum ایک بہت huge رقم رکھی گئی ہے۔ مجھے شک ہے کہ اس کی اتنی capacity نہیں ہے یا تو اس کی capacity کو بڑھانے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کیا جائے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ اس بڑی رقم کو خرچ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! ایگریکلچر ریسرچ کے لئے ایک بلین روپے سے زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ یہ بہت ضروری ہے۔ اگر تعلیم کے میدان کے بعد کوئی فیلڈ اہم ہے تو وہ ایگریکلچر ریسرچ ہے لیکن میرا سوال یہ ہے کہ ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ جو واحد ریسرچ کا ادارہ ہے، جس کے ماتحت پنجاب کے اندر اور ادارے ہیں۔ ان کے سٹاف کی تنخواہ ہی ایک بلین روپے سے زیادہ بنتی ہے۔ اب جو ایک بلین سے

زیادہ کچھ کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ان سے کیا ریسرچ ہوگی جبکہ آج کے زمانے میں ہمارا ہمسایہ بائیو ٹیکنالوجی کے اندر اتنا آگے جا چکا ہے کہ ہم اس سے چوری کر کے اور سمگل کر کے بیج لاتے ہیں جو کہ ہمارے environment میں بہتر نہیں ہے اس سے ہمارا نقصان ہوتا ہے۔ ہم کیوں اپنی بائیو ٹیکنالوجی کی ریسرچ کو بہتر نہیں کرتے؟ ہم کیوں prison agriculture کو بہتر نہیں بناتے؟ ہم کیوں climate change پر ریسرچ کا آغاز نہیں کرتے؟ آپ ہر اخبار کو اٹھایئے اور دیکھئے کہ یہ ذکر ہے کہ climate change ہو رہی ہے اور پانی کی کمی آ رہی ہے لیکن ابھی تک اس سطح پر ریسرچ شروع نہیں ہوئی اور نہ ہی اس بجٹ میں اس کو specify کیا گیا ہے۔ اگر ان چیزوں کا آج مداوا نہ کیا جائے گا تو جو خوشی گندم پر آج ہم منا رہے ہیں وہ شاید دس سال بعد ہم نہ منا سکیں اس لئے ضروری ہے کہ زراعت پر ریسرچ کے لئے زیادہ پیسا دیا جائے۔اس کے ساتھ میں یہ بات بھی کہوں گا کہ ریسرچ صرف کاغذوں میں نہیں ہونی چاہئے، دفتروں میں نہیں ہونی چاہئے اور dissemination ہونی چاہئے۔ میں نے پہلے بھی مطالبہ کیا تھا کہ کیا ممکن ہے کہ پنجاب حکومت صرف زراعت کے لئے ایک چینل مخصوص کرے یا ایک نیا چینل کھولے جہاں پر ریسرچ سے متعلق زمیندار کو آگاہ کیا جا سکے کیونکہ end users and end beneficiaries کو اس سے فائدہ پہنچ سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں تو یہ کہوں گی کہ خدا خدا کر کے مجھے آپ نے موقع دیا ہے۔ آپ نے مجھے کل سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع نہیں دیا اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر کا جو ٹائم میرا حق بنتا تھا وہ میری تقریر کے لئے جمع کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہاں پر آپ کو پورے دس منٹ ہی ملیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر لوگوں کو بیس بیس منٹ دیئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو ایک بات بتاؤں گا کہ جب بھی کوئی مسئلہ ہوا تو میں نے قائد حزب اختلاف سے درخواست کی ہے۔ وہ آپ سب کی نمائندگی کرتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: آپ نے دو چار منٹ سب کو رعایت دی ہے۔ یہ اب آپ پر منحصر ہے۔

جناب سپیکر! انتہائی مایوس کن بجٹ، مایوس کن شعر اور مایوس کن ابتدا کے بعد اس تقریر کا آغاز جناب وزیر محترم جنہیں چودھری ظہیر صاحب نے غفور منسٹر کہا جبکہ میں کہوں گی کہ وہ مظلوم منسٹر ہیں کہ انہوں نے کہا کہ:

شب گزر جائے تو ظلمت کی شکایت بے سود
درد تھم جائے تو اظہار اذیت کیسا؟

یہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ پورا ایک سال جو کچھ ہوا ہے اور جو بجٹ رکھا گیا کہ جس کا استعمال ہی ندارد۔ اس لئے صحیح ہے کہ ظلم سہنے کے بعد اب شکایت کیسی مگر ہم نے تو پھر بھی شکایت شروع کر دی۔ ہم نے کیا کر دی پورے ایوان نے شکایت شروع کر دی۔

جناب والا! اس مایوس کن ابتداء کے بعد میں علامہ اقبال کا یہ شعر ضرور پیش کروں گی کہ:

تیرا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تیری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا کہ اصل شاہینی ہے تیری
تیری آنکھوں میں بیباکی نہیں ہے

افسوس کہ یہاں جب بجٹ تقریر کی ابتداء ہوئی تو جناب وزیر خزانہ نے انصاف کی فراہمی پر بہت زور دیا اور اس کو موجودہ حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ بنا کر پیش کیا۔

جناب والا! کاش کہ انصاف کی فراہمی کا نعرہ لگانے والے انصاف کے اتنے ہی بڑے علمبردار بھی ثابت ہوتے، کاش خادم اعلیٰ کہلانے والے خلفائے راشدین کی مثل بھی ثابت ہوتے، انصاف تو سب سے پہلے اپنی ذات سے شروع ہوتا ہے اور اپنے قول و فعل سے شروع ہوتا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان نوجوان بچوں کو نوکریوں سے suspend کر دیا گیا وہ بھی صرف اس لئے کہ ان کو چودھری پرویز الٰہی نے اپنے دور حکومت میں نوکریاں دے کر برسر روزگار کیا تھا؟ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ان ریگولر ملازمین کو اداروں سے اس لئے suspend کر دیا گیا اور کھڈے لائن لگا دیا گیا کہ ان پر چودھری پرویز الٰہی کی وفاداری کا الزام تھا؟ بے بہا ایسی مثالیں ہیں۔ میرے بھائی اعجاز شفیع صاحب جو لوٹا بلاک کے بڑے سرکردہ ہیں انہوں نے مجھے خود بتایا تھا کہ ہم پر چارپائی چوری اور بھینس چوری تک کے

مقدمات اور ایف آئی آر درج کی جا رہی ہیں، یہ کہاں کا انصاف ہے کہ یہ حلف نامہ پڑھنے والوں کو ضمیر فروشی پر مجبور کر دیا گیا؟

جناب والا! میں یہ حلف نامہ یہاں آپ کے سامنے پڑھ دیتی ہوں۔ آپ منصف کی صورت میں اس Chair پر بیٹھے ہیں۔ آپ مجھے بتائیے اور انصاف کیجئے۔۔۔

جناب محمد تجمل حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا تجمل حسین صاحب!

جناب محمد تجمل حسین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں کل سے سن رہا ہوں کہ یہاں اپوزیشن کے ساتھی بار بار ضمیر اور ضمیر کی خرید و فروخت کی بات کرتے ہیں تو میں یاد دلانا چاہتا ہوں اور اگر کسی کو شوق ہو تو قرآن پاک رکھ کر بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب سابق دور میں وزیر اعلیٰ صاحب جرنیلوں کی گود میں بیٹھ کر لوگوں کے ضمیر کا سودا کرتے تھے تو اس وقت آپ کہاں تھیں اور اس وقت باقی لوگ کہاں تھے، جب جرنیلوں کے چرنوں میں بیٹھ کر عوام کے ممبران کو بلا کر خرید و فروخت کے لئے threat کرتے تھے اور ان کے آگے پیسوں کے ڈھیر لگا کر منتیں کیا کرتے تھے تو اس وقت یہ ضمیر فروشی کی باتیں کیوں یاد نہیں تھیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے بار بار گزارش ہے کہ یہاں پر ہر ایک کو اپنا point of view بیان کرنے کا حق ہے اگر کسی کو اس سے اعتراض ہے تو ان کی بات ختم ہونے دیں اس کے بعد کر لیجئے گا۔ میں نے کب کسی کو موقع نہیں دیا؟ ہم نے اپنے اندر اتنی patience پیدا کرنی ہے کہ جو بات ہو رہی ہو ہم کم از کم اس کو سن تو سکیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے یہ حلف نامہ پڑھ کر سنانا چاہتی ہوں جو اس (ق) لیگ کی سیٹ پر ٹکٹ لے کر الیکشن لڑنے والے ہر ممبر نے پڑھا ہے۔ یہ حلف نامہ اس طرح سے ہے کہ:

> میں آمنہ الفت ولدیت امین ملک ساکن۔۔۔ خدا کو حاضر و ناظر جان کر حلفاً اقرار کرتا/کرتی ہوں:
>
> 1۔ میں پاکستان مسلم لیگ کا رکن ہوں یا رکن خاتون ہوں۔
>
> 2۔ اگر مجھے صوبائی اسمبلی کے آئندہ انتخابات کے لئے پاکستان مسلم لیگ کا امیدوار نامزد کر دیا جائے تو میں یہ پاکستان مسلم لیگ کے فیصلوں اور

ڈسپلن کی پوری طرح پابندی کروں گی/گا اور جماعت کی پالیسیوں اور پاکستان مسلم لیگ کے احکامات پر سختی سے کاربند رہوں گا/گی اور کسی مرحلے پر بھی پاکستان مسلم لیگ کے کسی بھی فیصلے کی خلاف ورزی نہیں کروں گی/گا۔ پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی صورت میں مجھے جماعت اور صوبائی اسمبلی کی رکنیت سے علیحدہ کیا جاسکے گا۔

3۔ اگر مجھے جماعت کا امیدوار برائے انتخابات نامزد نہ کیا گیا تو اس صورت میں بھی پاکستان مسلم لیگ کے فیصلوں کی پابندی کروں گا/گی اور جو ذمہ داری میرے سپرد کی جائے گی اسے پوری دیانتداری سے اپنی اہلیت اور وسائل کے مطابق پورا کرنے کی کوشش کرتا رہوں گا/گی۔ پاکستان مسلم لیگ یا اس کی اتحادی کی طرف سے جس امیدوار کو میری جگہ نامزد کیا جائے گا اس کا مکمل ساتھ دوں گی/گا اور اس کی کامیابی کے لئے اپنے تمام انتخابی مصائب بروئے کار لاؤں گا/گی۔

جناب سپیکر! یہ حلف اللہ کو حاضر و ناظر جان کر پڑھا گیا اور اس کے بعد ٹکٹ لے کر منتخب ہو کر ہم اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس حلف سے پارٹی ڈسپلن کے منافی چلتا ہے تو یہ آپ فیصلہ کر لیں۔ میں آپ کو اس کٹھن فیصلے میں ڈالنے کی کوشش نہیں کروں گی کیونکہ یہ بڑا مشکل فیصلہ ہو جائے گا۔ یہاں ایک پارٹی کو بکھیرنے کے لئے کوئی اُدھر چلا گیا کوئی اُدھر چلا گیا۔ علامہ اقبالؒ نے تو مسلمانوں سے کہا تھا کہ:

یہ ہندی وہ خراسانی، یہ افغانی وہ تورانی
تو اے شرمندہ ساحل اچھل کر بے قراں ہو جا

لیکن یہاں تو کسی کی آنکھ میں شرمندگی ہی نہیں ہے، کسی کی نگاہ میں افسوس بھی نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری معزز ممبران سے صرف اتنی گزارش ہے کہ Let her finish اس کے بعد میں سب کو ٹائم دوں گا کیونکہ time slot بھی رکھا ہوا ہے اور اس سے ٹائم کی پابندی نہیں ہو گی۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے صرف ان کو ایک یادداشت یاد دلانی ہے۔ میڈم نے ایک تحریر پڑھ کر سنائی ہے کہ جو ممبر کسی بھی جماعت کے ساتھ آئے تھے وہ یہ عہد اور وعدہ کر کے آئے تھے کہ میں اپنی جماعت کے ساتھ رہوں گا یا رہوں گی۔ میں نے محترمہ کو صرف یہ یاد دلانا ہے کہ یہ وعدے صرف انہوں نے نہیں کئے بلکہ یہ وعدے محترم پرویز الٰہی اور چودھری شجاعت نے بھی کئے تھے۔ سب سے پہلے عہد توڑنے والے ان کے بڑے لیڈر ہیں۔

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کے توسط سے اپنی بہن ممبر سے یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ روایات جو ڈالی گئیں آپ ان پر نظر ڈالیں۔ یہ جو حلف نامہ پڑھا گیا ہے یہ اس وقت کہاں تھا جب سنٹر میں پاکستان مسلم لیگ (ق) کی حکومت نہیں بن پا رہی تھی اور انہوں نے پیپلز پارٹی کے بندے توڑ کر اپنا بلاک بنا کر حکومت قائم کی اور ایک ووٹ پر وزیر اعظم بنا۔ آپ نے reserve seats کی عورتوں کو پیپلز پارٹی سے ہیلتھ منسٹر بنایا اس وقت کہاں تھے یہ حلف نامے؟ اس وقت ان کو نااہل قرار کیوں نہیں دیا گیا اور اب یہ سوال اور حلف نامے ان ایوانوں میں پڑھتے ہیں۔ ان حلف ناموں کی دھجیاں کس نے اڑائیں، کس نے ہاتھ ڈالا؟ آپ یہ اپنی یادداشت میں رکھیں کہ پچھلی حکومت میں سیاستدانوں کو غلط کاموں میں کس نے اکسایا، کس نے آرمی جرنیلوں کے کہنے پر حکومتیں قائم کیں اور ایسے قانون اور حکومتیں بنائیں جس نے آج پاکستان کو اس موقع پر لاکھڑا کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ بات بار بار کہہ رہا ہوں کہ ہر معزز ممبر کو اپنی بات کرنے کا حق ہے۔ پہلے ان کی بات مکمل ہو لینے دیں اس کے بعد میں انہیں موقع دوں گا جس طرح میں نے ابھی دیا ہے لیکن kindly پہلے ان کی بات تو مکمل ہو لینے دیں۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات مکمل کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس وقت جو حالات تھے کہ دونوں بڑی پارٹیوں کے لیڈر ملک میں نہیں تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ بجٹ پر بات کریں اور آپ نے ابھی تک بجٹ پر ایک بات بھی نہیں کی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں جو بھی بات کروں یہ میرا استحقاق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ان کی بات کا جواب اس لئے دوں گی کہ معزز بہن نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ اگر یہ اس وجہ کو وجوہ بنا کر یہ کہتے ہیں کہ آج ہم بھی وہی غلط کام کریں گے جو آپ سے سرزد ہوئے تو میں یہ کہتی ہوں کہ پھر اس سے پہلے اس سے بڑی بڑی غلطیاں ہوئی تھیں۔ چنگیز خان نے تو سروں کا محل بنا دیا تھا، لوگوں کی لاشوں کے محل تعمیر کر دیئے تھے، میرے خیال میں یہ سب کچھ جائز ہو جاتا ہے۔ اگر یہ وتیرہ ہم نے اختیار کیا اور اس چیز کو وجوہات بنا کر ہم نے دنیا کا ہر غلط کام کرنا ہے تو پھر آج سے ہماری اصلاح کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں اور ہم پھر اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔ غلط کام ہم کریں یا کوئی اور کرے، غلط ہے اور اسے کبھی بھی کوئی صحیح نہیں کہہ سکتا اور نہ کبھی کوئی مؤرخ صحیح کہے گا۔ میں بالکل یہ نہیں کہوں گی کہ ہم بھی غلط کام کریں تو بالکل غلط ہے اور اس کو آگے بھی رواج بنا کر کیا جائے۔ اس چیز کے لئے سرخرو ہو جانا کہ اس نے چوری کی تھی تو میں بھی چوری کروں تو بخشش کے دروازے کھل جائیں گے۔ میں اپنے لوٹا بلاک بھائیوں کی خدمت میں ایک شعر عرض کرنا چاہوں گی کہ:

فکر انجام کر انجام سے پہلے پہلے
دن تو تیرا ہے مگر شام سے پہلے پہلے

میرے بھائی اعجاز شفیع جو یہاں کھڑے ہو کر سب سے زیادہ ہمارے حق میں چیخے اور بولے تھے اور انہوں نے مجھے یہ بھی کہا تھا کہ آپ نے معذرت خواہانہ رویہ کیوں اختیار کیا اور کھوسہ صاحب سے معافی کیوں مانگی؟ میں ان کے لئے کہوں گی کہ:

آئے بکنے پہ تو حیرت میں ہمیں ڈال دیا
وہ جو بے مول تھے نیلام سے پہلے پہلے

جناب سپیکر! بڑے زور و شور سے تقریروں میں امن و امان کا ذکر ہوا۔ میں یہ کہوں گی کہ بجٹ میں بڑا پیسا بھی رکھ دیا گیا لیکن امن و امان کا تو بہت ذکر ہوا کہ یہاں پر سکیورٹی کے لئے پیسے ہونے چاہئیں، ہسپتالوں میں ہنگامی حالات سے نمٹنے کے لئے یہ ہونا چاہئے لیکن دراصل جس نے ہمیں امن مہیا کرنا ہے اس افواج پاکستان کے لئے ایک لفظ بھی نہیں بولا گیا۔ اس کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک بینر بھی نہیں لگایا گیا، ان کے لئے ایک لفظ بھی جناب وزیر نے، کسی ممبر نے یا کسی موجودہ لیڈر نے اپنی تقریر میں لینا گوارا نہ کیا۔ یہ وہ فوج ہے جس نے تیسری مرتبہ ہمیں انڈیا سے بچایا ہے۔ کیا اس کو

خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک بینر تو کیا ایک پمفلٹ بھی لکھنے کی کوئی ضرورت نہ تھی؟ فوج کے جوش اور ولولے بڑھانے کے لئے کوئی ترنم مرتب کرنے کی یا اس کے لئے کوئی ریلی نکالنے کی ضرورت نہ تھی؟ اگر وکلاء کی تحریک کے لئے میاں محمد نواز شریف صاحب نکلے تو ہم نے بھی کہا کہ بہت اچھا کیا اور ہم نے اس کا ساتھ دیا۔ اگر آج فوج کے لئے بھی وہ عوام کو لے کر نکل آتے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے۔ گھر گھر پرچم لہرائے جاتے، ان کی حوصلہ افزائی ہوتی تو کوئی مشکل نہیں ہے کہ ہم اپنے ملک سے ایک ایک دہشت گرد کو نکال کر باہر پھینک دیں۔ لیڈر چاہے تو پوری عوام کا ریلا لے کر ہر چیز کو کامیاب کر سکتا ہے۔ آرمی چیف کو میں سلام پیش کروں گی کہ وہ اپنے نوجوانوں کا جذبہ ابھارنے کے لئے F-16 اڑاتے ہوئے محاذ پر ان کے درمیان پہنچ گئے۔ یہ رویہ پوری قوم نواز شریف سے بھی expect کرتی ہے۔

جناب سپیکر!

خطہ پاک کو بچانا ہی پڑے گا ہم کو
اپنا گھر بار لٹانا ہی پڑے گا ہم کو
کب تلک مرتے رہیں گے فردا فردا
سر ہتھیلی پہ اٹھانا ہی پڑے گا ہم کو
اب ضرورت ہے کہ پھر نعرہ تکبیر لگے
سعد یہ نعرہ لگانا ہی پڑے گا ہم کو

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! مجھے تھوڑا وقت مزید دیں تاکہ میں اپنی بات ختم کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ اس طرح تمام ممبران کے ساتھ زیادتی ہو گی جو وقت رکھا ہے اس وقت کو follow کرنا ہے۔ آپ نے اپنا وقت استعمال کر لیا ہے۔ یہ بیٹھ کر طے ہوا تھا کہ دس دس منٹ کا وقت دیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: آپ نے مخدوم صاحب کو بیس منٹ وقت دیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ پارلیمانی لیڈر ہیں۔ آپ میری بات سنیں۔ جب ہاؤس میں بیٹھ کر اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ دس منٹ کا وقت دیا جائے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے شیخ صاحب کو بھی زیادہ وقت دیا، مخدوم صاحب کو بھی زیادہ وقت دیا یہ پابندی صرف میرے لئے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں۔ آپ بار بار مجھ پر انگلی اٹھا رہی ہیں یہ ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ہماری معزز رکن کو سمجھنا چاہئے اور آپ نے محترمہ سے ایک دفعہ وضاحت بھی طلب کی تھی کہ آپ بجٹ پر بات نہیں کر رہیں تو انہوں نے کہا کہ میری مرضی ہے کہ میں یہ وقت جہاں استعمال کروں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ جس طریقے سے سب کو وقت مل رہا ہے اسی طریقے سے چلیں لیکن یہ ضد بازی اور بار بار ہر بات پر اڑنا یہ اچھا نہیں ہے۔ دوسروں کے ساتھ یہ ناانصافی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شمائلہ رانا!

MR. MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Mr. Speaker! Point of personal explanation

جناب قائم مقام سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں میں تھوڑی دیر میں آپ کو وقت دوں گا۔ اگلے مقرر کو بات کر لینے دیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ شمائلہ رانا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی بہت مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ 2009-10 کے لئے مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ میرے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی ہدایت پر وزیر خزانہ نے جو بجٹ پیش کیا اس پر صوبے کے کچھ عوام دبے لفظوں اور کچھ عوام با آواز بلند مبارکباد دیتی ہوئی نظر آئی کہ ان کٹھن مراحل میں اس دور میں، اس مشکل وقت میں اور حالت جنگ میں، دہشت گردی کے معاملے میں ہم نے یہ بجٹ پیش کیا۔ اس بجٹ میں تمام شعبوں کو یکساں اہمیت دی گئی ہے، خواہ وہ تعلیم کا ہو، زراعت کا ہو، صنعت کا ہو، صحت کا ہو کوئی بھی شعبہ ہو۔ پاکستان کے صوبہ پنجاب کا زیادہ تر دارومدار زراعت کے شعبے پر ہے اور زراعت کے شعبے کا یہ حق تھا کہ اس پر زیادہ توجہ دی جاتی کیونکہ ہمارا زیادہ دارومدار اسی پر ہے۔ میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی کاوشوں اور ان کی انتھک لگن اور محنت سے آج صوبے کا کسان مطمئن نظر آتا

ہے۔ یہ وہی کسان تھا جس کے حق کو مڈل مین نے مارنے کی کوشش کی اور ہم لوگوں، ہماری قیادت اور حکومت پنجاب نے آڑھتی نظام کو ختم کر کے، مڈل مین کے role کو demolish کر کے اور sorry to say جو محکمے کی کالی بھیڑیں تھیں، جو بیوروکریسی کے روپ میں آکر وہاں پر بیٹھی تھیں ان کو بھی ہم نے بے نقاب کیا۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہاں پر بتا دینا چاہتی ہوں کہ جو بجٹ پیش ہوا ہے وہ ایک نظر، ایک جگہ دوسری نظر آپ دیکھیں کہ یہ ایوان 371 اراکین پر مشتمل ہے۔ کچھ بیوروکریسی نے یہ ٹھان لیا ہے کہ ان تمام لوگوں کو بے توقیر کیا جائے۔ میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ صحت کے شعبے کو دیکھیں کہ ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر میں اب dialysis کی سہولت میسر ہے۔ یہ کن کاوشوں کا نتیجہ ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ اپنی مثال آپ ہے۔ کسی صوبے میں یہ مثال نہیں ملتی، میں یہ کہوں تو یہ بے جا نہ ہوگا کہ خادم اعلیٰ پنجاب نے غریبوں کو بے موت مرنے سے بچایا ہے۔ وہ غریب جو کہ مہنگا ترین dialysis کروانے سے محروم رہتے تھے اور وہ وفات پا جاتے تھے میں سمجھتی ہوں کہ آج صوبے میں غریب عوام کے لئے انہی سہولتوں کا فقدان ہے جو کہ امیر لوگوں کے لئے میسر ہوا کرتی تھیں۔

جناب والا! آپ بھی جانتے ہیں، یہ ایوان بھی جانتا ہے اور اس ایوان کے ستون بھی جانتے ہیں کہ جس طرح ہم نے، میرے قائدین نے عدلیہ کے وقار کو بلند کیا، نہ صرف عدلیہ کے وقار کو بلند کیا بلکہ ہم نے ماتحت عدلیہ کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کر کے محکمے میں بدعنوانی اور رشوت کا جو بازار گرم تھا ہم نے اس کو ختم کیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ایک بہت بڑا قدم ہے، یہ کوئی چھوٹا قدم نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عوام الناس کے رویہ کے ساتھ اور عوام الناس کے ساتھ اتفاق کرتی ہوں کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا جس طرح کہ مہنگائی آئے دن بڑھتی جا رہی ہے لیکن ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ ہمیں اتنے ہی پاؤں پھیلانے ہیں جتنی ہمیں مرکز چادر فراہم کرے گا۔ اگر ہم اپنے پاؤں کو زیادہ پھیلا دیں گے تو ہمارے اپنے ہی پاؤں ننگے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ آج ہم حالت جنگ میں ہیں، آج ہمارا جو پاکستان ہے وہ جنگ کی کیفیت سے گزر رہا ہے اور اس وقت سوات مالاکنڈ میں جو صورتحال چل رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پنجاب نے بڑے بھائی کا جو کردار ادا کیا ہے وہ حکومت پنجاب کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ ہم نے دہشت گردی کے واقعات سے نمٹنے کے لئے اپنے محدود وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے کچھ رقم اس میں مختص کی ہے۔ ایک خوف کے پیش نظر کہ مجھے کچھ دیر کے لئے

دائرہ خواتین سے نہ نکال دیا جائے میں ایک بات کہوں گی کہ میری اپوزیشن اراکین بہنوں نے کچھ دن پہلے جب یہ بجٹ پیش ہوا کہ وہ سراپا احتجاج تھیں کہ اس بجٹ میں خواتین کے لئے تو کوئی حصہ ہی نہیں مختص کیا گیا، کوئی رقم مختص نہیں کی گئی تو میں ان لوگوں کو بتا دینا چاہتی ہوں کہ اسی دن میں اپنے آپ، اپنی ذات سے سوال کرنے لگی کہ کیا صوبے میں dialysis کی جو سہولت مہیا کی گئی ہے کیا وہ صرف مردوں کے لئے ہے، کیا صوبے میں جو تعلیم کے ثمرات ہوں گے وہ مردوں کے لئے ہوں گے، کیا آپ نے سرکاری ملازموں کی تنخواہوں میں جو 15 فیصد اضافہ کیا ہے وہ صرف مردوں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا ہے؟ نہیں جتنا کہ اس بجٹ سے ایک مرد کو فائدہ پہنچا ہے اتنا ہی ایک خاتون کو فائدہ پہنچا ہے۔ چاہے وہ گھریلو خاتون ہو، چاہے وہ ایک آفس میں کام کرنے والی خاتون ہو۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ آج اس جنگ سے ہمیں اس وقت سے نکل جانا چاہئے جس میں کہ مجھے کیا ملا اور تجھے کیا ملا۔ آج وہ وقت ہے کہ جائیں ہم سوات میں، مالاکنڈ میں اور ان لوگوں کو جو کہ بے آبرو اور جن لوگوں کی عزت و عصمت کی داستانیں چہار وانگ ہوا کرتی تھیں، جہاں پر جھرنے تھے مگر آج وہاں کی وادیوں میں خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اس نمبر زگیم سے نکل کر کہ اس نے کیا کیا، اس نے ماضی میں کیا کیا اور ہم نے کیا کیا؟ ہمیں آج اس پاکستان کے لئے کچھ کرنا چاہئے، ان خواتین کے لئے کچھ کرنا چاہئے جنہوں نے ہمیں اپنا نمائندہ بنا کر اس ایوان میں بھیجا ہے اور جو ہماری منتظر ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گی کہ:

اٹھو میری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ کے امراء کے در و دیوار ہلا دو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پاکستان کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ نیست و نابود کرے اور پاکستان کو رہتی دنیا تک سلامت رکھے۔ میری یہ دعا ہے۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترم الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ رب العزت کا فرمان ہے کہ "اگر آپ شکریہ ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس میں مزید برکتیں عطا فرمائیں گے۔" میں سمجھتا ہوں کہ ان مضطرب حالات میں میاں محمد شہباز شریف کی ہدایت پر ہمارے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور پوری پنجاب کابینہ مل جل کر متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر لائق تحسین ہیں۔ میں

دیکھتا رہا کہ بجٹ کی تیاری کے دوران خود میاں محمد شہباز شریف پریشان تھے اور بہت سارے ممبران کو اکٹھا کیا کہ یہ فنڈز کیسے اکٹھے کئے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بجٹ پیش کئے جاتے ہیں یہ ملک اور صوبوں کی ترقی کے لئے ہوتے ہیں۔

الحمدللہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے کوئی ایک شعبہ نہیں بلکہ تمام شعبوں پر گہری نظر رکھی ہے اور ایک درد اور فکر مند دل لے کر انہوں نے جستجو کی ہے۔ صحت، زراعت، سکول، تعلیم الغرض کہ مختلف شعبوں پر انہوں نے مانیٹرنگ سیل قائم کئے اور ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ ہر محکمہ اچھے سے اچھے نتائج دے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تمام شعبوں کو ترقی دی گئی ہے لیکن میں اپنے شہر کی حد تک بات کروں گا کہ ہمارے شہر چنیوٹ کو ایک تحصیل سے ضلع کا درجہ دے کر ترقی دی گئی جس پر ہم اللہ رب العزت کے بعد پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت کا جتنا شکریہ ادا کریں وہ کم ہے۔ اس وقت ہمارے ضلع چنیوٹ کی تعمیر و ترقی کے لئے 650۔ ارب روپے منظور کر لیا گیا ہے اور one time grant کے طور پر بھی ہمیں 20 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے اور یہ کھوکھلے نعرے نہیں ہیں کیونکہ ایک ہفتہ پہلے اس کا پہلا حصہ ساڑھے آٹھ کروڑ روپے ڈی سی او چنیوٹ کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ دو ہفتے پہلے مزید ایک اور پیغام آیا کہ حکومت پنجاب اس شہر کو تین میگا پراجیکٹ دینا چاہتی ہے جس کے لئے ہمیں ساڑھے 16 کروڑ روپے دے دیا گیا جس پر میں حکومت پنجاب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب والا! اس وقت ہمارے ضلع چنیوٹ میں ضلعی دفاتر کے قیام کے لئے دن رات بھرپور محنت اور کوشش کی جا رہی ہے۔ ہمارے ڈی پی او، ڈی سی او صاحبان اور دیگر محکمہ جات کے افسران تشریف لا رہے ہیں۔ دو دن پیشتر 18۔ جون کو چیف سیکرٹری پنجاب جاوید محمود صاحب اور ان کی ٹیم ہمارے ہاں تشریف لائی جہاں پر چیف سیکرٹری صاحب نے سختی سے ہدایات کی ہیں چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب چاہتے ہیں کہ یکم جولائی سے یہ ضلع عملی طور پر اپنا کام شروع کر دے اس لئے یکم جولائی تک تمام اداروں کو قائم ہو جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کی فلاح و بہبود کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کی خصوصی میٹنگ میں اور چیف سیکرٹری صاحب کی ملاقات کے دوران میں نے گزارش کی اور بتایا کہ ہمارے شہر چنیوٹ میں جھنگ روڈ پر ہمارے سائنسدانوں نے 660 ملین ٹن لوہا دریافت کیا ہے اور تجزیہ کاروں نے بتایا ہے کہ یہ لوہا صرف شہر چنیوٹ نہیں، پنجاب نہیں بلکہ پورے پاکستان کی 125 سال

تک لوہے کی تمام ضروریات کی کفالت کر سکتا ہے اس لئے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کی ہے کہ جیسے آپ دوسرے معاملات میں خصوصی دلچسپی لے رہے ہیں تو یہاں چنیوٹ میں سٹیل ملز کے قیام کو بھی یقینی بنایا جائے۔ اس وقت آپ دیکھیں کہ کراچی میں قائم ہماری سٹیل ملز کے لئے raw material میانوالی کے پہاڑوں سے 800 میل دور کا سفر طے کر کے وہاں پہنچایا جاتا ہے اگر یہی ملز چنیوٹ میں لگادی جاتی ہے تو پھر ایک سو میل کا سفر طے کر کے وہ ریت چنیوٹ پہنچ جایا کرے گی۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس منصوبے کو بروئے کار لاکر اس پر عمل درآمد کیا جائے کیونکہ یہ منصوبہ کسی ایک ضلع کے لئے نہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ چنیوٹ میں سٹیل ملز کا قیام پورے ملک کی معیشت کے لئے ایک بہترین اور مثبت کردار ادا کرے گا۔

جناب والا! پنجاب کے سربراہ میاں محمد شہباز شریف نے گہری فکر مندی کے ساتھ پنجاب بلکہ پورے ملک کی تاریخ میں اس صوبے میں پہلی مرتبہ امسال 60 ملین ٹن ریکارڈ گندم کا ذخیرہ اکٹھا کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف پنجاب کے لئے نہیں الحمد للہ اس سے دوسرے صوبے بھی فیض یاب ہو رہے ہیں لیکن کچھ تحفظات جن کا ذکر شیخ علاؤالدین صاحب نے کیا ہے میں بھی کہوں گا کہ ان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ اس وقت گندم کے بعض ایسے سٹور ہیں جو کھلے آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں اور خطرہ یہ ہے کہ اگر ان کے لئے ترپالیں جلد مہیا نہ کی گئیں تو بارش کی وجہ سے گندم کے ذخیرے کو نقصان ہو سکتا ہے اس لئے میری گزارش ہو گی کہ ترپالوں کا جلد از جلد بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے متعلق بہت کچھ کہا گیا اور رکھا گیا لیکن اس میں میری یہ گزارش ہو گی کہ ہم یہ دیکھ اور سن رہے ہیں کہ جب کوئی بھی منصوبہ صحت کے متعلق بنایا جاتا ہے تو وہ پہلے سے موجود بڑے بڑے ہسپتالوں کے ساتھ منسلک کر دیا جاتا ہے جس سے اس کی انتظامیہ کو ان منصوبوں کو cover کرنا اور ان کا نظم و نسق چلانا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے اس قسم کے منصوبوں کو دور دراز کے دیگر شہروں میں قائم ہسپتالوں کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ لوگوں کو لاہور پہنچنے میں اٹھائی جانے والی دقتوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

ترقیاتی سکیموں کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں involve تمام محکموں کو گزارش اور ہدایت کی جائے چونکہ paper work بناتے بناتے گیارہ مہینے گزر جاتے ہیں اور مئی کے مہینے تک وہ paper work مکمل ہوتا ہے تو اس وقت order ہوتا ہے کہ ان کو فنڈز جاری کر دیئے جائیں لیکن اسی اثنا میں جون کا مہینہ آ جاتا ہے اور بجٹ کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ میں نے

اپنے علاقے میں خود دیکھا ہے کہ سڑکوں کے تین منصوبوں کے فنڈز جون آنے کی وجہ سے lapse ہو گئے ہیں لہذا اس طریقے سے بر وقت کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے یہ منصوبے ادھورے ہی رہ جاتے ہیں اس لئے ان محکموں کو ہدایت کی جائے کہ وہ اپنا کام صحیح وقت پر کریں تاکہ ہر سال کا منصوبہ اپنے وقت کے اندر مکمل ہو جائے۔ میں ایک بار پھر حکومت پنجاب کا، میاں شہباز شریف صاحب اور تمام حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ان کٹھن حالات میں ایک بہترین اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر پنجاب اور پورے پاکستان کو ایک صحیح نہج پر چلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ بہت بہت شکریہ۔ (آمین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عائشہ جاوید!

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح مجھ سے پہلے بات ہو چکی ہے اور چونکہ میرا اپوزیشن سے تعلق ہے شاید سنا بھی جائے لیکن جس طرح ہمارے حکومتی بنچوں نے تعریفیں کی ہیں۔ سب سے پہلے تو میں خصوصاً چیف منسٹر کو بہت بہت مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی کہ انہوں نے بہت توجہ سے رائیونڈ اپنے گھر میں بلا کر یہ بجٹ بہت پیار سے بنایا۔ یہ بڑا معصوم سا بجٹ اور بڑا شریفانہ بجٹ ہم سب کے سامنے آیا اس پر میں ان سب کو اور ان کی ٹیم کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ آپ کو میری طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے اس قسم کا بجٹ لانے پر بہت بہت مبارکباد ہو، یہ شریفانہ بجٹ ہم سب کو جتنا مہنگا پڑے گا آپ کو بھی اس کا پتا ہے۔ میں نے چند ایک گزارشات documentary evidence کے ساتھ، documentary proof کے ساتھ یہاں پر کرنی ہیں کیونکہ یہاں میڈیا بھی بیٹھا ہے۔ یہاں بات budget speech کی ہوئی تو pro poor initiatives کی بات ہوئی۔ pro poor initiative is a very good and a nice star a slogan کانوں کو بھلا لگنے والا slogan ہے۔ اگر ہم اس کی گہرائی میں جائیں تو انہوں نے اس میں مختلف initiatives دیئے ہیں جس میں گرین ٹریکٹر سکیم ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم غریب کسانوں کے لئے ہے اور اس میں اتنا خوبصورت نیچے لکھا گیا یہ budget speech میرے سامنے پڑی ہوئی ہے اس کے دینے کا طریق کار بہت شفاف ہے، computerized ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس غریب صوبے کے غریب چیف سیکرٹری جو کہ ایک نہایت ہی شریف انسان ہیں، میں دوبارہ شریفانہ بجٹ کی طرف آؤں گی کہ ان کی بیگم اور بیٹے کا نام اس سکیم میں کیسے نکل آیا، شیم یا نہیں، میں اس پر کوئی comment نہیں کروں گی لیکن آپ کے سامنے یہ proof ہے اور مجھ سے لے سکتے ہیں۔ اس لسٹ میں ان کے بیٹے اور ان کی بیگم کا

نام ہے۔یہاں یہ بات ہو رہی تھی شاید اپوزیشن میں سے ہی کسی نے point out کیا کہ لوگ مستفید نہیں ہو رہے ہیں تو میں ان کو درست کروں گی کہ لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور یقیناً ہو رہے ہیں۔ جو آپ کے قریب ہیں، جو آپ کے ملازمین ہیں اور جو آپ کے پروردہ ہیں وہ یقیناً یہاں مستفید ہو رہے ہیں یہ بات غلط ہے اور ہمیں اپنے الفاظ واپس لینے چاہئیں۔ میں آگے technical point پر بات کروں گی۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ محترمہ نے جو بات کی ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے ایک criteria بنا ہے کہ اگر اتنی land limit کے نیچے ہے تو ان کو گرین ٹریکٹر مل جائے گا اس میں یہ کہیں نہیں لکھا ہوا ہے کہ چیف سیکرٹری یا اس کا بیٹا یا میں یا سپیکر اگر ہم اس limit میں آتے ہیں تو ہمیں نہیں ملے گا۔ یہ غلط بات ہے اس پر کوئی limitation نہیں ہے، اگر limitation ہے کہ چیف سیکرٹری نہیں لے سکتا، اگر اس کے پاس زمین نہیں ہے، law کے مطابق دس ایکڑ سے کم زمین والا گرین ٹریکٹر لے سکتا ہے اور اگر وہ 9 ایکڑ کا مالک ہے تو وہ لے لے۔یہاں کونسلر نہیں ہوتے کیا؟ کسان کونسلر ہوتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! شکریہ، میری بار بار ممبران سے یہی گزارش ہے اور وہ اپنا point of view دے رہی ہیں، kindly ان کو اپنا point of view دینے دیں اور انہیں اپنی بات کرنے دیں۔ اس پر بار بار point of explanation کی ضرورت نہیں ہے۔یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بیٹھے ہیں وہ نوٹس لے رہے ہیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اگر میں ان کی بات کا جواب دوں گی تو اپنے point سے ہٹ جاؤں گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ عائشہ جاوید: یہ گاڑیاں لے رہے ہیں اور کس کو گاڑیاں دے رہے ہیں، میرے خیال میں اس پر مجھے بھی نہیں آنا چاہئے۔ انہوں نے اگر speech سننی ہے تو ٹھیک ہے، میری بات کا جواب یا تو Finance Minister دیں گے، ان کے علاوہ Law Minister دیں گے اور میں آپ سے مخاطب

ہوں، شکریہ میری چند ایک گزارشات ہیں اس میں جو ہمیں difference نظر آ رہا ہے کہ 1060 بلین جو حکومت نے white paper شائع کیا ہے اس میں revise budget کی جو figure آ رہی ہے وہ 173 آ رہی ہے۔ یہ میں جاننا چاہوں گی کہ انہوں نے یہ figures ہمیں دیئے ہیں یہ کیا reconciled ہیں with P&D Department and Finance Department یا نہیں؟ یہ بہت technical points ہیں۔ اگر ہم یہ books issue کر رہے ہیں تو یہ بہت authentic ہیں اور یہ ہمارے لئے ایک صحیفہ ہی ہیں کیونکہ ہمیں تو کہیں اور access نہیں ہے۔ اگر آپ کی book کے statistics ہی آپس میں tally نہیں کر رہے ہیں تو یہ کس بنیاد پر اتنا زیادہ difference آ رہا ہے؟ Another difference I want to highlight is that کہ یہاں cash credit accommodation میں بہت زیادہ difference آ رہا ہے۔ آپ نے یہاں show کیا ہے، میں whit paper کا بھی بتاؤں گی اگر kindly منسٹر صاحب اس کو نوٹ فرمالیں۔ اس میں 2008-09 کا 48,360,983.000 کا ہے جبکہ revised white paper میں دیا گیا ہے 156,506.476 اگر آپ یہ estimate کی book کھولیں اس میں receipt of estimate تو اس کے اندر جو figure آ رہا ہے 331,994,183 that is ۔ اگر یہ mistake ہے تو بہت بڑی mistake ہے اور اگر یہ mistake نہیں ہے تو بتائیں کہ اتنا زیادہ difference کیسے آ رہا ہے؟ اس کے جوابدہ کون ہوں گے؟ ہمیں misguide نہ کیا جائے، لوگوں کو misguide نہ کیا جائے یہ documentary proof ہے صفحہ 122 اور 123 پر دیکھ سکتے ہیں۔ آپ white paper میں ایک بات بتا رہے ہیں دوسری کتاب اس کو estimate of receipt negate کر رہی ہے۔ یہاں مخالفت برائے مخالفت نہیں ہو رہی ہے بلکہ میں یہاں documented evidence کے ساتھ بات کر رہی ہوں۔ اگر آپ کے پاس اس کی کوئی justification ہے اور اس کی کوئی explanation ہے تو پلیز دیجئے۔ Another point I want to highlight is that آپ لوگوں نے فوڈ سٹیمپ سکیم اور سستی روٹی میں Billions of rupees have been allocated، میں یہ نہیں کہہ رہی ہوں کہ اس کو آپ ختم کریں اگر آپ نے جاری رکھنا ہے تو بے شک جاری رکھیں جس طرح باقی آپ کے بہت اعلیٰ اور اچھے منصوبے چل رہے ہیں۔ میرا سوال اور گزارش یہ ہے کہ کیا اب تک جتنا پیسا اس فوڈ سٹیمپ سکیم میں جا چکا ہے اور جتنا پیسا سستی روٹی یا گرین ٹریکٹر سکیم میں جا چکا ہے ان تینوں سکیموں کا میں نے pro poor initiatives میں ذکر کیا ہے۔ کیا اس کی valuation ابھی تک ہوئی ہے یا نہیں؟ This

is my basic questionیہاں ابھی تک ان کی valuation نہیں ہوئی، کیا criteria ہے یا یہاں کوئی ڈیٹا ہے؟ ابھی تک جو کتابیں ہمیں یہاں دی گئی ہیں ان کو میں نے تھوڑا سا چھاننے کی اور پڑھنے کی کوشش کی لیکن اس کے اندر کوئی ڈیٹا نہیں ہے۔ آگے چل کر law and order کی بات کرتے ہیں۔ آپ نے law and order میں 23 بلین دیئے ہیں۔ It is a good point بلکہ economist تو کہہ رہے ہیں کہ اس وقت 100 بلین کی requirement ہے۔ اگر آپ نے 43 بلین دیئے ہیں تو My question is that کہ آپ لوگ ہمیں بتائیں کہ at least یہ کس مد میں جائیں گے؟ یہ سکیورٹی کے لئے جو ہم پر تعینات ہیں کیا ان کی اپنی سکیورٹی میں جا رہے ہیں، کیا یہ پولیس کی ٹریننگ میں جائیں گے؟ صرف vague اور generalize قسم کی ایک figure دے دیتے ہیں۔ اس کو کم از کم تھوڑا سا explain کیا جائے کہ یہ کس مد میں ہوں گے؟ یہ شہداء ہیں یا آگے جا کر کوئی problems آئیں گی یہ ان کی compensation میں ہوں گے، یہ پولیس کی pay raise میں استعمال ہوگا یہ کہاں استعمال ہوگا؟ ہمارے یہاں اس وقت جو situation ہے terrorist activities چل رہی ہیں میری یہ humble suggestion ہے ہمیں اپنے foreign department کو proper کرنا چاہئے تاکہ ہم اسے اچھے طریقے سے چلا سکیں اور کوئی clue مل سکے۔ آج تک جتنے دھماکے ہوئے ہیں بعد میں صرف ایک خبر آجاتی ہے کہ اس میں سے main آدمی پکڑا گیا لیکن کبھی بھی منظر عام پر کوئی چیز نہیں آتی اور نہ کوئی کیفر کردار تک پہنچتا ہے تو unfortunately ہم ان معاملوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ہم ایک figure تو آگے دے رہے ہیں لیکن ہم یہ نہیں دیکھتے کہ ان کا break down کیا ہے؟ اس لئے صرف اس کو دیکھ لیجئے جو آپ کی figures میں problem آرہے ہیں۔ شکریہ

MR MUHAMMAD EJAZ SHAFI: Point of personal explanation

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بات میری محترمہ بہن نے کی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آمنہ الفت صاحبہ نے جو oath ہاؤس میں پڑھا ہے وہ بالکل ٹھیک تھا۔ مگر اس میں کہیں یہ نہیں لکھا ہوا ہے کہ جو آمنہ الفت صاحبہ کہیں گی وہی ہم نے کرنا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ آج بھی ہم پاکستان مسلم لیگ کے ہی ممبر ہیں، آج بھی ہم اسی پارٹی کے ممبر ہیں، اسی پارٹی کے پلیٹ فارم پر بیٹھے ہیں اور اسی پارٹی کے sign seats پر بیٹھے ہیں۔ اگر یہ اپنی پارٹی میں ڈکٹیٹر شپ کرنا چاہتے ہیں تو

مجھے نہیں پتا کہ یہ کس جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ہاؤس کے اندر جو پارلیمانی پارٹی ہے یا ہاؤس میں جو پارلیمنٹیرین ہیں اکثریت نے یہ فیصلہ کیا ہے، یہ اعجاز شفیع کا فیصلہ نہیں ہے بلکہ unanimous اکاون آدمیوں کا فیصلہ ہے کہ ہم نے ہاؤس کے اندر میاں محمد شہباز شریف کا ساتھ دینا ہے۔اب یہ ہمارے اوپر impose کر رہے ہیں کہ نہیں، ہم نے یہ کرنا ہے۔یہ کس طرح۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے یہ بات چیمبر میں ہو جائے گی۔آپ کا point of personal explanation کیا ہے؟

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ اعجاز شفیع نے کوئی بھینس چوری اور بکری چوری۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاں! یہ بات آپ کر لیں۔یہ ٹھیک ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میں باکردار politician ہوں۔آج تک اس طرح کی negative بات کسی نے میرے اوپر کی ہے نہ میں نے کبھی کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں! بہت شکریہ۔آپ کی personal explanation آ گئی۔جی، بہت شکریہ

محترمہ آمنہ اُلفت: جناب سپیکر! آپ بار بار ان کو ٹائم دیتے ہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر وہ تقریریں کر رہے ہیں۔مجھے آپ تقریر کا بھی پورا ٹائم نہیں دیتے۔میں اس بات پر واک آؤٹ کر رہی ہوں۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی رکن محترمہ آمنہ الفت
ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے سوموار کے اجلاس کا جو پروگرام ملا ہے وہ صبح دس بجے شروع ہونے کے لئے دیا گیا ہے جبکہ ایک چھٹی آتی ہے گھروں میں اور عوام کے بہت سارے مسائل ہوتے ہیں تو اگر حسب سابق روایت وہ پروگرام بعد از دوپہر رکھ لیا جائے تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مل بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا گیا تھا اور اس میں logic ہے۔اُس کی وجہ سے اجلاس اب سوموار والے دن دس بجے صبح ہی ہو گا۔جناب طاہر نوید صاحب!۔۔۔طاہر نوید صاحب موجود نہیں ہیں؟۔۔۔محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں پنجاب حکومت کو متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اتنی اکھاڑ پچھاڑ، پچھلے دِنوں جن حالات سے ہم گزرے اس کے باوجود ایک انتہائی اچھا بجٹ ہمارے سامنے آیا ہے۔ یہ definitely پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اور ہمارے coalition partner کی طرف سے بہت اچھی effort ہے۔ بجٹ کی جو strategy ہے یہ چار نکات پر مشتمل ہے جس میں شعبہ تعلیم، شعبہ صحت، امن وعامہ اور سستا انصاف مہیا کرنے کے لئے مثبت قدم ہے ان کے لئے پنجاب حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں وہ definitely ہمیں appreciate کرنے چاہئیں کیونکہ پنجاب حکومت نے جو ماڈل follow کیا ہے یہ چائنا کے ماڈل کو سامنے رکھ کر بنایا گیا ہے کیونکہ وہ ایک developing country ہے جو کہ اقتصادی ترقی کی طرف گامزن ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے بجٹ میں اس کا ماڈل follow کیا جائے تو یہ ہمارے لئے ایک خوش آئند بات ہوگی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ آپ ٹھہریئے گا، لیڈر آف اپوزیشن سے میری گزارش ہے کہ محترمہ آمنہ اُلفت واک آؤٹ کر کے گئی ہیں اگر وہ موجود ہیں تو kindly ان کو لے آئیں۔ بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! ہم نے ان ملکوں کی مثال کو follow کیا جنہوں نے کم سے کم عرصے میں زیادہ سے زیادہ ترقی کی ہے۔ یہ ہمارے صوبے کے لئے اور ہمارے ملک کے لئے خوش آئند بات ہے۔ ان تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ میں ہاؤس کو یہ بتا سکوں کہ جو اہم شعبے ہیں ان میں ایجوکیشن، ہیلتھ، poverty reduction اور سستا انصاف، ان کے لئے جو بھی اقدامات کئے جائیں گے ان کو ہماری طرف سے appreciation ملے گی۔ تعلیم کے شعبے میں پچھلے سال سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ اس بات پر میں یہ واضح کرنا چاہتی ہوں کہ خاص طور پر computer literacy کی مد میں حکومت نے جن روپوں کا بجٹ رکھا ہے اس میں جو school going بچے ہیں ان کی طرف سے ہمیں انتہائی satisfactory results ملیں گے کیونکہ آج کل کی دنیا میں یہ ترقی کے لئے انتہائی اہم اور ضروری قدم ہے اور اس کے لئے خاص طور پر غور کیا گیا۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب کا جو نیا منصوبہ ہے یعنی جو دانش سکول سسٹم بنایا جا رہا ہے اس کے لئے میں پنجاب حکومت کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کیونکہ جو دانش سکول ہیں وہاں صرف اور صرف غریب عوام کے بچے پڑھیں گے اور یہ پنجاب کے صوبے کو ایک بہت بڑا تحفہ ہوگا۔ اس میں جو بھی بچے داخل ہوں گے وہ ایسے گھرانوں سے تعلق رکھیں گے جن کے والدین میں اتنی سکت نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو

پڑھا سکیں جبکہ وہ بچے intelligent بچے ہیں اور ہم ان بچوں کی intelligence کو trigger کر سکتے ہیں اور ایک ایسا سکول سسٹم جس کو ایچی سن یا گھوڑا گلی یا اچھے سکولوں کے ساتھ compare کر سکتے ہیں اگر اس کی facility ان بچوں کے گھروں تک پہنچ جائے گی تو یہ ایک بہت بڑا تحفہ ہو گا یہ اسی قسم کا قدم ہے جیسے سستی روٹی کا قدم تھا یا فوڈ سٹیمپ پروگرام کا قدم تھا۔ I think یہ پنجاب حکومت کا انتہائی خوبصورت plan ہے۔ اس کو میں بہت دل سے appreciate کرنا چاہتی ہوں۔ پنجاب کی عوام کو اس حکومت سے ایک اور بھی توقع تھی اور وہ انہوں نے کام کیا وہ teachers training programme ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ سب سے بڑی acility ہے جو ہم teachers training programme کے ذریعے بچوں کو دے سکتے ہیں۔ کچھ infrastructure تو ہمارے پاس موجود ہے لیکن اس کے اندر کچھ ڈویلپمنٹ ہو گی اس کے ساتھ automatically سکول سسٹم جو ہیں وہ improve ہوں گے اور trained teachers جب وہاں پر آ کر بچوں کو پڑھائیں گے تو ہماری تعلیم کا معیار جو بہت بری طرح گر چکا ہے جس کا پچھلی حکومت نے پنجاب کے ساتھ مذاق کیا تھی "پڑھا لکھا پنجاب" کا جنہوں نے ان چیزوں پر بالکل دھیان نہیں دیا اس پر اب جب ہم لوگ کام کر رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ ہر ذی ہوش انسان جو اس اسمبلی میں بیٹھا ہوا ہے وہ appreciate کرے گا کیونکہ ایک بات ضرور ہے کہ جو کہ پچھلے سال میں بھی باوجود Whatever problems we face I think کہ جو endowment fund دیا گیا، جس کے ساتھ ایسے بچوں کو encourage کیا گیا جو بچے لائق تھے اور جو میرٹ پر اپنا کچھ نہ کچھ proof کر سکتے تھے وہ 2۔ارب کا endowment fund ان بچوں کو appreciate کرنے کی ایک بہت ہی خوبصورت effort تھی اور انہیں guard of honours دیئے گئے اور ان بچوں کو خاص appreciation ملی ان چیزوں سے پنجاب کو پڑھا لکھا بنا سکتے ہیں نہ کہ صرف کتابی باتیں اور unhealthy criticism کے ساتھ۔ اب ہمیں آنے والی نسلوں کی جو تقدیر ہے وہ بدلتی نظر آ رہی ہے اور اس کے لئے میں پنجاب حکومت کو بہت مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر! شعبہ صحت میں پنجاب حکومت نے ایسی روایت توڑی ہے جو انقلابی تبدیلی لانے کا باعث بنے گی اس میں مفت ادویات کا جو بجٹ ہے اس کو انہوں نے یورپی ممالک سے بھی بہتر طریقے سے دینے کی کوشش کی ہے۔ میں اس جگہ پر اتنی سی روشنی ڈالنا چاہتی ہوں کہ امریکہ جیسے ملک میں بھی مفت ادویات نہیں دی جاتیں وہاں پر بھی MRI scans, CT scan کروانے والے ہمیشہ کے لئے قرضوں تلے دب جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ضلعی سطح پر اور ہر جگہ جب یہ facilities

provideکرنے کی اگلے سال میں جو کوشش ہے یہ پنجاب حکومت کی طرف سے بہت اچھی effortہے اور اس کے لئے بھی آپ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ پنجاب میں ہیپاٹائٹس کی مفت ویکسین مہیا کرنے کی جوeffortکی ہے یہ ضرورappreciateکرنے کے قابل ہے۔ یہ basicچیزیں ہیں ایجوکیشن اور ہیلتھ۔ یہ basicچیزیں اگرlook afterہو جائیں تو ایک عام شہری کی زندگی بہتر ہو جاتی ہے۔ بڑی بڑی باتیں کرنے سے اور بڑے بڑے الفاظ بولنے سے یا چھوٹے چھوٹے pointsکا criticismلانے سے حکومتیں نہیں چلتیں۔ میرے خیال سے جس طرح پنجاب حکومت نے ان بڑے بڑے issuesکو addressکیا ہے اس پر میں پنجاب حکومت کو appreciateکرنا چاہتی ہوں۔ 44کروڑ کی رقم جو انہوں نے ویکسین کے لئے سارے سال کے بجٹ میں مختص کی ہے یہ انتہائی مناسب ہے اورI think آنے والی نسلیں اس کا فائدہ اٹھائیں گی۔

اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر مجھے یہ بات کہنے پر فخر ہے کہ اس سال جو پنجاب حکومت نے ایک اور قدم اٹھایا ہے کہ وہ غریبوں کو ائیر کنڈیشنڈ ہسپتال دیں گے۔ ایک مریض جو ہوتا ہے وہ اتنی بُری حالت میں ہوتا ہے اور ایک گرم جگہ پر اس کی کوئیlook afterنہیں ہوتی تو یہ بھی بہت ضروری قدم اٹھایا گیا ہے کیونکہ ائیر کنڈیشنڈ ہسپتال یا پرائیویٹ ہسپتال صرف امیروں کے لئے نہیں ہونے چاہئیں۔ غریب آدمی کو بیماری کی حالت میں یہfacilityملنی چاہئے اور اس چیز کو میںappreciateکرتی ہوں ، سپورٹس کے لئے بھی ایک خاص پروگرام رکھا گیا ہے جو کہ کسی بھی ملک کے لئے سپورٹس کا ایسا شعبہ ہے جس کے ذریعے آپ اپنے بچوں کیself esteemاوپر لے کر آتے ہیں۔ اس میں یہ بات کہنا کہ عورتوں کے لئے کوئی خاص بجٹ ہوتا، میرے خیال سے مرد اور عورت کو بالکل الگ نہیں کیا گیا۔ پہلی بار ہمیں احساس ہوا ہے کہ ہماراexactlyوہیlevelہے جوlevelآدمیوں کو دیا جاتا ہے کسی جگہ بھی اس چیز کوdifferentiateنہیں کیا گیا۔ اس بجٹ میں کسی جگہ کوئیdiscriminationنہیں ہے اور یہ چیز میںappreciateکرتی ہوں، چاہے وہ سپورٹس ہے جب آپ میرٹ کا لفظ استعمال کر لیتے ہیں تو میرٹ میں کسیgenderکا ذکر نہیں ہوتا جو ہمارا بجٹ ہے وہ انتہائی مناسب اور اچھا بجٹ پیش کیا گیا ہے اور آنے والے سالوں میں نہ صرف ان کے سارےpointsہیں، آپ دیکھیں! پانی کی، بجلی کی، ہر قسم کی کمی کو دور کرنے والا بجٹ ہے کیونکہ یہ ایک ترقیاتی بجٹ ہے اس میں بہت بڑی رقم ترقیات پر صرف کی گئی ہے، ایک اور چیز جسے میں بہتappreciateکرنا چاہتی ہوں جوrural areasکےroadsکی تعمیر ہے۔connections جو ہیں ان کو بہتر بنانے کے لئے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے اس کو میں خاص

طور پر appreciate کرنا چاہتی ہوں حالانکہ اس کو بہت detail سے اس بجٹ کی کتاب میں discuss نہیں کیا گیا لیکن وہ ایک اتنا بڑا قدم ہے جس کو ہم جتنا appreciate کریں کم ہے کیونکہ جتنی access roads through ہوتی ہے اسی سے اس ملک کی ترقی ہوتی ہے، آپ کی آمد و رفت جو ہے اس پر ملک کی ترقی بہت زیادہ depend کرتی ہے۔ میرے خیال میں اس کو خاص طور پر جو نوٹس میں لایا گیا ہے اور اس پر جو کام کیا جا رہا ہے اس چیز کو بھی میں خاص طور پر appreciate کرنا چاہتی ہوں۔

اس کے علاوہ بجٹ کے اندر خاص طور پر ایک اور چیز آپ نے بیان کی ہے کہ پہلے جو کام شروع ہیں ان پر ایک خاص رقم مختص کی جا رہی ہے تاکہ وہ تکمیل کو پہنچیں۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ بہت سے کام شروع ہو جاتے ہیں اور ان کو مکمل نہیں کیا جاتا، میں اس چیز کو اس بجٹ میں دیکھ کر بہت خوش ہوئی ہوں کہ سارے پراجیکٹس جو پہلے ہمارے اس وقت پروگرام میں ہیں وہ سارے کے سارے جو پراجیکٹس ہیں ان کے بارے میں پنجاب حکومت کی پوری کوشش ہے کہ وہ اب آئندہ یہ جو سال ہے اس کے اندر انہیں مکمل کیا جائے۔ اس میں سیوریج سسٹم بھی آ جاتا ہے، اس کے اندر سڑکیں بھی آ جاتی ہیں، ہسپتالوں کا انفراسٹرکچر ، بی ایچ یوز کی ڈویلپمنٹ، زچہ و بچہ کے لئے خاص طور پر جو اقدامات کئے جا رہے ہیں وہ بہت بہتر ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ:

All these things come into development and I really appreciate and I really want to congratulate Punjab Government for given us such a nice budget and I am very thankful for that. Thank you so much.

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! یہ جو سوموار کو 00-10 بجے اجلاس والا معاملہ ہے، پورے ہاؤس نے متفقہ طور پر آپ بھی اس میں موجود تھے، فیصلہ کیا تھا کہ سوموار کو سیکنڈ ٹائم اجلاس شروع کیا جائے۔ بعض لوگوں نے دور دراز سے آنا ہوتا ہے اور ایک اتوار کی چھٹی ہوتی ہے تو kindly یہ request ہے کہ ہفتہ کو فرسٹ ٹائم اور سوموار کو سیکنڈ ٹائم والا اجلاس پورے ہاؤس نے فیصلہ کیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ پورے ہاؤس کی بات نہیں ہے۔ اس میں پارلیمانی لیڈرز، لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ بیٹھ کر باقاعدہ بات ہوئی تھی جو آج کل حالات ہیں اس کے مطابق مناسب یہی تھا اور سکیورٹی ایجنسیوں کا بھی یہی تھا کہ صبح کے وقت اجلاس کیا جائے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی، اب میں on the floor of House بات نہیں کرنا چاہتا تھا، اس کے پیچھے باقاعدہ ایک logic ہے اور اس میں آپ کے فائدے کی بات ہے، پلیز، تشریف رکھئے گا۔ جی، رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں فنانس منسٹر صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے چیف منسٹر صاحب کے vision کے عین مطابق ایک انقلابی اور عوامی بجٹ پیش کیا۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کی معزز خاتون رکن محترمہ آمنہ الفت
بائیکاٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کو ہاؤس میں واپسی پر welcome کرتا ہوں اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ان کو ہاؤس میں واپس لے کر آئے۔ جی، رانا تنویر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! موجودہ حالات میں اس طرح کا عوامی بجٹ پیش کرنا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں جس طرح ایجوکیشن کو focus کیا ہے اس کی تعریف ضرور کی جانی چاہئے۔ اگر کسی ملک اور کسی قوم نے ترقی کرنا ہوتی ہے تو پھر اس کے لئے ایجوکیشن بہت ضروری ہے۔ جس طرح موجودہ مالی سال کے بجٹ میں اور آئندہ مالی سال کے بجٹ میں endowment fund کے 2۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں اور اس میں جو میرٹ رکھا گیا ہے کہ ان طالبعلموں کو وظیفہ ملے گا جو صرف سرکاری سکولوں میں پڑھے ہوں گے اور آج کے دن باقاعدہ ان کو وظیفہ دینے کی تقریب منعقد ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح جو Knowledge City تشکیل دیئے جائیں گے وہ بہت بڑا کارنامہ ہے اور ان Knowledge City کی جو management ہوگی وہ independent ہو گی اور اس Knowledge City میں دنیا کی بہترین یونیورسٹیاں اپنے کیمپس قائم کر سکیں گی۔ یہاں پر ریسرچ سنٹر بھی بنیں گے اور ایجوکیشن کے حوالے سے یہ ایک بہت بڑا step ہو گا۔

جناب والا! جو upgradation of schools ہیں وہ جتنی تعداد میں موجودہ مالی سال میں ہوئے ہیں اور جس طرح آئندہ مالی سال میں ہوں گے وہ بھی بہت بڑی بات ہے۔ موجودہ حکومت کا ایجوکیشن کے حوالے سے جو ایک بہت بڑا کارنامہ ہے وہ دانش سکول سسٹم ہے، اس میں جو میرٹ رکھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اس میں صرف غریب لوگوں کے بچے داخلہ لے سکیں گے اور اس میں 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اگر میں یہ بات کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ دانش سکول سسٹم جو ہے وہ غریب لوگوں کا ایچی سن کالج ہوگا اور اس میں وہی معیار ملے گا جو امراء کے سکولوں کے لئے ہے۔ اس دانش سکول سسٹم کے ذریعے میں سمجھتا ہوں کہ طالبنائزیشن کا بھی خاتمہ ہو سکے گا، جس طرح اس کے لئے جگہ سو، سو اور دو، دو سو ایکڑ پر محیط ہے یقیناً اس میں غریب لوگوں کے جب بچے داخل ہوں گے تو وہ معاشرے میں ایک مثبت role ادا کر سکیں گے اسی طرح missing facilities کے تحت بہت سارے سکولوں کو upgrade کیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے سرکاری سکولوں میں، غریبوں کے بچے پڑھتے ہیں تو جب تک سرکاری سکولوں کی حالت بہتر نہیں ہوگی تب تک معاشرہ بہتر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ معاشرہ ظلم کے ساتھ تو زندہ رہ سکتا ہے، عدل و انصاف کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور جس طرح محترم چیف منسٹر صاحب نے میرٹ کا خیال رکھا ہے، ہر ڈیپارٹمنٹ اور ہر ادارے میں میرٹ کا خیال رکھا جا رہا ہے اور جس طرح 34 ہزار ایجوکیٹرز میرٹ پر بھرتی کئے جا رہے ہیں وہ بہت بڑا کارنامہ ہے جس سے یقیناً ایک انقلاب آئے گا۔ میں یہاں پر یہ کہنا بھی بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ سابق دور حکومت میں جس طرح میرٹ کی دھجیاں بکھیری گئیں وہ سب کے سامنے ہے، چاہے وہ ٹریفک وارڈن کی بھرتی ہو، چاہے وہ کانسٹیبل کی بھرتی ہو، میں سمجھتا ہوں کہ میرے ضلع شیخوپورہ میں اس وقت کے عوامی نمائندگان نے جتنے بھی لولے، لنگڑے، کالے پیلے جو لوگ تھے ان کو بطور کانسٹیبل بھرتی کروا دیا اور یہ بات میں floor پر کہنا چاہتا ہوں کہ ٹریفک وارڈن کے لئے پانچ پانچ، سات سات لاکھ روپے لئے گئے، کانسٹیبل کے لئے پچھلے دور حکومت میں لاکھ لاکھ، ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ لیا گیا اور ڈی ڈی اوز کے لئے اس ایوان کے بہت بڑے لوگوں نے دس سے پندرہ لاکھ روپے تک لئے اور پنجاب پبلک سروس کمیشن کا اس دور میں بھٹہ بٹھا دیا گیا تھا۔ اگر اس دور کا تقابلی جائزہ لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ہی کوئی ڈیپارٹمنٹ ہو جو سابق دور حکومت کی چیرہ دستیوں سے اور دست درازیوں سے محفوظ رہا ہو۔ ''پڑھا لکھا پنجاب'' کا نعرہ تو ضرور لگایا گیا لیکن شاید اس کا کنٹرول جاہل لوگوں کے ہاتھ میں تھا اور وہ پروگرام ان پڑھ پنجاب بن کر رہ گیا تھا۔ جب میاں شہباز شریف

صاحب1997-99 میں چیف منسٹر تھے تو انہوں نے بوٹی مافیا کا خاتمہ کر دیا تھا۔ مشرف دور میں یہ بوٹی مافیا پھر پروان چڑھا لیکن الحمد للہ اس سوا سال کے مختصر عرصہ میں اس بوٹی مافیا کا پھر سے خاتمہ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں ایک criteria رکھا گیا ہے، میں فنانس منسٹر صاحب کی توجہ ضرور مبذول کروانا چاہوں گا کہ establishment of new primary schools کے لئے جو criteria ہے اس پر نظرثانی کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں from nearest primary school distance ہے اس میں اربن ایریا کے لئے ایک کلو میٹر ہے اور رورل ایریا کے لئے 1.5 کلو میٹر ہے تو میں چاہوں گا کہ ہر علاقہ کی ضرورت کے پیش نظر کوئی کمیٹی بنائی جائے جو اس بات کا فیصلہ کرے اور اس میں وہاں کا جو مقامی ایم پی اے ہے اس کو ضرور شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! غربت میں کمی اور غریب کو فوری ریلیف دینے کے لئے جو فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا گیا تھا وہ یقیناً ایک نادر پروگرام تھا جو کہ جاری ہے۔ سستی روٹی سکیم چیف منسٹر صاحب کا ایک بہت اچھا پراجیکٹ ہے جس کے لئے وہ بجٹ پر بہت بڑا بوجھ ہے لیکن جس طرح غریب لوگوں کو سستی روٹی مل رہی ہے اس کی تعریف کی جانی چاہئے۔ موجودہ حالات میں جب ہر ادارہ crisis کا شکار ہے تو ترقیاتی بجٹ کو 13 فیصد بڑھا دینا بھی اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

جناب والا! صحت کے شعبہ میں جو 12۔ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے اس سے ہسپتالوں میں مفت علاج اور dialysis کی جو سہولیات ہیں وہ جاری رہیں گی۔ یقیناً حق دار لوگوں کو dialysis کی سہولتیں مل رہی ہیں اور جس طرح جنوبی پنجاب کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے وہ اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی جنوبی پنجاب کے معاملات پر گہری نظر ہے اور وہ جنوبی پنجاب کو ترقی کرتے دیکھنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! یقیناً لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ صورتحال اس حکومت کو ورثے میں ملی ہے۔ آج کی صورتحال میں مشرف کا آٹھ سالہ دور بھی شامل ہے جس میں پاکستانیوں کے لئے، اس صوبے کے لئے جو ظلم و ستم روا رکھا گیا وہ ہمیں آج بھگتنا پڑ رہا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو بہتر بنانے کے لئے پولیس کی تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں جو بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن میری استدعا ہے کہ ہمیں ان پر check بھی رکھنا ہو گا۔ سابق دور حکومت میں پولیس کو free hand دے دیا گیا تھا لیکن اب ان پر ضرور check رکھنا ہو گا۔ تھانوں میں جو ظلم و ستم ہو رہے ہیں آپ بہتر جانتے ہیں کہ۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب والا!میں بات کر رہا تھا کہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے جتنی خطیر رقم رکھی گئی ہے اسی حساب سے ہمیں پولیس سے performance کی توقع رکھنا ہو گی اور انہیں لازمی یہ performance دینی چاہئے لیکن جس طرح پولیس کے افسران اونچے اونچے قلعوں میں بیٹھ گئے ہیں جہاں عوام کی رسائی مشکل ہو گئی ہے انہیں اس بات پر ضرور غور کرنا چاہئے۔ان تک عوام کی رسائی آسان ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاہور میں تو بہت بُری حالت ہے۔جس طرح موجودہ مالی سال اور آئندہ مالی سال میں lower judiciary کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا اور لامحالہ اب اگلے مالی سال میں اس میں 15 فیصد اضافہ بھی ہو جانا ہے مگر ابھی تک عوام کو جوڈیشری سے وہ return نہیں مل رہا اور lower judiciary ابھی تک وزیر اعلیٰ صاحب کے vision کے مطابق perform نہیں کر رہی۔ جوڈیشری کو چاہئے کہ وہ اس کے مطابق perform کرے۔میں آخر میں ایک شعر اپوزیشن کے لئے پیش کرتا ہوں:

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اور ایک شعر اپنے محترم وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے پیش خدمت ہے۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کاررواں کے لئے

بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بہت شکریہ۔محترمہ انجم صفدر صاحبہ!

محترمہ انجم صفدر: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں سب سے پہلے اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب،وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور پنجاب کی پوری کابینہ کو یہ بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔2009-10 کا بجٹ tax free بجٹ ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ اس میں مزید ٹیکس لگانے کی بجائے ٹیکسوں میں کمی کی گئی ہے اس کی سب سے بڑی مثال ہاؤسنگ اتھارٹیز اور کوآپریٹو اتھارٹیز میں وراثتی انتقال پر 2 فیصد کٹوتی کا خاتمہ ہے۔یہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ اگر اس بجٹ کو تاریخی ریکارڈ ترقیاتی بجٹ کہا جائے تو یہی اس کے ساتھ انصاف ہو گا۔

جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی قوم کی ترقی کا دارومدار وہاں کی شرح خواندگی پر ہے۔ ایک پڑھی لکھی قوم ہی ایک پڑھے لکھے معاشرے کو تشکیل دے سکتی ہے۔ یقیناً انہی قوموں نے ترقی کی ہے جو تعلیم یافتہ تھیں یا جنہوں نے تعلیم کو غریب کی دہلیز تک پہنچایا۔ شرح خواندگی کے اضافے کے لئے جو 23۔ارب 12 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں وہ ایک نہایت خوش آئند اقدام ہے۔ اگر تعلیم اور شرح خواندگی کے حوالے سے بات کی جارہی ہے تو میں ان کالجز اور سکولوں کی بات کروں گی جن میں lack of facilities ہیں۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ان پر بجٹ میں ایک خطیر رقم خرچ کی جائے۔ وزیراعلیٰ شہباز شریف صاحب قابل تعریف اور قابل تحسین ہیں جنہوں نے خاص طور پر دیہی علاقوں کے اساتذہ کی تنخواہ میں جو اضافہ کیا ہے یہ ایک بہت ہی خوش آئند اقدام ہے اس سے یقیناً تعلیمی میدان میں بچوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا اور لوگوں کا رجحان بھی بڑھے گا۔ چونکہ میرا تعلق ضلع فیصل آباد سے ہے اس لئے آپ کی وساطت سے اس floor پر استدعا کروں گی کہ آبادی کے لحاظ سے فیصل آباد پاکستان کا تیسرے نمبر پر شہر ہے اور ریونیو کے حساب سے دوسرے نمبر پر ہے۔ لہذا فیصل آباد کا حق ہے کہ فیصل آباد میں خواتین کی یونیورسٹی اور ہوم اکنامکس کالج ضرور ہو۔ میں یہ سفارش کروں گی کہ فیصل آباد میں ہوم اکنامکس کالج کے لئے بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! میں ہیلتھ کے حوالے سے بات کروں گی کہ اس شعبے میں 12۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ یقیناً dialysis کے حوالے سے جو اقدامات کئے گئے ہیں، جس طرح لوگوں کو مفت ادویات مہیا کی گئیں وہاں پر ایک اور بات کے لئے استدعا کروں گی کہ جب ایک مریض ہسپتال میں جاتا ہے تو اسے وہاں پر ٹیسٹ کی ایک بہت لمبی لسٹ دے دی جاتی ہے کہ آپ یہ یہ میڈیکل ٹیسٹ کروائیں۔ لہذا میں مزید یہ التماس کرتی ہوں کہ لیبارٹری ٹیسٹ کی سہولیات کے لئے مزید اضافہ کیا جائے اور مکمل لیبارٹری ٹیسٹ مفت کئے جائیں۔ اگر اس پر عمل کیا جائے تو یہ ایک بہت ہی قابل ستائش بات ہوگی۔ میں اس کے ساتھ یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جو پارکنگ فیس ختم کی گئی ہے یقیناً یہ بھی عوام کو ایک سہولت مہیا کی گئی ہے۔ میں یہاں پر بھی فیصل آباد کے حوالے سے بات کروں گی کہ فیصل آباد قومی اور صوبائی سیٹوں کے حوالے سے لاہور کے برابر ہے مگر اس وقت فیصل آباد میں صرف چار ہسپتال ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ فیصل آباد میں مزید ہسپتال بنائے جائیں۔

جناب سپیکر! پنجاب حکومت کی طرف سے یہ 10-2009 کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس میں Local Government and Community Development, Urban Development لائیو سٹاک، معدنیات، خوراک اور سوشل سیکٹر کے حوالے سے خاطر خواہ فنڈز

رکھے گئے ہیں۔ سپورٹس میں 10 کروڑ روپے سے بڑھا کر ایک ارب 60 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس سے وزیر اعلیٰ صاحب کی سپورٹس کے ساتھ خاص دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے۔ ہماری پوری کابینہ کی طرف سے یقیناً یہ ایک خوش آئند اقدام ہے۔ ہمیشہ صحت مند معاشرے کی تشکیل صحت مند تفریح سے ہوتی ہے۔ سپورٹس ایک ایسا شعبہ ہے کہ جس سے ہم بچوں کو ایک صحت مند تفریح مہیا کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف کو سستی روٹی سکیم کے حوالے سے بھی مبارکباد پیش کروں گی کہ جنہوں نے اس سکیم کو کامیابی سے چلا کر ایک نئی روایت کو فروغ دیا ہے۔ یقیناً غریب سارا دن محنت دو وقت کی روٹی کے لئے کرتا ہے۔ یہ وہ اقدام ہیں کہ جن کی وجہ سے غریب کے خاندان کی پرورش ہو رہی ہے۔ میں کہتی ہوں کہ اس وقت پنجاب کا کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جس کے پیٹ سے وزیر اعلیٰ شہباز شریف اور ان کی کابینہ کے لئے دعائیں نہ نکل رہی ہوں۔ یہ وہ اقدام ہیں کہ جن کے لئے غریب دن رات محنت کر رہا ہوتا ہے۔ میں فوڈ سپورٹ سکیم پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس سکیم کے لئے 16۔ارب 20 کروڑ روپے فراہم کئے جا رہے ہیں۔ یہ فوڈ سپورٹ سکیم ہے کہ جس سے غریب کے گھر کا چولہا بھی جل رہا ہے، غریب کا بچہ تعلیم بھی حاصل کر رہا ہے، غریب کا بچہ اچھی ادویات بھی حاصل کر رہا ہے۔ یہ وہ سکیم ہے کہ جس سے اس کی زندگی کی روزمرہ کی ضروریات بھی پوری ہو رہی ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! کیا یہ Euros ہیں کہ جن سے اتنی ضروریات پوری ہو رہی ہیں؟

محترمہ انجم صفدر: جناب سپیکر! کسی بھی قوم کی معاشی ترقی میں زراعت کا شعبہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شعبے کے لئے 3۔ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یقیناً اس سے زراعت کے شعبے میں ترقی ہو گی اور ملک کی بھی ترقی ہو گی۔ اس کے لئے بھی میں میاں شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ چھوٹے کسانوں اور کاشتکاروں کے لئے ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے۔ اس میں subsidy دی گئی ہے یقیناً اس سے کاشتکاروں کی حالت بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جن خدشات کا اظہار کیا ہے ان کے بارے میں بھی میں بات کرنا چاہوں گی۔ ان کے خدشات پر ضرور نظر رکھی جائے۔ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد گھر فراہم کرنے کے لئے ایک ارب روپے کی subsidy دی گئی ہے اور ایک ارب روپے کے قریب قرضے بھی دیئے جائیں گے یقیناً یہ بھی ایک خوش آئند اقدام ہے۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہ اور

ریٹائرمنٹ کے بعد جو پنشن دی جاتی ہے اس میں 15 فیصد اضافے کا اعلان کیا گیا ہے۔ میری تجویز ہے کہ یہ اضافہ اگر 25 فیصد کر دیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ مہنگائی کے دور میں یہ ضروری ہو گیا ہے۔

جناب والا! میں آخر میں آزاد عدلیہ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گی۔ میں اپنے قائد میاں نواز شریف اور قائد پنجاب میاں شہباز شریف کی قابل تحسین کوششوں کو سراہوں گی۔ انہوں نے آزاد عدلیہ کے لئے جو جدوجہد کی ہے اسے ایک تاریخی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔ یہ تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جا چکا ہے۔ اسی تناظر میں انصاف کے تقاضوں کے پیش نظر میں اپنے ضلع فیصل آباد میں ہائی کورٹ کا bench قائم کرنے کے لئے گزارش کرتی ہوں۔ میں اپنے ڈیڑھ کروڑ عوام کی آواز کا ضرور ذکر کروں گی۔ فیصل آباد میں ہائی کورٹ بنچ کا قیام ڈیڑھ کروڑ عوام کی ضرورت ہے۔ صرف فیصل آباد کے عوام ہی نہیں بلکہ اس سے ملحقہ دوسرے اضلاع ٹوبہ ٹیک سنگھ، جھنگ، چنیوٹ اور سرگودھا کے عوام کی بھی یہی آواز ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ پچھلی حکومت نے وکلاء اور فیصل آباد کی عوام کو عدلیہ کی جنگ سے دستبردار ہونے کے بدلے ہائی کورٹ بنچ کے قیام کی offer کی تھی۔ اس وقت یہ offer کی گئی تھی کہ اگر آپ عدلیہ کی جنگ سے دست بردار ہو جائیں تو آپ کے شہر میں، آپ کے ضلع میں ہائی کورٹ کا بنچ بن جائے گا۔ میں ان وکلاء اور فیصل آباد کے غیور شہریوں کو سلام کرتی ہوں کہ جنہوں نے اس وقت کی آمر حکومت کے آگے نہ گھٹنے ٹیکے اور نہ سر جھکایا۔ میں آج آپ سے درخواست کرتی ہوں اور میری یہ تجویز ہے کہ فیصل آباد میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔ میں چاہتی ہوں کہ فیصل آباد میں ہائی کورٹ بنچ کے قیام کا credit ہماری اس حکومت کو ملنا چاہئے۔ میں ایک دفعہ پھر اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بہت شکریہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! یہ بجٹ سال برائے 10-2009 پیش کیا گیا ہے۔ اللہ میاں ہمارے اس ملک پاکستان کو قائم و دائم رکھے۔ ہمیں سولہ سترہ 17 کروڑ عوام کی نمائندگی کرتے ہوئے بجٹ پر بحث کرنی ہے اور چیزوں کو پیش کرنا ہے۔ اس وقت 371 ممبران میں سے 40 کے قریب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا ہم بجٹ کے ساتھ serious ہیں؟ دوسری میں یہ گزارش کرنی چاہوں گی کہ یہاں پر بار بار میاں شہباز شریف یا دوسرے قائدین کا نام لیا جاتا ہے۔ ہمیں designations اسی لئے

دیئے جاتے ہیں کہ ہم کسی کو بھی نام سے نہ پکاریں۔ ہم چیف منسٹر صاحب کی تعریف کریں۔ یہ نہیں کہ نام لے لے کر تعریف کرتے رہیں۔international level پر، media پر، اسمبلیوں میں، آپ دیکھ لیں کہ کہیں بھی کسی بھی وزیر اعلیٰ یا وزیر اعظم کو نام سے نہیں پکارا جاتا اس لئے یہاں بھی یہی طریق کار اپنایا جائے۔ دوسرا مہربانی کر کے آپ ہمارے حکومتی بنچز سے تعلق رکھنے والے معزز بھائی، بہنوں اور وزراء صاحبان سے کہیں کہ وہ یہاں پر بیٹھیں اور seriousness کا اظہار کریں کیونکہ میڈیا ہم سب کو دیکھ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ آپ کا point note کر لیا گیا ہے۔ چودھری عبدالغفور صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آپ کی left side لابی میں ہمارے ساتھ آج ہمارے دوست ملک چائنا سے آئے ہوئے کچھ مہمان تشریف فرما ہیں۔ Mr. Song and Mr. Liang تشریف لائے ہیں۔ میں ان کو پنجاب اسمبلی آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ بلاشبہ چائنا سے ہماری دوستی ہمالیہ سے بلند اور شہد سے میٹھی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ چائنا جیسے ملک کے ساتھ ہماری دوستی دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ پاکستان کے اندر جس طرح چائنا کام کر رہا ہے، خاص طور پر ان لوگوں نے یہاں پر "ہائر" کے نام سے ایک پراجیکٹ لگایا ہوا ہے۔ جس طرح یہ کام کر رہے ہیں، پاکستان کی خدمت کر رہے ہیں میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کے معزز ممبران نے زبردست desk بجا کر
معزز مہمانان گرامی کو خوش آمدید کہا)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اپوزیشن کی جانب سے اپنے دوست ملک چائنا سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں کو welcome کرتی ہوں۔ اپوزیشن کے تمام ممبران ان کو welcome کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: Rules of Procedure کے آرٹیکل 223 کی sub clause(i) میں ہے کہ اگر foreign dignitary اسمبلی کی sitting میں آئیں تو ان کو باقاعدہ welcome کیا جاتا ہے۔ یعنی It is a legal thing that you can welcome them. لہذا پنجاب اسمبلی کی طرف سے بھی Welcome you, the people from China and we hope you will invest more in Punjab. Thank you.

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ان کے ساتھ منظور خان صاحب بھی ہیں، میں ان کو بھی خوش آمدید کہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری علی اصغر منڈا صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! نماز کا وقت ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ پڑھ آئیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات عرض کرنے کا موقع دیا۔ میں اس بجٹ اجلاس کے موقع پر اپنی طرف سے، اپنے حلقہ کی عوام کی طرف سے اپنے صوبہ کے چیف منسٹر جناب عزت مآب میاں محمد شہباز شریف اور اپنے صوبہ کے نہایت decent Minister for Finance جناب تنویر اشرف کائرہ کو ہر دلعزیز اور متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس میں کوئی دو آراء نہیں۔ حکومتی اراکین کی طرف سے یا اپوزیشن کے بھائیوں کی طرف سے یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس میں کوئی نیا ٹیکس لگایا گیا ہے۔ الحمد للہ یہ بالکل ٹیکس فری بجٹ ہے اور پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا بجٹ ہے جس میں ایک بھی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ اس ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر میں قائد عالم اسلام جن کی ہدایات اور جن کی رہنمائی ہماری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سیاست میں ہمیشہ مشعل راہ ہوتی ہے۔ میاں محمد نواز شریف کی فہم و فراست اور صوبے کے چیف ایگزیکٹو جناب شہباز پاکستان (چودھری عبدالغفور صاحب کہہ رہے تھے) میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ کی فہم و فراست اور ان کے تدبر کو سلام پیش کرتا ہوں۔

میں اس موقع پر یہ بات کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ رواں مالی سال کا جو بجٹ اس سے قبل پیش کیا گیا اور اس میں جن ترجیحات کو مد نظر رکھ کر، جن پر focus کیا گیا، الحمد للہ ان مسائل پر ان priority پر ہم نے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔ میں اس موقع پر چند الفاظ میں اپنا مدعا بیان کروں گا۔ انصاف کی فراہمی جس میں judiciary کی بحالی اور lower judiciary as well as superior judiciary کی تنخواہیں اور باقی سہولیات کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ اسی طرح زراعت کی ترقی ایک روشن دلیل ہے کہ اس دفعہ گندم کی پیداوار وافر مقدار میں ہوئی ہے جو زراعت کی

ترقی میں ایک نیا باب ہے اور یہ ایک تاریخی پیداوار ہوئی ہے آج سے قبل 61 سال میں پنجاب کی تاریخ میں اتنی زیادہ گندم کی پیداوار نہیں ہوئی۔ یہ زراعت کی ترقی کی ایک منہ بولتی تصویر ہے۔ اسی طرح غربت میں کمی جس طرح سے Food Support Programme کے ذریعے 13۔ارب روپے سے زائد 13 لاکھ خاندانوں کی ہر مہینے امداد کی جاتی ہے یہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عزت مآب میاں محمد شہباز شریف کی عقل مندی، تدبر اور فہم وفراست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اگر میرے کوئی دوست اس پر غیر ضروری اعتراض کرتے ہیں تو ان کو شاید یہ نہیں پتا کہ ان کی ہمسائیگی میں، ان کے گلی محلوں میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے پاؤں میں جوتی تک نہیں ہوتی۔ جن کی بچیوں کے سر پر اوڑھنے کے لئے چادر نہیں ہوتی۔ جن کے گھر پکانے کے لئے آٹا تک نہیں ہوتا۔ ان کے لئے ایک ہزار روپے کی ماہانہ امداد بڑی معقول ہے۔(قطع کلامیاں)

میڈم آپ اعتراض نہ کریں اشارے نہ کریں۔ I have objection. میڈم اس طرح سے ہاتھ پھیلا کر پتا نہیں کیا کہہ رہی ہیں؟ میں تو تقریر کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): اگر ایسا کریں گے تو ہم کسی ایک کو بھی نہیں بولنے دیں گے۔ اسی طرح سے health sector میں رواں مالی سال میں ہسپتالوں میں فری دوائیاں دینا اور dialysis کا treatment کرنا۔ بنیادی ہیلتھ یونٹ سے لے کر بڑے ہسپتالوں میں بہتر اقدامات کرنا اور ایمرجنسی وارڈوں میں 24 گھنٹے ڈاکٹروں کی موجودگی اور مفت ادویات فراہم کرنا اس حکومت کا ایک انقلابی اور منفرد قدم ہے۔

تعلیم کے شعبے میں رواں مالی سال میں ہماری حکومت پنجاب نے جو انقلابی اقدامات کئے ہیں جن میں دانش سکول اور دوسرے سکولوں کی upgradation اور نئے سکولوں کی تعمیر، نادار غریب طالب علموں کو کتابوں اور وردیوں کی فراہمی بھی تعلیمی میدان میں منہ بولتا ثبوت ہے۔ موجودہ بجٹ میں بھی انہی ترجیحات کو مد نظر رکھتے ہوئے تعلیم، صحت، زراعت اور امن وامان کو بہتر کرنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں اور جو وافر فنڈز کی فراہمی کی گئی ہے۔ میں اس بہتر بجٹ پیش کرنے پر اپنی اس حکومت پنجاب، وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اس موقع پر میں اپنے حلقہ کے اور حلقہ کے گردو نواح کے چند مسائل کا ذکر کرنا مناسب سمجھوں گا اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں تحصیل شرقپور

شریف جو گزشتہ چار پانچ سال سے اپنے administrative اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنا کام کر رہی ہے وہاں پر چار پانچ سال سے تحصیل کمپلیکس نہیں بنایا گیا۔ اس موقع پر حکومت پنجاب سے اور صوبہ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو سے اور وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا اور اپنی گزشتہ ایک سال کی بات کو پھر دہراؤں گا کہ موجودہ بجٹ میں تحصیل شرقپور کے کمپلیکس کے لئے رقم فراہم کی جائے۔ اسی طرح تحصیل شرقپور جو کہ ایک تاریخی اور مذہبی شہر ہے اس کی قدر و منزلت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس کو جو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے اس کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وہاں پر نوجوانوں کے لئے، نوجوانوں کی غیر نصابی سرگرمیوں کے لئے ایک سپورٹس کمپلیکس یا سپورٹس جمینیزیم کا قیام عمل میں لایا جائے اور اس کے لئے رقم بھی مختص فرمائی جائے۔ اسی طرح میں ایک گزارش یہ بھی کروں گا کہ ہیڈ بلوکی سے لے کر راوی پل تک دریائے راوی پر کوئی پل نہ ہے جس کی وجہ سے دریائے راوی کے پل پر بہت زیادہ رش ہو جاتا ہے اور رائے ونڈ روڈ، قصور روڈ، بیدیاں روڈ اور باغبانپورہ روڈ پر گھر بنانے کے لئے زمین ناکافی اور بہت مہنگی ہو چکی ہے۔ دریائے راوی کی مغرب سائیڈ میری مراد ضلع شیخوپورہ کا وہ علاقہ جو green lush area ہے، جو اس وقت رہائش کے لئے بہت موزوں ہے تو میں اس موقع پر فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ دریائے راوی کے پل اور دریائے راوی کے ہیڈ بلوکی والے پل کے درمیان کسی مناسب جگہ کی feasibility تیار کرتے ہوئے ملتان روڈ، سگیاں پل اور شاہدرہ روڈ کا رش divert کرنے کے لئے درمیان میں دریائے راوی پر پل تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا جائے اور اس بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! میں اس موقع پر ایک اور گزارش کرنا چاہوں گا اور میں نے سابقہ بجٹ میں بھی یہی گزارش بڑے ادب کے ساتھ عرض کی تھی کہ میرے حلقہ میں ایک نیو گنجان آباد علاقہ جو ملت ٹریکٹر اور شاہدرہ کی بیک سائیڈ پر ملحقہ ونڈالہ دھیال شاہ اور ڈھاکہ نظام پورہ آبادی ہے وہاں پر گرلز کالج کا قیام عمل میں لایا جائے اور موجودہ بجٹ میں اس کے لئے رقم مختص کی جائے۔ میں اس موقع پر یہ گزارش کروں گا کہ وہاں پر محکمہ اریگیشن کا ایک کینال ریسٹ ہاؤس ہے جسے شاہدرہ کینال ریسٹ ہاؤس بولتے ہیں جو شاہدرہ کینال کے کنارے واقعہ ہے جس کی زمین تقریباً کوئی آٹھ ایکڑ کے قریب ہے اور وہاں صرف ایک ایس ڈی او کا دفتر ہے تو میں حکومت پنجاب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ کینال ریسٹ ہاؤس مکمل طور پر یا جزوی طور پر محکمہ اریگیشن سے حاصل کر کے وہاں پر ہمارے علاقے کی بیٹیوں کے لئے ایک گرلز کالج قائم کیا جائے۔

جناب والا! میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے حلقہ میں ڈھاکہ نظام پورہ UC-32 جس میں ملت ٹریکٹر کا علاقہ ہے جنہوں نے پچھلے دور میں حکومتی لوگوں اور واسا عملہ کے ساتھ ساز باز کر کے ملت ٹریکٹر اور راوی آٹو کے لئے پانی کے نکاس کے لئے واسا کی لائن حاصل کی ہوئی ہے جو میرے حلقہ کے علاقہ میاں کالونی کے آگے سے گزرتی ہے۔ جب وہ اپنا پانی بند کر کے sewerage line میں ڈالتے ہیں تو ہماری دس بارہ ہزار کی آبادی کا پانی رک جاتا ہے اور وہ گھروں کو واپس جانا شروع ہو جاتا ہے۔ اس میں میری بڑے ادب سے گزارش ہے کہ وہاں فوری طور پر ایک بڑی لائن بچھائی جائے تاکہ علاقہ کے پانی کا نکاس ہو سکے یا کم از کم ملت ٹریکٹر کے پانی کا دوسری سائیڈ پر منتقلی اور نکاسی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں انہی گزارشات کے ساتھ اپنی بجٹ تقریر ختم کرتا ہوں اور میں آخر میں انہی الفاظ کے ساتھ ذکر کروں گا کہ یہ ایک مکمل، متوازن، عوام دوست اور tax free budget ہے اور اگر کسی کو شک ہو تو وہ آ کر ہمارے ساتھ figures پر بات کر لے۔ یہ پورے پنجاب کے تمام علاقوں کو cover کرتا ہے اور اگر کسی کو اس پر شک ہو کہ شاید ہمارے علاقے کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے تو وہ ریکارڈ نکال کر دیکھ لے کہ میرے حلقے میں سو سکول upgrade نہیں ہوئے لیکن جنوبی پنجاب میں میڈیکل کالج، یونیورسٹیاں اور کچھ حلقوں میں above hundred schools up grade ہوئے ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ کے حکم کے مطابق رانا ثناء اللہ صاحب کے چیمبر میں پریس کے صدر، ان کے عہدیداران اور محترم بٹ صاحب تشریف لے آئے تھے اور آپ کے حکم کے مطابق وہ میٹنگ ہو گئی ہے۔ اس میں انہوں نے مجھ سے help مانگی ہے کہ میں انہیں C.N.G station سے سکیورٹی کمپنی کی وصول کردہ تنخواہوں کا ریکارڈ مہیا کر دوں یہی ان کی request تھی تو انشاء اللہ آج شام تک ہم انہیں وہ مہیا کر دیں گے تو matter resolve ہو گیا ہے لیکن میں یہاں اس موضوع سے ہٹ کر آپ سے ایک بات کرنا چاہوں گا کہ پریس کے اندر خبر کو توسیع دینے کے لئے جو ایم پی اے کا نام استعمال ہو جاتا ہے مجھے اس سے کافی تکلیف تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے پریس والے بھائی ہمارے ساتھ تھوڑی سی زیادتی کر دیتے ہیں اور یہ صرف میرے ساتھ نہیں ہوتی، یہ عام ایم پی اے کے ساتھ عموماً ہو جاتی ہے کہ خبر کسی اور کی ہوتی ہے کہ میں اگر ایک مثال دے دوں جو شاید بہت اچھی

نہ ہو کہ اگر کوئی چور رکشے میں بیٹھ کر کسی کی بکریاں چوری کر کے لے جاتا ہے تو خبر لگتی ہے کہ رکشے کا ڈرائیور کسی ایم پی اے کا کزن تھا تو میں یہ درخواست کر رہا ہوں کہ ہم لوگوں کی بڑی tense life ہے ہم لوگ صبح سے شام تک اپنے حلقے کے عوام کے حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم معاشرے میں انصاف کو یقینی بنائیں اور ہمیں بھی انصاف کی ضرورت ہوتی ہے اور بہت سارے معاملات کے اندر issue بن جاتا ہے کہ ایم پی اے کا کریکٹر question mark بن جاتا ہے۔ بے شک ہمارا کریکٹر دوسروں سے بہتر اور مثالی ہونا چاہئے لیکن جب وہ پریس میں آ جاتا ہے اور پریس والے دوستوں کی مہربانی ہے کہ انہوں نے ہمیشہ خبروں میں لکھا کہ C.N.G station کے مالکان نے تنخواہ دے دی، کسی اور نے تنخواہ نہیں دی۔ ان کی مہربانی کہ انہوں نے یہ بات clear کی لیکن یقین کریں جب یہ خبر چلی کہ میرے اوپر پرچہ ہو گیا جو کہ نہیں ہوا تھا تو میرے حلقے سے کم از کم سو فون آئے اور سعودی عربیہ سے بھی دو فون آئے۔ شہرت اچھی بنانے میں بڑا وقت لگتا ہے لیکن خراب ہونے میں بہت تھوڑا سا وقت لگتا ہے تو میں آپ کے توسط سے پریس سے بہت مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ آپ ہمارے ساتھ تھوڑی سی مہربانی کیا کریں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں اس نکتہ اعتراض کے متعلق بات کروں گا جو سپیکر صاحب نے بجٹ تقریر والے دن rule کا حوالہ دے کر مجھے بات نہ کرنے دی، لیڈر آف دی اپوزیشن نے بات کی اور رانا ثناء اللہ صاحب نے یہاں پر admit کیا کہ یہ بجٹ previous NFC کے تحت بنایا گیا ہے۔ previous NFC کیا ہے؟ وہ ایک آرڈیننس کے ذریعے جنرل پرویز مشرف نے ایک فارمولا دیا تھا جس کے تحت آج پنجاب کا دوسرا بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ نواز کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پاکستان اور پنجاب کا مالیاتی نظام چلانے کے لئے جنرل پرویز مشرف کے دیئے ہوئے فارمولے کو ہی follow کیا ہے اور میں آپ کو یہ بھی مبارکباد دوں گا کہ جناب شوکت عزیز صاحب کی economic team کو بھی اس میں incorporate کیا گیا ہے میری مراد حنا ربانی کھر اور شوکت ترین سے ہے۔

جناب والا! میں بجٹ کی طرف آتے ہوئے سب سے پہلے ایجوکیشن کی بات کروں گا۔ یہ بجٹ ایجوکیشن کے حوالے سے ایک مثالی بجٹ ہے کیونکہ 55- ارب روپے سے کم کر کے 45- ارب روپے بجٹ میں ایجوکیشن کے لئے مختص کئے گئے ہیں یعنی 10- ارب روپے تعلیم کے لئے کم کر دیئے گئے

ہیں۔اس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ بڑے صاحب کے ایک دوست کے لئے 3۔ارب روپے اس بجٹ میں رکھ دیئے گئے ہیں۔آپ لوگ حیران ہوں گے کہ کسی کے دوست کے لئے پنجاب کے بجٹ میں کیسے پیسے رکھ دیئے جاتے ہیں؟ شاید آپ میرا اشارہ سمجھ گئے ہوں گے اگر نہیں سمجھے تو میری مراد دانش صاحب سے ہے۔یہ دانش صاحب اتنے دانا ہیں کہ چوا سیدن شاہ جو ضلع چکوال کی ایک تحصیل ہے اور پوٹھوہار کے اس علاقے سے تعلق رکھتی ہے جہاں سے پاکستان آرمی کی backbone آتی ہے انہوں نے وہاں کے کیڈٹ کالج کو اس دانش صاحب کے حوالے کر دیا ہے کہ کیڈٹ کالج ختم کر کے یہ اپنا سکول قائم کر دیں۔میری آپ کی وساطت سے جناب کائرہ صاحب سے یہ تجویز ہو گی کہ ملٹری کالج جہلم، کیڈٹ کالج حسن ابدال اور کیڈٹ کالج کلر کہار کو بھی انہی دانش صاحب کے حوالے کر دیا جائے کیونکہ وہاں سے چند four star Generals اور لاتعداد فوجی افسر پاکستان آرمی میں آئے ہیں۔جن میں موجودہ چیف آف آرمی سٹاف جنرل کیانی بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کے گوش گزار یہ بھی کروں گا کہ آپ نے بجٹ میں computer labs کے لئے بہت سارے پیسے مختص کر دیئے۔یہ جو computer اور computer labs فراہم کرنے کی بات کی گئی ہے تو میرے گاؤں کے ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر چند دن پہلے میرے پاس آئے اور کہا کہ "میری نوکری خطرے وچ اے تساں مہربانی کر کے سانوں lab بنوا دیو"اس پر میں نے کہا کہ میں نے lab کیوں بنوانی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ D.C.O صاحب کا حکم ہے کہ computers تو آ گئے ہیں لیکن lab تم نے بنا کر دینی ہے۔یہ روش کہ جب کوئی افسر کسی علاقے کے دورے پر جاتا ہے تو پٹواری کے ذمہ اس کا قیام وطعام لگا دیا جاتا ہے اور اگر تھانے کے دورے پر کوئی جائے تو تھانیدار کے ذمہ لگا دیا جاتا ہے۔اسی طرح ہیڈ ماسٹر کے ذمہ لگا دیا گیا کہ lab تم بناؤ۔وہ غریب آدمی ہے شاید پٹواری اور تھانیدار کی آمدن کا ذریعہ ہوتا ہو گا لیکن ہیڈ ماسٹر غریب جو دور افتادہ علاقے میں ہماری نوجوان نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کر رہا ہے اس کے ذمہ labs لگانے کا فیصلہ کیا حکومت پنجاب کا فیصلہ ہے یا اس علاقے کے لئے خصوصی مہربانی کی گئی ہے۔میری گزارش یہ ہو گی کہ جن چار ہزار سے زاید سکولوں کا آپ نے ذکر کیا ہے تو آپ ان سکولوں کی تعداد کم کر دیں لیکن ان میں labs بھی incorporate کریں صرف کمپیوٹر دینے سے معاملہ صحیح نہیں ہوتا، labs بھی دیں۔اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہاں پر ائیر کنڈیشنر بھی لگے گا۔ہمارے ہاں تو بجلی نہیں ہے اور آپ سکولوں میں ائیر کنڈیشنر بھی لگا رہے ہیں۔وہاں پر پنکھے نہیں ہیں اور اس سکول کی تو چار دیواری بھی نہیں ہے۔یہ کس قسم کی پالیسیاں ہیں۔

جناب سپیکر! وقت کم ہے اس لئے اب میں زراعت کی طرف آؤں گا کیونکہ میرا تعلق بھی زمیندار گھرانے سے ہے۔ میں گرین ٹریکٹر سے متعلق سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے۔اس میں میری صرف یہ گزارش ہے اور میں پہلے بھی یہ تجویز دے چکا ہوں کہ دس ہزار ٹریکٹر تمام دیہاتی یونین کونسلوں میں مساوی تقسیم کر دیئے جائیں اور ہر یونین کونسل کی سطح پر اس کی قرعہ اندازی کی جائے۔ پچھلی دفعہ جو قرعہ اندازی کی گئی وہ تو شاید شفاف تھی لیکن میں اس چیز کا گواہ ہوں کہ میرے ایک گاؤں میں پانچ ٹریکٹر نکلے اس لئے جو دس ہزار گرین ٹریکٹر تقسیم کرنے ہیں۔ان کو تمام دیہاتی یونین کونسلوں میں مساوی تقسیم کر دیا جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ یہاں پر دو سو ڈیموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بارانی علاقے کے لئے یہ بہت اچھی تجویز ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ کالا باغ ڈیم کا نعم البدل نہیں ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب بھی کالا باغ ڈیم پر خاموش ہے۔اس پر ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک پنجابی وزیر راجہ پرویز اشرف جو کہ پوٹھوہار سے ہی تعلق رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کالا باغ ڈیم scrape کر دیا ہے۔ ہم کسی کو بھی کالا باغ ڈیم scrape کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا انشاء اللہ ہم اس کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جو wheat procurement کا اتنا چرچا ہے اس میں زمیندار کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا اور صرف ایک گزارش کروں گا کہ ایک بیج انقلاب ہے، اس کے متعلق محکمہ زراعت پچھلے دو سال سے کہہ رہا تھا کہ اسے کاشت نہ کیا جائے لیکن محکمہ seed نے انقلاب بیج فروخت کیا، ہم نے وہ بیج خریدا اور کاشت کیا اور بارشیں زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ خراب ہو گیا۔اس کے بعد جو بچا کھچا دانا فروخت کرنے کے لئے گئے تو A.F.C صاحب نے اسے مٹھی میں مروڑ کر پھونک ماری اور کہا کہ یہ بیج میں نہیں خریدتا۔اس بیج کو حکومت پنجاب فروخت کرے، ہم خریدیں، کاشت کریں اور جب ہم اسے لے کر جائیں تو A.F.C صاحب کہیں کہ میں نہیں خریدتا تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ ان ذمہ داران افسران کی سرزنش کی جائے کہ جنہوں نے یہ بیج فروخت کیا۔اس سال کافی عرصے کے بعد بارانی علاقے میں bumper crop ہوئی ہے تو اس کاشتکار کے ساتھ زیادتی ہے کہ جس نے وہ بیج خریدا۔ یہ صرف اس بیج کی وجہ سے ہوا کہ اس کی فصل خراب ہو گئی ہے۔اس کا ازالہ کون کرے گا؟

جناب سپیکر! حکومت نے 1.2۔ارب روپیہ ریسرچ کے لئے رکھا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کس چیز کی ریسرچ پنجاب میں ہو رہی ہے۔ میری تجویز تو یہ ہے کہ زمیندار کے لئے جو پیسا آپ نے رکھا ہے یہ بابوؤں کی جیب میں جانے سے پہلے اسی سے بیج درآمد کر کے تمام زمینداروں میں مفت تقسیم کریں اور پھر دیکھیں کہ آپ کی فصل کتنی ہوتی ہے۔ میں نے کیلیفورنیا امریکہ میں جا کر دیکھا ہے کہ اتنی ہی زمین میں اور اسی طرح کی arid conditions میں وہ ہم سے کتنی زیادہ فصل لیتے ہیں۔ آپ نے جو document ہمیں دیا ہے۔ اس کے اندر اس کا ذکر بھی ہے۔ میں نے آنکھوں سے جا کر وہ دیکھا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ میکسی پاک کے بعد آج تک بیج درآمد کیوں نہیں ہوا؟ اگر آپ یہاں اچھا بیج پیدا نہیں کر سکے تو کیوں نہ ہم بیج درآمد کریں۔ جب ہم گندم درآمد کر سکتے ہیں تو ہم بیج کیوں درآمد نہیں کر سکتے؟ ہم بیج درآمد کر کے زمینداروں کو دیں تو پھر دیکھیں کہ فصل کتنی ہوتی ہے۔ یہ 1.2۔ارب روپیہ ضائع چلا جائے گا اور بابوؤں کی جیب میں جائے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے 2 روپے کی سستی روٹی کا بہت ذکر کیا ہے۔ یہ urban oriented programme ہے۔ 70 فیصد آبادی کو کیوں نظر انداز کیا جا رہا ہے؟ ہم دیہات کے رہنے والوں نے کیا گناہ کیا ہے کہ آپ شہر میں تو تنور لگاتے ہیں لیکن دیہات میں کوئی تنور نہیں لگاتے۔ میرے حلقہ تحصیل فتح جنگ میں اٹھائیس تنور ہیں جن میں سے فتح جنگ شہر کی دو یونین کونسلوں میں بیس تنور اور آٹھ تنور تین دیہات میں ہیں۔ بارہ یونین کونسلوں 138 دیہات میں ایک بھی تنور نہیں ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ کیا وہاں پر کوئی غریب نہیں بستا؟ یہ سب gimmickry ہے، آپ اس سے نکلیں اور آٹے پر سبسڈی دیں کہ جس کا دل چاہے جا کر آٹے کا تھیلا خریدے۔ آپ کیوں لوگوں کی عزت نفس مارنا چاہتے ہیں کہ وہ 2 روپے کی روٹی کی خاطر لائن میں کھڑا ہو اور جو سفید پوش جو 2 روپے کی روٹی لینا بھی چاہتا ہے وہ شاید اس لائن میں لگنے سے اپنی بے عزتی سمجھتا ہے اور ایسے لوگ اس subsidy سے محروم ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میرا ٹائم ختم ہو گیا ہے لیکن مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! Southern Punjab کا یہاں پر مخدوم احمد محمود صاحب نے ذکر کیا کہ 50۔ارب روپیہ Southern Punjab کو دیا جائے۔ میرا مطالبہ ہے کہ 50۔ارب روپیہ Northern Punjab کو دیا جائے کیونکہ ہمارا علاقہ Southern Punjab سے زیادہ غریب ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ Southern Punjab میں کچھ نہیں ہوا لیکن وہ یہ تو بتائیں کہ دولتانہ صاحبہ کا تعلق

کہاں سے تھا، جناب غلام مصطفیٰ کھر کا تعلق کہاں سے تھا، نواب صادق حسین قریشی کا تعلق کہاں سے تھا، امیر بہاولپور کا تعلق کہاں سے تھا، فاروق احمد خان لغاری کا تعلق کہاں سے تھا، سردار ذوالفقار علی کھوسہ کا تعلق کہاں سے ہے، غلام حیدر وائیں کا تعلق کہاں سے تھا، مخدوم سجاد حسین قریشی کا تعلق کہاں سے تھا اور یوسف رضا گیلانی کا تعلق کہاں سے ہے؟ آپ اتنے نام Northern Punjab کے تو گنوا کر دیں۔ ہمارا علاقہ ہمیشہ مظلوم رہا ہے اور ہمیں ترقی کرنے نہیں دی گئی تاکہ ہم فوج میں جاتے رہیں اور وہاں پر بارڈر پر جا کر گولیاں کھاتے رہیں۔ میں آپ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اگر East Punjab کو تین صوبوں میں divide کر دیا گیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ West Punjab کو بھی Southern Punjab, Centre Punjab اور Northern Punjab میں تقسیم کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے ہمارے منسٹر احسان الدین قریشی صاحب سامنے بیٹھے ہوئے ہیں آپ ان کو بھول گئے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگلی مقرر محترمہ نجمی سلیم صاحبہ!۔۔۔، تشریف نہیں رکھتیں۔ رائے صفدر عباس بھٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا منور حسین عرف رانا منور غوث خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ کرنل (ریٹائرڈ) عباس چودھری صاحب!

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا لیکن اس وقت ایوان کی حالت ایسی ہے کہ میرے خیال میں تقریر کرنے والے ہی چند افراد موجود ہیں باقی سب جا چکے ہیں۔ سب سے پہلے میں جناب تنویر اشرف کائرہ، ان کا سٹاف اور ان کی منسٹری کے تمام اہلکاران کو پنجاب کا دوسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ ایک ایسا بجٹ ہے جس میں غریب کو بالکل کچھ نہیں ملا۔ بجٹ پیش ہوتے رہتے ہیں اور ہم سنتے رہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ پورا سال لگا تار mini budget آتے رہتے ہیں اور ان mini budgets نے عوام کا جو حال کر دیا ہے وہ میرے خیال میں اصل بجٹ کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں ایک printed paper action plan for reduction in current expenditure کا ملا تھا لیکن مجھے ابھی بھی پتا چلا ہے کہ ban لگانے سے پہلے ہی حکومت پنجاب نے اپنی ضرورت کے مطابق تقریباً 350 نئی گاڑیاں خرید لی ہیں لہذا ban لگانے کا اب میرے خیال میں بالکل کوئی فائدہ نہیں ہے اور اب یہ ایک فضول exercise ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہر حکومت کہتی رہتی ہے اور موجودہ حکومت بھی کہہ رہی ہے کہ بچت، بچت اور صرف بچت لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ پنجاب کی

خدمت میں یہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جونہی انہوں نے بجٹ پڑھا اس کے ساتھ ہی ایک ضمنی بجٹ پیش کر دیا۔ ضمنی بجٹ کیا ہے؟ ضمنی بجٹ میں سمجھتا ہوں کہ پورے عوام کی توہین ہے۔ اس ایوان کی approval کے بغیر حکومت پنجاب ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کر سکتی لیکن ضمنی بجٹ میں یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اربوں روپے خرچ کر لئے ہیں اور پانچ منٹ میں اس کی approval لے لی ہے، اس سے بڑی زیادتی اس معزز ایوان کے ساتھ اور کیا ہو سکتی ہے؟ میرے چند دوستوں نے سستی روٹی اور پنجاب فوڈ سکیم پروگرام کا بھی ذکر کیا۔ یہ سستی روٹی اور پنجاب فوڈ سکیم ہمارے عوام کو بھکاری، بے کار اور منگتے بنانے کے برابر ہے۔ جس طرح ابھی میرے دوست نے ذکر کیا کہ پنجاب کی 60 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ وہاں کون سے تنور ہیں اور کون سی 2 روپے کی روٹی دی جارہی ہے لہذا میرے خیال میں یہ سارے فنڈز کی سطح پر self oriented employment schemes پر خرچ کئے جائیں تاکہ وہاں پر ایسی کوئی انڈسٹریاں لگائی جائیں جن سے لوگ ملازمت حاصل کریں، اس سے production ہوگی، ملک کا G.D.P بھی بڑھے گا اور لوگوں کو ملازمت بھی ملے گی۔ اگر یہ نہیں کیا جا سکتا تو اس کی کچھ رقم T.E.V.T.A جو کہ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ ہے اس کو دیں کیونکہ ہمارے بھائی جو گاؤں سے ہیں اور کم پڑھے لکھے ہیں ان کو ٹیکنیکل ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اگر آپ ان کو ٹیکنیکل ٹریننگ دیں گے تو اس سے ہماری manpower جو foreign countries میں requirement ہے وہ پوری ہوگی اور اس سے ہمیں زر مبادلہ بھی ملے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح پنجاب حکومت نے 30۔ ارب روپے subsidy دی ہے یعنی ایک ہاتھ سے دیا جارہا ہے اور دوسرے ہاتھ سے لیا جارہا ہے جو کہ غریبوں کے ساتھ بالکل مذاق ہے کیونکہ اسی کے ساتھ ساتھ حکومت پاکستان نے بجلی پر subsidy ختم کرنے کا کہہ دیا ہوا ہے۔ اگر آپ اس طرف سے subsidy دے رہے ہیں تو دوسری طرف غریبوں سے بجلی کی صورت میں subsidy واپس لی جارہی ہے۔ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ آبادی پر کنٹرول ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے resource development کی بات کی تھی۔ اس وقت پاکستان کی جو آبادی ہے وہ پوری دنیا میں highest rate of increase ہے ان کا rate of increase 1.9 percent ہے۔ آپ اس وقت چاہے بسوں کے اڈے پر چلے جائیں، ریلوے سٹیشن پر چلے جائیں، ایئرپورٹ پر چلے جائیں، سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں یا ہسپتالوں میں چلے جائیں تو کہیں جگہ نہیں ملتی اور ہر جگہ رش ہی رش ہے۔ اس وقت پاکستان کی آبادی کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ ایک منٹ میں پانچ بچے پیدا ہو رہے ہیں۔ اس

وقت ملک کے resources اور زمین تو fix ہے۔اگر آپ ان کو develop نہیں کریں گے تو آبادی کی وجہ سے آپ کا ملک غریب سے غریب تر ہوتا جائے گا۔ میں اخبارات میں پڑھتا رہتا ہوں اور ٹیلیویژن پر بھی کافی اشتہار آرہے ہیں کہ آبادی میں کمی کی جائے لیکن میری آپ سے اور وزیر خزانہ سے بھی گزارش ہے کہ آبادی کنٹرول کرنے کے لئے بجٹ میں اضافہ کیا جائے اور اس کو کنٹرول کیا جائے ورنہ آپ جتنے مرضی resources پیدا کر لیں جتنے بہترین بجٹ پیش کر لیں ان کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اور ملک ترقی نہیں کر سکے گا۔

جناب سپیکر! بجٹ تقریر کے صفحہ نمبر 14 پر ذکر کیا گیا ہے کہ صوبہ پنجاب کا 25 فیصد علاقہ بارانی ہے جہاں صوبہ کی 36 فیصد آبادی رہائش پذیر ہے۔13 اضلاع ہیں اور ان 13 اضلاع کے لئے کوئی فنڈز مخصوص نہیں کئے گئے ہیں۔

جناب والا! سات سال ہو گئے ہیں کہ ہم ہر سال بجٹ سنتے آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ دو سو ڈیم بارانی ایریا میں develop کئے جائیں گے۔ میں اس ہاؤس میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگلے بجٹ تک یہ دس ڈیم بھی نہیں بنا سکتے۔ایک ڈیم بنانے کے لئے اس کا سروے کیا جاتا ہے، اس کی feasibility report تیار کی جاتی ہے، اس کا PC-1 بنتا ہے اس کے بعد اس کے فنڈز کی allocations ہوتی ہیں میں بالکل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میرا ضلع نارووال جو کہ بارانی ضلع ہے جس میں بارہ ڈیمز بنانے کا پروگرام ہے مگر ابھی تک ایک ڈیم کا بھی سروے نہیں ہو سکا۔ کس طرح یہ 200 ڈیم بن سکیں گے؟ میری حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ جس طرح پہلے بھی قائد حزب اختلاف نے ذکر کیا تھا کہ وہ کام، وہ چیز بجٹ میں reflect نہ کریں جو ہم نہیں کر سکتے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ بارانی ایریا کے فنڈز کو بڑھایا جائے اگر دو سو نہیں تو کم از کم سو ڈیم ہی بنا دیئے جائیں اور ان کو شروع ہی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ فنڈز کی بات ہو رہی تھی۔ ہر سال یہ فنڈز بہت allocate ہوتے ہیں لیکن اگر آپ Annual Budget Statement دیکھیں اور اس کا صفحہ نمبر 56/57 دیکھیں۔ پچھلے سال 2008-09 budget estimate میں 165۔ ارب روپے رکھے گئے تھے اور جو revised estimate ہے اس کے مطابق جو figures آتی ہیں یہ اپریل اور مئی تک کی ہیں صرف 90۔ارب روپے خرچ ہوئے ہیں۔ آپ 30۔ارب روپے کا اور جون کا مارجن دے دیں اس کے باوجود آپ 165 سے 110 نکالیں تو آپ بتائیں کہ باقی بجٹ 55۔ارب روپے خرچ ہی نہیں ہو سکا۔ میں

اپنے ساتھی ایم پی اے حضرات کو پی اینڈ ڈی اور سیکرٹریٹ میں دیکھتا رہتا ہوں، وہ ایک ایک سکول اور ایک ایک سڑک کی سکیم کے پیچھے بھاگ رہے ہوتے ہیں There are billions of rupees while are surpless لہذا میری حکومت سے گزارش ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈز کے حوالے سے آپ on time سکیمیں لگائیں اس کے بعد ان کا tendering process مختصر کریں تاکہ زیادہ سے زیادہ جتنے بھی معزز اراکین اسمبلی ہیں ان کے حلقے میں بروقت ڈویلپمنٹ ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: براہ مہربانی wind up کریں۔

کرنل (ر) محمد عباس چودھری: جناب سپیکر! میری آخری تجویز یہ ہے کہ جس طرح میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ یہ ہمارا seventh بجٹ ہے۔ ہر سال معزز ممبران بہت اچھی اچھی تجاویز دیتے ہیں۔ بڑی اچھی اچھی تقاریر کرتے ہیں۔ بڑی محنت سے تیار ہو کر آتے ہیں اور اپنے اپنے حلقہ کے مسائل بتاتے ہیں لیکن کوئی ایسا سسٹم نہیں ہے کہ ان کو monitor کیا جا سکے۔ جس ممبر نے کوئی تجویز دی ہے اگر وزیر خزانہ اس کی منظوری دیتے ہیں، حکومت اس کی منظوری دیتی ہے اس کی کوئی execution نہیں ہوتی۔ عمل بالکل نہیں ہوتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ساری پارٹیوں سے معزز ممبران کی ایک کمیٹی بنائیں جو بجٹ کو quarterly monitor کرے اور ممبران نے on the floor of the House جو تجاویز دی ہیں ان پر عمل کرائیں۔ بہت بہت شکریہ

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کرنل صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ڈیموں کی تعداد سو کر دیں تو ہم ان کی یہ تجویز مانتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: براہ مہربانی تشریف رکھیں .This is no way۔ چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد شفیق آرائیں صاحب! اجلاس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد شفیق آرائیں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ میں مختصراً عرض کروں گا کہ میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ دوسرے لفظوں میں، میں اس کو پنجاب کا بلوچستان کہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! ایک منٹ۔ ممبران جو باہر جارہے ہیں ان کے لئے عرض ہے کہ ابھی جو ہاؤس میں پہلے circulate کیا گیا تھا پیر کا دس بجے کا وقت تھا لیکن اس پر ابھی consultation ہوئی ہے، قائد حزب اختلاف، وزیر قانون، حکومتی اور اپوزیشن بنچز نے بیٹھ کر فیصلہ کیا ہے کہ چونکہ ممبران نے ایک چھٹی کے بعد آنا ہوتا ہے تو صبح سے کافی ممبران کی بات ہو رہی تھی کہ ہمیں اس طرح مشکل ہو گی اس لئے پیر والے دن اجلاس کا وقت تین بجے ہو گا۔ اس کو ہم پریس میں بھی announce کر دیں گے۔ جی، میاں صاحب!

میاں محمد شفیق آرائیں: جناب سپیکر! ایک تو میں توجہ دلانا چاہوں گا کہ ہمیں روزانہ اس طرح کا ایک کاغذ ملتا ہے جو کہ یہاں اسمبلی کی inactivity ہوتی ہے۔ اس پر میرا خیال ہے کہ بہت زیادہ پیسا ضائع ہوتا ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ کوئی ایل سی ڈی لگا دی جائے اور جو بھی activity ہو وہ اس ایل سی ڈی پر آ جائے اور یہ پیسا، یہ کاغذ بچ جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھی تجویز ہے۔

میاں محمد شفیق آرائیں: جناب سپیکر! میں وقت کی کمی کے پیش نظر ایجوکیشن پر آؤں گا اور وقت کے پیش نظر میں اپنی تقریر کو زیادہ لمبا نہیں کروں گا، کوشش کروں گا کہ اس کو اس وقت میں پورا کر لوں۔ ایجوکیشن کے لئے ہمیشہ ہر حکومت نے اس کو priority دی ہے اور کوشش کی ہے کہ شرح خواندگی کو بڑھایا جائے لیکن بدقسمتی سے جتنا پیسا خرچ کیا جا رہا ہے اس کے نتائج ہمیں نہیں مل رہے۔ یہ سارا ہاؤس جانتا ہے۔ ہمیں اس پر توجہ دینی چاہئے۔ پہلے ہم نے مفت کتابیں مہیا کیں اور وہ بغیر استادوں کے مہیا کر دیں۔ سکولوں میں استاد تو تھے نہیں اور کتابیں ان کے ہاتھ میں تھما دیں۔ اپنی priorities کو ہم نے سیدھا کرنا ہے۔ اسی طرح ہسپتالوں میں instruments نہیں ہیں جن سے انہوں نے کام کرنا ہے، جن کی وجہ سے وہاں پر سپیشلسٹ نے بیٹھنا ہے ان کی وہاں پر چیزیں موجود نہیں ہیں مگر ڈاکٹر ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک بہت اچھا اقدام کیا کہ جس میں صحت کے محکمہ میں dialysis مشینیں دیں یہاں پر میں حقیقتاً بتا رہا ہوں کہ ہمارے جنوبی پنجاب میں اس مشین کو operate کرنے کے لئے Nephrologist چاہئے، باقاعدہ ایک ڈاکٹر چاہئے وہاں پر وہ موجود نہیں ہیں ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر dialysis کر رہا ہے اس کے ساتھ جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اور جس کی وجہ سے وہاں اموات ہوتی ہیں کبھی اس کی طرف بھی توجہ فرمائی جائے۔ اسی طرح جو ایجوکیشن کی صورتحال ہے جیسے ابھی آپ کہہ رہے ہیں کہ 32 ہزار اساتذہ بھرتی کئے گئے ہیں آپ اندازہ لگا لیں کہ ان

32ہزار اساتذہ کے بغیر جو سکول چل رہے تھے وہاں سے کس قسم کے بچے باہر آ رہے ہوں گے۔ ہمارا یہ سارا پیسا بالکل ضائع جا رہا ہے۔ سب سے پہلے توجہ بلڈنگ کی بجائے اساتذہ پر دی جائے، ان کی ٹریننگ پر دی جائے، انہیں زیادہ facilitate کیا جائے تاکہ بچوں کو صحیح تعلیم مل سکے۔ جہاں تک دانش سکول کا تعلق ہے۔ یہ غریب لوگوں کے لئے ایک اچھا اقدام ہے۔ میں اس کے حق میں ہوں لیکن اس کے اور مسائل بھی ہیں کہ جس وقت یہ دانش سکول بن گئے تو پہلے بھی جو لوگ حکومتی سکولوں میں جا رہے ہیں وہ بھی غریبوں کے بچے جا رہے ہیں کوئی امیروں کے نہیں جا رہے۔ آپ ایک اور class create کرنے جا رہے ہیں اس کو مدنظر رکھیں اور پھر آپ یہ بھی دیکھیں کہ جہاں آپ لڑکوں کے لئے بنا رہے ہیں وہاں لڑکیوں کے لئے نہیں بنا رہے۔ آپ دیکھیں کہ غریب کا بچہ تو پڑھ جائے گا اور بچی پیچھے رہ جائے گی اور یہ جو تضاد ہے ہمارے معاشرے کے لئے اس کے کتنے اثرات ہوں گے کہ اس کو بعد میں بھگتنا پڑیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری ایک تجویز ہے کہ حکومت پنجاب اس پر پیسے بھی بچا سکتی ہے۔ ہمارے صوبہ کے تمام اضلاع یا کم و بیش تحصیلوں میں پبلک سکول ہیں آپ ان سکولوں کو ان غریب بچوں کے لئے مخصوص کر دیں تو یہ رقم بچ سکتی ہے اور آپ اس کو اگلے سال سے شروع کر سکتے ہیں۔ ہر ضلع اور تحصیل میں اس وقت پبلک سکول موجود ہیں جنہیں آپ مزید بہتر کر کے اور بہتر استاد دے کر اچھا نظام دے سکتے ہیں اور جہاں تک صرف رہائشی پہلو ہے تو اس کے لئے ساتھ ہی رقبہ لے کر بچوں کی رہائش کے لئے انہیں boarding کے لئے دے سکتے ہیں یہ میری ایک تجویز ہے آگے حکومت پنجاب کی مرضی۔

جناب سپیکر! میں ہائر ایجوکیشن کی طرف آؤں گا۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے بچے پڑھ پڑھ کر ذبح ہو رہے ہیں اور ان کے 90/85 فیصد marks ہوتے ہیں لیکن وہ آخری دن مایوس ہو کر آ جاتے ہیں کہ انہیں میڈیکل کالجوں میں داخلہ ملتا ہے اور نہ ہی کسی زرعی یونیورسٹی یا دوسری یونیورسٹی میں ملتا ہے۔ مایوسی کی اس حالت کے بارے میں بھی میری تجویز ہے کہ فوری طور پر اگر اس کے لئے شام کی کلاسیں شروع کر دی جائیں یعنی دو sessions کر دیئے جائیں تاکہ یہ بچے جن میں سے کوئی تو پڑھنے کے لئے چین جا رہا ہے اور کوئی کسی اور ملک جا رہا ہے تو یہ اپنے گھروں میں اپنے والدین کے زیر سایہ رہ کر یہاں تعلیم حاصل کر سکیں۔ ہمارے پاس انجینئرنگ کے لئے دو یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور South اور North میں انجینئرنگ یونیورسٹی نہیں ہے۔ میری تجویز ہے کہ ہائر ایجوکیشن کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ ٹیکنیکل کالجوں کا معیار بھی آپ کے سامنے ہے کیونکہ وہاں سے

فارغ التحصیل طلبا کسی بھی انڈسٹری میں کام نہیں کر سکتے کیونکہ آج کی ٹیکنالوجی کے مطابق انہیں ٹریننگ ہی نہیں دی جاتی۔

اس کے بعد ہیلتھ سروسز کی طرف آؤں گا اور dialysis کی بات میں پہلے ہی کر چکا ہوں تو پھر یہاں priority کی بات آ رہی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا بہت اچھا وژن ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ ہسپتال صاف رہیں اور ان کی ہر ضرورت پوری کی جائے لیکن یہاں پر بھی آپ دیکھیں ادویات ملتی نہیں ہیں اور ہم ائیر کنڈیشنڈ ہسپتال بنانے جا رہے ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمیں پہلے کون سی چیز کی ضرورت ہے۔ آیا ائیر کنڈیشنڈ کی پہلے ضرورت ہے یا ادویات کی ضرورت ہے۔ پہلے ہمیں instrument چاہئیں یا ہمیں ائیر کنڈیشنڈز چاہئیں، یہ ہمیں priorities fix کرنی ہوں گی۔ ہم priorities کو غلط کر رہے ہیں جس سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر میں اپنے تحصیل کے ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی بات کر رہا ہوں کہ وہاں آنکھیں چیک کرنے کے لئے بھی کوئی instruments نہیں ہیں، بلڈ پریشر چیک کرنے والا apparatus ایک سے زیادہ نہیں ہے۔ وہاں پر ڈاکٹر تو ہیں لیکن اگر دو دن سے زیادہ ہسپتال میں رکھنے والا مریض ہو تو اسے ڈسٹرکٹ یا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں بھیج دیا جاتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ کسی کا فریکچر ہو جائے تو اس کے لئے اگر کوئی آرتھوپیڈک ڈاکٹر ہے تو وہاں پر instruments نہیں ہیں۔ ہمیں اس چیز پر توجہ دینی چاہئے کہ ہماری جو پہلے requirements ہیں پہلے انہیں پورا کر لیں پھر اس کے بعد ائیر کنڈیشنڈ کا سوچیں۔ میں ائیر کنڈیشنڈ کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں بلکہ وہ بھی ہونی چاہئے اور ہم جتنی سہولت دے سکیں وہ بہتر ہے مگر ہمیں priorities کو صحیح کرنا ہو گا جیسے میں نے پہلے ایجوکیشن پر کہا کہ کتابیں پہلے آ گئیں اور اساتذہ بعد میں آئے۔

جناب سپیکر! پبلک ہیلتھ کے لئے پچھلی دفعہ 85.324 ملین رکھے گئے تھے اور امسال کم ہو کر اس مد میں 70.172 رہ گئے ہیں۔ میرا اس تحصیل سے تعلق ہے کہ جس علاقے کا 90 فیصد brackish water ہے۔ آج وہاں پر ایک سکیم بنانے کے لئے کوئی ڈیڑھ کروڑ روپے سے زیادہ کا پیسا لگتا ہے۔ ہم ایم پی ایز کو چار کروڑ روپے تھما دیا جاتا ہے تو آپ مجھے بتائیں کہ میں کتنے دیہاتوں کو پانی دوں، کتنے دیہاتوں کو سکول دوں، کتنے دیہاتوں کو روڈ دوں۔ جس کا sweet zone ہے ان کو بھی وہی پیسے دیئے جا رہے ہیں اور جن کا brackish water ہے تو انہیں بھی وہی پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں وزیر خزانہ صاحب سے خصوصی طور پر گزارش ہو گی کہ ایک طرف ہم فلٹریشن پلانٹ لگا رہے ہیں اور دوسری

طرف ہمارے ہاں حالات یہ ہیں کہ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے۔ یہی فلٹریشن پلانٹ والے کے پیسے ہمیں دے دیئے جائیں تاکہ کم از کم لوگوں کو پینے والا میٹھا پانی تو ملے۔

زراعت کے لئے پچھلے سال بھی drip of sprinkler اور یہ promotion of tunnels کے لئے فنڈز رکھے گئے تھے جو کہ پچھلے سال استعمال نہیں ہو سکے اور اگر وہی صورتحال رہی تو یہ پیسے اب بھی استعمال نہیں ہو سکیں گے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ last time 60-40 کی ratio سے تھا۔ 60 کاشتکار کے لئے اور 40 حکومت دے رہی تھی جبکہ حکومت نے کہا تھا کہ 20-80 کی ratio ہو گی کہ 80 حکومت دے گی اور 20 کاشتکار کا ہو گا۔ اس وجہ سے وہ پیسا استعمال نہیں ہوا تو میری وزیر خزانہ صاحب سے یہ گزارش ہو گی کہ مہربانی کر کے اسے 20-80 کیا جائے تاکہ زمیندار اس میں دلچسپی لے اور یہ پیسا استعمال ہو سکے۔

جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ منڈیوں میں کاشتکار کو تھڑے اور دکانیں مہیا کی جائیں جہاں وہ براہ راست اپنی فصل فروخت کر سکیں جس سے عوام کو سستی چیزیں ملیں گی اور اگر آپ نے مڈل مین کو ختم کرنا ہے تو یہ کرنا ہو گا اور اسے ایک portion دے دیں جہاں پر زمیندار اپنی سبزی اس area میں آ کر فروخت کر سکے۔ زمیندار کو کم قیمت پر بھی فروخت کرنے میں فائدہ ہے کیونکہ مڈل مین تو اسے کچھ لینے ہی نہیں دیتا۔ یہ میری ایک تجویز ہے کہ اگر ہر منڈی کا کچھ حصہ یا اس کا portion کاشتکار کو دے دیا جائے تو اس سے انہیں بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم پر سبسڈی دینا بہت اچھی بات ہے لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اگر آپ کم ہارس پاور والا ٹریکٹر لیں یعنی آپ اس کو 25 ہارس پاور والا دیں تو آپ زیادہ کاشتکاروں کو گرین ٹریکٹر دے سکتے ہیں کیونکہ آپ 9/8 ایکڑ والے کاشتکار کو 65 ہارس پاور والا ٹریکٹر دے رہے ہیں جو کہ 6/7 لاکھ روپے کا ٹریکٹر ہے تو اس نے اتنا مہنگا ٹریکٹر کیا کرنا ہے اس کی جتنی requirement ہے اس حساب سے اسے چیزیں دیں۔ اگر آپ تھوڑے پیسوں میں لے آئیں تو اتنے ہی زیادہ کاشتکاروں کو ملیں گے۔ سولر ٹیوب ویل پر جتنی جلدی کام ہو سکے وہ بہت زیادہ ضروری ہے۔

آخر میں پولیس کے بارے میں بات کروں گا کہ اس پر جتنی بات کی جائے وہ کم ہے۔ جتنا پیسا ہم دے رہے ہیں اتنی ہی جوتیاں ہمیں پڑ رہی ہیں۔ پیسے بڑھاتے جائیں تو جوتیاں بڑھتی جائیں گی۔ میں آپ سے غلط بیانی نہیں کر رہا۔ جس دن مجھے کوئی آدمی تھانے کا کام بتا دے تو میرا سارا دن اتنا بُرا گزرتا ہے

کہ میں بتا نہیں سکتا۔ اس پر خصوصی توجہ دی جائے۔ جب تک اس پر توجہ نہیں دیں گے تو یہ معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے۔ مجھے برداشت کرنے کا بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ اب اجلاس مورخہ 22۔ جون 2009 بروز سوموار تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔ سوموار کو بھی بجٹ پر عام بحث جاری رہے گی اور 23۔ جون بھی بجٹ پر عام بحث کے لئے مختص ہے۔ شکریہ

315

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 22۔جون 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث جاری رہے گی

317

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

سوموار، 22۔ جون 2009

(یوم الاثنین، 28۔ جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

خَلَقَ ٱلۡإِنسَٰنَ مِن صَلۡصَٰلٖ كَٱلۡفَخَّارِo وَخَلَقَ ٱلۡجَآنَّ مِن مَّارِجٖ مِّن نَّارٖo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo رَبُّ ٱلۡمَشۡرِقَيۡنِ وَرَبُّ ٱلۡمَغۡرِبَيۡنِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo مَرَجَ ٱلۡبَحۡرَيۡنِ يَلۡتَقِيَانِo بَيۡنَهُمَا بَرۡزَخٞ لَّا يَبۡغِيَانِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo يَخۡرُجُ مِنۡهُمَا ٱللُّؤۡلُؤُ وَٱلۡمَرۡجَانُo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo وَلَهُ ٱلۡجَوَارِ ٱلۡمُنشَـَٔاتُ فِي ٱلۡبَحۡرِ كَٱلۡأَعۡلَٰمِoفَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٖo وَيَبۡقَىٰ وَجۡهُ رَبِّكَ ذُو ٱلۡجَلَٰلِ وَٱلۡإِكۡرَامِo فَبِأَيِّ ءَالَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِo

سُوۡرَةُ الرَّحمٰن أيات 14 تا 28

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایاo اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیاo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیںo دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتےo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیںo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہےo اور تمھارے پروردگار کی ذات ہے (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گیo تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گےo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ جناب اختر حسین قریشی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو اِک آسرا یہی ہے
تجلیوں کے کفیل تم ہو مرادِ قلبِ خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے
کسی کا احسان کیوں اٹھائیں کسی کو حالات کیوں بتائیں
تم ہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحاریک استحقاق ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

سید عبدالقادر گیلانی: جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، عبدالقادر گیلانی صاحب بات کر لیں۔

قومی کرکٹ ٹیم کی حوصلہ افزائی کے لئے
حکومت پنجاب سے عملی اقدام اٹھانے کا مطالبہ

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! بڑی مہربانی۔ سب سے پہلے میں اپنے ملک پاکستان کی عوام کو، آپ کو اور اس پارلیمنٹ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ کل پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے ٹیسٹ سیریز ورلڈ کپ جیتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ہماری قوم میں ایک خوشی کی لہر دوڑی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اپنی پاکستان کی کرکٹ ٹیم کی حوصلہ افزائی کے لئے جیسے ہمارے ملک کے صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری نے ٹیم کے کیپٹن اور فائنل کے مین آف دی میچ کے لئے دس دس لاکھ روپے اور ساری کرکٹ ٹیم کے ممبران کے لئے پانچ لاکھ روپے کا اعلان کیا ہے جو کہ ان کی وطن واپسی پر ان کو دیا جائے گا جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہو گی اور وزیراعظم صاحب نے پاکستان کی کرکٹ ٹیم جب وہ وطن واپس آئیں گے تو ان کے لئے ایک warm welcome reception وزیراعظم ہاؤس میں رکھا ہے۔ یہ کرنا بہت ضروری ہے تو میری پنجاب کی حکومت کے لئے بھی یہ ایک گزارش ہے کہ پنجاب حکومت بھی ہماری کرکٹ ٹیم کی حوصلہ افزائی کے لئے جب وہ وطن واپس آئیں تو کچھ نہ کچھ ان کے لئے کیا جائے، ان کو warm welcome دیا جائے اور ان کو انعام بھی دیا جائے۔ یہ میری گزارش ہے، بہت بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! کل جس طرح گیلانی صاحب نے کہا ہے کہ کرکٹ کی ٹیم کی کامیابی کے ساتھ ساتھ کل محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کا جنم دن تھا، سالگرہ تھی اس پر پارٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ پارٹی اس دفعہ کیک نہیں کاٹے گی بلکہ صبح قرآن پاک کی تلاوت کے بعد ان کے لئے خون کے عطیات دیئے جائیں گے اور تجدید عہد کیا جائے گا کہ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) نے اپنی جان کی قربانی دی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ کا اعلان کیا، انہیں پتا تھا کہ یہ دہشت گرد میرے پیچھے ہیں۔اس کے باوجود وہ ملک میں آئیں اور انھوں نے اس ملک میں جو دہشت گرد اسلام آباد پر قبضہ کرنا چاہتے تھے آج ان کے اس آغاز جنگ سے اللہ کے فضل سے آج بی بی سی نے یہ رپورٹ دی ہے کہ اسلام آباد پر جو طالبان کے قبضے کا تصور تھا وہ آج پیپلز پارٹی کی حکومت میں ختم ہو چکا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے اس آغاز کے ساتھ، اس دہشت گردی کی جنگ کے خلاف کل پورے ملک میں پارٹی کے کارکنوں نے، محب وطن پاکستانیوں نے اپنے خون کے عطیات دیئے اور اپنے ان فوجی بھائیوں کے لئے اور متاثرین سوات کے لئے خون اکٹھا کیا گیا۔میں پورے ملک میں ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنھوں نے اس مشکل وقت میں اپنی قوم اور اپنے ملک کے لئے یہ خون کے عطیات دیئے۔

جناب والا! یہاں پر میں خصوصی طور پر ہماری مسلم لیگ (ق) کی ایک ایم پی اے ثمینہ خاور حیات صاحبہ ہیں انھوں نے اپنا خون بھی دیا اور ان کے میاں نے بھی آکر اسمبلی کے باہر خون دیا، میں ان کا مشکور ہوں اور انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔اس کے علاوہ اخبار میں ایک خبر آئی ہے کہ ایم پی ایز نے خون نہیں دیا تو میں نے خود خون دیا ہے، ہمارے منسٹر فنانس نے خون دیا ہے، ساجدہ میر صاحبہ، گھ گھرکی صاحب اور کافی سارے ایم پی ایز نے خون دیا ہے، کچھ ایسے ایم پی ایز ہوں گے جنھوں نے بیماری کی وجہ سے خون نہ دیا ہو باقی سب لوگوں نے خون دیا ہے تو میں اس کی بھی درستی چاہتا ہوں اور ایک دفعہ پھر محترمہ بے نظیر بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ان کی خدمات کی وجہ سے، جس طرح ذوالفقار علی بھٹو کی خدمات کی وجہ سے آج ملک قائم ہے، ان کی خدمات کی وجہ سے آج یہ تصور ختم ہو چکا ہے کہ

اسلام آباد پر دہشت گرد قبضہ کریں گے۔ انشاء اللہ ان کے خلاف ہماری جنگ ہے اور ان کو ملک سے نکال کر رہیں گے جب تک ایک بھی دہشت گرد ہے۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! رات کے میچ کی خوشی کے جو جذبات سب کے ہیں ہمارے بھی اسی طرح کے ہیں لیکن چونکہ اس وقت اجلاس مرکز میں اور یہاں پر چل رہا ہے اور تمام قوم کی جو نظریں ہیں وہ اس وقت ایوانوں پر لگی ہوئی ہیں۔ دو دن پہلے بجلی کے ریٹ ستائیس فیصد بڑھنے سے عوام پر جو بجلی گری تھی اس سے جتنے دل گرفتہ تھے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ایک خوشی قوم کو دے دی ہے اس کے لئے میں اللہ تعالیٰ کا بھی مشکور ہوں اور اس ٹیم کا بھی مشکور ہوں جو لڑے مگر یہ تو ان کے بس میں نہیں تھا کہ بجلی کے ریٹ کم کروا سکتے لیکن انھوں نے وہ بجلی گرنے کے بعد ایک خوشی کی چمک اور رمک لوگوں کے چہروں پر دہرا دی۔ ہمارے جو باہر کھلاڑی گئے ہوتے ہیں یہ ہمارے سفیر ہوتے ہیں، وہ جب ملک سے باہر جاتے ہیں تو ان کا conduct، ان کی جو tenacity and doggedness ہوتی ہے اس سے قوم کی tenacity کا پتا چلتا ہے، قوم کے لڑنے کا پتا چلتا ہے، ان کی organization کا پتا چلتا ہے، ان کے عزم اور حوصلوں کا پتا چلتا ہے اس لئے ہمیں اپنی ترجیحات میں پنجاب کے اندر بھی اپنے بجٹ میں کھیلوں کے لئے کوئی زیادہ بجٹ مختص کرنا چاہئے۔ میں اس کے ساتھ ہی آپ کو، پوری قوم کو اور پنجاب کے اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جیسا کہ بہت عرصہ کے بعد ہماری قوم کو یہ خوشی نصیب ہوئی ہے اور جو لوگ مرجھائے ہوئے تھے ان کو ہنسنے کا ایک موقع ملا ہے تو میں یہاں پر یہ کہوں گی کہ یہ خدا کا انصاف ہے۔

مدعی لاکھ بُرا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے

کہ وہی دو ٹیمیں آمنے سامنے ہوئیں۔ پاکستان سے کرکٹ ٹیم کو ختم کرنے کے لئے، پاکستان کی کرکٹ کو ختم کرنے کے لئے ہمارے ہمسایہ دشمن ملک نے جو یہاں پر دہشت گردی کی، جو سازش کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا کیسا ہمیں یہاں پر دکھایا کہ وہی دو ٹیمیں سری لنکا اور پاکستان آپس میں فائنل میں پہنچیں اور اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے حصہ میں یہ عزت جو تھی وہ لکھ دی۔ اس طریقے سے پاکستان کی جو کرکٹ ہے اس کو جو بقاء مل گئی ہے اور اس کو جو پوری دنیا میں appreciation مل گئی ہے یہ اسلام دشمن لوگوں پر اور پاکستان دشمن لوگوں پر بہت بڑا جوتا ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں پاکستان کرکٹ ٹیم کو اس اسمبلی کے floor سے مبارکباد دینا چاہتا ہوں جب پوری قوم مایوسی کے عالم میں تھی اور خاص طور پر اس کرکٹ میچ کے حوالے سے جو پاکستان نے کل جیتا ہے اس میں ایک اہمیت کا پہلو یہ تھا کہ ہمارے تین کھلاڑی ان متاثرہ علاقوں سے ہیں جو آج کل مہاجرین بنے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اس کو بڑا welcome کیا۔ وہ اپنے غم وقتی طور پر بھول گئے اور پاکستان کے جیتنے کی خوشی میں نعرے بازی کی اور انھوں نے یہ ثابت کیا کہ وہ پاکستانی ہیں اور پاکستان کے ہر دکھ میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر دوسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارے جو فون ہیں یہ آج کل اسمبلی کے اجلاس کے دوران بجتے رہتے ہیں، کیا اس کے لئے سکیورٹی سسٹم lapse ہو گیا ہے یا jammers کام نہیں کر رہے یہ کیا مسئلہ ہے، اس کی ذرا انکوائری کی جائے کہ jammers کیوں نہیں کام کر رہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جس طرح آپ نے نشاندہی کی ہے تو jammers کا ہم نے کہا ہوا ہے، وہ خراب ہو گئے تھے ان کو ٹھیک کر رہے ہیں اور آج وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ دوسری بات میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کا اجلاس شروع ہوتے ہی سید عبدالقادر گیلانی صاحب نے آج جس بات کی نشاندہی کی ہے واقعی یہ پوری قوم کے لئے ایک بڑی خوشی کی خبر ہے اور میں زیادہ اہم بات جو سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ spirit جو پاکستانیوں کے اندر موجود ہے اس spirit کو ختم کرنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے کل کی

جیت کے بعد جس طرح پورے پاکستان کے اندر خوشیاں منائی گئیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ پاکستان کی فتح تھی، پاکستانیوں کی فتح تھی اور پاکستان پر بری نظر رکھنے والے جو ہیں ان کی بری نظر پاکستان کو انشاء اللہ تعالیٰ ختم نہیں کر سکے گی۔

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ سب سے پہلے محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 22 ہے۔ جی، محترمہ!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں نے ایک توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے اگر لاء منسٹر صاحب کو وہ مل گیا ہے تو کیا وہ آج اس کو لینا پسند فرمائیں گے وہ فیصل آباد کے واقعات کے بارے میں ہے، کیا توجہ دلاؤ نوٹس تحاریک استحقاق سے پہلے نہیں آتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ general discussion ہے اس میں وہ لئے نہیں جا سکتے، جیسے ہی یہ general discussion کے دن ختم ہوتے ہیں تو ہم اس کو پھر take up کر لیں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب! ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

ایس ایچ او تھانہ لبرٹی گلبرک لاہور کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 30-4-2009 کو بوقت 11.00 بجے دن مسٹر عامر سلیم ایس ایچ او لبرٹی

تھانہ گلبرگ لاہور کو فون کیا اور استدعا کی کہ میری ایف آئی آر جو میں نے مورخہ 2009-4-26 کو درج کروائی تھی اس پر کارروائی کا عمل تیز کر دیا جائے کیونکہ آج پھر صبح سے مسلسل دھمکی آمیز calls موصول ہو رہی ہیں اور مذکورہ شخص نے انتہائی راست قدم اٹھانے کی وارننگ دی ہے۔ میری بات سننے کے بعد ایس ایچ او نے انتہائی تلخ آمیز لہجے میں کہا کہ میں آپ کا ذاتی ملازم نہیں ہوں کہ فوری کارروائی عمل میں لے آؤں۔ آپ کا کام ایف آئی آر درج کروانا تھا آگے کارروائی ہم اپنی مرضی سے کر لیں گے۔ میں نے دوبارہ استدعا کی کہ آپ جلد از جلد کارروائی کریں ایسا نہ ہو کہ موصوف caller کہیں اپنے گھناؤنے منصوبے میں کامیاب ہو جائے۔ تب موصوف ایس ایچ او نے سخت غصے میں مجھے کہا کہ بی بی! آپ فون بند کریں۔ ہم کیا کر سکتے ہیں، جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ موصوف ایس ایچ او سے ابھی بات ہو رہی تھی کہ فون بند کر دیا۔ موصوف آفیسر کا ایک خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک، ہتک آمیز اور توہین آمیز رویے سے بات کرنا اس کے تحفظات کا خیال نہ رکھنا جو کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے مطابق تحفظ فراہم کرنا پولیس کی ذمہ داری بھی ہے۔ موصوف ایس ایچ او کے اس رویے کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ اس پر کوئی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہیں گی؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ ایس ایچ او صاحب میرے گھر آئے ہیں اور انھوں نے مجھ سے بہت humbly request کی ہے کہ آپ میرے اس رویے پر مجھے معاف کر دیجئے، واقعی میں بہت شرم محسوس کر رہا ہوں تو میں نے ان سے یہ وعدہ لیا ہے کہ آئندہ آپ کبھی بھی کسی خاتون کے ساتھ اس طرح بات نہیں کریں گے تو انھوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے لہذا میں اپنی یہ تحریک استحقاق واپس لیتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ کی سٹیٹمنٹ پر یہ تحریک استحقاق dispose of کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 24 جناب محمد نوید انجم صاحب کی ہے ان کی طرف سے بھی in writing آ گیا ہے کہ یہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے رہے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 26 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے

ہے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ اسے کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔ لہذا یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، راناصاحب! آپ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے ہفتے والے دن آپ سے اجازت لی تھی تو آپ نے فرمایا تھا کہ میں پیر والے دن اپنا point of view پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 558 کے غلط جواب کی فراہمی

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے 15 تاریخ کو Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997 کے سیکشن 70(a) and (c) کے تحت ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی لیکن شومئی قسمت کہ اسی حوالے سے میری تحریک کو disallow کر دیا گیا۔ مجھے یہ لیٹر ملا ہے کہ آپ کی جانب سے پیش کردہ تحریک استحقاق کے نوٹس کے حوالے سے گزارش ہے کہ جناب سپیکر نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 70(a) and (c) کے تحت۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، آپ نے میرے چیمبر میں آکر مجھے یہ ساری بات بتائی تھی اور میں نے وہ ساری بات سن کر ہی آپ کو تحریک پیش کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ پیش کریں اس کے بعد دیکھتے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جی، میں پیش کرتا ہوں۔ میں نے جو تحریک پیش کی تھی اس کے اندر یہ تھا کہ اسمبلی کے اندر جو سوال نمبر 558 پیش کیا گیا تھا اس کے جواب میں متعلقہ محکمہ نے جو تحریری تفصیل بیان کی ہے وہ نامکمل اور غلط اطلاعات پر مبنی ہے۔ متعلقہ محکمہ نے جان بوجھ کر حقائق کو چھپانے کی کوشش کی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ کسی دیگر حکومتی سرمائے کا استعمال نہیں کیا گیا، یہ جواب کا حصہ ہے

جبکہ اس پراجیکٹ کے اندر 60 فیصد حصہ F.W.O کا ہے- میری گزارش ہے کہ F.W.O پرائیویٹ نہیں ہے بلکہ یہ ایک pure حکومتی ادارہ ہے۔ (شور وغل)

MR. ACTING SPEAKER: Order in the House please.

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: سوال میں بہت واضح طور پر پوچھا گیا تھا کہ سڑک کی تعمیر کرنے کے لئے کل کتنی کمپنیوں نے ٹینڈر جمع کروائے لیکن اس کا جواب نہیں دیا گیا- میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب جان بوجھ کر چھپایا گیا ہے چونکہ اس میں حصہ لینے والی کوئی اور کمپنی تھی ہی نہیں- سوال میں اس سڑک پر ٹول ٹیکس جمع کرنے والی کمپنی اور ٹھیکہ کا طریق کار بھی پوچھا گیا تھا لیکن اس کا بھی جواب نہیں دیا گیا کیونکہ اس پر بھی rules of contract کے تحت کارروائی نہیں کی گئی بلکہ ایک پلیٹ میں رکھ کر وہ ٹھیکہ دے دیا گیا تھا اس لئے محکمہ نے جان بوجھ کا اس کا بھی جواب نہیں دیا- مزید پوچھا گیا تھا کہ ٹھیکہ میں کتنی کمپنیوں نے حصہ لیا اس کا بھی جواب نہیں دیا گیا بلکہ جواب میں کہا گیا کہ کمپنی نے 29 ماہ کی مدت میں یہ پراجیکٹ مکمل کیا اور اس کمپنی کو شاباش دی گئی کہ انھوں نے ریکارڈ ٹائم میں یہ پراجیکٹ مکمل کیا- میں ثابت کر سکتا ہوں کہ وہ پراجیکٹ ابھی تک بھی مکمل نہیں ہے what to talk of 29 months? جبکہ agreement کے تحت 42 ماہ کے اندر یہ پراجیکٹ مکمل کرنا تھا- انھوں نے کیوں کہا کہ 29 ماہ کے اندر مکمل ہوا تھا چونکہ انھوں نے اس وقت سے ٹول ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا تھا حالانکہ انھیں 42 ماہ کے بعد ٹول ٹیکس وصول کرنا چاہئے تھا- لہذا اس چیز کو چھپانے کے لئے غلط بیانی کی گئی ہے- اس کے بعد ٹول ٹیکس کی منظور شدہ شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے- میں ایک ٹول ٹیکس سے دوسرے ٹول ٹیکس پر جاتا ہوں تو مجھ سے 26 روپے لئے جاتے ہیں لیکن واپس آتا ہوں تو اسی ٹول ٹیکس سے دوسرے ٹول ٹیکس تک 21 روپے لئے جاتے ہیں- میرا گھر ایک ٹول پلازہ سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر ہے وہاں سے بھی جب آدمی اپنی کار پر جاتا ہے تو اسے 26 روپے دینے پڑتے ہیں- انھوں نے لکھا ہے کہ ٹول ٹیکس کی شرح سڑک کے استعمال پر منحصر ہے- انھوں نے اس طریقے سے لوٹ مار شروع کی ہے- اس کے اندر دیا گیا ہے کہ فیصل آباد سے لاہور تک ٹول ٹیکس 88 روپے ہے جبکہ یہ 124 روپے charge کرتے ہیں- عوام کو دھوکہ دینے کے لئے ایک چھوٹی سی چٹ لکھ کر کاؤنٹر کی سائیڈ پر لگا دی گئی ہے کہ آپ پچھلی پرچی دکھائیے تو یہاں پر آپ کا ٹول ٹیکس مستثنیٰ ہوگا- جو آدمی روزانہ آتا جاتا ہے اسے

تو پتا ہے۔انھوں نے کہیں بورڈ نہیں لگایا، عوام کے لئے کہیں کھلے عام آویزاں نہیں کیا اور جو آدمی آتے ہیں وہ پانچ جگہ پر ٹیکس دے کر جان چھڑاتے ہیں اور یہ اس طرح 124 روپے وصول کرتے ہیں۔

میں آخر میں یہ بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ محکمہ بار بار اس ایوان میں غلط بیان دینے کا عادی ہو چکا ہے۔پہلے بھی اسی طرح کی ایک تحریک پیش کی گئی تھی جس کے متعلق ان سے رپورٹ مانگی گئی تھی لیکن وہ رپورٹ آج تک یہاں پیش نہیں ہوئی۔ میری گزارش ہے کہ یہ میری ذاتی چیز نہیں ہے بلکہ عوامی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں۔نہ صرف میں بلکہ اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تقریباً 75 فیصد ممبران اس سڑک کا استعمال کرتے اور لاکھوں commuters روزانہ فیصل آباد سے لاہور آتے ہیں۔لیہ، بھکر، میانوالی اور پورے جنوبی پنجاب کے لوگ یہ سڑک استعمال کرتے ہیں اور وہ لوٹے جا رہے ہیں۔یہ لوٹ مار یہیں ختم نہیں ہوتی بلکہ میں مزید عرض کرتا ہوں کہ C&W کی ہر سال renewal fee for petrol pump پانچ ہزار روپے ہے۔یہ ہر پٹرول پمپ اور ہر سی این جی سٹیشن سے تین سے پانچ لاکھ روپے وصول کر رہے ہیں لیکن اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر short statement دے سکتے ہیں اور میرے خیال میں آپ نے وہ دے دی ہے۔لاء منسٹر صاحب! آپ کے پاس اس تحریک استحقاق کی کاپی آئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پھر اس پر فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ابھی اس کی کاپی مجھے ملی ہے۔محکمے کے جواب کے بغیر تو کچھ کہنا ناممکن ہے اس لئے اس کا جواب آنے دیں پھر اس کے مطابق عرض کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں یہ معاملہ ایک سال سے اس اسمبلی میں agitate ہو رہا ہے لیکن اس کا کوئی حل نہیں نکل رہا لہذا اس پر فوری طور پر جواب منگوائیں اور اس وقت تک کے لئے اسے pending کیا جاتا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر صاحب نے جو کمیٹی بنائی تھی ابھی تک محکمے نے پچھلے چار یا چھ ماہ سے اس کی رپورٹ نہیں دی تو مجھے خطرہ ہے کہ کل تک کیسے جواب آ جائے گا؟ لہذا

میری گزارش ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں ویسے بھی جب مجلس استحقاقات بنے گی تو اس نے take up ہونا ہے۔ یہ پہلے ہی بہت عرصے سے pending ہے لہذا اسے مزید pending نہ کیجئے۔ میں ایک نہایت ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ٹول ٹیکس بڑھانے کے لئے پرسوں اخبار میں ان کا اشتہار آ گیا ہے اور انھوں نے یکم جولائی سے پھر ٹول ٹیکس بڑھا دینا ہے۔ اس کے متعلق جب تک کوئی immediate action نہیں ہو گا اُس وقت تک اس کا کوئی حل نہیں نکلے گا۔ کیا میں پانچ سال تک انہی تحریکوں پر چلتا رہوں گا؟

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایسا بار بار ہو رہا ہے کہ اسمبلی میں سوالات کے جوابات صحیح نہیں آتے۔ اب اس معاملے کو چلتے ہوئے ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے لیکن کوئی واضح جواب نہیں آیا۔ کیا محکموں پر ہماری حکومت کی گرفت اتنی کمزور ہے کہ ان کی کوئی سنتا نہیں ہے؟ جناب! مہربانی کر کے اس اسمبلی اور ہماری طاقت آپ ہی بنیں، کوئی زور لگا کر محکموں سے صحیح جوابات حاصل کریں۔ یہ بابو ہمیں چکر ہی دیئے جا رہے ہیں۔ آپ اس بارے میں کوئی سختی کے ساتھ رولنگ دیں کہ اگر اتنے دنوں تک اس کا جواب نہیں آئے گا تو محکمے والوں کو الٹا لٹکا دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ .I know what to do رانا ثناءاللہ صاحب! اس تحریک کو دو دن کے لئے pending کیا جاتا ہے، In the meanwhile آپ اس کا جواب منگوا کر اسمبلی میں پیش کریں۔

سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 پر بحث کا آغاز مورخہ 19- جون 2009 کو ہوا تھا، آج بھی بحث جاری رہے گی۔ بحث کے تیسرے دن یعنی آج کے لئے میرے پاس 85 معزز مقررین کی فہرست موجود ہے۔ پہلے دن صرف ایک مقرر کی تقریر ہوئی اور دوسرے دن 15 مقررین کو موقع مل سکا۔ لہذا میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ کم سے کم وقت میں اپنی تقریر مکمل کر لیں۔ معزز اراکین سے یہ بھی استدعا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اراکین کو تقریر کا موقع فراہم کرنے کی غرض سے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی بات کرنے سے گریز کریں۔ اب میں میاں محمد رفیق صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ ابھی میں پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں ہی بات کر رہا تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! بہت ضروری بات عرض کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی سالگرہ پر بلڈ سنٹر قائم کرنے میں محکمہ صحت کے افسران کی عدم دلچسپی

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میں نے تقریر کے لئے نام دیا ہوا ہے اور ابھی میں نے سیکرٹری اسمبلی سے بھی دریافت کیا ہے۔ ہم نے پرسوں تقریر کرنے کے لئے نام دیئے تھے اس روز چونکہ ہماری باری نہیں آسکی تھی۔ اب آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ جن لوگوں نے آج تقریر کرنے کے لئے نام دیئے تھے ان کے نام پہلے پکاریں جائیں گے اور جو اس روز کی فہرست میں نام بچ گئے تھے ان کی باری بعد میں آئے گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بالکل کسی بھی اصول کے خلاف ہے۔ جن کے نام رہ گئے تھے، جن کی 19 تاریخ کو باری نہیں آسکی ان کو آج پہلے موقع ملنا چاہئے۔ اس میں ہمارا قصور تو نہیں ہے۔ پہلے اس فہرست میں موجود ممبران کو تقریر کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری اہم بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ کل محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی سالگرہ تھی۔ اس حوالے سے حکومت پنجاب سے ایک چھوٹی سے درخواست ہے، میں اس حوالے سے ایک explanation چاہتی ہوں۔ وزیر قانون صاحب یہاں تشریف فرما ہیں وہ اس کا جواب دیں۔ محترمہ کی سالگرہ کے دن خون کے عطیات کی ایک national campaign تھی اور اس کے لئے وفاقی سیکرٹری صحت نے تمام صوبائی سیکرٹریز صحت کو بلا کر میٹنگ کی تھی۔ ہر صوبے میں ایک ایڈیشنل سیکرٹری کو

appoint کیا گیا کہ وہ اس کے لئے coordinate کریں گے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے اس عطیات کی مہم میں ہمیں بالکل کسی قسم کی کوئی coordination نہیں ملی۔ میں دریافت کرنا چاہتی ہوں، پنجاب حکومت explain کرے کہ کیا انھوں نے consciously اس کے اندر اپنا role play کرنے سے انکار کیا ہے؟ اس ایڈیشنل سیکرٹری کو suspend کیا جائے یا انہیں شوکاز نوٹس دیا جائے کہ انھوں نے دو دن پہلے ہی اپنے ٹیلیفون نمبرز بند کر دیئے تھے۔ کل فاطمید اور دوسرے پرائیویٹ اداروں اور ریڈ کراس کے ذریعے ہماری یہ campaign چلی ہے۔ پنجاب حکومت بالکل اس میں کہیں بھی نظر نہیں آئی اس لئے میں چاہتی ہوں کہ وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں کہ ایسا party policy کے تحت کیا گیا ہے یا اس میں کسی کی غفلت شامل ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ ریاض صاحب! اس میں آپ coordinate کر رہے تھے یا کوئی اور کر رہا تھا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اس میں ایڈیشنل سیکرٹری، ڈاکٹر اشفاق صاحب coordinate کر رہے تھے۔ میٹنگ کے بعد ڈاکٹر اشفاق صاحب کا نام اسلام آباد سے دیا گیا تھا کہ پنجاب کے لئے وہ coordinate کریں گے لیکن انھوں نے اپنے جو نمبرز دیئے تھے وہ دو دن پہلے ہی بند کر دیئے گئے تھے اور ان کا کسی سے کوئی رابطہ نہیں ہوا۔ ہمیں پورے پنجاب سے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ محکمہ صحت پنجاب کی طرف سے ہمیں کسی قسم کا کوئی coordination نہیں ملا۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس سلسلے میں سیکرٹری صحت پنجاب کو میں نے کہا تھا اور انہیں وفاقی حکومت کی طرف سے بھی ہدایت آئی تھی۔ انہوں نے تمام ای۔ڈی۔او صاحبان کو ہدایت کی تھی کہ آپ ہر ضلعے میں coordinate کریں۔ اگر کسی جگہ سے کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو محترمہ میرے علم میں لائیں۔ ہم سیکرٹری صحت کو بلا کر اس ضلعے کے بارے میں پوچھ لیں گے کہ وہاں پر ایسا کیوں ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! شاید راجہ صاحب میری بات نہیں سمجھ سکے۔ یہ کسی ایک علاقے کی بات نہیں ہے بلکہ میں محکمہ صحت پنجاب کی بات کر رہی ہوں۔ اگر میں لاہور کے حوالے سے بات کروں تو کل لاہور میں محکمہ صحت پنجاب کہیں نہیں تھا۔ لاہور میں کہیں کوئی coordination نہیں تھا اور پورے پنجاب سے بھی یہی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ راجہ صاحب کے پاس شاید اطلاعات نہیں پہنچ سکیں۔ پیپلز پارٹی کے پاس اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ محکمہ صحت پنجاب کی طرف سے پورے پنجاب میں کہیں پر بھی کوئی coordination نہیں ملی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس حوالے سے آپ راجہ صاحب سے مل لیں۔ راجہ صاحب خود فرما رہے ہیں کہ انھوں نے بھی خون دیا ہے اور باقی دوسرے دوستوں اور خواتین نے بھی خون کے عطیات دیئے ہیں۔ اپوزیشن ممبران نے بھی خون دیا ہے۔ They were there اور وہ سارا کچھ چلتا رہا ہے تو اس پر آپ بیٹھ کر ان سے بات کر لیں۔ اب مجھے بجٹ تقاریر شروع کروانے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! مجھے علم ہے کہ ہم coalition partners ہیں اور یہ بھی بڑی important بات ہے۔ اسی طرح important ہے جیسے باقی چیزیں important ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ راجہ صاحب نے بھی خون دیا اور باقی ساتھیوں نے بھی خون کے عطیات دیئے ہیں، donors تو ہر جگہ موجود تھے لیکن محکمہ صحت پنجاب کی coordination کہیں بھی موجود نہیں تھی۔ اس کا جواب راجہ صاحب نہیں دے سکتے، آپ کو وزیر قانون سے پوچھنا چاہئے کہ کیا یہ مسلم لیگ (ن) کی طرف سے کوئی پارٹی پالیسی تھی کہ وہ اس campaign میں ساتھ نہیں دینا چاہتے تھے اور اگر محکمہ صحت پنجاب نے اپنے طور پر کوئی غفلت کی ہے تو اس کے خلاف ایکشن کا وزیر قانون صاحب کہہ دیں تو ہم مان جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب اس حکومت کے سینئر منسٹر ہیں اور ان کا جواب آ گیا ہے کہ اگر کہیں پر کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو ان کے نوٹس میں لائیں وہ اس پر بالکل ایکشن لیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد):جناب سپیکر!پنجاب حکومت اور وفاقی حکومت کی طرف سے تمام ای۔ڈی۔او صاحبان کو ہدایت دی گئی تھی۔ میں خود کل پھر تا رہا ہوں،اگر کسی جگہ پر کوئی شکایت موصول ہوئی ہے تو یہ میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیں ہم اس متعلقہ ای۔ڈی۔او کو بُلا لیں گے اور ایکشن لیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بہت شکریہ۔اب ہم بجٹ تقاریر کا آغاز کرتے ہیں۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،فرمائیں!

اٹک کے جنگل کالا چٹا رینج میں آگ لگنے
اور لکڑی چوری سے محکمہ کو کروڑوں کا نقصان

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر!بڑی مہربانی،آپ کو پتا ہے کہ میں غیر ضروری disturb نہیں کرتا۔ گزارش یہ ہے کہ ہمارے علاقے اٹک میں ایک "Kala Chitta mountain range" گزرتی ہے۔یہ بہت ہی توجہ طلب point ہے کہ پچھلے پندرہ دنوں سے وہاں پر جنگل میں آگ لگا دی گئی ہے یا لگ گئی ہے۔ گاؤں کے لوگ روزانہ اسے بجھاتے ہیں لیکن روز ہی وہ آگ دوبارہ لگا دی جاتی ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی اس حوالے سے بڑی تفصیلی بات عرض کی تھی کہ ہماری "کالا چٹا رینج" کی تمام لکڑی چوری کر کے فروخت کر دی گئی ہے۔اس دفعہ بھی محکمہ جنگلات اپنی وہی روایتی کارروائی کر رہا ہے۔ وہ جنگل کو کاٹ لیتے ہیں اور پھر گرمی کا بہانہ بنا کر اس کو آگ لگا دیتے ہیں اور بعد میں cover up کر دیتے ہیں کہ گرمی کی وجہ سے آگ لگ گئی اور اتنا نقصان ہو گیا۔ آج پندرہ دن سے اس رینج میں ہزاروں ایکڑ رقبہ آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے، کئی میل کا علاقہ آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ مختلف گاؤں کے لوگ روز آگ بجھاتے ہیں اور مجھ تک روزانہ اطلاع آتی ہے کہ ہم نے کل آگ بجھائی تھی اور آج پھر کسی نے لگا دی ہے۔ براہ مہربانی اس جانب فوری طور پر توجہ دی جائے اگر اس آگ کو کنٹرول نہ کیا گیا تو ہوا کی وجہ سے یہ آگ پوری رینج کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ کا بڑا valid point ہے۔جنگلات کے محکمہ کو یہاں کون represent کرتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ احمد علی اولکھ صاحب اس کے انچارج ہیں تو احمد علی اولکھ صاحب یا یہاں جو بھی ان کا representative موجود ہے وہ دو دن میں اس کی رپورٹ بنا کر اسمبلی میں پیش کریں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! اس حوالے سے آپ کوئی انکوائری کمیٹی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اس بارے میں کہہ دیا ہے کہ دو دن میں اس کی رپورٹ بنا کر اسمبلی میں پیش کریں۔اب بجٹ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔سب سے پہلے میاں محمد رفیق صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرے پہلے point کا ابھی تک جواب نہیں دیا گیا۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر عام بحث

(جاری۔۔۔)

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھیں، اگر بحث شروع ہو جائے گی تو سب کی باری آ جائے گی۔اگر ہم لوگ اپنے اندر اتنا حوصلہ پیدا کر لیں کہ بجٹ تقریروں کے لئے آخری وقت تک بیٹھیں گے تو کوئی بھی نہیں رہے گا، سب کی باری آ جائے گی۔میں آپ سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ لوگ بیٹھے رہیں گے تو میں بھی بیٹھا رہوں گا۔آپ جتنے بجے مرضی تک اس اجلاس کو چلائیں۔آج ہم اس فہرست کو complete کر کے جائیں گے۔اب دیکھیں، اس طرح تو نہیں چلے گا کہ آج تین بجے شروع ہونا تھا لیکن اب پونے چار ہو چکے ہیں اور ہم ابھی تک پہلی تقریر شروع نہیں کر سکے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): آپ صرف مجھے یہ بتا دیں کہ کیا آپ نے آج کی فہرست شروع کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اگر آپ کی باری نہیں آئی تو معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس کے اندر Chair کا قصور نہیں ہے بلکہ پورے ہاؤس کا قصور ہے کہ ہم بجٹ پر بات کرنے کے لئے وقت ہی نہیں دیتے، دوسری باتوں پر وقت سرف ہو جاتا ہے۔اب میں نے ایک formula بنایا ہے کہ جن لوگوں نے پہلے دو دن چھوڑ کر آج کے دن کے لئے opt کیا تھا ان کا حق پہلے ہے۔ابھی ہم شروع کریں گے تو گھنٹے تک سب کی باری آ جائے گی۔آپ مہربانی کر کے بیٹھیں، تشریف رکھیں۔جی، میاں محمد رفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔محترمہ شمیلا اسلم صاحبہ!

محترمہ شمیلا اسلم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو پنجاب کا ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔یقیناً اس بجٹ کے تحت ہمارے صوبے سے غربت، جہالت، بے روزگاری اور دہشت گردی کا خاتمہ ہوگا، لوگوں کو سستا انصاف ملے گا، سستی روٹی سکیم، دانش سکول سسٹم، گرین ٹریکٹر سکیم، ہسپتالوں میں ایم آر آئی کی فراہمی اور سی ٹی سکین کے ذریعے جو سہولیات مہیا کی جا رہی ہیں اس سے لوگوں کو بہت زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔اس کے ساتھ ساتھ بے گھر لوگوں کی آبادکاری کے لئے جو سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے اس سے لوگوں کو اپنے گھروں کی سہولت میسر آئے گی۔جہاں تک تعلیم کے شعبے کا تعلق ہے تو اس میں 23۔ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے اور missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جس کے تحت سکولوں میں جو سہولیات اس وقت میسر نہیں ہیں ان کو provide کیا جائے گا۔اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ سکولوں کو جہاں اور بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر فلٹر پلانٹ بھی نصب کئے جائیں کیونکہ ہمارا ضلع ان اضلاع میں سے ہے جہاں کا پانی بہت گندہ ہے۔سکول کے بچے سکول سے باہر نکل کر پانی نہیں پی سکتے۔لہذا میری یہ گزارش ہوگی کہ اگر سکول کے اندر فلٹر پلانٹ نصب کر دیئے جائیں تو بچے گندہ پانی پینے سے بچ جائیں گے۔تحصیل انتظامیہ کا کہنا ہے کہ ہم لوگ سکولوں میں فلٹر پلانٹ نصب نہیں کر سکتے۔لہذا یا تو کوئی چھوٹا پلانٹ سکولوں میں لگا دیا جائے یا پھر ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ آدھا پلانٹ سکول کے اندر ہو اور اس کے پانی کا آدھا سسٹم سکول کے باہر ہو۔اسی طرح اس رقم میں سے اگر کالجوں میں فوارے بنا دیئے جائیں تو ہمیں وہاں پر پُرسکون ماحول میسر آ جائے گا۔

میٹرک کی سطح پر نصاب میں ایسے مضامین شامل کئے جائیں کہ جو طلباء اور طالبات میٹرک کے بعد اپنے گھروں میں بیٹھ جاتے ہیں اپنی تعلیم جاری نہیں رکھتے وہ اپنے اس ہنر کے ذریعے اپنے گھر والوں کی کفالت کر سکیں گے۔ میں یقین سے کہتی ہوں کہ اس طرح بہت سے لوگ بے روزگاری کا سامنا کر سکیں گے۔ بہرے پن اور اندھے پن کی بیماریاں ہمارے بچوں میں عام ہوتی جا رہی ہیں۔ صبح جب بچے بھاری بستے اٹھائے سکول کو روانہ ہوتے ہیں تو وہ جن رکشوں میں بیٹھ کر جاتے ہیں ان کا دھواں فضا کو آلودہ کرتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ تمام اضلاع میں رکشوں کو سی این جی کر دیا جائے۔ اسی طرح ہمارے ضلع میں گورنمنٹ بوائز کالج میں ایم اے کی کلاسیں تو شروع کر دی گئی ہیں لیکن وہاں پر علیٰحدہ سے کوئی بلاک بنایا گیا اور نہ ہی کوئی لائبریری تعمیر کی گئی ہے۔ اس کی وجہ سے بچے اچھی کتابوں سے مستفید نہیں ہو رہے ہیں۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ بوائز کالج میں نہ صرف علیٰحدہ بلاک بنایا جائے بلکہ جدید لائبریری بھی قائم کی جائے۔ ضلع وہاڑی میں سیوریج کا جو پانی ہے وہ ایک جگہ پر اتنی مقدار میں کھڑا رہتا ہے کہ جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگ جاتے ہیں۔ ہمارے ضلع وہاڑی کے لوگوں کی خواہش ہے کہ وہاں پر treatment plant لگایا جائے تاکہ صاف پانی میسر ہو سکے۔ اسی طرح پیر مراد اور کالج ٹاؤن کی آبادی جو وہاڑی کی بڑی آبادی میں شامل ہے۔ وہاں پر کوئی سڑکوں کا جال بچھایا گیا ہے اور نہ ہی واٹر سپلائی کا کوئی انتظام ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے اس بجٹ میں رقم مختص کی جائے۔

اگر ہم صحت کی بات کریں تو ایمرجنسی وارڈوں کی حالت ابھی مکمل طور پر تو بہتر نہیں ہوئی، ایمرجنسی وارڈ میں اگر کوئی مریض expire ہو جاتا ہے تو اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور جو لوگ اس کے ذمہ دار ہوں ان کو سخت سے سخت سزا دی جائے۔ جہاں تک لائیو سٹاک کا شعبہ ہے میں بار بار یہی بات کہتی ہوں کہ ہمارے شہروں اور گاؤں میں گائے اور بھینس کا دودھ سپلائی کیا جاتا ہے جو ہمارے بچے بھی پیتے ہیں اور ہمارے بڑے بھی پیتے ہیں۔ ان بھینسوں کو مصنوعی طریقے سے injection لگا کر جو دودھ حاصل کیا جاتا ہے وہ ہمارے بچوں کے لئے انتہائی مضر ہے۔ یہ وہ injection ہے جو عورت کو pregnancy کے بعد delivery کے وقت لگایا جاتا ہے۔ اس کے مضر اثرات سے بچوں کے

hormones disturb ہو رہے ہیں۔ لہذا کوئی ایسی پالیسی بنائی جائے کہ ایسا دودھ شہروں اور گاؤں میں فروخت نہ ہو سکے۔ اس طرح بچے بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔

ضلع وہاڑی میں چھ سات ایکڑ پر مشتمل ایک "ریڈیک" کا ادارہ ہے۔ جہاں پر زراعت سے متعلق ٹریننگ دی جاتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو اگر اس کو زرعی کالج کا درجہ دے دیا جائے تاکہ اردگرد کے طلباء و طالبات جو فیصل آباد یا لاہور پڑھنے کے لئے جاتے ہیں وہ یہاں پر رہ کر تعلیم حاصل کر سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بات بھی یہاں پر کہنا چاہوں گی کہ سوشل سیکٹر میں تقریباً 60۔ ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو کہ بہت ہی کم ہے جس طرح ضلع ساہیوال میں working women hostel بنایا جا رہا ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ضلع وہاڑی میں بھی ایک اسی قسم کا ہوسٹل بنایا جاتا۔ پچھلے بجٹ میں بھی میں نے اسی کے لئے request کی تھی کہ ہمارے ہاں جو بھی خواتین خاص طور پر جو لاہور سے آتی ہیں وہ واپس اپنی ٹرانسفر کروا لیتی ہیں اور کوئی بھی خاتون وہاں پر رہ کر کام کرنا نہیں چاہتی کیونکہ رہائش کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ لہذا ضلع وہاڑی میں بھی working women hostel بنایا جائے۔ اس کے لئے میں یہ بھی بتانا چاہوں گی کہ وہاں سوشل سیکٹر میں ساڑھے تینتیس کنال زمین موجود ہے جہاں پر یہ عمارت بنائی جا سکتی ہے۔

جس طرح سے پنجاب پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ جیل ملازمین کی تنخواہوں میں بھی اسی طرح سے اضافہ کر دیا جاتا۔ وہ لوگ بھی قیدیوں کی دن رات خدمت کر رہے ہیں۔ اگرچہ حکومت پنجاب نے ایک ٹاسک فورس بنائی ہے لیکن میری خواہش ہے کہ تمام جیلوں میں T.E.V.T.A کے تحت جو ووکیشنل ٹریننگ سنٹرز ہیں ان کی وہاں پر بھی برانچیں قائم کی جائیں اور قیدیوں کے لئے باقاعدہ دینی تعلیم کا بھی بندوبست کیا جائے۔ ضلع وہاڑی کی جیل پاکستان کی بہترین جیلوں میں شمار ہوتی ہے۔ اگر وہاں پر یہ سہولیات بہم پہنچا دی جائیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے ہم مزید استفادہ حاصل کر سکیں گے۔

یہ بھی عرض کرنا چاہوں گی کہ میں دو دن سے سوات میں ایک ٹیم کے ساتھ گئی ہوئی تھی لہذا مجھے اتنا وقت نہیں ملا کہ میں بجٹ پر مزید points تیار کر سکوں لیکن میں اتنا ضرور سمجھتی ہوں کہ

اگر یہ تمام کام میرے ضلع وہاڑی میں کر دیئے جائیں تو اس کا شمار بھی ایک ترقی یافتہ ضلع میں ہوگا اور ہم پاکستان کی ترقی میں برابر کے حصے دار ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ ممبران سے گزارش ہے کہ ٹائم دس منٹ ہے اگر اس سے بھی کم وقت میں اپنی تقریر ختم کریں گے تو باقی ممبران کے لئے وقت نکل آئے گا۔ جناب آصف منظور موہل!

جناب آصف منظور موہل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف کو جو کہ خادم پنجاب ہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج اس گھمبیر حالات کے اندر جبکہ پاکستان حالت جنگ میں ہے اور دہشت گردی کا بھی ہمیں سامنا ہے ان حالات کے باوجود اتنا متوازن بجٹ پیش کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی ایک بڑائی ہے اور ان کی توجہ اور ان کی دلچسپی کا یہاں پر اظہار ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر وزیر خزانہ صاحب کو بھی مبارکباد دیتے ہوئے اور اپنی اس پوری اسمبلی کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آج کا یہ بجٹ جس پر ہم بحث کر رہے ہیں یہ 175۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ ہے جو کہ پنجاب کی تاریخ میں سب سے بڑا ترقیاتی بجٹ ہے۔ اس کی سعادت ہمیں حاصل ہو رہی ہے کہ ہم اس پر بحث کرنے جا رہے ہیں۔ میں جنوبی پنجاب کے حوالے سے کچھ بات کرنا چاہوں گا کہ اس سال وزیراعلیٰ صاحب نے جنوبی پنجاب کو اپنے خاص vision اور focus کے اندر رکھا ہے جس میں انہوں نے 5۔ارب روپے کی ایک رقم مختص فرمادی ہے۔ اس کے اندر انہوں نے پینے کا پانی ہسپتالوں میں مفت ادویات اور اسی طرح تعلیم کے حوالے سے بھی جس طرح سے انہوں نے focus کیا ہے وہ بھی قابل تحسین ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان کی جنوبی پنجاب احسان مندی ہے کہ جو برطانیہ کے D.F.I.D Programme میں تین سالہ منصوبہ ہے جس کے اندر 6۔ارب 90 کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے، اس میں سے ایک ارب 40 کروڑ روپے اس سال جنوبی پنجاب کو دیا جا رہا ہے جس سے منصوبوں کی تکمیل کی جائے گی۔ میں آپ سے صرف یہ گوش گزار کروں گا کہ ڈی جی خان، ملتان، بہاولپور میں ہیلتھ سنٹرز کے لئے بہت ساری رقوم مختص کی گئی ہیں۔ میں وزیر خزانہ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرا ضلع بہاولنگر بھی ایک پسماندہ ترین ضلع ہے۔ اگر وہاں پر ہمیں دو چیزیں

پنجاب حکومت دے دے۔ جس میں ایک cardiac centre ہو، جگہ بھی وہاں پر موجود ہے جو کہ حکومت پنجاب کی ہے۔ اگر ہمیں وہاں پر health sector میں یہ چیز دے دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہاولنگر کے غریب اور پسماندہ لوگوں پر ایک بہت بڑا احسان ہوگا۔

جناب سپیکر! بہاولنگر بہت productive علاقہ ہے وہاں پر کپاس اور گندم کی فصل بہت اچھی ہوتی ہے تو وہاں پر زراعت کو مزید ترقی دینے کے لئے میری گزارش ہے کہ اس سیکٹر میں Agriculture University کا قیام عمل میں لے آئیں تو یہ اس پوری belt کے لئے بہت ہی خوش آئند بات ہوگی۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح ابھی یہاں ہماری ایک معزز بہن نے یہ فرمایا کہ پینے کے پانی کا معاملہ ہے۔ یہ بات واقعی بجا ہے کہ جنوبی پنجاب میں زیر زمین پانی ناقابل استعمال ہے۔ کچھ belts میں ضرور میٹھا پانی ہے مگر اس belt کی اکثریت میں کڑوا اور کھارا پانی ہے لہذا وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کے لئے جو سکیم رکھی ہے وہ قابل دید ہے کہ انہوں نے planning کی ہے کہ ہر یونین کونسل level پر ایک filtterization plant بنایا جائے گا جو کہ وہاں کے لوگوں کے لئے ایک مفید چیز ثابت ہوگی۔

جناب والا! میں یہاں پر تھوڑا سا پولیس کے حوالے سے گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ اس بجٹ میں پولیس کو Risk Allowance کے اوپر ایک بڑی رقم دی گئی ہے میں یہاں پر اس بات سے ہٹ کر کہ میں حکومت کی خوشامد کروں یا کوئی اور بات کروں میں ایک balance بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پولیس risk پر نہیں بلکہ اس وقت پوری قوم risk پر چل رہی ہے۔ اس وقت آپ بھی risk پر ہیں، میں بھی risk پر ہوں، ہر department risk پر چل رہا ہے تو میں یہاں پر یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ ہم پولیس کو جو Risk Allowance دے رہے ہیں انہی پیسوں سے اگر ہم انہیں جدید آلات، جدید اسلحہ، جدید سکینرز لا کر دیں، آپ نے دیکھا ہے کہ یہاں پر پولیس کا ایک سپاہی کیا کر رہا ہے، ہم نے تنخواہیں بڑھا دیں اس کے ساتھ ساتھ اس نے اپنی رشوت کا ریٹ بھی بڑھا دیا ہے تو ایک سپاہی مٹی کی بوریوں پر بندوق رکھ کر ایک دہشت گرد کو کس طرح روک سکتا ہے، چاہے آپ دوبارہ بھی Risk Allowance دے دیں اگر اس کی تنخواہ بڑھا دیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک آدمی جو خودکشی کے لئے تیار

کھڑا ہوتا ہے۔یہاں پر میری submission ہے کہ فنانس منسٹر صاحب یہ چیز نوٹ فرمائیں کہ ایک فنڈ مختص کیا جائے جس سے ہمارے اداروں کے باہر C.T scanners لگائے جائیں تاکہ جو بھی دہشت گرد آئے وہ scanning سے گزر کے اندر آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس پر عمل کریں گے تو ہم ایک مثبت اور ایک مضبوط پنجاب قائم کر سکیں گے۔

جناب والا! میں education کے حوالے سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ یہاں میں نے سنا کہ چند دوستوں نے کہا کہ education پر توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں یہاں پر بڑے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس وقت وزیر اعلیٰ صاحب نے جس Endowment Fund کا اجراء کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مثبت چیز ہے اور اس کی وجہ سے آئندہ آنے والی تاریخ میں میاں محمد شہباز شریف کو یاد رکھا جائے گا اور ان کے نام کو سنہرے حروف میں لکھا جائے گا کہ جب ایک غریب کا بچہ امیر آدمی کے بچے کے مقابلے میں ایچی سن میں داخلہ لے سکے گا، وہ بھی K.E. میں جا کر اپنی تعلیم حاصل کر سکے گا، وہ بھی جرمنی اور برطانیہ کی یونیورسٹیوں میں جا کر تعلیم حاصل کر سکے گا تو ہماری اسمبلی کو یہ ایک credit جائے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ education پر ہمارا بہت focus ہے، health پر ہمارا focus ہے، law and order پر ہمارا focus ہے۔یہ بات درست ہے کہ حالات ابھی کچھ ایسے ہیں مگر میں یہاں پر یہی بات کروں گا کہ میرے قائد نے اس بات کا آغاز کر دیا ہے کہ ہم اچھے کی طرف چل پڑے ہیں، بے شک اس پر ٹائم ضرور لگے گا یہ ایک دن کی بات نہیں ہے یہ 60 سالوں کا ایک غلط رویہ تھا جس کو آج ہم درست کرنے چلے ہیں تو مجھے اپنے قائد شہباز شریف پر، اپنے قائد میاں نواز شریف پر یہ اندھا اعتماد ہے کہ وہ جب اس ڈگر پر چل پڑے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ قوم بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑی ہے۔ آج ہم coalition کے اندر جا رہے ہیں پاکستان کے لئے اس سے بڑی اور کیا مثبت بات ہو سکتی ہے کہ جب دو بڑی جماعتیں ایک ساتھ مل کر اس ملک کو develop کرنا چاہتی ہیں، قوم بھی آج آپ کو سلام پیش کر رہی ہے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سردار اطہر حسن خان گورچانی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں صوبہ پنجاب کے لئے دوسرا متوازن بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کسی بھی بجٹ یا پروگرام کی کامیابی کا انحصار اس پروگرام کو بنانے کی نیت پر ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج پنجاب کے اندر جو ٹیم اور جو قیادت اس پروگرام کو لے کر چلی ہے یقیناً وہ اس صوبے اور پاکستان کے لئے بڑی نیک نیتی کے ساتھ اس کام کو مکمل کرنے کے لئے نکلے ہوئے ہیں۔ بجٹ کے حوالے سے پنجاب کے بجٹ کے اندر سپورٹس کے لئے جو 33 کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت معمولی رقم ہے۔ آج کے حالات کے مطابق پنجاب کے اندر سپورٹس کی اشد ضرورت ہے کہ اس قسم کی سرگرمیوں کو پنجاب کے اندر زیادہ سے زیادہ promote کیا جائے۔ اس سلسلے میں پنجاب کا ایک ثقافتی ورثہ میلے لگا کرتے تھے جس میں کبڈی اور کشتی جیسے کھیل کسی زمانے میں سرکاری سرپرستی میں کرائے جاتے تھے لیکن سکیورٹی کے پیش نظر پچھلے کئی سالوں سے اس طرح کے پروگرام نہیں ہوئے میں یہ چاہوں گا کہ وزیر خزانہ صاحب سپورٹس کی سرگرمیاں بڑھانے کے لئے بجٹ بڑھائیں اور ہمارے ثقافتی میلے سرکاری سرپرستی میں چلانے کے اقدامات بھی کریں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں سرکاری عمارات کو آبادیوں کے درمیان میں سے باہر نکالنے کے لئے کوئی پیسے مختص نہیں کئے گئے۔ لاہور کے اندر اور پنجاب کے دیگر شہروں میں جتنے بھی سرکاری دفاتر ہیں وہ تقریباً ساٹھ، ستر سال اور سو، سو سال پرانی buildings کے اندر ہیں اور وہ اس زمانے میں بنائے گئے تھے جب لاہور کی آبادی دس سے پندرہ لاکھ کی تھی، آج لاہور کی آبادی ایک کروڑ سے اوپر تجاوز کر چکی ہے لیکن اس کے باوجود تمام سرکاری buildings شہر کے اندر ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کا مسئلہ اور security measures کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو residential area میں لاہور کی تمام آبادی بہت تنگ ہے تو میں وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ تمام سرکاری عمارتوں کو لاہور سے باہر منتقل کرنے کے لئے بھی خصوصی بجٹ رکھا جائے تاکہ تمام سرکاری عمارتیں اور خاص کر حساس اداروں کی عمارتوں کو لاہور سے باہر shift کیا جائے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر کچی آبادیوں کو declare کرنے کا سلسلہ بھی بند ہونا چاہئے۔ اس بجٹ میں کچی آبادیوں کی development کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں لیکن میں یہاں پر یہ

کہنا چاہتا ہوں کہ کچی آبادیوں کے نام پر لینڈ مافیا جگہ پر قبضہ کرتا ہے اور بعد میں اسے کچی آبادیاں announce کرواتا ہے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ کچی آبادیاں مزید declare کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے اور موجودہ کچی آبادیوں کے لئے آپ نے بجٹ رکھا ہے وہ ایک بڑا احسن اقدام ہے اور انہی کچی آبادیوں کو develop کرنے کی سکیم کو proper طریقے سے بنایا جائے۔

جناب سپیکر! بہبود آبادی کے حوالے سے پنجاب کے بجٹ کے اندر سنجیدگی کم نظر آتی ہے کہ جب بھی بجٹ بنایا جاتا ہے تو پنجاب کی آبادی بڑھنے کی شرح کے حوالے سے اس محکمے کو target نہیں دیا جاتا۔ پچھلی دفعہ آبادی کے بڑھنے کی شرح 3.6 تھی جو کم ہو کر 2.09 یا 3.00 پر آئی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ اس حوالے سے ایک تو اس department کا تھوڑا بجٹ بڑھائیں اور بہبود آبادی کا وہ پروگرام جو بنیادی طور پر آبادی کی شرح کو کنٹرول کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اس کے بجٹ کا 80 فیصد حصہ آبادی کی بعد والی ضروریات پر لگایا جاتا ہے جس میں B.H.U ہے، پولیو کے قطرے ہیں تو اس میں seriousness سے مراد یہ ہے کہ بہبود آبادی میں ایسے افسران بھی ہیں جن کے ماشاء اللہ اپنے چھ چھ، سات سات بچے ہیں اور انہیں آبادی کو کنٹرول کرنے کی ڈیوٹی دی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس محکمے کے افسران کو target دیا جائے تاکہ آبادی کی شرح کنٹرول ہو سکے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے محکمے کے لئے 21۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے جو ایک بڑا احسن اقدام ہے جس میں ذہین بچوں کے لئے تعلیمی وظائف کا بھی اضافہ کیا گیا ہے اس میں میری یہ تجویز ہے کہ پرائمری سکولوں میں بچوں کی رجسٹریشن اچھی خاصی ہے لیکن یہ رجسٹریشن ہونے کے تین ماہ بعد اس کا گراف تقریباً 40 فیصد نیچے آ جاتا ہے اور رجسٹریشن کے بعد بچوں کی رجسٹریشن کو confirm نہیں کیا جاتا، میرا مطلب ہے back up support programme کوئی نہیں ہے اس کے لئے میں چاہوں گا کہ پنجاب حکومت کا ایک Child Protection Bearu Department ہے اگر یہ مناسب سمجھا جائے تو اس کو یہ اضافی ذمہ داری دی جائے کہ جن بچوں کی پرائمری میں رجسٹریشن کی جاتی ہے ان کا back up کیا جائے کہ کیا وہ بچے پرائمری تک اپنی تعلیم مکمل کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ اگر وہ بچے تعلیم مکمل نہیں کرتے تو اس کے لئے چائلڈ پروٹیکشن بیورو اس کو back up support دے اور اس امر کو یقینی بنایا جائے کہ بچوں کی رجسٹریشن کا 80 فیصد حصہ ضرور اپنی تعلیم مکمل کرے۔

جناب سپیکر! ہمارے سرکاری سکولوں میں 1500 روپے کا خرچ ایک بچے پر حکومت کرتی ہے۔ اگر پرائیویٹ سکول جو درمیانے علاقوں میں چلتے ہیں وہ 200 سے 300 روپے میں سرکاری سکولوں کی نسبت اچھی تعلیم دیتے ہیں اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جو پیسے مختص کئے گئے ہیں ان میں پرائیویٹ سکولوں کے لئے مد بنائی جائے کہ اس بجٹ سے ان کو بھی فائدہ حاصل ہو۔ اس کے علاوہ پرائیویٹ سکولوں کی رجسٹریشن کے قوانین کو زیادہ سے زیادہ آسان بنایا جائے تاکہ جو پرائیویٹ ادارے تعلیم کے میدان میں اچھا کام کر رہے ہیں ان کو زیادہ سہولیات دی جا سکیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں 4.3 بلین روپے لینڈ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں۔ پچھلے سال بھی ڈیڑھ ارب روپیہ رکھا گیا تھا۔ میں وزیر خزانہ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس پروگرام کو بھی یقینی بنایا جائے کیونکہ لینڈ ریونیو ریکارڈ کو مکمل کرنے کے لئے حتمی تاریخ جون 2005 تھی اور بعد میں یہ 2007 کی گئی اور بعد میں 2008 کر دی گئی آج 2009 کے باوجود یہ مکمل نہیں ہوا۔ آپ نے اس کے لئے پیسے مختص کر دیئے ہیں یہ بڑا اچھا کام ہے۔ لینڈ ریونیو کی کرپشن کا overall ہمارے social sector پر بڑا impact ہے اس لئے اس بجٹ میں جو پیسے رکھے گئے ہیں اس پر اس بات کو یقینی بنایا جائے اور ٹارگٹ بھی دیا جائے کہ یہ کام کتنی مدت میں مکمل ہو گا اس کے لئے صرف پیسے رکھنا کافی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے حوالے سے کہنا چاہوں گا کہ ہمارے جو دور دراز کے علاقے ہیں ان میں اصل فقدان ٹیکنیکل ایجوکیشن کا ہے۔ اس میں جتنے بھی بچے جو میٹرک کر لیتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ ایف اے یا بی اے کر لیں۔ یہ نامناسب ہے۔ اگر 21۔ارب روپیہ جو ہم نے تعلیم کے لئے رکھا ہے اس میں سے اگر ہم کم از کم 30 یا 40 فیصد حصہ دیہات میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے مختص کر دیں تو روزگار کے حوالے سے بہتر نتائج سامنے آئیں گے۔

جناب سپیکر 43۔ارب روپیہ پولیس کے لئے رکھا گیا ہے لیکن بدقسمتی ہے کہ جس طرح جرائم بھی مشینی اور جدید دور میں بڑے mechanized ہو گئے ہیں اس سلسلے میں ابھی تک پنجاب پولیس کو Call Tracing System نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں جتنے بھی موبائل پر crimes

ہوتے ہیں ان کی tracing کے لئے پولیس کو خفیہ اداروں سے رابطہ کرنا پڑتا ہے اور اس سلسلے میں انھیں دس سے پندرہ دن لگتے ہیں۔ کراچی میں صوبائی حکومت نے پرائیویٹ لوگوں کو پولیس کے ساتھ ملا کر ایک تنظیم بنائی ہے اور ان کو call tracing system دے دیا گیا ہے جس کے ذریعے موبائل پر ہونے والے جرائم کو کنٹرول کیا جا رہا ہے اس لئے میری بھی درخواست ہے کہ پنجاب پولیس کو بھی call tracing system لے کر دینا چاہئے جس میں بے شک معزز شہریوں کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے مگر call tracing system پنجاب پولیس کے حوالے کیا جائے۔

جناب سپیکر! صحت کے حوالے سے ایک بہت بڑا بجٹ رکھا گیا ہے لیکن اس میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ہر ضلع کی سطح پر ایک چلڈرن ہسپتال بنایا جانا بہت ضروری ہے جس طرح لاہور میں ایک چلڈرن ہسپتال ہے۔ میں آپ کو اس چلڈرن ہسپتال کے حوالے سے بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں پر چھوٹے بچے جو heart patients ہیں ان بچوں کے آپریشن کے لئے ایک ایک سال کا وقت دیا جاتا ہے۔ وہ معصوم بچے heart کے حوالے سے جس بھی مرض کا شکار ہیں ان میں سے کسی بھی بیمار بچے کو چھ یا سات مہینے سے پہلے آپریشن کا وقت نہیں دیا جا سکتا یہ اس لئے ہے کہ اس چلڈرن ہسپتال میں بیمار بچوں کا بہت رش ہے اس لئے میری گزارش ہے کہ بچوں کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری آبادی میں 40 فیصد بچے دس سال سے کم عمر کے ہیں۔ ان بچوں کے لئے ہر ضلع میں لاہور کی طرز کا ایک چلڈرن ہسپتال بنایا جانا چاہئے تاکہ یہ چھ مہینے کا وقت کم ہو جائے اور بچوں کا آپریشن زیادہ سے زیادہ تین یا چار ہفتوں میں ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی تجویز کروں گا کہ صرف خواتین کے امراض کے لئے سپیشل اداروں کے قیام کی بھی انتہائی ضرورت ہے اس حوالے سے بھی حکومت کو توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اگر دیکھا جائے تو ہمارے مرد و خواتین ڈاکٹر جب میڈیکل کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ایک ڈاکٹر پر حکومت پنجاب کا تقریباً 22 لاکھ روپیہ خرچ آتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ نے صحت کی مد میں جو پیسے رکھے ہیں وہاں اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ جو بھی ڈاکٹر ایم بی بی ایس کرتا ہے تو اس کو کم از کم پانچ سال میڈیکل پریکٹس کرنے کا قانونی طور پر پابند بنایا جائے کیونکہ جب وہ تعلیم حاصل کرتے ہیں تو بعد میں بعض ڈاکٹر C.S.S کر لیتے ہیں یا P.C.S کر لیتے ہیں یا بعض بچیوں کی شادی ہو

جاتی ہے تو جو بائیس یا پچیس لاکھ روپے حکومت پنجاب کا خرچ آتا ہے وہ بالکل ضائع جاتا ہے میں اس حوالے سے بھی یہ چاہوں گا کہ جب وہ میڈیکل کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ان سے یہ affidavit sign کروایا جائے کہ وہ جس مقصد کے لئے تعلیم حاصل کرتے ہیں تو اس مقصد کو پورا کریں اور پانچ سال تک میڈیکل پریکٹس ضرور کریں۔

جناب سپیکر!ادویات کے حوالے سے صرف یہ عرض ہے کہ کمپنیاں مختلف نام رکھ کر مہنگی دوائیاں فروخت کرتی ہیں۔اس حوالے سے حکومت کو چاہئے کہ وہ کوئی ایسا طریق کار مرتب کرے کہ ادویات کی فروخت ہی generic names سے ہو۔اس سے ادویات کی قیمتوں میں ضرور کمی واقع ہوگی۔

جناب سپیکر!ہماری حکومت نے گندم کا ریٹ بڑھا کر ایک ایسا کارنامہ سرانجام دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ زمینداروں کو نقد ادائیگی سے ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے ہر چھوٹے بڑے کاشتکار سے دلی دعائیں حاصل کی ہیں۔

جناب سپیکر!یہاں میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہماری بیوروکریسی بھی حکومتوں کو گرانے کی اور خراب کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ان کے ہتھکنڈوں کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے۔باردانہ کا نہ ملنا یا نہ ہونا بھی انہی کا پیدا کیا ہوا مسئلہ تھا تاکہ third man فائدہ اٹھا سکے لیکن بروقت اور موقع پر ہی وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے اس پر قابو پا لیا۔

جناب سپیکر!گرین ٹریکٹر سکیم پر حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔اس سلسلے میں عرض ہے کہ گرین ٹریکٹروں کی تقسیم اس طرح ہونی چاہئے کہ کوئی یونین کونسل محروم نہ رہے۔

جناب سپیکر!زرعی تحقیق کے لئے بھی خصوصی اقدامات ضروری ہیں اور اس کے لئے فنڈز کو بڑھانا چاہئے۔بیج اور کھاد میں سبسڈی دی جائے اگر ہو سکے تو زمینداروں میں بیج اور کھاد کی مفت تقسیم کی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر!صوبہ پنجاب نہری نظام کے حوالے سے مشہور تھا لیکن اب head to tail پانی پہنچانا مشکل ہی نہیں ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔اب بجٹ میں دو سوڈیموں کا ذکر کیا گیا ہے یہ بہت خوش آئند ہے۔انشاء اللہ حکومت اپنی نیک نیتی سے اس فریضے کو سرانجام دے گی اور یہی نہیں بلکہ مزید

ڈیموں کی feasibility بھی بنائے گی جس سے سر سبز پنجاب تمام ملک کی خدمت کرے گا۔ اس کا چاول دنیا میں مشہور ہے تو گندم بھی export ہو گی۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ موجودہ حالات میں یہ بہترین بجٹ ہے۔ میں A.D.P کے حوالے سے یہ عرض کروں گا کہ جتنے بھی منصوبے اور ترقیاتی سکیمیں بنائی جاتی ہیں ان کی حفاظت بھی کی جائے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ جو پیسا جس کام کے لئے مختص کیا جا رہا ہے اسے صحیح وقت پر اس کام پر لگانا ضروری ہے یہ نہ ہو کہ سال کے آخر میں جا کر کام کیا جائے اور محکمے کے افسران سے ملی بھگت کر کے ٹھیکیدار اس پیسے کو ہڑپ کر جائیں۔ اس کے علاوہ جس سکیم کے لئے رقم مختص کی جاتی ہے اس سکیم کو درمیان میں نامکمل نہ چھوڑا جائے بلکہ اگر تھوڑی بہت سپلیمنٹری گرانٹ سے بھی وہ سکیم مکمل ہو سکتی ہو تو ضرور کریں۔

جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ ایک ایسی بااختیار کمیٹی کا قیام بھی ضروری ہے جو صوبے کے A.D.P کی تمام سکیموں کی نگرانی کرے اور خرابی پیدا کرنے والے افسران، اہلکاران اور ٹھیکیداروں کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی بھی کرے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں عوام کو صاف شفاف پینے کا پانی دینا ہے اس حوالے سے حکومت بہت کام کر رہی ہے اور مختلف علاقوں میں فلٹر پلانٹ بھی لگائے گئے ہیں۔ اس کا دائرہ کار وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔ اس طرح بھی ہم ایک صحت مند معاشرے کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ کے حوالے سے عرض ہے کہ بڑے شہروں میں پہلے ویگن یا منی بس جسے مزدا بھی کہتے تھے جن پر سفر کر کے لوگ صحیح وقت پر اپنی منزل پر پہنچ جایا کرتے تھے لیکن فرنچائزڈ بس سروس سے لوگوں کی مشکلات میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ پچھلی حکومت نے فرنچائزڈ بس سروس تو شروع کروا دی اور ان کے مالکان نے پہلے ویگن روٹ بھی ختم کروائے جس سے عام سواری کو انتہائی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ مقررہ تعداد میں بسوں کے مالکان نے بسیں چلائی ہی نہیں۔ لہذا میری حکومت سے اپیل ہے کہ جو عوام بسوں ویگنوں میں سفر کرتی ہے ان کے لئے بسوں کے روٹ پر مقررہ تعداد کو پورا کروایا جائے یا چھوٹی ویگن یا مزدا کو بھی اجازت دی جائے۔ یہ عوام پر احسان عظیم ہو گا۔

جناب سپیکر! میری مذہبی امور اور اوقاف کے حوالے سے حکومت کو ایک تجویز ہے کہ تمام مساجد و مدارس کے امام، خطیب، مؤذن اور اساتذہ کو ایسی ٹریننگ دی جائے کہ وہ اپنے اپنے علاقے میں یگانگت اور بھائی چارے کی فضا کو فروغ دیں جس سے ہمیں فرقہ واریت اور گروہی اختلافات کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں ایک بات ضرور کروں گا کہ بنکوں کی لوٹ مار سے پورے ملک کو بچایا جائے، یہ بہانے بہانے سے ہر شخص کو مقروض بنا رہے ہیں۔ اب تو انھوں نے سرکاری ملازمین کو بھی 20 ایڈوانس تنخواہوں کے چکر میں پھنسا دیا ہے۔ خدارا! بنکوں کے لئے وفاقی حکومت سے کوئی سفارش کی جائے کہ قوم کو مقروض نہ بنائے۔

جناب سپیکر! خوراک کے حوالے سے میری تجویز ہے کہ خوردنی اشیاء میں ملاوٹ کے خاتمے کے لئے سپیشل انتظامات کرنے چاہئیں اور ایسا کرنے والوں کو سخت سے سخت سزائیں دینی چاہئیں۔

جناب سپیکر! یہاں یہ امر بھی کہنا انتہائی ضروری ہے کہ لاہور شہر میں شام کے بعد کھانے پینے کی دکانوں، ہوٹلوں اور ریسٹورنٹ میں بھیڑ لگ جاتی ہے جس سے ٹریفک کا مسئلہ بھی بڑھتا ہے۔ ہمیں حکومتی سطح پر سادگی کی مہم اپنانے کے لئے کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ حکومت پنجاب کو مرکزی حکومت کو یہ تجویز دینی چاہئے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کی بجائے 25 ایکڑ اراضی کاشت کرنے والے زمیندار سے ٹیکس کی وصولی کی جائے اور جس طرح land holding زیادہ ہو اسی تناسب سے ٹیکس بھی زیادہ ہو۔ اس کے علاوہ زمیندار کو اشتہاری مہم سے آگاہ کیا جائے کہ ان کا ٹیکس کتنا ہے یہ نہ ہو کہ پٹواری 50 روپے کو 50 ہزار کہہ کر دس ہزار ہڑپ کرنے کے چکر میں پڑ جائے۔ آج پوری دنیا بدل رہی ہے اور انقلابی تبدیلیاں آ رہی ہیں تو پنجاب میں بھی جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہونا چاہئے اور 200 ایکڑ سے زائد رقبہ کسی کی ملکیت نہیں ہونا چاہئے۔ مرکزی حکومت سے اس امر میں پنجاب حکومت ضروری اقدامات کرنے کے لئے سفارش کرے کیونکہ پاکستان کا 80 فیصد زرعی رقبہ کی holding صرف 3 فیصد خاندانوں کے پاس ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ چودھری مونس الٰہی صاحب!

چودھری مونس الٰہی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اسلام کا آغاز اقراء سے ہوتا ہے اور قرآن پاک میں 700 سے زائد آیات میں سوچ و بچار کا حکم دیا گیا ہے۔ اسی کو مدنظر رکھ کر میں نے بھی بجٹ میں تعلیم پر غور کیا اور یہ تکلیف دہ انکشاف ہوا کہ اس بجٹ میں تعلیم کے بجٹ کے لئے 10۔ارب روپے کی کمی کر دی گئی ہے۔ اسے غفلت کہیں یا سازش کہیں، اگر یہ چاہتے تو 30۔ارب روپیہ ضلعی حکومتوں کے ذریعے استعمال کر سکتے تھے لیکن اس حکومت نے ضلعی حکومتوں کو پورا سال کوئی فنڈ نہیں دیا جس کی وجہ سے پنجاب میں enrollment میں کمی آئی اور overall literacy down ہو گئی۔

جناب سپیکر! لفظ "ظلم" کا مطلب کسی کو گولی، چاقو یا تھپڑ مارنا ہی نہیں ہوتا بلکہ ایک کرسٹل کی ashtray میں چائے پینا بھی ظلم ہے، فریج میں کپڑے رکھنا بھی ظلم ہے اور کسی کسان سے کمہار کا کام اور ترکھان سے لوہار کا کام لینا بھی ظلم ہے لیکن ظلم کی انتہا دیکھیں کہ انھوں نے بیت المال اور زکوٰۃ کے فنڈز، سستی روٹی سکیم اور فوڈ سٹیمپ سکیم میں ضائع کئے ہیں۔

جناب سپیکر! زکوٰۃ کا مطلب نشوونما ہے لیکن یہ سستی روٹی سکینڈل جسے کچھ لوگ سستی روٹی سیاست کے نام سے بھی جانتے ہیں۔ کاش! حکومت Economics کی الف ب سے واقف ہوتی تو انھیں Economics کی basic principles کا پتا ہوتا جو demand and supply ہے تو یہ سبسڈی آٹے کی بجائے گندم میں دیتے جس سے پورے پنجاب کو فائدہ ہوتا نہ کہ چند شہروں کے چند علاقوں کو فائدہ ہوتا۔

جناب سپیکر! جس دن انھوں نے یہاں بجٹ پیش کیا تو اس دن لاہور شہر کے علاقے گوالمنڈی میں گروار جن روڈ پر ایک بسم اللہ نان شاپ ہے جہاں پر روٹی 3 روپے کی بک رہی تھی اس سے آپ خود اندازہ لگائیں کہ جس صوبے کے حکمرانوں کے اپنے حلقوں میں یہ حال ہے تو پورے پنجاب کا کیا حشر ہو رہا ہو گا؟ جب یہ بجٹ اجلاس ختم ہو گا تو پھر یہ چیز ثابت ہو گی کہ یہ بجٹ ناقص اور ادھورا document ہے۔ اس میں عوام کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا بلکہ انھوں نے اپنی فضول خرچیاں اور عیاشیاں چھپانے کے لئے اسے پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ جب اس حکومت نے چارج سنبھالا تو انھوں نے کچھ وعدے کئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ ہم فضول خرچی نہیں کریں گے، انھوں نے کہا کہ ہم عیاشیاں کریں گے اور نہ کرنے دیں گے بلکہ میرے میڈیا کے بھائیوں کو یاد ہوگا کہ انھوں نے آتے ہی گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگا دیں کہ یہ سب گاڑیاں وہ ہیں جو پچھلی حکومت نے فضول خرچی میں خریدی تھیں۔ میں ان سے یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے پچھلے سال کے بجٹ میں 35 لاکھ روپے ٹرانسپورٹ میں نئی گاڑیوں کی خرید کے لئے مختص کئے تھے جبکہ انھوں نے 30 کروڑ روپیہ خرچ کیا ہے اس کی کیا مجبوری تھی، کیا اس مجبوری کا نام ٹاسک فورس تو نہیں ہے؟

جناب سپیکر! اس حکومت کے پاس ماشاء اللہ بہت قابل ایم پی ایز ہیں اور ان کے اتحادیوں کے پاس شاید اس سے بھی زیادہ قابل ایم پی ایز ہیں تو کیا ضرورت پڑی تھی کہ unelected لوگوں کو Chairperson Task Force بنایا جائے؟ انہوں نے عوام سے خوشحالی کے تحفے کا وعدہ کیا لیکن عوام کو غربت اور بھوک تحفے میں دی۔ یہ entertainment and gifts کے head میں ساڑھے تین کروڑ روپے کے بجٹ کو دس کروڑ پر لے گئے۔ ایک طرف تو یہ عوام کو بھوک اور غربت دے رہے ہیں اور دوسری طرف پھر یہ دس کروڑ روپے کے تحائف کس کے لئے ہیں؟ پچھلے سال کے بجٹ میں جہاز اور ہیلی کاپٹر کے اخراجات کی مد میں پچاس لاکھ روپے allocate کئے گئے جبکہ اڑھائی کروڑ روپے خرچ ہوئے تو یہ ہوائی دورے کہاں کے تھے؟ میرا ان سب چیزوں کی نشاندہی کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ حکمران آج تک کوئی policy, strategy یا کوئی vision نہیں دے سکے بلکہ جب یہ آئے تو انہوں نے چھوٹی چھوٹی چیزیں point out کیں جس میں exactly یہ سب چیزوں میں فیل ہوئے اور خود انہی چیزوں میں پڑے رہے۔ پچھلے سال کے بجٹ کے مطابق وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کا منظور شدہ بجٹ ساڑھے بارہ کروڑ روپے تھا لیکن انہوں نے تقریباً 27 کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ اب آپ خود بتائیں کہ جس حکومت کے چیف ایگزیکٹو کے دفتر کا یہ حال ہے کہ ان سے وہ بجٹ manage نہیں ہو رہا تو یہ پورے پنجاب کا بجٹ کیسے manage کریں گے؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، مخدوم محمد ارتضیٰ صاحب!

مخدوم محمد ارتضیٰ: جناب سپیکر! میں زیادہ ان چیزوں پر بات نہیں کرنا چاہتا جن کو already discuss کر لیا جا چکا ہے۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ گورنمنٹ کا جو vision اس بجٹ میں ہے بظاہر تو وہ اچھا لگ رہا ہے مگر distribution of resources پر ہمیں تھوڑا سا اعتراض ضرور ہے کیونکہ ان کے پاس ٹوٹل A.D.P، 175۔ارب روپے کا ہے تو اس 175۔ارب روپے میں سے انہوں نے صرف 26۔ارب روپیہ لاہور کے لئے رکھا ہوا ہے جو کہ ایسا کرنے سے باقی اضلاع کے لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہو رہا ہے۔ چودھری شیر علی صاحب نے بات کی تھی کہ Southern Punjab کو بہت کچھ ملا ہے تو بالکل ملا ہو گا لیکن South میں ابھی تک deprivation ہے۔ آپ پوٹھوہار کے علاقوں میں جائیں تو وہاں پر deprivation ہے۔ جب فنانس منسٹر صاحب بجٹ والے دن تقریر کر رہے تھے تو گورنمنٹ بنچوں سے کچھ لوگوں کی آوازیں آ رہی تھیں کہ یہ بجٹ صرف لاہور کے لئے ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کو اس چیز سے سمجھنا چاہئے کہ اس طرح کی resource distribution سے لوگ خوش نہ ہیں۔ دوسری میری request یہ ہے کہ انہوں نے بجٹ والے دن تقریر کے ساتھ ساتھ ایک separate کاغذ circulate کیا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ non development expenditures میں ہم دفاتر میں اضافی support staff کو کم کریں گے۔ منسٹرز economy class میں سفر کریں گے تو میرے خیال میں ان سب میں تو کوئی بھی خوش نہیں ہو گا۔ میں گزارش صرف یہ کرنا چاہ رہا ہوں کہ میرے ضلع رحیم یار خان سے اگر آپ لاہور کے لئے ٹکٹ بک کروائیں تو جب آپ اس کو economy plus کے اندر upgrade کرانا چاہیں تو تقریباً 1000/1200 روپے extra لگتے ہیں۔ بجٹ والے دن انہوں نے ہمیں جو documents دیئے تھے اس کے اندر S&G.A.D یا مختلف محکموں کی جو تفصیل بیان کی گئی ہے اس کو دیکھیں تو آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ انہوں نے supports staff کی بات کی تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس وقت S&GAD محکمے کے اندر دوسرے گریڈ کے چار آدمی book binders کی پوسٹ پر کام کر رہے ہیں، ایک آدمی brass polisher کی پوسٹ پر کام کر رہا ہے اور سب سے حیران کن بات یہ لگ رہی ہے کہ ایک آدمی as a gift packer کام کر رہا ہے۔ میرے خیال میں بجٹ تقریر میں فنانس منسٹر اسی support staff پر بات کر رہے تھے کہ ہمیں کم کرنا پڑے گا۔ منسٹرز بیچاروں کی ٹکٹ پر اگر آپ 1000/1200

اضافی خرچ کر دیں گے تو کچھ نہیں ہوگا۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بھی سنانا چاہوں گا کہ انہوں نے ہمیں ڈویلپمنٹ کی اتنی موٹی کتاب دی ہے اس میں جہاں جہاں ہماری سڑکیں وغیرہ درج ہیں اس کے ساتھ ساتھ جو so-called development ہوئی ہے اس حوالے سے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بحیثیت ایم پی ایز ہمیں چار کروڑ روپیہ سالانہ اپنے علاقے کی ڈویلپمنٹ کے لئے ملتا ہے جس سے ہم سڑکیں، سکول، ہسپتال یا جو بھی بنائیں۔ گزارش یہ ہے کہ اس میں addition alteration of gym in provision of other facilities in Punjab Civil Officers Mess GOR-I پچھلے سال انہوں نے تین کروڑ 63 لاکھ 90 ہزار روپے خرچ کئے، اس سال کے لئے ایک کروڑ 20 لاکھ روپے اس کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ generators of Chief Secretary block in Civil Secretariat, Lahore کے لئے پچھلے سال 11 لاکھ 8 ہزار روپے رکھے تھے اور اس سال 4 لاکھ 38 ہزار روپے رکھے ہیں۔ addition alteration of offices in Civil Secretariat, Lahore کے لئے انہوں نے پچھلے سال دو کروڑ 30 لاکھ روپے خرچ کئے ہیں اور اس سال یہ دو کروڑ 50 لاکھ روپے خرچ کرنا چاہ رہے ہیں۔ generate of water supply to G.O.R-I کے لئے انہوں نے 65 لاکھ 3 ہزار روپے پچھلے سال خرچ کئے ہیں۔ آخر پر یہ لکھا ہوا ہے کہ renovation of Chief Secretary block in Civil Secretariat, Lahore کے اندر پچھلے سال ایک کروڑ 85 لاکھ 77 ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں تو یہ کون سی developments ہیں؟ میں کہتا ہوں کہ کوئی developments نہیں ہیں۔ میں نے اس میں یہ نہیں add کیا کہ G.O.R-II, G.O.R-III، سول سیکرٹریٹ کے دفاتر یا دوسرے محکموں پر کیا کیا خرچے ہو رہے ہیں؟ Sir! I am sorry this is not development. اس کو ڈویلپمنٹ کی کتاب کے اندر شامل کرنا ہی میرے خیال میں غلطی ہے بلکہ اس کو non development یا charge expenditures میں ڈال دیتے تو بہتر تھا۔ میرا آخری point یہ ہے کہ Rs.43 billion have been allocated for the police. تقریر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر ہم ان سے امید رکھیں کہ اب دہشت گردی کے خلاف جو کارروائی ہو رہی ہے اس میں یہ دل و جان سے کام کریں گے تو ٹھیک ہوگا میں مانتا ہوں کہ اب ہمارا حق بنتا ہے مگر یہ کہنا کہ اس سے تھانہ کلچر میں کوئی تبدیلی آئے تو یہ ہمیں بالکل

نظر نہیں آتا۔ جب چودھری پرویز الٰہی وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت بھی پولیس کے لئے اضافی پیسے نئے یونیفارمز، نئے وائرلیس اور نئے ہتھیار خریدنے کے لئے دیئے گئے تھے لیکن performance zero تھی اور کوئی کارکردگی پولیس کی improve نہیں ہوئی۔ اس دفعہ تینتالیس بلین روپے پولیس والوں کو دینے سے یہ تو حوصلہ افزائی ہو جائے گی کہ یہ لڑیں گے مگر تھانہ کلچر میں ہمیں تبدیلی آتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ ان کو رسک الاؤنس دیا گیا ہے Which is equivalent to their basic pay اس سے مجھے یہی نظر آ رہا ہے کہ ایک تھانیدار جو روزانہ عوام کو لوٹتا ہے، اس سے فرق صرف یہی پڑے گا کہ وہ ذرا زیادہ خوشحال ہو کر عوام کو لوٹے گا لیکن اس سے لوٹ مار رکنے والی نہیں ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ اس چیز کو curtail کریں۔ ہم بھی MPAs ہیں تو آج کل جس طرح حالات چل رہے ہیں ایک ایم پی اے ہونا بھی کوئی خطرے سے خالی نہیں ہے لہذا میری گزارش ہے کہ ہماری بھی تنخواہ بڑھا دیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، خرم نواب صاحب!

جناب خرم نواب: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے لئے بڑے privilege کی بات ہے کہ مجھے بجٹ اجلاس میں on the floor of the House بجٹ پر اپنے چند views تمام دوستوں سے share کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ ہمارا تقریباً 423۔ارب روپے کا بجٹ اس سال ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے جس میں taxes کا کہا گیا ہے کہ Federal Divisible Pool کے تحت 321۔ارب رروپے پنجاب حکومت کو دیئے جائیں گے۔ direct Federal grant کے 11۔ارب روپے لکھے، Provincial direct tax کے 49۔ارب 70 کروڑ روپے لکھے گئے اور جو non direct tax ہے اس کے اوپر غالباً 41۔ارب روپے لکھے گئے۔ اسی ضمن میں چند گزارشات وزیر موصوف تک پہنچانے کی جسارت کروں گا جیسا کہ آپ تمام دوستوں کے علم میں ہے کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے اور میں اپنی بات کا آغاز بھی زراعت سے ہی کروں گا کہ وہ تمام چیزیں جہاں تک ہماری بیوروکریسی direct نہیں پہنچ رہی، اس ایوان کا فرض ہے کہ ہم تمام دوستوں کے توسط سے وہ ہمارے ساتھ ہمارے

علاقے کے مسائل کو share کرلے۔وزیر موصوف نے فرمایا کہ پنجاب کی 25 فیصد آبادی بارانی اضلاع سے ہے۔تقریباً 25 فیصد زمین بھی بارانی ہے اور اس میں 36 فیصد آبادی گزارہ کر رہی ہے۔

نہری علاقوں کے اپنے مسائل ہیں لیکن ہم بھی چند بنیادی مسائل سے آج تک گزر رہے ہیں۔اگر میں مشیر خزانہ کی بات کو درمیان میں نہ لاؤں تو یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہو گی کہ چار پانچ دن پہلے وہ ٹیلی ویژن پر ایک سیمینار سے خطاب کر رہے تھے اس میں کہا گیا کہ ہمارے taxation کے نظام میں چار no go areas ہیں جن میں دو بہت خوش اسلوبی سے داخل ہو گئے اور ایک زراعت اور ایک اور موضوع ہے جس میں ہم انشاء اللہ اگلے سال داخل ہوں گے۔اس اعلان کے توسط سے میں ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس ملک کی زراعت کا جو بنیادی نظام دیا گیا ہے وہ Land Revenue Act کے تحت دیا گیا اور دنیا کی ہر لغت میں revenue کا ایک ہی مطلب ہے کہ جب انگریز نے اس نظام کو جو یہاں پر پہلے سے موجود تھا کو black and white کیا تو اس کا بنیادی کام یہاں سے revenue کی collection تھا۔اس ملک میں ایک حکومت آئی اس نے اس ملک کے چھوٹے کاشتکاروں پر ایک احسان کیا کہ اس نے چند ایکڑ تک مالیہ کو معاف کر دیا۔آج بجائے اس کے کہ وہ foreign import agenda یا کوئی ایسی taxation جو امریکہ میں کامیاب نہیں ہے اس کو لا کر یہاں پر implement کرنے کی کوشش کریں میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اگر آپ نے اس ملک کے چھوٹے زمیندار سے اس کا حق واپس لینا ہے تو اس مالیہ کو آج کی ratio پر بحال کر دیں بجائے اس taxation کے جو امریکہ سے آنی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ہمارے ملک میں جو settlement ہوئی وہ بارانی علاقوں کے تمام اضلاع میں 1941 میں آخری settlement ہوئی جو انگریز کر کے گیا جہاں سے ملکیت divise ہوتی ہے میں بہت وثوق سے on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں کہ آج ہمارے ضلع و تحصیل کے تمام بارانی علاقے میں کوئی revenue record موجود نہیں ہے۔اگر کوئی چیز ہے تو وہ محض قبضہ ہے اور وہ بھی ہاؤسنگ سوسائٹیوں کی مد میں پانچ دس سال میں تمام ملکیت ختم ہوتی نظر آ رہی ہے اور ختم کر دیں گے۔اس حوالے سے اس ہاؤس میں آپ تمام دوستوں کے توسط سے کیونکہ یہ ایک آدمی کا کام نہیں ہے۔یہ ہماری

بنیادی ضرورت ہے کہ ہمارے بنیادی ریونیو ریکارڈ کو 1941 کے بعد سے آج تک settlement کیا جائے کیونکہ کسی بھی شخص کی ملکیت وضع نہیں ہے۔

جناب والا! زراعت کے حوالے سے یہاں سے ہی جو تحریک اٹھے گی وہی کامیاب ہو گی۔ لائیو سٹاک زراعت کا بہت بنیادی شعبہ ہے۔ ہم اس چیز سے آگے نہیں چل رہے کہ اربوں روپیہ ہر سال ریسرچ پر بھی خرچ ہو رہا ہے، ہر سال بجٹ allocate کیا جاتا ہے۔ سرکار کہتی ہے کہ ہم نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے، ہم یہاں پر کھڑے ہو کر تنقید کرتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا حق ہے لیکن چونکہ یہ cyclostyle قسم کی چیزیں ہوتی ہیں اور جو بنیادی معاشرتی مسائل ہیں ان کی عکاسی نہیں کی جارہی ہوتی اس لئے اتنے flaws رہ جاتے ہیں۔ اس میں بنیادی تشخیص پر ہمارے پاس پنجاب میں 27 کے قریب نسلیں ہیں مگر جن کی افزائش ہو رہی ہے اور نہ ہی ان کو Patronize کیا جارہا ہے۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے مویشیوں کی افزائش کے جو بنیادی مسائل ہیں ان کے لئے بھی کوئی فارمولا دیں اور منصوبہ دیں۔

جناب سپیکر! اس حکومت کو آئے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو گیا ہے، یہاں پر ہم تنقید کے لئے بھی کھڑے ہوئے۔ فوڈ سٹیمپ پروگرام کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اگر غریب تک صحیح معنوں میں پیسا پہنچتا تو پھر یہ بہت اچھی سکیم تھی لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ مجھے اس ایوان میں بتانا پڑ رہا ہے کہ وہ پیسا پتا نہیں کس کی جیب میں گیا لیکن دس فیصد سے زیادہ غریب کی جیب میں نہیں گیا۔ یہ حکومت کی بہت بڑی ناکامی تھی کہ حکومت کا بنیادی کام اس پیسے کو organize کرنا تھا کہ اس کی distribution حقدار تک پہنچے اگر یہ پیسا حقدار تک پہنچتا تو یقیناً یہ بہت بڑا کام تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ایک بات جس کی تعریف on the floor of the House میرے لئے واجب ہے اور کرنی بھی بہت ضروری ہے وہ گندم کی قیمت تھی جو وفاقی حکومت نے 950 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت نے اس ملک کے زمیندار پر بہت بڑا احسان کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پنجاب حکومت سے یہ اپیل کرنا چاہتا ہوں کہ اگر پنجاب کے زمیندار کو بچانا ہے تو اور کچھ کریں یا نہ کریں، اس کو کوئی سبسڈی یا مراعات دیں یا نہ دیں لیکن اس کو فصل کی بین الاقوامی قیمت تو ضرور دو کیونکہ

یہاں پر مراعات پچھلے ساٹھ پینسٹھ سالوں میں صرف شہروں تک محدود کر دی گئی ہیں تاکہ اس کے ثمرات اس دیہی آبادی تک بھی پہنچ سکیں کہ وہ اپنی جنس کی صحیح قیمت وصول کر کے خوشحالی حاصل کرے۔

جناب سپیکر! یہاں پر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے ایک ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ ہمارا ملک بہت بڑی بے چینی کی لہر سے گزر رہا ہے اور اگر اس کا بنیادی تجزیہ کیا جائے تو ہم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے کہ جس کا ان حالات کو یہاں تک لانے میں کوئی نہ کوئی کردار نہ ہو۔ ہم لاء اینڈ آرڈر کے ضمن میں حکومت کو اپنی ہر چیز پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حکومت کے فرائض میں یہ چیز شامل ہے کہ جیسے اس کو promote کیا گیا ہے اور کرایا گیا ہے اس کو کچلنے کے لئے بھی ایسے ہی element کو استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں ایک بات کر کے آپ سے اجازت کا طلبگار ہوں گا کہ ہماری جماعت اور انفرادی طور پر ہم اپنی سیاسی زندگی کے مشکل ترین دور سے گزر رہے ہیں۔ ہمارے کچھ بے ضمیر ساتھی اِدھر سے اُٹھ کر ادھر چلے گئے لیکن ایک جمہوری آدمی ہونے کی حیثیت سے ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ یہ جو ہم دس بارہ بچے ہیں اس سسٹم کی بحالی کے لئے ان کا ہونا بھی بہت ضروری ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جمہوریت کے اندر ایک بنیادی چیز جو پوری دنیا میں establish ہے وہ صرف tolerance ہے۔ اگر ہم ادھر کے حوالے سے غور کریں تو وہ بھی حق پر ہیں اور ہماری آنکھ سے بھی دیکھیں کہ کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر ہمارے اس حق کو تسلیم کر لیا جائے کہ تم بھی یہاں بیٹھ سکتے ہو تو بہت سے معاملات اسی بے چینی کی طرف جہاں پہلے گئے تھے ان کی طرف جانے سے شاید ہم رک جائیں اور اس ملک کے سولہ سترہ کروڑ عوام کی زندگی فلاح پا سکے۔ مہربانی (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ چودھری جاوید احمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد محسن خان لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری:

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم ۔ اما بعد ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سبح للہ مافی السموات و ما فی الارض وھو العزیز الحکیم ۔ یایھاالذین آمنوا لم تقولون مالاتفعلون کبر مقتا عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلونo

اللہ کی تسبیح کی ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے اور وہ غالب اور حکیم ہے۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم کیوں وہ بات کرتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم کہو وہ بات جو کرتے نہیں۔

جناب والا! قرآن پاک کی اس آیت کے بعد میں وزیر خزانہ صاحب کی پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں سے کچھ چیزیں آپ کے سامنے گوش گزار کروں گا اور اس معیار پر اس کو پرکھ کر ہمارے سارے بھائی اور میڈیا کہ کیا ہم نے اپنی زبان، اپنے قول کو پورا کیا ہے یا نہیں کیا؟

صفحہ نمبر 7 میں کہا گیا تھا کہ عوام کو تحفظ دینے کے لئے price control board بنائے جائیں گے مگر یہ مجھے نظر نہیں آئے۔ایسے غریب جن کا پبلک سیکٹر کے مالی اداروں مثلاً زرعی ترقیاتی بنک، ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے قرضے ہیں ان کے قرضے حکومت خود ادا کرے گی میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ مفلس اور نادار لوگوں کے لئے کوئی چھت نہیں تو اس کے لئے ایک ارب روپے کی تجویز تھی کہ ان کو گھر بنا کر دیئے جائیں گے۔اس سے آگے چلیں تو آپ نے لکھا تھا کہ وہ کاشتکار جن کی زرعی زمین چار ایکڑ تک ہے ان کو ساڑھے بارہ ایکڑ تک فی کاشت کار زمین لیز پر دی جائے گی جس سے ساٹھ ہزار ایکڑ زمین لیز پر دے کر سبزیاں پیدا کی جائیں گی۔ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں آئی، شاید میں بھول رہا ہوں۔ اپنی قابلیت کی بنیاد پر داخلہ لینے کے لئے پروفیشنل کالج کے متحمل نہ ہونے والے نوجوانوں کے لئے 20 کروڑ روپے رکھے جائیں گے جو کہ بہت اچھے اقدام تھے۔ اساتذہ کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے performance based incentive رکھا جائے گا جس کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے تھے۔اس کا میرے علم میں نہیں ہے کہ کیا ہوا۔ 144 سکولوں کو centres of excellence بنایا جائے گا جن پر 3۔ارب 63 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ وزیر خزانہ صاحب اس کی نشاندہی کر دیں تو میں ان کا ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح تقریباً 72 سکول یعنی پچھلے سال کی بات تھی کہ امسال 72 سکولوں میں 11 ہزار کے قریب یتیم اور بے سہارا بچوں اور بچیوں کے لئے تعلیم کے ساتھ ساتھ رہائشی سہولتیں بھی فراہم کی جائیں گی۔اس پر عملدرآمد کے بارے میں میرے علم میں کوئی نہیں کہ کہیں کچھ ہوا ہے؟ غریب طالب علموں کے لئے اعلیٰ درجے کی ائیر کنڈیشنڈ بسیں شروع کی جارہی ہیں۔ان سکول بسوں میں سکیورٹی گارڈ کی سہولت بھی فراہم کی جائے گی اور یہ بے پرواہ ایک آرام دہ وسیلہ سفر کے لئے سکول پہنچا کریں گے۔ یہ بس سروس پنجاب کے سات بڑے شہروں یعنی لاہور، ملتان، راولپنڈی، فیصل آباد، گوجرانوالہ، بہاول پور اور ڈیرہ غازی خان میں شروع کی جائے گی۔ باقی اضلاع کا تو مجھے پتا نہیں، ڈیرہ غازی خان میں مجھے یہ کہیں نظر نہیں آئیں۔

پنجاب کے چھ بڑے شہروں یعنی لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، راولپنڈی اور بہاول پور میں رہائش پذیر کم آمدنی کے لوگوں کے لئے ایک ارب روپے کی سبسڈی کے ساتھ ائیر کنڈیشنڈ بسیں چلانے کی commitment کی گئی تھی جو کہ مجھے کہیں بھی نظر نہیں آئیں۔ بجلی کی قلت کو دور کرنے کے لئے پنجاب میں 350 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے اور اندھیروں میں کمی لائیں گے۔ایک کلوواٹ تو کیا ایک واٹ کی پیداوار بھی مجھے مہربانی کر کے بتادیں کہ اس کے لئے کچھ کیا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

امن وامان قائم کرنے کے لئے پولیس اہم کردار ادا کرتی ہے اور ان کے لئے performance based incentive کی سکیم قائم کی جارہی ہے اور کرپٹ افسروں کو نکالنے کے لئے قانون بنایا جائے گا۔ تو اس performance based incentive programme سے کوئی فرق ہمیں نظر آیا ہے اور نہ ہی اس اسمبلی میں کوئی قانون آیا اور اگر کسی ٹاسک فورس نے کوئی قانون بنادیا ہے تو اس کا مجھے علم نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کہاں کہاں چلیں۔ ہم نے ایک صاف ستھری اور فعال انتظامیہ صوبے کو بنانے کی بات کی ہے، ایڈمنسٹریشن کی بہتری کی بات کی جارہی ہے۔ transfers and postings کا جو سلسلہ پورے صوبے کے اندر جاری ہے، مجھے باقی علاقوں کا تو پتا نہیں لیکن میرے ضلع ڈیرہ غازی خان میں پچھلے ایک سال کے اندر پانچ ڈی سی او حضرات تبدیل ہوئے ہیں کیونکہ وہ صاحب اقتدار لوگوں کے ساتھ چل نہیں سکتے تھے۔ ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا، تیسرے کے بعد چوتھا اور

چوتھے کے بعد پانچواں ڈی سی او آیا۔ میرے ضلع کے اندر اکثر افسران کی سیٹیں خالی ہیں۔ ڈی اوز نہیں ہیں، ای ڈی اوز نہیں ہیں، ڈی ڈی اوز نہیں ہیں کیونکہ لوگ وہاں آنا نہیں چاہتے اور ان کا کام کرنا وہاں پر مشکل ہے۔

نئی سرکاری گاڑیوں کی خریداری کے لئے مکمل پابندی لگا دی گئی ہے This is last year میری اطلاع کے مطابق ابھی مئی کے مہینے میں ہی 150 گاڑیاں نئی خریدی گئی ہیں۔ مہربانی کر کے آپ بھی اس کو چیک کر لیں۔ یہ کیا commitments کی گئی ہیں؟ ایک صوبائی reorganization کمیٹی قائم کی جا رہی ہے جو حکومت کے غیر ضروری اخراجات کی کارکردگی کا جائزہ لے گی۔ جناب! یہ چیزیں کہاں ہوئی ہیں؟ سرکاری سکولوں میں عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لئے ماڈل سکول قائم کئے جائیں گے۔۔۔

چودھری عبداللہ یوسف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری عبداللہ یوسف: موجودہ حکومت نے جو commitments کی تھیں اس میں سے تو کچھ نہیں ہوا لیکن میں کہتا ہوں کہ لوٹوں کی بہتات ہو گئی ہے اور بہت لوٹے بنائے گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر اس طرح cross talking کرتے رہے تو پھر ٹائم کم رہ جائے گا۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پچھلے سال کے مالی بجٹ کے 4574 سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری سکولوں کو جدید کمپیوٹر لیبارٹری سے آراستہ کیا جائے گا جس پر تقریباً 5۔ارب روپے خرچ ہوں گے۔ ہمارے ہاں تو کوئی کمپیوٹر لیب نہیں بنی۔ تعلیمی ماحول کی بہتری کے لئے سرکاری سکولوں میں اصلاحات کے پروگرام کے تحت 2۔ارب 50 کروڑ روپے ضروریات کی بنیاد پر upgradation کی جائے گی جس پر ایک ارب روپے خرچ کیا جائے گا۔ سپیشل بچوں کے لئے بین الاقوامی معیار کا معذوری سنٹر قائم کیا جا رہا ہے جس کے لئے ایک ارب روپے رکھا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ اور حکومت پنجاب نے ہیلتھ انشورنس رائج کرنے کے لئے بات کی لیکن مجھے تو کہیں نظر نہیں آ رہی۔

جیل خانہ جات میں ایک جامع اصلاحی پروگرام شروع کیا جارہا ہے جس پر 80 کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔وزیر جیل خانہ جات ابھی بیٹھے نہیں ہیں، وہ ہمیں بتائیں کہ کیا اصلاحات کی ہیں؟ missing facility سبزیوں کی پیداوار کو محفوظ کرنے کے لئے کولڈ سٹوریج کا ذکر ہے۔ چھوٹی صنعتوں کے فروغ کے لئے نئی مائیکرو فنانس سکیمیں بہت اچھی باتیں ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ایک لسٹ ہے جو چلی جائے گی لیکن میری پھر سے گزارش ہے کہ میں اپنے گھر کی بات کروں گا کہ ہمارے راجن پور اور ڈی جی خان کے قبائلی علاقوں کے لئے 3۔ارب روپے کا اعلان کیا گیا۔ پچھلے سال ہم بائیکاٹ کر رہے تھے اور اگر میں ہوتا تو وزیر اعلیٰ صاحب کو سلام پیش کرتا لیکن وہ 3۔ارب روپے کہاں ہیں، خدارا! کوئی مجھے بتائے کہ وہ 3۔ارب روپے کہاں ہیں؟ کہیں نہیں ہیں۔ایمرجنسی سروس کو پنجاب کے تمام اضلاع میں متعارف کرایا جائے گا اور اس پر اگلے سال اڑھائی ارب روپے خرچ کرنے تھے۔سال گزر چکا ہے۔ پچھلی حکومت نے (ون ون ٹوٹو)1122 کی سروس شروع کی تھی اور آج جہاں کہیں بھی کوئی حادثہ پیش آتا ہے اور جہاں بھی کوئی مشکل پیش آتی ہے تو یہ سب سے پہلے یہ سروس نظر آتی ہے۔ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ تو پچھلے سال کے بجٹ کی باتیں ہو گئیں۔اب بجٹ ہے کیا چیز؟ بجٹ وہ ہے کہ ہم نے آمدنی کہاں سے حاصل کرنی ہے اور اسے کہاں پر خرچ کرنا ہے؟ حکومت اپنی ترجیحات بتاتی ہے کہ یہ ہمارے لئے اہم چیزیں ہیں اور ہم ان پر اپنا خرچہ کریں گے۔ Putting your money where your mouth is but then to have money to begin in with پہلے پیسے ہوں گے تو پھر آگے چلیں گے۔اسی بجٹ میں بڑے پرزور طریقے سے کہا گیا ہے کہ یہ ایک ٹیکس فری بجٹ ہے جس کے اندر کوئی نیا ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ پچھلے سال کی ہمارے بجٹ کی annual statement میں سے میں کچھ نمبر quote کرتا ہوں لیکن ٹائم لگے گا اس لئے میں معذرت کرتا ہوں۔

پچھلے سال آپ کا Provincial Revenue ٹیکس 28141 thousand million ہے اس سال 49 thousand 647 billion کی ہم بات کر رہے ہیں۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ ہم اسے کس طرح بڑھا رہے ہیں؟ direct taxes پچھلے سال، کہتے ہیں کہ ٹیکس نہیں لگایا اور یہی کہا جارہا

ہے۔ پچھلے سال million 600 زراعت پر ٹیکس آیا ہے اور اس سال ان کا ارادہ ہے 1100 ملین agriculture tax کا ہے جو کہ تقریباً دُگنا ہے۔ 600 ملین سے بڑھا کر 1100 ملین ہم کر رہے ہیں۔ یہ کیسا ٹیکس فری بجٹ ہے۔ پچھلے سال پراپرٹی ٹیکس 5000 ملین تھا اور اس سال 10450 ملین ہو گا جو دُگنے سے بھی زیادہ ہے۔ indirect taxes پچھلے سال 15160 اور امسال 28850 جو کہ تقریباً دُگنا ہے۔ کون سے اور کس حساب سے ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ ٹیکس فری بجٹ ہے۔ یہ آپ کی اپنی دی ہوئی ایک کتاب میں سے نمبر quote کر رہا ہوں۔ مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ ہم کس طرح ٹیکس فری بجٹ کہتے ہیں۔

جناب سپیکر! fee for registering of documents پچھلے سال 2183 اور اگلے سال کے لئے 3776 کیا یہ بڑھائے نہیں ہیں؟ یہ ٹیکس کہاں سے آئیں گے؟ میں نے بہت ساری چیزیں mark کی ہوئی ہیں۔ copying and instructions of fee of patwaries record پچھلے سال 3952 اور اس سال 4852 ہے۔ پچھلے سال copying for the preparation of use گرداوری کے لئے million 37 اس سال million 65 یہ بھی دُگنا ہے۔ موٹر وہیکل ٹیکس پچھلے سال 1400 ملین اور اس سال 2600 ملین ہے۔ پچھلے سال receipts from provision 2500 اور اس سال 4000 کر دیا گیا۔ entertainment tax motor vehicle کرکٹ ٹیم والوں کا اللہ بھلا کرے کہ انہوں نے ہمیں خوشی دی اور اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے تو پچھلے سال اس مد میں 15 ملین اور اس سال 77 ملین، 15 سے 20 ہوتا، 25 ہوتا لیکن یہ تو 77 ملین کر دیا گیا۔ entertainment پر بھی ٹیکسیشن بڑھ رہی ہے۔ یہ ٹیکس فری کب ہے؟ Sales of stamp duty پچھلے سال کی ڈیوٹی 6400 تھی اور اگلے سال 11000 ہے۔ میں نے بہت ساری چیزیں اس میں mark کی ہیں۔ میں جس چیز کو ہاتھ لگاتا ہوں وہ میرے سامنے آتی ہے۔ cotton fee پچھلے سال 420 ملین اور امسال 748 ملین ہے۔ یہ taxes نہیں ہیں تو پھر کیا ہیں؟

جناب سپیکر! Tolls on roads and bridges مطلب یہ کہ ہم یہ ٹیکس دیتے ہیں پچھلے سال 500 بلین اور اس سال 1100 ملین۔ کیا یہ taxes کے rate دُگنا کئے جا رہے ہیں؟ یہ کیسا

non tax free budget ہے مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ میں کس کس چیز کی بات کروں؟ میرا خیال ہے کہ taxes کی باتیں بہت ہو گئیں۔

جناب سپیکر! اب expenses پر آتے ہیں۔ بجٹ کا ایک حصہ یہ ہوتا ہے کہ یہ ہماری آمدنی ہے اور اسے ہم یہاں خرچ کریں گے۔ اس میں پچھلے سال کا دیکھیں تو پنجاب اسمبلی زندہ باد کہ سب سے اچھا کام اس نے کیا۔ پچھلے سال اسے 333 ملین ملے اور ہم نے اپنے بجٹ کے اندر 335 ملین کے اندر اجلاس بلائے۔ جب اجلاس ہی نہیں بلائے جاتے تو خرچہ کہاں سے ہو گا؟ میرے خیال میں شاید اس وجہ سے اجلاس سے avoid کیا جاتا ہے۔ Law and Parliamentary Affairs Department کو پچھلے سال 33 ملین ملے اور انہوں نے 97 ملین خرچ کیا۔ میں پوچھنا چاہوں گا کہ Law and Parliamentary Affairs Department والوں نے کیا کیا ہے؟ یہاں پر قانون سازی تو ہوئی نہیں ہے۔ جب قانون سازی تو اس اسمبلی میں ہوئی نہیں ہے تو یہ general اسمبلی کے اخراجات میں سے Law and Parliamentary Affairs کا کہاں سے آ گیا؟

جناب والا! میں آپ کو ایک بڑے مزے کی بات بتاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کو پچھلے سال 452 ملین دیئے گئے تھے اور انہوں نے 509 ملین خرچ کئے austerity drive پر بہت بڑی بات کی گئی تھی کہ خرچے کم کئے جائیں گے اور عیاشیاں نہیں کی جائیں گی۔ میرے منسٹر صاحبان میرے بھائی ابھی بہت کم ہیں ابھی اور بنیں گے تو یہ پورا ہو گا۔ 222 ملین ان کے لئے رکھا تھا لیکن میرے ان اچھے بھائیوں نے صرف 97 ملین میں گزارا کر لیا۔ اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔ VIP flight maintenance پر 47 ملین اور دوسری جگہ 84 ملین یعنی اس کو دو جگہ پر تقسیم کر دیا گیا۔ بہت ضروری باتیں ہیں، میں ابھی بھی چپ کر کے بیٹھ جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ سب کے لئے بات ہے۔ آپ صرف ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! صرف ایک منٹ میں ہی wind up کرتا ہوں۔ اب میری صرف گزارشات ہیں۔ میری وزیر خزانہ صاحب سے گزارش ہے کہ ہمارے چیف منسٹر نے کوئٹہ میں ایک کارڈیالوجی انسٹیٹیوٹ کی commitment کی ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ ہمارا پورا ہاؤس اس میں involve ہوتا اور ہم بلوچستان کے بھائیوں کو یہ message دیتے کہ ہم سب نے مل کر تمہارے

لئے یہ فیصلہ کیا ہے نہ کہ صرف ایک آدمی نے۔ جناب! جمہوریت کی خوبی تو یہی ہے کہ سب کو ساتھ لے کر چلنا پڑتا ہے۔ ہم میں سے کوئی بھی "ناں" نہ کہتا اگر اس ہاؤس سے پوچھ لیا جاتا۔ اگر ہمارے سامنے یہ بات پیش ہوتی تو ہم اس کو بخوشی کرتے۔ مجھے اس کے لئے کہیں بھی پیسے allocate ہوئے نظر نہیں آئے میری گزارش ہے کہ اس کے لئے وہ پیسے allocate کروا دیئے جائیں۔ دوسری میری ایک اور گزارش ہے اور وہ بھی میرے اپنے گھر کی بات ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے میڈیکل کالج کا اعلان کافی دفعہ ہو چکا ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے بھی کیا تھا، پچھلے سال بھی ہوا تھا اور اس سال میں نے دیکھا کہ بجٹ میں بھی اس کی speech ہے۔ وہ پراجیکٹ 2 ہزار ملین کا ہے اور اس کے لئے صرف 25 ملین رکھے گئے ہیں۔ اس رفتار سے تو وہ سو سال میں جا کر بنے گا۔ براہ مہربانی اس کے لئے بھی بجٹ میں allocation بڑھا دیں۔ میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے اندر فورٹ منرو ایک hill station ہے جس کا great potential ہے۔ سردار ذوالفقار خان کھوسہ صاحب بھی میری اس بات کی تائید کریں گے کیونکہ وہ بھی اپنی گرمیاں وہاں پر گزارنے کے لئے بچپن سے آ رہے ہیں۔ مری پر جو بوجھ ہے وہ ہلکا ہو گا اور جنوبی پنجاب کے لوگ جو گرمیوں میں ان کے ہاں زیادہ گرمی ہوتی ہے۔ آپ کو وہاں ملتان، بہاولپور اور وہاڑی کے لوگ ہی زیادہ تر ملیں گے۔ ان لوگوں کو اپنے ہی علاقے کے اندر ایک صحت افزا مقام مل جائے گا میری گزارش یہ ہے کہ اس کی development کے لئے بھی کچھ کیا جائے۔ میں تو پچھلے پانچ سال بھی یہی کچھ کہتا رہا ہوں اور ابھی بھی یہی کہوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ لغاری صاحب!۔۔۔ (قطع کلامی) sorry سب کے لئے ایک جتنا ہی ٹائم ہے۔ جی، ڈاکٹر طاہر علی جاوید صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہاں پر میرے قابل احترام بھائی نے ڈیرہ غازی خان کے حوالے سے بھی ذکر کیا اور وزراء کے حوالے سے بھی ذکر کیا۔ یہ 13 وزراء تو ان سے سنبھالے نہیں جا رہے ہیں اگر بڑھ گئے تو پتا نہیں ان کے ساتھ کیا ہو گا؟

جہاں تک ہماری عیش و عشرت کی بات ہے تو جو ہم عیش و عشرت کر رہے ہیں اس کا اگر آپ موازنہ پچھلی حکومت کے ساتھ کر لیں تو میرے خیال میں آج کے وزیر اعلیٰ کا جو بجٹ ہے وہ پچھلی حکومت کے وزراء کے جو بجٹ ہوا کرتے تھے۔ ان سے بہت کم ہے۔ ان کو پہلے اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے پھر ہم پر بات کرنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں یہ میرا right ہے اسے مجھے ہی استعمال کرنے دیں۔ سردار صاحب! صرف ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میڈیکل کالج کی بات ہوئی کہ پرویز مشرف نے ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج کا اعلان کیا تھا تو جب انہوں نے میڈیکل کالج کا اعلان کیا تھا تب ان کو سات سال ملے تھے اور سات سال میں اگر وہ میڈیکل کالج نہیں بنا سکے تو ہم انشاء اللہ اپنے اس دور حکومت میں ان کو ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج بنا کر دکھائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پرویز مشرف نے یہ اعلان آخری سال میں کیا تھا جس کے بعد ہمارا کوئی بجٹ نہیں آیا۔ اگر آپ اس روایت کو جنم دیں گے کہ ایک speech کے بعد دوسرا کھڑا ہو کر اس کا جواب دے گا تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: لغاری صاحب! میں نے کسی کو موقع نہیں دیا اور میری معزز ممبران سے گزارش ہے کہ جو تقاریر ہیں ان پر ہی concentrate کیا جائے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لوٹا

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، No cross talk. This is very bad یہاں پر موقع دیا جا رہا ہے جب آپ لوگ بولتے ہیں تو اس وقت میں کسی کو نہیں بولنے دیتا this is very wrong جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! میں اس کا جواب ابھی نہیں دوں گا۔ میں سب سے پہلے 16- جون کو جناب تنویر اشرف کائرہ نے جو budget speech کی تھی اس پر ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں

اس ایوان کے قائد اور پنجاب کے وزیراعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں محمد نواز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس ٹیم اور کابینہ کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے محنت کر کے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں اس برے حالات کے باوجود ایک متوازی بجٹ پیش کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، This is very wrong آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: جناب سپیکر! جس طرح کے حالات تھے، جس طرح کا لاء اینڈ آرڈر تھا اور جس طرح کی معیشت تھی اس لحاظ سے یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ محسن لغاری صاحب نے بڑی اچھی تقریر کی ہے انہوں نے کہا تھا کہ بجٹ بنیادی طور پر کیا ہے؟ بجٹ ایک assessment ہے آپ کے وسائل اور اخراجات کا۔ یہ ایک intellective exercise ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں یہ exercise کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ میں اس حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس لئے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ بہت آسان ہوتا ہے کہ اخراجات بڑھا کر اس کا بوجھ عوام پر ڈال دیا جائے۔ یہ حقیقتاً ایک transparent government کی نشانی ہے کہ عوام پر مزید ٹیکس نہ لگایا جائے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹیکس فری pro poor بجٹ ہے۔ میں اس کی چند ایک نشانیاں بھی پیش کروں گا۔ آج I.D.Ps کا issue ہے جس پر حکومت پنجاب نے دس کروڑ روپیہ رکھا اور آج بھی 40 میڈیکل ٹیمیں کام کر رہی ہیں۔ گرین ٹریکٹر سکیم نہایت ہی pro poor سکیم تھی جس کے لئے دس ہزار ٹریکٹرز عوام کو مہیا کئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب حکومت کی یہ کامیابی تھی کہ آج ہمارا سب سے غریب طبقہ جو کسان طبقہ ہے ان کے لئے مراعات دی گئیں، ان کے لئے سہولیات میسر کی گئیں اور پھر باری تعالیٰ نے بھی ہمیں اچھا موسم دیا، بارش ہوئی اور ایک bumper crops کی صورت میں گندم کاشت ہوئی۔ میں Federal Government اور Provincial Government کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو قیمت لگائی گئی اسی کے تحت گندم خریدی گئی۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک ایک دانہ خریدا گیا middle man اور commission mafia کو ہمیشہ کے لئے پنجاب سے ختم کر دیا گیا۔

یہاں پر وزراء پر تنقید کی گئی کہ انہوں نے وہ بجٹ استعمال نہیں کیا۔ austerity کا جو plan ہے کہ office smart اور departments کم کئے جائیں شاید اس کا اثر کروڑوں یا اربوں روپوں پر نہ ہو لیکن یہ ایک سوچ کی عکاسی کرتا ہے ہمیں اس سوچ کو appreciate کرنا چاہئے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ میرے منسٹرز first class travel نہیں کریں گے وہ economy class travel کریں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کہتے ہیں کہ وہ سہولیات جو ہماری عوام کو نہیں ملتیں وہ ہم خود عملی طور پر face کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے تو وہ چیز منسٹر۔۔۔

معزز اراکین حزب اختلاف: استغفار، استغفار۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ویسے This is very bad مجھے بڑا افسوس ہو رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ spirit نہیں ہے اس ہاؤس کو چلانے کی۔ اگر آپ کا کوئی اعتراض ہے تو آپ لوگ اپنی تقاریر میں یہ بات لے کر آئیں۔ اس طرح بالکل یہ ہاؤس نہیں چلے گا۔ جی۔

ڈاکٹر طاہر علی جاوید: میں سمجھتا ہوں کہ ایک چھوٹی سی جو چیز روایت بنی ہوئی تھی کہ جتنے functions ہیں وہ بڑے بڑے فائیو سٹار ہوٹلوں میں کئے جاتے تھے تو وزیر اعلیٰ پنجاب نے اور اس گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ یہ ہوٹلوں میں نہیں کئے جائیں گے۔ یہ صرف، again یہ گنتی کی بات نہیں ہے کہ کروڑ روپیہ بچ گیا، یہ دس کروڑ روپیہ بچا، یہ اس جذبہ کی عکاسی کرتا ہے کہ پنجاب کے لئے کس شخص کے دل میں درد ہے تو میں میاں محمد شہباز شریف کو اور فنانس منسٹر کو دوبارہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں صرف دو گزارشات ضرور کروں گا، فنانس منسٹر صاحب kindly وہ نوٹ کر لیں کہ اس بجٹ میں آپ نے چار میڈیکل کالجوں کا اعلان کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھی بات ہے لیکن جو پوسٹ گریجویٹ ٹریننگ کالج ہے، کالج آف فزیشن سرجن، پاکستان میں تقریباً 80/85 فیصد جتنے میڈیکل گریجویٹس ہیں وہ ٹریننگ وہاں پر لے رہے ہیں، آرمی میں بھی اور پنجاب میں جو سپیشلسٹ ہیں وہ کالج آف فزیشن سرجن پاکستان کے ٹرینی ہیں اور اس وقت بھی تقریباً پندرہ ہزار

سٹوڈنٹس وہاں پڑھ رہے ہیں، وہاں ورکشاپس ہوتی ہیں اور وہ تقریباً اکتیس ہزار روپیہ ایک پوسٹ گریجویٹ سٹوڈنٹ کو پڑتا ہے تو اس میں بھی اگر کچھ رقم جیسے آپ نے انڈر گریجویٹ پروگرام کے لئے رکھی ہے تو کالج آف فزیشن سرجنز کے لئے بھی میری درخواست ہے کہ کچھ رقم رکھی جائے کیونکہ یہی سٹوڈنٹس ہیں جو ہسپتالوں میں سروس کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کے ممبران کا حق ہے کہ جو areas جہاں پر وہ contribute کر سکتے ہیں وہ contribute کریں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن انشاء اللہ تعالیٰ جب اس بجٹ کو ٹاسک کیا جائے گا یہ مہینہ یاد رکھا جائے گا اور پنجاب کی گورنمنٹ یہ ثابت کرے گی کہ واقعی poverty reduction اور pro poor policy ہی میاں محمد شہباز شریف کا شیوہ ہے، بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ سردار محمد ایوب خان گادھی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد معین وٹو صاحب!

جناب محمد معین وٹو: جناب سپیکر! شکریہ۔ کس کا دل نہیں چاہتا کہ اس کا ملک ایک آئیڈیل سٹیٹ ہو اور کس کا دل نہیں چاہتا کہ اس کا صوبہ ایک تصوراتی اور تخیلاتی صوبہ ہو اور کون نہیں چاہتا کہ اس کا بجٹ اس کے خوابوں کی تعبیر ہو مگر میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں سالانہ بجٹ کی بحث میں حصہ لیتے ہوئے اور اس کا تجزیہ کرتے ہوئے سیاق و سباق اور حالات و واقعات کے تناظر میں اس کا جائزہ لینا چاہئے کہ جب ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہو، جب پورا ملک اور صوبہ دہشت گردی کی لپیٹ میں ہو، جب پورے ملک میں بجلی کا بحران ہو، جب پورے ملک میں نہروں میں پانی کی کمی ہو اور شہریوں کو عدم تحفظ ہو اور پورے ملک میں ایک معاشی جمود طاری ہو اور لوگوں کو احساس تحفظ نہ ہو تو پھر یقیناً ترقیاتی عمل رک جاتا ہے مگر ان حالات میں موجود حکومت نے جو وسائل اور مسائل کے حل کے لئے بجٹ ترتیب دیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں جبکہ ہمیں اپنے ان حالات میں وسائل میں بھی اضافہ درکار ہو اور مشکلات بھی دن بدن زیادہ ہوں تو ایسی صورت میں جو بجٹ تیار کرنا ہے وہ انتہائی مشکل اور کٹھن کام ہے مگر میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ، پنجاب کے وزیر اعلیٰ، پنجاب کے خادم اعلیٰ اور ولولہ انگیز قیادت میاں محمد شہباز شریف کی گائیڈ لائن میں اور ان کی رہنمائی میں انھوں نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں یہ ایک نہ صرف موزوں اور متوازن بجٹ ہے بلکہ میرے

خیال میں یہ اندھیرے میں روشنی کی ایک شمع جلائی گئی ہے کہ جس سے ایک جوش اور جذبہ پیدا کیا گیا ہے اور کسی بھی بجٹ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اگر وسائل کے اضافے کے لئے ٹیکسیشن کی جائے تو اس سے عام آدمی پر اس کا بوجھ نہ بڑھے اور عام آدمی کو اس سے فائدہ زیادہ ہو۔ یہ واحد بجٹ ہے کہ جس کی ٹیکسیشن سے وسائل میں اضافہ تو کیا گیا ہے مگر عام آدمی پر براہ راست اس ٹیکس کا کوئی بوجھ نہیں ہے۔ عام آدمی کو اس بجٹ میں سب سے زیادہ فائدہ یہ دیا گیا ہے کہ جو سب سے کم آمدنی والا طبقہ ہے، جو ہمارے صوبہ کا سب سے بڑا طبقہ ہے وہ غریب آدمی ہے، کم آمدنی والا طبقہ ہے اور جن کی بنیادی ضرورت دو وقت کی روٹی ہے اسی لئے ہمارے وزیر اعلیٰ نے، خادم اعلیٰ نے اس مد میں جو رقوم فراہم کی ہیں وہ دو روپے کی روٹی کی فراہمی ہے، اگر اس کی صحیح لاگت کا بھی اندازہ کیا جائے تو اس کی اصلی لاگت سے بھی کم قیمت پر بھی اگر غریب آدمی کو روٹی دو وقت کی فراہم کی جا رہی ہے تو یہ اس وقت کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

پھر غریب آدمی کو صرف دو روپے کی روٹی کی فراہمی کے سلسلے میں اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی بلکہ اس کی کمر سے مہنگائی کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ایک ہزار روپیہ فوڈ سپورٹ سکیم کے تحت اسے مہیا کیا جا رہا ہے۔ غریب آدمی کو گھر دینے کے لئے ایک سکیم تجویز کی گئی ہے۔ دیہات سے تعلق رکھنے والے غریب طبقہ کے لئے پانچ مرلہ سکیم کا دوبارہ اجراء کیا گیا ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت کے سامنے جو ترجیحات ہیں وہ ترجیحات اس طرح ہیں کہ سب سے زیادہ فائدہ اس طبقہ کو ملے جو سب سے زیادہ مظلوم ہے اور جو سب سے زیادہ مستحق ہے اسی لئے وزیر اعلیٰ نے میں سمجھتا ہوں کہ جن کی طبیعت میں اتنی عجز و انکساری ہے کہ آج وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ایک پائی بھی اپنے خرچے کے لئے بطور وزیر اعلیٰ وصول کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ اگر حالات و واقعات اجازت دیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ واحد وزیر اعلیٰ ہیں کہ جن کی دن رات یہ کوشش ہے کہ کاش کہ میں اپنے صوبہ کو، اپنے اس ملک کو اس طرح راہ راست پر لاؤں کہ اس طرح لوگوں کے کام ہوتے جائیں کہ ہر آدمی کا کام میرٹ پر ہوتا جائے۔ ہر غریب آدمی اور امیر آدمی میں فرق ختم ہو جائے اور اسی لئے اس بجٹ میں غریب آدمی اور امیر آدمی کے آپس کا مالی جو ایک فرق ہے اس کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب والا! پھر جو ترجیحات ترتیب دی گئی ہیں وہ وقت کی اہم ضرورت کے مطابق ہیں کہ غریب آدمی کی حوصلہ افزائی ہو اور جو جو سیکٹر، جو جو شعبے جس لحاظ سے اہمیت اور حیثیت کے حامل ہیں انہیں اسی لحاظ سے فوقیت دی گئی ہے۔ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل میں سمجھتا ہوں کہ وہ محکمہ تعلیم ہے، تعلیم کا شعبہ ہے کہ جس میں ہر غریب آدمی کے لئے بنیادی تعلیمی سہولیات کی فراہمی انتہائی ضروری ہے اور اس کے لئے وزیراعلیٰ نے، خادم اعلیٰ نے سب سے زیادہ جو رقوم مختص کی ہیں وہ نہایت حوصلہ افزاء رقوم مختص کی ہیں۔ میں اس سلسلہ میں اس بات کا ضرور ذکر کروں گا کہ موجودہ حکومت اور موجودہ وزیراعلیٰ کی ترجیحات یہ ہیں کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم سیاسی مفادات سے بالاتر ہو کر، ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ایسے اقدامات اٹھائیں کہ جس سے صرف اور صرف عوام کو براہ راست بلاامتیاز فائدہ پہنچے اور میں اس سلسلہ میں چونتیس ہزار ایجوکیٹروں کی بلاامتیاز میرٹ پر بھرتی کا ذکر ضرور کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

اگر یہی چونتیس ہزار ایجوکیٹروں کی بھرتی کے لئے اگر وزیراعلیٰ، خادم اعلیٰ اپنے ایم پی ایز کو راضی کرنا چاہتے، اپنی جماعت کے سیاسی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ پالیسی بنانا چاہتے تو اس سے ایک ایم پی اے کو تقریباً تقریباً دو سو کے قریب ایجوکیٹروں کا کوٹا دیا جاتا تو وہ دو سو کے قریب ایک ایم پی اے کو کوٹا آتا اور دو سو خاندانوں کو وہ oblige کرتا اور اپنا سیاسی مفاد اٹھاتا، لوگوں میں اپنے ووٹ بناتا لیکن یہ واحد وزیراعلیٰ ہے کہ جس نے سیاسی اور ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر ایسا کام کیا، جس کا مقصد یہ تھا کہ غریب کی بیٹی اور غریب کا بیٹا یہ نہ سوچے کہ آج اس کے ووٹ کم تھے، آج اس کے پاس پیسے کم تھے، آج معاشرے میں اس کا status کم تھا اس لئے اس کو نظرانداز کر دیا گیا اور امیر آدمی کے بیٹے کو بھرتی کر لیا گیا۔ آج یہ ثابت ہو گیا کہ غریب اور امیر میں یہ فرق جو ہے یہ میرٹ کے اس سسٹم نے آ کر ختم کر دیا ہے اور آج ایک غریب آدمی کی بیٹی بھی میرٹ پر بھرتی ہو رہی ہے اور غریب آدمی کا بچہ بھی میرٹ پر بھرتی ہو رہا ہے۔

جناب والا! ایک بات جس کا ذکر میں ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے دوستوں نے بہت سی اچھی باتیں کیں، تنقید بھی سب ممبران کا حق ہے، میں ان کو بھی سمجھتا ہوں کہ انھوں نے اپنا جمہوری فرض پورا کیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ حالات میں موجودہ گورنمنٹ نے اگر زراعت کے شعبہ

میں جہاں وفاقی حکومت کو بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کو بھی میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں، پنجاب کی حکومت کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ گندم کی پرائس کو اگر زیادہ کیا گیا تو پھر پنجاب کی حکومت نے زمیندار سے اس کی محنت کا ایک ایک دانہ وصول کیا اور اس کی قیمت ادا کی۔ پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ اگر ایک طرف کسان کو کوئی incentive دیا گیا ہے کہ 950 روپے فی من گندم کی قیمت ہو گی تو دوسری طرف کسان نے بھی اپنی محنت سے اللہ کے فضل و کرم سے یہ ثابت کر دیا کہ آج اگر کسان کو اس کا حق ملا ہے تو آج کسان نے ایک ہی فصل میں پورے پاکستان کو خوراک اور گندم میں خود کفیل کر دیا ہے۔ میں اس بات کو سمجھتا ہوں کہ یہ پورے پاکستان کی خوش قسمتی ہے اور ان کو مبارکباد ہے کہ یہ اتنی بڑی ایک حوصلہ افزاء بات ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

جناب محمد معین وٹو: جناب والا! صرف ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، sorry سب کے لئے ایک ہی بار رکھی ہے۔ I am very sorry

جناب محمد معین وٹو: پلیز! ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد معین وٹو: مجھے بہت کچھ کہنا تھا لیکن آپ کے حکم کے تابع اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں صرف دو تین مسائل کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں جو کہ میرے علاقہ سے متعلق ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ لکھ کر فنانس منسٹر کو دے دیں کیونکہ یہ میرے لئے مسئلہ ہو جائے گا کہ جب ایک بار رکھی ہے وہ سب کے لئے ہے۔ وٹو صاحب! بہت شکریہ۔ اب محترمہ! خدیجہ عمر صاحبہ!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ ہر معزز رکن محنت کر کے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور آپ بھی مہربانی فرماتے ہیں کہ اتنا وقت دے رہے ہیں لیکن آپ

کے علم میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ پرسوں یہاں پر معزز اراکین نے بجٹ پر جو جو باتیں کی ہیں اس میں، "نوائے وقت"، "نیشن"، "جنگ" اور دوسرے اخبارات کو میں سلام پیش کرتا ہوں کہ جنھوں نے ان کو صحیح طریقے سے یا کسی حد تک عوام تک پہنچایا ہے کیونکہ یہ لوگ جو ہمارے بھائی ہیں، جو اوپر بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے رائے عامہ کو بنانا ہوتا ہے، بات یہ ہے کہ ان کو اگر ہلکی سی تکلیف ہوتی ہے تو پورا ایوان ان کے ساتھ ہوتا ہے لیکن میں آپ کی توجہ یہ چاہتا ہوں کہ کل کے "ڈان" نے جو ہمارے ساتھ رویہ اختیار کیا ہے میں صرف اس کی دو سرخیاں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں کہ اس نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے؟ انھوں نے یہ کیا ہے کہ انھوں نے ایک heading لگائی ہے، انھوں نے بجٹ پر ایک لفظ نہیں کہا۔ یہاں لوگ اتنی محنت کر کے آتے ہیں، اتنا کام کر کے، resource books دیکھتے ہیں، reference books دیکھتے ہیں، انھوں نے صرف دو سرخیاں لگائی ہیں، انھوں نے کہا ہے کہ:

Provincial Assembly discusses all except budget

ذرا غور کیجئے، "ڈان" ایک بہت بڑا اخبار ہے، میں "ڈان" کو سلیوٹ کرتا ہوں لیکن ان کی ذرا سرخی دیکھ لیں کہ ہم یہاں پر جو کچھ کرتے ہیں، بیٹھتے ہیں، پیاس بھی لگ رہی ہوتی ہے تو ہم باہر نہیں جاتے، ہم اپنا کام کرتے ہیں۔

Provincial Assembly discusses all except budget

اپوزیشن کے بارے میں لکھا ہے کہ:

Opposition makes its presence felt with three walkouts only.

اپوزیشن نے کام کیا، اپوزیشن نے اپنا حق ادا کیا لیکن اس کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے صرف تین واک آؤٹ کئے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں۔ آپ کل کا "ڈان" منگوالیں۔ بجٹ پر اتنے بڑے اخبار نے ایک فقرہ نہیں لکھا تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ پرائیویٹ ٹی وی چینلز کو یہاں لایا جائے۔ ہر آدمی، ہر ممبر کا حق ہے کہ وہ جو محنت کر کے یہاں بتاتا ہے اور کچھ نہیں تو اس کے حلقے تک تو وہ جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لیڈر آف دی اپوزیشن!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں جیسے آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپ کے پاس جو لسٹ ہے اسی پر بات ہو گی لیکن میرے ساتھی شیخ علاؤالدین صاحب ہمیشہ مثبت باتیں کرتے ہیں۔ انھوں نے بجٹ کو بہت اچھا thrash out بھی کیا تھا اور ہم نے ان کو appreciate بھی بہت کیا تھا لیکن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہر اخبار جو ہے وہ اپنی اپنی پالیسی جب دیتا ہے اس کو کرنے کے بعد اس کو اپنے تئیں جب ان کی باری ہوتی ہے لیکن کسی اخبار کا نام، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کسی کا بھی نام لے کر اس طرح کہ اس کو discuss کیا جائے کہ کوئی اخبار دوسرے اخباروں کی نسبت، ہمارے لئے سب ایک جیسے ہیں، اس کو kindly discourage کیجئے گا، یہ نہ کیجئے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ! خدیجہ عمر صاحبہ!۔۔ موجود نہیں ہیں؟

آوازیں: موجود ہیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کی اجازت دی۔ کوئی شک نہیں کہ آج ہم بجٹ پر اور عوام کے ریلیف کے اوپر بحث کر رہے ہیں لیکن اس سے پہلے بہت زیادہ ضروری ہے کہ ہم لوگ یہاں بیٹھ کر یہ دیکھیں کہ ہماری سوچ اور رویے جو ہیں، جو ہم نے اپنائے ہوئے ہیں وہ کیا ہیں؟ یہاں کی عوام جو ہے، پاکستان کی عوام جو ہے وہ آنکھیں لگائے بیٹھی ہوئی ہے کہ ہمارے لئے کیا ریلیف دیا گیا ہے لیکن پچھلے سال کا جو بجٹ ہے، میرے بہت سے محترم بھائیوں نے ابھی بڑا واضح اس پر کہا ہے کہ اس پر جو عملدرآمد ہوا ہے وہ بجٹ جو ہے وہ ایک مذاق بن گیا ہے۔ پچھلے سال کا بجٹ جس میں بہت بڑی بڑی باتیں کی گئی تھیں لیکن جب اس پر عملی کام کرنے کی باری آئی تو اس کا رزلٹ 48 فیصد رہا جو کہ میاں محمد نواز شریف نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

جناب سپیکر! اسی لئے آج ہم جب اس بجٹ پر بات کر رہے ہیں تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ جب چیزوں پر عملدرآمد ہی نہیں ہونا تو پھر ہم عوام کا کیوں مذاق اڑا رہے ہیں؟ ہم کیوں ان کی غربت اور ان کو

بار بار اس چیز کا احساس دلا رہے ہیں کہ ہم ان کو ذلیل کر کر کے اس طرح مار رہے ہیں کہ آج سے پہلے یا اس گورنمنٹ سے پہلے اتنے بُرے حالات نہیں تھے جو موجودہ دور حکومت میں لوگوں کے ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر good governance اور bad governance کی بات کروں گی کہ اس میں فرق کیا ہوتا ہے؟ good governance ہوتی ہے کہ جب آپ کوئی کام commit کریں تو اس پر آپ پورا اتریں اور اس ٹائم پر اپنی commitment کو پورا کریں۔ تھوڑی بہت تاخیر تو قابل قبول ہے لیکن good governance یہ ہوتی ہے کہ ہمارے سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی نے، میں ان کی good governance کی ایک چھوٹی سی example دے رہی ہوں کہ انھوں نے تین ماہ کے اندر underpasses مکمل کئے اور bad governance یہ ہوتی ہے کہ مغلپورہ کا جو underpass ہے وہ پچھلے ایک سال سے پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ رہا۔ میں نے good governance اور bad governance کی ایک چھوٹی سی مثال دی ہے۔

جناب سپیکر! میں اسی طرح یہاں پر ایک اور بات کروں گی کہ utilization of funds جو ہیں، میں اس لئے بار بار سابق حکومت کا ذکر کرنا چاہ رہی ہوں کیونکہ جب یہ نئی حکومت آئی تھی تو انھوں نے بڑا واویلا کیا تھا، بہت سے الزامات لگائے تھے، بہت سی تہمتیں لگائی تھیں، بہت بڑی بڑی باتیں کی تھیں کہ ہم یہ کر دیں گے بلکہ ہم نہیں، میں یہ کر دوں گا، میں وہ کر دوں گا۔ ''ہم'' تو ان کی پارٹی میں مجھے تو وہاں پر کہیں ''ہم'' نظر ہی نہیں آتا کیونکہ ان کی پارٹی کا جو ایک بڑا مشہور لفظ ہے ''میں'' اور اللہ تعالیٰ کو ''میں'' پسند نہیں ہے۔ میں سب سے پہلے تو پاکستان کرکٹ ٹیم کو مبارکباد دیتی ہوں اور اسی حوالے سے خادم اعلیٰ کو ایک مثال دینا چاہتی ہوں کہ اس میچ سے سبق حاصل کریں کہ یہ collective effort تھی۔ آج جب اتنا غمگین اور بد حال بجٹ عوام تک پہنچا تو پوری عوام خوف اور صدمے میں گم ہو چکی تھی لیکن میں اپنی ٹیم کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جس نے ان غمگین حالات میں تھوڑی سی خوشی کی کرن اجاگر کی میں خادم اعلیٰ کو یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ collective effort سے ہی ممکن ہو سکا۔ جب تک آپ سب کو ساتھ لے کر نہیں چلیں گے کوئی اکیلا انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ کب تک one man show دکھاتے رہیں گے؟ one man show سے پچھلے سال کے بجٹ کا یہ حال ہوا ہے کہ

آپ کسی چیز پر عملدر آمد نہیں کر سکے۔آپ نے اپنی ذاتی لڑائی اور one man show دکھانے کی وجہ سے عوام کو مذاق اور تماشا بنا دیا۔(نعرہ ہائے تحسین)

وہ عوام پر رحم کریں اور سول ڈکٹیٹر شپ ختم کریں۔اپنا one man show دکھانے کے لئے اور اپنی سیاست چمکانے کے لئے انھوں نے عوام کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔میں تو کہتی ہوں کہ عوام کو اس طرح مارنے کی بجائے ان کو سولی پر لٹکا دیں اور یہاں پر ان کی غربت کا بجٹ ہی ختم کر دیں۔میں یہاں پر ترقیاتی منصوبوں کی بھی بات کروں again وہی رویوں اور سوچ کی بات۔میرے کچھ بھائیوں نے رویوں اور سوچ کی بات کی ہے۔جب اپنی باری آتی ہے تب تو ہم بڑی بات کرتے ہیں کہ یہ غلط ہو رہا ہے لیکن جب خود عمل کرنے کی بات آتی ہے تب یہ تمام چیزیں پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔تب انھیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی کیا کر رہا ہے؟اگر کسی کی کوئی اچھی چیز ہے تو اسے appreciate کرنا چاہئے۔آج ہماری قوم اندھیرے میں کیوں ڈوب چکی ہے کیونکہ ہماری بد قسمتی یہی رہی ہے اور ہم لوگ ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ کسی کی نیک نامی نہ ہو جائے اور ہمیشہ پچھلی حکومت کے اچھے کارناموں کو دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔کیا ان کی تختیاں تبدیل کر دینے سے یا ان کے نام بدل دینے سے لوگوں میں تبدیلی آ جائے گی؟اب لوگوں میں بڑی awareness آ چکی ہے۔وہ سمجھ چکے ہیں کہ صحیح کام کیا ہے اور غلط کیا ہے اور یہ کام کس نے شروع کیا۔میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی نے جتنی کوشش کی تھی ان کی نیت عوام کو relief دینا تھی۔میں یہاں پر ایک چھوٹی سی مثال دوں گی کہ 8۔کلب جس کا انھوں نے بڑا واویلا کیا تھا، جس پر پیسے کے ضیاع کا شور مچایا، جس کے لئے انھوں نے بڑے سیکنڈل بنانے کی کوشش کی تھی۔الحمد للہ یہ چودھری پرویز الٰہی کے خلاف ایک روپیہ بھی ثابت نہیں کر سکے۔صرف اس انا کی وجہ سے ڈیڑھ سال سے اس دفتر میں شفٹ نہیں ہوئے کہ چونکہ یہ چودھری پرویز الٰہی نے بنایا تھا۔ انھوں نے وہ دفتر اپنی ذات کے لئے نہیں بنایا تھا بلکہ یہ collective سوچ تھی۔اگلی جو بھی حکومت آتی اس نے وہ دفتر استعمال کرنا تھا انھیں نہیں پتا تھا کہ انھوں نے آگے آنا ہے یا نہیں۔میں سوچ اور رویوں کی بات کر رہی ہوں کہ سوچ میں کتنا فرق ہے۔انھوں نے ڈیڑھ سال تک اس کے پیچھے ضائع کیا، کہیں دفاتر لئے، پہلے اسے IT یونیورسٹی announce کیا جب اس کا کچھ نہ بن سکا تو پھر کئی دفاتر لئے اور پیسے کا زیاں کیا۔چونکہ اس میں چودھری پرویز الٰہی کی نیک نیتی

شامل تھی، اس میں قوم کے لئے collective effort شامل تھی اور اسی وجہ سے آج انھیں مجبوراً دل پر ہاتھ رکھ کر وہ دفتر استعمال کرنا پڑا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں پھر خادم اعلیٰ سے گزارش کروں گی کہ خدارا! پڑھا لکھا پنجاب continue کریں۔

معزز اراکین: توبہ توبہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk please محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! جو لوگ توبہ توبہ کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھیں reality کا پتا نہیں بلکہ صرف سنی سنائی اور من گھڑت باتیں کر رہے ہیں۔ اگر ریکارڈ نکلوا کر check کروائیں تو آپ کو اندازہ ہو گا۔ ابھی جو دانش سکول سسٹم رائج کر رہے ہیں اس کے رزلٹ تو بعد میں ملیں گے لیکن پڑھے لکھے پنجاب کے results اسی سال ملنے شروع ہو گئے تھے اور ان پانچ سالوں میں جو بہتری آئی تھی اس سے تمام لوگ واقف ہیں۔ اگر یہ نہیں مانتے تو ان کے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جن لوگوں کو relief ملا تھا وہ بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ صرف اس وجہ سے اس پروگرام کو continue نہیں کرنا کہ اس سے کسی کی نیک نامی ہو گی۔ میری استدعا ہے کہ عوام کا سوچیں اور اپنی ذاتی سیاست چمکانے کے لئے اسے مت خراب کریں۔

جناب سپیکر! انھوں نے پچھلے بجٹ میں اعلان کیا تھا کہ ہر ضلع میں ریسکیو 1122 دی جائے گی غالباً اس بجٹ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ لہذا یہ واضح کریں کہ اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ جہاں بھی کوئی problem آیا ہے ریسکیو 1122 فوراً پہنچی ہے۔ اس وقت بھی جب قوم مشکل اور problem میں ہے اور جانیں ضائع ہو رہی ہیں تو اس میں بھی ریسکیو 1122 کا بہت بڑا role اور بہت بڑی نیک نامی ہے۔ کیڈٹ سکول ختم نہ کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: پلیز، دو منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں پلیز، ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! چند گزارشات اور بھی تھیں لیکن ٹائم کم ہے۔ لہذا میں آخر میں خواتین کے بارے میں بات کروں گی کہ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حکومت کی خواتین کے بارے میں کیا سوچ ہے؟ حکومتی اور اپوزیشن کی تمام بہنوں سے میری گزارش ہے کہ سابق حکومت کی جو effort ہے جس کی وجہ سے آج ہم اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں خدارا! اس کو بچائیں کیونکہ موجودہ حکومت نے اس بجٹ میں خواتین کا بجٹ تو دور کی بات بلکہ بجٹ میں خواتین کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ترقیاتی بجٹ اور کسی بھی حوالے سے خواتین کو accept نہیں کر سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ایک آخری بات۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں bar- سب کے لئے ہے۔ آپ باقی بات لکھ کر دے دیجئے۔ I am really sorry بہت شکریہ۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!۔۔۔ محترمہ کی بات کرنے سے پہلے میں اتنی بات کروں گا کہ ممبران کو برا تو لگ رہا ہو گا لیکن چونکہ سب ممبران کو ٹائم دینا ہے اس لئے میں وقت کی پابندی کو لازمی کر رہا ہوں۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ!۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، No cross talk please جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو انتہائی مشکل حالات میں ایک متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد دیتی ہوں۔ ہر جمہوری ملک میں بجٹ بنانے کے لئے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں سے رائے ضرور لی جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں یہ بدقسمتی ہے کہ وزیر خزانہ نے بجٹ پڑھا ضرور ہے لیکن انھوں نے بنایا نہیں ہے۔ بجٹ بیوروکریٹوں نے ہی ائیر کنڈیشنڈ کمروں کے اندر بیٹھ کر بنایا ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ اس میں غریبوں کے لئے totally کوئی مراعات نہیں دی گئیں۔

جناب سپیکر! بجٹ سال میں ایک دفعہ پیش کیا جاتا ہے اور تمام لوگوں کی نظریں بجٹ پر ہوتی ہیں۔ہر جمہوری ملک کا ایک انداز ہے کہ وہاں پر قیمتوں کا تعین کر لیا جاتا ہے اور اس کے بعد چیزوں کی قیمت نہیں بڑھتی لیکن ہمارے ملک میں، ہمارے صوبے میں جب بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس کے چار دن بعد ہی چیزوں کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور پھر اس طرح ہر روز ایک نیا بجٹ آتا ہے جس سے غریب آدمی غربت کی لکیر سے بھی نیچے چلا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ نہیں کہتی کہ وزیر اعلیٰ یا ان کی team نے کوئی کوشش نہیں کی ہے۔ وہ کوشش کرتے ہیں لیکن ان تمام چیزوں کو ناکام کرنے والے بیوروکریٹس ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس بجٹ میں غریب کو بہت زیادہ relief دیا گیا ہے۔پندرہ فیصد تنخواہوں میں جو اضافہ کیا گیا ہے اس کا فائدہ کن کو پہنچا ہے؟ اس کا فائدہ صرف ان لوگوں کو پہنچا ہے کہ جن کی تنخواہیں 60/70 یا 40 ہزار روپے ہیں۔ غریب چھوٹے ملازم کی تنخواہ تو چار ہزار یا چھ ہزار کے درمیان ہے۔ ان کو اس پندرہ فیصد اضافہ سے کیا relief ملے گا؟ ان بڑے بڑے بیوروکریٹس میں سے کوئی آدمی بازار خود جائے تو اسے اس بات کا اندازہ ہو سکے گا کہ اگر کوئی آدمی 970 روپے من گندم خرید لیتا ہے تو وہ اپنے بچوں کی تعلیم، صحت اور دوسری ضروریات زندگی کہاں سے پوری کرے گا؟ اس لئے میری تجویز ہے کہ یہ جو 15 فیصد تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں اس کو 15 کی بجائے 25 فیصد کر دیا جائے تاکہ غریب آدمی بھی معاشرے میں باعزت طور پر سانس لے سکے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب ہم اکٹھے اپوزیشن کا حصہ تھے تو پانچ سال تک یہی رونا روتے رہے کہ پرویزالٰہی کی حکومت نے ہمیں کوئی فنڈز نہیں دیئے۔ جب ہمارے ٹینڈر منظور ہو جاتے تھے تو راجہ بشارت ہمارے پیسے رکوا لیتے تھے۔ اب تو ہماری اپنی حکومت ہے، coalition government ہے۔ اس دفعہ بھی ہمیں ترقیاتی فنڈز سے کچھ نہیں دیا گیا۔ میرا ضلع شیخوپورہ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ وہاں پر سڑکوں کا اتنا برا حال ہے کہ گزرنا محال ہے۔ یہ جو سڑکیں بنیں گی وہ کسی ایک آدمی کی ملکیت نہیں ہوں گی بلکہ عوام کے لئے ہوں گی۔ وزیر خزانہ کی طرف سے ہم خواتین کو ایک پیسے کا فنڈ نہیں دیا گیا۔ اس بات پر مجھے انتہائی افسوس ہے۔ پچھلے سال جو ترقیاتی فنڈز مختص کئے گئے تھے وہ پورے طور پر خرچ نہیں ہو سکے۔ تقریباً 90- ارب

روپے خرچ ہوئے ہیں تو اس بچت کا کیا فائدہ اگر ممبران کو ان کے حلقوں کے لئے ترقیاتی فنڈز نہیں دینے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے متاثرین سوات کے لئے 10 کروڑ روپے کی امداد فراہم کی ہے اور ایک برس تک مفت آٹا فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ انتہائی خوبصورت قدم ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جب جسم کے کسی ایک حصہ پر cut لگتا ہے تو پورے جسم کو اس کی تکلیف ہوتی ہے۔ یہ انتہائی قابل تحسین قدم ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کی ترقی کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی تھی اور اس کے لئے ایک ارب روپے مختص کئے گئے تھے جو چھوٹے کاشت کاروں کی غیر معمولی دلچسپی کے پیش نظر اب 2۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں۔اس پر بھی خصوصی توجہ کی ضرورت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ٹریکٹر غریب کسانوں کو ملنے کی بجائے سیکرٹریوں کے بیٹوں، ان کی بیگمات یا ملازمین کو مل جائیں۔ یہ صحیح حقدار لوگوں تک پہنچنے چاہیئں۔

جناب سپیکر! زمینداروں کو کم قیمت پر بجلی مہیا کی جائے تاکہ وہ اپنی فصلوں کو پانی لگانے کے قابل ہو سکیں۔ خالص بیج اور زرعی ادویات پر توجہ دی جائے۔ پوری دنیا میں بیج اور کھاد پر interest free loan دیا جاتا ہے تو میری درخواست ہو گی کہ زمینداروں کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے interest free loan دیا جائے تاکہ ہمیں گندم، پیاز اور آلو انڈیا سے نہ منگوانے پڑیں۔

جناب سپیکر! خصوصی بچوں کے لئے حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ اس پر میں حکومت کو مبارکباد دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! پولیس کے لئے بہت زیادہ فنڈز رکھے گئے ہیں، بہت اچھی بات ہے۔ واقعی پولیس کو پیسے دینے چاہیئں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی کارکردگی بھی check کرنی چاہئے۔ میں اسی floor پر پہلے بھی اپنے ضلع کی پولیس کی کارکردگی کے بارے میں ذکر کرتی رہی ہوں۔ پچھلی دفعہ ڈی پی او، شیخوپورہ کو یہاں بلوایا گیا اور میں نے بتایا تھا کہ جرائم کس طرح بڑھتے ہیں اور ملزم اس وقت تک جرم نہیں کرتے جب تک کہ ان کو پولیس کی پشت پناہی حاصل نہ ہو۔ جب میں رانا صاحب کے کمرے میں ڈی پی او سے بات کرنے گئی تو میرے ضلع کے تمام ایم پی اے بھائی باقاعدہ ان کے آنسو پونچھ

رہے تھے کہ کوئی بات نہیں ہم تمھارے ساتھ ہیں، انہیں بولنے دیں۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ جب میرے ضلع میں ایک یا دو قتل نہیں ہوتے۔ میرا ضلع اشتہاریوں کی پناہ گاہ ہے۔ وہاں پر تمام پنجاب کے اشتہاری اور جرائم پیشہ افراد پناہ لیتے ہیں۔ 11۔جون کو میرے ایک عزیز کی برسی تھی، مجھے شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھے ڈی پی او نے منع کیا کہ وہاں پر دو قتل ہوئے ہیں اس لئے آپ وہاں پر نہ جائیں تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ جہاں پولیس کو اتنی زیادہ سہولتیں دی گئی ہیں وہاں پر بہترین کارکردگی دکھانے والے پولیس آفیسر کو انعام دیا جائے اور جن کی کارکردگی بہتر نہ ہو انہیں اس کی سزا بھی دی جائے تاکہ ایک اچھی روایت قائم ہو سکے۔

جناب سپیکر! خواتین جو کہ آبادی کا 52 فیصد ہیں ان کے لئے اس بجٹ میں ایک پیسا بھی نہیں رکھا گیا۔ اس بات پر مجھے انتہائی افسوس ہے۔ پہلی حکومتوں نے پھر بھی کچھ نہ کچھ فنڈز ضرور رکھے تھے لیکن ہماری حکومت نے، ہمارے وزیر خزانہ نے خواتین کے لئے کچھ نہیں رکھا۔ شاید انھوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ خواتین معاشرے کا 52 فیصد ہیں۔ ان کو اس طرح نظر انداز کر دینا سراسر زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ، مہربانی، تشریف رکھیں۔ محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ! Not present.

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بلوچ صاحب!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ معزز ممبران بہت تیاری کر کے آئے ہیں اور وہ اپنی معروضات وزراء صاحبان اور بیوروکریسی تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے، آپ دیکھ لیں کہ اس وقت کتنے وزراء صاحبان ہاؤس میں تشریف فرما ہیں اور آفیسر گیلری بھی خالی پڑی ہے، بیوروکریسی بھی موجود نہیں ہے تو اس بحث کے کرنے کا کیا فائدہ، جن points پر عمل کرنا ہے اگر بیوروکریسی نے وہ points نوٹ ہی نہ کئے تو اس بحث کا کیا فائدہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: بلوچ صاحب! چونکہ وقت تھوڑا ہے اور میں نے سب کو موقع دینا ہے اس لئے پوائنٹ آف آرڈر سے گریز کریں۔ ریکارڈنگ ہو رہی ہے۔ وزیر خزانہ صاحب اور ان کا محکمہ بھی بیٹھا

ہے۔بہت شکریہ۔ محترمہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ شکریہ۔جناب سپیکر! میں آپ کی نہایت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ اجلاس میں بولنے کا موقع عطا فرمایا۔ایک دفعہ پھر پاکستان اپنی تاریخ میں ایک خطرناک اور اہم موڑ سے گزر رہا ہے جب ملک کو بیرونی سازشوں کے ساتھ ساتھ اندرونی سازشوں کا بھی سامنا ہے ایسے موقع پر پنجاب حکومت کی طرف سے ایک شاندار بجٹ پیش کرنا کسی انقلابی صورت سے کم نہیں اس کے لئے میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایسا بجٹ پیش کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

کل شام جب پاکستان کی کرکٹ ٹیم نے بڑے خوب صورت انداز میں پاکستان کے مایوس کن لوگوں کے چہرے پر ایک خوشی کی لہر دی اور ایک تازہ ہوا کا جھونکا پاکستان میں داخل ہوا تو یقین مانیں پاکستان کے عوام کی وہ خوشی اور مسرت دیکھنے کے لائق تھی۔ اسے لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے جس طرح سے وہ اس جیت کو celebrate کر رہے تھے۔ میں اپنی بات کا یہیں سے آغاز کرتی ہوں کہ بجٹ میں کھیلوں کے لئے جو بھی بجٹ مختص کیا گیا ہے تقریباً ایک ارب 60 کروڑ روپے ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ عوام نے جو خوشی دیکھی اس کو دیکھتے ہوئے اس بجٹ کو بڑھا دیا جائے۔ ان تمام سرکاری سکولوں میں کم از کم ہاکی اور کرکٹ کی ٹیم بنانا لازمی قرار دیا جائے تاکہ healthy سرگرمیاں شروع ہوں اور عوام کی approach ان کھیلوں تک جائے اور ہمارا معاشرہ جو اس وقت frustrated ہے اس میں کمی کرنے میں ہم کامیاب ہو سکیں۔

اس کے ساتھ ساتھ revenue generate کرنے کے لئے میں اپنی حکومت کو دو suggestions ضرور دینا چاہوں گی کیونکہ اس وقت سخت ضرورت ہے کہ revenue کی collection ہونی چاہئے۔ میں پہلے صرف لاہور کی بات کرتی ہوں اور اس کے بعد آگے چلیں گے۔ entertainment کی مد میں revenue generate کرنے کا ایک بہترین ذریعہ وہ cable mafia ہے جو پیمرا کو اپنے علاقے کا ٹیکس تو دے دیتا ہے لیکن ایک گھر سے وہ 200 روپے حاصل کرتا ہے، کیا ہی اچھا ہو کہ اگر یہ لوگ جو 200 روپے حاصل کرتے ہیں اس میں سے 25 فیصد ہم tax

revenue وصول کریں۔ آپ یہ سوچیں کہ ایک کروڑ کی آبادی میں سے آپ فی گھر 25 روپے لیں گے تو اس طرح ہمارے پاس کتنا بڑا revenue اکٹھا ہو جائے گا۔ پھر یہ کیبل صرف لاہور میں تو نہیں ہے آپ پنجاب کے باقی شہروں میں بھی چلے جائیں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ پنجاب حکومت کو اس سے اربوں روپے کا revenue اکٹھا ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گی کہ کافی عرصے سے پنجاب حکومت کو ٹرانسپورٹ کی مد میں revenue کی collection نہیں ہوئی۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ چنگ چی رکشے وہ تقریباً 70 ہزار صرف لاہور میں چل رہے ہیں جس سے ہمیں کوئی revenue collect نہیں ہوتا۔ ٹریفک کی حالت جو ان رکشوں کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے وہ بھی سب کے سامنے ہے۔ اب پنجاب گورنمنٹ نے ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں ایک اچھا قدم اٹھایا ہے کہ بسوں کو introduce کیا جائے اس سے عوام کو بھی سہولت ملے گی اور اس سے پنجاب حکومت کو بھی revenue collect ہوگا اس لئے پنجاب حکومت کا ایک اچھا اقدام ہے۔

ہماری چونکہ ایک عوامی حکومت ہے اور عوام نے 18۔فروری کو اس کے حق میں فیصلہ کیا۔ اس حکومت نے تعلیم کے لئے انقلابی اقدامات کئے ہیں یہ اقدامات جو میاں محمد شہباز شریف کر رہے ہیں وہ تعریف کے قابل ہیں۔ دانش سکول جو عوام کے لئے کھولے جا رہے ہیں آیا یہ ان لوگوں کے لئے نہیں ہیں، ایک نیا سسٹم لانے کی کوشش کی جا رہی ہے تاکہ elite class جو کہ پرائیویٹ سیکٹر میں ہے اور انہوں نے عوام کو تقسیم کیا ہوا ہے کیا سرکاری سکول کے بچوں اور elite class کے بچوں میں فرق رکھا جائے؟ ہم ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک ایسا سسٹم لا رہے ہیں تاکہ elite class سے اوپر سرکاری سکولوں کے بچے پڑھے ہوئے ہوں۔ یقیناً ہم نئی نسل کو ایک نئی سوچ دینے کے لئے جا رہے ہیں۔ میرے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے بہن بھائیوں کو بھی اس بات کو appreciate کرنا چاہئے کیونکہ تعلیم سب کے لئے ہے۔ نظریہ پاکستان میں آپ دیکھیں، آئین میں دیکھیں کہ تعلیم سب کے لئے اور ایک جیسی ہونی چاہئے۔ لہذا ہم ایک کوشش کرنے جا رہے ہیں اس میں آپ بھی ہمارا ساتھ دیں۔ تنقید برائے تنقید سے گزارہ نہیں ہوگا۔ خواتین کے لئے ووکیشنل انسٹیٹیوٹ میاں محمد شہباز شریف کا ایک اچھا اقدام تھا ہم اس کو دوبارہ سے فعال کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں سے ٹریننگ لینے کے بعد خواتین جب باہر آئیں گی تو اس کے اچھے results آئیں گے۔

میری بہنوں نے یہاں پر یہ بھی کہا ہے کہ خواتین کے لئے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ اس بجٹ میں جتنا بھی کام ہو رہا ہے کیا یہ dialysis ان خواتین کے لئے نہیں ہے؟ پنجاب میں ہسپتالوں میں جو مفت ادویات مل رہی ہیں کیا ان میں خواتین شامل نہیں ہیں۔ تعلیم جو عام کی جارہی ہے وہ خواتین کے لئے نہیں ہے۔ دانش سکول جو کھولے جارہے ہیں کیا وہ ہماری بچیوں کے لئے نہیں ہیں؟ یہ سب کے لئے ایک بجٹ ہے۔ آپ اس میں خدارا! تفریق پیدا نہ کریں کہ خواتین کے لئے علیٰحدہ کر دیں اور مردوں کے لئے علیٰحدہ کر دیں۔ یہ جو تنخواہیں بڑھائی جارہی ہیں یہ بھی indirectly ان کے ہی کام آئیں گی۔ لہذا خواتین اور مردوں کی distinguish کو بند کریں اور پاکستان کے ہر شہری کا مطلب شہری ہے، مرد اور عورت نہیں ہے۔ پنجاب حکومت قابل تحسین اقدامات کر رہی ہے ہم ان کے دست و بازوں ہیں اور ہم یہ امید کرتے ہیں کہ تنقید برائے تنقید مت کیجئے اچھے اقدامات کی تعریف کریں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ بہت مہربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ابھی محترمہ فرمارہی تھیں کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، آپ ان پر comments نہیں کر سکتیں۔

محترمہ آمنہ الفت: لیکن یہ جو دو points ہیں جس میں دانش سکول کا انہوں نے ذکر کیا ہے، کیا یہ دانش سکول پورے پنجاب میں بنائے جا رہے ہیں، کیا ان کی تعداد کافی ہے کہ تمام لوگ accommodate ہو جائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس طرح سے بات نہ کریں اس بات کا جواب وزیر خزانہ اپنی wind up تقریر میں دیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: دوسری بات یہ ہے کہ یہ جو فرمارہی ہیں کہ 15 فیصد تنخواہیں بڑھائی جارہی ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔This is no point of order. محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں چلے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔This is no way. قائد حزب اختلاف اس وقت موجود نہیں ہیں۔ میری اپوزیشن اور حکومتی پارٹی کے اراکین سب سے یہ گزارش ہے کہ جب ایک دفعہ decision ہو چکا ہے تو پھر اس کو follow کیا جائے۔ ڈھلوں صاحب! آپ بھی ایک منٹ میں wind up کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! معزز اراکین پریس کی طرف سے ایک چٹ وصول ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ نیچے کیفے ٹیریا میں اے سی بند ہے اور کچن میں بھی گندگی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! تشریف رکھیں۔This is no way. یہ ہاؤس میں discuss کرنے والی باتیں نہیں ہیں۔ اس کو ہم چیمبر میں دیکھ لیں گے۔ محترمہ فرح دیبا صاحبہ!

محترمہ فرح دیبا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر!

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

جناب والا! میں سب سے پہلے پاکستانی عوام کو ٹو نٹی ٹو نٹی(20,20) ورلڈ کپ میچ جیتنے پر دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اس کے ساتھ ایک اور میچ جو کھیلا جا رہا ہے، ہماری حکومت تمام سیاست دان ہماری پاک

فوج دہشت گردی کے خلاف poverty اور crimes کے خلاف بھی جو میچ کھیلا جا رہا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس میں بھی فتح یاب ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں نے یہاں پر جو بات کرنی ہے، وہ یہ ہے کہ پنجاب کا جو بجٹ پیش کیا گیا ہے وہ کیسا ہے؟ میں اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ ان مشکل حالات میں اور جو بھی اس وقت صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ مایوسی اور خوف وہراس چاروں طرف پھیلا ہوا ہے یعنی جو بھی اس وقت ہمارے ملک کی پوزیشن ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جس کامیابی کے ساتھ، جس خوش اسلوبی کے ساتھ اور جس بہادری کے ساتھ یہ بجٹ پیش کیا گیا ہے میں اس پر پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ (قطع کلامیاں)

یہ ایوان ہے اور ایوان کا احترام کیا جانا چاہئے۔ یہاں پر ہم سب class two کے بچے لگتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ No personal comments and order in the House.

محترمہ فرح دیبا: بجٹ میں جو کروڑوں روپے صحت، تعلیم، غربت میں کمی، انصاف کی فراہمی، Food Support Programme سستی روٹی سکیم، سرکاری ملازمین کے میرٹ پر بھرتی، پولیس ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، جائیداد کی خرید وفروخت میں جو بھی بہترین اقدامات کئے گئے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ اس وقت جو corruption ہے اس سے نمٹنے کے لئے جو اقدامات کئے گئے ہیں، پانی کے وسائل کی ترقی کے لئے 200 ڈیموں کی تعمیر اور اس کے علاوہ بے شمار ایسی چیزیں ہیں جن میں ہمارے پنجاب کے عوام کی خوشحالی اور اس کی بہتری جو ہمیں سامنے نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک بہت اہم بات بتانا چاہ رہی ہوں کہ آٹھ نو ماہ پہلے artist housing colony کے حوالے سے ایک مہم چلی تھی اس کا یہاں بجٹ میں ذکر کیا گیا کہ غریب لوگوں کے لئے حکومت کی طرف سے جو گھر بنا کر دیئے جائیں گے اس کا 10 فیصد کوٹا فلم، سٹیج، ریڈیو اور ٹی وی کے فنکاروں کو دیا جائے گا جس پر میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں اور انہیں مبارکباد دیتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں بات کروں گی کہ اکثر یہاں پر ذکر ہوتا ہے کہ ہماری بہنوں کے لئے کچھ نہیں ہوتا، میڈیا بھی ہم سے بات کرتا ہے کہ آپ لوگ کیا بات کریں گے تو پنجاب حکومت کی طرف سے چند سکیمیں working میں ہیں اور جو آگے ہوں گی جن پر کچھ غور و خوض کیا جا رہا ہے ان میں Women Development Centre کو مزید وسیع کیا جائے گا اس میں training classes, day care centres, nursing classes, gym, libraries, staff rooms, visitors rooms, production centres موجود ہوں گے۔

جناب والا! second one constructions of building of shelter homes in five districts of Punjab. اس کی منظور بھی مل چکی ہے اور یہ shelter homes پانچ اضلاع میں تعمیر ہوں گے جن میں بہاولپور، راجن پور، مظفر گڑھ، جھنگ، میانوالی، خوشاب، ساہیوال، وہاڑی، خانیوال ہیں۔ construction of females barracks in the Central Districts Jails of Rawalpindi and Faisalabad. اس سکیم کی منظوری دے دی گئی ہے تاکہ خواتین کے لئے ایک علیحدہ جگہ کی سنٹرل ڈسٹرکٹ جیل میں سہولت ہو۔ construction of buildings of district industrial homes at Rawalpindi. اس سکیم کی منظوری دے دی گئی ہے، راولپنڈی میں Industrial home کے نام سے ایک نئی عمارت تعمیر ہو گی۔ strengthen and capacity buildings of mothers and children homes. اس سکیم کی منظوری بھی مل چکی ہے اس کے مقاصد دار الفلاح کو پورے پنجاب میں upgrade اور اس کی improvement of functioning ہے۔

جناب والا! چار سکیمیں جو آخر میں ہیں ان کے اوپر کام کیا جا رہا ہے جن کا ذکر کرنا میں ضروری سمجھوں گی۔ One stop prices centres for women in industries at Lahore, Rawalpindi, Bahawalpur and Multan multiple rehabilitative services ان بارہ ہزار خواتین کو دی جائیں گی جو کہ ظلم و تشدد کا شکار ہیں اور یہ ادارہ ان تشدد کی شکار خواتین کو medical treatments, psychological counseling, vocational training centres and rehabilitation services دی جائیں گی۔

جناب سپیکر! family counseling centres at Lahore and Rawalpindi. ایک family institution کی سخت ضرورت ہے جہاں پر 200 کے قریب clients کو helpline دی جائے گی جو کہ لاہور اور راولپنڈی کے مقامات پر ہو گی۔ establishment of hospital for working women at Sahiwal. پچاس سے زائد ملازمت کرنے والی خواتین کے لئے ہوسٹل کی تعمیر کروائی جائے جو کہ خواتین کے لئے ایک سستی اور محفوظ جگہ ہو گی۔ construction of building of shelter homes at Attock. اس عمارت کی تعمیر اٹک کے مقام پر بہت ضروری ہے اس shelter home سے 250 سے زائد خواتین کو medical care, psychological and legal help care دی جائے گی۔

جناب سپیکر! ہم لوگ speeches بھی کرتے ہیں، ہم لوگ بات بھی کرتے ہیں لیکن سب سے زیادہ ضروری ہے کہ ہم اس پر implementation کریں اور ہماری حکومت اس پر دن رات کام کر رہی ہے اور اس حوالے سے وزیراعلیٰ کی خدمات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہیں لیکن میں آخر میں یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ جب ہم لوگوں کو خوشیاں دیں گے تو ہمیں خوشیاں ملیں گی اور ہمیں اس چیز کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اور ہمیں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ تنقید برائے تنقید تو چلتا رہتا ہے اس کے بغیر تو politics ختم ہو جائے گی لیکن ہم سب کو مل کر یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک کے کیا حالات ہیں اور ہمیں مل کر اس کا کیسے مقابلہ کرنا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، قمر عامر چودھری صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں۔ ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ!

ڈاکٹر فائزہ اصغر: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o قَالَ رَبِّ ٱشۡرَحۡ لِى صَدۡرِى o وَيَسِّرۡ لِىٓ أَمۡرِى o وَٱحۡلُلۡ عُقۡدَةً مِّن لِّسَانِى o يَفۡقَهُواْ قَوۡلِى o

جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا۔ میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ میری چند باتیں ذرا غور سے سن لیں۔ میری کوئی بات کسی کی کوئی تحقیر اور نہ ہی کسی کی بے جا تعریف کرے گی۔ آج سے تقریباً ساڑھے چھ سال پہلے میری ملاقات چودھری پرویز الٰہی صاحب سے ہوئی جب وہ نئی نئی اپنی گورنمنٹ بنا رہے تھے اس وقت مجھے امریکہ

سے آئے دو سال ہوئے تھے اور میں اپنی medical practice بڑے اطمینان سے کر رہی تھی تو ایک دفعہ ملاقات میں انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ child specialist ہیں آپ مجھے بتائیے کہ ہمارے بچوں کے لئے کون سے ایسے اقدام ہیں جو ہم اٹھا سکتے ہیں، جو بہت انقلابی ہوں اور ان کی ضرورت ہو جس پر میں نے ان سے کہا کہ آپ مجھے ایک مہینے کا موقع دیں، اس مہینے میں، میں نے اپنے لاہور شہر کی سڑکوں پر بچوں کے ساتھ وہ وہ چیزیں ہوتے ہوئی دیکھیں جس نے میری پوری زندگی بدل دی۔ پاکستان نے 1990 میں 130 ممالک کے ساتھ United Nations کا ایک چارٹر جو Child Right Convention ہے اس کو sign کیا تھا اور اس چارٹر کا مقصد یہ تھا کہ ہم بچوں کو ان کے حقوق فراہم کریں گے لیکن جب میں نے دیکھا تو اس وقت تک پچھلی کسی حکومت نے بچوں کے حقوق پر کوئی غور و خوض نہیں کیا تھا اور بچوں کو ان کے حقوق نہیں مل رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بھکاری بچے، نشے میں ملوث بچے، راتوں کو ننھے منھے بچے سڑکوں پر سوئے ہوئے ہیں ان پر تشدد ہو رہا ہے، بچوں کو اغوا کیا جا رہا ہے، اپاہج بچوں کو سڑکوں پر بھیک مانگنے پر مجبور کیا جا رہا ہے، بچوں کو kidnap کر کے ان سے منشیات بکوائی جا رہی ہیں اور ان کو prostitution میں استعمال کیا جا رہا ہے تو جب میں نے چودھری پرویز الٰہی صاحب کو بتایا کہ یہ میری خود دیکھی ہوئی بات ہے آپ کے دارالحکومت میں 8/8,10/10 سال کے ننھے منھے بچے 15/10,15/10 روپے فی گھنٹہ کرایہ پر استعمال کئے جا رہے ہیں، چاہے ان سے منشیات بکوالی جائیں چاہے ان کو prostitution میں استعمال کر لیا جائے تو انہوں نے کہا کہ فوری طور پر ان بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کوئی پروگرام بنانا چاہئے۔ میں نے اپنی medical practice کو خدا حافظ کہا اور تقریباً ڈیڑھ سال اپنی پوری صلاحیت سے جدوجہد کر کے ایک ایکٹ پیش کیا جو Punjab Destitute and Neglected Children Act ہے جس کی اسی معزز ایوان میں منظوری دی گئی۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اس پروگرام کو اپنایا، اس کی پر زور حمایت کی اور یہ پروگرام جو لاہور میں پہلے شروع ہوا تھا اب چھ شہروں میں یہ کام کر رہا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں ایسے بچے جن کا کوئی والی وارث نہیں تھا ان بچوں کو rescue and rehabilitate بھی کیا جا رہا ہے۔ اس وقت 2007 &2008 میں United States کی ایک رپورٹ تھی جس میں child trafficking کے حوالے سے اس پروگرام کو دنیا میں سب سے model department قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس

ڈیپارٹمنٹ کے through بہت سارے مافیا اور گینگز ایسے ہیں جو بہت سالوں سے بچوں کو misuse کر رہے تھے جنہیں پکڑا گیا ہے۔ حکومت کا ایسا کوئی اپنا ڈیپارٹمنٹ نہیں تھا اس لئے یہ بھی دیکھا گیا کہ کئی این جی اوز ایسے گمشدہ بچوں کو اپنے دفاتر میں لے جا کر بند کر دیتی تھیں کہ ہم ان بچوں کو ان کے گھروں میں پہنچائیں گے، پھر معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ بچے کبھی گھر پہنچتے بھی تھے یا نہیں اور پھر ان کا کیا ہوتا تھا۔ میں موجودہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی بہت مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پروگرام کو پچھلے ڈیڑھ سال میں جاری رکھا اس کے لئے انہوں نے ایک بجٹ بھی approve کیا حالانکہ یہ بہت چھوٹا سا بجٹ ہے اور پچھلے سال اس پروگرام کے کام میں کافی کمی آئی ہے کیونکہ اس کی 50 فیصد سیٹیں پر ہو سکیں اور باقی نئی بھرتیوں پر پابندی لگنے کی وجہ سے کام پوری طرح نہیں ہوا۔ میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کی مشکور ہوں کہ انھوں نے بجٹ approve کیا۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ بجٹ اور چند پیسے کسی کام کو نہیں کر سکتے۔ اس میں political will اور commitment بھی چاہئے۔ یہ بچے سابق حکومت کے بچے نہیں ہیں، یہ بچے ہماری قوم کے بچے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس پروگرام کو جو سابق حکومت نے چھ شہروں میں پھیلایا ہے۔ ہماری موجودہ حکومت کو چاہئے کہ وہ اس کو 20 نہیں تو کم از کم بارہ شہروں تک تو ضرور پھیلائے۔ اس سے ہماری قوم کے بچوں کا مستقبل بہتر ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ ہماری پوری قوم کو فائدہ ہوگا۔ حکومتی بنچوں کی چند colleagues نے ہمارے اس پروگرام میں بہت زیادہ خامیاں اور کیڑے نکالے ہیں میری صرف ایک گزارش ہے کہ آپ پاکستان کی تاریخ میں دیکھیں کہ اس سے پہلے کیا کبھی کسی حکومت نے ان لاوارث اور بے سہارا بچوں کے لئے کوئی ٹھوس پروگرام کیا تھا یا نہیں کیا تھا۔ یہ ایک pilot project ہے۔ اس وقت بھی ہماری چند colleagues ایسی ہیں جو چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو میں بیٹھ کر اور بجائے اسمبلی میں اپنا فرض ادا کرنے کے وہاں کوئی نہ کوئی خامیاں ڈھونڈ رہی ہیں بہر حال وہ الگ بات ہے۔

جناب سپیکر! میری وزیر اعلیٰ صاحب سے ایک گزارش ہے کہ اپنے سارے حکومتی کاموں میں اپنے وزراء اور مشیروں کو پابند کریں کہ وہ ہر مہینے کوئی نہ کوئی ایسا پروگرام بتائیں کہ وہ عوام کے لئے کیا کریں گے۔ اس کو وہ میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچائیں اور پھر ایک missionary spirit کے ساتھ اس کام کو پورا کریں کیونکہ اگر وزیر اور مشیر صرف ایک نوکری کے حساب سے یہ کام کریں گے تو یہ

کبھی بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ میں بڑے فخر سے کہہ سکتی ہوں کہ میں نے پچھلے پانچ سال سے حکومت سے بغیر کوئی تنخواہ لئے اور بغیر کسی ذاتی فائدہ کے کام کیا ہے۔ میں نے صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے یہ کام کیا ہے۔ میں اس حکومت کو بھی یہ چیلنج کرتی ہوں کہ ان کے بھی وزیر اور مشیر اسی commitment کے ساتھ کام کریں اور اس کار خیر میں جزا کے حصہ دار بنیں۔

جناب سپیکر! میری چند تجاویز ہیں جو میں وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچانا چاہتی ہوں جن سے نہ صرف ہماری قوم کے بچوں کا بلکہ پوری قوم کا فائدہ ہو گا۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بچے ہماری کل آبادی کا 50 فیصد ہیں تو سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ کا ایک چھوٹا سا کونا یا صرف ایک چائلڈ پروٹیکشن ویلفیئر بیورو ان ساری مشکلات کے حل کے لئے کافی نہیں ہے۔ لہذا ایک باقاعدہ ڈیپارٹمنٹ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ہونا چاہئے جس کی الگ وزارت ہونی چاہئے اور اپنا نظام ہونا چاہئے تاکہ وہ بچوں کے ہر معاملے کا حل کر سکیں۔ اس میں چاہے child labour ہے، child trafficking ہے یا ان کی child prostitution ہے۔ یہ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر ایک حد تک تو کام کر سکتا ہے لیکن اس کی capacity اتنی نہیں ہے اس لئے ایک ڈیپارٹمنٹ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کی اشد ضرورت ہے۔ یہ ساری تجاویز میں نے سابق حکومت کو بھی دی تھیں اور یہ سب pipe line میں تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت آپ کو حکومت اور موقع دیا ہے تو آپ اس سے فائدہ اٹھائیے اور ان کو لے کر آگے بڑھیں۔ چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر بیورو کے دفاتر کو کم از کم ہر ضلع تک پھیلنا چاہئے۔ اس وقت ہمارے ملک میں بہت سے بچے جو ہم لے کر آتے ہیں ان میں 60 فیصد بچے drug addicted ہوتے ہیں۔ ان بچوں کے لئے ڈیپارٹمنٹ جتنا بھی کر سکتا ہے وہ کر رہا ہے لیکن ہماری حکومت کے پاس کوئی بھی drug addicted یا drug addicted rehabilitation centre پورے ملک میں نہیں ہیں جو بڑی شرمناک بات ہے۔ اس ادارے پر ہم جتنے پیسے خرچ کریں گے تو اس سے 100 گنا زیادہ return ہمیں ملے گا کیونکہ یہی بچے بڑے ہو کر criminals بنتے ہیں۔ اگر ہم بچپن میں ان بچوں کو صحیح راستے پر لے آئیں گے تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمارے بچوں کا ایک بہت بڑا حصہ ہے جو ذہنی معذور ہے۔ اگر آپ میں سے کسی ایک گھر میں بھی کوئی ایسا بچہ ہے جو bed ridden ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس بچے کی نگہداشت

کے لئے پورا خاندان سارا دن اور رات اسی میں گزارتا ہے۔ اس طرح کے معذور بچوں کے لئے ایک سنٹر کی اشد ضرورت ہے جہاں پر والدین کم از کم ہفتے میں ایک دن یا مہینے میں چار دن اپنے بچوں کو وہاں پر چھوڑیں تاکہ وہ بھی سکھ کا سانس لے سکیں اور اس طرح کا reliable centre ہو جو بے شک آدھا paying ہو اور آدھا free ہو تاکہ وہ self sustainable ہو۔ یہ ذہنی معذور بچوں کے حوالے سے سکیم بھی pipe line میں تھی۔ اگر اس کے لئے حکومت کو تفصیلات چاہئیں تو وہ ساری کی ساری میرے پاس موجود ہیں۔

جناب سپیکر! اس وقت ہماری جیلوں میں دو ہزار سے زیادہ بچے ہیں ورنہ دو ہزار سے زیادہ بچے کبھی نہیں ہوتے، بہت شور مچاتے ہیں کہ بہت بچے جیلوں میں ہیں۔ کیا ہماری حکومت 2 ہزار بچوں کی تربیت صحیح نہیں کر سکتی؟ میں نے پچھلی حکومت کو بھی یہ پروگرام دیا تھا کہ بجائے اس کے کہ بڑے بڑے ادارے بنائیں ہمیں چھوٹے چھوٹے certified schools چاہئیں جو ہر ضلع میں ہوں تاکہ وہ بچے اپنے والدین کے ساتھ رابطہ کر سکیں۔ اس وقت بڑے اداروں میں بچے ہوتے ہیں تو ان کے والدین ان تک پہنچ ہی نہیں سکتے۔ ایک certified school ساہیوال میں ہوتا تھا اس کو خدارا! revives کریں اور اس طرح کے چھوٹے certified schools ہر ضلع میں کھولیں۔ اس سے بھی آپ کو جتنا return ملے گا تو بجٹ میں جو لاگت آئے گی اس سے بہت زیادہ ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! child domestic labour کے حوالے سے عرض کروں گی کہ ننھے منے بچے اپنی ضرورت کے تحت لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں۔ یہ بچے محنت بھی کرتے ہیں اور تشدد کا شکار بھی ہوتے ہیں۔ اسی معزز ایوان کی ایک کمیٹی قائم کی جائے جو child domestic labour پر کام کرے اور اس پر ایک bill یہاں سے ضرور پاس ہونا چاہئے۔ اسی طرح وہ بچے جو bounded labour میں ہیں حالانکہ ہمارا پورا labour department ہے لیکن اس کی کبھی capacity اس طرح کی نہیں ہوئی کہ انھوں نے ان بچوں پر focus کیا ہو۔ اس وقت بھٹوں میں جو بچے ہیں، جو bounded labour میں بچے ہیں کیوں ان کی طرف غور نہیں کیا جا رہا ہے، یہی بچے جب وہاں سے نکلیں گے تو کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ حکومت کا ساتھ دیں گے؟ یہی بچے criminal بنتے ہیں۔

جناب سپیکر! بچوں کی prostitution بھی ایک بہت بڑا المیہ ہے جس کو حل کیا جانا چاہئے۔ آج کل child trafficking بھی ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ آپ نے کل کے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ ایک ٹرین میں بچوں کو پکڑا گیا ہے۔ سابق حکومت نے ان بچوں پر بہت focus کیا جو پچھلے تیس سالوں سے پاکستان سے عرب امارات میں اونٹ ریس کے لئے جا رہے تھے۔ اس پر ایک بہت بہترین کام ہوا میں نے خود لڑ کر کئی کروڑ روپے عرب امارات کی حکومت سے ان بچوں کے لئے حاصل کئے۔ یہ پروگرام جاری تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کیوں اس کی فائلیں seal کر دی گئی ہیں؟ اس وقت چند کروڑ روپے عرب امارات کی حکومت کے پاس ان بچوں کے ہیں لیکن وہ صرف اس وجہ سے نہیں آ سکتے۔ اس پر یہ نہیں سوچا جا رہا کہ بچے اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اس پروگرام کو جو seal کیا گیا ہے اس کو فوری طور پر کھلوایا جائے اور ان بچوں کو ان کا حق فوراً دیا جائے۔

جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے سپیشل بچوں کے لئے کمپلیکس لاہور، بہاولپور اور سرگودھا میں تعمیر کروائے تھے لیکن اس وقت وہ خالی پڑے ہوئے ہیں۔ وہ صرف اس لئے خالی پڑے ہیں کہ وہ سابق حکومت نے تعمیر کروائے تھے۔ ان کا مقصد تو ہمارے بچوں کی بہبود کے لئے تھا۔ وہ جو بہترین عمارات بنی ہوئی ہیں ان کو فوری طور پر اسی مقصد کے لئے استعمال کیا جائے اور ان کے لئے خاص بجٹ مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یتیم بچوں کے لئے کام کیا جائے۔ ہمارے بچے یتیم ہو جائیں تو ہم خون کے آنسو روئیں گے اگر ہمارے بچے ان اداروں میں جائیں گے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سے متعلق میں یہ کہوں گی کہ سستی روٹی جس پر یہ ساڑھے سات ملین روپے رکھے گئے ہیں اگر اس کو سستی روٹی کی بجائے آٹے پر سبسڈی دی جائے یا لوگوں کو راشن کے لئے دیں جس میں وہ تیل، چینی اور دالیں لے سکیں تو میرے خیال میں بہت بہتر ہو گا۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ انبساط حامد صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین خان قائد حزب اختلاف اور اپوزیشن کے معزز ممبران وزیر خزانہ کو جو مثبت تجاویز بجٹ کے حوالے سے دے

رہے ہیں اس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور انھیں خراج تحسین بھی پیش کرتا ہوں کہ جس دلچسپی کے ساتھ یہ اپنا کردار ادا کر رہے ہیں، یہ جو تجاویز دے رہے ہیں تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت ان پر پوری طرح غور کرے گی خاص طور پر محترمہ نے جو بچوں کے متعلق بات کی ہے تو یقیناً یہ بچے پوری قوم کے بچے ہیں اور ان کی فلاح کے لئے جو بھی قدم ہو گا وہ ضرور اٹھایا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے تو میں اس پر ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ہمارے ساتھیوں کی دلچسپی کو acknowledge کیا اور ان کے بارے میں اچھی رائے کا اظہار کیا۔ جس وقت آپ نے مجھے موقع دیا تھا تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ہم جو ایوان میں اس طرف بیٹھے ہیں اپنے آپ کو ایوان کا حصہ سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے فرائض میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نشاندہی کریں اور کوئی below average اور کوئی below the belt کام کیا ہے اور نہ کریں گے۔ ہم یہ چاہیں گے کہ اگر اس پر عملدرآمد کیا جائے بے شک اس کا کریڈٹ حکومتی بنچ لیں لیکن کلی طور پر تو ہم سب کو کریڈٹ ملے گا۔ صوبہ پنجاب کے عوام اس ہاؤس کی طرف دیکھتے ہیں، اس میں یہ تخصیص نہیں ہوتی بلکہ وہ اس ہاؤس کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس ہاؤس کو ہم سب نے مل کر چلانا ہے اس لئے ہم یہ تجاویز دے رہے ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! زراعت کے شعبہ میں 3۔ارب 20 کروڑ روپے اس بجٹ میں رکھے گئے ہیں لہذا میری یہ تجویز ہے کہ اس بجٹ میں ایگریکلچر ریسرچ اور نہری پانی کے بندوبست کے لئے کسانوں کو بلا سود قرضے دیئے جائیں اور بروقت کھاد کی دستیابی کو ensure کیا جائے تاکہ کسان اور زمیندار کو یہ فائدہ حاصل ہو سکے۔ میری یہ بھی تجویز ہے کہ بیرون ملک سے پرانے ٹریکٹر منگوانے کی اجازت بذریعہ فیڈرل گورنمنٹ طلب کی جائے تاکہ جو غریب کسان ٹریکٹر پوری قیمت پر یا نیا نہیں خرید سکتے تو ان کو اس کا فائدہ ہو سکے۔ پنجاب حکومت نے غربت میں کمی کے لئے پنجاب فوڈ سپورٹ پروگرام شروع کیا ہے جس کے لئے 13۔ارب روپے سے زائد کی

رقم رکھی گئی ہے۔ پچھلے سال فوڈ سپورٹ پروگرام جاری ہوا اور ہر ایم پی اے کو پانچ ہزار فارم دیئے گئے جو انہوں نے اپنے حلقے میں تقسیم کئے جس کو ہر ضلع کا ڈی سی او اور ای ڈی او (آر) کا دفتر manage کر رہا تھا لیکن اس میں کچھ خرابیاں پیدا ہوئی ہیں جس میں کم از کم ایک سے دو ہزار تک فارم ضائع کئے گئے ہیں جس کا ابھی تک کوئی incentive نہیں دیا گیا لہذا آپ کی وساطت سے میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ جہاں پر خرابیاں پیدا کی گئی ہیں اس کو ensure کرنے کے لئے گورنمنٹ اس پر direction جاری کرے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کرائے تاکہ غریب لوگوں کو اس کا فائدہ پہنچ سکے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی کا پروگرام شروع کیا گیا ہے جو کہ لاہور، ملتان، فیصل آباد اور بڑے شہروں میں واقعتاً اُس کا فائدہ ہو رہا ہے لیکن دیہاتی علاقوں میں اس کا فائدہ ابھی تک نہیں پہنچا لہذا میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ سستی روٹی پروگرام دیہاتوں میں بھی شروع کیا جائے تاکہ اس جمہوری حکومت کا غریب عوام کے ساتھ روٹی، کپڑا اور مکان کا جو وعدہ ہے وہ پورا ہو سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ انصاف کی فراہمی اور امن و امان کے لئے اس بجٹ میں بہت سی مراعات ججوں اور پولیس کے لئے دی گئی ہیں لیکن اس وقت عدالتوں میں ابھی تک کیسوں کا جم غفیر لگا ہوا ہے، لوگ مارے مارے پھرتے ہیں، اپنی اپنی تاریخوں پر آتے ہیں اور تاریخ لے کر پھر چلے جاتے ہیں۔ اس وقت موجودہ حکومت نے ججوں کی تنخواہ تین گنا بڑھائی ہے لیکن کیسوں کی تعداد آپ دیکھ لیں کہ کیسوں میں ابھی تک غریب اور عام لوگوں کو کوئی ریلیف نہیں مل رہا لہذا میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ وہ عدلیہ کو بذریعہ چیف جسٹس یہ ہدایت دیں کہ وہ انصاف کی فوری فراہمی اور speedy trial کے لئے اپنے طریق کار میں کچھ تبدیلی لائیں۔ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور امن و امان کے لئے ایک خطیر رقم اس بجٹ میں رکھی گئی ہے لیکن پولیس نے اس ملک اور صوبہ کو پولیس سٹیٹ بنایا ہوا ہے، تھانہ کلچر میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جس وجہ سے ابھی تک غریب لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا۔ تھانیدار اپنی مرضی کے فیصلے کرتا ہے جسے گورنمنٹ کی کوئی پرواہ نہیں ہے، میں آج آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب اس پر strict action لے۔ تھانہ کلچر اور پولیس کلچر کو بہتر کرنے کے لئے جہاں ہم اتنی رقم خرچ کر رہے ہیں، کم از کم ہمیں ان کا رویہ اور طریق کار بھی تبدیل کرنا چاہئے۔

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا منور حسین المعروف رانا منور غوث خان: جناب سپیکر! پولیس کے رویوں کی بات ہو رہی تھی تو اس وقت آپ پنجاب کی صورتحال کو دیکھ لیں کہ پنجاب حکومت نے ان کو مراعات دینے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی لیکن جہاں پر غریب، عام اور متوسط طبقے کے انصاف کی بات کا تعلق ہے تو پولیس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا بلکہ الٹا یہ کام کو خراب کر رہے ہیں اور انصاف کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں۔ میری حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ جہاں پر آپ نے ان کو اتنی مراعات دی ہیں، کم از کم R.P.O اور D.P.O کی سطح پر یہ ہدایات جاری کریں کہ وہ اپنے مقامی پولیس کے رویوں کو بہتر کریں تاکہ عوام کو انصاف کی فراہمی یقینی ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ بلدیاتی اداروں کی کارکردگی اور تجاوزات کے خاتمہ کے لئے پہلے مجسٹریسی کا نظام رائج تھا لیکن 2001 میں جب نیا بلدیاتی نظام آیا تو اس وقت مجسٹریسی نظام کو ختم کر دیا گیا اور تجاوزات کے خاتمہ کے لئے بلدیاتی اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا۔ آج آپ شہروں میں دیکھ لیں کہ تجاوزات نے کس حد تک شہروں کو مسائل میں گھیر لیا ہے لہذا میری آپ سے گزارش ہے کہ تجاوزات کو ہٹانے کے لئے ایک اچھا لائحہ عمل ترتیب دیا جائے تاکہ عام شہری کو اس سے فائدہ حاصل ہو سکے۔ صفائی کے نظام کو بہتر بنانے کے لئے شہروں میں لائٹنگ کا نظام اچھا کیا جائے۔ دیہاتوں میں صفائی کے نظام کے لئے ایک خصوصی فنڈ مختص کیا جائے جو بلدیاتی اداروں اور ڈسٹرکٹ مینجمنٹ کے ذریعے خرچ ہو۔

اسی طرح طبی سہولیات کے لئے 12-ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے لیکن ابھی تک ہمارے صوبہ پنجاب میں یونین کونسل کی سطح پر B.H.U قائم نہیں ہو سکے اور جو ڈسپنسریاں قائم کی گئی تھیں وہ پچھلے سال کسی مصلحت کے تحت دیہاتوں میں سے ختم کر دی گئی ہیں۔ میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ آپ مہربانی فرما کر ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک B.H.U بنوائیں اور جن یونین کونسلوں کی آبادی زیادہ ہے وہاں پر چھوٹے دیہاتوں میں کم از کم ایک ڈسپنسری ضرور ہونی چاہئے تاکہ غریب اور عام لوگوں کو طبی سہولیات آسانی سے میسر آ سکیں۔ پچھلے ایک سال میں ایمرجنسی میں ادویات کی فراہمی کے لئے کہا گیا اور مفت طبی امداد کا حکم دیا گیا لیکن بیوروکریسی کی

مصلحتوں کے تحت بہت سے ہسپتالوں میں مفت ادویات میسر نہ آسکیں جس میں میرے ضلع سرگودھا کا ہسپتال D.H.Q بھی شامل ہے۔ وہاں کے M.S اور ہم سب ایم پی ایز ہر بار کمشنر، ڈی سی او اور حکومت پنجاب کو بتاتے رہے کہ ہمارے ہسپتالوں میں مفت ادویات میسر نہیں ہیں لیکن اب مالی سال کے اختتام پر ادویات میسر آئی ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ چونکہ ہر وقت خدانخواستہ کوئی حادثہ ہوتا رہتا ہے جس کے لئے فوری طبی امداد اور ادویات کی ضرورت ہوتی ہے لہذا ہسپتال میں ادویات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ میں 23-ارب روپے سے زائد کی رقم رکھی گئی ہے۔ دیہاتوں میں تعلیم کو عام کرنے کے لئے، اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے، خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے، سکولوں کی missing facilities کو دور کرنے کے لئے، شہروں اور دیہاتوں میں نئے سکول بنانے کے لئے یہ رقم تجویز کی گئی ہے۔ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ اس وقت جو سکول کام کر رہے ہیں ان میں بہت سی جگہوں پر toilets نہیں ہیں، بہت سے سکولوں میں ڈیسک نہیں ہیں، بہت سے سکولوں میں پینے کا پانی میسر نہیں ہے، بہت سے سکولوں میں بجلی نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ missing facilities کی رقم کو بڑھایا جائے اور جو تعمیر شدہ سکول ہیں اور جو کام کر رہے ہیں ان کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے missing facilities کے فنڈز کو زیادہ کیا جائے اور نئے سکول اور اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے، خالی اسامیوں کو پُر کرنے کے لئے فوری طور پر ہدایات جاری فرمائی جائیں۔

جناب سپیکر! پبلک ہیلتھ سیکٹر میں 8-ارب پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جس میں پبلک ہیلتھ کی واٹر سپلائی سکیموں کو چلانے کے لئے اور ڈرینج سکیموں کو بنانے کے لئے یہ پیسا خرچ ہوگا لیکن جو پچھلی حکومتوں کے دوران پبلک ہیلتھ سے واٹر سپلائی سکیمیں تعمیر کی گئی ہیں ان کو چلانے کے لئے کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ میں نے پہلے بھی Private Members' Day میں یہ بل پیش کیا تھا کہ پبلک ہیلتھ میں ایک نیا شعبہ قائم کیا جائے جو ان پرانی واٹر سپلائی سکیموں کو چلائے اور maintenance کا شعبہ قائم کیا جائے لیکن ابھی تک اس پر کوئی خاطر خواہ عمل نہیں ہو سکا۔ حکومت پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ واٹر سپلائی سکیمیں جو اس وقت کام کر رہی ہیں اور جن کی صورتحال خراب

ہے، اچھی نہیں ہے ان کو مرمت کرنے کے لئے ایک فنڈ قائم کیا جائے اور ایک الگ سے پبلک ہیلتھ کے تحت ایک نیا شعبہ قائم کیا جائے جو پرانی واٹر سپلائی سکیموں کو چلا سکے۔

جناب سپیکر! معدنیات صوبہ پنجاب کا ایک اہم شعبہ ہے لیکن اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ معدنیات کی جب نیلامی ہوتی ہے، جب معدنیات کی لیز ہوتی ہے تو اس کو افسروں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس کی آمدنی کو بڑھانے کے لئے جہاں پر اتنی ٹاسک فورسز بنائی گئی ہیں وزیر صاحب کی نگرانی میں اس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو پارلیمانی کمیٹی ہو، جو اس کی نگرانی کر سکے، اس کی آمدن کو بڑھا سکے، اس کے ذرائع کو بڑھا سکے اور معدنیات میں جو مزدور کام کرتے ہیں ان کو طبی سہولیات کے لئے ہسپتال، ان کے بچوں کی تعلیم کے لئے سکول اور ان کو دیگر سہولیات ولیبر کالونیوں کی ضرورت ہے۔ اس میں جہاں اتنی کثیر رقم رکھی ہے تو غریب مزدوروں کے لئے بھی ایک خصوصی فنڈ قائم کیا جائے۔

جناب سپیکر! کھیلوں کے فروغ کے لئے حکومت پنجاب نے ایک ارب ساٹھ کروڑ روپے کا ہدف مقرر کیا ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میری وزیر خزانہ سے یہ گزارش ہے کہ ہر تحصیل میں کم از کم ایک منی سٹیڈیم تعمیر کیا جائے اور وہاں پر ایک سپورٹس آفیسر تعینات کیا جائے اور ان کو یہ پوری ذمہ داری دی جائے کہ وہ ہر یونین کونسل میں کھلاڑیوں کے ساتھ کوآرڈینیشن رکھیں اور ہر یونین کونسل میں ایک چھوٹا سٹیڈیم بھی بنایا جائے تاکہ وہاں پر کھیلوں کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جا سکے اور لوگ زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ سپورٹس میلے، ٹورنامنٹ اور سپورٹس فیسٹیول منعقد کریں تاکہ اس خطیر رقم سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

جناب سپیکر! خصوصی تعلیم میں بچوں اور خصوصی افراد پر توجہ دی جائے جو کہ ابھی تک پچھلی حکومتوں میں بھی وعدے کئے جاتے رہے ہیں لیکن اس حکومت نے اس وعدہ کو وفا کرنے کی کوشش کی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس وعدہ کو وفا کرنے کے لئے خصوصی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اور اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے خصوصی ٹاسک فورس قائم کی جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بڑی مشکور ہوں کہ بڑی مصروفیت کے باوجود آپ نے مجھے ایک لمحہ دیا۔ اس وقت تک 24 مقررین نے اپنی تقریر کی ہے اور ساڑھے چھ بج چکے ہیں اور لسٹ بہت لمبی ہے لگتا ہے کہ گیارہ ضرور بج جائیں گے جبکہ لوگ بھی بیٹھنے کے لئے تیار ہیں۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر صرف اتنا ہے کہ ایک legal circular circulate ہوا ہے جس میں آج ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی خدا خدا کر کے ڈیڑھ سال بعد پہلی میٹنگ ہے اور اس میٹنگ میں سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کو منتخب ہونا ہے۔ یہ ایک انتہائی اہم process ہے جو ہونا ہے۔ میری درخواست آپ سے یہ ہے کہ اجلاس میں گیارہ بجے تک یہاں بیٹھنا اور پھر میٹنگ بھی ہے، براہ مہربانی اس میٹنگ کو بجٹ اجلاس کے بعد جس طرح بلایا جاتا ہے اس وقت ہیلتھ کمیٹی کی میٹنگ بلالیں اور سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کا اس وقت انتخاب کریں۔ میں وزیر قانون سے درخواست کروں گی کہ اس کو تھوڑا سا logicalize کریں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین کا انتخاب ٹھیک ہے لیکن اب اچانک اتنی کیا ایمرجنسی ہے کہ رات کو گیارہ، ساڑھے گیارہ بجے اس کی میٹنگ بلا کر چیئرمین install کیا جائے۔ براہ مہربانی یہ اہم مسئلہ ہے اور بجٹ پر بحث بھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ آپ کا point آ گیا ہے۔ جی، سینئر وزیر صاحب! یہ جو میٹنگ آپ نے آج رکھی ہے آپ اس کو آگے لے کر جا سکتے ہیں یا آج ہی کرنی ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اس سلسلہ میں عرض ہے کہ پہلے آپ نے فرمایا تھا کہ اجلاس دس بجے ہے اس لئے ہم نے میٹنگ کا وقت تین بجے رکھا تھا کیونکہ اجلاس کا وقت بعد میں تبدیل کر دیا گیا اس لئے اب اجلاس تقریباً آٹھ ساڑھے آٹھ بجے ختم ہو گا تو اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم اس کو آگے لے جاتے ہیں اور اگر ہو بھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ کا فیصلہ ہے، آپ دیکھ لیں اگر تو ممبران contently آ سکتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میٹنگ کا وقت آٹھ بجے ہے، گیارہ بجے کا وقت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جس وقت کمیٹی کی میٹنگ ہو ممبران جاکر attend کر لیں، ہاؤس اپنا کام کرتا رہے گا۔ شکریہ۔ اب جناب افتخار علی کھیتران عرف بابر خان!

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں بڑے اہم مسئلہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں ہمارے اکثر معزز ممبران کو رہائش کا مسئلہ رہتا ہے۔ پہلے چمبہ ہاوس اور سرکٹ ہاؤس میں بھی ممبران کو ایڈ جسٹ کیا جاتا تھا۔ اب چمبہ ہاؤس کو انہوں نے خالی نہیں کروایا، ڈیڑھ سال ہو گیا ہے کہ نیب بھی ختم ہو چکا ہے اسے خالی کرایا جائے اور ممبران کو وہاں پر رہائش مہیا کی جائے۔ اس کے علاوہ سرکٹ ہاؤس کلی طور پر حکومت پنجاب کے تحت ہے۔ ڈیڑھ سال سے کس لئے اس کو استعمال میں نہیں لایا جارہا ہے نیب جب ختم ہو چکا ہے۔ وہ وہاں پر باقاعدہ طور پر براجمان ہیں ان سے یہ خالی کرائے جائیں تاکہ ممبران کے رہائشی مسائل کو حل کیا جاسکے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہ سیکرٹریٹ کے ساتھ ایک نئی بلڈنگ بنی ہے جس کے بارے میں سننے میں آرہا ہے کہ اس کو فروخت کیا جارہا ہے۔ رہائش کے بہت سارے مسائل ہیں اگر اس کو بھی بچا لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام ممبران کی چمبہ ہاؤس، سرکٹ ہاؤس اور دو ہوسٹل ہیں رہائش کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ اس پر بھی غور فرمائیں شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اس کو بھی دیکھتے ہیں۔ جی، افتخار علی کھیتران نہیں ہیں۔۔۔ نہیں موجود۔ مہر اعجاز احمد اچلانہ صاحب!۔۔۔ جی، مہر صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ صرف اقتصادی تجزیوں کا نام ہے اور نہ ہی یہ رزق کی تقسیم کا کوئی لائحہ عمل ہے جس کا طول و عرض صرف ایک سال پر محیط ہو۔ بجٹ رویوں کی تبدیلی کی راہگزر ہے۔ جن راستوں پر چل کر اپنے مقاصد تک کا سفر قومیں طے کرتی ہیں۔ متناسب بجٹ یہ نہیں کہ آمدنی اور اخراجات میں توازن ہو بلکہ عدل واحسان کے نظام کی طرف ایک سفر ہو جو قوموں کے رویوں میں تبدیلی پیدا کرتا ہو اور ہر طبقہ کے افراد کو ساتھ لے کر چلتا ہو۔ آج معاشرہ میں ہر قسم کا خوف موجود ہے جبکہ اسلامی جمہوریہ کو تو خوف سے آزاد ہونا چاہئے تھا۔ خوف سے آزاد معاشرہ کی تعمیر کا خواب اس وقت پورا ہو سکتا ہے جب انصاف، تعلیم اور رزق کی فراوانی ہو۔

جناب سپیکر! حالیہ بجٹ پنجاب کی تاریخ کا ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ زراعت، فوڈ سپورٹ پروگرام، سستی روٹی، گرین ٹریکٹر سکیم، صحت، تعلیم کے لئے بے شمار رقوم مختص کی گئی ہیں۔ ماضی میں بھی یہ فنڈز مختص کئے جاتے رہے ہیں یا تو ان کی ترجیحات صحیح نہیں ہوتی تھیں یا یہ فنڈز مخصوص علاقوں میں لگائے جاتے تھے۔ اس بجٹ میں ہر طبقہ کو، ہر علاقہ کو سامنے رکھا گیا ہے اور اس بجٹ میں محروم اور مجبور علاقوں کی طرف بھی توجہ دی گئی ہے۔ آج بھی ہمارے پنجاب میں وہ علاقے موجود ہیں، ڈی جی خان اور بہاولپور ڈویژن کے کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں پر جانور اور انسان آپ کو ایک ہی جوہڑ سے پانی پیتے نظر آئیں گے۔ ہمارے ضلع لیہ میں کہیں سیم اور تھور ہے تو کہیں arsenic کی وجہ سے پانی پینے کے قابل نہیں ہے۔ لوگ مجبوراً یہ پانی پی رہے ہیں۔ کہیں تھل اور چولستان کے لوگ پانی کے لئے ترس رہے ہیں تو کہیں یہ لوگ اٹک سے لے کر کشمور تک دریائے سندھ کی تباہ کاریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہر سال سیلاب اور دریاؤں کے کٹاؤ کی وجہ سے ہزاروں لوگ بے گھر ہوتے ہیں۔ جانوروں اور گھروں کے نقصانات کے علاوہ اپنی قیمتی جانوں کا بھی نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ صحت، تعلیم انصاف تو دور کی بات ہے دریا سے متاثرہ لوگوں کو تو سر کو چھپانے کے لئے بھی جگہ نہیں ملتی۔ کھانے کو بھی اشیاء نہیں ملتیں تو یہ اپنے بچوں کو مدرسوں میں نہیں بھیجیں گے تو کہاں بھیجیں گے؟

جناب سپیکر! ہمارے ضلع لیہ میں متاثرین منگلا ڈیم، متاثرین تربیلا ڈیم اور متاثرین دریائے راوی کے لوگوں کو متبادل اراضی الاٹ کی گئی لیکن وہاں کے مقامی لوگوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ دریائے سندھ ضلع لیہ میں تباہ کاریاں کرتا ہے اور ضلع لیہ میں ہی نہیں مظفر گڑھ، میانوالی اور بھکر کے اضلاع

میں بھی دریائے سندھ گزرتا ہوالوگوں کو بے گھر کرتا ہے لیکن وہاں پر مقامی لوگوں کو متبادل اراضی الاٹ کرنے سے بورڈآف ریونیو نے انکار کر دیا ہے۔ ماسوائے ایک گاؤں کے جو میاں محمد شہباز شریف نے 1997 کے دور میں آباد کیا تھا لیکن انہیں بھی آج تک مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے۔

جناب سپیکر! تھل کے اضلاع میانوالی، بھکر، خوشاب، لیہ اور مظفر گڑھ میں T.D.A کے نام سے ایک اتھارٹی قائم کی گئی تھی جس کے تحت وہاں کے لوگوں کی زمینیں acquire کی گئی تھیں اور ایک فارمولے کے تحت اس کے متبادل لوگوں کو اراضی واپس کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی ڈویلپمنٹ بھی کرنی تھی لیکن آج تک لوگوں کو صحیح طریقے سے ان کا جائز حق یعنی ان کے رقبے کے حقوق مل سکے اور نہ ہی تھل کے علاقے میں کوئی ترقی ہو سکی۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح regional development authorities کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں جیسے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے یا کوئی اور اسی طرح کی اتھارٹی ہیں تو T.D.A کو بھی دوبارہ متحرک کیا جائے اور اس کے پسماندہ اضلاع کے لئے بھی رقم مختص کی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کے کچھ مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ لیہ تونسہ پل جس کا وعدہ محترمہ شہید بے نظیر بھٹو صاحبہ نے بھی لیہ میں جاکر کیا تھا اور میاں محمد نواز شریف نے بھی متعدد بار لیہ اور تونسہ میں جاکر اس کا اعلان کیا لیکن وہ پل آج تک نہیں بن سکا۔ اگر لیہ اور تونسہ کے درمیان یہ پل بن جائے تو پنجاب، سرحد، بلوچستان کا تین سو کلومیٹر کا سفر نہ صرف کم ہو گا بلکہ یہ ایک انقلابی اقدام ہو گا جس سے خوشحالی آئے گی اور محبتوں اور تجارت کی نئی راہیں کھلیں گی جس سے ایک کروڑ لوگ استفادہ کریں گے اور ان کا روزگار بھی بڑھے گا۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے ضلع میں محکمہ جنگلات کی 20 ہزار ایکڑ اراضی پر 1954 میں نیشنل پارک کا اعلان ہوا تھا لیکن آج تک اس پر ایک پائی بھی خرچ نہیں کی گئی اور اعلان شدہ پارک میں کوئی کام نہیں کیا گیا تو میں یہ چاہوں گا کہ ماچھو اور عنایت نیشنل پارک جو 55-1954 سے نیشنل پارک declared ہے اس کے لئے بھی اس بجٹ میں کوئی رقم مختص کی جائے۔ اسی طرح میں نے گورنر صاحب کو ایک گزارش کی تھی کہ ہمارے ضلع لیہ میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا ایک کیمپس بنایا جائے جس کے لئے انہوں نے اس یونیورسٹی کو ایک لیٹر لکھا تو یونیورسٹی نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا۔

یونیورسٹی کیمپس کے قیام کے لئے فنڈز درکار ہیں تو میں وزیر اعلیٰ اور وزیر خزانہ صاحبان سے استدعا کروں گا کہ ہمارے پسماندہ ضلع کو ترقی کی راہ میں شامل کرنے کے لئے بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے سب کیمپس کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ ہر ضلع میں ایک چلڈرن لائبریری قائم کی جائے جہاں Indoor games ہوں تا کہ آج کے بچے منفی سرگرمیوں کی بجائے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر ایک لائبریری میں جا کر تفریح حاصل کر سکیں۔ اس بجٹ میں سرکاری اراضی کو نیلام کرنے کا بھی کہا گیا ہے۔ ہمارے دیہاتوں اور شہروں میں مختلف رفاہی کاموں کے لئے even قبرستان کے لئے بھی جگہ نہیں ملتی تو میں چاہوں گا کہ جہاں پر بھی سرکاری زمین موجود ہو تو اسے نیلام کرنے سے پہلے وہاں کی آبادی کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر اگر سب سے پہلے رفاہی کاموں کے لئے مختص کیا جائے تو میں اسے احسن اقدام سمجھوں گا۔ اسی طرح پانچ مرلہ کے مکانات دینے کا کہا گیا ہے۔ اس سے قبل بھی سات مرلہ مکانات بنا کر دیئے گئے تھے لیکن وہ اکثر جگہوں پر آباد نہیں ہو سکے اس لئے کہ دیہات کے مکینوں کے لئے پانچ اور سات مرلہ میں رہائش رکھنا بڑا مشکل ہے کیونکہ دیہات کے اکثر لوگوں کا گزر بسر جانوروں کی افزائش پر ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ پانچ یا سات مرلے کے مکان میں خود بھی رہیں اور اپنے جانوروں کو بھی باندھیں۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ پنجاب میں رہنے والے بے گھر اور بے زمین لوگوں کو کم از کم ایک یا دو کنال اراضی دی جائے۔ اسی کے ساتھ ہی میں شعر پڑھ کر اجازت چاہوں گا کہ:

خدا کرے میری ارض پاک پہ اترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
جہاں جو پھول کھلے کھلا رہے صدیوں
خزاں کو بھی گزرنے کی مجال نہ ہو
خدا کرے میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم نہ ہو، زندگی وبال نہ ہو

بہت بہت شکریہ۔ والسلام

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ شگفتہ شیخ صاحبہ!

محترمہ شگفتہ شیخ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے مالی سال 10-2009 کے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے جمہوری حکومت کا غریب دوست بلکہ عوامی، فلاحی اور ترقیاتی بجٹ پیش کرنے پر خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بغیر کوئی ٹیکس لگائے ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔ غربت میں کمی، صحت، تعلیم، زراعت اور ترقیاتی پروگراموں میں اضافہ کر کے حقیقی معنوں میں عوام دوست حکومت ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔

جناب سپیکر! جہاں انصاف نہیں ہوتا وہ ملک اور معاشرہ کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی قیادت نے عدلیہ کی آزادی میں جو جدوجہد کی اس کی مثال پاکستان کی 62 سالہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ آج ملک میں ہماری عدلیہ آزادی سے فیصلے کر رہی ہے۔ حکومت نے عدالتی نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے اور عوام کو انصاف کی فراہمی کے لئے عدلیہ کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ اچھا اقدام ہے۔ وزیر اعلیٰ فوڈ سپورٹ پروگرام کے تحت صوبے کے لاکھوں مستحقین، نادار اور مفلس لوگوں کو امداد کی فراہمی اور سستی روٹی جیسے فلاحی منصوبوں کو جاری رکھنا اور ان کی مد میں فنڈز کا اضافہ کرنا وزیر اعلیٰ کی عوام سے محبت اور ان کو ریلیف دینے کا منہ بولتا ثبوت ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ صوبہ پنجاب کے غریب عوام کو مفت علاج کی سہولت اور dialysis جیسے مہنگے علاج کو مفت فراہم کرنا ایک اچھا اقدام ہے جس سے لاکھوں لوگ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف اور ان کی حکومت کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔ اگر پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت کو پنجاب میں کچھ عرصہ کے لئے ختم نہ کیا جاتا تو آج صوبے میں مزید ترقی کے ثمرات نظر آتے کیونکہ میاں محمد شہباز شریف کے بطور وزیر اعلیٰ اگر تمام ادوار کو دیکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب میں ترقی کی منازل طے ہوئی ہیں جو سابق دور کے کسی وزیر اعلیٰ کے حصے میں نہیں آئیں۔ پولیس ملازمین اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں و پنشن میں اضافہ سے ان کے معاشی حالات بہت بہتر ہوں گے۔ گو مہنگائی کے حساب سے تنخواہوں میں اضافہ کم ہے پھر بھی حکومت نے اپنے وسائل کے مطابق ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر کے ملازمین کی مشکلات میں کمی کرنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے اہم بات ریٹائرمنٹ کے بعد سرکاری ملازمین کے لئے

تعمیر شدہ مکانات دینے کا فیصلہ مسلم لیگ حکومت کا اچھا اقدام ہے۔ یہ اقدام میاں محمد نواز شریف کے دور میں بھی اٹھایا گیا تھا اب اس کو دوبارہ شروع کر کے لاکھوں ملازمین کے دل جیت لئے ہیں اس کے لئے بھی وزیر اعلیٰ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر! 175۔ ارب روپے کا سالانہ پروگرام پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا پروگرام رکھنے پر حکومت مبارکباد کی مستحق ہے اس سے صوبہ پنجاب کے دور دراز اور پسماندہ علاقے تعمیر و ترقی میں آئیں گے۔ میں وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتی ہوں کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کا درجہ دیا جائے، ڈاکٹروں کی کمی کو پورا کیا جائے، قصور کو big city declare کیا جائے۔ ڈاکٹر لاہور کی مراعات چھوڑ کر ضلعوں میں جانا نہیں چاہتے اگر قصور کو big city بنا دیا جائے تو ڈاکٹر قصور کا رخ کریں گے اور اس سے عوام کو طبی سہولیات ان کی دہلیز پر مل سکیں گی۔ خواتین ارکان اسمبلی کو بھی دیگر اراکین اسمبلی کی طرح ترقیاتی فنڈز دیئے جائیں تاکہ خواتین ارکان اسمبلی میں احساس محرومی ختم ہو کیونکہ وہ بھی دیگر ارکان اسمبلی کی طرح عوام سے رابطہ رکھتیں اور ان کے کام کرتی ہیں۔ میں ایک بار پھر وزیر اعلیٰ اور ان کی حکومت کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور انہیں مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرتی ہوں۔

چاہنے والوں کا ایک قافلہ رواں دواں ہے
تعمیل حکم پہ وہ جان وار دیتے ہیں
فقدان ہے رقابت کا رقیبوں میں یہاں
چاہنے والوں کو سبھی پیار دیتے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آمنہ جہانگیر!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رائے محمد اسلم خان صاحب!۔۔۔ موجود ہوتے ہوئے لگتا ہے موجود نہیں ہیں۔

رائے محمد اسلم خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ابتداء اے رب جلیل دے بابرکت ناں نال جہیڑا بڑا مہربان تے ڈھیر رحم کرن والا اے۔ میں سب توں پہلاں تے پنجاب دے وزیر خزانہ!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! آپ پنجابی میں تقریر کریں گے یا اردو میں کریں گے؟

رائے محمد اسلم خان: جناب! ہاؤس کا مطالبہ تھا کہ پنجابی میں تقریر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے لئے پھر آپ کو اجازت لینی چاہئے تھی۔

رائے محمد اسلم خان: چلیں، اردو میں کر لیتا ہوں۔

معزز اراکین: پنجابی میں کریں۔

رائے محمد اسلم خان: جناب والا! میں پنجابی میں تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے اجازت ہے۔

رائے محمد اسلم خان: میں شکریہ ادا کرناں پنجاب دے محنتی تے handsome وزیر خزانہ دا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! handsome کو پنجابی میں کیا کہتے ہیں؟

رائے محمد اسلم خان: سوہنا تے سنکھے منڈے دا، میں مبارکباد پیش کرناں خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نوں کہ اوناں دی ٹیم اور اوناں دیاں محنتاں دے عوض پنجاب نوں اج جمہوری حکومت دا دوسرا بجٹ فیر نصیب ہویا جیدا اہر point ویکھیے تے اوہدے وچ پنجاب دی ترقی، پنجاب دے عوام دی فلاح و بہبود، پنجاب دی development اور پنجاب وچ امن و امان قائم کرن دی خوشبو آوندی اے۔ میں اج ای وزیر خزانہ صاب دی بجٹ تقریر ویکھنی شروع کیتی سی تے اک سینئر پارلیمنٹیرین۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر بلوچی میں بھی تقریر ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں! پنجابی اور انگلش میں اجازت ہو تو کر سکتے ہیں۔ بلوچی کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ point پہلے بھی raise ہوا تھا ہمارے پاس بلوچی کے reporters موجود نہیں ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، دوست محمد خان کھوسہ!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ لغاری صاحب کو بلوچی میں بات کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔ رائے صاحب!

رائے محمد اسلم خان: پنجاب دے اک سینئر پارلیمنٹیرین نے مینوں پچھیا کہ کیا بجٹ تے ایہہ تجاویز دیوگے اوناں تے عملدرآمد وی ہوئے گا یا ایہہ تقریری مقابلہ ای ہوئے گا؟ جدوں میں غور کیتا اپنے پچھلے سال دی بجٹ تقریر تے، تے واقعی ایہہ احساس ہویا کہ ایہدے تے عملدرآمد نہیں بلکہ ایہہ تقریری مقابلے دا ای رنگ اے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اے بجٹ جدے تے اج ممبران پنجاب اسمبلی بحث کر رہے نیں تے اپنی تجاویز دے رہے نیں، ایہہ بجٹ پنجاب حکومت دا بجٹ اے۔ پنجاب حکومت دے وچ وزیراعلیٰ، وزرائے کرام تے اتحادی جماعتاں دے اوہ ممبران جیہڑے گورنمنٹ دے اتحاد وچ شامل نین اوناں ساریاں داناں پنجاب حکومت اے۔ ایہہ بڑی خوشی دی گل اے کہ پنجاب حکومت نے، پنجاب دی جمہوری حکومت نے اے دوجا بجٹ دتا اے واقعی اے بجٹ دے اک اک point، اک اک پہلو توں ویکھیے تے صوبے تے ملک دی بھلائی ای نظر اوندی اے لیکن دکھ ایس گل دا اے کہ پنجاب اور پاکستان دے اوہ سیاستدان جناں نے اے پاک سرزمین حاصل کیتی سی، بلاشبہ اے پاک سرزمین سیاستداناں نے حاصل کیتی سی، اے بیوروکریٹس یا فوجیاں نے نہیں حاصل کیتی سی لیکن اج کوئی ایس دھرتی دے سیاستدان جدوں صوبے دا انتظام چلان لئی اور پورے سال دا تخمینہ لا کے اک بجٹ دی شکل وچ پیش کردے نیں تے اوہدے تے عملدرآمد کیوں نیں ہوندا؟ میں سمجھناآں کہ عملدرآمد دے وچ سیاستدان یا پنجاب حکومت دے کوئی حصے دار شامل نئیں ہوندے۔ عملدرآمد صرف بیوروکریسی دے وس جا کے ہوندا، چیف ایگزیکٹو تے بعد دے وچ، میں سمجھناآں کہ نہ اوہدے وچ عمل دخل وزراء دا ہوندا اے، اوہدے وچ عمل دخل گورنمنٹ پارٹی دے ممبران دا ہوندا اے اور نہ اوہدے وچ عمل دخل اپوزیشن دی تجاویز دا ہوندا اے۔

ساڈی قسمت دا فیصلہ صرف بیوروکریٹس کردے نیں۔ میں معذرت دے نال، کوئی دوست ایہہ نہ سمجھے کہ پتا نئیں مینوں کسی پارٹی یا شخصیت دے نال کوئی اختلاف اے۔ قائد پنجاب وی میری favourite تے آئیڈیل شخصیت نے۔ اوس ویلے جس ویلے (ن) تے پیپلز پارٹی نے مل کے اتحاد بنا کے گورنمنٹ بنائی اے، اوس ویلے parties دی تنقید نئیں میں صرف اک ہاؤس دا اک ممبر ہون دے ناتے، ایس ہاؤس دا رکن ہون دے ناتے، ایس ہاؤس دی عظمت لئی، پارلیمنٹ دی supremacy لئی، پارلیمنٹ دی برتری لئی اور ایوان دے تقدس لئی اپنی تجاویز پیش کر رہیا آں یا اپنی رائے دا اظہار کر رہیا آں۔ لاء اینڈ آرڈر فورسز لئی ایس بجٹ دے وچ وی کتنا فنڈ تے کتنا پیسا رکھیا گیا اے۔ اوہناں دیاں تنخواواں دا تے اوناں دے الاؤنسز دا کتنا خیال رکھیا گیا اے لیکن باوجود اس چیز دے کیا اسیں ایہہ دعویٰ کر سکدے آں کہ اج اوہناں departments وچ کرپشن ختم ہو گئی اے، کیا سارا کلچر بدل گیا اے، کیا اوہ فورسز اپنے فرائض ایمانداری دل نال ادا کر رہیاں نیں؟ جدوں پولیٹیشنز، جدوں سیاستدان، جدوں ایس ملک دا نظریہ سوچن والے، جدوں ایس ملک نوں قائم کرن والا طبقہ حکمرانی دے وچ شامل ای نہیں ہوئے گا اودوں تک تسیں کیویں توقع کر سکدے او، کیویں توقع رکھ سکدے او کہ ساڈے پنجاب دے مسائل بہتر طریقے نال حل ہو جان گے۔ میں اج وی کہنا کہ تعلیم لئی جتنا پیسا ایس گورنمنٹ نے رکھیا اے، پڑھا لکھا پنجاب دا نعرہ لگان والے دے خواباں وچ وی نہیں سی لیکن بدقسمتی کہ فیر اوہ ای گل آ گئی جدوں ونڈ آندی اے، جدوں منصوبہ بندی ہوندی اے تے اوہ سیاستدان، ایس ملک دے اوہ لوک جنہاں نوں لکھ لکھ بندے دا اعتماد حاصل ہوندا اے، لوک ووٹ دے کے اپنی نمائندگی لئی ایس ایوان وچ گھلدے نیں اوہ اونہاں مشوریاں تے اوس منصوبہ بندی وچ شامل نہیں ہوندے۔ بیوروکریٹ عام آدمی دی نبض پکڑ کے اوہدے دکھ تے مسائل نہیں معلوم کر سکدا۔ ایہہ مسائل، ایہہ دکھ، ایہہ تکلیفاں صرف اوہ بندہ ای محسوس کر سکدا اے جیہڑا اوہناں دے وچوں ہوندا اے، جنوں اوہ منتخب کر کے ذمہ داری سونپ دے نیں اور اپنا اعتماد دے کے ایس ہاؤس وچ بھیجدے نیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ بہت شکریہ

رائے محمد اسلم خان: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز!wind upکریں۔ بسwind upکریں۔

رائے محمد اسلم خان: میں اج حلقے وچوں، اپنے ضلعے وچوں آیاں تے میرے ضلعے دے دوسرے دوست پیپلز پارٹی دے سن، (ن) لیگ دے سن، پچھدے سن کہ ضلع کیسا چل رہیاا ے؟ میرے نال گواہ بیٹھے نیں تے میں کہیا اوہ بھائی جی! ضلع چلان والیاں نوں پچھو، سیاستدان دا کیہ کم اے کہ ضلع کیسا چل رہیا، ڈی سی او تے ڈی پی او نوں پچھو (نعرہ ہائے تحسین)

جدوں اللہ تعالیٰ دے فضل نال میرا وزیر اعلیٰ اک ایہہ نعرہ دیندا اے تے کوشش کردا اے کہ میرٹ تے بھرتیاں ہون، نوکریاں میرٹ تے ملن تے جس ویلے بیوروکریسی گیارہویں تے سولھویں گریڈ تک دا فارمولا بناندی اے، چالیس فیصد نمبر انٹرویو دے ہوندے نیں تے اوس انٹرویو لین والی ٹیم دے وچ کوئی سیاستدان موجود نہیں ہوندا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! بہت شکریہ۔ رائے صاحب! پلیز۔ شکریہ، تشریف رکھئے گا۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔ رائے صاحب! پلیز، سب کے لئے ایک باری رکھی ہوئی ہے، بہت شکریہ۔ یہاں پر Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab ہے جس طرح محسن لغاری صاحب نے بات کی تھی۔

> **LANGUAGE OF THE ASSEMBLY:**The members shall ordinarily address the Assembly in Urdu, but the member who cannot adequately express himself in Urdu, may with the permission of the Speaker, address the Assembly in English or other recognised language of the Province.

تو یہ provisionتو موجود ہے لیکن میری ممبران سے گزارش یہ ہے کہ ہم کوشش یہ کریں کہ ہم ہاؤس میں uniformityرکھیں اور اردو کو ہی ہم اس کے اندر رکھیں، بہت شکریہ۔ جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے تمام ساتھیوں کی طرف سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں and I hope کہ ٹریژری بنچز والے بھی مجھے اس بات پر support کریں گے کہ ہمارے بھائی اتنی سچی باتیں کر رہے ہیں کہ ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ ان کو پانچ منٹ سچائی الاؤنس کے طور پر دیئے جائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، آگے ہیں محترمہ راحت اجمل صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔(شور وغل)

جناب قائم مقام سپیکر: .Order in the House, order in the House جی، آپ جاری رکھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: سب سے پہلے میں محترمہ بے نظیر بھٹو شہید صاحبہ کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتی ہوں، کل ان کی سالگرہ گزری ہے اور آج پاکستان میں جو جمہوریت کا استحکام ہے جو یہ coalition government ہے اور مفاہمت اور مصالحت کی جو پالیسی ہے یہ محترمہ ہی کی دی ہوئی ہے۔ آج یہاں پر جو جمہوریت کا بول بالا ہے یہ محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی قربانی کی وجہ سے ہی ہے اور ہمیں ہر لمحہ اس بات کو یاد رکھنا چاہئے۔ اس بجٹ کے بارے میں بہت سی تجاویز ہیں۔ پہلے پچھلے سال بھی ہم نے بجٹ کے بارے میں تجاویز دی تھیں پھر جب پری بجٹ سیشن ہوا تھا تو بہت خوشی ہوئی کہ پری بجٹ سیشن ہو رہا ہے اور بہت تیاری کے ساتھ ساتھیوں نے اور معزز ممبران نے تقاریر کیں، تجاویز پیش کیں تو پھر جب بجٹ آیا تو اس میں وہ جو پری بجٹ سیشن کی تجاویز تھیں وہ نظر نہیں آئیں اس لئے یہ گزارش ہے کہ ہم جو یہاں پر تجاویز پیش کرتے ہیں براہ کرم ان پر کوئی نظر ثانی کی جائے۔ اس بجٹ کے analysis میں، اس بجٹ کی تنقید میں اور مثبت تجاویز میں اس ایوان کا بہت بڑا role ہے تو ہماری یہ گزارش ہے کہ جیسے دوسرے ممالک میں ایوان کی جو کمیٹیاں ہوتی ہیں ان کا بجٹ میں بہت بڑا input ہوتا ہے تو ہماری اسمبلی میں بھی ایسا کوئی کام ہونا چاہئے تاکہ ان کمیٹیاں کا بجٹ کی foundation میں اور بجٹ کے analysis میں کوئی role ہو۔ سندھ میں کچھ اچھے اقدامات کئے جا رہے ہیں اور سب سے بڑا جو مثبت

step ہے وہ یہ کہ چالیس ہزار ایکڑ پانچ ہزار ہاریوں کو دیئے گئے ہیں تو میری یہ درخواست ہے کہ ہماری جو پنجاب گورنمنٹ کی جو اراضی ہے جس کو ہم سیل کرنا چاہ رہے ہیں اس میں چھوٹے کاشتکار، کھیت مزدور اور خاص طور پر خواتین ہیں تو براہ کرم ان کو وہ زمین الاٹ کی جائے اور جو سندھ میں اراضی الاٹ کی گئی ہے اس سے 75 فیصد عورتوں کو دی گئی ہے تو یہ بہت اہم ہے اور ہم سندھ حکومت کے اس قدم کو سراہتے ہیں اور ہمیں بھی چاہئے کہ ہم ایسا کچھ کریں۔ اس کے علاوہ سندھ میں انہوں ایک Youth Skilled Development Programme پچھلے سال میں developed کیا ہے جس میں 41,000 youths کو ٹریننگ دی گئی ہے تو ہمیں بھی پنجاب میں کوئی ایسا پروگرام شروع کرنا چاہئے اور ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ ہمارے جو چھوٹے کاشتکار ہیں، جو کھیت مزدور ہیں اور خاص طور پر جو خواتین کھیت مزدور ہیں اس وقت یہ ایک ریکارڈ کی بات ہے کہ جو خواتین کھیت مزدور ہیں ان کو کم معاوضہ ملتا ہے، وہ سارا دن کام کرتی ہیں اور ان کو مرد کھیت مزدور سے کم معاوضہ ملتا ہے۔ اس کے لئے صرف NGOs نے کو کام نہیں کرنا ہے، اس کے لئے ہمیں بھی کام کرنا ہے اور خاص طور پر ہم خواتین جو یہاں پر reserved seats پر ہیں ہمارا role یہی ہے کہ ہم ان لوگوں کی آواز اٹھائیں جو کہ اصل میں minorities نہیں ہیں بلکہ 52 percent of the population ہیں اور ہمیں ان کی آواز کو اٹھاتے رہنا ہے اور ان points کو آگے لانا ہے۔ اس کے علاوہ women بھی bonded labour ہیں اور صرف بچے نہیں ہیں جو bonded labour میں کام کر رہی ہیں بلکہ پوری پوری family generations bonded labour میں مقروض ہیں اور وہ اس سے آگے نہیں نکل سکتیں تو Hon,able member ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ نے child labour پر کمیٹی بنانے کی ایک تجویز پیش کی تھی میری ایک درخواست ہے کہ وہ صرف child labour پر نہ ہو بلکہ bonded labour پر ہو، جو families ان generations سے نکل ہی نہیں سکیں تو ان کے لئے بھی وہ کمیٹی ہو۔

جناب سپیکر! دانش سکول بنانے کا بہت اچھا اقدام ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ دہشت گردی کے خاتمہ کے لئے بھی اچھا اقدام ہے مگر ہمیں یہ بھی سوچنا ہے اور خود پنجاب حکومت کا جو strategy paper ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ ہمیں موجودہ نظام تعلیم کی missing facilities اور سکول سسٹم کو ٹھیک کرنے کے لئے ہمیں 125۔ارب روپے چاہئیں تو ہمیں یہ سوچنا ہے کہ صرف

22۔ارب روپے ترقیاتی بجٹ کے لئے مختص کئے گئے ہیں وہ کافی نہیں ہیں اور جو پرائمری سکول سسٹم ہے، دانش سکول کتنے ہوں گے اور وہ کہاں کہاں قائم ہو سکیں گے اس لئے جو ہر ضلع اور ہر یونین کونسل سطح پر ہمیں پرائمری ایجوکیشن کو focus کرنا ہے کیونکہ وہاں سے ہی تعلیم شروع ہوتی ہے اور وہیں پر اگر ہم تعلیم کو پختہ کریں گے۔ تمام دنیا میں جہاں پر literacy rate high ہے، وہاں پر پرائمری ایجوکیشن کو focus کیا جاتا ہے اور آپ نے کالج اور ہائر ایجوکیشن کے لئے زیادہ فنڈ allocate کئے ہیں۔ ہمیں سب سے زیادہ فنڈ پرائمری ایجوکیشن کے لئے allocate کرنے چاہئیں کیونکہ جو کچھ بھی مثبت ہونا ہے پرائمری ایجوکیشن سے ہونا ہے اور اس کے علاوہ خواتین اور گرلز ایجوکیشن کے لئے بھی ہمیں بہت زیادہ پروگرام بنانے چاہئیں چونکہ ابھی تک یہ پروگرام بہت زیادہ نہیں ہے۔ adult literacy میں خواتین کی ایجوکیشن کے لئے پروگرام ہونے چاہیئں کیونکہ اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ ہمارا ملک کو درپیش ہے وہ دہشت گردی ہے۔ اگر ہم دہشت گردی کا خاتمہ چاہتے ہیں تو ماؤں کو educate کرنا ہے۔ ہمیں گھر کی خاتون کو educate کرنا ہے تاکہ جو بچے ہیں وہ تعلیم کی طرف جائیں اور وہ positive constructions اور reconstructions of society کی طرف جائیں اس میں سیاست دانوں کا بہت بڑا رول ہے اس لئے ہمیں یہ تمام چیزیں positive کی طرف لے کر جانی ہیں۔ ہمیں بجٹ پر negative تنقید نہیں کرنی ہے ہم نے یہاں پر سچ بولنا ہے۔ ہم یہاں پر عوام کی نمائندگی کرتے ہیں تو ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ جو تھوڑی بہت deficiencies ہیں وہ point out کریں اور ہم مثبت اقدام کی طرف اپنے آپ کو لے کر جائیں۔ ہم coalition government میں ہیں اور ہمارے قائد آصف علی زرداری اور ہمارے وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی طرف سے یہ ایک مثبت قدم ہے کہ ہم پاکستان میں پاکستان کی بقا اور سلامتی کے لئے coalition governments میں رہنا چاہتے ہیں اور اس لئے ہمیں positive steps کی طرف جانا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح جو health کا بجٹ ہے اس میں dialysis centres اہم ہے مگر dialysis centres سے زیادہ اہم Hepatitis(B) کی vaccination ہے ہمیں اس کی طرف کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ Hepatitis(B) بہت بڑا مسئلہ ہے جو ہماری سوسائٹی میں ایک plague کی طرح پھیل رہا ہے۔ Hepatitis(B) ایک presentable بیماری ہے اور بہت افسوس

کے ساتھ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ہم اس پر enough توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ ہم Hepatitis(B) کی طرف زیادہ توجہ نہیں دے رہے ہیں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہئے۔ ہمیں اس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور Hepatitis(B) کی vaccine کے لئے کوششیں کی جائیں اور تمام بچوں کو Hepatitis(B) کی vaccine مفت فراہم کی جائے اور تمام آبادی کو اس کی vaccine مفت فراہم کی جائے اور صاف پانی کا بھی انتظام کیا جائے۔ یہی چیزیں dialysis centres اور air conditioned wards سے زیادہ ضروری ہیں۔ اس کے علاوہ urban issues ہیں اور Southern Punjab کے بہت سارے issues ہیں۔ مگر urban issues ہیں کیونکہ ہم لاہور میں رہتے ہیں اور لاہور کے بھی بہت سارے issues ہیں۔ لاہور میں سب سے بڑا مسئلہ جو ہے یہاں پر informal labours بہت زیادہ ہے جو لوگوں کے گھروں میں کام کرتے ہیں ان کے لئے laws نہیں ہیں، ان کے لئے کوئی NGOs نہیں ہیں اور ان کے حقوق کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہا۔ مگر ان کے لئے بہت سارے مسائل ہیں، ان کے سکیورٹی کے مسائل ہیں اور ان کی wages ایک جیسی نہیں ہیں۔ ان کے پاس کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں وہ اپنے حقوق کے بارے میں بات کرنے کے لئے جا سکیں۔ اس وقت زیادہ سے زیادہ ریٹ چھ ہزار ہے اور ایک عام گھر میں جو ملازمہ کام کرتی ہے اس کو کہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے لاہور میں پندرہ سو سے دو ہزار روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں، اس لئے ہمیں پبلک ٹرانسپورٹ پر کام کرنا چاہئیں اور ہمیں بڑی بسیں زیادہ تعداد میں چلانی چاہئیں اور خاص طور پر پنجاب کے تمام بڑے شہروں میں جو لوگ خاص طور پر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہے ہیں جیسا کہ طالب علم، مزدور اور جو لوگ گھروں میں کام کرتے ہیں ان کو transportation کی subsidy دی جائے۔ اس کے علاوہ جو لاہور میں NA-127 کے ایریا، گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کے ایریا میں یہ بہت بڑا مسئلہ ہے کہ یونین کونسل 132 سے لے کر یونین کونسل 137 تک کوئی قبرستان نہیں ہے۔ پہلے جو تھوڑی بہت زمین تھیں وہاں پر لوگوں نے قبرستان بنائے ہوئے تھے مگر اب کوئی قبرستان نہیں ہے۔ اس کے لئے بھی funds allocate کرنے چاہئیں اور آخر میں میں بس یہی کہوں گی کہ ہم سب کو مل جل کر کام کرنا ہے اور یہ ساری ایجوکیشن اور یہ ساری باتیں

یہیں دھری کی دھری رہ جائیں گی۔ ہم نے جان اللہ تعالیٰ کو دینی ہے اور اس نے ہم سے حساب مانگنا ہے ۔بلھے شاہ نے کہا ہے کہ:

نماز پڑھی تے نیاز نہ سکھیا، تیریاں کس کم گئیاں نمازاں
علم پڑھیا تے عمل نہ کیتا تیریاں کس کم گئیاں وعظاں
بلھے شاہ پتا تے تد لگ سی جدوں چھڑی پھڑی ہتھ بازاں

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ چودھری سرفراز افضل صاحب!

چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بجٹ کے پر اپنے نکات پیش کرنے اور اس پر بحث کرنے سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی تمام ٹیم کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے 10-2009 کا غریب پرور، عوام دوست اور فروغ تعلیم اور فروغ زراعت سے بھرا ہوا ایک بجٹ پیش کیا۔

جناب سپیکر! جب ہم ہاؤس کے اندر بیٹھے ہوئے تھے اور بجٹ پر بحث کی جا رہی تھی تو مجھے اس طرح لگ رہا تھا کہ جس طرح معذرت کے ساتھ کہ میرے اپوزیشن کے دوستوں نے بجٹ تقریر پر توجہ دی اور نہ بجٹ کے اعداد و شمار کی طرف کوئی توجہ دی۔ آج تنقید برائے تنقید کو چھوڑنے کا وقت ہے۔ آج ہم یہاں پر آکر کہتے ہیں کہ یہ ظلم سے بھرا ہوا بجٹ ہے۔ اس میں غریب کو کچلنے کے لئے سب کچھ کیا گیا اور اس میں غریب کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ آج یہاں پر بار بار ذکر آتا ہے کہ دو روپے کی روٹی سے کیا ہوتا ہے؟ دو روپے کی روٹی کیوں لازم تھی؟ آپ کے لئے اور میرے لئے لازم نہیں ہے۔ ہم پانچ پانچ ہزار روپے کے شام کو کھانے بھی کھا سکتے ہیں لیکن اس غریب سے پوچھیں، اس ہاری سے پوچھیں جس کے لئے دو روپے کی روٹی کی قیمت کیا ہے، جس نے تین سو روپے کی مزدوری کی دیہاڑی لگانا ہوتی ہے، جس کے گھر میں ایک دن میں 25 سے 30 روٹیاں استعمال ہوتی ہیں، اگر اسے ایک روٹی پر تین روپے بچتے ہیں تو ایک دن میں اسے 30 روٹیوں پر 90 روپے بچتے ہیں، اگر وہ ایک دن میں ساٹھ روپے بچائے گا تو ایک ماہ میں 1800 روپے بچائے گا۔ جب اس غریب کو 1800 روپے بچے گا تو وہ اس میں سے بجلی کا بل دینے کے قابل ہو گا، وہ اس میں سے اپنے پانی کا بل دینے کے قابل ہو گا۔ وہ اپنے بچوں کی صحت پر توجہ

دینے کے قابل ہوگا۔یہ بجٹ صرف کاغذی کارروائی نہیں ہے،اس میں صرف روٹی کپڑے اور مکان کے لئے نعرہ نہیں لگایا گیا،صرف روٹی کپڑے اور مکان کا مسئلہ حل نہیں کیا گیا بلکہ اس میں صحت کا مسئلہ حل کیا گیا ہے،اس میں تعلیم کا مسئلہ حل کیا گیا ہے۔آج آپ دیکھیں کہ تعلیم کے شعبے میں جہاں 34 ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتیاں میرٹ پر کی گئیں۔جیسے یہاں پر ایک معزز رکن نے کہا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہمیں راضی کرنے کے لئے، ہمیں اپنی چاپلوسی کے لئے دو دو سو نوکریاں بھی دے سکتے تھے لیکن اس سے کیا ہوتا؟ جب میرا چاہنے والا ایجوکیٹر بھرتی ہو کر آتا،جب آپ کا چاہنے والا ایجوکیٹر بھرتی ہو کر آتا تو ہم اس سے کام نہیں لے سکتے تھے۔ہم اسے دبا نہیں سکتے تھے چونکہ ہمیں کل پھر اس سے مطلب تھا،کل ہم نے پھر اس سے دو سو، چار سو ووٹوں کا لالچ تھا۔یہاں پر پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگتا رہا۔آپ صرف پرائمری ایجوکیشن کی بنیاد پر تعلیم کو فروغ نہیں دے سکتے۔آپ نے دیکھا کہ آج صرف ایجوکیٹرز کی بھرتیوں میں میرٹ کو سامنے نہیں رکھا گیا بلکہ یہاں سے کوئی ایم پی اے،کوئی منسٹر فون کر کے check کر سکتا ہے کہ آج جب سکولوں میں بچوں کے داخلے ہوتے ہیں تو ان کے چاہنے والوں کا داخلہ نہیں ہوگا بلکہ میرٹ پر داخلہ ملے گا۔

جناب سپیکر!آج آپ نے دیکھا کہ نئی لائبریریاں تعمیر کرنے کے لئے اور ایلیمنٹری کالجوں میں ان کو یقینی بنانے کے لئے سات ہزار لائبریریاں تعمیر کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔دو ہزار سکولوں میں missing facilities کو پورا کرنے کے لئے 4۔ارب روپے مختص کئے گئے۔یہاں پر کہا گیا کہ کالجوں میں تعلیم کیوں لازم ہے؟ جب بچے میٹرک کریں گے،ایف اے کریں گے تو اس کے بعد کیا کرنا ہے، کیا انھوں نے جا کر گھروں میں بیٹھ جانا ہے،کیا کالجوں کی ضرورت نہیں ہے،اس لئے حکومت پنجاب نے اس کے لئے 6۔ارب روپے مختص کئے ہیں۔دانش سکول سسٹم کے لئے 3۔ارب روپے مختص ہوئے اور پھر بات یہاں پر نہیں رکی آپ دیکھیں کہ پچھلے بجٹ میں جو 2۔ارب روپے رکھے گئے تھے اب اس بجٹ میں 4۔ارب روپے کر دیئے گئے ہیں تاکہ جو ہنر مند بچے گریجویشن تک اچھے marks حاصل کریں گے تو ان کو وظیفے دیئے جائیں گے۔یہاں پر کہتے ہیں کہ تعلیم کے فنڈ میں کمی کر دی گئی ہے، تعلیم کے لئے اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا گیا۔اگر یہ تعلیم کے لئے نہیں رکھا گیا تو پھر کس کے لئے رکھا گیا ہے؟یہاں پر میرے دوستوں نے کہا کہ پولیس کے لئے 43۔ارب روپے مختص کر دیئے۔شاید میرے وہ

بھائی یہ پڑھ کر نہیں آئے کہ وہ 43۔ارب روپے پولیس کے لئے مختص نہیں ہوئے بلکہ اس وقت جو ملک میں آگ لگی ہوئی ہے، لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے وہ 43۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔اس میں 8.5۔ارب روپے پولیس کے الاؤنس اور ان کی تنخواہوں میں اضافے کے لئے رکھے گئے۔یہ پورے 43۔ارب روپے پولیس کو تنخواہوں میں نہیں دینے۔آپ دہشت گردی کو روکنے کے لئے اور لاء اینڈ آرڈر کو کنٹرول کرنے کے لئے ضروریات پوری کر دیتے ہیں، اگر اس کے بعد بھی کوئی حادثہ پیش آ جاتا ہے تو مجھے یہ بتائیں کہ وہ غریب پولیس ملازم جو شہید ہو جاتا ہے، جو جام شہادت نوش فرما لیتا ہے اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے اس کے پاس کیا چیز موجود ہے، کیا وہ انسان نہیں ہے، کیا ہم صرف اس بات پر اختلاف کر رہے ہیں کہ تھانوں کے حالات ٹھیک نہیں ہیں تو ہم پولیس کو دھتکار دیں، میرے خیال میں یہ سراسر ناانصافی ہو گی۔

جناب سپیکر! آپ پنجاب کے ہسپتالوں میں دیکھیں کہ پچھلے ایک سال سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے پوری کوشش کی اور صرف وزیر اعلیٰ نے خود کوشش نہیں کی بلکہ پوری ٹیم شامل ہے۔یہاں پر کہا گیا ہے کہ one man show چل رہا ہے۔میں پوچھتا ہوں کہ کہاں پر one man show چل رہا ہے؟ جو اراکین حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں، جو ہمارے ساتھ حکومت کا حصہ ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں کہ گندم کی procurement کی بات ہو، چاہے ہسپتالوں کے حالات درست کرنے کی بات ہو، چاہے جب ہسپتالوں میں مفت ادویات فراہم کرنے کی بات آتی ہے تو اس کے لئے جب وزیر اعلیٰ کی طرف سے ٹیمیں بنائی جاتی ہیں کیا ہم ان کا حصہ نہیں ہوتے، کیا ہم wheat procurement centre پر نہیں جاتے اور کیا ہم ہسپتالوں کا دورہ کر کے علاج معالجے کی مفت سہولیات کو یقینی بنانے کے لئے کوشش نہیں کرتے؟ میرے بھائی one man show کہاں پر ہے آپ تو تقاریر کا مقابلہ کرنے کے لئے آ جاتے ہیں۔ہم لوگ حکومت کا حصہ ہیں، ہم اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مشاورت ہوتی ہے۔آپ تو اندھوں کی نگری میں بیٹھے ہوئے ہیں۔یہاں پر زچہ بچہ کے لئے 3۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ہم جو ایوان میں بیٹھے ہیں ہم تو اچھے ہسپتالوں میں زچہ بچہ کے لئے پچاس پچاس ہزار اور ایک ایک لاکھ روپے pay کر سکتے ہیں لیکن ان دیہاتوں میں جا کر دیکھیں کہ جہاں ابھی بھی دائی سسٹم رائج ہے۔ہمیں زچہ بچہ کی نگہداشت کی ضرورت ہے۔یہاں پر کہا جاتا ہے کہ ڈائیلا سز کے لئے یہ رقم کیوں

مختص کی گئی؟ یہ رقم اس لئے مختص کی گئی ہے کہ اگر ڈائیلاسز کا کوئی مریض ہسپتال جاتا ہے تو اسے ایک ہفتے میں دو بار ڈائیلاسز کروانے پڑتے ہیں۔کسی بھی سرکاری ہسپتال میں بھی جائیں تو ایک بار ڈائیلاسز اڑھائی سے تین ہزار روپے سے کم نہیں پڑتے۔اگر اڑھائی ہزار روپے بھی پڑیں تو گردے کے مریض کو ایک ماہ میں بیس ہزار روپے کا علاج کروانا پڑتا ہے۔ایک غریب آدمی کے لئے بیس ہزار روپیہ کہاں سے آئے گا آپ ان اقدامات پر خراج تحسین پیش کیوں نہیں کرتے، آپ نے تنقید برائے تنقید پر کیوں زور دیا ہوا ہے، کیا C T scan اور M.R.I کروانا ہم لوگوں کا حق ہے اور کیا غریب مزدور کا حق نہیں ہے؟ C.T scan کے لئے 8ہزار روپے سے لے کر 15ہزار روپے خرچ آتا ہے، M.R.I کے لئے 10ہزار روپے خرچ آتا ہے۔

جناب سپیکر!عوام کی تقدیر تقاریر سے نہیں بدلتی بلکہ عملی کاموں سے عوام کی تقدیر بدلتی ہے۔جب آپ کوئی اچھے اقدامات کرنے کی طرف چلتے ہیں تب عوام کی تقدیر بدلتی ہے۔آج کہتے ہیں کہ جنوبی پنجاب کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا لیکن میں کہتا ہوں کہ جنوبی پنجاب میں D.F.I.D کے تعاون سے جو 6۔ارب 90 کروڑ روپیہ لگایا جائے گا اور اس میں سے جب 2۔ارب روپیہ جنوبی پنجاب کی سڑکوں پر لگایا جائے گا تو کیا وہ جنوبی پنجاب کا حصہ نہیں ہو گا؟

جناب سپیکر!پانی کی فراہمی اور نکاسی کے لئے 8.5۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے۔باتیں کرنے کو تو سب کر سکتے ہیں اور یہاں پر دو دو گھنٹے بات ہو سکتی ہے۔زراعت کے لئے دس ہزار ٹریکٹروں کے لئے 2۔ارب روپے سبسڈی بڑھادی گئی ہے۔جب ایک بندے کو دو لاکھ روپے کی سبسڈی ملے گی تو وہ ان دو لاکھ سے بیج اور ادویات بھی خرید سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! wind up کریں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر!میں صرف اس گزارش کے ساتھ اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید پر عمل نہ کریں۔آپ اچھی تجاویز دیں لیکن جو اچھے کام ہو رہے ہیں خدارا! ان پر تنقید نہ کریں۔یہ غریب کے لئے بجٹ پیش کیا گیا ہے اور اس ملک میں غریب کو جینے کا حق دیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی،اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: شکریہ۔جناب سپیکر!آج ہمارے ملک اور خاص طور پر صوبہ پنجاب میں جو دہشت گردی کی ایک لہر ہے جس میں سارا ملک لپٹا ہوا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسی جہالت کی وجہ سے ہے اور آج ہمارا ملک پسماندگی کی طرف جا رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف ایجوکیشن سیکٹر میں جو ایک نئی reform لے کر آئے ہیں یہ وہ reform ہے، یہ وہ شمع ہے جس سے انشاءاللہ آگے شمعیں روشن ہوں گی اور ہمارے اس صوبے سے جہالت کا خاتمہ ہو گا۔میں اس ضمن میں ایک دو چیزیں عرض کروں گا کہ سیلف فنانس کا خاتمہ ہمارے ان غریب اور مڈل کلاس کے طلباء کے لئے ایک بہت بڑا احسن اقدام ہے کہ جس سے صرف ایک امیر خاندان کا بچہ تو enjoy کر سکتا تھا لیکن غریب خاندان کا بچہ جو afford نہیں کر سکتا تھا وہ admission نہیں لے سکتا تھا۔یہ طبقاتی فرق جب تک ختم نہیں ہو گا اس وقت تک ہم وہ target کبھی achieve نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر! Daanish School System and Centers of Excellence Authority کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ہم لوگ صوبہ پنجاب کی tail پر بیٹھے ہوئے ہیں اور میری ایک پسماندہ تحصیل خان پور میں بھی اس کا قیام بڑا خوش آئند ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ امیر اور غریب کے طبقاتی فرق کا خاتمہ ہے۔جب برابری کی سطح پر ایک غریب کے بچے کو، ایک مڈل کلاس کے بچے کو خان پور جیسے شہر میں بھی ایچی سن جیسی تعلیم ملے گی تو اس سے ہمارے صوبے سے جہالت کا خاتمہ ہو گا، اس سے نئی روشنی پیدا ہو گی اور نئی شمع جلے گی۔

جناب سپیکر! ٹیچرز وہ طبقہ ہے کہ جس کی بدولت آج ہم ان اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں لیکن ان کو ہمیشہ ignore کیا جاتا رہا اس بجٹ میں ان کے لئے خادم پنجاب نے performance based incentive کا اعلان کیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہو گی، ان کی performance بڑھے گی اور یہ سرکاری سکولوں میں معیار تعلیم کو بہتر کرنے کے لئے ایک احسن اقدام ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس حکومت نے علم کی روشنی کی جو شمع جلائی ہے اس کی وجہ سے وہ دن دور نہیں کہ جب ہمارا پنجاب بھی ایجوکیشن انڈسٹری بنے گا، ہمارا پنجاب بھی آئی ٹی انڈسٹری بنے گا اور ہمارا پنجاب بھی لائیو سٹاک کی انڈسٹری بنے گا۔ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو vision دیا ہے اس سے

ہمارا پنجاب بہتری اور ترقی کی طرف بڑھے گا۔جب یہ شمع روشن ہو گی تو پھر اس سے لازمی طور پر ایک روشنی اور امید کی کرن پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ میرے Southern Punjab میں چولستان ایسا علاقہ ہے کہ جس کے باسیوں کی قسمت میں صرف بھوک، پیاس، غربت اور دھوپ لکھی تھی لیکن آج موجودہ حکومت نے وہاں پر دو پروگرام شروع کر کے ان کی غربت کے خاتمے کے لئے ایک نئی امید اور امنگ پیدا کر دی ہے۔ اس موجودہ حکومت نے شاد باد چولستان پراجیکٹ کے لئے 30 کروڑ روپے کا ایک package رکھا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ چولستان کے اندر کارپوریٹ لائیو سٹاک فارمنگ شروع کرنے کا کہا گیا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے رہنے والے باسیوں کے لئے foreign investor آئے گا اور وہ وہاں کے باسیوں کے لئے ایک نئی thinking کے ساتھ کام کرے گا۔ اگر یہ دونوں پروگرام چولستان میں implement ہو گئے تو جہاں لائیو سٹاک کی promotion ہو گی وہاں یہاں کے رہنے والوں کی زندگیاں بھی بدل جائیں گی اور وہ لوگ بھی اپنے آپ کو اس پنجاب، پاکستان کا ایک باعزت اور باشعور شہری سمجھیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (چودھری محمد شفیق) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب نے tax collection کے لئے جو collection board بنانے کا idea دیا ہے اس سے ایک تو tax collection میں کرپشن کے element کا خاتمہ ہو سکے گا اور دوسرا revenue tax collection میں بھی بھرپور اضافہ ہو گا۔

جناب چیئرمین! زراعت کے شعبے کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی گئی ہے۔ تحقیقاتی پروگرام کی وجہ سے اس مرتبہ گندم کی ایک بہتر پیداوار حاصل ہوئی ہے۔اگر اسی ولولہ اور جذبے کے ساتھ کپاس کے آنے والے سیزن میں بھی بھرپور توجہ دی جائے تو کپاس کی فصل بھی اچھی ہو گی۔کاشتکار کی خوشحالی ہی اس پنجاب کی خوشحالی ہے، کاشتکار کی خوشحالی ہی اس پاکستان کی خوشحالی ہے اور کاشتکار کی خوشحالی سے ہی ہماری economy میں بہتر improvement آئے گی۔

جناب چیئرمین! شعبہ صحت کے حوالے سے یہاں پر بہت سی باتیں ہوئی ہیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے تحصیل کی سطح پر جو Cardiac Camps کا اہتمام کیا ہے میری اس بارے میں درخواست ہے کہ یہ Cardiac Camps پورے پنجاب کے اندر لگائے جائیں۔اس کا آغاز خان پور سے کیا گیا تھا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ دور دراز کے علاقوں کے لئے بہت زیادہ beneficiaries ہے۔وہ لوگ جو اپنی غربت کے باعث لاہور یا دوسرے cardiac centre میں نہیں جا سکتے یہ ان کے لئے بہت فائدہ مند ہے۔ان camps میں ان کی تشخیص بھی کی گئی اور ان کو مفت ادویات بھی فراہم کی گئیں۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی contribution ہے لہذا اس پروگرام کو مسلسل چلنا چاہئے تاکہ ہمارے دور دراز علاقوں کے غریب لوگوں کو بھی دل کے علاج کی سہولت میسر آ سکے اور ان کی پریشانیوں کا ازالہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین! بجٹ تقریر میں stamp papers کے بارے میں جو اعلان ہوا ہے یہ بڑا احسن اقدام ہے۔سالہا سال سے جو litigation, family litigation and civil litigation کا یہ ایک بڑا سبب تھا۔اب یہ stamp papers annual basis پر جاری ہوں گے جس کی وجہ سے اب litigations میں کمی آئے گی اور جو فراڈ ہوتے ہیں، خاص طور پر properties کے معاملات میں جو فراڈ ہوتے ہیں ان کا بھی ازالہ ہو سکے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کے لئے ڈویژن کی سطح پر مکانات بنانے کی جو تجویز بجٹ تقریر میں دی گئی ہے یہ بھی بہت اچھا step ہے۔میری تجویز ہے کہ division level کی بجائے یہ ضلع کی سطح پر شروع کی جائے تاکہ دور دراز کے غریب لوگوں کو بھی یہ سہولت میسر آ سکے۔آج غریب کی جو حالت زار ہے وہ ناقابل بیان ہے۔اس کے پاس رہنے کے لئے چھت نہیں ہے، اس کے پاس کھانے کے لئے روٹی نہیں ہے۔ان کے لئے یہ جو چھت کا انتظام کیا جا رہا ہے یہ بہت بہتر ہے لیکن اس کا انعقاد ضلع کی سطح پر کیا جائے۔

جناب چیئرمین! میں آخر میں سرکاری ملازمین کے حوالے سے بات کروں گا۔ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن اور سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں جو 15 فیصد اضافہ کیا گیا ہے یہ بھی اچھا اقدام ہے۔اس سے انھیں مہنگائی کا بوجھ کم کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب چیئرمین! حقیقی معنوں میں واقعی یہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ ایک غریب دوست، عوام دوست اور کسان دوست بجٹ ہے جس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو salute پیش کرتا ہوں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ No point of order.

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میرے پاس ایک information ہے جو میں share کرنا چاہوں گی۔

جناب چیئرمین: چونکہ بجٹ پر عام بحث جاری ہے اس لئے طے شدہ فیصلے کے مطابق point of order raise نہیں ہو سکتا۔ ایسا کوئی issue بھی سامنے نہیں آیا جس کی وجہ سے پوائنٹ آف آرڈر کی ضرورت پیش آئے۔ محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی۔

محترمہ سیدہ ماجدہ زیدی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔ پہلے میں دو تین ایسے اہم مسائل ہیں جن کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہوں گی۔ سب سے پہلے تو میں محکمہ صحت پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ ہیلتھ پر 10-2009 کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے یہ اتنی ناکافی ہے کہ اگر آپ اس کو پنجاب کی ٹوٹل آبادی پر تقسیم کریں تو صحت دینے کے لئے دو روپے ایک آدمی کے حصے میں آتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ پنجاب کے عوام کے ساتھ ایک بڑا مذاق ہے کہ آپ دو روپے کی ایک روٹی دے رہے ہیں اور دوسری طرف ایک آدمی کی صحت کے لئے بھی دو روپے مقرر کر رہے ہیں۔ میں آپ کو یہاں پر یہ بھی باور کروانا چاہتی ہوں کہ پنجاب حکومت کے پچھلے ایک سال کے جو بھی وعدے ہیں ابھی تک پورے نہیں ہوئے۔ میرے ہر point میں آپ کو ایک ایسا وعدہ نظر آئے گا جو ابھی تک پورا نہیں ہوا۔ خادم اعلیٰ پنجاب نے پچھلے سال ہسپتالوں میں اے سی لگانے کا time frame دیا لیکن اس time frame میں وہ اے سی نہیں لگائے گئے۔ اب بجٹ میں پانچ بڑے ہسپتال بنانے کا اعلان کیا گیا ہے لیکن اس کا بھی کوئی time frame نہیں دیا گیا۔ ایوان کو اس

بات سے بھی آگاہ کیا جائے کہ یہ ہسپتال کب تک بنائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ میں آپ کی اس طرف بھی توجہ دلانا چاہوں گی کہ WASA ہمارا ایک محکمہ ہے جو ہمیں اچھی صحت کے لئے صاف پانی فراہم کرتا ہے۔ اس میں آپ دیکھیں کہ ان کا جو پچھلے سال کا بجٹ ہے 34 فیصد utilize کیا ہے باقی بجٹ بچا رہا۔ کیا لاہور کے شہریوں کو اور پنجاب کے شہریوں کو صاف پانی مہیا کر دیا گیا ہے جبکہ سب سے بڑا مسئلہ ہی گندے پانی کا ہے۔ سیوریج ملے پانی کی وجہ سے ہمارے شہروں میں، ہمارے دیہاتوں میں لوگوں کو Hepatitis کا مرض لاحق ہو چکا ہے اور یہ بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے۔

تعلیم کے بجٹ میں اس سال 23 فیصد کمی کر دی گئی ہے جبکہ سابق وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کے پچھلے پانچ سالہ دور میں اس بجٹ میں بے حد اضافہ کیا گیا اور اس کو اس طرح سے utilize کیا گیا کہ پوری دنیا نے دیکھا۔

میٹرک تک تعلیم کو مفت کیا گیا بچوں کو کتابیں بھی مفت فراہم کی گئیں۔ اس کے علاوہ طالبات کو ماہانہ کی صورت میں وظائف بھی دیئے گئے۔ اس دفعہ میں اس ایوان سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ تعلیم کو ایف اے تک مفت کر دیا جائے۔ دیہاتوں میں جو ہمارے گرلز ہائی سکول ہیں ان کو کالج کا درجہ دے کر ایف اے تک کر دیا جائے کیونکہ ہمارے دیہاتوں کی بچیاں اپنی تعلیم کو اس لئے چھوڑ دیتی ہیں کہ ان کے گاؤں سے کالج بہت دور ہوتے ہیں۔ یہاں پر میں سپیشل بچوں کی تعلیم کا بھی ذکر کروں گی کہ سپیشل بچوں کے لئے فنڈز تو رکھے گئے ہیں لیکن اس میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ ان کو تعلیم دیں گے اور کتابیں مفت فراہم کریں گے اس کے علاوہ pick and drop دیں گے جبکہ میں یہ کہوں گی کہ ان سپیشل بچوں میں سے جو بچے slow learners ہیں ان کو کتابیں اور مفت pick and drop کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان کی اور بہت سی ایسی ضروریات ہیں جن سے وہ معاشرے کا بہتر شہری بن سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے پاس یوتھ کلب ہیں، ویمن کلب ہیں، صحت مند لوگوں کے children club ہیں۔ صحت مند بچوں کی تفریح کے لئے تو ہم بہت کچھ کرتے ہیں لیکن slow learners بچے ایسے بچے جو normal ہیں اور نہ ہی بالکل abnormal ہیں۔ وہ تھوڑے سے اپنی عمر سے پیچھے ہیں اور slow learners ہیں۔ یہ اپنی activities کرنا چاہتے ہیں اور اس میں مہارت بھی رکھتے ہیں۔ کھیلوں میں یہ بچے زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں لیکن بدقسمتی سے کچھ این جی اوز تو اس سلسلے میں

کام کر رہی ہیں لیکن سرکاری سطح پر ان پر کوئی کام نہیں کیا جا رہا۔ ایسے بچوں کے لئے پورے پنجاب میں ہمارے پاس کوئی ایسا play ground بھی نہیں ہے جہاں پر ان کی coaching کا بندوبست ہو سکے اور یہ بچے اپنی پسند کے مطابق کھیل کھیل سکیں۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی ایسا education centre ہے نہ ہی کوئی ایسا کلب ہے جہاں ہم ان بچوں کو تفریح کے طور پر کچھ دے سکیں۔ دیہاتوں میں تو ایسے لوگوں کو سائیں لوگ کہہ کر سڑکوں پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر ہماری تھوڑی سی توجہ ان بچوں پر چلی جائے تو یہ بچے اپنی بہتر زندگی گزار سکتے ہیں۔

مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ حکومت میں شامل دو بڑی جماعتیں جو مزدوروں سے دوستی کا دعویٰ تو کرتی ہیں مگر میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ مزدوروں سے بالکل کوئی دلچسپی نہیں رکھتیں کیونکہ جب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد کا اضافہ کیا گیا ہے اس وقت انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ جو بھٹہ مزدور ہیں، صنعتی مزدور ہیں، کان کن ہیں، جو کانوں میں کام کرتے ہیں ان کی مزدوری یا اجرت میں کسی قسم کا کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد کا اضافہ بالکل ناکافی ہے کیونکہ سٹیٹ بنک کی اپنی رپورٹ ہے کہ مہنگائی کا تناسب 22 فیصد ہے۔ حالانکہ حقیقت میں مہنگائی کا تناسب اس سے بھی زیادہ ہے۔ میں اپیل کرتی ہوں کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ کم از کم 25 فیصد بڑھائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس وقت پورے ملک کا مسئلہ بجلی کی بدترین لوڈ شیڈنگ ہے۔ اس فورم سے میں ایک message دینا چاہتی ہوں کہ ہم نے یہاں پر دو سو ڈیموں کے بنانے کا اعلان تو کیا ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ 200 ڈیم ایک بڑے ڈیم کے مقابلے میں کم ہیں۔ کالا باغ ڈیم کے منصوبے کو اس طرح سے ختم کر دیا گیا ہے کہ ایک فرد واحد نے پریس کانفرنس کی اور اس منصوبے کے ذریعے قوم کے اربوں روپے ڈبو دیئے۔ اس منصوبے کو ختم کرنے سے پہلے اسمبلی میں لانا چاہئے تھا اور اس پر debate ہونی چاہئے تھی۔ ان 200 ڈیموں پر خرچہ بھی زیادہ آئے گا اور ان سے ہم اتنی بجلی بھی حاصل نہیں کر سکیں گے۔

پولیس کے متعلق یہاں پر بات ہو رہی تھی کہ پولیس کی کارکردگی کیا ہے؟ اس پر میں تھوڑی سی روشنی ڈالنا چاہتی ہوں کہ پولیس کی تنخواہیں چودھری پرویز الٰہی نے اپنے پانچ سالہ دور میں ڈبل کر دی تھیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی کارکردگی کو بھی بہتر بنایا تھا اور ان کو قانون کے تابع کیا تھا۔

چودھری پرویز الٰہی کے پورے پانچ سالہ دور اقتدار میں کوئی جعلی پولیس مقابلہ نہیں ہوا جس میں بے گناہ شہری مارے گئے ہوں لیکن آج پولیس کی فائرنگ سے بے گناہ شہری مارے جا رہے ہیں۔ابھی ایک دو دن پہلے میں چیف جسٹس آف پاکستان کی statement پڑھ رہی تھی کہ اگر پولیس کو ان کے دائرے میں نہ لایا گیا تو عدالت عالیہ خود ان کو پابند کرے گی۔ میں پنجاب حکومت سے اپیل کرتی ہوں کہ بجائے اس کے کہ سپریم کورٹ اس میں مداخلت کرے پنجاب حکومت اور محکمہ خود اس کو لگام دے۔ تنخواہیں بڑھانے کے ساتھ ساتھ ان کی ٹریننگ بھی کریں کہ وہ بے گناہ شہریوں کو فائرنگ سے ہلاک نہ کرے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جیل کے کانسٹیبل کا اور پولیس کانسٹیبل کا ایک ہی گریڈ ہے۔اس وقت یہ مسئلہ disputed ہے کہ پولیس کی تنخواہیں تو بڑھا دی گئی ہیں لیکن جیل ملازمین کی تنخواہوں کو نہیں بڑھایا گیا جبکہ دونوں کو ایک ہی گریڈ میں بھرتی کیا گیا ہے۔

جناب والا! ٹرانسپورٹ کے لئے لاہور میں پچھلے سال اعلان کیا گیا کہ سوا سے سی بسیں چلائی جائیں گی لیکن اس میں سے ایک بس بھی مجھے، آپ کو، میڈیا کو اور نہ ہی میرے کسی ممبر بھائی کو سڑکوں پر چلتی نظر آئی ہو گی۔ یہ کہہ کر ویگنیں بھی بند کر دی گئی تھیں اور ویگن والوں کا روزگار بھی چھین لیا گیا تھا۔ اس سے شہریوں کو بے حد تکلیف ہوئی ہے ۔ صبح کے وقت آپ دیکھیں جو working women ہیں وہ سینکڑوں کی تعداد میں سڑکوں پر اور سٹاپوں پر کھڑی نظر آتی ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے احکامات پر فوری implementation کریں اور خواتین کے لئے علیحدہ بسوں کا بھی انتظام کیا جائے۔ خواتین سے متعلق یہ بات بھی ہوئی کہ دانش سکول بھی خواتین کا ہی پراجیکٹ ہے ۔ یہ بات clear ہی نہیں ہے اور میرے خیال میں تو دانش سکول boys school ہیں۔ دانش سکولوں میں تو خواتین کے لئے کچھ بھی نہیں اس کے بارے میں بھی تھوڑا سا clear کیا جائے۔اس بجٹ میں اور نہ ہی پچھلے بجٹ میں خواتین سے متعلق کوئی ایسے project بنائے گئے کہ جس پر خواتین کوئی کام کر کے اپنی کارکردگی دکھا سکیں۔ ہم اس ایوان میں 52 فیصد آبادی کو represent کر رہی ہیں تو ہم یہاں پر ایسے ہی بیٹھ کر جانے کے لئے تو نہیں آئی ہوئیں۔یہاں مرد ہمیں کہتے ہیں کہ آپ خیراتی سیٹوں پر آئی ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ وہ یہ بھول گئے ہیں کہ اپنے حلقوں سے جن 52 فیصد خواتین کے ووٹ لے کر وہ آئے ہیں وہ بھی خواتین ہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنے سامنے بیٹھی ہوئی بہنوں سے بھی مطالبہ کروں گی کہ جب تک ہم اپنے مقصد کے لئے اکٹھی نہیں ہو جائیں گی تب تک ہم یہاں پر اپنا حق حاصل نہیں کر سکیں گی کیونکہ خواتین کو ایوانوں میں نمائندگی تو مل گئی ہے لیکن ان کو تسلیم کرنا مردوں کو تھوڑا سا مشکل لگ رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس اسمبلی میں خواتین پر تشدد کے حوالے سے ابھی تک کوئی legislation نہیں ہو سکی ہے۔ پچھلے دور میں ہماری پارٹی سے تعلق رکھنے والی ایک ایم پی اے نے Domestic Violence Bill پیش کیا تھا جو reject کر دیا گیا تھا کیونکہ لوگوں کو اس پر اعتراض تھا اس پر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ عورتوں پر تشدد کے حوالے سے سرکاری سطح پر ایک بل پیش کیا جائے کیونکہ پرائیویٹ بل عام طور پر منظور نہیں ہوتے اگر اس حوالے سے سرکاری طور پر legislation ہو گی تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم تاریخ میں کہہ سکیں گے کہ ہم نے بھی اسمبلی میں بیٹھ کر خواتین کے لئے کچھ کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات clear کروانا چاہتی ہوں کہ بجٹ میں Acting Governor سے کچھ ردوبدل کرایا گیا ہے۔ اگر ایسا کیا گیا ہے تو وہ کیا ہے اس کو ایوان میں پیش کیا جائے اور میں سمجھتی ہوں کہ بجٹ پیش کرنے کے بعد اگر Acting Governor سے اس طرح کوئی ردوبدل کرایا گیا ہے تو یہ ہم سب ممبران کی تذلیل ہے اور میں یہ حق محفوظ رکھتی ہوں کہ فنانس منسٹر مجھے اس چیز کا جواب دیں کہ ردوبدل ہوا ہے تو کیا ہوا ہے؟ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ حکومت اور اپوزیشن جمہوریت کی گاڑی کے دو پہیے ہوتے ہیں لیکن Leader of the Opposition کی تقریر سننے کا مجھے اتفاق ہوا۔ پنجاب کے عوام کے حق کو لینے کے لئے پنجاب اسمبلی میں ایک بہت نحیف سی آواز گونجی۔ مجھے بڑا عجیب لگا اور اپوزیشن لیڈر صاحب نے اس بات کا اعتراف اپنی speech میں بھی کیا کہ انہوں نے خود 5 مرلہ سکیم والے issue کا واقعہ سنایا کہ اپوزیشن کی طرف سے وہ issue raise کیا گیا اور وہ اس طاقت اور force کے ساتھ raise کیا گیا کہ چیف منسٹر کو نہ چاہتے ہوئے اپوزیشن کی بات مان کر یہ announcement کرنا پڑی، تو مجھے دکھ ہوا کہ پنجاب کے عوام کے مقدر کے لئے اتنی نحیف

سی آواز پنجاب اسمبلی میں گونجے اور جو کہا جاتا ہے کہ اپوزیشن ہمیشہ عوام کے حقوق کی بات کیا کرتی ہے وہ بات مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ اپوزیشن لیڈر صاحب نے دوسری بات یہ کی کہ special seats ختم ہونے جارہی ہیں تو اس حوالے سے میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ کوئی پلیٹ میں رکھ کر نہیں دی گئیں اور جیسے اس دن ہاؤس میں کہا گیا یہ کوئی خیراتی سیٹیں نہیں ہیں، یہ عورتوں کا حق ہے اور عورتوں نے اس کے لئے ایک لمبی چوڑی جدوجہد کی ہے اس کے بعد ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں پہلی دفعہ introduce کی گئی تھیں اور یہاں بار بار آج بھی ان special seats کے ساتھ جنرل صاحب کا ذکر کیا جاتا ہے اس لئے وہ بھی unjustified ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے وہ وقت بڑا یاد ہے جب ہم وہاں بیٹھتے تھے اور چودھری صاحب یہاں سے شرپسندی کے کچھ عناصر سے کہا کرتے تھے کہ اپوزیشن کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے بہر حال انہوں نے اپنی غلطی کی معافی مانگی اور کہا کہ ہم سے غلطی ہوئی اور اس پر صرف ایک جملہ کہنے کو مجھے یاد آتا ہے کہ "بڑی دیر کی مہرباں آتے آتے" لیکن اس کے بعد مجھے ایک shock لگا کہ غلطی کی معافی مانگنے کے بعد انہوں نے جنرل صاحب کی طرح سلیوٹ کر کے سارے کئے کرائے کے اوپر پانی پھیر دیا۔ میں سمجھتی ہوں کہ اب جنرل صاحب کو بھول جائیں تو بہتر ہے کیونکہ وہ اب قصہ ماضی ہو گئے۔

جناب چیئرمین! بجٹ کے حوالے سے میری دو تین suggestions ہیں، بہت لمبی بحث ہو چکی ہے اور کچھ points پر میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ Food Support Programme پر پنجاب کے بجٹ میں ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ پنجاب کے Food Support Programme پر بہت سی بے قاعدگیاں سامنے آئی ہیں۔ ایک خاندان کے اندر چار چار، پانچ پانچ لوگوں کو رقم ملنے کی شکایات ہماری معزز ممبرز نے درج کرائیں، کچھ ثبوت بھی پیش کئے۔ اگر یہ Food Support Programme غریبوں کے لئے شروع کیا گیا ہے تو اس کو transparent ہونا چاہئے جیسے Benazir Income Support Programme وفاقی حکومت کی طرف سے computerized ہے لہذا اگر اس طرح کا طریقہ adopt کیا جائے تو اس میں بہتری آسکتی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ سستی روٹی سکیم پر ایک اتھارٹی بنانے کی بات کی گئی ہے میں سمجھتی ہوں کہ اتھارٹی بنا کر کروڑوں روپیہ خرچ کرنا مقصود ہے یا اس میں اپنے من پسند لوگوں کو adjust کرنے کی بات ہے تو میں نہیں سمجھتی کہ جو سستی روٹی کا نعرہ لگایا گیا ہے جس کا مقصد عام آدمی کو relief دینا ہے اس مقصد کو فوت کر دیا جائے اور اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے اس اتھارٹی کے اوپر کروڑوں روپیہ ضائع کر دیا جائے۔

جناب والا! میں خواتین کے حوالے سے ایک دوسری important بات یہ کرنا چاہتی ہوں کہ میڈیا میں بھی ہمیشہ مجھ سے یہ بات کی جاتی ہے اور اس بات پر justify کرنے کے لئے یقیناً میرے پاس بہت کم الفاظ ہوتے ہیں جب کہا جاتا ہے کہ پنجاب حکومت کی طرف سے پنجاب اسمبلی کے اندر خواتین کی کوئی empowerment نظر نہیں آئی جو آنی چاہئے اور جس طرح آپ نے دیکھا کہ خواتین کو مردوں کے مساوی ترقیاتی فنڈز نہیں ملے حالانکہ خواتین بھی اسی ہاؤس کی ممبر ہیں یہ ان کے ساتھ ذاتی ناانصافی ہے۔ اس کے بعد Food Support Programme کے اندر بھی ان کے ساتھ discrimination کی گئی اور خواتین کو آدھے سے بھی کم فارم دیئے گئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ مسلم لیگ (ن) کی حکومت اور ان کی پارٹی کی طرف سے یہ justify کرنا کہ ہم خواتین کی empowerment کی بات کرتے ہیں اس پر ایک سوالیہ نشان پیدا ہوتا ہے اور اب اس بجٹ میں خواتین کے بارے میں کوئی ایک لفظ یا ایک جملہ بھی بجٹ میں نہیں ہے۔ یہ میرے لئے ایک بہت بڑے دکھ کی بات تھی کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ جب ہم وہاں بیٹھ کر کسی حکومت کو criticize کرتے تھے اور جب ہم عورت کا حق مانگتے تھے تو آج میں ان بنچوں پر بیٹھ کر بھی عورت کا حق مانگنا چاہتی ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب سے میری گزارش ہے کہ چیف منسٹر صاحب سے بات کریں اور جب اپنی wind up speech کریں تو خدارا! خواتین کا سکول میں جانے یا خواتین کے لئے صحت کی سہولیات دینے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا کہ ہم انہیں empower کرنے جا رہے ہیں۔ ہمارا مقصد پنجاب کی عورت کو empower کرنا ہے اور یہ تب ہو سکتا ہے جب economically stable کر دی جائے لہذا میری گزارش یہ ہے کہ سمال انڈسٹری کے ذریعے، کاٹن انڈسٹری کے ذریعے آسان قرضوں کے ساتھ خواتین کی اس انڈسٹری کو promote کیا جائے اس کے لئے رقم مختص کی جائے اور میں اپنی حکومت پر بہت فخر

محسوس کروں گی کہ جب wind up speech کے اندر وزیر خزانہ صاحب خواتین کے لئے کسی رقم کا اعلان کریں گے۔

جناب والا! مجھے یہ budget speech کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا چونکہ میں اس وقت حکومت کی نمائندہ ہوں، میرے پاس حکومت کا ایک آفس ہے اور اس آفس کی ذمہ داری کے حوالے سے جب میں نے سوچا کہ مجھے budget speech کیا کرنی ہے اور خاص طور پر اپنے محکمے کے حوالے سے مجھے کیا بات کرنی چاہئے کیا مجھے بھی سب اچھا کی رپورٹ دینی چاہئے یا مجھے بھی منافقت کرنی چاہئے جس کا جواب تھا کہ نہیں۔ بحیثیت پارلیمانی سیکرٹری ہاؤس نے مجھے جو ذمہ داری دی ہے مجھے اپنے محکمے کے تمام حقائق ہاؤس میں پیش کرنے ہیں تو میں کچھ باتوں کے اوپر آپ کی توجہ چاہوں گی۔

جناب والا! پنجاب کے پچھلے سال کے بجٹ کے اندر Culture and Youth Affairs Department ہمیں 17 کروڑ روپے میں پڑا ہے۔ اس کے لئے 10 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا تھا لیکن یہ کلچر 17 کروڑ میں پڑا ہے اور اگر میں آپ سب سے یہ پوچھوں کہ ایک سال میں اس کلچر نے ہمارے صوبہ پنجاب میں کیا کارنامے سر انجام دیئے ہیں تو میرے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں۔ اس ڈیپارٹمنٹ کے بہت سارے ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جن پر بات کی جا سکتی ہے، ٹائم کی کمی کے پیش نظر میں صرف ایک کو focus کرنا چاہوں گی۔ لاہور آرٹس کونسل کلچر ڈیپارٹمنٹ کا بہت important ادارہ ہے اس ادارے نے 2 کروڑ 26 لاکھ روپیہ ملازمین کی تنخواہوں پر خرچ کیا ہے۔ اس کے بعد 79 لاکھ روپیہ pay of other staff ہے، اس کے بعد ٹوٹل الاؤنسز 146 لاکھ روپے ہیں اور اگر میں لاہور آرٹس کونسل کے ملازمین کی یہاں پر کارکردگی بیان کروں، میرے knowledge میں بہت سی ایسی بے قاعدگیاں اور بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں جو میں سمجھتی ہوں کہ اس ہاؤس کی امانت ہیں۔ مجھے انھیں اس ہاؤس میں رکھنا چاہئے۔ اس وقت ڈاکٹر کامران افضل چیمہ الحمراء آرٹس کونسل جسے آپ لاہور آرٹس کونسل کہتے ہیں اس کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر ہیں۔ ان کے مطابق وہ بہت بااثر شخصیات کے رشتہ دار ہیں اس لئے ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ ایک شبیر حسین صاحب ہیں جو اس وقت آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں پی اے کے طور پر کام کر رہے ہیں، یہ آپریٹر تھے۔ ان کو اس وقت الحمراء میں G.D.O جنرل ڈیوٹی آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ یہ شبیر صاحب الحمراء میں all in all ہیں۔ میں ایک اہم

بات بتاتی ہوں کہ لاہور آرٹس کونسل کے کوئی rules and regulations نہیں ہیں، وہاں کیا معاملات ہوتے ہیں ان کو کوئی پوچھنے والا ہے اور نہ ہی کوئی دیکھنے والا ہے کیونکہ ان کے پاس rules ہی نہیں ہیں۔ ان کے جب rules نہیں ہیں تو پھر آپ ان کو پوچھ نہیں سکتے کہ وہاں پر ریکروٹمنٹ کیسے ہوتی ہے، وہاں پر فنڈز کیسے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ابھی ڈیڑھ مہینہ پہلے Acer کمپنی کے تین کمپیوٹر 2 لاکھ 33 ہزار روپے میں خریدے گئے ہیں۔ اگر 3 کمپیوٹر بغیر scanner اور بغیر printer کے 2 لاکھ 33 ہزار میں خریدے گئے ہیں تو پھر میں کیا کہہ سکتی ہوں؟ اس کے بعد حبیب خان صاحب اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں اپنی کسی خرابی کی وجہ سے آٹھ سال معطل رہے ہیں اور آج کل وہ سٹیج مینجر الحمراء کمپلیکس ہیں۔ حاجی اسحاق صاحب peon بھرتی ہوئے تھے آج وہ سٹیج مینجر الحمراء کمپلیکس ہیں۔ ایسی ایک لمبی فہرست میرے پاس ہے کہ جس کو میں بیان کرنا شروع کر دوں تو ہاؤس کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ صرف بجٹ میں پیسے رکھ دینے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا کہ محکمے اپنا کام بہتر طور پر کر رہے ہیں، کوئی احتساب، کوئی check and balance تو محکموں کے اوپر ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب ہمیشہ یہ بات کہتے ہیں کہ وہ میرٹ کی بات کرتے ہیں۔ وہ قانون کی بات کرتے ہیں تو یہ محکمہ بھی ان کی توجہ کا طالب ہے۔ اس محکمے کے اوپر بھی آڈٹ ہوتے ہیں اور جو آڈٹ کرنے آتے ہیں تو ان کے منہ بند کرانے کے بھی بہت سارے طریقے ہیں۔ میں اس بحث میں نہیں جانا چاہتی اور وہ آڈٹ بھی صرف فائلوں کی نذر ہو جاتے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے اور میں یہ پُرزور کہنا چاہتی ہوں کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان تمام معاملات کی انکوائری کرے اور الحمراء آرٹس کونسل پتا نہیں لفظ مناسب ہے یا نہیں لیکن یہ الحمراء آرٹس کونسل اس وقت گناہوں کی بستی ہے۔ اس کے کیفے ٹیریا میں دنیا کا کون سا ایسا نشہ ہے جو وہاں نہیں ملتا تو اگر یہ کلچر میرے پنجاب کا ہے تو بڑی معذرت کے ساتھ کہ مجھے اس کلچر کو favour کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ براہ مہربانی ہمارے کلچر کو بچائیں، ہمارے اس محکمے کو بچائیں اور میری وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ اس پر سخت ایکشن لیتے ہوئے انکوائری کا حکم دیں۔ اگر اب بھی اس بات کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا اور اگر اب بھی

اس بات کا نوٹس نہ لیا گیا تو ایک ذمہ دار حکومت کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اگر ان باتوں کو نہ سنا گیا تو پھر اس کلچر کا بھی اللہ حافظ ہے تو پنجاب کا بھی اللہ حافظ ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جناب طاہر احمد سندھو صاحب!

جناب طاہر احمد سندھو: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ حالات کی نزاکت کے پیش نظر ہماری حکومت نے کوشش کی ہے کہ زیادہ سے زیادہ متوازن بجٹ پیش کیا جائے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے مسائل حل کئے جا سکیں۔ میں ایک یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم یہاں بیٹھے اگر اس وقت بھی سچی بات نہیں کر پاتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم عوام کے ساتھ سنجیدہ نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم 75 فیصد ایسا محروم طبقہ پیدا کر رہے ہیں جس کو ہم قسمت پر چھوڑ رہے ہیں جس کو ہم چھوڑ دیتے ہیں کہ آپ کا خدا ہی حافظ، جس کے پاس رہنے کے لئے کوئی مکان نہیں ہے، کھانے کو روٹی نہیں ہے اور پہننے کو کپڑا نہیں ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ کیا ہمارے ملک میں انسانی حقوق ہیں، کیا ہم انسان کو انسان سمجھتے ہیں؟ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ دنیا کے اس جدید دور میں ہم نے صرف اور صرف طبقات پیدا کئے۔ ہم نے صرف اور صرف جاگیردار اور سرمایہ دار پیدا کئے جن کو آج تک کوئی پوچھنے والا پیدا ہوا ہے اور نہ وہ پیدا ہونے دیتے ہیں۔ جہاں تک انسانی حقوق کی بات ہے تو ہماری ایک معزز رکن نے بات کی ہے، میں سمجھتا ہوں جب ہم انسانی حقوق کا ذکر کرتے ہیں تو پھر اس ملک کی بے رحم پولیس یاد آتی ہے پھر جب ہم پولیس کا بجٹ دیکھتے ہیں تو اور تکلیف ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو دھوکا دینے کے لئے اتنی بڑی establishment create کی ہوئی ہے جو کچھ بھی deliver نہیں کر رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ہم نے rule of law کے لئے کام کرنا ہے، جہاں ہم نے عدلیہ کی آزادی کے لئے کام کرنا ہے وہاں ہم نے پولیس اور حکومت کے دیگر اداروں کو بھی پابند بنانا ہے کہ اس ملک کے قوانین ان کے لئے بھی ہیں اور ان پر بھی یہ قوانین اسی طرح لاگو ہوتے ہیں جس طرح دوسرے شہریوں پر لاگو ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ میرے پاس ایک سائل آیا اور اس نے کہا کہ میں نے پولیس کے خلاف رٹ کرنی ہے تو میں نے کہا کہ آپ پولیس کے خلاف کیوں رٹ کر

رہے ہیں، پولیس کو اپنے خلاف نہیں کرنا چاہئے۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں تو یقین کریں کہ میں اس وقت اس کا کیس پڑھ رہا تھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ ہم کس ملک میں رہ رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ یہاں rule of law اس کے لئے نہیں ہے۔ یہاں انسانی حقوق پر کام نہیں ہو رہا، یہاں لوگ bounded labour اور force labour کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہاں جاگیردار اور سرمایہ دار لوگوں کے حقوق کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے متعلق میرے دوسرے ساتھی کافی لمبی چوڑی بات کرتے رہے ہیں۔ ہمارے قائد محترم وزیراعلیٰ صاحب کا بھی یہی vision ہے اور انھوں نے تعلیم کے لئے بہت کام کیا ہے اور حکومت بہت کام کرنا بھی چاہتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جتنی دیر تک تعلیم کے لئے ایک broad based tax نہیں لگائیں گے تو ہم اتنی دیر تک تعلیم میں تبدیلی نہیں لا سکتے۔ status quo for the sake of status quo آ رہا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم پر اتنی زیادہ رقم خرچ کر رہے ہیں اس کے بھی خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آ رہے اس لئے میں یہ چاہوں گا کہ وزیر خزانہ تشریف فرما ہیں کہ ایک broad based comprehensive tax system لگایا جائے جو صرف تعلیم کے لئے ہو۔ ہمیں تعلیم کے لئے restructuring کرنی چاہئے تاکہ ہم اس پٹری پر چڑھ سکیں اور ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک بنیادی سہولتوں کا تعلق ہے تو میں بجٹ دیکھ رہا تھا کہ بجٹ میں پچاس کروڑ روپے لائیو سٹاک کی میڈیسن کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہاں تو انسانوں کے لئے دوائیاں نہیں ہیں تو حیوان اگرچہ deserve کرتے ہیں ان کا خیال رکھنا بھی ہمارا فرض ہے لیکن یہ میرے سارے دوست جو یہاں بیٹھے ہیں کیا کبھی کسی کے حلقے میں آپ میں سے کسی نے veterinary کی میڈیسن دیکھی ہے یا کبھی کسی کو دی جاتی ہے؟

معزز اراکین: نہیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: میں سمجھتا ہوں کہ یہ 50 کروڑ روپیہ صرف ضائع کرنا ہے۔ اس 50 کروڑ روپے کو غریبوں کے علاج کے لئے وقف کر دیا جائے اور اس طرف منتقل کر دیا جائے جس سے زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر!اس کے ساتھ ساتھ میں یہ چاہتا ہوں کہ آج اس وقت بھی ہماری حکومت نے کسانوں کے حقوق کے لئے بہت سے کام کئے ہیں۔ میرے معزز رکن بھائی نے ابھی جو تجویز دی تھی کہ کسانوں کے لئے second hand ٹریکٹرز import کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ کے لئے agro based جتنی بھی مشینری ہے اس کو import کرنے کی اجازت ہونی چاہئے اور اس پر taxes نہیں ہونے چاہئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین!میں آخر میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک اربن ایریا پھلروان ہے جس میں ہر تیسرا شخص بدقسمتی سے ہیپاٹائیٹس (سی) کا مریض ہے۔لوگ 15 کلومیٹر کے فاصلے سے پانی لاکر استعمال کرتے ہیں۔وہاں پر سیوریج نام کی کوئی چیز نہیں ہے، گندگی، غلاظت اور ناقص پانی ہونے کی وجہ سے ہیپاٹائیٹس (سی) پھیل رہا ہے۔میں وزیر خزانہ جو ماشاءاللہ بہت نفیس شخصیت کے مالک ہیں، سے ہاؤس کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ میرے حلقے کے علاقے پھلروان کے لئے فی الفور comprehensive واٹر سپلائی اور سیوریج سکیم launch کی جائے۔میں آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ادھر اسمبلی میں status quo کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے، ماشاءاللہ ہماری قیادت انقلابی اقدامات چاہتی ہے۔میں پولیس کے لئے بات کر رہا ہوں اور مجھے اندازہ ہے کہ most of the statutes جو پولیس کے ساتھ deal کرتے ہیں وہ fuddle in nature ہیں اور ان میں پنجاب حکومت amendment نہیں کر سکتی چونکہ 43۔ارب روپے کی ایک اچھی خاصی رقم بجٹ کا کافی زیادہ حصہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کی efficiency بڑھانے کے لئے پولیس آرڈر 2002 جو ایک ڈکٹیٹر نے اپنے راج کو طول دینے کے لئے دیا تھا اس میں کافی amendments کی ضرورت ہے for better efficiency and discipline and for better accountability of the police اور اس میں کافی massive amendments کی ضرورت ہے۔میں اس ہاؤس کی وساطت سے چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت فوراً وفاقی حکومت سے take up کرے اور اس کے لئے ایک consensus پیدا کرکے amendments کی جائیں تاکہ پولیس کو accountable کیا جائے اور وہ in the interest of justice کام کر سکیں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آج اس معزز ایوان میں قائد پنجاب/ خادم پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب کے عوام کے لئے ایک بہتر اور غریب دوست بجٹ پیش کیا۔

جناب چیئرمین: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس بجٹ میں ہمیں صرف تنقید کرنے کی بجائے اس کی اچھائیوں کی طرف جانا ہوگا۔ آج جس طرح قائد پنجاب نے کسانوں سے گندم خریدنے کے لئے کرپٹ مافیا کے کردار کو ختم کیا، جس طرح میرے قائد نے 62 سالہ تاریخ میں 60 لاکھ ٹن کا ہدف مکمل کیا یہ کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے اس کے لئے میں اپنے قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خوراک کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ کسانوں کے لئے یہی کام نہیں ہوا بلکہ آج دس ہزار ٹریکٹر پر دو لاکھ کی subsidy دینا بھی ایک بہت بڑا کام ہے اور یہ بھی بہت کم لوگوں سے ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب فوڈ سپورٹ پروگرام پر 13۔ارب روپے کی رقم مختص کرنا جس سے 13 لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے یہ کوئی چھوٹا سا پروگرام نہیں ہے۔ آج ایک غریب کے گھر میں چولہا جلانے کے لئے ایک مزدور جو سویا ڈیڑھ سو روپیہ کماتا ہے اس کو ماہانہ ایک ہزار روپیہ ملے تو وہ ان کو کتنا فائدہ پہنچا سکتا ہے یہ وہ مزدور اور اس کے گھر میں رہنے والے لوگ ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج محنت کشوں کے لئے سستی روٹی کا پروگرام پیش کیا گیا۔ ذرا سوچیے! وہ مزدور جو روزانہ ڈیڑھ یا دو سو روپے لے کر آتا ہے اسے دو روپے کی روٹی ملتی ہے۔ پہلے کہاں پچاس روپے کی دس روٹیاں اور اب کہاں بیس روپے کی دس روٹیاں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اس خاندان کے لئے بہت زبردست پروگرام ہے۔ آج پنجاب کے غریبوں کی حالت بدلنے کے لئے اس سے اچھے پروگرام نہیں مل سکتے۔

جناب چیئرمین! جس طرح قائد پنجاب نے 70 کروڑ کی مفت ادویات اور ڈائیلاسز سنٹر کا اہتمام کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک بہت بڑا قدم ہے جو کہ غریب لوگوں کے لئے ہے۔ اس کا

فائدہ ان لوگوں سے پوچھیے جو بیمار ہیں اور ڈائیلاسز کروا رہے ہیں، پہلے وہ ان اخراجات کو کس طرح برداشت کرتے تھے اور آج یہ کتنا انقلابی قدم ہے۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ 70 کروڑ روپے کی مفت ادویات کے ساتھ 2۔ارب روپے کی لاگت سے جنرل وارڈوں کو ایئر کنڈیشنڈ کرنا اور ہسپتالوں میں جنریٹر نصب کرنا بھی بہت بڑا انقلابی قدم ہے۔ ان باتوں کو کس طرح ہم نظر انداز کر سکتے ہیں کیونکہ یہ باتیں غریب لوگوں کے لئے ہیں، یہ اس ملک کی تقدیر بدلنے کے لئے ہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ آج سیلف فنانس کو ختم کرنا اور میرٹ پر طلباء کو داخلہ دینا بھی پنجاب کا ایک بہت بڑا تعریفی اقدام ہے۔ ان اقدامات سے بہت سارے طلباء کو آج داخلے مل رہے ہیں جو کسی ٹانگے والے یا بڑھی والے کا بیٹا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان طلباء کے honour میں جس طرح میرے قائد نے guard of honour پیش کیا یہ کوئی جنرل مشرف ریٹائرڈ یا بے ضمیر جرنیل کو نہیں بلکہ یہ ان طلباء کو پیش کیا گیا جسے آنے والی نسل یاد کرے گی، جو اس ملک کی ترقی کے معمار ہوں گے اور جو اس ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے اقدامات کو بھولنا نہیں چاہئے۔ یاد کرو کتنے اچھے اقدامات تھے اور تم بھی یاد کرو کہ تمہارے غلط اقدامات نے لوگوں کو بے راہ روی کا شکار کیا۔ آج میں طلباء کی بات کرتے ہوئے اس بات پر بالکل اکتفا نہیں کروں گا کہ جن طلباء نے اچھے اچھے وظائف لئے اور جنہوں نے بہتر تعلیم حاصل کرنے کے لئے غیر ممالک میں جاکر تعلیم حاصل کرنے کی کوشش کرنی تھی، آج میرے قائد نے ان کو سرکاری اخراجات پر برطانیہ اور جرمنی سمیت دوسری عالمی درسگاہوں میں تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے بھیجا ہے جو بہت زبردست قدم ہے۔ اسی طرح 4۔ارب 90 کروڑ کی خطیر رقم سے 24 تحصیلوں میں 44 دانش سکول جن سے بنیادی انقلاب آئیں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعلیم کی دنیا میں یہ کوئی چھوٹا سا انقلاب نہیں ہے۔ ہم اس دور کی بات نہیں کرتے جب اَن پڑھ وزیر اعلیٰ پڑھے لکھے کام کرنے کی کوشش کرتا تھا اور جس کے نتائج کوئی نہیں ہوتے تھے لیکن آج ہم انشاء اللہ تعالیٰ عوام کو result دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ 34 ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتی ہم نے اپنے لوگوں میں تقسیم کرنے کی بجائے یہ فیصلہ کیا کہ ہم میرٹ پر دیں گے جو کہ بہت بڑا انقلاب ہے۔ کسی بھی ایم پی اے کے پاس اس کا کوٹہ نہیں ہے، سفارش کے کوئی ایسے انتظامات نہیں ہیں کیونکہ ایم پی ایز اور عوام یہ سمجھتے

ہیں کہ آج غریب کا بچہ بھی ایک ایجوکیٹر بھرتی ہوگا جو بہت بڑا قدم ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک ارب70کروڑ کی رقم سے ہم text books free of costمہیا کرنے کے لئے طلباء کو دے رہے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ آج کے اس بجٹ میں ایک ارب کے فنڈز جاری کرنا صرف اساتذہ کی حوصلہ افزائی ہے جو اس ملک کے طلباء کو آہستہ آہستہ ایک بہتر انسان بنانا چاہتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کی بھی حوصلہ افزائی آج کے بجٹ میں بہت ضروری تھی۔اس کے علاوہ 4۔ارب90کروڑ روپے کی مالیت کا کمپیوٹر لیب کا منصوبہ پنجاب کی تاریخ میں بہت بڑا انقلابی قدم ہے۔ کون لوگ ایسی تنقید کرتے ہیں جو خود ایسے کام نہیں کر سکتے اور ہمارے بہترین کاموں پر وہ تنقید کرتے ہیں۔ پیچھے جا کر دیکھیں کہ انہوں نے کیا کیا اور میرے قائد پنجاب نے صوبہ پنجاب کے لئے کیا کیا ہے؟ سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر تعمیر شدہ مکان دینے کے لئے پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کو ایک ارب کی subsidy دینا کوئی چھوٹا سا کام نہیں ہے۔ حکومت نے بے گھر خاندانوں کو چھت فراہم کرنے کے لئے دیہی علاقوں میں بارہ ہزار پچھتر ایکڑ اراضی کی تقسیم کا پروگرام 555بے گھر خاندانوں کو پانچ مرلہ تقسیم کا پروگرام یہ کوئی چھوٹا سا پروگرام نہیں ہے۔ تنقید کرنے والے آئینے میں دیکھیں کہ ان کی حکومتوں نے کیا کیا اور میرے قائد میاں محمد شہباز شریف پنجاب کے لوگوں کے لئے، پنجاب کے طالب علموں کے لئے، پنجاب کے مزدوروں کے لئے کیا کرنا چاہتے ہیں۔175۔ارب روپے مالیت کا ترقیاتی پروگرام پنجاب کی تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ لوگ جو کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں یہ اس وقت کہاں تھے جب سب کچھ ان کا کالا تھا، جب ان کے دل بھی کالے تھے، جب ان کے ذہن بھی کالے تھے اور اس وقت یہ کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کرتے تھے، جب ان کے پاس ایک بے ضمیر جرنیل تھا جو ہولی سولی کا مالک تھا اور اس سے کالا باغ ڈیم کی بات نہیں کی۔ آج ان کو شرم نہیں آتی کہ یہ کالا باغ ڈیم کی بات کرتے ہیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے جوش خطابت میں یہ جو کہا ہے کہ ان کا دل بھی کالا تھا، ان کا منہ بھی کالا تھا۔ اس بات سے ان کی کس سے مراد ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے کسی کا نام تو نہیں لیا۔ میرے خیال میں یہ issue وفاقی حکومت کا تھا صوبائی حکومت کا نہیں تھا جس سے آپ کے لئے کوئی ایسا مسئلہ بنے۔

جناب شیر علی خان: جناب چیئرمین! میری گزارش سنیں۔ میں نے کل کالا باغ ڈیم کی بات کی تھی۔ انہوں نے تو کالا باغ دیکھا ہی نہیں ہے اور ان کو کیا پتا کہ کالا باغ ڈیم کیا ہے؟ کالا باغ ڈیم کی بات کرنے والے یہ لوگ، ان کو کیا پتا کہ کالا باغ ڈیم کیا ہے اور آج یہ جو بات کر رہے ہیں انہوں نے specifically یہ یہ بات کی ہے اس کو حذف کیا جائے اور He should apologize

جناب چیئرمین: میرے خیال میں انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔ کالا باغ ڈیم کی سب لوگ قدر و قیمت جانتے ہیں۔

(اذان مغرب)

(اس مرحلہ پر جناب قائم مقام سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں کچھ عرض کر رہا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب ایک منٹ۔ جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ڈھلوں صاحب نے personal attack کیا ہے اور میں ان سے صرف explanation چاہوں گا کہ انہوں نے کس کے متعلق یہ کہا ہے کیونکہ کالا باغ ڈیم کا issue میں نے اٹھایا تھا یا کل لیڈر آف اپوزیشن نے اپنی پریس کانفرنس میں اٹھایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کے دل بھی کالے ہیں، ان کے منہ بھی کالے ہیں اور پتا نہیں انہوں نے ہمیں کیا کیا کہہ دیا ہے۔ ان کو کالا باغ کا کیا پتا ہے۔ He cannot talk about Kala Bagh Dam. ان کو پتا ہونا چاہئے کہ کالا باغ کے ساتھ میرا کیا رشتہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی کے متعلق بھی personal comment اس ہاؤس میں نہیں ہونی چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں نے جنرل پرویز مشرف کی بات کی تھی، ان کی بات نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: منڈا صاحب! تشریف رکھیں۔ ایک تو میں آج پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دے رہا۔ چونکہ ان کا خیال تھا کہ personal attack ہوا ہے اور وہاں سے clarification آ گئی ہے کہ وہ personal attack نہیں ہے تو یہ بات ختم ہو گئی ہے۔ میں آپ سب ممبران سے درخواست کروں گا کہ ہم کوشش یہ کریں گے کہ personal attack نہیں ہونا چاہئے۔ جی، ڈھلوں صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب سپیکر! میں کالا باغ کی بات نہیں کر رہا تھا میں ڈیم کی بات کر رہا تھا۔ اذان کے وقفہ سے پہلے میں اپنی بات کر رہا تھا۔ میں آج ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میں اپنے قائد پنجاب، خادم پنجاب کو سلام پیش کرتا ہوں جنہوں نے دس کروڑ سیکرٹ فنڈ جس کا کوئی حساب نہیں ہوتا تھا اس کو ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے قائد کا یہ بہت اعلیٰ قدم ہے یہ وہ فنڈ تھا جس کو سابق وزیر اعلیٰ جس کی average تقریباً 90 لاکھ بنتی ہے جو سابق وزیر اعلیٰ اپنی عیش عشرت پر خرچ کرتے تھے۔ آج میرے قائد نے اس فنڈ کو بھی اس پنجاب کی غریب عوام کی نذر کر دیا ہے۔ آج میں سمجھتا ہوں کہ وہ جو 10۔ کروڑ کا سالانہ فنڈ تھا آج اس کے لئے ہماری قوم لمحہ فکریہ ہے جس کو پانچ سال تک استعمال کیا گیا لیکن اس کا کوئی حساب نہیں، اس کا کوئی آڈٹ نہیں۔ میں اس شاہانہ دور کی بات کرتا ہوں جس میں ایک سابق جرنیل نے اسلام آباد میں ایک بہت بڑے جلسے کا اہتمام کرتے ہوئے اس میں ایئر کنڈیشن خیمے اور تنبو لگائے۔ میں اس جلسے کی بات کر رہا ہوں جس جلسے میں کراچی میں خون کی ہولی

کھیلی گئی، جس جلسے میں اس سابق جرنیل، ریٹائرڈ جرنیل نے 35 کروڑ روپیہ خرچ کیا۔ میں پنجاب کی عوام کی طرف سے بات کرتا ہوں کہ آج پنجاب کی غریب عوام اس 35 کروڑ روپے کا حساب چاہتی ہے۔ میں شیخوپورہ کے اس جلسہ کی بھی بات کروں گا۔ جو شیخوپورہ میں ہوا تھا جہاں سابقہ جرنیل نے جا کر 7۔کروڑ روپے خرچ کئے جبکہ اس کے بدلے میں وہاں سے اسے کوئی بھی سیٹ نہیں ملی لیکن اس 7 کروڑ روپے کا بھی پنجاب کی عوام حساب مانگتی ہے، یہ وہ اخراجات ہیں جہاں پر میرے قائدین جائیں تو وہ اپنے ساتھیوں کو کہتے ہیں کہ تم ون ڈش بھی نہ رکھو، ہم کچھ نہیں کھائیں گے ہم عوام کی خدمت کرنے آئے ہیں۔ عوام تک اپنی بات پہنچائیں گے۔ میں ان چیزوں پر ایک دفعہ پھر نظر دوڑاتے ہوئے صرف ایک نظر سابق دور کی طرف لے جانا چاہتا ہوں کہ ہمارے عوام کے حافظے کمزور ہیں اور میں اس معزز ایوان میں ان کرپٹ لوگوں کو بھی بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔ آج میں سرگودھا کا شہری ہونے کے ناتے سرگودھا کے سٹی پیکیج پر نظر دوڑانا چاہتا ہوں اور پھر اس کے بعد لاہور رنگ روڈ پر، ٹھوکر نیاز بیگ برج پر، لاہور قصور روڈ پر، چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ پر، تلہ گنگ میانوالی روڈ پر بھی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈھلوں صاحب! تشریف رکھیں اور باقی تقریر آپ تحریری طور پر دے دیں کیونکہ وقت بہت زیادہ ہو گیا ہے۔ شکریہ۔ اب محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ!

محترمہ نرگس پروین اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر!

اس سال ہستی میں شبنم سے کہا میں نے
قطرہ تیری اوقات ہے، پھر ناز ہے کیا

جناب سپیکر! 21۔جون کا دن پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم دن ہے۔ کل 21۔جون کو جب پاکستان کے گوشے گوشے میں پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکن اپنی قائد کو نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے خون جمع کر رہے تھے تو لندن کے لارڈز کرکٹ گراؤنڈ میں پاکستان کی قومی کرکٹ ٹیم پاکستان کی سر بلندی کے لئے، پاکستان کے پرچم کو اونچا رکھنے کے لئے اپنا پسینہ بہا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پاکستانی کرکٹ ٹیم کو کامیاب کیا اور پاکستان کا پرچم سربلند ہوا۔ یہ ایک gesture تھا ان اقوام کے لئے جو دنیا کی مہذب اقوام کہلاتی ہیں، جو یہ سوچتی ہیں کہ پاکستان صرف دہشت گردوں کی سرزمین ہے۔ میں کہتی ہوں کہ

وہ آئیں اور آ کر دیکھ لیں کہ ہم کھیلنا بھی جانتے ہیں اور جھیلنا بھی جانتے ہیں اور ہماری قوم اور ٹیم نے جیت کر پاکستان کو سر بلندی کا ایک جھونکا دیا۔ پاکستانی ٹیم کی کامیابی وحشت کی ماری ہوئی قوم کے لئے نرم ہوا کا جھونکا ہے جس نے قوم کو سرشاری سے سرشار کر دیا۔ قومی ٹیم آپ کا بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر! 21۔جون کا دن میرے لئے ایک اور لحاظ سے بھی اہم ہے کہ اس دن لندن کے ہی ایک ہال میں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور ذوالفقار علی بھٹو کی تیسری نسل جناب بلاول بھٹو زرداری نے اپنے خطاب میں عوام سے اپنے رشتے کا آغاز کیا۔ جناب بلاول بھٹو زرداری نے اس خون چکاں راستے پر قدم رکھے ہیں۔ انہوں نے اس وعدے کا ایفا کیا ہے جو ان کے نانا ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی والدہ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس قوم سے کیا اور اس وعدے کو نبھایا۔ آج بلاول بھٹو زرداری اس مشکل اور پر خطر راستے پر چل پڑا ہے۔ بلاول بھٹو زرداری نے اپنی والدہ کی طرح اپنی نو عمری کو اس قوم اور ملک کے مسائل کی نذر کر دیا ہے۔ اللہ بلاول بھٹو زرداری کا حامی و ناصر ہو کیونکہ ان کا ارادہ تو یہی ہے کہ:

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! کسی بھی جمہوری سرزمین کی خوبصورتی یہ ہوتی ہے کہ اس سرزمین کا ایک ایک چپہ، ایک ایک انچ عوامی نمائندگی اور جمہوری روایات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جمہوری سرزمینوں کے ایک ایک انچ سے اراکین آتے ہیں اور ان ایوانوں میں اپنے ملک کا اور اپنے وطن کے ایک ایک چپے کے مسائل کی یہاں پر نمائندگی کرتے ہیں اور اس کے مسائل کا ادراک کرتے ہیں اور ان مسائل کو حکومت وقت کے سامنے رکھتے ہیں لیکن کل جب میں اس ایوان کی کارروائی پڑھ رہی تھی تو میں نے یہ محسوس کیا کہ عوامی اراکین کی آراء کو اور تجاویز کو وہ پذیرائی نہیں بخشی جاتی جو ان کا حق ہے کیونکہ میں نے دیکھا ان کتابوں میں اراکین نے بیش بہا تجاویز دیں مثلاً چنیوٹ کے ایک رکن نے تجویز دی کہ وہاں ایک دریا ہے جو دو پلوں کے اندر سے گزرتا ہے اور وہاں اونچی اونچی پہاڑیاں ہیں اور ان پہاڑیوں اور پلوں کے درمیان

اگر کوئی چھوٹا ڈیم تعمیر کر دیا جائے تو وہاں بجلی اور پانی کی بھی بچت ہوتی ہے جو کہ اس وقت ملک کی اشد ضرورت ہے۔

اسی طرح ان کتابوں میں پاکستان کی بارانی زمینوں کے لئے تجاویز دی گئی ہیں کہ چائنا سے ٹیکنالوجی حاصل کر کے بارانی زمینوں کو کارآمد بنا کر پاکستان میں خوراک کی قلت کو نہ صرف دور کیا جائے بلکہ ایکسپورٹ بھی کیا جائے۔ انہی کتابوں میں عورتوں کے لئے الگ ٹرانسپورٹ کی تجویز دی گئی ہے۔ انہی کتابوں میں اور بیش بہا تجاویز ہیں اور اگر ان تجاویز پر عمل ہوتا تو پنجاب جنت نظیر ہوتا لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان تجاویز پر عمل نہیں ہوا اور ایسے لگتا ہے کہ نشستن، گفتن اور برخاستن۔

اگر آپ نے معزز ایوان کے اراکین جو جمہوریت کے نمائندے ہیں کو یہی role دینا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس role پر ہمیں نظر ثانی کرنی پڑے گی۔

جناب والا! میں مبارکباد دیتی ہوں جناب تنویر اشرف کائرہ اور میاں محمد شہباز شریف کو کہ ان مشکل حالات میں انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ حکومتی بنچوں سے ہونے والی بحث پر تو میرا دل یہی کرتا ہے کہ:

ان بارشوں سے دوستی اچھی نہیں فراز
کچا تیرا مکان ہے کچھ تو خیال کر

ان مشکل حالات میں coalition government نے جو بجٹ دیا ہے وہ انتہائی متوازن ہے اور یہاں یہ بھی کہا گیا کہ عورتوں کے لئے کچھ خیال نہیں کیا گیا تو میرا خیال ہے کہ کسی نے بجٹ کو غور سے پڑھا ہی نہیں۔ یہاں زچہ و بچہ کے مراکز بنائے جا رہے ہیں اور جو آپریشن کی سہولتیں دی جا رہی ہیں وہ ساری سہولتیں خواتین کے لئے نہیں تو اور کس کے لئے ہیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! پچھلے بجٹ میں عدلیہ کے لئے اس حکومت کی طرف سے ایک اچھا gesture دیا گیا اور عدلیہ کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی اور عدلیہ کے چھوٹے عہدیداروں کی تنخواہوں میں تین گنا الاؤنس شامل کیا گیا جو کہ ایک اچھا gesture اور ایک اچھی ابتدا تھی لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس قدر خطیر رقم کو خرچ کرنے کے بعد کیا عدلیہ کے نظام میں کوئی تبدیلی آئی؟ ایسی عدلیہ کہ جس کے بغیر قومیں زندہ

نہیں رہ سکتیں، ایسا حصول انصاف جو قوموں کی شہ رگ ہوتا ہے، جو قوموں کی نبض ہوتا ہے اور جو قوموں کے دلوں کی دھڑکن ہوتا ہے کیا عدلیہ میں اس خطیر رقم کے استعمال کے بعد کوئی تبدیلی آئی اور کیا پاکستان کا ایک عام آدمی آج کی عدلیہ سے انصاف آسانی سے حاصل کر سکتا ہے؟ اس معاملے میں کوئی regulatory authority کوئی observation اور کوئی چیز ہونی چاہئے تھی جو اس کو monitor کرتی۔

جناب سپیکر! میں نے دیکھا کہ جو ٹریکٹر سکیم میں سبسڈی دی گئی ہے اور اس کے علاوہ دو روپے کی روٹی کا بڑا ذکر ہوا جب اس قسم کی سبسڈیز دی جاتی ہیں تو اس میں مڈل مین بہت زیادہ پیسے بنا لیتا ہے۔ آج کل شکایت یہ ہے کہ ٹریکٹر پر جو دو لاکھ سبسڈی دی گئی ہے تو وہ ٹریکٹر زیادہ تر بااثر زمینداروں کے گھروں پر ہیں اور دو روپے کی روٹی میں بھی یہی problem ہے کہ ماڈل ٹاؤن اور گلبرگ کی آبادی میں اہل ثروت حضرات بھی دو روپے کی روٹی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض جگہوں پر دو روپے کی روٹی کا حصول مشکل ہے اور بعض جگہوں پر دو روپے کی روٹی کا معیار ٹھیک نہیں ہے۔ ایسی subsidy جو صحیح manage نہ ہو سکتی ہو وہاں subsidy دینے کی بجائے کسی اور طریقے سے نظام کو بہتر بنا کر عام آدمی کو فائدہ پہنچانا چاہئے۔ یہاں پر چائلڈ پروٹیکشن بیورو کی بات کی گئی، یہاں پر محترمہ فائزہ اصغر تشریف رکھتی تھیں، چائلڈ پروٹیکشن کا پروگرام ایک اچھا پروگرام ہے لیکن ایسے تمام ادارے جہاں پر ایسے بچے پرورش پا رہے ہیں جو یتیم اور بے سہارا ہیں ان میں اکثر شکایات ملی ہیں کہ ایسے بچوں کے تحفظ کی وہاں پر کوئی ضمانت نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! Kindly wind up کر دیجئے۔

محترمہ نرگس پروین اعوان: وہ چیزیں جو کہ معاشرے میں قابل قدر نہیں سمجھی جاتیں ایسے بچوں کو ناروا سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جب آپ خطیر رقم اس میں مختص کریں تو اس میں monitoring اور رقوم کے صحیح استعمال کا ایسا شعبہ رکھیں جہاں سے observations آ سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب شاہ جہاں احمد بھٹی! ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جناب سپیکر! optimist اس کو کہتے ہیں کہ پانی کا گلاس آدھا بھرا ہوا ہو تو وہ اس کو آدھا بھرا ہوا کہتا ہے اور pessimist اس کو کہتے ہیں جو اس کو آدھا خالی کہتا ہے۔ میں خود کو optimist سمجھتا ہوں اس لئے کہ آج پاکستان کی جو security environment ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے جو بجٹ پیش کیا گیا اس کو میں optimism کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور اچھا بجٹ کہتا ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ پنجاب کے وزیر اعلیٰ، ان کی ٹیم کو خصوصی طور پر وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ بجٹ نہ صرف ٹیکس فری ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ realism اور حقیقت پسندی پر مبنی بھی ہے۔ جس طریقہ سے اس بجٹ میں لاء اینڈ آرڈر پر رقم مختص کی گئی میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے security کے حالات ہیں وہ ابھی بھی کم ہیں۔ ہماری law enforcement agencies کو traditional policing سے ہٹ کر اب دہشت گردی کے ساتھ مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے اور اس حوالے سے ان کی نئی ٹریننگ ہو رہی ہے اس کے لئے جتنی بھی رقم مختص کی جائے وہ کم ہو گی۔ جب میں یہاں پر پاکستان کے پرچم کو دیکھتا ہوں تو مجھے محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کی لیاقت باغ کی آخری تقریر یاد آتی ہے جس میں انہوں نے کہا کہ وہ لوگ نہیں چاہتے سوات میں پاکستان کا پرچم رہے۔ خدا کے فضل سے اور اس حکومت کی کامیاب پالیسی کی وجہ سے آج سوات میں یہ پرچم دوبارہ لہرا رہا ہے۔ اس پر میں پاکستان کی مسلح افواج کو اور پنجاب کی law enforcement agencies کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ اس دہشت گردی کی جنگ میں ننکانہ صاحب کے ضلع کا بھی حصہ ہے۔ چند دن پہلے ہمارے ایک قصبہ سید والا کے پاس ایک لاش آئی جو سپاہی محمد نواز کی تھی جو 5FF regiment کے تھے جنہوں نے سوات میں شہادت حاصل کی۔ اسی طرح میں ان کو، ان کے خاندان کو اور جو بھی اس آپریشن میں شہید ہوئے ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم پر بھی focus کیا گیا ہے۔ Punjab Education Endowment Fund کے ذریعے جو مستحق اور قابل بچے ہیں ان کے تمام تر اخراجات fulfill کئے

جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا اقدام ہے جس سے ہمارے صوبے کی human resource development میں بہت امداد ملے گی۔اس کے ساتھ ساتھ knowledge city کا قیام ایک احسن اقدام ہے کیونکہ آج کی معیشت کے لئے information technology کا عمل دخل بہت لازمی ہے۔اس سے ہمارے صوبے کے عوام IT کے اچھے اثرات سے فائدہ مند ہوں گے۔ میں صرف یہ سمجھتا ہوں کہ جو چھوٹے سکول کے بچے ہیں خاص طور پر دیہی علاقوں میں ان کے لئے ٹرانسپورٹ کا بہت مسئلہ ہے۔ میری حکومت پنجاب کو یہ تجویز ہوگی کہ ان بچوں کے لئے district کی سطح پر ٹرانسپورٹ سسٹم کا قیام کریں تاکہ انہیں سکولوں تک پہنچنے میں آسانی ہو۔ خاص طور پر سردیوں کے موسم میں، آپ سب نے دیکھا ہو گا کہ بچے کس طریقے سے بسوں پر بیٹھ کر سکولوں تک پہنچتے ہیں۔

جناب والا! صحت کے میدان میں بہت اچھے اقدام ہو رہے ہیں لیکن صحت میں prevention کا بہت اہم role ہے۔ ہمارے دیہاتوں میں پانی کے نکاس کا نظام بہت خراب ہے جس کی وجہ سے کافی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ اکثر لوگوں کی صحت کو خراب کرتی ہیں۔اس کے لئے میری تجویز ہوگی کہ پانی کے نکاس کے لئے comprehensive policy بنائی جائے تاکہ ہر گاؤں، ہر قصبے میں پانی کے نکاس کو دیکھا جائے۔ prevention 50 percent صحت کی ضامن ہے۔ حکومت پنجاب نے social sector میں جو اقدامات کئے ہیں اس سے ہمارے صوبے کی غربت میں کمی آئے گی۔اس میں یہ سستی روٹی کا پروگرام ہے اور فوڈ سٹیمپ سکیم کا پروگرام ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا اقدام ہے کہ ان پروگراموں کو جاری رکھا جارہا ہے۔ میں یہ تجویز دوں گا کہ ان کو continuously improve کیا جائے۔ میں نے جو Punjab Education Endowment Fund کا ذکر کیا ہے اس میں ایک چیز کہنا بھول گیا ہوں کہ اس کا اجراء ہو چکا ہے اور 20۔ جون کو جو تقریب ہوئی اس میں پہلی مرتبہ ایک ایسا طالبعلم جو کہ آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا اس کا نام عبدالقیوم ہے اس کو بھی اس Punjab Education Endowment Fund کے ذریعے اس کو سکالر شپ دیا جائے گا۔ وہ بچہ ایسا ہے جو لٹریچر کا پروفیسر بننا چاہتا ہے۔ میں اس پر پنجاب کے وزیراعلیٰ اور ان کی ٹیم کو پھر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! ننکانہ صاحب کے حوالہ سے جو ڈویلپمنٹ کے پروگرام میں ایک comprehensive proposal تیار کی گئی ہے، وزیراعلیٰ کی ہدایات پر پنجاب کی tourism کی ڈویلپمنٹ کی کمیٹی بنی تھی اور اس میں صرف specifically tourism کے بارے میں ہدایت تھی کہ اس کو promote کریں اور وہ ننکانہ صاحب کے reference سے تھا۔ میری تجویز یہ ہو گی کہ اس proposal کو accept کیا جائے اور اس میں نہ صرف ننکانہ صاحب کی ڈویلپمنٹ ہے بلکہ اس سے ملحقہ علاقے مثلاً شاہ کوٹ وہ بھی ایسی جگہ ہے جہاں پر کافی visitors آتے ہیں۔ پنجاب کے دوسرے مقامات جہاں پر villages tourism آسکتے ہیں اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے یہ بہت اچھی proposal ہے جو پنجاب کی Development Corporation Tourism کے پاس پڑی ہوئی ہے اور وزیراعلیٰ کی کمیٹی میں اب جائے گی۔ میری گزارش ہو گی کہ اس کو in totality complete کیا جائے۔ اس کے علاوہ ننکانہ صاحب کے پاس جو میڈیا ہے ان کے پاس کوئی پریس کلب کی جگہ نہیں ہے ان کے لئے special grant دی جائے۔ ننکانہ صاحب تحصیل میں تقریباً 30,32 ہزار ایکڑ رقبہ پنجاب حکومت کا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ پتا کرایا جائے کہ وہ رقبہ کن لوگوں کے پاس ہے۔ کچھ چھوٹے چھوٹے projects ہیں جیسا کہ ننکانہ صاحب ایک نیا ضلع بنا ہے اس کے پاس کوئی جیل نہیں ہے، کوئی پولیس لائن کی جگہ نہیں ہے اس لئے میں حکومت پنجاب اور وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ پنجاب حکومت کے رقبہ کو identify کر کے ان projects کو رکھے۔ یہ چھوٹے چھوٹے projects ہیں جو ننکانہ کی ترقی کے لئے ننکانہ والے انتظار کر رہے ہیں۔ ہر سال ہزاروں سکھ ننکانہ صاحب آتے تھے لیکن ہماری سکیورٹی کی صورتحال کی وجہ سے ان کی تعداد بہت کم ہو چکی ہے۔ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس حکومت کی پالیسی کو کامیاب کرے اور ہم اس سکیورٹی کے مسائل پر قابو پا سکیں۔ جو ٹریفک ہے اور جو religious tourists آتے ہیں وہ آتے رہیں گے۔

جناب والا! میں آخر میں ایک چیز بیان کرنا چاہتا ہوں کہ جو پاکستان کی افواج نے سوات میں کامیاب آپریشن کیا ہے اس کو دیکھتے ہوئے اب ہندوستان کی حکومت بھی اپنے بنگال کے صوبہ میں اسی طرز کا ایک آپریشن کرنا چاہتی ہے تو اس میں ہم سب کو فخر ہونا چاہئے کہ کم از کم پاکستان اور پنجاب کی حکومت ایسے اقدامات کر رہی ہے کہ جس سے ہم ترقی کی طرف جا رہے ہیں، ہم پیچھے نہیں ہٹ رہے،

چند سال پہلے تک پاکستان کو ایسے ایسے الفاظ کہے جاتے تھے کہ پاکستان failed state ہے لیکن آج خدا کے فضل سے آپ نے دیکھا ہے کہ optimism کی یہ حالت ہے کہ جب کل رات پاکستان کی ٹیم کامیاب ہوئی تو لاہور کی سڑکوں پر لوگ اس طرح امڈ پڑے اور دہشت گردی کی environment کو بھلا کر انہوں نے جس طرح سے جشن منایا وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ہماری قوم بھی optimist ہے اور انشاءاللہ یہ حکومت کامیابی کی طرف گامزن رہے گی۔اس کے ساتھ ہی آپ کا شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ملک محمد ظہور انور صاحب!

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کا بہت مشکور ہوں اور اپنے علاقے کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے پی ایچ ٹی پی میں پچاس کروڑ روپے گبیر ڈیم کے لئے مختص کئے ہیں، یہ ہمارے علاقے کا تقریباً پچاس سالہ پرانا منصوبہ ہے، اس کے لئے ہر جلسے میں اور ہر جگہ پر ایک ڈیمانڈ کی جاتی تھی اور انھوں نے اس کو پورا کیا، میں اس کے لئے اپنے عوام کی طرف سے ان کا مشکور ہوں۔

جناب والا! بجٹ میں جو priorities دی گئی ہیں وہ ایجوکیشن اور ہیلتھ پر ہیں جو بہت مناسب ہیں اور کسی ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ میں یہ عرض کروں کہ ہمارا علاقہ تلہ گنگ جو ہے وہ تعلیم میں بہت پیچھے ہے۔ تلہ گنگ ایک سب ڈویژن ہے اور اس میں پچیس سال پہلے صرف ایک گورنمنٹ کالج فار بوائز بنا اور اس کے بعد ایک گورنمنٹ کالج فار گرلز بنا۔ وہاں پر کوئی پانچ سال پہلے ایک ڈگری کالج فار بوائز کا PC-I بنا لیکن وہ اے ڈی پی کا حصہ نہ بن سکا۔ میری کائرہ صاحب اور اس حکومت سے گزارش ہو گی کہ وہاں اس PC-I کو جس کے لئے request already ایجوکیشن اور پی اینڈ ڈی کو بھیجی گئی ہے اس کو اے ڈی پی کا حصہ بنائیں اور وہاں پر وہ کالج بنائیں۔ اسی طرح میری یہ گزارش ہو گی کہ وہاں پر ایک اور لڑکیوں کا ڈگری کالج تلہ گنگ کے علاقہ میں ہونا بہت ضروری ہے۔ تلہ گنگ proper میں تو ہے لیکن تلہ گنگ کا رقبہ کافی بڑا ہے، تقریباً سوا سو کلو میٹر اس کا طول اور عرض ہے۔ اس میں صرف ایک ڈگری کالج تلہ گنگ میں ہونا ناکافی ہے، ایک اور ڈگری کالج وہاں کے لئے اے ڈی پی میں شامل کیا جائے۔

جناب والا! ایک اور جو میری گزارش ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر ایک سول ہسپتال پہلے تھا، تلہ گنگ کی پرانی جگہ پر 60 بستروں کا ہسپتال تھا، ایک نیا ہسپتال ابھی اسی سال بنا ہے، جو اسی سال function کرنا شروع ہوا ہے وہ fifty bedded hospital ہے، sixty bedded پہلے تھا، وہ تلہ گنگ میں تقریباً چار کلو میٹر پر ہے، ایک fifty bedded hospital تلہ گنگ proper میں بنا ہے، میں نے سنا ہے کہ ہیلتھ والوں نے یہ تجویز دی ہے کہ دونوں میں سے ایک کو بند کر دیا جائے۔ یہ بڑی ناانصافی ہو گی کیونکہ دوسرا جو fifty bedded hospital ہے اس کو hundred bedded tehsil hospital بنانے کے لئے بہت زیادہ جگہ کی بھی ضرورت ہو گی اور خرچہ بھی ہو گا۔ اگر یہ دونوں ہسپتال بیک وقت چلتے رہیں تو لوگوں کو سہولت بھی ہو گی اور سرکار کو تکلیف بھی نہیں ہو گی اور خرچ بھی نہیں ہو گا۔ میری حکومت، کائرہ صاحب اور ہیلتھ والوں سے یہ گزارش ہو گی کہ یہ دونوں facilities قائم رہیں۔

جناب والا! سکول اور کالجوں کے لئے زمین کا جو تعین ہے کہ کسی سکول کے لئے چار کنال، کسی کے لئے آٹھ کنال اور کسی کے لئے تیس کنال، کالج کے لئے تقریباً تیس کنال زمین حکومت نے ایک yard stick رکھی ہوئی ہے۔ یہ yard stick میرا خیال ہے کہ چالیس پچاس سال پہلے کی بنی ہوئی ہے، اب موجودہ دور میں یہ اراضی اس طرح مہیا نہیں ہے حتیٰ کہ گاؤں میں بھی یہ بڑی مشکل سے ملتی ہے۔ پھر لوگ مفت زمین اتنی نہیں دے سکتے۔ یہی ہوتا ہے کہ تعلیم والے کہتے ہیں کہ آپ تیس کنال زمین دیں تو کالج بنائیں گے اور وہ تیس کنال کہیں مہیا نہیں ہوتی، جو لوگ دیہات سے تعلق رکھتے ہیں اور ہم میں سے زیادہ لوگ دیہات سے تعلق رکھتے ہیں ان کو پتا ہے کہ تیس، پنتیس کنال زمین کسی بھی زمیندار کے لئے دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ وہ یہی کوشش کرتے ہیں کہ شاملات دیہہ میں سے زمین دیں تو شاملات میں کہیں زمین ہوتی ہے اور کہیں نہیں ہوتی تو میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ وہ realistic ہو جائیں، وہ تیس چالیس سال پہلے والی yard stick ہے اس پر insist نہ کریں بلکہ اس میں flexibility پیدا کریں اور یہ ساری چیزوں میں ہے مثلاً شہر کے لئے تو flexibility ہے لیکن گاؤں کے لئے flexibility نہیں ہے اور گاؤں میں تعلیمی ضروریات زیادہ ہیں، سکولوں اور کالجوں کی زیادہ ضرورت ہے تو اس yard stick کو review کیا جائے بلکہ اس کو flexible کیا جائے، جیسے

شہروں میں آپ multi storeyed schools بنا رہے ہیں تو گاؤں میں کیوں نہیں بن سکتے؟ گاؤں میں بھی تو زمین قیمتی ہے تو میری گزارش ہو گی کہ اس کا خیال کریں۔

جناب والا! اسی طرح حکومت کی ایک بہت اچھی جو تجویز ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹرز اور ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز پر لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دانش سکول بنائے جائیں گے، میری یہ گزارش ہو گی کہ ابھی تک جو ڈی سی اوز نے اطلاعات دی ہیں یا جو تعلیم والوں نے دی ہیں کہ ہیڈکوارٹرز پر یہ facilities دی جا رہی ہیں تو ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز یا تحصیل ہیڈکوارٹرز پر کیوں نہیں بنائے جا رہے؟ جو دور دراز علاقے ہیں وہاں پر یہ facilities ہونی چاہئیں۔ پہلے ہی یہ ساری facilities جو ہیں یہ ہسپتال، کالج، سکول ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز اور تحصیل ہیڈکوارٹرز پر ہوتی ہیں۔ اب پھر وہی concentration انہی مراکز میں کرنا چاہتے ہیں۔ آپ اگر یہ بندش لگائیں گے تو لوگوں کو ہر قسم کی تکلیف ہو گی، پھر ہر ایک چیز centralize ہونی شروع ہو جائے گی، بجائے اس کے کہ آپ decentralize کریں، آپ centralize کر رہے ہیں جس میں problems ہو رہے ہیں، رہائش کا problem ہو گا، ٹرانسپورٹ کا problem ہو گا اور خرچے کا problem ہو گا تو میری یہ گزارش ہو گی کہ حکومت یہ بندش نہ لگائے اور ان کی location جو کرے وہ رورل ایریاز میں کرے، away from the centres of population کیونکہ یہ presidential schools ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس، اب آپ wind up کر دیں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! میری ایک گزارش یہ ہے کہ اے ڈی پی جب تیار ہوتی ہے تو اے ڈی پی میں اس ہاؤس کو بالکل ہی نہیں شامل کیا جاتا، آپ نے فنانس کمیٹی بنائی ہوئی ہے، پہلے جب فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی تھی، اس میں رانا صاحب بھی تھے اور فنانس منسٹر صاحب بھی تھے تو اس وقت یہ بتایا گیا کہ کئی ملکوں میں بجٹ پہلے فنانس کمیٹی میں پیش ہوتا ہے، وہاں پر discuss ہوتا ہے اور پھر ہاؤس میں آتا ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ فنانس کمیٹی کے سامنے اے ڈی پیز بھی پیش کی جائیں تاکہ ممبران کو آسانی ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ظہور صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اللہ رکھا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد شفیق صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک بلال احمد کھر صاحب!

ملک بلال احمد کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ افضل ذکر لاالہ الااللہ وافضل علیہ الصلوۃ الھم صلی علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ وسلم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی پوری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور انہیں حقیقت پسندی اور فری ٹیکس بجٹ پیش کرنے پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ پنجاب کے اس بجٹ کے پیش ہونے کے ساتھ پنجاب کے عوام کی امیدیں وابستہ ہیں اور یہ معزز ایوان جو لوگوں کے قیمتی ووٹوں کے ساتھ منتخب ہو کر معرض وجود میں آتا ہے تو لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے، لوگوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں جو مشکلات سامنے آتی ہیں ان کے حل کے لئے امیدیں وابستہ کر کے رکھتے ہیں تاکہ یہ معزز اراکین اسمبلی ان کے حق کی خاطر اور ان کے بنیادی مسائل کے حل کی خاطر پوری پوری توجہ دیں اور ان کے مسائل کا حل ڈھونڈیں۔ میں آپ کی توجہ جنوبی پنجاب کے ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو اس وقت اس ایوان میں تو نہیں لیکن خصوصی طور پر جنوبی پنجاب میں تقریباً پچھلے چار پانچ مہینوں سے بڑی کثرت کے ساتھ discuss ہو رہا ہے کہ جنوبی پنجاب احساس محرومی کا شکار ہے اور جنوبی پنجاب کے لوگ احساس محرومی کے شکار ہیں اس لئے جنوبی پنجاب ایک علیحٰدہ صوبہ ہونا چاہئے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کی توجہ آپ کی وساطت سے اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ براہ مہربانی جنوبی پنجاب کے اضلاع کے لئے بھی اس طرح بجٹ میں حصہ رکھا جائے جس طرح اپر پنجاب کے اضلاع کے لئے رکھا جاتا ہے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگوں میں جو احساس محرومی پیدا ہوا ہے، جو جنوبی پنجاب کے لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارا علیحٰدہ صوبہ بنے تاکہ ہم اس سے بچ سکیں اور یہ پنجاب جو ہمارا اپنا صوبہ ہے اور یہ پنجاب جو پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے یہ اسی طرح اور ہم اس پنجاب کی فلاح و بہبود کی خاطر کام کرتے رہیں اور پنجاب کی عوام کی خدمت کرتے رہیں۔ اس کے ساتھ ہی میرا تعلق ضلع مظفر گڑھ سے ہے اور ضلع مظفر گڑھ میں پاکستان کی بڑی انڈسٹریز PARCO Oil Refineries اور تھرمل پاور، شوگر ملز

اور اس کے علاوہ دوسری textile industries ہونے کے باوجود لوگوں میں روزگار کے مواقع اور باقی بنیادی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ پورے ضلع میں صرف چار ڈگری کالجز ہیں جو ایک مظفر گڑھ ضلع میں ہے، ایک علی پور میں ہے، ایک تحصیل کوٹ ادو میں ہے اور ایک تحصیل جتوئی میں ہے جبکہ ضلع کی آبادی تقریباً 20 لاکھ کے قریب ہے اور وہاں طلبا کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دور دراز کا سفر کرنا پڑتا ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ جس طرح دانش پبلک سکول ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر بنایا جا رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی ہر حلقے میں کم از کم ایک گرلز ڈگری کالج اور ایک بوائز ڈگری کالج ضرور ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کو اور طلبا کو یہ مسئلہ درپیش نہ ہو کہ ان کے بچے کس طرح تعلیم حاصل کریں۔

جناب سپیکر! اسی طرح صحت کا مسئلہ ہے اور صحت کی سہولیات بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ District Health Unit ڈاکٹر تک نہیں اور ادویات تو دور کی بات ہے اور دوسرا پیرا میڈیکل سٹاف تک نہیں ہے جو لوگوں کو صحت کی سہولیات تک میسر کر سکے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان ہسپتالوں میں proper طریقے سے ڈاکٹرز کا اور دوسرے پیرا میڈیکل سٹاف کا انتظام کیا جائے تاکہ لوگ روزمرہ کی زندگی میں اپنی اور اپنے بچوں کی صحت کا صحیح طریقے سے علاج کرا سکیں اور ان کو ہر حلقے میں Basic Health Unit پر یا رورل ہیلتھ سنٹر پر صحت کے صحیح مواقع حاصل ہو سکیں۔ اسی طرح میرا حلقہ پی پی۔252 دریائے سندھ کے کنارے پر ہے۔ دریائے سندھ کے مغربی جانب سپر اور بند ہونے کی وجہ سے دریا ٹوٹلی طور پر مشرق کی جانب divert ہو گیا ہے جس کی وجہ سے تقریباً 20 ہزار لوگوں کی آبادی dislocate ہوئی ہے۔ جون کے ماہ میں جونہی فلڈ آتا ہے تو وہ پوری آبادی مختلف شہروں کی طرف یا دیہاتوں کی طرف رخ کرتی ہے اور وہاں settle ہونے کے بارے میں سوچتی ہے جو کہ بہت بڑا مسئلہ ہوتا ہے تو میری آپ کی وساطت سے جناب وزیراعلیٰ پنجاب اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب سے گزارش ہے کہ یہ اس 20 ہزار آبادی کو dislocate اور وہاں پر وزیراعلیٰ پنجاب صاحب اپنے خصوصی فنڈ سے فنڈز مہیا کر کے وہاں پر لوگوں کو فلڈ بند اور سپر بند باندھنے کی سہولیات میسر فرمائیں۔ آخر میں، میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ مسائل تو بہت زیادہ ہیں لیکن وقت بہت کم ہے

میں آپ کا اور معزز ایوان اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا انتہائی مشکور ہوں، بڑی مہربانی اور بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترمہ افشاں فاروق صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ڈاکٹر غزالہ رضا رانا صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں۔ ڈاکٹر مسرت حسین صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد عباس راں صاحب!

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! ٹائم بڑھا رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جناب آپ کی تقریر کروا دیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں یہاں پر اکیلی بیٹھی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سے end کروائیں گے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! ویسے اگر صبح ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ اب تو تقریباً ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں آپ بے فکر رہیں آپ کو دس منٹ پورے ملیں گے۔

ملک محمد عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک سرائیکی شعر سے آغاز کروں گا اور امید ہے آپ سرائیکی سمجھیں گے۔

بے وزنے ہیں تیڈی مرضی ہے بھانویں پاء وچ ،بھانویں سیر وچ پا
چن دی چٹی چاننی وچ یارات دے سخت اندھیر وچ پا
بھانویں کہیں دشمن دی فوتگی تے یا جھمر دے کہیں پھیر وچ پا
راہ رلدے شاکر کنکن ہیں، بھانویں ہتھ وچ یا بھانویں پیر وچ پا

جناب سپیکر! ہمارے پاس بولنے کا اختیار ہے اور آپ کے پاس سننے کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ ہم کچھ کر سکتے ہیں اور نہ ہی آپ کچھ کر سکتے ہیں اور وہ بھی آپ ہمیں بولنے نہیں دیتے، کم از کم آپ ہمیں بولنے تو دیں اور ہم اپنی بھڑاس تو نکال لیں کیونکہ یہ تو پتا ہے کہ ہونا کچھ نہیں ہے لیکن پھر بھی بولتے ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ کو میں نے پڑھا ہے اور پچھلا بجٹ بھی میں نے دیکھا تھا جس میں خصوصی طور پر انصاف کی فراہمی اور زراعت کی ترقی اور صحت عامہ کی سہولیات اور تعلیم کا فروغ وغیرہ شامل تھا تو سب سے پہلے میں انصاف کی فراہمی کی طرف آتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے انصاف کی فراہمی کے لئے ججز کی تنخواہیں بڑھائی ہیں اور ان کی سہولیات بڑھائیں لیکن اتنا کر دینا بھی انصاف کے لئے کافی نہیں ہے جس کے لئے ہم کہتے ہیں کہ جلد اور فوری سستا انصاف فراہم کرنا میرے خیال میں اگر میں بھول نہیں رہا تو آپ بھی لاء گریجوایٹ ہیں اور لاء کو اچھی طرح جانتے ہیں اور لاء میکر ہیں۔ میں سیشن کورٹ کی بات کر رہا ہوں اور آپ کو ایک مثال دے رہا ہوں کہ مرڈر کیس آتا ہے جو compoundable ہے یا hard case ہے جو ضیاء الحق نے نیا قانون بنایا تھا۔ جس میں شجا موضع اور غیر جیفا اور جراجیفا وغیرہ جو شامل ہیں تو یہ compoundable ہے۔ جب یہ compoundable ہے اور پہلی پیشی پر جب مدعی جا کر کہتا ہے کہ میں نے اس کو معاف کیا اور مجھے اس کے بری کئے جانے پر، اس کی ضمانت لئے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے تو اس کیس کو وہیں پر ختم ہونا چاہئے لیکن ایسا نہیں ہوتا ہے۔ اس کی ضمانت لے لی جاتی ہے اور عدالت اپنا ٹائم ضائع کرتی ہے کہ چالان ابھی sent up نہیں ہوا۔ بھائی چالان تو بنانا پولیس والوں کا کام ہے۔ پولیس superior ہے یا سیشن جج superior ہے کیونکہ کورٹ superior ہے اور پولیس تو اس کی bound ہے لیکن پولیس والے سال سال، چھ چھ ماہ تک وہ چالان sent up نہیں کرتے تو انصاف ہم کہاں سے دیں گے، سستا کیسے دیں گے اور جلد کیسے دیں گے اور فوری کیسے دیں گے؟ تو اس چیز کو مدنظر رکھیں اور اس کی آپ عدالتوں میں جو بھی آپ قانون سازی کرنا چاہیں اور جیسے کرنا چاہیں جو آپ بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ میں نے آپ کو پہلے بھی کہا ہے کہ آپ lawyer ہیں اور میں تو عام سا ایک جٹ آدمی ہوں اور میری اتنی تعلیم بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی میں گستاخی کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی تقریر میں بھی زراعت کے بارے میں کہا تھا کہ یہ ٹھیک ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے جو گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے یہ بہت اچھی سکیم ہے۔ ہم اسے appreciate کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود زراعت میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹریکٹر کتنے بندوں کو مل جائیں گے؟ ہم تمام لوگوں کو تو گرین ٹریکٹر نہیں دے سکتے۔ گرین ٹریکٹر کی قرعہ اندازی ہو گی اور وہ بھی

کمپیوٹرائزہے اور لوگوں کو objection ہے کہ کمپیوٹر میں بھی بندے feed کرتے ہیں وہ پہلے پہلے اپنے نام feed کر دیتے ہیں۔میں نہیں جانتا کہ کمپیوٹر میں کیا ہوتا ہے؟ کیونکہ میں کمپیوٹر کا مکینک نہیں ہوں لیکن اس سے بہتر ہے کہ جس طرح پہلے دیہاتوں میں قرعہ اندازی ہوتی تھی کہ پرچیاں ڈال دی جاتی تھیں اور دو تین آدمی بلا لئے جاتے تھے کہ آپ پرچی اٹھالیں تو وہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں کسی کو objection کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔اس کے ساتھ ساتھ ہمیں زراعت کے لئے ٹیوب ویل کا کنکشن نہیں ملتا۔کسان کو ٹیوب ویل کے کنکشن کے لئے درخواست دینا پڑتی ہے اور اسے ایک lengthy process سے گزرنا پڑتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ دیہاتوں کے کسان زیادہ تر ان پڑھ ہیں اور اگر کوئی پڑھے ہوئے ہیں تو وہ بھی خواندہ ہیں اور پرائمری تک ان کی تعلیم ہے لیکن انھیں بڑے بڑے اشٹام پیپر اور انگلش کے فارم دے دیئے جاتے ہیں کہ یہ fill کر کے لے آئیں۔اسے وہ فائل مکمل کرتے کرتے ایک دو ماہ لگ جاتے ہیں۔اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ابھی آپ کا نمبر نہیں آیا اس لئے ڈیمانڈ نوٹس جاری نہیں کیا جا سکتا۔ہم ایک طرف تو زراعت کی ترقی کی بات کرتے ہیں اگر ہم اپنے پڑوسی ملک کی طرف دیکھیں کہ انڈیا حکومت نے پنجاب کے اندر زراعت پر بجلی بھی مفت مہیا کی ہوئی ہے اور ہم ٹیوب ویل کے لئے بجلی کا کنکشن دینے کے لئے کسان کو رلاتے ہیں، انھیں چکر لگواتے ہیں اور آخر میں کہا جاتا ہے کہ سامان available نہیں ہے۔آپ priority لگوائیں، ایم این اے سے priority لگوائیں تو میرٹ کہاں سے آ گیا، میں صبح سے میرٹ میرٹ سن رہا ہوں بھائی کدھر ہے میرٹ؟ اگر میرٹ ہو پھر تو کوئی رونا ہی نہیں۔آپ میرٹ کر دیں، آپ اس ملک میں انصاف کر دیں تو سب چیزیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میں نے پچھلی بار بھی گزارش کی تھی کہ ہمیں کسان کو، کاشتکار کو یہ سہولت دینی چاہئے کہ وہ ڈائریکٹ ٹریکٹر import کرے۔ہم یہاں پر جو ٹریکٹر بناتے ہیں ان کا معیار وہ نہیں ہے جو ان کا ہے لیکن پتا نہیں ہماری حکومت کو کیا قباحت ہے کہ کسان کو ٹریکٹر import نہیں کرنے دیتے۔زرعی آلات یا زراعت کی جو بھی ضرورت ہے وہ ٹیکس فری اور ڈیوٹی فری ہونی چاہئے۔اگر ہم نے واقعی زراعت کو فروغ دینا ہے، اگر ہم واقعی زراعت کے ساتھ مخلص ہیں اور ہم جو بار بار یہ بات دہراتے ہیں کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے تو اگر ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کرنا ہے تو پھر اس کو مضبوط کرنے

کے طریقے بھی اپنانے ہوں گے۔ میرے ایک دوست نے کہا ہے کہ ہمیں پرانے ٹریکٹر درآمد کرنے کی اجازت دی جائے جیسے reconditioned گاڑیاں آتی ہیں اسی طرح ہم reconditioned ٹریکٹر بھی منگوا سکتے ہیں اور ان کے implements بھی خواہ نئے یا reconditioned منگوا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اور بھی کافی تجاویز ہیں لیکن چونکہ وقت کی کمی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی تمام باتوں کو پورا کر سکوں۔ میں نے پڑھا ہے کہ صحت کے شعبے میں کافی خطیر رقم رکھی گئی ہے اور خصوصاً گُردنی کے مریضوں کے ڈائیلاسز کی سہولت بہت اچھی بات ہے میں اس کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے بہت اچھا اور احسن قدم اٹھایا ہے۔ میں نے پچھلی بجٹ تقریر میں بھی گزارش کی تھی کہ اس ملک میں ہیپاٹائٹس بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور ہمارا چوتھا یا پانچواں آدمی ہیپاٹائٹس کا مریض ہے اور پتا اس وقت چلتا ہے جب وہ آخری stage پر پہنچ جاتا ہے کیونکہ یہاں پر diagnose کرنے کا کوئی طریقہ نہیں ہے۔ ہمارا کوئی غریب آدمی لیبارٹری میں جا سکتا اور نہ ہی اسے پتا ہے کہ ہیپاٹائٹس کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ سائیں اہ سفر اتھئی گیا اے میکوں ذرا اکھیں پیلیاں نئیں اور پتا بھی چلتا ہے کہ وہ سیدھا graveyard جاتا ہے۔ لہذا صحت کے معاملے میں ہمیں ہیپاٹائٹس کا بھی خیال رکھنا ہے۔ جب میاں محمد نواز شریف نگران وزیر اعلیٰ تھے تو اس وقت ہم نے انھیں اپنے علاقے میں بلایا تھا وہ وہاں تشریف لائے تو انھوں نے ایک RHC کا حکم جاری کیا 1988 میں اس کی تعمیر شروع ہوئی اور دو سال کے اندر اندر مکمل ہو گیا تھا لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج تک اس ہسپتال میں اپریشن تھیٹر کا انتظام نہیں ہو سکا۔ اس ہسپتال بنانے کا کیا فائدہ جہاں پر اسپرین کی گولی کو پیس کر اور دو پڑیاں دے دی جائیں اور وہی سرخ مکسچر پتا نہیں اس میں سرخ رنگ ڈالتے ہیں یا کیا بلا ہوتی ہے وہ دے دیتے ہیں کہ چل ایہ ہاضمے دی دوا اے، اک پڑی کھاویں تے اتوں ایہ پی لویں ٹھیک ہو جاسیں۔

جناب سپیکر! زچگی کی بھی یہی صورتحال ہے۔ میں باقیوں کی بات نہیں کرتا مجھے تو ان کے بارے میں پتا ہی نہیں میں تو صرف اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ B.H.Us یا R.H.Cs میں check and balance کا کوئی نظام نہیں ہے۔ وہاں پر جو لیڈی ڈاکٹر یا ایل ایچ وی ہوتی ہیں ان کے پاس جب کوئی زچگی کی مریضہ آتی ہے چونکہ وہ دیہاتوں کے غریب لوگ ہوتے ہیں تو انھیں یہی کہا جاتا ہے کہ ایہ

خیراتی ہسپتال اے اس میں وہ سامان نہیں ہے جو ہمارے کلینک میں ہے لہذا آپ شام کو چار بجے میرے کلینک میں آ جائیں جو ہسپتال کے ساتھ ہی موڑ میں ہے۔لہذا میری تجویز ہے کہ ان پر پابندی لگانی چاہئے۔ایل ایچ وی یا لیڈی ڈاکٹر جس ہسپتال میں، آر ایچ سی یا بی ایچ یو میں کام کرتی ہے وہ اس علاقے میں پریکٹس نہیں کر سکتی بلکہ پریکٹس کر ہی نہیں سکتی چونکہ وہ تنخواہ لیتی ہے۔اسی طرح ہمارے جو بڑے ہسپتال ہیں جن کے لئے ابھی وزیر اعلیٰ صاحب نے بجٹ دیا ہے اس میں جنوبی پنجاب کافی محرومی کا شکار ہے۔یہ کہتے ہیں کہ ہم نے جنوبی پنجاب کو بہت کچھ دے دیا ہے۔جنوبی پنجاب میں نشتر ہسپتال پاکستان بننے کے فوری بعد بنا تھا لیکن آج تک وہاں نشتر ہسپتال کے برابر کا کوئی دوسرا ہسپتال نہیں بنا ہمیں اس کی بہت کمی ہے۔نشتر ہسپتال یا ملتان کے جو بڑے ہسپتال ہیں وہ صرف ملتان کی ضرورت پوری نہیں کرتے بلکہ ڈیرہ غازی خان، راجن پور، کشمور حتیٰ کہ لورالائی اور بلوچستان کے بندے بھی وہاں آکر اپنا علاج کرواتے ہیں۔لہذا اس پر بھی ہمیں خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ ہم اپنے عوام کی صحت کو صحیح کر سکیں۔

جناب والا! انھوں نے تعلیم پر بہت خطیر رقم رکھی ہے یہ بہت اچھی بات ہے لیکن اس کے باوجود بھی دیہاتوں میں تعلیم کا معیار تو ٹھیک ہے لیکن ان کو وہ سہولیات نہیں ملتیں۔دیہاتوں میں آج بھی بچے پیپل اور بوہڑ کے درخت کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور ان کے پاس ٹاٹ بھی نہیں ہوتے جس پر وہ بیٹھیں بلکہ وہ گھر سے اپنا کھاد والا گٹو اٹھا کر لاتے ہیں اور اسے صاف کر کے اس پر بیٹھتے ہیں۔لیکن یہاں باتیں کرتے ہیں کہ ہم نے پنجاب کو پڑھا لکھا پنجاب بنا دیا ہے۔کیا پڑھا لکھا پنجاب بنایا ہے؟ آپ لاہور سے باہر نکلیں، آپ جنوبی پنجاب کی طرف جائیں، آپ تھل کی طرف جائیں، آپ روہی کی طرف جائیں اور دیکھیں کہ وہاں پر تعلیم کا کیا حال ہے، وہاں پر طالب علم کا کیا حال ہے اور وہاں پر ٹیچرز کا کیا حال ہے؟ لہذا میری استدعا ہے کہ ہم نے جتنی ادھر توجہ دینی ہے اتنی ہی وہاں بھی دینی ہے کیونکہ جس طرح لاہور پنجاب کا حصہ ہے اسی طرح باقی اضلاع بھی پنجاب کا حصہ ہیں جس میں پوٹھوہار بھی شامل ہے وہ بھی محرومی کا شکار ہے۔گو میرا پوٹھوہار سے تعلق نہیں ہے لیکن میرا اس صوبے سے تو تعلق ہے۔

جناب وزیر اعلیٰ نے کہا کہ گندم کا آخری دانا تک خریدیں گے۔میں وزیر اعظم کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے گندم کی قیمت 950 روپے کی اور میں وزیر اعلیٰ کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے کافی

اضلاع میں جا کر موقع پر چھاپے مارے اور گندم کے procurement centres چیک کئے لیکن اس کے باوجود آج بھی گندم پڑی ہے۔ آج بھی زمیندار کے پاس، کسان کے پاس گندم پڑی ہے۔ مجھے کمشنر ملتان نے کہا کہ راں صاحب اب تو خدا کے لئے بس کر دیں اب تو ہمارے پاس گندم رکھنے کے لئے جگہ ہی نہیں ہے۔ اخبارات اور رسالوں میں لکھا جاتا تھا کہ پنجاب کا کاشتکار یا پاکستان کا کاشتکار کیسا کاشتکار ہے جو انڈیا کا مقابلہ نہیں کر سکتا؟ انڈیا کا ایک پنجاب ہے جو پورے ہندوستان کو خوراک مہیا کرتا ہے اور یہ اتنا بڑا پنجاب ہے اور چھوٹا سا ملک ہے لیکن اس کو پوری خوراک مہیا نہیں کر سکتا۔ اب ہم نے خوراک مہیا کی ہے تو لینے والا کوئی نہیں ہے۔ ہم نے تو کسان کو کھاد بھی نہیں دی۔ اب بھی یوریا کھاد ایک ہزار روپے بلیک میں مل رہی ہے اور میرا تعلق اس ضلع سے ہے جہاں سے وزیراعظم ہے اور میرا تعلق اس حلقے سے ہے جہاں سے وزیر خارجہ ہے لیکن اتنی بڑی شخصیات، اتنی بڑی ہستیاں ہونے کے باوجود ملتان کی یہ حالت ہے تو باقی اضلاع کا کیا حال ہو گا اور وہاں پر کھاد کی کیا پوزیشن ہو گی؟ لہذا میری استدعا ہے کہ ہمیں کھاد کی ترسیل یقینی بنانا چاہئے تاکہ ہم زمیندار کو کھاد دے سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! کیا اب میں بیٹھ جاؤں؟

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ آپ کا بہت شکریہ

ملک محمد عباس راں: ٹھیک ہے، بیٹھ جاتے ہیں۔ میں نے تو پہلے ہی کہا ہے کہ ہم نے بولنا ہے اور آپ نے سننا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا پچاسواں نمبر تھا اس لئے آپ کو ضرورت سے زیادہ وقت دیا ہے۔ اب اجلاس بروز منگل مورخہ 23۔ جون 2009 بوقت دس بجے صبح تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت حضرت میری پہچان ہے سبحان اللہ
یہی دنیا یہی ایمان ہے سبحان اللہ
میں گنہگار و خطا کار مگر اس کی یاد
مہرباں مجھ پہ یہ ہر آن ہے سبحان اللہ
جو بنو سعد کے ریوڑ کا محافظ تھا کبھی
دونوں عالم کا نگہبان ہے سبحان اللہ
جو چٹائی پہ جھکائے ہوئے سر بیٹھا ہے
دین و دنیا کا وہ سلطان ہے سبحان اللہ

تحاریک استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ آج کی کارروائی کا آغاز تحاریک استحقاق سے کرتے ہیں۔ سب سے پہلے تحریک استحقاق نمبر 26 سید حسن مرتضیٰ کی ہے۔ یہ 20 تاریخ کو move ہوئی تھی اور یہ جواب کے لئے pending تھی۔ جی وزیر قانون! کیا اس کا جواب آگیا ہے؟

ڈی ڈی او (آر) چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب آگیا ہے اور آپ mover سے پوچھ لیں کہ کیا وہ اس کو press کر رہے ہیں یا نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں کرن لئی تے دتی اے۔ میں نے press کرنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو جواب دیا ہے میں اس کے arguments میں تو نہیں جاتا لیکن جو انہوں نے آخر میں یہ کہا ہے کہ وہ ان سے بیٹھ کر اس معاملے کو سلجھانے اور اگر ان کی اس بارے میں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو تو وہ معذرت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر معزز محرک اس بات کا موقع دیتے ہیں تو میں اپنے آفس میں اس معذرت کا یا ان کی آپس میں بات کا انتظام کروانے کے لئے تیار ہوں اور اگر یہ اس کے لئے بھی تیار نہیں ہیں تو آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں ایک موقع دے دیا جائے۔ شاہ صاحب! آپ مل لیں اگر آپ کی غلط فہمی دور ہو جاتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تیار ہوں اس میں غلط فہمی کوئی نہیں ہے۔ رانا صاحب خود سن لیں اگر یہ محسوس کریں کہ ان کی غلطی ہے تو جیسا یہ کہیں کر لیتے ہیں اور یہ جب ٹائم دیں بیٹھ جاتے ہیں۔ مزید اس کو pending فرما دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ ان سے ٹائم طے کر لیں۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈی پی او شیخوپورہ کے خلاف شہریوں کا احتجاج

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ضلع شیخوپورہ میں، D.P.O شیخوپورہ کی سربراہی میں ظلم و ستم کا بازار گرم ہے۔ میرے حلقہ میں دو F.I.Rs lodge کی گئی ہیں اور ملاحظہ فرمائیں کہ ایک F.I.R اس طرح lodge ہوئی ہے کہ جو aggrieved persons تھے وہ رات کے بارہ بجے D.P.O شیخوپورہ کی رہائش گاہ پر آئے اور ان سے احتجاج کیا۔ D.P.O صاحب کی نیند میں خلل پڑ گیا تو انہوں نے اس وقت تھانہ بھکھی کے ملازمین کو بلا کر ان کو موقع پر arrest کروا دیا، 454/9 جرم 186/353/395 ایف آئی آر lodge کروا دی گئی اور موقع پر پندرہ لوگوں کو گرفتار کروا دیا گیا۔ اس سے زیادہ ظلم و ستم اور کیا ہو سکتا ہے جو D.P.O شیخوپورہ اس وقت کر رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس معاملے کی باقاعدہ انکوائری کروائی جائے، لوگ جیلوں میں بند سڑ رہے ہیں۔ ہم نے تو ان کی تنخواہیں بھی بڑھا دی ہیں، اگر D.P.O شیخوپورہ کا یہ رویہ ہے تو لوگوں نے احتجاج کرنے کس کے پاس جانا ہے؟ اگر ماتحت عملہ غنڈہ گردی اور پولیس گردی کرتا ہے تو لازمی طور پر head of the institution کے پاس جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب وزیر قانون! ہمارے معزز ممبر نے کافی serious point raise کیا ہے اور یہ آپ سے مل لیں گے ان کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔ چونکہ یہ ہاؤس میں معاملہ raise ہوا ہے تو ہاؤس کو بھی اس بارے میں inform کر دیجئے گا۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 پر بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ آج سالانہ بجٹ برائے سال 2010-2009 پر بحث کا آخری دن ہے اور آخر میں وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گے۔ واضح رہے کہ آج کے دن کے لئے میرے پاس 73 معزز اراکین کی فہرست موجود ہے۔ اراکین سے استدعا ہے کہ مختصر وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ آخر میں وزیر خزانہ بجٹ پر بحث کو wind up کریں گے۔ یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ اگر وقت کی قلت کے باعث کسی معزز رکن کو آج تقریر کا موقع نہ مل سکا تو وہ ضمنی بجٹ پر عام بحث کے روز یعنی مورخہ 27۔ جون 2009 کو تقریر کر سکتے ہیں۔ اب کارروائی کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔ میں جناب محمد وارث کلو کو تقریر کی دعوت دیتا ہوں۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کل جب ہاؤس شروع ہوا تو آپ کا پہلا نمبر تھا جس طرح وارث کلو صاحب ٹائم پر نہیں آئے کل آپ بھی ٹائم پر نہیں آئے تھے، آپ تشریف رکھیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ میں بات کرنی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے پھر ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر سے ان ممبران کا حق مارا جائے گا جنہوں نے آج تقاریر کرنی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بجٹ پر عام بحث ہے، کوئی سیمینار نہیں ہے۔ جھٹکا نہ کیا جائے۔ گزشتہ سال بھی دن بڑھادیئے گئے تھے اور ہر روز کے دو دو سیشن بھی ہوئے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس میں کیا قباحت ہے کہ ہم چار دن ہی لیں گے اس کے دن کیوں نہیں بڑھا سکتے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ حکومتی بنچوں سے ہیں۔ یہ بات آپ کو یہاں کرنے سے پہلے باہر بیٹھ کر بات کرنی چاہئے تھی۔ جو فیصلہ سب نے مل کر کیا ہے ہم اس کو ہی follow کر رہے ہیں۔ اب جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل!۔۔۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز ممبران میری گزارش سن لیں کہ اگر ہم صبح صبح پوائنٹ آف آرڈر شروع کر لیں گے تو 73 کی لسٹ ہم کیسے مکمل کریں گے؟ This is the last point of order اس کے بعد میں لسٹ کو شروع کروں گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کل کے "نوائے وقت" اخبار میں مولانا اجمل نیازی صاحب نے ایک کالم لکھا ہے، بے شک وہ سیٹیں ہمیں ایک آمر نے دیں لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی، وہ ہمیشہ liberal اور progressive کالم نگار رہے ہیں انہوں نے یہ خواتین کے بارے میں ڈیش ڈیش ڈیش، میں یہاں ایوان میں یہ بات نہیں کرنا چاہتی جو انہوں نے لکھا آپ اس کو غور سے پڑھیں۔ یہ میرے لئے قابل شرم بات ہے کہ گھر میں بہن بھائی بھی آپس میں لڑ پڑتے ہیں کیا بہن بھائیوں کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے؟ ایوان میں بھی اس طرح کی باتیں ہو جاتی ہیں لیکن انہوں نے جو خواتین کے بارے میں الفاظ استعمال کئے ہیں میں سمجھتی ہوں کہ پورے ملک کی عورتوں کو دیوار سے لگانے کے برابر ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جو انہوں نے لکھا ہے اس پر نوٹس لیا جائے اور مولانا نیازی صاحب سے مجھے تو اُمید ہی نہیں تھی، ہمیشہ انہوں نے ہماری جدوجہد کی تعریف کی ہے، جب پولیس نے لاٹھی چارج کیا تو انہوں نے خواتین کی حوصلہ افزائی کی، جب ہم جیلوں میں گئے تو وہ ہماری حوصلہ افزائی کرتے رہے۔ مگر کل کے کالم سے لگتا ہے کہ پتا نہیں وہ کون سے ہاتھ ہیں جو ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں، جو ہمیں اسمبلی کی سیٹوں سے نکال کر، لوکل باڈیز سے نکال کر گھر بٹھانا چاہتے ہیں۔ آپ اس پر توجہ دیں بہت سے لوگوں

اور بہت سی خواتین نے اس کو بہت بُرا محسوس کیا ہے چاہے، وہ کسی بھی پارٹی کی عورت ہو اگر وہ گھر کے آنگن سے پارلیمنٹ میں آئی ہیں تو ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ آپ ان کو discourage کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، پلیز! مجھے ہاؤس چلانے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری بہن نے جس کالم نگار اجمل نیازی سے متعلق بات کی ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ میڈیا اور پریس ایک آئینے کی طرح ہے، جیسی ہماری صورت ہو گی یقیناً وہ ویسے ہی دکھائے گا اور ان کی اپنی بات سے بھی یہ ثابت ہوا کہ ان موقعوں پر اور جن موقعوں پر ان کا کام، ان کی جدوجہد اس طرح سے تھی کہ اس کو سراہا جاتا، اس کی تعریف کی جاتی تو انہوں نے تعریف بھی کی تو میں معزز ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس وقت میڈیا proactive ہے اور اس وقت میڈیا جس طرح سے ہر چیز کو cover کر رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے رویوں میں ایسی تبدیلی لانی چاہئے، بجائے اس کے کہ ہم کسی اور کے اوپر تنقید کریں میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں خود اپنے آپ کو اس سے confront کرنا چاہئے اور اس سے متعلق جو بات ہمارے سامنے آئے اس کے مطابق ہمیں اپنے آپ کو درست کرنا چاہئے۔ جس واقعے سے متعلق انہوں نے لکھا ہے، جس واقعے سے متعلق میری بہن نے بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس واقعے نے یا اس طرح کا کوئی بھی واقعہ اگر دوبارہ ہوا تو وہ ہماری عزت میں اضافہ نہیں کرے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پھر میں اس لسٹ کو چھوڑ دیتا ہوں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! کچھ لوگ پنجاب اسمبلی کے باہر کھڑے ہوئے ہیں شاید وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی یہاں دادرسی کریں گے اور ہم ان کی بات سُنیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میرا خیال ہے آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں اور جو بھی point ہے آپ انہیں بتادیں اگر important ہوا تو ہم دیکھ لیں گے۔.Let me go ٹھیک ہے؟ جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! باہر مجمع لگا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب کو مل لیں ناں۔ ان سے بات کر لیں جو بھی ہے وہ دیکھ لیتے ہیں۔ جی، محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!۔۔۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

MST SEEMAL KAMRAN: Thank you very much Mr. Speaker

سب سے پہلے میں محکمہ خزانہ، سیکرٹری خزانہ، بجٹ آفیسرز اور سیکرٹریٹ اسسٹنٹس کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ جنہوں نے یہ سرکار دوست بجٹ پیش کیا ہے۔.Sir, I am talking to you

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کیا فرما رہی ہیں؟

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! دوبارہ سے میرا ٹائم سٹارٹ کیجئے گا۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ سب سے پہلے میں محکمہ خزانہ، بجٹ آفیسرز اور سیکرٹری خزانہ اور سیکرٹریٹ اسسٹنٹس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں کہ جنہوں نے یہ سرکار دوست بجٹ پیش کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ:

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس دور کے سلطان سے کوئی بھول نہیں ہوئی بلکہ دانستہ طور پر ایک blunder ہوا ہے اور وہ blunder ہے جس کو بجٹ کا نام دیا گیا ہے اور اس میں کہا گیا ہے کہ یہ غریب دوست اور عوام دوست بجٹ ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ صرف سلطان دوست بجٹ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں یہاں کوئی سیاسی تقریر نہیں کرنا چاہتی، میں صرف جو بجٹ کا اصل آئینہ ہے وہ دکھانا چاہتی ہوں۔ ہمارا پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی

حیثیت رکھتی ہے۔ظاہری طور پر تو اس بجٹ میں زراعت کے لئے extra بجٹ مختص کیا گیا ہے لیکن کیا وہ بجٹ کسان کے لئے ہے، کیا وہ بجٹ کاشتکار کے لئے ہے، کیا وہ بجٹ زراعت کی ترقی کے لئے ہے؟ نہیں ، وہ بجٹ محکمہ زراعت اور فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے administrative issues کے لئے ہے، ان کی تنخواہوں کے لئے ہے۔کسان ہم سب کے لئے خوراک مہیا کرتا ہے لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اس کسان کو اپنا تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں مل رہا۔ زراعت سے related ٹیکسٹائل انڈسٹری بُری طرح سے بحران کا شکار ہو چکی ہے۔ ہمارے کسان نے جو چاول اگائے ان کو بین الاقوامی منڈیوں میں سستے داموں فروخت کیا گیا۔انڈین ایکسپورٹرز نے ان کو اپنے تھیلوں میں ڈال کر ہمارے باسمتی پر اپنا لیبل لگا کر انٹرنیشنل مارکیٹ میں مہنگے داموں فروخت کیا۔بہت افسوس ہے کہ ایک طرف سے تو گندم کا دانہ دانہ خریدنے کی باتیں کی جارہی ہیں اور دوسری طرف جب ہمارا کسان گندم اگا کر بیچنے کے لئے جاتا ہے، وہ باردانہ لینے کے لئے جاتا ہے، وہ بیج لینے کے لئے جاتا ہے تو اس سے فردملکیت مانگی جاتی ہے۔

جناب والا! انتہائی ادب کے ساتھ کہ آپ کا تعلق بھی ایک زمیندار گھرانے سے ہے، میرا تعلق بھی ایک زمیندار گھرانے سے ہے، آپ بھی جانتے ہیں، میں بھی جانتی ہوں کہ پٹواری بادشاہ سے فرد لینا کوئی معمولی بات نہیں ہے، کبھی بھی کسی پٹواری نے رشوت کے بغیر فرد نہیں دی۔یہ کس قسم کی good governance ہے جس کا دعویٰ کیا جارہا ہے؟ پچھلے تین دن سے میں یہاں پر سُن رہی ہوں کہ گندم کی جو bumper crop ہے اس کا کریڈٹ لینے کی کوششیں کی جارہی ہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے جو مرضی کریڈٹ لے لے۔یہاں میں ایک بات کی وضاحت کرتی چلوں کہ واٹر چینلز کا نظام، مضبوط آبپاشی کا نظام کسی خادم اعلیٰ نے introduce نہیں کروایا تھا، یہ پرویزالٰہی نے introduce کروایا تھا اور یہ اسی کے ثمرات ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! صحت کے بجٹ میں considerable اضافہ دکھایا گیا ہے۔ میں پھر انتہائی ادب کے ساتھ وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا یہ اضافہ غریب کے لئے ہے، کیا یہ اضافہ مریض کے لئے ہے، کیا یہ اضافہ ادویات کی فراہمی کے لئے ہے، کیا یہ اضافہ medical equipment کے لئے ہے؟ نہیں، یہ اضافہ ٹرانسپورٹ کے لئے ہے، یہ اضافہ ائیر کنڈیشنرز کے لئے ہے، یہ اضافہ گاڑیوں کے لئے ہے اور محکمہ کی تنخواہوں کے لئے ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ جس ملک

میں بجلی نایاب ہو وہاں وزیر خزانہ صاحب ائیر کنڈیشنر کیسے چلائیں گے ؟ یہ وہ ملک ہے جہاں پر ہر دسواں بندہ ہیپاٹائٹس کے مرض میں مبتلا ہے اور عالم افسوس یہ ہے کہ یہاں پر سرکاری ہسپتالوں میں نہ تو تشخیص، طریقہ علاج اور نہ اس کے وسائل فراہم کئے گئے ہیں۔ ہیپاٹائٹس وہ موذی مرض ہے جس کا شکار mostly ہمارا غریب طبقہ ہے۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ تمام سرکاری ہسپتالوں میں چونکہ ہیپاٹائٹس کی تشخیص کا صرف ٹیسٹ ہی 80 ہزار سے ساڑھے 3 لاکھ روپے میں cost ہوتا ہے تو تمام ہسپتالوں میں حکومت کی طرف سے ہیپاٹائٹس کی تشخیص اور اس کے علاج کے لئے latest laboratories مہیا کی جائیں۔ اس وقت دہشت گردی اور extremism ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا المیہ ہے اور میں بہت دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہہ رہی ہوں کہ جب کوئی سانحہ پیش آتا ہے تو ہمارے حکمران میڈیا کے سامنے points تو score کر لیتے ہیں، فوراً مذمت تو کر دیتے ہیں اگلے دن لمبے لمبے بیان تو چھاپ دیتے ہیں، on grounds کیا ہے، حقیقت کیا ہے ؟ یہ میرے personal مشاہدے کی بات ہے اور جس دن آپ کہیں گے میں وہ لوگ یہاں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ایمرجنسی میں، میں کسی چیچہ وطنی یا ملتان کی بات نہیں کر رہی، میں لاہور کے سروسز ہسپتال کی بات کر رہی ہوں وہاں پر مریضوں کو ایمرجنسی میں ہوتے ہوئے باہر سے دوائیاں لانے کے لئے کہا گیا اور وہ مریض، وہ ہمارے معصوم اور بے گناہ شہری جو اس سانحے کا شکار ہوئے ان کے آنسو نہیں پونچھے گئے، ان کے زخموں پر مرہم نہیں رکھی گئی، ان کی دادرسی نہیں کی گئی بلکہ ان کے cheque bounce ہو گئے ہیں ان کی تذلیل کی گئی ہے، ان کی بے بسی کا مذاق اڑایا گیا ہے۔ ایک طرف سے تو دعویٰ کیا گیا ہے کہ ہم ایجوکیشن میں وہ ریفارمز لے کر آئیں گے کہ قائداعظم اور علامہ اقبال کا خواب پورا ہو گا۔ پرویز الٰہی نے تو پڑھے لکھے پنجاب کا خواب دیکھا تھا لیکن آج کے وزیر اعلیٰ ان پڑھ اور جاہل پنجاب کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ ہم تو expect کرتے تھے کہ اس دفعہ ایجوکیشن کا بجٹ increase % 100 ہو گا اور اگر میں نے یہ expect کیا ہے تو یہ کوئی غلطی نہیں ہے، یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہے اگر پچھلے دور میں 50 سے 72 فیصد تک اضافہ ہو سکتا تھا تو خادم اعلیٰ increase % 100 کیوں نہیں لا سکتے ؟ دانش سکول کی بات کی جا رہی ہے سب سے پہلے مجھے یہ clarification چاہئے کہ دانش سکول co-education ہے یا صرف لڑکوں کے لئے ہے ؟ دوسری بات یہ ہے کہ دانش سکول کی بات کرنے والے ایجوکیشن کے بجٹ

میں کمی کر کے ایک غیر دانشمندانہ بات کر رہے ہیں اس طرح سے صوبے میں turn out کی شرح بڑھے گی۔ حکومت ہمارے بچوں کو تعلیم دینے کی بجائے Aitchison programme revival پر عمل کر رہی ہے جو کہ انتہائی شرمناک بات ہے۔ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ کے نام پر سیاست چمکائی جا رہی ہے۔ اربوں روپے تنوروں میں جھونکے جا رہے ہیں۔ یہاں پر آپ غربت میں کس طرح کمی کر لیں گے جب ہمارا کسان رو رہا ہے، جب ہمارا کاشتکار رو رہا ہے، ہمارا مزدور، ہمارا تنخواہ دار طبقہ، ہمارے ڈاکٹر اسمبلی کے باہر ہڑتالیں کرتے ہیں۔ وہ خودکشی کرنے کی کوششیں کرتے ہیں، غربت کا یہ عالم ہے اور اربوں روپے ہمارے حکمران صرف اپنے سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ سکیم پر اربوں روپے برباد کرنے کی بجائے یہ پیسے اس انڈسٹری پر لگائے جائیں جو بند پڑی ہے۔ یہ پیسے زراعت کی ترقی میں لگائے جائیں، جب تک ہمارا کسان خوشحال نہیں ہو گا تب تک ہماری معیشت بہتر نہیں ہو گی اور صوبہ میں سے غربت ختم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر! ایک طرف سے تو بات کی جاتی ہے کہ عدلیہ کی تنخواہ میں تین گنا اضافہ کر کے ہم سستا انصاف اور فوری انصاف مہیا کریں گے تو دوسری طرف سرکاری ملازمین کو صرف پندرہ فیصد کا اضافہ دیا گیا ہے۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ وزیر خزانہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ کے increase کے مطابق جو پہلے گریڈ ون کا بندہ ہے اس کی تنخواہ میں صرف ساڑھے چار سو روپے کا اضافہ ہوا ہے، کیا وزیر خزانہ صاحب مجھے یہ بتائیں گے کہ گھی کے تیل کے ڈبے کی اس وقت قیمت کیا جا رہی ہے؟ شاید ان کو ان چیزوں کا احساس نہیں ہے۔ آپ بات کرتے ہیں کہ سرکاری ملازمین کو پندرہ فیصد justified ہے جبکہ انٹرنیشنل سروے کے مطابق پاکستان میں غربت کی شرح 25 فیصد تک بڑھ چکی ہے اور below poverty line زندگی گزارنے والے تین کروڑ وہ لوگ ہیں جو پنجاب کے باسی ہیں، جو پنجاب میں رہنے والے ہیں۔ آپ سرکاری ملازمین کو ان کا حق نہیں دے رہے اور دوسری جانب گریڈ 19 سے گریڈ 22 تک کے آفیسروں کو جو hardly کبھی اپنا فون خود سنتے ہی نہیں انہیں blackberry sets دیئے جا رہے ہیں، یہ کس قسم کی good governance ہے، ایک طرف آپ یہ claim کرتے ہیں کہ سادگی اپناؤ، وی آئی پی کلچر ختم کرو، یہ میں نہیں کہہ رہی ہوں، یہ بجٹ کی کتاب

آپ کے سامنے پڑی ہے، اس کو thoroughly آپ چیک کر لیں، تمام صوبائی محکموں میں ٹرانسپورٹ اور وہیکلز کی مد میں بجٹ میں اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ کس طرح سے آپ سادگی اپنا رہے ہیں اور یہ کس قسم کا وی آئی پی کلچر ہے جو آپ curtail کرنے کی باتیں کر رہے ہیں؟ یہ ہمارے لئے انتہائی افسوس کا مقام ہے۔

جناب والا! میری بہت سی بہنیں یہ بات کر چکی ہیں کہ اس پورے بجٹ میں خواتین کو یکسر نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے لئے ایسے ادارے قائم کئے جائیں جہاں خواتین کے لئے روزگار حاصل کرنے کے مواقع پیدا کئے جائیں۔ وہ ہنر سیکھ سکیں۔ ان کے لئے ٹریننگ ورکشاپ، سیمینار arrange کئے جائیں تاکہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خواتین تب تک ترقی نہیں کر سکتیں جب تک کہ وہ economically independent نہ ہو جائیں، جب تک ان کو financially strengthen نہ کر دیا جائے، میں یہ تجویز پیش کرنا چاہتی ہوں کہ خواتین کے لئے علیحدہ ٹرانسپورٹ چلائی جائے اور معذور خواتین کے لئے تمام محکموں میں خصوصی کوٹا مختص کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ پرویز الٰہی کے اصلاح آبپاشی پروگرام پر عملدرآمد کیا جائے اور یہ جو ٹاسک فورسیں کھول کر، غیر ضروری محکمے کھول کر صوبہ کی معیشت کو اور تباہ و برباد کیا جا رہا ہے اس کو ختم کیا جائے۔ یہ معزز ایوان صلاحیتوں کے ساتھ بھرا پڑا ہے، ان کی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے۔ اس وقت ہمارے صوبہ کی معیشت ان تمام خرچوں کو برداشت کرنے کی متحمل نہیں ہے۔ یہ وہ وقت ہے، آج وہ امتحان اور فیصلے کی گھڑی ہے کہ اگر آج بھی ہم نے غلط فیصلہ کر لیا تو ہماری آنے والی نسلوں کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ میں صرف یہی کہنا چاہتی ہوں کہ:

وہ وقت بھی دیکھا ہے زمانے کی نگاہوں نے
لمحوں نے خطا کی صدیوں نے سزا پائی

شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: please no point of order. دیکھیں! بڑی لمبی لسٹ ہے۔(قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیمرے کی آنکھ آپ کو دیکھ رہی ہے۔آپ انتہائی مطمئن اور پرامید نظر آرہے ہیں۔کوئی خاص وجہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق پر گورنمنٹ نے اچھا reaction دیا ہے اس لئے میں مطمئن ہوں۔جی، جناب طاہر نوید صاحب!

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔میں بجٹ 2009-10 پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد دیتا ہوں لیکن ایک بات بڑے دکھ اور افسوس سے یہ کہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے قومی پرچم میں جس کا by portion اقلیتوں کی نشاندہی کرتا ہے، انہیں ظاہر کرتا ہے لیکن اس ساری بجٹ تقریر میں کہیں پر ایک لفظ بھی اقلیت کے لئے نہیں لکھا گیا۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ بینارٹی کا نمائندہ ہونے کے ناتے، بینارٹی کے مسائل کی نشاندہی کرنا بھی میری ذمہ داری ہے۔

جناب والا! 26۔مئی کو وفاقی گورنمنٹ نے شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے vision کو سامنے رکھتے ہوئے اور میثاق جمہوریت کو سامنے رکھتے ہوئے اقلیتوں سے اپنا پیار دکھاتے ہوئے تمام وفاقی ملازمتوں میں اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹا مختص کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری کو، میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی کو اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں وفاقی وزیر اقلیتی امور جناب شہباز بھٹی کو جن کی کاوشوں سے آج اقلیتوں کے لئے وفاقی ملازمتوں سے پانچ فیصد کوٹا مقرر ہوا ہے۔میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا اور آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب کو بھی یہ یاد دلاؤں گا کہ دسمبر 2008 میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اقلیتوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ اقلیتوں کے لئے صوبائی ملازمتوں میں بھی پانچ فیصد کوٹا مقرر کیا جائے گا۔آج میں یہ پوچھتا ہوں کہ جب نئی بھرتی ہو رہی ہے تو کیا پنجاب گورنمنٹ اس کوٹے کا نوٹیفکیشن اس بھرتی کے بعد کرے گی؟

جناب والا! میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمیں جو ڈویلپمنٹ فنڈز دیئے جاتے ہیں، آج بھی آپ پورے پنجاب میں نظر دہرا کر دیکھ لیں، جہاں کہیں بھی اقلیتی آبادی ہوگی، ان کی گلی ہوگی وہ تمام بنیادی سہولتوں سے محروم ہوگی اور ہمارے ڈویلپمنٹ کی execution کا جو طریق کار ہے وہ بھی اتنا مشکل اور پیچیدہ ہے کہ ایک دفعہ اس کی ڈی ڈی سی وہاں پر متعلقہ ڈسٹرکٹ میں ہوتی ہے، اس کے بعد پراونشل سٹیرنگ کمیٹی میں ہوتی ہے اور پچھلی دفعہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے 10 کروڑ کا جو بجٹ رکھا گیا تھا میرا خیال ہے کہ وہ execute ہی اس مشکل اور پیچیدہ طریق کار کی وجہ سے نہیں ہو سکا۔ میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ اقلیتی ارکان اور خواتین کو بھی برابر کا ڈویلپمنٹ فنڈ دیا جائے جتنا کہ جنرل سیٹوں کے لوگوں کو دیا جاتا ہے۔

جناب والا! وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں میں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک انتہائی اہم مسئلہ بیان کروں گا کہ ضلع مظفر گڑھ کے کوٹ سرور تحصیل میں منڈا چوک جسے کہتے ہیں وہاں پر ہمارے پانچ گاؤں ایسے ہیں جو کہ اقلیتی افراد نے چالیس سال کی شب و روز محنت کر کے ان زمینوں کو آباد کیا لیکن اس پر آج تک ہو یہ رہا ہے کہ جو زمین آباد ہوتی ہے وہاں کا سابق ایم این اے رائے منصب لوگوں کو ناجائز اور غلط پرچوں میں involve کر کے ان کی زمینوں پر قبضے کئے جا رہا ہے۔ میری گزارش ہوگی کہ جس طرح سے یہ پالیسی آج تک رہی ہے ان تمام لوگوں کو بھی اسی طرح سے مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔ میں آپ کو گزارش کروں گا کہ ترقی انفرادی نہیں ہوتی، مجموعی ہوتی ہے۔ یہاں پر پاکستان کے بننے میں اقلیتوں کا ایک بڑا مثبت role رہا ہے، اسی پنجاب کی شمولیت کی پاکستان میں جب بات ہوئی تو میرے اقلیتی افراد نے اس کے حق میں ووٹ دیا، میں یہاں پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ میرے اقلیتی افراد کی محب وطنی کا اندازہ اس بات سے لگا کہ آج تک کسی بھی ملک دشمن سرگرمی میں کوئی بھی اقلیتی فرد ملوث نہیں پایا گیا۔ جب گولی باہر سے آتی ہے تو وہ یہ نہیں دیکھتی کہ یہ سینہ کسی اقلیتی فرد کا ہے یا اکثریتی کا، میں 15 میں شہید ہونے والے نثار مسیح کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ میں سوات میں شہید ہونے والے چونیاں کے رہائشی فوجی انور مسیح کو خراج تحسین پیش کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس میں اقلیتوں کے داخلے بند ہیں اور جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ یہ ادارے زکوٰۃ فنڈ سے چلتے ہیں لیکن پاکستانی شہری ہونے کے ناتے سے ہمارا بھی برابر کا حق ہے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا کرتا ہوں کہ بیت المال کے فنڈ سے کچھ رقم مختص کی جائے تاکہ اقلیتی سٹوڈنٹس بھی ان ووکیشنل انسٹی ٹیوٹس سے مستفید ہو سکیں۔ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جب وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر wind up کریں تو وہ اقلیتوں کے لئے ہماری ڈیمانڈز کو مدنظر رکھتے ہوئے ان چیزوں کا اعلان فرمائیں تاکہ ہمارا احساس کمتری ختم ہو سکے۔ ڈویلپمنٹ کی execution کا طریق کار سہل بنایا جائے اور پچھلی دفعہ اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے جتنا فنڈ رکھا گیا تھا اسے double کیا جائے۔

جناب والا! میری یہ بھی استدعا ہے کہ آئندہ جب اتنی بڑی خوبصورت بجٹ تقریر چھاپی جائے تو اس میں اقلیتی افراد کا بھی ضرور ذکر ہونا چاہئے تاکہ جب ہم اپنے حلقوں میں جائیں تو وہاں یہ کہہ سکیں کہ ہم نے آپ کے لئے یہ کچھ وہاں سے حاصل کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب طاہر نوید: جناب سپیکر! میں wind up کرنے لگا ہوں۔ ایک شعر کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

بجھنے لگ جائیں تو پھر شمعیں جلا دی جائیں
میری آنکھیں میرے قاتل کو لگا دی جائیں
بے ہنر لوگ کہاں لفظ کی سچائی کہاں
یہ ساری کتابیں کسی دریا میں بہا دی جائیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میاں شفیع محمد صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: دراصل یہ میری attention ہے چونکہ میں پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دے رہا۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! ابھی معزز ممبر نے اقلیتوں کے فنڈ کی بات کی تو میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر معزز ممبر باقاعدہ A.D.P کا مطالعہ کریں تو گزشتہ سال جو اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور ڈویلپمنٹ کے لئے ایک سو ملین کے فنڈز رکھے گئے تھے اس دفعہ A.D.P میں نہ صرف اس فنڈ کو double کیا گیا ہے بلکہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بھی اس میں ایک سو ملین کا package allocate کیا ہے یعنی اب اس سال اقلیتوں کے لئے ٹوٹل تین سو ملین فنڈز رکھے گئے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! یہ ساری باتیں فنانس منسٹر صاحب اپنی wind up تقریر میں کریں گے۔اب یہ ممبران کا ٹائم ہے۔بہت شکریہ۔میاں شفیع محمد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔محمد حفیظ اختر چودھری صاحب!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔بہت شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو 10-2009 کا یہ دوسرا جمہوری بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد دیتا ہوں۔ایک بہت مشہور بیوروکریٹ کی ایک بہت اچھی کتاب کے ایک اقتباس سے تقریر کا آغاز کر رہا ہوں کہ ”میں مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھا گمشدہ صدیوں کا ماتم کر رہا تھا کہ مسجد کے مینار نے جھک کر میرے کان میں بڑے راز کی بات کہہ دی کہ جب حق کی جگہ حقائق، جہاد کی جگہ جمود، ملک کی جگہ مفاد اور ملت کی جگہ مصلحت عزیز ہو اور جب مسلمانوں کو زندگی سے پیار ہونے لگے اور موت سے خوف آنے لگے تو صدیاں یونہی گم ہو جاتی ہیں۔“ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج پاکستان بنے ہوئے 60 سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے۔جب سے پاکستان معرض وجود میں آیا اس میں صدی کا ایک حصہ گم ہو گیا لیکن آج تک زراعت جسے کہتے ہیں کہ یہ ہماری base ہے اس کے لئے ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے 45 فیصد

لوگ کرتے ہیں۔ دیہات agriculturists لوگوں کے روزگار کا بندوبست یہ non agriculturists میں70 فیصد آبادی آباد ہے اور ہمارے ملک کی 60 فیصد اکانومی زراعت پر base کرتی ہے لیکن کیا ہم نے زراعت میں وہ انقلابی اقدامات اٹھائے ہیں؟ ضرورت اس امر کی ہے اور ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ آج اس بجٹ میں زراعت کے لئے کیا رکھا گیا ہے اور دوسرے تمام شعبہ جات میں کیا رکھا گیا ہے؟ اگر اس sense کے حساب سے دیکھا جائے جو اس کے پیچھے ایک سوچ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں ہر شعبے کے لئے جو بھی رکھا گیا ہے وہ بالکل balanced ہے لیکن اس کی implementation میں کچھ کوتاہیاں ضرور ہیں۔اس میں ہماری بھی ذمہ داری ہے کہ جہاں implementation میں کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو اسے point out ضرور کریں اس طرح ہم ان پالیسیوں کو بہتر طور پر پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کے شعبے میں سب سے پہلا ریسرچ ڈیپارٹمنٹ ہے۔زراعت کی بنیاد ریسرچ سے شروع ہوتی ہے لیکن آج تک پاکستان میں seed oriented research نہیں ہوئی۔ آج تک ہم نے اس ریسرچ پر اربوں روپے خرچ کئے ہیں۔ ہمارے محکمہ زراعت میں ایسے ڈیپارٹمنٹ بھی موجود ہیں جو white elephant کا role play کر رہے ہیں۔ میں نے پچھلے pre-budget session میں بھی یہ point اٹھایا تھا لیکن آج تک اس پر حکومت کی طرف سے کوئی inputs نہیں آئیں کہ ہم ان ڈیپارٹمنٹس کے متعلق کیا سوچ رہے ہیں؟ ایسے ڈیپارٹمنٹس جو white elephant کا role play کر رہے ہیں اگر ان کو ختم نہ کیا گیا تو یہ ہماری زراعت کے لئے اچھا قدم نہیں ہوگا بلکہ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ زراعت کو انڈسٹری کا درجہ دے دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میرے ایک دوست نے ایوان میں میکسی پاک کے دور کا کہا تھا۔ یہ درست ہے کہ میکسی پاک کے دور کو green evolution کہتے ہیں، ایک سبز انقلاب کہتے ہیں۔ وہ دور اس وقت کا تھا جب ہم local strain سے یکدم synthetic variety میں convert ہوئے۔ ہم اس وقت بھی پیداواری صلاحیت میں بہت اوپر چلے گئے تھے۔60 سالہ تاریخ میں یہ ہماری bumper crop ہوئی ہے، اس میں حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب نے جس میں پاسکو اور فوڈ دونوں ڈیپارٹمنٹ شامل ہیں۔ جتنی procurement اس سال ہوئی ہے اتنی 60 سالہ تاریخ میں کبھی نہیں ہوئی اور یہ ایک ریکارڈ target ہے۔اس کے علاوہ دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت ہماری فصل almost ایک کروڑ ٹن سے زیادہ ہوئی ہے لیکن

ہم نے تقریباً80لاکھ ٹنprocureکی ہے جس میں60لاکھ ٹن حکومت پنجاب نےprocureکی ہے اور 20 لاکھ ٹن پاسکو نے procure کی ہے لیکن یہ ایک کروڑ میں سے 20لاکھ ٹن وہ گندم ہے جو زمینداروں نےholdکرلی ہے اور اس کے علاوہ جو مارکیٹ میںexcess پڑتی ہے یہ حکومت کا ایک بہت اچھا اقدام تھا کہ اس نے اپنےtargetsکوreviseکرتے ہوئے30لاکھ ٹن سے60لاکھ ٹن تک پہنچایا ہے۔اس میں اگر پرائیویٹ سیکٹر کو بھی شامل کر لیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ آج جو20لاکھ ٹن کا مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ بھی نہ ہوتا۔ہم نے پرائیویٹ سیکٹر کو اس میں involve نہیں کیا بلکہ اس کو discourageکیا ہے۔کیا یہ پرائیویٹ سیکٹر یوکرائن سے گندم خرید رہا تھا یا اپنے ملک میں، اپنے زمینداروں سے خرید رہا تھا؟اگر ہمfloorملز کی پالیسی کوdeclareکردیتے اور ان کو آٹے کاrateدے دیتے اور انھیں اس خریداری کے عمل میںinvolveکرتے تو آج یہ جو20لاکھ ٹن گندم farmers holdingکے علاوہexcessموجود ہے وہ نہ ہوتی اور یہ مسئلہ درپیش نہ ہوتا۔

جناب سپیکر!اس حوالے سے میں چند گزارشات پیش کروں گا۔ہم ایوان میں زمینداروں کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو اس ملک کے لئے روزگار پیدا کر رہے ہیں،ہماریcash cropصرف گندم ہی نہیں ہے۔ہماریcash cropشوگر کین بھی ہے، چاول اور مکئی بھی ہے جبکہ کاٹن ہماریmajor cash cropہے۔اس وقت ہمیںpreventive strategy پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔اگر ہم نے دوسریcropsکے بارے میں اپنی پالیسی کو واضح نہ کیا تو آئندہ آپ کو کاٹن کا بحران درپیش ہوگا۔اس وقت اس امر کی ضرورت ہے کہ ہماری پالیسیوں کی continuityہونی چاہئے۔ہماری زراعت کی جو پالیسی ہے اس کیcontinuityنہیں ہے۔ان تمام پالیسیوں کیcontinuityہونی چاہئے تاکہ ہم کپاس کی پیش بندی ابھی سے کرلیں کہ ہماری کپاس کی کتنے لاکھ گانٹھیں ہوں گی،ایک کروڑ ہوں گی، سوا کروڑ ہوں گی اور اس کی ہم marketing کیسے کریں گے،اسےexport کیسے کریں گے؟اس وقت زمینداروں کو مکئی کی فصل میں مسائل کا سامنا ہے۔اس وقت مکئی کی فصل کاrateساڑھے پانچ سو یا پونے چھ سو سے زیادہ نہیں ہے۔اس کے لئے ہماری حکومت کو یہ اقدام اٹھانے ہوں گے۔اگر ہمedible oilمیں چلے جائیں تو ہم جتنا زر مبادلہedible oilکی مد میں باہر بھیج رہے ہیں وہ ہم بچا سکتے ہیں۔اگر ہم اپنے ملک میں اپنے کسانوں پر کام کریں،اپنے کسانوں

کو facilitate کریں تو یہ edible oil ہم یہاں سے لے سکتے ہیں اور پھر اربوں روپے کا زر مبادلہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ import کی بجائے export میں چلے جائیں گے۔ اس وقت corn کے حوالے سے صرف ایک گلیکسو کی main factory کام کر رہی ہے۔ باقی تمام corn feed mills میں استعمال ہو رہی ہے۔ مکئی کی اگر bumper crop ہوتی ہے تو اس کے لئے ہمیں سوچنا ہوگا اور ہمیں ایسی انڈسٹری لگانی ہوگی جس سے ہم اپنی edible oil کی پیداوار کو بھی بڑھا سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! زراعت کے سیکٹر پر بات کرنے کے لئے مجھے پانچ منٹ مزید دیئے جائیں۔ میں چند مزید points آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کر لیں کیونکہ سب نے بات کرنی ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! اس وقت marketing system میں بہت خرابیاں ہیں۔ یہ سسٹم middle man farmers اور consumers کو crash کر رہا ہے۔ ہم نے tunnel farming پر بہت investment کی ہے لیکن اس کی پوری پالیسی میں continuity نہیں ہے۔ ہم نے storage کے لئے جو فنڈز رکھے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ صرف air port پر ہی storage کی ضرورت نہیں بلکہ دوسری جگہوں پر بھی storage کی ضرورت ہے۔ اس میں export zones بنانے کی ضرورت ہے۔ اس میں cargo flights چلانے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔ جناب عبدالوحید چودھری!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مجھے صرف 30 سیکنڈ چاہئیں کیونکہ میں ایک شعر سنانا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! گندم خریدنے اور ذخیرہ کرنے کی بات ہو رہی ہے۔ پنجابی کا ایک بڑا خوبصورت شعر عرض ہے:-

ویکھ او بندیا اُڈے پنچھی
کدی اُڈے پنچھی ویکھے نیں
نہ ایہہ کردے رزق ذخیرہ
نہ ایہہ بکھے مردے نیں
بندے ای کردے رزق ذخیرہ
بندے ای بکھے مردے نیں

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میرے ابھی بہت سے points رہتے ہیں لیکن آپ وقت نہیں دے رہے ہیں۔اب میں اپنی بات چند اشعار سنا کر ختم کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، شعر سنادیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! شعر عرض ہیں:۔

اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں
دہقان تو مرکھپ گیا اب کس کو جگاؤں
ملتا ہے کہاں خوشہ گندم کہ جلاؤں
اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں
شاہیں کا ہے گنبد شاہی پہ بسیرا
کنجشک فرومایہ کو اب کس سے لڑاؤں
یہ دیس ہے سب کا مگر اس کا نہیں کوئی
اس کے تن خستہ پہ تو اب دانت ہیں سب کے
مکاری و غداری و عیاری و ہیجان
اب بنتا ہے ان چار عناصر سے مسلمان
قاری اسے کہنا تو بڑی بات ہے یارو
اس نے تو کبھی کھول کے دیکھا نہیں قرآن

جس رزق سے پرواز میں کوتاہی کا ڈر ہو
وہ رزق اب بڑے شوق سے کھاتا ہے مومن
سرحد کا مومن ہے تو کوئی پنجاب کا مومن
ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں قرآن کا مومن
اقبال تیرے دیس کا کیا حال سناؤں
دہقان تو مر کھپ گیا اب کس کو جگاؤں

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جناب عبدالوحید چودھری!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!کیاآپ کو میں نظر نہیں آتی؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل آپ نظر آتی ہیں۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!میں کل بھی صبح نو بجے سے لے کر رات نو بجے تک بیٹھی رہی ہوں لیکن ابھی تک میری باری نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی باری آرہی ہے، تشریف رکھیں۔آج آپ کی باری آئے گی۔جی،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر!آپ مجھے بات کرنے دیں ورنہ میں walk out کر جاؤں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھیں،ابھی باری آجائے گی۔

(اس مرحلہ پر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب قائم مقام سپیکر: میں حسن مرتضیٰ صاحب اور گھرکی صاحب کے ذمے لگاتا ہوں کہ آپ جاکر محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کو لے کر آئیں۔ساجدہ میر صاحبہ آپ بھی ساتھ جائیں۔جی،ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!آج میں اپنی تقریر کاآغاز اسلم انصاری کے "گوتم بدھ کے آخری وعظ" کے اردو ترجمہ کے چند اشعار سے کرتی ہوں اور

آج کے ارباب اختیار چاہے اس طرف سے ہوں یا اُس طرف سے ہوں، اس ایوان میں یا اُس ایوان میں سے ہوں ہر شخص کے نام کرتی ہوں:

میرے عزیزو! میری بات کو توجہ سے سننے والو!
میرے شکستہ حروف سے اپنے من کی دنیا بسانے والو!
میں اپنے ہونے کا داغ آخر کو دھو چلا ہوں
جتنا رونا تھا رو چکا ہوں حیات رمز آخریں کو سمجھ چکا ہوں
تمام دکھ ہے
وجود دکھ ہے، وجود کی یہ نمود دکھ ہے
یہ زندہ رہنے کا ، باقی رہنے کا شوق دکھ ہے
یہ اہتمام دکھ ہے
سکوت دکھ ہے کہ کون اس کرب عظیم کو سہہ سکا ہے
کلام دکھ ہے کہ کون اس دنیا میں کہہ سکا ہے
یہ ہونا دکھ ہے، نہ ہونا دکھ ہے
ثبات دکھ ہے، دوام دکھ ہے
میرے عزیزو! تمام دکھ ہے

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنی اس بجٹ تقریر میں تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں کہ بجٹ کے بے ربط اور غیر منطقی جو figures لکھے گئے ہیں ان کو انہوں نے ایک انتہائی رواں تقریر میں سمو کر بہت خوبصورتی سے یہاں پر پیش کیا اور یہی ان کی تقریر کی سب سے بڑی خوبی تھی۔ ویسے تو یہ گفتگو پورے بجٹ پر ہو سکتی ہے اور ہو بھی چکی ہے اور بہت اچھی تجاویز بھی سامنے آئی ہیں مگر آج میں اپنی تقریر اور دس منٹ کو ہیلتھ کے issues پر focus کروں گی۔

جناب والا! WHO کی studies یہ کہتی ہیں کہ ایک شخص کی صحت کو اگر صحیح طرح سے دیکھا جائے اور اس پر گورنمنٹ کی ذمہ داری ہو تو اس پر 18 ڈالر یعنی کہ 1440 روپے سالانہ خرچ ضرور

ہونے چاہئیں لیکن ہماری مرکزی حکومت 18 ڈالر کی بجائے 2 ڈالر یعنی 160 روپے فی کس کے حساب سے خرچ کرتی ہے۔ پنجاب حکومت نے کچھ بہتر effort کی ہے کہ 3 ڈالر 240 روپے فی کس خرچ کرتی ہے۔ باقی کے 15 ڈالر یعنی 1220 روپے ہمارے لوگ اپنی ہی جیب سے اس مقصد کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ یہ لمحہ فکریہ ہے کہ 1220 روپے ہر شخص اپنے اوپر خرچ کرنے پر مجبور ہے۔ لوگوں کو کیا relief ملا ہے؟ یہ relief نہیں ملا کیونکہ آپ دیکھیں کہ international standard کے مطابق 18 ڈالر فی کس خرچ ہونے چاہئیں۔ ہم رو رو کر 2 ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ اسی لئے میں یہ کہتی ہوں کہ 21۔ارب روپے کا بجٹ جو اس وقت declare کیا گیا ہے یہ انتہائی ناکافی ہے اور اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میں اس میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کہ یہ جو relief programme شروع کیا گیا ہے، food stamp programme پر 21۔ارب روپے BISP پر 70۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یعنی 91۔ارب روپے کی جو رقم ہے اس کو یکمشت اگر ہیلتھ سیکٹر پر ہی لگا دیا جاتا تو شاید یہ اتنی بڑی خدمت ہوتی کہ یہاں پر آئندہ اتنی مضبوط بنیاد ہوتی کہ شاید پھر 5 ڈالر میں بہتر گزارا ہو جاتا لیکن میری یہ ضرور گزارش ہو گی کہ اس کو re-appropriate کر کے بجٹ میں شامل کیا جائے۔ میں یہاں پر یہ بھی کہوں گی کہ قرض کا تو یہ حال ہے کہ پچھلے ساٹھ برس میں ہم پر صرف 35۔ارب روپے قرض چڑھا تھا یعنی آدھا ارب روپے سالانہ لیکن گزشتہ ڈیڑھ سال میں یہ 35۔ارب روپے کی رقم 50۔ارب روپے تک چلی گئی ہے یعنی کہ 15۔ارب روپے اور ساڑھے سات ارب روپے سالانہ کے حساب سے اس حکومت نے ڈیڑھ سال میں قرضہ پاکستان کو دیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ قرضہ ہے یا امداد ہے۔ اس کو امداد کے زمرے میں دے کر ایک اشتہار دے کر یہ کہہ دینا لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ ہم نے ان کو بجٹ میں relief نہیں دیا، ہم نے ان کی، امداد نہیں کی ہم نے صرف اور صرف ان کو قرضے کے ایسے کنویں میں دھکا دیا ہے کہ آدھا ارب روپیہ ساٹھ سال میں جتنی بھی حکومتیں آئی ہیں ان کے زمرے میں جاتا ہے لیکن ساڑھے سات ارب فی سال اس وقت ڈیڑھ سال کے اندر یا آگے چیک جو آ رہے ہیں اس زمرے میں جاتا ہے۔ یہ بات میں بالکل واضح کہہ دینا چاہتی ہوں کہ یہ جو امداد ہے اس کو 0.75 فیصد کے حساب سے واپس بھی کرنا ہے۔ یہ ہم نے اپنی قوم کو امداد نہیں دی جس کو ہم aid کہہ رہے ہیں وہ aid نہیں بلکہ یہ وہ قرض ہے جس میں اس وقت حکومت نے سب کو دھکا دے دیا ہے۔ میں

وزیر قانون رانا ثناءاللہ کو یاد کرواؤں گی کہ وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کے vision twenty twentyکو انہوں نے بیس پچیس منٹ کی تقریر میں دیوانے کے خواب کا خطاب دیا تھا۔آج اسی دیوانے کے خواب کوcontinuityدی جا رہی ہے۔آج health projects 216میں جو ہماری حکومت کے startکئے ہوئے تھے وہcontinueہو رہے ہیں۔جب کہ ان کے اپنے 32پراجیکٹ ہیں۔یہ اس وزیر اعلیٰ کیvisionتھی کہtwenty twentyتک یہ جو منصوبہ جات چلیں گے۔ان میں ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی، وزیر آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی شامل ہیں اس کے علاوہ 1122، free emergency services, safe maternity and child care, blood transfusion unit,HIV/AIDS Programme, TB control programme, Hepatitis, Malaria control programme, Dangee fever control programme, EPI and vaccination, free medicines, doctors.اس کے علاوہDHQsاورTHQsمیں بھی سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی فراہمی۔اس کے علاوہ midwiferyمیں evaluation officersشامل ہیں۔اس کے علاوہ بھیschool health programmeاور ڈاکٹروں اور سٹاف کے الاؤنس میں 2.3۔ارب روپے کا اضافہ۔نئے طبی آلات PIPOجو کہ آنکھوں کا بنک ہے RHC/BHUمیں repair and renovationپر 4۔ارب روپے۔SIMSاور ڈی جی خان کے میڈیکل کالج شامل ہیں۔اس کے علاوہ نرسنگ کے کالج آپ گنتے چلے جائیں216ایسے پراجیکٹ ہیں جو ہماری حکومت کے شروع کردہ ہیں اور آپ کا یہ اعتراف ہے یہی ہماری جیت ہے۔میں تو یہ بھی کہتی ہوں کہ اس trendکوcontinueکرنا چاہئے کہ جو اچھےprojectsہیں ان کو لے کر بڑے دل سے آگے چلیں تاکہ یہ پتا چلے کہ ہم یہاں حکومتیں صرفpoints scoringکے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی بات کرتے ہیں۔جن بیاسیprojectsکا انہوں نے اضافہ کیا ہے اب میں ان کی طرف آؤں گی اور وزیر موصوف کی اس طرف توجہ مبذول کراؤں گی کہ ہیلتھ کے اندر ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ primary health careیا وہcareجو 85فیصد مریضوں کا خیال رکھتی ہے چاہے ان کی بیماریاں ہیں، تشخیص ہے یاvaccinationہے۔بجٹ کو ان پرbaseکرنا چاہئے۔secondaryیا tertiary health careجن میں بڑے ہسپتال اور کالج آتے ہیں وہ صرف 25فیصد لوگوں کا خیال رکھتے ہیں۔بڑی بیماریاں جن میںcancer, transplantاور اس قسم کیsophisticated surgeriesہیں

صرف 25 فیصد لوگ وہاں جاتے ہیں۔ایڈمنسٹریشن اس سے بھی کم کام کرتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کم خرچ اور بالا نشیں قسم کی ایک چیز ہو مگر ان پنجاب کے بقراطوں کو میں کیا کہوں۔ایک گروپ نے بیٹھ کر political will کو ایک طرف کرکے بیوروکریسی کے ایک مافیا نے بیٹھ کر اس کو بالکل الٹا کر دیا ہے۔آپ بجٹ اٹھا کر دیکھیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ primary health care کے بجٹ کو آدھے سے بھی کم کر دیا گیا ہے اور tertiary hospitals اور ایڈمنسٹریشن کا بجٹ چار گنا کر دیا گیا ہے۔ ایڈمنسٹریشن میں پچھلی دفعہ ایک ارب اور اعشاریہ کچھ تھا اور اب 4.1۔ارب روپے رکھا گیا ہے آخر یہ بیوروکریسی جیت گئی۔کل کو یہیں پر بیٹھ کر کہا جائے گا کہ چار مہینے سے اسمبلی کا اجلاس نہ بلایا گیا۔یہ سب کچھ ان کی coalition اور ان کا آنا جانا اس کا نتیجہ ہے کہ 85 فیصد لوگوں کے primary health care کے بجٹ کو آدھے سے بھی کم کر دیا گیا ہے۔ایڈمنسٹریشن اور بیوروکریسی کے پیسے میں چار گنا اضافہ کیا گیا ہے اس سے بڑا وار ہیلتھ سیکٹر پر اور کیا ہوگا۔میں کہتی ہوں کہ اس کو آپ immediately دیکھیں۔اس relief کو آپ re-check کریں۔خدارا! اس پر غور کریں کہ جب primary health care یا 85 فیصد مریضوں تک تو آپ پہنچیں گے ہی نہیں تو اس بجٹ کا اس ادھار کا، اس aid کا، آپ کس کو فائدہ دے رہے ہیں اور آپ یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ہیلتھ کا بجٹ دگنا کر دیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! میں بالکل wind up ہی کروں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: صرف ایک فقرے میں بات ختم کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میں ایک فقرے میں اپنی بات ختم کروں گی اور یہ suggestions دوں گی اور درخواست کروں گی کہ ہماری حکومت نے doctor's management cadre کو notify کرنے کی منظوری دی تھی۔ڈاکٹروں کا یہ cadre اس لئے ضروری ہے کہ آپ نے ڈاکٹروں کو ہر صورت میں اوپر لے کر جانا ہے ان کی تنخواہ کا structure بہتر کرنا ہے۔70 فیصد خواتین ڈاکٹر بن کر گھر چلی جاتی ہیں اور جو 30 فیصد مرد ڈاکٹر رہ جاتے ہیں ان کی تضحیک اور تذلیل کرنے کی بجائے ان کے structure کو بہتر کیا جائے۔سول سروس کے structure کے برابر کیا جائے اور ان کی promotions بھی time

scale کے مطابق کی جائیں۔ اس کے علاوہ آخر میں یہ کہوں گی کہ اگر آپ pay package ہی compare کر لیں تو ہمارے جو یہ professionals ہیں، اتنے پڑھے لکھے لوگ ہیں لیکن ان کا pay package پولیس سے بھی کم ہے۔ آخر میں یہ کہوں گی کہ بے سمت پالیسیاں بنانے سے حکومت پرہیز کرے تو شاید عوام کی صحت کے دکھوں کا مداوا ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں کل صبح سے اپنی باری کے انتظار میں بیٹھی ہوں لیکن میری باری نہیں آ رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ایک منٹ ذرا۔ دیکھیں، ایک لسٹ بنی ہوئی ہے اور میں اس کے مطابق سب کو بلا رہا ہوں۔ آپ کو آج باری ضرور ملے گی اور اگر ہاؤس کہے گا تو میں پہلے بھی دے دوں گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ محترمہ کو بجٹ پر تقریر کرنے کا پہلے موقع دے دیا جائے، ان کی جائز بات ہے، یہ تحمل سے بات کریں اور ان کو پہلے موقع دے دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ سے پہلے میں محترمہ کو باری دے رہا ہوں۔ محترمہ! لیڈر آف اپوزیشن کی طرف سے بھی ہے کہ آپ کو باری دے دی جائے۔ آپ کے پاس 10 منٹ ہیں لہذا آپ بات شروع کریں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اپنے بھائی کی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے ٹائم دے دیا ورنہ مجھے ٹائم ملنا ہی نہیں تھا۔ میں کل صبح 9 بجے سے شام 9 بجے تک اکیلی بیٹھی رہی، لائٹیں بجھ گئیں مگر میری باری پھر بھی نہیں آئی۔ آپ انصاف کے دعویدار ہیں اور انصاف کے کام کر چکے ہیں تو کیا بات ہے جب میری باری آئی تو "ٹُٹ گئی تڑک کر کے۔" (قہقہے)

جناب سپیکر! میں اپنی speech کا آغاز کرتی ہوں۔ پنجاب کا بجٹ برائے سال 10-2009 ٹیکس فری بجٹ ہے۔ میں اس ٹیکس فری بجٹ کے پیش کرنے پر اپنے معصوم وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور وزیر اعلیٰ مردِ مومن، مردِ آہن، خادمِ اعلیٰ اور میں جھوٹ

نہیں بولتی انہوں نے خانہ کعبہ میں 8 سال گزارے اس لئے خادمِ اعلیٰ کہتے ہیں تو اگر ان کے نام کے ساتھ ایک لفظ اور خادمانِ حرمین شریف نہ لگایا جائے تو یہ جملہ مکمل نہیں ہوتا تو میں انہیں اور ان کی ہلکی پھلکی وزراء ٹیم کو مبارکباد پیش کرتی ہوں جنہوں نے یہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیا۔اس بجٹ میں ماشاء اللہ 175۔ارب روپیہ ترقیاتی کاموں کے لئے رکھا گیا ہے اور اس میں یہ کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹیرین کے لئے فنڈز اس دفعہ 50 لاکھ سے بڑھا کر 2.5 کروڑ کر دیئے گئے ہیں کیا بات ہے کہ ان پارلیمنٹیرین میں لیڈیز پارلیمنٹیرین کا نام کیوں نہیں ہے؟ کیا یہ مخصوص نشستوں والی بے چاری لیڈیز گھر سے دوڑ کر آئی ہوئی ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!پلیز عورتوں کو ضرور مدنظر رکھا جائے کیونکہ عورتوں کے بغیر نہ آپ کا ہاؤس مکمل ہوگا، نہ گھر مکمل ہوں گے اور نہ باہر مکمل ہو سکتا ہے۔اے ماؤں، بہنوں، بیٹیو!ملک کی عزت تمہی سے ہے۔اے ماؤں، بہنوں، بیٹیو! گھر کی عزت تمہی سے ہے اور ہاؤس میں عزت کیوں نہیں ہم سے؟

جناب والا!میں سب سے پہلے انصاف کی طرف آتی ہوں۔ میرے پاس فیصل آباد کے MPAs کی لائن لگی ہوئی ہے۔ میں انصاف کے لئے ایک بات کہوں گی کہ فیصل آباد میں انصاف کی جو سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہائی کورٹ بنچ کا قیام ہے۔ یہ وہاں کے لوگوں کا ایک دیرینہ مطالبہ ہے۔ دیرینہ مطالبہ کسے کہتے ہیں جو بہت پرانا ہو۔ مجھے یہ بتا دیا جائے کہ ہر دور میں حکومت رہی ہے اور مطالبہ بڑا دیرینہ ہے، کیوں دیرینہ ہے؟ یہ دیرینہ کیوں نہیں پورا ہوا؟ یہ اس لئے پورا نہیں ہو سکا کہ انہیں کسی اچھے انسان کا انتظار تھا جو ان کا یہ مطالبہ پورا کر سکے۔ یہ انصاف کا مطالبہ میں اب اپنے سینئر وزیر راجہ ریاض احمد، اپنے ماہر قانون دان رانا ثناء اللہ خان، خواجہ اسلام، شفیق گجر، راؤ کاشف اور یہ میری بہنیں ڈاکٹر غزالہ، انجم صفدر، افشاں وغیرہ ہم سب ایک آواز میں یہ آواز اٹھائیں گے کہ فوری طور پر فیصل آباد میں ہائی کورٹ کا قیام عمل پذیر ہو کیونکہ اس سے چھوٹے چھوٹے قصبوں اور چھوٹے چھوٹے شہروں سے لوگ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر لاہور آتے ہیں، بسوں میں دھکے کھاتے ہیں، کسی کے پاس کرایہ نہیں ہوتا، راستے میں مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں آگے سے انہیں پھر کہہ دیا جاتا ہے کہ تاریخ مل گئی ہے کیونکہ جج صاحب مری گئے ہوئے ہیں۔اس وجہ سے میں انہیں کہتی ہوں کہ فوری طور پر یقین دہانی

کروائیں کہ یہ کتنے دنوں میں قیام پذیر ہوگا کیونکہ آپ نے عدلیہ کا اتنا بڑا معرکہ مار لیا تو یہ دیرینہ مطالبہ پیچھے کیوں رہنے دیا؟ یہ فوری طور پر پورا کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات صحت کے حوالے سے کروں گی۔ صحت کے لئے یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹروں کی بھی سنی گئی، فلاں کی بھی سنی گئی۔ میں آپ کو سچ بتاتی ہوں وزیراعلیٰ صاحب نے بڑی اچھی اچھی ادویات مہیا کی ہیں، اچھی اچھی مشینری مہیا کی ہے۔ سابق وزیراعلیٰ پرویز الٰہی نے کارڈیالوجی فیصل آباد کا افتتاح کیا، انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ لفٹ کیوں خراب ہے؟ میں تین دفعہ لفٹ میں سوار ہوئی اور وہ تین دفعہ خراب ہو گئی۔ (قہقہے)

اب یہ حکومت چیزیں ٹھیک کر رہی ہے۔ مجھے کارڈیالوجی کے انچارج ڈاکٹر جاوید اقبال نے کہا کہ میڈم! ہماری طرف سے اسمبلی میں یہ question اٹھایا جائے کہ یہاں پر bypass کرنے کے لئے ایک ڈاکٹر مہیا کیا جائے۔ ہم روزانہ 600 کے قریب patient attend کرتے ہیں اس کے علاوہ ہمیں اور بھی کام ہوتے ہیں۔ وہاں پر مریضوں کے لئے پینے کا پانی نہیں ہوتا۔ ٹھنڈے پانی کے کولر پتا نہیں ڈاکٹروں کے پاس ہوتے ہیں یا نہیں۔ میں ایم ایس کے پاس بیٹھی تھی میں نے کہا، مجھے پانی پلا دیں۔ ایم ایس نے peon سے کہا، میڈم کو پانی پلائیں۔ وہ کہتا ہے۔ جناب والا! گلاس نہیں ہے۔ ایم ایس نے کہا، گلاس کدھر گیا؟ کہتا ہے جناب! ایک ہی گلاس تھا جو ٹوٹ گیا ہے۔ اس نے کسی patient سے گلاس لا کر مجھے پانی پلایا۔ ہم نے اتنے سارے پیسے رکھے ہیں تو ڈاکٹروں کو ان چیزوں پر بھی پیسا خرچ کرنا چاہئے بلکہ ہر وارڈ میں الیکٹرک کولر لگنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ آپ نے پارکنگ فیس ختم کر دی جو بہت اچھا اقدام ہے۔ ایم ایس، ڈی ایم ایس نے یہ کہا ہے کہ پارکنگ فیس بے شک نہ ختم ہوتی اور ٹیسٹوں پر اتنے پیسے لگے ہوتے ہیں یہ ختم کر دیئے جائیں تو patient کو بڑا relief ملے گا۔ میرے بڑے valid points ہیں یہ غور سے سن لیں کیونکہ دوبارہ باری تو سال بعد ہی آنی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر! میری چوتھی بات یہ ہے کہ سکیورٹی اس قدر خراب ہے کیونکہ اگر سکیورٹی سسٹم ٹھیک ہوتا تو اتنا بڑا مصطفائی، مرتضائی سکالر ڈاکٹر نعیمی صاحب کی دہشت گردی میں ہلاکت نہ ہوتی۔ وہ شہید ہو گیا۔ دو اہلکار دروازے پر کھڑے تھے انہوں نے اس دہشت گرد کو کس طرح اندر جانے دیا؟ وہ

ان کے آفس جا کر بڑی تسلی سے بیٹھا اور اپنے آپ کو blast کیا اور اس کو شہادت دے دی۔ سری لنکا ٹیم پر حملہ بھی سکیورٹی کی نااہلی کی وجہ سے ہوا یہاں تک کہ پھر انہوں نے کہا کہ اس ٹیم کو کھیلنے نہ دیا جائے اسے ٹیم کی میزبانی نہ کرنے دی جائے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کرکٹ ٹیم نے یہ ثابت کر دیا کہ ہم جوان ہیں، ہم کھیل سکتے ہیں، ہم قابل ہیں اور ناجائز مسلمانوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ براہ مہربانی مسلمانوں کے صبر کو نہ آزمایا جائے۔

جناب والا! پولیس والوں کی 100 فیصد تنخواہیں بڑھا دی گئی ہیں۔ آپ ان کے living standard کو دیکھیں کہ ہر سپاہی کے پاس موٹر سائیکل ہے چاہے اس کے پاس سرکاری ہو یا چوری کی ہو، لئے پھرتا ہے۔ وہ تو کسی کو انسان نہیں سمجھتے۔ ان کو 15 ہزار دے کر کسی کو بھی اٹھوا لیں۔ آج صبح صبح میری گاڑی پر قدغن لگا دی گئی، ایس ایچ او کہتا ہے کہ غریب بندہ ہے اس کو نہ چھیڑیں۔ ایس ایچ او کی کیا مجال ہے کہ یہ کہے۔ اس نے قانون ہاتھ میں لیا ہے، اس ایس ایچ او کو فوری طور پر فارغ کر دینا چاہئے۔ میں نے یہ بات آپ سے پہلے کرنی تھی مگر آپ ہاؤس میں آ گئے تھے۔ میری گاڑی کا ستیاناس کر دیا گیا ہے۔ میں رکشے پر لنگڑاتی ہوئی آئی ہوں۔ اگر آپ نے تنخواہیں بڑھانی ہیں تو یہ سکیورٹی والے سارا دن کام کرتے ہیں، ان کی تنخواہیں بھی 25/20 فیصد بڑھا دی جائیں تو یہ بیچارے بھی گھر بار والے ہیں یہ بھی خوش ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ wind up کیجئے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! صرف ایک شعر پڑھنے دیں۔

اس پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں ہم ایک ہیں
سانجھی اپنی خوشیاں اور غم ایک ہیں ہم ایک ہیں
شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

ڈاکٹر فرخ جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ممبران کے کچھ فرائض ہیں تو ان کے کچھ حقوق بھی ہیں۔ ان حقوق کا تحفظ بھی آپ نے کرنا ہے۔ میں پچھلے سال اور اس سے پہلے بھی یہ بات دہرا تا رہا ہوں کہ جب 80 ممبران کا ہاؤس تھا تو اس وقت بھی بجٹ پر بحث کے لئے چار دن ہوتے تھے۔ اب 371 ممبران ہیں اور اب بھی بحث کے لئے چار دن ہیں۔ جب 80 ممبران ہوتے تھے تو اس وقت 20 ممبران ایک دن میں بات کر سکتے تھے۔ اب جہاں سب کی مراعات بڑھ رہی ہیں لیکن دن بدن ممبران کی مراعات کم ہو رہی ہیں۔ آپ ممبران کی رہائش کے معاملے کو ہی دیکھ لیں۔ میں نے کل بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ 1973-74 میں all the members to live in PC وہ special package دیتے تھے۔ آج بھی وقتاً فوقتاً ان ہوٹلوں میں special package چلتے رہتے ہیں۔ اس وقت ممبران کے لئے 90 روپے فی دن ہوتا تھا، دوسروں سے وہ 120 روپے چارج کرتے تھے۔ آج بھی وہ ہوٹل موجود ہیں لیکن یہاں پر ممبران کے حقوق کا تحفظ کرنے والا کوئی موجود نہیں ہے۔ آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ میں اس لئے آپ سے استدعا کر رہا ہوں کہ

Since you have got the ear of the Government and tongue of the Government as well

آپ ہمارے مطالبات ان کو پیش کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارا accommodation کا مسئلہ حل ہونا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر ممبر بجٹ پر تقریر کرنا چاہتا ہے اس لئے مہربانی کر کے اگر آپ اس کو صحیح اور جائز سمجھتے ہیں تو وقت کو بڑھا دیں۔ اس میں کون سی پابندی ہے کہ چار دن میں تقاریر کو ختم کرنا ہے۔ اس ہاؤس میں صبح کا اجلاس بھی ہوتا رہا ہے اور شام کا بھی ہوتا رہا ہے۔ آپ precedent کو دیکھیں، order of the precedent کیا ہے؟ چیف منسٹر، گورنر، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، منسٹر پھر ممبر ہے۔ آپ کا ایک سیکرٹری جہاں بھی جاتا ہے وہ اسلام آباد جائے یا کہیں بھی جائے تو He is permitted to live in the five star hotel اس کا خرچہ حکومت برداشت کرتی ہے۔ اس لئے مجھے یہ بتائیں کہ کیا ایک ممبر کا status سیکرٹری سے کم ہے یا زیادہ ہے؟ جب اس سے زیادہ ہے تو پھر Why not he permitted me آپ ہائیکورٹ کے جج کو دیکھیں تو We are law makers ہم قانون بناتے

ہیں اور وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔اس لئے پارلیمنٹ supreme ہوتی ہے۔اس طرح ایک پارلیمنٹ کے ممبر کا استحقاق ہائیکورٹ کے جج سے بھی زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہاں پر کوئی بھی ممبر یہ تحریک استحقاق دے سکتا ہے کہ اس کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے کہ جب اس کو اس کے status کے مطابق مراعات نہیں مل رہیں یا اس کو accommodation نہیں مل رہی اس لئے یہ ہمارا استحقاق ہے۔ میں جناب سے مودبانہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ ہمارے کسٹوڈین ہیں، آپ نے ہمارے حقوق کی حفاظت کرنی ہے اس لئے مہربانی کر کے یہ دونوں چیزیں ایک تو ممبران کو بولنے دیں اور دوسرا رہائش کا مسئلہ حل کریں۔ میں نے تھوڑی بہت وضاحت کی ہے۔اگر آپ کہیں گے تو میں اس سے بھی زیادہ وضاحت کر سکتا ہوں۔My arguments can prove it اس لئے جو ایک ممبر کا استحقاق ہے اس کے مطابق ان کو Accommodation and all facilities should be provided to them. Thank you very much

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔اس پر میں صرف اتنی بات کروں گا کہ آپ کو پچھلے سال کا بجٹ اجلاس یاد ہوگا۔ ہم نے اس میں پورا پورا دن ہاؤس چلایا اور ممبران کو موقع دیا۔اس وقت بھی جب بجٹ اجلاس شروع ہونے والا تھا تو بزنس ایڈوائزری کمیٹی بیٹھی اور اس میں جو فیصلہ ہوا تھا تو ہاؤس اس کے مطابق ہی چل رہا ہے۔آج کا دن ہم پورا دن ہاؤس کو چلائیں گے۔یہ پوری لسٹ ختم کر کے ہم اس ہاؤس کو ختم کریں گے۔ جب تک یہ لسٹ ختم نہیں ہوتی تو یہ ہاؤس اس وقت تک چلے گا۔اس کے علاوہ جہاں تک accommodation کی بات ہے تو اس پر حکومت سے بات بھی ہو چکی ہوئی ہے۔ ہم کچھ جگہیں لے بھی رہے ہیں اور نئے ہوسٹل کی تعمیر بھی شروع ہونے والی ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کو بھی redress کر رہے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اسمبلی کا کام رکا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کام اجلاس کے دنوں میں روکا گیا ہے۔اجلاس کے فوراً بعد کام شروع ہو جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تین دن کی binding نہ رکھی جائے۔ اس کو بڑھائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ وزیر قانون کے ساتھ بیٹھ کر دیکھ لیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ ہمارے custodian ہیں۔ ہم نے آپ سے استدعا کرنی ہے۔ آپ اس کو آگے plead کریں۔ اگر آپ اس کو صحیح سمجھتے ہیں تو ضرور کریں۔ میں نے پہلے کہا ہے کہ جب 80 ممبران کا ہاؤس تھا تو اس وقت بھی چار دن ملتے تھے یعنی بیس ممبر فی دن ہوتے تھے۔ اسی حساب سے اگر آپ ہمیں دس دن تقاریر کے لئے دے دیں گے تو یہاں پر کوئی آفت نہیں آ جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کی بات کو آگے بڑھاؤں گی کہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں جب بجٹ اجلاس ہوا کرتا تھا، آپ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کہ 3 بجے سے لے کر رات 12 بجے تک تمام ممبران جو بجٹ پر بات کرنا چاہتے تھے ان کو اس دور کے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر یا جو بھی ہاؤس کو چیئر کر رہا ہوتا تھا وہ ممبران کو وقت دیتا تھا اور اجلاس کو کتنے کتنے گھنٹے extend کیا جاتا تھا۔ اس طریقے سے جو بھی ممبران بجٹ پر بات کرنے میں interested ہوتے تھے ان کو پورا موقع دیا جاتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب!

ڈاکٹر فرخ جاوید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے 2009-10 کے بجٹ پر اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ اس بجٹ پر کوئی تجاویز دینے یا تبصرہ کرنے سے پہلے میں اس کی اہمیت اس حوالے سے اجاگر کرنا چاہوں گا کہ پنجاب تقریباً 9 کروڑ کی آبادی کا صوبہ ہے۔ یہ پاکستان کی more than fifty percent آبادی کو represent کرتا ہے اور یہ 9 کروڑ آبادی کا صوبہ یورپ کے کسی بھی ملک کی آبادی سے بڑا ہے، UK اور فرانس سے بھی بڑا ہے البتہ تقریباً جرمنی کے size کا صوبہ ہے لہذا اس کو govern کرنے کے لئے اور احسن طریقے سے چلانے کے لئے اتنے ہی وسائل درکار ہیں جتنے مسائل کا سامنا ہے۔ خاص طور پر پاکستان آج جس صورتحال سے دوچار ہے، جس

طرح فرنٹیئر میں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے اور طالع آزما ڈکٹیٹروں نے اس ملک پر شب خون مار کر یا جعلی ریفرنڈم کے ذریعے اس ملک کی زبردستی باگ ڈور سنبھال رکھی ہے انہوں نے چھوٹے چھوٹے monsters پیدا کئے تھے جو آج بڑے بڑے dinosaurs بن چکے ہیں۔ انہی monsters سے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کے قتل کی کڑیاں بھی اس علاقے میں لگی ہوئی آگ کے شعلوں سے ملتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ محترمہ کی شہادت سے نہ صرف ایک خاندان یا پارٹی کا نہیں بلکہ پورے ملک کا نقصان ہوا ہے اور محترمہ کے پائے کی لیڈر کم ہی پیدا ہوتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جب دہشت گردی کا یہ سونامی پنجاب کی سرحد پر دستک دے رہا ہے، اس وقت فرنٹیئر میں لگی ہوئی آگ کے شعلے ہمیں اپنی لپیٹ میں لینے کے لئے آ رہے ہیں تو ہم ہی میں بیٹھے ہوئے لوگ ان طالع آزما ڈکٹیٹروں جنہوں نے یہ آگ لگائی تھی یا جمہوریت پر شب خون مارا تھا یا جن کا کیا ہوا ہم بھگت رہے ہیں، آج اس ہاؤس میں ان کی تعریف کرتے ہیں اور ان کا نام عزت سے لیا جاتا ہے جو انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بجائے ان کو condemn کرنے کے عزت کی جاتی ہے۔

جاہل کو اگر جہل کا انعام دیا جائے
اس حادثہ وقت کو کیا نام دیا جائے
مے خانے کی توہین ہے رندوں کی ہتک ہے
کم ظرف کے ہاتھوں میں اگر جام دیا جائے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہی خطرات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ آج جس دہشت گردی کے خطرے کا ہمیں سامنا ہے اس کو دیکھتے ہوئے حکومت پنجاب نے law and order enforcement agencies کے لئے جو تینتالیس بلین اس بجٹ میں رکھے ہیں میں اس کو بالکل justify سمجھتا ہوں۔ ان میں سے آٹھ بلین پولیس والوں کی pay increase میں دیئے جائیں گے۔ آپ سے بہتر کون جانتا ہو گا کہ جس معاشرے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہو گی investor وہیں آئے گا اور وہاں سے capital flight نہیں ہو گا۔ اگر باہر سے capital آئے گا تو

employment کے مواقع ملیں گے، ترقی ہوگی اور سرمایہ trickle down کرے گا۔اس وقت ہمیں جو emergency measures لینے پڑ رہے ہیں جس کے لئے لاء اینڈ آرڈر کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں کیونکہ ہر آدمی کی پراپرٹی اور life protect کرنا کسی بھی state کی ذمہ داری ہوتی ہے اس لئے ملک کی اس وقت کی صورتحال میں لاء اینڈ آرڈر پہلے نمبر پر ہے اور اس کو priority دینی چاہئے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں تعلیم کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ تعلیم میں بائیس بلین جو ADP میں رکھے گئے ہیں اور تئیس بلین نئے سکولوں کو upgrade کرنے کے لئے رکھے گئے ہیں اس میں دانش سکول کا idea بہت اچھا ہے لیکن میں اس کے ساتھ یہ تجویز دینا چاہوں گا کہ پہلی stage پر اگر آپ پورے پنجاب میں دس سکول بھی چلا سکیں تو بہتر ہوگا۔وہ دس سکول ایچی سن جیسی تعلیم نہ بھی دے سکیں، LUMS, LGS, Lahore School of Economics جیسی تعلیم نہ بھی دے سکیں لیکن کم از کم وہ کریسنٹ ماڈل اور کیڈٹ کالج حسن ابدال جیسی تعلیم دے سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنا target achieve کر لیا ہے۔

جناب سپیکر!صحت کا شعبہ ہمارے لئے بہت ضروری ہے۔جب سے میاں محمد شہباز شریف کی حکومت آئی ہے ہر ہسپتال میں حتیٰ کہ ضلعی سطح تک بھی ڈائیلسز مفت ہو رہے ہیں، indoor and outdoor میں CT scan, Echo-cardio Gram, ECG, Ultrasound سب مفت ہو رہے ہیں۔اس دفعہ جناح ہسپتال میں Liver Transplant Unit کا پراجیکٹ take off کرنے جا رہا ہے اس کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ ایک سال کے اندر اندر visible and palpable progress ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔

جناب سپیکر!میں آخر میں زراعت کا ذکر ضرور کروں گا کیونکہ زراعت پاکستان کی back bone ہے اور ہماری ساری معیشت کا انحصار اسی پر ہے۔ پچھلی دفعہ fertilizer کی کمی کی وجہ سے زمینداروں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔میری تجویز ہے کہ یوریا کھاد گوادر پورٹ کی بجائے اگر کراچی پر آتی تو شاید پنجاب کو swiftly supply ہو سکتی اور کسانوں کو یہ مشکلات پیش نہ آتیں۔اس کے ساتھ جیسا کہ راجہ ریاض صاحب نے فرمایا کہ حکمرانوں کی نیتیں اچھی ہوں تو فصلیں بھی اچھی ہوتی ہیں۔اس دفعہ گندم کی بہت bumper crop ہوئی ہے اور خطرہ تھا کہ جو ساڑھے نو سو روپے کا ریٹ

رکھا گیا ہے ہم اس کو خرید نہیں سکیں گے اور شاید یہ ریٹ پانچ سو سے بھی نیچے گر جاتا لیکن میں پنجاب کی visionary dynamic energetic leadership کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس نے دن رات ایک کر کے محنت کی ہے اور پنجاب کی recent past history میں پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کسان کے گھر cash amount میں اتنی بڑی رقم گئی ہے۔ پانچ دریاؤں کی اس دھرتی کے ہرے بھرے کھیت، لہلہاتی فصلیں اور کسان کے چہرے پر اطمینان اور خوشی کا رنگ اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ شہباز شریف کا نام گاؤں کے کچے مکانوں میں گھس چکا ہے اور میاں محمد شہباز شریف نے ان دیہاتیوں اور دیہات میں رہنے والے کسانوں کے دلوں میں اپنا نام گھر کر لیا ہے اور ان کے دل جیت لئے ہیں۔آج دیہات میں لوگ اپنے بچوں کا نام شہباز شریف کے نام پر رکھ رہے ہیں۔

اس نے نظر نظر ہی میں ایسے بھلے سخن کہے
میں نے تو اس کے پاؤں میں سارا کلام رکھ دیا
اور فراز چاہیئں کتنی محبتیں تجھے
ماؤں نے تیرے نام پہ بچوں کا نام رکھ دیا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جناب جوئیل عامر سہوترا صاحب!

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو ایک متوازن اور عوام دوست بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔اس بجٹ کی خوبصورتی یہ ہے کہ بہت محدود وسائل رکھتے ہوئے صحت، تعلیم اور زراعت جیسے اہم محکموں میں پہلے سے زیادہ رقوم رکھی گئی ہیں اور جامع منصوبہ جات اس صوبہ کی فلاح و بہبود کے لئے رکھے گئے ہیں اور ہمیشہ کی طرح صوبہ پنجاب نے بڑے بھائی کا ثبوت دیتے ہوئے بہت محدود وسائل میں رہ کر دوسرے صوبوں کی بھی خدمت کرنے کی عملی کوشش کی جس میں مالاکنڈ ڈویژن کے متاثرین کے لئے آٹے کی مفت فراہمی جیسے منصوبہ جات اور بلوچستان جو کہ ایک پسماندہ صوبہ ہے ان کے لئے کارڈیالوجی ہسپتال کا قیام، یہ تمام منصوبہ جات اور سستی روٹی جیسے منصوبہ جات میں سمجھتا ہوں کہ

یہ میاں محمد شہباز شریف کے اس وژن کی عکاسی ہیں جو نہ صرف اس صوبہ کی بلکہ اس ملک میں بسنے والے دوسرے لوگوں اور دوسرے صوبوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ مجھ سے پہلے بہت سے مقررین نے اس floor پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے اور شمالی پنجاب کے حوالے سے جو احساس محرومیاں ان میں پائی جاتی ہیں یا جو بھی ان کے مسائل ہیں انہوں نے ان کو یہاں پر بیان کیا۔ مجھ سے پہلے میرے ایک رکن اسمبلی نے یہاں پر اقلیتوں کے حوالے سے گفتگو فرمائی۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے اس دن، اس floor پر اقلیتوں کے حوالے سے جو احساس محرومی ہم میں پایا جاتا ہے ان کا ذکر نہ کرنا ایک زیادتی ہوگی۔ دو تین دن سے یہاں پر ہم مخصوص نشستوں کے بارے میں جو بھی comments ہیں اور جن مشکلات کا ان کو سامنا ہے وہ سن رہے ہیں۔ میں نے اس سے پہلے بھی اس floor پر وفاقی حکومت سے اس بات کی درخواست کی ہے کہ تمام اقلیتوں کے حوالے سے مسائل کا حل یہی ہے کہ ہمارا جو طرز انتخاب ہے اس کو تبدیل کیا جائے اگر ایسا حق کسی قوم سے چھین لیا جائے کہ وہ اپنے نمائندوں کا چناؤ الیکشن کے ذریعے براہ راست نہ کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی ایک انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہے کہ کسی بھی کیمونٹی کو اس کا یہ حق نہ دیا جائے کہ وہ اپنے نمائندے براہ راست نہ چن سکے۔ جب کوئی نمائندہ براہ راست منتخب ہو کر آتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی worth میں اور جو ایک مخصوص نشست کا ایم پی اے یا ایم این اے ہوتا ہے اس کی worth میں یقیناً فرق ہوتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مخصوص نشستوں پر کم از کم میں اقلیتی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ یہ حقیقی نمائندگی نہ ہے۔ اقلیتوں کو حقوق دینے کے لئے سیاسی جماعتوں نے بہت سارے وعدے کئے، تھوڑا بہت کام بھی ہوا لیکن آج وقت ہے اور آج ضرورت ہے کہ ان وعدوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اگر اقلیتوں کو مکمل حقوق دینے کے لئے ایک بہترین جو پروگرام ہے، جو منصوبہ جات ہیں اور وہ تمام آئینی حقوق کہ جس سے ہم آج تک محروم ہیں ان کو اقلیتوں کو واپس لوٹانے کی ضرورت ہے۔ جب ہم قیام پاکستان کی وجوہات کو دیکھتے ہیں، پڑھتے ہیں تو سب سے پہلی وجہ جو ہمیں نظر آتی ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے ہمیشہ یہ کہا کہ مسلمانوں کو اپنی علیحدہ شناخت برقرار رکھنے کے لئے علیحدہ انتخابات کی ضرورت ہے اور اسی بات کو بنیاد بنا کر قیام پاکستان کی تحریک کو چلایا گیا اور یقیناً مسلمانوں نے یہ بہترین فیصلہ کیا کہ انہوں نے اپنی شناخت کو برقرار رکھنے کے لئے، اپنی

جداگانہ شناخت کو قائم رکھنے کے لئے اپنے آپ کو اس انتخابی عمل سے علیحدہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پاکستان معرض وجود میں آیا لیکن ہمیں اس بات میں بے شمار مسائل ہیں جب ہم مخلوط طرز انتخاب کے حوالے سے دیکھتے ہیں اور اس سلسلے میں یہاں پر پیپلز پارٹی کے میرے دوست تشریف فرما ہیں۔ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے جب وہ وزیر اعظم تھیں ان کے دوسرے tenure کی کابینہ میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا تھا کہ اقلیتوں کو دوہرے ووٹ کا حق دینا چاہئے تاکہ وہ اپنے نمائندگان کا ڈائریکٹ انتخابات کے ذریعے چناؤ کر سکیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر دوہرے ووٹ کا حق اقلیتوں کو دے دیا جائے تو یہ جو قباحتیں، یہ چھوٹے چھوٹے مسئلے مسائل بلکہ آئینی حقوق کی جب بات ہوتی ہے تو ان مسائل سے اقلیتوں کے حوالے سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ یہاں پر میرے ایک دوست نے پانچ فیصد کوٹا کے حوالے سے بات کی یقیناً اس کے لئے وفاقی حکومت اور محترم وزیر اعظم صاحب کو میں خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اقلیتوں کے لئے پانچ فیصد کوٹے کا اعلان کیا اور صوبوں نے ابھی تک اس بات پر عملدرآمد شروع نہیں کیا بلکہ صوبوں میں تو پانچ فیصد یا کسی بھی فیصد کے حوالے سے اقلیتوں کے لئے کوئی ایسی چیز نہ ہے۔ میری آج اس floor پر، اس ہاؤس کی وساطت سے صوبائی حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ صوبہ پنجاب میں اقلیتوں کے ملازمتوں کے اس کوٹا کو پانچ فیصد سے بڑھا کر کم از کم سات فیصد کر دیا جائے۔ کوٹا کے حوالے سے جب ہم دیکھتے ہیں اور یہاں پر جب ایجوکیٹرز کی بات کی گئی کہ 34 ہزار ایجوکیٹرز کو میرٹ پر بھرتی کیا جا رہا ہے تو اگر ہمارے پاس اس کوٹا پر عمل ہوا ہوتا یا یہ کوٹا ابھی ہمیں ملا ہوتا تو 34 ہزار ایجوکیٹرز میں سے کم از کم 1750 اقلیت سے تعلق رکھنے والے ایجوکیٹر اس کے تحت بھرتی ہوتے۔ ابھی پولیس کی بھرتی کی بات ہو رہی ہے اور 17 ہزار کانسٹیبل بھرتی کئے جائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے صوبائی حکومت سے گزارش کروں گا کہ ان تمام آنے والی بھرتیوں کے شروع ہونے سے پہلے اقلیتوں کے لئے کوٹا مختص کیا جائے تاکہ ان تمام محکموں میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے ہمارے نوجوانوں کو نوکریاں مل سکیں۔

جناب سپیکر! صوبہ بلوچستان کا وفاقی حکومت میں ملازمتوں کا حصہ 6 فیصد ہے اگر اسی precedent کو سامنے رکھتے ہوئے صوبہ پنجاب میں اس بات پر عمل کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو پانچ فیصد کوٹا وفاقی حکومت نے ہمارے لئے مختص کیا ہے اس کو صوبوں کے level پر بھی کر سکتے ہیں تاکہ

اقلیتوں میں جو احساس محرومی ہے اس کو ختم کیا جا سکے اور ان کو بھی ملازمتوں میں مناسب حصہ دیا جا سکے۔ یہاں پر میں صوبہ پنجاب کے اس سب سے بڑے floor کے توسط سے وفاقی حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا جبکہ میثاق جمہوریت پر عمل کرنے کے لئے وفاق میں ایک پارلیمانی کمیٹی بنائی جا رہی ہے میں اس کمیٹی سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ 1985 سے لے کر آج تک ہماری نشستوں میں آبادی کی بنیاد پر اضافہ نہیں کیا گیا۔ میری گزارش ہو گی کہ ہماری نشستوں میں آبادی کے حساب سے اضافہ کیا جائے۔ سینٹ میں نمائندگی دی جائے اور میں آخری گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ اسی ہاؤس میں محترم وزیر قانون صاحب نے commit کیا تھا کہ VTI کے حوالے سے طلباء کے لئے پیسے رکھے جائیں گے اور ملازمتوں کے حوالے سے حافظ قرآن کو جو پانچ نمبر دیئے جاتے ہیں اس ہاؤس میں یہ commit کیا گیا تھا کہ اقلیتوں کے حوالے سے وہ نمبر دینے کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے گی۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کمیٹی کو جلد فعال کیا جائے تاکہ اقلیتوں کے حوالے سے جو یہ مسئلہ ہے اس کو دور کیا جا سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! ابھی ایجوکیٹرز کی بھرتی کے حوالے سے ذکر ہو رہا تھا۔ مجھے کافی جگہوں سے اطلاعات ملی ہیں کہ بھرتی کی کمیٹیاں پیسوں کا لین دین کر رہی ہیں۔ میری گزارش ہے کہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے جو میرٹ کا نعرہ لگایا ہے میری خواہش بھی ہے اور کوشش بھی ہے کہ اس پر پوری طرح implementation ہو جائے۔ میں اس floor پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ای ڈی اوز اور ڈی سی او صاحبان کو اسمبلی کی طرف سے ایک لیٹر فیکس کرنا چاہئے کہ کہیں پر بھی اس طرح کوئی malafide intention نظر آئی تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ میں چاہتا ہوں کہ جیسے میاں صاحب نے شفاف طریقے سے بھرتی کا اعلان کیا ہے اس پر عمل پیرا ہونا ہم سب کا فرض بھی ہے اور اس کو convey بھی کرنا چاہئے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): معزز ممبر نے ایجوکیٹروں کے حوالے سے بات کی ہے تو گجرات میں اسی طرح کی ایک شکایت آئی جہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی ٹیم نے جا کر چیک کیا لیکن وہاں پر zero error تھا بلکہ تمام بھرتیاں قانون اور rules کے مطابق ہوئی تھیں۔ اگر ممبر جس طرح کہہ رہے ہیں اور اب ایسی observation آئی ہے تو حکومت اس کو چیک کرے گی اور action لے گی۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں clarification کرنا چاہتا تھا کہ تمام اضلاع میں 34 ہزار ایجوکیٹروں کی بھرتی merit strictly پر ہو رہی ہے اور اس کے لئے جو system تجویز کیا گیا ہے اس حوالے سے بچوں کو سارے نمبر ایوارڈ کر کے display کئے گئے ہیں اور انہیں حق دیا گیا ہے کہ اگر کسی بھی بچے یا بچی کو اعتراض ہے تو وہ objection کر سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے باقاعدہ days دیئے گئے ہیں اور جس طرح کائرہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں جہاں objection raise ہوئے ہیں انہیں redress کیا گیا ہے۔ اب بھی اگر کسی دوست کو اس پر objection ہے تو وہ ڈی سی او کے پاس آ سکتا ہے جنہیں پہلے سے ہدایات دی جا چکی ہیں۔

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے کہ کچھ طلبا نے hope basis پر apply کیا تھا مثلاً کسی نے ایم اے کا امتحان دیا ہوا ہے لیکن result awaited ہے۔ منڈی بہاؤالدین میں ایسے لوگوں کو entertain نہیں کیا گیا اور بعد میں جب interviews ہو رہے تھے تو ان کا result آ گیا تھا۔ انہوں نے ایم اے پاس کر لیا ہے لیکن ان کی ڈگری کو count for نہیں کیا گیا۔ اس بارے میں بھی منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ کوئی direction دی جائے۔

محترمہ سیمل کامران: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ سیمل کامران: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے اپوزیشن کے ایک رکن محسن خان لغاری صاحب کی اس وقت پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں انجیو گرافی ہو رہی ہے تو میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ سب مل کر ان کی صحت کے لئے دعا کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ہم سب ان کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔

جناب احمد خان بلوچ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش بھی اسی سلسلے میں ہے کہ 34 ہزار ایجوکیٹرز کی بھرتی کا معاملہ ٹھیک ہے کہ وہ merit پر کوشش کر رہے ہیں کہ ہو جائے لیکن جو کچھ وزیراعلیٰ چاہتے تھے وہ نہیں ہوا۔ وہ چاہتے تھے دس نمبر مقامی استانی کو دے کر مقامی سکول کھلوائے جائیں تاکہ دس، دس، بیس، بیس سال سے بند سکولوں کو کھولا جائے۔ وزیراعلیٰ صاحب کی یہ ہدایت اور پالیسی تھی کہ پہلے 10 نمبر مقامی استانی کو دے کر وہاں مقامی سکولوں میں لگا دیا جائے۔ اگر وہاں نہ ہو تو پھر یونین کونسل کی سطح پر 8 نمبر دے کر پھر یونین کونسل کی بچی کو وہاں لگایا جائے۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو پھر تحصیل کی سطح پر merit بنا کر اسے لگایا جائے۔ اس پر عمل نہیں ہوا اور میری گزارش ہے کہ میرے ضلع لودھراں کی فائل منگوا لیں اس میں یہ 10 نمبر مقامی استانی کو دے کر نہیں لگایا گیا جو کہ بہت ظلم ہوا ہے۔ وزیراعلیٰ کی اتنی شفاف اور اچھی پالیسی جو کرپشن سے پاک تھی، مقامی سکول کھولنے کا ان کا جو ارادہ تھا تو وہ مقامی سکول بند پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ صاحب اس معاملے کو بھی دیکھیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: شکریہ۔جناب سپیکر!اگر مہربانی فرما کر کے آپ out of turn مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بات صرف اتنی کہوں گا کہ یہ حق سب کا ہے اور بہت سارے ممبران کی طرف سے مجھے بار بار لکھ کر آیا ہے کہ ہم بات نہیں کر سکے۔یہ فہرست اس ایوان کی امانت ہے اور جو ممبران رہ گئے ہیں ان کا نمبر بعد میں آئے گا۔اگر carry ہوا تو آپ کو باری مل جائے گی اور اگر نہ آئی تو cut motions یا ضمنی بجٹ پر آپ اپنی باری avail کر لیجئے گا کیونکہ ہر ایک کا حق ہے اور فہرست بنی ہوئی ہے۔اس طرح سے بہت زیادہ اعتراض آئے گا .I will have time a level best Thank you آپ سیکرٹری صاحب کے پاس موجود فہرست میں اپنا نمبر دیکھ لیں۔اب محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی باری ہے۔جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر!بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس فرض کو ادا کرنے کا موقع دیا جو اس ایوان کی ممبر ہونے کی حیثیت سے مجھ پر عائد ہوتا ہے۔بغیر کسی تعریف اور تمہید کے میں بجٹ پر اپنی بات شروع کروں گی۔اس بجٹ میں سب سے پہلے بے روزگار افراد کے لئے رکھے جانے والے فنڈز سے متعلق کہوں گی کہ اس کا کیا criteria رکھا گیا ہے اور کیا اس کی کوئی حد مقرر کی گئی ہے اس کے ساتھ میں یہ بھی پوچھنا چاہوں گی کہ بے روزگار افراد کو دی جانے والی رقم قرض کی شکل میں ہو گی یا قرض حسنہ کے طور پر ہو گی؟

جناب سپیکر!سمال انڈسٹریز کا تھوڑا سا reference دینا چاہوں گی کہ سمال انڈسٹری کے قیام کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ متوسط طبقہ کے لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں لیکن سمال انڈسٹری سے قرضہ حاصل کرنے کے لئے رکھی گئیں conditions ایک عام آدمی کی پہنچ میں نہیں تھیں جس سے وہ طبقہ کافی حد تک محروم رہ گیا اور وہ مقصد فوت ہو گیا جس کے لئے اس انڈسٹری کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ آپ جو رقم فراہم کریں گے تو اس کی conditions ہیں as a pledge ان سے کوئی چیز نہ مانگی جائے اور اسے حاصل کرنے کا طریق کار انتہائی سادہ اور آسان ہو۔اس کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر اس درخواست دہندہ کو پابند کیا جائے کہ وہ جو

کام شروع کرنا چاہتا ہے اسے وہ جانتا ہو یا اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو share کرے جو اس کام سے واقف ہو تاکہ وہ جو کام شروع کرنا چاہتا ہے اسے آسانی سے کر سکے۔

جناب سپیکر! خواتین کو بجٹ میں بالکل ہی ignore کیا گیا ہے تو میں ایک تجویز دوں گی کہ بے روزگار افراد کے لئے رکھے جانے والے فنڈز میں اگر خواتین کو 40 فیصد کوٹا دیا جائے تو جو خواتین اپنے پاؤں پر کھڑی ہونا چاہتی ہیں اور اپنا روزگار شروع کرنا چاہتی ہیں تو انہیں کافی مدد ملے گی۔ اس کے طریق کار کے سلسلے میں یہی کہوں گی کہ سب سے پہلے درخواست دہندہ کی feasibility report تیار کی جائے جو سات دن میں بن جائے اور اس کے بعد اسے اتنی ہی رقم دی جائے جتنی اس کی ضرورت ہو۔ اس کی مثال یہ ہے اگر ایک شخص کے سر میں درد ہے اور ڈاکٹر اسے دو گولی پیناڈول تجویز کرتا ہے تو اگر اسے آدھی گولی پیناڈول دے دی جائے تو اس سے اس کے سر کا درد کبھی نہیں جائے گا، ہاں دوائی ضرور ضائع ہو جائے گی۔ یہ مثال پیش کرنے کا میرا مقصد صرف یہ تھا کہ درخواست دہندہ جو کام شروع کرنا چاہتا ہے اور اگر وہ دو لاکھ روپے کی demand کرتا ہے اور ہم اسے 50 ہزار روپے دیتے ہیں تو اس سے وہ اپنا کام شروع نہیں کر سکتا اور گورنمنٹ کا 50 ہزار بھی ضائع چلا جائے گا۔

جناب والا! ایک طرف جعلی ادویات ہیں اور دوسری طرف مہنگی ادویات ہیں۔ جتنی بھی فارماسیوٹیکل کمپنیاں ہیں یہ تمام آپس میں ملی ہوئی ہیں اور تقریباً یہ ایک ہزار فیصد تک منافع کما رہی ہیں۔ 18۔ جون کے "Dawn" اخبار کے مطابق سمندری کے ایک ہسپتال میں expiry ادویات کا case سامنے آیا ہے۔ میں یہ بات دعوے کے ساتھ کہہ سکتی ہوں کہ اگر صوبے کے باقی ہسپتالوں میں بھی انکوائری کروائی جائے تو اس طرح کے بے شمار cases سامنے آئیں گے تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پروفیسروں کی ملی بھگت کے ساتھ ہسپتالوں میں دی جانے والی expiry and substandard ادویات کی روک تھام کی جائے۔

صوبہ بھر میں ریسکیو کو پھیلانے کا منصوبہ یقیناً ایک قابل ستائش اقدام ہے لیکن ہم اس حقیقت سے بھی چشم پوشی اختیار نہیں کر سکتے کہ اس میں جو کرپشن ہو رہی ہے تو میں on the record یہ بات ثابت کر سکتی ہوں کہ transport rescue vehicles and equipment کی خریداری میں لاکھوں روپے کے گھپلے ہیں۔ اس محکمے کو کبھی monitor ہی نہیں کیا گیا، اسے

monitor کرنے کی اشد ضرورت ہے اور transparency کو مدنظر رکھا جائے۔اس کے لئے میری گزارش ہے کہ اس ایوان کے ممبران کی ایک کمیٹی بنانی چاہئے جو اس پر کام کرے اور اس محکمے میں ہونے والی کرپشن کو ختم کرنے میں اپنا فعال کردار ادا کرے۔

جناب سپیکر! ریٹائرڈ ملازمین کی ہاؤسنگ سکیم سے متعلقہ وزیر خزانہ صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ اس کا کیا criteria رکھا گیا ہے اور کس گریڈ تک کے ملازمین کو یہ گھر دیئے جائیں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ سکیل 15 تک کے ملازمین کو یہ گھر دیئے جائیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ گھر non transferable ہوں کیونکہ گزشتہ جو بھی سکیمیں بنیں ان کے تحت لوگ گھر اور پلاٹ حاصل کر تو لیتے ہیں لیکن ذرا زیادہ منافع پر ان کو فروخت کر دیتے ہیں۔ان کا way of living اور ان کی condition وہی رہتی ہے۔اس سے یہ ہوگا کہ جب وہ اس گھر میں رہیں گے تو ان کی condition بہتر ہوگی۔ ہاں اس شخص کی death کے بعد جب جائیداد کی تقسیم کا جھگڑا بنے تو پھر یہ گھر فروخت کیا جا سکے۔اس کے ساتھ ساتھ بے گھر افراد کے لئے 46ہزار 5سو55 گھرانے کو پانچ مرلہ پلاٹ دینے کی سکیم شروع کی جا رہی ہے۔اس طرح کی سکیم پہلے بھی کئی مرتبہ بنی ہے لیکن اس میں لوگوں کی بنیادی ضروریات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا۔اس میں سب سے پہلے جو جگہ allocate کی جائے وہ رنگ روڈ کو link کرے تاکہ وہاں کے لوگوں کو شہر اور قصبوں سے دوری کا احساس نہ ہو۔یہاں پر جو بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں اور اس سکیم کو LDA کی approved scheme کے مطابق approved کیا جائے۔ no loss no cost کی shuttle service شروع کی جائے۔یہاں پر جو افراد رہائش پذیر ہیں ان کو روزگار کے مواقع بھی فراہم کرنے کی کوشش کی جائے۔اس کے علاوہ ایک اہم ادارہ جس کے لئے 2۔ارب30 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں وہ T.E.V.T.A ہے اس پر اتنی بڑی رقم مختص کی گئی ہے لیکن یہ بات بھی منظر عام پر آنی چاہئے کہ T.E.V.T.A کی کارکردگی کیا ہے، اس کا out put کیا ہے؟ T.E.V.T.A سے جو افراد ہنر مند ہو کر نکلتے ہیں اور جب وہ practical life میں آتے ہیں تو وہ اتنے ہنر مند نہیں ہوتے۔T.E.V.T.A کے تحت گجرات میں چلنے والا ایک فرنیچر ساز ادارہ پانچ گنا زیادہ منافع پر فرنیچر فروخت کرتا ہے وہ پانچ گنا منافع کس کی جیب میں جاتا ہے؟ گزشتہ حکومت نے تمام سرکاری سکولوں اور کالجوں کو اس بات کا پابند کیا تھا کہ فرنیچر کی خریداری کے سلسلے میں جو بھی

فنڈ سکولوں اور کالجوں کو دیئے جائیں گے وہ اس کے پابند ہوں گے کہ وہ اس گجرات کے ادارے سے فرنیچر خریدیں۔ اس لئے اس کا حساب ضروری ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! کھیل کے لئے ایک ارب 60 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ پہلے بھی بجٹ میں کھیل کی مد میں اربوں روپے رکھے جاتے ہیں لیکن وہ تمام کے تمام فنڈز پوش areas پر ختم ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کھیل کی مد میں رقم کو ایسے علاقوں پر خرچ کیا جائے جہاں اس کی ضرورت ہے۔ اس کو South areas میں خرچ کریں، play grounds بنائیں اور جہاں غریب طبقہ ہے low income والے لوگ ہیں وہاں پر اس کو خرچ کرنا چاہئے تاکہ غریب اور متوسط طبقے کے لوگوں کو بھی کھیلوں کے مواقع ملیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر جہاں ایک مرد کے لئے جسمانی اور ذہنی نشوونما ضروری ہے وہاں ایک عورت کے لئے بھی ضروری ہے۔ اس لئے خواتین کے لئے بھی علیحدہ سے انتظامات ہونے چاہئیں، ان کے لئے tournaments کا انعقاد ہونا چاہئے اور grounds کا بھی انتظام ہونا چاہئے۔

جناب والا! ایجوکیشن پر بات کرتے ہوئے میں صرف یہ کہوں گی کہ جتنے بھی بڑے سکول ہیں جیسے بیکن ہاؤس اور لاہور گرائمر وغیرہ ان سکولوں کو پابند کیا جائے کہ یہ 15 فیصد low income گروپ کے بچوں کو فری تعلیم دیں۔ چونکہ ہماری سوسائٹی میں ایک تعلیم کا فرق بڑھتا جا رہا ہے یہ اقدام اس فرق کو کم کرنے میں مدد کرے گا۔ جو بچے ان سکولوں میں داخل ہوں ان کی ماہانہ آمدنی 10 ہزار تک ہو اور ان کو اسی سٹینڈرڈ کی تعلیم فراہم کریں جو دوسرے بچوں کو دی جاتی ہے۔ دانش سکول سسٹم کا اقدام انتہائی اچھا ہے لیکن میں اس میں یہ کہوں گی کہ جس طرح کی سہولیات دانش سکول سسٹم میں فراہم کی جا رہی ہیں اگر یہی سہولیات سرکاری سکولوں میں بھی فراہم کی جائیں تو اس سے ان کا معیار بھی بہتر ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، رانا آصف محمود!

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی 34 ہزار ایجوکیٹرز کی بات ہو رہی تھی میں صرف ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں جس کی میرے خیال میں آپ بھی تائید کریں گے۔ بات یہ ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب بالکل چاہتے ہیں کہ میرٹ پر ہو اور ٹھیک ہے کہ ایسا ہی ہو رہا ہو گا لیکن کیا یہ اچھا نہ ہو گا کہ قطع نظر کسی جماعت اور کسی ممبر کے کہ جہاں جہاں جس ضلع میں بھرتی ہو رہی ہے وہاں سے جو ایم پی اے ہے اس کو as observer ممبر بنا دیا جائے اور جہاں پر لیڈیز کی بھرتی ہو رہی ہے اور لیڈیز اساتذہ بھرتی ہو رہی ہیں وہاں لیڈیز ممبران کو لایا جائے۔ ان کو صرف observer کی حد تک بٹھایا جائے تاکہ یہ مسئلہ نہ ہو۔ اس وقت جتنا مرضی میرٹ پر کام ہو رہا ہو گا لیکن ہم لوگ ووٹ لے کر آئے ہیں اور ہم نے represent کرنا ہے بیوروکریٹس نے نہیں کرنا ہے۔ EDO آج یہاں ہے کل خانیوال ہے اور پرسوں جھنگ ہے۔ آج بھی یہ کام ہو سکتا ہے ایک review committee بنادیں اور ہمیں صرف observer کی حیثیت سے اس میں بٹھادیں تاکہ ہم اس کو بہتری کی طرف لا سکیں، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جناب وزیر خزانہ! کافی زیادہ ممبران کا اصرار آ رہا ہے اس لئے اس کو دیکھیں اور جو بہتر ہو سکے وہ کریں۔

شیخ علاؤالدین: یہ صرف دو منٹ کا کام ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے، میں نے کہہ دیا ہے۔ جی، آصف محمود صاحب!

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر اظہار خیال کا موقع دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو ان مشکل حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس بجٹ کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! اس بجٹ میں تعلیم کے شعبہ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے جو کہ انتہائی خوش آئند اقدام ہے۔ تعلیم کا شعبہ کسی بھی ملک کی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ وزیر خزانہ نے تعلیمی شعبہ میں بہت سے اچھے اقدامات کا ذکر کیا جن میں دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں رہائش پذیر

طلباء اور طالبات کے لئے سہولیات اور خصوصی وظائف کا ذکر ہے لیکن وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر میں اقلیتی طلباء کو یکسر نظر انداز کیا۔ بالعموم اقلیتی عوام کا تعلق معاشرے کے غریب ترین طبقات سے ہے اور یہ زیادہ تر انتہائی پسماندہ علاقوں میں رہائش پذیر ہیں جہاں انہیں زندگی کی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں جس کی وجہ سے ان کے بچے تعلیمی دوڑ میں پیچھے رہ جاتے ہیں اور وہ پیچھے رہ جانے کی وجہ سے قومی دھارے میں شامل ہونے سے قاصر ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اقلیتی طلباء کے لئے سرکاری پیشہ ورانہ کالجوں میں مخصوص کوٹا فوری طور پر بلا تاخیر بحال کیا جائے جس سے ان غریب اقلیتی عوام کی دادرسی ہو۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں اس دفعہ دوبارہ Self Finance Scheme کو ختم کرنے کا اعلان کیا لیکن جب یہ سکیم ختم کی گئی تو اس میں ان بچوں اور طلباء کا بالکل ذکر نہیں کیا گیا جو اس سکیم کے تحت میڈیکل کالجوں یا دوسرے پیشہ ورانہ کالجوں میں داخلہ لے چکے تھے۔ یہ سکیم ختم کر دی گئی لیکن ایک سال سے یہ طلباء اور طالبات وہی self scheme کے ریٹ کی فیس ادا کر رہے ہیں۔ ان طلباء اور طالبات نے پچھلی حکومت کی سکیم میں attract ہو کر داخلہ لیا لیکن ان میں بیشتر کا تعلق متوسط طبقات سے ہے۔ ان میں سب امیروں کے بچے نہیں ہیں، امیروں کے بچے زیادہ تر LUMS، آغا خان یا پرائیویٹ میڈیکل کالجوں میں جاتے ہیں میری یہ گزارش ہے کہ ان طلباء اور طالبات میں جو اس سکیم کے تحت پہلے ہی داخلہ لے چکے ہیں اور اپنے تعلیمی سال کے دو تین سال پورے کر چکے ہیں انہیں بلا تاخیر recognize کیا جائے۔ ان پیشہ ورانہ تعلیمی اداروں میں قائم اس دہرے معیار کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ جیسے میرے دوست نے ابھی ذکر کیا کہ T.E.V.T.A کے تحت قائم تعلیمی ادارے یعنی ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں اقلیتی طلباء کو داخلہ نہیں دیا جاتا کیونکہ یہ زکوٰۃ پر چلتے ہیں۔ میری اس سلسلے میں تجویز ہے کہ ان اداروں میں اقلیتوں کے لئے نشستیں مختص کی جائیں اور ان نشستوں کے مکمل اخراجات بیت المال یا minority ministry کے فنڈز سے دیئے جائیں۔ مرکزی حکومت کے اس اعلان کا شکر گزار ہوں کہ مرکزی حکومت میں ملازمتوں کا پانچ فیصد کوٹا اقلیتوں کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ میری پنجاب حکومت سے یہ گزارش ہے کہ 23۔ دسمبر 2008 کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو اقلیتوں کو پانچ فیصد کوٹا دینے کا اعلان کیا تھا اس میں پنجاب کی بیوروکریسی مزید رکاوٹیں نہ ڈالے اور اس کا بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کیا جائے۔ پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کا دائرہ کار بڑھانے کا اقدام قابل

تعریف ہے لیکن اس میں ڈاکخانوں کی وجہ سے جو کرپشن کا عنصر ہے اسے ختم کرنے کے لئے میں گزارش کرتا ہوں کہ شہری اور نیم شہری علاقوں میں اس فنڈ کی تقسیم کا انتظام بنکوں کو دے دیا جائے اور دیہی علاقوں میں صرف ڈاکخانے کا استعمال کیا جائے کیونکہ دیہات میں عموماً لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور اس سے یہ عمل تیز اور شفاف ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! میرا تعلق ضلع سیالکوٹ سے ہے۔ سیالکوٹ کے سرکاری ہسپتالوں میں میڈیکل کی سہولیات نہایت ناکافی ہیں۔ شدید بیمار مریضوں اور حادثات میں شدید زخمیوں کو علاج کے لئے لاہور بھیجنا پڑتا ہے جن میں سے بیشتر تو راستے میں دم توڑ جاتے ہیں۔ سیالکوٹ کے دو بڑے سرکاری ہسپتالوں میں میت کو رکھنے کے لئے سرد خانہ نہیں ہے، سیالکوٹ میں بیشتر لوگ بیرون ملک روزگار کے لئے مقیم ہیں اگر کسی عزیز کا انتقال ہو جائے اور چند روز کے لئے بوقت ضرورت میت کو رکھنا پڑے تو شدید موسمی حالات میں، شدید گرمی میں میت کو بھی لاہور بھیجنا پڑتا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ سیالکوٹ میں ان دونوں بڑے ہسپتالوں میں ان بنیادی طبی سہولتوں کو improve کیا جائے اور یہ وہاں پر فوری طور پر سرد خانے کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب والا! سیالکوٹ فیض احمد فیض اور علامہ اقبال کا شہر ہے لیکن یہ بدقسمتی ہے کہ سیالکوٹ میں آج تک علامہ اقبال کی کوئی یادگار تعمیر نہیں کی گئی، سیالکوٹ میں آج تک کوئی یونیورسٹی قائم نہیں کی گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ سیالکوٹ میں علامہ اقبال کے نام پر ایک نئی یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے اور سیالکوٹ میں پنجاب یونیورسٹی کا کیمپس بھی قائم کیا جائے۔ سیالکوٹ کی عوام نے ایک معقول کارنامہ انجام دیا ہے وہاں کے کاروباری لوگوں نے خود اپنی مدد آپ کے تحت ایک state of the art اور انتہائی جدید انٹرنیشنل ائیرپورٹ قائم کیا لیکن اس اپنی مدد آپ کے تحت قائم کردہ ائیرپورٹ میں بھی پی آئی اے اور Civil Aviation Authority سوتیلے پن کا سلوک کر رہی ہے۔ سیالکوٹ کے ائیرپورٹ سے اندرون ملک صرف کراچی کی تین پروازیں ہیں، وہ تین پروازیں بھی انتہائی نامناسب وقت پر چلائی جاتی ہیں جس کی وجہ سے مسافروں کو انتہائی تکلیف ہوتی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ سیالکوٹ انٹرنیشنل ائیرپورٹ کو اوپن سکائی پالیسی کے لئے declare کیا جائے اور سیالکوٹ کے ائیرپورٹ سے تمام

دوسری ائیر لائنوں کو operate کرنے کی اجازت دی جائے جس کا فائدہ نہ صرف سیالکوٹ کے عوام کو ہو گا بلکہ گجرات، وزیر آباد اور گوجرانوالہ کے شہریوں کو بھی ہو گا۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ سے سیالکوٹ کی روڈ ایک سنگل ٹریک روڈ ہے جہاں پر اب تک سینکڑوں لوگ حادثات میں موت کا شکار ہو چکے ہیں۔ پہلے یہاں پر موٹر وے کا وعدہ کیا گیا اب کافی عرصہ سے یہاں پر dual carriage بنانے کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ سیالکوٹ سے گوجرانوالہ کے درمیان روڈ کی بلاتاخیر تعمیر شروع کی جائے اور اس سے دورویہ سڑک بنائی جائے۔ ہمارے سیالکوٹ شہر کا ایک اور مسئلہ ہمارا قدیم ریلوے سٹیشن ہے جو کہ اب ایک گنجان آبادی میں گھر چکا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب wind up کریں۔

رانا آصف محمود: جناب سپیکر! میں wind up کرتے ہوئے اپنے اقلیتی ارکان ساتھیوں کی جانب سے جو چیزیں point out کی گئی ہیں کہ حالیہ دہشت گردی کے واقعات میں جن اقلیتی نوجوانوں نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا ہے ان شہداء کو پریس یا ٹی وی نے کوریج نہیں دی، (ون فائیو) 15 میں نثار مسیح بھی شہید ہوا لیکن وہاں جو تصویریں لگی ہیں ان میں نثار مسیح کی تصویر نہیں ہے، انور مسیح سوات میں شہید ہوا لیکن اس کا کوئی ذکر نہیں ہے، اس کے جنازے کی ٹی وی پر کوئی تصویر نہیں آئی۔ میں اپنے ساتھیوں اور اپنی جانب سے صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ ابھی انہوں نے جو پہلے بھی قربانیوں کا ذکر کیا:

ہم نے گلشن کے تحفظ کے لئے
رکھ دیا کانٹوں پہ کلیجہ اپنا
ہم نے ہر پھول کی پتی پہ لہو چھڑکا ہے
یہ الگ بات کہ ہوتا نہیں چرچا اپنا

شکریہ

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اب میں پوائنٹ آف آرڈرز کو discourage کر رہا ہوں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! جو انہوں نے کہا ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمادیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): جناب سپیکر! میں صرف یہی وضاحت کرنا چاہتا ہوں، میرے فاضل بھائی فرما رہے تھے کہ ٹی وی میں انور مسیح جو جہانیاں سے تعلق رکھتے تھے شہید ہوئے ہیں ان کو نہیں دکھایا گیا تو میرے بھائی شاید وہ نہیں دیکھ سکے۔ ایکسپریس، جیو اور سارے چینلز نے اس کا جنازہ بھی دکھایا ہے اور وہاں پر اشفاق کیانی صاحب کی طرف سے پھولوں کا گلدستہ بھی چڑھایا گیا ہے تو اس حوالے سے میں پریس کا بہت زیادہ مشکور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، thank you. سردار اطہر حسن خان گورچانی!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو ہر دور میں جس طرح neglect کیا گیا ہے اس دفعہ پھر جنوبی پنجاب کے ساتھ نہایت ہی ناانصافی اور زیادتی کی گئی ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب کے رہنماؤں سے ایک request ضرور کروں گا کہ بجٹ تقریر میں کوئی دعویٰ کرنے سے پہلے اپنا پچھلا بجٹ بھی پڑھ لیا کریں یا کوئی بات ضرور کر لیا کریں کیونکہ پچھلے بجٹ میں ہمارے ساتھ جنوبی پنجاب کے حوالے سے ایک وعدہ کیا گیا تھا جو میں آپ کو پڑھ کر سنانا چاہوں گا۔ پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں صفحہ نمبر 17 ہے جس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ جنوبی پنجاب نسبتاً کم ترقی یافتہ اضلاع پر مشتمل ہے۔ ان اضلاع کی ترقی کے لئے ترجیحی بنیادوں پر بنیادی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس مد میں 7۔ارب 50 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ایک جگہ اور کہا گیا ہے کہ چولستان میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے 91 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جا رہی ہے۔ خاص طور پر راجن پور اور ڈی جی خان کے قبائلی علاقوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی کے لئے 3۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ باقی علاقوں کا تو مجھے نہیں پتا، راجن پور اور ڈی جی خان کے حوالے سے میں ضرور کہوں گا اور میں اس اسمبلی میں کھڑا ہو کر یہ دعویٰ کر رہا ہوں کہ

ایک روپیہ نہیں آیا تو کس طرح آج بھی ہمیں جو بجٹ دیا گیا ہے اس میں بڑے فخر سے کہا گیا ہے کہ ہمیں فخر ہے کہ حکومت پنجاب نے کٹھن صورتحال کے باوجود عوام کے ساتھ کی گئی اپنی تمام تر commitments پر کاربند رہنے کا فیصلہ کیا، یہ دعویٰ کس طرح کیا گیا ہے؟ 3۔ارب روپے کوئی چھوٹی رقم نہیں ہے کہ دو چار کروڑ ہیں، اِدھر اُدھر ہو گئے، 3۔ارب روپے کہاں گئے ہیں؟ ہمیں بتایا جائے۔اس دفعہ پھر ہمارے ساتھ 5۔ارب روپے کا وعدہ کیا گیا ہے جس میں جنوبی پنجاب کو address کیا گیا ہے، جنوبی پنجاب کوئی تحصیل ہے، ضلع ہے یا ڈویژن ہے؟ سولہ اضلاع ہیں جن میں مجھے بتایا جائے کہ 5۔ارب روپے کی رقم کس طرح تقسیم ہو گی؟ ساٹھ ساٹھ کروڑ روپے بھی حصہ میں نہیں آئیں گے۔جہاں پر بقیہ ساری رقم اپر پنجاب، میں سمجھتا ہوں کہ اپر پنجاب ہی کیا جی ٹی روڈ پر ہی خرچ ہو رہا ہے، اس کے دونوں اطراف جو اضلاع آرہے ہیں، جی ٹی روڈ پر ہی جا رہے ہیں۔ مجھے تو یہاں پر کہیں نظر نہیں آتا کہ پیسا کہاں جا رہا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اسی موقع پر ایک ہمارے دوست نے شعر مجھے لکھ کر بھیجا ہے، میں ضرور پڑھنا چاہوں گا۔ مخدوم ارتضیٰ صاحب نے لکھ کر بھیجا ہے۔ شاعر کوئی اور ہے لیکن انہوں نے مجھے بھیجا ہے کہ:

گلہ وفا جفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بت کدے میں بیاں کروں تو صنم بھی کہے ہری ہری

جناب والا! اس طرح کے دعوے نہ کئے جائیں، مہربانی کی جائے، ہم پر یہ احسان کیا جائے یا تو ہم سے جھوٹے وعدے نہ کئے جائیں، لارے لگائے ہی نہ جائیں کیونکہ ٹی وی پر لوگ دیکھ رہے ہوتے ہیں، ٹی وی پر تقریر لائیو ٹیلی کاسٹ کی جا رہی ہوتی ہے۔ پھر لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ پیسے کہاں گئے؟ 3۔ارب روپے کے بارے میں راجن پور، ڈی جی خان کے لوگ ہم سے پوچھ پوچھ کر تھک گئے کہ آپ کو کیا دیا؟ آپ کو فنڈز نہیں دیئے، کیا آپ کی نااہلی ہے، کیا بات ہے؟ بہر حال میں اپنی تقریر کو آگے لے کر جانا چاہوں گا کہ صوبہ پنجاب کا 25 فیصد علاقہ بارانی ہے جہاں پر صوبہ کی 36 فیصد آبادی رہائش پذیر ہے، یہ علاقہ شمالی اور جنوبی پنجاب کے 13 اضلاع پر پھیلا ہوا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر بارانی علاقے کا ترقیاتی پروگرام، اے بی اے ڈی کے نام سے water source development

project شروع کیا ہے جس میں 200 چھوٹے ڈیم تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ ہمارا تو پانی پہلے ہی پورا نہیں ہے۔ ہماری جو نہریں ہیں وہ ششماہی ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب سے request کرنا چاہوں گا کہ مہربانی کریں، پہلے ہمارا پانی تو پورا کریں پھر ڈیم بنا کر پانی سٹور کریں۔ ہمیں کہاں پھینکا جا رہا ہے؟ ہمارا پانی کا underground جو water level ہے وہ ساڑھے تین سو فٹ سے شروع ہوتا ہے اور وہ بھی کڑوا، پینے کا پانی بھی نہیں ہے۔ اگر ڈیم بنا دیئے جائیں گے تو پھر ہم تو رُل جائیں گے۔ مجھے نہیں سمجھ آ رہی کہ کس بناء پر یہاں پر یہ دعویٰ کر دیا گیا ہے، مہربانی کریں، پہلے تو ہمارے ایک سال کا پانی کیا جائے، میں تمام رہنماؤں، اپنی پارٹی کے لوگوں سے بھی اور (ن) کے رہنماؤں سے بھی demand کرتا ہوں کہ ہمارا پانی بڑھا کر ایک سال کے لئے کیا جائے۔

جناب والا! اسی طرح ہمارے حالیہ بجٹ میں کمپیوٹر کی تعلیم کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ missing facilities پندرہ سو سکولوں میں دی جائیں گی جس پر 4۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ اسی طرح نئے کالجوں اور پرانے کالجوں کی بہتری کے لئے 6۔ارب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ جہاں 6۔ارب روپے خرچ کئے جا رہے ہیں تو تمام اضلاع میں دس سے بارہ کالج ہیں، اپر پنجاب میں ہم یہاں آتے ہیں، دس سے بارہ تو ہر جگہ پر موجود ہیں۔ راجن پور کی بدقسمتی ہے کہ وہاں پر صرف تین کالج ہیں جن میں برائے نام ایک کالج ہے، دو کالج چلائے جا رہے ہیں، ٹیچروں اور پروفیسروں کو وہاں پر بھیجا ہی نہیں جاتا، وہ گھر بیٹھے اپنی تنخواہیں لے رہے ہیں۔ پہلے تو مہربانی کریں کہ وہاں پر توجہ کریں، وہ 6۔ارب روپے ہے اس میں سے اور کچھ نہیں تو ایک ارب روپیہ ہی کم از کم راجن پور کو دے دیں۔ راجن پور کی آٹھ لاکھ کی آبادی ہے، ڈی جی خان کی بھی میرے خیال میں کوئی چودہ، پندرہ لاکھ کی آبادی ہے، اب آٹھ لاکھ کی آبادی والے ڈسٹرکٹ میں صرف تین کالج، یہ کتنی بڑی ناانصافی ہے، اسی حوالے سے پھر انہوں نے یہاں پر ایک اور point لکھا ہے کہ اکیسویں صدی اپنے ساتھ knowledge based economy کی اصطلاح لے کر آئی ہے، globalization کے اس دور میں knowledge based economy کی اہمیت اور بھی اجاگر ہو جاتی ہے۔ اس سلسلے میں لاہور کے قریب آٹھ سو ایکڑ زمین پر محیط knowledge city کے قیام کا انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے، knowledge city بھی لاہور میں بن رہا ہے۔ جہاں پر LUMS موجود ہے، جہاں پر پنجاب یونیورسٹی

موجود ہے، کتنا ہم لاہور کے لوگوں کو اور دیں گے؟ کیا صوبہ پنجاب صرف لاہور کے لئے ہے؟ کیا یہ فنڈز سارے یہیں پر خرچ ہونے ہیں؟ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ یہ جو knowledge city ہے، مہربانی کر کے ڈی جی خان، راجن پور یا ملتان میں اس کو کم از کم بنایا جائے تاکہ جنوبی پنجاب کے لوگوں کو اس کا فائدہ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ سے یہ ضرور بات کرنا چاہوں گا کہ پنجاب اسمبلی میں کیا پنجاب اور پنجابی کا کھیل کھیلا جا رہا ہے؟ یہ کس قسم کا کھیل ہے؟ ہمیں نہیں سمجھ آ رہا۔ صوبہ پنجاب کی آبادی آٹھ سے نو کروڑ لوگوں پر مشتمل ہے، اس میں بلوچ بھی ہیں، اس میں سرائیکی بھی ہیں، اس میں پٹھان بھی ہیں، بہت ساری قومیں بستی ہیں، ہمارا دل یہ کہہ کر بار بار کیوں دکھایا جاتا ہے کہ یہ پنجاب ہے اس لئے یہاں پر پنجابی ہو گی، یہ کیا بات ہوئی؟ یہ تو وہ احساس محرومی ہے جو کہ ہمارے دل میں شروع سے ہے اور اس کو مزید بھڑکانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ مہربانی کریں، اس کھیل کو ختم کیا جائے اور میں آج اس ایوان میں آپ کے توسط سے اپنے تمام ملکی رہنماؤں سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مہربانی کریں، ہمارا صوبہ الگ کریں، جنوبی پنجاب کو الگ status دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس ہاؤس میں جو میرے دوست بہن بھائی موجود ہیں ان سے میں یہ request کروں گا کہ اگر یہ احساس مجھ اکیلے کا ہے تو پھر تو شاید میں غلطی پر ہوں۔ میں اپنے دوستوں سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا کوئی، صوبہ جنوبی پنجاب کے لئے میرے ساتھ ہے؟

آوازیں: ہاں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! مہربانی کریں، ہماری آواز ضرور پہنچائیں کیونکہ لیڈر تو یہاں پر آتے ہی نہیں ہیں۔ ان تک ہماری آواز ضرور پہنچائیں۔ ہم اپنے صوبہ کے لئے ضرور آواز بلند کریں گے یا تو ہمارے حقوق دیئے جائیں یا پھر ہمارا صوبہ الگ کیا جائے۔ بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میرے معزز ممبر نے صوبہ ملتان کی بھی بات کی ہے، پنجاب کے متعلق بھی بات کی ہے۔ اگر آپ تھوڑا سا مجھے ٹائم دیں گے تو پنجاب کی ہسٹری بھی دیکھ لیتے ہیں کہ پنجاب کی ہسٹری کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! معذرت کے ساتھ، یہ کسی اور دن نہ دیکھ لیں کیونکہ آج لسٹ بہت لمبی ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اس میں صرف دو تین منٹ لگیں گے۔ بات یہ ہے کہ پنجاب کو آپ دیکھیں کہ اس علاقے کو سپت سندھو کہا جاتا تھا، سپت سندھو، سندھو means river، سپت means سات۔ سات دریاؤں کی سرزمین یعنی گنگا اور جمنا کو ملا کر۔ جب سکندر اعظم یہاں پر آیا، 326 BC میں اس نے cross کیا، اس نے پانچ دریا cross کئے، اس کو پینتا پوتانیا کا، پینتا means five، means دریا پوٹامیہ messopotamia تو وہاں سے یہ پنجاب معرض وجود میں آیا ورنہ اس علاقے کو سپت سندھو، سات دریاؤں کی سرزمین کہا جاتا تھا۔ اب ملتان کی بھی آپ ہسٹری دیکھ لیں کہ ملتان کا اگر آپ ذرا موازنہ کریں کہ ملتان اور چنیوٹ اس برصغیر کے سب سے پرانے شہر ہیں۔ اب ملتان کا اگر آپ دیکھیں تو حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی کہا جاتا ہے، ان کے اٹھارہ بیٹے تھے جن میں سے تین مشہور ہوئے جن میں سے ایک حضرت یافث جن کا تاریخ فرشتہ میں یہ ہے کہ دو بیٹوں کا نام، حضرت یافث کے دو بیٹوں کا نام، ایک کا نام چین اور ایک کا نام ترک۔ ایک دوسرا حضرت سام، ان کے بیٹے افریشند، افریشند کا بیٹا کیومرس، کیومرس نے بلخ میں بادشاہت کی ابتداء رکھی جس سے Semitic race چلی، حضرت یافث سے yellow race چلی۔ پھر حضرت سام، ان کے چار بیٹے تھے، ایک کا نام ہند، ایک کا نام بنک بنگال، ایک کا نام نہروالا گجرات کاٹھیاباد اور ایک کا نام سندھ، سندھ کے بیٹے کا نام ملتان ہے۔ یہ ہے ملتان کی ہسٹری یعنی جس سے hematic race چل رہی ہے، اب اس سے ملتان کا آپ دیکھیں کہ ملتان کے اکثر و بیشتر نمبر 2 آدمی۔ اگر نمبر 1 دلی کا بادشاہ تھا تو نمبر 2 جو تھا وہ حاکم ملتان تھا۔ سید خضر کو دیکھیں جو دلی کا بادشاہ بنا، حاکم ملتان۔ بہلول لودھی کو دیکھیں، حاکم ملتان۔ بلبن کا بیٹا محمد جو 1280 میں مغلوں کے ساتھ لڑتے ہوئے ملتان میں شہید ہوا وہ بھی ولی عہد۔ عرقلی خان، بلبن کے بعد جلال الدین

خلجی برسر اقتدار آیا۔ اس کا بیٹا عرقلی خان ولی عہد حاکم ملتان تو اس لئے یہ ملتان ہمیشہ نمبر 2 رہا ہے اور پھر جب التمش تھا تو لاہور اس کے مضافات ملتان میں آتا تھا تو یہ ہے ملتان کی ہسٹری۔ جب محمد بن قاسم نے اس علاقہ کو 712 میں فتح کیا تو اس نے یہ کہا کہ میں کشمیر تک گیا ہوں کیونکہ ملتان کا بارڈر کھیوڑہ تک جو تھا یہ سالٹ ڈرینج ایریا تک آتا تھا تو ملتان ہمیشہ صوبہ رہا ہے، کبھی یہ ڈسٹرکٹ نہیں رہا۔ یہ 1818 میں 2۔ جون کو جب رنجیت سنگھ نے فتح کیا تو اس نے بھی اپنا گورنر مول راج ملتان کا گورنر لگایا۔ انگریزوں کے ٹائم میں یہ صوبہ سے ڈسٹرکٹ بنا۔ ہمیشہ محرومیاں ہی نفرت کو جنم دیا کرتی ہیں، ہمارے ہاں جو محرومیاں ہیں جیسے میرے عزیز یہ کہہ رہے تھے یعنی آپ کا ٹیکسیشن کا قانون کیا ہے؟ یعنی آپ کو جتنا ریونیو collect ہوتا ہے آپ اس میں سے 15 فیصد establishment کے لئے رکھ سکتے ہیں اور 85 فیصد وہیں خرچ کرنا ہوتا ہے جہاں سے collect کرتے ہیں۔ اب جنوبی پنجاب یا صوبہ ملتان We are surplus in cotton, یعنی پورا ملک جو کاٹن سے foreign exchange حاصل کرتا ہے وہ بہاولپور، ڈیرہ غازی خان اور ملتان سے ملتا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہم سب سے زیادہ ریونیو generate کرتے ہیں مگر ہماری محرومیاں دیکھیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ لاہور capital ہے۔ میں کسی تعصب کی بات نہیں کرتا، یہ آپ کا بھی شہر ہے اور ہمارا بھی ہے مگر ہماری محرومیاں دیکھیں کہ آج بھی ملتان میں ایک بھی انگلش میڈیم کالج نہیں ہے، صرف وہاں میٹرک تک انگلش میڈیم تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ اسی طرح ہسپتال دیکھ لیں۔۔۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی تشریف رکھیں۔ تمام ممبران میری عرض سن لیں۔ کلو صاحب! دو منٹ! پھر اس کا مطلب ہے کہ میں اس لسٹ کو بند کر کے رکھ دیتا ہوں۔ جی، کلو صاحب! آپ بات کر لیں ان کے بعد اور کسی کو موقع نہیں دوں گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آج یہاں پر انتہائی اختلافی بات کی گئی ہے اور میں آپ سے، شاہ صاحب اور اپنے عزیز سے بھی یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جب کہ عالمی طاقتوں اور عالمی سازشوں

نے پاکستان کو لہولہان کر رکھا ہے۔اس وقت آپ کی فوج ملک کے اندر جنگ لڑ رہی ہے۔اس وقت یہاں آپ کی پولیس بری طرح مر رہی ہے۔اس وقت جب آپ کے علماء مر رہے ہیں،اس وقت جب پنجاب کی 60 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہی ہے۔اس وقت یہ ایک سازش ہے۔میں خود بھی جنوبی پنجاب سے تعلق رکھتا ہوں۔نورپور تھل اور بھکر جنوبی پنجاب کا ہی حصہ ہے۔[************]

سردار اطہر حسن خان گورچانی: کیا اپنا حق مانگنا سازش ہے؟

ملک محمد وارث کلو: آج فاٹا کی طرف کیسے حالات ہیں؟ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس وقت senses اکٹھے کر لیں تو پنجاب کی 60 فیصد آبادی غربت کی لکیر سے نیچے رہ رہی ہے اور اس میں جنوبی پنجاب، اپر پنجاب یا سنٹرل پنجاب کی کوئی تفریق نہیں ہے بلکہ سنٹرل پنجاب غربت میں سب سے زیادہ ہے۔میں ان کی بات اس حد تک مانتا ہوں کہ پچھلی حکومت نے یہاں لاہور رنگ روڈ، سیالکوٹ، گوجرانوالہ میں اتنا زیادہ پیسا خرچ کیا۔ابھی بھی جو اس وقت ہمارا 175 بلین کا ترقیاتی بجٹ ہے اس میں مصیبت یہ ہے کہ پچھلی حکومت کا حصہ forward through اس میں آیا ہے۔یہ بات بالکل صحیح ہے کہ پورے share کے ساتھ حصہ ملنا چاہئے لیکن میں یہاں اس floor پر اپنے ان عزیزان سے اختلاف کروں گا کہ اس اختلافی بات کا نہ یہ ٹائم ہے، نہ صوبہ ڈیمانڈ کرنے کا وقت ہے بلکہ آپ اس وقت پاکستان کی خیر منائیں۔اس وقت پاکستان خطرے میں ہے اور یہ مشرقی پاکستان والی بات کرنا چھوڑ دیں۔یہ بنگلہ دیش مت بنائیں اور نہ یہ بنگلہ دیش بنے گا۔پاکستان قائم رہنے کے لئے بنا ہے اور انشاء اللہ قائم رہے گا۔ شکریہ

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! معزز رکن بات کو غلط side پر لے گئے ہیں۔ہم نے اپنا حق مانگا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورچانی صاحب! باقی ممبران بھی کھڑے ہیں جب Chair بات کر رہی ہوتی ہے تو patience کے ساتھ سنیں۔پلیز تشریف رکھئے۔جب ٹائم ہو گا میں بتاؤں گا۔شاہ صاحب! آپ سینئر ممبر ہیں پلیز تشریف رکھئے

* بحکم جناب قائم سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک سیکنڈ میں بات مکمل کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ میری عرض سن لیں۔ اعجاز شفیع صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ اس وقت اس ملک پاکستان کو، اس قوم کو اکٹھا رکھنے کی ضرورت ہے اور اس موقع پر ایسی باتیں مناسب نہیں ہیں۔ جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو میرے نزدیک آج ان ممبران کا حق ہے جنھوں نے لسٹ میں اپنا لکھوایا ہوا ہے۔ اگر آپ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ لے کر آئیں اس پر ایک دن پورا بحث کریں گے لیکن آج کا دن اس کے لئے بالکل نہیں ہے۔ میں آج صرف لسٹ کو follow کروں گا۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! انہوں نے جو [***] کا لفظ استعمال کیا ہے وہ واپس لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: [***] کا لفظ غلط ہے۔ میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: گورچانی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پلیز ایک منٹ موقع دیں۔

ملک محمد وارث کلو: [**********]

سردار اطہر حسن خان گورچانی: کون سی سازش ہو رہی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز کلو صاحب! اب no more۔ شاہ صاحب! پلیز میرے خیال میں اب اس پر بہت بات ہو چکی ہے۔ ہم نے اس پر بیس منٹ ضائع کر دیئے ہیں۔ ہم دو ممبران کا ٹائم ضائع کر چکے ہیں۔ میں اس کے لئے بعد میں ٹائم رکھوں گا۔ کلو صاحب! When the Chair is speaking, please sit down. Please sit down گورچانی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک فقرے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بڑی معذرت کے ساتھ آپ سینئر ممبر ہیں، میں آپ کو موقع دوں گا لیکن ابھی نہیں۔ بہت شکریہ۔ پھر اس طرح ہر ممبر وقت مانگے گا۔ میں نے آپ کو ہمیشہ بطور سینئر ممبر honour کیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک فقرے میں بات مکمل کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! پلیز۔ sorry کسی کو ٹائم نہیں ملے گا۔ اگلے مقرر انجینئر شہزاد الہیٰ صاحب!۔۔۔ شاہ صاحب! I am very sorry میں آپ کو کل موقع دے دوں گا۔ جی، انجینئر شہزاد الہیٰ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک فقرے میں بات مکمل کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس طرح تو ہر ممبر کہے گا کہ ہمیں ایک ایک فقرے کے لئے ٹائم دیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم اعلیٰ روایات کی بات کرتے ہیں تو ان کے اندر یہ بھی شامل ہے کہ جب Chair بات کر رہی ہو تو کم از کم ممبران کو بات سننی چاہئے۔ شاہ صاحب! I am very sorry

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ایک منٹ میں بات ختم کریں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کا مشکور ہوں۔ ہم نے آج یہ مطالبہ نہیں کیا مگر میں نے یہ بات کی ہے اور وہ مجھے حق ہے۔ ہم اپنے علاقے سے جو revenue generate کرتے ہیں اور جو ہمارے لئے بجٹ میں مختص کیا گیا ہے ہم نے وہ بات کی ہے۔ میں نے صرف ملتان کی تاریخ پر بات کی ہے۔ آپ میری تقریر دیکھ لیں، میں نے قطعاً صوبہ بنانے کا مطالبہ نہیں کیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پلیز مجھے بات مکمل کرنے دیں۔ قرآن میں بھی ہے کہ نماز جائز نہیں ہے مگر اس کی آگے تفسیر ہے کہ حالت نشہ میں۔ اگر میری بات پوری ہو جاتی تو شاید میرے بھائی کلو صاحب کو یہ غلط فہمی نہ ہوتی۔ ہم اس مطالبے سے دستبردار نہیں ہو رہے۔ ہمارا مطالبہ ہے مگر آج ہم بھی حالات جانتے ہیں، واقعات جانتے ہیں، ہم بھی patriot ہیں ہم نے بھی اس ملک کے لئے قربانیاں دی ہیں اور مزید قربانیاں دینے کے لئے بھی تیار ہیں مگر ہمارے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے اس کا ازالہ ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد کریم قسور لنگڑیال): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کیا بات کر رہے ہیں؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔ ایک ممبر بات کر رہے ہیں اور آپ نے کھڑے ہو کر بات کرنا شروع کر دی ہے۔ No way, he is the most senior member in this House کبھی سینئر اور جونیئر کا لحاظ بھی سیکھیں۔ یہاں سیکھیں کہ سینئر ممبر کیا ہوتا ہے اور جو first time آئے ہیں ان کو ہاؤس کے اندر کس طرح conduct کرنا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ برائے سال 2009-10 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ اس بجٹ میں بہت سارے سہانے خواب دکھائے گئے جس طرح 2008-09 کا بجٹ پیش کیا گیا تھا، جتنے وعدے کئے گئے ان کی output zero by zero رہی اسی طرح بجٹ برائے سال 2009-10 کو بھی بڑا بڑھا چڑھا کر پیش کیا گیا۔ میں یہاں خاص طور پر پولیس کے حوالے سے ذکر کروں گا کہ پولیس کی تنخواہیں بڑھائی گئیں، ان کو الاؤنسز کی مد میں بے شمار مراعات دی گئیں لیکن لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال آپ کے سامنے ہے۔ میرا خیال ہے۔ (قطع کلامیاں)
کہ جو مراعات دی گئی ہیں وہ صرف اور صرف جعلی پولیس مقابلوں کے لئے دی گئی ہیں۔ پولیس کے ہاتھوں ناجائز، بے قصور لوگوں کو مروایا گیا ہے۔ یہ ایک لمبی بحث ہے۔

جناب سپیکر! اگر آپ زراعت کے حوالے سے دیکھیں تو کسانوں کے بارے میں بڑے بلند و بانگ دعوے کئے جا رہے ہیں۔ میں وزیر اعظم صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے کسان کے لئے گندم کی قیمت -/950 روپے فی من مقرر کی ہے لیکن پنجاب حکومت نے middleman کو درمیان میں لا کر سارا ستیاناس کر دیا ہے۔ آج کسان بد حالی کا شکار ہے اور middleman لاکھوں سے کروڑوں میں پہنچ چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: انجینئر شہزاد الٰہی صاحب! ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ حکومتی بنچز اور وزراء صاحبان ذرا توجہ فرمائیں۔ ابھی پریس گیلری سے مجھے پیغام آیا ہے کہ گوجرانوالہ میں اخبار نویسوں پر تشدد کیا گیا ہے اور ان پر مقدمات بھی درج کئے گئے ہیں۔ kindly محمد اشرف سوہنا صاحب، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور ملک ندیم کامران صاحب جائیں اور صحافی بھائیوں سے بات کر کے ہاؤس کو آگاہ کریں۔ شکریہ۔ جی، انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! اگر تعلیم کے حوالے سے بات کریں تو پچھلے بجٹ کے مقابلے میں اس مرتبہ فنڈز کم رکھے گئے ہیں۔ یہ ایسا شعبہ ہے کہ بہت سارے ساتھیوں نے اس حوالے سے بات کی ہے۔ میرا تعلق چونکہ minority سے ہے اور آپ نے وقت بڑا کم رکھا ہوا ہے اس لئے میں اس کو focus زیادہ کرتا ہوں۔

جناب والا! قائد اعظم محمد علی جناح نے 3۔ فروری 1948 کو کراچی میں پارسیوں سے سپاس نامہ کے جواب میں خطاب کرتے ہوئے یہ کہا کہ "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پاکستان اپنے بار بار دہرائے گئے وعدوں پر قائم رہے گا کہ تمام شہریوں سے مذہب اور ذات پات کا امتیاز کئے بغیر مساوی سلوک کیا جائے گا۔ پاکستان خود ایسی امنگوں کی علامت ہے جس نے خود کو برصغیر ہندوستان میں اقلیت میں پایا لہٰذا پاکستان اپنی سرحدوں کے اندر رہنے والی اقلیتوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔"

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب کو تو بابوؤں نے بجٹ بنا کر دے دیا اور انہوں نے پڑھ دیا ہے۔ وہ بہت خوبصورت انسان ہیں۔ بڑے حلیم اور دھیمے بھی ہیں لیکن پتا نہیں کیا وجہ ہے کہ وہ پچھلے بجٹ میں بھی minorities کو بھول گئے تھے اور اس مرتبہ بھی وہ minorities کو بھول گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ہم پاکستان کی تاریخ دیکھیں تو جس Chair پر آج آپ بیٹھے ہیں اس پر جو سب سے پہلے سپیکر بیٹھے تھے وہ ایس۔پی سنگھا صاحب تھے۔ جب پاکستان کی تقسیم ہو رہی تھی اور پنجاب کو پاکستان میں شامل کرنے کی بات ہو رہی تھی تو ہمارے مسیحی رہنما ایس پی سنگھا، مدن لال، چندو لال، فضل الٰہی ہیڈ ماسٹر اور دوسرے بے شمار مسیحی لیڈروں نے اس پنجاب کو اکثریت علاقہ ثابت کرنے کے لئے، پنجاب کو پاکستان میں شامل کرانے کے لئے اپنا ووٹ پاکستان کے حق میں دیا تھا۔ اسی پنجاب اسمبلی کی سیڑھیوں میں جب اکالی دل کے ماسٹر تارا سنگھ نے ایس پی سنگھا کو کہا "جو مانگے پاکستان اس کو ملے قبرستان" یہ میں دوبارہ quote کرتا ہوں کہ اکالی دل کے ایک رہنما تارا سنگھ نے یہ کہا کہ "جو مانگے پاکستان اس کو ملے قبرستان" اس پر مسیحی رہنما ایس پی سنگھا نے کہا تھا کہ "پاکستان بنائیں گے، سینے پہ گولی کھائیں گے۔" انہوں نے کہا کہ ہمیں ہر حال میں پاکستان چاہئے۔ اس کے لئے خواہ ہمیں جان کی بازی بھی لگانی پڑے تو پروا نہیں۔ آج وہ کیا مشکل آن پڑی ہے، آج وہ کیا مسئلہ آن پڑا ہے کہ پچھلے دو بجٹوں میں اقلیتوں کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت ہے۔ قائداعظم کے followers کی حکومت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں پر تو صرف شخصی حکومت ہے۔ یہ قائداعظم محمد علی جناح کے ان اقوال کو نہیں مانتے، ان کی باتوں کو follow نہیں کرتے بلکہ ان کا ایک اپنا ایجنڈا ہے۔ اسی بناء پر میں سمجھتا ہوں کہ minorities کے ساتھ جو ظلم اور زیادتی اس موجودہ بجٹ اور پچھلے بجٹ میں ہوئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کرنل (ر) شجاع خانزادہ صاحب کے ڈرائیور کے ساتھ پولیس نے زیادتی کی ہے۔ پولیس کی اس غنڈہ گردی کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے اس حوالے سے چودھری عبدالغفور صاحب کو باہر بھجوایا ہے۔ وہ جا کر دیکھ کر بتاتے ہیں۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کرنل (ر) شجاع خانزادہ صاحب کے ڈرائیور کو پولیس نے شدید تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ اس بارے میں آج ہی ایکشن ہونا چاہئے، یہ کون سا طریق کار

ہے؟ اگر ڈرائیور نے غلطی سے کہیں پر گاڑی کھڑی کر دی ہے تو پولیس کے پاس لفٹر موجود ہے وہ گاڑی کو وہاں سے اٹھا کر لے جاتے، اس کا چالان کر دیتے، اسے بند کر دیتے لیکن وہ کون سا قانون ہے کہ پولیس کے بارہ چودہ آدمی اٹھ کر ایک معزز رکن کے ڈرائیور کو وہاں پر پیٹنا شروع کر دیں؟ اس پر آج ہی ایکشن ہونا چاہئے۔ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں ہونا چاہئے بلکہ جن لوگوں نے یہ حرکت کی ہے ان کے خلاف آج ہی ایکشن ہونا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں already اس بارے میں منسٹر صاحب کو بھجوا چکا ہوں۔ وہ واپس آ کر مجھے رپورٹ دیتے ہیں۔ جی، انجینئر صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! جب minorities کے حوالے سے بات ہوئی تو بہت سارے دوسرے issues یہاں پر کھڑے ہو گئے ہیں۔ آپ نے میری تقریر سے پہلے سختی سے کہا تھا کہ بجٹ کے علاوہ کوئی بات نہیں ہو گی لیکن اب آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے کھلا وقت دیا ہے۔ لہذا اب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ میرا جتنا وقت پوائنٹ آف آرڈر پر ضائع ہوا ہے اسے میرے وقت سے نکال دیں۔

جناب والا! جب مردم شماری کی بات ہوتی ہے تو ہمیں لاکھوں میں show کیا جاتا ہے کہ پاکستان میں کرسچئن لاکھوں میں ہیں۔ میں آپ کو اس کتاب کے reference سے بتاؤں گا کہ جسے وزیر اعلیٰ پنجاب نے بھی admit کیا ہے کہ ہاں یہ کتاب صحیح ہے۔ اس پر باقاعدہ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا ہوا ہے۔ چرچ ریکارڈ کے مطابق 96-1995 کے دوران ہم پاکستان میں دو کروڑ کے لگ بھگ تھے۔ تمام Catholic, Protestant and Missionaries کو ملا کر ہم پاکستان میں دو کروڑ کے لگ بھگ ہیں لیکن کتنی زیادتی ہے کہ ہمیں لاکھوں میں show کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! خواتین کی نشستیں تو بڑھ گئیں، جنرل نشستیں بڑھ گئیں لیکن ہماری جو سیٹیں 1975 میں رکھی گئی تھیں آج بھی وہی ہیں۔ مجھے ایک بات بتائیں کہ کیا پاکستان کی اقلیتوں کے بارے میں آپ نے یہ فرض کر لیا ہے کہ وہ فیملی پلاننگ پر بہت زیادہ عمل کرتے ہیں؟ یہ کیا مذاق ہے، اس طرح کیوں ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر! یہاں پر قائداعظم محمد علی جناح نے بار بار کہا کہ تمام minorities equal citizens ہیں اور ہم نے تحریک پاکستان میں باقاعدہ عملی کردار ادا کیا لیکن Senate ہمارے لئے No go area بنا دیا گیا، وہاں پر minorities کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ جب Senate کے الیکشن ہو رہے تھے تو وزیر اعظم نے کہا تھا کہ minorities کی پانچ سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں لیکن وہ صرف کہنے کی حد تک رہا، اس پر عمل نہ ہو سکا۔

جناب والا! میں ایک اور بات کروں گا کہ پنجاب کے اندر ٹیکنیکل اداروں میں جو ووکیشنل ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹس ہیں وہاں پر minorities کے بچوں کو داخلہ نہیں دیا جا رہا، اس وقت بھی آپ ہی Chair پر تشریف فرما تھے اور میں نے پہلے بھی یہ بات point out کی تھی کیونکہ وہ ادارے زکوٰۃ پر چلتے ہیں۔ آپ نے خود کہا تھا اور وزیر موصوف کو یہ ہدایت کی تھی کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور میں نے یہ تجویز دی تھی کہ آپ بیت المال کو اس بات کا پابند کریں اور آپ نے اس پر باقاعدہ ایک رولنگ بھی دی تھی کہ ٹھیک ہے آپ minority کے بچوں کو ضرور consider کریں اور ان کے پیسے بیت المال سے لئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: نہیں۔ جناب! اس طرح تو نہ کریں۔ یہاں سے ایک آواز minority کے لئے حقیقی طور پر بلند ہو رہی ہے۔ آپ نے اب وقت کو محدود کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اس میں کوئی distinction نہیں ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! اتنے بندے حکومت کی خوشامد کے لئے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک بندہ اگر شیشہ دکھا رہا ہے تو آپ اسے کہہ رہے ہیں کہ ایک منٹ میں اپنی بات کو ختم کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اصول سب کے لئے ایک ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! یہ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! میں پھر احتجاجاً walk out کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جو ٹائم ہے وہ سب کے لئے ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان کو دو تین منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! دیکھیں اس طرح تو پھر سب ممبران کہیں گے کہ مجھے بھی وقت دیا جائے۔ ہم نے decide کیا ہوا ہے۔ میرے لئے تمام ممبران برابر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: ان کو پھر دو منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس طرح تو پھر سب کی demand ہے۔ ہر کوئی وقت مانگتا ہے۔ میرے لئے تو پھر بڑا مشکل ہو جائے گا۔ انجینئر صاحب! پلیز آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! آپ نے تو bell time سے پہلے کر دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنے منٹ دیکھ لیں وہ زیادہ ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! مجھے اپنی بات کو مکمل کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: relevant بات کر لیں۔ آپ کے پاس ایک منٹ ہے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! ٹیکنیکل اداروں میں minorities کے بچوں کو تعلیم کے لئے کوئی سہولت میسر نہیں اور نہ ہی ان کو وہاں پر داخلہ دیا جاتا ہے۔ آپ کی بات کو بھی وزیر موصوف نے رد کیا اور آج بھی ہمارے بچوں کے لئے ان ٹیکنیکل اداروں میں کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا۔ اگر بیت المال کو دیکھا جائے تو 09-2008 میں بھی ہم نے یہ کہا تھا کہ minorities کے لئے بیت المال میں کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا اور آج بھی میں دوبارہ کہہ رہا ہوں کہ وہ سارا فنڈ آپ کی حکومت ایک ہزار روپے کی مد میں اپنے ورکروں کو دے رہی ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ ایک ہزار روپیہ غریبوں کو جا رہا ہے۔ میرے پاس وہ لیٹر بھی موجود ہے جو جناب ایس اے حمید ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں، انہوں نے میرے پاس بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ کو جو فارم دیئے گئے تھے اس میں بہت ساری ہیرا پھیری ہے۔ میں اس ایوان میں کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں کہ مجھے ایک بھی فارم نہیں دیا گیا اور اس حکومت سے یہ پوچھا جائے کہ ایس اے

حمید صاحب سے پوچھا جائے کہ میرے جو فارم تھے وہ پھر کس کو دیئے گئے اور پھر مجھے یہ لیٹر کیوں لکھا گیا؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔اس میں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جو آپ نے بندے recommend کئے تھے، مجھے تو فارم ہی نہیں ملے تو پھر انہوں نے مجھے یہ کہاں سے لیٹر لکھ دیا ہے ؟ میں یہاں پر ایک بات اور بھی کروں گا کہ ہمارے نویں اور دسویں جماعت کے جو طالب علم ہیں جو سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کے لئے Ethics کی کتاب لگا دی گئی ہے۔ جو اخلاقیات کی کتاب ہے۔ یہ اخلاقیات کی وہ کتاب ہے جو پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ سے منظور شدہ ہے اور ہمارے بچوں کو پڑھنے کے لئے دی گئی ہے۔ یہ کتاب پڑھنی مسیحی بچوں نے ہے۔اس کتاب کو آپ دیکھیں کہ کہیں بھی Jesus کا ذکر ہے ؟ ہندوؤں، سکھوں اور حضور پاک، حضرت موسیٰؑ علیہ اسلام کا ذکر تو ضرور ہے لیکن Jesus کا ذکر اس میں موجود نہیں ہے۔ کتنی بڑی زیادتی ہے کہ ہمارے بچوں نے اس کتاب کو پڑھنا ہے اور Jesus کی اس میں کوئی تحریر نہیں اور ان کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔ اس سے بڑی discrimination اور کیا ہو گی ؟ میں یہاں پر یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جب قانون سازی ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ پاکستان کے تمام افراد کے لئے ہے اور تمام افراد برابر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے بھی غریب و متوسط طبقے کو دبایا جاتا ہے۔اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے اجلاس میں، میں بائیبل مقدس لے کر آیا تھا۔اس وقت ہم حکومت میں تھے اور میں اپنی حکومت میں بائیبل مقدس لے کر آیا تھا اور یہ quote کیا تھا کہ جناب ہمارے مذہب میں لکھا ہے کہ نشہ باز خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا اور ten commands یا جس پر ہم Christianity base کرتے ہیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ نشہ ہمارے مذہب میں بالکل حرام ہے لیکن یہ کیسا قانون ہے کہ آپ ان کو پرمٹ دے رہے ہیں، یہ کیسا قانون ہے کہ چھ چھ یونٹ آپ لے جائیں؟ میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے لوگ جو پانچ چھ ہزار تنخواہ لینے والے ہیں وہ چھ چھ یونٹ کہاں سے لیں گے ؟ میں کہتا ہوں کہ یہ جو سرمایہ دار ہیں انہوں نے اپنی عیش و عشرت کے لئے ہمارے مذہب کو کندھا بنا کر اور ہمارے کندھے پر رکھ کر یہ عیش و عشرت کا قانون پاس کروایا ہے۔اس کو میں condemned کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کے لئے فوری طور پر کمیٹی بنائی جائے اور وہی کمیٹی جو ہماری پنجاب میں minority advisory council ہے وہ پنجاب حکومت کی ہے اور جس کا میں بھی ممبر ہوں اور سارے minority کے ممبران اس کے ممبر ہیں۔ اب دوسرا بجٹ آگیا ہے لیکن ابھی تک اس کا ایک بھی اجلاس نہیں ہوا۔ ہم چاہتے تھے کہ یہ چیزیں اسمبلی میں لائی جائیں لیکن وہ بھی dummy ہے، اس پر کوئی کام نہیں ہوا اور آج تک اس کا ایک اجلاس بھی نہیں ہوا۔ میں پاکستان مسلم لیگ کے حوالے سے بات کروں گا۔ چودھری پرویز الٰہی جب ہمارے دور میں وزیر اعلیٰ تھے تو اس دور میں 24۔ دسمبر کو کرسمس کے موقع پر وزیر اعلیٰ ہاؤس میں باقاعدہ مسیحیوں کو بلایا جاتا تھا، وہاں پر کرسمس کیک کاٹا جاتا تھا اور پچاس لاکھ روپیہ غرباء میں پانچ ہزار روپے فی خاندان تقسیم کیا جاتا تھا۔ اس مرتبہ ان سے درخواستیں تو لے لی گئیں ان کے ساتھ کیک تو کاٹ لیا گیا لیکن ان کی تذلیل کی گئی۔ آج تک وہ پوچھتے ہیں، یہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ مجھے بتا دیں وزیر موصوف تو حاضر نہیں ہیں۔ میں رانا صاحب کی بات کو یہاں پر quote کرتا ہوں کہ جب وہ کہا کرتے تھے کہ ان کے پاس تو صرف ایک گاڑی ہے اور گاڑی کے آگے ایک ڈنڈا ہے اور ڈنڈے کے اوپر ایک جھنڈا ہے۔ آج یہ گلی گلی میں پھر رہے ہیں لیکن کام zero ہے۔ آج مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں کہ پچاس لاکھ روپے کہاں گئے، ہمارے غریب لوگوں سے درخواستیں مانگی گئیں وہ کدھر ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! مجھے بات مکمل کرنے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں۔ .This is no way آپ کو ٹائم دے دیا اب آپ تشریف رکھیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے آپ کو میں نے بہت ٹائم دیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب!

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب والا! مجھے بات مکمل کرنے دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اپوزیشن والے دوستوں کو میں ہمیشہ ٹائم دیتا ہوں اور زیادہ ٹائم دیتا ہوں But this is no way. آپ تشریف رکھیں اب میں دوسری تیسری دفعہ کہہ رہا ہوں تو This is no

way. سید حسن مرتضیٰ صاحب!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔اس کے بعد جناب خالد جاوید اصغر گھرال صاحب!۔۔۔وہ بھی موجود نہیں ہیں۔چودھری محمد طارق گجر صاحب!

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

محترمہ غزالہ سعد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کو تو میں discourage کر رہا ہوں۔ایک منٹ میں آپ بات کر لیجئے گا۔

محترمہ غزالہ سعد رفیق: جناب والا!ہمارے ایک معزز ممبر نے یہاں پر بات کی ہے اور انہوں نے اسلامیات کی کتاب کو نکال کر کہا ہے کہ اس میں Jesus کا ذکر نہیں کیا گیا۔میں ان کی خدمت میں صرف یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اسلام کی تکمیل ہی نہیں ہو سکتی جب تک اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں اور نبیوں پر ہمارا ایمان نہ ہو۔تمام رسول اور انبیاء اللہ تعالیٰ نے بھیجے ہیں ان پر ہمارا مکمل ایمان ہے۔اس لئے یہ کوئی مسلمان غلطی نہیں کر سکتا۔باقی جو مذاہب ہیں ان میں تو وہ صرف اپنے نبیوں کو ہی مانتے ہیں لیکن اسلام وہ واحد دین ہے جس پر ایمان کی تکمیل ہو چکی ہے۔اس میں اللہ کے تمام بھیجے ہوئے جو رسول اور انبیاء ہیں اس پر جب تک ہم ایمان نہیں لے کر آئیں گے ہم تو مسلمان ہی نہیں ہو سکتے تو اس کی آپ تصحیح کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔چودھری محمد طارق گجر!

چودھری محمد طارق گجر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر!آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا۔سب سے پہلے میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو کہ انہوں نے انتہائی نامساعد حالات میں اتنا اچھا اور متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب والا!سب سے پہلے میں Food Stamp Scheme پر بات کرنا چاہوں گا جس کا دائرہ کار بڑھاتے ہوئے وزیر خزانہ صاحب نے 16۔ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔ Food Stamp Scheme کا حقیقی مقصد تو غریبوں اور نادار طبقے کو relief فراہم کرنا تھا لیکن مجھے افسوس

کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس Food Stamp Scheme کا طریق کار انتہائی ناقص ہے۔ میں آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے مطالبہ کروں گا کہ اس کے طریق کار کو شفاف بنایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! ایک منٹ ذرا۔ جو کمیٹی صحافیوں کو واپس پریس گیلری میں لانے کے لئے باہر گئی تھی ان میں سے کون بات کرے گا؟

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! صحافی بھائی واپس آ جاتے ہیں تو پھر بات کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ہاؤس کو سنانی ہے یا صحافیوں کو سنانی ہے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان سے وعدہ ہوا تھا کہ وہ آئیں گے تو پھر بات کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ جی، چودھری صاحب! آپ جاری رکھیں۔

چودھری محمد طارق گجر: جناب سپیکر! جب یہ Food Stamp Scheme شروع کی گئی تھی تو کہا گیا تھا کہ گھر کا ایک فرد ہی اس سکیم سے مستفید ہو سکے گا لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اس سکیم کے انچارج ٹاسک فورس نے اس سکیم کی خوب دھجیاں بکھیری ہیں۔ میں یہ بات اس سے پہلے بھی وزیراعلیٰ پنجاب کے علم میں لا چکا ہوں اور ان کو ثبوت بھی پیش کئے ہیں کہ چیف منسٹر ٹاسک فورس کے چیئرمین نے ایک ہی گھر کے چھ چھ افراد کو یہ فارم بنا کر دیئے ہیں جو کہ سیاسی اقرباء پروری کی مثال ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو یہ ثبوت میرے پاس ہیں میں آپ کو یہ فراہم کر سکتا ہوں تو سب سے پہلے اس سکیم کے طریق کار کو بہتر کیا جائے بجائے اس کے کہ ہر ماہ پوسٹ مین فارم لے کر جائے اور وہاں پر پوسٹ مین کی سطح پر بھی اس میں بددیانتی ہوتی ہے، حق داروں کو حق نہیں ملتا اور اس میں رقم خورد برد ہو رہی ہے۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہے کہ اس سکیم کا سسٹم شناختی کارڈ کی طرح کا کوئی مربوط سسٹم بنایا جائے تاکہ اس میں ہونے والی کرپشن کو ختم کیا جائے اور جیسے وزیراعلیٰ پنجاب چاہتے ہیں کہ یہ سکیم صرف مراعات یافتہ طبقے کے لئے نہ ہو، یہ غریب اور پسماندہ لوگوں کے لئے ہو تو میں چاہتا ہوں کہ اس کا طریق کار بہتر کیا جائے

اور اس سکیم میں جو بدعنوانیاں ہوئی ہیں وہ میں اس ایوان اور آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کا جائزہ لیں کہ ان کے میرٹ پالیسی کی کس طرح دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم کے لئے 7.5۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں یہ انتہائی مستحسن اقدام ہے اس سے ہمارے غریب اور مزدور طبقے کو روٹی جیسی نعمت میسر آ سکتی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے قائد شہید ذوالفقار علی بھٹو کی تقلید کرتے ہوئے غریب عوام کے لئے سستی روٹی سکیم شروع کی ہے میں اس پر انہیں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ سستی روٹی سکیم کے طریق کار کو بھی تھوڑا سا بہتر بنانا چاہئے کیونکہ بعض جگہوں پر شکایات ملی ہیں جیسے وزیر اعلیٰ کا vision ہے کہ سستی روٹی 2 روپے میں فروخت ہو بعض جگہ پر وہ 5/5 روپے میں فروخت ہو رہی ہے اس کو ذرا درست کرنے کی ضرورت ہے برائے مہربانی اس طرف بھی توجہ دی جائے۔

جناب والا! تعلیم کسی بھی معاشرے کے لئے انتہائی ضروری ہوتی ہے اس کے لئے حکومت پنجاب نے 23۔ارب روپے مختص کئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کی علم دوستی کا ثبوت ہے۔ اس میں 1500 سکولوں کی missing facilities کے لئے 4۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، کالجوں کی تعمیر کے لئے 6۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم کی توجہ اس جانب دلانا چاہتا ہوں اس سے پچھلے بجٹ میں بھی missing facilities کے لئے فنڈز رکھے گئے تھے لیکن وہ آج تک utilize نہیں ہو سکے تو جناب وزیر تعلیم سے میری یہ گزارش ہے کہ ان missing facilities کو استعمال کرنے کے لئے ہر ڈسٹرکٹ میں عوامی نمائندوں پر مشتمل کمیٹیاں قائم کریں تاکہ اس کام کے لئے یہ فنڈز بہتر طور پر استعمال ہو سکیں اور ہمارے بچے یہ relief حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تعلیم کے شعبے میں دانش سکول سسٹم ایک انتہائی اچھا فیصلہ ہے میں اس پر بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ یہ گزارش کرتا ہوں کہ دانش سکول سسٹم کو بروقت مکمل کیا جائے کیونکہ کہیں یہ کتابوں میں لکھی سکیم نہ بن جائے۔

جناب والا! اس کے علاوہ ایجوکیٹرز کی بھرتی پر کافی بات ہوئی ہے اس سے پہلے بھی معزز ممبران نے مطالبہ کیا ہے کہ ڈسٹرکٹ کی سطح پر میرٹ کو یقینی بنانے کے لئے عوامی نمائندوں کو بھی ان کمیٹیوں میں شامل کیا جانا چاہئے جس سے وہ اس عمل کی supervision کر سکیں کہ آیا حقیقی معنوں میں یہ بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے یا نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب تک ہم اپنے منتخب نمائندوں کو اہمیت نہیں دیں گے، جب تک ہم اپنے منتخب نمائندوں کو یہ کام نہیں سونپے گے تو اس وقت تک کسی بھی طرح پنجاب میں good governance نہیں ہو سکتی۔ آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ عوامی نمائندوں کو ہر عمل میں شامل کیا جائے تاکہ good governance کو ممکن بنایا جا سکے۔

جناب سپیکر! صحت کے شعبے کے لئے 12۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اس میں چار میڈیکل کالج بنانے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ ہر علاقے کے لوگ اپنے احساس محرومی کا رونا روتے ہیں لیکن میں اپنے گوجرانوالہ کے شہریوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کبھی بھی اپنے احساس محرومی کا رونا نہیں رویا کیونکہ اس سے پہلے جو سات ڈویژنل ہیڈ کوارٹر تھے وہاں سب میں میڈیکل کالج بن گئے تھے لیکن گوجرانوالہ میں آج تک کوئی میڈیکل کالج نہیں ہے میں امید کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب گوجرانوالہ میں میڈیکل کالج کے انعقاد کو جلد از جلد یقینی بنائیں گے۔

جناب والا! میں یہاں پر ترقیاتی بجٹ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ 175۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ رکھا گیا ہے تو آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ یہ بجٹ رکھ تو لیا جاتا ہے لیکن اسے بروقت خرچ نہیں کیا جاتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ترقیاتی بجٹ کی بروقت تکمیل یقینی بنائیں۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ کی سڑکوں کے حوالے سے میرا آخری point ہے۔ پچھلے ایک سال سے ہماری گوجرانوالہ کی فائلیں PC-1 کی approval کے لئے پی اینڈ ڈی میں پڑی ہوئی ہیں تو آپ کے توسط سے وزیر خزانہ اور پی اینڈ ڈی کے چیئرمین سے گزارش ہے کہ ہمارے شہر کی سڑکوں کے لئے وہ PC-1 منظور کر کے جلد از جلد بھیجیں تاکہ ہمارے شہری بھی اچھی سہولتوں سے بہرہ ور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! آپ نے ہمیں کمیٹی کی صورت میں بھیجا تھا۔ ہماری صحافی حضرات سے بات ہوئی ہے۔ اس میں جو بنیادی نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ کل خواتین کا گوجرانوالہ میں جلوس نکالا گیا تھا اس میں پولیس کی طرف سے تشدد کیا گیا تھا۔ اس کے بعد وہاں پر ویڈیو فلم بنائی گئی جو ایکسپریس نیوز کے حوالے سے بنی تھی اس ویڈیو بنانے والے کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور اس کا کیمرہ بھی چھین لیا گیا۔ صحافی بھائیوں کا یہی اعتراض ہے کہ وہاں پر پولیس نے قانون کو ہاتھ میں لیا۔ انہوں نے ایسا کام کیا جو قانون سے بالاتر تھا۔ لہٰذا انہوں نے اسی صورت میں آج احتجاج کیا ہے۔ ہم جب ان کے پاس گئے تو انہوں نے ہمیں یہی بات بتائی ہے۔ ہم نے انھیں کہا کہ آپ نے اپنا نقطہ نظر بتا دیا ہے۔ اب دوسری طرف سے ان کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لئے ہم سپیکر صاحب سے گزارش کریں گے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو اس کو ہر صورت میں probe کرلے کہ کس کا موقف صحیح ہے؟ جس نے غلط کام کیا ہو اس کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں ہماری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں۔ میں نے صحافی بھائیوں سے بھی درخواست کی تھی کہ اگر وزیر قانون اور راجہ ریاض صاحب کمیٹی میں ہوں، پولیس کا مؤقف بیان کرنے کے لئے متعلقہ آفیسر آئیں اور اسی طرح صحافیوں کے بھی دو نمائندے ہوں اور وہ بیٹھ کر اس معاملہ کو دیکھ لیں کیونکہ اس کو کل حل کرنا بہت ضروری ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس بارے کمیٹی بنا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ اس کی وجوہات سامنے نظر آ رہی ہیں۔ اس وقت بجٹ کا اجلاس جاری ہے، صحافی ہمارے ساتھ contribute کرتے ہیں اور یہاں جو کچھ بھی کہا جاتا ہے اگر کوئی خامیاں اپوزیشن میں ہوتی ہیں تو اس کو بھی اجاگر کرتے ہیں۔ یہاں پر ایک روایت رہی ہے کہ چیف ایگزیکٹو بجٹ کے دنوں میں یہاں پر موجود ہوتے ہیں اور اگر وہ ہاؤس میں نہیں آتے لیکن کم از کم اپنے چیمبر میں تشریف رکھتے ہیں۔ ہمارے صوبے کے چیف ایگزیکٹو محترم یہاں ایک دفعہ آنے کے بعد دوبارہ تشریف نہیں لائے۔ وہ کل جب ملک سے باہر تشریف لے کر جا رہے تھے تو اس وقت یہ واقعہ پیش آیا ہے۔ یہ

بیوروکریسی یا پولیس چیف ایگزیکٹو کے باہر جانے کی وجہ سے منہ زور ہوئی ہے۔اگر آپ کمیٹی بنارہے ہیں تو اس کمیٹی میں وہ آدمی ضرور ہو جن کے ملک سے باہر جانے کے بعد جبکہ بجٹ پیش ہو رہا ہے اور آئندہ آنے والے سال کا تعین ہونا ہے تو کس نے behave کرنا ہے؟ کس طریقے سے ان کی ٹیم نے کام کرنا ہے؟ کس طرح ان کے dreams کو ان کی ٹیم نے آگے لے کر جانا ہے؟ ان کی schemes کو کس طرح آگے لے کر جانا ہے؟ ان کے dreams, schemes اور ٹیم تینوں ان کے ملک سے باہر جانے کی وجہ سے نظر نہیں آ رہے۔ میری جناب کے توسط سے گزارش ہو گی کہ ان کے بعد جو ذمہ دار second man ہے وہ اس کمیٹی کا ضرور ممبر ہو جو کہے کہ ہاں میں ان کی جگہ پر یہاں ہوں اور وہ resolve کرنے کی پوزیشن میں ہو ورنہ جو اس پوزیشن میں نہ ہو اور جو deliver نہ کر سکتا ہو اور صرف بات برائے بات کرنی ہو تو اس سے معاملہ آگے بگڑ سکتا ہے۔اس وقت ملک ایسے حالات سے گزر رہا ہے کہ ہم ان چیزوں کو afford نہیں کر سکتے کہ ہماری ریاست کے ایک اہم ستون پریس کو اگر اس طرح سے کیا جائے کہ ان کے کارکنوں اور کام کرنے والوں کو بری طرح مارا جائے جس طرح بھوسے کو مارا جاتا ہے۔اس کمیٹی کو بناتے ہوئے آپ دانشمندی سے کام لیتے ہوئے اور جناب وزیر قانون سے مشورہ کرتے ہوئے اور ان سے مشورہ کرنے کے بعد جن کی بات سنی جائے ان کی کمیٹی بنائی جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت وامور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر!اسی معاملے میں میری گزارش ہے کہ کل جو واقعہ "ایکسپریس نیوز" کی ٹیم کے ساتھ ہوا وہ یقیناً قابل مذمت ہے۔ابھی چودھری صاحب چیف ایگزیکٹو صاحب کی بات کر رہے تھے تو وہ چیف ایگزیکٹو صاحب بھی تھے جو چیمبر میں بیٹھ کر ایم پی ایز کو باہر پکڑواتے تھے۔اس وقت پولیس والوں نے جو سلوک ان کے ساتھ کیا وہ بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے۔ میں صرف یہ چاہتی ہوں کہ جہاں اس نیوز ٹیم کے ساتھ تشدد ہوا وہاں سات خواتین کے ساتھ اتنا شدید تشدد کیا گیا جو اپنے مطالبات کے لئے احتجاج کر رہی تھیں۔ان عورتوں پر بھی جن لوگوں نے تشدد کیا تو ہمیں اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہئے کہ ان سات عورتوں کے اوپر مردوں نے تشدد کیا وہاں کوئی لیڈیز پولیس موجود نہیں تھی۔ میں نے اس کی clippings دیکھی ہیں۔

وہاں چار خواتین بے ہوش بھی ہوئی ہیں اور سات شدید زخمی ہیں۔اس معاملے کو بھی کمیٹی مدنظر رکھے کہ ان خواتین پر جنھوں نے تشدد کیا ہے وہ بھی قابل مذمت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔جی،وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثنااللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ان سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ وزیراعلیٰ پنجاب کے باہر جانے سے کافی اداس ہیں۔اس سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب چائنا کے دورے پر گئے تھے اور اس سے پہلے بھی گئے تھے۔ان کی یہ عادت بھی ہے اور ان کا یہ طریق کار بھی ہے۔آپ یقین کریں کہ وہ باہر بھی ہوں لیکن وہ ہر وقت اپنی ٹیم اور اپنے معاملات سے in touch رہتے ہیں اس لئے کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے کہ کسی بھی فیصلہ کرنے میں ہمیں ان کی رہنمائی جس وقت درکار ہو گی تو اسی وقت میسر ہو گی۔میں سمجھتا ہوں کہ جو گوجرانوالہ میں واقعہ ہوا ہے، تھوڑی سی اس کی ہسٹری ہے کہ کچھ دن پہلے بھی وہاں پر ایک واقعہ ہوا تھا۔اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ ہم اس معاملہ میں IGP سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے طور پر اس کی رپورٹ لیں۔میں کل ان کی رپورٹ اس ایوان میں رکھ دوں گا۔اس رپورٹ سے اگر اس بات کا ازالہ ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ آپ نے جو بھی کمیٹی بنائی ہے یا بنانی ہے تو وہ جو فیصلہ کرے گی،اس کے مطابق جو کارروائی آپ مناسب سمجھیں گے وہ کارروائی on ground ہو جائے گی، بجائے اس کے کہ ہم اس معاملے کو زیادہ لمبا کریں۔اس سلسلے میں آپ قائد حزب اختلاف سے بھی مشاورت کر لیں اور سینئر منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔اگر آپ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو کمیٹی بنا دیں اور ساتھ یہ حکم فرما دیں کہ IGP اس معاملے کی رپورٹ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے پیش کرے بجائے اس کے کہ ہم کسی کو گوجرانوالہ سے بلاتے پھریں اور اس سے پوچھتے پھریں کہ آپ نے وہاں پر کیا کیا ہے۔IGP اپنے محکمے کا ذمہ دار ہے۔وہ اس کمیٹی کو رپورٹ پیش کرے اور کمیٹی جو فیصلہ کرے گی اس کے مطابق انشاءاللہ عمل کیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی مناسب بات کی گئی ہے۔قائد حزب اختلاف نے فرمایا تھا کہ کمیٹی میں ذمہ دار دوست ہونے چاہئیں جن کی بات سنی جا سکے۔اس لئے وزیر قانون راناثنااللہ صاحب، سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کی کمیٹی بنائی جاتی ہے۔IGP کو ہاؤس کی طرف سے یہ

direction دی جاتی ہے کہ وہ رپورٹ فوری طور پر کمیٹی کو پیش کرے اور کمیٹی اس پر کارروائی کر کے کل ہاؤس کو اس بارے میں پورا بتائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ بھی تجویز ہو گی کہ ہم دونوں کے ساتھ آپ قائد حزب اختلاف کو بھی کمیٹی میں شامل کر لیں تاکہ یہ ایک ذمہ دار کمیٹی ہو۔ قائد حزب اختلاف نے پہلے پانچ سال تو کوئی ذمہ داری نہیں نبھائی کم از کم اب یہ ذمہ داری سے کام کرنا سیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب کی جو گفتگو ہوتی ہے اس کو ہمیشہ enjoy کیا جانا چاہئے کیونکہ ان کی گفتگو شروع ہونے سے پہلے ہی پتا چل جاتا ہے کہ جب یہ درمیان میں آتے ہیں اگر یہ چھپے ہوئے ہوں تو ان کے الفاظ اور باتوں سے پتا چل جاتا ہے کہ یہ فیصل آباد سے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے بہتری کے لئے contribute کرنا ہے۔ ہم نے ماحول کو بہتر کرنے کے لئے اور سب چیزوں کو آگے لے کر کام کرنا ہے۔ پریس گیلری کے بغیر اسمبلی کا تصور ہی نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں۔ میں ان مسائل اور وسائل کو قبل کرنے کے لئے کہ یہ گئیر چل سکے جو ان سے چل نہیں پا رہا۔ اس کے لئے ہم حاضر ہیں۔ ہم contribute کریں گے۔

وزیر خوراک / مواصلات و تعمیرات (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے۔ انہوں نے بڑی اچھی بات کی ہے اور رانا صاحب کے بارے میں بھی بات کی ہے۔ مجھے ایسا لگا کہ راجہ صاحب بھی فیصل آباد سے ہیں، رانا صاحب بھی فیصل آباد سے ہیں اور قائد حزب اختلاف بھی فیصل آباد سے ہیں۔ اس چیز کا خیال رہے کہ فیصل آباد والی ہی بات نہ ہو جائے بلکہ ان کا مسئلہ حل ہونا چاہئے۔ ہمیں فیصل آباد پر بہت بھروسہ ہے کہ یہ اچھا فیصلہ کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب کمیٹی قائد حزب اختلاف، سینئر منسٹر اور لاء منسٹر صاحب کی ہے یہ کل تک IGP سے رپورٹ لے کر اور اس پر کارروائی کر کے ہاؤس کے سامنے لے کر آئیں گے۔ اس کے علاوہ جب کمیٹی باہر گئی ہوئی تھی تو ایک اور بات ہاؤس کے سامنے لائی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس میں جو پریس گیلری ہے اس کی نمائندگی کون کرے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: پریس گیلری کے صدر اور سیکرٹری کمیٹی میں آپ کے ساتھ ہیں۔وہ آپ کے ساتھ اس کو دیکھیں گے۔اس کے علاوہ جب آپ باہر گئے ہوئے تھے تو باہر ایک واقعہ ہوا ہے کہ ممبران کے سٹاف کے ساتھ پولیس نے کوئی manhandle کیا ہے اور کوئی غلط حرکت ہوئی ہے۔اس پر میں نے وزیر جیل خانہ جات کو باہر بھیجا تھا جو ابھی تک نہیں آئے kindly آپ اس matter کو بھی دیکھ کر ہاؤس کے سامنے لے کر آئیں۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر!ہمارے فاضل رکن کے ڈرائیور کے ساتھ بھی زیادتی ہوئی ہے اس کو بھی دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اسی بارے میں ہی بات کر رہا ہوں اور وزیر جیل خانہ جات کو بھیجا ہوا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!یہ سارا ایریا تھانہ سول لائن کی jurisdiction میں آتا ہے اور میں نے ایس پی سول لائن کو ابھی بلایا ہے جو پانچ دس منٹ میں پہنچ جاتا ہے۔اس معاملے کی کرنل صاحب اور کچھ اور دوستوں نے بھی شکایت کی ہے تو ایس پی سول لائن کے ساتھ بیٹھ کر ہم جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف کارروائی کریں گے اور آئندہ بھی کوئی طریق کار وضع کر لیں گے کہ ایسا واقعہ پیش نہ آئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ ممبران کی لسٹ بہت لمبی ہے اور ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم اس کو مکمل کریں۔لاء منسٹر صاحب اور فنانس منسٹر صاحب سے ہماری بات ہوئی تھی اور ہم نے ساڑھے چار بجے ممبران کے لئے کھانے کا بندوبست بھی کیا ہے اس لئے ممبران اپنی بات جاری رکھیں۔ہم جتنا آپ کو accommodate کر سکتے ہیں وہ ضرور کریں گے۔

MALIK MUHAMMAD WARIS KALLU: Point of explanation sir.

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی ناظم شاہ صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ actually علیحدہ صوبے کی بات ہوئی تھی تو ناظم شاہ صاحب نے کہا تھا کہ development کے حساب سے ہمیں development دی جائے جس کی بعد میں clarification ہوئی ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ development ہونی چاہئے اس حوالے سے ہر کوئی بات کرے لیکن الگ صوبے کی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں یاور زمان صاحب! پلیز بیٹھ جائیں۔ آپ کی باری آنے والی ہے۔

جناب محمد اعجاز شفیع: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب!

جناب محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میرے دوست نے بڑی اچھی بات کی جو اب موجود نہیں ہیں کیونکہ ان کے اپنے جذبات اور خیالات ہیں لیکن administratively تو یہ بہت بڑا issue ہوگا کہ ہم اس کو ایسا کریں۔ آج ہمیں جو immediate relief مل سکتا ہے اس حوالے سے میری آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس سے یہ گزارش ہے کہ آج ہمارے ملک پاکستان کے وزیراعظم سید یوسف رضا گیلانی صاحب کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے تو آج کیوں نہ سارے دوست مل کر ایک قرارداد لائیں کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا رونا جو ہم سب ادھر رو رہے ہیں اس کے لئے وہ ایک سپیشل گرانٹ پنجاب حکومت کو دیں تاکہ ہمارے جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا خاتمہ ہو سکے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آج ہم اس ہاؤس کی وساطت سے وزیراعظم پاکستان سے یہ مطالبہ بھی کریں کہ جنوبی پنجاب کے ہر ضلع اور ہر تحصیل میں ایک کیڈٹ کالج کا بھی اعلان کروائیں۔ میں آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے سارے جنوبی پنجاب کے دوستوں کی جو محرومیاں ہیں اس کے لئے ہم وزیراعظم پاکستان سے بات کریں کیونکہ آج ان کا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ اگر آج بھی وزیراعظم صاحب کی موجودگی میں جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا خاتمہ نہیں ہو سکتا تو پھر کبھی بھی ختم نہیں ہوگا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کے قابل احترام دوستوں کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت نے سپیشل گرانٹ جنوبی پنجاب کے لئے

5-ارب رکھی ہے اور UK کے ساتھ ایک معاہدہ ہے جو ساڑھے چھ ارب روپے کا ہے۔ اس کے علاوہ اربوں روپے کے وزیراعظم صاحب نے پراجیکٹ شروع کرائے ہوئے ہیں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ جتنا جنوبی پنجاب میں ڈویلپمنٹ کا کام ہو رہا ہے اور کہیں نہیں ہو رہا۔ ابھی ہم محکمہ آبپاشی کے حوالے سے ایک میٹنگ کر کے آئے ہیں تو ہم نے جنوبی پنجاب کے لئے تقریباً ایک ہزار ملین کا پراجیکٹ sanction کیا ہے۔ حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ جتنے مسائل پورے صوبے کے ہیں ان کو جلد حل کیا جائے اور اس میں جنوبی پنجاب کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ وزیراعظم صاحب بھی اس کو ترجیح دے رہے ہیں اور صوبائی حکومت بھی دے رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں کانفرنس روم میں بیٹھا وہ بات سن رہا تھا جو بات ہمارے محترم بزرگ دوست ناظم شاہ صاحب نے کی پھر اس کے بعد کچھ اور دوستوں نے کی۔ دراصل جس جگہ پر میں کھڑا ہوں یہاں پر بات کرنے کی بہت ساری پابندیاں ہیں۔ اس مسئلے پر آپ کوئی ٹائم رکھ لیں جس میں حکومتی اور اپوزیشن کی تقسیم ختم کر کے اس موضوع پر ایک دن سیر حاصل بات کر لی جائے۔ میں ان دوستوں سے بشمول اپنے بڑے بھائی شاہ صاحب سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ پہلے اس بات کا بھی تعین کریں کہ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذمہ دار کون ہے؟ سنٹرل پنجاب کو کسی دن یہ بات بطور resolution لانی چاہئے کہ ہمارے ملک پر تو حکمرانی ہی Southern Punjab نے کی ہے۔ شیر علی صاحب نے بھی اس حوالے سے بات کی تھی تو جتنے حکمران South Punjab سے بنے ہیں وہ کہیں سے نہیں بنے۔ سب کے سب جب حکمران بنتے ہیں تو اس کے بعد وہ clean shave کروا کر لاہور میں اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ یہ بتائیں کہ South Punjab کے کتنے حکمران ایسے ہیں جن کو پنجاب نے حکمرانی دی اور اس کے بعد اس نے اپنا گھر لاہور میں نہیں بنایا۔ یہ تو خود اپنے علاقے میں واپس نہیں جاتے اس لئے وہاں کے لوگ پسماندہ حال ہیں اور وہاں پر ترقی نہیں ہو رہی۔ جو ہمارے دوست یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ ان میں سے کتنے لوگوں نے لاہور میں گھر بنائے ہوئے ہیں۔ یہ week end پر یا month end پر ایک یا دو دن کے لئے اپنے علاقے میں چلے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ خود اپنے علاقے کی محرومیوں کے ذمہ دار ہیں۔ باقی جہاں تک ڈویلپمنٹ کا

تعلق ہے تو اس مرتبہ ADP پڑھ کر دیکھ لیں اور پچھلے سال کا بجٹ پڑھ کر دیکھ لیں قطعی طور پر ان کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جا رہا جس کا یہ واویلا کرتے ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیر علی صاحب! اس کے بعد میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ پہلے ایک منٹ میری بات سن لیں۔ آج صبح دس بجے پورے ٹائم پر ہاؤس شروع کرنے کے بعد ابھی تک ہم صرف 17ویں سپیکر تک پہنچے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ جب ہم حقوق کی بات کرتے ہیں تو ہم اپنے ممبران کا حق کیوں مارتے ہیں جنہوں نے ابھی تقریریں کرنی ہیں اور جن کے لئے ہم صبح سے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کی تجویز بہت اچھی ہے کہ ایک دن اس کے لئے مختص کر دیا جائے جس پر کھل کر بات ہو، جس میں نہ اپوزیشن اور نہ حکومت کی تخصیص ہو اور اس مسئلے کا حل ڈھونڈا جائے۔ یہ عوام کا نمائندہ فورم ہے اور یہاں میں سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر بات ہونی چاہئے۔ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں take up کر کے ہم بے شک ایک دن بڑھا دیں اور اس پر ایک دن کیا دو دن مختص کر لیں گے لیکن kindly آج ممبران کو بولنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم اس پر بالکل ایک پورا دن مختص کرنے کو تیار ہیں لیکن شرط یہ ہو گی کہ جنوبی پنجاب کا وہ نمائندہ جس نے لاہور میں گھر نہیں بنایا ہوا اسے بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ جس نے یہاں لاہور میں گھر بنایا ہے وہ لاہوری ہے اور جنوبی پنجاب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ شاہ صاحب بھی ثبوت دیں کہ کیا انہوں نے لاہور میں گھر نہیں بنایا؟ اگر بنایا گیا ہے تو اس دن سے پہلے پہلے فروخت کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ یہ personal ہے اس لئے شاہ صاحب بات کر لیں تو پھر میں شیر علی صاحب کو floor دیتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اپنے so-called learned لاء منسٹر صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔ ہم ان کے ساتھ یہاں پر بیٹھے ہوئے ماشاء اللہ بڑے learned ہیں۔ بات یہ ہے کہ کون سی

کہ میں آپ کو learned کہوں ورنہ آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں demand یہ عرض ہے کہ capital ہر ایک کا شہر ہوتا ہے وہ کسی ایک خاص طبقے کے لئے مخصوص نہیں ہوتا۔ جب بھی کسی ملک پر قبضہ کیا جاتا ہے تو دارالخلافہ پر کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ لاہور میرا بھی شہر ہے، آپ کا بھی ہے فیصل آباد والے راجہ ریاض صاحب کا بھی شہر ہے لہذا یہاں پر کسی کو اس حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ جہاں تک جنوبی پنجاب کی بات ہے جس کی بات میرے بھائی اعجاز شفیع نے بھی کی۔ جب یہ ایک دن اس پر مختص کریں گے تو ہم اس کا جواب بالکل دیں گے اور اپنے حقوق کی بات کریں گے اس کی وضاحت میرے بھائی کلو صاحب نے بھی کر دی ہے۔ حقوق اُسی کے ہوتے ہیں جو اپنے حقوق کا تحفظ کر سکے، عزت دار بھی وہی ہوتا ہے جو اپنی عزت کا تحفظ کر سکے اور انصاف بھی اسی کو ملتا ہے جو انصاف کی لڑائی لڑ سکے۔ ہم اپنے حقوق سے کبھی دستبردار نہیں ہوں گے چاہے اس کے لئے ہمیں جانوں کا بھی نذرانہ پیش کرنا پڑے ہم اس سے باز نہیں آئیں گے۔ اس لئے میں ان کو welcome کرتا ہوں کہ یہ اس کے لئے ایک دن مختص کریں گے۔ آخر میں، میں ان کا شکر گزار ہوں اور یہ وضاحت میرے خیال میں ان کے لئے کافی ہے کہ دارالخلافہ ہر ایک کا شہر ہوتا ہے کسی ایک شخص کا شہر نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ مستی خیل صاحب! آپ کی تقریر کی باری آ رہی ہے آپ اس پر بات کیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے بڑے بھائی محترم شاہ صاحب کے لئے so-called کا لفظ استعمال نہیں کروں گا ویسے پیپلز پارٹی سے ان کی وابستگی so-called ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! personal attack نہ کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے تو یہ لفظ استعمال ہی نہیں کیا میں نے تو اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ میں ان کے متعلق so-called کا لفظ استعمال نہیں کروں گا۔ انہوں نے مسئلہ حل کر دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آج تک ہمیں ان کی طرف سے ایک ہی تنقید کا سامنا ہے کہ یہ اپنی سرائیکی زبان میں کہتے ہیں کہ ”اسیں غلام آں تخت لاہور دے“ اور یہ بھی کہتے ہیں

کہ ''اسیں قیدی تخت لاہور دے'' یہ ہر وقت کہتے ہیں کہ لاہور کا ترقیاتی فنڈ نکالیں۔آج شاہ صاحب نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ لاہور ان کا بھی شہر ہے تو پھر جھگڑا کس بات کا ہے اور اعتراض کس بات کا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میری پیپلز پارٹی سے وابستگی 40 سال سے ہے اور رانا صاحب کی بھی، کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو۔ کبھی آپ بھی ہمارے ساتھ تھے۔ میں اپنے استقلال کی بات نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں کہ میں اپنی شستگی کی وجہ سے 40 سال سے ایک پارٹی میں ہوں اور ماشاءاللہ رانا صاحب flexibility کی وجہ سے flexible ہیں۔ شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ بہت زیادہ discrimination ہے کہ آپ نے جنوبی پنجاب کے تمام لوگوں کو، شاہ صاحب میرے بزرگ ہیں ان کو بھی وقت دیا۔ میں نے اس دن بھی کہا کہ جنوبی پنجاب کا ہر کوئی رونا روتا ہے۔ راجہ ریاض صاحب آج آپ کہہ رہے ہیں کہ فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہ چکوال سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے بزرگ وہاں سے migrate کر گئے اور گزارش یہ ہے کہ انہوں نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ دیا کہ 5۔ارب روپے ایک رکھ دیئے، ساڑھے چھ ارب روپے ایک رکھ دیئے Northern Punjab نے کیا گناہ کیا ہے۔ Central Punjab, Southern Punjab کی بات تو ہوتی ہے جناب! Northern Punjab کی بھی تو بات کریں۔ پوٹھوہار کی تو کوئی بات کرتا ہی نہیں، سب سے غریب علاقہ ہے۔ آپ وہاں آکر ہمارے علاقے تو دیکھیں۔ راجہ صاحب اس چیز کی گواہی دیں گے۔ یہ Southern Punjab کا رونا بند کر دیں۔ میں اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا، لاہور کی تمام حکمرانی بھی ان کے پاس رہی اور رونا بھی یہ روئیں یہ بہت بڑی زیادتی ہے، ہمیں نہ لاہور کی کوئی حکمرانی لینے دیتا ہے اور نہ ہمیں ترقی کرنے دی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور نہ ہی رونے دیتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب! آپ ہمیں رونے بھی نہیں دیتے۔ آپ جتنا بھی وقت دیتے ہیں زیادہ Southern Punjab کو دیتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ اپنا رونا ضرور روئیں مگر discrimination نہیں ہونی چاہئے۔ چاہے وہ لاہور کی بات ہو، گوجرانوالہ کی ہو، ملتان کی ہو یا راولپنڈی کی ہو یا اٹک کی ہو، میانوالی، بھکر، لیہ سارے پنجاب کا حصہ ہیں۔ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیا جانا چاہئے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اگر یہ اس قسم کی باتیں کریں گے تو ہماری ڈیمانڈ یہی ہو گی کہ پنجاب کو تین صوبوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر انڈین پنجاب کے تین صوبے I must correct myself تین نہیں، انڈین پنجاب کے چار صوبے بنے ہیں دلی بھی ایک صوبہ بنا دیا گیا ہے اور دلی پنجاب کا حصہ تھا۔ اس لئے اگر اس پنجاب کے چار حصے ہو سکتے ہیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اس پنجاب کے بھی تین حصے کر دیئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، شفیق صاحب!۔۔۔ ایک منٹ، پہلے قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں ان کو بات کر لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ وزیر قانون نے جو بات کی اس پر سب نے agree بھی کیا ہے کہ اس کام کے لئے ایک دن مختص کر دیا جائے۔ جس اہمیت کا یہ معاملہ ہے کیا ایک دن اس کے لئے کافی ہو گا؟ اس کے لئے کم از کم ایک مہینہ رکھ لیں۔ دوسری گزارش میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بحث اس قسم کی ہے جو کہ آئینی ہے۔ آئین میں ترمیم کئے بغیر اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ آئین میں ہے کہ یہ وفاق چار صوبوں پر مشتمل ہو گا اور صوبوں کے نام لئے گئے ہیں۔ یہ ایک آئینی معاملہ ہے جس پر ہم اس طرح بحث کر رہے ہیں۔ ہم curtail exercise کر رہے ہیں، اگر اس پر سنجیدگی سے عمل کرنا ہے کہ دو یا تین صوبے بنانے ہیں جیسا کہ میرے بھائی نے ارشاد فرمایا کہ قومیں فیصلے کرتی ہیں۔ جب قومیں اپنے آئینی اداروں کے اندر فیصلے کرتی ہیں تو اس کو سب لوگ خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ اس کے لئے جو سب سے اہم اور جو ضروری ادارہ ہے وہ صوبائی نہیں مرکزی اسمبلی ہے۔ اس وقت کی جو اتحادی حکومت ہے دونوں South کا وہاں پر وزیر اعظم اور North کا قائد حزب اختلاف ہے

اور یہاں پر ان کی اتحادی حکومت ہے۔ ہمارا دن مقرر کرنے سے پہلے اگر ہمارے وزیر قانون صاحب اور South والے ساتھی مل کر ان کو suggest کریں، وہ مل کر جو بھی فیصلہ کرنا ہے وہ کریں کیونکہ آئین میں تبدیلی ہونی ہے۔ آئینی تبدیلی کے لئے ضروری ہے کہ اتحادی حکومت وہاں پر بحث کروائے کہ کیا یہ ضروری ہے اور South کا وزیر اعظم وہاں پر ہے اگر یہ دونوں مل جائیں۔ ہم یہاں پر federality unit کے حوالے سے اس کو قبول کریں گے لیکن اگر اس سے پہلے بھی ہمارے بھائی محترم وزیر قانون صاحب اور دوسرے ساتھ شاہ صاحب اس پر بحث کرنے کے لئے کوئی دن مقرر کرنا چاہتے ہیں لیکن میری تجویز ہے کہ یہ ایک آئینی معاملہ ہے، یہ فیڈریشن کا معاملہ ہے، آئین پر بات کرنے سے پہلے، اس کو تجویز دینے سے پہلے ایک قرارداد لے آئیں۔ اس قرارداد پر بحث کرایئے گا۔ جو rules اور ضابطے ہوتے ہیں لیکن ہم چونکہ legislative ہیں، ہم کسی ضابطے کے پابند ہیں۔ ایک قرارداد لے آئیں اور تاریخ مقرر کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معزز ممبران سے صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اب میں کسی اور کو بالکل وقت نہیں دوں گا۔ یہ ممبران کا حق ہے اس میں، میں سمجھتا ہوں کہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف تو پتا نہیں کہ کہاں سے کہاں چلے گئے ہیں؟ سارے افسانے میں جس بات کا ذکر نہ تھا وہ ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ کوئی آئینی معاملہ نہیں ہے، اس کے لئے کسی قرارداد کی ضرورت نہیں ہے۔ میں on the floor of the House اپنی پارٹی کی بھی اور حکومت کی بھی دوٹوک اور واضح پالیسی کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ پنجاب ایک صوبہ ہے، ایک صوبہ رہنا چاہئے، ایک صوبہ رہے گا اس پر قطعی طور پر کوئی ایسی تجویز نہیں ہے کہ اس کو دو یا تین حصوں میں تقسیم کیا جائے۔ یہاں پر صرف جنوبی پنجاب کی محرومیوں کی بات ہو رہی تھی۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں سے متعلق آپ جو بھی دن مقرر کریں ہم اس پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں اور یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں کہ نہ تو موجودہ حکومت جنوبی پنجاب کی

محرومیوں کی ذمہ دار ہے اور نہ ہی اس سے پہلے اس وجہ سے کوئی جنوبی پنجاب کے ساتھ بُرا سلوک کیا گیا ہے کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ شاید وہ اس لاہور شہر کے قیدی یا غلام ہیں۔ ویسے تو اب شاہ صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ وہ خود لاہوری ہیں اس لئے اب قیدی ہونے کا یا غلام ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کرنے کے لئے جو بھی دن مقرر کریں اس کے لئے حکومت تیار ہے۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ایک منٹ میں ختم کریں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں صرف ایک منٹ میں ختم کروں گا۔ سب سے پہلے تو میرے معزز رکن بھائی اعجاز شفیع صاحب نے بڑا اچھا مطالبہ کیا کہ وفاقی اور صوبائی حکومت جنوبی پنجاب کے لئے خصوصی پیکیج کا اعلان کریں اس میں کوئی جھگڑے فساد والی بات نہیں ہے۔ ڈونر ایجنسیز میں بھی ہمارے قائد ایوان نے یہ برملا کہا ہے کہ جنوبی پنجاب اور نارتھ پنجاب میں disparity ہے۔ آپ قائد ایوان سے مل کر ان سے پوچھ لیں کہ انہوں نے بھی pinpoint کیا ہے۔ یہ کوئی جھگڑے فساد والی بات نہیں ہے اس کو ہم آرام سے دیکھ سکتے ہیں کہ اگر disparity ہے تو اس کو ختم کیا جائے۔ انہوں نے فرمایا کہ وہ کیڈٹ کالج دیں تو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان کے اور میرے حلقے کے سنگم میں وزیر اعظم صاحب نے کمال مہربانی کرتے ہوئے 265 ایکڑ پر کیڈٹ کالج منظور کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ کے توسط سے وزیر اعظم صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہاں جنوبی پنجاب کے اس deprived علاقے میں کیڈٹ کالج آ رہا ہے۔ یہ ہمارے لئے بہت بڑی achievement ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب نے ایک زیادتی کی ہے اور انہوں نے فرمایا ہے کہ clean shave کر کے جو حکمران بن کر یہاں لاہور میں گھر بنا لیتے ہیں۔ میں اپنے گھر کی مثال دیتا ہوں کہ 1960 سے ہمارے گھر سے پنجاب اسمبلی کی سیٹ آ رہی ہے۔ میرے والد صاحب حافظ قرآن تھے، ان کے منہ پر داڑھی تھی۔ آج تک ہم نے لاہور میں گھر نہیں بنایا۔ ان کے یہ الفاظ بڑے غلط ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ سینئر منسٹر ہیں

تو اس طرح کے الفاظ بزرگوں کے بارے میں نہ کہیں۔ ہم ان کے قائد اور ان کا بھی احترام کرتے ہیں اور ان کے بزرگوں کا بھی احترام کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے خیال میں اس ایوان میں سب کی respect مقدم رکھنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس بات کی وضاحت کر دوں کہ میرے محترم بھائی نے اپنی طرف اس بات کو منسوب کر لیا اور اپنے بزرگ والد صاحب کی طرف منسوب کر لیا تو قطعی طور پر میرا اشارہ ان لوگوں کی طرف تو تھا ہی نہیں جنہوں نے گھر نہیں بنائے۔ میں نے تو ان لوگوں کی بات کی ہے جنہوں نے گھر بنائے ہیں اور باقاعدہ specifically ان کے نام ہیں۔ جس دن اس پر بحث ہوگی، باقاعدہ میں آپ کو بتاؤں گا اور یہ بھی ثابت کروں گا کہ پہلے انہوں نے مونچھیں رکھی ہوئی تھیں اور بعد میں clean shave کروائی اور پھر انہوں نے یہاں گھر بنائے اور یہاں پر وہ جس قسم کی زندگی بسر کرتے رہے اور کرتے ہیں تو یہ باقاعدہ by name ذکر کروں گا۔ آپ کے والد صاحب کو اس بات پر میں خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے یہاں پر گھر نہیں بنایا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے پاس موجود فہرست بالکل بھی follow نہیں ہو رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان ممبران کا حق ہے کہ جنہوں نے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے نام دے رکھا ہے۔ اب اگر کسی ساتھی کو برا لگتا ہے تو بے شک لگتا رہے تو اب میں کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں دوں گا اور ممبران کو بھی چاہئے کہ وہ voluntarily اس بات کو follow کریں اور جن کے نام ہیں ان کو ٹائم دیں۔ اب سردار ملک جہانزیب وارن صاحب بات کریں گے۔

سردار ملک جہانزیب وارن: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکر ہے کہ باری آ گئی ہے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ کو ایک اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ ہمیں جن لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں اور ہم اسمبلی میں منتخب ہو کر آئے ہیں تو وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے نمائندے کن کن issues پر بات کر رہے ہیں۔ ہمارا اس اسمبلی کے ساتھ تعلق یہ ہے کہ ہم نے صوبے کے لئے کام کرنا ہے اور ہم نے تمام issues پر بات کرنی

ہے تاکہ کسی لسانی بنیاد پر اور نہ ہی کسی ایک ذات اور ایک ضلع کے لئے بات کرنی ہے۔ ہم نے پورے پنجاب کے لئے بات کرنی ہے۔ صادق آباد سے لے کر مری کے پہاڑ ہوں یا لاہور، اسلام آباد، راولپنڈی، بہاولپور یا ملتان ہو ہم سب نے جہاں جہاں پر خرابیاں ہیں اس پر بات کرنی ہے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے آٹھ سالہ ایک تاریک دور کے بعد جب حلف اٹھایا تو غریبوں کے لئے فوڈ سٹیمپ پروگرام متعارف کروایا ہے تو چونکہ میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے اور میں ایمانداری سے کہتا ہوں کہ وہ سب لوگ کہہ رہے تھے کہ ساٹھ سال کے بعد کسی وزیر اعلیٰ نے ہمارے لئے ایک اچھی سکیم دی ہے۔ اس کے علاوہ گرین ٹریکٹر سکیم بھی میرٹ پر ہوئی ہے تو میں اپنے حلقے کی حد تک یہ ضرور ایمانداری کے ساتھ کہوں گا کہ جنہیں ٹریکٹر ملے ہیں وہ دعائیں دے رہے ہیں۔

زکوٰۃ اور بیت المال کی بات کروں گا کہ اگر ان کو بھی فوڈ سٹیمپ پروگرام اور گرین ٹریکٹر سکیم جو کہ شفاف طریقے سے اور میرٹ پر ہو رہی ہے تو اگر بیت المال اور زکوٰۃ کا بھی اسی طریقے سے کوئی نظام بنا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ غربت میں کمی آسکتی ہے۔ جنوبی پنجاب میں بہت کام ہو رہے ہیں۔ میرے حلقے کے اندر 2۔ ارب روپے کا وزیر اعظم پاکستان سید یوسف رضا گیلانی نے ایک bridge دیا ہے جس پر دن رات کام ہو رہا ہے۔ میں اگر گنوانے شروع کر دوں تو کروڑوں کے کام ہو رہے ہیں جو پچھلے پچاس ساٹھ سالوں میں میرے حلقے میں نہیں ہوئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں appreciate کرنا چاہئے۔ good governance اس وقت ہوتی ہے جب ہم سب لوگ اس بات پر آئیں کہ جو اچھا ہو اسے اچھا کہیں اور جو برا ہو اسے برا کہیں اور میرے خیال میں برادری یہ جو کہتے ہیں زبان یا علاقے سے ہوتی ہے تو میں اسے صحیح نہیں سمجھتا ہوں بلکہ برادری وہ ہے کہ دو آدمی ہیں ایک اچھا اور ایک برا۔ اچھا چاہے لاہور کا ہے وہ ہمارا بھائی ہے اور برا چاہے بہاولپور کا ہے وہ ہمارا بھائی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں برے آدمی کو appreciate نہیں کرنا چاہئے بلکہ اچھے آدمی کو appreciate کرنا چاہئے۔

ہمیں اس چیز پر بحث کرنی چاہئے کہ اس بجٹ کا تحفظ کیسے کریں گے؟ میری یہ رائے ہو گی کہ آپ اگر مڈل ایسٹ یعنی عرب ممالک کو دیکھیں کہ جہاں جمہوریت نہیں ہے تو وہاں پر ہر آدمی اپنی اپنی جگہ پر صحیح ڈیوٹی دے رہا ہے۔ جن کے ذمہ جو کام ہے وہ ایمانداری سے کر رہے ہیں اور وہ ہم سے زیادہ امیر بھی ہیں کیونکہ وہ کام پر توجہ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اپنے حلقے کی حد تک ہم ایم پی ایز کو ہر

ادارے پر نظر رکھنی چاہئے اور اسی طریقے سے تمام خرابیاں دور ہو سکتی ہیں کیونکہ ہم ووٹ لے کر آئے ہیں اور جمہوریت میں یہی ہے کہ لوگوں کی رائے لی جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ میں اس کا گواہ ہوں کیونکہ میں نے ان کے ساتھ سفر بھی کیا ہے اور میں نے دیکھا کہ سخت دھوپ اور گرمی میں بلکہ جب ان کی طبیعت بہاولپور میں خراب ہو گئی تو میں بھی ان کے ساتھ تھا تو میں میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے رات دن گندم کی خریداری کے لئے، میں سمجھتا ہوں کہ آج تک میرے علم میں نہیں ہے کہ کوئی وزیر اعلیٰ کسی اجناس کی خریداری کے لئے انتھک کوشش کرتا رہا ہو، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لئے ہمارا وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف ایک مسیحا سے کم نہیں ہے۔ اسی طریقے سے ہمارے تمام colleagues اس چیز کی گواہی دیں گے کہ کبھی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کسی اپوزیشن والے کو یا کسی ایم پی اے کو یا کسی وزیر کو یا کسی اپنے کو زیادہ مرتبہ دیا گیا ہے یا کسی کو کم دیا گیا ہے وہ ہر کسی کی بات سنتے ہیں۔ جو اچھا ہوتا ہے اس کی بات غور سے سنتے ہیں اور جو برا ہوتا ہے اس کو منہ پر کہہ بھی دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لو میں آخر میں یہی کہوں گا کہ ہم سب دوستوں کو مل بیٹھ کر اس جمہوریت کے لئے، اس پنجاب کے لئے اور اس پاکستان کے لئے اب کام کرنا چاہئے۔ ہم اس کو ایک نئے پاکستان اور نئے پنجاب کی شکل میں لے کر آئیں کیونکہ قوم ہمیں دیکھ رہی ہے۔ قوم اب مزید ہمیں وقت نہیں دے گی اگر ہم نے اچھے اور برے کی تمیز نہیں کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری صاحب! میں نے آپ کو باہر معاملات دیکھنے کے لئے بھیجا تھا۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے میری ڈیوٹی لگائی تھی کہ گیٹ کے سامنے ڈرائیور اور پولیس کے درمیان کوئی مسئلہ ہو گیا تھا۔ ان کو آپس میں بٹھا کر صلح صفائی کروا دی ہے یہ سب آپس میں misunderstanding تھی۔ اب یہ معاملہ clear ہو گیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو معاف کر دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، بہت اچھا ہو گیا ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں اور مجھے 10-2009 کے بجٹ میں معاونت حاصل ہے کہ میں اپنا مؤقف

بیان کر رہی ہوں۔ پچھلے سات دنوں سے میں اپنے اس معزز ایوان کے بھائیوں اور بہنوں کے مسائل اور جن مسائل کی طرف انہوں نے نشاندہی کی ہے ان کو سن رہی ہوں۔ بہت سے ایسے مسائل ہیں جن کی ہم بات کر رہے ہیں جیسے زراعت، صحت، تعلیم، دہشت گردی اور کئی مسائل جن کا ہم یہاں ذکر کر رہے ہیں اور تجاویز دے رہے ہیں۔ میں نے بہت سوچا اور غور و فکر کیا۔ اس سارے غور و فکر سے مجھے لگا کہ اس سارے فسادات کی جڑ ایک ہے اور ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ اس جڑ کو ہم نے کیسے ختم کرنا ہے؟ یہ کہنے میں مجھے کوئی شک نہیں ہے کہ ان تمام مسائل کی جڑ غربت ہے۔ میں چاہوں گی کہ تمام issues کو ختم کرنے کے لئے اس جڑ کو ختم کرنا ضروری ہے نیز اس ملک کی بقا کے لئے یہ اقدام کرنا بہت ضروری ہے۔ میں اس معزز ایوان اور آپ کو بتانا چاہوں گی کہ پنجاب کی 9 کروڑ آبادی میں سے 5 کروڑ سے زائد آبادی غربت کی لکیر سے بھی نیچے زندگی بسر کر رہی ہے۔ جیسا کہ میں بیان کر چکی ہوں کہ 5 کروڑ سے زائد لوگوں کو ایک مہینے کا اڑھائی ہزار روپیہ بھی میسر نہیں ہے۔ اس غربت کی وجہ سے ہی تعلیم حاصل نہیں ہوتی۔ مائیں اپنے بچوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہیں۔ اس غربت کی وجہ سے، آج فسادات بڑھ رہے ہیں۔ اسی غربت کی وجہ سے آج ہمارا ملک حالت جنگ میں ہے۔ اسی غربت کی وجہ سے آج ہم ایک دوسرے کو مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہم ایک زندہ قوم ہیں اور ہمیں اس وقت اکٹھا ہونے کی ضرورت ہے۔ میں اس معزز ایوان کے توسط سے جناب وزیر خزانہ اور جناب وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گی کہ ہمیں ان تمام issues کو ختم کرنا ہے اور اس کے لئے ہمیں اس کی جڑ غربت کو ختم کرنا ہے۔ غربت ہی ہے جس کی وجہ سے آج اس ایوان میں میرے بھائی اور بہن صبح سے لڑائی کر رہے ہیں۔ یہ غربت کی نشانی ہے۔ اگر کسی چیز میں کوئی کمی رہ جاتی ہے اور یہ کمی اس لئے ہوتی ہے کہ ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں۔ میری کچھ تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر! اس بجٹ میں غربت مٹانے کے لئے دو چیزوں کا بتایا گیا ہے۔

1۔ سستی روٹی

2۔ فوڈ سٹیمپ سکیم

میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ان دو چیزوں سے غربت کیسے ختم ہو سکتی ہے؟ اس کتابچے کے صفحہ نمبر 5 پر لکھا ہوا ہے کہ غربت میں کمی لانے کے لئے موجودہ حکومت نے رواں مالی سالوں میں

فوڈ سٹیمپ سکیم کے لئے 13۔ارب روپے رکھے ہیں۔ یہ دونوں سکیمیں بہت اچھی ہیں اور مجھے کوئی دوسری بات نہیں کہنی لیکن یہ دو سکیمیں ہماری غربت کی اس لکیر کو ختم نہیں کر سکتیں۔

جناب والا! 70 فیصد آبادی ہمارے دیہاتوں میں ہے اور اس 70 فیصد آبادی کو سستی روٹی تو مہیا نہیں ہو سکتی، یہ مشکل ہے۔ ہم کوشش تو کرتے رہیں گے، لگے رہیں گے اور اس دوڑ میں دوڑتے رہیں گے لیکن ہم اس آس پر اپنی عوام کو زندہ نہیں رکھ سکتے۔ جیسا کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا، اوہ sorry حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ دریائے دجلہ کے قریب۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! یہ ذرا تصحیح فرمالیں حضرت عمر ﷺ نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! میں نے معذرت کر لی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ میں اپنے معزز ایوان کو کہوں گی کہ اگر میں غلطی کرتی ہوں تو میں اس غلطی کو مانتی ہوں اور آپ بھی حوصلہ رکھیں کہ آپ بھی اپنی غلطیوں کو مانیں کیونکہ ہم یہاں پر عوام کو سدھارنے اور عوام کے issues کو حل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایک کتا بھی اگر دریائے دجلہ کے کنارے پیاسا مر گیا تو اس کا حساب مجھ سے لیا جائے گا۔ جو ہزاروں خودکشیاں اس غربت کی وجہ سے ہو رہی ہیں اس کا حساب کون دے گا؟ ہم دیں گے اور ہمارے حکمران دیں گے۔ میں یہاں اس ملک کے issues پر بات کر رہی ہوں اور کسی کو criticize نہیں کر رہی ہوں۔ میری دو تین تجاویز ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں اس وقت مائکرو فنانسنگ کی ضرورت ہے۔ بنگلہ دیش اور کئی ممالک میں مائکرو فنانسنگ پروگرام چل رہے ہیں جہاں پر بغیر سود کے غریب لوگوں کو چھوٹے چھوٹے قرضے دیئے جاتے ہیں۔ ہماری حکومتیں سستی روٹی دے رہی ہیں، ہماری حکومتیں بے نظیر انکم سپورٹس پروگرام دے رہی ہیں اور ہماری حکومتیں فوڈ سٹیمپ سکیم دے رہی ہیں۔ ہم لوگوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم اس ایوان میں اس لئے آئے ہیں کہ ہم نے اپنی عوام کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنا ہے۔ جب کسی کو یہ rule out ہو گا کہ اگر کسی کو دس ہزار روپے قرضہ دیا جائے گا اور اسے پتا ہو گا کہ یہ میں نے واپس کرنا ہے تو وہ ریڑھی لگا کر اپنی زندگی کو سفید پوشی کے ساتھ گزارنے کی کوشش کرے گا۔ ہم نے اپنی قوم کو بھکاری نہیں بنانا کیونکہ ہم زندہ قوم ہیں، ہماری مثالیں بہت ساری جگہوں اور بہت

سارے ممالک میں ملتی ہیں۔ پہلی suggestion تو میری یہ ہے اور اس کا ایک تو یہ فائدہ ہو گا کہ آپ کا ایک ruling system ہے۔ پنجاب گورنمنٹ وفاق کو پیسے دے رہی ہے لیکن ہم پیسے لے بھی رہے ہیں۔ اگر ہم روٹی کا پیسا دیتے ہیں، سستے ٹریکٹر دیتے ہیں اور بھی بہت سی چیزیں بجٹ میں رکھی ہیں اس طرح سے گورنمنٹ کے پاس سے پیسا جا رہا ہے، آ تو نہیں رہا۔ اس لئے ہمیں ایسا سسٹم بنانا چاہئے جس میں ruling system ہو۔ ہمارے بجٹ میں دانش سکول کا ذکر کیا گیا ہے، یہ بہت اچھا پراجیکٹ ہے اس میں بہت سارے غریب لوگوں کے بچے پڑھیں گے لیکن میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ آج ہمارے پنجاب میں 25 فیصد بچے سکولوں میں جا رہے ہیں اور 75 فیصد بچے مزدوری کر رہے ہیں۔ ہم دانش سکول تو کھول رہے ہیں لیکن جو پچھتر فیصد بچے سکولوں میں جا ہی نہیں رہے کیا ہم نے اس پر کام کیا ہے کہ وہ کیوں نہیں جا رہے؟ کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ ایک ہی ہے اور وہ ہے غربت۔

(اذان ظہر)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر میں نے بند کر دیئے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! ایک منٹ دے دیں شاید میں پھر کبھی بھی نہیں مانگوں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! کل یہاں ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کا الیکشن ہوا۔ میں نے جو resign کیا وہ میں نے چیئرپرسن شپ سے کیا تھا۔ مجھے یہ بتائیں کہ وہ الیکشن مجھے بغیر بتائے ہوا، پہلے تو یہ ناانصافی میرے ساتھ ہوئی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں اس عدالت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ آیا میری ممبر شپ کس طریقے سے ختم کی ہے اور وہ کیا اختیارات تھے؟ اگر میں نے سٹینڈنگ کمیٹی سے resign کیا ہے تو میں ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی ممبر تو تھی، یہ میرے ساتھ ناانصافی ہے۔ میں اب اس کا فیصلہ آپ کی عدالت میں رکھتی ہوں، اگر آپ کی عدالت میرے ساتھ انصاف نہیں کرے گی تو پھر میں دوسری عدالت میں بات کروں گی جس طریقے سے مجھے letter دیا گیا کہ آپ نے اس سٹینڈنگ کمیٹی سے resign کرنا ہے میں نے وہ حکم مانا، میں نے resign کیا لیکن آج آپ یہ بتائیں کہ

کل مجھ سے پوچھے بغیر، مجھے اطلاع دیئے بغیر یہ الیکشن ہوا ہے تو وہ کیا طریق کار تھا، وہ کیا rules تھے، مجھے بتایا جائے کہ الیکشن مجھے بتائے بغیر کیوں ہوا؟ ہو سکتا ہے میں طاہر ہندلی صاحب کو خود recommend کرتی کہ آپ انہیں چیئر مین بنا دیں لیکن یہ میرے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے اور میں ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی ممبر ہوں یا نہیں ہوں؟ میں آج اس بات پر واک آؤٹ کرتی ہوں اور مجھے آپ سے انصاف چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اس کو میں دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ بتاؤں گا۔ محترمہ نے جو واک آؤٹ کیا ہے اس کو ر کوانے کے لئے مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ جائیں اور جا کر بات کر کے آئیں۔ حاجی اسحاق صاحب آپ بھی ساتھ جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر طاہر ہندلی صاحب ہیں تو ان کو بھی بھیجا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہندلی صاحب جو چیئر مین منتخب ہوئے ہیں اگر یہاں پر موجود ہیں تو ان کو بھی بھیجا جائے۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی جو ہے اس کا چیئر مین پیپلز پارٹی سے بننا تھا تو راجہ ریاض صاحب نے خود ہی ذمہ داری لی تھی کہ آپ اس کا اجلاس رُکوا دیں ہم اپنے تمام ممبران کو اطلاع کر دیں گے ویسے سیکرٹریٹ میں بھی تمام ممبران کو اطلاع تھی اور پھر اس کا ایک طریقہ ہے جب کورم پورا ہو تو وہ الیکشن valid قرار پاتا ہے تو کل کورم پورا تھا یہ اس کے مطابق ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل صحیح ہے۔ ہندلی صاحب! آپ کو میں نے کمیٹی میں ڈالا ہے۔ آپ ذرا باہر جائیں اور جا کر بات کریں۔ جی، زوبیہ رباب صاحبہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں بیان کر رہی تھی کہ 75 فیصد ایسے بچے ہیں جو سکولوں میں نہیں جا رہے۔ ہمیں اس چیز کو بھی زیر غور رکھنا ہو گا کہ آیا وہ 75 فیصد بچے سکولوں میں کیوں نہیں جا رہے، کیا وجوہات ہیں اور وہ مزدوری کیوں کر رہے ہیں؟ اس کی ایک ہی وجہ

ہے وہ ہے غربت۔ ہر چیز، کہیں سے بھی آپ پکڑیں تو وجہ جو ہے وہ ہے غربت۔ جب ایک ماں اپنے بچے کو یا والدین اپنے بچے کو سکول میں بھیجتے ہیں تو انہیں کچھ نہیں ملتا اور جب وہ پڑھ کر بھی آتے ہیں اور بہت ساری ڈگریاں بھی لے لیتے ہیں تو ہماری یہاں نوکریوں کی بہت کمی ہو رہی ہے۔ پہلے تو جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو ماں باپ بھیجنے میں اس لئے قاصر ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی ایک کھوکھے پر چائے بناتا ہے تو اس کو تو دو ٹائم کی روٹی بھی مل رہی ہے اور جب وہ شام کو گھر جاتا ہے تو ایک سو روپیہ، پچاس روپیہ یا پچیس روپے لے کر آتا ہے تو پھر میں اپنے بچوں کو سکول میں کیوں بھیجوں گی، مجھے کیا ضرورت ہے جب میرے گھر میں چولہا نہیں جل رہا یا مجھے چھت نہیں مل رہی تو میں اس بچے کو پڑھا کر کیا کروں گی؟ میرے اگر چھ سے چار بچے ہیں یا پانچ بچے ہیں یہ ہر گھر کی مجبوریاں ہیں۔ back system بہت سارے ملکوں میں چل رہا ہے، بنگلہ دیش میں بہت مشہور ہے۔ میں گزارش کروں گی کہ مجھے ٹائم چاہئے ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، سب کے لئے ایک ہی طریق کار ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! آپ دیکھیں! درمیان میں وہ آ گئی تھیں۔ میں عوام کی بات کر رہی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ایک منٹ میں wind up کر لیں۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جی، back system اس کا مطلب ہے کہ incentive دینا۔ جب آپ بچوں کو incentive دیں گے تو وہاں پر کیا ہوتا ہے کہ بنگلہ دیش میں جب بچہ سکول جاتا ہے تو حاضری کو پورا کرنے کے لئے چاول کا ایک توڑا اس کو دے دیا جاتا ہے کیونکہ ماں باپ کو اطمینان ہوتا ہے کہ جب بچہ گھر آ رہا ہے تو وہ تھوڑے سے چاول لے کر آ رہا ہے کم از کم ہمارے چولہے کا تو کچھ ہو گا تو حکومت کو چاہئے کہ ان incentive basis پر کچھ کرے تاکہ آپ کے دانش جیسے سکول اور بھی جو گورنمنٹ کے سکول ہیں ان کو کامیاب بنانے کے لئے incentive basis کریں اور یہ پنجاب حکومت جو بھی ہے ہمارے قائدین ہیں، ہمارے سی ایم ہیں یا منسٹر ہیں، وزیر خزانہ صاحب جو ہیں وہ اس میں تجاویز دیکھ لیں کہ کیا کرنا ہے۔ ٹھیک ہے؟ دوسرا میں آپ سے یہ request کروں گی کہ منسٹر صاحب micro financing programme جو ہے اس پر مہربانی کر کے غور کریں اور اس کو دیکھیں کیونکہ ہم نے آگے جانا ہے ہم

نے پیچھے نہیں جانا، ہم پیچھے جا رہے ہیں، ہم ان چیزوں کو بھولتے ہوئے جا رہے ہیں اور ہمارے درمیان میں لڑائیاں بڑھتی جا رہی ہیں جبکہ ہمارا مسلمان ہونے کا درس یہ ہے کہ ہم سب بہن بھائی ہیں۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک شعر کے ساتھ wind up کروں گی۔

ہم ہیں دریا ہمیں ایک ہونا پڑے گا
جس طرف بھی چل پڑیں راستہ خود ہی بن جائے گا

پاکستان زندہ باد۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ دیبا مرزا صاحبہ !۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب اعجاز احمد خان صاحب!

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! قوموں کی تاریخ میں ریاستوں کے survival کے لئے اور انہیں ترقی اور خوشحالی کے راستوں پر ڈالنے کے لئے قومی اہداف مقرر ہوتے ہیں جن کی بنیاد پر آگے چل کر قومیں ترقی بھی کرتی ہیں۔

حضرت ذی وقار! ہماری حکومت نے پچھلے سال بجٹ میں کوئی چار پانچ اہم commitments قوم کے ساتھ، صوبے کی عوام کے ساتھ، اس معزز ایوان کے ممبران کے ساتھ کی تھیں۔ الحمد للہ! اس میں جس ذمہ داری کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور وہ commitment جس احسن انداز میں پوری کی گئی ہیں۔ آج وزیر اعلیٰ پنجاب، فنانس منسٹر اور ہاؤس کا ایک ایک ممبر وہ سارے مبارکباد کے مستحق ہیں کہ ہم قوم کے سامنے سرخرو ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فوری اور سستے انصاف کی فراہمی اور زراعت کی ترقی، غربت کا خاتمہ، صحت عامہ علاج معالجہ کی مفت فراہمی اور تعلیم کا فروغ یہ وہ پانچ اہداف تھے جس نے صوبہ کو محرومیوں کے گھپ اندھیرے سے نکال کر ایک شمع روشن کی اور ہم نے الحمد للہ ان بنیادی معاملات کے issues کو قوم کے ساتھ address کیا۔ میں ان بڑی رقوم کی وضاحت یہاں نہیں کروں گا کیونکہ وقت بہت کم ہے۔ ان عوام دوست سکیموں پر کتنی رقم خرچ ہوئی یہاں پر تمام ممبران نے بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ facts & figure دی ہیں۔ ان تمام سکیموں کو حالیہ بجٹ میں حکومت نے دوبارہ سے ان کو جاری رکھنے کا ارادہ کیا ہے اور بہت ساری سکیموں کے اندر بجٹ بڑھا کر عوام کے ساتھ commitments کو زیادہ مضبوط کیا

ہے۔اس کے علاوہ پنجاب کے اندر پہلی دفعہ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے لئے 4۔ارب 90 کروڑ کا رکھا جانا آج کے عالمی چیلنجز کو meet کرنے کے لئے قوم کو تیار کرنا ہے۔اس کے علاوہ نالج پارک کا بنانا،جیلوں کی اصلاحات کرنا، stamp paper جن کے ذریعے سے فراڈ کا ایک نہ رُکنے والا اور نہ تھمنے والا سلسلہ پنجاب اور پاکستان میں موجود تھا اس کے اندر مستند سکیورٹی فیچر کا شامل کرنا بھی میں سمجھتا ہوں کہ ایک احسن قدم ہے۔اس کے علاوہ 175۔ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ اور کھیلوں کے فروغ کے لئے بہت بڑی خطیر رقم کا رکھا جانا، بارانی علاقوں کے لئے پانی کے وسائل کی ترقی کے لئے بھی حکومت نے یہ عزم کیا ہے کہ ہم اس کے اوپر پانی کے وسائل فراہم کریں گے۔میں یہاں عرض کروں کہ آج پاکستان کے جو حالات ہیں ان میں پاکستان کو بدترین دہشت گردی کا سامنا ہے۔پاکستان کے اندر پانی کے وسائل سے استفادہ نہیں کیا جارہا بلکہ سینیٹر حاجی عدیل عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی قائد نے پرسوں یہ statement دی ہے کہ ہم کالا باغ ڈیم کی طرح کوڑی ڈیم کی بھی مخالفت کریں گے۔

جناب سپیکر! قومی اہداف حاصل کرنے کے لئے قوموں کو اکٹھے ہونا پڑتا ہے اور آج جو پاکستان کے اندر شورش اٹھی ہوئی ہے اور اندورنی مسائل ہیں ان پر ضرورت اس امر کی تھی کہ پاکستان کی عوام اکٹھی ہو جاتی اور ہمارے پاس جو وسائل موجود ہیں ان سے استفادہ کیا جاتا لیکن دہشت گردی کی وجہ سے آپ کی انڈسٹری بیٹھ چکی ہے۔آپ نے پانی کے وسائل سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔ڈیم نہیں بنائے اور سمندر کے اندر آپ کا پانی جارہا ہے لیکن سندھ اور NWFP اپنے اس مطالبہ سے پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہاں اگر ڈیم بن گیا تو سندھ سوکھ جائے گا۔ جس کے تحت بتایا گیا تھا کہ کالا باغ کے اندر سے کوئی نہر نہیں نکلے گی۔یہ صرف پانی سٹور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قدرتی طور پر جو جگہ فراہم کی ہے اسے استعمال کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سندھ اور NWFP کے معزز سیاست دان مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کس بنیاد اور ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں؟

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر پابندی لگائی ہے۔پلیز انہیں بات کرنے دیں۔۔۔

میجر (ر)ذوالفقار علی گوندل : جناب سپیکر!میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کرتا ہوں جیسا کہ میرے فاضل ممبر بات کر رہے ہیں۔اس میں سندھ اور پنجاب کے سیاست دانوں کا مسئلہ نہیں ہے۔ پہلے کالا باغ ڈیم سے نہر show کی گئی تھی اور جب Constitution کے مطابق چشمہ رائٹ بنک کینال پر پابندی تھی تو اس وقت پنجاب کا گورنر ایک جنرل تھا۔اس نے جنرل ضیاء سے مل کر اس نہر کو نکالا تھا جس کی وجہ سے وہاں پر trust deficit کا مسئلہ ہے اور اس لئے کالا باغ ڈیم یا کسی اور ڈیم کی بجائے اس ملک کا رہنا ضروری ہے اور federating unit کا متحد ہونا ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں،ان کا اپنا point of view ہے۔اس اسمبلی میں ہر ایک کو اپنا point of view پیش کرنے کا حق ہے۔ Let him do it.

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ جو وقت پوائنٹ آف آرڈر کی نظر ہوا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بے فکر رہیں اور بات کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر!ابھی فاضل ممبر نے جس حوالے سے بات کی ہے کہ dispute کی وجہ کوئی اور ہے، کیا ہم سارے federated unit بیٹھ کر اس مسئلہ کا حل نہیں نکال سکتے ؟ میں ان سیاست دانوں کے سامنے آج ہاتھ جوڑ کر اس بات کی اپیل کرتا ہوں کہ خدارا! پاکستان کے اندر جو وسائل ہیں ان سے قوم کو استفادہ کرنے دیں اور اس پر سیاست نہ کریں۔(نعرہ ہائے تحسین)

یہاں پر ابھی بات کی گئی۔اب جبکہ میں بات کر رہا ہوں کہ ہم کتنے مشکل اور کٹھن حالات سے گزر رہے ہیں کہ بجٹ کے اندر عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے اور محروم علاقوں کی نشاندہی کر کے جناب فنانس منسٹر اور حکومت کی توجہ دلانے کی جو ترجیح ہے اور اس سے ہٹ کر جنوبی پنجاب کے حوالے سے ہمارے فاضل دوست جو آج موجود نہیں ہیں، جناب احمد محمود صاحب نے یہاں پر اپنی تقریر کے دوران یہ کہا تھا کہ 1956 میں ان کے والد محترم نے چار ڈگری کالج بنوائے تھے اور اس کے بعد وہاں پر یعنی رحیم یار خان میں کوئی development نہیں ہوئی۔ ہماری حکومت نے صرف ایک سال کے اندر وہاں پر اسلامیہ یونیورسٹی کا ایک کیمپس بنوایا ہے اور رحیم یار خان کے اندر ویمن یونیورسٹی بھی شروع کروائی گئی ہے۔وہاں کی جیل 24 ایکڑ پر تھی اسے پچاس ایکڑ کی جگہ الاٹ کر دی گئی ہے اور اس 24 ایکڑ پر

ہسپتال کی extension ہو گی۔ ہسپتال کے اندر MRI کی سہولت دی گئی ہے اور ڈگری کالج شروع کروائے گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے اندر تمام معزز ممبران کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم facts & figures کو ان کی اصل شکل اور ان کی روح کے مطابق ہاؤس میں پیش کریں۔ ہم تمام ممبران کا بہت احترام کرتے ہیں اور الحمدللہ یہی وہ دور ہے کہ جس میں پورے پنجاب کے اندر پانچوں کی پانچوں بنیادی پالیسیاں جو پنجاب میں گورنمنٹ نے متعارف کروائی ہیں، وہ بھی وہاں پر implement ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ موجود حالات میں عوام کو ریلیف دینے کی ایک بہترین کاوش ہے لیکن میری تین چار تجاویز ہیں کیونکہ فنانس منسٹر صاحب یہاں پر موجود ہیں ان کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں بیان کروں گا کہ پینے کا صاف پانی جس کی عدم دستیابی وہ بنیادی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے آج تمام ممبرز نے کہا کہ پورے پنجاب میں ہیپاٹائٹس پھیل گیا۔ یہ حکومت پنجاب کی ذمہ داری ہے کہ پنجاب بھر کے اندر تمام لوگوں کو پینے کا صاف پانی ترجیحی بنیاد پر فراہم کریں اور اس کے لئے فوری طور پر اس ہاؤس کے معزز ممبران کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ اٹک سے لے کر صادق آباد تک اس بیماری کی وجہ صاف پانی کی عدم دستیابی ہے اس کا ازالہ کریں، یہ سب سے بڑا چیلنج ہے آپ نے صحت کے معاملے میں پنجاب کے اندر بڑی خطیر رقم خرچ کی، فراہمی ادویات اور علاج معالجہ بالکل free کیا گیا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جو وزیراعلیٰ پنجاب کی عوام کے ساتھ commitment کا منہ بولتا ثبوت ہے، جو انہوں نے خدمت کرنی ہے کیا یہ implement بھی ہو رہی ہے؟ یہ implement نہیں ہو رہی۔ اس کے علاوہ ہر ضلع کے اندر جتنے بھی ہسپتال ہیں ان کے اندر ان کے جو مینجمنٹ بورڈ ہیں وہاں آپ منتخب نمائندگان کو شامل کریں اور وہاں پر جو پیسا جا رہا ہے، اس کو جو خُورد برد کرتا ہے اسے الٹا لٹکا دیا جانا چاہئے۔

جناب والا! حکومت نے stamp paper کے حوالے سے ایک پالیسی بنائی ہے کہ ان میں security features ثبت شامل ہونے چاہئیں۔ stamp paper وہ document ہے جس سے کروڑوں اور اربوں روپے کی جائیداد کی تحریر لکھی جاتی ہے لیکن بالکل ان پڑھ اور جاہل لوگوں کے ہاتھوں میں رجسٹرڈ ہے۔ انہوں نے پانچ پانچ سال سے اپنے گھروں میں رکھے ہوئے ہیں اور ڈی سی او آفس میں

جمع نہیں کراتے۔اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ وکلاء جو لاء گریجویٹ ہوتے ہیں اور قانون کی باریکیوں کو جانتے ہیں یہ سارا سسٹم ان کے سپرد کیا جانا چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! wind up کریں۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق محکمہ جنگلات کے پاس شجر کاری کے لئے مختلف اضلاع میں ہزاروں ایکڑ اراضی موجود ہے۔صرف سرگودھا میں ہزاروں ایکڑ موجود ہے لیکن وہاں کوئی شجر کاری نہیں ہو رہی ہے فیصل آباد میں بھی کوئی شجر کاری نہیں ہو رہی ہے۔ ہم نے اپنے قومی اثاثے کو dump کر دیا ہے۔ میری استدعا ہے کہ یا تو محکمہ جنگلات سے وہ جگہ واپس لے کر غریب کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائے یا پھر ان میں شجر کاری کو ensure کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ میں نے آپ کو wind up کرنے کے لئے extra time دیا ہے۔ شکریہ۔ جی، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب آپ باہر گئے ہوئے تھے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے کہا ہے کہ انھیں چیئرمین کے انتخاب کے وقت اطلاع نہیں دی گئی اس لئے انہوں نے protest میں واک آؤٹ کیا تھا۔ ہم ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری request پر واک آؤٹ ختم کر دیا ہے۔ دراصل معاملہ یہ ہے کہ جب انہوں نے ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی چیئرمین شپ سے استعفیٰ دیا تھا تو اس کے بعد ان کے پارلیمانی لیڈر راجہ ریاض کی consent سے کچھ changes کی تھیں وہ motion ہاؤس میں پیش ہوئی تھی اور ہاؤس سے ہی carry ہوئی تھی تو اس میں محترمہ کو ہیلتھ کی سٹینڈنگ کمیٹی کے علاوہ کسی اور کمیٹی میں ممبر شپ دی گئی تھی لیکن ان کا فرمانا ہے کہ مجھے اطلاع نہیں دی گئی۔ اصولی طور پر تو راجہ ریاض صاحب کو اطلاع کرنی چاہئے تھی۔ بہرحال ہم نے اس پر محترمہ سے معذرت کی ہے۔ میں بھی راجہ ریاض صاحب سے بات کروں گا کہ وہ ان کو باضابطہ طور پر اس reason سے بھی آگاہ کریں جس سے ان کی ممبر شپ ہیلتھ کمیٹی سے کسی اور سٹینڈنگ کمیٹی میں ڈالی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جی جناب عبدالحفیظ خان نیازی صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ وعشر اور بیت المال (جناب عبد الحفیظ خان): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب کو ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر دلی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔چونکہ میں ایک زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اس لئے میں سب سے پہلے زراعت کے متعلق بات کروں گا۔ہماری وفاقی حکومت نے گندم کی support price فی من 950 روپے مقرر کی۔ ایک بار پہلے بھی گندم کی support price بڑھائی گئی تھی لیکن وہ بروقت نہیں تھی اور کاشتکار اپنی گندم کاشت کر چکا تھا اس لئے اس کا فائدہ نہ ہوا لیکن شکر ہے کہ اس بار بروقت گندم کی قیمت بڑھائی گئی جس وجہ سے ہمارے کاشتکار کو incentive ملا اور اس نے خوب دل لگا کر گندم کاشت کی اور ہماری bumper crop ہوئی۔اس سے ہماری گندم کی سمگلنگ بھی ختم ہوئی۔میرے علاقے میں تو عذاب ہوتا تھا کہ وہاں چار جگہوں سے فرنٹیئر لگتا ہے، لکی، کرک، کوہاٹ اور ڈی آئی خان کا بارڈر لگتا ہے۔جو لوگ گھر کے لئے بھی گندم خرید کر لے جانا چاہتا تھے وہ بھی نہیں لے جا سکتے تھے لیکن اللہ کے فضل وکرم سے اس سال سمگلنگ نہیں ہوگی۔آپ جو گندم درآمد کرتے تھے اور اس پر جو foreign exchange ضائع ہوتا تھا اب انشاء اللہ وہ بھی نہیں ہوگا اور جو ناقص گندم ہمارے ملک میں آتی تھی اس سے بھی ہماری جان چھوٹ جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں کھاد کی shortage کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا۔ہمارے پاس بڑا وقت ہوتا ہے اگر ہم ابھی سے programming کریں تو پھر کوئی ایسی وجہ نہیں کہ جب ہمیں کھاد کی ضرورت پڑتی ہے خصوصاً یوریا کی اس وقت اس کی shortage ہو۔پچھلی دفعہ تو یہ حالت تھی کہ زمیندار کے پاس---

جناب محمد معین وٹو: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں اسی یوریا کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں-وٹو صاحب! ان کا ٹائم ہے-

جناب محمد معین وٹو: میری بات ان کو support کرے گی-

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! ان کی بات ختم ہونے دیں میں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں-

پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (جناب عبدالحفیظ خان نیازی): جناب سپیکر! ہمارے زمیندار کو یہ استحقاق ہے کہ وہ اپنے ٹیوب ویل پر بجلی لگوا سکتا ہے لیکن اسے ایم این اے کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے- مجھے یاد ہے کہ میرے علاقے میں لوگوں نے تین تین چار چار ماہ سے درخواستیں دی ہوئی ہیں کہ انھیں ٹیوب ویل کے لئے بجلی چاہئے لیکن بجلی نہیں لگ رہی- میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے بھی استدعا کروں گا کہ زمیندار کو ٹیوب ویل کنکشن کے حصول کا اتنا lengthy process نہ ہو اور اس کنکشن میں تاخیر نہ کی جائے بلکہ اسے جلد از جلد بجلی مہیا کی جائے-

جناب والا! ماشاء اللہ ہمارے خادم اعلیٰ پنجاب نے پچھلی دفعہ گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے پہلے تو ایک ارب روپیہ رکھا پھر اسی وقت بڑھا کر اسے 2-ارب کر دیا- میں چھوٹے میسی ٹریکٹر 240 کی بات کرتا ہوں اسے عام زمیندار زیادہ استعمال کرتے ہیں اس کی قیمت 3 لاکھ 39 ہزار روپے تھی لیکن پچھلے سال کمپنی نے اس کی چار پانچ بار قیمتیں بڑھائیں ہیں اور ایک لاکھ 30 ہزار روپے قیمت بڑھی اس طرح آج یہ ٹریکٹر 4 لاکھ 69 ہزار میں مل رہا ہے-یہ تو خادم اعلیٰ صاحب کی مہربانی ہے کہ اس نے اس میں دو لاکھ روپے کی سبسڈی دے دی اور یہ ٹریکٹر ایک عام آدمی کی پہنچ میں آگیا-اس سکیم میں 2-ارب روپے دس ہزار ٹریکٹروں کے لئے رکھے ہیں اور فی ٹریکٹر دو لاکھ روپیہ سبسڈی دے رہے ہیں اگر آپ اسی بجٹ میں زیادہ غریب کاشتکاروں کو compensate کرنا چاہتے ہیں تو آپ دس ہزار سے بڑھا کر بیس ہزار ٹریکٹر کر سکتے ہیں اور بے شک سبسڈی ایک لاکھ روپیہ فی ٹریکٹر کر سکتے ہیں-یہ میری تجویز ہے باقی آپ کی مرضی ہے-

جناب سپیکر! اللہ کے فضل و کرم سے میرا علاقہ دریا پر ہی ہے- آپ کو پتا ہے کہ کالا باغ میرے حلقے کے اندر آتا ہے اور دریائے سندھ وہاں سے بہہ رہا ہے لیکن میرے علاقے میں نہر نہیں ہے ہم تو کنویں کے پاس ہوتے ہوئے بھی پیاسے ہیں- لہذا میں آپ کی وساطت سے حکومت پنجاب سے

استدعا کروں گا کہ نہروں کے بارے میں بھی سوچا جائے اور ان کی کھدائی کا کام شروع کیا جائے۔ میانوالی کا بہت زیادہ ایسا علاقہ ہے جو ٹیوب ویلوں پر آبپاشی کر سکتا ہے جو بہت زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! ماشاء اللہ صحت کے شعبے میں مفت ادویات مل رہی ہیں۔ dialysis کی سہولیات ہیں، ultra sound and CT-scan free ہو رہا ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ dialysis ہفتے میں دو بار ہوتا ہے اور ہر تیسرے دن بندے کو جانا پڑتا ہے میں اپنے عیسیٰ خیل میں ایک جاننے والے کی بات کرتا ہوں کہ وہ بے چارے کبھی سرگودھا جاتے تھے اور کبھی راولپنڈی جاتے تھے۔ اب وہ بندہ مجھے ملا ہے وہ بڑا خوش تھا اور کہہ رہا تھا کہ اللہ کے فضل سے آپ کے وزیر اعلیٰ نے جو یہاں پر سہولت دے دی ہے اب میں میانوالی سے ڈائلسیز کروا کر آ رہا ہوں۔

جناب والا! میں تعلیم کے حوالے سے صرف اتنا عرض کروں گا کہ ماشاء اللہ میری تحصیل میں کالج ہے بلکہ گرلز کالج بھی ہے لیکن ٹیچر کوئی نہیں ہے۔ پنجاب حکومت کی طرف سے ہدایت آئی ہے کہ لیڈی ڈگری کالج کے پرنسپل کے لئے خاتون ہی چاہئے وہاں مرد نہیں لگ سکتا۔ میں نے کہا کہ اگر یہ پالیسی ہے تو میرے پاس کوئی بھی خاتون نہیں ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ گریڈ 19 کی پرنسپل لگتی ہے میرے پاس تو 19 کیا، 18 کیا 17 کیا بلکہ گریڈ 16 کی بھی کوئی ٹیچر نہیں ہے۔ میرے پاس بلڈنگز ہیں، کالجز ہیں لیکن ٹیچرز نہیں ہیں۔ میرے علاقے کی کنواری خواتین ٹیچر دوسرے علاقوں میں لگی ہوئی ہیں۔ میرے علاقے کی سائنس ٹیچر جوہرآباد لگی ہوئی ہے۔ میں نے درخواست کی تھی کہ مہربانی کر کے اسے اپنے حلقے میں تبدیل کر دیں اور وہ آنا بھی چاہتی ہے لیکن کہا گیا کہ single subject teacher کا تبادلہ نہیں ہوتا۔ اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ میرے حلقے کی خواتین ٹیچر جو دور دراز علاقوں میں نوکری کر رہی ہیں خصوصی مہربانی کر کے انھیں میرے حلقے میں آنے کی اجازت دی جائے اور اس سلسلے میں جو بھی پابندیاں ہیں انھیں relax کیا جائے۔ ایجوکیٹر پر one life time پابندی ہٹائی گئی ہے۔ وہ کنٹریکٹ پر آتے تھے اور انھیں تبادلے کی اجازت نہیں تھی لیکن recently میں نے سنا ہے کہ انھیں one life time اجازت دی گئی ہے کہ وہ اپنے گھر کے نزدیک آنے کے لئے ایک دفعہ تبادلہ کروا سکتے ہیں۔ ادھر سے اجازت دی جاتی ہے اور ساتھ ہی ban لگا دیا جاتا ہے تو مہربانی کر کے اس پر ذرا ہمدردانہ غور کیا جائے

اور اگر انہیں ایک دفعہ تبادلے کی اجازت دے دی گئی ہے تو ban کو relax کر کے ان کو اپنے گھروں کے پاس آنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! water and sewerage، پانی کا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ میرے گاؤں میں ابھی بھی لوگوں نے تالاب بنائے ہوئے ہیں۔ بارش کا پانی اس کے اندر جمع کرتے ہیں اور یہ پانی وہ خود بھی استعمال کرتے ہیں اور ان کے جانور بھی ادھر ہی سے پانی پیتے ہیں۔ میرا آدھا حلقہ پہاڑی ہے، پہاڑ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ کوئی مری جیسے پہاڑ ہیں۔ وہ سوکھے پہاڑ ہیں کہ جہاں پر گرمی ہے۔ وہاں پر کوئی بھی فصل نہیں ہوتی۔ وہاں پر واٹر سپلائی سکیم کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ میں نے پہلے بھی درخواست کی تھی۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کہا تھا لیکن بعد میں اس سکیم کو ignore کر دیا گیا۔ میں خاص طور پر آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ میرے حلقے میں سب سے زیادہ ضرورت پینے کے پانی کی ہے۔ میرے حلقے میں اس حوالے سے سب سے زیادہ بجٹ رکھا جائے تاکہ میں اپنے لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کر سکوں۔ زیادہ تر بیماریوں کی بنیادی وجہ sewerage system کا نہ ہونا ہے۔ ہمارے گاؤں میں جو نالیاں ہوتی ہیں انھیں کمیٹی والے صاف کرنے آتے ہیں۔ وہ غلاظت یا گندگی کو اندر سے نکال کر باہر رکھ دیتے ہیں، ہفتہ ہفتہ وہ سوکھنے کے لئے پڑا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے مچھر اور دوسرے جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور بیماریاں لگتی ہیں تو مہربانی کر کے sewerage system کی بہتری کے لئے زیادہ بجٹ مختص کریں۔ خاص طور پر دیہاتوں میں تو sewerage system بہت ناقص ہے وہاں زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر یہ sewerage system ٹھیک ہو جائے تو کافی بیماریوں سے ہمارا چھٹکارا ہو سکتا ہے۔

جناب والا! بجلی کی قیمت بار بار بڑھتی جا رہی ہے۔ لوگ بجلی چوری کرتے ہیں، Frontier میں تو بہت زیادہ بجلی چوری ہوتی ہے لیکن ہمارے پنجاب میں بھی کچھ کم نہیں ہے۔ یہ چوروں کی سزا ہمیں ملتی ہے کہ جس کی وجہ سے بجلی مہنگی ہوتی ہے تو مہربانی کر کے حکومت اس طرف دھیان دے اور بجلی چوروں کو بھی پکڑے۔ صرف بجلی کی قیمت بڑھا دینا کوئی حل نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میرٹ پر بھرتی کی جا رہی ہے۔ ٹھیک ہے کہ ہمیں کوئی کوٹا نہیں دیا جا رہا۔ درجہ چہارم سے اوپر ایم۔پی۔اے کے پاس بھرتی کے حوالے سے کوئی کوٹا نہیں ہے، وہ کوئی دخل اندازی نہیں

کر سکتا مہربانی کرکے اس merit کو بھی check کیا جائے۔ جیسا کہ ایک سپاہی کی بھرتی ہے۔ اس نے دوڑ کے اندر بھی حصہ لینا ہوتا ہے اور دوڑ پاس کرنی ہوتی ہے پھر ہی وہ آگے merit پر آتے ہیں۔ عملہ جو دوڑ پر تعینات ہوتا ہے وہ دس ہزار روپے لے لیتا ہے اور اسے دوڑ میں پاس کر دیتا ہے اور وہ merit کے اندر آجاتا ہے تو میرٹ صرف یہ نہیں ہے کہ آپ نے ایک ایم۔پی۔اے کو بے دخل کر دیا ہے تو وہ merit ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے زکوٰۃ و عشر اور بیت المال (جناب عبدالحفیظ خان نیازی): جناب سپیکر! جہاں تک ہماری حکومت کا تعلق ہے تو ماشاء اللہ میاں محمد شہباز شریف کی اتنی دہشت ہے کہ کرپشن بہت حد تک کم ہو گئی ہے۔ میں ایک چھوٹا سا واقعہ سناتا ہوں۔ میرے حلقے کے اندر کھگلاں والا ایک جگہ ہے وہاں پر ایک واٹر سپلائی سکیم 28 لاکھ 60 ہزار روپے میں بنی لیکن پانی نہیں چلا۔ سابق ایم۔پی۔اے صاحب آتے ہیں، افتتاح کرتے ہیں، ہار پہنتے ہیں، مٹھائیاں کھاتے ہیں۔ اسے منع کر دیا جاتا ہے کہ بٹن نہیں دبانا کیونکہ اس میں پانی نہیں آئے گا جبکہ payment ساری ہو جاتی ہے۔ جب میں حکومت کے اندر آیا تو میں نے اس حوالے سے CMIT کے اندر ایک درخواست دی اور وہ سارے کا سارا عملہ میرے گھر کے اندر موجود تھا، معافیاں مانگ رہا تھا۔ میں نے کہا کہ آپ سکیم چلا دو مجھے تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس XEN,SDO and Overseer نے اپنی جیب سے پیسے ڈال کر وہ سکیم چالو کر دی ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب علی حیدر نور نیازی صاحب!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے موجودہ حکومت کو دوسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جب ہماری حکومت نے پہلا بجٹ پیش کیا تو اس میں ہم نے کوئی اس قسم کا وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم آسمان سے تارے توڑ کر لائیں گے۔ ہم نے کوئی اس قسم کا وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم دودھ کی نہریں بہا دیں گے۔ ہاں ایک وعدہ کیا تھا کہ ہم یہ پیسا ایمانداری سے خرچ کریں گے اور اس عوام کے پیسے کا پائی پائی کا حساب رکھا جائے گا آج میں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس

کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کے اس پہلے سال میں الحمدللہ پیسے کی کرپشن کا کسی قسم کا کوئی scandal سامنے نہیں آیا۔ میں یہ امید بھی کرتا ہوں کہ اس سال جو پیسے ترقیاتی فنڈز کے لئے رکھے گئے ہیں انہیں بھی بہتر انداز میں خرچ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ اس سال شاید ہم کوئی انقلاب تو نہیں لا سکے لیکن آج کم از کم غریب کو دو وقت کی روٹی تو نصیب ہے۔ ہم اور کوئی انقلاب تو نہیں لا سکے لیکن آج ہسپتالوں میں غریبوں کو مفت ادویات تو مل رہی ہیں۔ ہم کوئی انقلاب نہیں لا سکے لیکن ہم نے ڈاکٹرز جو کہ دربدر اور سڑکوں پر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے تھے ان کے مسائل تو حل کئے ہیں۔ ہم کوئی انقلاب نہیں لا سکے لیکن ہم نے ان لاکھوں ٹیچرز کے مسائل حل کئے ہیں جو کہ کئی سالوں سے حل طلب چلے آ رہے تھے۔ ہم نے ان کی عزت نفس تو بحال کی ہے۔

جناب والا! میں یہ مانتا ہوں کہ اس سال مہنگائی بہت بڑھی ہے لیکن ہم نے اس مہنگائی کا مقابلہ کرنے کی ہمت تو کی ہے۔ ہم اس مہنگائی کے سامنے دیواریں تو کھڑی نہیں کر سکے لیکن ہم نے سستی روٹی اور Food Support Scheme کے ذریعے اس کے آگے بند باندھنے کی کوشش تو کی ہے۔

جناب سپیکر! آج ہمارے ملک کو دہشت گردی جیسے مسائل کا سامنا ہے۔ اس دہشت گردی کا نشانہ کبھی تو معصوم پھول جیسے بچے بنتے ہیں اور کبھی مفکر اسلام مفتی ڈاکٹر سرفراز نعیمی جیسے عالم اور عظیم ہستیاں ان کا نشانہ بنتی ہیں۔ ہمارا یہ عزم اور پختہ ہوتا جاتا ہے کہ ہماری قوم مغربی اور امریکی سازشوں کا مقابلہ ڈٹ کر کرے گی۔ ہم نے انہیں شکست دینی ہے۔ اس دہشت گردی پر قابو پانے کے لئے حکومت پنجاب نے جو بھاری رقم مختص کی ہے ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔

جناب والا! ہر غریب انسان کو تعلیم اور صحت کی بنیادی ضروریات مہیا کرنے کے لئے ہماری حکومت نے اس شعبے میں خاطر خواہ رقوم رکھی ہیں۔ اس سے چھوٹے چھوٹے گاؤں کے بچے بھی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ ان کا یہ خواب ہوا کرتا تھا کہ وہ بھی علم کے مفہوم سے آشنا ہوں اب وہ بچے بھی انشاءاللہ تعلیم حاصل کریں گے۔

جناب سپیکر! آیئے ہم سب مل کر بشمول اپوزیشن ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں کہ جس میں کرپشن نہ ہو۔ ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں کہ جس میں بغض نہ ہو۔ ایک ایسے پاکستان کی بنیاد

رکھیں کہ جس میں کوئی کسی غریب کے حقوق کو غصب نہ کر سکے۔ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں جہاں غریب آدمی کو اس کے گھر کی دہلیز پر انصاف ملے۔ایک ایسے پاکستان کی بنیاد رکھیں جہاں کسی کا بچہ ادویات نہ ملنے کی وجہ سے مر نہ سکے۔

جناب سپیکر! میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے vision سے اب گھر گھر تعلیم کی روشنی کے چراغ جلیں گے۔اب ہم سب کو مل کر آگے بڑھنا ہوگا۔ہمارا ملک پاکستان جب سے معرض وجود میں آیا ہے اس کے ساتھ بہت زیادتیاں ہوئی ہیں لیکن ہمارے عوام آج بھی مایوس نہیں ہیں، ہم لوگ آج بھی اس جدو جہد میں مصروف ہیں کہ ہم ایک بہتر پاکستان بنائیں۔عوام بھی پُرامید ہیں اور ہم بھی پُرامید ہیں۔میں بھی پُرامید ہوں اور حکومت بھی پُرامید ہے کہ ہمارے لوگوں کے مسائل حل ہوں گے اور ہم ان اندھیروں میں بھی جگنوؤں کی طرح روشنی کریں گے۔شاید راتوں رات ہم تمام مسائل تو حل نہ کر سکیں لیکن میں امید کرتا ہوں کہ اس بجٹ سے انشاءاللہ ہمارے مسائل آہستہ آہستہ حل ہوتے جائیں گے۔

جناب والا! میں چند تجاویز دینی چاہوں گا۔مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت یہاں پر وزیر خزانہ موجود نہیں ہیں۔ہم نے یہ تجاویز دیواروں کو تو نہیں سنانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری خزانہ بیٹھے ہیں اور وہ notes لے رہے ہیں۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: جناب سپیکر! اس سال ہماری حکومت کا ٹارگٹ 30 لاکھ ٹن گندم کی procurement کا تھا۔ہم یہ بات فخر سے کرتے ہیں کہ جس طرح اس سال bumper crop ہوئی اور حکومت نے یہ اعلان کیا کہ وہ غریب کاشتکاروں سے گندم کا دانہ دانہ خریدے گی اسی وجہ سے اس target کو بڑھا دیا گیا اور 60 لاکھ ٹن گندم خریدی گئی۔میری تجویز یہ ہے کہ ہم نے 60 لاکھ ٹن گندم تو خرید لی لیکن ہمارے پاس اس گندم کو سٹور کرنے کے لئے کوئی وسائل اس وقت موجود نہیں ہیں۔ہمارے پاس capacity تو صرف تیس لاکھ کی ہے لیکن تیس لاکھ ٹن گندم اس وقت کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہے۔اس کی حفاظت کے لئے حکومت کو کوئی خاطر خواہ انتظامات کرنے چاہئیں۔

جناب والا! زکوٰۃ اور بیت المال میں جو غریبوں کو امداد ملتی تھی وہ اس سال زکوٰۃ سے اور بیت المال سے امداد نہیں مل سکی۔اس محکمے کی اس سال zero percent delivery تھی۔پارلیمانی

سیکرٹری برائے زکوٰۃ بھی تشریف رکھتے ہیں لیکن وہ میری بات نہیں سن رہے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس سال زکوٰۃ اور بیت المال کے محکمے سے غریبوں کو رقم کی فراہمی یقینی بنائی جائے۔ سستی روٹی پروگرام سے غریب آدمی کو بہت فائدہ ہوا ہے، شہری علاقوں کے غریب لوگوں کو فائدہ ہوا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ سستی روٹی پروگرام کو دیہاتی علاقوں تک بھی بڑھایا جائے کیونکہ ہم نے گندم 2375 پر تو purchase کی ہے جب اس کی release ہو گی تو یہ 2500 کے قریب release ہو گی اور اس وقت سابق مل آٹا کی جو قیمت ہے وہ چھ سو روپے سے بھی cross کر جائے گی۔ اس کے لئے یا تو گورنمنٹ کوئی subsidy دے یا پھر سستی روٹی کا جو پروگرام ہے اسے بڑھا کر دیہاتی علاقوں تک بڑھایا جائے۔

ایک معزز رکن: سستی روٹی بند کر دی جائے۔

جناب علی حیدر نور خان نیازی: یہ آپ کی تجویز ہے۔ میری تجویز تو یہی ہے کہ اسے دیہاتی علاقوں تک بڑھانا چاہئے۔ اس کے علاوہ جو مفت ادویات ہیں اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہئے کہ یہ سکیم صرف غریب شہروں تک محدود نہ رہے۔ BHUs, RHCs اور جو دیہاتی علاقوں میں ڈسپنسریاں ہیں مفت ادویات وہاں تک پہنچنی چاہئیں۔ جو اے سی ہیں وہ بڑے ہسپتالوں کو دیئے گئے ہیں ان ائر کنڈیشنڈز کو بھی BHUs اور RHCs تک پہنچایا جائے تاکہ یہ جو پسماندہ علاقے ہیں وہ بھی اس سہولت سے مستفید ہو سکیں۔

جناب سپیکر! میں appreciate کرتا ہوں جو Punjab Education Endowment Fund بنایا گیا ہے اس میں جو غریب لیکن talented students ہیں ان کے لئے 2۔ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس پیسے کو صحیح طرح سے utilize کیا جائے گا اور ہونہار طالب علموں کو نہ صرف وظیفہ دیا جائے گا بلکہ انہیں اچھی اور اعلیٰ تعلیم کے لئے باہر بھی بھیجا جائے گا کہ دانش سکول سسٹم بھی حکومت پنجاب کی طرف سے ایک اچھا قدم ہے اس سے بھی ہماری تعلیم کا معیار بڑھے گا۔ میری تجویز یہ ہے کہ دانش سکول تو اضلاع کے اندر بن رہے ہیں جو already وہاں پر ڈویژنل پبلک سکول یا ڈسٹرکٹ پبلک سکول ہیں ان کو بھی ایک ماڈل پبلک سکول declare کر کے ان کی بھی ترقی کی جائے انہیں بھی upgrade کیا جائے کیونکہ جو دانش سکول بنے گا اس میں اس ضلع کے تمام بچے تو نہیں پڑھ سکتے۔ دوسرے جو سکول ہیں انہیں بھی upgrade کر کے facility provide کریں تاکہ

ہر سکول دانش سکول level کا ہو۔ لاہور میں جو knowledge city بنانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ لاہور میں تو پہلے ہی knowledge بہت ہے اور یہاں پر یونیورسٹیاں بھی ہیں، یہاں پر میڈیکل کالج بھی موجود ہیں۔ knowledge city کی ضرورت ہمارے جیسے پسماندہ علاقوں کو ہے۔ وہاں پر اسے قائم کیا جائے تاکہ یہ knowledge city جس مقصد کے لئے پیسا رکھا گیا ہے اس سے وہ لوگ مستفید ہوں جن کے پاس پہلے کسی قسم کی سہولت موجود نہیں ہے۔ کمپیوٹر لیب کے لئے بھی رقم مختص کی گئی ہے I will again appreciate کہ جو 4۔ارب اور 90 کروڑ روپیہ almost 5۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس کے لئے جو ہمیں logistic problems ہیں کہ کمپیوٹر تو آ جائیں گے لیکن ان کمپیوٹروں کو چلائے گا کون؟ ان کمپیوٹروں کے لئے انسٹرکٹرز جو طالب علموں کو trained کریں گے ان کے لئے بھی بتایا جائے کہ کیا ان کے لئے بھی کوئی پیسا رکھا گیا ہے یا نہیں؟ ان کی recruitment کے لئے بھی کوئی پیسا رکھا گیا ہے یا نہیں؟ صرف کمپیوٹر رکھ دینے سے تو کمپیوٹر نہیں چلے گا۔ اس کو چلانے کے لئے انسٹرکٹروں کی بھی ضرورت ہوگی۔ 1100 سکولوں کو upgrade کرنے کا جو اعلان کیا گیا ہے یہ بھی ایک قابل تحسین اقدام ہے لیکن جو اس وقت پہلے سے سکول موجود ہیں ان میں بھی کہیں کوئی ٹیچرز نہیں ہیں ہر جگہ missing facilities ہیں۔ ان سکولوں کو upgrade تو کیا جائے لیکن ان کے اندر یہ بات بھی یقینی بنائی جائے کہ سکول تو ہم پرائمری سے مڈل بنا دیتے ہیں لیکن وہاں پر استاد نہیں ہوتے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ ان سکولوں کو upgrade کرنے کے ساتھ ساتھ یہ جو 34ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے جا رہے ہیں اور میں اس بات کو بھی appreciate کروں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے good vision کو کہ انہوں نے میرٹ کو بھی یقینی بنایا ہے۔ یہ بھی امید کرتے ہیں کہ جو 1100 سکول upgrade ہوں گے ان کے اندر حقیقی معنوں میں بچوں کے لئے تعلیم کی بہتری ہوگی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد گورنمنٹ کے 13۔ارب روپے گورنمنٹ کی زمین کو فروخت کرنے کا جو منصوبہ ہے اس کے متعلق میں یہ کہوں گا کہ حکومت 13۔ارب روپے میں اپنی property فروخت کرنے کی بجائے اس property کو ٹھیک طرح سے utilize کرے۔ زرعی مقاصد کے لئے اور کمرشل مقاصد کے لئے utilize کرے۔ ہر چیز جو ہم کہتے ہیں کہ ٹھیک نہیں ہے تو

اس کو فروخت کر دیتے ہیں، جو 13-ارب روپے کی گورنمنٹ کی property پڑی ہے اس کو ہم خود utilize کریں نہ کہ ہم اسے کوڑیوں کے بھاؤ مارکیٹ کے اندر فروخت کر دیں۔

جناب سپیکر! اربن ٹرانسپورٹ کے لئے جو ایک ہزار بسوں کا اعلان کیا گیا ہے وہ پچھلے سال تو نہیں آ سکیں لیکن میں امید کرتا ہوں کہ اس سال ضرور آئیں گی۔ 1122 کی extension چھوٹے شہروں تک کی جائے، یہ ایک نہایت احسن اقدام ہے۔ یہ بھی پچھلے سال نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر! ہم یہ امید کریں گے کہ اس وقت ہمارے ملک کو جن مسائل کا سامنا ہے، دہشت گردی آئے دن ہو رہی ہے اس کے لئے 1122 کی extension کی جائے اور اس کے لئے خاطر خواہ بجٹ مختص کیا جائے۔ اس کے بعد جنوبی پنجاب جو کہ ہماری سرائیکی بیلٹ ہے اس کے لئے صرف 5-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں بھی یہ بات record پر لانا چاہوں گا کہ جو بات اس دن مخدوم احمد محمود صاحب نے کی ہے، جتنی اس وقت بے چینی ہم اپنے اضلاع میں دیکھ رہے ہیں، وہاں پر بہت محرومیاں ہیں، وہاں پر پینے کا صاف پانی نہیں ہے، سکول نہیں ہیں، ہسپتال نہیں ہیں۔ میں اپنے ضلع کی بات کرتا ہوں کہ میانوالی جو نہایت پر امن ضلع تھا، نہ کبھی وہاں دہشت گردی کا کوئی واقعہ ہوا تھا اور یہ جو مذہبی دہشت گردی ہوتی ہے، نہ کبھی کوئی sectarianism کا واقعہ ہوا تھا اب آپ لوگوں کے سامنے ہے کہ میانوالی میں جس طرح سے چوکیاں blast کی گئیں جس طرح سے پولیس پر attacks کئے گئے۔ جو گینگ پکڑے گئے انہوں نے مناواں سٹائل میں پولیس لائنز پر حملہ کرنا تھا۔ یہ کوئی باہر سے آئے ہوئے لوگ نہیں تھے وہ تمام مقامی لوگ تھے وہ تمام انہی اضلاع کے رہائشی لوگ تھے اور وہ ان علاقوں سے تعلق رکھتے تھے جہاں آج بھی انسان اور جانور ایک ہی جگہ پر پانی پی رہے ہیں۔ اگر ہم نے آج بھی ہوش کے ناخن نہ لئے اور اگر آج بھی جو علاقے محرومیوں کا شکار ہیں ان کی محرومیوں کو دور نہ کیا تو یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اندر بھی سرائیکی صوبے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ جنوبی پنجاب کو ایک علیحدہ صوبہ بنانے کی بات ہو رہی ہے۔ ہمیں اس بات کو mind نہیں کرنا چاہئے کہ یہ باتیں کیوں ہو رہی ہیں، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ باتیں ہو کیوں رہی ہیں، اگر ہم نے ابھی بھی ہوش کے ناخن نہ لئے تو شاید بہت دیر ہو جائے اور میں یہ بات on record لے کر آنا اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ خدارا! ہماری طرف بھی توجہ کریں۔ میں یہ گزارش کروں کہ تمام ترقیاتی فنڈز لاہور

گوجرانوالہ، راولپنڈی کے لئے ہی نہیں ہیں بلکہ ہمارے علاقوں کے لئے بھی ہیں جہاں صرف بیس بیس پچیس پچیس لاکھ روپے سے واٹر سپلائی سکیم شروع ہو جائے گی اور غریب لوگ پانی پینے کے قابل ہو سکیں گے۔ میں آپ کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں پھر ایک دفعہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب کو بہترین بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: سید عبدالقادر گیلانی صاحب!

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! آج میرا مقصد تقریر کرنا نہیں ہے۔ میں نے بجٹ کو جتنا study کیا ہے اس حوالے سے میری چند گزارشات ہیں جو میں آج آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ گزشتہ چند روز سے یہاں پر اپوزیشن بنچز سے تقاریر ہم سنتے رہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے جو تنقید آئی ہے وہ مثبت ہے۔ تنقید کو appreciate کرنا چاہئے کیونکہ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ(ن) دونوں بڑی جماعتیں ہیں، crowd democracy ہے اور تنقید continuous learning process کا ایک حصہ ہے لہذا یہاں پر میں جو چند گزارشات کرنا چاہوں گا اس میں بھی کچھ elements ایسے ہیں، secondly جب بجٹ پیش ہو جاتا ہے اور اس کے بعد بحث اور تنقید کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ دیوار میں ٹکریں مار رہے ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہ بحث بجٹ پیش کرنے سے پہلے ہونی چاہئے تاکہ اگر آپ کو ہماری کوئی suggestion پسند بھی آ جائے تو آپ اس کو بجٹ کا حصہ بنا سکیں تو ہمارے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو میں appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک coalition party ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کا حصہ اس بجٹ میں آ چکا ہے اور انہوں نے اپنی بھرپور صلاحیت سے آج کے حالات کے حساب سے جو مناسب balanced budget دے سکے انہوں نے دیا اس چیز پر میں اپنے فنانس منسٹر صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! حکومت نے ایک گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی ہے کیونکہ ہمارا صوبہ پنجاب agro based ہے تو 10 ہزار ٹریکٹروں پر subsidy دی گئی ہے، یہ ایک positive impact ہے، یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ مجھے ملتان اور رحیم یار خان والی سائیڈ سے جو feedback ملا ہے میں اس حساب سے آپ کو کہہ رہا ہوں کہ اس کو appreciate کیا گیا ہے اور آج میں بھی اس ایوان میں کھڑے ہو کر بجٹ میں اس چیز کو appreciate کرتا ہوں۔ یہ Forest Wildlife Fisheries

بہت بڑا ایریا ہے اس کے لئے صرف 90 کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے جو میں سمجھتا ہوں اس پر اگر focus کر کے اس کی allocation بڑھائی جاتی تو ادھر ایسا کام ہو سکتا ہے جس کی ultimately beneficiary government of Punjab ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آنے والے سال میں اس مد میں بھی فنڈز بڑھائے جائیں گے۔

جناب سپیکر! بجٹ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ فنانس منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں ایک idea launch کیا ہے کہ پنجاب کی جو سرکاری اراضی پبلک کے direct use میں نہیں ہے اس کو فروخت کیا جائے گا اور اس پیسے سے گورنمنٹ کی development کی جائے گی۔ میں اس چیز کے حق میں نہیں ہوں کیونکہ اگر آپ پنجاب کی جائیداد کو فروخت کریں گے تو آپ کے صوبے کے ultimately assets ختم ہو جائیں گے۔ آپ کو ان lands کو lease and rent out out کرنا چاہئے تاکہ مستقل بنیادوں پر صوبہ پنجاب کو آمدنی بھی آ سکے اور اس صوبے کی جائیدادیں اور assets بھی محفوظ رہیں۔

جناب والا! میں ایک چیز آپ کے knowledge میں لانا چاہتا ہوں۔ میرے علم میں آیا ہے کہ بورڈ آف ریونیو نے جو ہزاروں ایکڑ زمینیں لیز پر دی ہوئی ہیں 2004 سے لے کر آج تک 5 سال ہو چکے ہیں ان کا کرایہ یا lease money بورڈ آف ریونیو کو نہیں آئی۔ اس پر نوٹس لیں یہ serious loss of revenue ہے جو پنجاب گورنمنٹ face کر رہی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں جلد ہی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی findings بھی اس ہاؤس کے سامنے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر! ایک اور چیز جو بہت sensitive issue ہے جس کو سستی روٹی سکیم کہتے ہیں اس پر کوئی شک نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی نیت بالکل ٹھیک ہے۔ وہ نہایت نیک نیت، درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ انہوں نے ضرور کچھ سوچ کر ایک اچھی سکیم کا اعلان کیا ہے کہ عوام کو 2 روپے کی روٹی ملے گی لیکن اس پر میری ایک گزارش ہے کہ 7.5 ارب روپیہ ہر سال سستی روٹی فراہم کرنے کے لئے بجٹ میں رکھا جائے گا جب کہ ہم 950 روپے فی من گندم farmer سے خرید رہے ہیں اور پھر اس پر کچھ over heads لگتے ہیں اور پھر اتنے کی روٹی ملتی ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ Food Stamp Programme اور پھر فیڈرل گورنمنٹ کا منصوبہ

جو Benazir Income Support Programme یہ بھی ساتھ ہی ساتھ چل رہا ہے جو direct 1000 روپیہ ہر مہینے ایک غریب کے ہاتھ میں آتا ہے اس کو لوگ زیادہ appreciate کرتے ہیں۔ ہر سال 7.5۔ارب بجٹ کی allocation ہے، یہ پانچ سالوں میں 35۔ارب روپے صرف سستی روٹی کے لئے اور وہ بھی کہیں پر مل رہی ہے، کہیں پر نہیں مل رہی، کہیں پر focused ہے اور کہیں پر نہیں۔ میری suggestion یہی ہے کہ پانچ سالوں میں آپ نے جو 35۔ارب روپیہ سستی روٹی کے لئے block کیا ہے اگر وہ Food Stamp Programme میں ٹرانسفر کر دیا جائے تو اس کی اہمیت زیادہ ہو جائے گی، جب غریب کی جیب میں پیسے ہوں گے اسے 4روپے کی روٹی بھی نہیں دُکھے گی۔ اگر اس کی جیب میں پیسے نہیں ہوں گے تو اس کے لئے 2روپے کی روٹی خریدنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! انگریزی کی ایک کہاوت ہے۔ "Give a man a fish for a day and freedom for a day. اور Teach a man to fish and freedom for life." تو ہمیں ان lines پر سوچنا چاہئے۔ ہمیں ساری زندگی کے لئے کسی کو سستی روٹی دینا possible ہی نہیں ہے۔ کوئی mathematics اس کو prove نہیں کر سکتا کہ یہ ہو۔ میاں صاحب اور پنجاب گورنمنٹ کی نیت ضرور نیک ہو گی لیکن ہم نے اپنی ایک humble suggestion دے دی ہے آگے فنانس منسٹری پنجاب حکومت جو بہتر سمجھیں گے وہ کریں گے۔

جناب والا! جہاں تک 5مرلہ سکیم کا تعلق ہے تو 12ہزار ایکڑ اراضی اس کے لئے علیحدہ کر دی گئی ہے جو ہر غریب گھر کو 5/5مرلے ملیں گے۔ مجھے اس چیز کی خوشی ہے کہ اس سکیم کی اصل بنیاد شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے رکھی تھی جن کے پروگرام کو آج بھی فیڈرل گورنمنٹ اور صوبائی گورنمنٹ follow کر رہی ہے کہ جیسے آپ نے دیکھا کہ Low Cost وزیراعظم Housing Scheme جس میں غریب لوگوں کو سستے داموں گھر ملیں گے اور آج پنجاب حکومت نے بھی وہی کیا، یہ بہت اچھا ہے۔ ہماری suggestion یہ ہے کہ اس کو طریقے سے کیا جائے اور جلد از جلد یہ پارلیمانی ٹرم ختم ہونے سے پہلے ہم نے یہ جو غربت ختم کرنے کے وعدے کئے ہیں میں دعا کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ پورے ہو جانے چاہئیں۔

جناب سپیکر! مجھے ایک بات پر دکھ ہوا ہے کہ اس بجٹ میں agriculture and industry کے درمیان balance نہیں کیا گیا جب کہ آپ کو پتا ہے کہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے، 70% agricultural produce South کی ہیں جو لاہور کو ملتی ہیں اور اس حساب سے آپ نے 47۔ارب روپے انڈسٹری کے لئے رکھے ہیں اور صرف 3۔ارب روپے آپ نے زمینداروں کے لئے رکھے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ آپ کو اسے ایک balance طریقے سے کرنا چاہئے تاکہ زمیندار کو بھی یہ محسوس نہ ہو کہ وہ کسی بھی طریقے سے کسی industrialist سے کم نہیں ہے تو اس میں balance ہونا چاہئے۔

جناب والا! یہ بجٹ Health and Education کے حساب سے مناسب ہے لیکن Health میں آپ اچھے کام کر رہے ہیں، Education میں آپ اچھے کام کر رہے ہیں۔ health میں reasonable amount of allocation of budget ہے، education میں بھی reasonable amount of allocation of budget ہے لیکن وزارتیں بغیر وزیر کے کیسے چل سکتی ہیں؟ میری یہ request ہے کہ آپ جلد از جلد وزیر مقرر کریں تاکہ وزارتیں بہتر طریقے سے کام کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں hopeful ہوں کہ جس ملک میں جان کی قربانی دینے والی شہید محترمہ بے نظیر بھٹو جیسے لیڈر ہوں، سر پر کفن باندھ کر لڑنے والی فوج ہو اور خون کے عطیات دینے والی اپوزیشن ہو وہ ملک کبھی فیل نہیں ہو سکتا۔ ہر میدان میں، ہر جنگ میں انشاء اللہ تعالیٰ فتح اور کامیابی حاصل ہوگی۔

جناب والا! آخر میں یہ گزارش ہے کہ میاں محمد شہباز شریف کی قیادت میں ان کی حکومت عیاشی کرنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتی جہاں تک پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا تعلق ہے تو میں آج اس ایوان سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ پبلک کے ایک ایک پیسے کا ہم حساب دیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس بجٹ کے حوالے سے آنے والے سال میں ہمارے سامنے جو discripancies آئیں گی ہم اس کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کریں گے۔ بہت بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: الحمدللہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے یہ وقت عطا کیا۔ میں سب سے پہلے بجٹ 10-2009 کے تناظر میں اس وقت صوبہ پنجاب کے عوام کو خادم اعلیٰ میاں شہباز شریف کی شکل میں جو visionary یا missionary قیادت نصیب ہوئی ہے، ان مشکل حالات میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے، میں آپ کی وساطت سے کہوں گا اور میڈیا بھی موجود ہے پوری دنیا کی economy بھی آپ کے سامنے ہے، پوری دنیا میں جو down circle ہوا ہے جو economy نے collapse کیا ہے اس کے باوجود جو پنجاب میں بجٹ پیش کیا گیا ہے، میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو ان کی پوری ٹیم، کائرہ صاحب کو اور کائرہ صاحب کی منسٹری اور تمام محکموں کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! پنجاب جو پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے، جو داتا کی نگری، جو بابا بلھے شاہ کی سرزمین، جو موسیٰ پاک کی سرزمین ہے اس پنجاب میں میاں شہباز شریف کو یہ موقع ملا ہے۔ پنجاب کی عوام سات سال سے یہ خواب دیکھ رہی تھی کہ صوبہ کے اندر ایک مسیحا آئے گا جو ملک وقوم کے لئے، اس علاقہ کی پسماندگی اور محرومیوں کو دور کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر میدان میں آئے گا۔ آج میں اس بجٹ کو دوست بجٹ کہوں، کسان دوست بجٹ کہوں، طالب علم دوست بجٹ کہوں، اساتذہ دوست بجٹ کہوں اور غریب دوست بجٹ کہوں تو بے جا نہ ہوگا۔

جناب سپیکر! آج کے مشکل حالات میں پاکستان پلاننگ کمیشن نے 2009 میں جو رپورٹ شائع کی ہے اس کے مطابق پاکستان کی غربت 24 فیصد سے بڑھ کر 38 فیصد ہو گئی ہے۔ 2005 میں 35.5 ملین افراد غربت کی شرح سے نیچے زندگی گزار رہے تھے جو کہ 2008 میں بڑھ کر 64 ملین تک پہنچ گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 2008 میں ساڑھے 6 کروڑ لوگ غربت سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان حالات میں جہاں پاکستان کے اندر خانہ جنگی کا سماں ہے۔ سرحد اور بلوچستان کے اندر پاکستان کی سالمیت at stake ہے ان حالات میں پاکستان کی visionary leadership نے جو بجٹ پیش کیا ہے میں اس پر ان کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ جمہوریت کا حسن ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ:

Democracy is to share with the common man. Democracy is the romance with the poor people of the Punjab.

یہ وزیر اعلیٰ کا romance جو غریبوں کے ساتھ ہے۔ میں دیانتداری سے کہہ رہا ہوں کیونکہ میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے جہاں کی محرومیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں لیکن میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے جو میرٹ، انصاف اور good governance کی مثالیں قائم کی ہیں میں ان کا ثبوت دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پورے ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں جو 1862 داخلے ہوئے ہیں ان میں سے 738 جنوبی پنجاب کے طلبہ ہیں جن کا 40 فیصد حصہ بنتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! یہ سب کچھ وزیر اعلیٰ کی پالیسی کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاوہ جو دس ہزار ٹریکٹر، گرین ٹریکٹر کے نام کی سکیم سے تقسیم کئے گئے ہیں ان میں سے 5482 ٹریکٹر جنوبی پنجاب کے علاقے کو دیئے گئے ہیں۔ وہ قرعہ اندازی کے بعد میرٹ اور انصاف کے مطابق دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! Punjab Educational Endowment Fund میں تقریباً پانچ ہزار سکالرشپ سرکاری سکولوں کو دیئے گئے ہیں۔ وہ بچے جن کے پاس یہ capacity نہیں، paying capacity نہیں ہے اس کو وزیر اعلیٰ پنجاب نے پانچ ہزار سکالرشپ دیئے ہیں ان میں سے 2400 طالبعلم جنوبی پنجاب سے ہیں اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اور بھی ہماری محرومیاں ہیں وہ بھی آپ کے سامنے ہیں۔ یہاں پر وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف فرما ہیں کہ اگر ساٹھ باسٹھ سال کے اندر ہم ہیلتھ اور ایجوکیشن پر توجہ دیتے تو امریکہ کے صدر کو یہ نہ کہنا پڑتا کہ پاکستان کا ایجوکیشن اور ہیلتھ کا جو سسٹم ہے وہ paralyzed ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ انہوں نے ہی نہیں کہا بلکہ ہم بھی یہ بات محسوس کرتے ہیں کہ یہ بالکل paralyzed ہے لیکن یہاں وزیر اعلیٰ کی visionary قیادت

نے جو سمت اورvisionدیا ہے کیا ہی بہتر ہوتا کہ ہم طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ کرتے۔اس وقت تین قسم کے لوگ پڑھ رہے ہیں۔ایک مدرسہ تعلیم ہے،ایک غریبوں کے لئے ٹاٹ سکول کی تعلیم ہے اور ایک elite classکے لئے انگلش میڈیم ہے۔میں گزارش کروں گا اور یہاں وزیر تعلیم بھی تشریف فرما ہیں کہ ان کے لئے ایک جیسا سلیبس ہونا چاہئے اور اس میں تمام سہولتیں ہونی چاہئیں۔اس میں شک نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میں تعلیم promotion کے لئے، اساتذہ کو سہولیات دینے کے لئے endowment fundکے ذریعےmissing facilitiesکے لئے فنڈز دیئے ہیں۔ابھی میرے بھائی علی نور تقریر کر رہے تھے۔ان کی معلومات کے لئے عرض ہے کہ تقریباً1500سکول upgradeکئے جا رہے ہیں ان میں سے کوئی1200سکولوں میںmissing facilitiesبھی فراہم کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے یہ تجاویز بھی دوں گا کہ بنجر اور ویران زمین کے سروے کئے جائیں کہ پنجاب کے اندر کتنی زمین بنجر اور ویران ہے۔اس کے ساتھ ساتھ غربت اور بے روزگاری کا بھی سروے کیا جائے تاکہ اس کے مطابق پاکستان اور پنجاب کی صحیح انداز میں خدمت ہو سکے۔

جناب والا!مسائل کا حل انصاف سے وابستہ ہے۔جب تک ہم معاشرے میں انصاف نہیں دیں گے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی چوری کرے گی تو اس کا بھی ہاتھ کاٹا جائے گا۔جس کے لئے پوری کائنات کی تخلیق کی گئی ہے اگر وہ اپنی بیٹی کے بارے میں یہ کہہ سکتے ہیں تو ہم پر فرض ہے کہ ہمیں ایک ایسا سماجی اور انصاف پر مبنی نظام دینا چاہئے۔ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں پاکستان کی17کروڑ عوام کو کہ انہوں نے چیف جسٹس کی بحالی کے لئے جو قربانیاں دی ہیں اور میں تمامpro democratic forcesکو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جو ان کے لئے لڑے ہیں۔

جناب سپیکر!قائد حزب اختلاف نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہماری حکومت نے1800گاڑیاں خریدی ہیں۔میں ان کی اس بات کو چیلنج کرتا ہوں۔پچھلے دور کے اندر پانچ سالوں میںS&GADاور محکمہ آبپاشی دو محکموں نے800گاڑیاں خریدیں۔میں صرف دو محکموں کی بات کر رہا ہوں۔ان گاڑیوں

کو فروخت کر کے جو 17 کروڑ روپے کی خطیر رقم پنجاب کو ملی اس سے صرف نئی 30 گاڑیاں purchase کی گئی ہیں اور وہ بھی پارلیمانی سیکرٹریوں کے لئے خریدی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کہاں 800 گاڑیاں اور کہاں 30 گاڑیاں۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ پاکستان کے اندر terrorism غربت کی وجہ سے ہے۔ مخدوم صاحب اور مونس الٰہی صاحب نے بھی سستی روٹی کی بات کی ہے تو میں ان کی information کے لئے عرض کئے دیتا ہوں کہ چاہے وفاقی حکومت کا بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام ہو، چاہے پنجاب حکومت کا فوڈ سپورٹ پروگرام ہو یا سستی روٹی سکیم ہو تو میں کہتا ہوں کہ یہ غریب آدمی کے لئے cushion ہے۔ ان برے حالات میں یہ عارضی ریلیف ہے لیکن جیسے وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر میں یہ اظہار کیا ہے کہ ہم نے سہارے کی زندگی پر گزر بسر نہیں کرنی۔ ایسے ایسے سسٹم introduce کروائے جا رہے ہیں جن میں غریب لوگوں کو اپنے پاؤں پر ٹیوٹا (T.E.V.T.A) اور ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے کھڑا کیا جائے گا۔ میاں محمد شہباز شریف سستی روٹی نہیں کھا رہا، یوسف رضا گیلانی سستی روٹی نہیں کھا رہا، چودھری پرویز الٰہی سستی روٹی نہیں کھا رہا بلکہ سستی روٹی غریب، کسان اور مزدور کھا رہا ہے جن کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ اس دفعہ پنجاب حکومت نے یہ کہا ہے کہ سستی روٹی کے تنور اس جگہ پر قائم کئے جائیں جہاں پر کسانوں کی کلاس اور liberal class ہوتی ہے، کارخانوں اور اڈوں پر قائم کئے جائیں تاکہ غریب لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ پانچ ہزار فوڈ سٹیمپ پروگرام پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو دیئے گئے ہیں۔ میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ اگر پانچ ہزار غریب لوگوں میں یہ فوڈ سٹیمپ پروگرام دیانتداری سے تقسیم کیا جائے تو انسان کی دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی سنور جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: مستی خیل صاحب! wind up کریں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں ابھی ختم کر رہا ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا 12 ہزار ایکڑ زمین کا visionary programme غریبوں اور دیہاتی لوگوں کے لئے ہے۔ گورنمنٹ کی زمین جو بنجر اور ویران پڑی تھی اس کا صحیح استعمال کیا جا رہا ہے اور اس سے چھیالیس ہزار لوگوں کو فائدہ ہوگا۔ جہاں transparency international کی رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ کرپشن 300 فیصد

بڑھی ہے۔ میں مخدوم صاحب کی معرفت سے بھی ان سے یہ گزارش کروں گا کہ 300 فیصد کرپشن کا ریٹ بڑھا ہے اس میں وفاقی حکومت بھی شامل ہے بلکہ چاروں صوبے بھی شامل ہیں تو کیا اس کے لئے ہم نے کوئی طریق کار اختیار کیا ہے؟ ہم نے تو اس کے لئے نیب کا آفس ختم کر دیا ہے جس کو قائم رہنا چاہئے تھا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ Parliamentarians اپنے Parliamentarians کا احتساب کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، مستی خیل صاحب! بہت شکریہ

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں ایک منٹ میں wind up کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بس آخری فقرہ بول لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں اس موقع پر گزارش کروں گا کہ تھل کے کاشتکار جس میں بھکر، میانوالی، خوشاب، لیہ، مظفر گڑھ کی تحصیل اور جھنگ کے ضلع کی ایک تحصیل ہے جہاں پر زرعی انکم ٹیکس impose کیا گیا ہے، ہم ٹیکس دینے کو تیار ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ ہمارے ٹیکسوں سے گورنمنٹ expenditure ہم پر کرتی ہے لیکن خدارا! ٹیکس کو منصفانہ کیا جائے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ لبرٹی مارکیٹ کا بھی وہی ٹیکس ہو، بھکر کے کھوکھے اور راجن پور کے کھوکھے کا بھی وہی ٹیکس ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب محمد شفیق خان صاحب!

جناب محمد شفیق خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے میں فنانس منسٹر جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو پنجاب اسمبلی کا دوسرا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بی بی شہید کی 56 ویں سالگرہ کے موقع پر پاکستان پیپلز پارٹی کی قیادت اور پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنان نے افواج پاکستان اور سوات کے زخمیوں کے لئے جو عطیات دیئے میں اس نیک جذبہ پر بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ میرا تعلق اپوزیشن بنچ سے ہے لیکن میں صرف تنقید برائے تنقید نہیں کروں گا بلکہ وفاقی حکومت اور اپنی صوبائی حکومت کی اچھی چیزوں کی تعریف کروں گا اور جس پالیسی میں مجھے کوئی خامی یا نقص دکھائی دیا تو میں اس پر مثبت تنقید کرنا چاہوں گا۔ وفاقی حکومت نے گندم کی سپورٹ پرائس 950 روپے فی چالیس کلوگرام

مقرر کی جو کہ یوسف رضا گیلانی صاحب نے کی۔ میں کہوں گا کہ جناب یوسف رضا گیلانی نے نہ صرف پاکستان بلکہ پنجاب کے کاشتکار اور زمینداروں پر ایک بہت بڑا عظیم احسان کیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)
جناب والا! اس سپورٹ پرائس کی وجہ سے کاشتکاروں اور کسانوں میں ایک خصوصی دلچسپی پیدا ہوئی۔ گندم کی پورے علاقے میں بیجائی ہوئی اور اللہ کے فضل وکرم سے اچھے موسم اور بروقت بارشوں کی وجہ سے بالخصوص پنجاب اور بالعموم پاکستان میں ایک bumper crop ہوئی۔ میں یہاں خادم اعلیٰ کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس bumper crop کے ہونے کے بعد خادم اعلیٰ پنجاب کی procurement policy کی وجہ سے محکمہ خوراک نے جس طرح گندم زمینداروں سے خریدی، میں یہاں پر اپنی تحصیل ٹیکسلا کا حوالہ دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ محکمہ خوراک نے میری تحصیل میں تمام کسانوں سے گندم کے آخری دانے تک خریداری کی اور پھر انہیں بروقت ادائیگی کی، میں پنجاب گورنمنٹ کے اس اچھے اقدام کی بھی تعریف کرنا چاہوں گا۔ میں یہاں ایک تجویز یہ بھی دینا چاہتا ہوں کہ حکومت نے 58 لاکھ ٹن گندم خریدی ہے تو پنجاب حکومت کے پاس اس گندم کے ذخیرے کو محفوظ کرنے کے لئے صرف 18 لاکھ ٹن کے لئے پختہ storage موجود ہیں جبکہ باقی چالیس لاکھ ٹن گندم کے لئے کوئی انتظام نہ ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ باقی چالیس لاکھ ٹن کے لئے مون سون کی بارشوں کا سلسلہ شروع ہونے سے پہلے ہی بندوبست کیا جائے تاکہ گندم کے وسیع ذخائر محفوظ ہو جائیں اور اس کی وجہ سے پنجاب حکومت کو کوئی نقصان نہ ہو۔ بجٹ 10-2009 میں گرین ٹریکٹر سکیم پنجاب کے کاشتکاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جس کے لئے 2۔ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے تو اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بہت اچھی سکیم ہے لیکن چونکہ یہ تحصیل وار کی گئی ہے تو میری یہ تجویز ہوگی کہ اسے یونین کونسل level پر لے جایا جائے۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ میری تحصیل ٹیکسلا کی دیہاتی یونین کونسلیں دس ہیں اور اس تحصیل میں پچھلے سال 13 ٹریکٹر دیئے گئے تو کچھ یونین کونسلیں ایسی تھیں جن میں تین چار ٹریکٹر چلے گئے اور کچھ ایسی تھیں جن کو ٹریکٹر ملا ہی نہیں، اگرچہ یہ سکیم بہت شفاف تھی اور بذریعہ قرعہ اندازی لوگوں کے نام نکلے لیکن پھر بھی اگر اس کو یونین کونسل وار کیا جائے تو بہت زیادہ بہتر ہوگا۔ حکومت پنجاب کے فوڈ سپورٹ پروگرام جس کے لئے 16۔ارب 20 کروڑ روپے مختص کئے گئے میرے خیال میں یہ ایک قومی پیسے کا ضیاع اور صرف اپنے ووٹر کو نوازنے

کا ایک طریقہ ہے۔ اس فنڈ سے لوگوں کی سیاسی وفاداریاں خریدی جارہی ہیں جو ایک حقیقت ہے اور قوم کو بھکاری بنایا جارہا ہے۔ جس طرح پہلے میری ایک بہن زوبیہ رباب ملک نے ایک تجویز پیش کی تھی اور انہوں نے بنگلہ دیش کی ایک مثال بھی دی تھی تو میں یہاں پر آپ کے توسط سے اپنے فنانس منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ بنگلہ دیش میں ایک Gramin Bank of Bangladesh ہے جس نے micro finance scheme شروع کی تھی اور اس وجہ سے غریب لوگوں میں بہت پذیرائی ہوئی۔ جس طرح زوبیہ رباب ملک صاحبہ نے کہا کہ اس طرح کی micro finance scheme میں ان فنڈز کو divide کیا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب والا! سستی روٹی سکیم میں حکومت پنجاب نے 10-2009 کے مالی سال کے لئے 7.5 ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ یہ صرف پنجاب میں ہے۔ صوبہ سندھ، بلوچستان اور سرحد میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ اس سکیم کے تحت پنجاب کے غریب لوگوں کو دو روپے میں روٹی دی جاتی ہے جبکہ سرحد میں وہی روٹی آٹھ اور دس روپے میں ملتی ہے اور یہی حال بلوچستان اور سندھ کا ہے۔ پنجاب کے بارے میں پہلے ہی صوبائی منافرت ہے۔ میں خود سن رہا تھا کہ اے این پی کے ایک بڑے لیڈر بشیر بلور صاحب کہہ رہے تھے کہ اگر وفاقی حکومت سرحد کے سارے وسائل حکومت سرحد کو دے دے تو وہ پورے سرحد کی عوام کو سستی روٹی فراہم کر سکتے ہیں تو اس سکیم کی وجہ سے ایک تو خطیر رقم کا ضیاع ہے دوسرا ہماری تحصیل ٹیکسلا اور ضلع راولپنڈی جو bordering district ہے اس کی وجہ سے آٹے کی سمگلنگ بہت زیادہ ہے۔ پھر میں یہ کہوں گا کہ پاکستان اور بالخصوص پنجاب کے بارے میں اس سکیم کی وجہ سے جو نفرت پھیل رہی ہے اس سکیم کی خطیر رقم کو کسی اور مد میں divert کیا جائے یا جو بھی اس کا طریق کار کرنا ہے وہ کیا جائے۔ اگر اسی دو روپے کی روٹی کو مد نظر رکھا جائے تو صوبہ سرحد والے کہیں گے چونکہ بجلی سرحد میں پیدا ہوتی ہے اور یہ ان کے وسائل میں آتی ہے تو وہ کہیں گے کہ صوبہ سرحد کے لئے بجلی کا فی یونٹ ایک روپیہ رکھیں گے اور پنجاب کے لئے دس روپے کریں۔ یہی معاملہ سوئی گیس کے حوالے سے ہے تو یہ جو نفرت ہے یہ پاکستان اور صوبہ پنجاب کے خلاف پھیلے گی۔ حکومت نے بے گھر خاندانوں کو چھت فراہم کرنے کے لئے دیہی علاقوں میں 12 ہزار 75 ایکڑ کی جس زمین کی نشاندہی کی ہے اس سے پہلے بھی صوبہ پنجاب نہیں بلکہ

میرے خیال میں پورے پاکستان میں قائداعظم کالونیاں بنائی گئی تھیں اور وہ جونیجو صاحب کا زمانہ تھا۔ آپ اس سکیم کا حشر دیکھ لیں۔ میں نہیں چاہتا کہ پنجاب گورنمنٹ کی یہ جو زمین ہے یہ لوگوں کو اس سلسلے میں دی جائے اور پانچ پانچ مرلے دینے کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ پچھلے سال بھی اس پروگرام میں ہم اپوزیشن والے اس سے محروم رہے۔ جتنی بھی سکیمیں ہم نے identify کروائیں ان سکیموں کی پنجاب حکومت نے منظوری بھی دی لیکن جب وہ سکیمیں ہمارے اضلاع میں پہنچیں تو وہاں کے ہمارے جو ایم این اے صاحب ہیں وہ اپوزیشن لیڈر بھی ہیں، چودھری نثار علی خان صاحب نے ہمارے فنڈز رکوا دیئے۔ ہمارے بھی حلقے ہیں لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ کو بھی کوئی فنڈ ملے گا۔ اس وقت ہمیں شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اپوزیشن کے جو مرد بیٹھے ہوئے ہیں، خواتین کو تو آپ نے ویسے ہی محروم کر دیا ہے ہمیں کچھ نہ کچھ allocate کریں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر محمد افضل صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، جناب جمیل اشرف صاحب!

جناب جمیل اشرف: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیراعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کروں گا کہ ان حالات میں کہ جب پوری دنیا کی economy میں ایک recession چل رہا ہے، ہمارے بجلی کے مسائل ہیں، پانی کے مسائل ہیں اور خاص طور پر دہشت گردی کے واقعات جو پچھلے چند مہینوں میں زیادہ ہو گئے ہیں اور اس کے جو انسانی زندگی پر اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی سازش ہو رہی ہے اور ہمارا پڑوسی ملک جس نے تقریباً ڈیڑھ سے دو درجن افغانستان میں جو کونسل خانے قائم کر رکھے ہیں ان ساری چیزوں کے پیچھے اس کا ہاتھ ہے اور ایک غیر اعلانیہ جنگ کی صورتحال ہمیں درپیش ہے۔ ان سارے مسائل اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر خزانہ اور ان کی ٹیم کو اتنا متوازن اور اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں جیسا کہ میرے معزز ممبران بھائیوں اور بہنوں نے بجٹ پر بڑی مفصل تقاریر کی ہیں میں اس سلسلے میں چند گزارشات پیش کروں گا۔

جناب سپیکر!سب سے پہلے تو جو ہیلتھ کا سیکٹر ہے اس میں 7.5۔ارب روپے سے پنجاب کے عوام کے لئے ادویات اور علاج معالجے کی سہولتوں کے لئے جو یہ رقم مختص کی گئی ہے اور اس کو تحصیل اور ضلع کی سطح پر بھی شامل کیا گیا ہے میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جو ہمارے rural areas ہیں، more than 70 percent of the population جو دیہی علاقوں میں رہتی ہے ان کے احساس محرومی کو ختم کرنے کے لئے جیسا کہ ہم نے اربوں روپے کی مالیت سے ہر یونین کونسل میں بنیادی مراکز صحت قائم کئے ہوئے ہیں اگر ان بنیادی مراکز صحت کی ٹائمنگ کا اندازہ لگایا جائے تو وہ صبح آٹھ بجے کھلتے ہیں اور اڑھائی بجے بند ہو جاتے ہیں۔دیہی علاقوں میں صرف ساڑھے چھ گھنٹے کے لئے عوام کو یہ سہولت ہے کہ وہ ادھر جا کر اپنا علاج کروا سکتے ہیں لیکن اس کے بعد جو وقت باقی بچتا ہے اس کے لئے میری گزارش ہے کہ ان بنیادی مراکز صحت کو 24 گھنٹے کیا جائے اور ادھر جو پندرہ بیس ملازمین ہیں ہمارے پاس عمارتیں تو پہلے سے ہی موجود ہیں لیکن جو ملازمین ہیں ان کی شفٹیں بنادی جائیں تاکہ لوگ کسی بھی وقت جائیں تو ادھر کوئی ان کی بات سننے والا ہو۔ادھر 24 گھنٹے ایمرجنسی قائم کی جائے۔

جناب والا!اس کے علاوہ غربت ہمارے معاشرے کا ایک بڑا ہی اہم عنصر ہے کہ امیر اور غریب کے درمیان جو فرق ہے اسے ختم کرنے کے لئے اس بجٹ میں تقریباً 30۔ارب روپے کی سبسڈی دی گئی ہے۔اس میں پہلے وزیراعلیٰ پنجاب کی فوڈ سپورٹ سکیم کے لئے 16۔ارب روپے رکھے گئے ہیں، سستی روٹی کے لئے 7.5۔ارب اور بے گھر لوگوں کو چھت فراہم کرنے کے لئے تقریباً ساڑھے چھیالیس ہزار خاندانوں کو پانچ مرلہ کے پلاٹس تقسیم کئے جائیں گے۔and the top of that کہ دس ہزار ٹریکٹروں پر فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے کی سبسڈی دی گئی ہے۔اس سے نہ صرف مستحق لوگوں کا احساس محرومی ختم ہو گا اس کے علاوہ کہ جو پچھلے ساٹھ سالوں میں بار بار مارشل لاء کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں جو بداعتمادی پھیلی ہوئی ہے نہ صرف اس کو ختم کرنے میں مدد ملے گی بلکہ لوگوں کا جمہوریت پر یقین بھی مضبوط ہو گا۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ کسی بھی مہذب معاشرے کو دیکھنے کے لئے اس کے پبلک ٹرانسپورٹ سسٹم کو بھی دیکھا جاتا ہے۔بدقسمتی سے ہمارا ٹرانسپورٹ سسٹم بہت اچھا نہیں ہے۔ایک

دفعہ میاں محمد نواز شریف جب وزیر اعظم تھے تو انہوں نے ییلو کیب سکیم کا اجرا کیا تھا جس سے نہ صرف لوگوں کو روزگار ملا بلکہ ٹرانسپورٹ کی بھی بہتر سہولیات میسر آئیں۔ آپ دیکھیں کہ جب آپ باہر جاتے ہیں، میں دوسرے شہروں کی بات نہیں کرتا صرف لاہور میں ہزاروں کی تعداد میں رکشوں سے جو pollution پیدا ہو رہا ہے اس سے نہ صرف آپ کو، مجھے اور عوام کو صحت کے مسائل درپیش ہیں کہ ہم ان کو ابھی تک replace نہیں کر سکے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کو متبادل روزگار دیں یا ان کے رکشاؤں کو سی این جی پر کر دیا جائے یا کم از کم دھوئیں کو minimize کر دیا جائے۔ ٹریفک حادثات کے بارے میں تجویز دوں گا کہ ٹریکٹر ٹرالیاں جنہیں ہم اینٹیں لانے یا دوسرے مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس کی جگہ چھوٹے ٹرکوں کو استعمال کیا جائے اور حادثات کی روک تھام کے لئے ڈرائیور حضرات کو ڈرائیونگ لائسنس جاری کرتے وقت یا لائسنس renewal ہو تو ان کا ڈرگ ٹیسٹ ضرور لیا جائے۔ میں وزیر خزانہ سے التماس کروں گا کہ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ چائنا کی ایک فرم سے بات چل رہی ہے کہ وہ دو سالوں میں 200 سی این جی بسیں لے کر آئیں گے Why have you to wait two years if you can do it in two months? میری گزارش ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس سکیم کو لایا جائے کیونکہ اس سے نہ صرف لوگوں کو ٹرانسپورٹ کی بہتر سہولیات میسر آئیں گی بلکہ ایک سستی اور قابل اعتماد ٹرانسپورٹ بھی ملے گی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کا پچھلے ایک سال میں یا ان کے پچھلے دور میں تعلیم کے بارے میں vision سب پر عیاں ہے کہ وہ ایک اچھا vision رکھتے ہیں۔ اس میں Punjab Education Endowment Fund کے لئے 2۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور ساتھ ساتھ اساتذہ کے لئے performance base incentive کو بھی جاری رکھا گیا ہے جو کہ بہت اچھا اقدام ہے۔ میری تجویز ہے کہ ہم نے پچھلے ساٹھ سالوں میں ٹیکنیکل ایجوکیشن کی طرف دھیان نہیں دیا ہمیں اس طرف بھی دھیان دینا چاہئے۔ 30 کروڑ روپے جیل خانہ جات میں اصلاح کے لئے رکھے گئے ہیں تو جیلوں میں قیدیوں کو رکھنے کے لحاظ سے capacity بہت کم ہے۔ میری وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ اس کو reschedule کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل صاحب!

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بجٹ اجلاس کی کارروائی پہلے دن سے جس خوبصورت طریقے سے چلائی اس پر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور تجویز یہ بھی ہے کہ جب بھی اسمبلی اجلاس ہو تو گورنر صاحب کو بیرون ملک بھیجا جائے اور سپیکر صاحب قائم مقام گورنر رہیں اور آپ یہاں پر ہمارے پکے سپیکر رہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے ساتھ ساتھ ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ یہاں پر seating arrangement کا بھی کوئی بندوبست کیا جائے کہ (ن) لیگ کے متوالے پیپلز پارٹی کے جیالے اور ایک اور نے کہا کہ (ق) لیگ صرف خواتین کی پارٹی رہ گئی ہے کیونکہ مردوں نے مردانگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یونیفکیشن پارٹی بنا لی ہے تو انہیں بھی پکی سیٹیں دی جائیں اور باضمیر لوگوں کو علیٰحدہ سیٹیں دی جائیں۔ یہ ایک تجویز ہے جس پر عمل کیا جائے۔

جناب والا! پاکستان پیپلز پارٹی کی یہ تاریخ رہی ہے کہ جب بھی اسے گورنمنٹ یا اقتدار ملا تو پاکستان crisis میں تھا۔ 1971 میں ملک دو ٹکڑے ہوا تو بھٹو صاحب نے کس خوبصورتی کے ساتھ اسے atomic programme تک پہنچایا۔ اس کی تفصیل میں جانے کی کسی کو ضرورت نہیں ہے کیونکہ بڑے سے بڑا مخالف بھی انہیں اس پر داد دیتا ہے۔ 1988 میں جب پیپلز پارٹی نے گورنمنٹ سنبھالی تو اس وقت پاکستان کو terrorist state declare کیا جانے والا تھا جسے محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے بچایا اور international community میں ایک خوب صورت مقام دلوایا۔ اس کے بعد اب 2008 میں خاص طور پر 1971 سے بھی زیادہ crisis سے پاکستان دوچار ہے تو پاکستان کو اقتدار عوام نے سونپا اور اس وقت مسائل کو ملک جو confront کر رہا ہے اس میں economic problems ہمیں ورثے میں ملا۔ آٹے کا بحران ہمیں ورثے میں ملا۔ لولی لنگڑی جمہوریت بھی اس کو ورثے میں ملی لیکن ہم دونوں پارٹیوں نے مل کر جمہوری spirit کا مظاہرہ کرتے ہوئے جمہوریت کو بھی انشاء اللہ crisis سے نکالا ہے۔ Judicial crisis بھی ہمیں ورثے میں ملا، الحمد للہ اسے بھی چلیں خرابی کے بعد ہی سہی لیکن اس سے بھی چھٹکارہ حاصل کیا ہے۔ terrorism بھی ہمیں ورثے میں ملا ہے۔

پیپلز پارٹی نے ابھی اقتدار سنبھالا ہی تھا کہ ایک بات چلی کہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام محفوظ نہیں ہے اور وہ دہشت گردوں کے ہاتھ لگ رہا ہے تو ہمیں یہ خدشہ تھا کہ آنے والے وقت میں جتنی conspiracies ہو رہی ہیں تو شاید یہ ہمارے نیوکلیئر پروگرام کے خلاف ہیں لیکن الحمد اللہ ہمارے ملک کی جمہوری لیڈرشپ صدر پاکستان آصف علی زرداری اور یوسف رضا گیلانی کی diplomacy کی وجہ سے ابھی امریکی سینٹ کی Foreign Affairs Committee نے متفقہ طور پر وہاں پر ایک قرارداد پیش کی ہے کہ پاکستان کا نیوکلیئر پروگرام بالکل safe ہے اور اس کا strategic command & control کسی بھی ایٹمی طاقت جتنا ہی safe ہے تو اس پاکستان کی لیڈرشپ نے اس خدشے سے ہمیں بچایا ہے۔ کوئی ملک بھی اس دنیا میں absolute sovereign نہیں ہے لیکن اپنے تمام economic & financial crisis کے باوجود پاکستان پیپلز پارٹی کی coalition government نے تمام صوبوں کی مدد سے کافی حد تک independent foreign policy دی ہے اور پاکستان انڈیا ایران گیس پائپ لائن جس پر پہلے امریکی پریشر تھا کہ اس کو cancel کیا جائے تو یہ پریشر بھارت sustain نہیں کر سکا لیکن پاکستان پیپلز پارٹی اور اس کی اتحادیوں کی حکومت نے اس پریشر کو sustain کرتے ہوئے پاکستان ایران گیس پائپ لائن معاہدہ کیا ہے اور پاکستان جو energy crisis میں آنے والا تھا تو بہت جلد انشاء اللہ آنے والے وقتوں میں اس پائپ لائن کے ذریعے ہم اس سے چھٹکارہ حاصل کر لیں گے۔ ہمیں امید ہے کہ independent power projects کی مدد سے آنے والے وقت میں وفاقی وزیر پانی و بجلی کے بقول 31۔ دسمبر تک اس ملک سے لوڈ شیڈنگ کا خاتمہ بھی کر لیں گے لیکن اس سے بڑا crisis جو پاکستان سب سے پہلے face کر رہا ہے وہ terrorism کا crisis ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت اور لیڈرشپ نے hypocrisy سے باہر نکل کر منافقت کو خیر باد کہہ کر اپنا support پاکستان کی مسلح افواج کے پیچھے رکھا ہے اور مجھے یاد ہے کہ جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف کے دور میں جب ہمارے علاقوں میں شہیدوں کے لاشے آتے تھے تو لوگ ان کی نماز جنازہ پڑھنے سے کتراتے تھے کہ شاید یہ کسی اچھے cause کے لئے نہیں گئے تھے لیکن صدر پاکستان نے پارلیمنٹ کے ذریعے نظام عدل کا معاہدہ کر کے ان درندوں کو expose کیا ہے۔ اب پاکستان کی پوری قوم مسلح افواج کے پیچھے ہے اور وہاں کی سنٹرل گورنمنٹ کے پیچھے ہے۔ انشاء اللہ پاکستان پیپلز پارٹی اور اتحادیوں کی گورنمنٹ اس

crisis سے بھی نجات حاصل کرے گی۔ آزاد لوگوں کے لئے انشاء اللہ یہ آزاد ملک رہے گا اور یہاں پر نقاب پوشوں کی حکومت کو بالکل نہیں آنے دیں گے۔ چونکہ یہ ہفتہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی پیدائش ان کی سالگرہ کا دن تھا اس لئے پاکستان پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور جیالوں نے اپنا خون افواج پاکستان کو دے کر جو اظہار یکجہتی کا مظاہرہ کیا اس کے لئے ہم تمام پاکستان کے لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اس موقع پر ہماری PML(Q) کی ممبر محترمہ ثمینہ خاور حیات اور ان کے خاوند نے ایک اچھی spirit کا مظاہرہ کیا اور انہوں نے 21۔ جون کو جو خون کا عطیہ دیا ہے اس کے لئے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ان کو داد دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری کچھ تجاویز ہیں کہ ایجوکیشن کے لئے جتنا فنڈ رکھا گیا ہے اس کو اگر دیکھا جائے تو میں یہ کہوں گا کہ میرے پاس یہ Annual Budget Speech ہے اس کے صفحہ نمبر 46 میں تقریباً بجٹ کا 80 فیصد ایلیٹ کالجز کے لئے رکھا گیا ہے۔ مثلاً صادق پبلک سکول، کیڈٹ کالج حسن ابدال، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن، سکول آف میتھمٹکس سائنسز لاہور، میرا مطلب ہے کہ اس میں 80 فیصد پیسا رکھا گیا ہے۔ میری یہ تجویز بلکہ گزارش ہو گی کہ ان سے cut کر کے پنجاب کے rural areas کے لئے بھی فنڈز مختص کیا جائے۔ لاہور میں گھر کے حوالے سے بات ہوئی اگر پنجاب کے لوگوں کو choice دی جائے تو جس طریقے سے دیہاتی علاقوں میں زندگی بسر ہو رہی ہے تو سارے لوگ لاہور میں ہی گھر بنانا چاہیں گے کیونکہ پورے پنجاب کا بجٹ جب خرچ ہی لاہور میں ہونا ہے تو ہم پھر ادھر ہی رہنا چاہیں گے۔ ایک special infrastructure expenditure رکھا گیا ہے اس کے لئے 26۔ ارب روپے ہیں۔ ان 26۔ ارب روپے میں سے تقریباً 22۔ ارب روپے لاہور میں خرچ ہونے ہیں۔ کیا لاہور ہی پنجاب ہے یا پنجاب صرف لاہور ہے کہ اس کا فیصلہ ruling elite نے کرنا ہے۔ ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہمارے۔ ارباب اختیارات ابھی اپنی کار میں منڈی بہاؤالدین کی rural سڑکوں پر جائیں اور واپسی پر اپنے ٹائر اور بیرنگ سلامت لے کر آئیں تو ہم ان کو خراج تحسین پیش کریں گے۔

جناب والا! صحت کے لئے جو basic health units تھے ان کا idea متروک ہو چکا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ تحصیل کی سطح پر Rural Health Centre قائم کئے جائیں تاکہ

وہاں پر لوگوں کو ڈاکٹر اور ادویات مہیا آسکیں۔ میں اپنی تقریر wind up کرنے سے پہلے صرف اپنے حلقے کے لئے چند تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ یہاں وزیر خزانہ بیٹھے ہیں ان سے درخواست ہے کہ ان پر ہمدردانہ غور کریں۔ 1995 میں محترمہ بے نظیر شہید نے ملکوال کا دورہ کیا تھا اور وہاں چک نظام پر انہوں نے bridge بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ فیڈرل گورنمنٹ نے اپنا share اس بجٹ میں رکھا ہے میں درخواست کروں گا کہ صوبائی حکومت بھی اپنا share اس بجٹ میں bridge کے لئے رکھے تاکہ پنڈ دادن خان اور تحصیل ملکوال کے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ کھیوڑہ سے نمک پورے پاکستان اور پنجاب کے southern area کو بھیجا جاتا ہے اس کا فاصلہ بھی چالیس، پچاس کلو میٹر کم پڑے گا اس سے پاکستان اور پنجاب کی economy بہتر ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! میری گزارش ہو گی کہ باقی تجاویز آپ in writing دے دیں۔

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ایک منٹ لوں گا۔ رسول ٹیکنیکل کالج pre partition سے ہے وہاں پر صرف overseer level تک کی کلاسیں ہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ اس کو یونیورسٹی کا درجہ دیا جائے اور میری اطلاع کے مطابق ترکی کی حکومت finance کرنے کے لئے تیار ہے۔ میرا آخری پوائنٹ یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی کو بچانے کے لئے جاوید ہاشمی جیسے لوگوں کو ذمہ داریاں دی جائیں کیونکہ انہوں نے ہمارے ساتھ قربانیاں دی ہیں، جیلیں کاٹی ہیں۔ بجائے اس کے کہ وہ لوگ جو ISI سے تعلق رکھتے ہیں یہ سب کچھ ان کو دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ، اگلے معزز رکن کو بلانے سے پہلے میں صرف ہاؤس کو یہ بتانا چاہوں گا کہ Finance Minster اور Law Minster سے بات ہوئی تھی کہ ساڑھے چار بجے ہم معزز ممبران کے لئے کھانے کا بندوبست کر رہے ہیں۔ ساڑھے چار بجے اس ہاؤس کی بریک 5 بجے تک ہو گی اور 5 بجے سے لے کر 9 بجے تک ہم دوبارہ اجلاس continue کریں گے تاکہ ہم آج اپنے تمام ممبران کو موقع دے سکیں۔ اب چودھری ندیم خادم سے گزارش ہے کہ وہ اپنی بات شروع کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر ساڑھے چار بجے کا کون سا کھانے کا ٹائم ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ساڑھے چار بجے کا اس لئے ٹائم رکھا ہے تاکہ آپ رات کا کھانا نہ مانگیں۔ جی، چوہدری صاحب!

چوہدری ندیم خادم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! جب یہ بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت اگر ملکی صورتحال کا جائزہ لیں تو حالات بڑے ہی گھمبیر تھے۔ حکومت کے راستے میں رکاوٹیں بے شمار تھیں، اگر معاشی دشواریوں کو دیکھا جائے تو وہ بھی بہت زیادہ تھیں اور مسائل کے انبار تھے۔ امن و امان کی تشویش ناک صورتحال کے تناظر میں حکومت کو بہت زیادہ آزمائشوں کا سامنا تھا۔ ان تمام حالات کے باوجود یہ بجٹ جو پیش کیا گیا اس میں ترقیاتی پروگراموں میں کمی نہیں کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ترقیاتی پروگرام کے لئے 175۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اور یہ میرے خیال کے مطابق تاریخ کا سب سے بڑا ترقیاتی پروگرام ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اس وقت عوام میں جو احساس محرومی پائی جا رہی ہے اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ہمیں ان وجوہات کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ وہ کون سے مسائل ہیں جن کی وجہ سے عوام میں احساس محرومی پایا جا رہا ہے، کون سے وہ اقدامات ہیں جو ہم نے اٹھانے ہیں اور اس احساس محرومی کو ختم کرنا ہے؟ چند ایک بنیادی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے یہ محرومی عوام میں پائی جاتی ہے۔ اس میں سب سے پہلے میں انصاف کی فراہمی کی بات کروں گا کہ عوام کو جب تک سستا اور فوری انصاف نہیں ملتا تب تک ان کی محرومیاں ختم نہیں ہوں گی۔ جب تک ان کو ہم جلد سے جلد انصاف نہیں دیں گے کیونکہ ہمارا سسٹم جو ہے وہ اتنا خراب ہو چکا ہے کہ سالہا سال لوگوں کو عدالتوں کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ آج پنجاب کی حکومت نے ایک بہت بڑا کام کیا کہ ججز کی تنخواہیں جو تھیں وہ تین گنا زیادہ کر دیں تو اب ہم امید کرتے ہیں کہ جو آنے والا سال ہے اس میں ججز بھی اپنی ذمہ داری کا صحیح مظاہرہ کرتے ہوئے لوگوں کو سستا اور فوری انصاف فراہم کریں گے۔ احساس محرومی کی ایک اور وجہ غربت میں اضافہ بھی ہے ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہم نے غربت میں کمی کے لئے کیا اقدامات کرنے ہیں، وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے غربت میں اضافہ ہو رہا ہے؟ اس میں سب سے پہلی چیز میری نظر میں یہ ہے کہ health facilities جو ہیں وہ ہر ایک پاکستانی کے لئے

فری ہونی چاہئیں کیونکہ ایک متوسط گھرانے کا یا ایک غریب گھر کا بندہ، ایک مزدور، ایک کسان جب اس کی فیملی کا کوئی فرد بیمار ہوتا ہے تو اگر وہ ایک ہفتہ بھی بیمار رہے تو میرا خیال ہے کہ اس کی دو مہینے کی آمدنی یا اس کی تنخواہ جو ہے وہ اس کی ادویات میں ختم ہو جاتی ہے تو یہ غربت میں اضافے کی سب سے بڑی وجہ ہے اور حکومت پنجاب نے اس بجٹ میں یہ اعلان بھی کیا ہے کہ تمام تحصیل ہسپتال یا ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں ادویات فری کر دی جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ تمام چیزیں ہو جائیں تو میں نہیں سمجھتا کہ عوام کے اندر احساس محرومی رہ جائے گا۔

جناب والا! میں اگر یہ بات نہ کروں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اچھے اور مثالی اقدامات اٹھائے ہیں اگر میں اپنی تقریر میں ان کا ذکر نہ کروں تو میں سمجھتا ہوں کہ میری تقریر ادھوری رہ جائے گی۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے یہ جو میرٹ پالیسی اپنائی اور میرٹ پر جو بھرتیاں ہوئیں وہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور غریب اور حقدار لوگوں کو ان کا حق دلوایا ہے اور اس کے بعد ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ جو اپنی حیثیت کا منفرد کام ہے اور یہ اعزاز ان کو حاصل ہے کہ انہوں نے غریب اور نادار طبقہ کے لئے محنت کشوں کے لئے سستی روٹی کا جو پروگرام شروع کیا وہ بہت ہی کامیاب رہا اور اس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا اور تعلیم کی بہتری کے لئے جو اقدامات انہوں نے کئے کہ اعلیٰ تعلیم کے لئے غریب کے بچے کو بیرون ملک یورپ، جرمنی، امریکہ میں بھیجا جائے گا اس سے پہلے یہ جو مراعات تھیں یہ ایک مخصوص طبقہ تھا یا جو بڑے لوگ تھے یہ ان کو ملتی تھیں یہ بھی ان کا ایک بہت بڑا احسن قدم ہے اور گندم خریداری کے حوالے سے سب لوگوں نے بات کی کہ جس طریقے سے میں اس میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا کہ احسن طریقے سے انہوں نے اسے پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے وہ داد کے مستحق ہیں۔ میں اپنی تقریر کو طویل نہیں کروں گا کہ صرف میں یہ request کرنا چاہتا ہوں کہ ملک کو جو موجودہ حالات کا سامنا ہے، پاکستان مخالف قوتیں جو اس وقت کر رہی ہیں جو سازشوں کا جال انہوں نے پاکستان کے خلاف بُنا ہوا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے ہم سب کو یکجہتی کا مظاہرہ کرنا چاہئے کیونکہ اس وقت پاکستان دشمن قوتیں پاکستان کو غیر مستحکم کرنا چاہتی ہیں اور ہماری قوم میں یہ خوبی ہے کہ جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اپنے تمام ذاتی اختلافات کو بھلا کر، تمام سیاسی اختلافات کو بھلا کر ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے ہیں جس کی مثال ابھی حالیہ دہشت گردی کی جنگ میں تمام پولیٹیکل پارٹیز نے دی کہ

انہوں نے متفقہ فیصلہ دیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام پولیٹیکل پارٹیز، تمام جماعتیں اس حوالے سے داد کی مستحق ہیں اور انہوں نے پاکستان دشمن قوتوں کو یہ پیغام دیا ہے، اسلام دشمن قوتوں کو کہ ہم اپنے ملک پر آنچ بھی نہیں آنے دیں گے اور اس کے استحکام کی حفاظت کریں گے اور آخر میں چونکہ ٹائم ختم ہو چکا ہے میری چند ایک گزارشات اپنے حلقہ جہلم کے ترقیاتی کام کے حوالے سے ہیں، وزیر خزانہ صاحب موجود ہیں اور میں آپ کے توسط سے ان سے گزارش کروں گا کہ مسائل تو میرے بہت ہیں، صرف دو یا تین باتیں میں آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے حلقہ جہلم سٹی سے شروع ہوتا ہے اور تقریباً وہ جہلم سے ساٹھ، ستر کلو میٹر دور تک پہاڑوں میں جاتا ہے تو سب سے بڑا مسئلہ ہمارے یہاں سیوریج کا ہے اور اس کے بعد ایک میرے حلقے کی روڈ ہے جو تقریباً اٹھائیس کلو میٹر پر ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: باقی آپ in writing دے دیں۔

چودھری ندیم خادم: جی، بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی صاحبہ!

محترمہ ناظمہ جواد ہاشمی: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گی کہ دہشت گردی کی جو لہر چل رہی ہے اور اتنے مشکل حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب اور حکومت پنجاب کو مبارکباد دیتی ہوں۔ اس کے علاوہ جو حکومت پنجاب نے سوات کے بھائیوں کے لئے 10 کروڑ کے فنڈ کا اعلان کیا ہے، جو ایک سال تک مفت آٹے کی فراہمی کا اعلان کیا ہے یہ بہت قابل تحسین اقدامات ہیں جن کا اگر ذکر نہ کیا جائے تو یقیناً بہت ناانصافی ہو گی۔ اس کے علاوہ پنجاب گورنمنٹ کے کچھ اہم اقدامات میں جیسے دانش سکول سسٹم اور جو پانچ مرلہ کے گھر یا پلاٹ غریب عوام کو بلا معاوضہ دیئے جا رہے ہیں یقیناً یہ بہت قابل تحسین اقدامات ہیں۔ اس کے علاوہ میری کچھ گزارشات ہیں کہ پچھلے بجٹ میں آپ نے عوام کے ساتھ کچھ وعدے کئے تھے کہ پنجاب میں ہم تین سو پچاس میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے تو کوئی میرے خیال سے ایک میگاواٹ بجلی بھی produce نہیں ہو سکی۔ پھر مفت ائیر کنڈیشنڈ سکول بسیں چلانے کا وعدہ کیا گیا تھا اس کے علاوہ جو ایک بہت بڑا ظلم خواتین

کے ساتھ کیا گیا ان کی آئی ٹی یونیورسٹی وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے ایڈوائزرز کو دے دی، وہاں پر ان کے آفس بن گئے ہیں تو خواتین کے لئے اول تو اس بجٹ میں کچھ رکھا ہی نہیں اور جو تھا وہ بھی آپ نے لے لیا۔اس کے علاوہ آپ نے کہا تھا کہ پنجاب کے تمام طبقوں کو برابری کی سطح پر ہم دیں گے لیکن ہم خواتین اراکین پارلیمنٹ کو ہمارے development کے فنڈز بھی نہیں دیئے گئے اس پر تھوڑی سی توجہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔جناب عمران اشرف صاحب!

جناب عمران اشرف: جناب سپیکر! پاکستان دنیا کا شاید واحد ملک ہے کہ جہاں پر یہ predict کسی وقت بھی کیا جا سکتا ہے کہ اگلے ایک گھنٹے میں کیا ہو جائے گا۔دہشت گردی اور دہشت گرد جس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا اس ملک کے ہر کونے میں سرگرم ہیں اور پاکستان کو کمزور کر رہے ہیں۔میں اس بات میں نہیں جاؤں گا کہ 11۔ستمبر کے بعد پاکستان کو کیسے ایک more against terror میں فرنٹ لائن سٹیٹ بنا دیا گیا؟ آج بھی ہم اس عذاب اور دلدل میں ویسے ہی پھنسے ہوئے ہیں جس طرح ہم 11۔ستمبر 2001 میں تھے۔ان ملکوں نے اپنی سرحدوں کو محفوظ کر لیا اور ہم آج بھی محفوظ کرنے میں کوشاں ہیں۔اس میں دو رائے نہیں ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

جناب عمران اشرف: اس میں دو رائے نہیں ہیں کہ آج ہم فوکس ہو کر پاکستان کے لئے اگر collectively سوچتے ہیں تو اس ملک کی آزادی اور بقا کی جنگ جیت جائیں گے کہ اس مٹی کا حق ادا کرنا ہے اور ہم سب کو مل کر کرنا ہے۔جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ پاکستان کے روز بروز حالات کے پیش نظر ہم کوئی پالیسی اگلے پانچ یا دس سال کے لئے نہیں بنا سکے اور شاید نہیں بنا سکتے اس لئے حالات کے مطابق جو سالانہ بجٹ پیش کرتے ہیں وہ ایک اچھی اور مثبت کوشش ہوتی ہے اور یہ کوشش اسی طرح مزید کامیاب ہوتی ہے جب ہم سب منتخب نمائندے مل کر عوام کے لئے کام کریں۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ پنجاب جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک متوازن اور قابل عمل بجٹ پیش کیا ہے جس میں تقریباً ہر شعبہ میں پیسا رکھا گیا ہے۔ہم اس چیز سے بالکل نظریں نہیں چرا سکتے کہ پچھلے

دو سال سے ساری دنیا کساد بازاری کا شکار ہے اور اس کا اثر پاکستان جو کہ ترقی پذیر ملک ہے پر بھی اتنا ہی گہرا ہے جتنا ترقی یافتہ ممالک پر ہے مگر ان حالات میں receiptsاور expenses کو اتنا متوازن بنانا اور ایک اچھا بجٹ پیش کرنا ایک good governance کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ پچھلے سال میں ہم نے budget allocation میں جو وعدے کئے وہ سب پورے نہیں ہوئے مگر کسی حکومت کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے ایک سال کافی نہیں ہوتا اور ایک ایسے ملک میں جہاں سرحدوں اور اپنے ملک میں بھی دشمن مورچہ زن ہوں اور کوئی ترقی نہیں کر سکتا اور جب اچانک آپ کے اپنے ملک میں لاکھوں لوگ بے گھر ہو جائیں تو پھر آپ کی توجہ بٹ جاتی ہے اور آپ کی جو ترجیحات ہیں وہ بدل جاتی ہیں۔ ان حالات میں کام کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہوتا ہے مگر ہمیں اس چیز کو ضرور appreciate کرنا ہو گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے پنجاب میں ایک مربوط اور جامع سسٹم enclose کر دیا ہے۔ اس سسٹم کی بنیاد میری رائے میں تین ستون پر ہے:

I. Strict merit policy
II. Accountability of government,establishment and parliamentarians
III. Development and elimination of poverty

میں امید کرتا ہوں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: وہ لکھی ہوئی تقریر پڑھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: معزز رکن notes دیکھ سکتے ہیں، throughout اس کو پڑھ نہیں سکتے۔

جناب عمران اشرف: جی، ٹھیک ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم جانچنے کے پیمانے کو تنقید برائے تنقید کی بجائے اس کی وسعت کو ضرور دیکھیں گے۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے کیا ہے، جس منزل پر ہم چل نکلے ہیں انشاء اللہ اس منزل پر پہنچیں گے اور کامیاب ہوں گے۔ یہاں پر ہمارے فاضل اراکین اپوزیشن والوں نے کہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں جو allocation کی گئی اس میں غریبوں کے لئے کیا رکھا گیا ہے؟ میں کچھ چند چیزیں گنوانا چاہوں گا جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی غریب پروری کا ثبوت ہیں۔ پہلے نمبر پر سستی روٹی، سب سڈائزڈ آٹا، پنجاب کے لئے تعلیم میں جو فنڈ رکھا گیا ہے، دانش سکول، ڈائلسز

مشینیں جو ہسپتالوں میں مہیا کی گئیں، ڈسٹرکٹ ہسپتالوں میں ائر کنڈیشنڈ، جنریٹرز، فری میڈیسنز، گرین ٹریکٹر سکیم، لیبر کے لئے میرج گرانٹ، لیبر کے لئے ڈیتھ گرانٹس اس کے علاوہ لیبر کے جو بچے ہیں ان کے لئے ملک سے باہر پڑھنے کے لئے جو وظائف رکھے ہیں، Increase death grant to officers and policemen who died on duty. ایک اور اچھا پراجیکٹ جو میاں محمد شہباز شریف نے شروع کیا ہے وہ solid waste management کا ہے، یہ ایک اچھی کوشش ہے، پاکستان میں ہونا چاہئے۔ پھر judiciary کی salaries کو increase کیا، کنٹریکٹ ڈاکٹروں کی ڈویلپمنٹ اوران کو permanent کیا گیا اوران کے stipends کو increase کیا گیا۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ میں مختلف کمیٹیوں میں شامل ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک ایشئین ڈویلپمنٹ بنک کی وساطت سے پبلک سروس کمیشن ریفارم شروع کی ہے اور یہ جو پراجیکٹ ہے، اگر یہ پروگرام بن رہا ہے تو یہ دس سالوں کے لئے ہو گا۔ اس کے علاوہ پنجاب میں investment کو collect کرنے کے لئے investment ministry کا قیام ہے، اس کے لئے نیا منسٹر بنے گا اور پاک چائنا گشت بھی وزیر اعلیٰ پنجاب کی اپنی ایک بھرپور کوشش ہے جو انشاء اللہ پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔

جناب سپیکر! میں بجٹ میں اپنی کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ کچھ shortcomings ہیں یا کچھ چیزیں ہیں جن کو تھوڑا سا تبدیل کرنا ہے، ان سے بہتری ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! پہلے نمبر پر ایجوکیشن کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اس میں انہوں نے پنجاب میں جو فنڈ رکھا ہے، دانش سکول بنائے ہیں اور ایجوکیٹرز کی hiring ہے۔ ایک شعبہ ایجوکیشن سیکٹر ریفارم کا ہے۔ اس شعبہ میں بہت زیادہ پیسا پڑا ہوا ہے مگر اس میں قانون یہ ہے کہ اس پیسے کو missing facility میں استعمال کر سکتے ہیں۔ صرف ان چیزوں میں جہاں پر boundary wall بنی ہے یا toilet بنا ہے یا اس کے علاوہ ایک کمرہ بن سکتا ہے لیکن اگر آپ پنجاب کے شہروں میں دیکھیں تو سکولوں کے حالات یہ ہیں کہ کمرے بہت تھوڑے ہیں اور طالب علم بہت زیادہ ہیں۔ میری حکومت پنجاب سے درخواست ہے کہ یہ جو ایجوکیشن سیکٹر ریفارم (ESR) ہیں ان کے جو visions ہیں ان کو تھوڑا سا

دیکھیں اوراس میں بچوں کو فرنیچر مہیا کریں، کمروں کی تعداد زیادہ بڑھائیں اور missing facility میں یہ جو پیسا ہے اس سسٹم کو تھوڑا سا broader base کر دیں۔

جناب سپیکر! ہیلتھ سیکٹر میں میاں صاحب نے ڈائلسز، ائر کنڈیشنڈ، جنریٹر اور فری میڈیسن کی ہے۔ ہمارے ملک میں اور پنجاب میں ایک بہت بڑا مسئلہ ہیپاٹائٹس کا ہے۔ اس ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ ہیں جن کو PCS tests کہتے ہیں اس کے لئے ایک ہی لیبارٹری ہے جو کہ جناح ہسپتال لاہور میں ہے۔ دوسرے شہروں سے لوگوں کو یہاں پر آنا پڑتا ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اگر ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر اس طرح کی کوئی لیبارٹری بنا دی جائے تو بہت بہتر ہو گا تاکہ جو لوگ دور سے آتے ہیں وہ ہیپاٹائٹس کے ٹیسٹ وہاں سے کروالیں اور پھر ان کو پتا لگے گا کہ انجکشن کی dose کیا ہو گی۔ میری پنجاب گورنمنٹ سے ایک اور درخواست ہے کہ جتنے بھی ڈسٹرکٹ ہسپتال ہیں وہاں ventilators کی سہولت بھی دیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کر لیں۔

جناب عمران اشرف: جی، ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! فوڈ سٹیمپ سکیم بہت اچھی سکیم ہے لیکن اس میں جو پوسٹ مین ہیں یہ ان کی سکیم بن گئی ہے۔ لوگوں کو پیسے نہیں پہنچ رہے۔ اس میں تھوڑی سی بہتری لے کر آئیں۔ گندم جو اتنی bumper crop ہوئی ہے، پنجاب میں گوداموں کی بہت ضرورت ہے۔ چیف منسٹر کی جو block allocation ہے اس میں ان ضلعوں میں گودام ضرور بنائیں کیونکہ گندم کو سٹور کرنے کی اگلے آنے والے وقتوں میں بھی ضرورت ہو گی۔

جناب سپیکر! پولیس میں آپ نے 45۔ارب روپیہ رکھا ہے جو کہ اگر صحت اور ایجوکیشن کو ڈبل کر دیں تو پھر بھی بہت زیادہ ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ عمران اشرف صاحب!۔۔۔ باقی آپ in writing دے دیجئے گا۔ میں یہاں پر معزز ممبران کو، چونکہ جہاں پر چھوٹی موٹی ambiguity آ جائے یا confusion ہو جس طرح جب معزز ممبر تقریر کر رہے تھے تو اپوزیشن کی طرف سے آیا کہ وہ لکھی ہوئی تقریر کر رہے ہیں تو rules of procedure اس کو اگر آپ study کریں تو اس کی جو سب کلاز (2) ہے وہ یہ کہتی ہے کہ:

202(2). Except with the permission of the Speaker, a member may not read his speech but may refresh his memory by reference to his notes.

تو یہاں پر جو مسئلہ ہے اس کے اندر صرف اتنا ہے کہ ممبر کو یہ چاہئے کہ ظاہری بات ہے کہ اتنا لمبا آپ یاد رکھ نہیں سکتے ہیں، آپ notes لے کر آ سکتے ہیں اور ان کو آپ consult کر سکتے ہیں۔ آپ یہ اپنے ذہن میں رکھئے گا۔ اب جناب شاہان ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بڑی مہربانی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب شیر علی خان: دیکھ کر نہیں پڑھنی۔

جناب شاہان ملک: آپ بے فکر رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: No cross talk please. بات کیجئے، ٹائم تھوڑا ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں معزز اراکین اسمبلی کے صبر، بجٹ کی تقریر اور وقت کی نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کوشش کروں گا کہ اپنی تقریر point to point کروں اور غیر ضروری سیاسی تقریر سے اجتناب کروں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ آج کا دن oposals and suggestions, demands کا ہے۔ تقاریر کا کوئی اور دن ضرور رکھیں چونکہ آج اس کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں بیت المال اور زکوٰۃ کے حوالے سے شروعات کرتا ہوں۔ میں نے پچھلے سال بھی عرض کیا تھا کہ پچھلے دور میں مختلف طریق کار سے بیت المال اور زکوٰۃ کا فنڈ خورد برد کیا جاتا رہا۔ کبھی آدھے اور کبھی تین چوتھائی پیسے رشوت لے کر one fourth دیا جاتا تھا لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہوئی کہ اس سال تو ایک چوتھائی تو درکنار بلکہ ایک کوڑی بھی غریبوں، مسکینوں تک نہیں جا سکی۔ چونکہ میرا تعلق اٹک سے ہے اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کی سیٹ ہے۔ ہمارے اٹک شہر میں ایک بہت ہی دیرینہ مسئلہ چلا آ رہا ہے جس کا میں نے پچھلے بجٹ میں بھی تذکرہ کیا تھا کہ وہاں پر سیوریج کی پائپ لائنز damage ہو چکی ہیں پنکچر ہو چکی ہیں اور وہ drinking water کے ساتھ mix up ہو چکی ہیں جس وجہ سے ہیپاٹائٹس بہت تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہمیں اس مقصد کے لئے جو سالانہ

بجٹ allocate کیا جاتا ہے وہ چاہے 80 لاکھ ہو یا اڑھائی کروڑ ہو وہ ناکافی ہے۔لہذا اس کے لئے خصوصی توجہ فرمائی جائے اور سپیشل بجٹ allocate کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں زراعت کے حوالے سے بھی چند گزارشات کرنا چاہتا ہوں چونکہ ہمارے علاقے میں دو قسم کی زمینیں ہیں semi hilly land اور sandy land ہے۔چونکہ ہمارا پسماندہ ضلع ہے اس لئے ہماری semi hilly land کے لئے کوئی ایسا طریق کار نہیں اور نہ ہی حکومت کی طرف سے کوئی ایسی support ہے کہ ہم semi hilly land کو برابر کر سکیں۔لہذا گزارش ہے کہ محکمہ زراعت کو بلڈوزر دیئے جائیں اور وہ کسانوں کو سستے داموں فراہم کئے جائیں تاکہ وہ اس زمین کو level کر سکیں اس سے کسان کے روزگار میں بہتری ہو سکے گی۔چونکہ ہمارے ہاں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے، ریتلا علاقہ ہے اگر کہیں پانی ہو بھی تو وہ ریت میں نہیں چلتا۔اس لئے میری گزارش ہے کہ sandy land کے لئے sprinkle and drip irrigation کی facility پر خصوصی توجہ فرمائی جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں گرین ٹریکٹر سکیم کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ حکومت پنجاب نے پہلے بھی بہت transparency کے ذریعے ٹریکٹر تقسیم کئے ہیں اور اب دوبارہ بھی کرنے جا رہی ہے۔اس میں میری تین تجاویز ہیں پہلی یہ گزارش ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ آیا جو applicant for the tractor ہے وہ اس کا حقدار بھی ہے یا نہیں؟ میری دوسری گزارش ہے کہ ٹریکٹر ملنے کے بعد اسے فروخت کرنے پر کچھ سالوں کی پابندی عائد ہونی چاہئے تاکہ منافع خور مافیا مختلف لوگوں کو استعمال کر کے ٹریکٹر نہ خرید سکے اور نہ آگے فروخت کر سکے۔ میری تیسری یہ گزارش ہے کہ ٹریکٹر سکیم کو segregate کر کے، divide کر کے یونین کونسل کی سطح پر لایا جائے کیونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی یونین کونسلیں میں تو پانچ لوگوں کے ٹریکٹر نکل آتے ہیں اور باقی پوری تحصیل ایسے ہی فارغ رہتی ہے۔ہماری تو یونین کونسلز بھی بارہ بارہ سولہ سولہ ہزار کی آبادی پر محیط ہیں لہذا اسے یونین کونسل کی سطح پر divide کیا جائے۔

جناب سپیکر! کالا چٹا mountain range ہمارے علاقے میں ہے وہ ہمیں بہت عزیز ہے، پنجاب کو بھی بہت عزیز ہے اور وہ پاکستان کی ایک بڑی نامی گرامی mountain range ہے۔جیسے میں

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہاں پر ایک طریق کار بن گیا ہے کہ محکمہ جنگلات لوکل ٹمبر مافیا کے ساتھ مل کر جنگل کی کٹائی کرتا ہے۔وہ اس لئے جنگل کی کٹائی بآسانی کر لیتا ہے اور بروقت لوگوں تک اس کی اطلاع نہیں پہنچتی کہ جنگل میں ہر کسی کے آنے جانے کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی ایسا راستہ ہوتا ہے۔وہ کاٹ کر اونٹوں، گدھوں اور گھوڑوں پر لاد کر فروخت کرتے رہتے ہیں اور جب گرمیوں کا سیزن آتا ہے تو پھر گرمی کی شدت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے جنگل کو آگ لگا دیتے ہیں اور اسے آگ کے زمرے میں ڈال کر اپنی خورد برد سے بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ اس پر خصوصی توجہ دی جائے اور مہربانی کر کے شجر کاری مہم کا خصوصی انعقاد کیا جائے کیونکہ ہمارے پاس بہت سے علاقوں میں گیس نہیں ہے اور بھی بہت سے مسائل ہیں۔پہلے لوگ گدھے یا کسی چیز پر چھوٹی موٹی لکڑیاں لا کر چولہا جلا لیتے تھے اور دال روٹی پکا لیتے تھے لیکن اب تو حالت یہ ہے کہ گیس بھی نہیں ہے اور جنگل بھی ختم ہو گیا ہے اگر بازار سے لکڑی خریدیں تو وہ بے تحاشا مہنگی پڑتی ہے۔ان حالات سے لوگ چوری، فراڈ اور دغا کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کی یہ ذمہ داری ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں کالا چٹا رینج کے حوالے سے عرض کر رہا تھا کہ ہمارے ہاں جنگلی حیات ناپید ہو چکے ہیں۔ہمارے ہاں پہلے یہاں پر بے تحاشا اور وافر مقدار میں اڑیال، ہرن اور کالا تیتر وغیرہ ہوتے تھے لیکن پچھلے دور میں خصوصاً جو کالا دور گزرا ہے جسے ہم مشرف دور کہتے ہیں۔یہاں سب سیاسی لوگ بیٹھے ہیں اگر کسی کا کھانا کریں، وزیر اعلیٰ یا کسی کو دعوت دیں تو مرغی یا گوشت پکایا جاتا ہے لیکن میں آپ کے گوش گزار کرتا چلوں کہ جب وزیر اعلیٰ آتا تھا اور ضلع ناظم کھانا کرتا تھا تو دو دو اڑھائی اڑھائی تین تین سو بندے کے لئے صرف اور صرف اڑیال کا گوشت بنایا جاتا تھا اور انہوں نے اڑیال کی نسل تباہ کر دی ہے۔ لہذا اس پر خصوصی توجہ کی جائے۔

جناب سپیکر! میں لائیو سٹاک کے حوالے سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہوں گا کہ تحصیل اٹک میں ویٹرنری ہسپتال ہے ماشاء اللہ وہ پچھلے سال بڑا خوبصورت renovate بھی ہو چکا ہے، بڑا لش پش بھی ہے لیکن بد قسمتی سے وہاں پر نہ تو ویکسین ہے اور نہ ہی کسی جانور کے علاج کے لئے اسے رکھنے کی کوئی جگہ ہے۔جب دور دراز سے لوگ حکومتی ہسپتال سمجھ کر اپنے جانور کو کرایہ کی گاڑی پر لے کر آتے

ہیں لیکن بڑی شرمندگی ہوتی ہے کہ وہاں پر نہ تو کوئی ویکسین موجود ہوتی ہے اور نہ جانور کو وہاں رکھ کر علاج کرنے کی سہولت ہے۔لہذا اس کے لئے بھی خصوصی توجہ فرمائی جائے۔

جناب سپیکر! میں ڈیموں کے حوالے سے مختصر سی بات کروں گا۔جیسے میں نے عرض کیا کہ ہمارا semi hilly area ہے اور جب بارشوں کا پانی آتا ہے تو وہ valleys سے گزرتا ہوا دریا میں چلا جاتا ہے۔اگر اس ایریا میں ایک طرف سے یا دوسری طرف سے بند کیا جائے تو پانی کی storage کے لئے یہ بہت آسان طریقہ ہے۔اس پر بھی توجہ فرمائی جائے۔میں نے پچھلے سال کے بجٹ کی کتاب میں پڑھا تھا کہ ہماری حاجی شاہ یونین کونسل میں ڈیم بنانے کے لئے کہا گیا تھا اور اس کے لئے تقریباً 14 کروڑ روپیہ بھی مختص کیا گیا تھا لیکن ابھی تک اس کی طرف سے کوئی ہوا بھی نہیں آئی۔لہذا مہربانی کر کے اس طرف توجہ فرمائی جائے۔ڈیم بننے سے جو فائدہ ہو گا وہ تو بعد کی بات ہے لیکن ڈیم بنانے کے دورانیے میں جن لوگوں کا روزگار لگ جائے گا ہمارے لئے وہ بہت زیادہ concern ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ wind up کر لیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں wind up کر رہا ہوں۔معذرت کے ساتھ پہلا بندہ ہوں جو ضروری بات کر رہا ہوں۔میں ریونیو کے حوالے سے آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے پڑھا تھا کہ ہمارے وزیر خزانہ کائرہ صاحب نے اس مد میں 4.3 بلین روپے کی رقم مختص کی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی خوش آئند ہے کہ ریونیو ریکارڈ کو کمپیوٹرائز کرنا چاہئے۔اس میں میری صرف اتنی سی گزارش ہے کہ تمام ریکارڈ نقشہ، خسرہ نمبر اور مالک کے نام سے رجسٹرڈ ہو تاکہ دنیا میں کہیں بھی بیٹھا ہوا مالک کمپیوٹر پر جا کر اپنی زمین کو دیکھ سکے کہ safe اور موجود ہے۔

میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی عرض کیا تھا کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی ٹیکسٹائل ہے اور نہ کوئی انڈسٹری ہے اس لئے ہمارے اٹک میں ٹیکس فری زون کا انعقاد کیا جائے۔ چونکہ اٹک کو تین مارکیٹیں لگتی ہیں ۔ ایک Attack to Peshawar، ایک Attock to Rawalpindi اور ایک Attock to Karachi via Jand Basal، دوسری طرف strategically بھی یہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ایک طرف Kamra Aeronautical Complex ہے ، دوسری طرف سنجوال آرڈی ننس فیکٹری اور تیسری طرف غازی بھروتھا ڈیم

ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہاں پر دو قسم کی انڈسٹریز لگ سکتی ہیں۔ اگر حکومت پنجاب اس طرف توجہ دے تو ہزاروں کی تعداد میں لوگ نہ صرف اس سے مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ حکومت پنجاب اس سے بے تحاشہ revenue بھی generate کر سکتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! آخری بات عرض کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، آخری بات کر لیں۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! ہمارے پاس غازی بھروتھا ڈیم ہے جس سے پورے پاکستان کو بجلی فراہم کی جاتی ہے جبکہ ہمارے ہاں لوگ بے روزگار پڑے ہیں کیونکہ نوکریاں صوبہ سرحد والوں کو دی جا رہی ہیں۔ آخری بات یہ کروں گا کہ دانش سکول سسٹم کا پراجیکٹ بہت خوبصورت اور خوش آئند ہے لیکن اتنی سی گزارش ہے کہ یہاں سے لوگ پڑھیں گے، ڈگری مکمل کریں گے، کوئی ماسٹر کرے گا، کوئی ایم بی اے کرے گا وہ تو بعد میں کرے گا لیکن جنہوں نے ماسٹر یا ایم بی اے کئے ہوئے ہیں اور ڈگریاں اٹھا کر در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں ان کے روزگار کا کوئی بندوبست کیا جائے کیونکہ جہاں آپ تعلیم کو فروغ دے رہے ہیں وہاں روزگار کا بھی بندوبست کریں۔ آخر میں ایک شعر عرض کرنے کے بعد اجازت لوں گا۔

جس دور میں لٹ جائے فقیروں کی کمائی
اس دور کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

جناب قائم مقام سپیکر: میاں محمد علی لالیکا صاحب!

میاں محمد علی لالیکا: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔امابعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ مجھے آپ نے اس بجٹ بحث پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے تو میں پنجاب حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ اس مشکل اور کٹھن دور میں کہ ایک طرف تو آپ کے اس ملک میں آگ لگی ہوئی ہے اور دوسری طرف ایک ایسا عوام دوست اور tax free بجٹ جو ہماری حکومت نے پیش کیا میں اس پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو اور بالخصوص تنویر اشرف

کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اس بجٹ میں عوامی فلاح کے کاموں کو رکھا گیا ہے اس پر بھی میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر!عدلیہ کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت خوش آئند بات ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی وساطت سے پنجاب حکومت سے یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ جو دوسرے ملازمین ہیں ان کی تنخواہوں کا بھی خیال رکھا جائے کہ اس مہنگائی کے دور میں ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔ان کی کمر بھی اس مہنگائی کے دور میں سیدھی ہوتی ہوئی نظر نہیں آ رہی لہذا آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان کی تنخواہوں میں بھی اضافہ کیا جائے۔

جناب سپیکر!میں مرکزی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے کاشتکار کی حوصلہ افزائی کے لئے 950 روپے گندم کی قیمت مقرر کی ہے۔خدا کے فضل و کرم سے اس قیمت کے مقرر ہونے سے آج پنجاب کے کسان، ہاری اور دہقان نے آپ کے صوبے کو گندم سے مالا مال کر دیا ہے باوجود اس کے کہ کھاد کی عدم دستیابی تھی، یوریا بروقت اس کو نہ مل سکی لیکن خدا کی ذات نے ساتھ دیا اور اللہ تبارک تعالیٰ کی خاص رحمت کی وجہ سے ایسا موسم دستیاب ہوا کہ آج ہمارے صوبے کو ایک bumper crop ملی ہے۔وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی نیت پر شک نہیں کیا جا سکتا کہ جنہوں نے اپنی ٹیم کے ساتھ جگہ جگہ پر جا کر چھاپے مارے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ پورا آوے کا آوے ہی بگڑا ہوا ہے۔ان کو سابق ادوار کی وہ عادتیں پڑی ہوئی ہیں کہ جن کی وجہ سے آج بھی صحیح معنوں میں کاشتکار کی گندم نہیں اٹھائی جا سکی۔ابھی تک ہمارے علاقے میں اور میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی یہ شکایات موصول ہوئی ہیں۔کوئی ایسا سلسلہ شروع کیا جائے کہ ان شکایات کا ازالہ ہو سکے۔یہاں وزیر زراعت صاحب تشریف فرما ہیں میں آپ کی وساطت سے ان سے درخواست کروں گا کہ کوئی ایسی کمیٹیاں قائم کی جائیں کہ اب بھی کاشتکار کے پاس جو گندم پڑی ہے اسے حکومت خرید کر اپنے پاس رکھے تاکہ خدا کے اس دیئے ہوئے رزق کی ہم صحیح معنوں میں حفاظت کر سکیں۔

جناب سپیکر!یہاں پر کاشتکاروں کے حوالے سے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء کیا گیا اور اس موجودہ بجٹ میں اس مد میں رقم کو بڑھایا گیا ہے جس پر میں وزیر خزانہ اور حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔اس مد میں رقم کو بڑھا کر انہوں نے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کی ہے۔یہاں پر میں گزارش

کروں گا کہ دو لاکھ subsidy دینے سے کام نہیں بنے گا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو second hand ٹریکٹر import کرنے کی اجازت بھی دینی چاہئے۔یہاں پر جو انڈسٹریز ٹریکٹر تیار کر رہی ہیں انہوں نے ان ٹریکٹروں کی قیمت ساڑھے دس لاکھ روپے رکھی ہوئی ہے اور اس کے لئے بھی تین تین ماہ انتظار کرنا پڑتا ہے تو میری آپ سے درخواست ہوگی کہ اس حوالے سے کوئی ایسی strategy بنائیں کہ پنجاب حکومت second hand ٹریکٹر بھی import کرے تاکہ کم قیمت پر کسانوں کو ٹریکٹر میسر آ سکیں۔

جناب سپیکر! کسان کا ایک اور دیرینہ مطالبہ ہے کہ اسے جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کا mark up 12 فیصد، 14 فیصد یا 16 فیصد تک وصول کیا جاتا ہے۔میں آپ کی وساطت سے اپنی حکومت سے درخواست کروں گا کہ کاشتکار کو کم شرح سود پر قرضے مہیا کئے جائیں تاکہ کاشتکار بھی باعزت طریقے سے اپنی روزی کما سکے اور تحصیل دار، گرداور یا پٹواری اس کے پیچھے وارنٹ لے کر نہ پھرتے رہیں۔اس حوالے سے کوئی ایسا criteria مقرر کیا جائے کہ کسان کو جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کے mark up میں کمی کی جائے اور حکومت پنجاب کی طرف سے کسان کو کوئی ایسا bonus دیا جائے تاکہ کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی ہو تاکہ آئندہ خدا کے فضل وکرم سے آپ کا صوبہ اس پوزیشن میں آ سکے کہ پنجاب حکومت کو export کرنے میں اتنا revenue ملے کہ یہ صوبہ مالا مال ہو جائے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی، مزدور، دہقان اور غریب کا حق ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت پنجاب بھرپور طریقے سے اس سکیم کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہی ہے لیکن میرا علاقہ rural belt سے تعلق رکھتا ہے، ہمارا ضلع پسماندہ ضلع ہے۔وہاں پر دیہاتوں میں تنور قائم نہیں کئے جا سکتے تو میری آپ سے یہ humble request ہے کہ اس سستی روٹی کی بجائے اس مد میں اگر سستا آٹا مہیا کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پنجاب فوڈ سپورٹ پروگرام میں اضافہ کر دیا جائے، اس کا کوٹا بڑھا دیا جائے۔اس سے بھی ہم مستفید ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں پنجاب حکومت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خادم اعلیٰ کی سربراہی میں ایجوکیٹرز کی جو بھرتیاں ہوئی ہیں وہ بالکل merit پر ہوئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ آپ کی وساطت سے یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ سیاسی کارکن خواہ وہ پاکستان پیپلز پارٹی کا ہو، مسلم لیگ (ن) کا ہو یا ایم ایم اے کا ہو

جنہوں نے مشرف کے آٹھ سالہ دور میں جمہوریت کی جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیا، ہماری عزتیں بڑھائیں اور ہمیں حوصلہ دیا آج وہ overage ہو چکے ہیں تو میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کے لئے بھی کوئی fix criteria کیا جائے تاکہ آئندہ آنے والے آمروں کی حوصلہ افزائی نہ ہو سکے اور جمہوریت کا process صحیح طریقے سے چلتا رہے۔

جناب سپیکر! امن عامہ کے لئے جو 47۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ ایک اچھا اقدام ہے ہم اس کو سراہتے ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے پھر یہ کہوں گا کہ یہ 47۔ارب روپیہ صرف تھانے اور آئی جی آفس کی دیواروں کو اونچا کرنے میں نہ لگ جائے۔ کوشش کی جائے کہ اس کو proper utilize کیا جائے۔ یقین جانیں کہ عوامی نمائندے اور عوام کی وہاں پر رسائی بھی مشکل ہو گئی ہے اور اس کو دس مراحل میں سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ میری آپ سے یہ التجا ہے کہ اس رقم کو ان جگہوں پر خرچ کیا جائے جہاں پر تھانوں کی کمی ہے۔ آبادی بڑھتی جا رہی ہے اور علاقے بڑھتے جا رہے ہیں لیکن وہاں پر تھانے موجود نہیں ہیں۔ میری آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے گزارش ہے کہ اس کے استعمال کے لئے منصوبہ بندی کی جائے اور اس رقم کو صحیح معنوں میں اس جگہ پر خرچ کیا جائے جہاں پر اس کی ضرورت ہے۔ جہاں پر پولیس کے تھانے کم ہیں اور پچھلے دور کی جو شاہ نما چوکیاں بنی ہوئی ہیں، پٹرولنگ کی جو چوکیاں بنی ہوئی ہیں اور اس مد میں جو پیسا خرچ کیا گیا ہے ان کو بھی بروئے کار لاتے ہوئے استعمال کیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز، آپ wind up کریں۔

میاں محمد علی لالیکا: جناب والا! میرا بھی تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ آج مجھے یہ سن کر یقین جانئے دکھ ہوا کہ جب یہ کہا گیا کہ جنوبی پنجاب والوں کی محرومیاں نہیں ہیں۔ یقین جانیے کہ جنوبی پنجاب والے محروم ہیں۔ میں آپ کی نذر یہ بات کرتا جاؤں کہ وہاڑی اور بہاولنگر کے درمیان اس وقت ایک پل کی اشد ضرورت ہے۔ اس سے ہماری مسافت 60 کلو میٹر تک کم ہو جاتی ہے۔ جس وقت ہم ٹھوکر نیاز بیگ کا dual carriage way دیکھتے ہیں تو یقین جانئے کہ ہمارے دلوں کو ہاتھ پڑتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میری آپ سے یہ humble request ہے کہ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ کوئی ایسا برابری کا پیمانہ بنالیا جائے جس کی وجہ سے جس کا جو حق ہے اس کو دے دیا جائے تاکہ یہ احساس محرومی پیدا ہی نہ ہو۔ میری آپ سے دوبارہ یہ گزارش ہے کہ انشاء اللہ العزیز اگر ایسا ہو جاتا ہے تو ہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے۔ ہماری محرومیوں اور چیزوں سے احساس محرومی کا احساس ہوتا ہے اس کو دور کیا جائے۔ ہم جب لاہور آتے ہیں، لاہور ہماری شان ہے پنجاب کی ایک کہاوت ہے کہ ''جنےلاہور نہیں دیکھیا او جمیا نہیں'' لیکن ہماری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہماری یہ آپ سے التجا ہے، آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کو یہ سپیشل کہا جائے یا ان سے یہ کہلوایا جائے کہ وہ جنوبی پنجاب کے لئے ایک علیحدہ بجٹ مختص کریں تاکہ ہمیں پتا ہو کہ ہمارے پاس کیا آ رہا ہے اور لاہور کے پاس کیا آ رہا ہے۔ بڑی مہربانی، شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جس طرح میں نے پہلے کہا تھا کہ اب آدھے گھنٹے کی break ہو گی۔ ساڑھے چار بجے سے پانچ بجے تک کے لئے break ہے۔ پانچ بجے ہم دوبارہ اکٹھے ہوں گے اور نو بجے تک اجلاس چلے گا۔ جب پانچ بجے اکٹھے ہوں گے تو وزیر قانون بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔

(اس مرحلہ پر کھانے اور نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر اور کھانے کے وقفہ کے بعد جناب قائم مقام سپیکر رانا مشہود احمد خان 5 بج کر 20 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں شفیع محمد صاحب!

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب تو ابھی ایوان میں آئے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈیپارٹمنٹ کے نمائندے آپ کی بات نوٹ کر رہے ہیں۔ آپ شروع کریں اور منسٹر صاحب بھی آ جاتے ہیں۔

میاں شفیع محمد: تمام دوست فرما رہے تھے کہ ان مشکل حالات میں بجٹ پیش ہوا ہے تو واقعی ہم مشکل حالات میں تھے کیونکہ 15 اور 16۔ جون کو شاید اسمبلی کو bomb threat بھی تھا جو کہ واقعی مشکل حالات تھے اس کے علاوہ تو مجھے اور کوئی مشکل حالات نظر نہیں آتے۔ وزراء اور آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے اپنا بجٹ curtail کیا ہے اور جو بجٹ آپ کے مختص ہوا تھا اس سے کم خرچ

ہوا۔ میری تجویز ہوگی کہ اس سے بھی کم خرچ ہو سکتا ہے کہ اگر اسمبلی اور وزراء کے کردار کو مزید کم کر دیا جائے تو انشاء اللہ خرچ کم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! دہشت گردی پر بھی بات ہوئی ہے اور ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے دہشت گردی کے حوالے سے بات کی ہے تو میں حکومت وقت کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ ایک سال پہلے اسی ایوان میں باتیں ہوتی تھیں کہ ہمارے اپنے لوگوں کو مارا جا رہا ہے اور انہیں شہید کیا جا رہا ہے تو آج پوری قوم متحد ہے اور اس آپریشن میں ہم اپوزیشن والے بھی آپ کے ساتھ متحد ہیں اور الحمد للہ حکومت وقت کی سوچ بھی ہمارے ساتھ ہم آہنگی رکھتی ہے۔ اس وقت بھی اگر یہ سوچ لیا جاتا کہ آپریشن کرنا ہے اور یہ آپریشن اس وقت ہو جاتا تو ہمارا یہ ایک سال بچ جاتا۔

جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے عدل و انصاف کی بات کی ہے تو میں عرض کروں گا کہ کنزیومر کورٹس شہروں میں بنا دی گئی ہیں تو اگر یہ دیہاتوں میں بھی بنا دی جائیں تو ہمارے زمینداروں کو ان کی فصلوں کا مناسب ریٹ ملے گا۔ یوریا کی بلیک سے ہم بچیں گے اور جعلی ادویات اور بیج سے بھی ہماری جان چھوٹ جائے گی۔ اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہوگی کہ اگر ہر مارکیٹ کمیٹی میں ایک سول جج صاحب تعینات کر دیئے جائیں کیونکہ Judiciary بھی اپنی reforms کر رہی ہے تو اس میں بھی اگر وہ کر دیں تو یہ بہت بہتر ہوگا۔ عدل و انصاف میں یہ validation کر دی جائے تو یہ بہت بہتر ہوگا کیونکہ 70 فیصد آبادی ہمارے دیہاتوں میں گزر بسر کرتی ہے تو اس سے دیہاتیوں اور کاشتکاروں کے مسئلے مسائل بھی حل ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس ایوان میں ایک قرارداد پاس ہوئی تھی کہ زمینداروں پر اور زراعت پر ٹیکس Constitution کے مطابق صوبہ پنجاب کا مسئلہ ہے اور وفاق اس پر ٹیکس نہیں لگا سکتا تو پچھلے کئی دنوں سے وفاق میں پھر زرعی ٹیکس یا زرعی انکم ٹیکس پر بات ہو رہی ہے تو میں آپ کے توسط سے وفاقی مشیر خزانہ تک یہ بات پہنچانا چاہوں گا کہ زرعی ٹیکس سے متعلق پہلے بھی پنجاب اسمبلی وضاحت کر چکی ہے اور اس ضمن میں وہ وضاحتی قرارداد پاس کر کے وفاق کو بھیج چکے ہیں کہ یہ معاملہ صوبائی ہے، وفاقی معاملہ نہیں ہے۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ بات ان تک ضرور پہنچے گی۔

جناب سپیکر! فوڈ سپورٹ پروگرام ایک اچھی بات ہے اور میرے کافی سارے دوستوں نے بھی اس کا ذکر کیا ہے کہ کہیں ہم قوم کو بھکاری تو نہیں بنا رہے تو اگر اس کو review کیا جائے، اگر اس کی جگہ کوئی روزگار سکیم شروع کی جائے یا غریبوں کے لئے کوئی اور ٹریننگ سکیم آ جائے جس طرح میاں محمد نواز شریف کے پچھلے دور حکومت میں ٹیکسی سکیم تھی تو وہ اس سے زیادہ بہتر نہیں ہو گی؟ اگر فوڈ سپورٹ پروگرام کو چلانا مقصود بھی ہے تو اس میں pillage کم کی جائے۔ آپ یقین کریں کہ ڈاک خانے والوں کو اس میں بہت فائدہ ہو رہا ہے اور وہ اس سکیم کو ناکام کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں وزیر خزانہ صاحب اور آپ کے توسط سے حکومت پنجاب سے بھی عرض کروں گا کہ اس کی pillage کو کم از کم کنٹرول کیا جائے۔

جناب سپیکر! دانش سکول سسٹم بہت اچھا آئیڈیا ہے اور Centre of Excellence کے نام سے پہلے یہ introduce ہوا تھا مگر اب اس کا نام کیوں دانش سکول رکھ دیا گیا ہے؟ میرے کچھ دوستوں نے تو مختلف انفارمیشن دی ہے لیکن میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مگر وزیر خزانہ نے فرمایا کہ چوبیس تحصیلوں میں یہ دانش سکول بنیں گے تو میں اس کی بھی وضاحت چاہوں گا کہ یہ چوبیس تحصیلیں کون کون سے اضلاع کی ہوں گی؟ کیا اس میں جنوبی پنجاب کا بھی کچھ حصہ ہے؟ ساتھ ساتھ انہوں نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ تحصیلوں میں ہوں گے تو پنجاب میں ایک ایسا حصہ بھی ہے جو قبائلی علاقہ ہے اور وہاں تحصیل نہیں ہوتی۔ اگر اس میں addition کی جائے کہ تحصیلوں کے علاوہ قبائلی علاقہ جات میں بھی یہ سکول بنائے جائیں گے تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر! زمین کی فروخت کی بات ہوئی ہے کہ اس سے 15۔ارب روپے generate ہوں گے تو سب سے زیادہ available زمین فروخت ہونے کے لئے جو باتیں عام ہو رہی ہیں تو وہ بہاولپور ڈویژن اور چولستان میں ہے جس پر کافی صنعتکاروں کی نظر ہے تو میری یہ استدعا ہو گی کہ اس کے لئے وفاق میں پرائیویٹائزیشن بورڈ کی طرز پر بورڈ بنایا جائے یہ کسی فرد واحد کا فیصلہ نہ ہو۔ سٹیٹ بنک صرف 22 فیصد زراعت کو قرضہ دیتا ہے اور کمرشل بنکوں کو یہ کہا ہوا ہے کہ وہ 78 فیصد انڈسٹری کو قرضہ دیں یا تجارت کو قرضہ دیں۔ اگر یہی population 78% ratio کی طرف الٹ ہو جائے تو یہی زمینیں میرا ہمسایہ زمیندار ہو گا یا جاگیردار ہو گا جو اتنے ہزار ایکڑ خریدے گا تو وہ کوئی صنعتکار نہیں ہو گا

بلکہ میرا اپنا کوئی زمیندار بھائی ہو گا۔اس نے بھی تو قرضے سے زمینیں خریدنی ہیں اور اگر یہی loan ادھر shift ہو جائے تو یہ بہتر ہو گا۔اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ یہ زمین کس طرح sale ہو گی تو اس حوالے سے میں کم از کم یہ عرض کروں گا کہ اس علاقے کے اراکین اسمبلی کو بھی اس میں شامل کیا جائے کیونکہ اس میں کافی reassignment ہے۔پہلے بھی آپ نے اخباروں اور میڈیا میں سنا ہے کہ گوادر بلوچستان میں لوگوں کا different sentiment ہے تو بہاولپور میں بھی اسی طرح کا sentiment پایا جاتا ہے۔زمین کی فروخت پر خاصے لوگوں کی نظر ہے۔اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اس کو ذرا کنٹرول کیا جائے اور اگر فروخت ہونی بھی ہے تو اس کو کسی طریقے سے کرنا چاہئے۔کسی صنعت کار کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

جناب سپیکر!جنوبی پنجاب کی باتیں یہاں پر ہوئی ہیں تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں کچھ حقائق بھی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ انفراسٹرکچر میں جو disparity ہے وہ خانیوال سے آگے سفر کریں تو آپ کو صاف نظر آئے گی اور ہماری ڈونر ایجنسیوں نے بھی ہمارے قائد ایوان کو pinpoint کیا ہے کہ یہاں پر disparity ہے۔یہ میں ذکر نہیں کرنا چاہ رہا تھا لیکن ضرور کروں گا کہ سوات وغیرہ میں جو آپریشن ہو رہا ہے تو ہماری انفارمیشن ایجنسیوں کی یہ observation ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ پاکستان کے خلاف نبرد آزما ہیں تو 25 فیصد لوگ جنوبی پنجاب کے ان کے شانہ بشانہ لڑ رہے ہیں۔میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب کے لوگوں کو وہاں پر جانے کی کیا ضرورت محسوس ہوئی ہے۔یہ بھی اس چیز کی نشاندہی کی ہے کہ اسی disparity کی وجہ سے وہاں کے لوگ بے روزگاری کی وجہ سے صنعت نہ ہونے کی وجہ سے،انفراسٹرکچر کمزور ہونے کی وجہ سے اور زراعت پر توجہ نہ دینے کی وجہ سے وہاں جا کر یہ کام کرتے ہیں۔اگر وہاں پر بھی سنٹرل پنجاب کی طرح یہ انڈسٹری ہو تو یہ اس طرح کا واقعہ نہ ہوتا۔175۔ارب روپے کا بجٹ اس ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے۔اس میں سے صرف 5۔ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے رکھے ہیں تو یہ بھی ایک بہت بڑی disparity ہے۔

آخر میں صرف اتنا ذکر کرنا چاہوں گا کہ ڈیرہ غازی خان ڈویژن اور بہاول پور ڈویژن کے درمیان ایک پل ہے جسے نشتر گھاٹ کا نام اس لئے دیا جاتا ہے کہ اس کا اعلان سردار عبدالرب نشتر صاحب نے کیا تھا۔جنوبی پنجاب کا یہ بہت ہی اہم پل ہے اس کا اعلان محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے کیا،

اس کا اعلان میاں محمد نواز شریف نے کیا، اس کا اعلان قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف نے کیا۔ وہاں کے لوگ اس وقت ریلیاں نکال رہے ہیں، مجھے بھی یہاں پر فون آ رہے ہیں۔ ان ریلیوں میں مسلم لیگ (ن) بھی شامل ہے، اس میں پیپلز پارٹی بھی شامل ہے، اس میں پاکستان مسلم لیگ کے لوگ بھی شامل ہیں اور سول سوسائٹی کے لوگ بھی شامل ہیں۔ وہ پل بہت اہمیت کا حامل ہے۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہے کہ نشتر گھاٹ کا ذکر ضرور اس بجٹ میں آئے اور اس کی ضرور allocation ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جناب محمد وارث کلو!

جناب محمد وارث کلو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ پر کافی بحث و تمحیص ہو چکی ہے اور دوستوں کی طرف سے کافی اچھی تجاویز بھی آئی ہیں۔ میں بجٹ پر اظہار خیال کرتے ہوئے بتاؤں گا کہ ہمیں اپنے معروضی حالات کا بھی تھوڑا سا تجزیہ کرنا چاہئے اور اپنا احاطہ کرنا چاہئے کہ آج کل ہم کہاں تک پہنچے ہیں اور کیا صورتحال ہے؟ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ ہم 60 بلکہ 63 سال میں تقریباً half سے زیادہ عرصہ آمریت اور فوجی آمریت کے شکنجے میں جکڑے رہے۔ جو عرصہ سول حکومتوں کو ملا اس میں بھی بیوروکریسی، establishment اور ملٹری establishment کا غلبہ رہا۔ چند مفاد پرست عناصر ہمیشہ establishment کا ساتھ دیتے رہے اور آج ہمارا حشر یہ ہو گیا ہے کہ آج ہم جس طرف بھی جاتے ہیں، ہمارا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے دیکھ کر ہمیں تھوڑا سا بھی سکون میسر ہو۔ میرے بھائی ابھی disparity کی بات کر رہے تھے۔ disparity کوئی جنوبی پنجاب یا شمالی پنجاب کی بات نہیں ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ disparity ہمارے پورے ملک میں ایک ایسا فیشن بن چکا ہے اور ایسے طریقے سے disparity ہوئی ہے کہ دولتمند دولتمند ہوتا گیا، غریب آدمی غریب سے غریب تر ہوتا گیا اور سفید پوش بھی غریبوں کی صفوں میں شامل ہوتا گیا۔ غیر مساویانہ تقسیم دولت اور ارتکاز دولت کے سسٹم نے معاشرے کو ٹوٹل تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ آج کل جو رپورٹیں آتی ہیں ان رپورٹوں میں سرکاری طور پر یہ تسلیم کیا جا رہا ہے کہ پنجاب میں 40 فیصد کی آبادی غربت کی لکیر سے نیچے ہے لیکن میں گارنٹی سے کہتا ہوں کہ more than 60 percent پنجاب کے لوگ غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے ہیں۔ دولت کا انبار صرف دو فیصد لوگوں کے پاس رہ گیا ہے باقی لوگ

hand to mouth زندگی گزار رہے ہیں اور اس طریقے سے یہ بہت بڑا dilemma ہمارے معاشرے میں ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہاؤس کا وقت ساڑھے تین گھنٹے بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد وارث کلو: جناب سپیکر! انصاف کے بغیر کوئی معاشرہ نہیں چل سکتا۔ ہمارے ہاں نہ معاشرتی انصاف ہے، نہ معاشی انصاف ہے۔ آج کل میں سمجھتا ہوں کہ "have" اور "have not" کی جنگ جاری ہو چکی ہے۔ سیاستدان جب آتے ہیں تو اسی وقت سیاستدانوں کے خلاف سازشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ سیاستدان شہید بھی ہوتے رہے، زندہ بھی چلے گئے لیکن اس کے باوجود آج تک establishment کی زنجیروں سے نہ سیاستدان آزاد ہو سکے ہیں اور نہ عوام آزاد ہو سکی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اب ہماری صورت یہ ہے کہ پچھلی دفعہ کہا جاتا تھا اور 1970 میں بھی تحریک چلی تھی کہ بیرونی قرضوں سے ہم نے جان چھڑانی ہے لیکن ظلم کی انتہا یہ ہے کہ latest figures کے مطابق آج کل ہم 52۔ ارب ڈالر سے بھی زیادہ پھر مقروض ہو گئے ہیں۔ ابھی ہم ڈیڑھ ارب ڈالر جو بل آیا ہے اور سالانہ۔ ارب ڈالر ملنا ہے اس کا بھی پتا نہیں ہے کہ وہ قرضے میں convert ہو گا یا امداد میں convert ہو گا۔ ہماری نظریں پوری طرح سے باہر لگی ہوئی ہیں اور ہم نے اپنی عادت بنالی ہے کہ ہمیں باہر سے امداد ملے گی۔

ساری عمر سہاروں کی آس رہتی ہے
ساری عمر ہمیں سہارے فریب دیتے ہیں

یہ ہماری حالت ہے۔ میں اب بجٹ پر آؤں گا کہ یہ پہلا موقع ہے، میں پچھلے پانچ سال بھی یہاں رہا ہوں اور اس سے پہلے کا بھی ہمیں پتا ہے۔ pre budget session اس دفعہ بلایا گیا تھا اور تمام دوستوں کو کہا گیا کہ اپنی تجاویز پیش کریں۔ ان پر باقاعدہ notes لئے گئے اور ان پر عمل بھی ہوا۔ پھر یہاں working groups بنائے گئے ان working groups میں، میں بھی شرکت کرتا رہا اور ہر شعبے پر پوری محنت ہوئی لیکن کیا کریں کہ مسائل اور وسائل کا کوئی موازنہ نہیں ہے۔ بے شمار مسائل ہیں لیکن وسائل وہی محدود ہیں۔ ابھی میں خزانہ کے افسران سے figures لے رہا تھا تو وہ 3 سو 9۔ ارب روپے کی

رقم ہے جو جون 2010 کے بعد خرچ ہونا ہے۔ پچھلے جتنے پل، سڑکیں اور تمام چیزوں کو اتنا زیادہ غیر متوازن کیا گیا ہے۔ ایک غریب جو below poverty زندگی گزار رہا ہے وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ میں پکا مکان بنا لوں کیونکہ اس کو فرصت ہی نہیں ہوتی کہ وہ اپنے بچوں کو دو وقت کی روٹی دے سکے۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے اپنی عوام کو روٹی مہیا کرنی ہے، ان کو علاج مہیا کرنا ہے پھر اس غریب کے بچے کو تعلیم مہیا کرنی ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہاں بات ہو رہی تھی سستی روٹی کی۔ چودھری صاحب تشریف رکھتے ہیں یہ میرے بڑے بھائی ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ پروگرام فضول پروگرام ہے، کوئی پراجیکٹ شروع نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں نہایت معذرت اور نہایت ادب کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ بھوکے سے اگر پوچھیں کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں تو اس کا جواب ہوتا ہے کہ دو اور دو چار روٹیاں ہوتی ہیں۔ میں صرف یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس وقت آٹھ نو سالہ آمریت کو جھیلنے کے بعد اب جو حشر عوام کا ہو چکا ہے اور میں نے specifically عرض کیا کہ پنجاب میں جو حشر ہو چکا ہے تو لوگ روٹی کے لئے ترس رہے ہیں۔ اگر کسی parameter سے لوگ سوچتے ہیں کہ یہ دو روپے والی روٹی کا پروگرام فضول ہے تو یہ ان کی اپنی سوچ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معروضی حالات کے مطابق اس وقت دو وقت کی روٹی مہیا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ جہاں تک projects کی بات ہے تو ہم پانچ سال تک ابھی وہ projects ختم نہیں کر سکتے جو چودھری صاحب کی حکومت شروع کر چکی ہے کیونکہ اس کے 309 بلین روپے ابھی بقایا ہیں۔ اس سلسلے میں میری تجاویز یہ ہیں کہ جس طرح سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ پروگرام شروع کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کا معروضی حالات کے مطابق انتہائی اچھا قدم ہے۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا کہ جس طرح پہلے ہوتا تھا سستا آٹا چونکہ اس میں ایک ساری آبادی کا concept آگیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر وزیر خزانہ صاحب تشریف رکھتے ہیں تو یہ notes لے لیں کہ ہمارے جو دور دراز گاؤں ہیں ان کے لئے اگر سستا آٹا پروگرام شروع کر دیا جائے تو یہ نہایت ہی اچھی تجویز ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کر لیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! ابھی تو آپ نے موقع دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سب کے لئے ایک ہی ٹائم ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! تعلیم کے سلسلے میں ابھی کوشش کرنی ہے، ابھی یہاں سے ابتدا ہو رہی ہے اس میں دانش سکول سسٹم اور جو کمپیوٹرائزیشن شروع کی گئی ہے یہ انتہائی اہم قدم ہے اور یہ انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح educational disparity ختم ہو گی۔ اس میں basic facilities کی بات ہوئی، اس میں ایک مسئلہ ہے اور میں تجویز دوں گا کہ جو basic facilities دی جارہی ہیں، اس کی identification ایجوکیشن کا ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے اور این ایل سی والے وہ اس کی execution کرتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہوں گا، وہاں transparency نہیں ہے، این ایل سی والے کرنل کو کوئی پتا نہیں کہ میں نے کہاں کام شروع کرنا ہے لہذا میں کہتا ہوں کہ execution این ایل سی کے پاس رہے لیکن identification ایم پی اے کے پاس ہونی چاہئے، وہ ایم پی اے صاحبان basic facilities کی identification کریں۔ زراعت اور صحت کے سلسلے میں بہت ہی اچھی تجاویز آئی ہیں۔ آج آپ کی خوبصورت مسکراہٹ میری طرف ہونی چاہئے تھی لیکن آج یہ کسی اور طرف ہے یہ کلوپٹرا کی جو مسکراہٹ ہے اس کا طالب تو آج میں تھا۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: یہ مسکراہٹ اس لئے ہے کہ آپ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ ڈائیلسز سسٹم دوبارہ سے بحال کرنا اور ہمارے جیسے علاقے نورپور تھل میں بھی ایئرکنڈیشنرز لگ چکے ہیں، جنریٹر چل چکے ہیں بہت اچھی تجاویز ہیں بہت اچھا کام ہو رہا ہے لیکن اس سلسلے میں ایک میری تجویز ہے کہ یہ آؤٹ ڈور میڈیسن جو ہے یقین مانیں ساری کی ساری privilege class لے جاتی ہے۔ آؤٹ ڈور میڈیسن بیش بہا کروڑوں اربوں میں جاتی ہے اور misappropriate ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹائم بہت ہو گیا ہے، بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں بس wind up کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، پھر بالکل wind up کریں۔

ملک محمد وارث کلو: تو یہ ختم ہونی چاہئے اور اس کی بجائے جو ہر ہسپتال ہے دور دراز بھی ہے DHQ یا تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جو ہے وہاں پر پوری مشینری اور equipment مہیا کرنے چاہئیں۔ اب میں آخری بات زراعت پر کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ in writing دے دیں کیونکہ سب کا ٹائم ہے اور میں جو صبح سے بات کر رہا ہوں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ بہت شکریہ۔ کلو صاحب! in writing دے دیجئے گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ in writing دے دیں۔ پلیز! دیکھیں ٹائم ہو گیا ہے ہر طرف سے اعتراض ہوتا ہے۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ یہ زیادتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! Thank you, thank you. میں ٹائم نہیں بتانا چاہتا، آپ نے کتنا ٹائم لیا ہے۔

ملک محمد وارث کلو: یہ زیادتی ہے، یہ انتہائی زیادتی ہے۔ آپ جیسے بندے سے ہمیں ایسی امید نہیں تھی۔ نہ آپ خود attentive ہوئے ہیں، نہ آپ نے ہاؤس کو attentive ہونے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ thank you کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: میں اس ہاؤس کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ انتہائی زیادتی کی ہے اور یہ زیادتی جو ہے اس کا بدلہ آپ سے اللہ میاں لیں گے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر: زیادتی میں نے صرف یہ کی ہے کہ صبح آپ کا ٹائم تھا، آپ اس ٹائم پر پہنچے نہیں اور میں نے آپ کو پھر ٹائم دیا ہے۔ جی، محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جی، جناب سپیکر! پاکستان اور صوبہ پنجاب کی تاریخ میں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مسلسل جس دن سے ہاؤس شروع ہوا ہے اور سپیکر صاحب قائم مقام گورنر بنے ہیں اس کے بعد آپ اس چیئر پر تشریف فرما ہیں اور جتنے اچھے طریقے سے اور جتنے اصول کے ساتھ، ڈسپلن کے ساتھ آپ اس ہاؤس کو چلا رہے ہیں اس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، طلعت یعقوب صاحبہ!

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! پاکستان اور صوبہ پنجاب کی تاریخ میں صوبہ پنجاب کو یہ پہلا مقام اور اعزاز حاصل ہے کہ صوبہ میں coalition government نے دوسرا بڑا مثبت ٹیکس فری، عوام دوست، غریب پرور بجٹ پیش کیا جس کا کل حجم 4 کھرب 89۔ ارب روپے ہے۔ اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور جناب تنویر اشرف کائرہ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ بجٹ کسی ملک کا ہو یا صوبے کا اس کا حجم اور اس کی مد کے اندر عوام کی فلاح اور خوشیاں پنہاں ہوتی ہیں۔ بشرطیکہ اسے جمہوری انداز و فکر والی پارٹی اور حکومت نے بنایا ہو۔ قبل ازیں معزز ایوان میں بیسیوں بجٹ پیش ہوتے رہے اور ہمیشہ سفید پوش اور غریب عوام کو نظر انداز کیا جاتا رہا۔ آج اس معزز ایوان کو یہ شرف حاصل ہے کہ اب جو بجٹ پیش کیا گیا اس میں امیروں کے ساتھ ساتھ غریب افراد کے دُکھوں کا بھی مداوا کیا گیا ہے جہاں ہماری حکومت نے عوام کی فلاح و بہبود کا اہتمام کیا ہے وہاں ایک فریضہ اور بھی ادا کیا ہے وہ یہ کہ صوبہ سرحد میں دہشت گردی کی نظر ہونے والے لاکھوں بے گھر بہن بھائیوں کے لئے خادم اعلیٰ متاثرین کیمپوں میں نہ صرف خود گئے بلکہ ان کی بحالی کے لئے ایک خطیر رقم کا بھی عطیہ دیا۔ مزید خوش آئند بات یہ ہے کہ متاثرین بہن بھائیوں کی خوراک کے لئے ایک سال تک مفت آٹا فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے جس پر اب عملدرآمد ہو رہا ہے۔ حکومت پنجاب نے متاثرین کے لئے ایک ریلیف فنڈ قائم کیا ہے جس میں صوبہ کے حضرات کو دل کھول کر عطیات دیئے جا رہے ہیں اور دکھی انسانیت کا مداوا ہو رہا ہے۔ ہماری حکومت نے مالی مشکلات اور دہشت گردی کے خوف و ہراس کے باوجود عدلیہ کی مالی سہولتوں میں جس قدر اضافہ کیا ہے ماضی میں اس کی مثال ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا

موقع ہے کہ وفاقی اور صوبائی حکومت نے زراعت اور کسانوں کو اپنی مرکز کا توجہ بنایا۔اس سلسلے میں وزیر اعظم پاکستان نے جہاں کسانوں کو قابل قدر مراعات دی ہیں وہاں ان کی پیداوار کا ایک اچھا صلہ دینے کا اقدام اٹھایااس سلسلے میں وفاقی حکومت نے گندم کی امدادی قیمت 950روپے فی 40کلو گرام مقرر کی اور مڈل مین کا کردار ختم کرتے ہوئے گندم سرکاری سطح پر خریدنے کا اہتمام کیا جس میں محکمہ خوراک پنجاب نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیااور کسانوں نے بھی اس کا خوب فائدہ اٹھایااس وقت ہمارا کسان حکومتی اقدام پر خوش ہے۔میں حکومت سے توقع کرتی ہوں کہ جس طرح اس نے گندم خریدنے کا ٹارگٹ مقرر کیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ آپ notes کو consult کر سکتی ہیں، throughout پڑھ نہیں سکتیں۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر!اسی طرح نقد آور فصلوں کو بھی ٹارگٹ بنایا جائے جس سے عوام کو اور کسانوں کو ان کا فائدہ ہو۔زراعت کے سلسلے میں احسن اقدامات قابل ستائش ہیں کہ چھوٹے کاشتکاروں کی حوصلہ افزائی کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم جو پچھلے سال بھی بجٹ میں جس کا ذکر کیا گیااس پر سبسڈی میں مزید اضافہ کیا گیا۔ہماری حکومت نے پچھلے سال غریب عوام کو براہ راست خوراک کی سہولت پہنچانے کے لئے دو روپے کی سستی روٹی سکیم کا اجراء کیا جس سے لاکھوں افراد مستفید ہو رہے ہیں اس سکیم کا بھی دائرہ کار بنانے بڑھانے کا حکومت نے عندیہ دیا ہے جو کہ ایک مستحسن اقدام ہے۔ اس سکیم کے بارے میں میری ایک تجویز ہے کہ سستا آٹا متعارف کروایا جائے کیونکہ سستی روٹی سکیم سے صد فیصد عوام فائدہ اٹھانے سے قاصر ہیں۔خواتین اور مرد تنوروں سے روٹی حاصل نہیں کر سکتے اور اس سکیم سے محروم رہ جاتے ہیں لہذا سستا آٹا فراہم کیا جائے جب آٹا ہر گھر جائے گا تو صوبہ کی تمام عوام اس سکیم سے استفادہ کر سکے گی۔جہاں حکومت نے اپنی عوام کو فلاح و بہبود کی بہت سی سہولتیں دی ہیں اس موقع پر نادار، غریبوں، یتیموں، بوڑھوں اور بے روزگار افراد کو بھی پیچھے نہ چھوڑا۔ان کے لئے بھی حکومت نے ایک خصوصی سکیم جسے فوڈ سٹیمپ کا نام دیا گیا ہے اس کا اجراء کیا جس سے لاکھوں خاندان مستفید ہو رہے ہیں اور اس سکیم پر 16کروڑ 20لاکھ روپے خرچ ہو رہے ہیں اور مزید اس کا دائرہ بھی

وسیع کیا جارہا ہے جو کہ عوام کی حوصلہ افزائی کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ ہماری حکومت کا ایک اور کارنامہ جس کی پہلے کہیں مثال نہیں ملتی، شعبہ تعلیم میں ایجوکیٹرز کی بھرتی صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر کی جارہی ہے۔ ہمارے ملک میں صوبہ پنجاب کا سب سے بڑا مسئلہ امن وعامہ کی صورتحال ہے۔ آئے دن بے روزگاری، قتل وغارت، بچوں کا اغوا برائے تاوان، عصمت دری، ڈاکے اور چوری کے سینکڑوں واقعات ہورہے ہیں جس میں اعلیٰ اور ادنیٰ سب متاثر ہورہے ہیں اس سلسلے میں حکومت نے 43۔ارب روپے مختص کئے ہیں جس سے پولیس کو گاڑیاں اور وائرلیس سیٹ کے علاوہ مزید سہولیات بھی دی جارہی ہیں اور سب سے بڑھ کر ان کی تنخواہ میں بے مثال اضافہ۔

امن عامہ کو برقرار رکھنے کی میری تجویز ہے کہ محلہ اور وارڈ کی سطح پر ایک ثالثی یا امن کمیٹی جو پہلے موجود ہے جس میں علاقے کے معززین شامل ہوتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے معاملات نمٹائیں اور ان کی سفارشات پر کیس تھانے میں رجسٹرڈ ہو۔ جس سے تھانوں اور عدالتوں پر موجودہ بوجھ میں نمایاں کمی آئے گی اور عوام کو فوری طور اور سستا انصاف مہیا ہوگا۔ ہماری پولیس میں talent کا فقدان ہے اور انکوائری سسٹم نہ ہونے کے برابر ہے۔ صرف ایک ہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور وہ torture ہے اور torture کا طریقہ جو خلاف قانون ہے جس سے متعدد افراد جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ حال ہی میں میرے علاقہ میں پولیس نے تشدد کر کے ایک نوجوان کو ہلاک کیا۔ سینکڑوں واقعات ایسے ہوتے ہیں جس پر پہلی حکومت نے توجہ نہیں دی اور انکوائری سسٹم کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ حکومت نے ہسپتالوں میں dialysis centre بنائے ہیں جہاں غریبوں کا مفت علاج ہو رہا ہے اور ہر ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ میں مفت ادویات بھی فراہم کی جاری ہیں اور یہ بھی حکومت کا ایک اچھا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! اب خواتین پر میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ صاحب سے مخاطب ہوں۔ خواتین ان ملک اور صوبے کی آبادی کا 52 فیصد ہیں۔ ان کی فلاح و بہبود پر قبل ازیں کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی۔ میں اس سلسلے میں آج آپ کو چند تجویز پیش کرتی ہوں۔

سرکاری ملازمتوں کے لئے کم از کم 20 فیصد کوٹا مقرر کیا جائے کیونکہ اب آبادی مردوں سے زیادہ خواتین کی ہو چکی ہے۔ خواندہ خواتین کو ہنر مند بنانے کے لئے یونین کونسل کی سطح پر سکول بنائے جائیں۔ دیہاتوں میں ان پڑھ خواتین کے لئے بھی خصوصی طور پر ہنر سکھانے کے لئے سکول بنائے

جائیں۔ ہنر مند خواتین جن کی کفالت کرنے والا کوئی مرد نہ ہو ان کو بلاسود قرضے دیئے جائیں جس سے خواتین اپنے ہنر سے فائدہ اٹھا سکیں اور اپنے خاندان کی کفالت کر سکیں۔ کوالیفائیڈ خواتین کو پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مالی امداد دی جائے جو قابل واپسی نہ ہو۔ خواتین کے لئے بیت المال سے بنک قائم کئے جائیں جو خواتین کو بلاسود قرضے دیں۔ خواتین کے لئے شادی گرانٹ سے شادی ہال قائم کئے جائیں جہاں مستحق خواتین کو شادی کی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ خواتین کی دادرسی کے لئے مزید خواتین پولیس سٹیشن قائم کئے جائیں، یہ پولیس سٹیشن بینظیر دور حکومت میں قائم کئے گئے تھے اور اب یہ ہر ٹاؤن کی سطح پر قائم کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ باقی آپ in writing فنانس منسٹر صاحب کو دے دیجئے گا۔ محترمہ شمسہ گوہر صاحبہ! موجود نہیں ہیں۔ سید ابرار حسین شاہ صاحب!

سید ابرار حسین شاہ: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کروں گا اور جناب وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر خزانہ صاحب کا جنہوں نے اپنی دانشوری سے ہمارے لئے ایک بڑا اچھا بجٹ بنایا اور پنجاب کی عوام کو سہولت دینے کے لئے انہوں نے بڑی محنت کی۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اس بجٹ میں تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دی گئی ہے اور ہونی بھی چاہئے کیونکہ اگر ہماری سوسائٹی علم سے سرشار ہو گی اور علم کی روشنی سے مالا مال ہو گی تو ہماری آنے والی نسلیں ہمارے لئے زیادہ سمجھدار اور فائدہ مند ثابت ہوں گی۔ اس میں، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کی سہولیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور تعلیم کی اس توجہ کو میرے حلقے پر مرکوز کرتے ہوئے میں بیان کرتا ہوں کہ میرا حلقہ تقریباً چار پانچ چھوٹے بڑے قصبہ جات پر مشتمل ہے لیکن میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں ایک بھی نہ بوائز اور نہ ہی گرلز کالج ہے۔ اس صورت میں میرے حلقے کی عوام تعلیم کی کمی کے سلسلے میں بہت زیادہ مایوسی کا شکار ہے اور بہت زیادہ عوام اس علم کی دولت سے محروم ہو رہی ہے تو براہ مہربانی آپ کی وساطت سے میں یہ عرض کروں گا کہ میرے حلقے میں کم از کم ایک گرلز کالج ضرور منظور کیا جائے تاکہ میرے حلقے کی عوام جو بچیوں کے معاملے میں خاص طور پر پریشان ہوتے ہیں کہ بچیوں کو دور بھیجنا بہت مشکل ہوتا ہے وہ اپنے نزدیکی

علاقہ میں اس کالج کی سہولت سے فائدہ حاصل کر سکیں اور اس میں میری بڑی پُر زور اپیل ہو گی کہ میرے حلقے میں کالج کی منظوری فرما کر مجھے مشکور کیا جائے۔اس کے ساتھ میں عرض کرتا ہوں کیونکہ بجٹ اپنی مثال آپ ہے لیکن کچھ مسائل ایسے ہوتے ہیں اور کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ بنیادی مسائل کی وجہ سے سمجھ نہیں آ سکتیں۔اس دفعہ چونکہ سڑکوں کی development پر حکومت پنجاب نے کوئی خاص توجہ نہیں رکھی ہے لیکن میرے حلقے میں بنیادی مسئلہ یہی ہے کیونکہ میرا زیادہ تر حلقہ دیہاتی آبادی پر محیط ہے اور اس میں سڑکوں کی حالت انتہائی خراب ہے اور جہاں تک حکومت پنجاب کے قابل تعریف منصوبے مثلاً تعلیم، صحت اور دوسرے شعبہ جات کے حوالے سے ہیں تو اس میں، میں بڑے ادب سے یہ عرض کروں گا کہ اگر میرے گاؤں کے رہنے والے بھائیوں کے لئے راستہ نہیں ہو گا تو وہ اپنے کالج میں کیسے جا سکیں گے اور اگر خدانخواستہ کوئی مریض ہے تو وہ ایمرجنسی کی صورت میں آ ہی نہیں سکتے جس کی وجہ سے مریضوں کی جان کو بھی خطرہ ہوتا ہے اور بہت زیادہ مشکل دشواریاں ہیں بلکہ بعض اوقات تو میرے حلقے میں اس طرح کہا جاتا ہے کہ ہمارے علاقے کی سڑکوں کی وجہ سے ہم سے کوئی رشتہ ہی نہیں کرتے اور ہمارے علاقے میں اس قسم کی صورتحال ہے۔ میرے حلقے میں خصوصی توجہ فرمائی جائے۔ پچھلے سال وزیر اعلیٰ صاحب نے جڑانوالہ روڈ کی منظوری فرمائی تھی جس سے ہمارے لئے بڑی سہولت ہوئی ہے لیکن فنڈز کی کمی یا کسی اور وجہ سے اس میں تھوڑی سی کمی رہ گئی ہے کہ وہ سڑک منڈی فیض آباد تک منظور ہوئی ہے اور آگے دس بارہ کلو میٹر کا راستہ بالکل ویسے ہی پڑا ہے جو مکمل کیا جانا انتہائی ضروری ہے۔ چونکہ وہ سڑک فیصل آباد سے لے کر مانگٹانوالہ تک دورویہ ہو چکی ہے، لاہور نین سکھ سے لے کر منڈی فیض آباد تک بھی ہو چکی ہے۔اگر درمیان والی دس بارہ کلو میٹر بھی اسی طرح تعمیر ہو جائے تو اس علاقے میں بہتری آ سکتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد روڈ یا بھائی پھیرو روڈ کا لوڈ بھی کم ہو سکتا ہے۔جن لوگوں نے چالیس پچاس میل زیادہ سفر کرنا ہے انہوں نے تیل کے پیسے بھی دینے ہیں اور سفر بھی زیادہ کرنا ہے اس لئے وہ وسط والی سڑک سے گزر کر اپنا فاصلہ جلدی طے کر سکتے ہیں اس لئے انتہائی ادب سے گزارش ہے کہ میرے حلقہ میں سڑکوں کے فنڈز کے لئے توجہ فرمائی جائے۔

جناب والا! جیسے حکومت نے صحت کے لئے بہت زیادہ توجہ فرمائی ہے، میرے حلقے میں ایک بہت بنیادی مسئلہ کھڑا ہوا ہے کہ وہاں ایک ڈیک نالہ نکلتا ہے اس میں فیکٹریوں کا زہریلا پانی ہے۔اس نالہ ڈیک پر جتنے دیہات ہیں یا جتنی آبادی آتی ہے وہ اس زہریلے پانی کی وجہ سے بہت زیادہ بیماری کا شکار ہو رہے ہیں۔اگر وہاں اور کچھ نہیں ہو سکتا تو کم از کم واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ ہی لگا دیا جائے تاکہ جو زہریلا پانی اور زہریلی گیس وہاں رہنے والوں کے لئے بیماری کا باعث بن رہی ہے اس سے میرے حلقہ کی عوام بچ سکیں۔ چونکہ ٹائم کی کمی ہے اور آپ سب کو برابر ٹائم دے رہے ہیں لیکن میری ایک چھوٹی سی عرض ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے فوڈ سٹیمپ سکیم عوام کے لئے ایک بڑی سہولت ہے۔اس میں تھوڑی سی درستی فرمائی جائے تاکہ شروع سے لے کر ڈاکئے تک کسی کو ایسا موقع نہ ملے کہ اس کا کوئی ناجائز استعمال ہو اور حقدار کو اس کا حق نہ ملے۔

جناب والا! میں بڑے ادب سے عرض کروں گا کہ ڈیڑھ سال ہو گیا ہے، نہ صرف میرے حلقہ میں بلکہ پورے پنجاب میں زکوٰۃ کمیٹیاں اپنے work میں نہیں آ سکیں جس وجہ سے معذور لاچار یا کسی نے بیٹی کی شادی کرنی ہے وہ امداد لینے سے قاصر ہے۔لہذا اس پر بھی مہربانی فرمائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔تشریف رکھیں۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب سپیکر! میں کھاد کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب ٹائم ہو گیا ہے لہذا آپ وہ لکھ کر دے دیجئے۔

سید ابرار حسین شاہ: جناب والا! زمیندار کی طرف توجہ کرنا بھی ہماری حکومت کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے۔تقریباً چند دنوں میں کھاد کا issue آنے والا ہے۔حکومت زمیندار کو ہر طرح کی سہولت دیتی ہے اور اس چیز کا دعویٰ بھی رکھتی ہے لہذا تھوڑی سی مہربانی فرمائی جائے اور کھاد کے issue کو یونین کونسل کی سطح پر لایا جائے تاکہ زمیندار پریشانی سے بچ سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔معزز ممبران سے میری بار بار گزارش ہے کہ مجھے بھی اچھا نہیں لگتا اور بعد میں کہا جاتا ہے تو وہ بھی کچھ اچھا feel نہیں کرتے لہذا دس منٹ کے اندر اندر اپنی تقریر ختم کیا کریں۔میاں طارق محمود صاحب!

چودھری محمد ارشد: جناب سپیکر! ان کے notes گم ہو گئے ہیں اس لئے وہ ڈھونڈنے گئے ہیں۔(قہقہے)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترمہ نجمی سلیم صاحبہ کو ٹائم دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب ان کی باری آئی تھی اس وقت یہ موجود نہیں تھیں تو اب ان کا نام end پر ہے۔ بالکل میں ان کو accommodate کروں گا۔ محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!۔۔۔موجود نہیں ہیں۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

ملک محمد عامر ڈوگر: شکریہ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں آپ کی وساطت سے سب سے پہلے تو خادم اعلیٰ پنجاب محترم وزیر اعلیٰ پنجاب، ہمارے وزیر خزانہ محترم تنویر اشرف کائرہ، پارلیمانی سیکرٹری اور ان کی پوری ٹیم کو شاندار ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اس دیس کے رہنے والو اب کے برس
ہم نے چاند ستاروں کی تمنا کی ہے
ہر کھلیان میں ہر آنگن میں
بہاروں کی تمنا کی ہے
اب تو دیکھو ہمارے ساتھ چلو
ہم نے خون دے کر چراغوں کی تمنا کی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں بجٹ پر تقریر کرنے سے پہلے اپنی کرکٹ ٹیم کو خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی کرکٹ کھیلتا رہا ہوں اور میں T-twenty میں فائنل چیمپئن شپ جیتنے پر پاکستان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ دیکھئے کہ جب پوری دنیا پاکستان کی کرکٹ کو تباہ کرنے کے پیچھے پڑی ہوئی تھی اور وہ کہتے تھے کہ یہ دہشت گرد ملک ہے۔ یہاں کوئی sport activity نہیں ہوتی۔ پاکستان کی ٹیم کو پچھلے تین چار سالوں سے کوئی موقع نہیں ملا کہ وہ انٹرنیشنل کرکٹ کھیل سکتی لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے

فضل وکرم سے اسے ورلڈ چیمپئن بنایا اور پاکستان کرکٹ ٹیم نے ہمیں پوری دنیا سے الگ ہونے سے بچا لیا ہے- یہ ایک بڑا gesture ہے-

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں- پچھلے بجٹ میں حکومت کی طرف سے جو vision تھا وہ آپ نے پانچ sectors پر focus کیا- 1- فوری اور سستے انصاف کی فراہمی- بڑی خوش آئند بات ہے کہ عدلیہ بحال ہو چکی ہے اور اب ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے- اس میں آپ نے فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کے لئے جو کام کیا ہے وہ عدلیہ کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ ہے- میں سمجھتا ہوں کہ ہماری lower judiciary کی تنخواہوں کا package خاصا کم تھا اب وہ بہتر طریقے سے لوگوں کو انصاف دے سکیں گے لیکن میں چاہوں گا کہ اس ایوان کی وساطت سے یہ اہم بات حکومت کو پہنچے کہ عدلیہ کی تقرری اور بالخصوص ہماری اعلیٰ عدلیہ کی تقرری- سول جج تو مقابلے کا امتحان دے کر پاس ہو کر آتا ہے لیکن ہائی کورٹ کے جج کے لئے کوئی امتحان نہیں ہے اور کوئی مقابلہ نہیں ہے بلکہ ایک nominal سی پریکٹس ہے کہ اگر اس کی اتنے سال کی ہائی کورٹ کی پریکٹس ہو تو وہ جج بن سکتے ہیں- COD میں بھی یہ چیز شامل ہے اور اگر آج عدلیہ کو بحال کرنے کے لئے پوری قوم اکٹھی ہے تو اس کا ایک اہم جزیہ بھی ہے کہ اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کی تقرری بھی کمیشن کے تحت ہونی چاہئے-(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بلا شبہ ہمارے پنجاب کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی زراعت ہے اور اس میں پچھلے سال جو گرین ٹریکٹر سکیم کا اجرا کیا اور جو گرین ٹریکٹر ضلعوں میں دیئے وہ بڑے صاف شفاف طریقے سے دیئے ان میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے لیکن میں گزارش کروں گا کہ اس مد میں بجٹ double کر دیا جائے- جب زرعی آلات ہوں گے اور اس میں ٹریکٹر ایک main component ہے تو کسان زیادہ کاشتکاری کر سکے گا- ہمارا مطالبہ ہے کہ جب آپ دوسرے reconditioned auto vehicles کو import کی اجازت دیتے ہیں تو second hand tractors import کرنے کی اجازت بھی دی جائے- اٹلی میں بڑے اچھے ٹریکٹر بنتے ہیں اور بہت کم چلے ہوتے ہیں، فرانس اور روس سے بھی پنجاب کے کاشتکاروں کو اجازت دی جائے اور وہ اتنے ہی سستے پڑیں گے-

جناب سپیکر! اس سال حکومت پاکستان نے گندم کی قیمت 950 روپیہ فی من مقرر کی ہے اس سے نہ صرف کسانوں میں خوشحالی آئی بلکہ اس میں جو main بات ہوئی میں وہ حکومت پنجاب، محکمہ

خوراک، وزیر خوراک کو appreciate کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے خادم اعلیٰ نے فرمایا کہ ہم غریب کاشتکار، کسان کا ایک ایک دانہ لیں گے تو انہوں نے monitoring کو اتنا ensure کیا کہ زمیندار نے اپنی گندم اسی قیمت پر فروخت کی اور اس سے مڈل مین، آڑھتی اور ذخیرہ اندوز سے جان چھوٹ گئی۔ اگر اسی طرح کی monitoring ہمارے دوسرے محکموں پر بھی ہو تو ہماری efficiency بہت بڑھ جائے گی۔

جناب والا! غربت میں کمی کے خاتمے کے لئے پنجاب فوڈ سپورٹ سکیم کا اجراء کیا گیا، یہ بہت اچھی سکیم ہے۔ ایک ہزار روپے فی گھر یہ پیسے دیئے جا رہے ہیں۔ ہمارا زیادہ focus سستی روٹی کی طرف تھا۔ دو روپے کی روٹی، بہت اچھا اقدام ہے، ہم اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اس سال اس کے لئے تقریباً 7.5۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میرے حساب سے اب بھی اس میں 40 فیصد مالی بے ضابطگی ہو رہی ہے، وہ اس طرح سے کہ بہت سارے تنور کاغذوں میں تو بنے ہوئے ہیں لیکن ان کا وجود نہیں ہے، وہ جعلی ہیں۔ اسی طرح بہت سارے تنور والے ایسے ہیں کہ اگر ان کو floor ملز کی طرف سے 10 تھیلے ملتے ہیں تو ان میں سے چار یا پانچ تھیلے وہ market price پر باہر ہی فروخت کر دیتے ہیں تو اس کا تدارک کیا جائے۔ اگر 7.5۔ ارب روپے لگانے سے واقعی غریب کو روٹی میسر آ جائے تو اس سے آپ کو بہت ساری دعائیں ملیں گی۔

جناب سپیکر! صحت عامہ کے حوالے سے بہت اچھے اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ تاریخ میں پہلی بار غریب اور متوسط گھرانے کے مریضوں کو سرکاری ہسپتالوں میں ایک ارب 70 کروڑ روپے کی ادویات مفت مہیا کی گئیں۔ اس میں کوئی شک شبہ نہیں، میرا ملتان سے تعلق ہے۔ ہم نے نشتر ہسپتال ملتان اور شہر کے باقی ہسپتالوں میں check کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی ادویات مریضوں کو مل رہی ہیں لیکن ہمارے دیہاتوں اور قصبوں میں جو BHUs and RHCs ہیں وہاں پر کاغذوں میں تو ادویات آتی ہیں لیکن عملی طور پر کسی مریض کو دوائی نہیں ملتی تو اس کی طرف توجہ دی جائے کہ دیہاتی علاقوں کے ہسپتالوں میں بھی یہ ادویات مفت مہیا کی جائیں اور اس بات کو ensure کیا جائے۔ ہسپتالوں میں 2۔ ارب روپے کی لاگت سے جنریٹرز اور ایئر کنڈیشنز لگائے گئے ہیں اس سے مریضوں کو بڑا فائدہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! بے گھر انسانوں کے لئے 12 ہزار ایکڑ کی نشاندہی کی گئی ہے۔ 46555 خاندان اس سکیم سے مستفید ہوں گے۔ میں کہوں گا کہ اس سکیم کو شفاف طریقے سے عملی جامہ پہنایا جائے۔

جناب سپیکر! آخر میں شعبہ تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ دانش سکول سسٹم بہت اچھی سکیم ہے۔ اس میں پسماندہ تحصیلوں کو focus کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ سے ایک عام، غریب آدمی بھی اپنے بچوں کو پڑھا سکے گا۔ اس حکومت نے 2۔ارب روپے کی رقم سے Punjab Education Endowment Fund قائم کیا ہے۔ یہ بہت بڑا انقلابی اقدام ہے، اس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی کہ ایک غریب آدمی کا بچہ جس نے A+ marks حاصل کئے ہیں لیکن وہ غربت کی وجہ سے اپنے بچے کو اچھی foreign education نہیں دلوا سکتا۔ اس endowment fund کی وجہ سے اب یہ ممکن ہو جائے گا کہ وہ غریب آدمی بھی اپنے بچے کو اعلیٰ تعلیم دلوا سکے گا۔ ہم اس کو appreciate کرتے ہیں۔ اسی طرح اساتذہ کے لئے آپ نے جو performance based incentive رکھا ہے یہ بھی بہت بڑا اقدام ہے۔

جناب سپیکر! ترقیاتی بجٹ 175۔ارب روپے رکھا گیا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ پچھلے سال ہم ترقیاتی بجٹ کی بہت کم percentage خرچ کر سکے ہیں۔ اگر آپ ترقیاتی کاموں کے حوالے سے اس سارے سسٹم کو one step کر دیں تو بہت بہتری آئے گی۔ ہم نے جو ترقیاتی سکیمیں دینی ہیں وہ کمشنر لے، وہ خود ہی محکمہ کو بھیجے، خود ہی پی اینڈ ڈی کو بھیجے اور ہمیں one step پر فنڈز release ہو جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈوگر صاحب! بہت شکریہ۔ آپ اپنے باقی points تحریری شکل میں وزیر خزانہ صاحب کو دے دیں۔ تشریف رکھیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جی، بہتر ہے۔ میں اس شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کروں گا کہ:۔

خدا کرے مری ارض پاک پر اُترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

خدا کرے میرے ایک بھی ہم وطن کے لئے
حیات جرم،زندگی وبال نہ ہو

(اذان عصر)

جناب قائم مقام سپیکر: جناب شہریار ہراج!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔جناب جاوید حسن گجر!

جناب جاوید حسن گجر: جناب سپیکر!اقوام جب بنتی ہیں تو اپنے آپ کو مشکل حالات میں ڈال کر، اپنے حالات اور وسائل کو دیکھتے ہوئے اکٹھے ہو کر صلاح و مشورہ کے ساتھ تخمینے لگاتی ہیں۔بقول اپوزیشن ہمارے معصوم وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے مل کر پنجاب کا جو بجٹ بنایا وہ بڑا اچھا بجٹ ہے۔اس میں کچھ چیزیں رہ گئی ہیں جن کی طرف کافی لوگوں نے نشاندہی بھی کی ہے۔بجٹ کے حوالے سے ملکوں، گھروں اور اقوام میں جو جھگڑا ہوتا ہے اسے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ہماری اپوزیشن کی ایک معزز رکن نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان ساری برائیوں کی جڑ غربت ہے۔

جناب والا!اس بجٹ میں زراعت کے لئے کافی زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔زراعت کا پیشہ غربت مٹانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔زراعت کی نشو و نما کے لئے سب سے ضروری چیز research ہے۔اسی research پر زراعت اور صحت کے شعبے base کرتے ہیں۔اسی ریسرچ پر تمام engineering departments base کرتے ہیں۔میں یہ کہوں گا کہ زرعی تحقیق کے لئے آپ نے جو رقم مختص کی ہے اسے تھوڑا سا بڑھایا جائے اور تحقیق کے اس نظام کو visualize کیا جائے تاکہ اچھے طریقے سے research ہو۔اسی طرح Research Allowances کو بڑھایا جائے۔1988 میں Research Allowances ban کئے گئے تھے جو کہ میری وساطت سے بحال ہوئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے زراعت کے شعبے میں بہتری لانے اور کسانوں سے تمام گندم خریدنے کے لئے بہت احسن اقدام اٹھائے ہیں۔گندم کی قیمت -/950 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی گئی اور کسانوں سے اسی قیمت پر گندم خریدنے کو ensure کیا گیا۔کرپشن مافیا اور ذخیرہ اندوزی کو ختم کرنے کے لئے یہ اقدام کئے گئے لیکن یہ نہیں دیکھا گیا کہ جو غریب آدمی ہے وہ گندم کہاں سے خریدے گا؟ وہ آٹا خریدے گا تو بھی اسے مہنگا ملے گا۔میں کہوں گا کہ جہاں پر آپ نے دوسری جگہ پر پیسے بڑھائے ہیں وہاں پر

غریب آدمی کے آٹے کے لئے subsidy دی جائے تاکہ غریب آدمی کو آٹا فراہم ہو سکے، وہ سستے داموں آٹا لے سکے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ دو روپے کی روٹی کا بھی بڑا ذکر ہو رہا ہے۔ دو روپے کی روٹی کی مد میں جو پیسے رکھے گئے ہیں۔ اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ پہلے ہمارے سیکرٹری دوسرے افسران اور ہمارا یہ forum اس بات کو جا کر دیکھے کہ تندوروں پر کتنے لوگ یہ روٹی کھاتے ہیں۔ چاہے لوگ غریب ہیں یا امیر ہیں ایک محدود تعداد ہے جو تنوروں پر جا کر روٹی کھاتی ہے۔ زیادہ آبادی تو دیہاتوں میں ہے لیکن وہ یہ دو روپے کی روٹی کہاں سے لیں گے؟ انہوں نے تو اپنی روٹی پکانی ہے۔ لہذا ان کے لئے آٹا سستے داموں فراہم کیا جائے یا پھر آٹے پر subsidy دی جائے تاکہ اس کا سارا بوجھ غریب پر نہ پڑے۔ ہم یہاں پر ائر کنڈیشنڈ ہالوں میں بیٹھ کر بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں اور لینڈ کروزرز میں جھول کر آ جاتے ہیں۔ ہم غریب آدمی کا ذکر ضرور کرتے ہیں لیکن غریب آدمی کے لئے ہم سوچتے نہیں ہیں اس کے لئے کوئی عملی اقدام نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھیں کہ دس ہزار ٹریکٹروں پر فی ٹریکٹر دو لاکھ روپے subsidy دی گئی ہے۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ دو لاکھ روپے subsidy دینے کی بجائے ٹریکٹر کی قیمت کم کروائیں اور جو دو لاکھ روپے آپ subsidy دے رہے ہیں، اس مد میں جو 2۔ ارب روپے آپ نے مختص کئے اس کو ٹریکٹر کی قیمت کم کرنے میں استعمال کریں۔ اس کے علاوہ کھاد کو سستا کریں، بیج سستا ہو کیونکہ ایک غریب آدمی آپ کی subsidy پر ٹریکٹر خرید بھی لیتا ہے تو اس کو maintain کہاں سے کرے گا؟ implementation کے لئے بھی اس کو subsidy دی جائے تاکہ وہ کسی طریقے سے اپنی غربت مٹا سکے۔

اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ آپ نے جو Punjab Food Support Programme شروع کیا ہے اس سے 60 فیصد ان لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے جو حق دار نہیں تھے، جو خود زمیندار تھے ٹریکٹر والے تھے ان لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو ہم سے لسٹیں منگوا کر دیکھ لیں، جو مستحق لوگ تھے وہ در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

اس کے بعد ہیلتھ کے بارے میں عرض کروں گا۔ بجٹ میں سرکاری ہسپتالوں کے لئے ایک ارب اور 70 کروڑ روپے کی مفت ادویات اور علاج معالجہ کی سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ نے یہ ادویات فراہم کرنی ہیں تو generic name کا جو سسٹم شروع ہوا

ہے اس پر عملدر آمد کو یقینی بنایا جائے کیونکہ pharmaceuticals میں چھ نمبر ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ جتنے بھی سرکاری ہسپتال ہیں وہاں پر آپ کو دو نمبر نہیں بلکہ چھ نمبر ادویات ملتی ہیں۔ یہ جو ہمارے BHUs یا RHCs ہیں ان میں چھ نمبر اور سات نمبر ادویات ملتی ہیں۔ اس کے لئے آپ ایک task force قائم کریں جو ان ادویات کی look after کر سکے۔ اس کے علاوہ dialysis کا جو سسٹم ہے اس کو بھی improve کرنے کی ضرورت ہے۔ dialysis کے لئے جو مشینیں لگائی گئی ہیں اس کے لئے ڈاکٹر اسد اشرف صاحب بھی گواہ ہیں اور اس کے علاوہ بھی یہاں پر بے شمار ڈاکٹر بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس چیز کی گواہی دیں گے کہ جہاں پر dialysis machines لگی ہوئی ہیں سوائے چند ہسپتالوں کے تمام بند پڑی ہوئی ہیں یا وہ خراب ہیں یا ان کے لئے trained staff نہیں ہے جس کی وجہ سے وہاں پر مشینیں بیکار پڑی ہوئی ہیں ان کو درست کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اپنی تقریر کو wind up کریں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب والا! میں wind up کر رہا ہوں۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے بارے میں کہا ہے کہ 4۔ارب 90 کروڑ روپے سے کمپیوٹر لیب کا آغاز کیا گیا ہے۔ ہمارے ایم پی ایز کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ آپ نے کمپیوٹر زلیب کے جامع منصوبے بنائے ہیں اس کے لئے جو contract دیا جا رہا ہے وہ بین الاقوامی کمپنیوں کو دیا جا رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ contract کسی پاکستانی کمپنیوں کو کیوں نہیں دیا جا رہا؟ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں کا جو لوکل پیسا ہے وہ یہیں پر رہ جائے اس لئے میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے لئے بھی آپ یہ مہربانی کریں کہ کمپیوٹر مقامی کمپنیوں سے خریدے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گجر صاحب! اب آپ تشریف رکھیں۔ اگر کوئی بات رہ گئی ہے تو آپ in writing دے دیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب والا! بس آخری فقرہ ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے 30۔ارب روپے کی ایک خطیر رقم بطور subsidy allocate کی ہے۔ یہ جو subsidy دی جا رہی ہے اس میں کم از کم جو

تحصیل کی سطح کے ہسپتال ہیں ان کی ادویات کے لئے اور جنریٹر کے لئے فنڈز رکھے جائیں تاکہ ان ہسپتالوں کو بجلی مہیا ہو سکے۔ ٹھیک ہے، باقی میں لکھ کر دے دوں گا۔ خدا حافظ۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ ان کے بعد ملک نوشیر خان انجم لنگڑیال!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر بولنے کا موقع دیا ہے۔ جناب سپیکر! موجودہ بجٹ کا حجم 489۔ارب روپے ہے جس میں سے 175۔ارب روپے عوام کی ترقی اور فلاح کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ایک بات جو اس میں قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ 3۔ارب روپے عوام کے منتخب نمائندوں کو دیئے جائیں گے یا ان کی نشاندہی پر خرچ کئے جائیں گے اور باقی جو 172۔ارب روپے ہیں ان کی نشاندہی یا وزیر اعلیٰ صاحب فرمائیں گے یا پھر پنجاب کے جو بیوروکریٹس ہیں وہ اس کی نشاندہی کریں گے، ان کی صوابدید پر ہو گا کہ پنجاب کا جو یہ فنڈ ہے کہاں پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ so-called جمہوری حکومت میں ایم پی ایز کے ساتھ اس طرح کا سلوک کیا جائے۔ نہ ان کی کوئی say ہے اور نہ ہی ان سے پوچھا جاتا ہے، نہ ہی ان سے کوئی مشورہ لیا جاتا ہے۔ یہ جو 3۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس میں سے بھی خواتین کے لئے کچھ بھی نہیں رکھا گیا۔ خواتین ایم پی ایز کو تو اس میں شامل ہی نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان کو کوئی فنڈز دیئے گئے ہیں۔ بہر حال یہ اس حکومت کی مرضی ہے جیسے اس صوبے کے نظام کو چلائے۔ کیونکہ ہمارا کام صرف نشاندہی کرنا ہے اور اس ایوان میں record کو صحیح کرنا ہے۔ میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بھی بتاتی چلوں کہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں جنوبی پنجاب کے لئے تقریباً 115۔ارب روپے پانچ سال کے عرصہ میں خرچ کئے گئے۔ اگر اس کی آپ average نکالیں تو وہ تقریباً 23۔ارب روپے سالانہ بنتے ہیں لیکن موجودہ بجٹ میں صرف 5۔ارب روپے رکھے گئے ہیں جو کہ نہایت ہی افسوس ناک ہے۔ جنوبی پنجاب میں ترقیاتی منصوبوں کے تحت ڈیرہ غازی خان میں میڈیکل کالج اور ملتان میں جدید معیار کا کڈنی سنٹر ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے ایمرجنسی وارڈ کی توسیع، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے برن یونٹ، چلڈرن کمپلیکس اور گائنی وارڈ اور آرتھوپیڈک وارڈ کی جو extension ہے ان تمام منصوبوں کی سکیمیں چودھری پرویز الٰہی کے دور میں آئی تھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

افسوسناک بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے ان نو، دس سکیموں کے لئے صرف اور صرف 10کروڑ60لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ یہ جو medium term development framework ہے اس میں یہ دس سکیمیں کتنے عرصے میں مکمل ہوں گی کیونکہ اگر آپ 2010-11 کا پروگرام دیکھیں تو کوئی رقم ان کاموں کے لئے مختص نہیں کی گئی۔ یہ جنوبی پنجاب کے ساتھ ایک دھوکا ہے۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ ایوان میں صحیح حالات پیش کئے جائیں۔ یہ جو ہمیں بجٹ کی کتابیں دی گئی ہیں اس میں جتنی بھی سکیمیں ہیں جو on going schemes ہیں ان کی تعداد 1059 ہے۔ یہ ساری کی ساری چودھری پرویزالہیٰ کے دور سے شروع ہوئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) موجودہ حکومت نے جو نئی سکیمیں شروع کی ہیں وہ صرف اور صرف چودہ ہیں۔ اب 1059 اور 14 کا difference ہے۔ .It is really shocking اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ موجودہ حکومت کی نہ کوئی planning ہے، نہ ہی ان کا کوئی vision ہے اور نہ ہی ان کی کوئی political will ہے۔ مجھے بڑے ہی افسوس اور بڑے دکھ کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک طرف تو وزیراعلیٰ صاحب خود کو خادم اعلیٰ کہلواتے ہیں اور دوسری جانب وہ بادشاہوں جیسا life style گزار رہے ہیں۔ آپ اگر Chief Minister Secretariat دیکھیں جو کہ بادشاہ سلامت کا دفتر ہے اس میں انہوں نے پچھلے مالی سال میں تقریباً 12کروڑ 67لاکھ اور 34ہزار روپے کے اخراجات کی منظوری اس ہاؤس سے لی لیکن انہوں نے اس سے دگنا خرچہ کیا یعنی 26کروڑ 82لاکھ 45ہزار روپے خرچ کئے۔ آپ مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ کس قسم کی austerity drive ہے جس پر وہ عمل کر رہے ہیں اور ان کے ساتھ بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور ان کی ہر ادا پر جھومتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے انہی بجٹ کی کتابوں سے پڑھا ہے کہ VIP Flight Maintenance and Operation Cell کی مد میں عوام کے خون پسینے کی کمائی کے 8کروڑ 48لاکھ اور 57ہزار روپے خرچ کئے گئے۔ ایک اور رقم جو 97لاکھ 42ہزار روپے ہے وہ بھی VIP Flight Maintenance and Operation Cell کی مد میں خرچ ہوئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وزیراعلیٰ تو خادم اعلیٰ ہیں تو اس صوبے میں VIP کون ہے، یہ کون ہے جو ڈیفنس سے اپنے رائے ونڈ محل میں بھی fly کر کے جاتے ہیں کہ اتنا سرمایہ VIP Flight پر خرچ ہو گیا ہے؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! تنقید بڑی اچھی چیز ہے لیکن میں ان کی تھوڑی سی اصلاح کر دوں کہ جو انہوں نے کہا کہ ہم نے ان کے 1000 کے قریب projects کو جاری رکھا ہے تو میرا خیال ہے کہ پہلے یہ ہوتا تھا کہ پچھلی حکومت کے سارے کاموں کے بارے میں یہ کہا جاتا تھا کہ یہ غلط ہیں لہذا انہیں بند کر دیں تو موجودہ حکومت نے ان کے اچھے منصوبوں کو جاری رکھا ہے۔ انہوں نے دوسری بات کی ہے کہ یہ بادشاہ کا دفتر ہے تو یہ بادشاہ کا دفتر ان کے دور میں بنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میری تمام ممبران سے گزارش ہے اور میں یہ بات بار بار کرتا ہوں کہ یہاں پر جب کوئی معزز ممبر کھڑا ہو کر بات کرتا ہے تو اسے بات کرنے کا حق ہے اور جو بات کرتا ہے وہ غلط ہے یا صحیح ہے at the end جب فنانس منسٹر صاحب sum up کریں گے، جب cut motions آئیں گی، اس پر جب concerned ministers بات کریں گے تو وہاں پھر ساری بات کھل کر سامنے آ جائے گی تو ہم بات سنیں اور پھر اس کے بعد wind up کریں۔ جی، محترمہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں نے وقت کی کمی کے پیش نظر آپ کو صرف دو تین mounts پیش کی ہیں باقی تو یہ پوری کتاب بھری پڑی ہے جس میں آپ دیکھیں اتنے different code numbers کے ساتھ اتنا زیادہ amount allocate کیا گیا ہے کہ آپ ایک صفحے پر دیکھیں کہ provincial executives نے اتنے کروڑ روپے خرچ کئے ہیں اور بریکٹ میں (charged) لکھا ہوا ہے۔

I think only Finance Minister is in a position to explain all these things. A person like me cannot understand, cannot comprehend what all these.

اس طرح شاہی دربانوں کو نوازنے کے لئے سرکاری خزانے سے 97 لاکھ 13 ہزار روپے لٹائے گئے ہیں۔ شاہی دربانوں کو آپ کوئی اتھارٹی دیں، اگر کسی کی کوئی صلاحتیں ہیں تو انہیں بروئے کار لانے کے لئے انہیں با اختیار بنایا جائے تا کہ یہ جو one man show چل رہا ہے اور خادم اعلیٰ صاحب پر اتنا بوجھ ہے ان کو بھی اس کام میں لائیں۔

جناب سپیکر! میری یہ درخواست ہے کہ سرکاری ملازمین کے میڈیکل الاؤنس کو بڑھا دیا جائے۔ گریڈ 1 سے لے کر گریڈ 15 تک کے سرکاری ملازمین کو نہ ہونے کے برابر میڈیکل الاؤنس دیا جا رہا ہے اور یہ ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ وزراء، چیف منسٹر اور گورنر وغیرہ یہ تمام بڑے بڑے لوگ اگر۔ اربوں روپے خرچ کر دیتے ہیں اور یہ abroad delegations بھی لے کر جا رہے ہیں جس کی تفصیل نہیں دی گئی اور درمیان میں صرف اربوں روپے درج ہیں تو مہربانی فرما کر اپنی عیاشیوں سے تھوڑا سا کٹ کر کے سرکاری ملازمین کے میڈیکل الاؤنس میں اضافہ کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ باقی اپنی suggestions Finance Minister کو پہنچا دیجئے گا۔ جی، محترمہ شازیہ اشفاق مٹو صاحبہ!

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں اپنی بہن بشریٰ گردیزی کی نذر ایک شعر کرنا چاہوں گی:

رفاقتوں کے نئے خواب خوش نما ہیں مگر
گزر چکا ہے تیرے اعتبار کا موسم

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر اظہار خیال کا موقع دیا۔ جس طرح ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے خادم اعلیٰ ہونے کا ثبوت دیا ہے اسی طرح ہماری حکومت نے عالمی مالیاتی بحران کے سخت ترین دور میں ایک متوازن اور غریب عوام دوست بجٹ پیش کرنے کا بھی ثبوت دیا ہے اس کے لئے میں اپنے فنانس منسٹر جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ICC T 20 ورلڈ کپ جیتنے پر اس ہاؤس اور پوری قوم کو بھی مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی۔ پوری ٹیم نے جس جذبے سے ہاری ہوئی بازی جیتی ہے اس کے لئے ہم بلاشبہ اپنی قوم پر ناز کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ وہ ناممکن کو بھی ممکن بنانے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے۔ ہماری ٹیم نے ثابت کیا ہے کہ دنیائے کرکٹ میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم سے متعلق یہاں پر بہت چرچا ہو رہا ہے اور اس کو سستی روٹی سکیم کی سیاست کہنے والوں کے اس سوال کے جواب میں ایک سوال کرنا چاہوں گی ان حکمرانوں کے نام کہ جب انہوں نے پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگایا تو انہوں نے کون سی سیاست کی؟ اسی سوال کا جواب دیجئے۔ ہر دور میں کوئی نہ کوئی issue ہوتا ہے اور اس پر بات ہوتی ہے اس لئے اس کو ادھر ہی ختم کیجئے اور اس کو روز raise کرنا اور اس پر باتیں کرنا بند کیجئے۔ ان کے 8 سالہ دور میں تعلیم کے انحطاط کے یہی لوگ ذمہ دار ہیں۔ ایسے ایسے لوگوں کو ہمارے سروں پر لاکر مسلط کیا ہے جن کو ہم نہ نکال سکتے ہیں اور نہ ہی رکھ سکتے ہیں۔ یہ کریڈٹ ہماری گورنمنٹ کو ہی جاتا ہے کہ انہوں نے اتنا مشکل اور سخت فیصلہ کیا کہ 34 ہزار ایجوکیٹرز کو میرٹ پر بھرتی کیا۔ ہمارا چیف منسٹر ہمیں نواز سکتا تھا، ہمارے ایم پی ایز کو بھی کوٹا دیا جا سکتا تھا مگر اس وقت بہت مشکل اور سخت ترین فیصلے کرنے کی ضرورت ہے۔ ہر کوئی اتنے مشکل اور سخت فیصلے نہیں کر سکتا جس میں ذاتی فائدے سے زیادہ اجتماعی اور قومی فائدے پوشیدہ ہوں۔ ہمیں اس وقت اپنی سوچ کو بدلنا ہوگا اور ایک دوسرے پر تنقید بند کرکے قوم کی اجتماعی اصلاح کی طرف توجہ دینا ہوگی۔ یہ ہماری حکومت کا ہی کارنامہ ہے کہ کہیں دانش سکول پراجیکٹ کھولے جا رہے ہیں جہاں غریبوں اور یتیموں کو رہائش اور تعلیم بالکل مفت ہوگی اور وہاں پر self finance ختم کرنا بھی ہماری حکومت کا ہی کام ہے۔

جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ اعلیٰ کارکردگی کے حامل طلبہ و طالبات کو اتنی اور اس انداز سے پذیرائی ملی ہے کہ اب ہر طالب علم گارڈ آف آنر لینے کے لئے کمر بستہ ہے۔ کسانوں سے گندم خریدنے کے ساتھ گرین ٹریکٹر اور پیداوار میں اضافے کے لئے مقابلے کا رجحان بھی ہماری حکومت کا ہی کارنامہ ہے اور آج ہم جو کہ زرعی صوبے کے مالک ہیں بڑی شرم محسوس ہوتی تھی کہ گندم import کر رہے ہیں۔ الحمد للہ آج ہماری حکومت کی نیت اور کسان دوست پالیسی کی وجہ سے bumper crop ہوئی ہے اور ہم گندم export کرنے کے قابل ہیں۔ میں دعا گو ہوں کہ اسی طرح محنت کرکے ہماری حکومت اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کرے گی۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے بارہا اس چیز کو بتایا ہے کہ تقریر پڑھ کر نہیں کی جا سکتی۔ یہ violation ہے کہ باوجود آپ کی تنبیہ کے معزز ممبران باقاعدہ پڑھ کر تقریر کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ notes تو دیکھ سکتی ہیں۔ جی، محترمہ شازیہ اشفاق مٹو صاحبہ!

محترمہ شازیہ اشفاق مٹو: جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس کے بچاؤ کے لئے ہماری حکومت نے واٹر فلٹریشن پلانٹ کا منصوبہ بھی شروع کیا ہے جو کہ بلاشبہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔ آج پاکستان جس energy crisis سے گزر رہا ہے اس کی ذمہ دار بھی وہی حکومت ہے۔ اگر اس وقت باقاعدہ اس طرح کی پلاننگ کر لی جاتی تو یہ حالات نہ ہوتے۔ میری تجویز ہے کہ سولر انرجی سسٹم، گرین فیول اور wind mill پر توجہ دی جائے۔ اس سلسلے میں بجٹ میں فنڈز رکھے جائیں تاکہ آنے والی نسلوں کو اس سے نہ گزرنا پڑے۔

جناب والا! روزمرہ کی اشیائے خورد و نوش اور قیمتوں کو چیک کرنے کے لئے پرائس کنٹرول کمیٹیاں کام کر رہی ہیں۔ ان کو مزید active کرنے کی ضرورت ہے اور سختی سے ان پر عملدرآمد کرانے کی ضرورت ہے۔ اساتذہ کے مسائل کو مدنظر رکھنے کے ساتھ ساتھ جہاں ہم ان کی تنخواہوں میں اضافے کی بات کرتے ہیں وہاں آسان شرائط پر ان کے لئے موٹر سائیکلیں، کار اور گھر خریدنے کے لئے بھی قرضے فراہم کرنا بھی ہماری حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے تاکہ دور دراز علاقوں میں posting نہ کروانے کے رجحان میں کمی واقع ہو۔

جناب سپیکر! یہاں پر عورتوں کی فلاح و بہبود کے بارے میں بات ہوئی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ GRAP جو 2006 میں کام کر رہا تھا اس کو ہماری حکومت نے اسی طریقے سے next project میں شامل کر لیا ہے۔ اب اس کے لئے 148 ملین روپے کے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ جہیز فنڈ کے لئے جو رقم مختص کی گئی ہے اس میں اضافہ کیا جائے اور اس کو بڑھا کر کم از کم 2 لاکھ روپیہ کیا جائے۔ خواتین کے اداروں صنعت زار، ورکنگ ویمن ہاسٹل اور دارالامان میں زیادہ سے زیادہ accommodate کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کو زیادہ محفوظ اور قابل اعتماد

بنایا جائے۔ ہر ادارے میں پولیس کا باوردی سکیورٹی گارڈ مہیا کیا جائے اور 24 گھنٹے وارڈن کی موجودگی کو یقینی بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک شعر ہاؤس کی نذر کرنا چاہتی ہوں جس میں ایک پیغام بھی ہے۔

سنا ہے مل کر چلنے سے مقدر جاگ جاتے ہیں
یہی بات آزمانے کو چلو ایک ساتھ چلتے ہیں

بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ کشور قیوم نظامی صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ انبساط حامد صاحبہ!

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے بجٹ 10-2009 پر بولنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے جناب وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ اور پھر وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گی کہ کم از کم انہوں نے جون کے مہینے میں بجٹ پیش کروادیا۔

جناب والا! میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی اور میں نے یہ بات پہلے بھی اس ایوان میں کہی ہے جب آپ خود ہمارے ساتھ ان بنچوں پر بیٹھا کرتے تھے۔ میرا تعلق لاہور کے اس علاقے سے ہے جو ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ جہانگیر نے کبھی وہاں پر نور جہاں کا مقبرہ بنوایا تھا۔ میں یہاں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس علاقے کی جو پسماندگی ہے میرے خیال میں تو پورے پنجاب کا حال ہی شاہدرہ جیسا ہے۔ میرا موقف یہ تھا کہ میں شاہدرہ کو گلبرگ جیسا بناؤں گی لیکن خدا کی کرنی ایسی ہوئی کہ مجھے اب ہر جگہ شاہدرہ ہی نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومتی بنچوں سے بہت دفعہ عورتوں کی سیٹوں اور عورتوں پر تنقید کی جاتی ہے۔ جیسے کہ عورتیں کوئی joke ہیں۔ ان کا اس قسم کا نظریہ ہم نے دیکھا ہے۔ یہاں میں یہ بتانا چاہوں گی کہ یہ سیٹیں 1988 میں restore نہیں کی گئیں، نہ 1990 میں کی گئیں، نہ 1993 میں کی گئیں اور نہ ہی یہ 97-1996 میں restore ہوئیں۔ یہ اس وقت ہوئیں جب وہی جنرل جس کو آج condemn کیا جاتا ہے۔ آج والا جنرل نہیں آج والا تو اچھا ہے۔ پچھلا جنرل جو برا تھا یہ سیٹیں بھی

اسی نے restore کی تھیں اور اسی کی وجہ سے ہم اس ایوان کا حصہ ہیں اور میں یہاں آپ کی دعاؤں سے دوسری بار اس ایوان کا حصہ ہوں۔

جناب والا! مجھے حکومت کی بے بسی پر ترس آتا ہے۔ کس بے بسی پر ترس آتا ہے، لاء اینڈ آرڈر بے بسی، ڈویلپمنٹ پراجیکٹ بے بسی، ایجوکیشن بے بسی، ہیلتھ بے بسی یعنی ہر وہ چیز جس میں عوام حصہ بنیں بے بسی، empowerment of women بے بسی یہاں تک کہ ہمارا مذاق اڑایا جاتا ہے کہ تم elected member نہیں ہو۔ میرے ایک معزز رکن نے یہاں پر کہا کہ عورتوں کی بات تو چھوڑیں ہمیں تو ہمارا ڈویلپمنٹ فنڈ دے دیا جائے۔ میری ایک عزیز ہمشیرہ نے کہا جو ہماری پارٹی کا حصہ تھیں اور آج دوسری پارٹی میں office bearer ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اب تمھاری یہ پارٹی کیسے چلے گی تو یہ وقت بتائے گا کہ یہ پارٹی کیسے چلتی ہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد سارے کا سارا جرمنی عورتوں نے بنایا تھا اس لئے ہمیں چیلنج نہ کیا جائے۔ یہاں جب قائد حزب اختلاف کو کہا جاتا ہے کہ تم تو لیڈیز کی پارٹی کے لیڈر بن گئے ہو تو ہمیں فخر محسوس ہوتا ہے کہ ایسا بھی کوئی مرد پنجاب میں آیا ہے جو لیڈیز کو ساتھ لے کر چل رہا ہے۔ میں یہاں اس بات کا بھی ذکر ضرور کروں گی کہ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ اس ملک میں امیر و غریب ہر شہری آج کل اپنے آپ کو کتنا غیر محفوظ سمجھتا ہے؟ لوگ سڑکوں پر اپنے آپ کو محفوظ نہیں سمجھتے یہ کس قسم کا لاء اینڈ آرڈر ہے۔ میں یہاں آپ کے توسط سے جناب شیر پنجاب جو جنگل کا سب سے بڑا جانور ہوتا ہے ان کو یہ کہنا چاہوں گی کہ الیکشن 2002 میں قوم نے انھیں بری طرح مسترد کیا اور دوسری پارٹی کو منتخب کیا۔ اس پارٹی نے پانچ سال کام کیا۔ 2008 میں قوم نے دوبارہ ان پر اعتبار کیا۔ چاہے غلطی سے اعتبار کیا ہو لیکن کیا۔ اس mandate کی عزت کریں، اپنے mandate کی بھی عزت کریں اور جو وعدے عوام سے کئے ہیں ان کو پورا کریں اور ہمارے mandate کی بھی عزت کریں۔ ہمارے لوگوں کو خراب نہ کریں، ہمیں رسوا نہ کریں۔ ہم بہت ستائے ہوئے لوگ ہیں۔ ہم کل کو سڑکوں پر نکل آئے تو سر پکڑ کر بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پوری کابینہ سے التجا کروں گی کہ یہ ہماری کابینہ ہے۔ یہ خالی مسلم لیگ (ن) کی کابینہ نہیں ہے اس میں پاکستان پیپلز پارٹی نے بھی حصہ ڈال کر یہ حکومت بنائی ہوئی ہے۔ آج پیپلز پارٹی کی وجہ سے پنجاب میں حکومت ہے۔ اگر چودھری پرویز الٰہی صوبے کا وزیر اعلیٰ

ہوتا تو وہ خود محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی یادگار پنجاب حکومت کے فنڈ سے کھڑے ہو کر تعمیر کرواتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو ایک عالمی لیڈر تھیں اور ہمارے لئے فخر کا مقام تھیں۔

جناب والا! میں موجودہ صدر پاکستان کو سلیوٹ پیش کروں گی کہ جس طرح سے انہوں نے اس ملک کو سنبھالا ہوا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ رشتے ناتے جوڑے ہوئے ہیں جنھوں نے انھیں بکتر بند گاڑیوں سے جیلوں تک دھکیلا انہوں نے سب کو معاف کیا اور اپنا بڑا پن دکھاتے ہوئے ان کو شامل کر لیا تاکہ کام چلتا رہے۔

جناب سپیکر! میں میاں محمد شہباز شریف کو کہنا چاہوں گی کہ خدا کا خوف کریں۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں، بندوں میں کچھ نہیں رکھا۔ منتخب نمائندوں نے سائیکل پر ووٹ لیا تھا، شیر پر نہیں لیا تھا۔ سائیکل والوں کو سائیکل چلانے دیں اور جو شیر سے آئے تھے وہ شیر کی سواری کریں۔ عزت اور ذلت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ وتعز من تشآ وتذل من تشآء

جناب والا! میں یہاں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ مجھ جیسے کہاں جائیں جو نہ لغاری ہیں، نہ مداری ہیں۔ نہ مخدوم ہیں، نہ مظلوم ہیں۔ مجھ جیسے جو مڈل کلاس کے لوگ ہیں وہ کہاں جائیں؟ جن کے ماں باپ نے اتنی محنت کر کے ہمیں اس پوزیشن پر رکھا کہ آج ہم چار لوگوں کے سامنے سر اٹھا کر بول سکیں۔ مجھ جیسوں کا اس پنجاب میں کہیں کوئی کام نظر نہیں آتا لہذا کچھ ہمارے لئے بھی ہونا چاہئے۔ In the end I would like to say میں التجا کروں گی کہ deliver کریں، محنت کریں، سب کی respect کریں۔ ایک بات میں جاتے جاتے clear کرنا چاہوں گی کہ میں نے بھی floor cross کیا تھا لیکن پورے ہاؤس کے سامنے کیا تھا، رات کو ساڑھے بارہ بجے ٹیلیفون کر کے floor cross نہیں کیا تھا۔ میں نے اس ہاؤس میں کھڑے ہو کر یہ کہا تھا کہ I do not agree to the policies of Pakistan Peoples Party and I will vote for Ch. Pervez Elahi اور سب کے سامنے اپنا ووٹ cast کیا تھا۔ اس کے بعد نہ مجھے کوئی وزارت ملی، نہ مشیر بنی اور نہ میں پارلیمانی سیکرٹری بنی چونکہ میں نے اپنی وفاداری فروخت نہیں کی تھی بلکہ principles میں تبدیل کی تھی۔ میری شہید لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو اس بات کو جانتی تھیں کیونکہ ان کو میں نے فون کیا تھا کہ محترمہ! میں نے آپ کی پارٹی میں بہت تردید دیکھی ہے اس لئے میں patriot join کر رہی ہوں

جس پر انہوں نے فرمایا تھا کہ آپ کا جو جی چاہے کریں۔ محترمہ چونکہ ایک بڑی لیڈر تھیں اور ان میں confidence تھا، مجھ جیسوں کی ان کی پارٹی میں کوئی کمی نہیں تھی۔ بات یہ ہے کہ جہاں کچھ ملے ضرور جائیں لیکن جو لوگ وعدے کبھی پورے نہیں کرتے خدارا!ان پر اعتبار نہ کریں اور اپنے mandate کی عزت کریں۔ شکریہ

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! انڈیا کی ایک فلم میں ایک villain تھا اس میں اس کو کہتے ہیں کہ چور اچکوں کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں تو دوسرا کہتا ہے کہ اصول ہوتے ہی چور اچکوں کے ہیں۔ بات یہ ہے کہ لوٹا ہو یا لوٹی اس کے اصول کیا ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! یہ معزز ممبر کیا پچھلی دفعہ اس ایوان میں موجود تھے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ نہیں تھے۔

محترمہ انبساط حامد: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے یہ بات کی ہے کیونکہ کوئی بھی انسان جس نے پچھلے پانچ سال اس ایوان میں کاٹے ہیں وہ یہ بات آج اٹھ کر نہیں کہہ سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہم زیادہ بات نہیں کریں گے۔ جناب شاہد محمود خان صاحب!

جناب شاہد محمود خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! موجودہ ملکی اور عالمی مالیاتی بحران کے باوجود ایک اچھا بجٹ پیش کیا گیا اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس وقت جنوبی پنجاب میں جو احساس محرومی پائی جاتی ہے اس کی ذمہ داری تمام تر یہاں کی لیڈر شپ پر عائد ہوتی ہے۔ میں اپنے بھائی مخدوم احمد محمود اور اطہر گورچانی کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اطہر گورچانی جس ڈویژن سے تعلق رکھتا ہے وہاں سے نواب مشتاق گرمانی، مصطفیٰ کھر، سردار ذوالفقار کھوسہ، فاروق لغاری اور سردار عبدالحمید دستی بھی ہیں۔ وزیر اعلیٰ، گورنر اور صدر پاکستان بھی ڈیرہ غازی

خان سے رہا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جنوبی پنجاب میں ممتاز دولتانہ صاحب بر سر اقتدار رہے ہیں، غلام حیدر وائیں، مخدوم سجاد قریشی، نواب صادق قریشی، میر بلخ شیر مزاری قائم مقام وزیر اعظم، صاحبزادہ فاروق علی خان، سید فخر امام اور یوسف رضا گیلانی بھی سپیکر رہے ہیں لیکن ہماری یہ بد قسمتی رہی ہے کہ ہماری لیڈر شپ نے اس وقت ہمارے لئے کچھ نہیں کیا اور آج ہم شرمندہ ہیں۔ ہم اپنے ان لیڈروں سے کہیں گے کہ آج الحمد للہ جیسے دوبارہ اللہ تعالیٰ نے یوسف رضا گیلانی کو موقع دیا ہے تو انہیں لازمی جنوبی پنجاب کی احساس محرومی ختم کرنی چاہئے۔اس کے ساتھ ساتھ وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی جنوبی پنجاب کی احساس محرومی کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرنا چاہئے۔ میں مخدوم احمد محمود صاحب کے ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ عرض کروں گا کیونکہ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے 1956 میں چار کالج بنوائے اور ابھی وہی چار کالج ہیں تو مخدوم احمد محمود صاحب فیڈرل منسٹر بھی رہے ہیں، صوبائی منسٹر بھی رہے ہیں، ضلعی ناظم بھی رہے ہیں تو میں اپنے بھائی سے یہ ضرور پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس سارے ادوار میں کیا کیا، وہ کون سی چیز رکاوٹ بنی ہوئی تھی کہ انہوں نے اپنے علاقے میں کالج نہیں بنوائے؟

جناب سپیکر! اسی طرح میری بجٹ پر تقریر چار حصوں پر مشتمل تھی لیکن آپ نے وقت کی بہت قدغن لگا دی ہے۔ بجٹ کے اچھے اور توجہ طلب اقدامات، جنوبی پنجاب کی محرومیاں اور چند تجاویز میں دینا چاہتا تھا لیکن آپ نے چونکہ بڑا قلیل وقت دیا ہے اس لئے میں اہم چیزوں کو بیان کروں گا۔ سب سے پہلے اچھے اقدامات کی طرف آؤں گا کہ گندم کی سرکاری قیمت 950 روپے مقرر کرنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے اور اس پر عملدرآمد کروانا یہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کا ہی کارنامہ ہو سکتا تھا کہ انہوں نے ہر ضلع میں جا کر خود چھاپے مارے، middle man اور کمیشن مافیا کا خاتمہ کیا اور میں خود اس کمیٹی میں تھا۔اس کے علاوہ انہوں نے ایوان کے ممبروں کی بھی جگہ جگہ کمیٹیاں قائم کیں، ہم نے بھی جا کر دیکھا اور الحمد للہ 30 لاکھ ٹن جو پچھلے سال گندم کا ہدف تھا اس سے ڈبل 60 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدنا یہ شہباز شریف صاحب کا ہی کارنامہ تھا۔اس کے ساتھ ساتھ دو روپے کی سستی روٹی کے حوالے سے میرے بھائی مونس الٰہی صاحب نے کہا کہ سب کو subsidy دے دی جائے تو وہ دو روپے کی روٹی کھا سکتے ہیں، میرے وزیر اعلیٰ صاحب یا میں یا میرے سارے دوسرے ساتھی دو روپے کی روٹی نہیں کھا سکتے لہذا یہ غریبوں کا حق ہے جو ان تک پہنچنا چاہئے۔ اس کے علاوہ Education

Endowment Fund کا قیام جو2۔ارب روپے سے رکھا گیا ہے مجھے اس بات پر خوشی ہے کہ پانچ ہزار لوگوں کو جو وظائف دیئے گئے ہیں ان میں سے 2400 وظائف جنوبی پنجاب کے ہیں۔ پہلی دفعہ 167 فی ضلع کے حساب سے دیئے گئے ہیں جبکہ Upper Punjab کو یہ وظائف 125 کی تعداد سے دیئے گئے ہیں کیونکہ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب سمجھتے ہیں کہ پہلے ادوار میں یکسر نظرانداز کیا گیا ہے۔ میں ایک چھوٹی سی بات آپ کے علم میں لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پچھلے ادوار میں جو سڑکیں بنائی گئیں، سرگودھا سٹی package، لاہور قصور روڈ، لاہور رنگ روڈ، اوور ہیڈ برج ٹھوکر نیاز بیگ، پنڈی بھٹیاں چنیوٹ روڈ یہ سارے کے سارے روڈوں کے متعلق فوری طور پر right of a clearer land acquisition کے بغیر ٹھیکے دے دیئے گئے۔ میرے بھائی اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر صاحب سے بہتر اس معاملے کو کوئی نہیں سمجھتا ہوگا کیونکہ یہ سب سے بہتر معلومات رکھتے ہیں۔ میں اس ایوان میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ ہماری پنجاب اسمبلی کی PAC-I اور PAC-II میں لایا جائے کہ یہ ٹھیکے right of a clearer land acquisition کے بغیر کیوں دیئے گئے تھے اور اس پر جو بھی ذمہ داران ہیں ان سے حساب لینا چاہئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں چند توجہ طلب اقدامات کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا کہ لاہور میں 800 ایکڑ پر knowledge city بنایا جا رہا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ knowledge city جہاں بھی بنے گا وہاں پورا ایک شہر develop ہو جائے گا لہذا میری یہ humble request ہے کہ لاہور دن بدن بڑھتا جا رہا ہے جس کی آبادی ایک کروڑ ہو گئی ہے۔ کراچی کی طرح اسے اتنا بڑا نہ بنائیں کہ ایک حصے میں کچھ development ہو اور دوسرے حصے کو پتا ہی نہ لگے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ knowledge city لاہور کے علاوہ پنجاب کے کسی اور ضلع میں بنا دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے چالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جبکہ اساتذہ کی تعداد تین لاکھ سے زائد ہے۔ اسی طرح سالانہ ٹیچر ٹریننگ پروگرام کے فنڈ کو بھی بڑھایا جائے۔ جیل خانہ جات کے لئے صرف 30 کروڑ رکھے گئے ہیں، اسی طرح 8۔ارب پچاس کروڑ روپے پانی و نکاسی آب کے لئے رکھے گئے ہیں جبکہ پچھلے سال بھی 5۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی تھی جس کی افادیت نظر نہیں آتی۔ 1321 سکیمیں نکاسی آب کی ہیں لہذا جنوبی پنجاب کا share ضرور بتایا جائے کہ ان 1321 سکیموں

میں جنوبی پنجاب کو کتنی ملیں گی؟ لٹریسی ڈیپارٹمنٹ کے لئے صرف 80 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں، آبپاشی جو کہ زراعت کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس کے لئے انتہائی کم پیسے رکھے گئے ہیں۔ سرکاری دفاتر اور رہائشوں کے لئے 5۔ارب 50 پچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ان کا ازسرنو جائزہ لینا چاہئے جبکہ پچھلی دفعہ بھی 5۔ارب روپے رکھے گئے تھے۔ کامرس اینڈ انویسمنٹ کے لئے صرف بیس کروڑ روپے اور محکمہ صنعت کے لئے 35 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ آپ زراعت کو جتنی مرضی ترقی دے دیں لیکن جب تک آپ انڈسٹری کو ترقی نہیں دیں گے، جب تک آپ پرائیویٹ یا گورنمنٹ سیکٹر میں انڈسٹریاں نہیں لگائیں گے تب تک لوگوں کو روزگار نہیں ملے گا اس لئے میں خصوصی طور پر کہوں گا اس لئے میں خصوصی طور پر کہوں گا کہ اس شعبے میں زیادہ سے زیادہ پیسے رکھے جائیں۔ ماہی پروری کے لئے بھی صرف تیں کروڑ روپے کی رقم نہ ہونے کے برابر ہے۔ معدنیات جیسے اہم شعبے کی ترقی کے لئے بھی صرف تین کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ محکمہ محنت جسے لیبر ڈیپارٹمنٹ کہتے ہیں اس کے لئے سات کروڑ روپے کی قلیل رقم بڑی تعجب خیز بات ہے۔ سیاحت کے لئے 16 کروڑ 30 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں کہ نہایت کم ہیں۔ ثقافتی ورثہ اور آثار قدیمہ کے تحفظ، اطلاعات ونشریات کے فروغ کے لئے چالیس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں یہ ساری کی ساری رقوم انتہائی کم ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ پولیس کے لئے 43۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے جو کہ بہت ہی زیادہ ہے اسے کٹ لگا کر جن ڈیپارٹمنٹس کی رقم کم رکھی گئی ہے آپ پولیس کو جتنا پیسا مرضی دے کر دیکھ لیں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب تک تھانیدار اور پٹواری قابو نہیں کریں گے پنجاب حکومت قابو نہیں آئے گی۔ میں آج اس floor پر کہہ رہا ہوں کہ نہ تھانیدار قابو ہے اور نہ ہی پٹواری قابو ہے وہ ایسے کرپشن کر رہے ہیں جیسے کرپشن کرنے کا حق ہوتا ہے۔ جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کروں گا کہ۔۔۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: براہ مہربانی آپ wind up کریں۔

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! میں جنوبی پنجاب کی محرومیوں کا ذکر کروں گا کیونکہ وہ میرا اپنا علاقہ ہے۔ نشتر ہسپتال 1951 میں ہمارے بزرگوں نے اپنی مدد آپ کے تحت دس لاکھ اکٹھا کر کے بنوایا۔ وکٹوریا ہسپتال بہاولپور ریاست میں انگریز نے بنوایا۔ رحیم یار خان میں عربوں نے ہسپتال بنا دیا۔ آج تک اس کے بعد کوئی ٹیچنگ ہسپتال نہیں بن سکا۔ اسی بجٹ میں دو پولیس ہسپتال ایک لاہور میں اور

دوسرا گجرات میں بنانے کی تجویز ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ایک ہسپتال جنوبی پنجاب میں بنایا جائے۔ اسی طرح فیصل آباد اور راولپنڈی میں رنگ روڈز بنائے جا رہے ہیں۔ ہم نے کیا قصور کیا ہے؟ آپ فیصل آباد میں دس رنگ روڈ بنائیں لیکن جنوبی پنجاب کے شہروں کو بھی ایک دو رنگ روڈ لازمی دیں۔ ملتان اور دیگر شہروں کا بھی حق ہے۔ میرے علم کے مطابق چار سستی روٹی کے پلانٹ محکمہ صنعت لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی اور گوجرانوالہ میں لگائے جا رہے ہیں۔ میری یہ درخواست ہے کہ جنوبی پنجاب میں بھی چار روٹی پلانٹ لگائے جائیں۔ Comprehensive Solid Waste Management Project لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، گوجرانوالہ لگائے جا رہے ہیں میری استدعا ہے کہ ملتان اور جنوبی پنجاب کے دوسرے شہروں میں بھی لگائے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہد محمود خان صاحب! آپ کی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب شاہد محمود خان: جناب! میں چند منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ in writing دے دیجئے گا۔

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہد محمود خان صاحب! This is very wrong، آپ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے سب کو دس منٹ دیئے ہیں۔ براہ مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ باقی آپ in writing وزیر خزانہ کو دے دیں۔ اب اگلے مقرر آصف بشیر بھگت صاحب ہیں۔

جناب شاہد محمود خان: جناب! آپ جنوبی پنجاب کو بالکل وقت نہیں دیتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، This is very wrong آپ اس طرح کی discrimination ہاؤس میں پیدا نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب شاہد محمود خان: آپ یہ زیادتی کر رہے ہیں۔ مجھے بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: This is very wrong, this is very wrong اگر آپ پارلیمنٹ میں آئے ہیں تو پارلیمنٹ میں جب ایک بات کا فیصلہ ہو گیا ہے تو براہ مہربانی اس کو follow کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب آصف بشیر بھگت!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد فیاض!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب۔ جی، رانا صاحب! آپ اس طرف آ جائیں اور تقریر کریں۔۔۔ میری ممبران سے یہ بھی گزارش ہے کہ جب ہم ہاؤس میں بات کرتے ہیں تو جو وزراء کی سیٹیں ہیں وہ ہاؤس میں باقاعدہ designate ہیں۔ جب وزراء آئیں تو براہ مہربانی ان کے لئے سیٹ چھوڑ دیا کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت لمبی لمبی تقاریر ہوئیں، بڑے جذباتی ماحول میں ہوئیں لیکن میں پاکستان جو علامہ اقبال اور قائداعظم کے خواب کی تعبیر بنا۔ آج کوئی شک نہیں کہ کوئی بھائی اپوزیشن میں ہو، کوئی coalition partner ہو اور کوئی ہمارا ساتھی ہو، ہم سب پاکستانی ہیں۔ اب لمحہ فکریہ ہے کہ جب تک یہ پاکستان ہے تو ہم سب ہیں اور ان موجودہ حالات میں جو قائد محترم میاں محمد نواز شریف کے vision کو خادم اعلیٰ پنجاب نے ان مشکل ترین حالات میں یہ ٹیکس فری بجٹ پیش کیا جبکہ سب کو پتا ہے کہ گندم کی بہت زیادہ پیداوار کے بعد کئی کارنر سے یہ پیغام ملا کہ اب زراعت پر ٹیکس آنا چاہئے لیکن یہ سب نے دیکھا کہ کوئی ٹیکس نہیں لگا اس میں تمام پارلیمنٹیرینز کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے اس بجٹ کے لئے بڑی لمبی لمبی میٹنگز کیں وہاں پر دن رات اپنا وقت دیا۔ اللہ کی رحمت کے بعد اور پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کے صدقے ان حالات میں پنجاب میں ایسا بجٹ پیش ہوا جس میں بانگ دھل میں یہ کہوں گا ایک پاکستانی ہونے کے ناتے، پارٹی وابستگی سے بالاتر ہو کر کہ آج اس غریب کا بچہ جو پڑھنے کے لئے ترستا تھا کہ میرا باپ نہ جاگیردار ہے، نہ میرا باپ گریڈ 19 یا 20 کا آفیسر ہے۔ وہ میری فیسیں afford نہیں کر سکتا تو آپ جیسے پارلیمنٹیرین اور فہم و فراست کے مالک لوگ جو اعلیٰ ذہن رکھتے تھے ان سب کے مشوروں سے enrollment fund کی ایک proposal آئی۔ جس کو عملی طور پر آپ نے دیکھا کہ تین دن پہلے ایوان اقبال میں ایک تقریب ہوئی کہ غریب کے بچوں کو بغیر درخواست کے سکالرشپ دیئے گئے اور پانچ ہزار بچوں اور بچیوں کو سکالرشپ دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے جو 2-ارب روپے آج تک کسی بھی سیاسی گورنمنٹ نے، نہ ہماری کسی گورنمنٹ نے، نہ ہم سے پہلے کسی گورنمنٹ نے، نہ یہ proposal دی، نہ غریبوں کے بچوں کو وظیفے ملے اور یہ انشاء اللہ آپ کی دعاؤں سے یہ 2-ارب، اب 4-ارب ہو چکا ہے اور انشاء اللہ 4-ارب روپے سے مستفید ہونے والے بچے اور بچیاں اور ان کے والدین پاکستان کے لئے بھی

دعا کریں گے اور آپ سب پارلیمنٹ میں بیٹھے ہوئے صوبائی اسمبلی کے ممبران کے لئے بھی دعا کریں گے کیونکہ آپ سب کا ایک کلیدی کردار ہے اور میں بانگ دھل یہ کہوں گا کہ ہر ممبر اپنے عوام کے ووٹ لے کر یہاں آیا ہے اور ہر ممبر کو برابر نمائندگی کرنے کا حق حاصل ہے۔ جو بات ٹھیک ہے اس کو ٹھیک کہنا چاہئے، جو غلط ہے اس کو غلط کہنا چاہئے۔ یہاں آکر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں اور اس کے بعد ہم پاکستانی ہیں۔ ہمیں پاکستان کے اندر بیٹھے ہوئے پاکستان کی بات کرنی چاہئے اور یہاں پر بیٹھ کر ہمیں غیروں کی طرف ہاتھ اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہئے جب ہم کشکول لے کر آگے بڑھیں گے اور یہ کہیں گے کہ ہمیں اربوں ڈالر مل جائیں، کب تک پاکستان بیرونی آقاؤں کے کہنے پر دن رات پھیرے دیتا رہے گا اور یہ پاکستان اس بات کا متحمل نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ پاکستان اللہ کی رحمت سے سعودی عرب کے بعد اسلام کے نام پر دوسری اسلامی مملکت ہے جو اسلام کے نام پر بنی تھی۔ آپ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایٹمی طاقت بنایا ہے اور اب ایٹمی طاقت ہوتے ہوئے ہمیں اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے ہمارے مالک جس کے قبضے میں ہم سب کی جان ہے کہ پوری مسلمان امت کو فتح دے اور اس پاکستان کو فتح دے۔ پاکستان ہوگا تو ہم وزیراعظم بنیں گے، ہم صدر بنیں گے، ہم وزیر بنیں گے اور ہم ایم پی اے بنیں گے اور اگر خدانخواستہ جس طرح بیرونی آقاؤں نے پاکستان کی سلامتی جن کے لئے اچھی نہیں، جو دن رات پاکستان کے لئے ایک بہت بڑی لمبی سازشیں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں وہ پاکستان کو نہیں دیکھنا چاہتے، وہ پاکستان کے کسی بھی سیاست دان کو اچھا نہیں سمجھتے، میرے دوستو! میرے بھائیو! یہ پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا تھا اور جمہوریت کے نام پر بنا تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ 62 سال ہونے کو ہیں اور یہاں پر ساڑھے تینتیس سال آمریت کا تسلط رہا، آمروں نے حکومت کی۔ پاکستان کسی بھی آمر، کسی بھی ریٹائرڈ جرنیل نے نہیں بنایا، یہ ہم سب کے آباؤاجداد نے بنایا تھا اور جمہوریت کے نام پر بنا تھا۔ لہذا اب پاکستان کسی بھی صورت متحمل نہیں ہو سکتا کہ یہاں پر کوئی جرنیل آکر حکمرانی کرے۔ بات جو صحیح ہے میں وہ بانگ دہل کہوں گا کہ میرے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا contribution ہے۔ جس طرح محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ اور بھٹو خاندان کا contribution ہے۔ پاکستان کے لئے بے شمار قربانیاں دی گئیں۔ ہر سیاست دان کا اپنا اپنا کردار ہے لیکن ہمیں اصل حقائق کو دیکھنا ہوگا اور جب تک ہم اصل حقائق کو نہیں دیکھیں

گے یہ پاکستان ترقی نہیں کر سکتا۔ اب اگر میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے چار دن پہلے پرائمری ٹیچروں کا ساتویں سے نواں سکیل کیا ہے اور مڈل والوں کا نویں سے چودھواں سکیل کیا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ آیا یہ جو استاد ہے وہ اپنا کردار ایک استاد کی حیثیت سے ادا کر رہا ہے یا نہیں کر رہا تو ہمیں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہے۔ محکمہ پولیس کے لئے فنڈز رکھا گیا لیکن محکمہ پولیس کو اپنی ذمہ داری نبھانا ہو گی اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب علامہ اقبال اور قائداعظم کا وہ پاکستان جو 14-اگست 1947 کو بنا تھا، ہمیں وہ پاکستان چاہئے، غریب عوام کو انصاف چاہئے، پاکستان میں رہنے والے ہر بچے کو تعلیم اور صحت کی سہولتیں چاہئیں، میڈیکل اور تحفظ چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! بہت بہت شکریہ۔ باقی آپ تحریری طور پر دے دیں۔ اب میں معزز ممبران کی خدمت میں ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کیونکہ as s custodian of this House میرا یہ فرض بھی بنتا ہے کہ اس اسمبلی کے حوالے سے rules میں معزز ممبران کے نوٹس میں لاتا رہا ہوں۔ جس طرح جو rules to be observed by members کے اندر ہے کہ چونکہ اسمبلی کے اندر سیٹیں کم ہو گئی ہیں تو ہم نے یہ باقاعدہ blocks allocate کئے ہوئے ہیں اور اس کے اندر 223 کا "E" بڑا واضح ہے کہ A member shall keep to his usual seats while addressing the Assembly. جہاں پر ہم اعلیٰ روایات کی بات کرتے ہیں تو یہ front seats منسٹرز کی ہیں اور ممبران سے میری صرف اتنی گزارش ہے کہ جب وزراء موجود ہوں تو voluntarily ان کے لئے سیٹیں خالی کر کے پیچھے چلے جایا کریں اور خاص طور پر جب Chair کو address کرنا ہو تو پھر پچھلی سیٹوں پر بیٹھ کر address کیا کریں کیونکہ یہ سیٹیں وزراء کے لئے allocate کی گئی ہیں۔ بہت بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔جناب سپیکر! جوش خطابت میں میرے فاضل دوست نے یہ کہا کہ پاکستان دوسرا ملک ہے تو میں ریکارڈ درست کرنے کے لئے عرض کرتا ہوں کہ پاکستان پہلا ملک ہے جو اسلام کے نام پر بنا تھا اور سعودی عرب اسلام کے نام پر نہیں بنا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، چودھری طارق محمود باجوہ!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ جناب عبداللہ یوسف!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد شفیق صاحب!

چودھری محمد شفیق انور: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سب سے پہلے تو میں سپیکر صاحب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ بار بار جنوبی پنجاب کا نام لیا جا رہا ہے اور ہم جنوبی پنجاب کی سب سے آخری تحصیل میں رہنے والے ہیں اور شاید اسی طریقے سے اتنی دیر کے بعد ہماری باری آئی ہے تو پھر بھی ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ مسلسل چار دن سے بجٹ پر بحث ہو رہی ہے اور تمام معزز ممبران اپنی اپنی تجاویز اور خیالات اس ایوان میں پیش کر رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے 2008-09 کا سال پاکستان کے لئے، پنجاب کے لئے اور پنجاب کی حکومت کے لئے جتنی مشکلات کا سال تھا تو جس معاملہ فہمی، ذہانت اور کس طریق کار سے انہوں نے 2008-09 کا سال گزارا ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں ترقی کی راہ میں بہت ساری رکاوٹیں آئیں لیکن اس کے باوجود میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ ان مشکل حالات میں جس طریقے سے انہوں نے متوازن بجٹ پیش کیا یہ ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

بجٹ کی دستاویز جس کی بناء پر سارا سال ہم نے اپنی حکومت کو چلانے کے ساتھ ساتھ اپنے صوبہ پنجاب کے مسائل کو حل کرنا ہے اور یہ دستاویز اتنی قیمتی ہوتی ہیں اور اسے جس طریقے سے سوچ سمجھ کر بنایا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور ہماری مخلوط حکومت کا وژن، سوچ اور ان کے سامنے جو مقاصد تھے تو انہوں نے سب سے پہلے مسائل حل کرنے کے لئے ہمارے سامنے پانچ points ایسے رکھے تھے کہ جن کی منزلیں طے کرنے اور ان کو حل کرنے کے لئے انہوں نے راست اقدام اٹھائے ہیں۔ زراعت کی ترقی، فوری انصاف، غربت میں کمی، صحت کی سہولتیں فراہم کرنے اور اس ملک اور

صوبے میں تعلیم کو وسیع پیمانے پر فروغ دے کر عوام میں جہالت ختم کرنے کے لئے وضع کئے گئے طریق کار احسن اقدام ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں زراعت کی طرف آتا ہوں۔ پاکستان کی یہ خوش قسمتی ہے کہ پاکستان جیسا نہری سسٹم دنیا کے کسی خطے میں نہیں ہے لیکن یہ بد قسمتی ہے کہ ہم نے اس نہری نظام کو جس طریقے سے تباہ کیا، جس طریقے سے ہم نے ڈیم بنانے میں کوتاہیاں کی ہیں جس کا خمیازہ آج پوری قوم بھگت رہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں لوڈ شیڈنگ کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری زرعی اجناس اور فصلیں بھی تباہی کے کنارے پر پہنچ رہی ہیں تو وزیر اعلیٰ پنجاب سے میری درخواست ہے کہ چونکہ زراعت ہماری ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے لہذا زراعت کی ترقی اور زراعت کے مسائل حل کرنے، اس ملک اور پنجاب کی ترقی کے لئے ہمیں ہر قسم کے وسائل پیدا کرنے ہوں گے ۔ میں وزیر زراعت اولکھ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے زمینداروں کو کھاد سے متعلقہ درپیش مسائل حل کرنے کے لئے جس طریقے سے وہ پچھلے پانچ دن سے مسلسل کوشش کر رہے ہیں کیونکہ زمیندار اور کسان بھائی یہ محسوس کر رہے ہیں کہ آنے والے وقت میں کھاد کا بحران بہت زیادہ اہمیت اختیار کر جائے گا اس لئے میں ایوان سے بھی گزارش کرتا ہوں اور وزیر موصوف سے بھی کہ وہ کھاد کی کمی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گرین ٹریکٹر سکیم کے لئے 2۔ارب روپے کی سبسڈی دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی زراعت کو سرسبز کرنے اور زراعت کی ترقی کے لئے بہت بڑا اہم اقدام ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ پنجاب نے تعلیم کو عام کرنے کے لئے بجٹ میں بے پناہ اور بہت بڑی رقم مختص کی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ بجٹ میں آپ نے کتنی رقم رکھی ہے۔ بجٹ میں آپ نے کسی ڈیپارٹمنٹ کے لئے کتنے وسائل پیدا کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اصل وہ پالیسی ہوتی ہے کہ جس کے لئے آپ کی سوچ، آپ کا وژن اور آپ کے خیالات جو تعلیم کے بارے میں رکھتے ہیں اور اس پر عملدرآمد کیسے کرنا ہے۔ اس وقت جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر تعلیم تشریف فرما ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے تعلیم کو عام کرنے کے لئے جس طریقے سے اقدام اٹھائے ہیں وہ قابل تحسین ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے بچوں میں، سکولوں اور کالجوں میں تحریر و تقریر کے مقابلے منعقد کروائے اور ان بچوں

میں ان کی سوچ اور ٹیلنٹ کو ابھارنے کے لئے اٹھائے گئے اقدام اور رکھے گئے انعامات کی وجہ سے بچوں میں باقاعدہ مقابلے کا رجحان پیدا ہوا اور ٹیلنٹ بھی ابھرا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی احسن اقدام ہے اور تعلیم میں انہیں محنت کا بہت بڑا سبق ملا ہے۔اسی طرح انہوں نے سکولوں کی upgradation کے لئے اور کالجوں کے لئے بے پناہ رقوم رکھی ہیں جو کہ قابل تحسین ہیں اور اس پر میں وزیر اعلیٰ پنجاب، وزیر خزانہ اور وزیر موصوف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اسی طریقے سے انہوں نے صحت کی سہولت کے لئے، یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بار بار یہ سننے میں آیا ہے کہ ایک ارب 70 کروڑ روپے کی medicine ہسپتالوں میں مفت دی جا رہی ہے وہ معمولی بات نہیں ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم غریب عوام کے لئے دوائیوں کا انتظام کریں اور ان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے ہسپتالوں میں جدید مشینری لائیں۔ پورے پنجاب کے ہسپتالوں میں خاص طور پر جنوبی پنجاب میں جس طرح سے بات کی جا رہی ہے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ ہمارے شیخ زید میڈیکل کالج کے لئے بہت اہم اور قیمتی زمین جو 27 ایکڑ دی ہے۔اس کی construction کے لئے 10 کروڑ روپے بھی رکھا ہے، مشینیں بھی مہیا کی ہیں، وہاں آغا خان کی طرح بہت بڑی لیبارٹری بھی قائم کی ہے اور کارڈیالوجی سنٹر کی منظوری بھی دی ہے۔ اس سے بڑھ کر ہمارے جنوبی پنجاب کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے؟ انہوں نے وکٹوریہ ہسپتال میں چلڈرن کمپلیکس، کارڈیالوجی سنٹر اور آرتھوپیڈک سرجری کے لئے اتنا پیسہ رکھا ہے۔ اس کے علاوہ وہ بچوں کی صحت کے لئے بھی بے پناہ کوشش کر رہے ہیں۔

جناب والا! گندم کے سلسلے میں بھی انہوں نے دن رات محنت کی ہے۔ انہوں نے دن رات ایک کر کے ایک ایک جگہ پر جا کر ایم پی اے، ایم این ایز کی ڈیوٹیاں لگائی ہیں اور منسٹر صاحب نے بھی ڈیوٹیاں لگائی ہیں۔ یہ ان کی ہمت اور حوصلے کی بات تھی کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ غریب کسان کا ایک ایک دانہ خریدا جائے۔ میں ملک ندیم کامران کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس سلسلے میں دن رات ایک کر دیا۔ایک وقت وہ بھی آیا کہ جب انہوں نے کہا کہ میں تھک گیا ہوں اور میرا دل چاہتا ہے کہ میں وزارت چھوڑ دوں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ان کا وزیر اعلیٰ دن رات کام کرتا ہے تو ان کے حوصلے بھی بڑھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا اقدام ہے کہ انہوں نے 950 روپے میں گندم خریدی ہے۔

ہمیشہ 30 لاکھ ٹن گندم ہوتی تھی اور اب 60 لاکھ ٹن گندم خریدی ہے جو پنجاب حکومت پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ ان اقدامات کی وجہ سے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ نجمی سلیم!

محترمہ نجمی سلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے انتہائی انصاف پسندی سے کام لیتے ہوئے اس ہاؤس کو چلایا ہے اور آخر کار مجھے بھی اس discussion میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ٹیکس فری اور غریب دوست بجٹ پیش کیا۔ میں پنجاب حکومت کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے بہت سارے وعدوں کا پاس کیا جس میں عدلیہ، پولیس، زراعت، تعلیم، صحت، سستی روٹی سکیم، فوڈ سٹیمپ سکیم اور ایسے بے شمار شعبوں کے تخمینہ میں اضافہ کیا اور ان کا بجٹ میں خاص طور پر ذکر کیا۔ مگر مجھے ایک چیز کا انتہائی افسوس ہے کہ ایک اچھا بجٹ پیش کرتے ہوئے انہوں نے انتہائی اہم ڈیپارٹمنٹ کو یکسر ignore کیا اور وہ minorities کا شعبہ تھا۔ اس بجٹ میں minorities کا بالکل کوئی ذکر نہیں کیا گیا اور ان کے لئے کسی قسم کا فنڈ allocate نہیں کیا۔ مجھے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی افسوس کے ساتھ اس floor پر کہنا پڑ رہا ہے کہ پچھلے بجٹ میں اقلیتوں کے لئے رکھا گیا 20 کروڑ کا فنڈ موجودہ (ن) لیگ کے اراکین اسمبلی میں تقسیم کر دیا گیا اور اقلیتی اراکین کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا۔ یہ فنڈ پنجاب حکومت کا تھا اور اتحادی ہونے کے ناتے یہ ضروری تھا کہ باقی اقلیتی ممبران کو بھی اس میں حصہ دیا جاتا۔ میں یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گی کہ آئندہ بجٹ میں اگر اقلیتوں کے لئے فنڈز رکھے گئے ہیں تو اس کو ایسا mechanism کیا جائے جس میں تمام اقلیتی اراکین کو مساوی فنڈز مل سکے۔ میں فیڈرل گورنمنٹ کی بھی مشکور ہوں کہ ان کی جانب سے 5 فیصد کوٹا اقلیتی وفاقی ملازمتوں کے لئے منظور کیا گیا۔ میں وزیراعظم یوسف رضا گیلانی، صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری اور جناب شہباز بھٹی اقلیتی امور کے وفاقی وزیر کی انتہائی مشکور ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ صوبائی سطح پر بھی ضروری ہے کہ اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹا ملازمتوں کے لئے منظور کیا جائے بلکہ تمام کالجوں، vocational institutions اور تمام یونیورسٹیوں میں اقلیتوں کے لئے 5 فیصد کوٹا منظور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ ایک منٹ میں wind up کریں۔

محترمہ نجمی سلیم: جناب سپیکر! ہمارے بہت سارے ایسے علاقے ہیں جہاں پر اقلیتوں کے لئے قبرستان موجود نہیں ہے میں چاہوں گی کہ اس پر بھی خاص طور پر توجہ فرمائی جائے اور اقلیتوں کے قبرستان کے لئے علیٰحدہ جگہ allot کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وسیم افضل گوندل!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ حاجی ذوالفقار علی!۔۔۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری پوری کوشش یہ رہی ہے کہ تمام ممبران کو پورا ٹائم ملے لیکن چونکہ اب live پروگرام شروع ہونا ہے اس لئے حاجی صاحب! I am really very sorry ہم آپ کو کٹ موشن میں ٹائم دے دیں گے کیونکہ اب live پروگرام شروع ہے اور جناب وزیر خزانہ نے اپنی تقریر کرنی ہے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ہم کتنی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بھی آپ کے ساتھ ہی بیٹھا ہوں اور میں نے maximum کوشش کی ہے لیکن اب مجبوری ہے۔ میری آپ سے request ہے۔ اب live کارروائی شروع ہونے والی ہے آپ کی بہت مہربانی۔ تمام دوست لکھ کر دے دیں اس کو پھر ہم دیکھ لیں گے۔ کرنل صاحب! please جو باقی دوست رہ گئے ہیں ان سے ہماری personal request ہے، حاجی صاحب! sorry

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری صرف ایک منٹ کی بات سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ہمارے فاضل ممبر نے ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب پر شاہی خرچے کا جو الزام لگایا تھا میں صرف اس کی تفصیل بتانا چاہتا ہوں۔ باقی میں نے بجٹ کے حوالے سے مبارکباد پیش کرنی تھی اور بہاولپور کے حوالے سے تجویز پیش کرنا تھی۔ یہ وہ تجویز تھی جو موثر ہے۔ میں سب سے پہلے خادم اعلیٰ پنجاب اور اپنے وزیر خزانہ کو اتنا ٹیکس فری بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی صاحب! ابھی میری وزیر خزانہ صاحب سے بات ہوئی ہے کہ جو ساتھی رہ گئے ہیں انہیں وزیر خزانہ کی تقریر کے بعد ٹائم دیں گے۔ ہمارا ٹائم 9 بجے تک کا ہے اور وزیر خزانہ صاحب 8 بجے تک تقریر مکمل کر لیں گے ہم ان کے بعد آپ سب کو ٹائم دیں گے۔

حاجی ذوالفقار علی: جناب سپیکر! پہلے وزیر اعلیٰ ہاؤس کا خرچہ ایک سال میں 40 کروڑ روپے تھا اور ہمارے محترم وزیر اعلیٰ نے وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے صرف 27 کروڑ روپے کا خرچہ رکھا ہے۔ اس 27 کروڑ روپے میں بھی انہوں نے ہمارے ہونہار طالب علم، اساتذہ کے وظائف اور اس کے علاوہ تقریری مقابلوں کے لئے بھی اسی فنڈز سے حصہ دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ کی سالانہ بجٹ 10-2009 پر اختتامیہ تقریر

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی speech wind up کروں۔ 21۔ جون کو محترمہ بے نظیر بھٹو شہید کی سالگرہ تھی وہ عظیم ورلڈ لیڈر ہیں، وہ نہایت ہی بہادر، نڈر اور ایک visionary leader تھیں وہ اپنی جان کی پروا کئے بغیر جمہوریت کی خاطر پاکستان میں تشریف لائیں اور جب کراچی میں بم دھماکہ ہوا تو وہ بھی انہیں ڈرا نہ سکا اور انہوں نے اپنی جان بھی جمہوریت کی خاطر، جمہوریت کے تسلسل کی خاطر اور غریبوں کے حقوق کی خاطر دے دی۔ اس موقع پر میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتا ہوں اور میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں ہمارے ان بھائی بہنوں کو اور پاکستان پیپلز پارٹی کے ورکروں کو جنہوں نے اپنا خون دیا۔ انہوں نے اس چراغ کو خون دیا جو شہید محترمہ نے اپنے خون سے جلایا تھا اور ہم انشاء اللہ ہر سالگرہ پر ان کے چراغ کو خون دیتے رہیں گے اور انشاء اللہ وہ جلتا رہے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! شہید محترمہ کی سالگرہ کے موقع پر میں یہ بھی ذکر کروں گا کہ جناب آصف علی زرداری صدر پاکستان اور شریک چیئرمین پاکستان پیپلز پارٹی انہوں نے اس مشن کو آگے بڑھایا اور آج پوری قوم کو جس وقت قوم خوفزدہ تھی انہوں نے پوری قوم کو اکٹھا کیا۔ آج پوری قوم ایک point پر اکٹھی ہے اور اللہ کے فضل وکرم سے خوف سے باہر نکل آئی ہے اور آج پوری قوم سمجھتی ہے کہ ہمیں

دہشت گردی کے خلاف جنگ لڑنی ہے۔ آج عوام ، تمام سیاسی قوتیں اور پاکستان کے تمام institutions آج سب ایک ہیں اور متحد ہیں اور اپنی طاقت کے ساتھ ہم انشاء اللہ اس جنگ میں کامیاب ہوں گے۔

جناب سپیکر !اب میں wind up speech کی طرف آتا ہوں ۔آج میں اپوزیشن کا بے حد مشکور ہوں اور بالخصوص لیڈر آف اپوزیشن چودھری ظہیر الدین صاحب کا کہ پچھلے سال جب بجٹ کی تقریر ہوئی اس وقت انہوں نے بائیکاٹ کیا لیکن اس دفعہ انہوں نے بھرپور حصہ لیا اور بہت ہی احسن طریقے سے بجٹ کا حصہ بنے۔اپوزیشن جمہوریت کی خوبصورتی ہے اور یہ خوبصورتی ہم نے اس سال ہاؤس میں دیکھی جس طرح اپوزیشن نے actively participate کیا، کہیں پر تو تعمیری تنقید تھی اور کہیں پر تنقید برائے تنقید تھی۔اس کے ساتھ ہی میں آج جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور پنجاب کی کیبنٹ کی طرف سے تمام ممبران اپوزیشن اور تمام پارٹیز کے جنہوں نے اتنی محنت اور کوشش سے بجٹ کو دو تین دن کے اندر study کیا اور اپنی بہت جامع آراء دیں اور میں ان کو پورے وثوق اور یقین سے کہتا ہوں، مجھ سے کئی ممبران نے پوچھا کہ یہ جو ہم تقریریں کر رہے ہیں ، جو ہم تجویزیں دے رہے ہیں اس کا کوئی فائدہ بھی ہوگا یا نہیں؟ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس دفعہ میں نے فنانس ڈیپارٹمنٹ کو ابھی سے تاکید کر دی ہے کہ جتنی بھی speeches ہوں گی وہ ہر ڈیپارٹمنٹ کو بھجوائیں گے ،ہر ڈیپارٹمنٹ اس کو study کرے گا، چاہے وہ آپ کی تجاویز شامل کریں یا نہ کریں لیکن وہ آپ کو جواب دیں گے کہ آپ کی تجویز کا کیا بنا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! بجٹ کے تجزیہ کے لئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ بجٹ کا جائزہ مجموعی طور پر لیا جائے تاکہ صحیح صورتحال سامنے آئے۔ اگلے مالی سال کے بجٹ کا مجموعی جائزہ حکومت کی سمجھ کے مطابق ترجیحات کو بالکل واضح طور پر پیش کر رہا ہے۔ میں آج وہ باتیں نہیں دُہراؤں گا جو میری بجٹ کی speech میں تھیں میں پوری کوشش کروں گا کہ ایک overview دوں اور بالخصوص جو سوالات کئے گئے تھے خاص طور پر اپوزیشن کی طرف سے ان کے جو خدشات تھے ، ان کا میں جواب ضرور دوں گا۔ صحت اور تعلیم کے شعبہ میں مختص کردہ ترقیاتی فنڈ کے ساتھ اگر یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ان شعبہ جات میں improvement on delivery system پر کتنی رقم خرچ کی جارہی ہے، ان

شعبہ جات کے بارے میں حکومت کی ترجیحات پر کسی منفی تبصرہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ علاج و ادویات کی مفت فراہمی کے لئے 6۔ارب اور زچہ بچہ کی نگہداشت کی سکیموں کے لئے 3۔ارب روپے کا مختص کئے جانا شعبہ کی ترقی کے لئے احسن اقدام ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اسی طرح تعلیم کے شعبے میں دانش سسٹم کا قیام، طلباء اور اساتذہ کے لئے performance based incentive، مفت کتابوں کی فراہمی کے مختص کردہ۔اربوں روپے وزیر اعلیٰ کی تعلیم دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ موجودہ حکومت نے غریب طبقہ کے معاشی حقوق کا تحفظ فراہم کر کے جو روایات قائم کی ہیں مجھے یقین ہے کہ آئندہ آنے والی کوئی بھی حکومت ان سے پہلو تہی نہیں کر سکے گی۔ معاشرے میں ایک مثبت معاشی انقلاب برپا ہوگا جس سے "have or have not" کے درمیان فرق روز بروز ختم ہوتا جائے گا۔ اپوزیشن ممبران نے پچھلے سال کے بجٹ میں تقریر کے حوالے سے چند نکات اُٹھائے، جن کا میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ پچھلے بجٹ کی تقریر میں پرائس کنٹرول بورڈ کے قائم کرنے کا اہم وعدہ کیا تھا میں اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ایک Punjab Prices and Supplies Board تشکیل دیا گیا ہے جس کے چیئرمین وزیر اعلیٰ پنجاب اور نائب چیئرمین سید ناظم حسین شاہ ہیں۔ قیمتوں کو متوازن رکھنے اور بڑھتی ہوئی مہنگائی پر قابو پانے اور شمالی اور جنوبی پنجاب کے لئے دو علیحدہ ٹاسک فورسز قائم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک پنجاب پرائس کنٹرول کمیٹی اور Punjab Prices and Supplies Monitoring Committee تشکیل دی گئی ہے۔ صوبائی سطح کے علاوہ، ضلعی سطح تک ڈی سی اوز کی سربراہی میں پرائس کنٹرول کمیٹیاں کام کر رہی ہیں۔ صوبائی اور ضلعی سطح پر ان کمیٹیوں کی مدد سے اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں ہونے والے رجحانات کو مانیٹر کرنے اور ان کو متوازن رکھنے میں ہمیں بڑی مدد ملی ہے۔ حکومت پنجاب نے تین سو پچاس میگا واٹ بجلی پیدا کرنے کا وعدہ کیا تھا تو اس سلسلے میں نو پرائیویٹ کمپنیوں نے بجلی پیدا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ان کمپنیوں نے نہروں پر ہائیڈرل پاور سٹیشن کی feasibility reports مکمل کر لی ہیں اور یہ ہم نے چند مہینے پہلے ٹینڈرز issue کئے تھے اور یہ ٹینڈرز letter of interest, letter of intent ان کمپنیوں کو دیئے جا چکے ہیں اور یہ پرائیویٹ کمپنیاں اس میں پیشرفت کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ Asian Development Bank کی مدد سے پانچ ایسے پراجیکٹس ہیں جن پر حکومت پنجاب خود کام کر رہی ہے، ہائیڈرل پاور سٹیشن

لگانا کوئی ایک سال کا کام نہیں ہے یہ تمام Hon'able Members سمجھتے ہیں کہ کم از کم یہ پانچ، چھ سال کا منصوبہ ہوتا ہے اور پہلے ایک سے دو سال واپڈا اور نیپرا کے ساتھ negotiation اور باقی ٹائم financial close کرنے کے لئے لگتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت پنجاب کا تین سو میگا واٹ coal based Thermal Power Plant لگانے کا منصوبہ ہے جس پر یہ private investors کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں۔

حکومت پنجاب نے جو widows کی ایک announcement کی تھی لیڈر آف اپوزیشن نے بھی ذکر کیا اور بھی فاضل ممبرز نے ذکر کیا کہ بیواؤں کے ساتھ جو وعدہ کیا تھا کہ ہم ان کے قرضے معاف کر دیں گے اس کا کیا بنا؟ حکومت نے اس قرضے کا جو وعدہ کیا تھا اس سلسلے میں دو لاکھ روپے تک کے قرضہ جات کی تفصیلات پبلک سیکٹر کے financial institution سے حاصل کر لی گئی ہیں۔ چھ ہزار ایک سو اکتیس خواتین کی نشاندہی مکمل کر لی گئی ہیں اور ان کی verification کا عمل جاری ہے۔ پنجاب بنک کے جتنے بھی قرضہ جات ہیں وہ 30۔ جون سے پہلے دے دیئے جائیں گے اور اس کے دو مہینے کے اندر اندر جتنے بھی بنکوں کے قرضہ جات، جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا وہ سارے کے سارے قرضہ جات انشاء اللہ دے دیئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گرین ٹریکٹر سکیم جس کی بہت سے ممبران نے تعریف کی، بعض بھائیوں اور بہنوں نے اس پر تنقید بھی کی۔ اس کا status یہ ہے کہ اس وقت تک 10 ہزار ٹریکٹر میں 9997 کی ڈلیوری ہو چکی ہے اور یہ کسانوں کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ صرف جو تین ٹریکٹر ہیں وہ litigations میں ہیں اس میں بھی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ ہماری طرف سے وہ بالکل سکیم مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بسوں کے حوالے سے تشویش تھی جو سکولوں کے لئے بسوں کا پروگرام شروع کیا گیا تھا اس کا کیا بنا؟ سکول بسوں کے ہم نے پائلٹ پروگرام شروع کئے اور یہ صوبے میں ایک ساتھ شروع کرنا شاید ممکن نہیں ہے۔ ہمارا یہ خیال تھا کہ بجائے اس کے کہ ہم ساری بسیں لائیں اور دو، تین سال کے بعد یہ سکیم ناکام ہو جائے اس کے بجائے ہم نے پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر دو بسیں ضلع سیالکوٹ میں مہیا کیں، چھ مزید بسیں ہم نے مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان میں مہیا کیں اور ڈیرہ غازی خان میں یہ پائلٹ پراجیکٹ چل رہا ہے اور اس منصوبے میں جیسے ہم نے ذکر کیا کہ اس میں رقم رکھی ہوئی ہے لیکن مقصد

یہ ہے کہ جلد بازی نہ کریں اور جو بھی سکیم شروع کریں وہ جامع سکیم ہو۔اپوزیشن نے کولڈ سٹوریج کے پروگرام پر تنقید کی کہ کولڈ سٹوریج کا کیا بنا اور اپنے خدشات کا اظہار کیا؟ لاہور ائیرپورٹ کے نزدیک کولڈ سٹوریج کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے جو کہ لاہور ائیر پورٹ کے پاس ہے وہ facilitate کرنے کے لئے ان فارمرز کو جو ایکسپورٹ کرنا چاہ رہے ہیں مہیا کئے جائیں گے۔اس کے علاوہ چار ایسے منصوبے ہیں جن کی feasibility تقریباً مکمل ہو چکی ہے اور 20 کروڑ کے منصوبے اس کے لئے ہم مختص کر چکے ہیں اور کولڈ سٹوریج کے کام کی progress جاری ہے۔

جناب سپیکر! مجھے 4575 سکولوں کے کمپیوٹر لیب کو آراستہ کرنے کے وعدے کی یاد دہانی بھی کرائی گئی۔اس سلسلے میں معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس سکیم پر کام موجودہ مالی سال میں انتہائی شفاف عمل سے جاری ہے اور ٹینڈر ہو چکے ہیں اس مالی سال میں اس سکیم پر تقریباً 2.1۔ارب روپے خرچ ہوں گے۔اگلے مالی سال کے لئے 2.9۔ارب روپے مختص کئے گئے انشاءاللہ یہ منصوبہ 30۔ستمبر 2009 تک 5۔ارب کی لاگت سے مکمل ہو جائے گا اور تمام سکولوں میں کمپیوٹر لیب چل جائیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! وسائل میں اضافہ کا ذکر کرتے ہوئے اپوزیشن کے ایک معزز ممبر نے حکومت کے اگلے مالی سال کے بجٹ میں ٹیکس فری ہونے کی تنقید کی کہ ٹیکس تو نہیں لگایا لیکن جو ٹیکس کی مد میں ٹارگٹ دیئے گئے ہیں وہ بڑے high ہیں۔یہ دراصل ہم نے broadening of tax base اور اس میں جو ہم reformers لانا چاہ رہے ہیں۔اس وجہ سے ہمیں توقع ہے کہ پیسا ملے۔اس کے علاوہ ٹاسک فورسز کا بار بار ذکر کیا گیا اور ان کی کارکردگی کے بارے میں وضاحت طلب کی گئی۔ٹاسک فورسز کے ذریعے اہم مسائل پر توجہ مرکوز کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ماڈل مینجمنٹ کا حصہ ہیں اور ان ٹاسک فورسز کی تشکیل میں اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد، سول سوسائٹی، عوامی نمائندگان اور پروفیشنل کو نمائندگی دی جاتی ہے تاکہ افسر شاہی اور سرخ فیتہ سے ہم باہر نکل کر عوامی مفاد کے فیصلے جلد کر سکیں۔ Education Endowment Fund کا قیام ٹاسک فورس کی کارکردگی کی ایک بہترین مثال ہے۔

جناب سپیکر! اپوزیشن کا حکومت پر یہ الزام کہ موجودہ مالی سال کے زکوٰۃ کے پیسوں کو سستی روٹی پر خرچ کر دیا گیا۔یہ صریحاً غلط اور بے بنیاد ہے۔یہ سکیم غیر ترقیاتی بجٹ کے فنڈ سے کی گئی۔میں نے

اپنے حالیہ دورے کے دوران ایران میں بھی روٹی کی سکیم دیکھی ہے جس کو ہم نے یہاں پر رائج کیا ہے۔ میں جب وزیراعلیٰ کے ساتھ ایران کے دورے پر گیا تو وہاں پر دیکھا کہ تمام تندوروں پر روٹی ہی ملتی ہے اور پوری مارکیٹ میں کسی کو آٹا نہیں ملتا اور ہر شخص کو روٹی ملتی ہے اور پکی پکائی تازہ روٹی ملتی ہے اور یہ وہی concept ہے جس کو پنجاب میں مخصوص جگہوں پر رائج کیا جا رہا ہے اس لئے اگر ہم یہ سوچیں کہ ہم نے یہ خود conceive کیا ہے اور ایک دم سے ہم نے implement کر دیا ہے ایسی بات نہیں۔ کافی ملکوں میں یہ سکیم چل رہی ہے اور کامیاب ہے جو اس میں مسائل آرہے ہیں ان کو انشاء اللہ تعالیٰ حل کر لیں گے، جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ ہم اسے ایک اتھارٹی کے ذمہ لگا رہے ہیں۔ وہ problems کو remove کرے گی اور اس سستی روٹی سکیم کو ہم انشاء اللہ کامیاب کریں گے۔

جناب والا! معزز ممبران کی طرف سے جو آوازیں اور تجاویز سامنے آئی ہیں ان میں سے میں ایک ایک کا ذکر کروں گا کہ ہمارے فاضل ممبر نے بیوٹی پارلر کا ذکر کیا، پروفیشنل ٹیکسز کا ذکر کیا کہ وکیلوں پر ٹیکس ہونا چاہئے، ڈاکٹر پر ہونا چاہئے اور سکولوں پر ہونا چاہئے۔ ان تمام تجاویز پر ہم اگلے مالی سال میں غور کریں گے کہ ان پر ٹیکس لگانا چاہئے اور کہاں پر وہ ٹیکس برداشت کر سکتے ہیں تاکہ اس کا اثر عام آدمی اور غریب آدمی پر نہ آئے، وہاں پر ٹیکس لگایا جائے گا لیکن اس سال جیسا کہ ہم اعلان کر چکے ہیں یہ ٹیکس فری بجٹ ہے، کوئی نیا ٹیکس اس میں نہیں لگایا گیا۔

جناب سپیکر! اقلیتوں کے لئے مالی سال 09-2008 میں دس کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ اگلے مالی سال میں اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لئے تیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جو کہ تقریباً پچھلے مالی سال کے مقابلے میں دو سو فیصد زیادہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

گندم کی امدادی قیمت کا ذکر آیا کہ یہ بین الاقوامی ریٹ کے مطابق ہونی چاہئے۔ میں اس کا ذکر کرتا چلوں کہ بین الاقوامی قیمت ہماری ملکی قیمت سے کافی کم ہے۔ ہم 950 روپے میں لے رہے ہیں۔ اگر ہم گندم آج import کریں گے تو وہ ہمیں تقریباً 750 یا 775 میں ملے گی اس لئے وزیراعلیٰ پنجاب اور وزیراعظم نے جو اعلان کیا تھا اس کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی جیت ہے اور اس سے ہمارا کسان خوشحال ہوگا۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ گندم کا ایک ایک دانہ خریدیں گے اگر آج ہم نے 60 لاکھ ٹن گندم خریدی ہے اور ہمارے جتنے بھی کسان ہیں ان سے یہ گندم خریدی گئی

ہے، آج اگر کسی کے پاس گندم ہے تو وہ ٹریڈر کے پاس ہے، وہ ٹریڈر نے اس نیت سے لی تھی کہ وہ گورنمنٹ کو دے گا۔اس کو ہم نے روکا لیکن کسان سے ہم نے دانہ دانہ خریدا۔

جناب سپیکر! ٹریفک وارڈن کو مسلح کرنے کے لئے تجاویز آئیں اور وہ تجاویز ہم نے پولیس کو بھجوائی ہیں۔ جیل ملازمین کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اگلے مالی سال کے بجٹ میں جیل ملازمین کے service structure کو بہتر بنانے کے لئے اور قیدیوں کی فلاح و بہبود کے لئے 30 کروڑ روپے سے زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس اقدام سے جیل ملازمین اور قیدیوں کی زندگی میں بہتری آئے گی۔ میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ صوبہ بلوچستان میں جس ایک ارب روپے کی امدادی رقم کا اعلان کیا گیا تھا جو Cardiology Institute کو ہم نے دینا ہے وہ ہم نے غیر ترقیاتی بجٹ سے دیا ہے۔ ہمارے فاضل ممبر نے ذکر کیا کہ اس میں ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہئے تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ اعلان جو کیا گیا اور فاضل ممبر نے یہ بھی کہا کہ ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو آج ہم اپنے بلوچستان کے بھائیوں کی امداد کر رہے ہیں اس پر آج کسی کو بھی یہاں اعتراض نہیں ہے۔

جناب والا! دانش سکول کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ صرف طلبا یا طالبات کے لئے ہے ؟ ہم جو یہ سکول قائم کر رہے ہیں یہ دونوں علیٰحدہ علیٰحدہ اور ساتھ ساتھ ہوں گے لیکن co-education اس میں نہیں ہوگی اور اس میں تعلیم رہائش، خوراک اور کتابیں یہ سبھی کچھ مفت مہیا کیا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! agriculture کے حوالے سے mechanization for food security پر 50 فیصد سبسڈی ہم دس قسم کی implementations کے اوپر دیتے ہیں۔ agriculture implement کے لئے 22 کروڑ روپیہ مختص کیا ہوا ہے تاکہ آدھی قیمت گورنمنٹ دے اور آدھی قیمت کسان دے گا ان میں جتنی بھی agriculture implements ہیں وہ پوری کی جائیں۔ اس کے علاوہ ہم نے بائیو گیس ٹیکنالوجی کا پائلٹ پراجیکٹ adopt کیا ہے تاکہ اس energy crisis کو meet کر سکیں۔ میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کی کارکردگی کے بارے میں یہ وضاحت کرتا چلوں کہ اس ادارے نے زرعی تحقیقات کو تیز کرنے اور زرعی مسائل حل کرنے کے لئے اس سال

زرعی تحقیقات کے 18 نئے منصوبے شروع کئے ہیں جن کی کل لاگت تقریباً40 کروڑ روپے ہے۔یہ منصوبے بڑے بڑے زرعی مسائل مثلاً کپاس، چاول اور گندم کی بیماریوں، پانی کے بہتر استعمال، پھلوں اور سبزیوں کو زیادہ دیر تک تازہ رکھنے کی ٹیکنالوجی شامل ہیں۔ان منصوبہ جات کے علاوہ تقریباً40 نئے منصوبے شروع کئے جائیں گے جن کی کل لاگت ایک ارب روپے سے زیادہ ہوگی۔یہ منصوبے بین الاقوامی اور نجی ترقیاتی اداروں کے اشتراک سے شروع کئے جائیں گے تاکہ جدید ترین ٹیکنالوجی کو درآمد کیا جاسکے۔

جناب سپیکر!پولیس کے فنڈ پر بہت تنقید ہوئی۔ پولیس کی تنخواہوں میں اضافہ لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے کیا گیا۔پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور تھانہ کلچر میں تبدیلی کے لئے محلہ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں،ان کمیٹیوں میں منتخب نمائندے بھی شامل کئے گئے۔مصالحتی کمیٹیاں گوجرانوالہ ریجن میں شروع کی گئی ہیں ان کی کارکردگی جانچنے کے بعد ان میں توسیع کی جائے گی۔پولیس کو vehicle surveillance, mobile phone tracking system, tracking system equipment اور بلٹ پروف جیکٹس سے لیس کیا جارہا ہے۔مجھے یقین ہے کہ ان اقدامات سے پولیس کی کارکردگی میں مزید نمایاں بہتری آئے گی اور عوام کے جان ومال کو محفوظ بنایا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا!میں تعلیم کی بات کرتا ہوں کہ آئندہ سال کے ترقیاتی بجٹ میں تعلیم کے لئے 23۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی گئی ہے۔دانش سکول کے لئے 3۔ارب روپے،اس کے علاوہ DFID کی امداد سے 37۔ارب روپے کی لاگت سے تعلیم کے شعبے کے لئے تین سالہ پروگرام شروع کیا۔اس کے علاوہ میں 4237 سکولوں کے لئے کمپیوٹر لیبز کا پہلے ذکر کر چکا ہوں۔ایک خاص بات جو ایک فاضل ممبر نے کہی کہ سپورٹس کے لئے زیادہ فنڈز ہونے چاہئیں۔میں یہ ذکر کرتا چلوں کہ اس سال ایک ارب60 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی جو کہ پچھلے مالی سال کی نسبت 47 فیصد زیادہ ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!اسی طرح شعبہ صحت کے لئے اگلے مالی سال میں12۔ارب روپے سے زائد رقم مختص کی جارہی ہے جو کہ موجودہ مالی سال سے 29 فیصد زائد ہے۔حکومت اگلے مالی سال سے پنجاب

کے مختلف اضلاع میں چار نئے میڈیکل کالج قائم کر رہی ہے-اسی طرح دس ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں جدید طرز کے ایمرجنسی وارڈ بھی تعمیر کئے جا رہے ہیں-آئندہ مالی سال میں نئے میڈیکل کالجوں کے قیام کے علاوہ موجودہ ضلعی اور تحصیل ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں بہتر سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں- ملتان بہاولپور، رحیم یار خان، سرگودھا، فیصل آباد، منڈی بہاؤالدین وغیرہ کے موجودہ ہسپتالوں کے مختلف شعبوں میں توسیع کی جا رہی ہے-(نعرہ ہائے تحسین)

حکومت نے اگلے مالی سال میں پرائمری ہیلتھ کے لئے 2-ارب 38 کروڑ 90 لاکھ روپے سے زائد رقم مختص کی ہے-اس کے علاوہ رورل ہیلتھ سنٹروں کو بہتر بنانے کے لئے 80 کروڑ روپے مختص کئے ہیں-یہ پنجاب کے ترقیاتی بجٹ کا تقریباً 27 فیصد ہیں- علاوہ ازیں وفاقی حکومت کے ترقیاتی بجٹ میں primary health care کے لئے 9-ارب 70 کروڑ روپے پاکستان کی بنیاد پر مختص کئے گئے ہیں جس کا تقریباً پچاس فیصد سے زیادہ حصہ پنجاب میں primary health care کی سہولتوں پر خرچ کیا جائے گا-لہذا ان اعداد و شمار کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آئندہ مالی سال میں بیماریوں سے بچاؤ کے لئے پہلے سے زیادہ رقوم مہیا کی جا رہی ہیں-

جناب سپیکر! اگر ہم بجلی کی بات کریں تو سابقہ آٹھ سالوں میں بجلی کے ایک میگاواٹ کے لئے بھی initiate نہیں ہوا اور نہ ہی وہ add ہوا-اگر ہم بجلی کا کوئی منصوبہ آج شروع کریں تو وہ چار سال سے پہلے مکمل ہونا ممکن نہیں ہوتا اسی لئے وفاقی حکومت نے rental power and IPPs introduce کئے جو ایک سے دو سال کے اندر اندر بجلی پیدا کرنے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ اس سال کے آخر تک لوڈ شیڈنگ سے چھٹکارا حاصل کر لیں گے- جیسے میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ اس میں پنجاب گورنمنٹ نے خاصا کام کیا ہے- پنجاب حکومت نے نہروں اور دریاؤں کے اٹھائیس مقامات پر اظہار دلچسپی کی درخواستیں مورخہ 21- جون 2009 سے طلب کی ہیں-حکومت پنجاب نے power کے لئے اٹھائیس ایسے نئے مقامات identify کئے ہیں اور LOIs پرائیویٹ کمپنی سے بھی ملے ہیں، یہ power میں خود کفیل ہونے کے لئے اور ایک step forward ہے-حکومت پنجاب نے کوئلہ سے بجلی پیدا کرنے والے پلانٹس لگانے کے لئے پرائیویٹ انویسٹرز سے اظہار دلچسپی لی ہے اور مندرجہ ذیل جگہوں پر منصوبہ جات لگانے کی تجویز ہے- سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں 50 میگاواٹ،

کڑیاں والا انڈسٹریل اسٹیٹ میں 50 میگا واٹ اور تین مزید 50/50 میگا واٹ کے پلانٹس دوسری انڈسٹریل اسٹیٹس کے قریب لگائے جا رہے ہیں۔ضلع خوشاب اور چکوال میں مائنز کے قریب 100 سے 300 میگا واٹ کے پلانٹس لگائے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر!خواتین کی بہبود اور مساوی ترقی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔اس سلسلے میں سماجی اور معاشی ترقی کی تمام سکیموں میں خواتین کے مفاد کو مدنظر رکھا گیا ہے۔صحت تعلیم اور دیگر ترقیاتی سکیموں میں خواتین کے لئے برابری کی سطح پر وسائل رکھے گئے ہیں۔اس کے علاوہ چیدہ چیدہ خصوصی پروگرام اس طرح ہیں۔خواتین کی بہبود کے لئے آئندہ مالی سال میں 41 کروڑ روپے سے زائد کی رقم مختص کی گئی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Gender Reforms Action Plan کے منصوبہ کے تحت صوبائی حکومت کے تمام محکموں میں ایسی تبدیلی لانا ہے جس سے خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے زیادہ سے زیادہ مواقع میسر ہوں اور ان کے ساتھ برابری کی سطح پر سلوک ہو۔لاہور میں خواتین کی ترقی کے موجودہ ادارے کی توسیع کے زمرے میں درج ذیل شعبوں میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ڈے کیئر سنٹر، display centre for DIH, nursery classes for gym, library etc. ان منصوبوں کی کل لاگت 13 کروڑ روپے ہے جبکہ اگلے مالی سال میں 6 کروڑ 70 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اس کے علاوہ خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے درج ذیل نئے منصوبہ جات شروع کئے جا رہے ہیں۔لاہور راولپنڈی میں خاندانی مشاورتی مراکز کا قیام، گھریلو تشدد کا شکار خواتین کے علاج معالجے کی سہولت، ساہیوال میں ملازم پیشہ خواتین کے لئے ہوسٹل کا قیام، اٹک میں پریشان حال خواتین کے لئے سنٹر کا قیام جس کے تحت ان کو میڈیکل اور قانونی امداد فراہم کی جائے گی۔تقریباً 12 ہزار تشدد کا شکار خواتین کے لئے لاہور راولپنڈی، ملتان میں سنٹر قائم کئے جا رہے ہیں جن کے تحت ان خواتین کی بحالی، علاج معالجہ اور فنی تربیت وغیرہ کے پروگرام تشکیل دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!بارانی علاقوں کی ترقی ادارہ ABAD کے لئے اگلے مالی سال میں 59 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جس میں 54 کروڑ روپے جاری کر چکے ہیں اور 15 کروڑ روپے نئے منصوبوں پر خرچ کئے جائیں گے۔آئندہ مالی سال میں small dams سے command areas کو

مزید ترقی اور دستیابی پانی کے موثر استعمال کے لئے 50 کروڑ روپے کی لاگت سے نئے منصوبے شروع کئے جا رہے ہیں۔زرعی شعبہ میں tunnel technology دو منصوبوں کے تحت مہیا کی جا رہی ہے۔ ایک منصوبے کا نام فروٹ اینڈ ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ پراجیکٹ جبکہ دوسرے منصوبے کا نام promotion of tunnel technology for vegetable production ہے۔ دونوں منصوبوں کے تحت لاگت کا 50 فیصد کسانوں کو بطور سبسڈی مہیا کیا جائے گا تاکہ فروٹ اور ویجیٹیبل ڈویلپمنٹ کے تحت demonstration کے لئے شروع کئے گئے tunnel کی پوری لاگت سو فیصد حکومت برداشت کرے اور محکمہ زراعت دو سال تک یہ پلانٹ دوسرے کسانوں کی تربیت کے لئے استعمال کر سکے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں چند اعلانات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے ایک فاضل ممبر اور اس ضلع کی requirement کے مطابق تحصیل کمپلیکس شرقپور کی تعمیر شروع کی جائے گی۔آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں اس کے لئے فنڈز رکھے جا رہے ہیں اور انشاء اللہ اس سال اس تحصیل کمپلیکس کو مکمل کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ ضلع ننکانہ کے فاضل ممبران نے تجویز کیا کہ چونکہ یہ ضلع بن چکا ہے اور یہاں پر جیل نہیں ہے۔ جیل کی ہم feasibility بنا رہے ہیں لیکن اس کے علاوہ موڑ کھنڈا میں ڈگری کالج بنانے کا میں اعلان کرتا ہوں۔

جناب والا! جنوبی پنجاب کا ذکر سر فہرست رہا۔ تمام ممبران نے اس پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔اس سے پہلے کہ میں جنوبی پنجاب پر آؤں میں ایک اہم اعلان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں 15 فیصد اضافہ کا اعلان کیا تھا۔اب وفاقی حکومت کی طرف سے گریڈ۔1 سے گریڈ۔16 تک کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور دس سال سے زیادہ پنشنرز کی پنشن میں بھی 15 فیصد کی بجائے 20 فیصد اضافے کا اعلان ہوا ہے۔ ہم انشاء اللہ ان ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں وفاقی حکومت کی طرف سے کئے گئے اعلان کے مطابق اضافہ کریں گے، ان کو facilitate کریں گے۔

جناب سپیکر!جنوبی پنجاب کی بات ہو رہی تھی۔حکومت پنجاب جنوبی پنجاب کے اضلاع میں جاری شدہ سکیموں کو جس طرح priority دے رہی ہے اس کا میں ذکر کرتا چلوں۔ Punjab Education Endowment Fund جو ہے وہ5000طالب علموں کو ملا ہے جن میں سے2400 طالب علموں کا تعلق South Punjab سے ہے۔گرین ٹریکٹر سکیم کے حوالے سے عرض کروں گا کہ 10 ہزار ٹریکٹرز میں سے 5500ٹریکٹرز South Punjab کے کسانوں کو ملے ہیں۔میڈیکل کالج کے حوالے سے عرض ہے کہ 40 فیصد طالب علم South Punjab سے تعلق رکھتے ہیں تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہمارے South Punjab والے بہنوں اور بھائیوں کو کسی طریقے سے بھی احساس محرومی ہونا چاہئے۔چند سکیمیں ایسی ہیں جو کہ ابھی South Punjab میں چل رہی ہیں میں ان کا ذکر بھی کرتا چلوں۔

چولستان کے ترقیاتی ادارے کے تحت چولستان کے لئے master plan تیار کیا گیا ہے جس میں چولستان کی سڑکوں کی تعمیر اور لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے منصوبے شروع کئے گئے ہیں۔مظفر گڑھ بائی پاس کی تعمیر،ڈیرہ غازی خان،رحیم یار خان،مظفر گڑھ اور چشتیاں کے لئے پانی کی فراہمی اور نکاسی آب کے بڑے بڑے منصوبے شروع کئے گئے ہیں۔ڈیرہ غازی خان کے پچاس دیہاتوں کے لئے پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا منصوبہ،تونسہ بیراج کی تعمیر کا مکمل کیا جانا،ملتان،بہاولپور، بہاولنگر،ڈیرہ غازی خان،جلال پور پیر والا،شجاع آباد میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے کروڑوں روپے کے جاری شدہ فنڈز،بہاولنگر ضلع کے لئے سابق دور حکومت میں ناقص منصوبہ بندی کے تحت جو سڑکیں نامکمل چھوڑی گئی تھیں ہم نے ان کے لئے اضافی فنڈز جاری کئے اور اب انہیں مکمل کر رہے ہیں۔بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں kidney transplant کا یونٹ اور Cardiology Unit تعمیر کیا جا رہا ہے۔رحیم یار خان میں شیخ میڈیکل کمپلیکس کی تعمیر کا اجراء،ملتان انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں بہترین سہولیات فراہم کرنے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔

جناب سپیکر!آئندہ مالی سال کے ترقیاتی بجٹ میں جنوبی پنجاب کی تعمیر و ترقی کے لئے خصوصی توجہ دی گئی ہے۔اس ضمن میں5۔ارب روپے کی لاگت سے جنوبی پنجاب کے لئے ایک ترقیاتی پروگرام

شروع کیا جارہا ہے۔ علاوہ ازیں برطانوی ترقیاتی ادارے DFID کے تعاون سے 6۔ارب 90 کروڑ روپے کی لاگت سے جنوبی پنجاب میں معاشی ترقی کے لئے منصوبہ شروع کیا جارہا ہے۔

جناب والا! میں ایک مرتبہ پھر یہ کہنا چاہوں گا کہ بین الاقوامی معاشی بحران اور موجودہ ملکی صورتحال کے تناظر میں حکومت پنجاب نے ایک متوازن بجٹ پیش کیا ہے۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اپنے کئے ہوئے وعدوں پر عمل درآمد کرے گی۔ میں ایک مرتبہ پھر تمام معزز اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے بجٹ پر بحث کی اور پورے جوش وجذبے سے حصہ لیا۔ میں اس موقع پر محکمہ خزانہ اور محکمہ P&D کے افسران اور عملے کا بھی مشکور ہوں کہ جنہوں نے پوری دلجمی سے کام کیا۔ پاکستان زندہ باد۔(نعرہ ہائے تحسین)

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں پچھلے سال اور اس سال بھی پھر حکومت پنجاب، قائد محترم میاں محمد شہباز شریف اور وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ سے گزارش کی تھی کہ شرقپور شریف میں تحصیل کمپلیکس تعمیر کیا جائے۔ یہ ایک نئی تحصیل بنی ہے اور چار پانچ سالوں سے اپنا کام کر رہی ہے۔ وہاں پر تحصیل کمپلیکس نہیں ہے جس سے حکومت پنجاب کو مالی نقصان بھی ہو رہا تھا اور عوام کو بھی مشکلات کا سامنا تھا۔ میری identification پر اور میری گزارش پر وزیر اعلیٰ پنجاب، میاں محمد شہباز شریف کے حکم پر حکومت پنجاب نے یہ تحصیل کمپلیکس بنانے کا فیصلہ کیا ہے اور آج وزیر خزانہ صاحب نے اس تحصیل کمپلیکس کو بنانے کا اعلان کر دیا ہے۔ میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اپنے حلقے کی طرف سے، شرقپور شریف کی غیور عوام کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حکومت نے تحصیل کمپلیکس کی تعمیر کا اعلان کر کے شرقپور شریف کے مکینوں کے دل جیت لئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج general discussion conclude ہوئی ہے اس پر میں وزیر خزانہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کے passions کو appreciate کرتا ہوں کہ انہوں نے چاروں دن بڑی توجہ اور محنت سے سارا وقت بیٹھ کر notes لئے، یہاں پر معزز ممبران کی طرف سے اٹھائے گئے تمام points کا انہوں نے ایک ایک کر کے جواب دیا اور کوشش کی کہ اس معزز ایوان کو وہ مطمئن کریں۔

جناب والا! یہاں پر اگر میں آپ کی efficiency کی تعریف نہیں کروں گا تو میرا خیال ہے کہ کام ادھورا رہ جائے گا کیونکہ آپ نے بھی چاروں دن ہاؤس میں بیٹھنے کا ایک ریکارڈ قائم کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ media نے اس کو پوری طرح سے highlight نہیں کیا کہ آپ نے وقت پر چاروں دن اجلاس کو شروع کیا۔ پہلے دن تو آپ نے بالکل کمال ہی کر دیا۔ اس دن قائد حزب اختلاف نے بحث کا آغاز کرنا تھا۔ ویسے روایات بھی یہ ہیں کہ جس دن بجٹ پر بحث کا آغاز ہو تو سپیکر صاحب اس محبت کا اظہار کیا کرتے ہیں کہ وہ قائد حزب اختلاف، وزیر قانون اور وزیر خزانہ کو پہلے دن بحث کا آغاز کرنے سے پہلے on a cup of tea بلاتے ہیں اور پھر تقریباً اکٹھے اجلاس میں تشریف لاتے ہیں۔ مجھے اس لئے علم ہے کہ میں بطور قائد حزب اختلاف بحث کا آغاز کرتا رہا ہوں۔ آپ نے اس دن کمال کیا، آپ نے یہاں پر آ کر اجلاس شروع کر دیا اور اس وقت میرا خیال ہے کہ قائد حزب اختلاف بھی نہیں آئے تھے تو اس دن بعد میں پھر پونے دو گھنٹے تک گھنٹیاں بجانی پڑیں لیکن بہر حال آپ نے بڑے passions، دلچسپی اور بڑی commitment کے ساتھ اس ہاؤس کو چلایا۔ میرا خیال ہے کہ اس مرتبہ تقریباً 100 کے قریب معزز ممبران نے بحث میں حصہ لیا۔ تقریباً 40 کے قریب ممبران کے نام پکارے گئے لیکن وہ بحث کے لئے موجود نہیں تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سال discussion کا دورانیہ بڑا اچھا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس وجہ سے بھی ہوا کہ ہم نے وہ روایت شروع کی جو اس سے پہلے بالکل نہیں تھی۔ کبھی بھی pre-budget session discussion نہیں ہوئی تھی تو اس مرتبہ یہ بھی ہوا کہ ہم نے ایک اجلاس بلایا اور اس میں ہم نے معزز ممبران کو چار پانچ دن دیئے تھے۔ معزز ممبران نے اس پر بحث کی اور اپنی تمام تجاویز دیں۔ ان تمام تجاویز نے محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی کو بجٹ تیار کرنے میں بہت مدد کی۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بجٹ کے پاس ہونے کا مرحلہ کل شروع ہو گا اور یہ بجٹ پاس ہونے کے

بعد implement ہوگا۔ اس سے صوبے کے عوام کے دکھوں میں کمی ہوگی اور موجودہ حکومت سرخرو ہوگی۔ بہت مہربانی شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی ذوالفقار صاحب!

حاجی ذوالفقار علی: جناب والا! میں بجٹ پر خادم اعلیٰ پنجاب اور جناب وزیر خزانہ کو اتنا اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد تو دے چکا ہوں۔ تمام شعبوں کے لئے ایک متوازن بجٹ تھا لیکن میری ایک دو تجاویز ہیں ان کو بھی اگر ریکارڈ کر لیا جائے تو بہت بہتر ہوگا۔ مثلاً صحت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ dialysis units کے لئے بہت ساری رقم رکھی گئی ہے اور دوائیاں فری ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک اور موذی مرض تھیلسیمیا ہے۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی میری تجویز ہے کہ اس کو نوٹ کر لیا جائے اور اس پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ یہ بیماری ہمارے بچوں میں تیزی سے پھیل رہی ہے۔ ہمارا وکٹوریہ ہسپتال سندھ سے لے کر بہاولنگر اور ملتان تک مریضوں کو cover کرتا ہے لیکن وہاں پر کوئی ڈسٹرکٹ ہسپتال نہیں ہے، میری یہ دو تجاویز ہیں کہ صحت کے حوالے سے ان کو بجٹ میں شامل کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک اور اہم چیز جس کی طرف توجہ نہیں دی گئی، مثلاً جنگلات ہیں۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں اس ملک کے رقبے کے تناسب سے 33 فیصد پر جنگلات لگائے جاتے ہیں۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ ہمارے پاس صرف 3 فیصد رقبے پر جنگلات ہیں اور وہ بھی جنگلات ہیں جس سے ہم فیض یاب نہیں ہو رہے یعنی کہ وہاں پر سفیدے کا درخت لگا دیا جاتا ہے جس سے دمے کی بیماری پیدا ہو رہی ہے اور ہمارا زیر زمین پانی بھی خشک کر رہا ہے۔ اس پر بھی پابندی لگائی جائے۔ اس کے علاوہ وہاں پر موثر قسم کے درخت لگائے جائیں اور انڈسٹریل ایریا بھی بنایا جائے تاکہ خام مال کی کھپت ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت بہت شکریہ۔ طارق ہوتیانہ صاحب!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب والا! کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ wind up تقریر ہو چکی۔ کل ہم بجٹ کو پاس کرنے جا رہے ہیں اور اس کی تجاویز ہم سے اب مانگی جا رہی ہیں۔ میرا سب سے زیادہ احتجاج اس بات پر ہے کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ بعض اوقات ٹائم نہیں ہوتا کیونکہ ہاؤس میں بولنے والے

لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ کل میں نے خود سیکرٹری صاحب کو اپنا نام نوٹ کروایا تھا لیکن آج مقررین کی فہرست میں میرا نام شامل نہیں تھا۔ اس پر میں اپنا احتجاج ریکارڈ کروانا چاہتا ہوں۔ کچھ دوست تو ناراض ہو کر چلے گئے ہیں لیکن میں نے یہ بہتر سمجھا ہے کہ یہاں بیٹھ کر آپ کی خدمت میں اپنی گزارش پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو بات کی ہے تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ابھی دو دن مزید discussion ہونی ہے اور cut motion پر specifically discussion ہونی ہے۔ ہیلتھ اور زراعت پر بھی بحث ہونی ہے۔ ہم نے اپوزیشن کے ساتھ مل کر جن cut motions کو priority پر لینا ہے وہ تقریباً دس کے قریب ہیں اور ان دس میں ہر وہ اہم محکمہ موجود ہے جس پر دوستوں نے already بات کی ہے یا کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ جن دوستوں کو آج بات کرنے کا موقع نہیں ملا ان کے نام اسی طرح آپ اپنے پاس نوٹ رکھیں اور cut motions پر ان کو پہلے موقع دیں تاکہ وہ بھی اپنی تجاویز پیش کر سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 24۔جون 2009 کو 10 بجے صبح کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

653

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،24۔جون2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سالانہ گوشوارہ بجٹ بابت سال10۔2009

مطالبات زر برائے سال10۔2009پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو33لاکھ 51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 1تا9ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو2کروڑ49لاکھ 63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 11تا24ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو14کروڑ38لاکھ 23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 25تا40ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو13کروڑ64لاکھ 47ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 41تا50ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 5کروڑ 97لاکھ 12ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 51تا75ملاحظہ فرمائیں۔

654

مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 77 تا 85 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 14 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 87 تا 101 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 45 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 103 تا 122 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8- ارب 59 کروڑ 68 لاکھ 66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 123 تا 261 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9- ارب 16 کروڑ 93 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 279 تا 736 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4- ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 737 تا 791 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3- ارب 34 کروڑ 23 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات وسزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 793 تا 830 ملاحظہ فرمائیں۔

655

مطالبہ نمبر		
مطالبہ نمبر PC-21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 43۔ ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 831 تا 926 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 41 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 927 تا 940 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 21۔ ارب 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 941 تا 1076 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22۔ ارب 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1 تا 295 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 81 کروڑ 20 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 297 تا 325 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5۔ ارب 41 کروڑ 54 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 327 تا 450 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 23 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 451 تا 466 ملاحظہ فرمائیں۔

656

مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 77 کروڑ 61 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنیری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 467 تا 578 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 87 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 579 تا 602 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ ارب 40 کروڑ 64 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 603 تا 653 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21023	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 83 کروڑ 27 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 655 تا 737 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ ارب 34 کروڑ 64 لاکھ 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 739 تا 786 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21025	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ ارب 59 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 787 تا 835 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21026	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 16 کروڑ 11 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 837 تا 854 ملاحظہ فرمائیں۔

657

مطالبہ نمبر	تحریک	حوالہ
مطالبہ نمبر PC-21027	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 22 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 855 تا 866 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 19۔ارب روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پینشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 873 تا 878 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21029	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 77 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 879 تا 903 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21030	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 26۔ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 905 تا 909 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21031	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب 21۔ارب 10 کروڑ 91 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 911 تا 1051 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21032	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 15 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1053 تا 1067 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21033	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 90۔ارب 2۔کروڑ 6۔لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1069 تا 1086 ملاحظہ فرمائیں۔

658

مطالبہ نمبر PC-21034	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کروڑ 68لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1087 تا 1097 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21035	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 10کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد دوم کے صفحات 1099 تا 1103 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 86۔ارب 22کروڑ 5لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 1 تا 954 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 57کروڑ 65لاکھ 24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 955 تا 1002 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 31کروڑ 44لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1003 تا 1010 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ارب 50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1011 تا 1016 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 52۔ارب 4کروڑ 83لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1017 تا 1266 ملاحظہ فرمائیں۔

659

مطالبہ نمبر PC-21042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27۔ارب 97 کروڑ 44 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1267 تا 1583 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 61 کروڑ 39 لاکھ 85 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1585 تا 1606 ملاحظہ فرمائیں۔

661

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

بدھ، 24۔ جون 2009

(یوم الاربعاء، 30۔ جمادی الثانی 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 47 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

وَلۡتَكُن مِّنكُمۡ أُمَّةٞ يَدۡعُونَ إِلَى ٱلۡخَيۡرِ وَيَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَo وَلَا تَكُونُواْ كَٱلَّذِينَ تَفَرَّقُواْ وَٱخۡتَلَفُواْ مِنۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ ٱلۡبَيِّنَٰتُۚ وَأُوْلَٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٞo يَوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوهٞ وَتَسۡوَدُّ وُجُوهٞۚ فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱسۡوَدَّتۡ وُجُوهُهُمۡ أَكَفَرۡتُم بَعۡدَ إِيمَٰنِكُمۡ فَذُوقُواْ ٱلۡعَذَابَ بِمَا كُنتُمۡ تَكۡفُرُونَo وَأَمَّا ٱلَّذِينَ ٱبۡيَضَّتۡ وُجُوهُهُمۡ فَفِي رَحۡمَةِ ٱللَّهِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَo تِلۡكَ ءَايَٰتُ ٱللَّهِ نَتۡلُوهَا عَلَيۡكَ بِٱلۡحَقِّۗ وَمَا ٱللَّهُ يُرِيدُ ظُلۡمٗا لِّلۡعَٰلَمِينَo

سورۃ آل عمران آیات 104 تا 108

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیںo اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گاo جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے ان سے خدا فرمائے گا کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو اب اس کفر کے بدلے عذاب کے مزے چکھوo اور جن لوگوں کے منہ سفید ہوں گے وہ خدا کی رحمت کے باغوں میں ہوں گے اور ان میں ہمیشہ رہیں گےo یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو صحت کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں اور خدا اہل عالم پر ظلم نہیں کرنا چاہتاo

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
عطا کیا ہے مجھ کو درد الفت کہاں تھی یہ پر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے
بشیر کہیے نذیر کہیے انھیں سراج منیر کہیے
جو سر بہ سر ہے کلام ربی وہ میرے آقا کی زندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے
کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے

جناب سپیکر: ماشاء اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

چودھری سرفراز افضل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پلیز ایک منٹ ٹھہر جائیں ذرا مجھے بات کر لینے دیں۔ معزز ممبران سے درخواست ہے کہ جب تلاوت قرآن پاک ہو رہی ہو یا نعت شریف ہو رہی ہو تو مہربانی کر کے احترام کیا کیجئے۔ میں کسی کا نام نہیں لے رہا لیکن مجھے افسوس ہے کہ وہ نعت شریف پڑھ رہے تھے اور درمیان میں ایسی گپ شپ مناسب نہیں لگتی۔ آپ کی مہربانی بہت شکریہ۔ آئندہ سے محتاط رہئے۔

چودھری سرفراز افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اسی حوالے سے بات کرنا تھی۔ ہاؤس میں اس چیز کو لازم قرار دیا جائے کہ جب تلاوت قرآن پاک اور نعت شریف ہو رہی ہو تو سب خاموش رہا کریں۔

جناب سپیکر: میں نے گزارش کر دی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر
پارلیمانی سیکرٹری برائے کلچر کی ایوان میں سٹیمنٹ پر مخالفت میں محکمہ کی جانب سے پریس ریلیز جاری کرنا

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں ایک انتہائی اہم مسئلے پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ دو دن پہلے یہاں ایوان میں پارلیمانی سیکرٹری برائے کلچر نے اپنی تقریر میں کلچر ڈیپارٹمنٹ پر کچھ الزامات لگائے اور انھوں نے پورے اعداد و شمار کے ساتھ ساری باتیں یہاں ہاؤس میں پیش کیں۔ مجھے ان کی جو سب سے اچھی بات لگی وہ یہ تھی انھوں نے فرمایا کہ آپ یہاں ایک کمیٹی بنائیں اور میں جو الزامات لگا رہی ہوں وہ کمیٹی ان کو thrash out کرے۔ اگر ان میں کوئی بات غلط ہو تو پھر مجھے بھی سزا دی جائے اور اگر میری باتیں صحیح ہوں تو پھر ان کے خلاف action لیا جائے۔ اگر اس معزز ایوان میں کوئی ممبر کسی ڈیپارٹمنٹ پر کوئی الزام لگائے تو ان کا ایک طریقہ کار ہے کہ وہ اپنے محکمے کے ذریعے

move کرتے ہیں کہ یہ الزامات درست نہیں ہیں۔ ہم "The Nation" میں پڑھ رہے ہیں اور میں نے پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ انھوں نے محترمہ پارلیمانی سیکرٹری کے خلاف پریس ریلیز دی ہے اور یہ الزام لگایا ہے کہ ہم نے اس کو office نہیں دیا اور اس آفس نہ دینے کی وجہ سے انھوں نے ہمارے اوپر الزام لگائے ہیں۔ (شیم شیم)

اس ہاؤس کے ممبر کی اس سے بڑی اور کوئی تضحیک نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: بجائے اس کے کہ یہ معاملہ کسی استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے میں نے پڑھا ہے اور دیکھ لیا ہے اس لئے میں اس معاملے کے لئے کمیٹی announce کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان: بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس کمیٹی میں وزیر قانون صاحب، سینئر منسٹر صاحب، فنانس منسٹر صاحب، خواجہ عمران نذیر صاحب، اعجاز احمد خان صاحب شامل ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ اس کمیٹی میں نوانی صاحب کو بھی شامل کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، نوانی صاحب کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے اور لاء منسٹر صاحب اس کمیٹی کو convene کریں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس میں اپوزیشن کو بھی نمائندگی دی جائے۔

جناب سپیکر: اپوزیشن والے بتا دیں کہ آپ کی طرف سے مرد ہو یا خاتون؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ممبر ممبر ہے۔ ممبر کا استحقاق برابر ہے۔

جناب سپیکر: سامیہ امجد صاحبہ کو اس کمیٹی میں شامل کر دیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جی، کر دیں۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف آپ بتائیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے جو نام بول دیا اب اسی کی ہی عزت کی جانی چاہیئے۔ ہم آپ سے اختلاف نہیں کرتے۔ آپ کے فیصلے سے ہم نے کبھی اختلاف نہیں کیا۔

جناب سپیکر: مہربانی تو ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر نوانی صاحب نے آج ایک معاملے کو point out کیا اور وہ ہمیشہ ایسے معاملات کو اٹھاتے ہیں کہ جس سے ایوان کا تقدس بحال ہو۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ یہ روش پہلے نہیں تھی۔ اب یہ بیوروکریسی کچھ منہ زور ہو گئی ہے۔ ابھی نوانی صاحب نے ایک لفظ "الزام" استعمال کیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ انھوں نے غلط کہا ہے مگر میرا خیال ہے کہ وہ تھوڑی سی ناراضگی اور غصے میں اس لفظ کو استعمال کر گئے۔ محترمہ نے کچھ باتوں کی نشاندہی کی تھی۔ انہوں نے لفظ استعمال کیا ہے کہ عظمیٰ بخاری صاحبہ نے الزامات لگائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ "الزامات" والا لفظ ٹھیک نہیں ہے۔ نوانی صاحب خود بھی میری اس بات کی تصدیق کریں گے۔ محترمہ نے الزامات نہیں لگائے بلکہ انھوں نے اپنا ایک فرض نبھاتے ہوئے محکمہ کے بارے میں کچھ نشاندہی کی ہے، اس کو الزامات نہیں کہا جا سکتا۔ جب ایک معزز رکن، پارلیمانی سیکرٹری یا وزیر بات کرتا ہے تو وہ الزامات نہیں ہوتے۔ آپ کے حضور جب بات کی جاتی ہے تو وہ نشاندہی ہوتی ہے اور اس ہاؤس نے اس کو redress دینا ہوتا ہے۔ اگر ہم یہ سمجھیں کہ وہ الزامات تھے تو یہ درست نہیں۔ وہ الزامات نہیں تھے بلکہ انھوں نے آپ کے حضور ایک pray کی تھی جس کا انھیں relief مل گیا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ہمیں کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور آپ نے خود ہی ایوان کا تقدس بحال رکھنے کے لئے ایک کمیٹی بنا دی ہے۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! اس issue پر میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس پر suo motu action لیا ہے لیکن

میری گزارش اس بارے میں کچھ اور ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کس بارے میں انکوائری کمیٹی بنائی گئی ہے آیا جن باتوں کی میں نے ہاؤس میں نشاندہی کی ہے یہ اس کے لئے بنائی گئی ہے یا جو پریس release جاری ہوا ہے اس کے بارے میں بنائی گئی ہے؟ میں آپ کی رولنگ چاہتی ہوں کہ کیا کوئی محکمہ ہاؤس میں کہی ہوئی بات کے بارے میں press release جاری کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، نہیں کر سکتا۔ میں نے اسی لئے یہ نوٹس لیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس کی sanctity کا معاملہ ہے۔آئندہ سے تو پھر یہ ہوگا کہ کل کو سیاسی مخالفین کی press release نہیں آیا کریں گی بلکہ منسٹرز، پارلیمانی سیکرٹریز اور ممبرز کے بارے میں محکمے press release جاری کیا کریں گے لہذا اس کو ہمیں strongly condemn کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ایسا کرنے کا انھیں کوئی اختیار نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! ہاؤس میں کی ہوئی بات کو عدالت میں challenge نہیں کیا جا سکتا تو پھر press release کیسے جاری کی جا سکتی ہے جیسا کہ آپ نے خود فرمادیا کہ press release نہیں دی جا سکتی تو اس press release کا جو ذمہ دار ہے اسے پہلے suspend فرمائیں اور پھر کمیٹی اس معاملے کو initiate کرے۔

جناب سپیکر: دیکھیں، ماشاءاللہ آپ ایڈووکیٹ بھی ہیں تو کسی کو unheard condemn نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی بات سنی جائے گی۔ جس طرح اخبار میں آیا ہے اگر یہ ثابت ہو گیا تو اس کے خلاف یقیناً action ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجواناں (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں اپنی بات سمجھا نہیں سکی۔ میرا point یہ ہے کہ اس معاملے میں تو کچھ سننے سنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ نے خود بھی فرما دیا ہے کہ ہاؤس میں کہی گئی بات پر press release جاری نہیں کیا جا سکتا۔ جب ایسا ہے تو پھر جن لوگوں نے یہ press release بھیجا ہے انھوں

نے اسے بھیج کر اپنی responsibility show کر دی۔اس کے بعد ان سے کچھ پوچھا جانا کسی طرح بھی logical نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔وزیر قانون صاحب سے پوچھتے ہیں۔جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! حکومت کی یہ واضح پالیسی ہے کہ کوئی بھی سرکاری اہلکار، خواہ اس کی حیثیت کچھ بھی ہو وہ ہاؤس کی proceeding یا otherwise بھی اپنے طور پر کوئی press release جاری نہیں کر سکتا تو یہ معاملہ اگر ہوا ہے تو prima facie inquiry میں پتا چل جائے گا کہ کیا انھوں نے ایسا کیا ہے تو ان کی بات سننے کے بعد فوری طور پر ایکشن لیا جائے گا اور محترمہ یا ہاؤس کے ممبران کی satisfaction کے لئے ہم اس کمیٹی کا اجلاس آج ہی convene کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں جی، اس کا اجلاس آج ہی ہو رہا ہے۔جی، راجہ ریاض صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا وہ ٹھیک ہے لیکن کمیٹی نے انکوائری اس بارے میں کرنی ہے جو کہ محترمہ نے محکمہ کے بارے میں الزامات لگائے ہیں۔اس press release کے بعد یہ دیکھنے کی اب ضرورت نہیں رہتی۔چونکہ اس نے press release دی ہے تو اس سے واضح ہو گیا ہے اور میں as a Senior Minister اس آدمی کو suspend کرنے کے احکامات جاری کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! اب تو معاملہ حل ہو گیا، اب کیا کہتے ہیں؟ فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کیا آپ نے اسے suspend کر دیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، راجہ صاحب نے کیا ہے۔میں suspend نہیں کر سکتا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ رولنگ تو دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ نے سینئر منسٹر صاحب کی بات سن لی ہو گی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ ہم آپ کی اس معاملے پر رولنگ چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں میجر صاحب کے گوش گزار کروں گا کہ جب میں نے کہہ دیا ہے، حکومت کی طرف سے کہا ہے اور سردار صاحب ابھی اسی لئے چلے بھی گئے ہیں۔ وہ فون کرنے گئے ہیں تو یہ suspend ہو جائے گا۔ آپ کے کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ جی، منسٹر کلچر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر کھیلیں اور نوجوانان و ثقافت (جناب تنویر الاسلام): جناب سپیکر! میں بھی آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں بطور وزیر کلچر اس ایگزیکٹو ڈائریکٹر الحمراء کو فوری طور پر suspend کرتا ہوں۔ میں اسے فوری طور پر suspend کرنے کا order کرتا ہوں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرے ضلع بہاولنگر میں یکم جون کو E.D.O(R) صاحب نے ایک آدمی کو وزیر اعلیٰ کی ٹاسک فورس کا ممبر متعارف کروا کر ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا۔ وہ team تین روز بہاولنگر ریسٹ ہاؤس میں ٹھہری۔ E.D.O(R) صاحب کی سرکاری گاڑی پر اس team نے ہمارے محکمہ مال کے ایک کلرک کو اس کے گھر سے لیا اور پھر وہ کالونی برانچ کے ریکارڈ کو چیک کرتے رہے۔

جناب سپیکر: طارق امین ہوتیانہ صاحب! کیا یہ آپ کی کوئی تحریک ہے؟

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔ جب یہ بات ڈی سی او کے نوٹس میں آئی تو انھوں نے اس کی انکوائری کروائی جس سے معلوم ہوا کہ وہ آدمی جعل ساز تھا اور اس کے خلاف اب پرچہ درج ہو گیا ہے لیکن ہمارے E.D.O(R) صاحب کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ آیا ان کی mala fide تھی، وہ اس معاملے میں involve تھے یا پھر وہ اس اہل نہیں ہیں لیکن اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا۔ وہ E.D.O(R) آج بھی وہاں پر موجود ہیں۔ اگر اس قسم

کے افسران field میں رہیں گے تو آپ اندازہ فرمالیں کہ پھر اس محکمہ کی کیا کارکردگی ہوگی؟ اس معاملے کی انکوائری ہونی چاہئے اور اگر ان کی mala fide ہے یا وہ اس اہل نہیں تو انھیں فوری طور پر وہاں سے تبدیل کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ یہ سب کچھ in writing دیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں in writing دے دوں گا۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! press release کے حوالے سے آپ نے ایک کمیٹی بنائی ہے۔ یہ بہت sensitive معاملہ ہے۔ آپ کمیٹی کے لئے کوئی time limit مقرر کر دیں کہ وہ ایک یا دو دن کے اندر اندر اپنا فیصلہ کرے گی۔

جناب سپیکر: اس کمیٹی کی میٹنگ تو آج ہی ہو رہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی (جناب ظفر اقبال ناگرہ): جناب سپیکر! ہم آپ کی رولنگ چاہتے ہیں کہ جو پارلیمانی سیکرٹریز ہیں کیا ان کو اپنے محکموں کے اندر دفتر allowed ہیں یا نہیں، کیا انہیں اپنے محکمے کے اندر دفتر ملنے چاہئیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ضروری ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا آپ کسی اور کو نہیں بولنے دینا چاہتے؟ جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! گو کہ وزیر صاحب نے ایک بیان دے دیا ہے لیکن جس چیز کی قانونی حیثیت ہے وہ ruling of the Speaker ہے تو آپ اس بارے میں رولنگ دیں۔ آپ اس کے الفاظ پڑھیں۔ یہ simple statement نہیں ہے۔ اس کے اندر وہ کہہ رہا ہے کہ:

She leveled baseless allegations just to give her venom. These are the words which the press has released. These words are wrong.

جناب سپیکر: راناصاحب! اس کا نوٹس ہم لے رہے ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب والا! ہمیں آپ کی رولنگ چاہیے۔

جناب سپیکر: میں اس پر پہلے رولنگ دے دیتا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اگر اسمبلی کا استحقاق اسی طرح روز مجروح ہوتا رہا اور اسی طرح سے روز کمیٹیاں بنتی رہیں تو مجھے اس کا پتا ہے کہ میری ایک تحریک کے سلسلے میں ایک سال سے کمیٹی بنی ہوئی ہے لیکن اس کا result کچھ بھی نہیں ہے۔ آپ اس پر رولنگ کیوں نہیں دے دیتے جو کہ آپ کا استحقاق ہے؟

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے کہ یہ میرا استحقاق ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی۔ (قطع کلامیاں)

چودھری عبدالوحید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری عبدالوحید صاحب!

چودھری عبدالوحید: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: تقریر نہیں، پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی ہے۔ (قطع کلامیاں)

Order please. Order in the House. Order please.

چودھری عبدالوحید: آپ کی اجازت سے وزیر صحت صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل ایک واقعہ نشتر ہسپتال ملتان میں ہوا اس کی طرف توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس کا آپ توجہ دلاؤ نوٹس دیں یا کوئی تحریک دیں، یہ آپ کیا کر رہے ہیں، یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری عبدالوحید: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔This is not valid.۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب والا! میں نے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔ ہم 14 پارلیمانی سیکرٹریوں کو جو گاڑیاں دی گئی ہیں، سندھو صاحب بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ میں اپنی گاڑی کو lifter کے ساتھ باندھ کر لے گئی ہوں۔ وہ ٹوٹی ہوئی گاڑی ہے اور اس کی جو clutch plate ہے وہ بھی ٹوٹی ہوئی ہے، آئل بھی لیک ہوتا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ایسی گاڑی دینے کا فائدہ کیا ہے، اس کے علاوہ نہ ہی ہمیں کوئی آفس دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب!۔۔۔(قطع کلامیاں)

.Order in the House ان کی بات کا جواب آنے دیں۔ اب بات کریں انہوں نے آپ کی بات سنی نہیں تھی۔ وزیر قانون صاحب! محترمہ فرما رہی ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو جو گاڑیاں دی گئی ہیں کسی کی clutch plate خراب ہے اور کسی کا کوئی اور پرزہ خراب ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ پھر اس پر رولنگ فرما دیں۔

جناب سپیکر: اچھی بات تو یہ ہے کہ آپ انہیں اچھی گاڑیاں دیں۔ ایسی گاڑیاں دیں جو قابل استعمال ہوں، یہ کوئی مناسب بات تو نہیں ہے کہ یہ پارلیمانی سیکرٹری کسی ورکشاپ میں کھڑے ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جو گاڑیاں اس وقت پارلیمانی سیکرٹریوں کو، چیئرمین کمیٹیز کو دی گئی ہیں وہ تقریباً کوئی دو تین سال پرانی ہیں۔ ان کی maintenance required ہے۔ اس معاملے کو ہم take up کر رہے ہیں پھر جو بھی proposal ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو نئی نہیں خریدنی پڑیں گی۔ آپ کے پاس موجود ہوتی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے پاس موجود ہوتی ہیں۔ وہاں سے ان کو دیں۔ نئی تو نہیں خرید سکتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اس وقت Transport Pool کی جو figure ہے کہ اس میں کس نوعیت کی کتنی گاڑیاں ہیں وہ اگر آپ کہیں تو میں کل ہاؤس میں پیش کر دیتا ہوں اور اس کے بعد جو آپ رولنگ فرمائیں گے تو اس کے مطابق عمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: دیکھیں میری بات سنیں مجھے پتا ہے۔ (قطع کلامیاں)

خاموشی اختیار کی جائے۔ میں ان پارلیمانی سیکرٹری کا نام نہیں لوں گا۔ ایک پارلیمانی سیکرٹری صاحب ہیں ان کے پاس بھی ایک گاڑی ہے وہ یہاں سے جب چلتے ہیں تو راستے میں کم از کم میرے خیال میں چھ سات ورکشاپس کے جو مستری صاحبان ہیں ان کو ان کا نام یاد ہو چکا ہے۔ (قہقہے)

اب کوئی کام کی بات کریں، گاڑیوں کو چھوڑیں۔.Order in the House معزز ممبران سے میری گزارش ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور وزیر قانون صاحب کی بات سنی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس وقت قائد حزب اختلاف بھی تشریف رکھتے ہیں اور ہاؤس کی بھی آپ sense لے لیں، گورنمنٹ تو اس ایوان کی observation اور آپ کی رولنگ کی پابند ہے۔ اگر آپ یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ نئی گاڑیاں خریدی جائیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے یہ بات نہیں کی، یہ بات میں نے نہیں کہی۔ (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر آپ نئی گاڑیاں خریدنے کا فیصلہ فرماتے ہیں تو حکومت اس پر عمل کرے گی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، آپ مہربانی کریں اور جو گاڑیاں آپ کے پاس موجود ہیں، مجھے پتا ہے، آپ ان گاڑیوں کو ان کے حوالے کریں۔ آپ کو نئی نہیں خریدنی پڑیں گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو موجود ہیں وہ ان کے حوالے کر دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی گاڑی ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ اگر آپ کو یقین نہیں ہے تو بے شک ایک کمیٹی بنا لیں اور وہ اس کے اوپر search کر لے۔ جہاں جہاں بھی ان کو گاڑیوں کا شک ہے وہ اس پر raid کرے۔ آپ قائد حزب اختلاف سے بھی پوچھ لیں اور اگر یہ ہاؤس کی sense ہے کہ گورنمنٹ نئی گاڑیاں خریدے تو آپ حکم فرمائیں اور رولنگ فرمائیں اس پر ہم عمل کریں گے۔ (قطع کلامیاں)

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، فرمائیں!
سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ۔۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق بھی ہے، آپ نے ٹائم ضائع کرنا ہے تو آپ کی مرضی ہے۔
سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میری تحریک استحقاق تو pending ہے۔ وقت ضائع نہیں ہوتا۔ آج جو صوبے کے حالات ہیں نئی گاڑیاں تو afford نہیں کی جا سکتیں۔
جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ میں نے پہلے بھی کہہ دیا ہے۔
سید حسن مرتضیٰ: جیسا کہ رانا صاحب نے کہا ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں تو یہ خود ڈھونڈ لیں کہ گاڑیاں کہاں ہیں؟ آپ کمیٹی بنا دیں میں بھی گاڑیوں کا بتا دوں گا۔
جناب سپیکر: انہیں بھی پتا ہے۔
سید حسن مرتضیٰ: گاڑیاں آ جائیں گی۔ اگر یہ مسئلہ بھی حل نہیں ہو سکتا تو ان سارے پارلیمانی سیکرٹریوں کو ایک ایک مکینک رکھ کر دے دیں۔ اپنا مکینک ہو گا جہاں خراب ہوئی ٹھیک کروا لی۔ (قہقہے)
جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف۔
قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ گاڑیوں کی تقسیم اور اس قسم کے جو معاملات ہیں۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں کافی دیر سے کھڑا ہوں۔
جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں پلیز۔
پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں کافی دیر سے کھڑا ہوں آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔

جناب سپیکر: دیکھیں، خیال کریں، قائد حزب اختلاف بول رہے ہیں۔ ان کا استحقاق ہے اور آپ کے ایوان کی یہ روایت ہے کہ جب قائد حزب اختلاف بول رہے ہوں تو اس وقت interfere نہیں کیا جا سکتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ:(چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! میں کافی دیر سے کھڑا ہوں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں بعد میں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سنتا ہوں۔ تشریف رکھیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے جو چند ساتھی کھڑے ہیں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے ہی آپ بات کرنا چاہیں سب کو بیٹھ جانا چاہئے۔ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے رہنا مناسب نہیں ہے۔ اس سے پھر ہاؤس کا ماحول خراب ہوتا ہے۔ یہ گاڑیاں دینا یا اچھی گاڑیاں لینا ان کا استحقاق ہے لیکن یہ ان کا اندرونی معاملہ ہے۔ میرے خیال میں اگر یہ اپنی پارلیمانی پارٹی میں طے کر لیتے اور ہاؤس کا اتنا وقت ضائع نہ کرتے تو اچھا تھا۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے آپ ان کو جتنی مرضی گاڑیاں دیں اور جیسی مرضی گاڑیاں دیں ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے حسن مرتضیٰ صاحب نے تجویز دی ہے میں بھی ایک تجویز دینا چاہتا ہوں۔ انہوں نے announce کیا تھا کہ کچھ bullet proof گاڑیاں ہیں جو کہ بہت مہنگی ہیں یہاں پر کھڑی ہیں اور ہم استعمال نہیں کریں گے اور ان کو بیچیں گے۔ وہ ایک سال بیچی بھی نہیں گئیں۔ اگر وہ استعمال ہوتی رہی ہیں تو ان میں سے ایک گاڑی بیچ دی جائے اس سے ان سب پارلیمانی سیکرٹریوں کی نئی گاڑیاں آ جائیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری یہ بھی استدعا ہو گی چونکہ بجٹ کا معاملہ ہے اس لئے یہ گورنمنٹ کا معاملہ ہے ہمیں تو دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے کہ معاملات چلتے ہیں تو اسی طرح چلتے رہیں لیکن میں پھر استدعا کروں گا کہ اس کے ساتھ ساتھ 8 کروڑ عوام کے بجٹ کا بھی معاملہ ہے۔ ان کے ٹیکسوں سے یہ پیسا حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی ترجیحات پیش کرنی ہیں اور ہم نے اپنی معروضات پیش کرنی ہیں۔ اب

سلسلے کو آگے بڑھایا جائے اور اچھے طریقے سے معاملات کو چلایا جائے۔ ایوان کو بہتر طریقے سے چلانے سے ہماری اپنی عزت بھی بڑھے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، ڈھلوں صاحب! آپ فرمائیں۔ معزز رکن بڑی دیر سے کھڑے ہیں اور آپ پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): اگر پارلیمانی سیکرٹریوں کا تذکرہ چل ہی پڑا ہے تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ پچھلے ڈیڑھ ماہ کی کاوشوں کے بعد مجھے اپنے آفس کے لئے ایک ورکر ملا ہے اور اس کے علاوہ ایک ملازم بھی ملا ہے۔ ٹیلیفون وہاں کا بند ہے، کوئی چیز وہاں پر موجود نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی پارٹی میٹنگ میں یہ بات کیا کریں میرے بھائی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ اینڈ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: (چودھری عبدالرزاق ڈھلوں): جناب والا! آپ میری گزارش تو سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ I will not allow. شکریہ۔ آپ اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بات کیا کریں۔ (قطع کلامیاں)

جی، محترمہ! آپ مجھے اس کے مطابق چلنے نہیں دے رہے۔ جی، محترمہ! بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں۔ جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ دن بدن بہت گھمبیر ہوتا چلا جارہا ہے۔ اس مسئلے میں ایک چیز بہت ہی قابل تکلیف ہے کہ ہم لوگ دو دو گھنٹے بغیر بجلی کے بیٹھے رہتے ہیں لیکن اس سے زیادہ تکلیف دہ عمل یہ ہے کہ جو لوگ محکمے کے لائن مین سے مل کر بجلی چوری کر رہے ہیں ان کے گھروں میں چھ چھ اے سی چل رہے ہیں اور ان کے بل دو دو، تین تین ہزار سے زیادہ نہیں آرہے۔ ان لوگوں کی چوری کی وجہ سے ہم لوگ آدھا دن بجلی کے بغیر بیٹھتے ہیں۔ یہ مانا کہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا مسئلہ ہے لیکن کچھ ایسی ٹیمیں بنا کر اس چوری کو ضرور کنٹرول کیا جائے کہ ہم جیسے لوگوں کی حق تلفی ہوتی ہے کہ ہم

40/40 ہزار بجلی کے بل دے کر لوڈ شیڈنگ کا شکار ہیں اور وہ لوگ صرف دو تین ہزار دے کر آرام سے اپنے چھ چھ اے سی چلا رہے ہیں۔ یہ غور طلب معاملہ ہے اس کو ضرور دیکھیں۔

تحریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! میں آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں سنوں گا۔ relevant ہوا تو آپ کو اجازت ہو گی ورنہ حذف ہو جائے گا۔

کرنل (ر) نوید اقبال ساجد: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے floor دیا۔ میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ پر چار دن بحث ہوئی ہے، پچھلی دفعہ بھی چار دن بحث ہوئی تھی۔ پچھلی دفعہ بھی ہم لوگوں کو بجٹ پر بحث کا موقع نہیں ملا۔ اس دفعہ بھی ٹائم نہیں ملا۔ کل بھی ہم نے Chair سے گزارش کی کیونکہ یہ ہمارا حق ہے کہ ہم اپنے علاقے کے representatives ہیں ہم یہاں پر اڑھائی تین لاکھ لوگوں کے مسائل بیان کرنا چاہتے ہیں اور بجٹ کا ایک ایسا سیشن ہوتا ہے جس میں ہمارا input ضروری ہے تو ہمیں موقع دیا جانا چاہئے اور یہ میری گزارش ہے کہ آئندہ جب بھی وقت آئے تو ہمیں بھی اسی طرح موقع دیں۔

جناب سپیکر: آئندہ جب یہ موقع آئے گا تو ہم آپ کو ٹائم دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں بات تو نہیں کرنا چاہ رہا تھا اور یہ جواب حکومت کی طرف سے آنا چاہئے تھا۔ یہاں گاڑیوں کی بات ہو رہی تھی میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا کہ ہمیں دشمنوں سے بھی کوئی سبق لینا چاہئے۔ جب من موہن سنگھ نے حلف اٹھایا تو اس کے لئے تین bullet proof گاڑیاں آئیں اور اس نے کہا نہیں، میں یہ نہیں لوں گا۔ اس ہاؤس کا کوئی ممبر ایسا نہیں ہے جو ایک چھوٹی گاڑی خود نہیں

رکھ سکتا اور دوسری بات میرے بھائی ظہیر الدین صاحب نے کہی ہے کہ حکومت ایک bullet proof گاڑی بیچ دے اور باقی رکھ لے، bullet proof گاڑی ایک عام آدمی نہیں رکھ سکتا کیونکہ Ministry of Interior سے قانونی طور پر اس کی اجازت لینا پڑتی ہے اور تیسری بات یہ کہ جب ہم بچت کی سکیمیں چلا رہے ہیں تو حکومت یہ گاڑیاں withdraw کر لے اور موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے منسٹر بھی کیوں نہیں گاڑیاں چھوڑتے؟ قرضہ لے کر حکومت چلائی جا رہی ہے اور یہ بات کیوں نہیں کرتے؟ یہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ہم آپ کے لئے بولتے ہیں تو آپ ہمارے لئے بھی بولیں، کوئی عوام کے لئے بھی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کے پاس کافی گاڑیاں کھڑی ہیں، ایک ایک ان کو دے دیجئے گا۔ (قطع کلامیاں)

جی، کام کرنے دیں، کیا کر رہے ہیں۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں، دیکھیں ٹائم کیا ہو گیا ہے۔ آپ پارلیمنٹری سیکرٹری نہیں ہیں۔ جی، بندیال صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امداد باہمی (جناب کرم الٰہی بندیال): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آج اخبارات میں چھپا ہے کہ میاں شہباز شریف صاحب خدانخواستہ بیمار ہیں اور میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج 1:45 پر میری ان سے ملاقات ہے اور اللہ کے فضل سے وہ خیریت سے ہیں۔ آج "جنگ" اور "خبریں" میں اس طرح کی خبر لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جو کوئی بھی بیمار ہے اللہ تعالیٰ سب کو صحت دے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

ڈی ڈی او (آر) چنیوٹ کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خاں): جناب سپیکر! یہ Privilege Motion No. 26 سید حسن مرتضیٰ صاحب کی طرف سے ہے اس کو آپ Privilege Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کی یہ تحریک استحقاق Privilege Committee کے سپرد کی جاتی ہے۔ میجر (ر) عبدالرحمٰن کی بھی تحریک استحقاق آج کے لئے ہے۔ جی، سیال صاحب!

مہر ارشاد احمد خان سیال: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرے حلقے میں موضع لشکر پور اور موضع گنجی ہے میں نے اس ایوان میں ایک سال پہلے بھی عرض کی تھی کہ وہاں دریائے چناب کا کٹاؤ ہو رہا ہے۔ اس وقت وہ دونوں مواضع دریا بُرد ہو چکے ہیں ان کے مکین کھلے آسمان تلے پڑے ہیں، ان بے چاروں کے گھروں کا کوئی بندوبست کیا جائے کیونکہ ان کی زمینیں اور گھر دریا برد ہو گئے ہیں۔ ان مواضع کے ساتھ ہی Forest Department کا رقبہ پڑا ہے وہاں اگر گورنمنٹ shelterless scheme کے ساتھ انہیں گھر بنا دیئے جائیں تو یہ بہت ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں اپنے معزز ممبر سے مل لیتا ہوں اور حکومت سے جو کچھ ہو سکا انشاء اللہ ضرور کریں گے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، محترمہ!

محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت important مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں چونکہ میرا حلقہ چھوٹے کسانوں کا حلقہ ہے۔ پچھلے سال بھی یوریا کھاد کے مسئلے میں ہمیں بہت problems ہوئی تھیں اور پنجاب حکومت کو بھی اس کی بہت problem face کرنی پڑی تھی۔ کھاد کی تمام سپلائی کراچی پورٹ کی بجائے گوادر پورٹ پر اتاری گئی جس کی وجہ سے کھاد کی سپلائی میں بہت delay ہو گیا۔ میں آپ کی توجہ "DAWN" کی خبر کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ یوریا کھاد مختلف فیڈرل منسٹرز کے درمیان بانٹ دی گئی ہے جس سے ہمارے کسانوں کا بہت نقصان ہو گا۔ یوریا کھاد کوئی فیڈرل منسٹرز کی جائیداد نہیں ہے۔ اگلی فصل پر ہمارے کسانوں کا اس مسئلے پر بہت نقصان ہو گا اور میں چاہتی ہوں کہ Provincial Government Federal Government سے یہ پوچھے کہ کس قانون کے تحت یوریا کھاد فیڈرل منسٹرز میں بانٹ دی گئی ہے۔ کسانوں کا right ہے کہ انہیں یوریا کھاد وافر مقدار میں ملے۔ اس سال بھی اگر کسانوں کو یوریا کھاد وقت پر نہ ملی تو ہمارے کسانوں کا نقصان ہو گا۔ یہ یوریا کھاد وٹو صاحب کی جائیداد نہیں ہے، یہ فیڈرل گورنمنٹ کی جائیداد نہیں ہے، یہ فیڈرل

منسٹرز کی جائیداد نہیں ہے، میں اس مسئلے پر آپ سے request کروں گی کہ قرارداد منظور کی جائے اور اس کی تحقیقات کرائی جائے کہ یوریا کھاد فیڈرل منسٹرز میں کیوں تقسیم کی گئی ہے اور وٹو صاحب کو اس کا portfolio کیوں دیا گیا ہے؟ پچھلے سال کسانوں نے جو نقصان اس سلسلے میں اٹھایا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟ ہمیں یوریا کھاد وقت پر نہیں دی گئی اور بار بار یہ کہا گیا کہ صوبائی حکومت پنجاب اس بات کی ذمہ دار ہے لیکن میں اب اس مسئلے کو وقت سے پہلے اس ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتی ہوں کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے اور وفاقی حکومت سے پوچھا جائے کہ یہ سب اقدامات کیوں کئے جا رہے ہیں، ہمارے سرگودھا کے منسٹر تسنیم قریشی کو بھی یوریا کھاد دی گئی ہے تو کیا سرگودھا کے عوام کا اس یوریا کھاد پر کوئی حق نہیں ہے، کیا تسنیم قریشی صاحب جو کہ زمیندار بھی نہیں ہیں، جو کسان بھی نہیں ہیں ان کو یہ کوٹا کیوں دیا گیا ہے اور خاص طور پر وٹوؤں کو یہ مراعات کیوں دی گئی ہیں؟ میں سارے میڈیا سے بھی درخواست کروں گی کہ اس مسئلے کو کسانوں کے فائدے میں آپ دیکھیں۔ کیا وٹوؤں کا ہی یوریا کھاد پر حق ہے؟ میں چاہوں گی کہ پنجاب حکومت وفاقی حکومت سے اس سلسلے میں ضرور پوچھے۔ بہت بہت شکریہ

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! پنجاب کو یوریا کھاد کا پورا حصہ مل چکا ہے بلکہ زیادہ مل چکا ہے۔ یہ گوادر والا پراپیگنڈا غلط کیا جا رہا ہے۔ یہ وفاقی حکومت کو بدنام کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ایم این اے ان کے مقامی ہیں۔ ان کے ساتھ ان کا آپس میں کوئی personality clash ہے تو وفاقی حکومت کو تو بدنام نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! محترمہ نے جو بات کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ پچھلے سال کھاد کی کمی ہوئی تھی لیکن اس میں ہماری حکومت کا قصور نہیں تھا بلکہ پچھلی حکومت کا تھا۔ اس بارے میں سارے حالات آپ کو معلوم ہیں۔ میں محترمہ کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ اس دفعہ وفاقی وزیروں میں کوئی کھاد نہیں بانٹی جا رہی۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ وزیر اعظم صاحب نے اپنی سر براہی میں کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو اس معاملے کو دیکھ رہی ہے۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب بھی اس میٹنگ میں گئے تھے۔ میں اس بات کو یقینی بناتا ہوں کہ انشاء اللہ اس دفعہ کھاد کی کمی نہیں آنے دی جائے گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے موقع عنایت فرمایا۔ میرے ہاتھ میں بجٹ تقریر ہے جو کہ وزیر خزانہ نے اس معزز ایوان میں پیش کی تھی۔ ہم لوگ جن میں سے میں بھی اس پر بات کرنا چاہتا تھا مگر ڈپٹی سپیکر صاحب نے مجھے موقع عنایت نہیں فرمایا۔ اس ساری بجٹ تقریر میں زراعت اور زراعت پیشہ لوگوں کو ریڑھ کی ہڈی تو کہا گیا لیکن اس سے متعلقہ کاشتکار کے لئے inputs کے بارے میں کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس میں نہ کھادوں کے بارے میں ذکر ہے، نہ زرعی ادویات کے بارے میں کوئی ذکر ہے اور نہ ہی نہری پانی کے بارے میں کوئی ذکر ہے۔ اس بجٹ میں جب inputs کے بارے میں ذکر ہی نہیں ہے میں اس پر بولنا چاہتا تھا کہ کھادیں بلیک میں بک رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہربانی۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میری بہن نے جو بات کی ہے میں ان کی بات کو آگے بڑھاتا ہوں۔ آج cut motions کا دن ہے اس میں ہم نے زراعت کو رکھا ہوا ہے۔ اس پر ہم بات کریں گے اور ان کی نمائندگی کریں گے۔ یہ کسانوں کا معاملہ ہے اور اس ہاؤس میں کسانوں کے 75 فیصد یا اس سے زیادہ نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ان کی بات کا سینئر منسٹر صاحب نے جواب بھی دے دیا ہے۔ میں پھر استدعا کروں گا کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو آگے بڑھانے کے لئے جناب وزیر قانون contribute کریں اور اپنے ساتھیوں کو تسلی بخش جواب دیں۔ میری بہن شہزادی ٹوانہ صاحبہ نے فرمایا ہے کہ کھاد نہیں مل رہی تھی تو اس میں، میں یہ تصحیح کروں گا کہ کھاد صحیح قیمت پر نہیں مل رہی تھی یعنی 650 روپے کی بوری نہیں مل رہی تھی لیکن 1200 روپے کی جتنی چاہیں لے لیں۔ کھاد کم نہیں تھی بلکہ

کھاد بلیک ہو رہی تھی۔ آپ اپنی بات کو ذرا صحیح طریقے سے پیش کریں۔ وفاقی حکومت نے الزام لگایا تھا کہ ہم نے پوری کھاد دے دی ہے اور یہاں پر disbursement ٹھیک نہیں ہو سکی۔ اس کا جواب ہمیں بتایا جائے اور ہم واقعی پوچھنا چاہتے ہیں۔ اب بھی صورتحال یہ ہے کہ کہا یہی جا رہا ہے کہ کھاد پوری ہے لیکن مہنگی مل رہی ہے۔ اگر کوئی چیز نہ ہو تو وہ کسی قیمت پر بھی نہیں ملتی۔ اگر کوئی چیز مہنگی مل رہی ہو تو اس میں کوئی نہ کوئی curtail involve ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی مسئلہ ہوتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ گورنمنٹ اس میں involve ہے، یہ بات شاید گورنمنٹ کی نظر سے ہی اوجھل ہے۔ اس پر گورنمنٹ کو دھیان دینا چاہئے اور اس مسئلے کو قانون اور ضابطے کے تحت جیسا کہ cut motions پیش ہوں گی تو اس کے ذریعے آیا جائے۔ ہم اس معاملے پر بات کریں گے تو آپ بھی جناب سپیکر سے اجازت لے کر بات کر لیجئے گا۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں کل جب wind up کر رہا تھا اور بحث ختم ہو رہی تھی تو ڈپٹی سپیکر صاحب نے فیصلہ کیا تھا کہ جو ممبران اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکے وہ سپلیمنٹری بجٹ پر بحث کے دوران بات کر لیں۔ اس لئے انھوں نے اپنے نام لکھوا دیئے ہیں۔ معزز ممبر رفیق صاحب بھی اس میں اپنا نام لکھوا دیں۔ اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ اس وقت cut motions پر کام کرنا بہت اہم ہے۔ اس پر کام شروع کریں اور مزید وقت ضائع نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ کسی کے بارے میں بات نہیں کر رہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! بجٹ کے لئے تین چار دن مخصوص کئے گئے تھے اور جس طریقے سے بجٹ پر لوگوں کو بات کرنے کا موقع دیا گیا اس حوالے سے میں آپ کو اور ممبران کو اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ پہلے دن جب میں نے اپنا نام پہلے دس منٹ کے اندر بھیج دیا تو میرا دسواں نمبر تھا، دوسرے دن میرا ساتواں نمبر تھا اور جب تیسرے دن میں نے پوچھا کہ میرا کیا نمبر ہے تو انہوں نے کہا کہ 68 نمبر ہے جس پر میں احتجاجاً واک آؤٹ کر کے چلا گیا۔ ہمیں تقریریں کرتے ہوئے بڑا عرصہ گزر گیا ہے اور شوق پورا ہو

چکا ہے لیکن ہم صرف اپنے تجربات share کرنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں پر ٹانگیں لٹکا کر بیٹھنے کے لئے نہیں آتے۔

جناب سپیکر: جو بات فنانس منسٹر صاحب نے کی ہے میرے خیال میں بالکل ٹھیک کی ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات کی ہے کہ جن کا شوق پورا نہیں ہوا وہ اس دن پورا کر لیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے شوق کا نہیں کہا بلکہ کہا ہے کہ ضمنی بجٹ پر وہ بحث کر لیں۔

رانا محمد افضل خان: میں جو اعتراض کر رہا ہوں وہ management اور secretariat services کی بات ہے اور اس کے اندر بے پناہ مسائل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر یا تو آپ اپنے پاس میٹنگ بلائیں یا اس پر بحث کروائیں کیونکہ بہت سارے اراکین کو سوالات پر اور دوسرے کئی معاملات پر شکایات ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ مجھ سے علیحدہ اس بارے میں بات کر لیجئے گا۔ رانا صاحب! میرے خیال میں اب میجر عبدالرحمٰن صاحب کی تحریک استحقاق کا جواب دیا جائے کیونکہ آپ نے یہ pending کروائی تھی۔

حکومت پنجاب اور پرائیوٹ کمپنی کا فیصل آباد تا لاہور سڑک کی تعمیر کے معاہدہ کو خفیہ رکھنا اور اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سیکرٹری C&W کی میجر صاحب اور دیگر ساتھیوں سے میٹنگ کروائی تھی تو میں نے سیکرٹری C&W کا پتا کروایا ہے تو وہ دو دن منگل اور بدھ کے لئے اپنے کسی tour کے سلسلے میں راولپنڈی میں تھے تو انہوں نے کہا کہ میں جمعرات کو available ہوں تو اس دن آپ کوئی ٹائم رکھ لیں۔ کل کے لئے میجر صاحب جو بھی ٹائم کہیں اس کے مطابق میں ان کو بلا لیتا ہوں اور بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر:اس کو پھر pendingکر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان):جناب سپیکر! آپ اس کو pendingفرمادیں۔

جناب سپیکر:رانا صاحب!چونکہ سیکرٹری C&Wراولپنڈی گئے ہوئے ہیں اور انہوں نے جمعرات کو آنا ہے لہذا یہ تحریک استحقاق ہفتے کے دن کے لئے pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک محترمہ سکینہ شاہین صاحبہ کی ہے۔

ایس ایچ او تھانہ ونی کے تارڑ(حافظ آباد)کا معزز خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز رویہ

محترمہ سکینہ شاہین:جناب سپیکر!میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ تھانہ ونی کے تارڑ(حافظ آباد)کے بھٹہ مالکان نے سولہ سترہ بھٹہ مزدوروں کو زبردستی بھٹہ پر بند کر رکھا ہے۔حالانکہ یہ بھٹہ مزدوران کو ان کی رقم کی ادائیگی اپنے گردے فروخت کر کے ادا کر چکے ہیں۔اس سلسلہ میں عبدالمجید نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی تاکہ بھٹہ مالکان سے ان مزدوروں کی بازیابی کروائی جاسکے۔میں مورخہ 17۔جون2009 کو اس رٹ کے سلسلہ میں ہائی کورٹ لاہور میں گئی۔میری ملاقات وہاں پر S.H.Oشبیر احمد تھانہ ونی کے تارڑ سے ہوئی۔میں نے کہا کہ جناب S.H.Oصاحب!آپ نے 50ہزار روپے لے کر ہائی کورٹ میں بیان دے دیا ہے کہ بھٹہ مالکان کے پاس کوئی مزدور نہ ہے بلکہ وہ تین لاکھ روپے لے کر وہاں سے چلے گئے ہیں۔میری معلومات کے مطابق یہ بھٹہ مزدور ابھی تک اسی بھٹہ جن کے مالکان خالد وغیرہ ہیں کے پاس ہیں اور ان سے جبری مشقت لی جارہی ہے مگر آپ نے پیسوں کی خاطر لاہور ہائی کورٹ میں بوگس اور غلط بیان دے دیا ہے۔میری اس بات پر S.H.Oشبیر احمد سیخ پا ہو گیا اور میرے ساتھ تلخ کلامی پر اُتر آیا اور اس نے کہا کہ ہاں میں نے پیسے لئے ہیں۔آپ ایم پی اے ہیں تو آپ میرا کیا کر لیں گی جس سے مرضی میری شکایت کر لو۔میں آپ کو ایم پی اے نہیں مانتا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک یہ مزدور اسی بھٹہ پر کام کر رہے ہیں،بھٹہ

مالکان اور S.H.O مذکور مجھ سے فون پر رابطہ کر کے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ ان مزدوروں کو بازیاب کروانا چاہتی ہیں تو پیسا لے آؤ اور مزدور لے جاؤ۔

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے پولیس ملازمین کی تنخواہوں میں دوگنا اضافہ کیا ہے تاکہ غریب اور مظلوم عوام کو انصاف مل سکے مگر پولیس ملازمین کے رویے ابھی تک نہیں بدلے جس کا ثبوت S.H.O مذکور کا رویہ ہے جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا مجھے ابھی جواب موصول نہیں ہوا لیکن ویسے بھی یہ معاملہ فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے تو اس کو آپ pending فرما دیں اور میں کل ہی DPO حافظ آباد اور متعلقہ SHO کو بُلا لیتا ہوں اور محترمہ بھی اس وقت آ جائیں کیونکہ یہ بڑی serious allegations ہیں، اگر یہ ثابت ہوئیں تو نہ صرف اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے گا بلکہ اس کے اوپر جو انتظامی action مطلوب ہے وہ بھی انشاء اللہ لیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 30 چودھری ظہیر الدین صاحب، محمد یار ہراج صاحب، محمد محسن خان لغاری صاحب، چودھری مونس الٰہی صاحب، جناب طاہر اقبال چودھری صاحب، محمد شفیق خان صاحب، شیر علی خان صاحب، خرم نواب صاحب، خالد جاوید اصغر گھرال صاحب، میاں شفیع محمد صاحب، ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ سیمل کامران صاحبہ، سیدہ ماجدہ زیدی صاحبہ، محترمہ عائشہ جاوید صاحبہ، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ اور انجینئر شہزاد الٰہی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، کون پیش کرے گا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): ڈاکٹر سامیہ امجد پیش کریں گی۔

پبلک سروس کمیشن پنجاب کی رپورٹ برائے سال2008 کا ایوان میں پیش نہ کیا جانا

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Public Service Commission Ordinance, 1978 کے section 9 کے sub-section (3) کے تحت محترم گورنر صاحب پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ اسمبلی میں پیش کرنے کے پابند ہیں۔ section 9 میں provided ہے کہ:

"9. The Commission shall, not later than 15th day of February in each year, prepare report as to the work done by it during the preceding year ending on the 31st day of December and submit the report to the Governor.

(2) The report shall be accompanied by a statement setting out, so far as known to the Commission__

(a) the cases, if any, in which the advice of the Commission was not accepted and the reasons therefor; and

(b) the matters, if any, on which the Commission ought to have been consulted but was not consulted and the reasons therefor.

(3) The Governor shall cause a copy of the report to be laid before the Provincial Assembly.”

2. جناب سپیکر مذکورہ بالا قانون کی واضح provision کے باوجود متذکرہ رپورٹ برائے سال 2008ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔

3. جناب سپیکر متذکرہ رپورٹ کی اہمیت کا اس امر سے یہ House بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ مذکورہ Ordinance کے section 7 میں provided ہے کہ:۔

“7. The functions of the Commission shall be-

a) to conduct tests and examination for recruitment to-

(i) such Provincial services and posts connected with the affairs of the Province, as may be prescribed; and

(ii) such posts in or under a Corporation or other body or organization set up by Government under any law, as may be prescribed;

(b) to advise the Government on such matters as may be prescribed, relating to the terms and conditions of service of persons who are members of a Provincial service or hold posts

in connection with the affairs of the Province; and

(c) such other functions as may be prescribed.

موجودہ قانونی تقاضے اور اہمیت کے باوجود public interest کی حامل رپورٹ برائے سال 2008 کو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور اراکین اسمبلی کو ان کے قانونی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے۔ قانون ہذا کی اس صریحاً خلاف ورزی سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنااللہ خان): جناب سپیکر! یہ رپورٹ اگلے اجلاس سے پہلے پیش کر دی جائے گی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں مطمئن ہوں کہ انہوں نے اس کی ایک تاریخ کو time bar کیا ہے لیکن میری ایک گزارش ہے کہ اسمبلی کے اجلاس کو بروقت اور مناسب وقفے سے بلایا جائے تو جو یہ unrest کل بارہ بجے سے دیکھا جا رہا ہے کہ پوائنٹ آف آرڈرز بھی اور ممبران کے مسائل اور ان رپورٹوں کا پیش نہ کرنا یہ حکومتی بزنس کا اہم ترین حصہ ہے اس میں تاخیر ناقابل معافی ہے۔ یہ اس اسمبلی کا استحقاق ہے، یہ اس کی بالادستی ہے، یہ اس کی will ہے، یہ اس کی writ ہے جس کو ہم نے establish کرنا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے کہ رپورٹیں پیش نہ ہوں۔ اس حوالے سے یہ پہلی تحریک استحقاق نہیں ہے جو ہم لائے ہیں۔ ہم اپوزیشن والے ایسی تحاریک استحقاق کو بار بار اس لئے لاتے ہیں کہ آپ کے نوٹس میں لایا جائے کہ اسمبلی کا کام بُری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! یہ جو معاملہ آپ کے حضور پیش کیا گیا ہے، وزیر قانون صاحب نے جیسا کہ فرمایا ہے کہ اگلے اجلاس سے پہلے اس کو پیش کر دیا جائے گا۔ ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ اگلے اجلاس سے پہلے اس کو پیش کر دیا جائے لیکن حکومت رپورٹیں پیش کرنے کے لئے vigilant رہے اور متعلقہ جو ڈیپارٹمنٹ ہیں جیسا کہ اگر گورنر کی طرف سے آنا ہے یا کسی طرف سے بھی ان کو وقت پر reminder بھیجنے ہیں تو بھیجے جانے چاہئیں اور جیسا کہ وزیر قانون نے ارشاد فرمایا ہے ہم ان سے مطمئن ہیں شکریہ۔ مہربانی

جناب سپیکر: اس تحریک کو dispose off کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں اپوزیشن کے معزز ممبران کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں انہیں اس بات کو باور کرانا چاہتا ہوں کہ ان کی اس نشاندہی کی وجہ سے رپورٹوں کو پیش کرنے کا جو معاملہ ہے وہ کافی حد تک بہتر ہوا ہے اور regulate ہوا ہے۔ انشاء اللہ یہ رپورٹ اس اجلاس کے بعد اور اگلے اجلاس سے پہلے پیش ہو جائے گی۔ جہاں تک اس بارے میں کہا گیا کہ اجلاس regularly اور ایک مناسب وقفے کے بعد ہونے چاہئیں میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ حکومت کی ہمیشہ کوشش یہ رہی ہے کہ اجلاس مناسب وقفے کے مطابق بُلائے جائیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ گزشتہ پارلیمانی سال مکمل ہونے کے دو ماہ پہلے ہی ہم نے مقرر دن پورے کر لئے تھے اور اب بھی ہم چاہتے تھے کہ آج سے کوئی تقریباً پندرہ دن پہلے مئی کے آخر میں یا جون کے پہلے ہفتے میں ایک اجلاس کم از کم دو ہفتوں کا بلائیں لیکن اس وقت مخصوص حالات اور security reasons کی وجہ سے ہمیں اس بات کو delay کرنا پڑا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! بس ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ایک گزارش ہے کہ سکیورٹی کے پیش نظر کی بات تھوڑی سے lame excuse اس لئے ہے کہ ساری دنیا کے کام چل رہے ہیں۔ فیڈریشن میں بھی اجلاس ہو رہے ہیں، ہر طرف ہو رہے ہیں۔ ہمیں ان دہشت گردوں سے ڈر کر گھر نہیں بیٹھنا ہے۔ یہ سب سے بڑا ادارہ ہے اور حکومت security reasons کا اقرار کر رہی ہے۔ میں تو مطمئن ہو گئی تھی کہ یہ لوگ اس چیز پر تیار ہیں لیکن وزیر قانون کی بات سن کر میں تو حیران رہ گئی ہوں کہ چونکہ معاملات ایسے تھے اور سکیورٹی کا مسئلہ تھا۔ انشاء اللہ ہم ان لوگوں سے نہیں ڈرتے۔

جناب سپیکر: اللہ کے فضل وکرم سے ہم بالکل نہیں ڈرتے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان) جناب سپیکر! میں محترمہ سے یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ اس میں حیران اور پریشان ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کو خود پتا ہے کہ آپ نے پورا ایک ہفتہ meetings کیں اور اس کے بعد آپ نے سکیورٹی کے متعلق جو فول پروف انتظامات کئے تھے ان کو secure کیا۔ اس میں تھوڑا سا time factor تھا باقی ڈرنے یا گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ یہ تحریک شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

18 سال سے کم عمر قیدی بچوں کو جیل میں مناسب فنی تعلیم اور ماحول فراہم کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کی جیلوں میں بے شمار بچے جن کی زیادہ تر تعداد 18 سال سے کم ہے، چھوٹے چھوٹے جرائم کے مرتکب ہوئے۔ یہ غریب خاندانوں کے بچے چھوٹی موٹی چوری شاپ لفٹنگ وغیرہ میں ملوث پائے جاتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان بچوں کو محفوظ ماحول مہیا کیا جاتا لیکن زمینی حقائق یہ ہیں کہ ان بچوں کو عادی جرائم پیشہ

لوگوں کے ساتھ سالہا سال رکھا جاتا ہے۔ ان بچوں کے ساتھ شرمناک حد تک زیادتیاں ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں جنسی ترغیبات دی جاتی ہیں۔ تشدد اور جبری مشقت تو عام بات ہے ایک اندازے کے مطابق 70 فیصد بچے ایسے حالات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً جب یہ بچے جیل سے باہر نکلتے ہیں تو خود جرائم پیشہ ہو چکے ہوتے ہیں۔ حکومت پاکستان نے 1990 میں اقوام متحدہ کے juvenilization system کو تسلیم کیا تھا اور 2000 میں ایک Ordinance جاری کیا تھا جس کے تحت ہر ضلع میں نو عمر قیدیوں کے لئے عام تعلیم کے ساتھ ساتھ Vocational تعلیم لازمی قرار دی گئی اس کے ساتھ ساتھ حکومتی خرچہ پر وکیل کی سہولت اور یہاں تک کہ alternate sentence measures کا بھی کہا گیا تھا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کا فائدہ صرف چند نابالغ ان قیدیوں کو ہوا جن کے کچھ نہ کچھ وسائل تھے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ان نابالغ قیدیوں کے لئے judicial officers کے ساتھ ساتھ محکمہ جیل کے افسران کو بھی خصوصی ٹریننگ دی جائے اور سب سے بڑھ کر بات یہ ہے کہ ان وجوہات کا پتا چلایا جائے جن کے تحت یہ معصوم بچے جرائم کی دنیا سے ناقابل واپسی زندگی شروع کر دیتے ہیں۔ یہ امر بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ ہمارے ملک کی 60 فیصد آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے جو یقیناً اللہ کی بڑائی اور مہربانی کا صدقہ ہے، بہت سے ممالک افرادی قوت میں کمی کا شکار ہونے کی وجہ سے بھی شدید مشکلات کا شکار ہیں جن میں جاپان سر فہرست ہے۔ ہمیں اس نعمت خداوندی کے ضیاع کو فوری روکنا ہو گا تاکہ یہ افرادی قوت ملک اور قوم کے لئے زحمت کی بجائے رحمت بن سکے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جس aspect کی طرف محترم شیخ علاؤالدین صاحب نے توجہ دلائی ہے یہ واقعی بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ انہوں نے جتنے حوالے دیئے ہیں ان پر بڑا کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں اگر آپ مناسب خیال کریں تو اسے as reference سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہوم کو refer کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کام ہونے کی ضرورت ہے تاکہ ڈیپارٹمنٹ کی بھی اور حکومت کی بھی بہتر رہنمائی ہو سکے اور اس سلسلے میں مطلوبہ steps اٹھائے جا سکیں۔

جناب سپیکر: آپ ان کی بات سے مطمئن ہو گئے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: اگر یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں جاتی ہے اور اس یقین دہانی کے ساتھ کہ وہاں بچوں کے حوالے سے کوئی کام ہو گا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں آپ اس کو dispose of کر دیں۔ مگر اس پر مجھے کوئی time limit بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وہ کہہ رہے ہیں کہ اس پر کوئی وقت دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے تو سٹینڈنگ کمیٹی خود پابند ہے جس کے تحت اس نے رپورٹ بھیجنی ہوتی ہے۔ جیسا کہ سیکرٹری صاحب فرما رہے ہیں ایک ماہ کا وقت مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: ایک ماہ کا وقت مقرر کرنا پڑے گا۔ شکریہ اگلی تحریک بھی شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

جعلی ایم ایل سی کے اجراء سے عدالتوں میں کیسوں کی بھرمار اور فریقین کو لمبے عرصہ تک پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ medical legal cases(M.L.C) میں ہونے والی زیادتیوں کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ یہ تلخ حقیقت ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں متعلقہ عملہ ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر ناجائز (M.L.C) سرٹیفکیٹ جاری کرواتا ہے۔ ان میں عام لڑائی جھگڑے سے لے کر قتل اور rape cases تک بھی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے عرصہ دراز تک لوگ مقدمہ بازی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایسے تمام (M.L.C) سرٹیفکیٹس کو چیلنج کرنے کا طریقہ کار نہایت پیچیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ وسیع رقم اور وقت کے ضیاع کا باعث بنتا ہے۔ آخر کار جب یہ (challenge M.L.C cases) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال تک پہنچتے ہیں تو وہاں پر بھی مہینوں تک دانستہ ان پر

کوئی کارروائی نہیں کی جاتی اور بالآخر زیادہ تر cases میں D.H.Q ہسپتال والے ان کو لاہور refer کر دیتے ہیں۔ معزز اراکین کے لئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ ہے کہ ان تمام مراحل کو عبور کرنے کے لئے لوگوں کو کیا کچھ کرنا پڑتا ہوگا۔ لوگوں کی فوری دادرسی کے لئے اب مزید ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ایسے (challenge M.L.C cases) معہ ان کی پہلی ابتدائی تاریخ ایوان میں پیش کئے جائیں۔ یہاں اس امر کا ذکر بھی بہت ضروری ہے کہ ایسے ہی cases کی وجہ سے ملزمان عبوری ضمانتیں کروا لیتے ہیں اور یہاں تک کہ ضمانتیں واپس بھی لے لیتے ہیں اور پھر مظلوم فریق کی حالت کا اندازہ لگانا قطعاً مشکل نہ ہے۔ M.L.C cases میں ہونے والے ان ہتھکنڈوں کی وجہ سے عدالتوں کو بھی بے بس کر دیا جاتا ہے۔ ملزمان مخالف فریق کو pressurize کرتے ہیں۔ عوام کو جلد سے جلد حصول انصاف کے لئے ان تمام حقائق کو مدنظر رکھ کر ایک fool proof system بنانا چاہئے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں آپ کی اجازت سے عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ مسئلہ ہے جو اس ایوان کے ہر معزز رکن کے حلقے میں درپیش ہے اور میری گزارش ہوگی خاص طور پر نوانی صاحب سے کہ یہ اس کے اندر اپنا بھی input دیں کیونکہ وہ سن نہیں رہے تھے کہ M.L.C cases کے لئے جو مسائل اور مصیبت عوام کو درپیش ہے تو میں چاہتا ہوں کہ اس تحریک پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دے دیں جس پر ہر ممبر اپنا اظہار خیال کرے۔ آپ خود جانتے ہیں کہ یہ لوگوں کے لئے کتنا بڑا عذاب بنا ہوا ہے اور خاندانوں کے خاندان لٹ رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہیلتھ صاحب!

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن نے ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف نشاندہی فرمائی ہے اور اس سلسلے میں عرض ہے کہ سرکاری ہسپتالوں میں M.L.C کا اجرا مخصوص طریق کار کے تحت انجام دیا جاتا ہے تاہم work M.L.C کے لئے three tires structured مقرر کئے گئے ہیں۔ پہلے tire میں، پہلے level پر متعلقہ R.H.C تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال یا ٹیچنگ ہسپتال میں میڈیکل آفیسر، وویمن میڈیکل آفیسر مضروب کا معائنہ کرتے ہیں اور بمطابق M.L.C report کا اجراء کرتے ہیں۔ second level میں ڈسٹرکٹ

ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں Appellate Board کے ذریعے معائنہ کیا جاتا ہے اور معائنہ کروانے کے لئے عدالت کا حکم نامہ ضروری ہے۔ اس بورڈ کا چیئر مین متعلقہ D.H.Q کا M.S جبکہ متعلقہ D.O.H اور سرجن اس بورڈ کے ممبر ہوتے ہیں۔ third phase میں اگر مضروب کا معائنہ دوبارہ درکار ہو یعنی ڈسٹرکٹ بورڈ کے خلاف ہو تو بحکم عدالت صوبائی میڈیکل بورڈ کے ذریعے دوبارہ معائنہ کروایا جا سکتا ہے تاہم Provincial Medical Board حتمی Appellate Authority ہے اور اس کا فیصلہ حتمی تصور کیا جاتا ہے۔ اس بورڈ کا چیئر مین surgeon Medico Legal Officer ہوتا ہے اور دیگر ممبران میں متعلقہ ریجن کے میڈیکل کے شعبہ medicine کے ایسوسی ایٹ پروفیسر اور اسسٹنٹ پروفیسر، متعلقہ ریجن کے ٹیچنگ ہسپتال کا M.S ہوتے ہیں تاہم ضرورت محسوس کرنے پر متعلقہ شعبہ کے کسی بھی ماہر کو co-opt کر سکتے ہیں۔ تمام میڈیکل لیگل ورک مندرجہ ذیل ٹائم فریم میں سرانجام دیا جاتا ہے:۔ kept under observation ضربات میں ڈاکٹر تین ہفتے کے اندر اندر result دینے کا پابند ہے۔ چیف کیمیکل ایگزامینر semen اور الکوحل کی رپورٹ سات دن میں اور زہر کی رپورٹ ہفتے ایک میں دینے کا پابند ہوتا ہے۔ Serologist ایک ہفتے میں رپورٹ دینے کا پابند ہے۔ soft tissues کی رپورٹ تین ہفتے میں اور bone tissues کی رپورٹ چھ ہفتے میں دینے کا پابند ہے۔ صوبہ بھر کے تمام D.S.M.B cases اور P.S.M.B کے ذریعے کئے گئے ہیں۔ محکمہ صحت معزز رکن اسمبلی کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتا ہے کہ عوام کو جلد سے جلد حصول انصاف کے لئے foolproof system بنانا چاہئے۔ اس تجویز کے حصول کے لئے محکمہ بھرپور طریقے سے کوشش کر رہا ہے تاہم اس سلسلے میں ہوم ڈیپارٹمنٹ اور محکمہ پولیس کا تعاون بھی درکار ہے۔ تین ڈیپارٹمنٹ مل کر اس پر اگر کوئی پالیسی بنانا اور کوئی کام کرنا چاہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ اچھا ہوگا اور محکمہ کو اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کوئی اعتراض ہونا بھی نہیں چاہئے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس میں کافی قانونی پیچیدگیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں اور جن چیزوں کی شیخ صاحب نے نشاندہی کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑی valid نشاندہی ہے۔ چونکہ اس میں تین ڈیپارٹمنٹ involve ہوتے ہیں تب جا کر یہ مکمل ہوتا ہے تو اس سلسلے میں Health Department سے ہم پہلے working کر

رہے ہیں اور میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاءاللہ اس سسٹم کو مزید بہتر بنانے کے لئے یہ کچھ تجاویز ہمیں براہ راست دے دیں تو اس سے ہم مستفید ہو سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: انہوں نے تو اپنی تحریک التوائے کار پیش کر دی ہے اب آپ نے اس پر کچھ کرنا ہے۔ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے یا آپ کچھ کر سکتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! یہ کمیٹی کو نہیں بھیجی جائے گی بلکہ اس پر زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے اگر آپ اس کو admit کر لیں تو دو گھنٹے یہاں بحث ہو گی جس میں تمام ممبر حصہ لیں گے جو حکومت کے لئے بہتر ہو گا کہ وہ اپنی پالیسی بنا لیں۔

جناب سپیکر: ہم اس کو admit کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کے لئے ٹائم رکھ دیں کہ کس دن اس پر بحث ہو گی؟

جناب سپیکر: تین دن کب ہوں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! کل تو cut motions ہیں تو یہ کل ممکن نہیں ہو گا تو اگلے ہفتے میں کوئی دن آپ مخصوص کر دیں۔

جناب سپیکر: اگلے ہفتے میں ہم کیسے جائیں گے کیونکہ تین دن کا rules میں ذکر ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! rules کو آگے پیچھے کرنے کا اختیار آپ کے پاس ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ دن مخصوص کر لیں لیکن اس دن House کی consensus سے دن کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ آپ اس طرح کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناءاللہ خان): جناب سپیکر! چونکہ سپلیمنٹری بجٹ بھی اس کے بعد آنا ہے جس پر ایک دن عام بحث بھی ہوگی اور اگلے دن cut motions ہوں گی تو یہ ممکن نہیں رہے گا۔ یہ next Tuesday ہی بنتا ہے تو آپ اس دن کے لئے رکھ لیں۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے اس کو admit فرمایا۔ میں اس تحریک التوائے کار سے متعلق عرض کرنا چاہوں گا کہ جو وزیر موصوف نے جواب دیا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ سرکاری بیان ہے لیکن اس میں اہم چیز یہ ہے اور میں نے اس میں بڑا واضح لکھا تھا کہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر challenge M.L.C cases میں ان کی پہلی ابتدائی تاریخ جب وہ submit ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: 30۔جون کے لئے رکھ رہے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ صرف اس فقرے کی طرف چاہتا ہوں جس میں میں نے یہ گزارش کی تھی کہ جتنے ایسے pending cases ہیں ان کی تاریخیں بتائی جائیں کہ وہ کتنے عرصہ سے pending ہیں۔ جناب سپیکر! اگر صرف ضلع قصور کا ریکارڈ نکال لیا جائے تو میں یہ ثابت کر سکتا ہوں اور آپ کے علم میں ہے کہ ایک ایک سال سے وہ چیلنج ہوئے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! تشریف رکھیں اس پر بات ہو چکی ہے کہ دو گھنٹے اس پر بحث ہوگی اور اس وقت آپ تمام چیزیں لے کر آنا اور ہم غور سے سنیں گے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر!

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر: اب چودھری علی اصغر منڈا صاحب مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی بابت 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آبپاشی و قوت برقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Irrigation and Drain Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A (PP-245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Irrigation and Drain Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008) moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A (PP-245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Irrigation and Drain Authority (Amendment) Bill, 2008 (Bill No 16 of 2008)

moved by Mr. Muhammad Mohsin Khan Leghari, M.P.A (PP-245)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے Irrigation and Power کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31-جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور بابت 2009 سوال نمبر 194 اور تحریک التوائے کار نمبر 1038 بابت سال 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.10 of 2009 and Question No. 194) moved by Ms. Arifa Khalid Pervez, MPA W-305 and Adjournment Motion No.1038 of 2008 moved by Shiekh Ala-ud-Din MPA (PP-181).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی:

University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.10 of 2009 and Question No. 194) moved by Ms. Arifa Khalid Pervez, MPA W-305

and Adjournment Motion No.1038 of 2008 moved by Shiekh Ala-ud-Din MPA (PP-181).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

University of Health Sciences Lahore (Amendment) Bill, 2009 (Bill No.10 of 2009 and Question No. 194) moved by Ms. Arifa Khalid Pervez, MPA W-305 and Adjournment Motion No.1038 of 2008 moved by Shiekh Ala-ud-Din MPA (PP-181).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: راجہ محمد حنیف مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 2008 اور 2009 کے بارے میں مجلس برائے قائمہ قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

راجہ محمد حنیف: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

No.1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32).

No.2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

No.3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch.Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

No.1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32).

No.2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

No.3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch.Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

No.1. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 15 of 2008) moved by Ch. Aamar Sultan Cheema MPA (PP-32).

No.2. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 17 of 2008) moved by Mrs. Amna Ulfat, MPA (W-356); and

No.3. The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 6 of 2009) moved by Ch.Muhammad Asad Ullah, MPA (PP-106).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب مہدی عباس خان مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں بابت 2008 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب مہدی عباس خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 1 of 2008) moved by Ms. Tayyaba Zameer, MPA (W-299).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 1 of 2008) moved by Ms. Tayyaba Zameer, MPA (W-299).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009تک توسیع کر دی جائے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:توسیع نہ کی جائے۔

جناب سپیکر:میں پھر ووٹنگ کروالیتا ہوں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی:جناب سپیکر!ہمارا یہ استحقاق ہے کہ ایوان کو وجوہات بتائی جائیں یہ توسیع کیوں لی جارہی ہے۔اس کی وضاحت فرمائیں اور لاء منسٹر سے کہیں کہ وہ اس کی وضاحت فرمادیں کیونکہ وہ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرنے کے ماہر ہیں۔

جناب سپیکر:ٹھیک ہے میں دوبارہ ہاؤس سے پوچھ لیتا ہوں۔کیا 31۔جولائی 2009تک توسیع کر دی جائے؟

The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Bill, 2008 (Bill No. 1 of 2008) moved by Ms. Tayyaba Zameer, MPA (W-299).

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

(---جاری)

جناب سپیکر:اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ برائے سال 2010-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔2010-2009 کے سالانہ بجٹ میں مطالبات زر کی تعداد 42 ہے۔

حکومت اور اپوزیشن کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ ان 42 مطالبات زر میں سے 7 مطالبات زر میں حسب ذیل ترتیب سے cut motions پیش کی جائیں گی۔ مطالبہ نمبر 1۔PC-21013 پولیس، مطالبہ نمبر 2۔PC-21015 مد ایجوکیشن، مطالبہ نمبر PC-21016 مد خدمات صحت، مطالبہ نمبر 4۔PC-13033 مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت، مطالبہ نمبر 5۔PC-21018 مد زراعت مطالبہ نمبر 6۔ PC-12043 مد قرضہ جات برائے میونسپلٹیز/ خود مختار ادارہ جات وغیرہ۔ نمبر 7۔PC- 21009 مد آبپاشی و بحالی اراضی۔

cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج شروع ہو کر کل مورخہ 25۔جون 2009 دوپہر 12 بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ نمبر (4) 146 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 21013 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21013

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ایک رقم جو 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا

اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21013 پر کٹوتی کی تحاریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الہیٰ، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ سیمل کامران، انجینئر شہزاد الہیٰ، جی، بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

43۔ارب 22کروڑ 30لاکھ 93ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

43۔ارب 22کروڑ 30لاکھ 93ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: (Rana Sana Ullah Khan): I oppose it.

جناب سپیکر: جی، وہ oppose کر رہے ہیں۔اب آپ فرمائیں!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتی ہوں کہ موجودہ حکومت نے جو یہ خطیر رقم پولیس کے لئے مختص کی ہے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ عوام کی جان ومال کی حفاظت کرنے میں پولیس بالکل ناکام ہو گئی ہے۔ میں آپ کو یہ یاد دہانی کرانا چاہتی ہوں کہ چودھری پرویز الہیٰ کی حکومت نے جب مالی سال 04-2003 میں 15۔ارب روپے پولیس کی مد میں رکھے تو ہمارے موجودہ جو ابھی

لاء منسٹر صاحب ہیں انھوں نے اس پر بڑے اعتراضات لگائے اور انھوں نے اس پر cut motions دیں۔ میرے پاس یہ ریکارڈ ہے۔آپ دیکھ سکتے ہیں کہ 04-2003اور اس کے بعد 05-2004 کے اس وقت کے فنانس منسٹر کی تقاریر ہیں۔ مجھے موجودہ حکومت کی حالت پر ترس آتا ہے، میری ہمدردیاں ان لوگوں کے ساتھ ہیں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب چودھری پرویز الٰہی نے اپنی فہم وفراست کی وجہ سے اس وقت جو15۔ارب روپے رکھے جو کہ ایک معمولی سی رقم تھی تو تب بھی انھوں نے اعتراض کیا، پھر اس سے اگلے مالی سال میں جب انھوں نے 20۔ ارب روپے رکھے تو اس پر بھی ان لوگوں نے اعتراضات اٹھائے۔ مجھے اب پہلے سے بھی زیادہ اندازہ ہو گیا ہے کہ ان لوگوں کو اس وقت اس چیز کا ادراک ہی نہیں تھا کہ کس طریقے سے عوام کو امن وامان دیا جاتا ہے اور ان کے لئے امن وامان کتنا ضروری ہے۔

جناب سپیکر!میں یہاں سب سے پہلے تو اس چیز کا ذکر کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ پولیس کے لئے جتنی رقم رکھی گئی ہے وہ صرف اور صرف وی وی آئی پیز اور وی آئی پیز کی حفاظت کے لئے ہے،اس سے عام آدمی کی حفاظت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔اس کے علاوہ یہ جتنے فنڈز بھی رکھے گئے ہیں وہ تمام کے تمام پولیس کے جو high rank کے officials ہیں ان کو bright کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔ میں ایک تو لیڈی پولیس کے حوالے سے یہ کہنا چاہوں گی کہ:

> The female police officers are suffering at the hand of male bosses.

لیڈی پولیس اصولاً تو بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی دیتی ہیں لیکن وہ کم از کم بیس گھنٹے کی ڈیوٹی دے رہی ہیں۔ دو دو گھنٹے تو ان کو اپنے گھروں سے آنے کے لئے لگتے ہیں۔ان کی جو موبائل کنٹین ہے اس سے وہ اپنا خرید کر کھاتے پیتے ہیں۔ مجھے صرف یہ بتادیں کہ یہ جو اس بجٹ میں رکھا گیا ہے وہ کن افسران کو رشوت دینے کے طور پر ان کے یہ الاؤنسز بڑھائے گئے ہیں؟ آپ یہ بجٹ کی کتاب دیکھیں کہ اس کے اندر اتنے زیادہ الاؤنسز دیئے گئے ہیں کہ risk allowance اور پتا نہیں کیا کیا چیزیں ہیں، مجھے تھوڑی سی وضاحت چاہئے۔

جناب سپیکر: وہ بھی پڑھ لیں کہ کیا کیا چیزیں ہیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جی، میں پڑھتی ہوں۔

House rent allowance, Conveyance Allowance, Sumptuous Allowance, Dearness, Washing, Dress, Special Additional Allowance, Integrated Allowance, Risk Allowance, Hill Allowance, Qualification, Medical, Entertainment, Instruction, Computer, Orderly, Special Allowance, Consolidation Traveling Allowance.

صرف پولیس کی ٹرانسپورٹ کے لئے چھ بلین روپے رکھے گئے ہیں۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا پولیس کو آپ ٹرانسپورٹ کے لئے چھ بلین روپے دیں، ان کو کھانے کے لئے۔ ارب روپے دیں، پتا نہیں 10۔ ارب آپ ان کو ان کی رہائش کے لئے دیں، اس کے بعد بھی پولیس کی کارکردگی بالکل زیرو ہو۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہ رہی ہوں کہ پچاس پچاس لاکھ کے انھوں نے sniffer dogs رکھے ہوئے ہیں وہ بھی صرف وی آئی پیز کے لئے ہیں تو کیا عام آدمی کے لئے sniffer dog نہیں ہو سکتا؟ مطلب، یہ قوم جو ہے یہ ذہنی مریض بن چکی ہے۔ پھر جو وی آئی پیز ہیں ان کو اپنی سکیورٹی کی اتنی فکر ہے کہ وہ جب کسی مقامی فائیو سٹار ہوٹل میں جاتے ہیں تو ان کی آمد سے پہلے sniffer dogs ایم پی ایز کو پہلے چیک کرتے ہیں پھر اس کے بعد وی وی آئی پیز وہاں پر تشریف لاتے ہیں اور عام آدمی جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر اور آیت الکرسی کی بنیاد پر اپنی زندگی کی حفاظت کئے ہوئے ہے۔

جناب والا! اقتصادی ترقی میں امن و امان کو کلیدی حیثیت حاصل ہے اور پر امن ماحول شہریوں کے جان و مال اور ترقیاتی عمل کے تحفظ کی ضمانت ہوتا ہے لیکن موجودہ حکومت اپنی جان بچانے کے لئے ایوان وزیر اعلیٰ سے اٹھ کر غیر ملکی دوروں پر چلے گئے ہیں اور پیچھے غریب عوام کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ سارے غیر ملکی دورے وہ صرف اور صرف اپنی جان بچانے کے لئے کر رہے ہیں۔ اس سے ملک کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ میں یہاں پر ایک درخواست بھی کروں گی کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی جو internal security force ہے ان کو کمانڈو ٹریننگ حاصل ہے، انھوں نے ایلیٹ کے برابر ٹریننگ کی ہوئی ہے، ان کو بم ڈسپوزل سکواڈ میں بھی ٹریننگ دی گئی ہے لیکن ان کی جو

بنیادی تنخواہ ہے وہ صرف آٹھ ہزار روپے ہے، یہ شرمناک بات ہے کہ پھر میں وہی بات دہراؤں گی کہ پولیس کے اعلیٰ افسران کو صرف اپنا ذاتی ملازم بنانے کے لئے ان کو دوہری، چوہری تنخواہ اور perks and privileges دیئے گئے ہیں لیکن جو ایک چھوٹے رینک کے ہیں ان کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! دوسری بات میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ یہاں پر بار بار figures کو quote کرنے سے confusion پیدا ہوتا ہے۔ انھوں نے پولیس کو جو اسلحہ فراہم کیا ہے اس میں ایک گلاک کی قیمت چار لاکھ روپے ہے، اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ پولیس کی نفری تقریباً پونے دو لاکھ کے قریب ہے اگر ان کو ایک چھوٹا، ایک basic weapon فراہم کیا ہے اور وہ بھی اگر نہیں چل سکتے یا جب وہ ڈیوٹی پر ہوتے ہیں تو وہ استعمال نہیں کر سکتے جو کہ آپ کے سامنے ہے، جب یہ لبرٹی میں واقعہ پیش آیا تھا، سری لنکا کی ٹیم پر حملہ ہوا تھا تو پولیس کے نوجوانوں سے ان کے weapons لے لئے گئے تھے تو اس کی وضاحت بھی آج تک لاء منسٹر صاحب اس ہاؤس میں نہیں کر سکے۔ میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کی اتنی خراب situation ہے کہ خود پولیس والے ذہنی مریض بن چکے ہیں اور ان کا یہ حال ہے کہ چند روز پہلے پولیس نے ستوکتلہ میں بنک ملازم کو دہشت گرد سمجھ کر مار ڈالا اور پولیس پوسٹ مارٹم کے لئے زبردستی لاش گھسیٹ کر لے گئی اور اسی طرح آپ یہ دیکھیں کہ قلعہ گجر سنگھ جو پولیس سٹیشن ہے وہاں پر پولیس والوں نے ڈر کے مارے سارے راستے بلاک کر دیئے ہیں، عام آدمی کو وہاں سے گزرنے کی اجازت نہیں ہے اور وہ صرف ڈر کے مارے وہاں پر چھپ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا اسی چھپنے کے لئے اور ڈرنے کے لئے انہوں نے اتنے سارے فنڈز فراہم کئے ہیں؟ یہی حال ایمپریس روڈ سول لائنز کا ہے جہاں پر عام آدمی تو کیا چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ مجھے یہ بتائیے کہ کیا یہی پولیس کی کارکردگی ہے؟

آخر میں، میں ایک تجویز دینا چاہوں گی کہ پولیس افسران اپنے دفتروں میں ہفتہ وار کھلی کچہری لگاتے ہیں تو اس کی تمام رپورٹ اور تفصیل اور ان کی جو performance ہے وہ اس ہاؤس میں پیش کی جائے ہر چھ ماہ کے بعد ان کی ایک performance report اور جو لوگوں کے وہ grievances redress کرتے ہیں اس کی تفصیل ہمیں بتائی جائے تاکہ یہ ایوان کو بھی پتا چلے کہ

پولیس کی کارکردگی کیا ہے اور جو موجودہ حکومت ہے اس کی کارکردگی کیا ہے تاکہ ہم اس پر بحث کر سکیں اور اس کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔ شکریہ

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر اور امن وامان کی کیفیت ایک المیہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ یہ حکومتوں کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ عوام کا مسئلہ ہے اور ہر حکومت کا فرض بنتا ہے کہ اس نے عوام کو کس طریقے سے امن وامان مہیا کرنا ہے۔ یہاں پر بہت بڑا بجٹ بھی پیش ہوا اور پچھلی دفعہ بھی کہا گیا کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو improve کرنے کے لئے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے کے لئے بہت کچھ کرنے کے دعوے کئے گئے لیکن ایک طرف تو law and order کی صورتحال خراب ہو رہی ہے اور ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ چور اُچکے سر عام پھر رہے ہیں اور ایسی آپ کو ہزاروں شکایات سننے کو ملیں گی کہ پولیس دیکھتی رہی اور چور اُچکے واردات کر کے چلے گئے۔ دوسری طرف یہ کہا گیا تھا کہ ڈیپارٹمنٹ کو بہت ہی اچھے طریقے سے develop کیا جائے گا اور بہت سی مراعات دی جائیں گی لیکن میں اپنے ہی گھر کے پاس ایک چوکی کا احوال پیش کرنا چاہوں گی کہ یقین مانیے کہ ان تمام دعووں کے باوجود آدمی وہاں جا کر visit کرلے تو اس چوکی میں غالباً گھوڑے اور گدھے باندھنے کی ضرورت رہ گئی ہے اور ایک اصطبل کا وہ منظر پیش کرتی ہے۔ جب کوئی سائل جا کر وہاں اپنا مسئلہ پیش کرتا ہے تو اس کے ارد گرد گھومتے پھرتے ہیں اور وہاں پر بیچارہ بیٹھا ہوا جسٹرار یا چوکی انچارج عادی ہو چکا ہے اور اس کو عادت پڑ گئی ہے کہ اس کے ارد گرد کم از کم دس پندرہ چوہے ہر وقت ناچتے ہیں اور ان کے درمیان وہ بیٹھا رہے اور اگر کسی کو اپنی شکایت لے کر جانا پڑ جائے تو وہ پہلے چوہوں سے خوف زدہ ہوتا رہے اور اس کے علاوہ وہاں پر بے شمار چھپکلیاں اور ٹڈیاں ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ پولیس والوں کو کسی ایک سیل میں رکھا گیا ہے اور وہ ایک جیل میں رہ رہے ہیں اور وہ چوکی نہیں ہے، معلوم نہیں ان کو کس جرم کی سزا دی جارہی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی کہ جو وعدے کئے گئے تھے اور جو کہا گیا تھا کہ یہ مراعات دی جائیں گی اور آج بھی یہی کہا جارہا ہے تو میں کیسے مان لوں اور مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ میں پولیس کو مظلوم سمجھوں

یا ظالم ؟ایک طرف پولیس کو ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ لوگوں کے معیار پر پوری نہیں اتر رہی اور دوسری طرف ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ پولیس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟اس میں فیصلہ کرنا بہت مشکل سا ہو گیا ہے اور وہ بھی انسان ہیں اگر کسی بم دھماکے کا شکار ہو جاتے ہیں تو ان کے بھی بیوی بچے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ماشاء اللہ۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ تھانے میں جاتے ہوئے جو سب سے زیادہ خوف زدہ ہیں وہ ہمارے معاشرے کی خواتین ہیں۔ موجودہ گورنمنٹ نے تو خواتین کو میرا خیال ہے کہ انسان ہی نہیں سمجھا اور ہم شکر ادا کرتے ہیں کہ سابقہ گورنمنٹ نے خواتین کو ان کا جو حق اور مقام تھا ان کو عطا کیا۔ اسی کی بدولت آج یہاں پر ہماری اتنی بہنیں موجود ہیں۔ خواتین اگر کسی تشدد کا شکار ہو جاتی ہیں اور رات بے رات اپنے سسرال والوں کے ہاتھوں مر جاتی ہیں جیسا کہ آج میرے پاس ایک تحریک التواء کار بھی موجود تھی جو کہ میں پڑھ نہیں سکی کہ اس میں ایک خاوند نے ایک عورت کو پٹرول چھڑک کر جلا دیا۔

جناب والا! وہ عورتیں جو کہ اپنی جائز شکایت کے لئے بھی تھانے میں جاتے ہوئے گھبراتی ہیں ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہے ؟یہ گھر گھر کا مسئلہ ہے۔ سابقہ گورنمنٹ نے crisis centre بنائے تھے اور موجودہ دور میں انہیں women centre کا نام دیا گیا۔ وہ عورتیں جو تھانے میں جانے سے ہچکچاتی ہیں اور یہ جا ہی نہیں سکتیں کیونکہ وہاں کا ماحول ہی اس قابل نہیں ہے کہ کوئی شریف آدمی اس میں داخل ہو سکے۔ خواتین کہاں جائیں اور اس پر یہ ظلم ہے، یہاں پر ابھی ذکر بھی ہوا۔ میں نے کل ہی لاء منسٹر صاحب کو ایک F.I.R بھی دی تھی کہ جھوٹے سچے offence لگا کر نابالغ بچوں کو بھی رکھ لیا جاتا ہے اور کہیں بھی اس کی صحیح طریقے سے تفتیش نہیں ہو پاتی۔

جناب سپیکر! اپنے اپنے مقاصد کی جو جنگ ہمارے ملک میں لڑی جا رہی ہے یہ بہت بڑا رویوں کا بحران ہے جس سے ہم سب لوگ گزر رہے ہیں یہ بہت important اور سنجیدگی سے سوچنے والی باتیں ہیں۔ ہم نے ان پر قابو کیسے پانا ہے اور ہم آج صرف ایک دوسرے کو blame کرنے پر لگے ہوئے ہیں، کیا ہم نے ٹھیک سے اس پر عمل کرنا بھی ہے یا نہیں ؟یہ کب تک سلسلہ چلتا رہے گا؟

جناب والا! میرے knowledge میں ایک اور بات آئی کہ ہماری پولیس کتنی بے بس ہے اور کتنی مظلوم ہے کہ اسے صرف سیاسی مقاصد کے لئے ہی استعمال کیا جائے گا۔ فیصل آباد میں وکلاء اور ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے درمیان جھگڑا ہوتا ہے اور مارکٹائی ہو رہی ہے ڈی آئی جی صاحب موقع پر موجود ہیں اور وہ کچھ نہیں کر رہے ساری کی ساری ریکارڈنگ ہمارا میڈیا live دکھا رہا ہے لیکن ڈی آئی جی صاحب کہتے ہیں کہ مجھے اوپر سے آرڈر نہیں آئے۔ یہ فیصلہ پولیس کب کرنے کے قابل ہوگی کہ موقع پر انہوں نے اس لڑائی کو ختم کروانا ہے یا نہیں؟ یہ فیصلہ پولیس نے موقع پر کرنا ہے لیکن یہ آرڈر اسے کہاں سے آنا ہے اور کیوں آنا ہے؟ اتنے بڑے عہدے پر فائز ڈی آئی جی صاحب کیا فیصلہ کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے؟ یہ سوالیہ نشان ہے؟ میں پھر شکر ادا کروں گی کہ اللہ تعالیٰ نے چودھری پرویز الٰہی صاحب کو موقع دیا Child Protection Bureau کا ذکر ہوا، میں شکر ادا کرتی ہوں کہ اس ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے آج ہزاروں بچے مستقبل میں جنہوں نے criminal بن جانا تھا آج وہ ایک اچھی زندگی گزار کے صحت مند شہری بن سکیں گے۔

جناب والا! Child Protection Bureau کے ادارے کو اور اس میں ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ کو میں خراج تحسین پیش کروں گی کہ کیا اس کی مزید ضرورت نہیں اور یہ صرف لاہور کے بچوں کے لئے ہے، کیا پنجاب کے سارے بچے ہمارے بچے نہیں ہیں اور کیا انہیں مستقبل کا فعال اور کامیاب شہری بنانے کی ضرورت نہیں ہے؟ میرا خیال ہے کہ بہت سارا بجٹ جو دیگر شعبوں میں رکھا گیا ہے اس بجٹ سے ضرورت تھی کہ محکمہ کو فیضیاب کیا جاتا اور ہر ضلع میں یہ ادارہ قائم کیا جاتا۔

جناب والا! مجھے آپ کی توجہ چاہئے۔ دوسری ایک چیز جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ ایک بڑی اہم بات ہے اور یہ بہت اہم منصب اور یہ ایوان بہت مقدس ہے ہمیں یہاں پر اہم issues کا حل تلاش کرنا ہے۔ میں یہ کہوں گی کہ ایک عام آدمی کے پاس غیر قانونی اسلحہ سر عام موجود ہے---

MR SPEAKER: Order please order in the House.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ہر چوتھا بندہ criminal ہے اس کے پاس غیر قانونی اسلحہ موجود ہے اور شریف آدمی کو اسلحہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کے پاس ہے اور وہ اس کا استعمال بھی نہیں کر سکتا اور وہ

تو اس کا استعمال جانتا ہی نہیں ہے۔ جہاں کہیں پر ڈکیتی کی وارداتیں دیکھتے ہیں یا چوری کی وارداتیں دیکھتے ہیں تو ایک منٹ سے پہلے اگر ان کو کوئی اپنی جیب سے نقدی نکال کر نہیں دیتا یا اپنا زیور اور کپڑا ان کے حوالے نہیں کرتا تو وہ ایک سیکنڈ سے پہلے اسے گولی مار کر آگے چلے جاتے ہیں۔ہمارے معاشرے میں اتنی بہتات میں غیر قانونی اسلحہ موجود ہے۔ ہم اس غیر قانونی اسلحہ پر کب کنٹرول کر سکیں گے؟ کیا یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک سے غیر قانونی اسلحہ بازیاب کرانے کے لئے اسے تحریک کی شکل دی جائے اور اس پر proper قانون سازی کر کے لاگو کی جائے۔یوں چور اُچکے اور دہشت گرد گھروں سے نکلیں اور راہ جاتے لوگوں سے ڈکیتیاں کرتے پھریں اور ہر ایک کو مارتے پھریں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں قانون موجود ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: اگر implementation نہیں ہے تو پھر کیا فائدہ ہے؟ ہمارے ہاں خواتین سے متعلق قبیح رسومات ہمسایہ ملک انڈیا سے آئی ہیں۔آج ہماری جتنی بھی خواتین غلط رسومات کا شکار ہو رہی ہیں یہ اسلامی نہیں ہیں بلکہ فرسودہ رسومات ہیں۔ وہ تو قابو پا لیتے ہیں اور آج چولہے سے جلنے والی عورت کے سسرال والوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یہاں عورتوں کے ساتھ دن رات جو بھی سلوک ہو جائے لیکن موجودہ حکومت خواتین کے issues پر بالکل خاموش ہے۔

جناب سپیکر! بہت سارے ایسے issues ہیں جنھیں بڑے serious طریقے سے لینے کی ضرورت ہے اور ان پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔بچپن میں ہم ایک نظم پڑھا کرتے تھے مجھے وہ نظم یاد آ رہی ہے۔

دنیا کے رنگ نرالے
بلی نے چوہے پالے
چوہوں نے وہ دھوم مچائی
بلی کی شامت آئی

جناب سپیکر! میں کہوں گی کی موجودہ وزیر اعلیٰ صاحب کی ٹیم آئے دن انھیں اپنے مسائل میں گھیرے رکھتی ہے۔وہ بے چارے تو انہی سے نبرد آزما ہیں۔کہیں کسی سے استعفیٰ لیتے ہیں، کہیں کسی

کو سمجھاتے ہیں، کہیں کسی منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر رفع دفع کرتے ہیں اور کبھی عفور منسٹر کو معاف کرتے ہیں۔یہ لوگ مل کر اپنے لیڈر کو پریشان نہ کریں اور عوام کے مسائل پر خاص توجہ دیں۔شکریہ

جناب سپیکر:آپ کا شکریہ۔جی،اگلے مقرر لغاری صاحب ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔جناب سپیکر!لاء اینڈ آرڈر اور پولیس کے لئے جو allocation کی گئی ہے ہم اپوزیشن والوں نے اس کے لئے cut motion دی ہے اور اس کے پیچھے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس کے لئے جو 43 بلین روپے خرچ کئے جا رہے ہیں ہمارے خیال میں ان کے لئے صحیح priorities نہیں لگائی گئیں۔میں پہلے صفحہ سے دیکھ رہا ہوں جہاں سے یہ شروع ہو رہا ہے اس میں پچھلے سال پولیس ٹریننگ کے لئے 960.2 ملین روپے رکھے گئے تھے لیکن اس سال کم کر کے 837 ملین روپے کئے گئے ہیں۔کیا اب ہمیں ٹریننگ کی ضرورت نہیں رہی،کیا ہماری پچھلی ٹریننگ سے مفاد عامہ اور ہماری protection کے معاملات بہتر ہوئے ہیں؟ہم اپنا یہ احتجاج رجسٹر کروا رہے ہیں۔cut motion دینے کا ہمارا یہ مقصد ہے کہ جس طریقے سے یہ پیسے خرچ کئے جا رہے ہیں اس پر ہمیں اعتراض ہے کہ اس کا یہ طریقہ کار صحیح نہیں ہے۔

جناب سپیکر!پچھلے سال ڈسٹرکٹ پولیس کو 31997 ملین روپے دیئے گئے تھے لیکن اس سال ڈسٹرکٹ پولیس کے پیسے بھی cut کر دیئے گئے ہیں اور 8 ہزار ملین روپے کی اتنی بڑی lumpsum amount رکھ دی گئی ہے provision for Risk Allowance and Daily Allowance

جناب سپیکر:lumpsum کیا رکھا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!lumpsum amount رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر:کتنی ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری:جناب سپیکر!8۔ارب روپے ہے لیکن اس کا خرچ نہیں بتایا گیا۔ٹریننگ کے پیسے کم کر دیئے گئے ہیں اور ایک lumpsum amount رکھ دی گئی ہے۔یہ مناسب طریقہ کار نہیں ہے۔یہ اچھی پالیسی نہیں ہے۔اچھی پالیسی اور اچھا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ اسے ہاؤس میں لا کر اس کی تفصیلات بتا کر جائیں۔میں اس میں ایک اور چیز دیکھ کر حیران ہو رہا ہوں کہ پچھلے سال secret

service expenditure میں 31ہزار ملین روپے تھے اور اس سال کم کر کے 7.9 ملین روپے کر دیا گیا ہے۔کیا ہمیں intelligence gathering کی ضرورت نہیں رہی؟ secret service expenditure اس لئے کام آتا ہے کہ ہم human intelligence کے ساتھ مختلف ذرائع سے information اکٹھی کرتے ہیں اور پھر اس پر حکومت عملدر آمد کرتی ہے پھر اس کا کوئی سد باب ہو سکتا ہے اور ان دہشت گردی کے واقعات کو روکا جا سکتا ہے۔اگر ہم تفصیل میں جائیں تو ایک ایک چیز پر بہت زیادہ ٹائم لگ جائے گا۔

جناب سپیکر! میرے علاقے میں پنجاب کے بارڈر ایریاز کے لئے بارڈر ملٹری پولیس ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔جی!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور اضلاع کے اندر tribal area کی ایک belt ہے۔ انگریزوں کے زمانے سے 1904 میں بارڈر ملٹری پولیس raise کی گئی تھی کہ وہ اس علاقے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول اور پنجاب کے بارڈر کو protect کرے گی۔ آج کے دن تک اس کی 504 sanctioned seats ہیں لیکن ابھی 275 لوگ کام کر رہے ہیں اور آدھی فورس کی vacancies fill نہیں کی گئیں۔میں نے پہلے بھی لاء اینڈ آرڈر پر بات کرتے ہوئے کہا اور مجھے کہا گیا تھا کہ یہ فوراً ہو جائے گا ابھی ہو رہا ہے وہ process چل رہا ہے لیکن ابھی تک بارڈر ملٹری پولیس کی vacancies fill نہیں ہوئیں۔میں یہ دیکھ کر بہت حیران ہوتا ہوں کہ گھوڑ سوار کو آج بھی 50 روپے مہینہ گھوڑا الاؤنس دیا جاتا ہے۔50 روپے میں کونسا گھوڑا رکھا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: وہ کھلے چر لیتے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وہاں پر سڑکیں ہیں نہ راستے ہیں۔

جناب سپیکر: جنگل موجود ہیں وہ وہاں کھاتا رہے اسے کون پوچھتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس فورس کو ایک effective force بنانے کے لئے اسے seriously لیں۔ میں دیکھ کر حیران ہوتا ہوں کہ یہ نمبرز کہاں سے آتے ہیں؟ اس میں بارڈر ملٹری پولیس کے لئے arms and ammunition کے لئے صرف 5 لاکھ روپے کی رقم رکھی ہے۔ پانچ سو آدمیوں کی ایک فورس جو بلوچستان اور سرحد کے ساتھ پنجاب کے بارڈر کے دفاع کے لئے ہے اس کے اسلحہ کے لئے صرف 5 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ نمبرز اپنی طرف سے نہیں بتا رہا بلکہ یہ صفحہ نمبر 888 پر charge expenditure of grants میں ہے۔

MR. SPEAKER: Very lucky page.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس کے P.O.L charges کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ رکھا گیا۔ اس فورس کے پاس دو ٹرک، ایک بس اور چار ڈالے 1996 ماڈل کے ہیں جو on road ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ پنجاب کا western بارڈر defend کرنے والی فورس کے ساتھ یہ حشر ہو رہا ہے۔ راجن پور میں بھی اسی طرح کی ایک ملٹری فورس ہے۔ راجن پور کی بارڈر ملٹری پولیس کی دو پوسٹیں جو بگٹی ایریا کے ساتھ لگتی ہیں اس کے لئے پنجاب پولیس نے کہا کہ اس کی دیکھ بھال ہم کریں گے تو پنجاب پولیس نے ان دو پوسٹوں کے لئے 900 کی نفری بھرتی کی لیکن پوری فورس جس کے 26 تھانے ہیں اس کے لئے 500 نفری ہے اور اس میں سے بھی آدھی سے زیادہ پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں۔ چونکہ ہمارے ہاں داڑھی رکھنے کا رواج ہے اس لئے چل کر دیکھیں کہ فورس میں جو لوگ ہیں وہ سفید داڑھی والے ہیں، کالی داڑھی والا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ recruitment نہیں ہو رہی۔ ریٹائرمنٹ ہو جاتی ہے لیکن نئی recruitment نہیں ہوتی، ان کو وسائل نہیں ملتے ان کی ٹریننگ کا کوئی انتظام نہیں ہے۔

جناب سپیکر! حکومت اس بجٹ سٹیٹمنٹ میں بتاتی ہے کہ ہماری ترجیحات کیا ہیں۔ ہماری ترجیحات میں یہ بارڈر ملٹری فورس جو کہ community policing کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ میں بارڈر ملٹری پولیس کے جن 26 تھانوں کا ذکر کر رہا ہوں ان 26 تھانوں کا سالانہ جرائم settled area کے ایک تھانے کے ایک ہفتے کے جرائم سے کم ہوتے ہیں کیونکہ اس میں ساری کمیونٹی involved ہوتی ہے لیکن اس فورس کو ignore کیا جا رہا ہے۔ میں پچھلے دور حکومت میں بھی اس

پر کافی کہتا رہا۔ ہم نے اس وقت اس پر ایک law بنا دیا تھا اور وہ law اس اسمبلی سے پاس ہو کر لاء اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے درمیان shuttle cock بنا ہوا ہے، ادھر جا رہا ہے ادھر جا رہا لیکن ان کی recruitment نہیں ہو رہی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ بارڈر ملٹری پولیس والے issue اور اسی طرح بلوچ لیویز فورس ہے وہ ایک شاہی فورس ہے۔ میں جو بارڈر ملٹری فورس کی 500 کی نفری بتا رہا ہوں یہ نفری peace time کے لئے ہے لیکن اس وقت ہمارے ملک میں ایک جنگ کا عالم ہے اور ہماری یہ فورس ہمارے بارڈر کو protect کرنے کے لئے ہے یہ جو پہاڑوں کے درمیان میں درے ہیں، جن سے یہ elements آ سکتے ہیں جو دہشت گردی کر سکتے ہیں اس کے لئے اس force نے کام کرنا ہے۔ اس سارے بجٹ کے اندر جو چیز بار بار ہمیں نظر آ رہی ہے کہ یہ ایک شہری علاقے کے لئے بجٹ ہے جس میں rural areas کو ignore کیا گیا ہے۔ یہ جو 43۔ارب روپے رکھے گئے ہیں یہ سارے پیسے لاہور، راولپنڈی، گوجرانوالہ اور فیصل آباد جیسے شہروں میں خرچ ہوں گے۔ ہمارے دیہاتی علاقوں میں خرچ نہیں ہوں گے۔ میرے حلقے میں تین تھانے ہیں۔ ان میں سے ایک تھانہ proper building کے اندر ہے، دوسرا انگریزوں کے زمانے کی چوکی میں ہے اور تیسرا تھانہ محکمہ ہائی وے کے ریسٹ ہاؤس کے اندر بنا ہوا ہے۔ ہمارے علاقے میں تو تھانے تک نہیں بن سکے، ان کے پاس proper اسلحے کی کمی ہے، نفری کی کمی ہے۔ ڈیرہ غازی خان ضلع کے اندر نفری کی کمی ہے۔ ہمارے ساتھ والے ضلع راجن پور اور مظفر گڑھ میں دریائی علاقے کا بہانہ بنا کر بے تحاشہ نفری بھرتی کی گئی ہے۔ مہربانی کر کے ان 43۔ارب روپے میں سے ہمارے ضلع کے لئے بھی کچھ دے دیں۔

جناب والا! میں نے ایک اور گزارش کی تھی کہ ہمارے ہاں V.I.Ps کی security کو بہت زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ ہمارے ڈیرہ غازی خان میں محرم کے چہلم کے جلوس کے موقع پر حادثہ ہوا تھا۔ اس وقت جلوس کے ساتھ تقریباً چار پانچ پولیس والے تھے جبکہ ہم یہاں دیکھتے ہیں کہ ہمارے وزراء صاحبان کے آگے پیچھے دو دو ایلیٹ فورس کی گاڑیاں ہوتی ہیں۔ دو گاڑیاں ان کے پیچھے ہوتی ہیں اور دو گاڑیاں ان کے آگے ہوتی ہیں۔ شاں شوں، ٹوں ٹاں چل رہی ہوتی ہیں۔ پہلے جب میں نے یہ بات ہاؤس کے floor پر اٹھائی تھی تو اس وقت وزیر قانون صاحب نے commitment دی تھی کہ آئندہ یہ چیز نہیں ہو گی۔ میں وزیر قانون صاحب کو آپ کی وساطت سے پھر سے یاد دلاؤں گا۔ وزیر قانون

صاحب!ہمارے وزراء کے آگے پیچھے ایلیٹ فورس کی گاڑیاں چل رہی ہیں۔ آپ کی وہ commitment پوری نہیں ہوئی۔ میرے خیال میں اس میں میری assurance motion بھی بنتی ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کا تعلق بھی ایک اچھے قبیلے سے ہے تو ایسی چیزوں کو ذرا skip کر دیا کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں Border Military Police کے لئے ہی تو یہ ساری باتیں کر رہا ہوں۔ بجائے اس کے کہ گاڑیاں escort کر رہی ہوں وہ اس force کو مل جائیں۔ اس طرح یہ force اس صوبے کے دفاع کے لئے کچھ کر سکے گی۔ میری یہی گزارش تھی۔ میرا مقصد کسی پر attack کرنے کا بالکل نہیں ہے۔ میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لا رہا تھا کہ اس اتنی بڑی force کے پاس صرف چار ڈالے ہیں۔ پانچ سو آدمیوں کی نفری جو کہ ہمارا western border protect کر رہی ہے ان کے پاس صرف چار ڈالے ہیں اور وہ بھی 1996 کے ہیں جو کہ اس وقت سڑک پر آنے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کی دیکھ بھال اور مرمت کے لئے تو اس بجٹ میں کچھ نہیں رکھا جا رہا۔ اس پوری force کے لئے اسلحہ کی مد میں صرف پانچ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ ابھی مجھے شیر علی خان صاحب نے بتایا ہے کہ ان کے حلقے میں نیا اسلام آباد ایئرپورٹ کا تھانہ ہے جو کہ بغیر عمارت کے ہے تو ایسے سینکڑوں تھانے ہیں جو کہ بغیر عمارت کے ہیں۔

جناب والا! ہم نے جو پیسے intelligence کے لئے رکھے تھے ان کو cut کر دیا گیا ہے۔ اب اس رقم سے افسران کے لئے نئی جیپیں یا گاڑیاں آ جائیں گی جس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم اسی لئے اس کی مخالفت کر رہے ہیں۔ اس وقت ملک کے اندر جو حالات ہیں ان کے مطابق تو ہمیں security and law and order کے اوپر زیادہ پیسے خرچ کرنے کی ضرورت ہے لیکن اس رقم کا استعمال بہتر ہونا چاہئے۔ اس پیسے کو استعمال کرنے کا جو طریقہ ہے اس پر ہمیں اعتراض ہے۔

جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ہماری اس کٹوتی کی تحریک کو مان لیا جائے، اس کی ترجیحات دوبارہ بیٹھ کر مرتب کی جائیں اور مطالبہ نمبر PC-21013 بسلسلہ مد "پولیس" کی رقم کو کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہماری طرف سے یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کی وجوہات بھی میرے ساتھیوں نے بیان کی ہیں۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ پولیس کے لئے جو اتنی بڑی رقم مانگی گئی ہے اس کی مخالفت کرنے کی چند وجوہات ہیں۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ پچھلے دنوں دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ان میں پولیس کے چھوٹے cadre کے لوگوں نے بڑی جانفشانی اور جوانمردی کے ساتھ encounters کئے اور کچھ لوگوں نے شہادت بھی پائی لیکن پولیس کی مد میں رکھا گیا بجٹ misuse ہوتا رہا ہے۔ اصل میں ان کے attitude کا overall problem ہے۔ ان کی training میں کمی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ممبران کی طرف سے زیادہ تر تحاریک استحقاق پولیس کے خلاف آتی ہیں۔ یہ 290 کے قریب elected لوگ ہیں، ان کو سارا صوبہ پنجاب جانتا ہے، پولیس والے پہچانتے ہیں لیکن پھر بھی پولیس ان کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرتی ہے اور پھر بعد میں ہمارے وزیر قانون صاحب کو ان کے لئے کام کرنا پڑتا ہے۔ اگر شروع میں ہی پولیس کی training صحیح انداز سے کی گئی ہوتی تو آج ہم اس demand کی مخالفت نہ کرتے۔

جناب والا! road side robberies اس قدر زیادہ ہو چکی ہیں کہ لاہور جیسے شہر میں دو گھنٹے کے اندر ایک ڈکیتی ہو رہی ہے۔ دیہی علاقوں کی سڑکوں پر تو باقاعدہ ناکے لگا کر لوگوں کو لوٹا جاتا ہے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے vendors یا سائیکلوں پر سبزیاں بیچنے والوں کو بھی لوٹ لیا جاتا ہے۔ دیہی علاقوں اور چھوٹی چھوٹی سڑکوں پر پولیس کی کارکردگی بالکل صفر ہو چکی ہے۔ چونکہ یہ رقم صحیح استعمال نہیں ہو پاتی اس لئے اس کو رد کیا جائے اور یہ demand منظور نہ کی جائے۔

جناب والا! ٹرانسپورٹ کی مد میں 6۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ لوگوں کا عام طور پر یہ تاثر ہے کہ تھانوں، چوکیوں اور پولیس کے بڑے بڑے افسروں کے گھروں میں چوری کی گاڑیاں استعمال ہو رہی ہوتی ہیں۔ سارے صوبے کی چوری کی گاڑیاں تو پولیس والوں کے زیر استعمال ہوتی ہیں اس لئے ٹرانسپورٹ کے لئے اتنی زیادہ رقم رکھنے کی ضرورت نہیں ہے لہذا اس کو کم کیا جائے۔

جناب والا! اسی طرح کھانے کی مد میں رقم رکھی گئی ہے۔ کھانے کے لئے اگر رقم دینی ہی ہے تو وہ تھانے اور پولیس چوکیوں کے قریبی ہوٹلوں کو دی جائے کیونکہ پولیس والوں کے لئے مفت میں کھانا

تو ان ہوٹلوں سے جاتا ہے۔پولیس میں اس قدر misuse of funds ہوتا ہے کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ پولیس کی ٹریننگ کے لئے رقم میں کمی کر دی گئی ہے۔اگر واقعی صحیح مقصد کے لئے پیسے لگانے مقصود تھے تو پولیس کی ٹریننگ پر لگائے جاتے۔پچھلے سال ٹریننگ کے لئے جتنی رقم رکھی گئی تھی اس دفعہ اس کو بڑھایا جانا چاہئے تھا۔اس عمل سے ان کے ارادوں کا پتا چلتا ہے۔اس سے ان کے رویوں کا علم ہوتا ہے۔اگر کوئی حکومت یا انتظامیہ کسی معاملے میں بہتری لانے میں interested ہوتی ہے تو اس کے administrative steps سے اس بات کا پتا چل جاتا ہے کہ وہ واقعی ایسا کرنا چاہتے ہیں۔یہ جو ترتیب دی گئی ہے اس ترتیب سے پتا چلتا ہے کہ اس رقم کو استعمال کرنے کی نیت صحیح نہیں ہے اس لئے میں آپ اور ہاؤس سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ساتھیوں کی پیش کی گئی تحریک کو منظور کیا جائے اور اس demand کو رد کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: آپ میں سے مزید کسی ممبر نے بات کرنی ہے؟

جناب شیر علی خان: نہیں، Go ahead.

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: ابھی تو آپ کی طرف سے "No" کی آواز آئی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہماری طرف سے صرف وہی ممبر بات کریں گے جن کے نام فہرست میں دیئے گئے ہیں out of list کوئی بات نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر: مجھے پتا ہے کہ ان کا نام شامل ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! چونکہ اس تحریک پر باقی دوستوں کے علاوہ قائد حزب اختلاف نے بھی بات کر لی ہے تو ان کے احترام کی وجہ سے اب اخلاقاً نہیں چاہئے کہ ان کے بعد کوئی دوسرا ممبر بات نہ کرے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب نے جس طرح ارشاد فرمایا ہے ہم ان کے کہنے کو honour کرتے ہیں۔ہم نے اس کٹوتی کی تحریک پر بات کرنے کے لئے

ترتیب سے نام دیئے ہیں۔اس میں concluding والا تو کوئی tradition نہیں ہے۔میں کسی بھی وقت بات کر سکتا ہوں، پہلے کر لوں یا آخر میں کر لوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے تو پہلے پوچھا ہے، شیر علی صاحب بیٹھے ہیں وہ گواہ ہیں۔انھوں نے کہا ہے کہ جی، آگے چلیں۔

جناب شیر علی خان: جی ہاں، آپ نے پوچھا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں، ٹھیک ہے جیسے آپ کا حکم۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب! تشریف رکھیں۔میں ایک منٹ کے بعد آپ کو floor دیتا ہوں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب! آپ کھاد کے بارے میں کچھ بتانا چاہتے تھے؟

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔یہاں ہاؤس میں بڑی تلخی کی حد تک ایک issue پر بات ہو رہی تھی۔میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ربیع فصل کے لئے جب کھاد کی عدم دستیابی وجود میں آئی تو وزیر اعظم پاکستان نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے پر سوچا تھا اور 3 تاریخ کو کیبنٹ میٹنگ بلائی تھی جہاں اور اہم مسائل بھی تھے لیکن کھاد کی فراہمی بھی زیر بحث رہی بلکہ وزیر اعظم صاحب نے سب سے زیادہ وقت اس issue کو دیا تھا۔اس میں مرکزی وزیر پیداوار نے کچھ اپنی تجاویز پیش کی تھیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے میں نمائندگی کر رہا تھا، وزیر اعلیٰ سرحد اور سندھ کے چیف منسٹر بھی موجود تھے۔سب نے یہ کہا تھا کہ زیادہ ذمہ داری پرائیویٹ سیکٹر کو دی جائے کیونکہ سرکاری دفتروں میں لال فیتے کی لعنت چل رہی ہے اس کی وجہ سے پچھلی فصل کے موقع پر بھی بہت دقت پیش آئی تھی۔لوگوں نے ٹرک لوٹ لئے تھے اور ڈرائیوروں کو بھی مارا تھا کیونکہ کاشتکاروں کی بہت بُری حالت تھی۔اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے وزیر اعظم نے کابینہ کے اجلاس میں بہت اچھے فیصلے کئے تھے۔اس میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ سرکاری مداخلت کم ہو اور زیادہ ذمہ داری پرائیویٹ سیکٹر کو دی جائے۔ویسے بھی خریف کی فصل کے لئے تقریباً 26 لاکھ ٹن کھاد کی ضرورت ہوتی ہے جس میں سے پاکستان کے اندر 22 لاکھ ٹن private sector produce کرتا ہے اور 6 لاکھ ٹن باہر سے import کرنی پڑتی ہے۔وزیر اعظم چاہتے تھے کہ سرکاری

مداخلت کم ہو TCP کی مداخلت کم ہو اور پرائیویٹ سیکٹر کو import کرنے کی اجازت دی جائے۔ان کے اس فیصلے کی کابینہ نے تائید کی تھی لیکن پھر 16 تاریخ کو وزیر پروڈکشن نے وزیراعظم کو پھر درخواست کی جس پر یہ issue reopen کیا گیا کہ کھاد پرائیویٹ سیکٹر import نہ کرے اور ہم import کریں گے یعنی TCP import کرے گی۔اس میں پنجاب کا مؤقف میں نے پیش کیا تھا۔میں اس ہاؤس کو آپ کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں۔سرکاری محکمے کے پاس dealers نہیں ہیں جو کہ کھاد کی ترسیل کاشتکار تک کر سکیں گے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں 8ہزار سے زیادہ dealerships ہیں اور تقریباً 5ہزار dealerships صرف پنجاب میں ہیں۔ میں نے اس وزیر صاحب سے یہ پوچھا تھا کہ آپ کے پاس صرف 215 ڈیلرز ہیں۔اگر تحصیل کا ایک ایک ڈیلر بھی count کر لیا جائے تب بھی آپ supply نہیں کر سکتے۔215 ڈیلر تو سارے پاکستان میں ہیں اور پنجاب کے حصے میں 100 یا 120 آ جائیں گے۔ میں نے ان سے کہا ہم تو تحصیل کی سطح پر بھی ڈیلر نہیں دے سکتے۔وزیراعظم صاحب نے میرے اس موقف کی تائید کی تھی لیکن وزیر پروڈکشن بضدرہے اور انہوں نے پھر سے یہ منوایا کہ جو 6لاکھ ٹن کھاد import کرنی ہے وہ سرکاری طور پر T.C.P کے ذریعے import کی جائے اس میں ہم پھر ان مشکلات کا سامنا کریں گے۔میں آپ کی وساطت سے اس ایوان سے یہ پوچھتا ہوں، ان کو یاد ہو گا کہ پچھلی دفعہ ربیع کی فصل کے لئے یوٹیلٹی سٹورز پر وزیر پروڈکشن نے کھاد بیچنے کا فیصلہ کیا تھا۔اب یوٹیلٹی سٹور والے دالیں اور چاول بیچیں گے یا کھاد بیچیں گے، ان کے پاس تو اتنی capacity نہیں ہے۔آپ کو یاد ہو گا کہ ان پر حملے ہوئے تھے اور یوٹیلٹی سٹورز کے عملے کو مارا گیا تھا، وہ حالات سب کو یاد ہیں۔وزیر اعظم صاحب نے اس چیز کا نوٹس لیا اور ان سے کہا ہے کہ یا تو آپ dealerships بڑھائیں گے یا پھر ہم اسے پرائیویٹ سیکٹر کے ذریعے تقسیم کریں گے۔ ہم نے بڑی کوشش کی ہے ان کے پاس وقت نہیں ہے اور مونجی کی کاشت ہمارے سر پر آ گئی ہے ہماری کھاد کی ضرورت موجود ہے اور وزیر موصوف ابھی تک اسے import کر رہے ہیں۔اس وجہ سے یہ دقت آ رہی ہے جس کی نشاندہی ہمارے ایم پی ایز صاحبان نے کی ہے لیکن وزیر اعظم صاحب نے اس کا بڑی سختی سے نوٹس لیا ہے اور انہوں نے یہ ہدایت جاری کی ہے کہ بغیر وقت ضائع کئے ایل سی فوری کھولی جائے۔اس وقت وزیر خزانہ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان کو بھی ہدایت کی گئی کہ ایل سی کھولنے میں کوئی دقت پیش نہیں آنی چاہئے۔امید کی جاتی ہے کہ اسی مہینے

کے آخر تک کچھ نہ کچھ ٹرک آ جائیں گے۔یہاں میں آپ کی وساطت سے وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ حکومت پنجاب کا فرض ہے کہ strategic stock کم از کم اڑھائی لاکھ ٹن یوریا کا رکھنا چاہئے لیکن میں نے اس میٹنگ میں وزیر اعظم صاحب کے سامنے انکشاف کیا تھا اور وہ خود اس چیز پر حیران ہوئے تھے کہ اس وقت ان کے پاس صرف 74ہزار ٹن ہے۔یہ جو صورتحال ہے اس میں صرف اس وزیر کی کوتاہی ہے۔ورنہ وزیر اعظم صاحب اس چیز میں سنجیدہ ہیں اور وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس کمی کو بھی پورا کیا جائے،کاشتکار کو بھی اس فصل پر وہ تکلیف نہ ہو جو ربیع میں ہوئی تھی۔باقی جو کوٹے کی بات کی گئی ہے وہ غلط فہمی ہے اس میں کسی کا کوئی کوٹا نہیں ہے۔پنجاب کے ہر ضلع کی ضرورت بمطابق کاشتہ رقبہ مرکز کو پہنچا دی گئی ہے۔میں باقی صوبوں کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ہر ضلع اور تحصیل میں جس کمپنی سے کھاد جس ڈیلر تک پہنچی ہے اس کا data حکومت پنجاب اکٹھا کر رہی ہے۔آپ آج میرے ساتھ چلیں میں آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔کسی کو ہم کوٹا میں نہیں جانے دیں گے۔ بہت شکریہ(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون!

میاں محمد رفیق:جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔جناب سپیکر!میں چودھری ظہیر الدین صاحب قائد حزب اختلاف،جناب محمد محسن خان لغاری صاحب،محترمہ آمنہ الفت صاحبہ،محترمہ سیدہ بشریٰ نواز گردیزی صاحبہ کا مشکور ہوں کہ انہوں نے یہ cut motion پیش کر کے صوبے میں جو امن عامہ کی صورتحال ہے اس پر thrash کیا۔میں اس بات پر بھی مشکور ہوں کہ گردیزی صاحبہ کو حکومت کی حالت پر کافی ترس آتا ہے اور انہیں ہمدردی ہے۔انشاء اللہ آنے والے وقتوں میں اس ہمدردی میں اضافہ ہوگا۔

جناب سپیکر!ان معزز اراکین نے جب اس cut motion پر بحث کرتے ہوئے امن عامہ کی صورتحال پر improvement کی تو کوئی تجویز نہیں دی۔انہوں نے صرف اور صرف پولیس کی

کارکردگی کے اوپر یا بعض پائے جانے والے نقائص کی نشاندہی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ تقریباً ڈیڑھ سال سے انہیں واسطہ نہیں ہے اور دراصل وہ اپنے دور حکومت کے زمانے کی پولیس کو سامنے رکھ کر تنقید کرتے رہے ہیں جبکہ اس ایک سال میں بہت سی بہتری ہم لائے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پولیس کی کارکردگی میں جو دو بنیادی factors ہیں کہ جن کی وجہ سے اس کی کارکردگی improve ہو سکتی ہے یا improve کیوں نہیں ہوئی، وہ سب سے پہلا induction factor ہے کہ پولیس میں لوگ کس طریقے سے داخل ہوں اور وہ کس طریقے سے اس محکمے میں آئیں۔ اگر پولیس میں لوگ رشوت دے کر اور سفارش کروا کر بھرتی ہوں تو پھر ان سے اس کے بعد کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

اس مرتبہ ہم نے یہ ensure کیا ہے، میں پچھلے ادوار کی بات کرتا ہوں، انہیں ہدف تنقید بناتا ہوں اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ یہ موقع ہے لیکن میں on the floor of the House پورے دعوے کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ اس سال میں جتنی induction جتنی بھرتی پولیس میں ہوئی ہے اس میں ایک آدمی بھی کسی سفارش پر اور نہ ہی otherwise طریق کار کے مطابق induct ہوا ہے۔ جو کانسٹیبل بھرتی ہوئے ہیں وہ purely on merit ہوئے ہیں اور اس بات کو اس حد تک ensure کیا گیا ہے کہ ایک case میں D.S.P نے جو کہ وہاں پر قائم مقام D.P.O تھا، اس نے اپنے بیٹے کو بھرتی کروانے کے لئے غلط ڈومیسائل داخل کیا تو اس کے خلاف بھرپور ایکشن کیا گیا۔ باقی اس میں A.S.Is بھرتی کئے گئے ہیں اپوزیشن لیڈر کی شاید knowledge میں نہیں ہے کہ وہ تمام کے تمام پبلک سروس کمیشن نے پولیس میں انہیں induct کیا ہے۔ یہ بنیادی ایک بات تھی جسے ہم نے 100 فیصد ensure کیا ہے کہ جتنی بھرتی ہوئی ہے وہ میرٹ پر ہوئی ہے اور آئندہ بھی میں اس معزز ایوان کو on behalf of the government اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ تمام محکمہ جات میں بالعموم اور محکمہ پولیس میں بالخصوص بھرتی میرٹ پر ہو گی۔ کوئی سفارشی نہیں ہو گی اور کوئی corrupt measure نہیں ہو گا تاکہ جو لوگ اس محکمہ میں میرٹ کے اوپر آئیں اور وہ میرٹ کے اوپر کام کر کے اپنی ڈیوٹی سر انجام دیں۔

جناب سپیکر! دوسرا ٹریننگ کا معاملہ ہے اور اس کی میرے بھائی نے نشاندہی کی ہے کہ اس میں پیسے کم کئے گئے ہیں تو یہ درست نہیں ہے۔ بعض مدات میں پیسے کم کئے گئے ہیں لیکن بعض میں پیسے بڑھائے گئے ہیں اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب پولیس کی تمام ٹریننگ Elite pattern کے اوپر ہو گی جس طرح سے پہلے Elite Force کی ٹریننگ ہوتی ہے اسی طرح سے تمام پولیس کو trained کیا جائے گا اور Elite Force کو آرمی کے commando pattern پر trained کیا جائے گا۔ باقی انہوں نے بارڈر سکیورٹی فورس کے متعلق بات کی ہے، جہاں انہوں نے بات کی کہ دو گاڑیاں ہیں، ایک ٹرک ہے اور وہ 15 سال پرانے ہیں اب ان میں 8 سال تو ان کے آتے ہیں تو اس عرصے میں انہیں بدلنے کی توفیق نہیں ہوئی لیکن ہم نے بارڈر سکیورٹی فورس کا ایک سپیشل ونگ جو کہ Elite Force پر ہی مبنی ہو گا اس کو ہم تیار کر رہے ہیں تاکہ بارڈرز کی بہتر انداز میں سکیورٹی ہو سکے اور ہم نے اس وقت کی کمی کو رینجرز سے پورا کرنے کا فیصلہ کیا ہے یعنی ہمارا بارڈر جو صوبہ سرحد اور بلوچستان سے لگتا ہے اس پر ہم نے رینجرز کو deploy کیا ہے تاکہ ادھر سے دہشت گردوں کی آمد کا جو خدشہ ظاہر کیا جاتا ہے اس کو بہتر طور پر چیک کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ 8۔ارب روپے کا جو Risk Allowance ہے اس کے متعلق انہوں نے بات کی ہے۔ اس کا total impact آٹھ ارب روپے نہیں ہے۔ پچھلے سال پولیس کا بجٹ 39۔ارب something تھا اور اس مرتبہ 43۔ارب ہے یعنی 4۔ارب روپے کا اس میں اضافہ ہوا ہے کیونکہ ہم نے اس Risk Allowance کا اضافہ کرتے وقت دیگر بہت سارے allowances withdraw کر لئے ہیں اور اس کا تقریباً 65 percent load پڑا ہے اور باقی allowances withdraw کرنے سے کوئی 35 فیصد رقم کم ہوئی ہے تو اس لئے اس کا total impact آٹھ ارب روپے نہیں بلکہ اس سے کم ہے۔ انہوں نے secret services کے متعلق کہا کہ intelligence sharing کے لئے پیسے کم کر دیئے گئے ہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ secret services میں وہ پیسا جس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا تھا اس کو ہم نے کم کیا ہے کیونکہ اس میں زیادہ پیسا غلط طور پر خرچ کیا جاتا تھا۔

جناب سپیکر! انہوں نے آخر میں ایک بات کی ہے کہ V.I.P لوگوں کی سکیورٹی کے لئے زیادہ خرچ کیا جاتا ہے اور عام آدمی پر کوئی دھیان نہیں دیا جاتا۔ ایسا نہیں ہے جو لوگ دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں یا جن لوگوں کو threat ہے ان لوگوں کو یہ سکیورٹی دی جا رہی ہے اور اس میں یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ وزراء کے پاس Elite Force ہے، کسی منسٹر کے پاس Elite Force نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

بھئی! میں on the floor of the House یہ بات کر رہا ہوں اگر آپ کے پاس کوئی information ہے تو آپ اس کو سامنے لائیں نعرے لگانے سے تو کوئی بات نہیں بنے گی۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: معزز طریقہ اختیار کیا جائے شکریہ۔ جی، آپ تشریف رکھیں انہیں بولنے دیں۔ جب floor آپ کے پاس آئے گا تو پھر آپ بات کیجئے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سردار دوست محمد کھوسہ صاحب کا نام لینے جا رہے ہیں ان کو صرف in the capacity of Ex Chief Minister Elite Force کے 4 آدمی دیئے گئے ہیں۔ دوسرے منسٹرز کے ساتھ ordinary police کے لوگ گارڈز کی ڈیوٹی کرتے ہیں لیکن اب ذرا جرأت پیدا کریں اور جس طرح پہلے نعرے لگائے ہیں اس بات کے اوپر بھی شیم شیم کے نعرے لگائیں کہ چودھری پرویز الٰہی کو Elite Force کے 22 گارڈز مہیا کئے گئے ہیں اور دو وہیکلز، یہ Elite Force چودھری صاحب کی بطور Ex Chief Minister Punjab حفاظت کرتی ہے اور اس کے علاوہ ان کی فیملی کی حفاظت کے لئے 86 آدمی دیئے گئے ہیں لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ سابق وزیر اعلیٰ پنجاب ہیں اس لئے انہیں threat ہو سکتی ہے لہذا یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی حفاظت کریں۔ انہیں bullet proof گاڑی بھی دی گئی ہے جس گاڑی کا یہ بہت واویلا کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ پولیس کے لئے جو 43۔ارب روپیہ رکھا گیا ہے اس کا ایک ایک پیسا انتہائی غور و فکر، عرق ریزی اور لوگوں کے مال، جان، عزت اور کاروبار

کی حفاظت کو مدنظر رکھ کر خرچ کیا جائے گا اور ہم اس بات کو ensure کریں گے کہ یہ صوبہ امن کا گہوارہ بنے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس cut motion کو مسترد کر دیا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انہوں نے ملٹری پولیس کے بارے میں تو کوئی بات ہی نہیں کی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے ملٹری پولیس کے بارے میں بات کی ہے اس وقت میرے یہ دوست شاید پانی پینے کے لئے باہر تشریف لے گئے تھے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے سابق وزیر اعلیٰ کی سکیورٹی کے حوالے سے بات کی ہے یہاں ذرا بتادیں کہ سابق صدر کے لئے کیا سکیورٹی ہے؟ ہمارے اس شہر میں ایک صدر سردار فاروق خان لغاری صاحب بھی رہتے ہیں انہیں کوئی Elite Force Escort نہیں ملتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی محسن لغاری صاحب ایوان سے باہر گئے ہوئے تھے میں ان کی خدمت میں دوبارہ عرض کر دوں کہ بارڈر ملٹری پولیس کی سمری approve ہو گئی ہے، ہم اس کا back up کر رہے ہیں، سر دست ہم نے رینجرز کو deploy کیا ہے تاکہ انہوں نے جس کمی کا ذکر کیا ہے وہ کمی پوری ہو سکے۔ باقی سابق وزیر اعلیٰ، سابق گورنر، سابق صدر اور سابق وزیر اعظم کو گورنمنٹ as V.I.P security دینے کی پابند ہے لیکن اب ان کے اوپر منحصر ہے کہ اگر کوئی صاحب سکیورٹی نہ لینا چاہیں تو انہیں زبردستی سکیورٹی تو نہیں دی جا سکتی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! بارڈر ملٹری پولیس کے لئے اس میں پیسے نہیں رکھے گئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے سمری بنادی ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! نکتہ وضاحت پر اجازت ہو گی؟

جناب سپیکر: سردار صاحب نکتہ وضاحت پر ہیں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس issue پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے خالی پوسٹوں پر بھرتی کرنے اور ان کی

تنخواہیں revise کرنے، ان کے House Allowance بڑھانے کی منظوری دے دی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے cut motion پیش کرنے والے صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آٹھ سال تو ان کی حکومت رہی ہے اس سے پہلے بھی انہی کی حکومت رہی ہے یہ اس وقت پیپلز پارٹی میں ہوا کرتے تھے ان کے ہی خاندان کے سردار صدر پاکستان تھے اور اگر یہ چیزیں کرنا چاہتے تھے تو یہ ان کا اختیار تھا لیکن وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان کے pay scale revise کئے ہیں اور خالی پوسٹوں پر بھرتی کرنے کی منظوری بھی دے دی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں کی گئی ہیں تو پھر یہ بجٹ میں کیوں نہیں رکھی گئیں؟ دوسرا سردار صاحب میرے والد صاحب سے بھی بزرگ ہیں اور بار بار مجھے یاد کراتے ہیں کہ میرے والد صاحب بھی ان کی عزت کرتے ہیں اور میں بھی ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔ صدر پاکستان کا بارڈر ملٹری پولیس کی تنخواہیں بڑھانے کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا۔ اگر یہ point scoring issues چلتے رہیں گے تو پھر سارا دن یہی ہوگا۔

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں حوالہ دے رہا ہوں یہ جوان شاید بھول جاتے ہیں کہ وہ بے شک مرکز کے صدر تھے، صوبے میں انہی کی حکومت تھی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے ایک اور درخواست کروں گا کہ یہ کہلاتے تو تجربہ کار ہیں کہ پچھلے tenure میں بھی یہ پانچ سال رہے ہیں۔ یہ کبھی لاء منسٹر سے اور کبھی مجھ سے direct مخاطب ہوتے ہیں، انہیں direct مخاطب نہیں ہونا چاہئے۔ (شور وغل)

جناب سپیکر: میں صبح سے آپ ہی کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ جب آپ کو floor ملے گا تو آپ اس وقت بات کر لیجئے اب مناسب نہیں ہے۔ دیکھیں، ٹائم دیکھیں آپ۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں صاحب نہیں ہوں، میں خاتون ہوں۔ انہوں نے مجھے یہ کہا ہے کہ جس صاحب نے یہ cut motion پیش کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ آپ کی بات نہیں کر رہے تھے آپ کو ایسے ہی لگا ہے۔ آپ کے متعلق انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ جی محترمہ! آپ تشریف رکھیں اور مجھے سوال put کرنے دیں۔ PC-21013 cut motion پر بات ہو گئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21013 پولیس کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ

"ایک رقم جو 43۔ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30 جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21015

جناب سپیکر: جی، اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 21۔ارب 26کروڑ 71لاکھ 74ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر PC-21015میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ سیمل کامران اور انجینئر شہزاد الٰہی، جی، محترمہ عائشہ جاوید!

محترمہ عائشہ جاوید: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"21۔ارب 26کروڑ 71لاکھ 74ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"21۔ارب 26کروڑ 71لاکھ 74ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21015 تعلیم کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR EDUCATION (Mian Mujtaba Shuja Ur Rehman): I oppose it.

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سینئر وزیر!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی(راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! پاکستان پیپلز پارٹی کا کارکن ہونے کے ناتے میرا یہ فرض بنتا ہے کہ فاروق لغاری صاحب کا یہاں پر نام آیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہی کے دن میں یہ بھی لکھا جائے جو میں کہنا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے صدر فاروق لغاری کو صدر بنایا تھا۔ محترمہ بے نظیر بھٹو اس وقت پنجاب کی پارلیمانی پارٹی میں آئیں اور جب انھوں نے صدر فاروق لغاری کے نام کا اعلان کیا تو ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھے لیکن بد قسمتی سے اسی صدر فاروق لغاری نے پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت توڑی۔ ہم آج بھی اس کی پر زور مذمت کرتے ہیں۔(شیم شیم)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ آپ سینئر منسٹر ہیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو ساتھی یہاں پر موجود نہیں ہوتا تو اکثر اس کے متعلق یہاں بات کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہم تو یہی کہتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! فاروق لغاری صاحب یہاں پر قائد حزب اختلاف بھی رہے ہیں اور اس ایوان کے حوالے سے بھی ان کا اپنا status اور مقام تھا۔ ان کی سیاسی باتیں میڈیا اور دوسری ساری چیزیں چلتی رہتی ہیں۔ اس وقت جو ہو رہا ہے تو اگر ہم سے accept کیا جاتا ہے کہ ہم according to rules رہیں اور قواعد کے مطابق چلیں تو میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی یہی attitude ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ میری یہ بھی گزارش ہے کہ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے اور ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا جائے۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: انھوں نے کوئی ایسی بات نہیں کی ہے۔ اگر کوئی نازیبا الفاظ ہوں تو میں خود ہی کہہ دیتا ہوں۔ جی، محترمہ عائشہ جاوید!

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین چودھری محمد شفیق کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ عائشہ جاوید: جناب چیئرمین! میں Chair کو address تو کر رہی ہوں لیکن اس وقت افسوس سے یہ کہنا پڑے گا کہ ایسے محکمے کے متعلق ہم لوگ بات کرنے جا رہے ہیں جس کا سرے سے منسٹر ہی

نہیں ہے اور ڈیڑھ سال گزرنے کے بعد اس کی importance یہ ظاہر ہوتی ہے کہ اس کی منسٹری بھی ایک ایسے قابل شخص کو دی گئی ہے جن پر already کافی منسٹریوں کا بوجھ ہے تو بہت unfortunate situation ہے جو مزید آگے نہیں چلنی چاہئے۔ اس کو oppose کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہماری تعلیم کا standard جو گرتا جا رہا ہے ہم اس کو discuss کرنا چاہ رہے ہیں کہ آپ نے اس کے لئے جو پیسے رکھے ہیں میرا نہیں خیال کہ وہ کہیں خرچ کرتے ہمیں نظر آ رہے ہیں یا آپ لوگوں کی پالیسیاں ہمیں درست سمت میں جاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں۔ وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر میں کہا اور بہت اچھے الفاظ استعمال کئے کہ knowledge based economy پر یہ believe کرتے ہیں۔ میں اس کو تھوڑا سا آگے بڑھاؤں گی کہ knowledge based economy جو ہے It is always complimented by evidence based policy implementation آپ اپنی کسی بھی پالیسی کو جب تک implement نہیں کریں گے وہ useless ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہماری پچھلی حکومت نے تعلیم کے میدان میں بہت کام کیا۔ اگر صرف مخالفت برائے مخالفت کی جائے تو یہاں مخالفت کرنے کی بھی کوئی انتہا نہیں جو کہ گاہے بگاہے ہمیں نظر آتی رہتی ہے۔ ہم لوگوں نے میٹرک تک تعلیم عام کی اور اسے مفت کیا۔ کوشش تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ اس کو مزید آگے بڑھایا جاتا اور جتنا ممکن ہو سکتا اس کو آگے لے کر جاتے لیکن بد قسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ محکمہ تعلیم میں کئی مثالیں ہمارے سامنے آئی ہیں جس کا آگے جا کر ذکر کرتے ہیں۔ ایجوکیشن بجٹ کو آپ لوگوں نے 18 percent slash کیا ہے میرا خیال ہے کہ اس کو آپ بالکل ہی slash کر دیں تو فرق کوئی نہیں پڑے گا کیونکہ وجہ یہ ہے کہ اس وقت ٹوٹل implementation zero ہے اور مفت کتابیں جو ہم لوگوں نے شروع کی تھیں اس کو discontinue کر دیا گیا ہے جو نہایت نامناسب قدم ہے۔ آپ لوگوں کے منسٹر یہاں cheating کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں۔ بجٹ میں missing facilities کا ذکر ہوا اور میرا نہیں خیال کہ اس وقت ایسی کوئی چیزیں ہیں جو کہ ضروری ہیں۔ یہاں پر ذکر ہو رہا ہے کہ آگے ایئر کنڈیشنز کمپیوٹر لیب دی جائیں گی تو جن سکولوں کی دیواریں اور چھتیں نہیں ہیں وہاں یہ ایئر کنڈیشنز کہاں پر fit کریں گے؟ آپ کے دور میں یہاں پر first time in the history کہ پروفیسرز، لیکچررز حتیٰ کہ ٹیچرز اپنے demands کا مظاہرے کرتے نظر آئے جو کہ نہایت افسوسناک

بات ہے۔ جب تک وہ قابل احترام کلاس جو کہ ہمیں تعلیم دینے کے لئے ہے اگر ہم ان کو comfortable نہیں کریں گے، ان کو ہم proper facilitate نہیں کریں گے تب تک وہ آگے جا کر اچھی نسل کے لئے کیسے contribute کر سکیں گے؟ آپ لوگوں نے پانچ ارب روپے computer labs کے لئے رکھے ہیں جبکہ کمپیوٹر کے proper trained teachers ان کے پاس نہیں ہیں اور جو 20 سے 30 ہزار روپے کا کمپیوٹر ہے وہ 70 ہزار روپے میں خریدا جا رہا ہے جو میری سمجھ سے باہر ہے۔ گورنمنٹ اور پرائیویٹ پارٹنر شپ جو کہ ہمیشہ ایک احسن point ہوتا ہے جس سے حکومت کی بھی help ہوتی ہے اور پرائیویٹ سیکٹر کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ اس وقت تعلیم کے میدان میں ہمیں گورنمنٹ اور پرائیویٹ پارٹنر شپ کہیں بھی نظر نہیں آ رہی کیونکہ جہاں حکومت facilitate for building کرتی ہے تو پرائیویٹ ادارے administration چلانے اور ان کی maintenance میں side by side and it is like hand and gloves کام کرتے ہیں لیکن ہمیں اس بجٹ میں ایسی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی۔ ٹیچر ٹریننگ سرے سے یہاں ہے ہی نہیں لیکن جو ہے وہ بہت کم concentrate ہو رہی ہے۔ اس وقت rural and urban divide بہت زیادہ ہے۔ کورسز اور سلیبس کے متعلق میں بات کرنا چاہوں گی کہ اس وقت سلیبس میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اور پالیسی کو بالکل clearly determine نہیں کیا جا رہا۔ ایک اور بہت اہم point جو یہاں محکموں کے سربراہ بیٹھے ہوئے ہیں، میں آپ کی وساطت سے ان تک پہنچانا چاہوں گی کہ ہماری اس وقت مدرسہ کی جو پالیسی ہے this is something very important اس کو ہم لوگوں نے ابھی تک determine نہیں کیا۔ وہ بچے جو مدرسوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کو main stream education line میں لانے کے لئے کیا پالیسی اس وقت سامنے آئی ہے؟ میں کہتی ہوں کہ ابھی تک صفر ہے اور ان مدرسوں کے بچوں میں جو فرق ہے وہ جوں کا توں ہے۔ اس کے بعد میں یہ بات کروں گی کہ ایجوکیشن پالیسی کا ایک document ہر پاکستانی شہری کو میسر ہوتا ہے لہذا میری یہ آپ کی وساطت سے سفارش ہے کہ اس document کو اردو میں بھی مرتب ہونا چاہئے It should not be available only in English بلکہ اس کو اردو میں بھی side by side ہونا چاہئے کیونکہ اردو ہماری قومی زبان ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہوں جو شاید انگلش میں پڑھ تو سکتے ہوں لیکن proper طریقے سے سمجھ نہ سکتے ہوں۔

اس کے علاوہ Provincial Education Ministry کی جتنی بھی committees ہیں یہ open body ہونی چاہئیں اور اس میں آپ کو سول سوسائٹی اور educationist کو بھی شامل کرنا چاہئے کیونکہ ان کی involvement بہت ضروری ہے جبکہ اس وقت ان کمیٹیوں میں ہمیں ایسی کوئی بات نظر نہیں آتی۔ میں پنجاب کی سٹینڈنگ کمیٹی جس کی میں خود رکن ہوں، کا ذکر کرنا مناسب سمجھوں گی کہ ابھی تک ہماری صرف دو meetings convene ہوئی ہیں ایک چیئرمین صاحب کے انتخاب کے لئے اور دوسری examination commission کے لئے ہوئی ہے۔ یہاں پر کچھ لوگ examination commission کے لئے UNESCO سے آئے تھے اور ایک نیا سسٹم متعارف کروایا جا رہا تھا جو کہ 2006 سے ہمارے پنجاب میں صرف آرڈیننس کے تحت چل تو رہا ہے لیکن legalize نہیں کیا گیا، اس پر بہت اچھی بات چیت ہوئی اور سٹینڈنگ کمیٹی کے میرے ساتھیوں نے بہت اچھی طرح سے thrashout بھی کیا لیکن بدقسمتی سے جب ہم نے تیار کیا کہ ہم اسمبلی کے سامنے رکھیں گے تو پتا چلا کہ سیکرٹری صاحب نے already چیف سیکرٹری صاحب کو summary بھجوا دی ہے۔ I fail to understand کہ یہاں اگر ایک سٹینڈنگ کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو implementation of policies کے لئے responsible ہے اور policy making کے لئے بھی responsible ہے تو how can کہ ایک سیکرٹری صاحب اٹھ کر اپنی مرضی سے ایک summary چیف منسٹر صاحب کو بھجوا دیتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کو کیسے پتا چلے گا کہ اس کے اوپر کتنا کام ہوا ہے؟ اس پر جب تک ہم debate نہیں کھولیں گے، work out نہیں کریں گے، اس کے pros and cons نہیں دیکھیں گے تب تک ہم اس چیز کے بارے میں کیسے فیصلہ کر لیں گے؟ اس کو صرف ایک ڈیپارٹمنٹ ہیڈ میں آپ لوگوں نے پیش کر دیا جو چیف منسٹر صاحب سے approve ہو جائے تو یہ کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے۔ اس کو kindly اگر آپ غور سے سنیں تو یہ تنقید برائے اصلاح ہے، تنقید برائے تنقید نہیں ہے۔ تعلیم ایک ایسا معاملہ ہے جو ہم سب سے متعلقہ ہے چاہے ہم اس کو پڑھ چکے ہیں لیکن پھر بھی ہم learning process میں ہیں اور یہ معاملہ ہماری نسل اور بچوں کا ہے۔ ایک اور بات میں یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ نئی یونیورسٹیاں جس میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور یا لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی ہے اس میں جو نئے charters introduce

کروائے جارہے ہیں اس کے اندر وائس چانسلرز، ڈین اور فیکلٹی کے باقی ممبرز تو شامل ہیں لیکن اس میں ٹیچرز کی representation بالکل nil ہے۔ جب تک ٹیچرز اور proper stake holders کی representation نہیں ہوگی تب تک یہ چیز آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اسی وجہ سے ہی ٹیچرز کے اندر بہت زیادہ resentment پائی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! یہاں اساتذہ کے incentives کی بات ہو رہی تھی تو ہم لوگوں نے ان کو گریڈ تو دے دیئے ہیں لیکن ان کو وہ مراعات اور سہولیات حاصل نہیں ہیں جو باقی گزیٹڈ آفیسروں کو حاصل ہیں۔ اس ماحول کے اندر ہم یہ کیسے مزید allocation برداشت کر سکتے ہیں۔ جس طرح میں نے ایک روپے کا کہا ہے یہ تو ایک روپیہ بھی deserve نہیں کرتے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ایجوکیشن کسی بھی معاشرے کا سب سے اہم محکمہ ہے۔ آج جیسا کہ ہمارے بہت سارے معزز ممبران نے ایجوکیشن پر تقاریر بھی کیں، مسئلے مسائل بھی بتائے گئے اور آج جو ہمارا ملک رویوں کے بحران سے گزر رہا ہے۔ اگر اس کا کہیں خاتمہ کیا جا سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف تعلیم ہی ایک ایسا زیور ہے جس سے کہ ہم بہت ساری معاشرتی برائیوں پر قابو پا سکتے ہیں لیکن بدقسمتی سے ہوا یہ ہے کہ سب سے اہم شعبہ پر ہمارے ملک کے بعد آزاد ہونے والے ممالک آج سو فیصد خواندہ ہیں اور ہمارے 50 فیصد بچے جو تعلیم یافتہ ہو رہے ہیں تو وہ بھی سابقہ حکومت اور چودھری پرویز الٰہی صاحب نے جو پڑھے لکھے پنجاب کا ایک تصور دیا تھا اس کی وجہ سے ہیں۔ اس کے بعد میں سمجھتی ہوں کہ موجودہ حکومت بھی ایک پراجیکٹ چلا رہی ہے یہ اسی کی ایک نقل ہے، اسی کی ایک صورت ہے۔ بدقسمتی سے ایک اچھا کام شروع ہوا، بجائے اس کے کہ اس میں نئی نئی چیزیں شامل کی جاتیں، نئے ideas آتے اور اسے مزید بہتر بنا کر implement کیا جاتا، اس کے بجٹ میں بھی کٹوتی کر دی گئی اور اس کو ہر لحاظ سے کم کر دیا گیا۔ یہ جو دانش سکول ہیں جس کا اس میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ ان کی

تعداد ہی ناکافی ہے۔یہ کس طریقے سے اور کن بچوں کے لئے رکھے جارہے ہیں؟ کیا پاکستان اور پنجاب کا ہر بچہ اس بات کا مستحق نہیں ہے کہ اسے اچھی تعلیم ملے اور اعلیٰ سکولز ملیں۔اس میں بھی یہی ہوگا کہ یہ صرف ان مخصوص طبقے کے لوگوں کو oblige کیا جائے گا۔جب ایک کام شروع کیا جاتا ہے اور بجٹ رکھ دیا جاتا ہے، جب اس کا استعمال ہی نہیں ہونا، سابقہ ایک سال کے بجٹ میں جو وعدے ایجوکیشن کے حوالے سے کئے گئے تھے جب وہ وعدے آج تک پورے ہی نہیں ہوئے، پچھلی دفعہ بھی کہا گیا تھا کہ ہم تمام سکولوں میں کمپیوٹر اور لیبارٹریاں مہیا کریں گے مگر ہمیں تو سکولوں میں کہیں پر بھی کوئی لیبارٹری نظر نہیں آرہی۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No cross talk, No cross talk.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔قائداعظم نے اپنے اس پاکستان کے لئے ہرگز نہیں سوچا ہوگا کہ میری قوم کے بچے میلے کچیلے گندی گلیوں میں بھیک مانگتے ہوئے ہاتھوں میں کاسۂ گدائی لئے پھرتے ہوئے نظر آئیں۔یہ ان کا قطعاً خواب تھا اور نہ ہی یہ پاکستان کی تعبیر تھی۔اس کے لئے ہم قصوروار ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں۔اس بجٹ میں تعلیم کو فروغ دینے کے لئے کوئی بھی نئی بات نہیں کی گئی۔کیا ہمارے پاس نئی تجاویز اور تراکیب ختم ہوگئی ہیں؟ ہمارے ذہن کے دریچوں کو تالے لگ گئے ہیں کہ جو نئی باتیں نہیں سوچ سکتے۔علامہ اقبال نے کہا تھا کہ:

کھول آنکھ، زمیں دیکھ، فلک دیکھ، فضا دیکھ
مشرق سے نکلتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

جناب والا! ہم اپنے دماغوں کو کب استعمال کریں گے، کب ہم وہ طریقے لائیں گے کہ جس سے ہم ان مسائل پر قابو پا سکیں؟ کہتے ہیں کہ وسائل نہیں ہیں، جگہ نہیں ہے، چیزیں نہیں ہیں، بچوں کو تعلیم کیسے دیں؟ پوری دنیا میں تین تین شفٹیں لگا کرتی ہیں۔صبح کی شفٹ، دوپہر کی شفٹ، رات کی شفٹ، اگر اس وقت 50 فیصد بچے سکولوں میں جارہے ہیں اگر تین شفٹیں کردی جائیں تو باقی 50 فیصد تو نہیں چلیں 25 فیصد تو سکولوں میں جا سکتے ہیں۔پرائمری تک تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ ہر بچہ، ہر ماں باپ پابند ہوں کہ وہ بچوں کو سکول بھیجیں۔(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order, order. No cross talk.

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! ایک ہی سکول میں تین مرتبہ تین نئی کلاسیں شروع ہو سکتی ہیں۔ تین مرتبہ، تین دفعہ تین نئے عملے کے ساتھ نئے لوگوں کو، نئے اساتذہ کو روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے۔ ہر چیز ممکن ہے اور سب کچھ ہو سکتا ہے اگر حکومت، لیڈران اور منتخب اداروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں میں جذبہ ہو۔ آخر کب تک ہم پچھلے دور کے اچھے کئے ہوئے کاموں کو صرف اپنی ذاتی انا کی تسکین کے لئے برا کہتے رہیں گے؟ بات تو یہ تھی کہ دل کو بڑا کر کے کہتے کہ چودھری پرویز الٰہی نے بہت اچھا کام کیا۔ ہم اس کو آگے لے کر چلیں گے اور اس میں نئی نئی چیزیں لائیں گے۔ آئیں آپ بھی ہمارے ساتھ شامل ہوں اور نئی نئی تجاویز اور تراکیب بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تجاویز دیں۔۔۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب! میں تجاویز ہی دے رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی تجاویز لکھ لی ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تجاویز ہی دے رہی ہوں۔ سب سے بڑا مسئلہ کتابوں کا ہے کہ بچوں کو کتابیں کہاں سے مہیا کی جائیں؟ ہمارے پاس کتنا بجٹ ہے کہ ہم بچوں کو دیں۔ فوڈ سپورٹ پروگرام کے لئے جو بجٹ ہے اگر وہ ہم سارے کا سارا بچوں کو کتابیں دینے میں لگا دیں تو میں سمجھتی ہوں کہ ایک ہزار روپے سے کسی کا گھر نہیں چل سکتا اور اگر ایک گھرانے کے چار بچوں کو تعلیم دینے کے لئے دو چار ہزار روپے اس گھر کے لوگوں کی ضرورت ہے تو اگر اس کو تعلیم مفت مل جاتی ہے اور اس کو ہیلتھ مفت مل جاتی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ غریب کا بہت بڑا بوجھ بانٹا جا سکتا ہے۔

جناب والا! کتابیں اگر کلاس ہی کی ملکیت بنا دی جائیں اور نصاب کو نئے طریقے سے ہم اپنے کلچر کے مطابق، اپنی ضرورت کے مطابق اگر ہم اس کو ترتیب دیں گے، کتابوں کے بہت بڑے بوجھ کو کم کر کے صرف knowledge کے حصول لئے دوبارہ سے مرتب کیا جائے۔ جب کتابیں کلاس کی ملکیت ہوں، سکول کی ملکیت ہوں اور ہر دفعہ نئی شفٹ میں آنے والا بچہ انہی کتابوں سے مستفید ہو۔ بجائے اس کے کہ کتابیں صرف لوگوں کا بزنس بڑھانے کے لیے پرنٹنگ کے شعبے، کاغذوں کے شعبے، کتابوں کا بزنس کرنے والوں کے بزنس کو بڑھانے کے لئے بچوں کے لئے پوری پوری بوریاں لاد کر بھیج دی جائیں

تو یہ اس طریقہ کو ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ کوئی تو بارش کا پہلا قطرہ ثابت ہو، کوئی تو سنجیدگی سے سوچے، اگر ہم ان چیزوں پر عمل کرنا شروع کر دیں اور نئی چیزیں لائیں تو پھر تو میں کہوں گی کہ واقعی اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ تھا اور "پڑھا لکھا پنجاب" کو کوئی آگے لے کر چلا تھا۔ اگر کچھ نہیں کرنا، کوئی نئی بات نہیں ہے تو پھر تو ایک روپیہ بھی آگے بڑھانے کی کیا ضرورت ہے؟ کسی بھی پیسے کی، کسی بھی فنڈ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ پھر یہ کٹ موشنز ہمارا حق ہیں۔

جناب والا! میں ایک بات اور کہوں گی کہ یہاں پر سیلف فنانس کو ختم کیا گیا اس کو صرف اس لئے ختم کر دیا گیا کہ پچھلی حکومت کی کوئی بھی سکیم کسی کو پسند ہی نہیں کیونکہ وہ چودھری پرویز الٰہی نے شروع کی تھی۔ اس کے پیچھے ایک فضول سا برائی کا جذبہ ہے otherwise اس سے ہزاروں کے حساب سے بچے مستفید ہوئے ہیں۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتی ہوں کہ آج پرائیویٹ اداروں کو جا کر دیکھیں۔ جن بچوں کو گورنمنٹ کالجوں میں داخلے نہیں ملتے اور وہ جب وہاں ان پرائیویٹ کالجوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر ان سے منہ مانگے پیسے وصول کئے جاتے ہیں۔ ان بچوں کے والدین جو بمشکل اپنے گھر کے اخراجات چلانے سے قاصر ہیں۔ کوئی تو اپنا زیور بیچ رہا ہے اور ظلم یہ کہ وہ ڈبل ڈبل فیس ادا کر رہے ہیں۔ آپ اس پر انکوائری کر کے دیکھ لیں کہ ہر دفعہ new admission fee لے رہے ہیں۔ اگر آپ نے پہلے سال ایڈمشن فیس دی تھی تو 2nd year کے لئے دوبارہ ایڈمشن فیس لے رہے ہیں۔

جناب والا! ٹیکنیکل ایجوکیشن کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ ٹیکنیکل ایجوکیشن وہ واحد چیز ہے کہ جس سے ہم اپنے ہر بچے کو ٹرینڈ کر سکتے ہیں، اس کو روزگار کمانے کا ایک ہنر اس کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں۔ ٹیکنیکل ایجوکیشن کے لئے میں نے دیکھا ہے کہ کوئی خاطر خواہ نئی بات یا نئی چیز ہماری موجودہ حکومت کے پاس بجٹ میں نہیں تھی۔۔۔

جناب سپیکر! آپ نے ریلوے روڈ پر ٹیکنیکل کالج کے لئے ایک کمیٹی بنائی جس میں، میں بھی شامل تھی اور ہم نے وہاں پر جو کچھ دیکھا اور جو رپورٹ مرتب کی تو آج تک مجھ سے آپ نے نہیں پوچھا کہ آمنہ الفت! بتائیں وہاں پر آپ نے کیا دیکھا اور کیا ہوا؟ میں نے وہاں دیکھا کہ Toyota motors نے اپنا ایک display لگا رکھا ہے جس سے بچے ٹیکنیکل ایجوکیشن حاصل کر کے وہاں پر بہترین مکینک

بن کر نکل رہے ہیں اور بہترین روزگار حاصل کر رہے ہیں۔ وہاں پر اور بھی کمپنیاں اپنے display لگا کر لوگوں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن دے رہی ہیں۔ بہت ساری ایسی کمپنیاں ہیں جہاں ہر طرح کی الیکٹرونکس اور ہر طرح کی ہینڈی کرافٹ کی مصنوعات ہیں اور ایسے بڑے بڑے brands ہیں جن پر وہاں display provide کیا جا سکتا ہے اور وہ sponsor کر سکتے ہیں ٹیکنیکل ایجوکیشن ہمارے نوجوانوں کو سپانسر کر سکتے ہیں۔ اس میں حکومت کا بھی کوئی خرچ نہیں ہوگا۔ ہمیں سپانسر بھی ملے گا۔ ہمیں اس ملک سے بھی سپانسر ملے گا اور بیرونی دنیا سے بھی سپانسر ملے گا۔ ہمارے نوجوان جو ٹیکنیکل ایجوکیشن کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لئے ملک سے باہر جاتے ہیں تو انہیں یہ ڈگریاں یہاں ہی مل سکتی ہیں۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑے گا کہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل تھے اور ہمارے بھائی ارشد صاحب اور دوسری بہنیں بھی ٹیم میں موجود تھیں لیکن اس ٹیکنیکل انسٹی ٹیوشن کا دورہ کر کے ہم نے جو حالات دیکھے اس بارے میں نہ تو کسی نے رپورٹ دوبارہ ہم سے پوچھی اس لئے کہ کسی کے پاس فرصت ہی نہیں ہے۔ صرف پچھلے آٹھ سال کا ہی رونا رویا جاتا ہے۔ اتنے عقل مند اور دانشمند وزراء کے منہ سے جب میں یہ سنتی ہوں کہ پچھلے آٹھ سال میں یہ ہو گیا تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ ہم اس طرح کی باتوں پر یقین نہیں رکھتے اور مجھے لگتا ہے کہ مجبوراً ہم بھی اسی گڑھے میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہم صرف اسی طرح کی سیاست کرتے رہے ہیں کہ تم نے یہ کیا تھا جو کہ غلط تھا، ہم نے یہ کیا ہے تو ہم نے صحیح کیا ہے۔ ہم صحیح کو صحیح کہنے اور غلط کو غلط کہنے کا رواج کب ڈالیں گے؟ کوئی تو اس کی ابتدا کرے، مجھے بہت امید تھی کہ موجودہ لیڈر شپ اتنے بڑے عرصہ کے بعد ملک میں آئی ہے تو ایک نیا انقلاب اور change آئے گی لیکن مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ میں اپنی بات کو اسی پر ختم کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ بشریٰ صاحبہ!

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ جب میں بات کروں گی تو پھر کچھ معزز اراکین اسمبلی کو یہ اعتراض ہوگا کہ یہ جب بھی بولتی ہیں تو جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کرتی ہیں۔ یہاں پر ایجوکیشن کی تقریباً 35 سکیموں کا ذکر ہے اور ان کے آگے allocations اور revised estimates بھی دیئے گئے ہیں تو میں پھر یہی کہوں گی کہ ان 35 سکیموں میں سے بہاولپور کے لئے صرف ایک سکیم دی ہوئی ہے جو کہ انتہائی افسوسناک اور شرمناک

بات ہے۔اگر ان کی بجٹ reallocations دیکھیں تو اس میں کروڑوں روپے انسٹی ٹیوشن کے لئے، اور ٹیچرز کی ٹریننگ کے لئے نہیں رکھے گئے بلکہ وہ Programme Management & Implementation Unit کے لئے رکھے گئے ہیں جو تقریباً 57 کروڑ 65 لاکھ ہیں جو کہ صرف اور صرف بیوروکریٹس کی عیاشیوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔

ہمارے محترم وزیر اعلیٰ صاحب یعنی ہمارے خادم اعلیٰ صاحب کی مانیٹرنگ فورس اور Monitoring & Evaluation Cell کے لئے صرف اور صرف 14 کروڑ 97 لاکھ 13 ہزار روپے کی allocation ہوئی ہے۔مزید اس مد میں revised allocation کے مطابق 14 کروڑ ان کے لئے ناکافی رہے لہذا انہوں نے 17 کروڑ 2 لاکھ 67 ہزار روپے اس معزز ایوان کی منظوری کے بغیر اڑا دیئے۔اب مزید انہیں اس مد میں اس سے بھی زیادہ رقم چاہئے اور مجھے یقین ہے کہ وہ بھی ایسے ہی خورد برد ہو جائے گی اور وہ اڑ جائے گی جس کا اس معزز ایوان کو کوئی حساب کتاب نہیں دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! صادق پبلک ہائی سکول بہاولپور مخدوم زادہ حسن محمود صاحب کی کوششوں سے بنایا گیا تھا اور میں اللہ تعالیٰ کی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے مخدوم زادہ صاحب کو یہ موقع دیا اور اس کے بعد چودھری پرویز الٰہی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ انہوں نے اربوں روپے جنوبی پنجاب کی عوام کی فلاح و بہبود اور خدمت کے لئے خرچ کئے جو کہ نظر بھی آتے ہیں۔افسوسناک بات یہ ہے کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور اور گورنمنٹ کالج بہاولپور کے لئے رقم یا تو رکھی نہیں گئی یا پھر متعلقہ وزیر صاحب بتا دیں کیونکہ ہم تو ان کتابوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے ہیں۔ ہمیں بہاولپور کے لئے کچھ نظر نہیں آیا۔

یہاں پر اقلیتوں کے وزیر موصوف تشریف رکھتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انہیں بھی اس بات کا علم ہو گا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب کے دور میں Domanicon Convent School بہاولپور کے لئے ایک خطیر رقم رکھی گئی اور تقریباً 60 لاکھ روپے کی لاگت سے ایک زبردست قسم کا آڈیٹوریم بنایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس سکول کے لئے چودھری صاحب نے مہربانی فرماتے ہوئے ٹرانسپورٹ کا بھی انتظام کیا تھا۔ میں یہ point raise کرنا چاہتی ہوں کہ چوہدری صاحب نے جو خدمات اقلیتوں ، مسلمان بھائیوں اور عوام کے لئے بغیر کسی prejudice کے اس صوبے کے

لئےانجام دی تھیں لیکن موجودہ حکومت میں اتنا زیادہ تعصب پایا جاتا ہے اور وہ اتنے زیادہ revengeful ہیں کہ انہوں نے 6/7ہزار بیوروکریٹس جنہیں پچھلی حکومت نے serve کیا تھا اور اعلیٰ کارکردگی اور اپنی صلاحیت کی بنیاد پر وہ جانے پہچانے جاتے تھے، سب سے پہلے انہیں اٹھا کر باہر پھینک دیا۔ اب جو نئے بھرتی کئے ہیں وہ سارے خوشامدی اور میرٹ کے بغیر ہیں لہذا میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ آپ خدارا! revenge کی سیاست نہ کریں اور اب بہت ہو چکا ہے کہ آپ نے اب revenge بھی لے لیا ہے۔ لوگوں پر ناجائز پرچے بھی ہو رہے ہیں اور سب کچھ ہو رہا ہے تو اب یہ آٹھ سالوں کی بھڑاس ختم ہو جانی چاہئے۔

آخر میں ایک تجویز پیش کرنا چاہوں گی کہ دانش سکول سسٹم ،اصل میں یہ وہی پڑھا لکھا پنجاب ہے جس کا نام تبدیل کر کے دانش سکول سسٹم آپ نے دے دیا ہے۔ چلیں آپ نے کچھ تو سیکھا اور کچھ تو آپ نے ہم سے وراثت میں قبول کیا۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ دانش سکول سسٹم کے تحت جن سکولوں کو کمپیوٹر لیب فراہم کریں گے اس میں جنوبی پنجاب کے share کو نہ بھولئے گا۔ مہربانی فرما کر وہاں پر بھی انسان رہتے ہیں۔ وہاں کے بچوں اور ان کے مستقبل کے لئے بھی آپ کچھ کریں ورنہ پھر یہی ہو گا کہ ایک سرائیکی صوبہ جنم لے گا پھر آپ اور ہم ساری زندگی بیٹھ کر رویا کریں گے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر کرے اور فضل کرے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بہت مختصر سی بات کروں گی جس میں شاید سارا کچھ بیان ہو جائے گا۔ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ ایجوکیشن جس کا ہمارے سابقہ وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے پڑھا لکھا پنجاب کا ایک خواب دیکھا تھا لیکن پتا نہیں موجودہ خادم اعلیٰ کو اس internationally جس کو recognized کیا گیا جسے اتنی پذیرائی ملی تو خادم اعلیٰ شہباز شریف کو اس سے چڑ ہے۔ انہوں نے موجودہ بجٹ میں ایجوکیشن کا جو بجٹ دیا ہے تو اس سے یہی لگتا ہے کہ شاید وہ پڑھا لکھا پنجاب کو جاہل پنجاب کی طرف لے کر جانا چاہ رہے ہیں۔ موجودہ بجٹ یہ ثابت کر رہا ہے کہ موجودہ وزیر اعلیٰ خادم اعلیٰ شہباز شریف جو ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تجویز دیں، پتا نہیں کہاں جا رہی ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! یہ میرا حق ہے اور میں یہ comparison کرانا چاہتی ہوں اور میں یہ چاہتی ہوں۔ یہی ہماری بدقسمتی ہے کہ جب کوئی اچھا کام کرتا ہے تو بجائے ہم اس کو promote کریں اس کو جڑ سے ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ کسی کی نیک نامی نہ ہو جائے۔ یہاں ہمارے ایجوکیشن منسٹر بیٹھے ہیں ان سے میری request ہے کہ اس پروگرام کو جاری رکھا جائے۔ اس سے بہت سے لوگ، بہت سے بچے اور خاص طور پر بچیوں کو بہت فائدہ ہوا تھا۔ ہمارے بچوں میں awareness آئی تھی۔ دو سو روپے فی طالبعلم دینے سے بھی بہت فائدہ ہوا اور خاص طور پر جنوبی علاقے میں بہت فائدہ ہوا تھا۔ اگر سالانہ enrollment رجسٹریشن چیک کروائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے کتنے بہتر رزلٹ سامنے آئے تھے۔ اس کی 9 لاکھ روپے سالانہ enrollment ہوئی تھی اس میں کوئی فراڈ نہیں ہے، اس کا ریکارڈ موجود ہے، یہ چیک کروالیں۔ میں اسی حوالے سے کہوں گی کہ دانش سکول، کوئی شک نہیں کہ انہوں نے صرف نام تبدیل کیا ہے میری ان سے گزارش ہے کہ نئی چیز شروع کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا kindly جو سکول already exist کر رہے ہیں انہی میں بہتری لائی جائے۔ اگر آپ کو "پڑھے لکھے پنجاب" سے کوئی problem ہے تو اس کو تبدیل کر دیں لیکن دانش سکول سے آپ ایک نئے سسٹم کو introduce کرائیں گے، آپ کو اگلے پانچ سال introduce کرانے میں لگ جائیں گے اور بچوں کو پڑھانے کا اصل مقصد جو پچھلی حکومت نے کوشش کی تھی اس کو فوت کر دیا جائے گا۔ مہربانی کر کے جو already سکول exist کر رہے ہیں انہی پر ہی زور دیا جائے۔ جو missing facilities ہیں، جس طرح میری بہنوں اور بھائیوں نے کہا کہ بہت ساری missing facilities ہیں۔ بہت سے ایسے سکول ہیں جہاں پر دیواریں نہیں ہیں فرنیچر نہیں ہیں۔ سابقہ حکومت نے missing facilities کا سلسلہ شروع کیا تھا جو کہ بڑا successful رہا تھا مہربانی کر کے اس کو جاری رکھا جائے۔ میری ایک اور گزارش ہے کہ N.C.C پروگرام ختم کر دیا گیا ہے خاص طور پر چکوال کی طرف کے علاقے ہیں اور چوآ سیدن شاہ کی مثال ہے اس کو بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ہمارے نوجوانوں سے ہماری فوج کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب شاہد محمود خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! جب اذان ہوتی ہے تو سارے اذان سنتے ہیں اور خاموش بھی رہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر نماز کے لئے بھی پندرہ منٹ یا بیس منٹ کا وقفہ ضرور رکھیں، یہ قومی اسمبلی میں بھی ہے۔

جناب سپیکر: ویسے آپ کو روکتا کوئی نہیں ہے۔ اب نماز کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹے تک کے لئے کارروائی ملتوی کر دی گئی)

(نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2 بج کر 54 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ! قائد حزب اختلاف سے میں گزارش کروں گا کہ ٹائم کا خیال رکھیے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): کتنے بجے تک ہاؤس کو چلائیں گے؟

جناب سپیکر: آپ بتائیں ٹائم تو تین بجے ختم ہو جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میری آپ سے گزارش ہو گی کہ ٹائم تھوڑا سا extend کر دیں۔ ہم اس پر تھوڑی دیر ہی بات کر لیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں پھر ان کے بعد آپ ہی floor لے لیں۔ محترمہ خدیجہ عمر!

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں مختصراً دو چیزیں آپ کی وساطت سے convey کرنا چاہتی ہوں۔ ہمارے سکولوں میں جو قاری حضرات ہیں ان کی تنخواہ ٹوٹل پانچ سو روپے ہے جو کہ نہایت ہی ناکافی ہے۔ جو لوگ دین کی تعلیم دیتے ہیں نہایت افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کو پانچ سو روپے ماہانہ مل رہا ہے۔ میری ان سے گزارش ہے کہ ان کی کم از کم تنخواہ پی ٹی سی ٹیچر کے سکیل کے برابر ضرور ہونی چاہئے کیونکہ ہم نے جب یہ ملک حاصل کیا تھا تو مذہب اسلام پر لیا تھا کہ ہمیں ایک اسلامی مملکت چاہئے اور ہمیں دینی تعلیم دینے والے جو قاری حضرات ہیں ان کو کم تنخواہ مل رہی ہے۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ پنجاب اور وفاق مل کر ایک قرآن یونیورسٹی قائم کریں۔ یہ یونیورسٹی اتنی جدید ہو کہ قرآن کے تمام موضوع پر سائنسی تحقیق ہو۔ نیز قرآن کی تفسیر اور تجوید کو ملا کر یونیورسٹی کی صورت میں ایک اعلیٰ نمونہ کا ادارہ معرض وجود میں لایا جائے۔ اس وقت ہمیں بہت سخت ضرورت ہے کیونکہ ہمارے مذہب کو بہت غلط طریقے سے convey کیا جا رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کی correction کر لیں کہ مذہب نہیں، ہمارا دین ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: شکریہ۔ جناب سپیکر۔ ہمارے دین کو بہت غلط طریقے سے exploit کیا جا رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایسی یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں ریسرچ بھی ہو سکے اور ہمیں پتا چل سکے کہ ہم جتنے یہاں پر قانون بناتے ہیں اور اس کے علاوہ جو بھی چیزیں ہم روزمرہ کی زندگی میں کرتے ہیں۔ میرے خیال میں اس سلسلے میں قرآن ہمارے پاس بہترین نمونہ ہے۔ اس کی guidance میں اگر ہم کام کریں گے تو ہم لوگ problems میں نہیں پڑیں گے اور ہمارے مسائل کا حل بھی ہو جائے گا۔ میری آخر میں گزارش ہو گی کہ سابقہ حکومت ہو یا کوئی اور جو بھی اچھا پروگرام لائے اچھے کام کرے اس کو صرف اس وجہ سے نہ ختم کر دیا جائے کہ اس سے کسی کی نیک نامی ہو گی۔ اس کو ہمیں continue کرنا چاہئے، بلکہ اگر وہ ان کے پروگراموں کو continue کریں گے تو میرے خیال میں اللہ کی نظر میں بھی ان کا بڑا پن ہو گا۔ عوام اور اپوزیشن بھی ان کو appreciate کرے گی۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خاں): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس مد میں ہمارے ساتھیوں نے جو کٹوتی کی تحریک پیش کی ہے اس میں آپ نے ہمارا point of view سنا اور جناب منسٹر صاحب بھی یہاں پر تشریف فرما ہیں۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ یہ بہت ہی اہم مد ہے جس میں اتنی huge amount expend ہوتی ہے تو یہ target oriented ہونی چاہئے جس سے اس صوبے کے عوام کے بچوں کے لئے تعلیم ہو سکے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اس میں uniformity of syllabus ہونا چاہئے یعنی syllabus ایک ہو جس سے سب کے لئے competition کے مواقع ایک جیسے ہو سکیں۔

منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں میں آپ کے توسط سے ان کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ disparity ہے، O level, A level،جب غریب گھروں کے پڑھے ہوئے بچے آگے آتے ہیں تو انہیں یہی complex رہتا ہے کہ انہوں نے جن سے compete کرنا ہوتا ہے کہ وہ اس advantage میں ہوتے ہیں کہ تعلیم کے وقت گورنمنٹ نے انہیں monitor نہیں کیا ہوتا اور ایک privilege class کو ان کے سامنے لے کر آتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ یہاں پر agriculture universities and agriculture colleges ہیں اسی طرح جن کسانوں کے بچے وہاں پر تعلیم حاصل کر کے وہیں رہ جاتے ہیں انہیں اچھی زرعی تعلیم دینے کے لئے زرعی سکول بھی کھولے جائیں جو کم از کم تحصیل level پر ہونے چاہئیں اگر یہ گورنمنٹ اس کا initiative لے لے اور اس چیز کو لے آئیں گے تو تاریخ میں ان کا ایک نام رہے گا کہ انہوں نے زرعی سکولوں کا اجراء کیا کیونکہ 75 فیصد لوگوں کا bread and butter اسی طرف سے آنا ہوتا ہے وہ شہروں میں نوکریاں کرنے پر اس لئے مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہاں پر انہیں کوئی skill available نہیں ہوتی جیسے کہ ریشم کے کیڑے پالنے اور live stock میں زیادہ کام کرنے کی کوئی skill نہیں ہوتی۔ اگر آپ وہاں پر agriculture school لے آئیں تو اس مد میں جو اتنی huge amount لی گئی ہے تو اس کی کوئی ایسی صورت بن جائے گی کہ کا استعمال صحیح ہو سکے گا۔

جناب سپیکر: اجلاس کا ٹائم 15 منٹ بڑھا دیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے استدعا کروں گا کہ آپ نے سرکاری کھانے کے لئے آدھا گھنٹہ دیا تو وہ ٹائم ہمارے ٹائم سے نہ کاٹا جائے اس کو زیادہ بڑھا دیا جائے تاکہ ہم ایک دو کٹوتی کی تحریکوں پر اپنی معروضات پیش کر سکیں۔ اس میں، میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی کے چارٹر میں وی سی اور ڈین کا ذکر تو کیا گیا ہے لیکن ٹیچرز کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر نہیں کیا گیا اسی وجہ سے وہاں پر heart burning ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے privileges ہی نہیں ہیں، کوئی ہمارا ذکر ہی نہیں ہے۔ ہم نے پچھلی گورنمنٹ میں 89 کے قریب amendments کی تھیں جن میں ایسی چھوٹی چھوٹی

amendments تھیں جس میں یونیورسٹی چارٹر کی amendment ہوسکتی ہے اس میں ٹیچرز کا ذکر ضرور ہونا چاہئے۔

جناب والا! واہ یونیورسٹی کے بچوں نے پچھلے دنوں یہاں پر احتجاج کیا ہوا تھا، مال روڈ کو بلاک بھی کیا۔ چار ہزار کے قریب وہاں پر بچے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارا چارٹر آیا ہوا ہے جو اسمبلی کے اندر present نہیں ہو رہا اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں علم ہے کہ جب چارٹر پیش ہو گا تو وہ چارٹر ہمیں مل جائے گا لیکن اس میں دیر نہ کی جائے، آپ کے پاس جو چارٹر آتا ہے اس کو پاس کیا جائے۔ میرا کہنے کا صرف مطلب یہ ہے کہ تعلیم کے اس زیور کو پہناوے کی صورت دینے کے لئے یہ اپنی بہترین qualities and capabilities استعمال نہیں کر رہے اس لئے ہماری اس تحریک کو منظور کیا جائے اور اس ڈیمانڈ کو reject کیا جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! oppose. اور میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ محترم اپوزیشن لیڈر چودھری ظہیر الدین، محترمہ آمنہ الفت، محترمہ عائشہ جاوید، سیدہ بشریٰ گردیزی اور محترمہ خدیجہ عمر نے یہاں پر آج جو cut motion پیش کی اس میں میرا خیال تھا کہ یہ ہمیں اس پر کوئی ایسی تجاویز دیں گے کہ جس سے ہم اپوزیشن سے کوئی رہنمائی حاصل کر سکیں گے مگر انہوں نے تجاویز دینے کی بجائے تنقید برائے تنقید کا رویہ اختیار کیا۔ پرویز الٰہی صاحب کی تعریفیں زیادہ تھیں اور حکومت پنجاب کے اوپر تنقید کرتے رہے تو میں ان سے یہی کہوں گا کہ خدارا! آئندہ سے اگر cut motion پیش کریں تو بجٹ کو تھوڑا سا دیکھ لیا کریں اور اس طرح کی تجاویز پیش کریں جو پنجاب کے 9 کروڑ عوام کی فلاح و بہبود کے لئے ہوں۔ ہمارے لئے education sector انتہائی اہم sector ہے اور میں یہاں پر ان کو یہ بات بتانا چاہوں گا کہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جب پچھلے سال جون میں بطور وزیر اعلیٰ پنجاب اسی ہاؤس کے درمیان میں بحیثیت چیف منسٹر پنجاب oath لیا تو انہوں نے اس وقت یہ کہا کہ پچھلے آٹھ سالوں میں جب یہ لوگ ان treasury benches پر بیٹھتے تھے اور ہم لوگ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھتے تھے تو ان کا آمر جابر ڈکٹیٹر اس ملک میں ایمرجنسیاں نافذ کرتا تھا۔ (شیم، شیم)

پاکستان کے 16 کروڑ عوام کے حقوق کے اوپر ایمر جنسیاں نافذ کی جاتی رہیں تو ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے کہا کہ میں بھی آج پنجاب میں ایک ایمر جنسی لاگو کرتا ہوں اور وہ education sector ہے اور ہم نے اس میں ایمر جنسی لاگو کی۔(نعرہ ہائے تحسین)

الحمد للہ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کی dynamic leadership کے درمیان میں پچھلے ایک سال میں education sector میں وہ کچھ achieve کیا ہے جو یہ پچھلے پانچ سالوں میں نہیں کر سکے۔ یہ یہاں پر جو تجاویز دیتے رہے ہیں یہ وہی رونا روتے رہے ہیں جو ان سے پانچ سالوں میں خود کچھ نہیں ہو سکا اور آج یہ وہی چیزیں ہمارے اوپر تھوپ رہے ہیں۔

جناب والا! میں سب سے پہلے ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ یہاں پر میری فاضل رکن نے فرمایا کہ ہم نے ایجوکیشن کے بجٹ میں cut 18% کیا ہے تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایجوکیشن کے بجٹ میں cut 18% نہیں کیا، یہ دوبارہ سے budget book دوبارہ سے study کریں، ہم نے school education کے اوپر emphasize کیا ہے اگر یہ چاہیں تو میں انہیں بتانا چاہوں گا کہ 09-2008 کے درمیان ہم نے school education کے لئے 16.45 بلین development کی مد میں رکھا تھا اور non development کی مد میں ہم نے 14.435 بلین رکھا تھا مگر ہم نے اس وقت development کی مد میں دانش سکول اور Centre of Excellences کو شامل کیا تھا۔ یہ ذرا غور سے سنئے گا کہ اس سال 10-2009 میں ہم نے 13.6 بلین روپے ADP میں رکھے ہیں اور non-development کی مد میں 12.442 بلین رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم نے دانش سکول اور Centre of Excellence کے لئے 3 بلین کی ایک اتھارٹی بنا دی ہے اگر اسے ٹوٹل کیا جائے تو اس سال ہمارا total development of Education کا بجٹ پچھلے سال کے 16.45 بلین کے مقابلے میں اس سال 16.60 ملین روپے ہے۔ اس سال انشاء اللہ تعالیٰ 44 دانش سکول اور 144 Excellence Schools پر کام شروع کر دیا جائے گا اور وہ جلد از جلد قائم ہو جائیں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے علاوہ ہائر ایجوکیشن میں 09-2008 کے بجٹ میں غیر ترقیاتی بجٹ 8.314 بلین روپے تھا۔ میں غیر ترقیاتی بجٹ کی تھوڑی سی وضاحت کروں گا کہ اس میں تنخواہیں اور دیگر اخراجات شامل ہوتے

ہیں۔ محکمہ ایجوکیشن پنجاب کا سب سے بڑا محکمہ ہے۔اس کی کل تعداد ساڑھے 6لاکھ لوگوں پر مشتمل ہے۔ ہمارا ترقیاتی بجٹ 9.1 بلین روپے تھا۔اس مد میں ہمارا جو پچھلے سال بجٹ تھا وہ پوری طرح استعمال نہیں ہو سکا اس لئے ہم نے اس کو تھوڑا سا کم کیا ہے اور جو غیر ترقیاتی بجٹ تھا اس کو 8.8 بلین روپے کیا ہے اور ترقیاتی بجٹ 6.125 بلین روپے اس سال رکھا ہے۔ میں اس میں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم نے یونیورسٹی کے لئے 50 ملین روپے کے فنڈز رکھے تھے وہ lapse ہو رہے تھے۔ ہم نے دوبارہ یونیورسٹیوں کو کہا ہے کہ 30۔ جون تک ان فنڈز کو استعمال کر لیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں بتانا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب نے 14۔اگست 2008 کو پنجاب میں Universal Primary Enrolment کے نام سے Primary Enrolment شروع کی۔ ہم نے target کیا کہ پانچ سال سے نو سال تک کے بچوں کو سکولوں میں لے کر آنا ہے۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ ہر بچے کو تعلیم مہیا کی جائے اور تعلیم کے زیور سے آراستہ اور پیراستہ کیا جائے۔ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب میں 14۔ اگست کو Universal Primary Enrollment سکیم کا اجراء کیا۔ الحمدللہ اس وقت پنجاب میں 12 ملین بچے سکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ان میں سے 8.5 ملین بچے پرائمری سطح پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہم نے 14 اگست سے اب تک 10 لاکھ بچوں کی enrolment کی ہے جو کہ پنجاب کی بلکہ پاکستان کی تاریخ میں ایک ریکارڈ ہے۔ آج تک کسی حکومت نے اتنے کم عرصے میں اتنے بچوں کو پرائمری کی سطح پر enroll نہیں کیا۔ ہمارا یہ target ہے کہ ہم نے 2011 تک پنجاب میں ہر بچے کو پرائمری کی سطح پر enroll کرنا ہے۔یہاں معزز رکن یہ فرما رہی تھیں کہ مفت کتابیں میسر نہیں تو میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم نے بجٹ میں اس مد میں 2۔ارب روپیہ رکھا ہے، جس سے پرائمری سے لے کر میٹرک تک بچوں کو مفت کتابیں فراہم کی جائیں گی۔اس کا فیصلہ آئندہ چند دنوں میں فیصلہ ہو جائے گا۔ حکومت پنجاب یہ چاہ رہی ہے کہ پرائمری کی سطح تک ہم سٹیشنری بھی بچوں کو پہلی دفعہ مفت فراہم کریں جو آج تک پہلے کبھی فراہم نہیں کی گئی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ تعلیمی سال میں تبدیلی آنے کے باوجود ہم نے 75 ملین روپے کی معیاری کتابیں بچوں کو بروقت چھپوا کر ان تک پہنچائیں جو ان کو مفت دی گئیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت 10 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ جنوبی پنجاب کے پندرہ اضلاع جن میں شرح خواندگی کم ہے وہاں پر بچیوں کو وظائف کے طور پر ایک بلین روپے اس سال کے بجٹ میں رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ massive awareness campaign کے ذریعے ہم زیادہ سے زیادہ سکولوں میں enrolment بہتر بنا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ اس سال missing facilities پر کام نہیں ہوا۔ پچھلے پانچ سال تک ان کی حکومت رہی اور جس طرح ان کو اس پر کام کرنا چاہئے تھا اس طرح کام نہیں کیا گیا۔ میں یہاں پر یہ بتانا چاہوں گا کہ ہم نے دو ہزار سکولوں میں اس سال missing facilities کے لئے 4 بلین روپے بجٹ میں رکھے ہیں۔ ان missing facilities میں بجلی، پانی، چار دیواری، ٹائلٹس اور کلاس رومز کی مرمت شامل ہے۔ اس سال پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ چالیس ہزار ایجوکیٹرز جو کہ purely on merit بھرتی کئے جا رہے ہیں جن کی بھرتی چند دنوں میں مکمل ہو جائے گی۔ ان کی بھرتی کے بعد ان کو ایک ماہ کی ٹریننگ دی جائے گی اور چھٹیوں کے بعد وہ اساتذہ سکولوں میں اپنے فرائض سرانجام دیں گے۔ یہاں پر یہ بھی کہا گیا ہے کہ چار ہزار دو سو چھیاسی سکولوں میں کمپیوٹر labs ابھی تک شروع نہیں ہوئیں۔ میں ان کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اگلے چھ ماہ میں وہ labs شروع ہو جائیں گی اور ہر labs کے لئے ایک BCS ٹیچر کو بھرتی کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر موجود اساتذہ کو بھی ٹریننگ دی جا رہی ہے تاکہ وہ بچوں کو کمپیوٹر کی ٹریننگ صحیح طریقے سے دے سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی کہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ایک بہت بڑا کام کیا ہے کہ جو پچھلی حکومتیں آٹھ سالوں میں نہیں کر سکیں۔ وہ اساتذہ کا دیرینہ مطالبہ تھا کہ اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ہمدردانہ غور کرتے ہوئے پچھلے ہفتے انھوں نے پرائمری سکول کے اساتذہ کا سکیل 7 سے بڑھا کر 9 کر دیا ہے اور ایلیمنٹری اساتذہ کا سکیل 9 سے 14 کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میں ان کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پچھلے 5 سال میں یہ جو کام نہیں کر سکے ہم نے اس ایک سال میں ایک لاکھ سے زیادہ اساتذہ کو اگلے سکیل میں ترقی دی ہے جو کہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے یہاں یہ کہا کہ ٹیچر ٹریننگ نہیں ہوتی۔ میں ان کو بتانا چاہوں گا کہ ہماری حکومت quality of education کے لئے ٹیچرز ٹریننگ پر بہت زیادہ concentrate کر رہی ہے۔ اس سال ایک لاکھ اساتذہ کو ٹریننگ دی جا رہی ہے جس کے لئے ہم نے 1.5 بلین روپے بجٹ میں رکھے ہیں۔ اس طرح ڈیڑھ ارب روپے سے اساتذہ کی ٹریننگ ہو گی، اس کے علاوہ اساتذہ کو کارکردگی کی بنیاد پر incentives دیئے جائیں گے۔ یہ پہلی دفعہ ہماری حکومت نے شروع کیا ہے کہ ایک ارب روپیہ اساتذہ کو کارکردگی کی بنیاد پر انعامات کی صورت میں دیا جائے گا۔ اس سال بجٹ میں capacity building اور education managers کی ٹریننگ کے لئے 480 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ Punjab Examination Commission کے تحت 2.2 ملین پرائمری اور مڈل کے بائیس لاکھ بچوں اور بچیوں سے standardize امتحان لیا گیا جو پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا۔ ہم نے دو ہزار سے زائد سکولوں کو اس سال انگلش میڈیم میں convert کیا ہے جہاں پر بچوں کو انگریزی میں تعلیم دی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! EDOs, DOs, Deputy DOs اور ان کے مساوی افسران جو 18/19 سکیل کے ہیں ان کو پہلی دفعہ پنجاب کی تاریخ میں گورنمنٹ کالج یونیورسٹی سے advance management course کروایا جا رہا ہے۔ آج کل بھی ہمارے اساتذہ 11 ہفتے پر مشتمل کورس میں شامل ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ جب وہ یہ کورس مکمل کر لیں گے تو بہتر طریقے سے اپنے محکموں کی اور سکولوں کی نگرانی کر سکیں گے اور نظم و نسق کو چلا سکیں گے۔

جناب والا! اکاون ہزار سکول کونسلز capacity buildings کے لئے سکولوں میں بنا دی گئی ہیں جن کے لئے 4.2 بلین روپے اس سال مختص کر دیئے گئے ہیں۔ ہم نے سکول کونسلز میں بچوں کے والدین اور معززین علاقہ کو شامل کیا ہے تاکہ سکولوں کی بہتر طور پر مانیٹرنگ اور valuation ہو سکے اس لئے ہم نے اس سال capacity building اور اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے 4.2 billion روپے رکھے ہیں۔ اس کے علاوہ سکول کونسلز کی گرانٹ جس میں پرائمری سکول کو 20 ہزار اور مڈل/ایلیمنٹری سکول کو 50 ہزار روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں اس لئے بجٹ میں اس مد میں بھی ڈیڑھ ارب روپیہ رکھا گیا ہے اور school heads کے اختیارات میں بھی اضافہ کیا گیا ہے تاکہ سکولوں کی

کارکردگی بہتر ہو سکے۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے تحت جو پرائیویٹ سیکٹر میں low fee schools ہیں ان کے لئے ہم نے چار ارب روپیہ مختص کیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ تو already پڑھ چکے ہیں اس کے علاوہ بھی کوئی بات کر لیں۔ ایک ہی بات کو بار بار دہرائے جا رہے ہیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): آپ نے پہلے پرویزالٰہی نامہ پڑھ لیا تھا اب ہمیں پنجاب کے عوام کی بات کرنے دیجئے جو کچھ ہم کر رہے ہیں۔ (شیم شیم)

جناب سپیکر: تمام اراکین تشریف رکھیں۔ آپ کی cut motions کا وہ جواب دے رہے ہیں وہ سن لیں اس کے بعد آپ کو floor دیتے ہیں۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہاں پر سب سے زیادہ بات جنوبی پنجاب کے حوالے سے کی گئی تو ہم نے پرائیویٹ سیکٹر میں 80 فیصد rural areas کے سکول لئے ہیں جن کے لئے چار ارب روپے رکھے گئے ہیں لہذا یہ بجٹ پڑھ کر بات کیا کریں۔ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے ایک لاکھ پرائیویٹ سیکٹر کے اساتذہ کو اس سال ٹریننگ دی جائے گی۔ میں یہاں پر یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ ورلڈ بنک کی طرف سے پنجاب کی تعلیمی ترقی کو دیکھتے ہوئے پچھلی حکومت کو جو 100 ملین ڈالر سالانہ دیئے جاتے تھے لیکن گڈ گورننس نہ ہونے اور اس کو اچھے طریقے سے نہ چلانے کی وجہ سے ورلڈ بنک نے 2007 میں 100 ملین ڈالر کے فنڈ کو بند کر دیا تھا۔ اب انہوں نے ہماری حکومت کی بہترین کارکردگی کو دیکھتے ہوئے دوبارہ سے اس کو بحال کیا ہے اور 350 ملین ڈالر ہمارے اگلے تین سال کے لئے مختص کئے ہیں۔ اسی طرح DFID کے تحت 120 ملین ڈالر تعلیم کے لئے اس سال مہیا کئے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب میں اس وقت تقریباً 63 ہزار سے زیادہ سکول ہیں اور پنجاب حکومت دن رات ان سکولوں کی حالت زار کو بہتر کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ پنجاب میں اس وقت کالجوں کی تعداد 430 ہے اور ہم نے سال 08-2007 میں 50 نئے کالج شروع کئے تھے جن پر اس وقت کام ہو رہا ہے۔ 10-2009 کے لئے 60 نئے کالج بجٹ کے اندر رکھے گئے ہیں جس کے لئے 2۔ارب روپیہ مختص

کیا گیا ہے۔ جو جاری سکیمیں ہیں ان کے لئے 4۔ارب روپیہ مختص کیا گیا تھا۔ کالجوں میں missing facilities کے لئے 124 نئی سکیمیں اس وقت جاری و ساری ہیں۔ 367 کالجوں میں اس وقت accelerated programme کے تحت basic facilities فراہم کی جا رہی ہیں جس میں بسیں، ملٹی میڈیا، جنریٹرز اور کمپیوٹرز وغیرہ شامل ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ رولز کے مطابق دیکھ کر نہیں پڑھ سکتے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وہ آپ کی باتوں کا ہی جواب دے رہے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! مجھے تھوڑا بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں! ہاؤس کا وقت پانچ منٹ اور بڑھایا جاتا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سارے ہاؤس کو بجٹ پر مطالعہ کرنے کے لئے دو دن دیئے گئے تھے۔ مطالعہ کے لئے صرف ہمیں نہیں بلکہ ان کو بھی دو دن دیئے گئے تھے۔ دو دن میں اگر انہوں نے نہیں پڑھا تو اب یہ پڑھ کر ہمیں بتا رہے ہیں اس لئے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں زیر تعلیم نہیں وزیر تعلیم چاہئے، کم از کم اس سارے خرچے کے اندر ایک وزیر تعلیم ہی دے دیں۔ ہم نے سب کچھ پڑھا ہوا ہے اور ہم نے جو چند تجاویز دی ہیں ان کے بارے میں ارشاد فرمائیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ ہی کی بات کا جواب دے رہے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف میرے انتہائی محترم بھائی ہیں۔ جب یہ خود بات کر رہے تھے تو figures نہیں بلکہ سارا کچھ ہی پڑھ کر بتا رہے تھے تو اُس وقت ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میں کوئی کمپیوٹر تو نہیں ہوں کہ تمام figures ان کو زبانی بتا سکوں۔ میں یہ بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس مد میں ہم نے ایک ارب 60 کروڑ روپیہ رکھا ہے۔

جناب سپیکر: صرف بات کرنے کی ہمت نہیں ہونی چاہئے، سننے کی بھی ہونی چاہئے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ایک بڑا دیرینہ مطالبہ H.T.A کالج لیکچراروں کا تھا ان کی تنخواہوں میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے پچھلے ہفتے آٹھ سے دس ہزار روپے اضافہ کیا ہے جو ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ ہم نے کنٹریکٹ لیکچرار جن کو کنٹریکٹ پر کام کرتے ہوئے پانچ سال ہو گئے تھے اور جن کو یہ لوگ permanent نہیں کر سکے ان کو ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے permanent کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شاباش۔ بہت اچھا۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں آخر میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب میں Education Welfare Endowment Fund شروع کیا ہے جو پاکستان کی تاریخ میں ایک تاریخ ساز کام ہے، اس کے تحت پانچ ہزار طلباء کو ابھی وظائف دیئے گئے ہیں، جو talented students تھے ان کو کسی لائن میں نہیں لگنا پڑا بلکہ ان کو ان کے کالجوں میں ہی مہیا کئے گئے ہیں۔ اب اس بجٹ میں مزید 2-ارب روپیہ Punjab Education Welfare Endowment Fund میں آیا ہے جس سے اب 4-ارب روپے ہو گئے ہیں اور اکتوبر تک پنجاب میں ہم مزید پانچ ہزار talented students کو یہ وظائف فراہم کریں گے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے پنجاب کے اندر تحریری اور تقریری مقابلہ جات کروائے، بچوں کی حوصلہ افزائی کی اور ان میں 17 کروڑ روپے کے انعامات تقسیم کئے، یہ بھی پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ میں اس کے ساتھ ہی اپنی بات کو wind up کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہم نے ایک سال میں وہ کچھ achieve کیا ہے جو پچھلے پانچ سال میں یہ نہیں کر سکے اس لئے انہیں ان حقائق کو تسلیم کرنا چاہئے۔ شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! figures یا تو وزیر موصوف نے misquote کئے ہیں یا پھر بجٹ میں misquote ہوئے ہوئے ہیں۔ یہاں پر لکھا ہے کہ دوران سروس اساتذہ کی ٹریننگ کے لئے

پچھلے سال کے بجٹ میں 1192 ملین روپے مختص کئے گئے تھے جن میں سے 692 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔اب اس سال انہوں نے 1324 ملین روپے اس کے لئے رکھے ہیں۔جب انہوں نے پچھلے سال کے 1192 ملین میں سے 692 خرچ کئے تھے تو اس وقت کیا یہ اساتذہ کو trained نہیں کر رہے تھے اور اب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹیچرز ٹریننگ کے لئے زیادہ پیسے رکھ دیئے ہیں؟ جتنے بھی کالج جن کے لئے گرانٹ رکھی گئی ہے یہ تمام لاہور کے کالج ہیں۔ ہمارا رونا تو پھر وہیں کا وہیں ہے کہ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن لاہور، سکول آف مینجمنٹ سائنسز، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی لاہور، یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور، گورنمنٹ سنٹرل ماڈل سکول لاہور، کوئین میری کالج لاہور، کنیئرڈ کالج فار ویمن لاہور، گورنمنٹ فاطمہ جناح کالج فار ویمن چونا منڈی لاہور، کالج آف کمیونٹی میڈیسن لاہور کالج آف کمیونٹی میڈیسن لاہور، ڈی مونسیٹوری کالج آف ڈینٹسٹی لاہور، سکول آف الائیڈ ہیلتھ سائنسز لاہور، یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور، سکول آف نرسنگ میو ہسپتال لاہور، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور، میو ہسپتال لاہور، لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور، لیڈی ایچیسن ہسپتال لاہور۔

جناب والا! یہ کیا ہے، یہ کہتے ہیں کہ ہم نے رکھ دیا ہے۔ ہمارا چوآ سیدن شاہ کا کیڈٹ کالج تو دانش صاحب کے حوالے کر دیا ہے۔ خدارا! ہمارے علاقے میں کیڈٹ کالج کی ضرورت ہے اس کو بننے دیں، دانش سکول بھی بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن/تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں معزز رکن کو باقی figures بھی بتانا چاہوں گا کہ ہم نے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کو 303.175 ملین روپے سات سکیموں کے لئے 09-2008 میں دیا۔اس کے علاوہ گورنمنٹ ایس ای کالج بہاولپور کے لئے 8.87 ملین روپے رکھا گیا۔ گورنمنٹ سیٹلائٹ ٹاؤن کالج بہاولپور کے لئے 56 ملین روپے، گورنمنٹ کالج برائے خواتین نواب صاحب کے لئے 2.55 ملین روپے ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ کہتا ہوں کہ جو اچھا کام کرے اس کو شاباش دینی چاہئے۔ ہاؤس کا وقت پانچ منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! پنجاب میں صرف بہاولپور اور لاہور ہی ہیں۔ یہ باقی شہروں کا مجھے بتا دیں کہ کتنا بجٹ رکھا ہے؟

جناب سپیکر: یہ بجٹ پنجاب کے لئے ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ مجھے سوال put کرنے دیں۔

اب سوال یہ ہے کہ

"21۔ارب، 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21015 تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

ایک رقم جو 21۔ارب، 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموع فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب اجلاس کل بروز جمعرات مورخہ 25۔جون 2009 بوقت صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2009

(جمعرات25،جمعتہ المبارک26،ہفتہ27،سوموار29،منگل30۔جون اور بدھ یکم جولائی 2009)

(یوم الخمیس یکم،یوم الجمع 2،یوم السبت 3،یوم الاثنین 5،یوم الثلاثہ 6،یوم الاربعاء 7۔رجب 1430ھ)

پندرھویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13 (حصہ دوم) : شمارہ جات 8تا13

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

تیرہواں اجلاس

جمعرات، 25۔جون2009

جلد 13 : شمارہ 8

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا ----------	753
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ----------	761
3۔	نعت رسول مقبولﷺ ----------	762
	پوائنٹ آف آرڈر	
4۔	صدر تھانہ جڑانوالہ میں جھوٹے مقدمہ میں گرفتار شخص کی پولیس کے ہاتھوں ہلاکت ----------	763
5۔	علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر یاور سعید کو ترقی دے کر لیور ٹرانس پلانٹیشن یونٹ کا سربراہ بنانے کا مطالبہ ----------	766

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
6۔	ایس ایچ او شاہدرہ لاہور کا بھاری نفری کے ہمراہ معزز رکن کے گھر پر بلاجواز ریڈ ----------	768
7۔	ڈی پی او شیخوپورہ کا معزز پارلیمنٹیرین کے خلاف نازیباالفاظ کا استعمال ----------	770
	تحاریک التوائے کار	
8۔	منڈی احمد آباد (اوکاڑہ) میں سب انسپکٹر کا گھر میں بلااجازت داخل ہو کر اہل خانہ کو تشدد کا نشانہ بنانا ----------	774
9۔	مغلپورہ اور باغبانپورہ لاہور (واساسب ڈویژن) میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے مسائل سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا ----------	776
10۔	سابق معزز رکن اسمبلی و ضلعی صدر مسلم لیگ (ن) وہاڑی ڈاکٹر نذیر احمد مٹھوڈوگر کے قتل کے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ ----------	777
11۔	اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے طلباء کے پُرامن احتجاج پر لاٹھی چارج ----------	779
12۔	پراپرٹی ٹیکس کے عملہ اور افسران کی ملی بھگت سے پراپرٹی	

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	کی غلط تشخیص سے مالکان کو مالی پریشانی کا سامنا	------------	781
13-	محکمہ خزانہ کا فنڈز کے اجراء پر اپنی غلطی کی درستی نہ کرنے سے سکولوں کی اپ گریڈیشن نہ ہونے کی وجہ سے مقامی طلباء وطالبات کو داخلہ میں پریشانی کا سامنا	------------	784
	پوائنٹ آف آرڈر		
14-	صدر مملکت کی زیر صدارت ارسا کی میٹنگ میں پنجاب کے نہری پانی میں کمی کا فیصلہ	------------	787
	سرکاری کارروائی		
	عام بحث		
15-	سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری (۔۔۔جاری)	------------	799

جمعتہ المبارک، 26-جون 2009

جلد 13 : شمارہ 9

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
16-	ایجنڈا	------------	869
17-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	871
18-	نعت رسول مقبولﷺ	------------	872
	پوائنٹ آف آرڈر		
19-	سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد (مرحوم) اور رہنما پیپلز پارٹی جناب ظاہر حسن ڈار کی اہلیہ کے لئے دعائے مغفرت	------------	873
20-	کورم کی نشاندہی	------------	874
	تحاریک استحقاق		

21۔	منڈی احمد آباد (اوکاڑہ) میں سب انسپکٹر کا گھر میں بلا اجازت داخل ہو کر اہل خانہ کو تشدد کا نشانہ بنانا (۔۔۔جاری) ------------	875
22۔	ڈی پی او شیخوپورہ کا معزز پارلیمنٹیرین کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال (۔۔۔جاری) ------------	877
	پوائنٹ آف آرڈر	
23۔	صدر مملکت کی زیر صدارت ارسا کی میٹنگ میں پنجاب کے نہری پانی میں کمی کا فیصلہ (۔۔۔جاری) ------------	889
	رپورٹیں (توسیع)	
24۔	مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	900
25۔	نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	901
نمبر شمار	**مندرجات**	**صفحہ نمبر**
26۔	مجلس استحقاقات کی رپورٹیں بابت سال 09-2008 ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	902
27۔	مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پرائیویٹ منی لینڈنگ مصدرہ 2007 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	902
	قراردادیں	
28۔	ڈاکٹر مسرت حسن ایم پی اے W-345 کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کی بجائے لائبریری اور محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے W-336 کو لائبریری کمیٹی کی بجائے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کا رکن قرار دینا ------------	903
29۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	904

30۔ سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد (مرحوم) کو خراج تحسین پیش کیا جانا ------------ 905

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو ایوان میں پیش کئے گئے)

31۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2009 ------------ 907

32۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 10-2009 ------------ 909

33۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009 ------------ 909

34۔ آرڈیننس (ترمیم) رجسٹریشن سوسائٹیز مجریہ 2009 ------------ 910

35۔ مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ 2009 ------------ 910

رپورٹ (جو ایوان میں پیش ہوئی)

36۔ پنجاب کے میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹیں برائے سال 08-2007 ------------ 911

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

ہفتہ، 27۔جون 2009

جلد 13 : شمارہ 10

37۔ ایجنڈا ------------ 913

38۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 915

39۔ نعت رسول مقبول ﷺ ------------ 916

پوائنٹ آف آرڈر

40۔ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں معزز اراکین اسمبلی کو کمروں کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا ------------ 917

41۔ کیمپ جیل لاہور کے عملہ کی کرپشن میں انتہا ------------ 918

تحاریک استحقاق

42۔ حکومت پنجاب اور پرائیویٹ کمپنی کا فیصل آباد تا لاہور سڑک کی تعمیر کے معاہدہ کو خفیہ رکھنا اور اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا (۔۔۔جاری) ------------ 923

43۔ ایس ایچ او شاہدرہ لاہور کا بھاری نفری کے ہمراہ معزز رکن کے گھر پر بلا جواز ریڈ ------------ 924

پوائنٹ آف آرڈر

44۔ صدر مملکت کی زیر صدارت ''ارسا'' کی میٹنگ میں پنجاب کے نہری پانی میں کمی کا فیصلہ (۔۔۔جاری) ------------ 925

سرکاری کارروائی

عام بحث

45۔ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 پر عام بحث ------------ 936

پوائنٹ آف آرڈر

46۔ اٹک کے کالا چٹا رینج (Range) میں آگ لگنے اور لکڑی چوری سے محکمہ کو کروڑوں روپے کا نقصان (۔۔۔جاری) ------------ 941

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
47۔	ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 پر عام بحث (۔۔۔جاری)	946

سوموار، 29۔جون 2009

جلد 13 : شمارہ 11

48۔ ایجنڈا ------------ 1065

49۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 1071

50۔ نعت رسول مقبولﷺ ------------ 1072

پوائنٹ آف آرڈر

51۔ شیخوپورہ روڈ کوٹ عبدالمالک میں ٹرک ڈرائیور کا قتل ------------ 1073

52۔ اٹک کے جنگل کالا چٹا رینج میں لکڑی چوری سے محکمہ
کو کروڑوں روپے کا نقصان (۔۔۔جاری) ------------ 1080

تحاریک استحقاق

53۔ ایکسیئن واپڈا ٹاؤن شپ لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کو گھریلو میٹر
کاٹنے کی دھمکیاں ------------ 1115

تحاریک التوائے کار

54۔ جعلی عاملوں کے شہر میں ڈیرے، انتظامیہ کی ملی بھگت سے لوٹ مار ------------ 1120

55۔ بہاولنگر میں مشکوک اشخاص کا کلرک کو ہراساں کرنے پر
ڈی سی او آفس کے عملے کا احتجاج ------------ 1121

56۔ فیصل آباد پولیس کی ملی بھگت سے اغوا برائے تاوان
کی وارداتوں میں اضافہ سے شہریوں میں خوف وہراس ------------ 1123

57۔ مغلپورہ اور باغبانپورہ (واساسب ڈویژن) میں واٹر سپلائی
اور سیوریج کے مسائل سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا (۔۔۔جاری) ------------ 1126

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

رپورٹ (توسیع)

58۔ ڈاکٹر اسد معظم ایم پی اے، پی پی۔67 کی رہائش گاہ پر ہونے والے

	واقعہ کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	----------- 1131
	سرکاری کارروائی	
59۔	ضمنی بجٹ بابت سال 09-2008 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری	----------- 1132
60۔	منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 09-2008 کا ایوان میں پیش کیا جانا	----------- 1166

منگل، 30۔جون 2009

جلد 13 : شمارہ 12

61۔	ایجنڈا	----------- 1169
62۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	----------- 1173
63۔	نعت رسول مقبول ﷺ	----------- 1174
	سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ)	
64۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	----------- 1175
65۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	----------- 1221
	پوائنٹ آف آرڈر	
66۔	حلقہ پی پی۔165 شیخوپورہ میں لائیو سٹاک کے فارمز کے بارے میں سوال کے غلط جواب کی فراہمی	----------- 1230
67۔	قواعد انضباط کار اور قواعد انصرام کار صوبائی اسمبلی پنجاب میں ترمیم کا مطالبہ	----------- 1235
	تحاریک استحقاق	
68۔	ایس ایچ او تھانہ شاہدرہ لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ	----------- 1248

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
69۔	پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمپٹرولر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ -----------	1249
	تحاریک التوائے کار	
70۔	چنیوٹ کے لئے ترقیاتی منصوبوں کی وزیراعلیٰ اور اے ڈی پی کی منظوری کے باوجود مکمل نہ ہونے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا -----------	1254
71۔	ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تیار کردہ شیمپو اور کریموں میں استعمال ہونے والے کیمیکل ایس ایل ایس سے جلدی امراض میں اضافے کا خدشہ -----------	1257
72۔	قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 87 کے تحت تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی تحریک -----------	1265
	بدھ، یکم جولائی 2009	
	جلد 13 : شمارہ 13	
73۔	ایجنڈا -----------	1283
74۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	1285
75۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	1286
76۔	حکومت اور اپوزیشن کے درمیان ایوان میں پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ پر جناب سپیکر کی رولنگ -----------	1287
77۔	ایوان میں پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ پر جناب سپیکر کی رولنگ پر حکومت اور اپوزیشن کا بھرپور اعتماد کا اظہار -----------	1290
	پوائنٹ آف آرڈر	
78۔	پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ سے غریب عوام کے	

	مالی بوجھ میں مزید اضافہ ----------	1295
	سوالات (محکمہ جات سماجی، بہبود، ترقی خواتین اور بیت المال)	
79۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ----------	1301

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
80۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ----------	1328
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
81۔	مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	1358
	تعزیت	
82۔	ڈاکٹر اسد اشرف ایم پی اے کے والد محترم کی وفات پر دعائے مغفرت ----------	1358
	پوائنٹ آف آرڈر	
83۔	پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں معزز اراکین اسمبلی کو کمروں کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا (---جاری) ----------	1359
	تحاریک استحقاق	
84۔	سیکرٹری انفارمیشن و کلچر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ ----------	1364
85۔	ڈائریکٹر ایکسائز و ٹیکسیشن کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف میڈیا پر بے بنیاد اور جھوٹا پراپیگنڈہ ----------	1367
	پوائنٹ آف آرڈر	
86۔	وزیر اعلیٰ کی جانب سے ہوم اکنامکس کالج لاہور کی لیکچرار کو خلاف پالیسی سرکاری رہائش گاہ کی الاٹمنٹ ----------	1369
87۔	معزز خاتون رکن اسمبلی کے گھر کے سامنے بارود سے بھری وین کی اطلاع کے باوجود کوتوالی تھانہ فیصل آباد کا ایکشن نہ لینا ----------	1372

88۔ ملتان نشتر میڈیکل کالج و ہسپتال میں پروفیسروں، اسسٹنٹ پروفیسروں اور ڈاکٹروں کی کمی ------------ 1374

89۔ ایکسائز و ٹیکسیشن میں عملہ کی عرصہ تعیناتی اور کرپشن پر ایوان میں پیش ہونے والی تحریک التواء پر کمیٹی بنانے کا مطالبہ ------------ 1375

تحاریک التوائے کار

90۔ سابق معزز رکن اسمبلی و ضلعی مسلم لیگ صدر (ن) وہاڑی ڈاکٹر نذیر احمد عرف مٹھو ڈوگر کے قتل کے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ (۔۔جاری) ------------ 1380

91۔ قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 1386

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)

92۔ مسودہ قانون یونیورسٹی آف واہ مصدرہ 2009 ------------ 1387

93۔ مسودہ قانون جنرل پراویڈنٹ انویسٹمنٹ فنڈ پنجاب مصدرہ 2009 ------------ 1402

94۔ اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ------------ 1414

95۔ انڈکس

753

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 25۔جون 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سالانہ گوشوارہ بجٹ بابت سال 10۔2009

مطالبات زر برائے سال 10۔2009 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر PC-21001	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 33 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 1 تا 9 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21002	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 49 لاکھ 63 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 11 تا 24 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21003	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 14 کروڑ 38 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 25 تا 40 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21004	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 64 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 41 تا 50 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21005	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 5 کروڑ 97 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 51 تا 75 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21006	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 77 تا 85 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21007	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 14 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 87 تا 101 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21008	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 45 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 103 تا 122 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21009	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8-ارب 59 کروڑ 68 لاکھ 66 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 123 تا 261 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21010	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9-ارب 16 کروڑ 93 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 2009-10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 2009-10 جلد اول کے صفحات 279 تا 736 ملاحظہ فرمائیں۔

754

مطالبہ نمبر PC-21011	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 4-ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 737 تا 791 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21012	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3-ارب 34 کروڑ 23 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 793 تا 830 ملاحظہ فرمائیں۔ 755
مطالبہ نمبر PC-21013	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 43-ارب 22 کروڑ 30 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 831 تا 926 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21014	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 41 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 927 تا 940 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21015	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 21-ارب 26 کروڑ 71 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد اول کے صفحات 941 تا 1076 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21016	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 22-ارب 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1 تا 295 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21017	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 81 کروڑ 20 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 297 تا 325 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21018	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 5۔ارب 41 کروڑ 54 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 327 تا 450 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21019	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 23 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 451 تا 466 ملاحظہ فرمائیں۔

756

مطالبہ نمبر PC-21020	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 77 کروڑ 61 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 467 تا 578 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21021	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 8 کروڑ 87 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 579 تا 602 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21022	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 3۔ارب 40 کروڑ 64 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 603 تا 653 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 83 کروڑ 27 لاکھ 19	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال

PC-21023	ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	10-2009 جلد دوم کے صفحات 655 تا 737 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21024	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ ارب 34 کروڑ 64 لاکھ 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 739 تا 786 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21025	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ ارب 59 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 787 تا 835 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21026	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک ارب 16 کروڑ 11 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 837 تا 854 ملاحظہ فرمائیں۔

757

مطالبہ نمبر PC-21027	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 22 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 855 تا 866 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21028	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 19۔ ارب روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پینشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 873 تا 878 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21029	**ایک وزیر** یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9 کروڑ 77 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 879

30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔ تا903ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21030
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو26۔ارب70کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سبسڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔
تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات905 تا909ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21031
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کھرب21 ۔ارب10کروڑ91لاکھ 95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔
تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات911 تا1051ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21032
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو4کروڑ15لاکھ58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنے پڑیں گے۔
تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1053تا1067ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر PC-21033
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو90۔ارب2۔کروڑ 6۔لاکھ26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔
تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 837تا854ملاحظہ فرمائیں۔

758

مطالبہ نمبر PC-21034
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو ایک کروڑ68لاکھ 93ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔
تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 1087تا1097ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر
ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو10کروڑ روپے سے
تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال

PC-21035	زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔	10-2009 جلد دوم کے صفحات 1099تا1103ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21036	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 86۔ارب 22کروڑ 5لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال-2009 10 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال10-2009 جلد اول کے صفحات 1تا954ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21037	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 57کروڑ 65لاکھ 24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال10-2009 جلد دوم کے صفحات955تا1002ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21038	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 31کروڑ 44لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی وتحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال10-2009 جلد دوم کے صفحات1003تا1010ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21040	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 2۔ارب 50کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ٹاؤن ڈویلپمنٹ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال10-2009 جلد دوم کے صفحات1011تا1016ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21041	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 52۔ارب 4کروڑ 83لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات وپل برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر برائے سال 10-2009 جلد دوم کے صفحات 837تا854ملاحظہ فرمائیں۔

759

مطالبہ نمبر PC-21042	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 27۔ارب 97کروڑ 44لاکھ 8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال10-2009 جلد دوم کے

	لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	صفحات1267تا1583ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر PC-21043	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک رقم جو 9۔ارب 61کروڑ 39لاکھ 85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو' گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	تفصیلی گوشوارہ مطالبات زر (ترقیات) برائے سال10-2009 جلد دوم کے صفحات1585تا1606ملاحظہ فرمائیں۔

761

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعرات،25۔جون2009

(یوم الخمیس،یکم رجب1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر40منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

أَفَحَسِبۡتُمۡ أَنَّمَا خَلَقۡنَٰكُمۡ عَبَثٗا وَأَنَّكُمۡ إِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُونَo فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡحَقُّۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ ٱلۡعَرۡشِ ٱلۡكَرِيمِ o وَمَن يَدۡعُ مَعَ ٱللَّهِ إِلَٰهًا ءَاخَرَ لَا بُرۡهَٰنَ لَهُۥ بِهِۦ فَإِنَّمَا حِسَابُهُۥ عِندَ رَبِّهِۦٓۚ إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡكَٰفِرُونَo وَقُل رَّبِّ ٱغۡفِرۡ وَٱرۡحَمۡ وَأَنتَ خَيۡرُ ٱلرَّٰحِمِينَ o

سُوۡرَةُ المؤمنون آیات 115 تا 118

سو تم کیا خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تمہیں کھیلنے کے لئے بنایا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کے نہیں آؤ گے oسو بہت برتر ہے اللہ وہ سچا بادشاہ ہے کوئی حاکم نہیں اس کے سوا وہ خاص تخت کا مالک ہے oجو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی کوئی سند نہیں اس کے پاس اس کا حساب ہے اس کے رب کے پاس بے شک منکر فلاح نہیں پائیں گے oآپ کہہ دیں اے رب معاف فرما اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہےo

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

یہ دنیا اِک سمندر ہے مگر ساحل مدینہ ہے
ہر اِک موج بلا کی راہ میں حائل مدینہ ہے
زمانہ دھوپ ہے اور چھاؤں ہے بس ایک بستی میں
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے
مدینے کے مسافر تجھ پہ مرے جان و دِل قرباں
تری آنکھیں بتاتی ہیں تری منزل مدینہ ہے
شرف مجھ کو بھی حاصل ہے محمد ﷺ کی غلامی کا
وہ مرے دِل میں رہتے ہیں مرا بھی دِل مدینہ ہے
یہ دنیا جل کے بجھ جاتی مگر شامل مدینہ ہے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

میاں شفیع محمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

میاں محمد شفیع: جناب سپیکر! پنجاب کا پانی بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ جنگ کی خبر ہے کہ "سندھ کی زرعی ضروریات پوری ہونے تک تربیلا میں پانی ذخیرہ نہ کرنے کی ہدایت، چشمہ جہلم اور تونسہ پنجند کی نہریں بند" اور یہ "The Nation" اخبار میں یہ خبر چھپی ہے اس کی کٹنگ میرے پاس ہے اس میں کہا گیا ہے کہ "No Taunsa-Panjnad water for Punjab". تو ارسا ایک اتھارٹی ہے---

جناب سپیکر: جی، آپ اس پر بحث نہ فرمائیں۔ گزارش یہ ہے کہ آپ کچھ لکھ پڑھ کر ہمیں بھی دیں اس طرح تو کوئی طریقہ نہیں ہے نا۔ آپ تشریف رکھیں جب منسٹر صاحب آئیں گے پھر آپ پوائنٹ آف آرڈر لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر
صدر تھانہ جڑانوالہ میں جھوٹے مقدمہ میں گرفتار شخص کی پولیس کے ہاتھوں ہلاکت

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نہیں لینا چاہتے؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں نے مختصر سی بہت ضروری بات کرنی ہے اگر آپ اجازت دے دیں؟

جناب سپیکر: جی۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! کل میرے حلقہ پی پی-153 جڑانوالہ میں ایک وقوعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے کل مجھے بجٹ جیسے اہم اجلاس کو چھوڑ کر واپس اپنے حلقہ میں جانا پڑا۔ قصہ یوں ہے کہ صدر جڑانوالہ میں ایک جھوٹا مقدمہ درج ہوا جس میں تیں آدمی پکڑے گئے اور دوران تفتیش

ایس ایچ او کے ہاتھوں ایک آدمی مارا گیا۔ کل جب ان کے رشتہ دار لاش لینے کے لئے آئے تو ان کو ڈرا دھمکا کر واپس کرنا چاہا، پھر روڈ بلاک ہوئی جڑانوالہ سے لاہور روڈ بارہ گھنٹے تک بلاک رہی۔ یہ کام ہو گیا لیکن یہاں جو سسٹم طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ جو فیصل آباد ضلع پولیس کے higher officials ہیں وہ ابھی تک دباؤ ڈال رہے ہیں کہ اس پرچہ کو ختم کرایا جائے۔ یہ کہانی یہیں ختم نہیں ہوتی اس سے پہلے بھی اسی تھانے کے اندر پولیس کے ہاتھوں ایک قتل ہوا۔ ڈاکٹروں اور پولیس کی ملی بھگت سے وہ سارے کا سارا کیس hush up ہو گیا۔ پرچہ درج نہیں ہوا۔ اس کے بعد پولیس نے تیرہ آدمی اغوا کئے۔ ہائی کورٹ کے حکم پر پرچہ درج ہوا ایس ایچ او وہیں بیٹھا رہا ہے اس کو ہائی کورٹ کے حکم کے بعد بھی تبدیل نہیں کیا گیا۔ اب حالت یہ ہے کہ آدمی قتل ہوا ہے، 302 کا پرچہ درج ہو گیا ہے اور وہ ایس ایچ او وہیں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور میری گزارش ہے کہ یہ law and order situation کہاں پر جاری ہے اور یہاں پر کہانی ختم نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! I hope کہ میری بات آپ تک پہنچ رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں سن رہا ہوں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! جب ہم تمام فیصل آباد کے ایم پی ایز پچھلی law and order meeting میں اکٹھے ہوئے اور ڈی پی او صاحب اور سی سی پی او صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کروائی کہ یہ حالات ہو رہے ہیں، ہائی کورٹ کا پرچہ ہے اور آپ کا S.H.O ابھی تک بیٹھا ہوا ہے۔ آدمی اغوا کر کے پولیس سٹیشن میں لائے گئے۔ اس کے باوجود آج پندرہ دن ہو گئے ہیں ڈی پی او صاحب نے کوئی action نہیں لیا تو میں آپ کی وساطت سے ارباب اقتدار تک یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ اس صورتحال کا نوٹس لیا جائے کہ پیشتر اس کے کہ حالات مزید بگڑ جائیں۔

جناب سپیکر: میجر صاحب! اگر آپ اس کو کسی تحریر میں لے کر آتے اور اس کا جواب بھی لیتے جیسا کہ تحریک التوائے کار۔۔۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میری خواہش تھی لیکن مصیبت یہ ہے اور حالات کا تقاضا یہ ہے کہ میں procedure میں نہ الجھوں۔ مجھے تو نتیجہ چاہئے، مجھے تو رزلٹ چاہئے اور عوام کو رزلٹ چاہئے، عوام ان procedures کو نہیں جانتے جو میرے اور آپ کے درمیان ہیں۔ تحریک التوائے کار کب آئے گی؟ میری کئی تحاریک استحقاق ہیں جو پچھلے ایک سال سے توجہ کی منتظر ہیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات سن لی۔ جی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میجر صاحب نے جو issue اٹھایا ہے اس پر میں نے Call Attention Notice بھی دیا ہے اس کو مہربانی کر کے take up کر لیں۔ یہ extra judicial killing کا trend نکل پڑا ہے اور اس کو ختم کرنے کے لئے پولیس کو لگام دینے کی بہت سخت ضرورت ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم میجر ریٹائرڈ رانا صاحب نے یہاں پر جو بات کی ہے تو اس کے بارے میں off hand میرے پاس کوئی information نہیں ہے۔ اگر یہ تحریری طور پر دیتے، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کیونکہ Call Attention Notice ابھی take up ہو نہیں سکتا اور آج چونکہ general motions take up ہوں گی، اگر میجر صاحب اس کی تحریر بنا کر دے دیں تو ان کی مہربانی ہو گی، ورنہ میں within fifteen minutes اس کے متعلق پوری معلومات حاصل کر کے ہاؤس کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ایسا شخص ہے جو کہے کہ میرا معاملہ اہم نہیں ہے۔ (قہقہے)

جی، موہل صاحب!

جناب آصف منظور موہل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں صرف clarification کے لئے یہ point raise کر رہا ہوں کہ آج کے ہمارے بڑے ہی نامور اخبار "نوائے وقت" میں اس کے city page پر خبر چھپی ہے کہ "واسا کے سات افسر اور چھ ارکان اسمبلی مطالعاتی دورے پر جنوبی افریقہ روانہ" اور اس کے اندر انہوں نے آصف منظور موہل کا بھی ذکر کیا ہے جو کہ آپ کے سامنے موجود کھڑا ہے تو میں اس لئے clarification چاہتا ہوں کہ کہیں اپوزیشن یہ نہ سمجھے کہ پنجاب حکومت اپنے پارلیمانی

سیکرٹریوں کو بھی سرکاری خرچوں پر بھیج رہی ہے۔ میں یہاں پر موجود ہوں اور میرے لئے یہ بڑے فخر کی بات ہوتی کہ اگر "نوائے وقت" یہ چھاپ دیتا کہ آصف منظور موہل جنوبی پنجاب کے شہر بہاولنگر روانہ ہو گئے ہیں۔ بہت شکریہ

جناب طاہر اقبال چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رپورٹر صاحبان! آئندہ احتیاط کیا کریں۔ جی!

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب سپیکر! ڈاکٹر نذیر احمد منھوڈو گربورے والا کے سابق ایم پی اے ہیں ان کے لئے تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ۔۔۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کیا کر رہے ہیں؟ جب تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا تو آپ ضرور اس پر اپنی بات کیجئے۔ جی، محترمہ!

علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر یاور سعید کو ترقی دے کر لیور ٹرانس پلانٹیشن یونٹ کا سربراہ بنانے کا مطالبہ

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ کی طرف ایوان اور آپ کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ علامہ اقبال میڈیکل کالج کے گریڈ 19 کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ڈاکٹر یاور سعید صاحب ہیں، وہ The only authorized sargeon in Pakistan ہیں اور وہ انگلینڈ سے آئے ہیں اور liver transplantation کے سرجن ہیں لیکن ان کی جگہ 2007 میں ڈاکٹر انوار الحق کو promote کر دیا گیا اور ان کو پروفیسر بنا دیا گیا جبکہ ان کا حق تھا لیکن اس کے باوجود وہ چپ ہیں اور اب جبکہ ہم liver transplantations سرجری کا یونٹ بنانے جا رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ اس طرح کے ڈاکٹر کو neglect کرنا یا ignore کرنا پوری پاکستانی قوم کے ساتھ زیادتی ہے۔ ان کے batch کے جتنے بھی ڈاکٹر ہیں جو انگلینڈ میں ان کے ساتھ تھے وہ انڈیا میں موجود ہیں اور ان کو گورنمنٹ نے یونٹ کھول کر دیئے ہوئے ہیں اور انہوں نے چار پانچ یونٹ وہاں پر بنا لئے ہیں تو کیا یہ پاکستانی عوام کے ساتھ زیادتی نہیں کہ ایک authorized surgeon یہاں پر موجود ہیں اور انہوں نے liver plantation کی سو فیصد کامیابی کے ساتھ سرجری کی ہے لیکن ان کو promotion نہیں دی گئی۔ میں پوچھتی ہوں کہ

کیوں نہیں دی گئی؟ یہ معاملہ اس وجہ سے اہم ہے کہ 30۔جون تک promotion کے cases جانے ہیں اور اگر Health Minister صاحب اس کے اوپر توجہ دیں تو میرا خیال ہے کہ ایسے قابل ڈاکٹر کو neglect نہ کیا جائے اور اس کو Liver translantation Unit میں involve کیا جائے اور اس کو وہاں پر authorized کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے floor منسٹر صاحب ان کو دیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر صحت و خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ہماری فاضل رکن نے ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے تو اس سلسلے میں جو میرے پاس information ہے اس میں ڈاکٹر یاور سعید صاحب کا کیس بنا کر P.S.P کو بھجوا دیا گیا ہے اور Liver Diseases Management Cell کے لئے ان کا نام propose کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگوں کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ یہ کیس ضرور ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! اب آپ فرمائیں۔ اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈر نہ کیجئے گا کیونکہ تحاریک استحقاق رہتی ہیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے ٹائم دیا اور میرا پوائنٹ آف آرڈر میرے متعلقہ نہیں ہے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر این اے۔118 سے متعلقہ ہے جو کہ لاہور کے اندر شامل ہوتا ہے اور پی پی۔137 اور 138 کے رہائش پذیر یعنی پسماندہ علاقے شاہدرہ کے مکین جو کہ ان پر Ravi toll tax لاگو نہیں ہوتا لیکن وہ مسلسل pay کر رہے ہیں اور پچھلے سال بھی میں دو تین دفعہ اس point کو raise کر چکی ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ بیٹھے ہوئے ہیں، لاء منسٹر صاحب اور آپ سب سے میری گزارش ہے کہ اس ہاؤس سے پاس ہوئی ہیں resolutions تو اس سنگین اور اہم مسئلہ پر فوری کچھ نہ کچھ کر کے شاہدرہ کے مکینوں کو relief دیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کچھ لکھ کر دیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں کئی بار یہ مسئلہ لکھ کر دے چکی ہوں۔

جناب سپیکر: اس کو ہاؤس میں پیش کریں اور پھر ہم اس پر کچھ کر سکیں گے۔ جی، تحریک استحقاق۔۔۔

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ جناب غلام حبیب اعوان صاحب! اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

ایس ایچ او شاہدرہ لاہور کا بھاری نفری کے ہمراہ معزز رکن کے گھر پر بلا جواز ریڈ

جناب غلام حبیب اعوان: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 7۔اپریل 2009 کو میں اسلام آباد تھا کہ رات گیارہ/بارہ بجے کے دوران تھانہ شاہدرہ لاہور کے ایس ایچ او ریاض عباس نے میرے گھر واقع 39۔بی۔I، گلبرگ III لاہور میں بھاری نفری کے ہمراہ raid کیا۔ چادر چار دیواری کا تقدس پامال کرتے ہوئے گھر میں داخل ہو گئے۔ میرے ذاتی گارڈ جو چار دیواری کے اندر بیٹھے تھے ان کو پکڑ لیا اور ان سے weapons بھی چھین لئے۔ اسی دوران میرا بھائی اپنی گاڑی پر آیا تھا تو انہوں نے اس کی گاڑی پر فائرنگ کر دی۔ انہوں نے بڑی مشکل سے جان بچائی جبکہ میرے گارڈ کو گرفتار کر کے پولیس لے گئی۔ جب مجھے اسلام آباد میں اس واقعہ کے بارے میں پتا چلا تو میں نے تھانہ غالب مارکیٹ جس کی حدود میں میرا گھر واقع ہے سے معلومات حاصل کیں تو انہوں نے اس raid کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ میں نے متعلقہ D.S.P, S.P اور S.S.P اور دیگر پولیس کی ایجنسیوں سے معلومات حاصل کیں لیکن تمام نے اس raid کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا۔ بڑی مشکل سے پتا چلا کہ یہ raid ایس ایچ او شاہدرہ نے کیا ہے۔ میں نے ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے قرآن مجید کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے یہ raid لاعلمی اور غلط فہمی کی بنا پر کیا۔ آپ اور آپ کے تمام ملازمین بے قصور ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ آپ پھر میرے بے گناہ ملازمین جن کو

گرفتار آپ نے کیا ہے کو چھوڑ دیں تو انہوں نے کہا کہ اب جب آپ اس واقعہ کے بارے میں تمام متعلقہ افسران کے علم میں لا چکے ہیں میں ان کو مجبوراً چھوڑ نہیں سکتا، ان افراد کو سگیاں پل لاہور پر ایک ڈکیتی کی واردات میں شک کی بنا پر گرفتار کیا گیا ہے۔ لہذا آپ صبح رانا جبار S.P کے دفتر حاضر ہو جائیں۔ وہاں سے یہ آدمی چھڑوالیں۔ میرے ان بے گناہ اور شریف ملازمین پر ساری رات ایس ایچ او ریاض عباس نے تشدد کیا جس کا ثبوت ان کی میڈیکل رپورٹ سے ثابت ہے۔ دوسرے دن ان کو چھوڑا گیا۔ پولیس کے اس بلاجواز میرے گھر پر raid کرنے، چادر و چار دیواری کا تقدس پامال کرنے اور میرے بے گناہ ملازمین کو گرفتار کرنے اور ان پر تشدد کرنے پر میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو ہفتے والے دن تک کے لئے pending فرمادیں۔ ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میں متعلقہ افسران کو بھی بلوالیتا ہوں۔

جناب سپیکر: کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ہفتے والے دن تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اسے Saturday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب غلام حبیب اعوان: جناب سپیکر! جب میں ایس پی صاحب کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ اس ایس ایچ او نے غلط فہمی کی بنیاد پر کیا ہے لیکن دوسرے دن مجھے کہا گیا کہ سگیاں پل ڈکیتی میں ملوث ہیں تو میں نے ان سے کہا کہ آپ اسے check کریں۔ میں نے ان کو بتایا کہ میں لاہور واہگہ بارڈر سے belong کرتا ہوں، میرے والد صاحب دو دفعہ ضلع کونسل کے چیئرمین رہ چکے ہیں۔ ملک معراج خالد میری فیملی کے بزرگ ہیں۔ میرے حلقے میں چار تھانے اور دو چوکیاں ہیں آپ ان سے میری reputation کے بارے میں پوچھ لیں۔ میں اس طرح کے بندے نہیں رکھ سکتا۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ مقدمہ درج کیا جائے لیکن کوئی نہیں ہوا بلکہ ابھی تک میرے لائسنسی ہتھیار بھی واپس نہیں آئے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے پرسوں تک ٹائم لیا ہے۔انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب غلام حبیب اعوان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق پیر اشرف رسول صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈی پی او شیخوپورہ کا معزز پارلیمنٹیرین کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 2009-5-18 کو آئی جی پنجاب تھانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ میں آئے۔ میں وہاں پر ان کو ملنے کے لئے چلا گیا۔ دوران ملاقات ڈی پی او شیخوپورہ کی موجودگی میں، میں نے آئی جی پنجاب کو خصوصی طور پر اپنے حلقہ پی پی۔164 اور مجموعی طور پر ضلع شیخوپورہ میں پولیس کی غیر تسلی بخش کارکردگی کی بابت آگاہی کی اور یہ بھی بتایا کہ ڈی پی او شیخوپورہ اسامہ ممتاز کی تعیناتی کے دوران ضلع شیخوپورہ میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہو گیا ہے۔اس وقت وہاں پر چودھری علی اصغر منڈا صاحب ایم پی اے بھی میرے ساتھ موجود تھے۔آئی جی پنجاب نے ہماری بات سننے کے بعد تھانہ شرقپور سے رخصت ہوتے ہوئے ڈی پی او شیخوپورہ کو ہدایت کی کہ اس وقت تھانہ میں موجود معزز ممبران پیر محمد اشرف رسول اور علی اصغر منڈا ہیں اور میرے پاس جو شکایت آئی ہے اسے دور کیا جائے۔اس کے بعد میری اور علی اصغر منڈا ایم پی اے صاحب کی ڈی پی او شیخوپورہ کے ساتھ بات چیت شروع ہو گئی۔ دوران گفتگو میں نے اپنے حلقے تھانہ فیروز والا میں ہونے والے جرائم، منشیات فروشی، ڈکیتیاں اور قبضہ گروپ کی نشاندہی کی تو ڈی پی او شیخوپورہ نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ ان کی تعیناتی کے دوران ضلع بھر میں جرائم کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔میں نے کہا کہ جرائم کی شرح میں اضافے کی ذمہ داری پولیس پر آتی ہے تو جواباً ڈی پی او شیخوپورہ نے تمام سیاست دانوں کو غلیظ گالیاں دیں جو کہ میں اس معزز ایوان میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ وہ بیان کرنے کے قابل نہیں ہیں۔انہوں نے کہا کہ ضلع شیخوپورہ میں جرائم کی شرح میں اضافے کی ذمہ داری ایم این ایز، ایم پی ایز اور تمام سیاست دانوں پر ہے تو اس بات پر میں نے شدید احتجاج کیا۔ ڈی پی او شیخوپورہ تھانہ شرقپور سے اٹھ کر چلا گیا۔ڈی پی او شیخوپورہ کے تمام منتخب

نمائندوں، سیاستدانوں کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر نہ صرف میرا بلکہ میرے ساتھ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کوئی short statement بھی دینا چاہیں گے؟

پیر محمد اشرف رسول: جی، جناب والا! اس واقعہ کے دو دن بعد اخبار میں آیا کہ اس ڈی پی او نے میرے اور علی اصغر منڈا کے خلاف تھانہ شرقپور میں کوئی رپورٹ بھی درج کی ہے۔ (شیم، شیم)

جب میں اس سلسلے میں ڈی آئی جی اور آئی جی صاحب سے ملا تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے اور آئی جی صاحب نے شیخوپورہ کے تمام ایم پی ایز کے سامنے کہا کہ اس کی رپورٹیں ٹھیک نہیں ہیں۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اور بیوروکریسی سیاستدانوں کو گالیاں دینے والوں کو تحفظ دیتے رہیں گے۔ ہم تو صرف عزت کے لئے سیاست میں آئے ہیں۔ ایک ایس پی جو گریڈ 19 / 18 کا ہوتا ہے وہ سیاستدانوں کو گالیاں دیتا ہے۔ سیاستدان بننا اتنی آسان بات نہیں ہے۔ سیاستدان بننے کے لئے بے نظیر بھٹو کی طرح جان کی قربانی دینا پڑتی ہے۔ سیاستدان بننے کے لئے نواز شریف اور شہباز شریف کی طرح اپنے باپ کے آخری دیدار، جنازے میں بھی نہیں جانے دیا جاتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر اس ایوان میں پنجاب کی تمام بیوروکریسی اور پولیس والوں کو چیلنج کرتا ہوں جنہیں شاید اپنے علم اور field پر بڑا ناز ہے۔ آپ باہر سے کوئی ایسا پروفیسر بلائیں اور ایک مہینے کے بعد پیپر لے لیں تو اس اسمبلی کا ایک عام ایم پی اے اس بیوروکریسی سے زیادہ نمبر لے سکتا ہے۔ جو یہ کہا جاتا ہے کہ بیوروکریسی بڑی پڑھی لکھی ہے اگر ڈی پی او اور آئی جی صاحب کو اتنا ہی شوق ہے تو پھر پنجاب کے کسی حلقے سے الیکشن لڑ کر اپنی good governance دیکھ لیں۔ وہ جب بھی بات کرتے ہیں سیاستدانوں کے خلاف کرتے ہیں۔ ہم اس لئے الیکشن لڑ کر اس اسمبلی میں نہیں آئے کہ ہم اپنے طبقے کے خلاف گالیاں سنیں۔ میں نے اس واقعہ کی بہت سے لوگوں سے شکایت کی ہے۔ میں آئی جی صاحب سے ملا تو انہوں نے ہمیں لالی پاپ دے دیا کہ ٹھیک ہے کرتے ہیں کرتے ہیں۔ یہ بہت زیادتی ہے اور میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ اس معزز ایوان کے custodian ہیں لہذا آپ اسے مجلس استحقاق کے حوالے کریں۔

جناب سپیکر: آپ کو کس نے بتایا ہے کہ انہوں نے آپ کا اور علی اصغر منڈا صاحب کا نام کہیں درج کیا ہے؟

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! تمام اخبارات میں آیا ہے۔

جناب سپیکر: اخبارات کی بات چھوڑیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔یہ تمام اخبارات میں آیا ہے۔ہمارا ڈی پی او شیخوپورہ کیپٹن ہے، آئی ایس آئی میں بھی رہا ہے اور اس نے انٹرنیٹ پر بھی بہت اچھے طریقے سے چلایا ہے۔ چونکہ ہم حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں اس لئے مجبور ہیں ورنہ جو اس کی حرکات ہیں اور وہ جو کچھ شیخوپورہ میں کر رہا ہے ہم بھی اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! یہ بڑا serious معاملہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز رکن نے جو short statement دی ہے میں بالکل اسے confined نہیں کرتا لیکن چونکہ ابھی یہ کاپی موصول ہوئی ہے لہذا آپ اسے کل تک pending فرما دیں۔ جن دوستوں کا تعلق شیخوپورہ سے ہے میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ کل صبح اجلاس سے پہلے 9:30 پر دس منٹ کے لئے میرے آفس میں تشریف لے آئیں۔ انہوں نے جن لوگوں کے متعلق بات کی ہے یہ تمام موجود ہوں گے اور یہ بات ثابت ہونے پر ان کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔آپ اکٹھے رانا صاحب سے ملیں۔

حاجی لیاقت علی: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! جب سے یہ اسمبلی معرض وجود میں آئی ہے۔پولیس کے خلاف اتنی تحاریک استحقاق آئی ہیں کیا کسی ایک پر بھی کوئی عمل ہوا ہے یا کسی کو سزا ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: ایسے نہ کہیں بہت سے عمل ہوئے ہیں۔آپ اس بات کو چھوڑیں۔شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں محترم حاجی صاحب کے علم میں یہ لانا چاہوں گا کہ کوئی ایک بھی تحریک استحقاق ایسی نہیں ہے بلکہ کوئی ایسا پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں ہے جو کہ یہاں پر raise ہوا اور اس پر عمل نہ ہوا ہو۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ اطمینان رکھیں۔ مہربانی، تشریف رکھیں۔

حاجی لیاقت علی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے اور پتا بھی چلے کہ عمل درآمد ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، عملدرآمد ہوتا ہے۔

حاجی لیاقت علی: جناب سپیکر! عملدرآمد تو نہیں ہوتا۔آج ساری تحاریک استحقاق پولیس کے خلاف آئی ہیں، روزانہ پولیس کے خلاف تحاریک آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، جب یہاں پر کوئی تحریک آتی ہے تو اس پر عمل ہوتا ہے۔

رانا تنویر احمد ناصر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے دو چار دن پہلے بھی اس ہاؤس میں DPO شیخوپورہ کے نارواروریہ کے بارے میں بات کی تھی کہ DPO شیخوپورہ غلط طریقے سے behave کر رہا ہے اور وہاں پر law and order کی صورتحال انتہائی خراب ہو چکی ہے۔ پیر صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اگر یہ بنتی ہے تو اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: پہلے اس تحریک کا جواب آنے دیں اس کے بعد فیصلہ کریں گے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ ایک عام روایت ہے کہ پولیس misbehave کرتی ہے۔ ہمارے معزز، قابل احترام وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ کل جواب آنے پر اس تحریک پر بات کی جائے گی۔ میرا خیال ہے کہ معزز رکن کی short statement کے بعد کسی سے جواب لینے یا کسی کو سننے کا جواز نہیں بنتا۔ اس کو پہلے OSD لگائیں، اس کو وہاں سے ٹرانسفر کریں پھر بعد میں بے شک جواب لیں یا اسے سنیں۔

جناب سپیکر: آپ ماشاءاللہ وکیل ہیں اور آپ پڑھاتے بھی ہیں۔ کیا کسی کو unheard condemn کیا جا سکتا ہے؟ معزز رکن کی بات اپنی جگہ پر درست ہے لیکن DPO کا موقف بھی ہمیں سننے دیں۔ وزیر قانون صاحب نے کل ساڑھے نو بجے کا وقت دیا ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! ٹرانسفر punishment نہیں ہے، ٹرانسفر کوئی action نہیں ہے۔ اسے punishment دینے کے لئے سننا ضروری ہے، ضرور سنیں لیکن meanwhile اس کو OSD لگائیں۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، تشریف رکھیں۔ اگر اس نے کوئی ایسا کام کیا ہوگا تو یقیناً وہ OSD لگے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری یہ تجویز ہے کہ ان پولیس والوں کی جو تنخواہیں بڑھی ہیں ان کو کم کر دیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 120/09 جناب خالد جاوید اصغر گھرال، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔

منڈی احمد آباد (اوکاڑہ) میں سب انسپکٹر کا گھر میں بلا اجازت داخل ہو کر اہل خانہ کو تشدد کا نشانہ بنانا

جناب محمد شفیق خان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''خبریں'' مورخہ 7۔اپریل 2009 کی خبر کے مطابق منڈی احمد آباد میں خاتون کے گھر میں داخل ہو کر سب انسپکٹر رشتہ داروں سے مل کر تشدد کرتا رہا اور برہنہ کر کے گلیوں میں گھسیٹتا رہا۔ محلہ داروں کی منت سماجت پر جان بخشی کی۔ پولیس افسران اپنے پیٹی بند بھائی کو قانونی کارروائی سے بچانے میں مصروف رہے۔ مقامی تھانہ کے ایس ایچ او نے متاثرہ خاتون کو بے عزت کر کے دفتر سے نکال دیا۔ DPO اوکاڑہ اور SDPO دیپالپور کو تحریری درخواستیں دینے کے باوجود ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی نہ ہو سکی۔ اُلٹا متاثرہ خاتون کو سنگین نتائج کی دھمکیاں ملزمان دے رہے ہیں۔ تفصیل کے مطابق فاطمہ بی بی نے وزیر اعلیٰ اور آئی جی پولیس کو دی گئی درخواست میں الزام لگایا ہے کہ وہ خاوند شجاع کے ساتھ رشتہ دار کے گھر ملنے آئی ہوئی تھی کہ وہاں کا رہائشی محمد اکرم وٹو سب انسپکٹر تھانہ کنگن پور اپنے بیٹے وسیم اکرم اور رشتہ دار احمد یار وٹو، احمد خان کھرل، طارق اور دیگر افراد کے ساتھ گھر میں آ کر اس کے خاوند شجاع اور کزن امجد کو مارنا شروع کر دیا اور گاڑی میں بٹھا کر لے جانے لگا تو اس کے رشتہ داروں اور محلے داروں نے منت سماجت کر کے سب انسپکٹر اکرم وٹو کے چنگل سے چھڑایا۔ فاطمہ بی بی نے بتایا کہ جب اس سلسلہ میں تحریری درخواست لے کر وہ مقامی تھانہ میں گئی تو انسپکٹر ملک محمد اسلم اعوان نے اسے بے عزت کر کے دفتر سے نکال دیا اور پیٹی بند بھائی کے خلاف قانونی کارروائی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ فاطمہ بی بی نے وزیر اعلیٰ سے انصاف کی اپیل کی ہے اور کہا ہے کہ اگر اسے انصاف نہ ملا تو وہ خود سوزی

کرے گی۔ اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز اراکین نے یہ تحریک پیش کی ہے اور جس طرح سے انہوں نے اپنی تحریک میں بیان کیا ہے واقعی اس بارے میں مقدمہ نمبر 71 مورخہ 7-04-2009 بجرم 452,345,379,148,149 تھانہ منڈی احمد آباد رجسٹرڈ ہوا تھا لیکن اب اس میں latest position یہ ہے کہ تفتیش بذریعہ نذیر احمد SI عمل میں لائی گئی۔ دوران تفتیش مدعیہ مقدمہ نے بیان حلفی پیش کیا کہ اس نے ملزمان کے خلاف غلط فہمی کی بناء پر مقدمہ درج کروایا تھا اب اس کی غلط فہمی دور ہو گئی ہے۔ معززین نے فریقین کے درمیان صلح کروادی ہے اور وہ مقدمہ کی پیروی نہ کرنا چاہتی ہے۔ اگر مقدمہ خارج کر دیا جائے تو اسے کوئی اعتراض نہ ہو گا جس پر مدعیہ کے بیان حلفی کی روشنی میں مقدمہ ہذا میں مورخہ 8-4-2009 کو رپورٹ اخراج مرتب ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! اس تحریک سے پہلے بات ہو رہی تھی کہ کسی پوائنٹ آف آرڈر اور کسی تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار کو un-noticed نہیں جانے دیا گیا لیکن اگر بعد میں کوئی خود معاف کر دے تو پھر اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ نہ حکومت کے پاس اور نہ ہی میرے پاس اس کا کوئی علاج ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اسی تحریک التوائے کار کے ضمن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں، جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے تفصیل ارشاد فرمائی ہے ہم اس سے مطمئن ہیں، بے شک آپ اس کو dispose of کر دیں۔ ہم اپوزیشن بنچوں کی طرف سے اپنے تحفظات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اندر جہاں بھی پولیس کے خلاف خبر یا کوئی مقدمہ آتا ہے تو اس آفیسر کے وہاں پر رہتے ہوئے چند دنوں کے اندر ہی مدعی صلح کے لئے راضی ہو جاتے ہیں۔ وہ بے چارے اس پولیس کا pressure برداشت کر ہی نہیں سکتے۔ ہر سال ان کی تنخواہیں double ہو رہی ہیں اور بے شمار قسم کے ان کے اختیارات ہیں۔ میں جناب کی وساطت سے نہایت ادب سے عرض کرنا چاہوں گا کہ آئندہ سے جب بھی کسی پولیس آفیسر کے خلاف کوئی تحریک آئے تو پہلے اس کو وہاں سے remove

کیا جائے۔وزیر قانون صاحب نے جو کچھ فرمایا ہم اس کارروائی سے مطمئن ہیں۔آپ اس تحریک کو dispose of فرما سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔جی، مولانا صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 299/09 ہے۔ میری گزارش ہے کہ اسے out of turn take up کر لیا جائے اور مجھے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب! اس کے لئے تو ایک لمبا procedure اختیار کرنا پڑے گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ اجازت عنایت فرما دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میری اجازت سے اس طرح تو نہیں ہو گا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! پہلے آپ کی اجازت سے out of turn کئی تحاریک take up ہو چکی ہیں۔اگر آپ نے پہلے اجازت دی ہے تو پھر مجھے بھی اجازت عنایت فرمائیں۔کئی مرتبہ معزز ممبران نے out of turn تحاریک پڑھی ہیں، مجھے بھی اسے out of turn پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ لمبا کام کرنا پڑتا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! چھوٹا سا کام ہے، میں آدھے منٹ میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، اس بارے میں ہاؤس کی sense لے لیتے ہیں۔کیا محمد نوید انجم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 299/09 کو out of turn لے لیا جائے؟

معزز ممبران: لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: چلیں جی، اب آپ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 299/09 پڑھیں۔

مغلپورہ اور باغبانپورہ (واسا سب ڈویژن) میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے مسائل سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

جناب محمد نوید انجم: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ L.D.A. واسا نے مغل پورہ اور باغبانپورہ سب ڈویژن کو آج سے پچیس تیس سال قبل قائم کیا تھا۔اس

وقت ان دونوں سب ڈویژن کی آبادی محدود تھی مگر اب ان کی آبادی 200/300 فیصد تک بڑھ چکی ہے مگر ابھی تک ان دونوں سب ڈویژنوں کو تقسیم کر کے مزید سب ڈویژن نہیں بنائی گئی۔ ان دونوں سب ڈویژنوں میں سات سے آٹھ یونین کونسل فی کس شامل ہیں جبکہ باقی پورے شہر کی تمام سب ڈویژن تین چار یو سی پر مشتمل ہیں۔ ان دونوں سب ڈویژنوں کی آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان میں واسا نے سٹاف کی تعداد نہ بڑھائی ہے جس کی وجہ سے اس علاقہ میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے مسائل بڑھ گئے ہیں جس کی وجہ سے ان دونوں سب ڈویژنوں کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ چونکہ out of turn لی گئی ہے اس لئے اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کو ہفتہ کے روز تک pending فرما دیں اس دن انشاء اللہ تعالیٰ جواب پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اس کو ہفتہ کے روز تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے اسے بھی out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔ اس کا نمبر کیا ہے؟

جناب طاہر اقبال چودھری: تحریک التوائے کار نمبر 301/09

سابق معزز رکن اسمبلی و ضلعی صدر مسلم لیگ (ن) وہاڑی ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر کے قتل کے ملزمان کو گرفتار کرنے کا مطالبہ

جناب طاہر اقبال چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 31/5/2009 کی خبر کے مطابق ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر سابق ایم پی اے و ضلعی صدر

مسلم لیگ (ن) کو عبدالستار ڈوگر اور اس کے ساتھیوں نے رات کی تاریکی میں قتل کر دیا اور لاش اپنے ساتھ لے گئے۔ تفصیل کے مطابق اس المناک قتل کے نامزد ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مذکور مٹھو ڈوگر اپنے علاقہ کی ہر دل عزیز شخصیت تھے اور مظلوموں اور غریبوں کی آواز تھے۔ ان کے قتل کے باعث پورا علاقہ سراپا احتجاج ہے اور عوام میں غم و غصہ کی فضا پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ ڈاکٹر نذیر مٹھو ڈوگر واقعی اپنے علاقے کی ایک بہت ہر دلعزیز شخصیت تھے اور انہوں نے پچھلے پانچ سال اس معزز ایوان کے رکن ہونے کے ناتے ایک بہت ہی کلیدی اور بہت ہی اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے اپنی پارٹی کے ساتھ بڑی commitment نبھائی۔ ہمیں ان کے اس بہیمانہ طریقے سے ہلاکت پر انتہائی افسوس ہے اور طاہر اقبال چودھری صاحب نے جو تحریک پیش کی ہے میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کا جواب ہم بروز ہفتہ منگوا لیتے ہیں اور اس کے بعد اگر ایوان نے اس پر بحث کرنا مناسب سمجھی تو اس پر مجھے انشاء اللہ کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

جناب طاہر اقبال چودھری: جناب والا! میں نے اس پر Call Attention Notice بھی دیا ہوا ہے۔ میری اس سلسلے میں بھی گزارش ہے کہ اسے بھی سوموار کے لئے fix کر دیں۔

جناب سپیکر: وہ فرما رہے ہیں اس کو بھی سوموار کے لئے رکھ لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے جواب میں ہی پوری تفصیل آ جائے گی اور اس میں محترم محرک کی satisfaction کے لئے مقامی تفتیشی اور ڈی پی او جو ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو resolve کر لیا جائے گا۔ ان کی کوئی apprehension ہے یا کوئی reservation ہے تو اس کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس کے بعد بھی اگر Call Attention Notice کو لینے کی ضرورت ہوئی تو اسے بھی take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب والا! میری بھی ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار ہے اسے بھی out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: کیا فرما رہے ہیں۔ ہاؤس کی کیا رائے ہے؟

معزز ممبران: اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔ اس کا نمبر کیا ہے؟

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے طلباء کے پُرامن احتجاج پر لاٹھی چارج

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: اس کا نمبر ہے 311/09

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ"، "خبریں"، "ایکسپریس" اور دوسرے مقامی اخبارات میں 3۔ جون اور 7۔ جون 2009 میں بے شمار خبریں شائع ہوئی ہیں کہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ ریاضی کے طلبا و طالبات نے اپنے مطالبات کے لئے احتجاج کیا تو یونیورسٹی انتظامیہ نے اس احتجاج کو روکنے کے لئے تشدد کیا۔ اصل معاملہ یوں ہے کہ مورخہ 2۔ جون 2009 کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ ریاضی کے طلبا و طالبات نے اپنے چیئرمین ڈاکٹر طاہر محمود کی جارحانہ پالیسیوں کے خلاف احتجاج کیا کیونکہ وہ مسلسل طلبا کو ڈراتا دھمکاتا اور ان کی عزت نفس پر حملہ کرتا تھا اور طالبات کو تنگ کرتا تھا۔ طلبہ کا پرامن احتجاج جاری تھا کہ وہاں پر کھڑے انتظامیہ کے لوگ DSA شمس البصر، ڈین فیکلٹی آف سائنس ڈاکٹر معظم نے تمام سکیورٹی گارڈز کو حکم دیا کہ طلبا و طالبات پر ڈنڈے برسائے جائیں تاکہ ان کے اس احتجاج کو ختم کیا جائے۔ اس دوران شعبہ ریاضی کے تمام طلبا و طالبات نے اپنے شعبہ کے تمام اساتذہ کو فون کیا کہ ان پر لاٹھی چارج کیا جا رہا ہے اور وہ ان کی مدد کو پہنچیں اور آکر ان کی جان بچائیں لیکن شعبہ ریاضی کے صرف ایک استاد توصیف اسلم آئے اور انہوں نے تمام سکیورٹی گارڈز کے آگے ہاتھ جوڑے اور ان کو پیچھے ہٹایا اس دوران گارڈز نے ان پر بھی ڈنڈے برسائے۔ یوں وہاں پر ماحول ایسے بن گیا جیسے میدان جنگ ہو۔ اس واقعہ کے بعد طلبا و طالبات نے اس واقعہ کی انکوائری کا مطالبہ کیا اور انکوائری کی یقین دہانی بھی کرائی گئی لیکن اگلے دن یونیورسٹی کو تا حکم ثانی بند کر دیا گیا۔

اس تمام واقعے میں یونیورسٹی کے طلبا و طالبات شدید زخمی ہوئے۔ مزید یہ کہ طلبا و طالبات کو فیل کرنے، سمسٹر میں لٹکائے رکھنے اور یونیورسٹی سے نکالنے کی دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ اس معاملے میں طلبا و طالبات کی جانب سے اپیل کی گئی ہے کہ وائس چانسلر ڈاکٹر بلال خان، چیئرمین شعبہ ریاضی ڈاکٹر طاہر محمود، DSA شمس البصر اور ڈین فیکلٹی آف سائنس ڈاکٹر معظم اور چیف سکیورٹی آفیسر کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور سے فوری طور پر نکالا جائے کیونکہ یہ یونیورسٹی میں تعلیم نہیں شر پھیلا رہے ہیں۔ ان کی وجہ سے آئندہ کوئی بھی اپنی بہن اور بیٹی کو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں نہیں بھیجے گا۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو سوموار تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: اس کو سوموار تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں اور آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ گیارہویں اجلاس کی ایک تحریک التوائے کار ہے جو کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں ہے اور جب میں نے رانا ثناء اللہ خان کی خدمت میں عرض کی کہ تحریک التوائے کار پر ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ رانا صاحب محترم نے فرمایا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ وہ تحریک التوائے کار کہاں گئی؟ اب جناب! بات یہ ہے کہ جو ایک اہم تحریک التوائے کار تھی جو پیش ہو چکی ہے وہ ابھی تک pending ہے اور آج حالت یہ ہے۔ میں نے اس کی کاپی نکلوائی ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس کو دوبارہ پڑھوں۔ آپ رانا صاحب سے پہلے observation لے لیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کو دوبارہ پڑھ لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، بالکل پڑھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا نمبر کیا ہے؟

پراپرٹی ٹیکس کے عملہ اور افسران کی ملی بھگت سے پراپرٹی کی غلط تشخیص سے مالکان کو مالی پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: اس کا نمبر ہے 308/09

میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کا عملہ صوبہ میں کروڑوں روپے کی کرپشن میں ملوث ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کے عملے نے ٹیکس دہندگان جن کو پورا عزت واحترام ملنا چاہئے کو ڈرانے دھمکانے کے لئے غنڈوں اور بدمعاشوں کی خدمات بھی حاصل کی ہوئی ہیں۔ یہ امر حقیقت ہے کہ پراپرٹی مالکان کو کبھی سرخ اور کبھی کالا نوٹس بھیجا جاتا ہے۔ پھر وارنٹ گرفتاری جس کا انہیں قانوناً اختیار نہ ہے بھیج دیتے ہیں۔ پہلے جان بوجھ کر پراپرٹی کی غلط تشخیص اور اکثر فرضی کرایہ داروں کے نام ڈالے جاتے ہیں۔ مالکان جائیداد کے نام بھی دانستہ بدل دیئے جاتے ہیں اور پھر ان کی درستی کے لئے علیٰحدہ مطالبہ ہوتا ہے۔ عملہ اپنے افسران کی ملی بھگت سے اکیسویں صدی میں بھی اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مہاراجوں اور سکھ دور حکومت کے تاریخی بدنام اہلکاروں کی یاد دلاتا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کا عملہ اور افسران محکمے میں ایک بار بھرتی کے بعد یہیں سے ریٹائر ہوتے ہیں اور کرپشن کے ایسے طریقے جانتے ہیں جس کو سپر کمپیوٹر بھی نہیں پکڑ سکے گا۔ ایک ہی بازار اور ایک ہی علاقہ کی پراپرٹیوں کے ٹیکس میں زمین وآسمان کا فرق رکھا جاتا ہے جس نے پیسے دے دیئے اس کا ٹیکس چودہ سو روپے اور جس نے نہ دیئے اس کا ایک لاکھ چالیس ہزار روپے سالانہ ہو جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پراپرٹی ٹیکس کے تمام عملہ اور افسران کو فوری طور پر ایسے محکموں میں بھیجا جائے جہاں قطعاً direct public dealing نہ ہو۔ ویسے بھی taxation reforms میں frequent transfer taxation law کا بنیادی اصول طے شدہ ہے۔ ایسی ترامیم بہت ضروری ہیں جس سے ٹیکس گزار اور عملہ کا آپس میں تعلق ختم ہو جائے اور عملہ کے صوابدیدی اختیارات نہ رہیں۔ تمام کار خاص جو اصل میں محکمہ کے ریٹائرڈ ملازمین ہیں پر نظر رکھنا بہت ضروری ہے جو بددیانت ملازمین کے ایجنٹ کا کردار بخوبی سے نبھا رہے ہیں۔ یہ امر بھی یقینی بنایا جائے کہ پراپرٹی ٹیکس میں کوئی نیا ملازم تین سال سے زائد نہ رہ سکے۔ پراپرٹی ٹیکس کے عملے کو ٹیکس دہندگان کا احترام وسلیقہ سکھایا جائے۔ ان تمام امور کے ساتھ ساتھ محکمہ کے تمام بددیانت ملازمین جن کے نام کوئی صیغہ راز نہ ہیں اور جنہیں سب جانتے ہیں کے شاہانہ

رہن سہن اور بود و باش کو بھی مدنظر رکھا جائے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ جب میں نے یہ تحریک پیش کی تھی اس کے بعد باقاعدہ پراپرٹی ٹیکس کے عملے نے میری ذاتی لاہور کی پراپرٹی سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور جو ہو رہا ہے میں تو اس سے نمٹ ہی رہا ہوں لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جن بڑے ہوٹلوں کو شراب فروخت کرنے کی اجازت دی گئی ہے صرف وہاں کا ریکارڈ نکال لیں کہ وہاں پچھلے پانچ چھ سال سے وہی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ پچھلے دور حکومت میں مجھے کہا گیا تھا کہ گاڑیوں کی رجسٹریشن کے بارے میں کوئی foolproof system بنا کر دیں۔ میں نے گورنمنٹ کے کہنے پر اس وقت کے سیکرٹری کو سارا system بنا کر دیا تھا۔آپ کو پتا ہے کہ فرید کورٹ ہاؤس میں روزانہ سینکڑوں /ہزاروں لوگ آکر پریشان ہوتے ہیں اس سسٹم کو دومنٹ میں سیدھا کیا جا سکتا ہے اگر اس سسٹم کے تحت گاڑیوں کو رجسٹر کرا کر سڑکوں پر لایا جائے۔

جناب سپیکر!اب یہاں پر حالات یہ ہیں کہ سینما ہال پر کوئی ٹیکس نہیں، chair lift پر کوئی ٹیکس نہیں اور سرکس پر کوئی ٹیکس نہیں تو اس طرح اگر ان heads کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے اور ابھی ہمارے محترم وزیر خزانہ نے جو بجٹ دیا ہے اس میں انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس سال recovery زیادہ کریں گے، کم از کم اس عملے سے تو کبھی recovery نہیں ہو گی۔ میں یہاں پر ان لوگوں کے نام نہیں لینا چاہتا، میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر ایک کمیٹی بنائیں میں ثابت کر سکتا ہوں کہ اس head میں گورنمنٹ کا کتنا نقصان ہو رہا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں صاحب!

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! محترم شیخ صاحب نے جو بات کی ہے میں کہوں گا کہ ان کی تحریک کو pending کر لیں اور میں تھوڑا سا یہ بھی کہوں گا کہ اس سال ہم نے خصوصی طور پر محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی capacity building کے لئے فنڈز رکھے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم اس سال نئے لوگ بھی اس محکمے میں hire کریں گے اور اس کی total capacity building کی جائے گی تاکہ ہم نے جتنا ریونیو اکٹھا کرنا ہوتا ہے اس کے لئے واقعی اس محکمے میں سٹاف کم ہے۔اس کو ہم بالکل بہتر کر رہے ہیں ان کی ٹریننگ بھی کریں گے۔ شیخ صاحب نے سینما، سرکس اور

chair lift پر ٹیکس کے حوالے سے جو بات کی ہے پچھلی گورنمنٹ میں انہیں exempt کیا گیا تھا تو ہم اس کو بھی review کر رہے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب نے اس پر ایک سپیشل کمیٹی بنا دی ہے ہم شیخ صاحب سے بھی اس پر consult کر لیں گے اگر آپ اس پر ہاؤس کی بھی کوئی کمیٹی بنانا چاہیں تو وہ آپ کی صوابدید ہے۔ ویسے اس پر چیف منسٹر صاحب نے already ایک کمیٹی بنائی ہے اور ہم شیخ صاحب سے ان کی proposals لینا چاہیں گے کیونکہ ہم نے اس کو finalize کر کے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کو بہتر کرنا ہے اور revenue collection بڑھانا ہے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب نے نشاندہی کی ہے کہ جو لوگ ہوٹلوں کو شراب کے پرمٹ دیتے ہیں وہ عرصہ دراز سے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ان کا آپ نوٹس نہیں لے سکتے؟

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے اسی لئے کہا ہے کہ اگر اس تحریک کو pending کر دیں تو میں انہیں exactly بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: میں اس پر کمیٹی نہیں بناتا اس کو Monday تک pending کرتے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر اس پر مفصل رپورٹ تیار کر کے مجھے بھی بتائیں اور جتنے لوگ اتنے عرصے سے وہاں پر لگے ہوئے ہیں ان کو وہاں سے فارغ کیا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے بات کو سمجھ لیا ہے۔ میں اس معزز ایوان کے سامنے صرف ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف گاڑیوں کی رجسٹریشن میں، میں انہیں full bank guarantee دیتا ہوں اور جتنی ان کی income ہے اس میں 25 فیصد اضافے کا کہتا ہوں۔ اگر یہ 10۔ارب کی بنک گارنٹی کہتے ہیں میں دیتا ہوں اور میں 25 فیصد ان کا ٹیکس بڑھانے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ شراب کے پرمٹوں پر جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں یہ بڑے بڑے لوگوں کو ہلا دیتے ہیں، خود نہیں ہلتے، ان کی اتنی powerful line ہے۔ باقی میرے بھائی منسٹر صاحب اپنے طور پر کوشش کر کے دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ بھی میری تھوڑی سی رہنمائی فرمائیں گے تاکہ جو لوگ اتنے عرصے سے بیٹھے ہیں ایک لسٹ مجھے بھی بنا کر دیں تاکہ ان کے ساتھ کوئی discussion ہو تو انہیں بتایا جائے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے لیکن اب آپ اس پر Monday کو ایک کمیٹی ضرور بنادیں تاکہ یہ مسئلہ حل ہو۔ میں ریکارڈ پر ایک بات لانا چاہتا ہوں جو ابھی میاں صاحب نے کہی ہے۔ منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم نئے لوگ لا رہے ہیں، نہیں جناب! نیا خون تب کام کرتا ہے جب پہلے والا گندا خون نکالا جائے۔ جب تک گندا خون نہیں نکلے گا نیا خون کچھ نہیں کرے گا۔ اس گندے خون کو کہیں اور بھیج دیں، بہت سارے ایسے ڈیپارٹمنٹ ہیں یا ان سے ویسے ہی جان چھڑالیں، انہیں golden shake hand دے دیں بلکہ انہیں تو golden shake hand کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان کے پاس اتنا پیسا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو انشاء اللہ satisfied کریں گے۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جہاں پر آپ اتنی مہربانی کر رہے ہیں میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 171/09 ہے اس کو بھی پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب! پیش کریں۔

محکمہ خزانہ کا فنڈز کے اجراء پر اپنی غلطی کی درستی نہ کرنے سے سکولوں کی اپ گریڈیشن نہ ہونے کی وجہ سے مقامی طلباء و طالبات کو داخلہ میں پریشانی کا سامنا

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ فنانس پنجاب نے بروئے چٹھی نمبری W&M-1-31/2006-07 مورخہ 15- مارچ 2007 بر تعمیل ڈائریکٹو جناب وزیراعلیٰ پنجاب نمبر DS-ICM/06/OT-4/135335 مورخہ 2- ستمبر 2006 ضلع سرگودھا کے تین سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے فنڈز جاری کئے جن میں (I) اپ گریڈیشن گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 119 شمالی کو ہائر لیول کے لئے 7.775 ملین روپے (II) اپ گریڈیشن گورنمنٹ بوائز ہائی سکول چک نمبر 109 جنوبی کو ہائر لیول کے لئے 9.168 ملین روپے اور (II) اپ گریڈیشن گرلز ہائی سکول چک نمبر 109 جنوبی کو ہائر لیول کے لئے 4.071 ملین روپے جاری کر دیئے۔ بعد ازاں فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے ان ہی تین سکولوں (i) گرلز ہائی سکول چک 119 شمالی کے لئے 3.888 ملین روپے (ii) بوائز ہائی سکول چک 109 جنوبی کے لئے 4.584 ملین روپے

اور (iii) گرلز ہائی سکول چک 109 جنوبی کے لئے 4.071 ملین روپے دوبارہ جاری کر دیئے۔ عوام کے نمائندوں کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے بذریعہ ڈائریکٹو نمبر DS-1(CMS)/07/OT-4/176645 مورخہ 17-اپریل 07 اور نمبر 1(17)RO(ADP)P&D/2006-LDP مورخہ 12-مئی 07 بعد میں دوبارہ وصول ہونے والے فنڈز کے عوض تین متبادل سکولوں (I) اپ گریڈیشن گرلز ہائی سکول 113 جنوبی کو ہائر لیول کے لئے مبلغ 7.915 ملین (II) اپ گریڈیشن گرلز ہائی سکول چک 104 شمالی کو ہائر درجہ دینے کے لئے مبلغ 7.915 ملین روپے کی متبادل سکیموں کی منظوری فرمائی۔

فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے دوبارہ جاری شدہ رقم 12.543 ملین روپے متبادل سکیموں پر خرچ کرنے کے لئے corrigendum جاری کر دیا اور اس طرح تین متبادل سکیموں پر کام جاری کر دیا گیا ہے لیکن محکمہ فنانس نے دوبارہ غلطی کرتے ہوئے بقایا رقم مبلغ 8.756 ملین روپے بذریعہ چٹھی نمبر FD.W&M-1-31/2007-08 مورخہ 2007-9-8 کی رقم پہلے تین سکولوں کے لئے جاری کر دی جبکہ دراصل یہ رقم تین متبادل سکولوں کے لئے جاری کی جانی تھی۔ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سرگودھا نے بروئے چٹھی نمبری P&D-2008/57/iv-A-67 مورخہ 15-01-2008 کو جناب سیکشن آفیسر (W&M) فنانس ڈیپارٹمنٹ پنجاب کو اس غلطی کی درستی کے لئے corrigendum جاری کرنے کی استدعا کی تاکہ وصول شدہ رقم کو اصل ترمیم شدہ سکولوں پر خرچ کیا جا سکے اور جاری کام مکمل کئے جا سکیں لیکن ایک سال سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود غلطی کی درستی نہیں کی جا رہی اور موقع پر ٹھیکیداروں نے کام بند کر رکھا ہے، اس طرح جن عوام کے مطالبہ پر یہ متبادل سکول منظور کئے گئے تھے وہ نہایت پریشانی میں مبتلا ہیں کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود ان کے بچوں کو اپنے نزدیکی سکولوں میں داخلہ کی سہولت سے بلاوجہ محروم رکھا جا رہا ہے اور وہ اپنے بچوں کو دور دراز سکولوں میں بھیجنے پر مجبور ہو رہے ہیں، سال 09-2008 بھی اختتام پذیر ہونے والا ہے اور اگر یہ موصول شدہ رقم خرچ نہ ہوئی تو ضائع جائے گی اور ایک طرف حکومت کا کثیر سرمایہ جو خرچ ہوا ہے ضائع جائے گا تو دوسری طرف عوام بھی اس سے استفادہ نہیں حاصل کر پائیں گے اور اخراجات میں بھی اضافہ ہو گا۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک میں بڑے لمبے چوڑے فنڈز کی بات کی گئی ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ چیمہ صاحب کے گزشتہ regime کے اثر ور سوخ کا شاخسانہ لگتا ہے۔ اس میں جو اصل صورتحال ہے اسے محکمہ خزانہ سے منگوا لیتے ہیں اس لئے اس تحریک کو سوموار تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو سوموار تک pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرے محکمہ تعلیم کے حوالے سے کچھ points رہ گئے تھے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنی بات کر سکوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ تقریر کرنا چاہتی ہیں، شعر پڑھنا چاہتی ہیں یا کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں تعلیم کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ دو منٹ میں اپنی بات مکمل کر لیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں اپنی بات مکمل کر لوں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ رفعت سلطانہ ڈار!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میرا یہ points بہت ضروری تھا۔ اس دن وقت ختم ہو گیا تھا اور میں بات نہیں کر سکی تھی۔ میرے لئے یہ بات کرنا بڑا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن کا محکمہ نہایت اہمیت کا حامل محکمہ ہے مگر نرسری اور montesori سکولوں نے اودھم مچایا ہوا ہے، یہ اپنی من مانی کرتے ہیں۔ یہ ہر سال اپنی مرضی سے بہت زیادہ فیسیں بڑھا دیتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کنٹینیں بنائی ہوئی ہیں اور وہاں یہ چھوٹی چھوٹی سموسیاں 15/15 روپے میں بچوں کو بیچتے ہیں، چھوٹی چھوٹی disposable mineral water کی بوتلیں 30/30 روپے میں بچوں کو فروخت کرتے ہیں۔ ان کا کوئی طریق کار نہیں ہے۔ انہوں نے فیسیں بھی زیادہ رکھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! اگر سرکاری سکولوں کی طرف دیکھیں تو وہاں امتحان کا طریق کار نہایت غلط ہے۔ جب ایک بچہ کمرہ امتحان میں داخل ہوتا ہے تو اس وقت اس کی چیکنگ نہیں ہوتی، جب وہ کمرہ امتحان میں بیٹھ جاتا ہے، 20 منٹ تک پیپر کرتا ہے تو بعد میں اگر اس کی جیب سے موبائل نکل آتا ہے تو

وہ چھین لیتے ہیں۔ وہ موبائل واپس بھی نہیں کرتے اور اس بچے کو تین سال کے لئے امتحانات سے باہر بھی کر دیا جاتا ہے۔ اتنی بڑی سزا تو کسی چور کی بھی نہیں ہوتی جو اس بچے کو دی جاتی ہے۔ جب بچے کو اتنی بڑی سزا دی جائے تو وہ بچہ گھر والوں اور سکول والوں سے باغی ہو جاتا ہے۔ وہ معاشرے میں ناسور بن جاتا ہے۔ اس چیز کو ہم نے سختی سے روکنا ہے۔

جناب سپیکر! میرا تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ کہیں جون کے مہینے میں رزلٹ آ رہا ہے، کہیں مئی کے مہینے میں اور کہیں فروری کے مہینے میں رزلٹ آ رہا ہے۔ پہلے طریق کار یہ ہوتا تھا کہ 31۔مارچ کو رزلٹ آتا تھا۔ اس کا سب کو پتا ہوتا تھا کہ 31۔مارچ کو بچوں کا رزلٹ آئے گا۔ اب یہ اپنی من مانی کرتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ چھوٹی جماعت سے لے کر میٹرک تک کا رزلٹ 31۔مارچ کو آنا چاہئے۔ اس سے کم از کم کوئی regularity تو پاکستان میں نظر آئے گی، کوئی punctuality تو نظر آئے گی اور کسی چیز کا وجود تو نظر آئے گا۔ اس طرح تو پتا ہی نہیں چلتا کہ ہمارے ملک میں امتحانات کا طریق کار کیا ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ

پوائنٹ آف آرڈر

صدر مملکت کی زیر صدارت ارسا کی میٹنگ میں پنجاب کے نہری پانی میں کمی کا فیصلہ

میاں شفیع محمد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ جب وزیر آبپاشی آئیں گے تو آپ بات کر لیجئے گا۔

جناب سپیکر: وزیر آبپاشی تشریف لا چکے ہیں۔ میاں شفیع محمد صاحب! آپ اپنی بات repeat کر دیں۔

میاں شفیع محمد: جناب سپیکر! میں repeat کر رہا ہوں کہ جنگ اخبار میں خبر لگی ہے کہ "سندھ کی زرعی ضروریات پوری ہونے تک تربیلا میں پانی ذخیرہ نہ کرنے کی ہدایت۔ چشمہ، جہلم اور تونسہ پنجند کی نہریں بند۔" اس کے علاوہ Nation میں لکھا ہے کہ No Taunsa-Punjnad water for Punjab

جناب سپیکر! ارسا ایک اتھارٹی ہے جو پانی کی تقسیم کا فیصلہ کرتی ہے۔ یہ فیصلہ کراچی میں جناب صدر کی زیر صدارت ہوا ہے۔ یہ کس اختیار کے تحت فیصلہ کیا گیا ہے اور کیسے پنجاب کا پانی cut کیا گیا ہے؟ یہاں پنجاب اسمبلی in session ہے اور ہمارا حق مارا جا رہا ہے۔ ہمارے حلقوں سے فون آرہے ہیں کہ تمام نہریں بند ہیں۔ اس کے علاوہ پہلے ہی زمینداروں پر ظلم ہو رہا ہے تو یہ مزید ظلم کیوں کیا جا رہا ہے اور اس کا کیا سدباب وزیر آبپاشی یا حکومت پنجاب کرے گی؟ حکومت یہاں پر اس کا جواب دے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کی بات کو آگے بڑھاتا ہوں کہ "The News" کی خبر ہے کہ پورے پنجاب کو بند کر کے 25 ہزار کیوسک پانی سندھ کو اس کے اپنے حصے سے over and above ملے گا۔ یہ پانی کی بہت بڑی مقدار ہے۔ اس سے پورا پنجاب بنجر ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں ہمارے وزیر آبپاشی صاحب تشریف رکھتے ہیں اور خوش قسمتی سے یہ سینئر منسٹر بھی ہیں اور پاکستان پیپلز پارٹی کے یہاں representatives بھی ہیں۔ یہ چیز قطعاً کسی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے کہ پورے پنجاب کو بنجر کیا جائے۔ یہاں حد تو یہ ہے کہ کالا باغ ڈیم نہیں بننے دیا جا رہا اور وہاں کا وافر پانی سندھ کا سمندر میں گر رہا ہے۔ یہ انتہائی serious معاملہ ہے۔ آپ اس پر بات کرنے کے لئے ایک دن رکھیں۔ یہاں پورے پنجاب کے زمیندار بیٹھے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اخبار میں لکھا ہوا ہے کہ:

> Sindh Irrigation Minister Syed Murad Ali Shah said that Punjab till today (Wednesday) was getting 3000 qusics water through Taunsa-Punjnad canal, which from Thursday would be provided to Sindh following the closure of the respected canal.

جناب سپیکر! Thursday یعنی آج canal بند کر دی جائے گی۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! آپ یہ سمجھیں کہ جتنے لوگ سندھ سے پانی لیتے ہیں۔ آج سے ان کا حقہ پانی بند ہو گیا ہے۔ ہمیں یہ قطعاً کسی صورت میں قبول نہیں ہے۔ آپ اس پر پورا دن رکھیں اور وزیر آبپاشی اس کی وضاحت کریں۔ اگر اس قسم کی کوئی move وہاں سے چلی ہے اور پیپلز پارٹی کے higher یہ

کر رہے ہیں تو یہ انتہائی ظلم ہے۔یہ ظلم ہم قطعاً نہیں ہونے دیں گے اور میں یہ کہوں گا کہ کسی بھی زمیندار کو یہاں بیٹھنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ایسے فیصلے کا سندھ سے اعلان ہوا ہے جبکہ پنجاب اسمبلی کا اجلاس بھی ہو رہا ہے۔ سندھی ہمارے بھائی ہیں اور پہلے بھی یہ ہوتا رہا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں باقاعدہ announce کیا جاتا تھا یا پنجاب اسمبلی کے چیف ایگزیکٹو یا ان کی کابینہ کی طرف سے ایک فیصد یا 2 فیصد cut کر کے کچھ کیوسک کا announce کیا جاتا تھا۔ وہ ہمارے بھائی ہیں۔ ان کو پانی دیا جانا چاہئے، وہ پانی جتنا چاہیں لیں لیکن ایک بات جو فرمائی گئی ہے کہ 35 ملین ایکڑ فٹ پانی سمندر میں گر رہا ہے۔ اس کو بچانے کے لئے کچھ نہیں کیا جا رہا لیکن یہ فیصلہ جو ہے۔ پنجاب کے پانی کے بارے میں، اس کے خون کے بارے میں اور bread and butter کے بارے میں ہے اگر پنجاب کا فیصلہ پنجاب میں ہی ہو جاتا تو زیادہ اچھا تھا۔ جناب آصف علی زرداری پاکستان کے دورے پر تشریف لائے ہیں تو آتے ہی انہوں نے یہاں پر یہ فیصلہ کیا ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی allied حکومت کے یہاں پر چیف ایگزیکٹو قائد ایوان میاں شہباز شریف صاحب ہیں، میں ان کا اسم شریف لے رہا ہوں ویسے تو میں یہاں قائد ایوان سے ہی پکارا کرتا ہوں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب پنجاب میں چیف ایگزیکٹو موجود ہیں تو وہ ان سے کہتے تو وہ کر دیتے، اب ان سے کروانے کی بجائے انہی کے کام کئے گئے۔ میں جناب کی وساطت سے نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ چیف ایگزیکٹو پنجاب کے ہیں، پانی پنجاب کا کٹ رہا ہے، فصل پنجابیوں کی مرنی ہے، پیٹ خالی پنجابیوں کے ہونے ہیں اور اگر ڈھور ڈنگر چارے کے بغیر مرنے ہیں تو وہ پنجابیوں کے مرنے ہیں لہذا اس کے لئے فیصلہ بھی ادھر ہی ہونا چاہئے نہ کہ پنجاب کے کام سندھ میں ہوں۔ اب یہ روش ترک کر دی جائے کہ پنجاب کے فیصلے باہر ہوں اور میرا خیال ہے کہ آئندہ نہیں ہوں گے۔ یہاں پر صاحب اقتدار تشریف فرما ہیں تو میں اس چیز پر believe نہیں رکھتا کیونکہ وہ ایک mandate کے ذریعے یہاں پر آئے ہیں اور میں اپنے بھائی کے اس بیان کو بھی نہیں مانتا جو رات سے چینلز پر پٹیاں چل رہی ہیں کہ ہماری وجہ سے ان کے جھنڈے قائم ہیں۔ ان کے جھنڈے ان کے اپنے mandate کی وجہ سے قائم ہیں۔ یہ تو ایک additional سی support انہیں کی گئی ہے جو کسی وقت بھی withdraw ہو

سکتی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب کے پانی کے فیصلے پنجاب کے اندر کئے جائیں۔ میں بہت مشکور ہوں گا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں clarification کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ایک body constituted ہے جس کا نام ارسا ہے تو پنجاب کے فیصلے اگر پنجاب میں نہیں ہونے تو پھر ارسا کی body constituted کیوں ہے؟ یہ تو ان کے دور میں بھی constituted تھی۔ ہم اب اس کو بالکل نہیں مانتے اور ہم اس پر احتجاج کریں گے۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ 1999 میں جب پرویز مشرف جرنیل نے قبضہ کیا تو بھارت نے بگلیہار ڈیم بنانا شروع کر دیا اور بگلیہار ڈیم کے ساتھ ساتھ چناب کا پانی بھی روک دیا، دریائے جہلم پر بھی ڈیم بنانے شروع کر دیئے ہیں اور اب سندھ کا پانی روکنے کا بھی بھارت نے پورا بندوبست کر لیا ہے جس کی پاکستان کو صحرا بنانے کی مذموم کوشش ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جرنیلوں نے تین دریا پہلے بیچے اور ہمارے حصے میں آئے ہوئے باقی کے تین دریا بھی جرنیل نے بیچ دیئے ہیں۔ یہ پاکستان اور پنجاب کے ساتھ جرنیلی اور غداری ہے۔ پاکستان کے باقی کے تین دریا جو پاکستان کے حصے میں آئے تھے ان کا پانی بھی بھارت نے روکا ہے لیکن کسی جرنیل نے جرأت نہیں کی بلکہ انہی کے دور میں دریاؤں کا پانی بند کر کے 8ہزار کیوسک روزانہ کی کمی کی جا رہی تھی اور آج ایک لاکھ کیوسک روزانہ ہمیں ہندوستان کم دے رہا ہے جو انہی جرنیلوں کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اسی point پر میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! 1962 کے accord سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمیں صرف اس کو ایک متفقہ قرارداد میں تبدیل کرنا ہے کہ ہم یہ نہیں ہونے دیں گے۔ میں حکومتی

بنچوں پر بیٹھے ممبران سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ بھی مہربانی کر کے اس issue میں ہمارا ساتھ دیں کہ ہم یہ پانی بند نہیں ہونے دیں گے۔ ہمارا ہاؤس اس پر متفقہ قرار داد لے کر آئے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ابھی سردار صاحب کھڑے ہیں، ذرا ان کی بات سن لیں۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ پنجاب بھر کے لئے یہ نہایت سنجیدگی کا مسئلہ ہے جو ہمارے لئے پریشانی کا مسئلہ بن چکا ہے۔ وزیر آبپاشی صاحب یہاں پر موجود ہیں تو اخبارات کے ذریعے جو خبر ہے کہ صدر صاحب نے ارسا کی میٹنگ بلا کر ان کو ہدایت کی ہے کہ تونسہ پنجند لنک کو بند کر دیا جائے اور پانی تونسہ بیراج جانے دیا جائے۔ معاہدے جن کا اپوزیشن بنچوں سے بھی ذکر کیا جا رہا ہے، یہ water accord میں موجود ہیں اور water accord کے مطابق پنجاب کو پانی کا share ملتا ہے اور اس سے زیادہ ایک بوند بھی نہیں ملتا۔ اسی معاہدے کے تحت downstream تونسہ بیراج اور downstream پنجند سندھ کو پانی جاتا ہے۔ صدر صاحب کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ unilaterally کسی کو اپنے share of irrigation water سے محروم کر دیں۔ پنجند سے نیچے جتنا رقبہ کاشت کیا جاتا ہے اس سے کتنے اربوں کا نقصان ہوا ہے اس کا اندازہ یہاں بیٹھے ہوئے نہیں ہو سکتا اور کتنے لاکھوں لوگوں کا روزگار اس پانی سے منسلک ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہماری زراعت کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہاؤس کی متفقہ recommendation ہونی چاہئے کہ فوری مرکزی کابینہ کا اجلاس بلایا جائے اور اس معاملے کو مرکزی کابینہ میں زیر بحث لایا جائے یا پھر Council of Common Interest جہاں پر پنجاب کی بھی نمائندگی ہو گی تو اس کا فوری اجلاس بلایا جائے اور اس میں یہ مسئلہ پیش کیا جائے کیونکہ ہم خاموشی سے یہ قبول نہیں کر سکتے۔ یہ پنجاب کا اس قدر نقصان ہے جس کا estimate یہاں بیٹھے ہوئے نہیں لگایا جا سکتا۔ میں یہاں پر آپ کی وساطت سے یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے coalition partner وزیر آبپاشی یہاں پر موجود ہیں وہ آج ہی اسی وقت آپ کی ہدایت کے تحت وزیر اعظم سے رابطہ کریں اور اس سنگین مسئلے کا حل آج ہی ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو میں بتانا چاہتا ہوں وہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ کیا کرتے ہیں، پلیز تشریف رکھیں۔ وزیر آبپاشی بات کرنا چاہ رہے ہیں پہلے آپ ان کی بات سنیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جو بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ پنجند نہر کی فوری بندش کے حوالے سے ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں بھی آپ کے ساتھ ہوں، ذرا تشریف رکھیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): صرف ایک منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، پہلے آپ اپنی بات کر لیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آج کے اخبار میں تین اہم فیصلے جناب زرداری صاحب کے حوالے سے آئے ہیں جن میں پنجند نہر کی فوری بندش، تربیلا اور منگلا میں پانی کی سٹوریج کا روکا جانا اور منگلا سے سندھ کو پانی کی فراہمی شامل ہیں۔ یہ فیصلے پنجاب حکومت اور پنجاب اسمبلی کو اعتماد میں لئے بغیر کئے گئے ہیں جو ہمارے صوبہ پنجاب کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ ہے۔ پنجند کی نہر یک طرفہ طور پر بند کر دی گئی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حکم ملا ہے کہ منگلا ڈیم سے پانی سندھ کو دیا جائے گا جبکہ پہلے سے تسلیم شدہ ہے کہ منگلا ڈیم پر صرف پنجاب کا حق ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تربیلا ڈیم میں پانی کی سٹوریج بند کر دی گئی ہے یہ ظلم عظیم ہے، یہ پورے پنجاب کو بنجر بنانے کی سازش ہے۔ صرف جنوبی پنجاب میں ہی نہیں بلکہ پورے صوبہ پنجاب کی زراعت کو تباہ کیا جا رہا ہے اور اب فصلیں بھی نہیں ہو سکیں گی۔ ہمیں ربیع کے سیزن میں پانی ہی نہیں ملے گا تو میں اس حوالے سے صرف اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت سنجیدہ مسئلہ ہے۔ kindly باقی تمام معاملات کو ایک طرف رکھ کر اسی موضوع کو حل کیا جائے کیونکہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔ جنوبی پنجاب کے حقوق کی تو بات کرتے ہیں تو آج جنوبی پنجاب کا پانی ہی بند کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے صدر پر یہ کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے میٹنگ کی اور پنجاب کا حصہ کاٹا۔ میں ان

بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ پاکستان میں صرف ایک سیاسی جماعت ہے جسے چاروں صوبوں کے عوام کا اعتماد اور حمایت حاصل ہے۔جب بھی خون کی ضرورت پڑی تو سب سے پہلے گردن ہماری کٹی۔

"اہل چمن کہتے ہیں یہ چمن ہمارا ہے تمہارا نہیں"

ہم نے اس ملک کو صرف پانی نہیں بلکہ اپنا خون بھی دیا ہوا ہے۔بات کرنے سے پہلے اپنے گریبانوں میں جھانکا کریں۔یہ جو تانگہ پارٹی ہے یہ ایک ایک شہر کی پارٹی ہے اور یہ پاکستان پیپلز پارٹی پر تنقید کرنے سے پہلے اپنے گریبانوں میں جھانکیں۔جہاں تک پانی کا تعلق ہے تو پنجاب کو اس کا پورا پانی کل بھی مل رہا تھا۔ آج بھی مل رہا ہے، تربیلا ڈیم کا پانی پچھلے سال کے مقابلے میں سے 90 فٹ نیچے چلا گیا تھا اس لئے تمام صوبوں کا پانی کم کیا گیا ہے۔جو کل سے improve ہونا شروع ہوا ہے اور اگلے دو دنوں میں وہ پورا ہو جائے گا۔کسی قرارداد کی ضرورت ہے، نہ کسی کو وزیراعظم سے بات کرنے کی ضرورت ہے، میں یہ assure کرتا ہوں کہ پنجاب کا ایک کیوسک پانی بھی اگر کاٹا گیا تو میں ہاؤس سے استعفیٰ دے دوں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب یہاں پر پنجاب کے عوام کے حقوق کی بات ہوتی ہے تو جو ایک یا دو منتخب ہونے والی جماعتوں کے بھی پارلیمانی لیڈر ہیں ہم ان کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ ان کی designated seats پر بھی ہم اپنے کسی ساتھی کو بیٹھنے نہیں دیتے۔جو بھی یہاں پر حق کی بات کرتا ہے ہم اس کا ساتھ دیتے ہیں۔میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو اپنے حق کی بات کی گئی ہے اور یہ جو نشاندہی کی گئی ہے اس پر ناراض ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔اب نشاندہی کرنے والے ہمارے ساتھی اور میرے محترم سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ہیں۔ہر نشاندہی کرنے والے کو تانگہ پارٹی کہہ دینا یہ نہایت ہی نامناسب ہے۔پارٹیاں تانگے پر آتی ہیں یا کسی اور چیز پر آتی ہیں مگر ان کو اس طرح نہیں کہنا چاہئے۔ہم نے پنجاب کے کسانوں کے حق کی بات کی ہے اور اس کا فیصلہ یہاں ہو۔ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس بات کا فیصلہ آپ کر دیں۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان):جناب سپیکر!میری بات مکمل نہیں ہوئی۔میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بہت حصے ہیں، دوسرا حصہ جو ہم نے نہیں چھیڑا وہ آپ سے متعلقہ نہیں ہے indirectly ہے کہ تربیلا میں storage بند کر دی جائے۔storage بند کرنے کا مطلب ہے کہ اس

میں سردیوں میں پانی نہیں چھوڑا جائے گا، ٹربائینز نہیں چلیں گی۔ بجلی کے لئے سردیوں میں بھی لوگ تڑپیں گے۔ ایک بچے کو بھی پتا ہے کہ جب storage بند کر دی جائے تو ٹربائن نہیں چل سکتی۔ چونکہ پانی نہیں چھوڑا گیا اس لئے ٹربائین کس چیز سے چلنی ہے۔ صنعت بند ہو جائے گی۔ میں سینئر ایڈوائزر صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے حق کی بات کی ہے اور اس کے بعد کسی کو، ہم آپ کی عزت کرتے ہیں لیکن کسی بھی پارٹی کو، کسی بھی شخصیت کو تذلیل کی نگاہ سے دیکھیں اور نہ ہی ایسے الفاظ سے ان کو پکاریں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ جو آج اخبار میں اس طرح کی خبریں آئی ہیں اور ان دوستوں نے اس طرح کی نشاندہی کی ہے اگر خدانخواستہ کوئی ایسی بات ہو جائے تو پھر کیا اس کا کوئی علاج میرے اور آپ کے پاس ہے؟ (قطع کلامیاں)

پلیز، میری بات سنیں۔ ہم اس کو کل تک pending کر لیتے ہیں۔ آپ اس کی مکمل confirmation لے لیں۔ آپ کو وہاں سے جو اطلاعات ملتی ہیں کہ جس طرح انہوں نے نشاندہی کی ہے تو اگر کوئی پنجاب کے حقوق پر ڈکیتی کرتا ہے تو اس کو اجازت نہیں دی جا سکتی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ بھی پنجاب کے ہیں۔ پارٹی کوئی بھی ہے، کسی پارٹی سے بھی ہو، پنجاب کا کسان ہے ہم سب کو مل کر ایسے معاملات کو الجھانے کی بجائے سلجھانے کی طرف چلنا چاہیے یہ بات آپ مکمل طور پر پتا کر لیں۔ خدانخواستہ اگر کوئی ایسی بات ہے تو ان سے بات کریں کہ ایسا نہ کریں۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے؟ میں آپ کی اس رائے سے سو فیصد متفق ہوں اور اگر سینئر وزیر کے الفاظ سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں ان کے behalf اور اپنی جماعت کے behalf پر معذرت چاہتا ہوں۔ ہم سب کا احترام کرتے ہیں۔ ان کو غالباً اس لئے یہ الفاظ استعمال کرنے پڑے کہ صدر پاکستان پر یہ الزام لگایا گیا ہے میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ جس اخبار نے یا جن اخبارات نے یہ خبر شائع کی ہے ان کو چاہئے تھا کہ وہ پہلے اس کی تحقیق کرتے لیکن میں آپ کی وساطت سے سینئر وزیر سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خود بھی layman ہیں، میں بھی layman ہوں، آپ بھی layman ہیں۔ ہم ایسی خبر پڑھ کر پریشان ضرور ہوئے ہیں کیونکہ پنجاب کے پانی کے حصے کی بات ہو رہی ہے تو ٹیکنیکل رپورٹ آج کی اور کل کی جناب وزیر آبپاشی منگوالیں کہ out flow کتنا ہے؟ تربیلا سے اور دیگر ڈیموں سے ریکارڈ منگوالیں کہ پچھلے سال اس سیزن میں اس دن پانی کا کیا level تھا اور آج کیا ہے اور کس وجہ سے out flow کم کرنا پڑا ہے تاکہ اس ہاؤس کا

اطمینان ہونا چاہئے۔ ہمیں mislead نہ کیا جائے۔ اخبارات نے اگر mislead کیا ہے تو ان سے پوچھ سکتے ہیں۔ صدر کے اوپر الزام دینا مناسب نہیں ہے میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ بات ہوئی ہے اخبارات نے اگر یہ غیر ذمہ دارانہ بات کی ہے تو ان کو سوچنا چاہئے کہ اس طرح جذبات بھڑکیں گے کوئی صوبہ اپنا حصہ نہیں چھوڑنا چاہتا۔ میں یہی درخواست کروں گا کہ وزیر آبپاشی کو آپ یہ ہدایت فرمائیں کہ وہ پچھلے پانچ چھ ایام کی detailed reports آج اور کل کی جو تازہ ترین ہو گی وہ رپورٹس منگوا لیں جو اس ہاؤس میں پیش کر دی جائیں تاکہ ممبران کا اطمینان ہو کہ پنجاب کا حصہ پنجاب کو مل رہا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں عرض کروں گی کہ:

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کو بات کرنے دیں – ہم ان سے جواب لے رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! مجھے انتہائی افسوس ہے کہ آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔ آپ نے جو الفاظ کہے ہیں مجھے ان پر شدید اعتراض ہے۔ آپ نے کہا ہے کہ اگر ڈکیتی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: میں نے کہا ہے کہ اگر حقوق پر ڈکیتی ہو رہی ہے۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آپ ہمارے لئے انتہائی محترم ہیں، ہم آپ کی انتہائی respect کرتے ہیں لیکن میں بطور وزیر آبپاشی جب یہاں پر statement دے رہا ہوں کہ پنجاب کا ایک کیوسک پانی کوئی لے کر جا سکتا ہے اور نہ جائے گا اس کے بعد آپ نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے یہ نہیں کہا۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں انتہائی معذرت سے کہوں گا کہ مجھے بات کر لینے دیں پھر آپ کر لیں یا آپ کر لیں میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ فرمائیں۔ اگر میری بات سے آپ کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں خود اس کے لئے معذرت خواہ ہوں لیکن میں حقوق کی بات کر رہا ہوں۔ حقوق پر کوئی compromise نہیں ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! اگر آپ پنجابی ہیں تو میں بھی پنجابی ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اگر آپ رانا ہیں تو میں بھی رانا ہوں۔ جب میں نے یہاں ایوان میں statement دے دی ہے اس کے بعد آپ نے یہاں پر جو الفاظ کہے ہیں۔ میں یہاں پر وفاقی حکومت کا نمائندہ ہوں۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کا پہلے کارکن ہوں پھر وزیر ہوں۔ میں ایسی وزارت پر لعنت بھیجتا ہوں کہ جو میری پارٹی پر بات کرے اور میں اسے برداشت کروں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں نے آپ کی پارٹی کی بات نہیں کی ہے۔ میں نے کسی پارٹی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی ہے۔ میں نے بات کی ہے کہ پنجاب کے حقوق پر اگر کوئی ڈاکہ ڈالے تو پھر خاموشی کس طرح ہو گی؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! وفاقی حکومت کس کی ہے؟ پاکستان پیپلز پارٹی کی ہے۔ صدر کس کے ہیں؟ پاکستان پیپلز پارٹی کے ہیں۔ ارسا کے پانچ نمائندے ہیں۔ چار صوبوں سے ہیں اور ایک وفاق کا ہے جو وفاق کا نمائندہ ہے وہ صدر مشرف نے بجائے فیڈرل کا کوئی neutral آدمی دینے کی بجائے اپنا ایک دوست سندھ سے دیا ہے اور ہمارا جو پنجاب سے ارسا کا نمائندہ ہے اس سے میری آج صبح بات ہوئی ہے اس نے کہا ہے کہ جناب ہمارا حصہ ایک کیوسک بھی نہیں کاٹا جا رہا ہے۔ جب میں نے یہاں پر statement جاری کر دی اگر پنجاب کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: اگر کوئی ڈاکہ ڈالے، میں آپ کی پارٹی کی بات نہیں کر رہا۔ کوئی بھی پارٹی کسی سے بھی اگر پنجاب کے حقوق کی تلفی ہوتی ہے تو یہ کس لئے ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! جب میں نے کہہ دیا ہے اور مجھے اپنی وفاقی حکومت پر اندھا اعتماد ہے کیونکہ ہماری جماعت چاروں صوبوں میں ہے اور وہ صوبہ پنجاب کو سب سے زیادہ اہمیت دیتی ہے۔ وفاقی حکومت صوبہ پنجاب کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی کہ اس کا ایک کیوسک پانی کاٹا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جو statement میں نے جاری کی ہے اس کے بعد میں چاہوں گا کہ کل کوئی statement دوں نہ میں چاہوں گا کہ آپ اس بارے میں کوئی قرارداد لائیں۔ میں اب پھر بڑے واضح الفاظ میں کہہ کر اپنی بات ختم کروں گا کہ پنجاب کے حصے کا ایک کیوسک پانی بھی کسی اور صوبے کو نہیں جائے گا۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ اے پی پی کی official news ہے جو کہ سرکاری handout release کیا ہے جس میں لکھا ہے کہ There are no Taunsa-Punjnad water for Punjab میں آپ کو مخاطب کرتے ہوئے آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کسی کو بھی اور راجہ صاحب کو بھی یہ محسوس نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ہمارے ساتھی ہیں اور ہمارے colleague ہیں اور انہوں نے بڑے فخر سے کہا ہے کہ ہم پنجابی ہیں تو ہمیں اس بات کا بھی بڑا احترام ہے اور اس ایوان کا حصہ ہیں لیکن یہ dictatorial attitude ہے کہ میں نے کہہ دیا تو قرارداد ہی کوئی نہ آئے اور ایک وزیر صاحب نے جو کہہ دیا تو اسے حرف آخر ہی سمجھ لیا جائے۔ Feed غلط کر دیا جاتا ہے مثال کے طور پر وزیر خزانہ صاحب نے کل کہا تھا کہ ہم نے چار کولڈ سٹوریج پچھلے سال شروع کروا دیئے تھے جن میں سے ایک ایئرپورٹ کے پاس مکمل ہو چکا ہے۔ انہیں یہ کسی نے لکھ کر دے دیا چار نہیں شروع ہوئے۔ وزیر اپنے تئیں ٹھیک اور آپ بجا فرما رہے ہوں گے۔ راجہ صاحب بالکل اپنے intellectual honesty سے صحیح بیان فرما رہے ہوں گے لیکن سپیکر، ڈپٹی سپیکر اور تمام وزراء سمیت ہم اس ایوان کے ممبران ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس ایوان میں آتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے 25 سال ہو گئے ہیں۔ خدا کے لئے یہ کئی دفعہ اس دور سے گزرا ہے کہ جب ہم نے ایک غلطی کی ہے۔ یہ بہت نازک وقت سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں

کوشش کرنی چاہئے کہ ہم دوسرا بجٹ بھی پیش کر سکیں اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم یہاں پر پانچ سال کے لئے منتخب ہو کر آئے ہیں اور پانچ سال تک کام کر سکیں۔ اپنی ذاتی لڑائیوں سے، اپنی ذاتی انا سے، اپنے خاندانوں کی انا سے، اپنے ناموں کی انا کے اندر نہ الجھ جائیں۔ ہمیں عوام جن کی ایڑھیاں پھٹی ہوئی ہیں، جن بچوں کے پاؤں میں جوتیاں نہیں ہیں اور جن لوگوں کے پیٹ میں روٹی نہیں ہے۔ خدا کے لئے ان کے لئے سوچتے ہوئے اپنی انا کو چھوڑنا چاہئے۔ پارٹیاں اسی وقت تک ہیں جب پاکستان ہے۔ اگر پاکستان نہیں ہے تو پارٹی بھی کوئی نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور راجہ صاحب کی ہر بات کو مانتا ہوں اور ان کی پارٹی کی عزت کرتا ہوں، ان کے خیالات کی عزت کرتا ہوں اور ان کے خیالات کو صحیح مانتا ہوں اور ہو سکتا ہے کہ کوئی clerical mistake ہو۔ میں یہ چاہوں گا کہ کوئی قرارداد لائی جائے کیونکہ قرارداد لانا تو ایوان کا کام ہوتا ہے۔ اس سے کسی کی بے عزتی ہوتی ہے نہ کسی کا سر بلند ہوتا ہے۔ ہم آپ کے ہر کہے کو صحیح مانتے ہیں آپ اس کو جھگڑے کی طرف نہ لے کر جائیں بلکہ حقوق کی طرف لے کر جائیں۔ شکریہ

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں چودھری ظہیر صاحب کا انتہائی احترام کرتا ہوں۔ یہ میرے بھائی ہیں لیکن آج مجھے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ انہیں اس غریب کا خیال بھی آ گیا، اس یتیم کا بھی خیال آ گیا۔ اس مریض کا بھی خیال آ گیا۔ اس ان پڑھ بچے کا بھی خیال آ گیا۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

MR. SPEAKER: Order please, Order please

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے ابھی وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کی طرف سے ایک تحریری جواب ملا ہے کہ انہوں نے اس مسئلے کی سنگینی کا احساس فرماتے ہوئے آج شام کو میٹنگ بلائی ہے جس میں آپ کی قیادت میں اس ایوان کے نمائندے ہوں گے اور محکمہ کے افسران ہوں گے اور اس معاملے کی تحقیق کر کے رپورٹ کل آپ کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ میرے اس بیان کے بعد اس معاملے پر مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم مطمئن ہیں اور تلخیوں کو ختم کرنے کے لئے ہماری طرف سے ایک لفظ یا ایک جملہ بھی ادا نہیں کیا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر ایوان میں بہت سے اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

سرکاری کارروائی

عام بحث

سالانہ بجٹ برائے سال 10-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: معزز اراکین اسمبلی سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف کریں۔ اب گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔ اب ہم گوشوارہ سالانہ بجٹ بابت سال 10-2009 کے مطالبات زر پر کارروائی کا دوبارہ آغاز کرتے ہیں۔ کل کے مطالبات میں مطالبہ زر PC-21013 اور PC-21015 پر بحث اور رائے شماری مکمل کر لی گئی تھی۔ اب cut motions کے ذریعے مطالبات زر پر کارروائی آج ڈیڑھ بجے تک جاری رہے گی۔ اس کے بعد guillotine apply کر دی جائے گی۔ وزیر خزانہ پنجاب مطالبہ زر نمبر PC-21016 پیش کریں۔ جی، وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21016

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 22۔ارب 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 22۔ ارب 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ سیمل کامران، انجینئر شہزاد الٰہی!

آپ لوگوں میں سے اس کٹوتی کی تحریک کون پیش کرے گا؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس تحریک کو میں پیش کروں گی۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"22 ارب۔ 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21016 خدمات "صحت" کم کر کے ایک روپے کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"22 ارب۔ 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ نمبر PC-21016 خدمات "صحت" کم کر کے ایک روپے کر دی جائے۔"

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! I oppose it

جناب سپیکر: وزیر صحت نے اس کو oppose کیا ہے۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ لوگوں کی مکمل توجہ اس امر کی طرف چاہتی ہوں کہ جو قوموں کی عزت اور قوموں کی صحت کے بارے میں ہے۔ آج پنجاب کے بجٹ کی خطیر رقم جو اس زمرے میں دی گئی ہے اس کو زیر بحث لانا انتہائی اہم ہے۔ میں پہلے بھی اپنی تقریر میں واضح کر چکی ہوں کہ جب بھی ہم health کی بات کرتے ہیں تو سب سے پہلے اس کے لئے ایک pyramid یا ایک تکون بنایا

جاتا ہے جس میں اس کی base رکھی جاتی ہے۔اس base میں سب سے زیادہ توجہ جس کو دی جاتی ہے وہ primary health care ہے۔یہ وہ شعبہ یا بنیاد ہے جس سے آپ 75 فیصد مریضوں تک پہنچتے ہیں اور صحت عامہ کا تمام کا تمام دارومدار اس primary health care پر ہوتا ہے۔اس کے بعد ان مریضوں کو سنبھالنے کے لئے secondary health care یا وہ ادارے اور بڑے ہسپتال جن میں صرف اور صرف 25 فیصد مریض جاتے ہیں جیسے کینسر، ہیپاٹائٹس، ٹرانسپلانٹس، کڈنی وغیرہ۔اس کے بعد جو تیسرا tare یا تکون بنتا ہے یہ اس administration کا ہوتا ہے جو اس پورے معاملے کو smoothly چلانے کے پابند ہوتے ہیں اور یہ ایک فیصد اس تکون کا ہے۔جب آپ ان budgetary figures کو دیکھیں تو پنجاب کے بقراطوں اور سقراطوں نے بیٹھ کر جو یہ بجٹ بنایا ہے اس میں انہوں نے اس تکون کو بالکل الٹا کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: میں تمام معزز ممبران سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ اس ہاؤس میں بیٹھ کر ٹیلیفون کا استعمال بالکل نہ کیا جائے۔جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں بات کر رہی تھی پنجاب کے ان بقراطوں کی جنہوں نے انٹرنیشنل فلسفہ اور اسے آسان سی بات سمجھ کر آنے والے فلسفوں کو الٹ دیا ہے۔میں اس ساری بات کو انتہائی easy words میں بیان کرنے کی کوشش کروں گی تاکہ عوام تک یہ message پہنچے کہ یہ جو primary health care ہے، اگر آپ white paper کے صفحہ 58 کے table 5.4 میں دیکھیں یا ان کی demand of grants کی Vol-II کو دیکھیں تو اس میں primary health care کے ساڑھے 6۔ارب روپے کو گھٹا کر 3.6۔ارب روپے کر دیا گیا اور پھر 9۔ارب روپے کو 1.8۔ارب روپے کر کے اس رقم کو گول مول کر دیا گیا ہے۔جس factor میں 75 فیصد مریض مستفید ہوتے ہیں اس کے بجٹ کو سیدھا سیدھا آدھا کر دیا گیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ایک روایت بھی ہے اور اس روایت کو اچھے طریقے سے آگے بڑھاتے ہوئے کل وزیراعظم پاکستان نے ہاؤس میں ایک statement دی تھی اور انہوں نے cut motions میں سیکرٹری کا لفظ استعمال کیا تھا کہ cut motions پیش کرتے

ہوئے اگر سیکرٹری موجود نہیں ہوگا تو وہ اپنے آپ کو اس کرسی پر مت سمجھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیراعظم صاحب نے کل بہت اچھی statement دی تھی۔ آج ہمارے ساتھی اپنے معروضات پیش کر رہے ہیں تو میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت سیکرٹری ہیلتھ تشریف فرما ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہاں پر ایڈیشنل سیکرٹری صاحب آئے ہوئے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں دوبارہ الفاظ دہراتا ہوں کہ Prime Minister نے کل کہا تھا کہ سیکرٹری اگر موجود نہیں ہوگا تو وہ اپنے آپ کو اپنی کرسی پر نہ سمجھے۔

وزیر صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ بات قومی اسمبلی میں ہوئی ہے اس کا یہاں اظہار نہیں ہوا ہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ ایسا ہونا ضروری ہے اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ implement بھی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری ہے اور سیکرٹری صاحب کو ابھی بُلا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان تمام محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان جن کا یہاں دن ہو ان کو موجو ہونا چاہئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا جو موقع دیا اور اس پر وزیر صاحب نے جو فرمایا ہے میں اس سے مطمئن ہوں کیونکہ سیکرٹریٹ کی طرف سے ایوان کی بالکل ہی پروانہیں کی جارہی ہے چونکہ اب آپ نے بھی ارشاد فرما دیا ہے ہم اس سے مطمئن ہیں، بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہی تھی کہ primary health care میں 3.7۔ارب روپے کی جو رقم رکھی گئی تھی 75 فیصد امراض اور ان کے تدارک کے لئے ویکسینیشن وغیرہ کے لئے رکھی گئی تھی اس کو آدھا کر دیا گیا ہے۔ یعنی 75 فیصد مریضوں نے جس چیز سے مستفید ہونا ہے اس رقم کو آدھا کر دیا گیا ہے۔ یہ اس budgetary figures کا سب سے حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ کیا یہ بجٹ عوام کے لئے بنا ہے یا نہیں؟ اس بجٹ کی یہ سب سے بڑی غلط بات ہے اور اس پر جتنی شدید تنقید، بر ہمی

اور افسوس کا اظہار کیا جائے وہ کم ہے۔ دوسرا یہ کہ secondary health care میں 2.8 یا 2.9۔ارب روپے کی رقم کو بڑھا کر 3.9۔ارب روپے کر دیا گیا ہے یعنی کہ اس کا ایک یا ڈیڑھ ارب نہیں بلکہ اس کو دگنا کر دیا گیا ہے۔ Secondary health care میں، میں پہلے بھی واضح کر چکی ہوں کہ یہ وہ white elephant hospitals یا وہ بڑے ہسپتال ہیں جو صرف پچیس فیصد مریض دیکھتے ہیں میں یہ نہیں کہتی کہ ان کو رقم نہ دی جائے لیکن یہ ایک comparison کے لئے ہے کہ primary health care کا پیسا تو آپ نے آدھا کر دیا لیکن secondary health care جو ایک چھوٹا segment ہے، بے شک وہ بھی بڑا ضروری segment ہے اس کا پیسا آپ نے دگنا کر دیا ہے۔

تیسری بات جو سب سے حیرت انگیز ہے کہ بیوروکریٹس، ایڈمنسٹریشن، ڈی ایم جی گروپ نے اس دفعہ ایک اور جسے کہتے ہیں "بیوروکریٹک گگلی" کرائی ہے۔ اگر آپ جیو پر کامران خان کا شو دیکھتے ہیں تو وہاں شوکت ترین نے بھی اس چیز کا اظہار کیا کہ فیڈرل گورنمنٹ کے بجٹ میں بھی بیوروکریٹس نے گگلی کرا کے دو چار وکٹیں politicians کی گرائی ہیں اور یہاں بھی یقیناً یہی ہوا ہے کیونکہ اگر آپ دیکھیں گے کہ 1.031۔ارب سے چار گنا اضافہ کر کے 4.662۔ارب روپے بیوروکریٹ کو ادا کر دیا گیا ہے تاکہ وہ اس چیز کو supersede کر جائیں۔

جناب عالی! ہیلتھ میں بے شک ان کو بھی facilitate کرنے کی ضرورت ہے مجھے اس چیز پر اعتراض نہیں ہے کہ ان کی facilities and working conditions کو بہتر کیا جائے لیکن مجھے اس چیز پر اعتراض ہے کہ primary health care کے بجٹ کو آدھا کر کے غریب عوام اور دکھی لوگوں کو supersede کر کے وہ لوگ جو اپنی جیب سے 1220 روپے یا 15 ڈالر انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق اپنی جیبوں سے خرچ کرتے ہیں اور کل فیڈرل گورنمنٹ 2 ڈالر اور پنجاب گورنمنٹ 3 ڈالر ادا کرتی ہے ان غریب لوگوں کا کیا قصور ہے ان کو چھوڑ دیں؟ یہ جو 240 روپے فی کس خرچ کر رہے ہیں اس میں تو صاف ظاہر ہے کہ یہ تو وہ بھی خرچ کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اب یہ کل 120 روپے فی مریض خرچ کریں گے اور باقی کا سارا کچھ چار گنا ان بیوروکریٹس کی جیب میں چلا جائے گا۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ شوکت ترین صاحب نے یہ واضح لفظوں میں ٹی وی پر announce کیا ہے کہ اس کی investigation کی جائے گی اور میں آپ کی وساطت سے میاں محمد شہباز شریف اور منسٹر تک یہ بات پہنچانا چاہتی ہوں کہ اگر اس چیز پر ذرا غور کر لیا جائے کہ کیا یہاں کوئی گگلی یا کوئی یار کر تو نہیں ہو گیا؟ اس کو دیکھنا انتہائی

ضروری ہے کیونکہ ان بجٹ figures کے مطابق ان کو عوام کی کوئی فکر نہیں، ہاں! انہیں white elephant hospitals اور بیوروکریٹس کی فکر ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم کا خیال کیجئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! باتیں آج پوری ہوں گی۔ میں آپ کو دیہی علاقے یا primary health care کے بارے میں یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ 80-1970 کی دہائی میں بنیادی ہیلتھ مراکز اور دیہی مراکز یعنی DHQs and RHCs کا ایک نیٹ ورک قائم کیا گیا تھا۔ 80 کی دہائی میں قائم کئے گئے اس نیٹ ورک کے حالات دن بدن دگرگوں ہوتے چلے گئے اور ہماری حکومت نے repair and renovation کے لئے 295 RHCs and 2456 DHQs کے لئے 4.1۔ارب روپے کی خطیر رقم خرچ کی اس رقم سے تمام RHCs یعنی 295 RHCs اور ایک ہزار DHQs پر کام ختم ہو گیا مگر باقی کے جو کام تقریباً 1200 یا 1500 DHQs پر رہ گئے ہیں اس کے لئے اس حکومت کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے صرف 30 کروڑ روپے رکھے ہیں، 30 کروڑ روپے تو اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے اور یہ رقم اس سے زیادہ 50 DHQs کے لئے کافی ہو گی۔ یہ Basic Health Units جہاں پر دیہات کا مریض جاتا ہے، جہاں غریب مریض جاتا ہے، جہاں وہ مریض جاتا ہے جو ان quacks اور حکیموں کے ہتھے چڑھ کر اپنی بیماریوں کے کسی shelter کے لئے جاتا ہے اس کے لئے 30 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، اس سے بڑا مذاق کیا ہو گا؟ اس رفتار سے اگر ان DHQs کو ٹھیک کرنے لگے تو ستر سال درکار ہیں۔

اب میں دوسرے پوائنٹ پر آتی ہوں کہ آپ نے tertiary health care میں نئے میڈیکل کالجوں کا قیام کیا ہے، بے شک WHO اور انٹرنیشنل سٹینڈرڈ یہ کہتے ہیں کہ ہر گیارہ سو مریضوں پر ایک ڈاکٹر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ بالکل صحیح ہے یہ ایک انٹرنیشنل سٹینڈرڈ ہے اور اس وقت پاکستان میں 2400 مریضوں پر ایک ڈاکٹر ہے یعنی کہ We are short of doctors. اس بات میں کوئی شک نہیں۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی محسوس ہوئی کہ شاید اس فلسفے کو زیر نظر رکھ کر پانچ میڈیکل کالجوں کی announcement ہوئی اور ان کے لئے خطیر رقم یعنی کہ ان کی رقم کو دُگنا کیا گیا مگر کوئی ٹھنڈے دل سے غور کرے تو شاید ڈی جی خان کا جو میڈیکل کالج ہے جس کے لئے بہت تھوڑے پیسے رکھے گئے ہیں وہ تو شاید جائز ہے مگر باقی چار میڈیکل کالجوں کو دوبارہ، اس کے بارے میں سوچنا بہت

ضروری ہے۔ ہم ڈاکٹروں کی اتنی بڑی فیکٹری لگا کر ان کی کیا قدر کرتے ہیں یہ بات بھی سُن لیں تین ہزار ڈاکٹر جو کہ میڈیکل کالج سے نکلتے ہیں اس میں ستر فیصد خواتین ہیں کیونکہ خواتین ہیں ہی زیادہ لائق، وہ زیادہ اچھی ہیں، ستر فیصد سیٹیں لیتی ہیں اور تیس فیصد یہ ڈاکٹر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ہمیں کیا کہہ رہی ہیں؟ (قہقہہ)

ڈاکٹر سامیہ امجد: مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ جب آپ ایک دفعہ ڈاکٹروں کی فیکٹری سے تین ہزار ڈاکٹر فی سال نکالتے ہیں تو ان ڈاکٹروں کا آپ کیا کرتے ہیں؟ خواتین جو ہیں وہ زیادہ تر شادی کر کے گھر بیٹھتی ہیں کیونکہ ان کے اوپر کوئی bond یا binding نہیں ہے کہ وہ ہسپتالوں میں ضرور serve کریں گی اور یہ خطیر رقم ان کے لئے جو مختص کی جاتی ہے وہ ان کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اور دوسرا جو تیس فیصد مرد حضرات ہیں وہ باہر کے ملکوں کے service structure اور اُدھر کی بہترین pays لیتے ہیں۔ حب الوطنی کے ہر تصور، ہر گیت، ہر گانے اور ہر جھنڈے کو چھوڑ کر یہودیوں کی غلامی پر، ایڈز کے ہسپتالوں میں ہمارے لائق ترین بچے صرف رزق اور روٹی کے لئے جاتے ہیں۔ یہ بد دلی کی وجہ ہے، اس بد دلی کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے ان professionals کا کوئی خیال نہیں کیا، جب آپ ڈاکٹر بنا لیتے ہیں تو کیا اس لئے بنا لیتے ہیں کہ ایڈیشنل سیکرٹری جا کر انہیں باتھ رومز میں بند کر دیں، کیا آپ ان کو اس لئے بناتے ہیں کہ آپ ان کو سڑکوں پر گھسیٹیں، کیا آپ نے ان کا basic pay structure ٹھیک کیا ہے، کیا آپ نے ان کی payment کے لئے، ان کی professional pride کے لئے کچھ کیا ہے؟ نہیں۔ ڈی ایم جی گروپ کا جو service structure ہے ان کا تو ٹائم سکیل کے مطابق ٹائم پر ٹھیک ہو جاتا ہے اور سب سے خطرناک بات جو آپ کے اور اس سارے ایوان کی نظر میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ ڈی ایم جی گروپ والے اب تمام بڑے ہسپتالوں کے چیف ایگزیکٹو بننے کے لئے شدید رسہ کشی کرتے ہیں۔ ان پروفیسر سے جنہوں نے ساری زندگی اس یونیورسٹی یا اس کالج میں لگائی ہوتی ہے میں پوچھتی ہوں کہ ایک ڈاکٹر کو کس بات کی سزا ہے، ڈاکٹر بننے کی سزا ہے؟ اگر وہ آفیشل ڈاکٹر بھی ہے، گورنمنٹ سروس میں بھی ہے اس کو بیسویں گریڈ سے اوپر کیوں نہیں جانے دیا جاتا؟ لاہور کی example دیکھیں اگر کسی بھی گورنمنٹ آفیسر کے ساتھ لفظ ڈاکٹر اور ایم بی بی ایس لکھا ہو اس کے لئے ایک گھر، ایک رہائش کا شجرہ ممنوعہ ہے یہ کیا working structure یا promotion کی باتیں ہیں؟ کوئی بھی شخص ڈی ایم جی گروپ کو supersede نہیں کر سکتا اور یہ ایک بیلنس ضروری

ہے یہ سیکرٹریٹ والے میرے respectable بھائی سر آنکھوں پر، میں ان کی انتہائی عزت کرتی ہوں یہ highly qualified ہیں اور ان کے لئے میں نے پچھلے سال شاید CSS cadre کے لئے جتنی آواز اٹھائی تھی آپ پچھلے ریکارڈ کو اٹھالیں۔ میں ان کے خلاف نہیں ہوں، ان کے لئے جو کیا بہت اچھا کیا یہ بہتر کام کرتے ہیں بہتر ہے لیکن جو professionals اور ڈاکٹروں کی تذلیل اب ہو رہی ہے خدارا! اس پر نظر ڈالیں اگر آپ اپنے service structure پر یہ پیسا خرچ کرتے بہ نسبت روٹی سکیم کے 70۔ارب روپیہ بے نظیر سکیم میں گیا ہے اور 21۔ارب روپیہ روٹی کی سکیم میں گیا ہے کاش! یہ 91۔ارب روپیہ آپ نے ہیلتھ سیکٹر کے ان لوگوں کی طرف خرچ کر دیا ہوتا تو شاید وہ 2ڈالر اور 3ڈالر کا حساب، یہاں پاکستان میں ہمیشہ کے لئے یہ چیز ختم ہو جاتی۔

جناب سپیکر: روٹی نہیں ہو گی تو ہیلتھ کیسے ہو گی؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: ہیلتھ نہیں ہو گی، یہ بھی ایک آسان بات آپ نے کہی ہے کہ کوئی بیماری سے بچے گا نہ روٹی کھانی پڑے گی۔ یہ بات نہ کریں۔ آج مجھے نہ روکیں، یہ میرا حق ہے اور میں بات پوری کروں گی۔ حکومت بے سمت پالیسیاں بنا کر پیش کرے اور اس کے بعد ہم بات بھی نہ کریں۔ یہ اگر ڈاکٹر کے management cadre کو notify کرتے، service structure بہتر کرتے تو بہتر تھا۔ میں ادھر حب الوطن ڈاکٹروں کی بات ضرور کروں گی۔ یہ ایسا نہیں ہوا کہ تمام ڈاکٹر باہر چلے گئے۔ پی ایم ڈی سی اگر آپ figures دیکھیں تو ایک لاکھ پچیس ہزار ڈاکٹر ان کے پاس رجسٹرڈ ہیں جن میں سے ایک segment جو ہے وہ specialists ہیں لیکن تقریباً پینتالیس ہزار general practitioners یہاں موجود ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ سی ایم ای یا continuing medical education کے لئے ٹاسک فورس بنائی گئی ہے جس کے چیئرمین غالباً ڈاکٹر اسد ہیں۔ اس کے لئے صرف پانچ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے یعنی کہ جو ڈاکٹر آج سے بیس سال پہلے بنا تھا اس کو دوبارہ پڑھانے کی کوئی بات نہیں کی گئی۔

جناب والا! میں اس ایوان کی توجہ پچھلے ایوان کی طرف لے جانا چاہتی ہوں کہ جب ایک unanimous vote ان محب الوطن گھر میں رہنے والے general practitioner domestic کے حق میں دیا تھا۔ ڈاکٹر طاہر علی جاوید نے اس کو second کیا تھا، ڈاکٹر مظفر نے اس پرائیویٹ ممبر زبل کو second کیا تھا۔ یہاں اس طرف سے لے کر اس طرف تک کوئی شخص نہیں تھا کہ جس نے یہ کہا کہ اگر سنار کما سکتے ہیں، اگر سٹیل ملیں کما سکتی ہیں، اگر فارماسیوٹیکل کمپنیاں کما سکتی ہیں تو ڈاکٹر کیوں

نہیں کما سکتے ؟ اگر ڈاکٹر، جنرل پریکٹشنرز کی آپ نے حالت ٹھیک نہیں کی، وہ محب الوطن شخص جو ہر سات کلو میٹر میں بیٹھا ایک جنرل پریکٹس کر رہا ہے تو اس کے لئے آپ کے پاس پانچ کروڑ روپے ہیں میں یہ سفارش کرتی ہوں کہ اس پانچ کروڑ روپے کی بجائے اس کو 5۔ارب روپیہ کیا جائے اور جنرل پریکٹشنرز کا ایک سیکرٹریٹ قائم کیا جائے جہاں آپ ان تمام چالیس ہزار ڈاکٹرز پنجاب کو اکٹھا کریں، ان کے لئے ایک وہ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ یعنی کہ امریکن اکیڈمی آف فیملی فزیشنز، آسٹریلین اکیڈمی آف فیملی فزیشنز، رائل کالج آف فیملی فزیشنز جیسا کالج جس کے تمام documents یہاں موجود تھے، مجھے دوبارہ بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ایک بیوروکریٹ رئیس زیدی نے minutes of the meeting جس میں تیرہ ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹس موجود تھے اس کے minutes تبدیل کر کے، سبوتاژ اور modify کر کے ایک اتنے بڑے کاز کو بالکل ایک ایسے گڑھے میں پھینکا، ہم یہ میڈیکل کالج کھول کر کیا کر رہے ہیں؟ باہر کے لئے ایک انڈسٹری کھولی ہوئی ہے کہ لو ہمارے ڈاکٹر سستے بنتے ہیں، یہ لے جاؤ اور اپنے ملکوں کو ترقی دو۔ نہیں، یہ آپ کی پالیسی غلط ہے۔ اٹھائیے ان کا غذات کو جو بالکل final stages پر ہیں، جس میں صرف ایک سیکرٹری نے mala fide کی ہے، اٹھائیں اس کو کہ گورنر مقبول کہتا تھا کہ I will be proud to be pattern of this college. اگر میں نے جنرل پریکٹشنرز کو عزت دے دی تو میں نے ہسٹری میں ایک کام کیا۔ اٹھائیں وہ سارے کاغذات جہاں پر تمام political will کو صرف ایک سیکرٹری کے غلط قلم نے غلط کیا اور اس سی ایم ای میں جو صرف پانچ کروڑ روپے رکھا ہے اس کو دھکا دیا گیا ہے۔ یہاں کے موجود ڈاکٹروں کو ختم کیا گیا ہے۔ خدارا! اس کو revise کریں، اس کے لئے پالیسی بنائیں۔ چیف منسٹر میاں محمد شہباز شریف کو میں بتانا چاہتی ہوں کہ یہ ایک ایسا کاز ہے جس سے آپ کی international repute تھی۔ میں کہتی ہوں کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک 30۔ارب روپیہ اس پراجیکٹ کو دینے کے لئے تیار تھا لیکن صرف اور صرف ایک mala fide کی وجہ سے وہ خراب ہوا، اس کو آج بھی take up کیا جا سکتا ہے۔ پھر جو ڈاکٹر یہاں پر موجود ہیں، جو لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں ان کے لئے آپ پانچ کروڑ روپیہ رکھ رہے ہیں، خدارا! اس کو سوچیں، یہ کہیں کا انصاف نہیں، میں اس بات کے لئے بھی آواز اٹھاتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: نہیں، جناب!۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ محترمہ!

جناب اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ انہوں نے notices of motions دیئے ہیں جس پر انہوں نے ابھی ڈیمانڈ نمبر PC-12043 پر بات کی ہے جس کے تحت ان کی ڈیمانڈ یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ اپنی بات متعلقہ منسٹر صاحب کو بتا دینا۔

جناب اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! 22۔ارب روپے کا ہیلتھ کے لئے جو بجٹ منظور کیا جا رہا ہے اس کو ایک روپے تک کر دیا جائے۔ یہ وقت کا ضیاع ہے۔ یہ ڈیپارٹمنٹ کے انتظامی معاملات بھی ہیں۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ بڑی مہربانی، وہ بات کر رہی ہیں، ان کو بات کرنے دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں خوش ہوں کہ یہاں پر بھی کوئی بقراط بولا ہے اور وہ بھی غلط۔

جناب سپیکر: آپ نے یہ جواب نہیں دینا۔ آپ نے اس کو oppose نہیں کیا، جنہوں نے oppose کیا ہے وہ جواب دیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! مجھے اپنی بات کو مکمل کرنے کے لئے صرف پانچ یا سات منٹ اور چاہئیں۔ ازراہ نوازش میرے tempo کو نہ توڑیں، میں ایک image built کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہاں کی ایک سوچ کی جو trend ہے اس کے لئے مجھے آواز اٹھانے کا اگر موقع ملا ہے تو میری بات سن لینے سے آپ کی کون سی، ایک روپیہ کیا، ایک روپیہ بھی نہیں دینا چاہئے۔ یہ کوئی بات ہے کہ آپ بات سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی بات کریں ناں۔ ان کو چھوڑیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: تیسرا ازمرہ اور آخری بات جو ہے وہ ڈیمانڈ LQ4179 P.H.S.R.P پروگرام کے بارے میں ہے۔ اس P.H.S.R.P پروگرام کے بارے میں، میں ایک چھوٹی سی تفصیل یہ بتا دوں کہ

"مرے کو مارے شاہ مدار" بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کے کیڈر کے اوپر اتنی قدغنیں ہیں، اتنے check and balances ہیں کہ یہ P.H.S.R.P پروگرام بھی ڈی ایم جی گروپ کا بنایا ہوا ایک ایسا کھیل تھا کہ

جسے ہماری حکومت نے پاس کیا تھا جس میں یہ کیا گیا تھا کہ جو BHUs اور RHCs خالی پڑے رہتے ہیں ان میں ڈاکٹروں کو لے جانے کے لئے ہم باہر سے ایک ماڈل لے کر آئیں اور وہ ماڈل ان کو سکھائیں، P.H.S.R.P کی ایک commitment تھی کہ ہم یہ پروگرام صرف پانچ سال کے لئے چلائیں گے اور ان لوگوں کو ٹریننگ دینے کے بعد ہم اس سے ایک exist strategy کے تحت آہستہ آہستہ کر کے باہر نکل جائیں گے۔آج اس کے لئے 4 کروڑ 78 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں، یہ ایک پرائیویٹ پبلک پارٹنر شپ تھی اور اس کو باہر اضلاع میں شروع کیا گیا تھا۔میں exist strategy کی صرف ایک چھوٹی سی بات یہ بتا دوں کہ رحیم یار خان میں یہ exist strategy لاگو ہونی چاہئے مگر P.H.S.R.P کے جو ہیں میں ان کا نام نہیں لیتی کہ انہوں نے اس کے اوپر کیس کر دیا ہے کہ ہم نہیں جاتے۔ہم اور پیسے لیں گے۔ڈی ایم جی گروپ کے اس P.H.S.R.P پروگرام میں ان کو additional contract پر لیا جاتا ہے، یہ بیوروکریٹس اپنی اصل تنخواہ بھی لیتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی مراعات لیتے ہیں۔اس کو اگر پانچ سال کے لئے چلایا گیا کہ یہ educated لوگ ہر ضلع میں، ہر تحصیل میں پھیل کر وہاں کا running model جو تھا ان کو سکھا کر واپس چلے جائیں تو آج اس کیس کا کیا مطلب ہے اور جب پنجاب گورنمنٹ میں اچھی ایڈ منسٹریشن چلانے کی capability موجود ہے، یہ ایگزیکٹو، یہ ایڈ منسٹریشن اس کو چلانے کے لئے اہل ہے تو ایک پبلک پرائیویٹ پارٹنر شپ جو صرف پانچ سال کے for purposes of training کی گئی تھی اس کو role back کرنے کی بجائے اس میں دوبارہ رقم کیوں دی گئی ہے اور اس کو کیوں foresee نہیں کیا گیا؟ میں سب سے اہم جس بات کی طرف آ رہی ہوں، سب سے پہلے اس اپیل کے ساتھ آ رہی ہوں کہ خدارا! This is not personal سمجھیں کہ میں کسی پارٹی سے belong نہیں کرتی، سمجھیں کہ صرف ایک ڈاکٹر سامیہ امجد، جس نے 21 سال رورل ہیلتھ پریکٹس کی ہے، جس کی ایک ہی آواز اس اسمبلی میں ہے کہ ہیلتھ کے لئے آواز ہے، آج میں صرف اس ایک circle اور ایک bubble میں آپ سے بات کرنا چاہتی ہوں۔مجھے یہ بتائیں کہ یہاں پر LQ 4162 grant in aid کی مد میں 4۔ارب گیارہ کروڑ باون لاکھ چھپن ہزار روپیہ رکھا گیا ہے اس کی justification کیا ہے؟ یہ رقم جو grant in aid ہوتی ہے یہ چیف منسٹر کی صوابدید پر ہوتی ہے۔2008-09 میں 13۔کروڑ روپے فقط revise expenditure میں تھی جو کہ اب ستاون کروڑ پر جا پہنچی، 13 کروڑ سے 57 کروڑ پر یہ رقم ساڑھے چار گنا زیادہ کر دی گئی جو کہ اب revise budget میں اس کو رکھا گیا

اور 2009-10 میں اس کو 4- ارب روپے پر لے جایا گیا۔ میں خدانخواستہ اس کو سول ڈکٹیٹر شپ نہیں کہتی۔ میں شاید شہباز شریف کی شیر دلی پر خوش ہوں گی کہ انہوں نے کہیں نہ کہیں اس "گگلی" کا، بیوروکریٹک "گگلی" کا ایک اچھے چھکے سے جواب دیا ہے اور شاید انہوں نے یہ کوشش کی ہے کہ میں یہ رقم خود خرچ کر لوں مگر افسوس کہ جب انہوں نے پچھلے ڈیڑھ سال میں یہ کام کیا بھی ہے، اس کے اوپر head کر کے خود health ministry کی تو ان کے ارد گرد بہت ہی دانشمند قسم کے کچھ دوست اکٹھے ہو گئے۔ میں اس کی تین یا چار روشن مثالیں عرض کر کے اپنی یہ بات wind up کروں گی کہ سب سے پہلے مجھے بتائیں کہ شالیمار ٹرسٹ ہسپتال جو کہ ایک پرائیویٹ بزنس کے طور پر ٹرسٹ موجود ہے اس نے دو سکیموں میں 17 کروڑ 50 لاکھ روپے ایک پرائیویٹ میڈیکل کالج یا اپنے کسی پرائیویٹ بزنس کے لئے کس لئے grant in aid لئے ہیں؟ کیا اس 17 کروڑ 50 لاکھ روپے سے کسی تین چار BHU's کی دوائیاں پوری نہیں ہوتی تھیں، کیا یہ پرائیویٹ ٹرسٹ کو grant in aid میں جانے کا پورے business talks جن کے پیچھے ہیں، انہوں نے لوگوں کی صحت پر ایک اتنا بڑا بزنس بنایا ہوا ہے ان کو grant in aid دینے کی کوئی ضرورت تھی؟ اسی طرح ڈائیلائسز مشین کی طرف آ جائیں کہ 35 D.H.Q's میں، 39 تحصیل ہیڈ کوارٹروں میں اور 19 ٹرسٹی ہسپتالوں میں dialyzers لگائے گئے ہیں اور یہ ٹوٹل 93 جو facilities ہیں ان میں تین یا چار dialyzers فی جگہ لگائے گئے ہیں، میں آپ کی توجہ اس طرح دلانا چاہتی ہوں کہ یہ 372 یا 350 کے قریب جو dialyzers لگائے ہیں نمبر ایک انہیں چلائے گا کون؟ پورے پنجاب میں ہمارے صرف 12 Nephrologists specialists ہیں تو ان ساڑھے تین چار سو dialyzers کے ساتھ اسی طرح ہو گا جیسے cold chain کے حوالے سے ہوا۔ آج آپ جا کر BHUs میں دیکھیں کہ ایکسرے مشین میں مرغیوں نے انڈے دیئے ہوئے ہیں، وہاں پر بھینسیں باندھی ہوئی ہیں کیا ان dialyzers کے ساتھ یہی سلوک ہو گا؟ یہ dialyzers تو ویسے بھی بجلی پر چلتے ہیں۔ اب تو شاید سردیوں میں بھی بجلی نہ ہو۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کس دانشمند نے dialyzers بیچنے کے لئے وزیر اعلیٰ کو ہاتھوں ہاتھ suggestions دی ہیں؟ پھر ان کو چلانے کے لئے جنریٹر لگائے ہیں تو اتنے ہی جنریٹر بکے ہیں۔ اگر ایمبولینسیں یا کاریں ہیں تو وہ بھی کسی ہر دلعزیز دوست نے لے لی ہیں۔

جناب والا! آپ ایئر کنڈیشنز کی طرف آ جائیں کہ 2۔ارب روپے ان پر لگایا گیا ہے۔ یہ بھی شہباز شریف صاحب نے ایک بہت اچھا قدم اٹھایا اور انہوں نے کہا کہ ایک ہفتے میں تمام ہسپتالوں میں ایئر کنڈیشنز لگا دیں۔جب ائر کنڈیشنز لگانے گئے تو پتا چلا کہ تاریں اور ٹرانسفارمر ان کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ جب ٹرانسفارمر اور تاریں بدلی گئیں تو پتا چلا کہ بجلی جا رہی ہے۔جب بجلی کا کوئی انتظام نہ ہوا تو جنریٹر خرید لئے گئے۔جب اس خطیر رقم سے جنریٹر خریدے گئے تو پتا چلا کہ اس کا fuel کہاں سے آئے گا؟ جی یہ لوکل گورنمنٹ دے گی لیکن لوکل گورنمنٹ وہ fuel دینے سے انکاری ہے اور 2۔ ارب روپے کے وہ ائر کنڈیشنز شاید کسی دوست کی پرائیویٹ کمپنی میں توان کا پیسا چلا گیا ہو گا لیکن وہ وہاں کھڑے اپنا ہی مذاق اڑا رہے ہیں کہ ہم ائر کنڈیشنز ہیں ہمیں چلاؤ تاکہ ہم کوئی ٹھنڈی ہوا بکھیریں۔

جناب والا! اس قسم کے injudicious اور عجیب و غریب قسم کے امیر دوستوں سے میاں محمد شہباز شریف صاحب کو بچائیں۔ان کو رورل ہیلتھ کی طرف لائیں، انھیں ان محب وطن ڈاکٹروں کی طرف لائیں۔and last and not least میں ضمنی بجٹ پر بات نہیں کروں گی۔ عطا مانیکا صاحب اور دیگر کو جو سیاسی وجوہات کی بنا پر مہنگے علاج کے لئے بڑی بڑی grants دی گئی ہیں، بے شک ان کا استحقاق ہے اور میں دوبارہ اس چیز میں نہیں جاؤں گی کیونکہ کل کو ہم بھی بیمار ہو سکتے ہیں۔ میری یہ تقریر ختم ہوئی میں آپ سے صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس بجٹ میں جو سسٹم رکھا گیا ہے وہ الٹا ہے اور پرائمری ہیلتھ کا پیسا آدھا کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں تھا چاہے وہ کوئی بھی کیوں نہیں تھا۔ secondary health care میں بڑے ہسپتالوں میں آپ جو ڈاکٹر بناتے ہیں ان کو سنبھالیں۔ایڈمنسٹریشن پر جو خرچ کرتے ہیں وہ کریں لیکن اس سے زیادہ پرائمری ہیلتھ پر کریں۔grant in aid, civil dictatorship تحفے، دوست سب لوگوں کو سمجھیں اور پہچانیں۔ ہمیں دیکھیں ہمارے بھی کوئی دوست کام نہیں آئے۔جنھوں نے مراعات لیں وہ سب سے پہلے چلے گئے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ۔جناب منسٹر صاحب!

قائد حزب اختلاف(چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! اب آپ question put کر سکتے ہیں۔ہم تو اپنے ٹائم کے اندر اپنی cooperation extend کر رہے ہیں کہ آپ given time کے اندر اندر کر لیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ نے اس کو oppose کیا اور ان کی باتیں سنی ہیں اب آپ جواب دیں۔ باتیں تو اچھی تھیں۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ جیسے محترمہ نے بہت مفصل طریقے سے اپنا point of view بیان کیا ہے۔ انہوں نے حقائق سے ہٹ کر باتیں کی ہیں اور یہ کوشش کی ہے کہ سیاسی باتیں زیادہ کریں۔ میرا خیال تھا کہ یہ اچھی طرح study کر کے آئی ہوں گی۔ محترمہ مجھے کل سے بتا رہی تھیں کہ میں نے بہت study کی ہے تو میں نے کہا کہ بڑی اچھی بات ہے، کرنی بھی چاہئے اور یہ ان کا حق ہے لیکن افسوس کی بات ہے کہ اس میں کوئی ایسے نکات نہیں اٹھائے گئے جن پر بہت زیادہ وضاحت کی ضرورت محسوس ہو رہی ہو۔ حقیقت یہ ہے اگر آج اسی بات کو لے لیا جائے جیسے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پرائمری ہیلتھ پر stress کر رہی تھیں، آپ وہ بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں گے تو میں ساری بات کروں گا۔ انہوں نے جو بات کی ہے کہ اس کا ایک روپیہ مقرر کر دیا جائے۔ یہ ضرور روایات ہوں گی لیکن ان کے اندر sense بھی نظر آنی چاہئے۔ اگر آج خدانخواستہ یہ ایک روپیہ پاس ہو جائے تو بتائیں کہ ان مریضوں کا، پنجاب کی عوام کا، غریبوں کا کیا حال ہو گا، کیا حشر ہو گا اور کیا یہاں پر اپوزیشن صرف اسی لئے بیٹھی ہوئی ہے کہ وہ ایسی ایسی باتیں کرے؟ روایات کے ساتھ ساتھ کچھ ایسے points ہونے چاہئیں جن میں کوئی sense بھی نظر آئے۔ یہ بات نہیں ہے کہ یہاں کچھ بھی نہیں ہو رہا۔ میں بہت سی تیاری کر کے اور بہت سے points لے کر آیا تھا۔ انہوں نے جو باتیں کی ہیں یہ ان کا حق ہے کہ میں ان کے بارے میں بات کروں۔

جناب سپیکر! پرائمری ہیلتھ کے بارے میں جو بات کی گئی کہ اس کے دائرے میں کمی کر دی گئی ہے اور اس میں پیسے کم کر دیئے گئے ہیں۔ میں بڑے ہسپتالوں کے بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا چونکہ ان کے بارے میں انہوں نے خود بات کر دی ہے کہ وہاں بہت سی آسائشیں مل رہی ہیں۔ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال، تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال، BHUs اور RHCs کے لئے، چونکہ یہ خود ڈاکٹر ہیں اس لئے یہ اس بات کی گواہی دیں گی اور بھی بہت سارے ڈاکٹر یہاں تشریف فرما ہیں، یہاں ان جگہوں پر کوئی شخص جانے کو تیار نہیں ہے۔ تاریخ میں پہلی دفعہ ہوا کہ اس بجٹ میں رقم رکھی گئی ہے کہ ہم تحصیل

ہیڈکوارٹر ہسپتال کی سطح پر ایک ماڈل ہسپتال قائم کریں جہاں ڈاکٹروں کو سہولت دی جائے کہ وہ وہاں پر رہائش رکھ سکیں۔رہائش نہ ہونے اور conveyance problem کی وجہ سے ڈاکٹر وہاں نہیں جاتے اور نہ ہی جا سکتے ہیں۔لہذا کسی حکومت نے پہلی دفعہ یہ کام کیا ہے کہ جب تک دیہات کی سطح تک، پرائمری یونٹ کی سطح تک اور BHU's کی سطح تک سہولتیں نہیں ملیں گی اس وقت تک ان علاقوں میں حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔لہذا اس وجہ سے یہاں پر پیسے allocate کئے گئے ہیں، نہ صرف ہسپتال اور اس جگہ کو بہتر بنانے بلکہ وہاں پر ادویات کی مفت فراہمی اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں ان کی رہائش کا بندوبست کرنا اس بجٹ میں دکھایا گیا ہے اور اس کے لئے پیسے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر!انہوں نے جو secondary health care کے بارے میں بات کی ہے۔یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ secondary health care کے سلسلے میں یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ اس کی بھی ایک انتہائی اہمیت ہے جسے کسی بھی لحاظ سے ignore نہیں کیا جا سکتا۔لہذا اس کے لئے بھی پیسے رکھنا ضروری تھا جو یقیناً پنجاب کی عوام کا حق ہے اس لئے اس پر بھی پیسے مختص کئے گئے۔میں نے BHUs کے بارے میں پہلے بھی explain کیا ہے اس کے لئے 30 کروڑ روپے ایک رکھے گئے ہیں اور health sector reforms کے تحت 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں ان کے علاوہ 80 کروڑ روپے مزید رکھے گئے ہیں۔لہذا وہ اس بارے میں بھی اپنا نقطہ نظر clear کر لیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ساڑھے 4۔ارب روپے سے کم کئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ interfere نہ کریں۔

وزیر خوراک و صحت(ملک ندیم کامران): جناب سپیکر!انہوں نے 20 کروڑ روپے کا ذکر کیا تھا اس لئے میں نے ان کو بتایا ہے کہ اس کے علاوہ بھی چیزیں ہیں اگر یہ وہ بھی لکھ لیتیں تو شاید لوگوں کو پتا چل جاتا۔انہوں نے بتایا ہے کہ DMG کے افسران کے لئے بہت کچھ ہو رہا ہے۔پہلے جو ڈاکٹر contract basis پر رکھے جاتے ہیں اب انھیں regularize کیا جا رہا ہے اور اس وجہ سے اس sector میں بہت بہتری آنے کے امکانات ہیں۔ان کے بہتر career کے لئے، promotion کے لئے جو بہت عرصہ سے رکی ہوئی تھی اور میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ پچھلے سات آٹھ سالوں میں کیا ہوا لیکن ہم نے تو اپنا بتانا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟انشاء اللہ اس سے بھی ڈاکٹروں کو خاطر خواہ فائدہ ہو گا۔اس کے علاوہ جنوبی پنجاب کے شیخ زید میڈیکل کالج اور قائداعظم میڈیکل کالج کے تدریسی عملے کو special pay package دیا گیا

ہے جس سے ان میڈیکل کالجوں میں خالی اسامیاں fill کرنے میں مدد ملی اور میڈیکل کے تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں بھی مدد ملی۔لہذا یہ special package بھی اسی لئے دیا جا رہا ہے کہ جہاں یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹروں کو اچھا pay scale نہیں ملتا یا ان کو اچھی facilities نہیں ملتیں تو جب تک ہم ان کو ان کا حق provide نہیں کریں گے تو یقیناً وہاں وہ کمی رہ جائے گی اس لئے یہ عمل بھی جاری کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! پچھلے دور میں صرف ایمرجنسی کی حد تک مفت ادویات دی جاتی تھیں اس کے علاوہ indoor یا وارڈ کے لئے یہ ادویات مہیا نہیں کی جاتی تھیں لیکن اس وقت یہ ensure کیا جا رہا ہے۔یہ جو بار بار کہہ رہی تھیں کہ ادویات کے لئے اتنے پیسے رکھے جا رہے ہیں، یہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ وہ غریب عوام جو ادویات حاصل نہیں کر سکتے انہیں مہیا کی جائیں۔وزیر اعلیٰ پنجاب، خادم اعلیٰ پنجاب کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ جو غریب ادویات نہیں لے سکتے انہوں نے ان غریبوں کے لئے ہر ہسپتال میں ادویات مفت مہیا کرنے کے لئے پروگرام بنایا ہے۔نہ صرف DHQ ہسپتالوں میں بلکہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتالوں تک اس کا دائرہ وسیع کیا جا رہا ہے۔اپوزیشن کے دوستوں نے اس لئے اس بات کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ غریب عوام کی بات تھی۔میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ضلعی حکومتیں بھی اس بارے میں بجٹ مختص کرتی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں انہوں نے ابھی ایک بات کی کہ 2-ارب روپے کے ائرکنڈیشنز لگا دیئے گئے ہیں لیکن وہ چلیں گے کیسے؟ میں کہتا ہوں کہ ہمیں ہر چیز کا negative effect عوام کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہئے، positive چیزیں بھی بتانی چاہئیں۔کیا کبھی کوئی سوچ سکتا تھا، آپ کی حکومت کبھی یہ سوچ سکتی تھی کہ تمام ہسپتالوں میں ائرکنڈیشنز لگ جائیں، وارڈوں میں ائرکنڈیشنز لگ جائیں؟ ان کے دور میں تو ایسی جگہوں پر ACs لگوائے کہ جہاں پر ضرورت نہیں تھی، وہاں پر صرف امراء بیٹھتے تھے۔آج اگر ان غریب مریضوں کو ACs وارڈز مہیا ہو گئے ہیں تو اپوزیشن کو اسے appreciate کرنا چاہئے تھا۔اگر غریبوں کے لئے وزیر اعلیٰ پنجاب نے ائرکنڈیشنز لگوا دیئے ہیں تو یہ اس کو criticize کر رہے ہیں۔اگر ائرکنڈیشنز لگائے گئے ہیں تو انھیں چلانے کے لئے جنریٹرز بھی مہیا کئے گئے ہیں، صرف جنریٹرز ہی مہیا نہیں کئے گئے بلکہ ان کو چلانے کے لئے پورے ایک سال کے لئے ڈیزل یا پٹرول کے پیسے بھی allocate کئے گئے ہیں۔اگر اپوزیشن کے ساتھی اسے پڑھ لیتے تو شاید یہ بات نہ کرتے۔میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے تقریباً ایک ارب روپے مختص کئے گئے ہیں تاکہ ان کو چلایا جا سکے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہاں پر چیزیں تو بن جاتی ہیں، چیزیں آ جاتی ہیں لیکن ان کی maintenance کے لئے اس حکومت نے پہلی دفعہ ایک بڑی رقم مختص کی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی ہسپتال میں dialysis machine ہے اور وہ خراب ہو جاتی تھی تو اسے ٹھیک کروانے میں مہینوں لگتے تھے۔ اس دفعہ وزیراعلیٰ پنجاب نے اس کے لئے بجٹ میں پیسے allocate کئے ہیں تاکہ یہ دیکھنا نہ پڑے کہ کہاں سے sanction آئے گی، وزارت خزانہ اس کے لئے کیسے پیسے دے گی، وزارت صحت کیسے درخواستیں لکھ کر بھجوائے گی۔ اس حوالے سے پہلے ہی بجٹ میں پیسے allocate کر دیئے گئے ہیں۔ اب فوری طور پر اس کی مرمت یا replacement ہو سکے گی۔

جناب سپیکر! یہاں پر خواتین ڈاکٹروں کے حوالے سے بات کی گئی، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا ایک valid point ہے جس کے ساتھ میں بالکل agree کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو logically نہیں کرتے۔ انہوں نے خواتین ڈاکٹروں کے حوالے سے بات کی ہے کہ جو خواتین ڈاکٹر بنتی ہیں وہ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد شادی کر لیتی ہیں یا اپنی practice کو continue نہیں کرتیں۔ اس حوالے سے اسی ہاؤس میں بحث ہو چکی ہے اور اس معاملے کو کمیٹی کے سپرد بھی کر دیا گیا تھا۔ پنجاب حکومت کوشش کر رہی ہے کہ اس کی کوئی ایسی ratio مقرر کی جائے کہ جو لوگ field میں رہیں انھیں زیادہ accommodate کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا ایک valid point ہے گو کہ یہ بجٹ سے related نہیں لیکن میڈیکل سے متعلقہ بات ہے اور میں ان کو ensure کرنا چاہتا ہوں کہ ہم اس پر already work کر رہے ہیں اور اس حوالے سے انشاء اللہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی معاونت بھی حاصل کریں گے تاکہ اس کے بہتر نتائج حاصل کئے جا سکیں۔

جناب سپیکر! نئے میڈیکل کالجوں کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ اس وقت چار نئے میڈیکل کالج قائم کرنے کا پروگرام دیا گیا ہے۔ ابتدائی طور پر اس کے لئے 4- ارب روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ میڈیکل کالج ڈیرہ غازی خان، ساہیوال، سیالکوٹ اور گوجرانوالہ میں قائم کئے جائیں گے ان کے علاوہ ایک میڈیکل کالج گجرات میں اس سال شروع ہو گیا ہے۔ میڈیکل کالج قائم ہونے سے یہ نہیں ہے کہ وہاں پر آفیسروں کو بہت ساری مراعات مل جاتی ہیں۔ میڈیکل کالج جہاں پر exist کر رہا ہوتا ہے تو اس علاقے کے لوگوں کو صحت کے حوالے سے بہت ساری سہولتیں میسر آ جاتی ہیں۔ میں ایک مثال دینے لگا ہوں، یہ نہ سمجھنا ساہیوال میرا شہر ہے اس لئے ذکر کر رہا ہوں۔ میں تو اس لئے بات کر رہا ہوں

بلکہ حقیقت عرض کر رہا ہوں کہ اگر ساہیوال میں میڈیکل کالج بنتا ہے تو جن لوگوں کو پہلے ملتان جانا پڑتا ہے یا لاہور آنا پڑتا ہے انھیں صحت کے حوالے سے وہ تمام سہولتیں وہیں ساہیوال میں ہی میسر آ جائیں گے۔ اسی طرح بہاولنگر سے لے کر فیصل آباد تک کے لوگ بھی اس سے مستفید ہو سکیں گے۔ یہ میڈیکل کالج ان علاقوں کے اندر بن رہے ہیں جو کہ عرصہ دراز سے اچھی medical facilities سے محروم ہیں لہذا اس پر تنقید کی بجائے appreciate کرنا چاہئے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ عمل انشاءاللہ سنہری حروف میں لکھا جائے گا کہ صوبہ پنجاب میں اتنے میڈیکل کالج بنائے گئے، لوگوں کے doorsteps پر بنیادی ضروریات مہیا کی جا رہی ہیں، خدا کے لئے پنجاب کی عوام کے لئے سوچیں اور یہ سوچیں کہ ہم نے انھیں کیسے بہتر سے بہتر سہولتیں دینی ہیں۔

جناب سپیکر! شاید ان کی نظر سے نہیں گزرا، میں بتانا چاہتا ہوں کہ Millennium Development Goal Programme کے لئے 3۔ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ اس میں خاص طور پر ماں بچے کی صحت کے بارے میں تین چیزوں پر توجہ دی جائے گی۔ یہ دیکھنا ہے کہ پیدائش سے لے کر ایک سال کی عمر تک جو بچے وفات پا جاتے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں، اس کا تدارک کیسے کیا جا سکتا ہے، میڈیکل میں انقلاب لا کر کیسے اس کے اوپر قابو پایا جا سکتا ہے؟ دوسرا وہ مائیں جو زچگی کے دوران فوت ہو جاتی ہیں ان کی prevention کے لئے بھی یہ رقم استعمال کی جائے گی۔ تیسرا لیبارٹریز اور اداروں کو جدید ترین ٹیکنالوجی سے مستفید کیا جائے گا تاکہ ان عوامل کی prevention ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے کچھ pro poor programme چل رہے ہیں، ان کے لئے اتنی زیادہ رقم مختص کی گئی ہے کہ شاید اس سے پیشتر کبھی نہیں ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی انسان دوستی اور غریب لوگوں کے ساتھ کی گئی commitments کو پورا کرنے کی طرف اقدامات ہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے آج یہ وسائل اس غریب تک پہنچانے ہیں جو کہ اس کا حق دار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ہماری پنجاب حکومت اور یہ ایوان مبارک باد کا مستحق ہو گا کہ جب وہ اس demand کو منظور کرے گا۔ بے شک اپوزیشن نے اس کی مخالفت کرنی ہے لیکن credit ان کو بھی جائے گا۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو کہ غریب عوام کو آج تک نہیں ملی تھیں لیکن آج وہ ان کی طرف خود بڑھ رہی ہیں۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت نے dialysis کی سہولت ہر غریب شخص کو مہیا کرنے کا عزم کر رکھا ہے۔ ان کے دور میں اس پروگرام کو روک دیا گیا تھا یا پھر ignore کر دیا گیا تھا۔ ہر جگہ سے آواز اٹھتی ہے کہ Hepatitis-C کا کیا بنے گا، Hepatitis-B کا کیا بنے گا، حکومت اس کے لئے کیا کر رہی ہے؟ آج آپ دیکھیں کہ پورے پنجاب میں dialysis machines پہنچائی جا رہی ہیں۔ اپوزیشن کی طرف سے ایک بڑا valid point اٹھایا گیا کہ ان مشینوں کو چلانے کے لئے لوگوں کو ٹریننگ دی جائے۔ ایسے ڈاکٹرز اور عملہ ہو جو کہ باقاعدہ trained ہوں اور ان مشینوں کو چلائے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے پوری working کی جا رہی ہے۔ یہ نہیں کہ ایک ہسپتال کو dialysis مشین مہیا کر دی جائے اور اس کے ساتھ جو اس کے لوازمات ہیں یا جو requirements ہیں وہ پوری نہ کی جائیں۔ میں ان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کے اس مشورے پر بھی ہم عمل کریں گے۔ حکومت پنجاب پہلے بھی اس کے اوپر کام کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ شالامار ہسپتال کے بارے میں انہوں نے ایک بات کی ہے کہ 17 کروڑ روپے کی رقم وہاں پر دی جا رہی ہے۔ ان کی اطلاع کے لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کی یہ روایت نہیں ہے کہ اگر کوئی اچھا کام پچھلے دور میں ہوا ہو تو ہم اس کو روک دیں۔ یہ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ شالامار میڈیکل کالج کے لئے grant کا سلسلہ پچھلی حکومت نے جاری کیا تھا۔ جب یہ برسر اقتدار تھے تو اس وقت سے یہ سلسلہ جاری و ساری تھا۔ آج ہم نے اس کو بہتر سمجھتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ یہ کسی اور دور کی بات ہے اس لئے ہم اس کو discontinue کرتے ہیں بلکہ ہم نے یہ سمجھا کہ اگر ایک رقم صحیح جگہ پر جا رہی ہے اور ان کی ضرورت ہے تو جانی چاہئے۔ اس لئے پنجاب حکومت نے یہ رقم مختص کی ہے۔ واقعی وہاں پر اس کی ضرورت تھی لہذا اس کو جاری رکھا گیا۔

جناب سپیکر! آخر میں آپ سب کا اور خاص طور پر اپوزیشن کے نمائندگان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اس کے اوپر اپنی طرف سے جو points raise کئے تھے میں نے ان تمام points کو اپنے سامنے رکھا۔ میری تقریر کچھ اور تھی میں نے بہت سے figures دینے تھے لیکن مناسب بات یہی تھی کہ جو بات انہوں نے عوام کے مفاد میں کی اور جس کمی کی انہوں نے نشاندہی کی میں نے ان کے تمام points کا جواب دیا۔ اب میری اس ہاؤس سے یہ استدعا ہے اور خاص طور پر اپوزیشن سے یہ استدعا ہے کہ آپ ہماری اس رقم کو approve کریں تاکہ عوام جن کا یہ حق ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی جو تحریک ہے اس کی آپ مخالفت کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جی ہاں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): اب میں گزارش کرتا ہوں اور خاص طور پر اپنے اپوزیشن والے بھائیوں سے بھی کہوں گا کہ اس مد میں جو رقم مختص کی گئی ہے اس کی approval دی جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: ہاؤس کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیکرٹری ہیلتھ پنجاب یہاں آفیسرز گیلری میں آ چکے ہیں۔

معزز ممبران: اب آئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو اطلاع دے دی ہے اور آپ کی بات مانی گئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

اب سوال یہ ہے کہ:

"22-ارب 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر PC-21016 خدمات صحت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 22-ارب 54 کروڑ 65 لاکھ 90 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13033

جناب سپیکر: وزیر خزانہ اگلا مطالبہ زر نمبر PC-13033 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 90-ارب 2 کروڑ 6 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 90-ارب 2 کروڑ 6 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبر 13033 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، سیدہ بشریٰ نواز گردیزی، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ سیمل کامران اور انجینئر شہزاد الٰہی!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گی کہ میرا نام سیمل کامران ہے۔ نام کو جب ہم تھوڑا سا بھی change کر لیتے ہیں تو اس کے مطلب بدل جاتے ہیں۔ الحمد للہ I am very much Muslim. پچھلے تین دن میرے میڈیا کے بھائی یہی پوچھتے رہے کہ بی بی آپ مسلمان ہیں؟

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): جناب والا! وہ وضاحت کر رہی ہیں کہ میرا نام سیمل کامران ہے۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔ محترمہ سیمل کامران!

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"90-ارب 2 کروڑ 6 لاکھ 26 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-13033 "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے بلکہ جناب! ایک روپیہ بھی نہ کی جائے۔"

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، انہوں نے oppose کر دیا ہے۔ مجھے پڑھنے تو دیں۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"90-ارب 2 کروڑ 6 لاکھ 26 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-13033 غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے بلکہ جناب! ایک روپیہ بھی نہ کی جائے۔"

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے oppose کیا ہے۔ محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی بات کو ہی آگے بڑھانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے فرمایا ہے اور میں بھی ان کی اس بات سے agree کرتی ہوں کہ ہم جب بات کرتے ہیں تو ہمیں logically کرنی چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب! جب ڈیڑھ بج جائے گا تو پھر آپ نے کہنا ہے کہ ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر: جب ڈیڑھ بج جائے گا تو بات کریں گے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب! میں منسٹر صاحب کی بات کو آگے بڑھانا چاہتی ہوں۔ انہوں نے یہ فرمایا اور میں اس سے سو فیصد متفق ہوں کہ جب ہم بات کرتے ہیں تو ہمیں logically بات کرنی چاہئے۔ جب بھی Subsidy کی بات ہوتی ہے، جہاں تک پڑھنے میں آتا ہے اور یہی ہے کہ آٹا، چینی، چاول اور

specially سستی روٹی، subsidy کی بات کی جارہی ہے تو سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ subsidy word جو ہے اس میں کوئی طبقاتی چیز نہیں ہوتی کہ یہ طبقہ define کیا گیا ہے کہ فلاں طبقے کے لئے یہ subsidy ہے۔ logic کے تحت جب ہم بات کرتے ہیں تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جتنے دن سے بجٹ آیا ہے میرے خیال میں Treasury Benches کی پوری concentration سستی روٹی بیچنے میں ہی لگی ہوئی ہے جس کے ذریعے فنانس منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ ہم سستی روٹی اور Food Stamp Scheme کے ذریعے غربت میں کمی کرنا چاہتے ہیں اور یہ عوام کو direct relief ہے۔ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے، انہیں Food Department نے جو بھی لکھ کر دے دیا اسے انہوں نے صرف پڑھ دیا ہے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ آئندہ جب بھی سستی روٹی کا نام آئے گا تو وہاں عمران خان کا نام ضرور آنا چاہئے کیونکہ اس نے یہ idea float کیا تھا لہذا یہ credit اس کو جانا چاہئے۔ آپ جب یہ بات کرتے ہیں کہ یہ direct relief ہے تو ہمیں یہ پتا تو چلے کہ آپ جو claim کر رہے ہیں وہ عوام کو واقعی relief دے رہے ہیں جبکہ میری نظر میں یہ صرف تندوری سیاست ہے، سستی روٹی کو تندوری سیاست کہا جائے تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ آٹا مہنگا اور روٹی سستی، مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آتی۔ اگر کسی کو آتی ہے تو وہ مجھے ضرور سمجھا دے۔ اس طرح کی خیالی سکیموں سے آپ عوام کا پیسا ضائع تو کر سکتے نہیں لیکن آپ انہیں relief نہیں دے سکتے۔ آپ یہ تھوڑے سے حقائق دیکھ لیں کہ لاہور میں تقریباً 4ہزار تندور رجسٹر کئے گئے ہیں جن کو روزانہ 42لاکھ روپے کی سبسڈی دی جارہی ہے اور وہ تندور ان لوگوں کے ہیں جنہوں نے لاہور میں ان کی election campaign چلائی ہوئی ہے۔ یہ گھوسٹ تندوروں کے ذریعے اپنے ان لوگوں کو oblige کر رہے ہیں اور انہوں نے یہ جو 7.5۔ارب روپے دوبارہ مانگے ہیں اس سے ان لوگوں کو oblige کرنا ہے جو باقی بچ گئے ہیں۔ پورے پنجاب میں واحد لاہور نہیں ہے آپ دیکھیں کہ 34اضلاع کے برابر 30ہزار کا کوٹا صرف لاہور کو دیا جارہا ہے، انہوں نے لاہور کو فتح کرنا ہے، لاہور پر اتنی شفقت کیوں فرمائی جارہی ہے؟

جناب والا! میں آپ کو دوسری بات یہ بتانا چاہتی ہوں کہ انہوں نے جو چیئرمین روٹی مقرر کئے ہوئے ہیں ان کا عالم یہ ہے کہ انہوں نے ایک نجی چینل کے ٹاک شو میں بیٹھ کر روٹی کے figures دیئے ہیں کہ 76 گرام کا آٹا ہے، 126 گرام کا پیڑا بنتا ہے اور 100 گرام کی روٹی معرض وجود میں آتی ہے۔ میں کم از کم پچھلے 10 سال سے روٹی پکا رہی ہوں میں نے ایسی روٹی کبھی نہیں پکائی اور اگر کسی نے

پکائی ہے تو مجھے بتائے۔ جس چیئرمین کا یہ حال ہے کہ جس کے پاس اتنی poor information ہے اس روٹی کا خدا ہی حافظ ہے۔ اس بجٹ میں روٹی کو اتنی اہمیت دی گئی ہے کہ مجھے لگتا ہے کہ عنقریب اس کا ایک منسٹر روٹی بھی آ جائے گا اور اس کو ایک انڈسٹری کا درجہ بھی مل جائے گا، ہمیں اس وقت سے ڈرنا چاہئے۔

جناب والا! میں آپ کو یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ کوئی بھی قوم یا کوئی بھی ملک اگر غربت کا خاتمہ چاہتا ہے تو میں آپ کو بتا دوں کہ روٹیاں بیچ کر غربت ختم نہیں ہوتی لہذا اگر آپ واقعی عوام کو relief دینا چاہتے ہیں تو seriously اس کو consider کریں۔

جناب سپیکر: بی بی! بات سنیں۔

محترمہ سیمل کامران: Sir, let me finish. یہ cut motion ہے، آپ مجھے بات کرنے دیں۔ آپ ہاؤس کے custodian ہیں، آپ پلیز غیر جانبدار رہیں۔ آپ بے شک کرسی ادھر موڑیں لیکن آپ حکومت کا دفاع نہ کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بیٹھیں، بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں Order, order. Order in the House. I say order in the House. آپ تشریف رکھیں، تشریف رکھیں۔ بی بی! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر ایک وزیر آفیسرز گیلری کے پاس جا کر کچھ information لینے لگے)

جناب سپیکر: گیلری سے افسر کی بات سنی بھی جاتی ہے اور کہی بھی جاتی ہے اس میں ایسی کوئی بات نہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! Treasury Benches کے ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو بتا دیا جائے کہ cut motion پر تقریر کے دوران نہ ہی کوئی point of order ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی بات ہوتی ہے۔ معزز ممبر بات کر رہی ہیں آپ کے پاس تو ہمیشہ floor بھی ہوتا ہے اور سب کچھ ہوتا ہے۔ ہم نے ہاؤس کے ساتھ cooperate کرنے کے لئے جن پر speech کرنے والے تھے ان کو کم کر دیا ہے ہم ایک ایک پر لے کر جا رہے ہیں بلکہ میں نے اس کو wind up کرنا تھا میں اس پر بھی نہیں جا رہا۔ میں آپ سے استدعا کرنے والا ہوں کہ اس کے بعد ایک زراعت پر بھی cut motion ہے آپ مہربانی کر کے interference ختم کیجئے اس طرح دس، پندرہ منٹ ضائع ہو

گئے ہیں۔ آپ ہمیں یہ ٹائم دیجئے گا اور ہمیں agriculture پر بات کرنے کا ضرور موقع دیجئے گا اور interference بند کروائیے گا۔ ابھی ایک منسٹر صاحب بوٹی نوٹ لینے کے لئے گیلری میں گئے تھے یہاں سے ہمیں رانا ثناء اللہ صاحب ٹوکا کرتے تھے اور ہمیں شرمسار کیا کرتے تھے کہ منسٹر اٹھ کر سیکرٹری سے کوئی information لینے نہیں جا سکتا اس لئے آپ روکیں اور اس پر رانا صاحب نے ruling لی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: کون ادھر کھڑے ہیں؟ نہیں، اب کوئی نہیں آئے گا۔ آپ میری ایک بات سن لیں۔ listen carefully پنجابی میں کہتے ہیں کہ "ڈھڈھ نہ پئیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں۔"

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! میں آپ سے یہی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ یہ روٹی سب کے پیٹ میں جانی چاہئے، مخصوص لوگوں کے پیٹ میں نہیں جانی چاہئے۔ اگر آپ مجھے بات کرنے کا موقع دیں گے تو میں بڑے اہم issue کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتی ہوں۔ انسان ہمیشہ اپنی غلطیوں سے ہی سیکھتا ہے۔ میں انہیں یہ بتا رہی ہوں کہ انہوں نے جو چیئرمین روٹی بھرتی کئے ہوئے ہیں جن کی باقاعدہ ایک ٹاسک فورس بنائی گئی ہے ان کا عالم یہ ہے کہ آج تقریباً 2 سال گزر رہے ہیں انہیں روٹی کے گراموں اور اس کی figures کا ہی نہیں پتا۔ ان کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ وہ coordinator بنائیں گئے اور انہیں on line کریں گے، جس کی ساری لائنیں ہی خراب ہوں جو خود off line ہو وہ coordinator کو کیا on line کرے گا؟ ہم reality کی بات کریں اور figures پر بات کریں۔ آپ پلیز مجھے میری بات کر لینے دیں۔ ان کے چیئرمین روٹی نے یہ فرمایا کہ یہ سکیم صرف urban areas کے لئے ہے، آپ لوگ دیہاتوں کو کیا یہ سزا دے رہے ہیں کہ انہوں نے چونکہ انہیں ووٹ نہیں دیا تو ان کی روٹی بھی بند، یہ کس قسم کا انصاف ہے؟ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ یہ سکیم specially urban areas کے لئے ہے تو میں آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ روٹی بانٹنے پر مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، آپ نے عمران خان کا credit لینا ہے ضرور لیں اور روٹی بانٹنی ہے تو سب کو بانٹیں۔ گوالمنڈی میں دو روپے کی روٹی نہیں ملتی۔ این اے۔123 ایک موریہ پل، دو موریہ پل میں دو روپے کی روٹی نہیں ملتی۔ گرین ٹاؤن سکیم، جوہر ٹاؤن، علامہ اقبال ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، میں نے جتنی جگہوں کا نام لیا ہے یہ میرا ذاتی مشاہدہ ہے جو میرا بھائی جو میری بہن ساتھ جانا چاہتا ہے He or she is most welcome. میں انہیں لے کر جاؤں گی۔

جناب والا! آپ دوسری ستم ظریفی یہ دیکھئے کہ ایک طرف اسمبلی کے باہر آپ کے کلرک ہڑتالیں کر رہے ہیں، علامتی نماز جنازہ ادا کی جا رہی ہے، بھوک ہڑتالیں ہو رہی ہیں اور دوسری جانب 7.5 ارب روپیہ تندوروں میں جھونکا جا رہا ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ پھر آپ اس کو categorize کر رہے ہیں، یہ کہہ کر طبقاتی جنگ کا آغاز کر دیا ہے آپ کا پورا بجٹ urban budget ہے، آپ کی education urban areas کے لئے ہے، آپ کی health urban areas کے لئے ہے، آپ کی روٹی urban areas کے لئے ہے، ہم دیہاتی لوگ کیا کریں ہمارے لئے تو آپ نے روٹی بھی نہیں چھوڑی۔ (قطع کلامیاں)

مجھے بات کر لینے دیں۔ آپ شور مچا کر حق اور سچ کو دبا نہیں سکتے ہیں۔

جناب والا! میں دوسری ایک بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک عوام دوست project ہے ہم اس کو start کرنے کی بات کرتے ہیں تو ہمیں سب سے پہلے اس کے proms and cons کو دیکھنا چاہئے، ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ idea جس سے ہم لوگوں کو relief دینا چاہتے ہیں یہ کس طرح سے apply کرنا چاہئے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے یہ سارا کوٹا TMAs کو دے دیا، اس کے بعد تندور والے، TMAs والے اور فلور ملز والوں کی ایک chain بن گئی۔ تندور والا اپنا کارڈ لے کر جاتا تھا، اپنی حاضری لگاتا تھا اور کوٹا لے کر اللہ حافظ۔ میں آپ کو on record بتانا چاہتی ہوں کہ داتا گنج بخش ٹاؤن کے TMO and TAR اس وقت روٹی کے ضمن میں کرپشن کے الزام میں انکوائریاں بھگت رہے ہیں۔ یہ روٹی دو سال سے پک رہی ہے، دو سال کے بعد بھی یہ عالم ہے کہ اس کی انکوائری منظر عام پر نہیں لانے دی جا رہی کیونکہ وہ ان کا اپنا چہیتا ہے۔ اس کو oblige کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! چیئرمین روٹی صاحب نے ایک نجی چینل پر بیٹھ کر یہ فرمایا ہے کہ subsidize آٹے کی قیمت 250 روپے ہے۔ ہم وہ آٹا تندور والے کو مہیا کرتے ہیں تو دو روپے کی روٹی معرض وجود میں آتی ہے۔ ایک کلو میں 100 گرام کی 10 سے 11 روٹیاں بنتی ہیں۔ اگر تندور والے نے صرف آٹے ہی کی روٹی بنا دینی ہے تو وہ آٹا گوندھنے والے کو پیسا کہاں سے دے گا، وہ روٹی لگانے والے کو پیسا کہاں سے دے گا، وہ بجلی کا بل کہاں سے دے گا اور وہ گیس کا بل کہاں سے دے گا؟ آپ یہ کس طرح کی سبسڈی لا رہے ہیں کہ ایک طبقہ جو آپ کا اپنا ہے اس کو oblige کر رہے ہیں اور تندور والے کا کیا قصور ہے، کیا اس

کا بال بچہ نہیں ہے اور اس کو متبادل کیا ریلیف دیا گیا ہے؟ آپ نے کچھ بھی نہیں دیا۔ یہ کس قسم کا ریلیف ہے، میں صرف یہی پوچھنا چاہتی ہوں اور مجھے میری بات ہی نہیں کرنے دی جا رہی۔

جناب سپیکر: آپ ابھی بھی یہ کہہ رہی ہیں کہ بات نہیں کرنے دی جا رہی۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! یہاں پر interruption ہی اتنی زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! نہیں، ٹائم ختم نہیں ہوا۔ 2 لاکھ ملازمین روٹی کے پیچھے لگائے ہوئے ہیں، اگر ان کی سروسز ملائیں تو روٹی 18 روپے سے زیادہ کی پڑتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کافی سینئر ممبران جو کہ عرصہ دراز سے یہاں آ رہے ہیں۔ یہ آپ کی discretion ہے کہ جب چاہیں guillotine apply کریں۔ اس guillotine کے لئے ہماری گردنیں حاضر ہیں وہ کٹ ہی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ guillotine سے پہلے جو وقت ضائع ہوتا ہے تو ہمیشہ آپ وزیر قانون صاحب سے مشورہ کر کے مزید تھوڑا سا وقت دیا کرتے ہیں۔ میں نے بات کرنی تھی لیکن میں نہیں کرتا مگر آپ ہمیں زراعت پر بات کرنے کے لئے 15 منٹ دے دیجئے گا۔

جناب سپیکر! آپ نے ابھی ایک شعر پڑھا تھا تو اس طرف سے بہت شور مچا تھا۔ اس میں استاد دامن نے کہا تھا کہ:

رج کھاندے نیں گلاں آندیاں نیں
آٹا لگے تے طبلے پٹاکدے نیں

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ میں زراعت کے لئے 15 منٹ کا وقت بڑھاتا ہوں۔ جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں صرف اتنی بات کہوں گا کہ انہوں نے 90۔ارب کی بات کی ہے۔ یہاں پر جو آدھ گھنٹے کی تقریر کی گئی اس میں صرف ایک issue کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ سستی روٹی ہے، اس کے علاوہ ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ 90۔ارب روپیہ کہاں جانا ہے، کیسے گندم آنی ہے اور کیسے دوسرے معاملات زندگی ہیں۔

جناب سپیکر! میں صرف یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ 2روپے کی روٹی کے سلسلے میں جتنی بھی بات کی جارہی ہے اس کو اس سنجیدگی سے لیا جائے کہ یہ خادم اعلیٰ پنجاب اور اس ہاؤس کا پہلا قدم ہے۔آپ پاکستان کے کسی بھی اور صوبے میں چلے جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ سرحد کا بھی یہی مطالبہ ہے، بلوچستان کا بھی یہی مطالبہ ہے اور سندھ کا بھی یہی مطالبہ ہے کہ ہمیں بھی ایسے ہی 2روپے کی روٹی ملنی چاہئے۔یہ غریبوں کے لئے بنائی گئی سکیم ہے۔اس کے علاوہ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہاؤس میں بیٹھا ہوا ایک ایک شخص یہ گواہی دے گا کہ یہاں پر کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا جس نے 2روپے کی روٹی نہ لی ہو۔یہ سب لوگ روٹی کھاتے بھی ہیں اور تنقید بھی کرتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اگر انہوں نے روٹی نہیں کھائی تو کھا کر دیکھیں کہ وہ 100 گرام کی ملے گی، وہ 70 گرام کی نہیں ہے۔بہر حال میری درخواست ہے کہ آپ مہربانی کر کے اس مطالبہ زر کو منظور فرمائیں۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: کیا آپ کٹوتی کی تحریک کی مخالفت کر رہے ہیں؟

وزیر خوراک و صحت (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں مخالفت کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"90۔ارب 2کروڑ 6 لاکھ 26ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-13033 غلے اور چینی کی سرکاری تجارت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 90۔ارب 2کروڑ 6 لاکھ 26ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "غلے اور چینی" کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبرPC-21018

جناب سپیکر: جی، اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21018 پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک رقم جو 5-ارب 41 کروڑ54لاکھ 19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 5-ارب 41 کروڑ54لاکھ 19ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

مطالبہ زر نمبرPC-21018 میں کٹوتی کی تحریک مندرجہ ذیل اراکین کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ چودھری ظہیر الدین خان، جناب محمد یار ہراج، جناب محمد محسن خان لغاری، چودھری مونس الٰہی، جناب طاہر اقبال چودھری، جناب محمد شفیق خان، جناب شیر علی خان، جناب خرم نواب، جناب خالد جاوید اصغر گھرال، میاں شفیع محمد، ڈاکٹر سامیہ امجد، محترمہ آمنہ الفت، سیدہ ماجدہ زیدی، محترمہ عائشہ جاوید، محترمہ ثمینہ خاور حیات، محترمہ خدیجہ عمر، محترمہ قمر عامر چودھری، محترمہ آمنہ جہانگیر، محترمہ سیمل کامران اور انجینئر شہزاد الٰہی، جناب شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"5-ارب 41کروڑ54لاکھ19ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"5-ارب 41کروڑ54لاکھ19ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 "زراعت" کم کرکے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

MINISTER FOR AGRICULTURE:(Malik Ahmad Ali Aulakh): I oppose it Sir.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ڈیمانڈ فنانس منسٹر نے کی ہے اور oppose وزیر زراعت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ ڈیمانڈ زراعت سے متعلق ہے اور آپ کو پتا نہیں کہ وہ زراعت کے منسٹر ہیں۔ اس تحریک کے لئے ٹائم 15 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔ جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ نہ صرف پنجاب بلکہ پاکستان کا دارومدار زراعت پر ہے۔ انہوں نے تحریک میں لکھا ہے کہ اس کو ایک روپیہ کر دیا جائے۔ اگر میرے سے پوچھا جائے تو ان کو ایک دھیلا بھی نہیں دینا چاہئے۔ آپ بھی ایک زمیندار گھرانہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت سارے میرے بھائی بہنیں زمیندار گھرانے سے ہیں۔

جناب سپیکر: شیر علی صاحب! جتنا ہو سکے مختصر کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: ان کے علاوہ اور کوئی نہیں بولے گا۔

جناب سپیکر: یہ دیکھیں کہ میں نے ایک منٹ سے 15 منٹ ٹائم بڑھایا تھا۔

جناب شیر علی خان: میں irrelevant بات نہیں کروں گا۔ گزارش یہ ہے کہ زراعت کے لئے جو 5-ارب روپے مختص کئے گئے ہیں اس میں statement یہ کہتی ہے کہ total employees related expenses 2382 million بنتے ہیں، اگر یہ نکال دیئے جائیں تو زراعت کے لئے صرف 3-ارب روپے رہ جاتے ہیں۔ سستی روٹی کے لئے 7.5-ارب، فوڈ سٹیمپ سکیم کے لئے 16.5-ارب اور زراعت کے لئے صرف 3-ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میں اسی لئے کہتا ہوں کہ ان کو ایک دھیلا بھی نہ دیا جائے کیونکہ یہ کام تو کرتے نہیں ہیں۔ صفحہ نمبر 328 پر جو figures دیئے گئے ہیں اس میں "others" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور پتا نہیں کہ یہ "others" کون ہیں، اس حوالے سے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ آپ زمیندار ہیں لہذا آپ خود سوچیں کہ انہوں نے 6 کروڑ 94 لاکھ

روپے ”others“ کو دے دیئے ہیں جس کا اتا پتا ہی نہیں ہے کہ یہ کون صاحب ہیں؟ اس کے بعد انہوں نے publicity کے لئے تقریباً 85 ملین روپے رکھے ہیں اور پتا نہیں کہ یہ اس سے کس چیز کی تشہیر کریں گے؟ اس کے علاوہ پروفیشنل ٹیکنیکل یونیورسٹیوں /کالجوں کے لئے 82 ملین روپے رکھے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کتنی زیادتی ہے کہ یونیورسٹیوں اور کالجوں کے لئے 82 ملین روپے اور تشہیر کے لئے 85 ملین روپے رکھے ہیں۔ پتا نہیں کہ انہوں نے کس چیز کی تشہیر کرنی ہے؟ یہ اس 85 ملین سے زمینداروں کے لئے بیج ہی منگوا دیں تو میرا خیال ہے کہ production زیادہ ہو جائے گی لیکن تشہیر سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ ریسرچ کے لئے تقریباً 4۔ارب روپے کی رقم رکھی گئی ہے تو گزارش یہ ہے کہ یہ جتنی بھی رقمیں رکھی گئی ہیں، میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ ہم جتنا بھی ریسرچ پر پیسا خرچ کر رہے ہیں سب ضائع کر رہے ہیں۔ ان کو یہ چاہئے کہ باہر سے اچھی قسم کا بیج منگوائیں، تشہیر پر پیسا نہ لگائیں اور زمینداروں کو نئی ٹیکنالوجی متعارف کروانے کے لئے زیادہ سے زیادہ پیسا یونیورسٹیوں کو دیں۔ میں آپ کو ایسی چیزیں بتاؤں گا کہ آپ بھی حیران ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں تو پہلے ہی حیران ہو چکا ہوں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں اب جو بات کرنے لگا ہوں اس کو سن کر سارا ایوان حیران رہ جائے گا اور یہ آپ کی کتاب کہتی ہے میں خود سے کوئی بات نہیں کر رہا۔ ہمارے پاس تو پرانی جیپیں بھی نہیں ہیں اور جہاز اور ہیلی کاپٹرز پر ہمارے کون سے افسر پھرتے ہیں جس کے لئے پچھلے سال 473 ملین روپے خرچ ہوئے اور اس سال 233 ملین روپے کی رقم مختص ہے، یہ ایک جگہ پر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ واٹر کورسز والے کہتے ہیں کہ ہمیں جہاز اور ہیلی کاپٹروں کے لئے 3.69 ملین روپے چاہئیں، اب پتا نہیں انہوں نے کھالے ہیلی کاپٹروں پر بنانے ہیں۔ اسی طرح subordinate and expert staff والے کہتے ہیں کہ for POL charges planes, helicopters 4.6 million rupees چاہئیں۔ اس کے بعد صفحہ نمبر 357 میں Extension Service والے POL charges planes, helicopters کے لئے رقم مانگتے ہیں جو ایک دھیلے کا کام نہیں کرتے اور ان کے لئے 19 ملین روپے رکھے گئے ہیں، آپ خود دیکھیں کہ ظلم کی انتہا ہے بہر حال میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ میں صرف دو چیزوں کی نشاندہی کروں گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بعد میں ان سے حساب لیں گے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ نے ان سے حساب ضرور لینا ہے۔ صفحہ نمبر 405 میں ہے کہ انہوں نے ایک کمپنی پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی (P.A.M.C.O) بنائی تھی اس کے لئے پچھلے سال کے بجٹ میں 539,620,000 روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور صرف 27 ملین روپے خرچ ہوئے which is 5 percent only اس سال اس کے لئے 215 ملین روپے رکھا گیا جو 60 فیصد کم ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بس اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! صرف ایک اور بات ہے جو میں کرنا چاہتا ہوں کہ I am pointing out one thing which is very very interesting آپ سنیں کہ زراعت کیا کر رہی ہے۔ میں گورنمنٹ گارڈنز کے حوالے سے بات کروں گا اور اللہ خیر! پتا نہیں یہ کس کے باغیچوں کے لئے ادھر رقم رکھ دی گئی ہے؟ Total employees related expenditures 39 millions and 17 millions اگر زراعت والوں نے اس قسم کے اخراجات کرنے ہیں تو پھر ان گورنمنٹ گارڈنز اور ان باغیچوں کو بند کر دیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر صاحب! آپ صرف ایک منٹ میں wind up کریں اس سے زیادہ آپ کو وقت نہیں ملے گا۔ آپ بات کریں کہ جو انہوں نے بات کی ہے۔ آپ اس کو oppose کریں اور بات ختم کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! زراعت کی اہمیت کے حوالے سے عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: تفصیل کا وقت نہیں ہے۔ آپ ختم کریں۔

وزیر زراعت (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو کہا ہے اس حوالے سے عرض کروں گا کہ آج کل چونکہ میڈیا کا دور ہے اور کاشتکاروں کو میڈیا کے ذریعے motivate کیا جاتا ہے اور یہ محکمہ زراعت کی ذمہ داری ہے اور اس سائنسی دور میں میڈیا کا اہم کردار ہے اس لئے تشہیر بہت ضروری ہے اور یہ تشہیر محکمہ اپنی نہیں کر رہا بلکہ کاشتکاروں کو جدید ٹیکنالوجی کے بارے میں میڈیا میں تشہیر کے ذریعے motivate کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

اب سوال یہ ہے کہ:

"5۔ارب 41 کروڑ 54 لاکھ 19 ہزار روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر PC-21018 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔"

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 5۔ارب 41 کروڑ 54 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا کہ سات مطالبات زر پر کٹ موشنز بذریعہ کارروائی آج ڈیڑھ بجے تک کے لئے کی تھی لیکن بعد میں، میں نے پندرہ منٹ بڑھا دیئے تھے اور اس کے بعد باقی ماندہ مطالبات پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔ اب ہم قاعدہ (4)144 کے تحت گلوٹین کا اطلاق کرتے ہوئے کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔

مطالبہ نمبر PC-21001

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 33 لاکھ 51 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 33 لاکھ 51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 33 لاکھ 51ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21002

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 2 کروڑ 49 لاکھ 63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 49 لاکھ 63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 2 کروڑ 49 لاکھ 63ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21003

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 14 کروڑ 38 لاکھ 23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 14 کروڑ 38 لاکھ 23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 14 کروڑ 38 لاکھ 23ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21004

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 13 کروڑ 64 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 13 کروڑ 64 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 13 کروڑ 64 لاکھ 47 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21005

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو ایک ارب 5 کروڑ 97 لاکھ 12 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 5 کروڑ 97 لاکھ 12 ہزار روپے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو ایک ارب 5 کروڑ 97 لاکھ 12 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21006

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 27 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 27 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 27 لاکھ 21 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-21007

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"ایک رقم جو 3 کروڑ 14 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 3 کروڑ 14 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 3 کروڑ 14 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21008 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21008

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 7 کروڑ 45 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا، دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر "ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 7 کروڑ 45 لاکھ 42 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر" ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو7کروڑ45لاکھ42ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر" ٹیکس و محصولات "برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21009پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21009

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو8۔ارب59کروڑ68لاکھ66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو8۔ارب59کروڑ68لاکھ66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو8۔ارب59کروڑ68لاکھ66ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال2009-10کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"آبپاشی و بحالی اراضی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21010پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21010

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو9۔ارب16کروڑ93لاکھ55ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال2009-10کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو9۔ارب16کروڑ93لاکھ55ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال2009-10کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"انتظام عمومی"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 9۔ارب 16 کروڑ 93 لاکھ 55 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21011 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21011

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4۔ارب 30 کروڑ 46 لاکھ 81 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظام عدل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21012 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21012

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 34 کروڑ 23 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 34 کروڑ 23 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ارب 34 کروڑ 23 لاکھ 36 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21014 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21014

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 41 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 41 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3 کروڑ 41 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21017 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21017

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 81 کروڑ 20 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 81 کروڑ 20 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 81 کروڑ 20 لاکھ 25 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-21019 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-21019

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 23 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 23 کروڑ 85 لاکھ 74 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو23کروڑ85لاکھ74ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ماہی پروری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-21020پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-21020

وزیر خزانہ(جناب تنویر اشرف کائرہ):میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب77کروڑ61لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ایک رقم جو ایک ارب77کروڑ61لاکھ82ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ویٹرنری"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 77 کروڑ 61 لاکھ 82 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21021 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21021

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 87 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 87 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 8 کروڑ 87 لاکھ 35 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21022 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21022

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 3۔ ارب 40 کروڑ 64 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ ارب 40 کروڑ 64 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 3۔ ارب 40 کروڑ 64 لاکھ 26 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21023 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21023

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 83 کروڑ 27 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 83 کروڑ 27 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 83 کروڑ 27 لاکھ 19 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21024 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21024

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 64 لاکھ 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 64 لاکھ 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 34 کروڑ 64 لاکھ 99 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21025 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21025

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 59 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 59 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 59 کروڑ 70 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21026 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21026

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 16 کروڑ 11 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 16 کروڑ 11 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک ارب 16 کروڑ 11 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21027 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21027

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 22 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 22 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 2 کروڑ 22 لاکھ 68 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21028 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21028

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 19۔ ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 19۔ ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 19۔ ارب روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21029 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21029

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 9 کروڑ 77 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 9 کروڑ 77 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 9 کروڑ 77 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21030 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21030

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 26۔ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سبسڈیز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 26۔ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی

سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''سبسڈیز'' برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 26۔ارب 70 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی
سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا
دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''سبسڈیز'' برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21031 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21031

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 21۔ارب 10 کروڑ 91 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ
نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010
کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے
قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''متفرقات''
برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 21۔ارب 10 کروڑ 91 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ
نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010
کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے
قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''متفرقات''
برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کھرب 21۔ارب 10 کروڑ 91 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-21032 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-21032

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 4 کروڑ 15 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 4 کروڑ 15 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 4 کروڑ 15 لاکھ 58 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شہری دفاع" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: مطالبہ زر نمبر PC-13034 جناب وزیر خزانہ!

مطالبہ زر نمبر PC-13034

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 68 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 68 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو ایک کروڑ 68 لاکھ 93 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر PC-13035

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-13035 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 10 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-22036 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-22036

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 86۔ارب 22 کروڑ 5 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"ایک رقم جو 86۔ارب 22 کروڑ 5 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 86۔ارب 22 کروڑ 5 لاکھ 5 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جناب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12037 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-12037

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 9۔ارب 57 کروڑ 65 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"ایک رقم جو 9۔ارب 57 کروڑ 65 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 9۔ارب 57 کروڑ 65 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: جناب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12038 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-12038

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 31 کروڑ 44 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 31 کروڑ 44 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 31 کروڑ 44 لاکھ 59 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12040 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-12040

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 2۔ارب 50 کروڑ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب 50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو2۔ارب 50کروڑروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ٹاؤن ڈویلپمنٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر PC-12041 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر PC-12041

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 52۔ارب 4کروڑ83لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010 کو ختم ہونے والے مالی سال 10-2009 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 52۔ارب 4کروڑ83لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''شاہرات وپل'' برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو 52۔ارب 4کروڑ83لاکھ 5ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ''شاہرات وپل'' برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر:وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-12042پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-12042

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ):میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 27۔ارب 97کروڑ44لاکھ 8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد''سرکاری عمارات''برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 27۔ارب 97کروڑ44لاکھ 8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے

والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سرکاری عمارات " برداشت کرنے
پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو27۔ارب 97کروڑ44لاکھ 8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے
والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" سرکاری عمارات " برداشت کرنے
پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبرPC-12043پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبرPC-12043

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو9۔ارب 61کروڑ39لاکھ 85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے
والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات
کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد" قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/ خود
مختار ادارہ جات وغیرہ " برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو9۔ارب 61کروڑ39لاکھ 85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر
پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے
والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات

کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک رقم جو9۔ارب 61کروڑ39لاکھ 85ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2010کو ختم ہونے والے مالی سال10-2009کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: میں تمام ہاؤس اور فنانس منسٹر صاحب کو یہ بجٹ اور اس کی cut motions جو پیش کی گئیں، ان کے جوابات دیئے گئے اور جس انداز سے آپ نے اس کو پیش کیا میں آپ تمام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خصوصی طور پر میں اپوزیشن کو بھی شاباش دیتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جس طرح سے تعاون کیا۔اب میں پنجاب کے صوبائی وزیر فنانس کو floor دینے لگا ہوں اگر وہ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔جی، وزیر خزانہ! (نعرہ ہائے تحسین)

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جبکہ باعزت بجٹ پاس ہو گیا ہے اس سارے سلسلے میں محکمہ خزانہ پنجاب نے، میں نے ان کے ارشاد فرمانے سے پہلے جسارت کی ہے کیونکہ یہ اسی وقت relevant بنتا تھا ورنہ relevancy نہیں رہ جانی تھی۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: یہ معصوم وزیر خزانہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ اچھے ماحول کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں۔پلیز! آپ کی بڑی مہربانی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! محکمہ خزانہ کے عملہ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین نے چونکہ بہت محنت اور کاوش سے کام کیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ ان کو traditionally ایک، ایک ماہ کی تنخواہ دی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ بہت بہتر بات ہے۔ہاؤس کی کیا رائے ہے؟

معزز ممبران: تنخواہ دے دی جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ایک ماہ کی تنخواہ منظور کر لی جائے۔جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں تمام ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور سب کو مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ٹریژری بنچز کے ممبران نے ووٹنگ کا حق ادا کر کے اس بجٹ کو پاس کیا ہے۔ میں خصوصی طور پر اپوزیشن کا بھی مشکور ہوں اور لیڈر آف دی اپوزیشن کا بھی مشکور ہوں جس طرح انہوں نے اپوزیشن کو بڑے احسن طریقے سے lead کیا ہے اور یہاں سب موجود رہے ہیں۔ کورم کے حوالے سے بھی نشاندہی نہ کی اور ان کی طرف سے ہمیں پوری co-operation رہی ہے۔اس موقع پر فنانس ڈیپارٹمنٹ اور اسمبلی سٹاف نے بھی بہت محنت اور جانفشانی کے ساتھ کام کیا ان کا پورا process رہا ہے، انہوں نے چھٹیاں بھی نہیں کیں، اتوار کو بھی کام کیا، انہوں نے لیٹ بیٹھ کر بھی کام کیا۔ اسمبلی کے تمام افسران اور ان کا سٹاف اور ہمارے سکیورٹی کے سٹاف نے بھی اس دفعہ بہت محنت کی۔ انہوں نے ensure کیا اور اس دفعہ تمام ممبران کی جان کے تحفظ کے لئے سپیشل انتظامات کئے۔ ان سب کو، تینوں محکموں کو میں اعلان کرتا ہوں کہ ایک، ایک ماہ کی اضافی تنخواہ دی جائے۔

جناب سپیکر! آپ کا اور ڈپٹی سپیکر صاحب کا بھی مشکور ہوں۔

جناب سپیکر: میں بھی آپ سب کا شکر گزار ہوں۔

معزز ممبران: جناب سپیکر صاحب کو بھی اضافی تنخواہ دی جائے کیونکہ انہوں نے بھی بڑی محنت کی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، میرا کوئی ایسا مطالبہ نہیں ہے۔بہت مہربانی، سپیکر کا کوئی ایسا مطالبہ نہیں ہے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں آپ کا اور ڈپٹی سپیکر صاحب کا مشکور ہوں کہ جنہوں نے نہایت دانشمندی اور صبر و تحمل کے ساتھ اجلاس کو چلایا اور میں تمام ہاؤس کا دوبارہ بھی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ہی ایک اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ اور پریس والوں کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے بھی ہمارا ساتھ دیا اور جب بہت دیر تک بھی کام کرنا پڑا تو وہ

ہمارے ساتھ رہے۔ وہ پریس کے ہمارے دوست جو ہاؤس میں بھی موجود ہیں اور ہاؤس کے باہر گرمی میں بھی ہمارا ساتھ دیا اور ساتھ ہی میں اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ روایت ہے کہ ہر سال فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے اور خصوصی طور پر اپنے اپوزیشن ممبران کو بھی invite کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ضرور تشریف لائیں۔

جناب سپیکر: بہت اچھی بات ہے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ سخاوت وہ ہوتی ہے جو بن مانگے دی جائے۔ اس ہاؤس کی یہ روایت رہی ہے کہ جب کوئی بھی اجلاس اختتام پر پہنچتا تو سپیکر صاحب بھی کھانا دیا کرتے تھے۔ اس لئے ماشاءاللہ ویسے بھی آپ راجپوت ہیں۔ میرے بھائی رانا پھول خان صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ دیکھیں! رانا صاحب! راجپوت کی صفات میں بھی یہی ہے کہ ان کو سخی ہونا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، جی۔

سید ناظم حسین شاہ: اس لئے جتنے بھی باقی اجلاس ہوئے ہیں تو آپ نے کھانا نہیں کھلایا۔ اس دفعہ آپ ہمیں اپنی محبت سے محروم نہ رکھیں۔ یہی میری گزارش تھی۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، آپ کو اپنی محبت سے کیوں محروم رکھیں گے، کس نے کہا کہ آپ کو محروم رکھیں گے؟ ہم آپ سب کو کھانا ضرور دیں گے (نعرہ ہائے تحسین)

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! بڑی مہربانی، بہت شکریہ

جناب سپیکر: پہلے منسٹر صاحب کا کھانا ہے اس میں بھی یہ سب آئیں گے اور جو ہماری طرف سے ہوگا یعنی سپیکر اور ڈپٹی سپیکر صاحب کی طرف سے ہوگا۔

آوازیں: آپ بھی صاحب ہیں۔

جناب سپیکر: وہ صاحب ہیں میں اپنے آپ کو صاحب نہیں کہہ رہا۔ڈپٹی سپیکر صاحب ہیں۔اس میں بھی میں ان سب کو میں مدعو کروں گا اور ان سب کو آنا چاہئے۔۔۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! روایت بھی یہی رہی ہے کہ سپیکر صاحب کھانا دیتے ہیں کیونکہ سپیکر پورے ہاؤس کا سپیکر ہے تو اس لئے جب ان کی طرف سے کھانا ہوتا ہے۔آپ کے والد مرحوم کو خدا غریق رحمت کرے جب وہ 1973 میں موجود تھے تو اس وقت وہ بھی موجود ہوتے تھے اور علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب اپوزیشن لیڈر بھی ہوتے تھے۔

جناب سپیکر: جی، اب اجلاس بروز جمعتہ المبارک مورخہ 26۔جون کو صبح 9 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

869

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 26۔ جون 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

1۔ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2009 (مسودہ قانون نمبر 13 بابت 2009)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2009، جیسا کہ اسے اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2009 منظور کیا جائے۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 2010–2009 کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 2010–2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

3۔ آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009 (آرڈیننس نمبر 1 بابت 2009)

ایک وزیر آرڈیننس (ترمیم)صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009 ایوان میں پیش کریں گے۔

4۔ آرڈیننس (ترمیم)رجسٹریشن سوسائیٹز مجریہ 2009(آرڈیننس نمبر 2بابت 2009)

ایک وزیر آرڈیننس(ترمیم)رجسٹریشن سوسائٹیز مجریہ2009ایوان میں پیش کریں گے

5۔ مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ2009(مسودہ قانون نمبر12بابت2009)

ایک وزیر مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ2009ایوان میں پیش کریں گے۔

6۔ پنجاب کے میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کی سالانہ کارکردگی رپورٹس برائے سال 2007-08

ایک وزیر پنجاب کے میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کی سالانہ کارکردگی رپورٹس برائے سال2007-08ایوان میں پیش کریں گے۔

871

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

جمعتہ المبارک،26۔جون2009

(یوم الجمع،2۔رجب1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر13منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَاۚ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا ٱكۡتَسَبَتۡۗ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَآ إِن نَّسِينَآ أَوۡ أَخۡطَأۡنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَآ إِصۡرٗا كَمَا حَمَلۡتَهُۥ عَلَى ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِنَاۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِۦۖ وَٱعۡفُ عَنَّا وَٱغۡفِرۡ لَنَا وَٱرۡحَمۡنَآۚ أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَo

سُوۡرَۃُ البَقَرَة آیت۔286

خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو اُن کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اُسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بُھول چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اُتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو۔ اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر فرما۔ اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے۔ اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔

وماعلینا الاالبلاغo

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ کی سعادت جناب اختر حسین قریشی نے حاصل کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

قرآن دسدا اے بڑائی حضور دی
کہڑا کرے گا مدح سرائی حضور دی
قوسین دے مقام نیں اے راز کھولیا
اللہ ای جاندا اے رسائی حضور دی
بن ویکھیاں جدے تے کروڑاں نثار نیں
صورت خدا نے کیسی بنائی حضور دی
میتھوں جے روزِ حشر نوں پچھیا فرشتیاں
رو رو کے میں دیاں گا دہائی حضور دی
قرآن دسدا اے بڑائی حضور دی
اوتھے تے بایزید جئے دم نہ مار دے
کتھے ظہوری کتھے گدائی حضور دی

پوائنٹ آف آرڈر

سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد (مرحوم)

اور رہنما پیپلز پارٹی جناب ظاہر حسن ڈار کی اہلیہ کے لئے دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل ایک نہایت ہی مقتدر شخصیت، جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد انتقال کر گئے ہیں جو کہ بہت اعلیٰ اخلاقی قدروں کے حامل تھے اور انھوں نے اپنی جماعت کو معتدل سیاست کا پابند رکھا۔ میری گزارش ہو گی کہ ان کی مغفرت اور درجات کی بلندی کے لئے دعا کی جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی طرف سے بھی آیا ہے کہ پیپلز پارٹی لندن کے سٹی صدر جناب ظاہر حسن ڈار کی اہلیہ وفات پا گئی ہیں، ان کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میاں طفیل محمد کی نہ تو ابھی نماز جنازہ ہوئی ہے اور نہ ہی تدفین ہو سکی ہے تو میرا خیال ہے کہ ان کے لئے فاتحہ نماز جنازہ کے بعد کی جائے تو بہتر ہے۔ درجات کی بلندی کے لئے دعا تو ہم ہر وقت کر سکتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! روایت اور طریق کار تو یہی ہے کہ نماز جنازہ اور تدفین کے بعد دعائے مغفرت کی جاتی ہے۔ قائد حزب اختلاف نے جو بات کی ہے اس میں تو کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو ہم ایک مشترکہ قرارداد لے آتے ہیں جس میں ان کی خدمات کو سراہا جائے اور جماعت اسلامی سے اظہار افسوس کو بھی اس میں شامل کر لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کی تدفین ہو جائے گی تو کل دعائے مغفرت مناسب رہے گی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی تجویز سے متفق ہوں کہ ہاؤس کی طرف سے ایک مشترکہ قرارداد لائی جائے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرے خیال میں اب تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وقت کی طرف آپ کی توجہ دلانی ہے۔ اجلاس 9-00 بجے شروع ہونا تھا، ڈیڑھ گھنٹے کے انتظار کے بعد بھی ہاؤس میں ممبران کی تعداد بہت کم ہے۔ آج بہت اہم issues زیر بحث آنے ہیں۔ فنانس بل پیش ہونا ہے۔ میں نہ چاہتے ہوئے، انتہائی بوجھل دل سے اور افسوس کے ساتھ یہ تین لفظ کہتی ہوں کہ کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے کیا کہا ہے؟

کورم کی نشاندہی

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے، آپ پہلے کورم پورا کریں۔ آپ حزب اقتدار کے ممبران کی seriousness کا اندازہ لگائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے قرارداد کے لئے بات کی ہے اور یہ کورم point out کر رہی ہیں۔ یہ ان کا عجیب طریقہ ہے۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

ہاؤس کورم میں نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔ (اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔۔ کورم پورا ہے، کارروائی کا آغاز کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: .No comments اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: ابھی کورم پورا نہیں ہوا۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن حزب اختلاف ڈاکٹر سامیہ امجد نے
معزز ممبران کی گنتی کرنا شروع کر دی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! rules کسی رکن کو ایسی حرکت کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ جو یہ محترمہ ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کر رہی ہیں، یہ کیا طریق کار ہے؟ جب گنتی آپ کے حکم پر ہو گئی ہے اور آپ نے announce کر دیا ہے کیا ان کو یہ اختیار ہے کہ یہ ایسی حرکت کریں؟

جناب سپیکر: آپ مجھے مخاطب کر سکتی ہیں اور مجھے بتا سکتی ہیں جس طرح اشارے سے آپ گنتی کر رہی ہیں آپ کا وہ کام نہیں ہے۔ شکریہ

محترمہ سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں عرض۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ سامیہ امجد: جناب والا! میں معذرت چاہتی ہوں۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: No comments. Order please.

محترمہ سکینہ شاہین خان صاحب کی تحریک کا وزیر قانون صاحب نے جواب دینا تھا۔

منڈی احمد آباد (اوکاڑہ) میں سب انسپکٹر کا گھر میں بلا اجازت داخل ہو کر اہل خانہ کو تشدد کا نشانہ بنانا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق میں، میں نے ڈی پی او اور متعلقہ ایس ایچ او جو کہ سب انسپکٹر ہے کو میں نے اپنے آفس میں بلوایا تھا۔ محترمہ کی ان سے میٹنگ ہوئی اس میں یہ سارا معاملہ discuss ہوا تو انہوں نے ایک ہفتے کا ٹائم لیا ہے کہ جس طرح سے

محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ چاہتی ہیں اس کے مطابق انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس کو sort out کریں گے۔انہوں نے ایک ہفتے کا ٹائم لیا ہے۔یہ آپ ان سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ ان کی بات سے مطمئن ہیں؟ میرے خیال میں انہوں نے آپ سے ٹائم تو لے لیا ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب والا!ایک ہفتے کے بعد میں ان کو ریکارڈنگ بھی دے دوں گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ایک ہفتے کے لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا!یہ Child Protection Bureau کا معاملہ ہے۔یہاں ہمارے پاس بیورو موجود ہے ان کے پاس rescue بھی ہے۔اگر وہاں پر rescue کو بھیج کر ان بچوں کو ان کے ادارے میں بلا لیا جائے تو میں سمجھتی ہوں اس طرح سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا!میں نے فاتحہ خوانی کی درخواست کی تھی لیکن اپوزیشن کی طرف سے کورم کی نشاندہی کر دی گئی حالانکہ فاتحہ خوانی کے لئے تو کورم کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔فاتحہ تو چار بندے بھی پڑھ سکتے ہیں۔جان بوجھ کر توجہ ہٹائی گئی ہے۔میں نے چٹ بھی بھیجی تھی اور یہ ایک استحقاق ہوتا ہے اس لئے فاتحہ تو سب کو پڑھنی پڑے گی۔میری وہ زیادہ عزیزہ تھیں۔محمود الحسن ڈار سابق ایم پی اے کی بھاوج تھیں اور ظاہر حسن ڈار کی وہ بیوی تھیں۔وہ لندن پیپلز پارٹی کے سٹی صدر رہیں۔

جناب سپیکر: دعا کروا دی جائے۔

(اس مرحلہ پر رہنما پیپلز پارٹی جناب ظاہر حسن ڈار کی اہلیہ کے لئے کی فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: پیر اشرف صاحب کی بھی ایک تحریک استحقاق تھی اس کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

ڈی پی او شیخوپورہ کا معزز پارلیمنٹیرین کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ پیر محمد اشرف رسول صاحب کی جو تحریک استحقاق نمبر 32 ہے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: پیر اشرف صاحب آپ کی اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب والا! اس سلسلے میں میری بھی عرض سن لیں۔ یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد تو ہو گیا، پتا نہیں اس کا اجلاس کب ہو گا؟

جناب سپیکر: کیا فرما رہے ہیں؟

پیر محمد اشرف رسول: پتا نہیں استحقاق کمیٹی کا اجلاس کب ہو گا؟

جناب سپیکر: یہ آپ بعد میں پوچھ لیں۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں کہ پورا شیخوپورہ رو رہا ہے۔ شیخوپورہ کے جتنے ایم پی ایز ہیں تنگ ہیں، منسٹر صاحب کے سامنے ڈی آئی جی صاحب یہ قبول کر کے گئے ہیں کہ وہ ہمارے خلاف اپنے روزنامچوں میں رپورٹ لکھتے ہیں اور وہ یہ قبول کر کے گئے ہیں۔ اس سے پہلے لاہور میں ہمارے ایک ساتھی کے خلاف رپورٹیں لکھی گئی ہیں۔ اگر پولیس روزانہ یہ رپورٹیں لکھتی رہے گی اور آپ روزانہ کوئی لالی پاپ دے دیں گے۔ طارق باجوہ کے ساتھ بھی پہلے اسی طرح ہوا تھا وہ معاملہ بھی کمیٹی کے سپرد ہے۔ اگر آپ لوگوں کو ہمارا یہاں آنا پسند نہیں ہے تو پھر ہم گھر بیٹھ جاتے ہیں۔ ہمارا کل بھی یہ مطالبہ تھا کہ جب تک ڈی پی او شیخوپورہ کو آپ پنجاب سے surrender نہیں کریں گے ہم اپنے احتجاج کو جاری رکھیں گے اور یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ جو بھی اٹھتا ہے کوئی ایس ایچ او ہو، کوئی ڈی پی او ہو جناب یہ ایم پی ایز کے خلاف ایک routine ہے۔ خود وہ جرم کرتا ہے، زیادتی کرتا ہے اور ایم پی ایز کے خلاف رپورٹیں لکھ دیتا ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ اس طرح سے کام چلاتے رہے تو کام نہیں چلے گا۔

معزز اراکین: شیم، شیم۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون سے پوچھتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے تحریک استحقاق میں جو مؤقف اختیار کیا میں نے اس کو confront نہیں کیا۔ آج صبح بھی ڈی آئی جی شیخوپورہ رینج کو یہاں پر بُلایا تھا اور ان کے ساتھ دوستوں کی میٹنگ کروائی۔ میں اس ڈی پی او کو بھی بُلانا چاہتا تھا لیکن انہوں نے یہ فرمایا کہ ہم اس کے ساتھ بیٹھنے کو تیار نہیں ہیں۔ اب اس کے بعد جہاں تک استحقاق کمیٹی کا تعلق ہے میں on the floor of the House اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اجلاس کے فوراً بعد استحقاق کمیٹی کے چیئرمین کے انتخاب کے لئے اجلاس بُلایا جائے گا اور اس کے دوسرے روز وہ اس تحریک استحقاق کو take up کر سکتے ہیں۔ باقی اس سلسلے میں جو تحریک استحقاق کمیٹی recommend کرے حکومت اس کی پابند ہے اور اس کی پابندی کرے گی لیکن جہاں تک انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اس کو ٹرانسفر کیا جائے یا surrender کیا جائے۔ یہ وزیر اعلیٰ کا اختیار ہے اور میں نے ان سے یہ بھی بات کی ہے کہ اس معاملے کو میں ان کے نوٹس میں لاؤں گا۔ ان کے وہ قائد ہیں treasury benches سے ان کا تعلق ہے، خود بھی وزیر اعلیٰ پنجاب سے آج ہی بات کر سکتے ہیں۔ اگر یہ حکم فرمائیں تو میں اس چیز کو manage کر دیتا ہوں۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ تو نہیں ہے، تحریک استحقاق تو کمیٹی کے ہی سپرد کی جا سکتی تھی اور میں نے آپ سے کہا ہے اور آپ نے یہ کمیٹی کے سپرد کر دی ہے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! مورخہ 6۔جنوری کو میرے گھر واقعہ باجوہ ہاؤس سانگلہ ہل سٹی میں ایس پی لائل پور ٹاؤن اصغر یوسف زئی، ایس ایچ او ساہیاں والا اور ایس ایچ او چک جھمرہ تقریباً 25/30 مسلح داخل ہوئے اور بدتمیزی کی، جس واقعہ کی میں نے تحریک استحقاق نمبر 3، 9۔جنوری کو ایوان میں پیش کی۔ آپ نے اس کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا۔ 6 ماہ گزر چکے ہیں میری تحریک کو سرد خانے میں ڈال دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میری تو گزارش ہے کہ معزز ممبران کا استحقاق ویسے ہی ختم کر دیں تاکہ کسی رکن اسمبلی کا استحقاق ہی مجروح نہ ہو۔ ڈی پی او شیخوپورہ کا وقوعہ دیکھ لیں اس نے سب سیاستدانوں کو ننگی گالیاں دی ہیں مگر اس کا کیا ہوا ہے؟ (شیم، شیم)

آپ جب تک پولیس کو لگام نہیں دیں گے روزانہ ایسے واقعات ہوتے رہیں گے۔ اس سانگلہ ہل والے وقوعہ کا مقدمہ نمبر 2009/27 جرم 149/139/497/492/322 ایس پی، ایس ایچ او، 30/25 نامعلوم افراد تھانہ سٹی سانگلہ ہل میں درج ہوا مگر 6 ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ میں پوچھتا ہوں کہ اگر ارکان اسمبلی کا یہ حال ہے تو دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوتا ہوگا؟ میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ معزز ارکان اسمبلی کا دفاع کریں، اپنے وزیروں کو بااختیار بنائیں، ڈی پی او، ڈی سی او اس کے ہیں جس کی گورنمنٹ ہے۔ ان کو آنکھیں پھیرتے ہوئے ایک پل بھی نہیں لگتا۔ گورنر راج میں اس بات کا آپ کو بخوبی اندازہ ہو جانا چاہئے تھا مگر افسوس یہ بیوروکریسی اس گورنمنٹ کو ناکام بنانے کی کوشش کر رہی ہے اور آپ کی پارٹی کو نقصان پہنچا رہی ہے۔ خدارا! اس پر غور کریں، باتیں تو بہت ہیں مگر اتنا ہی کہوں گا:

سچ آکھاں تے بھجن کھاکھاں
تے ڈر دی سچ نہ آکھاں

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! جیسے ابھی میرے بھائی باجوہ صاحب بات کر رہے تھے کہ ڈی پی او شیخوپورہ نے سیاستدانوں کو ننگی گالیاں دی ہیں تو میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس ڈی پی او کو کم از کم فی الفور suspend کر کے OSD بنایا جائے۔ اس کے ساتھ ہماری working relationship نہیں ہے ورنہ کوئی اور بھی سنگین نوعیت کا وقوعہ ہو سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترم طارق باجوہ صاحب نے جو بات کی ہے مجھے ان کی بات سے اختلاف نہیں ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دوسری سائیڈ کی حقیقت کو ساتھ ہی بیان کر دینا چاہئے۔ جن دنوں ان کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوئی تھی ان دنوں سپیشل کمیٹی تحاریک استحقاق کو deal کر رہی تھی لیکن یہ تحریک اس وقت اس لئے under consideration

نہ آئی کیونکہ باجوہ صاحب نے خود اس خواہش کا اظہار کیا یا یہ بات manage ہو گئی کہ تمام پولیس افسران جن میں آرپی او فیصل آباد، ایڈیشنل آئی جی چودھری عبدالمجید، ڈی آئی جی فیصل آباد ملک احمد رضا، ڈی آئی جی شیخوپورہ رینج جو اس وقت چودھری تنویر صاحب تھے تو انہوں نے کہا کہ اگر یہ سارے لوگ میرے گھر آکر معافی مانگیں تو میں اس واقعہ پر ان کو معاف کرنے کے لئے تیار ہوں اس کے ساتھ انہوں نے یہ شرط رکھی کہ لاء منسٹر بھی ان کے ساتھ آئیں تو میں نے خود ان کی خدمت میں پیش ہو کر ان سے ٹائم لیا اور انہوں نے جو ٹائم دیا اس ٹائم پر آرپی او فیصل آباد، سی سی پی او فیصل آباد اور ڈی آئی جی شیخوپورہ رینج اور میں ان کے دولت خانے پر حاضر ہوئے وہاں پر ان سے باقاعدہ ان الفاظ میں جن الفاظ میں معافی مانگی جاتی ہے ان افسران نے میری موجودگی میں ان سے معافی مانگی انہوں نے سب کو معاف کیا اور انہوں نے کہا کہ آپ بے شک ایس ایچ او صاحبان کو بحال کر دیں لیکن ڈی پی او ننکانہ کو ہر قیمت پر یہاں سے ٹرانسفر کر دیا جائے تو ان کے معافی دینے کے بعد پھر ان لوگوں کو بحال کیا گیا اور ڈی پی او کو ٹرانسفر کر دیا گیا، معافی دینے کے بعد انہوں نے اس دن ہمیں اپنے گھر پر بڑا ہی لذیذ اور پر تکلف کھانا کھلایا اور سارا معاملہ وہاں پر patch up ہوا۔ میں آج بھی ان کا بڑا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمیں بہت اچھا کھانا کھلایا اور وہاں میرے جانے پر میری بہت عزت کی لیکن اب اس کے بعد بھی اگر اس معاملے میں کوئی اور چیز انہیں مطلوب ہے تو یہ میرے بھائی ہیں یہ میرے پاس آفس میں آجائیں جو یہ مزید حکم کریں گے ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بھی بجالائیں گے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ساری کارروائی کو اس انداز سے بالکل rule out نہ کیا جائے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! اس وقت ایس پی یوسف زئی کو معافی نہیں دی گئی تھی۔ میں لاء منسٹر کا احترام کرتا ہوں یہ سارا معاملہ ان کے کہنے پر ہوا تھا انہوں نے کہا تھا کہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کریں گے۔ میری گزارش ہے کہ 6ماہ پہلے جو مقدمہ درج ہوا ہے اس کا ابھی تک کچھ نہیں ہوا، روزانہ یہی ہوتا ہے کہ کسی طرح یہ خارج کروادیں۔ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، 6ماہ ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! یہ سارے دوست ڈیڑھ سال سے بول رہے ہیں کبھی ہمیں بھی بولنے دیں۔ عرض یہ ہے کہ ہمارے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اس پر بولیں بھی نا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس میں یہ بات بھی واضح کر دوں کہ محترم طارق باجوہ صاحب نے یہ بالکل درست کہا ہے کہ انہوں نے دو آدمیوں کو واقعی معاف نہیں کیا تھا، ایک ڈی پی او ننکانہ اور ایک ایس پی یوسف زئی لائل پور ٹاؤن، ان دونوں کے متعلق انہوں نے کہا تھا کہ ان کو میں معاف نہیں کرتا اور انہیں آپ ٹرانسفر کریں اور جہاں تک میری information ہے کہ ڈی پی او ننکانہ بھی ٹرانسفر ہو گئے تھے اور ایس پی لائل پور ٹاؤن کو بھی ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! ایس پی یوسف زئی پر مقدمہ درج ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جب آپ کی تحریک استحقاق، استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دی گئی ہے جس کی انہوں نے assurance دلائی ہے کہ اجلاس کے فوراً بعد دو دن کے اندر اندر چیئرمین کا انتخاب ہو جائے گا تو پھر آپ کے کیس کو فوری طور پر take up کر لیں گے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی جو شیخوپورہ سے تعلق رکھتے ہیں میری ان سے گزارش ہے کہ میں اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب آج اجلاس ختم ہونے کے بعد ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ معاملہ دیکھتے ہیں اور اگر یہ مطمئن نہ ہوئے تو کل بے شک دوبارہ ہاؤس میں بات کر لیں۔

رانا تنویر احمد ناصر: جناب سپیکر! ہمارے colleague کے ساتھ سراسر زیادتی ہوئی ہے تو ہم اس کے ساتھ بیٹھ کر کیا بات کریں گے؟ یہ ڈیمانڈ نہ صرف ہمارے شیخوپورہ کے ایم پی ایز کی ہے بلکہ پورے ہاؤس کی ہے کہ ڈی پی او شیخوپورہ کو suspend کیا جائے۔ sense of House prevail کرے گی، اس سے بڑی اور کیا زیادتی ہو سکتی ہے کہ ایک ڈی پی او سیاستدانوں کو ننگی گالیاں دے؟

(اس مرحلہ پر کچھ معزز اراکین اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہو گئے)

(شور و غل)

جناب سپیکر! DPO شیخوپورہ کو suspend کیا جائے۔ DPO شیخوپورہ کو suspend کیا جائے۔ DPO شیخوپورہ کو suspend کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! اگر تمام دوست تشریف رکھیں تو میں عرض کرتا ہوں۔ میں نے پہلے جس طرح محترم بھائی طارق باجوہ صاحب کی تحریک کے متعلق عرض کیا ہے کہ انھوں نے جس طرح سے جو چاہا اس کے مطابق عملدرآمد ہوا، دونوں SP's ٹرانسفر ہوئے اور ان کے گھر جا کر معافی سے یہ معاملہ ختم ہوا۔ اس کے بعد بھی میں نے on the floor of the House ان کو یقین دلایا ہے کہ اگر اس کے علاوہ بھی کوئی معاملہ ہے تو یہ ہمارے ساتھ استحقاق کمیٹی میں بیٹھیں یا میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ یہ جو کہیں گے اس کے مطابق کارروائی کریں گے۔ جہاں تک شیخوپورہ کے DPO کا معاملہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم rule of law and democratic norms کے داعی ہیں۔ ہم نے اس کے لئے محنت کی ہے۔ اگر ہم کسی ایسے عمل میں شامل ہوں گے، جو ان چیزوں کی نفی کرتا ہو گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس صوبے کے 8 کروڑ عوام کو کیا پیغام دیں گے؟ اگر اس بنیاد پر ہم DPO کو suspend کریں اور وہ اگلے دن جا کر کورٹ سے stay order لے آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے ہم حکومت اور اس ہاؤس کی کس حد تک عزت میں اضافہ کریں گے؟

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ان کا مطالبہ ہے۔ اس مطالبے کے پیچھے ایک بنیاد ہے اور وہ اس کا رویہ ہے۔ اس رویے کو میں on the floor of the House condemn کرتا ہوں اور اپنے بھائیوں کی بات کی تائید کرتا ہوں لیکن یہ معاملہ چیف ایگزیکٹو کے نوٹس میں لایا جائے اور وہ اس فیصلہ کرے۔ اس بنیاد پر فیصلہ نہ ہو کہ فلاں جگہ پر نعرے لگے ہیں اور فلاں جگہ پر on merit مطالبہ ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فیصلہ merit پر ہو گا۔ میں ان کے اس موقف کی تائید کرتا ہوں کہ اس نے جو رویہ ان بھائیوں کے ساتھ اختیار کیا ہے میں اس کو condemn کرتا ہوں اور اپنے ان بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ معاملہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف صاحب کے علم میں اجلاس کے فوراً بعد لایا جائے گا۔ اس پر ضرور action ہو گا۔ میں نے اس سے تو انکار نہیں کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ فیصلہ اسی انداز میں ہونا چاہئے جو انداز democratic ہو، legal ہو اور قوانین کے مطابق ہو۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ضلع شیخوپورہ اور ننکانہ صاحب کے ممبران، سینئر منسٹر، وزیر قانون اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے کو اچھے طریقے سے settle کر لیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! مجھے بھی موقع دیا جائے شاید میں کچھ contribute کر سکوں۔

جناب سپیکر: ان کو بھی ساتھ ملاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): نہیں، نہیں۔ میں ساتھ نہیں ملنا چاہتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے کہا ہے کہ اس مسئلے کا حل ڈھونڈا جا رہا ہے۔ میں اپنی طرف سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا اکٹھے بیٹھ کر حل نہیں ڈھونڈا جا سکتا؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی آفیسر کا بلکہ میں آنریبل آفیسر کہتا ہوں کہ اس کی suspension کی بات ہو رہی ہے اور پورا ہاؤس کہہ رہا ہے۔ اس کی یا تو پہلے کوئی مثال نہ ہو۔ آپ اجازت لے کر تھوڑی دیر میں کر لیں۔ وزیر اعلیٰ تو چلتے چلتے گریڈ 20 کے آدمیوں کو suspend کر دیتے ہیں۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں کہ "میری منجی ٹھوکی گئی اے"۔ suspension کو وہ لاش کہتے ہیں کہ آج لاتعداد لاشیں بچھ گئیں۔ آج حکومتی بنچوں کے سارے ممبران کھڑے ہیں۔ یہ وہ ہیں جنھوں نے کابینہ کو مضبوط کیا ہوا ہے۔ جن کی وجہ سے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ لوگ ہیں۔ میں بڑی قدر کرتا ہوں کہ وزیر قانون نے بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ انھوں نے جو عندیہ دیا ہے اور اپنے دل کی بات کی ہے میں ان کو مانتا بھی ہوں اور condemn بھی کرتے ہیں۔ اس condemnation اور ان کا دل جو گواہی دے رہا ہے اس کے ساتھ یہ اجازت بھی لے لیں تاکہ اسی وقت اس معاملے کو دیکھ لیں اور ہاؤس آگے چل سکے۔ آج پانی کا معاملہ ہے اور بجٹ نے بھی پاس ہونا ہے۔ یہ تو صرف معطلی کی بات کر رہے ہیں اور ان کے سامنے معطلی تو کوئی

چیز ہی نہیں ہے۔ ایسے انگلی چلتی ہے کہ معطل، معطل، معطل اور معطل چلتا جاتا ہے۔ مہربانی فرما کر اسے معطل فرمائیں اور ہاؤس کو چلائیں۔

جناب سپیکر: جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ ہمارے معزز اراکین اسمبلی جن کا تعلق ضلع شیخوپورہ سے ہے یا ضلع ننکانہ صاحب سے ہے ہمارے لئے نہایت قابل احترام ہیں۔ جناب طارق باجوہ اس چیز کی گواہی دیں گے کہ میں نے اس میٹنگ کی خود صدارت کی تھی جس کا حوالہ وزیر قانون صاحب نے دیا ہے۔ ان افسران کو یہاں لاہور بلا کر ان کے سامنے حاضر کیا جائے۔ جس صلح نامے اور معافی نامے کا ذکر رانا صاحب نے کیا ہے بالکل اسی طرح سے فیصلہ ہوا تھا۔ اگر آج ان کو مزید کوئی شکایت ہے تو ہم نے کب کہا ہے کہ ہم آپ کی بات نہیں سنتے۔ ہم نے ان افسران کو نہ پہلے پوش دیا تھا نہ آئندہ ان کو پوش دیں گے۔ یہاں نمبر ز بنانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وزیراعلیٰ صاحب ان کے ساتھ مکمل ہمدردی رکھتے ہیں۔ ان کی کسی ایسے افسر سے ہمدردی نہیں ہے جو اپنے اختیارات سے تجاوز کرے۔ یہ ان پر چھوڑ دیا جائے کہ جن کو وہ نامزد کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں اپوزیشن بنچز مطالبہ کریں کہ ہمارا آدمی بٹھایا جائے کیوں؟ کس وجہ سے بٹھایا جائے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! ہم نہیں بیٹھنا چاہتے۔

سینئر مشیر برائے وزیراعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): یہ معاملہ ان پر چھوڑ دیا جائے جن پر محمد طارق باجوہ یا ان کے ساتھی اعتبار کرتے ہوں۔ ہم مکمل طور پر ان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں۔ ہمارا کسی سرکاری ملازم سے جس نے اس قسم کا ناروا رویہ اختیار کیا تو اس سے ہماری کبھی ہمدردی نہیں ہو گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے کہتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں۔ وہ رانا صاحب کے چیمبر میں آجائیں میں وہاں آجاؤں گا۔ میں ہمہ وقت ان کی بات سننے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: سینئر منسٹر صاحب بھی ساتھ ہوں گے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! محترم قائد حزب اختلاف نے جو بات فرمائی ہے مجھے اس کا بڑا احترام ہے لیکن میں on the floor of the House ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے آج تک کسی سرکاری افسر کے خلاف ماسوائے اس بات کے کہ اس نے کوئی غلطی کی ہو، اس نے اپنے کام میں کوئی کوتاہی کی ہو ورنہ کسی کے خلاف کبھی بھی suspension تو کیا اُف تک نہیں کہا اور جن لوگوں کو suspend کیا ہے ان کی کسی نہ کسی غلطی یا کوتاہی پر کیا ہے۔ اسی لئے نہ صرف پنجاب بلکہ پورا پاکستان وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کی effectiveness and good governance کا قائل ہے لیکن میں یہاں پر ایک باعث شرم واقعے کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ آج سے 5 سال پہلے بھی یہی ایوان تھا اور چودھری ظہیر الدین صاحب یہاں پر بیٹھا کرتے تھے اور بنچ پر چڑھ کر انہوں نے جنرل مشرف کے حق میں ایک دفعہ ڈانس بھی کیا تھا۔ (شیم، شیم)

پچھلے پانچ سال تک یہاں پر ایک ہوم سیکرٹری ہوتے تھے جن کا نام بریگیڈئر اعجاز شاہ تھا اور وہ بھی 20 ویں گریڈ کے آفیسر تھے اور ان کا جنرل مشرف سے بڑا تعلق تھا۔ ہمارے وزیر اعلیٰ میں اتنی طاقت ہے کہ آفیسر چاہے گریڈ 20 کا ہو، چاہے 21 کا ہو، اگر وہ کوتاہی کرے تو اسے اسی اشارے سے suspend کر دیں جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ ان کے وزیر اعلیٰ، ان کی کابینہ اور ان کے اس وقت کے معزز ہاؤس کا حال یہ تھا کہ جب یہاں پر لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوتی تھی تو انہوں نے یہاں پر کھڑے ہو کر متعدد بار وعدہ کیا کہ اس مرتبہ معاف کر دیں اور بحث کر لیں، اگلی مرتبہ جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اعجاز شاہ گیلری میں بیٹھا ہو گا لیکن throughout tenure یہ اُس سے اتنا نہیں منا سکے کہ جب لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو تو وہ یہاں آ کر گیلری میں بیٹھ جائے۔ یہ تھی ان کی اپنی effectiveness اور اب یہ بات suspend, suspend کی کر رہے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو آدمی کوتاہی کرے گا اسے suspend کیا جائے گا اور جو آدمی صحیح طور پر کام نہیں کرے گا اس کو انشاء اللہ تعالیٰ suspend کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کارروائی کو آگے بڑھنے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! چونکہ میرے حوالے سے بات کی گئی ہے لہذا میں بات کروں گا۔ گزارش یہ ہے کہ منتخب ہونے کے لئے بعد ہم نے سال میں صرف 70 دن کام کرنا ہوتا ہے جس میں اپنی بات کرنے کے لئے ٹائم ہوتا ہے۔ جس کے بارے میں یہ بات کر رہے ہیں کہ صدر مشرف نے دو الیکشن کروائے ایک 2002 میں اور ایک 2008 میں، 2002 کے الیکشن میں بھی انہوں نے حصہ لیا اور 2008 میں بھی حصہ لیا اور اس دفعہ وہاں اسلام آباد میں ان کے وزیروں نے اُس سے oath بھی لیا ہے۔ پہلے والا الیکشن جو صدر مشرف نے اپنے انتظام کے تحت کروایا اس میں ہم جیت گئے اور یہ ہار گئے اور ہم اس کی باقیات ہو گئے لیکن دوسرے میں یہ جیت گئے اور اب یہ ان کی باقیات جلد ہونے والے ہیں۔ اب میں ان کی بات کرتا ہوں کہ انہوں نے اعجاز شاہ کا نام لیا، اب یہ ایک میجر کا نام خود اپنی زبان سے لیں گے کیونکہ کئی دفعہ یہ ان کی بات ٹیلیویژن پر بھی کر چکے ہیں۔ وہ آئی ایس آئی کا ایک میجر تھا جس نے ان کے ساتھ زیادتی کی اور ہم سارے ہاؤس نے یہاں بیٹھ کر اس کو condemn کیا پھر انہوں نے خود اس چیز کو سراہا کہ آپ نے ایک بھائی ہونے کے ناتے میرا ساتھ دیا ہے کیونکہ اس نے ان کے ساتھ تشدد اور زیادتی کی تھی۔ اس کے بعد ہم اقرار کرتے ہیں کہ ہم اس کے خلاف کیس درج نہ کرا سکے۔ میڈیا پر یہ بات ہوئی کہ اب یہ powerful ہیں جو اب وزیر اعلیٰ فرماتے ہیں وہ سب کچھ کر سکتے ہیں اور جائز کرتے ہیں۔ اب رانا صاحب کے ساتھ اس وقت ناجائز ہوا تھا تو ہم نے مانا تھا۔ اب وہ میجر بھی یہیں ہے، بریگیڈئر بھی یہیں لاہور میں ہے تو اب یہ اس کے خلاف کیس کیوں نہیں درج کرواتے جبکہ اب تو لاء منسٹر بھی وہی ہیں، وزیر اعلیٰ بھی ان کا ہے اور ہاؤس بھی ان کا ہے؟ ان کے ساتھ زیادتی ہمارے دور میں ہوئی جس کو ہم نے اس وقت بھی مانا ہے اور آج بھی مانتے ہیں، ہم اس وقت بے بس تھے کہ اس کا ازالہ نہ کرا سکے لیکن آج یہ بے بس نہیں ہیں تو اس بریگیڈئر (ریٹائرڈ) کے خلاف کیوں نہیں کچھ کرتے؟ کیا آپ صرف ان بیچارے MPAs کے اوپر چڑھنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں؟ یہ FDA کے 22 گریڈ کے ایک افسر کو ہتھکڑیاں لگوا کر لے گئے جس کو سپریم کورٹ نے condemn بھی

کیا۔ آپ نے اپنی انا کے لئے یہاں پر سب کچھ برباد کر کے رکھ دیا ہے اس لئے آپ کی حکومت کو تو طمطراقی و معطلاتی حکومت کہا جاتا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ پہلے اپنا کیس plead کریں اور اپنے لئے انصاف لیں لیکن کسی کی طرف انگلی نہ اٹھایا کریں ورنہ چار انگلیاں اپنی طرف ہی آ جاتی ہیں۔ میں آپ کی عزت اور احترام کرتا ہوں۔ یہاں پر بطور ایم پی اے ہمیں کھڑا نہ ہونے سے کوئی روک سکتا ہے، نہ ہم رکیں گے اور نہ ہم اپنی بات کرنے سے رکیں گے۔ شرط یہ ہے کہ ہم پہل نہیں کریں گے لیکن ہمارے ساتھ پہل بھی نہ کی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے ایک personal life کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس طرح تو پھر جواب الجواب شروع ہو جائے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جواب الجواب کی بات نہیں ہے۔ جو بات میں نے یہاں پر کھڑے ہو کر شیخوپورہ یا آفیسران کو معطل کرنے کے حوالے سے کی تھی اس کا جواب تو محترم قائد حزب اختلاف نے دیا نہیں اور بات کو کسی اور طرف لے گئے۔ مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج انہوں نے اس بات کو on the floor of the House تسلیم کیا ہے کہ ہم بے بس تھے اور اُس وقت کچھ نہیں کر سکے۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! ان کی سادگی دیکھیں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اُس وقت آپ کے ساتھ torture کا جو واقعہ ہوا تھا ہم نے اس وقت ہوم سیکرٹری کی مذمت کی تھی۔ واہ جی واہ، یعنی صرف مذمت کی تھی اور مذمت کرنے کے بعد ان کو اتنی توفیق نہ ہوئی کہ اُس وقت وہ میرے واقعہ کا مقدمہ درج کرتے جبکہ میں نے باقاعدہ اُس ہوم سیکرٹری اور فوج کے اُس میجر کے خلاف جس کا آئی ایس آئی سے تعلق تھا، ایف آئی آر درج کروانے کے لئے درخواست دی تھی۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): اب درج کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب کی بات کر لیں۔ یہ کہتے ہیں کہ آپ اپنا بدلہ لے لیں تو ہمارا بدلہ تو خدا نے لے لیا ہے۔ ہم نے اُن لوگوں اور اُن کے ساتھیوں کو ذلیل و خوار کر دیا اور

18-فروری کو ان کا وہ منہ کالا کیا جس کا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا اور بدلہ کیا ہو سکتا ہے؟ ہمارا بدلہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے لے لیا ہے لیکن ہم personal ہو کر خود در خواستیں دے کر اپنی FIR درج نہیں کروائیں گے۔ میں آپ کی وساطت سے محترم قائد حزب اختلاف کو یہ عرض کر دوں کہ اس کے لئے میری جماعت اور قیادت کا ایک فیصلہ ہے کہ اس ملک میں ایک Truth Commission بننا چاہئے اور جتنے سیاسی کارکنوں کے ساتھ torture، ظلم یا زیادتی ہو وہ کمیشن اس پر کارروائی کرے۔ وہ کمیشن آزاد ہو، Judiciary اس کو head کرے جو ہر کیس کا جائزہ لے اور اس کے بعد اس کے اوپر جو کارروائی بنتی ہو وہ کرے۔ اس وقت 17 ویں ترمیم کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی ہے اس کے پاس جہاں باقی اور بہت سی چیزیں ہیں تو اس Truth Commission کی formation بھی اس کمیٹی کے زیر غور ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

پیر محمد اشرف رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: Let him proceed پیر صاحب! اس بات کو چھوڑ دیں۔ آپ کی بات ہو گئی ہے اور آپ کے لئے میں نے کہہ دیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ساجدہ میر صاحبہ! آپ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں کہ judicial crisis میں یہاں پر ایس ایس پی آپریشن آفتاب چیمہ صاحب لگائے گئے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! پہلے میری بات سنیں۔ میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ ان کا mike بند کیا جائے۔ جی، پیر صاحب!

پیر محمد اشرف رسول: جناب سپیکر! میری یہ request ہے کہ سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب کی زیر صدارت ایک کمیٹی بنا دی جائے جو 24 گھنٹے میں میرے کیس کا فیصلہ کرے۔

جناب سپیکر: اجلاس کے بعد وہ آپ کو بلا رہے ہیں کیونکہ اجلاس کے بعد آپ سے سب ہی ملنا چاہ رہے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سینئر منسٹر صاحب!

صدر مملکت کی زیر صدارت ارسا کی میٹنگ میں پنجاب کے نہری پانی میں کمی کا فیصلہ

(۔۔۔جاری)

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! کل یہاں پر ایک اخباری خبر جو اخبارات میں آئی تھی اس حوالے سے میرے کافی معزز ممبران نے اپنا اظہار خیال کیا تھا۔

جناب سپیکر: تمام ممبران غور سے سنیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): اس اظہار خیال کے بعد بطور پارلیمانی لیڈر پاکستان پیپلز پارٹی، بطور سینئر منسٹر اور بطور وزیر آبپاشی میں نے ایک جامع بیان دیا تھا۔ اب مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ میرے اس بیان کے بعد آپ نے بھی ایک بیان دیا۔ اس بارے میں پھر آپ نے حکم فرمایا تھا کہ کل آپ یہاں پر ایک تفصیلی بیان دیں۔ میں ایک وضاحت کر دوں کہ پرسوں کے اخبارات میں میاں شہباز شریف اپنے گھر پر میٹنگ کر رہے تھے اور میں اس میٹنگ میں موجود تھا جبکہ اخبارات نے ان کو لندن کے ہسپتال میں پہنچایا ہوا تھا۔ کل کے اخباروں نے پنجاب کا سارا پانی اٹھا کر سندھ پہنچا دیا۔ ہمارے ممبران میں کافی اشتعال پایا جاتا تھا میں نے کل بھی یقین دہانی کرائی تھی اور آج بھی میں یقین دہانی کراتا ہوں اور ایک مکمل رپورٹ آپ کی اجازت سے میں پڑھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں پانی کا بحران، مئی اور جون کے مہینے میں موسم معمول سے ٹھنڈا رہا جس کی وجہ سے پہاڑوں پر برف پگھلنے کا عمل متاثر ہوا۔ چنانچہ تمام دریاؤں کے بہاؤ میں شدید کمی واقع ہوئی۔

20-جون2009 کو منگلا اور تربیلا ڈیموں میں پچھلے سال کی نسبت پانی کی صورتحال حسب ذیل تھی۔ تربیلا ڈیم اس کا dead level جو ہے اگر اس level پر پہنچ جائے تو silt آنا شروع ہو جاتی ہے اور واپڈا کے یونٹس خراب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ 17-جون2009 کو یہ 1369 پر پہنچ گیا اور جب silt آنا شروع ہوئی تو ارسا نے واپڈا کی درخواست پر کہ پاور جنریٹر silt سے متاثر نہ ہوں اس لئے پانی بند کر دیا گیا اور انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ اس dead level کو 1380 پر لے کر جائیں گے اور جب 1380 فٹ پر جائے گا تو ہم پھر یہ پانی کھولیں گے جس کو تقریباً 14 سے 15 دن لگنے تھے۔ دریائے سندھ میں پانی کی آمد، اس سال 20-جون کو ایک لاکھ تیرہ ہزار چار سو کیوسک تھی اور پچھلے سال 20-جون کو دو لاکھ پچاسی ہزار دو سو تھی یعنی ایک لاکھ 71 ہزار 8 سو کیوسک پانی کم تھا اور تربیلا ڈیم سے پانی کا اخراج اس سال بیس جون کو ایک لاکھ چھ ہزار آٹھ سو کیوسک ہے اور پچھلے سال ایک لاکھ پچاس ہزار یعنی 43 ہزار 2 سو کیوسک کمی واقع ہوئی اس کمی کی وجہ سے پنجاب میں 32 فیصد پانی کم ہو گیا اور 32 فیصد سندھ میں کم ہو گیا۔ یہی پوزیشن منگلا ڈیم کی تھی۔ اس سال اس کا لیول 1167 فٹ تک پہنچ گیا۔ دریائے جہلم میں پانی کی آمد 45 ہزار کیوسک تھی پچھلے سال 51 ہزار کیوسک تھی اس طرح تقریباً ساڑھے پانچ ہزار یہ کم ہوا۔ منگلا سے پانی کا اخراج اس سال 20 تاریخ کو 55 ہزار تھا اور پچھلے سال 25 ہزار تھا یہ بڑھا۔ اس کے بعد جب انہوں نے 1369 فٹ پر پانی کو بند کیا جس کو پرسوں سات دن ہو چکے تھے کہ پانی بند تھا اور پانی 1374 تک پہنچ چکا تھا۔ اس پانی کی کمی سے میانوالی۔ بھکر، لیہ، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان اور بہاولپور کے اضلاع شدید متاثر ہونا شروع ہو گئے۔

معزز ممبران: صرف جنوبی پنجاب کے اضلاع۔

سینئر وزیر / وزیر آب پاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پنجاب کے یہ اضلاع شدید متاثر ہونا شروع ہو گئے اور اسی طرح سندھ کے کافی سارے اضلاع شدید متاثر ہونا شروع ہو گئے۔ اس پانی کی کمی کے پیش نظر اگر یہ 1380 رہتا تو بحران اور شدید ہونا تھا۔ صدر پاکستان نے کراچی میں ایک میٹنگ کی جس میں انہیں یہ بتایا گیا کہ ایک ہفتہ پانی بند ہونے سے اس وقت جو dead level 1369 سے 1374 پر پہنچ گیا ہے۔ انہوں نے یہ گزارش کی ہے کہ 1374 سے 1380 کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ 1374 پر پانی کو کھول دیا جائے انہوں نے یہ مطالبہ کیا۔ اس پر انہوں نے ارسا اور واپڈا سے پوچھا تو انہوں نے کہا

کہ 1374 پر silt نہیں آتی۔ اگر یہاں پر پانی کھول دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں، نہ واپڈا نے اعتراض کیا اور نہ ارسا نے اعتراض کیا۔ یہ پنجاب کا بھی مطالبہ تھا کہ 1374 پر پانی کھول دیا جائے جتنا پانی آتا ہے اتنا پانی آگے دے دیا جائے تو اس پر صدر پاکستان نے صوبہ پنجاب اور صوبہ سندھ پر مہربانی کرتے ہوئے جس پر میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ارسا کو ہدایت کی کہ 1374 کے لیول پر پانی کو کھول دیا جائے اس وجہ سے پرسوں جب پانی کھلا ہے وہ پانی چلا ہوا ہے۔ اس وقت 32 فیصد بحران ہے، میں ہاؤس کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ پرسوں شام کو یہ پانی پہنچ جائے گا اور یہ جو 32 فیصد کمی ہے اور بحران ہے یہ اگلے تین دن میں ختم ہو جائے گا۔ میں نے کل بھی بڑا واضح بیان دیا تھا اور آج بھی میں معزز ایوان سے گزارش کروں گا کہ منگل والے دن اگر کوئی یہاں کہے گا کہ بحران ہے اور صدر صاحب کی مہربانی سے یہ ہوا کیونکہ اگر یہ 1380 پر جاتا تو بحران اور بھی شدید ہو جاتا اور ہماری چاول کی کاشت متاثر ہوتی۔ میں معزز ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب کا حصہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔ پنجاب پاکستان پیپلز پارٹی، پاکستان مسلم لیگ (ن) سب اس کے لئے ہمدردی رکھتے ہیں۔ ہاں! اگر صوبہ بلوچستان یا صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ، ہمارے وزیر اعلیٰ یا پنجاب حکومت سے آکر ہماری جان بھی مانگیں تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آوازیں: مگر پانی نہیں دیں گے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ جذبات کیوں بھڑکے اس کی وجہ یہ ہے کہ سندھ کی خاتون وزیر ہیں جنہوں نے صدر سے یہ بیان منسلک کیا تھا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے جس کی وجہ سے اخبارات میں یہ خبر آئی جس کی وجہ سے اس ایوان کے جذبات ابھرے اور اس خبر کو سن کر پرسوں شام کو میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے ساتھ موجود تھا انہوں نے پرنسپل سیکرٹری ٹو وزیر اعظم سے بات کی اور پنجاب کی تشویش کا ذکر کیا اور تمام معاملات سمجھائے اس میں ایک چیز واقعی جو ہماری فکر مندی کا باعث بنی وہ یہ تھی کہ جب صدر صاحب نے کراچی میں ارسا کی میٹنگ کی صدارت کی اس میں پنجاب سے ارسا کے نمائندہ کو نہیں بلایا گیا تھا۔ اب شکوک و شبہات پیدا ہی تب ہوئے جب ارسا کے پنجاب کے نمائندہ کو نہیں بلایا گیا اور پھر ایک ذمہ دار خاتون وہ کوئی راہ جاتا شخص نہیں بلکہ سندھ کابینہ کی رکن ہیں انہوں نے یہ بیان دیا جو کہ انہوں نے صدر

زرداری سے منسلک کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کی statement خلوص پر مبنی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ راجہ صاحب پنجاب کے interest کو watch کریں گے لیکن خود وزیراعظم کا رابطہ ہوا وزیراعلیٰ پنجاب کے ساتھ اور انہوں نے یہ کہا کہ مجھے صدر نے کہا ہے کہ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب اور سندھ کا جو ہمارا share مقرر ہے پانی جتنا کم ہو، اس میں کمی share کی جائے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور اگر صرف پنجاب پر یہ بوجھ ڈالا تو یہ پنجاب کے حقوق کے ساتھ مناسب نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: ان کی بات پر ہمیں یقین ہے۔ انہوں نے assurance دلا دی ہے تو میرا خیال ہے کہ اب بات ختم ہو جانی چاہئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کو appreciate کرتا ہوں کہ کل آپ نے پنجاب کا نمائندہ ہونے کا ثبوت دیا اور آپ نے ہمارے حقوق کے لئے اس Chair پر بیٹھ کر بات کی۔ سردار شوکت مزاری صاحب کو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ دے انہوں نے یہ بات بڑی واضح کر دی تھی کہ میں سپیکر بعد میں ہوں گا لیکن میں پنجاب کے حقوق کے لئے فوراً جنگ کروں گا۔

جناب سپیکر: یہ بات جو میں نے کہی ہے وہ سبھی نے کہی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جس چیز کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ غلط بیانی ہے تو اے پی پی جو کہ حکومت پاکستان کی سرکاری نیوز ایجنسی ہے اور اس کی خبر کے اوپر یہ سارا ہوا ہے۔ شازیہ مری صاحبہ جو کہ حکومت سندھ کی سرکاری ترجمان ہیں ان کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ ان کی یہ بات ایسے ہی ہوا میں کی ہوئی بات نہیں تھی۔ میں آج تونسہ کی صورتحال بتاتا ہوں کہ تونسہ پنجند لنک کینال کے 14 ہزار کیوسک میں سے 29 سو کیوسک آج جا رہے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان کینال اور مظفر گڑھ کینال کے 12 ہزار کیوسک میں سے 5 اور 6 ہزار کیوسک جا رہے ہیں۔ چشمہ رائٹ بنک کینال کے 18 سو کیوسک میں سے 400 کیوسک اس میں جا رہا ہے۔ دریا کے اندر 89 فیصد پانی جو ہے وہ سندھ جا رہا ہے۔ میں آپ کے

سامنے مزید کچھ حقائق پیش کرتا ہوں۔ Sindh will get extra 32000 qusics daily owing to its seepage of Terbala storage اس کے بعد وہ آگے کہتا ہے کہ:

> The President convinces the Indus water system authority (IRSA) Punjab and WAPDA on increasing discharge of Sindh from the President 116 thousand to 148 thousand qusics daily and Punjab getting 101 thousand qusics against 150 qusics.

کہ جو ہماری ہے اس سے ایک ہزار کیوسک ملے گا اور یہ جو reduced پانی ہمیں آ رہا ہے یہ جنوبی پنجاب کو جا کر affect کرے گی۔ سندھ کو 32 ہزار کیوسک کا جو یہ 148 thousand qusics سے 170 thousand qusics ملیں گے اور معاہدہ جو Indus Water accord ہے کہ اگر کمی ہو گی تو یہ برابر share کی جائے گی۔ یہ برابر share نہیں کی جا رہی اور ہمیں پیاسا مارا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ڈکٹیٹر شپ یونیفارم پہننے یا یونیفارم اتارنے کی بات نہیں ہے۔ ڈکٹیٹر شپ رویوں کے نام ہیں۔ جمہوریت کے اندر سب کو ساتھ لے کر چلا جاتا ہے۔ اگر آصف زرداری صاحب ہمارے صدر پاکستان منتخب ہو کر آئے ہیں اور ان کے احکامات ایسے ہوں گے کہ وہ اکیلے بیٹھ کر فیصلہ کر دیں گے کہ پانی کہاں جائے گا تو یہی ڈکٹیٹر شپ ہے۔ اگر پنجاب اسمبلی کے اجلاس نہیں ہوں گے، کابینہ نہیں ملے گی اور کابینہ کی میٹنگ نہیں ہو گی، پارلیمنٹ کی میٹنگ نہیں ہو گی اور ایک شخص بیٹھ کر کوئی بھی فیصلہ کرے گا تو وہ بھی ڈکٹیٹر شپ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! 18۔فروری کی میرے بھائی بہت زیادہ بات کرتے ہیں کہ تبدیلی آئی ہے تو وہ تبدیلی نظر آنی چاہئے۔ یہ فیصلے کس کی consultation سے ہوئے ہیں؟ اس میں کس نے بیٹھ کر یہ فیصلے کئے ہیں کہ پانی پنجاب کا ختم کر دینا ہے اور ہم پنجاب والے پھر چپ کیوں بیٹھے ہوئے ہیں؟ یہ تو اللہ بھلا کرے میڈیا اور پریس والوں کا کہ جنہوں نے اس بات کو اخبار میں لکھا اور ہمارے علم میں آئی۔ ورنہ ہمارے آبپاشی کے وزیر نے تو اس بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے تو ہمیں اعتماد میں نہیں لیا کہ

تمہارا پانی کم کیا جا رہا ہے۔ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے تو یہ کچھ ہونے سے پہلے ہمیں وزیر صاحب اعتماد میں لیتے۔ ہم اس ایوان میں یہ بات discuss کرتے۔ ڈکٹیٹر شپ کو سارے criticize تو کر رہے ہیں لیکن رویے کس کے ڈکٹیٹر شپ والے ہیں؟ اس پر مہربانی کر کے منصف آپ بنیں۔ آپ اس کا فیصلہ دیں کہ یہ رویے ڈکٹیٹر شپ کے نہیں ہیں۔ اگر وردی کی ضرورت ہے تو جنجوعہ اینڈ سنز سے میں ایک وردی سلوا کر تحفہ دے دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب جو کہ وزیر آبپاشی ہیں نے facts & figures پڑھ کر آپ کی وساطت سے ایوان کو آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ share دونوں صوبوں پنجاب اور سندھ کا جو ہے اس میں 32 فیصد کمی دونوں کو جا رہی ہے۔ انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ چونکہ کمی واقع ہوئی تھی تو تین، چار دن کا drip رہ گیا ہے جس میں وہ نہریں جن کا راجہ ریاض صاحب نے ذکر کیا ہے وہ affect ہوئی ہیں، ان میں پانی بالکل نہیں ہے یا پھر کم سطح پر چلا گیا ہے۔ یہاں point scoring کی بات ہو رہی ہے کیونکہ انہی لوگوں نے اسی ایوان میں وردی میں ڈکٹیٹر شپ کو دس مرتبہ منتخب کروانے کی قراردادیں پیش کیں اور منظور کروائی ہیں اور انہیں آج تک احساس نہیں ہے کہ ایک منتخب حکومت جو ان کی ڈکٹیٹر شپ کے خلاف الیکشن لڑ کے ان کے دور ڈکٹیٹر شپ میں الیکشن لڑ کے ان کو ہرا کر وجود میں آئی ہے اور اسمبلیاں چاہے مرکز میں ہوں یا صوبوں میں ہوں ان میں تبدیلی آئی ہے۔ یہاں آج جس طرح سے یہ بات کر رہے ہیں تو جب رانا ثناءاللہ خان نے اس طرح سے بات کی تھی تو ان کے ٹارچر کا واقعہ آپ کے سامنے آج بھی پیش کیا گیا ہے۔ ہم پھر بھی ان کی عزت کرتے ہیں اور عزت دیتے ہیں۔ انہیں احساس ہونا چاہئے کہ ڈکٹیٹر کیا ہے اور جمہوریت کیا ہے؟ آج بھی وزیر اعظم پاکستان متعلقہ صوبے کے وزیر اعلیٰ کو خود ٹیلی فون کر کے اس چیز کی وضاحت کرتے ہیں۔ شوکت عزیز جسے شارٹ کٹ عزیز کا لقب دیا گیا تھا۔ کب انہیں پوچھتا تھا وہ شخص جسے انہوں نے دس مرتبہ وردی میں منتخب کروانا تھا۔ آج وزیر اعظم پاکستان خود وزیر اعلیٰ پنجاب کو فون کر کے اس

تمام چیز کی معذرت بھی کرتے ہیں اور یقین دہانی کرواتے ہیں کہ کبھی پنجاب کا حصہ نہیں مارا جائے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ صرف نمبر ٹانکنے کی بات ہو رہی ہے۔ ہم نے راجہ ریاض صاحب کی statement آپ کی وساطت سے سن لی ہے۔ ہم ان پر اعتبار اور اعتماد کرتے ہیں اور منگل تک ان کینالز میں جہاں 32 فیصد کمی کرنے کی وجہ سے پانی کی کمی واقع ہوئی ہے supply restore ہو جائے گی اور انشاء اللہ العزیز یہ کبھی بھی نہیں ہو گا کہ ہم پنجاب کا share کسی اور کو لے جانے دیں۔ بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! انہوں نے کمی کی بات بھی کر دی ہے کہ 32 فیصد ہے۔ ہمیں ان کی بات پر یقین رکھنا چاہئے۔ معزز وزیر جو کہ اپنے محکمہ کے انچارج ہیں۔۔۔

جناب محمد محسن خان لغاری: وزیر صاحب نے تو کل بات کی تھی کہ اگر ایک فیصد بھی پانی کم ہوا تو وہ استعفیٰ دے دیں گے لیکن۔۔۔(قطع کلامیاں)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بڑے ادب کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل جو کچھ پنجاب اسمبلی کے ایوان میں ہوا، آج پاکستان کا جو حال ہے اور جس political position میں ہم لوگ ہیں کہ ہم لوگ afford کر سکتے ہیں کہ صوبہ بلوچستان جل رہا ہے، صوبہ سرحد میں آگ لگی ہوئی ہے، یہاں پر وہ لوگ جنہوں نے آٹھ سال اس ملک کا بیڑا غرق کیا ہے۔ ہمارے پارلیمانی لیڈر نے کل اپنی پارٹی کی قیادت پر یقین کرتے ہوئے یہ بیان دیا تھا کہ اگر پنجاب کا ایک فیصد پانی بھی کاٹا گیا تو میں ایوان سے استعفیٰ دے دوں گا۔

جناب والا! یہ کس پارٹی کے متعلق بات کرتے ہیں کہ جس نے صوبہ سندھ کو خون دیا، جس نے صوبہ پنجاب کو خون دیا۔۔۔

جناب سپیکر: بسراء صاحب! تشریف رکھیں۔ معاملہ wind up ہو گیا۔ اب آپ نئی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر!صوبہ پنجاب اور پاکستان کے ایک ایک انچ کی حفاظت کرنا پاکستان پیپلز پارٹی کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ سب کی ذمہ داری ہے۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ تو جذباتی باتیں کرنے لگ پڑے ہیں۔ مسئلہ پانی کا ہے۔ یہ دیکھیں Baluchistan protest solar water cards یہ آج کا اخبار ہے۔ جس میں ہے کہ سندھ نے بلوچستان کے 12 ہزار کیوسک پانی پر بھی قبضہ کر لیا، پنجاب کے پانی پر بھی قبضہ کر لیا۔

جناب سپیکر: بلوچستان والے اپنا right اپنے طور پر لیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں پانی نہیں مل رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو اطمینان ہونا چاہئے معزز رکن نے آپ کو on the floor of the House یہ بات کی ہے اور انہوں نے آپ کو ensure کرایا ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! یہ آج کے figures ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، شیر علی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ):جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ بات کرنا چاہتا ہوں یہ لوگ پنجاب کے دشمن ہیں۔[*********]

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، Don't say like this, don't say like this

پارلیمانی سیکرٹری(چودھری جناب شوکت محمود بسراء،ایڈووکیٹ): یہ صوبوں کو آپس میں لڑانا چاہتے ہیں، یہ مشرف کی باقیات ہیں، یہ وہ لوگ ہیں۔[****]---(شور وغل)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR. SPEAKER: No. Don't say like this, don't say like this.

شوکت صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جائیں [******] یہ معزز ارکان ہیں ان کا مائیک بند کر دیا جائے۔ آپ تشریف رکھیں۔ (شور وغل)

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسراء، ایڈووکیٹ): یہ مشرف کی باقیات ہیں [***]۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، یہ [***] کے الفاظ حذف کئے جائیں۔ جو بھی نازیبا الفاظ ہیں ان کو ریکارڈ سے حذف کیا جائے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مہربانی فرمائی کہ یہ الفاظ حذف کر دیئے۔ حذف کئے جانے والے الفاظ بہت سے ہیں جو پچھلے دور میں بھی حذف کئے گئے تھے اور آج تک ہم نے اس کو نہیں دہرایا، آج بھی حذف کر دیئے گئے تو ہم نہیں دہرائیں گے ورنہ یہ بات ٹھیک نہیں ہے جو کی جا رہی ہیں۔ بعض اوقات حذف کئے گئے الفاظ کے نتیجے میں پھر بھگتنا بھی پڑا۔ اس لئے الفاظ ہم نہیں دہرائیں گے کہ کیا کہے جا رہے ہیں؟ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کل یہ commitment کی گئی تھی کہ یہاں پر پانی کے معاملے پر بات ہو گی۔ ہماری طرف بیٹھے ہوئے لوگ بھی منتخب ہو کر آئے ہیں، یہ کم ہیں تو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن brute majority سے route roll کر کے اس طرح کرنا یہ رویہ جمہوری نہیں ہے۔ ہمارا یہ right تھا کہ ہم اس پر بات کریں، لاء منسٹر یا ان کے سینئر منسٹر کی consultation کے بعد اگر آپ حکم فرمادیں تو ہم بالکل بات نہیں کریں گے۔ جب بات نمبر ٹانکنے کی ہوتی ہے تو ہم جو بھی بات کرتے ہیں جمہوری حقوق کی ہی کرتے ہیں۔ ہم نے کس سے نمبر ٹانکنا ہے؟ نمبر تو اس کے سامنے ٹانکنے ہوتے ہیں جو کچھ دینے کے قابل ہو، ارباب اختیار کے پاس بیٹھے نمبر ٹانکنے کی بات ہوتی ہے۔ یہاں ایسے الفاظ ادا کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے دل آزاری ہوتی ہے۔ میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ یہاں سب باعزت لوگ ہیں، جو اُدھر بیٹھے ہیں وہ

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

بھی باعزت لوگ ہیں اور جو یہاں اس طرف بیٹھے ہیں وہ بھی عزت دار ہیں، وہ کوئی بے عزت لوگ نہیں ہیں، ان کا بھی کوئی مقام ہے یہ elect ہو کر آئے ہیں۔ ان کو ایسے الفاظ سے چوکے نہ لگائے جائیں، نشتر نہ مارے جائیں۔ باقی میں یہ بات کروں گا کہ South کے لوگوں کی reservations پر جناب لاء منسٹر نے بڑی مہربانی کرتے ہوئے پورا ایک سیشن بلانے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ جب سیشن آئے گا تو اس پر South کی محرومی پر بات ہو جائے گی۔ صورتحال یہ بن چکی ہے کہ آج کے اخبار میں آیا ہے کہ جنوبی پنجاب کے 25 ممبران نے یہاں بیٹھ کر میٹنگ کی ہے۔ یہ صحیح ہو گا یا غلط ہو گا لیکن آج وہ 25 تک پہنچ چکے ہیں۔ کچھ مجبوریوں کی وجہ سے South کے لوگ اپنی عوام کے حقوق کی حفاظت نہیں کرنا چاہتے تو وہ ان کی اپنی صوابدید ہے۔ وہ elect ہو کر South سے آتے ہیں اور پھر میں نہیں کہوں گا کہ وہ چیختے چنگھاڑتے ہیں، میں کہوں گا کہ وہ ارشاد فرماتے ہیں اور ان کے حقوق کے خلاف ارشاد فرماتے ہیں تو ان کی مرضی۔ راجہ صاحب نے ایک statement کل دی تھی اور ایک statement آج دی ہے ان دونوں میں بہت تضاد ہے لیکن میں اس کی بات نہیں کروں گا۔ آج انہوں نے ایک commitment کی ہے، تضاد تو اتنا زیادہ ہے جو telemetry report سے پڑھ کر سنا دیا۔۔۔

جناب سپیکر: وہ انہوں نے پہلے بتا دیا ہے۔۔۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): میں وہ نہیں پڑھتا، میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے کہا کہ صدر زرداری صاحب نے وزیراعلیٰ صاحب سے ٹیلیفون پر بات کی اور یہاں پر فرمایا گیا کہ وزیراعظم صاحب نے بھی وزیراعلیٰ صاحب سے بات کی۔ وزیراعظم صاحب تو ایک چیز سے known ہے ان کے مخالفین کہتے ہیں کہ وہ واحد وزیراعظم ہیں جو ہر سیشن میں daily آکر بیٹھتے ہیں۔ اگر telephonic conversation ہے تو وزیراعلیٰ صاحب اگر یہاں فرما دیتے۔ ہم تو بڑے بہادر لوگ ہیں ہم تو بڑی عزت کرنے والے لوگ ہیں، ہم مان لیتے لیکن from our mouth جب ہم بات سنتے ہیں تو from our mouth جو باتیں ہوتی ہیں اکثر ساری غلط ہوئی ہیں۔ جو commitment کی گئی ہے، اس میں بھی تضاد ہے، کہاں فرمایا گیا ہے کہ دو دن کے بعد پانی آجائے گا اور منگل کا لفظ کہا جا رہا ہے۔ میڈیا ہی دیکھ لے کہ کیا آج سے منگل تک دو دن بنتے ہیں؟ ان کے بیان میں اتنا تضاد ہے لیکن پھر بھی میں گزارش کروں گا

کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں تشریف لے آئیں اور وہ commit کر دیں۔ آپ یقین کیجئے گا کہ ہماری طرف سے کوئی نہیں بولے گا۔

جناب سپیکر: انہوں نے commitment کر دی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب والا! ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی ہے، آپ ارشاد فرمادیں تو ہم چپ کر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ راجہ ریاض صاحب اور سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی اس commitment پر کہ پنجاب کا پانی کم نہیں ہوگا، South والے جانیں اور یہ جانیں لیکن جب سچی بات ہمارے علم میں آئے گی تو ہم ضرور کرتے رہیں گے۔ جس طرح وانا میں آگ لگی ہوئی ہے، جس طرح بلوچستان میں آگ لگی ہوئی ہے اور جس طرح South کے کھیتوں میں آگ لگی ہوئی ہے اس آگ کو بُجھانے کے لئے جب پانی آجائے گا تو ہم ان کا شکریہ ادا کریں گے۔ اب proceeding کو آگے بڑھایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! واقعی ان کی یہ عادت 8 سال سچائی کرنے کی رہی ہے۔ جب وہ ایسی بات کرتے ہیں تو ان کو بھی سننے کا حوصلہ ہونا چاہئے۔ آج وزیر آبپاشی نے بڑی وضاحت کے ساتھ اور facts and figures کے ساتھ ہاؤس کو آگاہ کیا ہے۔ انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ دونوں صوبوں کے share میں سے 32 فیصد کمی کی گئی تھی اور downstream of Taunsa Barrage تونسہ بیراج کا ان نہروں پر اثر پڑا ہے۔ پانی اوپر تربیلا سے چھڑوا دیا گیا ہے، اس پانی کو منزل تک پہنچنے کے لئے چار پانچ دن لگتے ہیں، انہوں نے اور کوئی بات نہیں کی ہے۔ ان کی سچائی تو ہم 8 سال تک سنتے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ان کی بات تو آگئی ہے کہ جب پانی آجائے گا تو ہم شکریہ ادا کریں گے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): اچھی بات ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں ایک دو باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں اب بات نہ کریں کیونکہ commitment ہو گئی ہے اور انہوں نے فائنل کر دیا ہے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو اسمبلی کے manners بھی آنے چاہئیں۔ جب کوئی بات کر رہا ہوتا ہے تو یہ اس میں چوں چوں شروع کر دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ میں نے ان کو سکھانا ہے آپ تشریف رکھیں۔ بہت مہربانی، آپ تشریف رکھیں Let me proceed.

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! ہمارے وزیر نے commitment کی ہے جو پوری ہو گی ان کے وزیراعلیٰ کی طرح نہیں ہیں۔۔۔

رپورٹیں (توسیع)

جناب سپیکر: آپ خاموشی اختیار کریں، جب سینئر منسٹر نے commitment کر لی ہے اور سردار صاحب نے commitment کر لی ہے تو اس کے بعد اس پر بات کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ جی، یہ ایک قائمہ کمیٹی کی رپورٹ ہے۔ سردار خالد سلیم بھٹی صاحب قائمہ کمیٹی برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) بنک آف پنجاب مصدرہ 2009 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

سردار خالد سلیم بھٹی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 8 of 2009) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"Bank of Punjab (Amendment) Bill, 2009 (Bill No. 8 of 2009) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، اب مہر اشتیاق صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"نشان زدہ سوال نمبر 334 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، جاوید حسن گجر صاحب۔۔۔ کدھر ہیں جناب؟ تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں بابت سال 09-2008
ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

جناب جاوید حسن گجر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,26,31,34,35,40,49,51 52, اور 58 بابت سال 2008 اور 3,4,13 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اگست 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 4,6,15,23,24,25,26,31,34,35,40,49,51 52, اور 58 بابت سال 2008 اور 3,4,13 بابت سال 2009 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ اگست 2009 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، محمد محسن خان لغاری صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پرائیویٹ منی لینڈنگ مصدرہ 2007 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act, 2007 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ جولائی 2009 تک

توسیع کر دی جائے اور ساتھ یہ گزارش بھی کرتا ہوں کہ کمیٹی کی میٹنگز کو بھی کال کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The amendment in the Punjab Prohibition of Private Money Lending Act, 2007 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔جولائی 2009 تک توسیع کر دی جائے۔اور ساتھ یہ گزارش بھی کرتا ہوں کہ کمیٹی کی میٹنگز کو بھی کال کیا جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قراردادیں

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر مسرت حسن ایم پی اے W-345 کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کی بجائے لائبریری اور محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے W-336 کو لائبریری کمیٹی کی بجائے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کا رکن قرار دینا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 150(i) کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے ڈاکٹر مسرت حسن ایم پی اے W-345 کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کی بجائے لائبریری کمیٹی اور محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے W-336 کو لائبریری کمیٹی کی بجائے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کا رکن منتخب قرار دیا جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (i)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے ڈاکٹر مسرت حسن ایم پی اے W-345 کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کی بجائے لائبریری کمیٹی اور محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے W-336 کو لائبریری کمیٹی کی بجائے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کا رکن منتخب قرار دیا جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (i)150 کے تحت قائد ایوان، سینئر وزیر اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے ڈاکٹر مسرت حسن ایم پی اے W-345 کو سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کی بجائے لائبریری کمیٹی اور محترمہ ساجدہ میر ایم پی اے W-336 کو لائبریری کمیٹی کی بجائے سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہیلتھ کا رکن منتخب قرار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بزرگ سیاستدان میاں طفیل محمد کے انتقال کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے بزرگ سیاستدان میاں طفیل محمد کے انتقال کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جی، قرارداد پیش کی جائے۔

سابق امیر جماعت اسلامی میاں طفیل محمد (مرحوم) کو خراج تحسین پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بزرگ سیاستدان اور ممتاز مذہبی سکالر اور جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مقبول دینی و سماجی شخصیت تھے۔ مرحوم نے حضرت داتا گنج بخش رحؒ کی مشہور زمانہ کتاب "کشف المحجوب" کا سلیس ترجمہ بھی کیا۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ مرحوم کی وفات سے ملک ایک دینی رہنما سے ہی نہیں بلکہ ایک بالغ نظر اور جہاں دیدہ سیاسی شخصیت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ قومی سیاست میں ان کے کردار کو طویل عرصہ تک یاد رکھا جائے گا۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور سوگوار خاندان اور جماعت اسلامی کے کارکنوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)"

جناب سپیکر: اس قرارداد کی مخالفت تو کسی طرف سے نہیں ہو گی؟ جی، اس قرارداد کی مخالفت تو نہیں کی گئی لیکن اگر کوئی معزز رکن اس بارے میں بات کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بھی بات کر چکے ہیں۔ آپ کی مرضی ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): چلیں! ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: جی یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بزرگ سیاستدان اور ممتاز مذہبی سکالر اور جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مقبول دینی و سماجی شخصیت تھے۔ مرحوم نے حضرت

داتا گنج بخش رحؒ کی مشہور زمانہ کتاب "کشف المحجوب" کا سلیس ترجمہ بھی کیا۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ مرحوم کی وفات سے ملک ایک دینی رہنما سے ہی نہیں بلکہ ایک بالغ نظر اور جہاں دیدہ سیاسی شخصیت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ قومی سیاست میں ان کے کردار کو طویل عرصہ تک یاد رکھا جائے گا۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور سوگوار خاندان اور جماعت اسلامی کے کارکنوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔(آمین)"

جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان بزرگ سیاستدان اور ممتاز مذہبی سکالر اور جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد کے انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ اور مقبول دینی و سماجی شخصیت تھے۔ مرحوم نے حضرت داتا گنج بخش رحؒ کی مشہور زمانہ کتاب "کشف المحجوب" کا سلیس ترجمہ بھی کیا۔ یہ ایوان سمجھتا ہے کہ مرحوم کی وفات سے ملک ایک دینی رہنما سے ہی نہیں بلکہ ایک بالغ نظر اور جہاں دیدہ سیاسی شخصیت سے بھی محروم ہو گیا ہے۔ قومی سیاست میں ان کے کردار کو طویل عرصہ تک یاد رکھا جائے گا۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور سوگوار خاندان اور جماعت اسلامی کے کارکنوں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔(آمین)"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودات قانون (جو ایوان میں پیش کئے گئے)

جناب سپیکر: سرکاری کارروائی کا وقت شروع ہوتا ہے۔

We take up the Punjab Finance Bill, 2009. Minister for Finance may move it.

مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ2009

MINISTER FOR FINANCE (Mr. Tanvir Ashraf Kaira)**:** Sir! I move:

> "That the Punjab Finance Bill, 2009 has been introduced to be taken into consideration at once."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Finance Bill, 2009 be taken into consideration at once."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Finance Bill, 2009 be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

Now, we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE-2

MR. SPEAKER: Now, clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-3

MR. SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

> "That clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

CLAUSE-1

MR. SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

MR. SPEAKER: Third reading, Minister for Finance!

MINISTER FOR FINANCE (Mr. Tanvir Ashraf Kaira)**:** Sir! I move:

"That the Punjab Finance Bill, 2009 be passed."

MR. SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Finance Bill, 2009 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Finance Bill, 2009 be passed."

(The Bill was passed)

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 10-2009

MR. SPEAKER: Laying of the Schedule of the Authorized Expenditure for the year 2009-10. Minister for Finance may lay the Schedule of the Authorized Expenditure for the year 2009-10.

MINISTER FOR FINANCE (Mr Tanvir Ashraf Kaira): Sir! I lay the Schedule of the Authorized Expenditure for the year 2009-10.

MR. SPEAKER: The Schedule of the Authorized Expenditure for the year 2009-10 has been laid.

آرڈیننس (ترمیم) صوبائی موٹر گاڑیاں مجریہ 2009

MR. SPEAKER: Next is the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No. 1 of 2009). Minister for Law may lay the Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No. 1 of 2009).

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir! I lay:

> "The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No. 1 of 2009)."

MR. SPEAKER: The Provincial Motor Vehicles (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance No. 1 of 2009) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to Standing Committee

on Transport with the direction to submit its report up to 31st July 2009.

آرڈیننس (ترمیم) رجسٹریشن سوسائیٹز مجریہ 2009

MR. SPEAKER: The Societies Registration (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance 2 of 2009). Minister for Law may lay the Societies Registration (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance 2 of 2009).

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir! I lay:

> "The Societies Registration (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance 2 of 2009)."

MR. SPEAKER: The Societies Registration (Amendment) Ordinance, 2009 (Ordinance 2 of 2009) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to Standing Committee on Cooperatives with the direction to submit its report up to 31st July 2009.

مسودہ قانون واہ یونیورسٹی مصدرہ 2009

MR. SPEAKER: The University of Wah Bill, 2009 (Bill No. 12 of 2009). Minister for Law to introduce the University of Wah Bill, 2009 (Bill No. 12 of 2009).

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Sir! I introduce:

> "The University of Wah Bill, 2009 (Bill No. 12 of 2009)."

MR. SPEAKER: The University of Wah Bill, 2009 (Bill No. 12 of 2009) has been introduced in the House under rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and it is referred to Standing Committee on Education for report up to 31st July 2009.

رپورٹ

(جو ایوان میں پیش ہوئی)

پنجاب کے میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹی ٹیوشنز کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹیں برائے سال 2007-08

MR. SPEAKER: The Annual Performance Reports of Medical and Health Institutions in the Punjab for the year 2007 and 2008. Minister for Law or Health!

MINISTER FOR HEALTH(Malik Nadeem Kamran): Sir! I lay:

> "The Annual Performance Reports of Medical and Health Institutions in the Punjab for the year 2007 and 2008."

MR. SPEAKER: The Annual Performance Reports of Medical and Health Institutions in the Punjab for the year 2007 and 2008 have been laid.

آج کے اجلاس کا ایجنڈا تکمیل تک پہنچ گیا لہذا۔۔۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں خبر چھپی ہے کہ لاء ڈیپارٹمنٹ گورنر صاحب کے اختیارات میں کمی کے بارے میں کوئی working کر رہا ہے لیکن میرے علم میں آیا ہے کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔لہذا رانا ثناء اللہ صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ ذرا اس بارے میں وضاحت کر دیں تاکہ اخبارات میں صحیح خبر چھپے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! سینئر منسٹر صاحب نے جس خبر کا حوالہ دیا ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس کوئی ایسی proposal زیر غور نہیں ہے جس میں ہم گورنر کے اختیارات کو کم کرنے کے لئے کوئی proposal دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مطمئن ہیں؟

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جی۔

جناب سپیکر: اب اجلاس کل بروز ہفتہ مورخہ 27-جون 2009 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔پلیز سنئے گا۔واضح رہے کہ کل ضمنی بجٹ پر بحث ہو گی۔جو معزز اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں شکریہ

913

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،27۔جون2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ برائے سال2009-2008پر عام بحث

915

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

ہفتہ، 27- جون 2009

(یوم السبت، 3- رجب 1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 58 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ ٱلنَّاسِ عَدَٰوَةً لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱلۡيَهُودَ وَٱلَّذِينَ أَشۡرَكُواْۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقۡرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّا نَصَـٰرَىٰۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنۡهُمۡ قِسِّيسِينَ وَرُهۡبَانًا وَأَنَّهُمۡ لَا يَسۡتَكۡبِرُونَo وَإِذَا سَمِعُواْ مَآ أُنزِلَ إِلَى ٱلرَّسُولِ تَرَىٰٓ أَعۡيُنَهُمۡ تَفِيضُ مِنَ ٱلدَّمۡعِ مِمَّا عَرَفُواْ مِنَ ٱلۡحَقِّۖ يَقُولُونَ رَبَّنَآ ءَامَنَّا فَٱكۡتُبۡنَا مَعَ ٱلشَّـٰهِدِينَo وَمَا لَنَا لَا نُؤۡمِنُ بِٱللَّهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ ٱلۡحَقِّ وَنَطۡمَعُ أَن يُدۡخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ ٱلۡقَوۡمِ ٱلصَّـٰلِحِينَo

سُوۡرَةُ المَائدة آیات 82 تا 84

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم دیکھو گے کہ مومنوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کرنے والے یہودی اور مشرک ہیں اور دوستی کے لحاظ سے مومنوں سے قریب تر اُن لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عالم بھی ہیں اور مشائخ بھی اور وہ تکبر نہیں کرتےo اور جب اس (کتاب) کو سُنتے ہیں جو (سب سے پچھلے) پیغمبر (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوئی تو تم دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے حق بات پہچان لی اور وہ (خدا کی جناب میں) عرض کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو ہم کو ماننے والوں میں لکھ لےo اور ہمیں کیا ہوا ہے کہ خدا پر اور حق بات پر جو ہمارے پاس آئی ہے ایمان نہ لائیں اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ پروردگار ہم کو نیک بندوں کے ساتھ (بہشت میں) داخل کرے گاo

وما علینا الاالبلاغo

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

جب مسجد نبوی ﷺ کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمد ﷺ کا دربار نظر آئے
بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
گو یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
سرکار کے پہلو میں دو یار نظر آئے

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو floor دے دیا ہے۔ان کی بات سُنیں۔

پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں معزز اراکین اسمبلی کو کمروں کی الاٹمنٹ میں مشکلات کا سامنا

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے بارے میں پہلے بھی میں نے اس اسمبلی کے floor پر یہ بات کہی تھی کہ ایم پی ایز جب اسلام آباد جاتے ہیں تو ان کو رہائش کا بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ میں نے پچھلے دِنوں عادل امین ڈوگر صاحب کو کہا جو پنجاب ہاؤس کے Care Taker ہیں، جو لاہور سے وہاں پر بکنگ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں دو دن پہلے فیکس کر دیا کریں ہم آپ کے کمرے کا arrange کروا دیا کریں گے لیکن میں نے ہفتہ پہلے فیکس کی اور کمرہ arrange نہیں ہوا جب میں نے ان کو فون پر کہا کہ مجھے کمرہ چاہئے تو وہ کہنے لگے کہ یہ کمرے بیوروکریٹس اور سیکرٹریوں کے لئے ہیں، یہاں ایم پی ایز کا کوئی حق نہیں بنتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو آپ کی ruling چاہئے ہو گی کہ یہ پنجاب ہاؤس کن کے لئے ہے اور دوسرا اُن موصوف کو بُلا کر یہ پوچھا جائے کہ یہ کمرے کس کے لئے ہیں اور آپ ایم پی ایز کو اتنا disgrace کیوں کرتے ہیں؟ یہ بہت serious نوعیت کا معاملہ ہے۔ میں آپ سے request کرتا ہوں اور آپ کی وساطت سے رانا ثناء اللہ صاحب بیٹھے ہیں تو ان سے بھی میں request کرتا ہوں کہ اس معاملے کو فوری طور پر حل کروایا جائے۔ یہ ایم پی ایز کا معاملہ ہے اور ہمیں بڑی مشکل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! rules میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ فلاں چیز بیوروکریٹس کے لئے ہے اور فلاں چیز ایم پی اے صاحبان کے لئے نہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں عادل حمید صاحب کو بُلا لیتا ہوں اور اس بات کی بھی ان سے وضاحت لے لیتے ہیں جو ان کا مکالمہ اُن صاحب سے ہوا ہے اور دوسرا یہ کہ اس سلسلے میں جو پالیسی ہے وہ حاصل کر کے تمام ممبران میں circulate کروا دیتے ہیں تاکہ سب کو پتا ہو کہ کس طرح سے وہاں پر کمرے arrange ہوتے ہیں لیکن اس میں یہ ہے کہ کمرے محدود ہیں تو اس بارے میں تھوڑی بہت مشکل پیش آسکتی ہے لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ کمرے کسی خاص طبقے کے لئے مخصوص ہیں۔ میں انشاء اللہ آج ہی اس کا جواب حاصل کر کے late hour میں یا next day میں پیش کرتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! یہ اسی کے ساتھ relevant ہے کہ کچھ لوگوں نے وہاں پر permanent کمرے لئے ہوئے ہیں اور مستقل وہاں پر رہ رہے ہیں جس کی وجہ سے یہ مسئلہ ہو رہا ہے۔ جس شخص کو کام ہے وہ ایک دن کے لئے یا دو دن کے لئے جاتا ہے۔ وہاں ایک ہی بندہ مہینہ مہینہ کمرہ بُک کروائے رکھتا ہے، اس کے رشتہ دار وہاں ٹھہرے ہوتے ہیں یا کسی سیکرٹری کے رشتہ دار ٹھہرے ہوتے ہیں، یہ بہت serious معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو ذرا investigate کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

کیمپ جیل لاہور کے عملہ کی کرپشن میں انتہا

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! یہ روزنامہ ''خبریں'' سے ایک کٹنگ ہے۔ ''کیمپ جیل لاہور کرپشن میں نمبر ون۔ سپرنٹنڈنٹ کا کمال قیدیوں کو موبائل اور جوئے کی کھلی چھٹی۔ جیل ملازمین کے ذریعے قیدیوں کو موبائل فون دیئے جاتے ہیں اور کسی افسر کے آنے پر سب غائب کر دیا جاتا ہے۔ گلزار بٹ سیاسی سفارشوں کی وجہ سے کافی عرصے سے لاہور میں سپرنٹنڈنٹ تعینات ہے''۔۔۔

جناب سپیکر: آپ پوائنٹ آف آرڈر لے رہی ہیں یا یہ کوئی تحریک ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ترقی خواتین (محترمہ صغیرہ اسلام): جناب سپیکر! میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جیلوں میں کیا ہو رہا ہے، اس سے پہلے بھی میں نے نشاندہی کی تھی کہ موبائل فون جو ہے اس کے ذریعے اندر کے ملزموں کا باہر کے جو ملزم ہیں ان سے رابطہ ہے، ان تمام چیزوں میں سپرنٹنڈنٹ جیل اور ان کے خاص کارندے سہیل بٹ ملوث ہیں جو کافی عرصے سے وہاں پر مقیم ہیں۔ وہ ایک موبائل فون رکھنے پر پانچ ہزار روپیہ ہر مہینہ وصول کرتے ہیں تو سپرنٹنڈنٹ جیل اور ان کے کارندوں کے خلاف انکوائری کرائی جائے اور ان کو اس بات کی سزا دی جائے لیکن مجھے جیل میں فون لگانے پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ میں یہ بھی چاہتی ہوں کہ جیل میں ٹیلی فون بوتھ لگائے جائیں لیکن جس طریقے سے یہ رشوت لے کر ان کو موبائل فون فراہم کئے جاتے ہیں تاکہ باہر کے مجرموں سے ان کا رابطہ رہ سکے۔ اس کے علاوہ جو گلزار بٹ اعلیٰ شخصیت کی سفارش پر گزشتہ بیس سال سے جیل کے اندر اپنے فرائض سر انجام دے رہا ہے اس سے پہلے جب میں نے اس point پر بات کی تھی کہ جیل میں موبائل فون استعمال ہو رہے ہیں تو جب چھاپا مارا گیا تو وہاں سے تمام موبائل فون چھپا دیئے گئے تھے۔ اس میں سپرنٹنڈنٹ جیل کا سب سے اہم کردار ہے اور ان کو ہر بات کا علم ہے کہ وہاں پر کیا کر رہے ہیں اور سہیل بٹ ان کا خاص آدمی ہے۔ میں آپ کے وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گی کہ اس وقت کیمپ جیل ان تمام چیزوں کا گڑھ ہے، جو لوگ اس کرپشن میں ملوث ہے ان کے خلاف انکوائری کی جائے اور اگر یہ بات صحیح ثابت ہوتی ہے تو ان کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ کل محترمہ نے میرے ساتھ یہ بات کی تھی اور آج صبح سپرنٹنڈنٹ کیمپ جیل کو میں نے بلایا تھا، ہم اس پر باقاعدہ طور پر انکوائری کرا رہے ہیں اور اس قسم کی complaints کے سلسلے میں ہماری کوئی دو رائے نہیں ہیں، complaints موجود ہیں اور یہ سسٹم بہت عرصے کا بگڑا ہوا ہے۔ جب سے میں نے اس ڈیپارٹمنٹ کا چارج لیا ہے اس میں کرپشن اور ٹارچر دو main allegations لگتے ہیں تو اس کے لئے ہم نے یہ بھی propose کیا ہے کہ ہم جیل کے سٹاف کی ٹریننگ کا بھی بندوبست کر رہے ہیں کہ قیدیوں کے ساتھ

کس طرح اور کیسے behave کیا جانا چاہئے۔ ہم نے میاں نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے vision اور سوچ کے مطابق maximum facilitate کیا ہے اور وہاں پر جس قسم کی شکایات ہیں ان کو دیکھا جا رہا ہے۔ میں بالکل ذمہ داری سے on the floor of the House آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ کرپشن اور ٹارچر اس قسم کے جو کام کرنے والے لوگ ہیں وہ چاہے اس ڈیپارٹمنٹ سے ہوں یا اس سے باہر ہوں کوئی بھی ایسا شخص وہ چاہے کسی چھوٹے یا بڑے عہدے پر ہے جو شخص کرپشن میں کہیں ملوث پایا گیا یا وہ چیف منسٹر صاحب کی ٹیم کے ساتھ نہیں چل سکتا اور اس میں رہ نہیں سکتا۔ اس کے لئے مزید ہم نے اسے بڑا serious طور پر take up کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please, order.

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں دوبارہ عرض کر رہا ہوں کہ آج صبح میں نے جیل سپرنٹنڈنٹ کو بلایا تھا اور اس کی باقاعدہ طور پر انکوائری کرا رہے ہیں۔ میں نے محترمہ کو یہ بھی کہا تھا کہ اگر آپ جیل کا visit کرنا چاہیں تو میں وہاں پر آپ کو باقاعدہ طور پر بھیجنے کے لئے تیار ہوں otherwise میں ایک چیز تمام ممبران کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ ہر ممبر اپنے ضلع کی کسی بھی جیل کا جب چاہے جا کر visit کر سکتا ہے۔ اگر کہیں سے کسی کو کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو اس پر ایکشن ہوگا۔ اس کے علاوہ اس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق پہلے سے منشیات اور ٹیلی فون کی مختلف شکایات موجود تھیں۔ میں نے باقاعدہ طور پر یہ آرڈر کئے ہیں کہ اگر موبائل فون یا منشیات جیل کے اندر سے کسی سے پکڑے جاتے ہیں تو اس سلسلے میں کارروائی جیل سٹاف کے خلاف ہو گی۔ اس کے لئے اگر محترمہ باقاعدہ طور پر کوئی motion لانا چاہتی ہیں تو وہ Privilege Motion دے سکتی ہیں اور اس پر ہم بات کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن جو انہوں نے شکایت کی ہے تو اس کے متعلق ہم انشاء اللہ کارروائی کر رہے ہیں اور میں اس کا سوموار کو ہاؤس میں جواب دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ میں نے floor انہیں دیا ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آج آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جو ٹی وی پر پاکستان کے بارے میں talk shows ہو رہے ان کو اس ایوان میں discuss ہونا چاہئے۔ ان کو خدا ہدایت دے کہ کچھ خاتون ٹی وی اینکرز اور ایک دو مرد ایسے ہیں جن کو پاکستان کے خلاف بات کرتے ہوئے ذرا بھی خیال نہیں آتا۔ وہ تھرڈ کلاس قسم کے ایسے امریکن thinker کا نام لے کر جن کو اپنے گھر میں کوئی نہیں جانتا جو وہاں گل خان کے ہوٹل پر بیٹھ کر بکواس کرتے ہیں جیسے ہمارے ہاں منجی ہوٹل ہیں اور وہ پاکستان کے بارے میں بات کرتے ہیں ان کا یہاں وہ ٹی وی talk shows کے اندر reference دیتے ہیں اور جب ہمارا کوئی honourable member یا نمائندہ پاکستان کے حق میں بات کرتا ہے تو وہ طنزاً آگے سے جواب دیتے ہیں تو ان ٹی وی talk shows کے بارے میں کچھ نہ کچھ اس ایوان کو کرنا چاہئے۔ ایک تو میری آپ کی وساطت سے تمام ممبران سے گزارش ہے کہ ہمارا جو کوئی بھی honourable member ان سے بات کرے تو ان کی پوری بات سن کر تب ان کا جواب دیا جائے ورنہ ان کی ٹیلی فون کال بھی نہ لی جائے۔ کیونکہ باقاعدہ ایک مشن کے تحت پاکستان کے خلاف بات کرنے والوں کو promote کیا جا رہا ہے۔ آج کل ہمارے کچھ بھائی جنوبی پنجاب کے بارے میں بات کرتے ہیں تو یہ ہمارے ان بھائیوں کا اور ہمارا مسئلہ ہے لیکن اس کو جس طریقے سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے اور اس میں رولنگ دی جا رہی ہے کہ وہ فلاں جو Tom Dekin بیٹھا ہوا ہے اس نے پاکستان کے بارے میں یہ بات کی ہے۔ پاکستان انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا اور انشاء اللہ ان لوگوں کا بیڑا غرق ہو گا جو پاکستان کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

دوسری میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ جو انڈین ٹی وی چینلز ہیں خدا کرے ان کا بیڑا غرق ہو ان کو بند کر دیں، ان کا پاکستان کے خلاف بات کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے اور ہماری نئی نسل یہ نہیں سمجھتی کہ دس لاکھ آدمی شہید ہوا تھا اور آپ کے اور میرے بزرگوں نے جس مصیبت سے یہ ملک بنایا تھا، ان کو بتائیں کہ یہ ٹی وی چینلز بند کروائیں اور صرف پاکستان کے ٹی وی چینلز چلائیں۔ انڈیا میں کوئی بھی پاکستان کا چینل چلانے کو تیار نہیں اور ایک اچھی سے اچھی بات بھی سننے کو تیار نہیں تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ایک دن مقرر کریں اور ہم خاص طور پر ان ٹی وی اینکر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے

جب بھی ان کی کال آتی ہے تو میں اس لئے ان کا جواب نہیں دیتا کہ انہوں نے pro Pakistan بات نہیں سننی، انہوں نے اپنے چینل کی مشہوری کے لئے ایک تھرڈ کلاس جیسے منجن فروخت کرنے کو کہا جاتا ہے کہ یہ منجن لگاؤ جوان ہو جاؤ گے انہوں نے وہ بیڑا غرق کیا ہے، ان کا کچھ نہ کچھ حل کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ارشد صاحب!

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے کھڑی ہوئی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ سے پہلے وہ کھڑے ہیں۔ ان کی بات سن لیں پھر آپ کی باری آجاتی ہے۔ جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! مہربانی، آپ نے مجھے ٹائم دیا اور میں صرف ایک منٹ آپ کا لوں گا کہ ہمارے محبوب قائد میاں محمد نواز شریف پر ہیلی کاپٹر کا ایک بے بنیاد اور من گھڑت الزام لگایا گیا تھا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اور پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کے صدقے کل اس میں وہ باعزت بری ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کی فتح ہوئی ہے اور انشاء اللہ آمریت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی سیاست دان پر من گھڑت، بے بنیاد اور جھوٹے مقدمات نہیں ہونے چاہئیں اور وہ آدمی جس نے پاکستان کی خاطر اپنی بے شمار قربانیاں دیں، پاکستان کو ایٹمی طاقت بنایا اور اللہ کی رحمت سے وہ چونکہ بے گناہ تھے اور اللہ نے ان کو بری کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ حق کی فتح ہے، میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف اور جمہوریت کی فتح ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب محترمہ عائشہ جاوید!

محترمہ عائشہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! Sir! If I am allowed to speak in English!

یہ Daily Time انگلش کے اخبار میں خبر چھپی ہے کہ:

> "Officers of Chief Minister Secretariat shifted thirteen times since April 2009 from 7-Club Road to 8- Club Road and back in rupees 1.4 million."

یہ کیا show ہو رہا ہے کہ ہمارے وزیر اعلیٰ کبھی 7-کلب روڈ سے 8 کلب میں آ رہے ہیں اور 8 سے 7 کلب۔۔۔

جناب سپیکر: کیا ان پر پابندی لگائی جا سکتی ہے ؟

محترمہ عائشہ جاوید: جناب سپیکر! اس پر جو 1.4 ملین کی رقم ضائع کی گئی ہے اس کا جواب کون دے گا؟ جو یہ رقم خرچ کی گئی ہے اس رقم سے پرائمری سکول کے لئے خرچہ کیا جا سکتا تھا۔

جناب سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔جی، رانا صاحب

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس خبر کا حوالہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس خبر کا حوالہ دیا ہے میں اس کے متعلق صرف اتنا کہوں گا کہ یہ خبر بالکل بے بنیاد اور شر انگیز ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔لاء منسٹر صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔

حکومت پنجاب اور پرائیویٹ کمپنی کا فیصل آباد تا لاہور سڑک کی تعمیر کے معاہدہ کو خفیہ رکھنا اور اسمبلی کو قانون سازی سے روکنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں سیکرٹری C&W اور دوسرے متعلقہ حکام کے ساتھ ان کی میٹنگ ہوئی ہے۔اس میٹنگ میں میجر عبدالرحمٰن صاحب اور اس روڈ پر ہمارے جتنے بھی معزز ممبران کے حلقے پڑتے ہیں وہ سارے بھی موجود تھے۔اس میٹنگ میں discussion کے بعد انھوں نے خود محکمے کو ایک ماہ کا ٹائم دیا ہے۔انھوں نے جو points اٹھائے ہیں وہ انھیں resolve کر کے یا ان پر ڈیپارٹمنٹ کا جو بھی موقف ہے وہ لے کر آئیں گے۔ہم نے اس

کی اگلی میٹنگ 27 جولائی کو طے کی ہے۔لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس تحریک استحقاق کو اگلے اجلاس کے لئے pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، میجر عبدالرحمن صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے میٹنگ بلائی جس میں سیکرٹری C&W بھی تشریف لائے۔ میں نے بمع اپنے ساتھیوں کے اپنے points پیش کئے جس پر سیکرٹری صاحب نے ایک ماہ کا ٹائم مانگا تو لاء منسٹر صاحب نے انھیں اجازت دے دی۔ میری گزارش ہے کہ اس ڈیپارٹمنٹ کے متعلق جنوری میں ایک ایسی ہی کمیٹی بنی تھی لیکن ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آئی۔ میری دعا بھی ہے اور التجا بھی کہ یہ ایک مہینہ صرف ایک مہینہ ہی رہے اور پچھلی کمیٹی کی رپورٹ کی طرح چھ مہینے نہ لگا دے پھر تو مجھے تسلی ہے۔لہذا مجھے assurance چاہئے کہ ایک مہینے کے بعد وہ رپورٹ پیش ہو گی اور ایک قدم آگے بڑھے گا جو کہ ہم پچھلے ایک سال سے آگے نہیں بڑھا سکے۔ بہت مہربانی شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی بھی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ ایک مہینہ، ایک مہینہ ہی رہے گا اور اگر جنوری والی کمیٹی کے بعد 24۔فروری والے واقعات نہ ہوتے تو وہ رپورٹ بھی اسی ایک ماہ میں آ جانی تھی۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق غلام حبیب اعوان صاحب کی ہے اس کا بھی جواب آنا تھا۔

ایس ایچ او شاہدرہ لاہور کا بھاری نفری کے ہمراہ معزز رکن کے گھر پر بلاجواز ریڈ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کے حوالے سے آج صبح متعلقہ SP اور C.C.P.O سے میٹنگ ہوئی ہے۔ اس میں سارے معاملات discuss ہوئے ہیں تو میری یہی رائے ہے کہ یہ معاملہ deserve کرتا ہے کہ اسے مجلس استحقاقات examine کرے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

ملک غلام حبیب اعوان: بہت شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

پوائنٹ آف آرڈر

صدر مملکت کی زیر صدارت "ارسا" کی میٹنگ میں پنجاب کے نہری پانی میں کمی کا فیصلہ

(۔۔۔جاری)

وزیر جیل خانہ جات (چوہدری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں کافی دیر سے اس لئے خاموش بیٹھا تھا کہ مجھے وزیر آبپاشی کا انتظار تھا تاکہ وہ آ جائیں تو ان سے بات کی جائے لیکن میرے خیال میں کابینہ collectively responsible ہوتی ہے لہذا اگر میں آبپاشی کے متعلق کوئی issue اٹھاؤں تو کابینہ سے ان کا کوئی نہ کوئی colleague ضرور جواب دے گا۔ اس ہاؤس میں پچھلی جمعرات سے یہ بات چل رہی ہے کہ تونسہ پنجند لنک کینال کے اندر پانی کی کمی ہو گئی ہے اور اس کا پانی روک کر سندھ کو دیا جا رہا ہے۔ اس پر منسٹر صاحب نے بار بار کہا کہ اگر ایک کیوسک بھی گیا ہو گا تو وہ استعفیٰ دے دیں گے اور انھوں نے کل بھی یہی کہا کہ کوئی کمی نہیں ہوئی، پھر انھوں نے کہا کہ دو دنوں کے اندر یہ کمی پوری ہو جائے گی، پھر انھوں نے کہا کہ منگل تک یہ کمی پوری ہو جائے گی۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کے سامنے کچھ اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں اور منسٹر صاحب کو challenge کرتا ہوں کہ وہ ان اعداد و شمار کو جھٹلائیں۔ چونکہ کابینہ کی یہ collectively responsibility ہوتی ہے لہذا اگر مناسب سمجھیں اور آپ کا حکم ہو تو میں یہ بات کروں یا منسٹر صاحب کا انتظار کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ اگر منسٹر صاحب کی موجودگی میں بات کی جائے تو وہ اچھے طریقے سے جواب دے پائیں گے۔

معزز ممبران: وہ اسی سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔
جناب سپیکر: جی، وہ اسی سلسلے میں اسلام آباد گئے ہیں۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پھر ہمیں بتائیں کہ ہم کس کے سامنے اپنا دکھڑا روئیں؟
جناب سپیکر: آپ نے سنا ہے کہ وہ تو سارے ہاؤس کے سامنے بیان دے چکے ہیں۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! ان کی دو دنوں کی تقاریر کا ریکارڈ منگوا کر دیکھ لیں اگر ان میں تضاد ہو اور انھوں نے غلط بات کی ہو اور میری کہی ہوئی بات سچ ہو تو کیا آپ ان کے خلاف تحریک استحقاق قبول کریں گے؟
جناب سپیکر: جی، rules and regulations کے مطابق۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پرانے سپیکروں کی اس پر رولنگ موجود ہے کہ اگر ہاؤس کو mislead کرنے کے لئے جان بوجھ کر ہاؤس میں جھوٹ بولا گیا ہو تو تحریک استحقاق بنتی ہے۔
جناب سپیکر: میں نے آپ سے کوئی ایسی بات تو نہیں کی۔ میں نے کہا ہے کہ اگر آپ کی تحریک استحقاق rules and regulations کے مطابق ہوئی تو اس کا notice لیا جائے گا۔
جناب محمد محسن خان لغاری: میں ابھی تحریک استحقاق بنواتا ہوں۔
وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی!
وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! راجہ ریاض صاحب نے ہاؤس میں منگل والے دن کا ٹائم دیا تھا اور انھوں نے کہا تھا کہ میں اس دن تمام ریکارڈ ہاؤس میں پیش کروں گا۔ لہذا ابھی ایک دو دن کا ٹائم ہے۔ انشاء اللہ وہ پیش کریں گے اور وہ اسی پانی کے issue کے سلسلے میں اسلام آباد گئے ہیں۔
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! منگل تک دو دن نہیں بنتے۔
جناب سپیکر: میرے خیال میں انھوں نے چند دن کہا ہوگا؟
جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! دو دن کہا تھا۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! وہ پانی کے سلسلے میں ہی اسلام آباد گئے ہیں اور پوری تفصیل لے کر آئیں گے اور انشاء اللہ سوموار والے دن ہاؤس کو مکمل رپورٹ دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، سوموار کو رپورٹ دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار اور کاشتکار ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ جب فصل کو پیاس آ جاتی ہے، جب رحیم یار خان کی کپاس کی فصل کو ایک ہفتے کی پیاس آ گئی تو اس کی yield کیا ہو گی؟ وہاں کا کاشتکار تو تباہ ہو گیا۔ یہ بجلی کے سوئچ کی طرح نہیں ہوتا کہ آج ہم نے پانی on کر دیا اور کل off کر دیا بلکہ یہ بتدریج کم ہوا ہے۔ میں نمبر ز دے رہا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں۔۔۔

MR SPEAKER: Order please, order please.

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! 20- جون کو 14 ہزار کیوسک آ رہا تھا، 21- جون کو 12306 کیوسک، 22- جون کو 8410 کیوسک، 23- جون کو 7495 کیوسک، 24- جون کو 3553 کیوسک اور جمعرات کو 2913 کیوسک آ رہا تھا۔ یہ 14 ہزار کیوسک سے کم ہو کر 2913 کیوسک پر آیا ہے لیکن حکومت پنجاب کا محکمہ آبپاشی سویا رہا۔ یہ تو اس دن Associated Press of Pakistan کی خبر آ گئی اور ہم نے اخباروں میں پڑھا کہ شازیہ مری صاحبہ نے کہا ہے۔ کہاں تھا ہمارے پنجاب کا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ؟ وہ ہمارے interest کیوں watch out نہیں کر رہا تھا؟ کیا پنجاب کے کاشتکار کے interests کو watch out کرنا اریگیشن ڈیپارٹمنٹ پنجاب بلکہ حکومت پنجاب کا کام نہیں ہے؟ اگر میں حکومتی بنچوں سے کہوں تو شاید میرے بھائیوں کو یہ بات بری لگے لیکن ہم سب کے interests کی چوکیدار حکومت پنجاب ہے۔ چونکہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ایک صنعت کار ہیں اس لئے شاید ان کو کاشتکار کے مسائل کے بارے میں علم نہیں ہے۔ وہ بڑے قابل آدمی ہیں اگر ان کو علم ہوتا تو وہ ضرور اس پر عمل کرتے لیکن چونکہ وہ صنعت کار ہیں اور ایک شہری علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے شاید دیہی علاقے کے غریب کاشتکار کی بات ان تک نہیں پہنچتی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ ان کو ہر چیز کا علم ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! کل چیف منسٹر صاحب نے اس عمارت میں ہوتے ہوئے اس floor پر آ کر پنجاب حکومت کا موقف بیان نہیں کیا۔ یہ اتنا اہم issue ہے۔۔۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ منسٹر صاحب نے تو شاید اپنے کوئی نمبر ٹانکنے ہیں اس لئے وہ بار بار اٹھ کر بے تاب ہو رہے ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! نمبر ٹانکنے کی بات نہیں ہے لیکن ان کو پتا ہونا چاہئے کہ یہ وہی وزیراعلیٰ ہیں جنھوں نے tail کے کھیتوں تک پانی پہنچایا ہے۔

جناب سپیکر: آپ لغاری صاحب کی بات ختم ہونے دیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میری گزارش ہے کہ اگر یہ پانی اس طرح کم نہیں ہوا تو پھر میں اس کا قصوروار اور آپ جو سزا رکھیں میں اس سزا کے لئے تیار ہوں۔ اگر یہ پانی اسی طرح کم ہوتا رہا ہے تو پھر حکومت پنجاب اور اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کہاں تھا؟ ابھی منسٹر صاحب تو نہیں ہیں لیکن کابینہ collectively responsible ہوتی ہے اور اس ہاؤس کو answerable ہوتی ہے لہذا مجھے اس کا جواب چاہئے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین خان صاحب! میں floor چودھری عبدالغفور صاحب کو دے چکا ہوں کیونکہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے تھے۔ معاف کرنا۔ جی، چودھری غفور صاحب!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ذرا آرام آرام سے بات کیجئے گا۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جی، بالکل میں آرام سے ہی بات کروں گا۔ میں آپ کی وساطت سے محسن لغاری صاحب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کیونکہ وہ میرے قائد شہباز پاکستان،

خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف، وزیر اعلیٰ پنجاب کے بارے میں بات کر رہے تھے۔ میاں صاحب نے اپنے پچھلے tenure میں زمینداروں کے لئے جو اصلاحات کیں اور جو کچھ وہ آج کر رہے ہیں کاش یہ اس پر نظر ڈال لیتے تو اچھا ہوتا۔ 1997 والے tenure میں میاں محمد شہباز شریف وہ وزیر اعلیٰ تھے کہ جنہوں نے جعلی زرعی ادویات پر پابندی لگوائی، اس بارے میں قانون سازی کی اور اس کو قابل سزا جرم بنا کر زراعت کے اندر ایک نئی چیز introduce کروائی۔ انھیں industrialist کہنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ یہ وہی وزیر اعلیٰ ہیں کہ جنہوں نے زمیندار کے لئے تاریخ میں پہلی دفعہ tail تک پانی پہنچایا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے محترم بھائی محسن لغاری صاحب کو تنقید برائے تنقید سے ہٹ کر حقائق کو سامنے رکھ کر بات کرنی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب! کائرہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ محسن لغاری صاحب کی بات کا جواب دینا چاہ رہے ہیں تو پہلے ان کی بات سن لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میں بھی اسی حوالے سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میری بات ہو جائے تو پھر وہ اکٹھا ہی جواب دے دیں۔ اگر اجازت دیتے ہیں تو میں عرض کرتا ہوں ورنہ بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ پہلے فرمالیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! پانی کے حوالے سے یہ جو معاملہ چل رہا ہے رولز کے مطابق اور کسی نہ کسی ضابطے کے تحت ہی اسے طے ہونا ہے۔ اسی ضمن میں بات کرتے ہوئے جب میرے ساتھی نے منسٹر غفور صاحب سے کہا کہ وہ نمبر ٹانکتے ہیں، میں ان سے اختلاف کرتا ہوں۔ یہ واحد منسٹر ہیں جو کہ نمبر نہیں ٹانکتے۔ ابھی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف صاحب نے جعلی ادویات پر قابو پایا۔ اس طرح تو انھوں نے محسن لغاری صاحب کی بات کو second کیا ہے کیونکہ یہ تو ایک کاروبار ہے۔ غفور منسٹر صاحب میاں شہباز شریف صاحب کو "شہباز پاکستان" کی بجائے کسی فلاسفر یا مفکر کے ساتھ تشبیہ دیا کریں۔ پرندوں کے نام سے تشبیہ مت دیں، وہ بڑے قابل آدمی ہیں انھیں مفکروں اور اچھے administrators کے ساتھ تشبیہ دیا کریں۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کروں گا کہ "ارسا" کی تشکیل پانچ نمائندوں پر مشتمل ہے۔ ان میں چار نمائندے اکائیوں کے ہیں اور ایک وفاق کا نمائندہ ہوتا ہے۔ اس دفعہ وفاق کا نمائندہ بھی سندھ سے لیا گیا ہے۔ اس طرح سندھ کی نمائندگی دوہری ہو گئی ہے۔ اگر کل کو وفاق کا نمائندہ پنجاب سے لیا جائے گا تو پنجاب کی نمائندگی دہری ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ پہلے وفاق کا نمائندہ کشمیر سے ہوا کرتا تھا اور چاروں صوبوں سے ایک ایک نمائندہ ہوتا تھا اور وہ تشکیل impartial کہلاتی تھی۔ اس دفعہ یہ ہوا کہ تونسہ کینال بند کر دی گئی یا اس میں بہت کم پانی چھوڑا گیا، جس سے اتنی hue and cry ہوئی اور بہت نقصان ہوا۔ تونسہ کینال سے 1293000 ایکڑ زمین سیراب ہوتی ہے اگر وہ 20 دن بند رہے گی تو وہاں پر کوئی فصل نہیں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ اگلی فصل پر دُگنی پیداوار کر دے تو وہ علیحدہ بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کرم کرنے والا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس بارے میں ایک قرارداد لائی جائے کہ ارسا کی تشکیل دوبارہ کی جائے اور اس میں وفاق کا نمائندہ غیر جانب دار ہو۔ وزیر قانون صاحب اپنی wisdom اور دانش کو استعمال کرتے ہوئے کوئی ایسی تجویز دیں کہ ارسا کی تشکیل نو کی جائے کیونکہ ارسا کی موجودہ تشکیل پنجاب کے تمام کسانوں کو غیر مطمئن کئے ہوئے ہے۔ سندھ کے اس وقت دو نمائندے ہیں جبکہ ہمارا ایک نمائندہ ہے اور اس کو بھی میٹنگ میں نہیں بلایا جاتا۔ بے شک ارسا کی یہ تشکیل پچھلے پانچ سالوں میں ہوئی ہے لیکن یہ ایک ناقص تشکیل ہے جس نے اس دفعہ پنجاب کے کسانوں کو بہت hit کیا ہے۔ ہم سندھ کے کسان بھائیوں کے خلاف نہیں ہیں، ان کو پانی دینا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب اور منسٹر عفور صاحب کے ذریعے، کابینہ کے ذریعے سے یہ تجویز وفاق کو جائے کہ ارسا کی تشکیل نو کی جائے۔ میری گزارش ہے کہ اس حوالے سے ایک قرارداد لائی جائے۔ اس پر سیر حاصل بحث اور غور کرنے کے بعد وفاق کو بھیجی جائے۔ اس میں کہا جائے کہ ایک ایک نمائندہ صوبائی اکائیوں سے لیا جائے اور اس طرح manage کیا جائے کہ کسی صوبے کی کسی بھی طرح سے دوہری نمائندگی نہ ہونے پائے کیونکہ اس سے کسی دوسرے صوبے کو نقصان ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ میری یہ معروضات ہیں کہ یہ قرارداد ضرور لائی جائے کہ ارسا کو ایک impartial, independent and result giving authority بنایا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے نشاندہی کی ہے کہ ارسا میں وفاق کا نمائندہ سندھ سے لیا گیا ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ جنرل پرویز مشرف کے دور میں کیا گیا ہے۔ اس جمہوری دور میں یہ نہیں ہوا۔

جناب والا! دوسری بات انھوں نے یہ فرمائی ہے کہ اس معاملے کو کابینہ میں take up کرنا چاہئے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کل بھی وزیر اعظم سے اس حوالے سے بات کی ہے اور وہ on board ہیں، وہ پنجاب کی صحیح نمائندگی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! لغاری صاحب نے جن باتوں کی طرف نشاندہی کروائی ہے اس حوالے سے عرض ہے کہ وزیر اعظم پاکستان جناب یوسف رضا گیلانی نے قومی اسمبلی میں on the floor of the House تمام ممبران کو یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ Water Distribution 1991 کے accord کے مطابق ہو رہی ہے۔ جیسا کہ راجہ ریاض صاحب نے اس ہاؤس میں کہا کہ موسم کی وجہ سے برف پگھل نہیں رہی جس کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کم ہے۔ دریاؤں میں پانی کم آ رہا ہے لیکن اس کی distribution میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر پنجاب میں کمی آئی ہے تو اسی حساب سے سندھ میں بھی کمی آئی ہے۔ وزیر اعظم صاحب اس حوالے سے assurance کروا چکے ہیں اور آج راجہ ریاض صاحب اسی سلسلے میں اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ جس طرح لغاری صاحب چاہتے ہیں، with facts & figures پیر کے دن وہ پوری رپورٹ لے کر آئیں گے اور اس ہاؤس کے سامنے پیش کریں گے۔ یہ اس رپورٹ کو challenge کرنا چاہیں تو ضرور کریں، یہ نہیں کہ internet سے کوئی document نکال کر کہیں کہ میں اسے challenge کرتا ہوں۔ راجہ صاحب ایک departmental authentic report ہاؤس کے سامنے لائیں گے۔ اس میں محکمہ آبپاشی پنجاب اور ارسا کے حوالے سے تمام figures ہوں گے۔ تمام صوبوں کے figures تفصیل کے ساتھ ہوں گے۔ شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ پانی کا مسئلہ سابقہ ادوار سے چلا آ رہا ہے۔ پانی کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ زمین کی افادیت بھی پانی کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ آج پانی کا مسئلہ پیدا کیوں ہوا ہے؟ ہم اسی لئے dictatorship کی مخالفت کرتے ہیں۔ دیکھیں کہ ایوب خان نے تین دریا فروخت کر دیئے۔ پانی کا flow ہمیشہ North سے South کی طرف رہتا ہے۔ یہ تین دریا فروخت

کر دیئے گئے اور وہاں water level نیچے ہو گیا، اس لئے اب ہماری زمینوں کا پانی دن بدن نیچے ہوتا جا رہا ہے۔ آج پانی کی کمی کا جو مسئلہ درپیش ہے یہ اس وقت سے ہے کہ جب بگلیہار ڈیم بن رہا تھا۔ یہ مسئلہ اس وقت کے ہمارے so-called حکمرانوں کا پیدا کردہ ہے۔ ہم نے انھیں elect نہیں کیا تھا، انہوں نے حقوق غصب کئے تھے۔ جب پرویز مشرف ڈکٹیٹر حکمران تھا تو اس وقت یہ سارے مسئلے پیدا ہوئے۔ آپ بھی اخبارات میں یہ سب کچھ پڑھتے رہے ہیں اور ہم بھی پڑھتے رہے ہیں۔ اگر اس وقت توجہ دی جاتی تو آج پانی کی کمی کا مسئلہ درپیش نہ ہوتا۔ بڑے بڑے ملکوں میں drought آ جاتے ہیں، قحط بھی پڑ جاتے ہیں۔ اگر بارشیں نہیں ہو رہیں، برف پگھل نہیں رہی تو لازمی بات ہے کہ پانی کی کمی ہو گی۔ یہ مسئلہ اسی طرح رہے گا کیونکہ جب انھوں نے چناب پر ڈیم بنانے شروع کئے، سندھ پر ڈیم بنانے شروع کئے تو یہاں کے حکمران اپنی کرسیوں کو تو بچاتے رہے مگر اس طرف انھوں نے توجہ نہ دی۔ لغاری صاحب میرے بھائی ہیں، یہ ہمارا اور ان کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اُس وقت ان کو بھی سوچنا چاہیئے تھا کیونکہ اُس وقت یہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہم ادھر بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم تو آج بھی ادھر ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: کیا ادھر بیٹھنے سے آپ کو کوئی روکتا ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! چونکہ آپ کی نگاہ زیادہ تر ادھر رہتی ہے اس لئے میں ادھر ہی بیٹھتا ہوں۔ جس طرح جنگ کے after effects ہوتے ہیں اسی طرح یہ ہم بھی dictatorship کے after effects میں suffer کر رہے ہیں اس لئے ان کو اتنا نہیں گھبرانا چاہئے۔ باقی شہباز شریف صاحب کے حوالے سے میں صرف ایک فقرے میں بات کروں گا کہ شہباز جب پرواز کے لئے پر کھولتا ہے تو وہ کبوتروں اور فاختاؤں کی تعداد سے کبھی مرعوب نہیں ہوا کرتا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ارسا کو reconstitute کیا جائے۔

جناب سپیکر: آج جو میٹنگ ہو رہی ہے اس کے نتائج سامنے آنے دیں اس کے بعد پھر ہم اس پر بات کریں گے۔ سوموار کو وزیر موصوف تشریف لا رہے ہیں۔ آج کی میٹنگ کے بعد کیا بات سامنے آتی ہے وہ آپ کو House میں آکر بتائیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! اس مسئلے پر ایک متفقہ قرارداد آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اگر ضرورت محسوس کریں گے تو پھر اس پر سوچا جا سکتا ہے لیکن after hearing the Minister.

چودھری جاوید حسن گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری جاوید حسن گجر: جناب والا! کافی دنوں سے پانی کے سلسلے میں بحث چل رہی ہے۔ ہماری treasury benches کی طرف سے بھی اور اپوزیشن کی benches کی طرف سے بھی بحث چل رہی ہے۔ تنقید برائے تنقید ہو رہی ہے لیکن اس کی جو حقیقت ہے اس کی طرف کوئی نہیں جا رہا۔ موجودہ جو problem ہے اس shortage کی وجہ کچھ اور بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ 04-2003 میں اگر آپ کو یاد ہو پنجاب اسمبلی میں تمام صوبوں کی اپوزیشن پارٹیوں کے کچھ لیڈر صاحبان آئے تھے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

چودھری جاوید حسن گجر: اس میں سندھ کے اپوزیشن لیڈر صاحبان بھی شامل تھے اور انہوں نے کالا باغ ڈیم پر debate کرنی تھی اور دو دن وہاں پر debate ہوئی۔ اس میں کالا باغ ڈیم کی مخالفت میں کوئی debate نہ چل سکی اور وہاں پر سندھ والے، بلوچستان والے اور پنجاب والے بھی شامل تھے۔ میں بھی اس میٹنگ میں شامل تھا۔ وہاں پر جو مسئلہ اٹھایا گیا جس کی وجہ سے آج بھی یہ مسئلہ موجود ہے۔ اگر وہاں پر ایک نئی نہر نہ چلتی تو آج یہ shortage نہ ہوتی۔ تونسہ اور چشمہ سائیڈ پر انگریزوں کے زمانے میں 1867 میں ایک flood canal بنی تھی اور وہ تب سے چلی آ رہی ہے۔ جب کبھی flood آجاتا تھا، پانی زیادہ ہوتا تھا تو تین مہینے اس کا پانی دیا جاتا تھا لیکن ہماری پچھلی حکومت نے flood canal کو سارا

سال چالو کیا۔ اس کینال میں سے ایک اور کینال نکالی گئی اس کا نام ہے greater Thal اور اس greater Thal کی وجہ سے پانی کی ساری shortage آ رہی ہے۔ وہ نہر 13ہزار یا 14ہزار کیوسک کی نہر ہے۔ اس نہر کے نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ جتنے بھی فوجی جرنیل تھے ان کو بہاولپور اور رحیم یار خان ڈویژن میں چولستان کے علاقہ میں زمینیں دی گئی تھیں وہاں پر پانی پورا نہیں ہو رہا تھا تو ان کے لئے انہوں نے یہ سکیم نکالی اور وہاں کے وڈیروں نے مل کر greater Thal بنائی اور اس کی وجہ سے آج ہمیں پانی کی shortage آ رہی ہے۔ اس لئے ہمیں حقائق کی طرف بھی جانا چاہئے اس کی جو roots ہیں اس پر جانا چاہئے۔ تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ اس لئے میں اپنے تمام حکومتی پارٹی کے بھائیوں اور اپوزیشن کے بھائیوں سے بھی یہ توقع کروں گا کہ اس بحث کو اس طرف موڑیں، جو حقائق ہیں ان کی طرف چلیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: مہربانی۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اس سلسلے میں اصل حقائق آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کے خلاف ایک سازش ہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد ایک جرنیل نے تین دریا فروخت کئے، دوسرے جرنیل نے کالا باغ ڈیم نہیں بننے دیا، تیسرے جرنیل نے باقی کے تین دریا چناب، جہلم اور سندھ پر بیراج اور ڈیم بنانے کے لئے ہندوستان کو اجازت دے دی۔ میڈیا تو خوب جانتا ہوگا، آپ میں سے اکثر احباب نے یہ رپورٹ پڑھی ہوگی کہ بھارت کے ایک وزیر اعظم نے اپنے وزراء اعلیٰ ساتھ لئے cans میں جمنا کا پانی بھرا اور سندھ پر جاکر پانی گرایا اور یہ بیان جاری کیا کہ یہ سندھو پانی پاکستان کے ساتھ ہماری صلح کروائے گا۔ پاکستان کے خلاف یہ سازش ہے کہ ڈیموں کا نہ بننا اور ہندوستان کا ہمارے پانی کو روک لینا، صوبوں کا صوبوں کے ساتھ لڑنا پاکستان کے خلاف ایک سازش ہے۔ میں یہ تجویز کروں گا اور آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ دریائی پانی کے لئے جو ہمارے خلاف سازش ہو رہی ہے اس پر بحث کریں۔ اس مقصد کے لئے ایک دن تفویض کیا جائے تاکہ پوری طرح سے چھان بین ہو سکے کہ اس کے اسباب کیا ہیں، اس کے محرکات کیا ہیں اور اس کا علاج کیا ہے؟

جناب سپیکر! دریائی پانی تو ہندوستان نے روک لیا اور زمینی پانی ہم نے ٹیوب ویلوں سے نکالنا شروع کر دیا۔ میرے علاقے میں زیر زمین پانی بیس پچیس فٹ پر تھا اب پچاس فٹ نیچے چلا گیا ہے۔ ہم تو زمینی پانی بھی ختم کرتے چلے جا رہے ہیں۔ مجھے خوف آ رہا ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم نے اس کا کوئی سد باب نہ کیا تو صحرا میں تبدیل ہو جائیں گے۔ بہت شکریہ

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس موضوع پر کافی بات ہو گئی ہے۔ مہربانی کریں اور مجھے اب ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! ایک منٹ۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! میرے فاضل دوست نے فرمایا اور یہ گھوم پھر کر ہر بات وڈیروں پر لے آتے ہیں۔ تھل میں یہ identify کر دیں کہ وڈیرا کون ہے؟ میرا خیال ہے کہ وارث کلو صاحب آج موجود نہیں ہیں وہی وہاں کے وڈیرے ہوں گے؟ ہر بات وڈیروں پر نہ لایا کریں اور میری یہ بھی گزارش ہے کہ انہوں نے اسے آپس کا جھگڑا بنا دیا ہے کہ کینال کس نے بنائی اور کس نے نہیں بنائی۔۔۔

جناب سپیکر: پنجاب کی بات کریں۔

جناب شیر علی خان: جناب والا! پنجاب کی بات کر رہا ہوں کہ پنجاب کا مسئلہ تب ہی حل ہو گا جب کالا باغ ڈیم بنے گا۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہمیں اس کے لئے پر زور سفارش کرنی چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ کالا باغ ڈیم بنے اور یہ سارا مسئلہ حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں وزیر صاحب آئیں گے اس کے بعد یہ مسئلہ حل ہو گا۔

ملک عادل حسین اترا: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ اب مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

ملک عادل حسین اترا: جناب والا! معزز رکن نے فرمایا ہے کہ greater Thal canal بن رہی ہے۔ میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ greater Thal canal آج منظور نہیں ہوئی یہ

1951 سے منظور ہے اور ابھی تک زیر تعمیر ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے آباؤاجداد نے معاوضہ دے کر یہ نہریں لی تھیں۔ اس سلسلے میں زمینوں کی شکل میں ہم نے اپنا 3/4 حصہ گورنمنٹ کو دیا تھا تب ہمیں نہروں کی چھوٹی سی سہولت ملی تھی۔

سرکاری کارروائی

عام بحث

ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 پر عام بحث

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 پر عام بحث ہے۔ اس سلسلے میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ بجٹ برائے سال 2008-09 پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ آخر میں وزیر خزانہ بحث کو wind up کریں گے۔ معزز اراکین کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس وقت 46 معزز اراکین نے تقاریر کے لئے اپنے نام درج کروائے ہیں جن میں سے 21 اپوزیشن سے ہیں اور ان کو بھی تقریر کا موقع دیا جائے گا۔ مناسب یہ خیال کیا گیا ہے کہ پہلے ان معزز اراکین کو تقریر کا موقع دیا جائے جو سالانہ بجٹ کے سلسلہ میں مختص ایام میں وقت کی کمی کے باعث تقریر نہ کر پائے۔ میرے خیال میں اب آپ کی طرف سے اس کا آغاز ہو۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب والا! ہمیں آخر میں موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ debate open کریں۔ چودھری ظہیر الدین تشریف رکھتے ہیں۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد محسن خان لغاری!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o شکریہ۔ جناب سپیکر! پارلیمانی سال کا سب سے اہم اجلاس بجٹ اجلاس اور اسمبلی کی سب سے اہم document بجٹ کی document ہوتی ہے جو اس اسمبلی میں پیش ہوتا ہے۔ بجٹ حکومت کی ترجیحات کے بارے میں واضح کرتا ہے کہ حکومت اس سال کہاں سے پیسے حاصل کرے گی اور کہاں ان کو خرچ کرے گی۔ یہ ایک منصوبہ بندی جو حکومت کی ہوتی ہے اس کی یہ آئینہ دار ہوتی ہے۔ جس طرح انگریزی میں ایک مثال ہے کہ:

Putting your money where your mouth is.

Lips serviceاور زبانی باتیں تو ہر وقت ہوتی رہتی ہیں لیکن بجٹ کی documentان وعدوں، ان commitments، ان باتوں کو پورا کرنے کے لئے جو پیسے رکھے جاتے ہیں اس سے حکومت اپنی commitment show کرتی ہے کہ ہم نے جو وعدے کئے ہیں ہم ان پر پورا اتریں گے۔ حکومت کی منصوبہ بندی بجٹ کے اندر واضح ہوتی ہے اور supplementary budget کا آنا حکومت کی ناقص منصوبہ بندی کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ جو منصوبہ بندی کی گئی تھی کہ ہم اپنے یہ اہداف meet کریں گے۔

جناب سپیکر: یہ اس دفعہ ہوا ہے یا پہلے بھی کبھی ہوتا رہا ہے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! یہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔ یہ میری صرف موجودہ حکومت پر ہی تنقید نہیں ہے یہ ہمیشہ کی حکومتوں کے اوپر میری تنقید ہے۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں میں جس وقت Treasury Benches پر بیٹھا کرتا تھا تو اس وقت بھی میری یہ گزارش ہوتی تھی کہ ہمارے سیکرٹریٹ میں comfortable صوفوں پر ائرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر ہمارے افسران، ہمارے [**] یہ budget exercise کرتے ہیں اس کی ناقص منصوبہ بندی کی دلیل ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ [**] لفظ حذف کروانا چاہتا ہوں کیونکہ انہوں نے بابوں سے [**] بنایا ہے لہذا یہ [**] لفظ استعمال نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پچھلے 5 سال جب میں Treasury Benches پر تھا تو اس وقت بھی میری یہ گزارش ہوتی تھی اور آج بھی میری یہ گزارش ہے کہ اس اسمبلی کو مضبوط کریں، اس کو اختیارات دیں، یہ اسمبلی بجٹ بنانے کے اندر شامل ہو، یہ اسمبلی بجٹ کی implementation کے اندر شامل ہو۔ ہمارے اس سال کے بجٹ کی صرف 48 فیصد utilization ہوئی ہے، 52 فیصد یعنی آدھے سے زیادہ ہمارے منصوبے، ترجیحات اور پراجیکٹس نہیں ہو سکے اس لئے کہ بجٹ بنانے یا اس بجٹ پر implementation یا اس کی monitoring کے لئے اس اسمبلی کا کوئی عمل دخل نہ ہے۔ اگر آپ کو یاد ہو کہ اس دفعہ آپ کی مہربانی

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

فنانس منسٹر صاحب کی مہربانی سے ہم نے ایک pre-budget session call کیا تھا۔اس سیشن کے اندر ہمارے بھائیوں اور بہنوں نے بہترین تجاویز دیں اور میرے دل میں امید کی ایک کرن جاگی کہ شاید ہمارے لفظ کی کوئی قدر ہوگی اور جب بجٹ آیا تو اس کے اندر کسی معزز ممبر کی کسی بات کو کوئی ترجیح نہیں دی گئی۔ وہی P&D کے ائر کنڈیشنڈ کمروں کے اندر سے بجٹ بن کر آگیا اور کائرہ صاحب نے اس کو بہت خوبصورتی سے پڑھ دیا۔ ہم نے اس ادارے کو مضبوط کرنا ہے، اس ادارے کی کمیٹیاں جو بد قسمتی سے ڈیڑھ سال گزرنے کے باوجود ابھی تک معرض وجود میں نہیں آئیں۔۔۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں:

یہ اندازِ بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ ترے دل میں اُتر جائے میری بات

(قہقہے)

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کی کمیٹیوں کو فعال بنایا جائے۔ ہم ابھی تک ruling coalition کے ان جھگڑوں میں لگے ہوئے ہیں کہ کون چیئرمین بنے گا اور کون چیئرمین نہیں بنے گا۔ ہم نے اس کے اندر ڈیڑھ سال ضائع کر دیا ہے، legislation بھی suffer کر رہی ہے اور financial matters میں بھی ہاؤس کی ان کمیٹیوں کو بااختیار کیا جائے تاکہ وہ اپنے محکموں کے بجٹ بنائیں، اپنے محکموں کے بجٹ کو implement کریں اور اپنے محکمے کے لوگوں کو بلا کر پوچھیں کہ بھئی! ہم نے جو ترجیحات رکھی تھیں ان پر کیوں عملدرآمد نہیں ہو رہا؟ اس supplementary budget کے اندر بھی وہی چیز نظر آتی ہے جو annual budget میں نظر آتی ہے کہ اس میں ترجیحات urban area کے لئے ہیں جتنے بھی اخراجات ہوئے ہیں وہ شہری علاقوں میں ہوئے ہیں اور دیہی علاقہ جس طرح main budget کے اندر ignore ہو گیا اسی طرح پچھلے سال کے supplementary budget کے اندر بھی ignore ہو گیا ہے اس لئے کہ دیہی علاقے کی نمائندگی کا decision making کے اندر کوئی اختیار نہیں۔ جب ہم وفاق سے این ایف سی ایوارڈ لیتے ہیں تو اس کے اندر ہمارا موقف یہ ہوتا ہے کہ پنجاب آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور ہمیں این ایف سی میں سے سب سے زیادہ حصہ مل جائے اور ہمارے موقف کو مانا جاتا ہے لیکن جب

وہ پیسا پنجاب کے اندر آ جاتا ہے تو اس کی تقسیم منصفانہ نہیں ہوتی۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کی منصفانہ تقسیم کرے تاکہ کسی علاقے کے اندر احساس محرومی نہ ہو۔ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ cut motion والے دن ہمارے کچھ اراکین اسمبلی نے کیفے ٹیریا کے اندر ایک informal meeting کی اور ہمارے صوبے کے ایک حصے کی پسماندگی کی وجہ سے اس قسم کی انہوں نے باتیں کیں کہ اس کو الگ صوبہ بنا دینا چاہئے۔ یہ احساس محرومی آج پیدا نہیں ہوا یہ ایک تسلسل ہے۔ پچھلے بجٹ اور اس supplementary budget کے اندر اگر آپ اخراجات اور ترجیحات کی نشاندہی کریں تو وہ urban areas and Lahore centered ہے۔ مجھے لاہور بہت پسند ہے میں نے ساری عمر تقریباً لاہور میں گزاری ہے۔ میں پڑھا بھی یہیں پر ہوں۔ میں نے نوکری بھی لاہور میں کی ہے۔ میں اب اسمبلی کا ممبر ہونے کے بعد بھی لاہور میں ہی رہ رہا ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھئے، دیکھئے، لاہور پنجاب کا دل ہے۔ دل ٹھیک ہو تو پھر سب ٹھیک چلتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: بالکل، بالکل۔ شکسپیئر کی کتاب کے اندر وہ بروٹس سے پوچھتے ہیں کہ تم نے caesar کو کیوں چاقو مارا؟ تو اس نے کہا کہ:

> Not that I loved Caesar less, but that I loved Rome more. It is not that I love Lahore less, Dera Ghazi Khan more.

مجھے اپنے ڈیرہ غازی خان سے بھی پیار ہے۔ اس کے لئے بھی کچھ ہونا چاہئے وہ علاقے ignore ہوتے ہیں۔ یہ supplementary budget بھی ہمارے علاقوں کی کوئی نمائندگی نہیں کرتا۔ اس میں جو جو اخراجات منصوبہ بندی کے بغیر کئے ہیں وہ بھی ہمارے علاقوں کے لئے نہیں ہوئے اور جو منصوبہ بندی کے ساتھ ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے علاقوں میں نہیں ہوئے۔ ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ 175۔ ارب روپے کا ترقیاتی بجٹ ہے اور پھر اس میں خاص طور پر mention کیا گیا جیسے احسان کیا جاتا ہے کہ 5۔ ارب روپے جنوبی پنجاب کے لئے رکھے جائیں گے۔ میرا حساب تھوڑا سا کمزور ہے۔ میرے خیال میں یہ زکوۃ کے برابر بنتا ہے۔ یہ supplementary budget، یہ سالانہ بجٹ، ہماری یہاں پر بحثیں، یہ کوئی فرق نہیں ڈالتیں اس پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا۔ ان بیوروکریٹس نے بیٹھ کر یہ بجٹ بنانا

ہے، انہوں نے بیٹھ کر اس کو implement کرانا ہے، انہوں نے بیٹھ کر اس implement کو نہیں کروانا۔ میرا تجربہ یہی کہتا ہے۔ میں ایوان کے اس حصے میں بھی بیٹھ چکا ہوں اور آج اپوزیشن میں بھی بیٹھا ہوں۔ ہماری یہاں کی بحثوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب سپیکر: لغاری صاحب! اردو میں بیوروکریٹ کا کیا ترجمہ کریں گے؟

جناب محمد محسن خان لغاری: افسر شاہی۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں۔ اب یہ جمہوری دور ہے، افسر شاہی اس زمانے میں ہوا کرتی تھی جب یہاں شاہ کی حکومت ہوا کرتی تھی۔ اب یہاں شاہ کی حکومت نہیں ہے۔ افسر شاہی نہ کہیں بلکہ پنجاب کے افسران کہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: سرکاری ملازم کہہ دوں؟

جناب سپیکر: چلیں، یہ بات ٹھیک ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اس supplementary budget میں بھی کروڑہا روپیہ جی او آر میں سرکاری ملازموں کے گھروں پر خرچ ہو رہا ہے۔ بھکر کے اندر پرائمری سکول تو شاید نہیں بن رہا لیکن جی او آر کے ایک افسر کے گھر کے اندر اس کے کچن کو مزین کیا گیا ہے، اس کی چار دیواری، اس کا لان یا ابھی جو footpath توڑ کر دوبارہ ان کی green belts بنائی گئی ہیں۔ میں بار بار ایک چیز پر زور دے رہا ہوں کہ ہم اس اسمبلی کے اندر بااختیار نہیں ہیں، ہماری اس supplementary budget میں کوئی in put نہیں ہے، میرا کوئی بھائی یہاں حلف کے ساتھ یہ کہہ دے کہ اس نے اس بجٹ بنانے کے اندر کوئی role play کیا ہے۔ میری ان گنہگار آنکھوں نے اخبار کے اندر خود یہ خبر پڑھی ہے، ہم سب کو متحد ہو کر اس اسمبلی کو بااختیار کرنا چاہئے۔ میں آج کی بات نہیں کر رہا ہمیشہ سے اسی طرح رہا ہے۔ ہم نے اس میں تبدیلی لانی ہے۔ ہم جس وقت بات کرتے ہیں کہ 18۔فروری کے الیکشن کے بعد تبدیلی آئی ہے تو اس تبدیلی سے عوامی نمائندوں کا اقتدار نظر آئے۔ اگر کوئی ڈکٹیٹر تھا یا کوئی ڈکٹیٹر ہے میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یونیفارم پہننے سے کوئی ڈکٹیٹر نہیں بنتا، یہ رویوں کے نام ہوتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کو support کر کے اس اسمبلی کو بااختیار کروانا ہے اس اسمبلی کی کمیٹیوں کو بااختیار کروانا ہے اور

جب اسمبلی کی کمیٹیاں بااختیار ہوں گی تو انشاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ supplementary budget کے مستقبل میں جو amounts آئیں گی بہت کم اور چھوٹی ہوں گی اور ہم اپنے بنائے ہوئے بجٹ کے مطابق ہی چلیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔اب دس منٹ سے زیادہ کسی صاحب کو نہیں ملیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

اٹک کے کالاچٹارینج (Range) میں آگ لگنے اور لکڑی چوری سے محکمہ کو کروڑوں روپے کا نقصان

(۔۔۔جاری)

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہان ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! بہت ہی اہم معاملہ ہے۔ میں نے تقریباً6دن پہلے اسی ایوان میں رانا مشہود صاحب کی موجودگی میں بات کی تھی۔آپ اس وقت موجود نہیں تھے۔ میں نے اٹک کے کالاچٹا رینج کے حوالے سے ذکر کیا تھا کہ ہمارے جنگل میں آگ لگی ہوئی تھی جس سے کئی ہزار کنال رقبہ جل رہا تھا۔اس معاملہ پر اس وقت سپیکر صاحب نے احمد علی اولکھ صاحب کی زیرنگرانی کمیٹی بنانے کا کہا تھا اور اگلے دن انھوں نے راولپنڈی ڈویژن سے Conservative Forest Officer کو بلایا جس نے آکر انتہائی مضحکہ خیز رپورٹ پیش کی کہ 24ایکڑ کے قریب رقبے کو آگ لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! کمیٹی بنتی رہی، سلسلہ ہوتا رہا،انکوائری ہوتی رہی وہ ہوتی رہے گی۔اس کے بعد کوئی چیز سامنے آ بھی جائے گی۔ میری اس وقت صرف یہ گزارش ہے کہ اس وقت 50ہزار کنال کے قریب رقبہ آگ کی لپیٹ میں تھا اور اب 75ہزار کنال سے زیادہ رقبہ آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ وہاں سے 2/3کلومیٹر دور رہائشیوں کے گھر میں خاک گر رہی ہے۔ وہاں کا درجہ حرارت 50ڈگری سے اوپر جا چکا ہے۔ میں آپ کے یہ بھی گوش گزار کرتا چلوں کہ کالاچٹارینج میں آرمی نے بھی رقبہ acquire کیا ہوا ہے۔ وہاں فوجی جوان بھی ہیں اور بہت ساری ضروری چیزیں بھی موجود ہیں۔ میں

اس کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز آپ کے گوش گزار کرتا ہوں کہ رات تقریباً ایک بجے ARY چینل پر ڈسٹرکٹ آفیسر کا بیان تھا کہ یہ آگ پرائیویٹ رکھوں سے آئی ہے۔ یہ سراسر غلط بیانی ہے۔ باقی تمہید تو چلتی رہے گی لیکن آپ سے گزارش ہے کہ فوری طور پر اس آگ کو بجھانے کا کوئی طریق کار اختیار کیا جائے کیونکہ 75 ہزار کنال کا رقبہ پوری کالا چٹا رینج آگ کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔ اس پر فوری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! یہ انتہائی اہم بات ہے۔ اس سے پیشتر بھی اس پر بات ہوئی ہے اور ایک کمیٹی بھی بنائی گئی تھی۔ جس کی شاید ابھی تک رپورٹ نہیں آ سکی اور آگ پھیل رہی ہے۔ یہ بہت اہم معاملہ ہے۔ اس وقت وزیر زراعت اور وزیر جنگلات موجود نہیں ہیں۔ میں ابھی فوری طور پر جاتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ تھوڑی دیر بعد اس معاملے پر کچھ بریفنگ دے سکوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! صرف اتنی سی گزارش ہے کہ کمیٹی یا جو ذمہ دار لوگ ہیں وہ انکوائری کرتے رہیں گے فی الحال آگ بجھانے کا کوئی حل کیا جائے۔ یہ آگ فائر بریگیڈ سے نہیں بجھ سکتی کیونکہ گاڑیاں وہاں تک نہیں پہنچ سکتیں اس کے لئے کوئی ٹیکنیکل طریقہ اختیار کرنا ہوگا، ہیلی کاپٹر ہوں گے یا کوئی کیمیکل ہوگا لیکن کچھ نہ کچھ ضرور کیجئے۔

جناب سپیکر: اسی لئے ہیلی کاپٹر خریدے جا رہے تھے۔ جی، شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! ہیلی کاپٹر کی مد میں جو پیسے رکھے گئے ہیں وہ خرچ دیں۔ میرا بھی سارا رکھ جل گیا ہے اور شاہان ملک کا بھی جل گیا ہے۔ میں یہاں پر یہ گزارش کروں گا کہ سرکاری جنگل کی لکڑی بیچ دی گئی ہے اور اب اس کو چھپانے کے لئے آگ لگا دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہمارے رکھ بھی جل گئے ہیں۔ شاہان ملک اور میری اپنی لکڑی جل گئی ہے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں یہاں یہ گوش گزار کرتا چلوں کہ پچھلے کئی سالوں سے یہ cordon practice بن گئی تھی کہ محکمہ جنگلات کے جو سینئر آفیسر ہیں وہ لوکل ٹمبر مافیا سے مل کر جنگل کی لکڑی کاٹتے ہیں اور پھر گرمیوں کے موسم میں آگ لگا کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرے بھائی محسن لغاری صاحب نے ابھی ایک بات کہی ہے۔ میں پہلے سوچتا رہا کہ اس کا جواب نہ دوں لیکن یہ بھی تاریخ کے ساتھ زیادتی ہوگی کہ اگر میں اس کا جواب نہ دوں۔ محسن لغاری صاحب جن کا مجھے بہت احترام ہے انھوں نے یہ کہا کہ ان کی یہیں کی ایجوکیشن ہے، یہیں انھوں نے ملازمت کی اور پھر انھوں نے کہا کہ مجھے لاہور پسند نہیں ہے مجھے تو ڈی جی خان پسند ہے۔

جناب سپیکر: آپ ایسا نہ کہیں۔ آپ میری بات سنیں۔ انھوں نے ایسی بات نہیں کی۔

شیخ علاؤالدین: میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں جو کہ تاریخی بات ہے۔ لغاری صاحب کے خاندان میں محمد خان لغاری صاحب کا بہت بڑا نام ہے۔ ان کی گلبرگ میں اربوں روپے کی جائیداد ہے جس میں خود فاروق لغاری صاحب بھی رہتے رہے ہیں۔ یہاں لاہور کو گالی دینا فیشن ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ آج ہم لاہور والوں کو یا سنٹر پنجاب کو یہ کہنا چاہئے کہ وہ بھی کہتے ہیں کہ:

بے ننگ و نام ہوں یہ سوچتا اگر
تو لوٹ آتا نہ گھر کو میں

یہ بڑی زیادتی ہے کہ لاہور نے لوٹ لیا اور لاہور نے سارا کچھ کر لیا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ کونسی بات ہے، آپ یہ کیا بات کر رہے ہیں؟ ایسا نہیں ہے۔ لاہور پاکستان اور پنجاب کا دل ہے۔ انھوں نے لاہور کے متعلق ایسی کوئی بات نہیں کی۔ محسن لغاری صاحب کو بھی لاہور سے پیار ہے۔

شیخ علاؤالدین: لاہور نے ان کے ہر گھر کو سنبھالا ہوا ہے۔ ان کی ایک بیوی کو، دو کو، پانچ کو سب کو سنبھالا ہے اور وہ بد قسمت شہر ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ لغاری صاحب تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: میں اپنی صفائی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جہاں تک لاہور کی بات تھی تو آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ میں نے کیا کہہ دیا ہے، کیا آپ نے سن لیا تھا؟

شیخ علاؤالدین: لاہور سے سب کچھ لینا اور پھر لاہور کو condemn کرنا یہ غلط ہے۔ میں اس پر واک آؤٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن شیخ علاؤالدین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر: یہ کیا بات ہوئی؟ شیخ صاحب! واپس آ جائیں۔ آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میرے خیال میں شیخ صاحب ایک بات کو غلط سمجھ گئے ہیں۔ محسن لغاری صاحب نے یہ نہیں کہا بلکہ انھوں نے اپنے ڈیرہ غازی خان کی بات کی ہے کیونکہ وہ وہاں کے رہنے والے ہیں۔ اس کے لئے پنجابی میں کہتے ہیں کہ ''جو مزا اپنے چوبارے نہ بلخ نہ بخارے۔'' لغاری صاحب نے جو بات کی ہے اسے شیخ صاحب ویسے ہی محسوس کر گئے ہیں۔ انھیں ایسی بات محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ میں نے پہلے ہی بات کر دی تھی کہ لاہور پاکستان اور خصوصی طور پر پنجاب کا دل ہے۔ ان کو منا کر لائیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شمس حیدر صاحب!

نوابزادہ سید شمس حیدر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں لغاری صاحب کی تقریر سن رہا تھا۔ انھوں نے جو باتیں کیں وہ بہت مدلل تھیں۔ میرا بھی لاہور سے تعلق رہا ہے، میں یہیں پر پڑھا ہوں اور میری رہائش بھی یہیں ہے لیکن انھوں نے جو لیس سیزر اور بروٹز کا مکالمہ پڑھا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لاہور سے پیار نہیں کرتے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں لاہور سے بھی پیار کرتا ہوں بہت پیار کرتا ہوں لیکن اپنی مٹی سے بھی پیار کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے خیال میں شیخ صاحب نے گاڑیوں کے ٹینڈر لینے ہیں اس لئے جلدی میں نکلے ہیں اور بہانہ اس چیز کا بنایا ہے۔

جناب سپیکر: ظفر اقبال چودھری!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد یار ہراج!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ انجینئر شہزاد الٰہی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا صاحب!

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ اجلاس کے پہلے دن میں نے ایک گزارش کی تھی تو آپ نے کمال مہربانی کرتے ہوئے وزیر خوراک کو کہا تھا کہ ان کی بات سنیں اور ان کا مسئلہ حل کریں۔ مسئلہ یہ ہے کہ تقریباً 100 کے قریب FIRs میرے حلقے میں غریب کسانوں پر درج ہوئی ہیں۔ میں نے اس دن گزارش کی تھی کہ جو FIR غلط ہیں انہیں خارج کیا جائے لیکن ابھی تک اس کا کوئی result نہیں آیا۔ لوگ بیس بیس، تیس تیس ہزار پولیس کو دے کر اپنی FIRs خارج کروا رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ اس معاملے پر ایک کمیٹی بنائیں اور جو گورنمنٹ کی طرف سے غلط FIRs درج ہوئی ہیں انہیں ختم کروایا جائے۔ اس کی commitment بھی ہوئی تھی۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! واقعی اس دن اس کی commitment ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ان سے یہ بات ہوئی تھی کہ آپ کے پاس جو شکایات ہیں مجھے دے دیں تو انہوں نے مہربانی فرماتے ہوئے وہ FIRs میرے حوالے کر دی تھیں جن پر already investigation جاری ہے۔ انشاء اللہ میں Monday کو اس بارے میں وضاحت کر دوں گا۔

جناب سپیکر: جی، اب آپ مطمئن ہیں؟

حافظ محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

ضمنی بجٹ برائے سال09-2008 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: چودھری طاہر محمود ہندلی صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ رانا محمد افضل صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جو ممبران موجود نہیں ہیں اگر وہ آ گئے تو پھر ان کا نمبر بعد میں لیا جائے گا۔ ملک جلال الدین ڈھکو صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب احمد خان بلوچ صاحب!۔۔۔ موجود ہیں۔ بلوچ صاحب! آپ کے پاس دس منٹ ہیں اور ابھی 12 بج کر 10 منٹ ہو چکے ہیں اور بیس منٹ پر آپ کو wind up کرنا پڑے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! چونکہ بجٹ پر مجھے بات کرنے کا ٹائم نہیں ملا تھا اور آج آپ نے موقع دینے کی مہربانی کی ہے جس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ سالانہ بجٹ اور ضمنی بجٹ دونوں پر مجھے بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ضرور بولیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں پولیس کے لئے تقریباً 50۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ چلو آج کل کے حالات کے مطابق میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنا بڑا بجٹ خرچ کرنا کوئی بری بات نہیں ہے۔ ہوم سیکرٹری اور آئی جی صاحب کی demand پر ان کو جو ضرورت تھی مل گئی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں جدید اسلحہ چاہئے، ٹرانسپورٹ چاہئے، ہماری تنخواہیں اور الاؤنسز بڑھائے جائیں تو سب کچھ بڑھا دیا گیا۔ انہوں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے جو کچھ کہا، انہوں نے بجٹ میں رکھ دیا لیکن وزیر اعلیٰ صاحب ان کے لئے ایک ایسی چیز جو بجٹ میں نہیں رکھ سکتے تھے وہ نہ رکھ سکے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ پولیس والوں کو اخلاق بھی خرید کر دے سکتے۔ سب کچھ ہونے کے باوجود اگر ان کا اخلاق کبھی اچھا ہو جائے تو غریب اور شریف لوگوں کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہو گا۔ وزیر اعلیٰ صاحب جو خرید کر دے سکتے تھے وہ بجٹ میں دے دیا، اب آئی جی اور ہوم سیکرٹری کا کام ہے کہ وہ ان کا اخلاق ٹھیک کریں تاکہ وہ غریب اور شریف لوگوں سے ایسا رویہ اختیار کریں کہ شریف آدمی تھانے میں جاتے ہوئے یہ محسوس کرے کہ تھانے میں میری بات بھی سنی جائے گی اور

عزت بھی ہو گی لیکن ہوتا یہ ہے کہ وہاں پر criminal لوگوں کی بات تو سنی جاتی ہے لیکن شریف آدمی جب بھی جاتا ہے وہ بے عزت ہو کر واپس آتا ہے۔ شریف آدمی جب عوامی نمائندے کے پاس آتا ہے تو کہتا ہے کہ ہم نے کیا آپ کو ووٹ اس لئے دیئے تھے کہ شریف آدمی کی پگڑی تھانے میں اچھالی جائے اور وہاں پر کوئی ہماری بات نہ سنے؟ میں معذرت سے یہ کہتا ہوں کہ اس وقت عوامی نمائندے کو بھی اتنا بے بس کر دیا گیا ہے کہ اس کے پاس اس کا علاج نہیں ہوتا کہ جس SHO نے اس شریف آدمی کی بے عزتی کی ہے اس کے خلاف کارروائی کرا سکے۔ پولیس والوں کو سب کچھ دینے کے بعد اگر ان کا رویہ اور اخلاق ٹھیک نہیں ہو رہا تو میں یہ کہوں گا کہ جمہوری دور اور جمہوری حکومت میں جب تک آپ ایم پی اے کو بااختیار نہیں کریں گے تب تک غریب کو انصاف نہیں مل سکتا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر شیخ علاؤالدین واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بہت شکریہ۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! جب کسی افسر کو یہ پتا ہو گا کہ اگر یہ آدمی متعلقہ ایم پی اے کے پاس گیا تو وہ میرے خلاف کارروائی کر سکتا ہے تو اس وقت وہ افسر خوفزدہ بھی ہو گا اور غریب، شریف آدمی کی عزت بھی کرے گا۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ ایم پی اے جو دو لاکھ آبادی کا نمائندہ ہے وہ اتنا بے اختیار ہے کہ اسے ایک کرپٹ پٹواری کا تبادلہ کروانے کے لئے لاہور آنا پڑتا ہے۔ ایک چپڑاسی کا تبادلہ کروانا ہو تو اس کے لئے بھی لاہور آنا پڑتا ہے۔ جب تک آپ ایم پی اے کو اس کے اپنے حلقے میں بااختیار نہیں بنائیں گے تب تک شریف اور غریب آدمی کی کوئی عزت نہیں ہو گی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہمارے کہنے پر لاہور کی بیوروکریسی کو تبدیل کر دیں لیکن اتنا ضرور اختیار ہونا چاہئے کہ اگر پٹواری، نائب تحصیلدار یا کوئی چھوٹا موٹا افسر کرپٹ ہو تو کم از کم اس کو ٹرانسفر کروانے کے اختیارات ضرور ہونے چاہئیں۔ اگر نمائندہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تو یہ معاشرہ کبھی ٹھیک نہیں ہو گا۔ آپ ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ جیسے لاہور میں کھلی کچہریاں لگ رہی ہیں اور چیف سیکرٹری صاحب کھلی کچہریاں لگا رہے ہیں۔ بیوروکریسی کی کھلی کچہریاں اس وقت لگتی ہیں جب جمہوری دور اور جمہوری حکومت نہ ہو۔ بیوروکریسی مارشل لاء میں خوش ہوتی ہے۔ اس ڈیموکریسی دور میں بھی چیف سیکرٹری پورے پنجاب کے عوام کی کچہری لگائیں تو اس چیف سیکرٹری صاحب کو کیا پتا کہ یہ آدمی جو سامنے کھڑا ہے یہ شریف ہے یا criminal ہے۔ میں یہ

گزارش کرتا ہوں کہ یہ کچہریاں ضلعی سطح پر عوامی نمائندوں کی موجودگی میں ہونی چاہئیں۔ کھلی کچہریاں وہاں کا ڈی پی او، ڈی سی او، آئی جی یا کمشنر اپنے اپنے ہیڈکوارٹر پر لگائے اور عوامی نمائندہ وہاں پر بیٹھا ہو جو بتا سکے کہ سامنے والا آدمی کون ہے، اچھا ہے برا ہے، ظالم ہے یا مظلوم ہے؟ ظالم آدمی تو یہاں پر آکر الٹے آرڈر کروا کر چلے جاتے ہیں اور شریف آدمی کو پریشان کرتے ہیں۔ ہماری بدنصیبی ہے کہ مارشل لاء بھی ختم ہو گیا اور ہمارے عوامی نمائندوں نے جرنیلوں کو بھی بھگا دیا لیکن بیوروکریسی ڈیموکریسی کو بھی نہیں چلنے دیتی۔ جب سے پاکستان بنا ہے اس وقت سے اگر حکومت چل رہی ہے تو وہ بیوروکریسی کی چل رہی ہے۔ میں معذرت سے کہوں گا کہ جب سے پاکستان بنا ہے آج تک بیوروکریسی کی حکومت کو کسی نے کنٹرول نہیں کیا، جو کچھ وہ چاہتے ہیں وہ کرتے ہیں۔ دو لاکھ آبادی نے جس عوامی نمائندے کو منتخب کر کے بھیجا ہے نہایت افسوس ہے کہ بیوروکریسی اس عوامی نمائندے کے متعلق سوچتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ عوامی نمائندے کرپٹ، عیاش اور بدمعاش ہیں اور ہمارے افسران نہایت دیانتدار ہیں۔ افسوس کہ آج عوامی نمائندے جن کو عوام نے منتخب کر کے ان Houses میں بھیجا ہے آج ان کے لئے بیوروکریسی کے یہ خیالات ہیں۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ ہم نے جو بجٹ پاس کیا ہے۔ اگر اسے بیوروکریسی صحیح ایمانداری سے خرچ کرا دے، میں کہتا ہوں کہ 50 فیصد کھا جائے اور 50 فیصد بھی خرچ کرا دے تو ہمارا ملک ترقی پذیر نہیں بلکہ ترقی یافتہ کی طرح سامنے کھڑا ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا آپ 50 فیصد کی اجازت دیں گے؟

جناب احمد خان بلوچ: جی، ہم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے۔ اس طرح بحث کی میں اجازت نہیں دوں گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یہ تو تین حصے کھا جاتے ہیں۔ ہر شے ختم ہو جاتی ہے اور آخر کچھ فیصد مقامی علاقے کو پہنچتا ہے۔ ہماری گزارش ہے کہ خدارا! یہ عوامی دور ہے اور ہمیں عوامی نمائندوں کو اختیارات دینے چاہئیں۔ ہمارے وزیراعلیٰ صاحب جو کہ اتنے باہمت، بہادر، عوامی اور لوگوں کے مسائل حل کرنے والا ذہن رکھنے والے ہیں، میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ ایک سال آپ نے بیوروکریسی کو بااختیار بنا کر اور عوامی نمائندوں کے ہاتھ باندھ کر بھی دیکھ لیا ہے kindly ایک سال عوامی نمائندوں کو دے دیں اور ان سے کہیں کہ یہ انتظام چلائیں پھر دیکھیں کہ عوام کو انصاف ملتا ہے یا نہیں۔ جب تک

آپ عوامی نمائندوں کو اختیارات نہیں دیں گے اس وقت تک غریب عوام کو انصاف نہیں ملے گا۔ حالت تو یہ ہے کہ ایجوکیٹر کی بھرتی ہوئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے کہ 10 نمبر اضافی دے کر مقامی استانی کو وہاں لگائیں۔ اب اس پالیسی کا مقصد ہی فوت کر دیا گیا ہے۔ اگر اس مقامی استانی کو نہیں لگانا تھا تو دس نمبر دینے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ مقامی village کی استانی اگر موجود ہے اور اس نے بی اے، بی ایڈ کیا ہوا ہے اس کو فوری طور پر وہاں لگائیں لیکن افسوس ہے کہ بیوروکریسی نے اس پالیسی کا ستیاناس کر دیا ہے۔ وہی اپنا مقصد پورا کیا ہے کہ تحصیل سے دور دراز کے علاقوں میں لڑکیوں کو بھیج دیا ہے جبکہ سکول بند رہیں گے، کبھی نہیں کھل سکتے۔ میاں صاحبان کی ہمیشہ یہ سوچ، ہمیں یاد ہے کہ 88-1987 میں میاں نواز شریف ایسے سکول کھلوانے کے لئے اس حد تک چلے گئے تھے اور اس وقت میٹرک معیار تھا، انہوں نے فرمایا تھا کہ جہاں دور دراز علاقوں میں میٹرک پڑھی ہوئی بچیاں نہیں ملتیں وہاں اگر مڈل بھی مل جائے تو اس بچی کو لگا دیا جائے تاکہ مقامی سکول کھل سکیں۔ آج بی اے والی لڑکی موجود ہے، بی ایڈ والی موجود ہے اور افسوس ہے کہ وہ بچیاں مقامی village کی بیٹھی ہیں ان کو تعینات نہیں کیا گیا۔ کیا بی اے اور بی ایڈ والی پرائمری سکولوں میں نہیں پڑھا سکتیں لیکن بیوروکریسی نے پھر وہی دور دراز کی لگائی ہیں اس لئے کہ وہ گھر بیٹھی رہیں گی، مقامی سکولوں میں نہیں آئیں گی۔ 30/25 کلومیٹر پر کوئی آدمی بھی اپنی جوان بچی کو خواہ وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو دور دراز نہیں بھیجتا۔ محکمے والے ان سے 50 فیصد تنخواہیں لیتے ہیں اور ان کو تنخواہیں دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! جو یہ بات کر رہے ہیں اس کو آپ بھی نوٹ فرمائیں۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب والا! دور دراز اس لئے بھیج دیتے ہیں کیونکہ محکمہ والے ان کی تنخواہوں میں سے حصہ دار ہوتے ہیں۔ وہ مہینے میں ایک دن آتی ہے، رجسٹر پر حاضری لگا کر وہ بچی چلی جاتی ہے اور وہ سکول بند کے بند رہتے ہیں۔ خدارا! ابھی بھی وقت ہے، ابھی بھی آرڈرز نہیں ہوئے۔ ایک واضح آرڈر کروائیں کہ جہاں مقامی سکول کی مقامی village کی بی اے پڑھی ہوئی، بی ایڈ پڑھی ہوئی بچی موجود ہے اسے ہر حالت میں لگایا جائے اس کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ میں واضح کہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی یہی پالیسی ہے، یہی وہ چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ بیوروکریسی اس پر عمل نہیں کرنے دیتی۔

جناب سپیکر: آپ wind up کریں، وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میں نے تو بہت کچھ کہنا تھا مگر مرضی آپ کی ہے۔ میں یہ کہہ رہا تھا ظلم کی بات یہ ہے کہ جہاں اتنی زیادتیاں ہو رہی ہیں وہاں پر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور بے بس ہیں۔ میں wind up کر دیتا ہوں آپ کو دوبارہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن میں آپ سے دوبارہ یہی گزارش کروں گا کہ اگر آپ مقامی بچی کو مقامی سکول میں لگوا دیں تو بے روزگاری بھی ختم ہو گی اور جو سکول وڈیروں کے ڈیرے بنے ہوئے ہیں، مال مویشیوں کے بھانے بنے ہوئے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ پہلی ترجیحات دیں کہ جہاں مقامی بچی موجود ہے تو اس کو آرڈر دیں، اگر مقامی نہیں ہے تو پھر یونین کونسل سے لے آئیں اور اگر یونین کونسل میں بھی نہیں ہے تو پھر تحصیل level پر لے جائیں۔ یہ اس ہاؤس کا بہت بڑا کارنامہ ہو گا اگر ہم اس طرح بند سکولوں کو کھلوا دیں۔ آخر میں میری یہی دعا ہے کہ بیوروکریسی کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے کہ جو ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے ترقیاتی کاموں کے لئے اتنا بڑا بجٹ رکھا ہے اللہ کرے وہ صحیح خرچ ہو جائے اور ہمارا ملک ترقی پذیر نہیں ترقی یافتہ ملکوں میں شامل ہو۔ شکریہ

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! میرے خیال میں ان کا جو ایک point تھا وہ بڑا valid تھا آپ اس کو clear کر دیں تو سب کے لئے بہتر ہو گا۔ میرے خیال میں ان کی بات کافی حد تک جائز ہے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ معزز ممبر نے جو بات کی ہے اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اس وقت جو ایجوکیٹرز کی بھرتی ہو رہی ہے وہ انتہائی میرٹ پر ہو رہی ہے اور اس کے لئے criteria مقرر کیا گیا ہے۔ جو معزز بھائی بتا رہے ہیں اگر ان کو کسی قسم کی شکایت ہے تو بالکل مجھے بتائیں۔ وہاں پر جو لوکل یونین کونسل ہے اور اگر وہ ہمارے بی اے کے criteria پر آتے ہیں۔ بالکل علاقہ کے الگ نمبر ہیں، لوکل یونین کونسل کے نمبر ہیں، تحصیل کے ہیں، ضلع کے ہیں اس طرح یہ recruitment ہو رہی ہے۔ دوسرا میں ان سے یہ بات کہنا چاہوں گا کہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، کتنی اہم بات ہو رہی ہے اور کتنا اچھا point ہے جو انہوں نے raise کیا ہے اس کی وضاحت کر رہے ہیں۔ آپ سنیں۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ہم نے دو اضلاع جو کہ ہمارے انتہائی پسماندہ اضلاع تھے وہاں پر ہماری جو ایجوکیٹرز کی بھرتی کی پالیسی ہے اس کو down grade کیا ہے ایک تو چولستان ہے جہاں پر ہمیں پرائمری سکولوں کے لئے ایف اے بھی نہیں ملتے تو ہم میٹرک کے level پر بھی جانے کے لئے تیار ہیں تاکہ چولستان جیسے علاقے میں ہمیں لوکل لوگ مل جائیں اسی طرح سیالکوٹ کا کچھ علاقہ جو بارڈر کے ساتھ ہے وہاں پر بھی ہمیں بی اے پاس لوکل لوگ دستیاب نہیں ہو رہے تھے اس علاقے میں بھی ہم نے اپنی بھرتی کی پالیسی کو relax کیا ہے تاکہ وہاں سے لوکل ٹیچرز سکولوں کے لئے دستیاب ہوں۔ مزید میں عرض کروں گا کہ بلوچ صاحب جو بتا رہے ہیں کہ اگر ان کو اپنے علاقے کے حوالے سے کوئی شکایت ہو تو ہمیں ضرور بتائیں ہم اس کو چیک کر لیں گے۔

جناب سپیکر! آپ کے حکم پر میں بڑی مشکل سے شیخ علاؤالدین صاحب کو منا کر ہاؤس میں لایا تھا۔ میری اپوزیشن اراکین اور حکومتی بنچوں سے بھی گزارش ہے کہ اس طرح کی کوئی بات یہاں پر نہ کی جائے جس سے معزز ممبران کی دل آزاری ہو کیونکہ شیخ علاؤالدین صاحب کے علاوہ لاہور کے کچھ باقی ممبران بھی تھے جو باہر جا کر بیٹھ گئے تھے اور وہ خصوصی طور پر آپ کی request پر تشریف لے کر آئے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کروں گا کہ tribal areas میں بھی ایجوکیٹرز کی بھرتی کے حوالے سے معیار میں وہی relaxation دی جائے جو چولستان میں ہے۔ ان کی بڑی مہربانی ہو گی۔ دوسرا جہاں تک میری بات سے ناراضگی کا معاملہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں نے یہ کہا ہے کہ:

It's not better I love Lahore less. I love Lahore

میں نے یہ نہیں کہا کہ

I don't love Lahore

اس درس سے بہتر ہے نہ دلی نہ بخارا، اگر میں اپنے علاقے کو prefer کرتا ہوں تو اس میں کسی کی دل آزاری مقصد ہے اور نہ ہی کسی کو ناراضگی کا اظہار کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، محمد طارق امین ہوتیانہ!

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

MR. SPEAKER: No point of order please.

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ بھرتیاں قابل تحسین ہیں لیکن ان میں صرف ایک category کو محروم رکھا گیا ہے اور وہ category فزیکل ایجوکیشن کی ہے۔ 1995 سے لے کر 2008 تک کوئی اشتہار آیا اور نہ کوئی بھرتی ہوئی گھر بیٹھے بیٹھے نوجوان overage ہو گئے۔ باقی ایجوکیٹروں کی جتنی بھی بھرتیاں ہیں ان کے اشتہار بھی آتے رہے، بھرتیاں بھی ہوتی رہیں لیکن فزیکل ایجوکیشن کے ساتھ ناانصافی ہے، ان کا استحصال کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے۔

ملک اعتبار خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک اعتبار خان: جناب سپیکر! میرے بھائی نے جو ایجوکیشن کے متعلقہ پوائنٹ raise کیا ہے اس سلسلے میں، میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس وقت جو ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے وہ مکمل طور پر جے سی اوز، این سی اوز کے رحم و کرم پر ہے۔ دیہاتوں میں جو پرائمری سکول ہیں، جو مڈل سکول ہیں اور جو ہائی سکول ہیں ان پر جے سی اوز اور این سی اوز مانیٹرنگ کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحبان اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو گئے ہیں۔ ان کا کوئی کردار ہے اور نہ کوئی کمانڈ اور کنٹرول ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس معاملے کو بھی دیکھا جائے۔

جناب سپیکر: انہوں نے نوٹ کر لیا ہے۔

ملک محمد ظہور انور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب نے بلوچ صاحب کی بات ہی نہیں سمجھی۔ دیہاتی علاقوں میں جو مسئلہ ہے وہاں پر کیمونیکیشن کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ دوسرے گاؤں میں ٹیچروں کا آنا تقریباً ناممکن ہو جاتا ہے۔ انہوں نے یونین کونسل میں جو میرٹ کی بات کی ہے وہ یونین کونسل کے اندر تو ہے لیکن یونین کونسل کی کسی لڑکی نے اگر دس نمبر لئے ہیں تو بھی وہ اسی یونین کونسل میں نہیں آسکتی۔ ہمیں یہ پتا ہے کیونکہ ہم رورل ایریا سے ہیں۔ وزیر موصوف کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ رورل چیز کیا ہے؟ یہاں پر لوگ بیٹھے ہیں اور باتیں کر رہے ہیں۔ انہیں پتا ہی نہیں ہے کہ دیہاتی علاقوں میں تعلیم کے کتنے زیادہ مسائل ہیں۔ ہمیں پتا ہے کہ شہر کی لڑکی rural area میں نہیں آتی اور وہ ایم پی اے پر پریشر ڈالتے ہیں اور پھر بعد میں وہ اپنی جگہ پر ہی چلی جاتی ہے اور تنخواہ اسی rural area سے لیتی ہے اور رہتی اپنے شہر میں ہے۔ انہیں کیا پتا کہ حالات کیا ہیں؟ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے یونین کونسل کی سطح پر 10 نمبر دیئے ہیں۔ مقامی لوگوں کو پتا ہے کہ وہاں حالات کیا ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اب ہم بجٹ پر بات کریں آپ باقی بات بعد میں کر لینا۔ جی، محمد طارق امین ہوتیانہ صاحب!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ہم ان لوگوں میں شامل ہیں کہ جنہیں بجٹ پر بحث کے لئے ٹائم نہیں مل سکا تھا چونکہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ جو معزز ممبران تجاویز دیں گے وہ متعلقہ محکموں کو بھجوادی جائیں گی اور ان میں سے جو قابل عمل ہوں گی ان پر عمل درآمد ہو گا۔ اسی امید پر ہم یہ تجاویز پیش کر رہے ہیں۔ سردست تو بلوچ صاحب نے جو point out کیا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ یہ بات بالکل درست ہے۔ میرے حلقہ پی پی۔278 میں بعض ایسے دیہات ہیں کہ جو دریا کی دوسری طرف ہیں اور وہاں سکول بھی موجود ہیں مگر وہاں پر اس یونین کونسل کی خواتین کے لئے بھی جا کر پڑھانا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے۔ وزیر تعلیم صاحب نے جن علاقوں کے لئے اس شرط سے مستثنیٰ قرار دیا ہے تو میری درخواست ہے کہ اس میں میرے حلقے کے بعض تین چار مواضعات ایسے ہیں جو دریا کے اس پار ہیں اور وہاں پر عملاً جب دریا میں پانی ہوتا ہے تو ادھر سے خاتون تو دور کی بات ہے کوئی آدمی بھی دریا پار کر کے سکول نہیں جا سکتا۔ مقامی خواتین کو ترجیح دی جائے اور اس میں میرے حلقے کو بھی شامل کر لیا جائے۔

اب میں اپنی بجٹ تجاویز پر آتا ہوں۔پولیس کے لئے 43۔ارب روپے رکھنے کا اقدام قابل تحسین ہے کیونکہ اس وقت ملکی حالات اس چیز کے متقاضی ہیں کہ ہم اپنی فورسز کو پوری سہولتیں دیں، انہیں latest equipment دیں تاکہ وہ حالات کے مطابق ملک دشمن عناصر پر کنٹرول کر سکیں لیکن جہاں اتنی generosity show کر رہے ہیں، ان کے لئے اتنا فنڈ تفویض کر رہے ہیں تو اس کے لئے ان کی accountability بھی ہونی چاہیئے۔ ہم انہیں جتنا فنڈ دے رہے ہیں اگر اسی حساب سے accountability ہو گی تو اس فنڈ دینے کا مقصد تبھی پورا ہو سکے گا۔

تعلیم کے سلسلے میں میری گزارشات یہ ہیں کہ ایک تو دانش سکول سسٹم کے لئے 3۔ارب روپے رکھا گیا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں ہے یہ بڑا اچھا سسٹم ہے لیکن ہم لوگ پہلے ہی اکثر دو طرز تعلیم پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہاں پر ایچی سن کالج بھی اور ٹاٹ سکول بھی ہے۔ ہم بجائے ایک اور نیا سسٹم بنادیں تو کیوں نہ یہ 3۔ارب روپیہ حکومتی سیکٹر میں پہلے سے چلنے والے سکولوں پر خرچ کر دیا جائے تو ان سارے سکولوں کا معیار بہتر ہو سکتا ہے اور وہ لاکھوں بچے جو ان سکولوں میں پڑھ رہے ہیں وہ اس پیسے اور فنڈ سے مستفید ہو سکیں گے۔

دوسری میری درخواست یہ ہے کہ ہمارے بڑے شہروں میں موجود سکولوں کی عمارتوں کو اگر استعمال کیا جائے اور وہاں پر دوہری شفٹ شروع کر دی جائے تو اس سے دو مسئلے حل ہو جائیں گے کہ ایک تو نئی بلڈنگ کے لئے پیسے نہیں رکھنے پڑیں گے اور دوسرا یہ کہ فوری طور پر بے روزگار جوانوں کو روزگار بھی مل جائے گا اور بچے اور ان کے والدین کو جس اذیت سے گزرنا پڑتا ہے کہ انہیں سرکاری سکولوں میں داخلہ نہیں ملتا اور وہ مجبوراً پرائیویٹ سکولز سسٹم جو purely اپنے منافع کے لئے چلا رہے ہیں، ان کی چیرہ دستیوں سے غریب والدین بچ سکیں گے۔اس سے دو فائدے ہوں گے کہ اس سے بچوں کے والدین کو بھی فائدہ ہو گا اور بے روزگار نوجوانوں کو بھی روزگار مل سکے گا۔

جناب سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب باہر چلے گئے ہیں؟

معزز ممبران: جی، ہاں وہ باہر چلے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: ایجوکیشن منسٹر صاحب کو ایوان میں بلایا جائے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! ان کے آنے تک میرا ٹائم ضائع ہو گا۔

جناب سپیکر: ہوتیانہ صاحب! میں آپ کو اتنا زیادہ ٹائم دوں گا۔ منسٹر صاحب ایوان میں تشریف لئے آئے ہیں۔ ہوتیانہ صاحب! اپنی بات دہرائیں اور منسٹر صاحب! یہ باتیں نوٹ فرمائیں، ابھی ان کا جواب نہیں دینا بلکہ صرف نوٹ کرتے جائیں۔ جی، ہوتیانہ صاحب!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میں نے وزیر تعلیم صاحب کی توجہ کے لئے ایک گزارش کی تھی کہ جن دور افتادہ علاقوں کے لئے ایجوکیٹر کی بھرتی پالیسی ہے تو اس میں میرے حلقہ پی پی-278 کو بھی شامل کر لیا جائے کیونکہ وہاں پر تین چار ایسے مواضعات ہیں جو دریا کے اس پار ہیں اور دریا کے اس پار خواتین کا جانا عملاً مشکل ہوتا ہے۔ آپ نے چونکہ criteria میں تھوڑی سی نرمی کی ہے تو مہربانی فرما کر میرے ان مواضعات کو بھی شامل کر دیا جائے۔ میں ان مواضعات کے نام آپ کو لکھوا دوں گا۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آپ منسٹر صاحب سے علیحدگی میں مل لیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: میری دوسری درخواست یہ ہے کہ 3-ارب روپے دانش سکول سسٹم کے لئے رکھے گئے ہیں اگر وہ موجودہ سکولوں پر خرچ کیا جائے اور main چیز جس کے لئے میرا خیال ہے کہ سپیکر صاحب نے آپ کو زحمت دی ہے کہ ہمارے موجودہ حکومتی سکولوں میں اگر قابل عمل بات ہو تو وہاں پر دوہری شفٹ شروع کر دیں تو اس سے یہ فائدہ ہو گا کہ موجودہ بلڈنگ استعمال ہو جائیں گی اور اس کے لئے حکومت کو اضافی فنڈز نہیں دینے پڑیں گے۔ اس کے علاوہ جو بچے گورنمنٹ کے سکولوں میں داخلے سے محروم رہ جاتے ہیں اور ان کے والدین مجبوراً پرائیویٹ سکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کرواتے ہیں تو وہ والدین بھی پرائیویٹ سکولوں کی چیرہ دستیوں سے بچ جائیں گے اور بچوں کو بھی وہاں پر علم مل سکے گا اور دوسرا بے روزگار لوگوں کو روزگار کا اچھا موقع مل سکے گا۔ بعض ایسے بھی بچے ہیں کہ جو دن کے اوقات میں مختلف دفاتر میں کام کرتے ہیں اور وہ پڑھنا چاہتے ہیں لیکن اپنے معاشی حالات کی وجہ سے وہ بیچارے تعلیم سے محروم ہیں تو شام کی شفٹ سے وہ بچے بھی مستفید ہو پائیں گے۔

جناب سپیکر! صحت کے لئے 12-ارب روپے رکھنا بڑا اچھا قدم ہے لیکن جس طرح شیخ صاحب ناراض ہو کر گئے ہیں تو لاہور سے ہم سب لوگ پیار کرتے ہیں اور لاہور ہمارا شہر ہے کیونکہ زیادہ

تر لوگ لاہور سے ہی تعلیم حاصل کر کے گئے ہیں۔ خواہ وہ ڈیرہ غازی خان گئے ہیں، خواہ وہ بہاولنگر گئے ہیں، خواہ وہ کسی اور جگہ پر گئے ہیں لیکن آپ دیکھیں کہ لاہور میں اتنا rush کیوں ہے؟ اگر آپ لاہور میں کسی بھی جگہ سے اسمبلی میں آنا چاہیں تو آپ کو ایک ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا۔۔۔

جناب سپیکر: جی، سب کو ہی لاہور پسند ہے ناں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! اس کی وجہ تو دیکھیں کہ جب آپ تمام سہولتیں لاہور میں جمع کر دیں گے تو لوگ مجبوراً لاہور کا رخ کریں گے۔ اگر لاہور کا رخ کریں گے تو یہاں پر ٹریفک کے مسائل بھی آئیں گے۔ چاہے، آپ underpasses بنائیں چاہے overheads بنائیں جب تک آپ چھوٹے علاقوں میں یہ سہولتیں مہیا نہیں کریں گے لاہور کے rush میں کمی ممکن نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس کے لئے میری درخواست ہے کہ ہمارے ضلع بہاولنگر میں DHQ ہسپتال ہے اور وہاں پر کارڈیالوجی کا کوئی سنٹر نہیں ہے، وہاں پر ماہر امراض دل، ویسے تو ماہرین امراض دل تو بہت سارے موجود ہیں لیکن ماہر امراض دل ڈاکٹر وہاں پر موجود نہیں ہے تو جناب سے یہ درخواست ہے کہ اگر یہ قابل عمل ہو تو کم از کم ہر ضلعی ہیڈ کوارٹر پر ایک heart specialist کو ہونا چاہئے اور ایک کارڈیالوجی سنٹر ہونا چاہئے۔ اگر ہر یونین کونسل کی سطح پر ایک BHU بن جائے تو اس سے دو فائدے ہوں گے کہ ایک تو لوگوں کو وہاں صحت کی سہولیات مل جائیں گی اور دوسرے عطائی ڈاکٹر اور حکیم جو لوگوں کی زندگیوں سے کھیل رہے ہیں ان کی چیرہ دستیوں سے ہم عوام کو بچا سکیں گے۔

نکاسی آب کے لئے ساڑھے آٹھ ارب روپے رکھے گئے ہیں تو اس کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے نکاسی آب کے سسٹم میں سب سے بڑا مسئلہ پولیتھین بیگ کا ہے تو ہم اس پر پابندی کیوں نہیں لگاتے؟ اگر پولیتھین بیگ پر پابندی لگ جائے تو میرا خیال ہے کہ ہمارے نکاسی آب کے اکثر منصوبے اس لئے choke up ہو جاتے ہیں کہ پولیتھین بیگ جہاں بھی جاتے ہیں وہ ویسے ہی رہتے ہیں نہ وہ زمین کے اندر ختم ہوتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ایک انڈسٹری ہے تو اسے ban تو نہیں کیا جا سکتا۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! پولیتھین بیگ بنانے والی فیکٹریوں کو بند کر دیا جائے تو وہ استعمال نہیں ہوں گے۔ مجھے یاد ہے کہ پہلے پشاور میں لوگوں نے ban کیا ہوا تھا اور پشاور میں پولیتھین بیگ استعمال نہیں ہوتا۔ یہاں پر آپ گوشت لیں، دودھ لینے جائیں یہاں تک کہ ہر چیز ہم پولیتھین میں لینے جاتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ basic rights کے خلاف ہے؟

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! basic rights کے خلاف نہیں ہے۔ کیا ان کے rights نہیں ہیں جو اس پولیتھین کی وجہ سے suffer کر رہے ہیں؟ ہماری واٹر سپلائی سکیم، آپ یقین کیجئے کہ جب ان کے ٹھیکے ہوتے ہیں تو 28 فیصد تک actual rate سے کم پر ٹھیکے ہوتے ہیں۔ جو 28 فیصد کم rate پر ٹھیکہ لیتا ہے تو وہ اس میں سے بھی منافع کماتا ہے۔ اس کی تحقیق ہونی چاہئے کہ اتنی زیادہ فراوانی پاکستان جیسا ملک afford نہیں کر سکتا۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں یا تو وہ کام substandard ہوتا ہے یا یہ اتنی overestimation کر دیتے ہیں کہ 28 فیصد کم پر بھی ان کو منافع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور سسٹم رائج ہے وہ ہے پرچی سسٹم۔ پرچی سسٹم میں یہ ہوتا ہے کہ ٹھیکیدار فون کر لیتے ہیں اور جس ٹھیکیدار کا نام آتا ہے وہ ٹھیکہ آگے دیتا ہے۔ خدا کے لئے اس غریب ملک کی عوام پر رحم کیا جائے اور لوگوں کے خون پسینے کی کمائی کو اس طرح ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح ہماری افواج ملک دشمن عناصر کے خلاف آپریشن راہ راست کر رہی ہے ان کے خلاف جو دہشت گرد ہیں اور انسانوں کی جانوں سے کھیل رہے ہیں۔ اسی طرح میں یہ چاہتا ہوں کہ پنجاب میں بھی ایک آپریشن راہ راست ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف ہونا چاہئے۔ آپ حیران ہوں گے کہ بہاولنگر میں پچھلے دنوں ہمارے ڈی سی او نے ایک ایسی فیکٹری پر چھاپہ مارا جو ہزاروں لٹر daily دودھ بنا رہی تھی اور اس کے اجزاء ترکیبی میں دودھ کے علاوہ ہر چیز موجود تھی۔ ان فیکٹریوں کو کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ بھی انسانی جانوں سے کھیل رہے ہیں اور ان کو بھی اسی level پر کنٹرول کرنا چاہئے جس طرح ہم دہشت گردوں کو کنٹرول کر رہے ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ ملاوٹ کرنے والے ہمارے معاشرے میں باعزت بنے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ہمارے انتہائی قابل احترام وزیر قانون اگر

اس میں نئی قانون سازی کرنا چاہتے ہیں تو کریں یا جو قوانین موجود ہیں ان پر عملدرآمد ہونا چاہئے۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر ہر سال شجرکاری کی مہم ہوتی ہے۔ شجرکاری مہم میں جو اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں اگر وہ جمع کئے جائیں تو پچھلے دس سالوں میں جتنی شجرکاری محکمہ نے کی ہے میرا خیال ہے کہ پنجاب اور پاکستان میں کسی کو تل دھرنے کی جگہ نہیں ہونی چاہئے اور ہر جگہ درخت ہی درخت ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: لیکن درخت ہر سال کٹتے بھی ہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: یہ دیکھیں کہ اس پر عمل نہیں ہوتا۔ وہ پیسے اگر آپ زمینداروں کو دے دیں اور کوئی ایسا قانون بن جائے کہ زمینداروں سے agreement ہو جائے کہ وہ 2 سے 3 ایکڑ رقبہ جنگل کے لئے رکھیں اور اس پر دس سال کے لئے ban ہو کہ وہ درخت نہ کاٹ سکیں۔ اس انداز سے ہماری شجرکاری کی مہم بھی کامیاب ہو سکتی ہے اور عوام کا پیسا بھی ضائع نہیں جائے گا۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ farmer community کو as a community کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ اگر پوری تحصیل میں دو یا تین لوگوں کو دو لاکھ روپے کے سستے ٹریکٹر مل جاتے ہیں تو اس سے انفرادی فائدہ تو ضرور ہو رہا ہے لیکن farmer community کو کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ اس کے برعکس یہی پیسا اور اس کے ساتھ کچھ اور پیسا ملا کر گورنمنٹ پوٹاشیم کھاد پر سبسڈی دے۔ جس طرح دو روپے روٹی سکیم چل رہی ہے، حکومت پنجاب کا طرہ امتیاز بنا ہوا ہے اور لوگوں کو فائدہ ہو رہا ہے اسی طرح پوٹاشیم کھاد پر سبسڈی دینے سے بہت فائدہ ہوگا اور یہ ہمارے زمینداروں کے لئے قابل عمل ہوگا۔ میں آخر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہاں پر وزیر خزانہ بیٹھے ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں اور باقی وزراء بھی ہیں جو میں نے گزارشات آپ کے سامنے رکھی ہیں اگر ان میں سے کوئی قابل عمل ہوں تو ان پر ضرور غور کریں۔ شکریہ

محترمہ شمائلہ رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر! باہر پنجاب یونیورسٹی کے clerical staff نے احتجاج کیا ہے تو میں چاہوں گی کہ آپ کچھ معزز ممبران کو باہر بھیجیں کہ وہ کیوں احتجاج کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر تعلیم کہاں ہیں؟ وہ ہیں نہیں، جب وہ آئیں گے تو میں ان کو کہتا ہوں۔

ڈاکٹر اسد اشرف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! لغاری صاحب ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ابھی لاہور کے بارے میں کہا کہ لاہور ہی ہر چیز ہے۔ ہماری حکومت equalization of service پر ایکشن کر رہی ہے اور مجھے منڈیلا کی بات یاد آ رہی ہے کہ:

> Action without vision is just passing time and vision without action is day dreaming and vision with action can change the world.

ابھی یہاں آپ نے جولیئس سیزر کی بات کی، پہلے سینٹیز کی بات کی گئی، Brutus کی بات کی اور پتا نہیں اس قسم کی کتنی باتیں کی ہیں۔ لغاری صاحب ہمارے بھائی ہیں، یہ پچھلی دفعہ بھی ہمارے ساتھ تھے، یہ بڑے ناراض رہتے تھے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کو Brutus کا کردار اچھا لگا ہے؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں Brutus نہیں، میں Caesar کے کردار پر بات کرنا چاہتا ہوں جو لغاری صاحب نے اپنے آپ کو کہا کہ میں Caesar۔

جناب سپیکر: چلیں، بس بات کو ختم کریں، مہربانی۔ اگلے مکرر ہیں کرنل (ر) نوید اقبال ساجد!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! Caesar جب پیدا ہو رہا تھا تو اس وقت بھی اس نے اپنی ماں کو بڑا تنگ کیا تھا۔ یہ آپ نے سنا ہو گا ڈاکٹر حضرات اکثر کہتے ہیں کہ caesarian section ہوا ہے، یہ اسی کے نام پر ہے۔ اس وقت بادشاہ کو چوائس دی گئی تھی کہ ملکہ کو بچا لیں یا Caesar کو بچا لیں۔ وہاں پر جو سرجن اور ماہرین تھے انہوں نے اس بچے کے لئے آپریشن کیا اور وہ سٹیمپ لگائی تھی جو آج

C-section کے نام سے ہے اور وہ ماں کو بچانے کے لئے کی تھی اس لئے اگر انہیں Caesar کا پتا ہوتا اور اس کی history پڑھی ہوتی تو اپنے آپ کو کبھی Caesar نہ کہتے۔

جناب سپیکر: ایسی باتیں آپس میں باہر بیٹھ کر کیا کریں۔

ملک جلال الدین ڈھکو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: جناب سپیکر! میں باہر کھڑا تھا ابھی میرا نام پکارا گیا تھا جب میں اندر آیا تو احمد خان صاحب تقریر کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں، میں نے کہہ دیا تھا کہ اب جو صاحب آئیں گے ان کا نام اب بعد میں آئے گا۔ اب آپ کا نام آخر میں لکھا جائے گا۔ آپ انتظار کریں۔ اگلے مکرر ہیں کرنل (ر) نوید اقبال ساجد!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ رائے شاہجہاں صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جی، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا پی پی نمبر کیا ہے؟

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میرا پی پی۔ 54 ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ کا نام نہیں ہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: اچھی بات ہے کہ نہیں ہے۔ جناب! پچھلی بار بھی میرا اسی طرح نام پکارا گیا تھا اور موقع نہیں دیا گیا تھا۔ میں اب بات ہی نہیں کروں گا، میں بولنا ہی نہیں چاہتا اور یہ آپ کی ناانصافی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اب آپ بات کر لیں۔

رائے محمد شاہجہاں خان: نہیں، اب میں بات ہی نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: اس وقت کسی اور کا نمبر تھا لیکن آپ کا نام بھی موجود ہے۔ کیا آپ بولنا نہیں چاہتے؟

رائے محمد شاہجہاں خان: نہیں میں بولنا نہیں چاہتا۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ کی مرضی ہے۔ سردار فتح محمد خان بزدار!

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ ہمارا علاقہ ضلع ڈیرہ غازی خان tribal area ہے اور یہ علاقہ پنجاب میں سب سے backword ہے۔ پنجاب میں ڈیرہ غازی خان، ڈیرہ غازی خان میں تحصیل تونسہ اور تحصیل تونسہ میں تحصیل tribal area ڈیرہ غازی خان میں tribal areas کی اتنی محرومیاں ہیں کہ آپ ان کو imagine نہیں کر سکتے۔ اس علاقے میں کوئی infrastructure نہیں ہے، یہ بہت بڑا علاقہ ہے، یہاں لوگ رہتے ہیں، لاکھوں کی تعداد میں رہتے ہیں اور قبائلی علاقوں کے لوگ ہیں۔ اس علاقے کی ترقی کے لئے حکومت نے ایک سڑک کی منظوری دی تھی جو پنجاب اور بلوچستان کو ملاتی ہے جب تک یہ سڑک نہیں بنے گی علاقے کی ترقی ناممکن ہے اس سڑک کے بننے سے بلوچستان اور پنجاب مل جائیں گے اور یہ لوگوں کی ترقی کے لئے ضروری ہے لیکن اب یہ لوگ اس سڑک کے بنانے سے انکاری ہو گئے ہیں۔ محکمہ نے کہا کہ سڑک میں یہ خامیاں ہیں، کٹائی نہیں ہو رہی، یہ نہیں ہے اور وہ نہیں ہے۔ حالانکہ سب کچھ ہو رہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سڑک کی تعمیر از حد ضروری ہے، جب تک یہ سڑک tribal areas میں سے ہو کر نہیں جائے گی علاقے کی ترقی کیسے ہو گی؟ یہ علاقہ معدنیات سے مالا مال ہے۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! بزدار صاحب سڑک کی بات کر رہے ہیں۔ اس کو ضرور سُنیے گا۔

سردار فتح محمد خان بزدار: یہاں کے لوگ انفراسٹرکچر نہ ہونے کی وجہ سے یہاں سے چلے جا رہے ہیں، کوئی ڈیرہ غازی خان جا رہا ہے، کوئی تونسہ جا رہا ہے کیونکہ یہاں نہ پانی ہے، نہ بجلی ہے، نہ گیس ہے، نہ تعلیم ہے اور نہ ہی ہسپتال ہیں۔ اس کے لئے پہلی چیز جو ہے وہ ہے سڑک کی تعمیر۔ اگر سڑک نہ ہو گی تو کیا ترقی ہو جائے گی لہذا محکمے کو کہا جائے کہ اس سڑک کی تعمیر کو جاری رکھیں۔ اس میں رکاوٹ نہ ڈالیں کیونکہ excuses تو بہت سارے ہوتے ہیں کہ یہ نہیں ہوا، وہ نہیں ہوا لہذا اس پر فوری توجہ دی جائے، پھر اس کے بعد علاقے کے باقی مسائل ہیں۔ آج کل لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ لوگ سر شام موٹر سائیکل چھین لیتے ہیں، لوگوں کو اغوا کر لیتے ہیں اور ان سے پیسے وصول کرتے ہیں تو اس سلسلے میں پولیس بے بس ہے، یہ اب پولیس کے بس کا کام نہیں ہے۔ علاقے کے لوگوں کو لاء اینڈ آرڈر کے سلسلے میں اسلحہ کے لائسنس جاری کئے جائیں تاکہ وہ اپنی پروٹیکشن خود کر سکیں۔ سب سے اچھا جو

رواج ہے وہ tribal areas کا ہے وہاں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ ہر آدمی کے پاس اسلحہ ہے وہاں کوئی کسی کو نہیں چھیڑتا لہذا یہ ضروری ہے کہ علاقے کے جو شریف لوگ ہیں ان کو لائسنس دیئے جائیں۔ بدمعاشوں کے پاس تو فری ہیں، ان کے پاس ہر قسم کا اسلحہ ہے لیکن لوگ بے بس ہیں وہ ہتھیار لے کر آتے ہیں جو مرضی دل میں آئے کر کے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد چشمہ رائٹ بنک کینال جو کہ تحصیل تونسہ کا بہترین منصوبہ ہے، اس کے کھال پکے ہیں لیکن اس میں پانی نہیں ہے، اس نہر کا ہم کیا کریں گے ؟ آٹھ ہزار کیوسک پانی صوبہ سرحد لے جاتا ہے باقی جو بچتا ہے وہ چوری ہو جاتا ہے لہذا اس پر فوری توجہ دی جائے۔ اس کے بعد نادرا ہے۔ ہمارے tribal areas سے لوگ بڑی مشکل سے تحصیل تونسہ میں نادرا کے دفتر میں آتے ہیں اور تحصیل تونسہ کے دیہات کے لوگ بھی آتے ہیں وہاں ان کی جو حالت ہوتی ہے وہ دیکھنے کے قابل ہے۔ سارا دن وہ بیٹھے رہتے ہیں اور شام کو گھر چلے جاتے ہیں جو دور کے لوگ ہیں وہ وہیں رہ جاتے ہیں۔ کسی کے گھر اپنے مال مویشی بیچ کر وہ شناختی کارڈ بنوانا چاہتے ہیں لیکن ان کو موقع نہیں ملتا لہذا محکمہ نادرا کو اس سلسلے میں کہا جائے کہ وہ اپنے دفتر ادھر سے tribal area کی طرف لے جائیں اور وہاں جا کر ان کے شناختی کارڈ بنوائیں۔ شناختی کارڈ اب ہر لحاظ سے اہم ہے اس کے بغیر سفر کر سکتے ہیں نہ کوئی کام کاج کر سکتے ہیں لہذا یہ بہت بڑا مسئلہ ہے اس کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے میں پولیس نہیں ہے بلکہ وہاں کی لوکل پولیسنگ ہے جس کو بارڈر ملٹری پولیس کہتے ہیں۔ بارڈر ملٹری پولیس کی وہاں پر tribal areas کے لوگوں سے بھرتی ہوتی ہے۔ پولیس کی تنخواہیں بہت بڑھا دی گئی ہیں لیکن بارڈر ملٹری پولیس کی تنخواہیں نہیں بڑھائیں گئی ہیں ان کو بھی وہی سہولت دی جائے جو پولیس کو دی گئی ہے۔ ڈیرہ غازی خان کے ضلع میں انگریزوں کے دور سے ایک فورس بنائی گئی تھی جس کا نام ہے 'بلوچ نیوی فورس'۔ اس کا کام یہ تھا کہ جہاں کہیں لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہوتا تھا وہیں بھیج دیا جاتا تھا وہ ایک striking force ہے جہاں حکم ملا وہاں پہنچ گئی اور وہاں انہوں نے سب کچھ کیا لیکن آج کل بلوچ نیوی کو کسی کے پیچھے لگا دیا، ڈی سی او کے پاس ہے، پی اے کے پاس ہے ان کی پروٹیکشن کے لئے لیکن ان کا اصل کام جو ہے وہ striking force ہے ان کی بھرتی کر کے ان کو وہاں بھیجا جائے جہاں ان کی ضرورت ہے اور اس کے بعد پولیس کا یہ کام نہیں ہے، پولیس کچھ نہیں کر سکتی۔ پولیس شہر میں کچھ نہیں کر سکتی، پولیس باہر کیا کرے گی؟

اس کے بعد تعلیم ہے۔tribal areas میں تعلیم مشکل ہے سہولتیں نہیں ہیں۔گورنمنٹ کو چاہئے کہ ان کو وظائف دے۔ان کو یونیورسٹی میں داخلے کے لئے وظائف دیئے جائیں۔ tribal areas کے ڈیرہ غازی خان کے سٹوڈنٹس کے لئے ایک مسئلہ پیدا ہوا ہے کہ پروفیشنل کالجز میں بس دو سیٹیں ہیں، دو میڈیکل کالج میں، دو انجینئرنگ کالج میں سیٹیں ہیں، جبکہ آزاد کشمیر اور دوسرے backward areas کے لئے تو کئی گنا بڑھ گئے ہیں ان کی سیٹیں بھی بڑھائی جائیں۔اس کے بعد development اور settled areas میں ایک علاقہ ہے 'پچاد'۔پہاڑوں سے نیچے نہر تک ہم اس کو 'پچاد' کہتے ہیں۔یہاں پانی ہے، بجلی ہے اور نہ کوئی دوسری سہولت۔اس کو خصوصی طور پر study کر کے یہاں بجلی پہنچائی جائے۔یہاں کے علاقے کے لوگوں کے لئے وہ سہولتیں دی جائیں یہ established fact ہے کہ جب تک تمام علاقے ترقی نہیں کریں گے ملک کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ مہربانی۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ نے اپوزیشن میں سے کب سے کسی کا نام نہیں لیا۔

جناب سپیکر: بہت سے نام آئے ہیں۔پہلے آپ کے نام ہیں۔میں نے تو آپ کے نام بولے ہیں۔اب دیکھیں! یہ آپ کی زیادتی ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے اپوزیشن والے بہنوں اور بھائیوں کو بھی ٹائم دیں۔وہ پرچہ آپ نے دوسری طرف رکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ پہلے بول چکے ہیں ناں! صرف آپ پہلے بول چکے ہیں ہم آپ کو بھی باری دیں گے۔ جی، شیر علی خان صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اپوزیشن سے صرف ایک ہی ممبر بولا ہے۔

جناب نجف عباس خان سیال: جناب سپیکر! آپ ان کو اجازت دے دیں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر! آپ نے کسی کمیٹی کو ابھی تک باہر نہیں بھیجا۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کامران مائیکل صاحب کو بھیجا ہوا ہے۔ وہ ان کو لے کر میرا خیال ہے پہنچ گئے ہوں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد کی طرف سے ہمارے چنیوٹ میں ایک سیم نہر آتی ہے جس میں فیصل آباد کی تمام کیمیکلز ملز کا زہریلا پانی آتا ہے وہ سیدھا دریائے چناب میں چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے دریائے چناب کا پانی بھی زہریلا ہو رہا ہے اور مچھلیاں اور دیگر آبی جانور مر رہے ہیں۔ ہماری وہاں پر ایک تنظیم شاہین این جی او ہے اس نے اپیل کی ہے کہ ہمیں اس سیم نہر کے کنارے درخت لگانے دیئے جائیں جو اپنی مدد آپ کے تحت لگائے جائیں گے اور وہ درخت لاکھوں گیلن پانی جذب کر جائیں گے اور وہ زہریلا پانی دریا میں نہیں جائے گا تو اس سلسلے میں میری آپ سے گزارش ہے کہ محکمہ جنگلات کو ہدایت فرمائی جائے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ ایگریکلچر منسٹر سے رابطہ کیجئے گا وہ آج تشریف فرما نہیں ہیں۔ آپ ان سے مل لیں وہ آپ مسئلہ حل کروا دیں گے۔ جی، شیر علی صاحب! ویسے جو آپ کے صاحبان رہ گئے ہیں میں نے ان کے نام پہلے بول دیئے تھے میرے خیال میں وہ تو ہیں نہیں۔

جناب شیر علی خان: جی، ان کی جگہ مجھے ٹائم دے دیں۔

جناب سپیکر: چلیں! آپ شیر علی صاحب!

جناب شیر علی خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بجٹ documents میں جو supplementary budget پیش کیا گیا ہے سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ بجٹ کے اندر جو allocations کی گئی ہیں اس کے علاوہ جو excess expenditure ہوتا ہے وہ supplementary budget میں دیا جاتا ہے۔ مجھے ایک چیز کی سمجھ نہیں آئی کہ میں نے اس دن بھی گزارش کی تھی کہ ایک محکمہ P.A.M.C.O بنا تھا یعنی پنجاب ایگریکلچر مارکیٹنگ کمپنی اور اس کے لئے بجٹ میں 53 کروڑ 96 لاکھ 20 ہزار روپے allocate کئے تھے جس میں سے 2 کروڑ 76 لاکھ اور 15 ہزار روپے خرچ ہوئے۔ Which is only 5% of the total amount. اور اب supplementary budget

میں اسی P.A.M.C.O کے لئے 29 لاکھ 95 ہزار روپے اور مانگ لئے گئے ہیں۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آئی کہ وہ جو 53 کروڑ روپیہ تھا وہ تو خرچ ہوا نہیں یہ 29 لاکھ 95 ہزار روپے اور کیوں مانگ لئے گئے ہیں؟ اسی طرح بجٹ documents میں آپ حیران ہوں گے کہ ایک continuation of one post of superintendent in the office of Deputy Director Government Gardens Bagh-e-Jinah Lahore کے لئے ایک لاکھ 27 ہزار روپے پھر یہ کہتے ہیں کہ لاہور کی یہ بات کرتا ہے۔ additional funds for augments of daily paid labours Bagh-e-Jinah Lahore 8 lac rupees. Auction of fee cycle Stand Bagh-e-Jinah Lahore یہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ ہے اس لئے 11 لاکھ 10 ہزار روپے رکھے گئے ہیں اور اسی طرح fund for augments of daily paid labours Bagh-e-jinah Lahore for the remaining period up to 30-06-09 کے لئے 12 لاکھ 50 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ ٹوٹل 32 لاکھ 87 ہزار روپے ہے۔ یہ ایگریکلچر کا پیسا زراعت پر خرچ ہونا چاہئے اور باغ جناح کو PHA کے حوالے کر دینا چاہئے اور یہ پیسا show ہوتا ہے کہ زراعت پر خرچ ہو رہا ہے لیکن اگر یہ لاہور کے باغیچوں پر خرچ ہو جائے تو یہ ہم زمینداروں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اسی طرح page147 پر انہوں نے Funds for wheat seed for 16 thousand bags of 50kg for flood effected areas of Rajanpur district. اس کے لئے 2 کروڑ 24 لاکھ روپے یعنی 14 سو روپے فی بیگ پر یہ 50kg کا بیگ provide کیا گیا۔ page147 پر ہی item13 کہتا ہے کہ founds of distributions of free of cost seed among flood effected areas of Rajanpur. اور اس کی distributions پر تین سو روپے فی بیگ انہوں نے 47 لاکھ 91 ہزار روپیہ خرچ کر دیا۔ اسی طرح provision of procurement of diesel for bulldozers اب یہ نہیں بتایا گیا کہ کہاں پر بلڈوزر چلے ہیں؟ یہ بھی شاید لاہور میں کہیں levelling کی ہو گی اس کے لئے 2 کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ page 154 پر funds of POL for operating twenty thousands bulldozer are for construction of Rodhkey of Rajanpur district. ایک کروڑ پچاسی لاکھ روپے اس پر خرچ کئے گئے۔ کیا یہ اچھا ہو گا کہ اس کی management کے لئے جب یہ

آئیں، بجائے اس کے کہ ہم کروڑوں روپے اس کی compensation پر بھی دیں اور hill torrents ایک کروڑ پچاسی لاکھ بلڈوزر پر بھی لگائیں جو ان جگہوں کو دوبارہ rehabilitate کریں تو اس سے بہتر نہ ہو کہ یہ جو سات کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے اس سے ان کی management بہتر کر دی جائے۔ میں آپ کے گوش گزار یہ بھی کروں گا کہ یہاں پر provision of additional funds to clear the pending liabilities صفحہ نمبر 152 پر 9 لاکھ 80 ہزار روپے لکھا ہے۔ یہ تو لکھا ہی نہیں ہے کہ یہ pending liability کیا ہے اور زراعت میں انہوں نے ایک اور زیادتی کر دی۔ صفحہ نمبر 154 پر item 65 کہتا ہے کہ funds to clear pending liabilities of contractors of six firms 37 Lac two thousand rupees اور یہ جو contractors بھاگ گئے ہیں یا ان کی liability ہے وہ گورنمنٹ کیوں pay کر رہی ہے، ان کو پکڑتی کیوں نہیں ہے؟ آپ نے بجٹ میں 37 لاکھ روپے زراعت کی مد میں ڈال کر زمیندار کو جو کوئی فائدہ دینا تھا اس کی جگہ آپ نے supplementary budget میں ڈال دیا اور اسی طرح صفحہ نمبر 146 پر item 4 کہتا ہے کہ establishment of agricultural marketing information services اس کے لئے 29 لاکھ 65 ہزار روپیہ رکھا گیا ہے۔ جب P.A.M.C.O بنا دی گئی تو پھر agricultural marketing information services کیا ہے؟ لفظوں کے ہیر پھیر میں یہ 93 کروڑ روپیہ ہے یہ سب اسی طرح انہوں نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ ان figures کو پیش کر کے اور اس دفعہ انہی باغیچوں کے لئے بجٹ میں ساڑھے پانچ کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے تو میں آپ کی وساطت سے منسٹر فنانس کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ زراعت کا پیسا زراعت پر لگائیں کیونکہ پہلے ہی آپ نے سب سے کم allocations زراعت کے لئے کی ہیں اور اگر آپ نے یہ پیسے ہمیں دینے ہی ہیں اور آپ کی نیت اس طرح کی ہے تو پھر یہ زراعت پر لگائیں اور اس طرح کی فضولیات پر خرچ نہ کریں۔ یہاں پر دیکھیں کہ funds for publicity, component of laser levelling and wheat campaign to the Directorate of Agriculture Information Punjab اس کے لئے ایک کروڑ تیس لاکھ روپے اس کی publicity پر لگائے۔ laser levellar ہی خرید کر ہمیں ہر یونین کونسل میں دے دیں جس سے ہم اپنی زمینیں level کر لیں اور اس کی اتنی publicity کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ یہ بڑے بڑے اخباروں میں اشتہار دینا، زمیندار تو اتنا زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہے کہ یہ

ان کی publicity پڑھے اور کون پڑھتا ہے ؟ اسی طرح funds for green tractor subsidy scheme for printing and administrative charges

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کھوسہ صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں بہت احترام کے ساتھ اپنے بھائی کو آپ کی وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ آف پنجاب farmers کے لئے laser levellers کے لئے publicity کر رہی ہے لیکن سائیکل کے الیکشن کی publicity نہیں کر رہی جس میں اربوں روپیہ خرچ کیا گیا تھا (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی،

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں نہایت ہی احترام کے ساتھ گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ اپنی بات کرتے جائیں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں اپنی ہی بات کروں گا لیکن گزارش یہ ہے کہ میں زمیندار کی بات کر رہا ہوں اور سیاسی بات نہیں کر رہا اور مجھے بھی بڑی باتیں کرنی آتی ہیں لیکن میں وہ نہیں کروں گا میں صرف ایگریکلچر کے متعلقہ جو زمیندار کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اس کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ اگر حکومت کا یہی رویہ زمینداروں کے ساتھ رہے گا تو زراعت کے لئے چار چیزیں مثلاً زمین، پانی، بیج اور کھاد بہت ضروری ہیں۔ زمین تو ہے اور پانی کا ویسے آپ نے سن لیا جو اس کا حشر ہے، کھاد ملتی نہیں ہے اور بیج import کوئی نہیں کرنے دیتا تو کیا زراعت ہوگی ؟ یہ پیسا publicity پر لگا دیں۔ آپ دیکھیں funds for green tractor subsidy scheme for printing and administrative charges 2- ارب روپے کی subsidy دی اور تیس لاکھ روپیہ اس کی publicity پر لگا دیا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یہ سارا زراعت کی مد میں لکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کو مزے کی بات بتاؤں کہ انڈسٹریز کے اندر funds to Pakistan Post Office کا بتایا گیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ پوسٹ آفس کون سی انڈسٹری ہے؟ funds for Post Offices for Punjab food Stamp Scheme for the

period August 2008 to June 2009 پر 11۔ارب 52کروڑ 75لاکھ 37ہزار روپے اگر ہم نے اس طرح سے figures کا ہیر پھیر کرنا ہے تو پھر اسی طرح چلتا رہے گا اور پنجاب کی زراعت جدھر جا رہی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں تو یہی رونا روتا ہوں اور یہی روتا رہوں گا کہ کالا باغ ڈیم بنائیں تاکہ پانی ہو۔ زمین ہے اگر پانی بھی ہو گا تو پھر انشاء اللہ زراعت بہتر ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ!

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! کچھ یونیورسٹی ملازمین باہر مظاہرہ کر رہے تھے تو آپ نے مجھے، کامران مائیکل اور محترمہ عارفہ خالد صاحبہ کو باہر بھیجا تھا۔ ہم لوگ وہاں گئے ہیں مگر وہ اس وقت وہاں سے جا چکے تھے۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): آپ ان کے پیچھے چلے جاتے۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): ہم چیئرنگ کراس تک گئے ہیں لیکن وہ چلے گئے ہیں۔ اس لئے ان سے ہماری بات نہیں ہو سکی۔

جناب سپیکر: خیال رکھنا کہ اگر آئندہ آئیں تو پھر آپ خود ہی مل لینا۔ شکریہ

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: بجائے اس کے کہ وہ آپ سے ملنے آئیں آپ ان کا کچھ کر ہی دیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بہت اہم وقوعہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ کل کے اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ "دو معروف ڈاکو پولیس مقابلے میں مارے گئے اور ان کی فیملی یہ ثابت کر سکتی ہے کہ یہ ڈاکو نہیں بلکہ اس کے خلاف کبھی کوئی ایف آئی آر نہیں کٹی اور یہ موٹر سائیکل خریدنے کے لئے اپنی ماں سے ایک لاکھ روپیہ لے کر نکلا تھا اور اس کی ماں کو اطلاع ملتی ہے کہ تمہارا بیٹا پولیس مقابلے میں مارا گیا ہے اور اس کے باقی تین بیٹوں کو ساری رات تھانے میں رکھا گیا، انھیں مارا پیٹا گیا۔"

جناب سپیکر: محترمہ!اس کا جو طریق کار ہے آپ اس کے مطابق اسے take up کریں۔ This is no point of order.

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر!وہ اسمبلی کے باہر احتجاج کر رہے تھے،انھوں نے بھاٹی گیٹ میں بھی احتجاج کیا ہے۔یہ ماورائے عدالت قتل ہیں،یہ extra judicial killing پچھلے ایک سال میں بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔میری آپ کے توسط سے وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ سے درخواست ہے کہ پہلے پولیس والے اس اسمبلی کے ممبران۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ اس بارے میں Call Attention Notice لائیں۔آپ کیا کر رہی ہیں؟

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے وزیر قانون اور وزیر اعلیٰ سے درخواست کرتی ہوں کہ پھر ان عدالتوں کو بند کر دیا جائے چونکہ پولیس ہی منصف ہے،پولیس نے ہی یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کون مجرم ہے اور کون بے گناہ ہے لہذا عدالتیں بند کر دی جائیں چونکہ یہاں عدالتوں کا بھی کوئی استحقاق نہیں ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ تشریف رکھتی ہیں؟

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر!محترمہ کی بات کا جواب تو آ لینے دیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں میں نے جواب دے دیا ہے۔وہ اس بات کو طریق کار کے مطابق لائیں گی اور ابھی لاء منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں۔ڈاکٹر مسرت حسن صاحبہ!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں۔ جناب پرویز رفیق!

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر!میں حکومت کو 10-2009 کا بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد تو پیش کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام طبقات جن کے لئے وہ بجٹ بنایا جاتا ہے ان تمام کی ضرورتوں،ان تمام کی پریشانیوں اور مسائل کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے اور اس کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ ان مسائل کو احسن طریقے سے حل کیا جائے۔

جناب سپیکر: پلیز پہلے ان کی بات سنیں۔آپ نے جس کسی سے بات کرنی ہے اپنے چیمبر میں کریں۔شکریہ

جناب پرویز رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ بجٹ بناتے وقت تمام طبقات کو سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ ان کے مسائل حل کئے جائیں اور ان کی پریشانیاں ختم کی جا سکیں لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ پنجاب حکومت نے 489۔ارب کا بجٹ پیش کیا ہے لیکن اس میں سے اقلیتوں کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ڈپٹی سپیکر صاحب کی طرف سے پیغام آیا ہے کہ باہر جو لوگ احتجاج کر رہے تھے ان کی یونین کے صدر اور کچھ دوسرے لوگ ان کے پاس بیٹھے ہیں لہذا وہ مجھے اپنے چیمبر میں بلا رہے ہیں۔اگر آپ اجازت دیں تو میں جا سکوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔پرویز رفیق صاحب Please carry on

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ اس سال 489۔ارب کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ میں نے فنانس منسٹر صاحب سے پوچھا ہے تو انھوں نے بڑی مہربانی فرمائی اور کہا کہ جو پچھلے سال بجٹ رکھا گیا تھا اب ہم نے اسے three times کر دیا ہے اور اب سے 30 کروڑ روپیہ کر دیا ہے۔یہ ٹوٹل بجٹ کا not even as one percent لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اقلیتوں کی ڈویلپمنٹ کے لئے جو بجٹ رکھا گیا ہے یہ صرف اور صرف eye wash ہے۔آپ لاہور میں ہی اقلیتوں کا علاقہ لے لیں چونکہ بہت زیادہ بجٹ لاہور میں خرچ ہو رہا ہے۔میرے پاس figures موجود ہیں کہ اقلیتوں کے لئے ہمارا جو پچھلا بجٹ تھا بد قسمتی سے اسے مسلم لیگ (ن) کا بجٹ بنا دیا گیا ہے۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے اقلیتوں کے لئے جو فنڈ رکھا تھا اس میں سے ہمارے معزز وزیر کامران مائیکل صاحب نے سوا چار کروڑ روپے کی ترقیاتی سکیمیں دیں، رانا آصف صاحب جو (ن) سے اقلیتی ممبر ہیں انھوں نے ایک کروڑ 40 لاکھ روپے کی ترقیاتی سکیمیں دیں۔ہمارے معزز رکن خلیل طاہر صاحب جو مسلم لیگ (ن) سے ہیں انھوں نے ایک کروڑ 60 لاکھ روپے کی سکیمیں دیں، جوئیل سہوترا صاحب نے ایک کروڑ 20 لاکھ روپے کی سکیمیں دیں۔انھوں نے پانچ سال پہلے بطور منسٹر مزے لوٹے اور بعد میں ہارس

ٹریڈنگ کے ذریعے مسلم لیگ (ن) میں شامل ہو کر ایک کروڑ 70 لاکھ روپیہ۔۔۔، جناب سپیکر! میری بات سنیں!

جناب سپیکر: وہ یہاں پر تشریف فرما ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: کدھر ہیں؟

جناب پرویز رفیق: کون؟

جناب سپیکر: آپ جن کا ذکر فرما رہے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب وہ تشریف فرما بھی ہیں اور میں facts and figures سے بات کر رہا ہوں کہ گزشتہ ماہ ہماری اقلیتوں کی منسٹری نے ہمارے اس موصوف معزز رکن کو اقلیتوں کے فنڈ سے ایک کروڑ 70 لاکھ کی ترقیاتی سکیمیں دیں لیکن ہم جو پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ تھے اور حکومت کا حصہ تھے ہم نے سکیمیں جمع کرائیں لیکن ابھی تک ایک روپے کا فنڈ بھی منظور نہیں ہوا۔

جناب سپیکر! پہلے تو 489۔ارب روپے میں سے 30 کروڑ روپیہ دیا گیا ہے۔ میں آپ سے اور وزیر خزانہ سے گزارش کرتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ تو اس کی بھی مخالفت کر رہے ہیں؟

جناب پرویز رفیق: میں اس کی مخالفت نہیں کر رہا بلکہ میں تو گورنمنٹ کی amendment کر رہا ہوں کہ government should realize کہ گورنمنٹ نے ہماری eye wash کرتے ہوئے ہمارے منہ میں جو ٹشو پیپر کا نوالہ دیا ہے کہ ہم اپنی اقلیتوں کے لئے کوئی ترقیاتی کام نہیں کر سکتے۔ یوحنا آباد one of the biggest populated areas یہ پنجاب کا سب سے بڑا populated area ہے آپ ادھر جا کر حالت زار دیکھیں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے یوحنا آباد دیکھا ہے؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! آپ منسٹر صاحب سے پوچھ لیں۔ آپ 30 کروڑ روپیہ لے کر صرف یوحنا آباد میں چلے جائیں اور مجھے صرف یوحنا آباد کی گلیاں ہی پکی کروا دیں تو میں سمجھوں گا کہ حکومت نے

ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا No doubt, I am part of government ہم coalition کا حصہ ہیں لیکن میں اس جگہ اقلیتوں کی نمائندگی کرنے کے لئے موجود ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب پرویز رفیق: میں اس جگہ کسی پارٹی کی نمائندگی کرنے کے لئے نہیں بلکہ میں اقلیتوں کی نمائندگی کرنے کے لئے موجود ہوں۔

جناب سپیکر: بہت اچھا۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گزارش کرتا ہوں کہ جس طرح پہلے مجھے فنڈ نہیں دیا گیا اور ہم سے تعصب کیا گیا ہے تو میں احتجاجاً موجودہ فنڈ سے اس وقت تک کوئی پیسا نہیں لوں گا جب تک اس فنڈ کو ٹوٹل بجٹ کا کم از کم ایک فیصد نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: کتنے فیصد؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! ہماری اقلتیوں کو ٹوٹل بجٹ کا ایک فیصد دینا چاہئے تاکہ پورے پنجاب کی ہماری اقلیتوں کے مسئلے حل ہو سکیں۔ 38 اضلاع کے مسائل، جو مختلف سینکڑوں اور ہزاروں آبادیاں ہیں---

جناب سپیکر: کیا پنجاب کے 38 اضلاع ہیں؟

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! 36 اضلاع ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے سمجھا کہ آپ کہیں 38 کہہ رہے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! 36 اضلاع ہیں اور اب یہ خبریں آرہی ہیں کہ فلاں بھی ضلع بن رہا ہے، فلاں بھی ضلع بن رہا ہے۔ میں نے اس لئے advance کہہ دیا ہے کیونکہ بجٹ ہم نے اگلے سال لگانا ہے۔

MR SPEAKER: Now, time is over.

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میری ایک بڑی اہم بات سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، ساری باتیں اہم ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مجھے پتا تھا کہ آپ نے میرا time over کر دینا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آپ کی کوئی اہم بات تھی تو وہ آپ پہلے کرتے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! مجھے پتا تھا کہ میرا time over ہونا ہے کیونکہ اس ہاؤس میں جو حقیقی بات کرے گا اس کا time over ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے آپ کو پورے دس منٹ دیئے ہیں۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! میں تعلیم کے حوالے سے صرف تجویز دینا چاہتا ہوں۔ ہمارے لوگوں کو بہت زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ Professional education میں جو بھی داخلے ہوتے ہیں ان میں ہمارے حافظ قرآن مسلمان طالب علم کو 20 نمبر ملتے ہیں اور ان کا merit پورا ہو جاتا ہے۔ مجھے یہاں پر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے مسیحی بچوں میں اگر کسی کے 450 نمبر آئے ہیں اور مسلم بچے کے بھی 450 ہیں تو مسلم حافظ قرآن بچے کے نمبر 470 بن جاتے ہیں جبکہ non muslim بچے کے 450 ہی رہتے ہیں۔ داخلوں کے معاملے میں 20 نمبر بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں اور ہمارے لئے کوئی ایسا دروازہ نہیں ہے کہ ہمارے بچے بھی وہ 20 نمبر حاصل کر سکیں۔ وزیر تعلیم صاحب سے میری یہ گزارش ہے کہ غیر مسلم طالب علموں کے لئے professional educational institutions میں کوٹا مختص کریں۔

جناب سپیکر: مہربانی، تشریف رکھیں۔ آپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

جناب پرویز رفیق: جناب سپیکر! صرف ایک آخری بات عرض کروں گا کہ ہماری جو کچی آبادیاں ہیں ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور مسیحیوں کو بھی grow more food scheme کے تحت زمین الاٹ کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب سعید اکبر نوانی صاحب!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! سعید اکبر نوانی صاحب کو out of turn وقت دیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے، بہر حال آپ پہلے بات کر لیں۔ سعید اکبر نوانی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے ساجدہ میر صاحبہ کو تقریر کر لینے دیں۔ جی، ساجدہ میر صاحبہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! وزیر خزانہ اور انسان دوست وزیر اعلیٰ، میاں شہباز شریف کو میں دل کی اتھاہ گہرائیوں سے خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ انھوں نے سستی روٹی سکیم کا آغاز کیا۔ یہ ایک بنیادی ضرورت تھی۔ یہ انسانیت دوست ہونے کا ثبوت ہے۔ غریب آدمی روٹی پیاز سے بھی کھا سکتا ہے، روٹی اچار سے بھی کھائی جاتی ہے۔ اس سکیم کو بیوروکریسی نے ناکام کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ یہ عوام کے لئے ایک اچھا اقدام ہے۔

اسی طرح Punjab Food Support Programme بھی بہت اچھا step ہے۔ امیر لوگ bills میں subsidy حاصل کر لیتے ہیں، کئی لوگ ٹیکس چوری کرتے ہیں لیکن غریب آدمی کے گھر میں Food Support Programme کے تحت ایک ہزار روپیہ جاتا ہے جو کہ قابل تحسین ہے لیکن اس سکیم کو شفاف بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میں پچھلی حکومتوں کی بات نہیں کرتی، ہمیں یہ سوچنا ہے کہ اب عوام کو کیا deliver کرنا ہے؟ ہمیں آگے کی طرف دیکھنا ہے، ہمیں عوام کی بہتری اور خوشحالی کی طرف قدم بڑھانا چاہئے۔ اس بجٹ کو غور سے پڑھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اس پر میں ایک شعر کہوں گی۔

بیٹھا ہوواں میں سورج دی رتھ اُتے
میرے ہتھ وچ ویلے دی واگ ہووے
پانی منگاں نہ ڈونگے سمندراں توں
بھاویں بُلاں تے دیپک راگ ہووے

جناب سپیکر! میں اس معاملے میں یہ کہوں گی کہ میرا یہ خواب، خواب ہی نہ رہ جائے کیونکہ ہماری اپنی حکومت نے بھی خواتین کے لئے فنڈز نہیں رکھے۔ زچہ بچہ کے حوالے سے 3-ارب روپے دیئے گئے ہیں۔ وفاقی حکومت نے پچھلے بجٹ میں خواتین کی بہبود کے لئے 7.5-ارب روپے رکھے تھے جبکہ اس دفعہ 44-ارب روپے مختص کئے ہیں لیکن بد قسمتی دیکھیں کہ وفاق میں خواتین کی کوئی وزیر ہے اور نہ ہی صوبے میں عورتوں کی کوئی وزیر بنائی گئی ہے۔ یہ ہمارا حال ہے۔ ہمیں طعنے دیئے جاتے ہیں

کہ خیراتی سیٹیں۔ ہمارے بھائی یہاں پر موجود ہیں ان کے لئے ہم گھر گھر ووٹ مانگنے جاتی ہیں، ان کی campaign کرتی ہیں اور ان کے لئے بطور پولنگ ایجنٹ بیٹھتی ہیں یعنی ایک political process سے گزر کر، جیلیں کاٹ کر، اپنی سیاسی پارٹیوں میں محنت سے کام کر کے ہم یہاں تک پہنچتی ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری background کسی feudal lord سے attach نہیں ہے۔ ہم نے اپنی پہچان خود کروائی ہے۔ یہاں پر جب کوئی نامی گرامی عورت آتی ہے تو اس کے پیچھے کسی بڑے خاندان کا نام ہوتا ہے لیکن چند عورتیں ایسی ہیں کہ جنہوں نے اپنی پہچان کے لئے مسلسل جدوجہد کی ہے۔ آج خواتین کے حوالے سے میں یہ بات کرنا بھی ضروری سمجھتی ہوں کہ جو عورتیں ان اسمبلیوں میں پہنچ گئی ہیں انھیں empower کرنے کے لئے حکومت پنجاب کو ہمارا ساتھ دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں حکومت پنجاب سے یہ بھی درخواست کرتی ہوں کہ یہاں پر domestic violence بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ گوجرانوالہ، لاہور، فیصل آباد اور سرگودھا میں honour killing میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ آپ تحصیل کی سطح پر جا کر دیکھیں کہ وہاں پر خواتین کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا ہے۔ اگر وہاں پر کوئی عورت قتل ہو جاتی ہے تو اس کے پوسٹ مارٹم کے لئے تحصیل کی سطح پر لیڈی ڈاکٹر available نہیں ہوتی۔ اسے ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر آنا پڑتا ہے، وہاں پر بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں ملتی تو اس کی فیملی کے لوگ کہہ دیتے ہیں کہ عورت کو مرد کا ہاتھ نہیں لگانا، مرد ڈاکٹر سے پوسٹ مارٹم نہیں کروانا۔ میں کہتی ہوں کہ تحصیل کی سطح پر خواتین ڈاکٹروں کو تعینات کیا جائے اور تحصیل ہی کی سطح پر medico legal کو ensure کیا جائے۔

جناب سپیکر! میری اگلی درخواست یہ ہے کہ اس وقت جو خواتین home based workers کام کر رہی ہیں حکومت کی طرف سے ان کو سات فیصد یا نو فیصد شرح سود پر قرضے دیئے جائیں۔ انھیں 17 فیصد شرح سود سے 25 ہزار روپے قرضہ دیا جا رہا ہے یہ interest بہت زیادہ ہے۔ اس طرح ان کی کمائی middleman کی جیب میں چلی جاتی ہے۔ حکومت کی سطح پر ایسے store or emporium بنائے جائیں کہ جہاں پر وہ اپنی اشیاء فروخت کر سکیں اور انھیں اپنی products کا direct profit ملے۔ یہ نہ ہو کہ وہ بے چاری محنت کرتی رہیں اور منافع کہیں اور چلا جائے۔

اسی طرح میں وزیر اعلیٰ صاحب سے کہوں گی کہ وہ پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں۔ خواتین ممبران کو بھی مہینے میں ایک مرتبہ delegation کی شکل میں ملاقات کے لئے وقت دیا جائے تاکہ ہم بھی اپنے مسائل یا مطالبات ان تک پہنچا سکیں۔ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم برابری کا سلوک کرتے ہیں۔ کیا یہ برابری کا سلوک ہے کہ اس دفعہ ہمیں ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے 80/80 لاکھ روپے کے فنڈز دیئے گئے جبکہ مردوں کو چار چار کروڑ روپے دیئے گئے ہیں۔ میں نے جتنی بھی سکیمیں دی ہیں وہ غریب علاقوں میں رہنے والوں کے لئے ہیں اور میں نے کسی ٹھیکیدار سے کوئی رابطہ نہیں کیا، مجھے کسی کی شکل کا بھی پتا نہیں۔ لوکل گورنمنٹ نے poll کئے، وہ آئے ہیں اور وہاں پر کام شروع ہے۔ ہم عورتیں محنت اور دیانت داری سے کام کرنا چاہتی ہیں تاکہ خیراتی سیٹوں کا طعنہ اتار سکیں یا پھر آپ کوئی ایسا سسٹم لائیں، ہمارے لئے کچھ حلقے بنا دیئے جائیں کہ جہاں پر عورت بمقابلہ عورت الیکشن لڑے اور اس کو مرد بھی ووٹ دیں اور عورتیں بھی ووٹ دیں اور ہمیں یہ خیراتی سیٹوں کا طعنہ نہ ملے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کہوں گی کہ اس سال کے بجٹ میں ہم خواتین کو ترقیاتی فنڈز کی مد میں پورے اڑھائی کروڑ روپے ملنے چاہئیں یہ نہ ہو کہ ہمیں 80 لاکھ میں ٹرخا دیں۔

جناب سپیکر! education and law & order کے حوالے عرض کروں گی کہ اس میں بہتری لانے کی ضرورت ہے۔ چوریاں بھی ویسے ہی ہوتی ہیں، ڈکیتیاں بھی ویسے ہی ہو رہی ہیں۔ دوسرا جب تک خواتین کی عدالتوں کا قیام عمل میں نہیں آئے گا اس وقت تک عورتوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اس کے لئے آپ وفاقی حکومت سے بات کریں اور جلد از جلد خواتین کی عدالتیں قائم کی جائیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جناب سعید اکبر خان!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں شرارت نہیں کرنا چاہتی۔

جناب سپیکر: میں آپ کو یہ بات نہیں کہنا چاہتا، شرارت کی بات تو آپ خود کر رہی ہیں۔ میں نے کبھی شرارت کا لفظ ہی استعمال نہیں کیا۔

جناب سعید اکبر خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بات کرنے کا موقع بخشا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت جو ملکی حالات ہیں اور پاکستان

کی economy under pressure ہے۔ foreign investment بالکل بند ہے۔ دہشت گردی کی وجہ سے ملکی حالات خراب ہیں اور عوام پریشان ہیں۔ان نامساعد حالات میں ترقیاتی بجٹ کا حجم 175۔ارب رکھنا اور اس کے لئے manage کرنا میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔

جناب سپیکر! میں بجٹ پر اور ضمنی بجٹ پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتا۔آج میں پورے ہاؤس کو ایک فکر دیتا ہوں اور ہمیں اس بات پر سوچنا ہے کہ بجٹ جب پیش ہوتا ہے اور بجٹ کے document کسی صوبے کے لئے، کسی ملک کے لئے بہت ہی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں کیونکہ صوبے کی یا ملک کی survival اسی بجٹ پر ہوتی ہے۔ میرے بزرگ ذوالفقار علی خان کھوسہ بھی بیٹھے ہیں جو بہت سینئر ہیں اور میرے خیال میں آٹھویں یا نویں دفعہ وہ اس ایوان میں تشریف فرما ہیں۔ایک بات کی جو آج تک مجھے سمجھ نہیں آئی اور بحیثیت custodian of the House اور میں یہ آپ سے بھی ایک گزارش کروں گا کہ فنانس منسٹر صاحب بجٹ پیش کرتے ہیں۔ دو دن کا gap ہوتا ہے اس لئے ہوتا ہو گا کہ definitely budget document کو دیکھا جائے، اس کو پڑھا جائے۔اس کے بعد چار دن یہاں پر بحث ہوتی ہے۔ تمام ممبران بڑی کوشش کر کے محنت کر کے اپنی بات کرتے ہیں۔ سیاست دانوں کا یہ ایک ہی institution ہے کہ جہاں کوئی بھی ادارہ بنایا جائے وہاں ان کو ٹریننگ دینے کا ایک سلسلہ ضرور ہوتا ہے لیکن یہ ایم پی ایز یا ایم این ایز ہیں ان کے لئے نہ کوئی ورکشاپ ہوتی ہے کیونکہ ہم جیسے نئے نئے لوگ آتے ہیں ان کو کچھ سمجھ نہیں ہوتی کہ تحریک التوائے کار کیسے دی جاتی ہے، تحریک استحقاق کیسے دی جاتی ہے definitely آپ اس کو ضرور مدنظر رکھیں گے اور اس کے لئے کوئی ورکشاپ یا کمیٹی میں گروپس کی صورت میں ٹریننگ ہو تاکہ ہر ممبر جو contribute کرنا چاہتا ہے وہ کرے۔سب سے زیادہ جو میں بات کرنا چاہتا تھا یا کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ چار دن یہاں پر بحث ہوئی ہم تمام ممبران بیٹھے ہیں دیانت داری سے بتائیں کہ اس چار دن کی بحث کا کوئی حاصل ہے؟ اگر اس کا حاصل نہیں ہے تو یہ چار دن کیوں ضائع کئے جاتے ہیں۔اس پر میں آپ سے ضرور گزارش کروں گا کہ یہ ایک tradition آ رہی ہے جس پر ہم چلتے آ رہے ہیں۔آیا جو بجٹ پیش ہوتا ہے چار دن کے بعد جو ہمارے معزز ممبران اس پر تجاویز دیتے ہیں اس پر تنقید کرتے ہیں آیا اس کے بعد اس پر کوئی غور و فکر ہوتا ہے۔اس پر غور و فکر کرنے کے بعد آیا ان documents میں کوئی change آتی ہے؟ یہ تمام

جوexercise ہےاس کا حاصل کچھ نہیں ہے تو میں تمام ممبران کو یہ فکر دیتا ہوں کہ یہ ہمارا ہاؤس ہے ہم اس میں جو بھی بات کریں جب تک اس کا حاصل نہ ہو ہمیں اس پر بات ہی نہیں کرنی چاہئے۔ میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ یہ انگریزوں کے وقت کے rules ہیں اور انہوں نے ایک tradition بنائی اس وقت حالات مختلف تھے، حالات اور قسم کے تھے، بادشاہت تھی اور وہ چاہتے تھے کہ ہم جو کہیں لوگ آئیں بات کریں اور گھر چلے جائیں لیکن اس کا حاصل نہ ہو لیکن آج ہماری یہ ڈیوٹی ہے کہ اگر ہم اس ہاؤس کے چار دن لیتے ہیں اس کے ایک دن میں اتنے اخراجات ہوتے ہیں۔ ہر دن پر ہم اس کا بہترین حاصل لیں اور اس حاصل سے پورے صوبے کی عوام کو کچھ ملے اور ان کو کچھ فائدہ حاصل ہو۔

آپ بھی اس کے گواہ ہیں میں بھی اس کا گواہ ہوں و دیگر تمام ممبران بھی گواہ ہیں۔ میری اس میں ایک تجویز ہے کہ جتنی بھی یہاں پر discussion ہوتی ہے اس سلسلے میں ہاؤس کی ایک کمیٹی ہو چاہے بیس ممبران پر یا پچیس ممبران پر مشتمل ہو۔ وہ تمام جو تنقید تائید یا تجاویز آتی ہیں ان کو نوٹ کیا جائے اس کے بعد وہ کمیٹی اس پر غور و خوض کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس میں ہو سکتا ہے کہ جو میں نے تجویز دی ہو وہ قابل عمل نہ ہو اس کو رد کر دیں تمام ممبران کی جو تجاویز ہیں ان پر بحث کی جائے۔ اگر ان میں ایک فیصد بھی تجاویز ضروری ہیں تو ان کو اس بجٹ میں لایا جائے otherwise میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں اس بحث کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ اس بحث کے چار دن کو ختم کر کے بجٹ کو دوسرے دن پاس کیا جائے تاکہ یہ چار دن کا ٹی اے / ڈی اے اخراجات کم ہو جائیں۔ اگر اس کا کوئی حاصل لینا ہے کیونکہ ہم منتخب ہو کر آئے ہیں، ہم نے یہاں بہتر تبدیلی لانی ہے اور جو بھی اس میں کوئی خرابی ہے یا جس کا حاصل نہیں ہے اس کو ہم نے قوم اور صوبے کے لئے بہتر انداز میں پیش کرنا ہے۔ آج ضمنی بجٹ پر بحث ہے پرسوں بھی اس پر بحث ہو گی اور پھر یہ بجٹ پاس ہو گا۔ کیا آپ اس کا کوئی مقصد یا حاصل سمجھتے ہیں؟ اگر دیانت داری سے یہ تمام ممبران سمجھتے ہیں کہ اس بحث کا کوئی حاصل ہے تو میں ان کے ساتھ ہوں اگر نہیں ہے تو پھر اس کو تبدیل کیا جائے، اس کو بہتر کیا جائے تاکہ ہم جو تجاویز دیں اور اگر عوام کو اس کا کوئی حاصل نہیں ہے، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے تو ان تمام بحثوں کا اور مذاکرات کا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی حاصل ہے۔ میں نے اسی لئے بجٹ پر بھی کوئی تقریر نہیں کی۔ میں نے کافی کوشش کی کہ میں اس پر بحث کروں۔ جب میں سمجھتا ہوں کہ کافی عرصہ سے

ہم اس پر بحث کر رہے ہیں وہ پھر ہماری تقریر کاغذوں میں چھپ جاتی ہے اور آپ کا سیکرٹریٹ ہمیں بھیج دیتا ہے کہ اس میں correction کر دیں کہیں اوپر نیچے ہے تو اس کو ٹھیک کر دیں تاکہ ہم اس کو پاس کریں۔ ہم اس کو اس لئے نہیں پڑھتے چاہے اس میں "کا" "کے"، "کی" کا کوئی فرق بھی ہے ہم کہتے ہیں چلا جائے کیونکہ اس کا حاصل تو کوئی ہے نہیں۔ عوام کو ہماری اس بات کا کوئی فائدہ ہے، نہ ہی ہاؤس میں بات کرنے کا فائدہ ہے۔ ان باتوں پر آپ ضرور غور کریں اور اس تمام حاصل کا کوئی نہ کوئی حل نکالیں۔ اسی طرح تحریک التوائے کار ہے یہاں پیش ہوتی ہے اگر admit ہو گئی تو اس پر دو گھنٹے بحث ہو گی اور اس کے بعد ختم۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس تمام کارروائی سے جو کوئی بامقصد بات ہو اس کو حاصل کیا جائے۔ میں اسی گزارش پر آپ سے اجازت چاہوں گا تاکہ میں کسی اور کا وقت ضائع نہ کروں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں نے ضمنی بجٹ کے بارے میں چند ایک گزارشات کرنی ہیں۔ اگر آپ اس بجٹ کے total figures page one کو ہی دیکھیں تو 3 کھرب 29۔ارب 99 کروڑ 88 لاکھ 43 ہزار روپے ہیں۔ یہ ایک اتنی بڑی رقم ہے، یہ ضمنی بجٹ میں ایک ہوشربا اضافہ ہے۔ یہ بھی اپنی مثال آپ ہے اور شاید پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ یہ کل بجٹ کا غالباً 22 یا 24 فیصد بنتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شاید بجٹ میں after thought شاید بجٹ میں جو discretionary power ہے اس کو increase کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ میں اگر اس کے positive پہلو کو ہی دیکھوں، حالانکہ میں اگر چاہوں تو politically اس کو exploit بھی کر سکتی ہوں کہ ایک discretionary power جو وزیر اعلیٰ کی ہے، ایک فرد کی ہے اس کو اس قدر بڑھانے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ہے۔ میں اس کا اگر positive point لوں تو یہ کہنے میں کہ آئندہ یہی بات جو ہمارے تمام سینئر ممبران یہاں کہتے آئے ہیں کہ یہ بجٹ کی suggestions timely لینی چاہئیں تاکہ ایوان کا اس میں حصہ ڈالا جا سکے اور اس قسم کا ہوشربا اضافہ ایک شخص کو دینے سے جمہوریت پر کوئی سوال نہ آئے۔ میں یہ ضرور کہوں گی کہ یہ suggestions ستمبر یا اکتوبر تک پہنچنی چاہئیں۔ اگر آج ہی Chair اس ضمنی بجٹ سے یہ announcement کر دے کہ

ممبران آئندہ بجٹ کے لئے اپنے حلقوں اور اپنے علاقوں کی suggestions متعلقہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو پہنچانا شروع کر دیں تو پھر ایک safe period مہینے کا دیا جائے جس میں ان کو assure کیا جائے کہ ان کی suggestions بھی consider کی جائیں گی۔ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ ایک دو جو main مسائل ہیں ان کے بارے میں ضرور point out کروں گی کہ پانی کا جو مسئلہ ہے اس کے لئے غلام فرید کے کلام کی ایک لائن میں آپ کی خدمت میں عرض کرتی ہوں کہ:

میں پیاسا میری روح وی پیاسی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پنجابی کہلانے کا اس وقت تک کوئی حق نہیں ہے جب تک میری روح پیاسی ہے۔ خدارا! اس شعر کو irrigation کے تمام معاملے کو settle کرنے میں میری طرف سے ایک شاعرانہ انداز میں ایک فقیر کے کہنے پر پانی کے اس مسئلے اور distribution پر پورا پاکستان اگر بھائی چارے سے کام نہ کرے گا تو کالا باغ ڈیم ہو یا دوسرے ڈیم ہوں ان کو تعمیر نہ کیا گیا تو آپ دیکھ لیں کہ دوسرے دشمن ممالک نئے ڈیم بنا رہے ہیں اور روحی کے بعد بیاس کے بعد اب چناب کی باری ہے وہ بھی خشک ہو جائے گا۔

دوسری بات urbanization اور rural areas میں distribution of budget کی بات ہے۔ اس کے لئے میں کہوں گی کہ:

ہر گھاٹا نشتر گھاٹ کوں دے
ہر فائدہ فیصل آباد کوں دے

فیصل آباد کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رانا ثناء اللہ بھی "رُس" کے چلے جائیں۔ مقصد کہنے کا یہ ہے کہ واقعی جو نشتر گھاٹ سے اس طرف لوگ ہیں وہ بھی یہ چاہتے ہیں کہ ان کو گھاٹے کی بجائے کچھ نہ کچھ فائدہ بھی دیا جائے۔ میں بجٹ کی طرف آتی ہوں۔ اس بجٹ کے figures میں، میں دو چار باتیں point out کروں گی۔ اس بجٹ میں سب سے بڑا flaw یہ ہے کہ کئی جگہوں پر جہاں پر suit کیا ہے یا جہاں پر جلد بازی کی گئی ہے وہاں پر تفصیلات نہیں دی گئیں اور بہت بڑی بڑی رقوم کو بلڈوز کر کے

پاس کرایا گیا ہے مثلاً article 1-71 education کے زمرے میں لکھا گیا ہے کہ یہ supplementary budget کا page 89 ہے۔اس میں 6-ارب 61 کروڑ 87 لاکھ روپیہ ایک جگہ اور ایک ارب 91 کروڑ 76 لاکھ 85 ہزار روپیہ supplementary budget میں expenditure for various objects کی مد میں مانگا ہے۔یہ 8/7-ارب روپے کی بات ہو رہی ہے۔کچھ اس ایوان کو بھی پتا چل جائے کہ یہ various objects کا کیا مطلب ہے اس کو kindly دیکھیں۔اسی طرح volume II page 3, demand for grants میں LQ 4154 اور LQ 4165 کی رقوم کی سمری دی گئی ہے لیکن اس میں detail of expenditure کی تفصیل موجود نہ ہے۔Detail of expenditure میں 4/5 ڈیپارٹمنٹس کے نام لکھے گئے ہیں اور بڑی رقم Provincial Health Department کی ہے کیا اس ڈیپارٹمنٹ سے پوچھنے یا ہمیں جانکاری دینے کی ضرورت ہی نہیں کہ اتنی بڑی رقم یہ ڈیپارٹمنٹ کہاں لگانا چاہتا ہے؟ ماربل اکھیڑنا ہے، بلڈنگ بنانی ہے، آفسر کو دینا ہے۔اس قسم کی چیزوں کا آنکھوں میں دھول جھونکنا کوئی اچھی بات نہیں۔ میں آخر میں ایک اور بات کہنا چاہتی ہوں کہ اس پہلے page پر ہی میری نظر اٹکی جا رہی ہے تو page 1 پر جو index دیا ہوا ہے اس میں دیکھ کر میں اچانک حیران ہو گئی کہ اس دفعہ ایک Industrialist Chief Minister نے انڈسٹریز میں 12-ارب روپے کے قریب sanction کیا ہے۔ Supplementary budget کے page 705 پر اور گرانٹ نمبر 47 پر 145.4-ارب روپے re-sanction لکھی گئی ہے اور یہ لکھا گیا ہے floating debt due to over draft facilities for State Bank of Pakistan. اگر یہ floating debt ہے جو آپ نے 2008 already میں سٹیٹ بنک آف پاکستان سے جو بطور ادھار لیا تھا تو کیا اس کی کوئی موٹی موٹی تفصیل دینا مقصود ہو سکتی تھی کہ 145-ارب روپیہ، معذرت کے ساتھ کہ چاہے کورم پورا ہے یا نہیں پورا ہے اس میں بھی آپ نے اپنے بل کو bulldoze throw کیا ہے تو خدارا! 145-ارب کی رقم جو سٹیٹ بنک سے over draft کی گئی ہے اس کی تفصیل اس ایوان کو بتانے میں کیا حرج ہے؟ کیا سٹیٹ بنک کا ادارہ بھی ہماری اس اسمبلی سے بالاتر ہو گیا۔یہ اتنی آسانی سے بلڈوز کرنے کی درخواست ہے کہ as senior member میں یہ چاہوں گی کہ ان lecony کو کسی طرح حل کرنے کی کوشش کریں۔

جناب سپیکر! میرا second last point ہے کہ انڈسٹری میں جو ایک اور ہوشربا اضافہ دیا گیا تھا میں یہ دیکھ کر خوش ہوئی کہ شاید اس دفعہ انڈسٹری میں 12-ارب روپے کا اضافہ کیا گیا ہے وہ کچھ معنیٰ رکھے گا اور یہ دیکھا کہ انڈسٹریز کو 11.5-ارب روپیہ Food Stamp Nawaz Sharif Programme میں دیا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ Food Stamp Programme بے شک احسن نیت کے ساتھ شروع کیا گیا ہے میں میاں شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے اس کو آگے غریبوں تک پہنچانے کی کوشش کی مگر اس کی transparency کے لئے فنانس منسٹر صاحب سے میری request ہوگی کہ اس کی distribution میں misuse کے حوالے سے seriously ایک کمیٹی قائم کریں یا اس کو ایوان میں discussion پر لائیں کیونکہ پوسٹ آفس سے بہت ساری یہ رقم خورد برد بھی کی گئی یہاں تک کہ میرے پاس کمشنر آفس کے documents موجود ہیں جس میں بہ نسبت ہمارے اس ایوان کے استحقاق کے distribution political workers کو دی گئی۔ مجھے اس وقت criticism نہیں کرنی بلکہ request کرنی ہے کہ اتنی بڑی بڑی رقوم پر اتنی غیر ذمہ داری کو اپوزیشن کے طور پر میں criticize کروں گی۔

جناب سپیکر! میرا بالکل آخری point یہ ہے کہ میرے بھائی شیر علی صاحب نے AMCO کی بات کی انہوں نے یہ کہا کہ اس طرح سے یہ clear نہیں ہوتا کہ جب ایک ڈیپارٹمنٹ میں کسی جگہ پر saving ہو جاتی ہے، یہ بات گورنمنٹ سائیڈ کی طرف سے آنی چاہئے تھی، آپ سوچیں گے کہ شاید میں ان کی سائیڈ سے بات کر رہی ہوں، خدارا! اس کو اپوزیشن نہ لیجئے گا کہ جب بھی آپ under utilization of budget کی بات کرتے ہیں تو یہاں پر فنانس منسٹر صاحب کا ہی بیان تھا کہ 46 to 48 percent utilization ہوئی۔ اس کو مختلف لوگوں نے انتہائی negative طور پر exploit کیا، میں as a neutral member یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ جو over saving ہے، ایک excess and surrender statement ہوتی ہے جسے submit کرنے کا پہلا آرڈر مارچ میں ہوتا ہے اور مئی میں دوسرا آرڈر ہوتا ہے۔ excess and surrender statement اس ایوان کو بھی بتائی جائے کہ آخر 50/60 فیصد پیسا جو utilize نہیں ہو سکا وہ بعد میں کدھر چلا جاتا ہے، وہ پبلک اکاؤنٹ کمیٹی میں جاتا ہے اس کے بعد اس کی آڈٹ رپورٹیں ہوتی ہیں اس میں ایک اتنا لمبا procedure

negative اور دوسرے زمروں، الزامات اور discredit جو 60 فیصد بجٹ involved ہوتا ہے کہ politics میں استعمال ہو جاتا ہے یہ اس ایوان اور اس پنجاب کا پیسا ہے اس عوام کو یہ submit کیا جائے کہ consolidated statement to excess and surrender اگر اس ایوان میں دے دیں تو یہ اتنا بڑا short cut ہو گا کہ جس کا کوئی حساب نہیں۔ اس کے ساتھ جو rules and procedure Drawing and Disbursement Officers کو دیا جائے یہ بجٹ کا اتنا سنگین مسئلہ ہے کہ جس کو بالکل address نہیں کیا گیا۔ میں اس امید سے آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ اس ایوان کو بجٹ میں زیادہ فعال بنانے کے لئے ہمیں بہت concrete باتیں کرنا پڑیں گی۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ عرض کروں گی کہ پنجاب اسمبلی سکیورٹی سٹاف کی طرف سے میرے پاس ایک اپیل آئی ہے کہ ان کی تنخواہیں بھی پولیس کے برابر کی جائیں۔ وہ بھی terrorism میں trained ہیں ان لوگوں کی بھی سپیشل ٹریننگ ہوئی ہے اور میں ساہی صاحب کا reference دوں گی کہ کسی اور اسمبلی میں کچھ اور نہیں بھی ہوتا تھا لیکن وہ اپنے سٹاف پر ضرور شفقت فرماتے تھے۔

جناب سپیکر: اُن کی اور duties ہیں، اِن کی اور duties ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! آپ بڑے اچھے ہیں، بڑے دل والے ہیں، خدارا! ان کی طرف بھی توجہ کیجئے گا۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب پوائنٹ آف آرڈر ہی ہو گا۔ جی، بسرا صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنی بہن کا بہت احترام کرتا ہوں۔ میں صرف ایک بات کروں گا کہ جب میری بہن نے پنجابی کا ایک شعر پڑھا تو ساتھ انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہمیں پنجابی کہلانے کا حق نہیں ہے۔ میں نے کل بھی یہ بات کہی تھی کہ آج ہمیں پاکستانی بننے کی ضرورت ہے۔ یہاں صوبائیت کی بات نہیں کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، اللہ رکھا صاحب!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ اور ان کی ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں خادم اعلیٰ پنجاب، شہباز پاکستان میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جن کی انتھک محنت اور کوششوں سے اتنا شاندار بجٹ پیش کیا گیا۔ اس بجٹ میں تعلیم کا شعبہ ہو یا صحت کا شعبہ ہو، زراعت ہو یا دیگر شعبے ہوں اللہ کے فضل و کرم سے ہر سطح پر بہت سہولتیں دی گئی ہیں اس سے پہلے جن کی مثال نہیں ملتی۔

جناب سپیکر! آج اللہ کے فضل و کرم سے آپ کی اور میری حکومت جس طرح عوام کی خدمت کا تہیہ کئے ہوئے ہے اس کی مثال بھی اس سے پہلے نہیں ملتی۔ آج کوئی غریب آدمی ہسپتال چلا جائے جس کی پہنچ دوائیوں تک نہیں ہے تو وہ بھی وہاں سے صحت یاب ہو کر نکلتا ہے۔ اسے وہاں پر مفت ادویات ملتی ہیں۔

جناب سپیکر! تعلیم کے شعبہ میں دیکھیں کہ ایسے والدین جو کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ اپنے بچوں کو تعلیم دلوا سکتے ہیں۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے وہ یہ سوچ رہے ہیں کہ ہم بھی اپنے بچوں کو تعلیم دلوائیں کیونکہ کسی بھی سکول میں فیس نہیں ہے اور کتابیں مفت مہیا کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! میں نے وہ دور دیکھا ہے، آپ نے بھی وہ دور دیکھا ہے اور میرے دوستوں نے بھی وہ دور دیکھا ہے کہ جب کبھی ہم اس ڈکٹیٹر کی ڈکٹیٹر شپ کو ختم کرنے کے لئے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ ہم انصاف کے تقاضوں کے لئے کوشش کیا کرتے تھے۔ میں پچھلے دنوں سوات گیا ہوا تھا تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے کہ سوات کے لوگ بھی فوڈ سپورٹ پروگرام چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ یہی پروگرام سرحد میں بھی ہو اور وانا میں بھی ہو۔ وہاں چارسدہ کے لوگوں نے بیک زبان ہو کر کہا تھا کہ پنجاب والے ایسا کریں کہ سستی روٹی کا پروگرام ہمارے صوبہ سرحد میں بھی شروع کریں۔ یہ پنجاب حکومت کا کارنامہ ہے کہ اس پروگرام کو سرحد والے بھی سراہتے ہیں، بلوچستان والے بھی مانتے ہیں اور سندھ والے بھائی بھی مانتے ہیں۔ اس وقت ہی کوئی کسی کے پروگرام کو مانتا ہے جب اس کا فائدہ ایک عام آدمی تک پہنچتا ہے۔ آج وہ ماں جو سارا دن یہ سوچنے میں گزار دیتی ہے کہ کس طرح میں نے اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے۔ وہ 10 روپے میں 5 روٹیاں لے کر اپنے بچوں کا پیٹ بھرتی ہے تو دعائیں دیتی ہے۔ وہ میری ماں اور بہن جو اپنی عزت کے خوف سے گھر سے نہیں نکلتی تو

اس ماں کو ایک مہینے کے بعد ایک ہزار روپیہ فوڈ سپورٹ پروگرام کی مد سے جاتا ہے تو وہ بھی دعا دیتی ہے اس لئے اللہ کے فضل و کرم سے جو پروگرام شروع ہوئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی میری اور دوستوں کی کوششوں سے یہ پروگرام کامیاب ہوں گے۔ ہم اس کے لئے کوشش کرتے رہیں گے اور لوگوں کی دعائیں ہمارے قائد اور ہمارے ساتھ رہیں گی اور یہ پروگرام بھی جاری رہیں گے۔ میں آخر میں ایک مرتبہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب محمد نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: الحمد للہ رب العلمین۔ الصلوۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شروع اللہ عزوجل کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں موت اور حیات ہے۔ درود میرے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کے وسیلے سے ہمیں قرآن اور ایمان کی دولت میسر آئی۔

قابل احترام سپیکر صاحب! میں بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے بجٹ پر بات کرنے کے لئے مجھے کچھ وقت عنائت فرمایا۔ میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ کو بھی مبارک پیش کرتا ہوں کہ جن کی شبانہ روز محنت سے پنجاب کے ہر محکمے کو balance کرتے ہوئے یہ بجٹ پیش کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر تعلیم پر بات کرنا چاہوں گا۔ میرے وطن کو بنے 62 سال ہو گئے۔ ہم قوم کے نونہالوں کو اس طرح تعلیم نہیں دے سکے جس طرح وطن عزیز کو serve کرنے کے لئے تعلیم یافتہ افراد کی ضرورت تھی۔

جناب سپیکر! اللہ رب العزت نے جبرائیل کو سرکار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور انھوں نے فرمایا کہ اقراء باسم ربک الذی خلق۔ دنیا میں کوئی دین ایسا نہیں ہے جو پڑھنے سے شروع ہو۔ میرا دین اللہ نے اقراء سے شروع کیا۔ پڑھائی کی اہمیت کو خادم اعلیٰ پنجاب نے جس دکھ کے ساتھ محسوس کیا ہے۔ میں اس کی چند ایک مثالیں آپ کو پیش کرتا ہوں۔ ان بڑے ایوانوں میں اگر ایم پی ایز نہ ہوں تو میرے خیال میں کسی کا کوئی استحقاق نہیں ہوگا۔ ایم پی ایز آئیں گے تو ان کا کوئی استحقاق بنے گا۔ ہم نے بڑی عمارتیں بنائی ہیں، بڑے سکول بنائے ہیں، بڑے کالج بنائے ہیں، بڑی

آئی ٹی کی یونیورسٹیاں بنائی ہیں لیکن دکھ اور افسوس کی بات یہ ہے کہ 1992 سے اساتذہ کرام کی بھرتی پر پابندی ہے۔ آپ محسوس کریں کہ اگر میرے بچے کو ایک سال ریاضی کا استاد میسر نہ آئے یا فزکس، کیمسٹری، بیالوجی اور کمپیوٹر کا استاد میسر نہ ہو تو کیا وہ بچہ موجودہ حالات کے مطابق requirements پوری کر سکتا ہے۔ یہ بدبختی کی بات ہے کہ میرے بچوں کو پچھلے 17 سالوں سے upgraded استاد میسر نہیں آئے۔ سکولوں کی عمارتوں میں بچے تو تھے لیکن انھیں پڑھانے والے اساتذہ نہیں تھے۔ میرے قائد نے اسے محسوس کیا ہے اور ستمبر تک ساری بھرتیاں کھولی گئی ہیں۔ میرے بچوں کو پڑھانے کے لئے اساتذہ کرام مقرر کئے جا رہے ہیں۔ ان کی علم دوستی کا یہ ایک پہلو ہے۔ تعلیم کے ہر شعبے میں اتنی ترقی ہو گئی ہے کہ 17 سال پہلے جو استاد بنا تھا وہ میٹرک اور سی ٹی تھا۔ وہ آج میرے بچوں کو proper serve نہیں کر رہا۔ انشاء اللہ میرے اللہ نے چاہا تو جو نئے اساتذہ کرام میرے بچوں کو پڑھائیں گے اور میرا یہ وطن ترقی کرے گا۔ انھیں ایسے حالات میسر آئیں گے۔ اس لئے اساتذہ کرام کی بھرتیوں کے لئے بجٹ رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ جو پہلے اساتذہ تھے ان کی ٹریننگ کے لئے اس بجٹ میں بڑی خاطر خواہ amount رکھی گئی ہے اس سے آگے آپ علم دوستی کا اندازہ اس چیز سے لگائیں کہ تمام سکولوں میں آئی ٹی کے شعبے پر بڑی خاص توجہ دیتے ہوئے more than four thousand سکولوں میں computer and science labs بنائی جا رہی ہیں۔۔۔

(اذانِ ظہر)

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ایک اہم issue پر آپ نے میری duty لگائی تھی۔ ہمارے ایک ایم پی اے شاہان ملک صاحب نے ابھی ایک point raise کیا تھا کہ ضلع اٹک میں کالا چٹا رینج کی جگہ پر جنگل میں شدید قسم کی آگ لگی ہوئی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری جنگلات کو بلایا تھا اور شاہان ملک صاحب کو بٹھا کر ان کی آپس میں میٹنگ کروا دی ہے تو وہ اس سلسلے میں کافی مطمئن ہیں۔ اب وہ دونوں حضرات اس کو deal کریں گے اور اس پر جو بھی progress ہو گی اس کے بارے میں ایک دو دن تک بتا دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ نوید صاحب! ایک منٹ میں wind up کریں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! ابھی تو دس منٹ نہیں ہوئے، ایک منٹ تو اس کے بعد آئے گا۔ جب اذان مبارک شروع ہوئی ہے تو اس وقت ابھی پانچ منٹ ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: پھر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اب اس کو wind up کروں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اگر آپ حکم فرماتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ میں آپ کی مرضی سے ایسے نہیں کر سکتا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں، حکم فرمائیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

جناب سپیکر: اگر ہاؤس چاہتا ہے کہ آدھے گھنٹے کا وقفہ کر لیا جائے تو مجھے بتائیں۔

معزز ممبران: کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے اور ٹھیک اڑھائی بجے ہم انشاء اللہ دوبارہ ملیں گے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے اجلاس کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد جناب سپیکر 2 بج کر 30 منٹ پر
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: محترمہ طیبہ ضمیر!

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! شکریہ۔

سچائی چھپ نہیں سکتی کبھی بناوٹ کے اصولوں سے
خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

جناب سپیکر! میں آپ کو، اس ایوان کو اور تمام ممبران کو حکومت کی طرف سے کامیاب بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ میں اس ایوان کو پاکستان کی 20/20 کرکٹ کپ جیت کی بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آج میرے فاضل ممبران نے پولیس کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا لیکن الحمدللہ یہ

اللہ پاک نے اپنے اس فلسفی اور اس مفکر وزیر اعلیٰ کو دیا۔ یہ پولیس جو ملک میں امن قائم کرتی ہے، پولیس ہماری جان و مال کا تحفظ کرتی ہے، یہ وہ فورس ہے جس کی ڈیوٹی 24 گھنٹے ہوتی ہے اس لئے ان کی تنخواہوں میں اضافہ ہونا چاہئے۔ میں آج اس معزز ایوان اور آپ کے توسط سے یہ بھی گزارش کروں گی کہ ہم اس ائر کنڈیشنڈ ہال میں بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ سپاہی جو 8 ہزار روپے تنخواہ لے کر کڑکتی دھوپ میں بندوق لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ اس کو پانی ملتا ہے نہ اس کے لئے چھاؤں کے لئے چھتری ہوتی ہے میں اس کے لئے 50 ہزار روپے contribution دیتی ہوں۔ آج آپ ان کے لئے پانی کا انتظام بھی کیجئے اور جو کانسٹیبلز کھڑے ہوتے ہیں ان کے لئے چھتریوں کا بھی انتظام کیجئے۔ ہم humble and wise کے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا Constables جان نہیں رکھتے، کیا ان کے کوئی rights نہیں ہیں؟ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ہمیں اس پولیس آفیسر کی سفارش، تعیناتی اور اس کو promote کرنے کی recommendation نہیں کرنی چاہئے جو راشی ہو اور عوام کے حقوق کو بیچتا ہو۔ یہاں پر ہمیں رائی کا پہاڑ نہیں بنانا چاہئے۔ میں آج اپنے سینئر لیڈر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کو داد تحسین پیش کرتی ہوں۔

جناب سپیکر: وہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ہیں، آپ ان کا نام پوری طرح سے لیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میں ان کا پورا نام لیتی ہوں وہ میرے لیڈر ہیں اور میں بہت عرصہ سے ان کے ساتھ ہوں۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب۔ آپ دیکھیں کہ فہم و فراست کسے کہتے ہیں، عقل و دانشمندی اور فلسفیانہ انداز کیا ہے؟ پانی کے لئے بات کتنی بڑھی اور انہوں نے چار لفظوں میں ہی۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ سپلیمنٹری بجٹ پر بات کریں، آپ کیا کر رہی ہیں؟

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ پانی کا مسئلہ اور burning question بھی اسی کا حصہ ہیں۔ آج یہاں پانی کی بات ہو رہی ہے۔

پانی پانی کر گئی مجھے قلندر کی یہ بات
جب تو جھکا غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من میرا

جناب سپیکر! میں خود کسان ہوں۔ پنجاب ہو یا بلوچستان اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔
There is behind something

جناب سپیکر: محترمہ! لگتا ہے آپ کے شعر کو بھی درست کرنا پڑے گا۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! میرا شعر بالکل ٹھیک ہے۔

پانی پانی کر گئی مجھے قلندر کی یہ بات
جب تو جھکا غیر کے آگے نہ تن تیرا نہ من میرا

جناب سپیکر: نہیں نہیں، یہ ایسے نہیں ہے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! یہ ایسے ہی ہے۔

جناب محمد خرم گلفام: جناب سپیکر! یہ شعر اس طرح ہے کہ:

پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
جب جھکا تو غیر کے آگے نہ تن تیرا رہا نہ من میرا

محترمہ طیبہ ضمیر: اس میں "رہا" نہیں ہے۔ جو میں نے بولا وہ correct ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔

محترمہ طیبہ ضمیر: جناب سپیکر! آج کل بیوروکریسی پر تنقید کرنا ایک فیشن بن گیا ہے۔ یہ رواج بہت ہی غلط ہے۔ دیکھیں! Parliament, Executive, Judiciary, Media یہ ایک ریاست کے چار اہم pillars ہیں۔ وہ ہمارے سے ہیں۔ وہ intelligences ہیں ہمیں frictions نہیں بڑھانی چاہئیں۔ black sheep جیسے ہمارے اندر موجود ہیں اسی طرح سے ان لوگوں میں بھی ہیں۔ ہمیں اپنی بھی اور ان کی بھی accountability کرنی چاہئے۔ یہ بات میں نے اسی طرح سردار صاحب سے کی انہوں نے اپنی فراست سے گھمبیر مسئلہ کو طے کرنے کی ممکن حد تک کوشش کی۔ اسی طریقے سے اگر کوئی ایسا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے تو ہمیں صبر و تحمل کے ساتھ انہیں اپنی جگہ رکھ کر سوچنا چاہئے۔ ہم ایک دو گھنٹہ ایوان میں بیٹھتے ہیں، ایوان کیا pay کرتا ہے، ایوان نے ہمیں کتنی عزت دی ہے، عوام سے ہم

کیا وصول کرتے ہیں، وہ پیسا قوم کے ٹیکسوں سے نہیں آتا، وہ قومی خزانہ سے نہیں آتا جو دولت یہاں پر خرچ ہوتی ہے؟ یہاں ایوان میں ہمارے لئے ایک دو گھنٹہ بیٹھنا دشوار ہو جاتا ہے، ہمیں بھی اس floor پر کھڑے ہو کر اپنے آپ کو احتساب کے لئے پیش کرنا چاہئے۔ ہم اپنے حلقوں میں، میں پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہم امین ہیں، آپ امین ہیں۔ آپ کو فنڈز دیئے جاتے ہیں اور آپ کے حلقوں میں سرکاری، سیاسی، سماجی، اقتصادی عوام کے جو کام ہوتے ہیں آپ کا فرض بنتا ہے کہ اس کو watch کریں۔ یہ ہماری ڈیوٹی ہے کہ ہم دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے، کیسے ہو رہا ہے، کون کر رہا ہے؟ تو خدا کی قسم تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

سچ آکھاں تے بھانبڑ مچدا اے
جھوٹھ آکھاں تے کجھ نہ بچدا اے
جی جی جیجا کہندی اے
منہ آئی نہ گل رہندی اے

آج ہم بجٹ کو دیکھیں اور پیچھے کی طرف نگاہ دوڑائیں تو کیا کچھ نظر آتا ہے لیکن آفرین ہے ان سول سرونٹس پر اور ان کے وژن پر اور وزیر اعلیٰ کی ٹیم پر جو ان پیچیدہ حالات میں قوم کو لے کر آگے بڑھے ہیں۔ آج کسی نے گلے میں روٹیاں نہیں ڈالی ہوئیں اور باہر کھڑا ہو کر احتجاج نہیں کر رہا، آج کوئی ایسا احتجاج سامنے نہیں آ رہا۔ یہ اسی فلسفیانہ اور مفکرانہ سوچ اور طرز عمل کا نتیجہ ہے کہ عوام مطمئن ہوتے ہوتے دکھائی دے رہے ہیں۔ پولیس کی تنخواہیں بڑھی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا منشور ہے ہم تمام سول سرونٹس کی تنخواہیں اللہ رب العزت اتنی توفیق دے کہ ایک ایک لاکھ روپے تک لے جائیں۔ آج جس طریقے سے یہ بجٹ سامنے آیا ہے اگر ہم اسمبلی کے سٹاف کو بھول جائیں گے، کیا اسمبلی کے ملازمین کو آپ فراموش کر سکتے ہیں جنہوں نے انتھک محنت کی، جنہوں نے رات کو بھی دن کو بھی ڈیوٹی دی اور اس قوم کے لئے، اپنی پنجاب کی عوام کے لئے یہ بجٹ تیار کیا۔ بجٹ میں اگر ایجوکیشن کی ریفارمز کی بات کی جائے تو اس بحث کے لئے کئی دن درکار ہیں لیکن وقت کی قلت سامنے ہے ۔ آپ 1995,96,97,98,99 میں دیکھیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کس انداز میں ایجوکیشن کی پالیسیاں بنائیں، آئی ٹی کے شعبوں میں کام کیا اور مختلف شعبہ ہائے جات میں کام کیا کیونکہ وہ قوم ترقی نہیں کر سکتی

جو کہ تعلیم سے بہرہ ور نہ ہو ہماری ترقی کا راز، ہماری خوشحالی، ہمارا امن وامان اسی میں پنہاں ہے کہ ہم اپنے پاکستان کے ہر فرد کو بلا تمیز، بلا تفریق تعلیم کے زیور سے آراستہ وپیراستہ کر دیں۔ آج بھی میں جانتی ہوں کہ بہت سے ماہرین تعلیم جایا کرتے تھے کہ ہمیں کوئی میاں شہباز شریف کی غلطی مل جائے میاں شہباز شریف کے وقت کی ایجوکیشن پالیسی میں تو آخر کار وہ یہی کہتے تھے کہ ان کی پالیسیوں کو لے کر ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ محترم! آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں پانچ منٹ آپ نے پہلے لے لئے ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا تھا کہ اغیار کے ہاتھوں اپنی ایجوکیشن کو گروی رکھ کر قومیں ترقی نہیں کیا کرتیں۔ پچھلے آٹھ سالوں میں یو ایس ایڈ پروگرام کے تحت میرے قوم کے نونہالوں کو ان کے سپرد کر دیا گیا۔ جو care کے نام پر میرے بچوں کو educate کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں احتجاج کرتا ہوں اس پر کہ اسے جتنی جلدی ہو سکتا ہے wind up کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: کس کو ختم کیا جائے ؟

جناب محمد نوید انجم: یہ جو care adopted ادارے ہیں۔ میرے وطن کے سرکاری اداروں کو ان کے ہاتھوں میں ٹیچرز کی کمی کی وجہ سے دے دیا گیا ہے۔ الحمد للہ! ٹیچرز کی کمی کو پورا کیا جا رہا ہے اور یہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ اپنے cycle میں واپس آئیں۔ اپنے وطن کی ایجوکیشن کو آگے لے کر چلیں۔ میں آپ کی توجہ اس سے بھی اہم اور گھناؤنے مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ایجوکیشن پالیسی کی وجہ سے طبقاتی تقسیم بہت کھل کر سامنے آئی ہے اسے روکنے کے لئے میری تجویز ہے کہ ایجوکیشن سیکٹر میں پیسے رکھے جائیں۔ بیکن ہاؤس سسٹم سے لے کر ٹاٹ سکول تک اور مسجد پرائمری سکول تک ایک نصاب ہو۔ وطن کے ساتھ محبت کرنے والے یہاں سے پڑھ کر نکلیں اور اپنی دھرتی کے کھیتوں اور کھلیانوں میں سونا اُگلنے والی فصلیں پیدا کریں۔ ایسے نونہالوں کو educate کیا جائے جو وطن کے انجینئر بنیں، سائنسدان بنیں، جج بنیں جو بہترین جسٹس کا نظام قائم کر سکیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنے وطن کو آگے لے کر جانا ہے تو صرف اور صرف ایک شعبہ ایسا ہے جس کو ہم focus کر لیں تو میرا وطن بہت جلد آگے نکل سکتا ہے اور وہ ایجوکیشن کا ہے۔ اگر ہم اگلے پانچ سالوں میں اپنے قائد کے وژن کے

مطابق ایجوکیشن کوfocusکرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو بہت جلد ایسے سائنسدان باہر آئیں گے جن پر ہمارے قومی ہیرو ڈاکٹر قدیر جیسے سائنسدان بھی فخر کریں گے اور ہمارے سر فخر سے بلند ہوں گے جو زیر زمین لیبارٹریوں سے نت نئی inventionsکریں گے اور اپنے دشمن کی ہر inventionکا properجواب دیں گے۔

جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کے ذریعے سے اپنے حلقے کے ایک دو مسائل سامنے لانا چاہتا ہوں۔ پچھلے آٹھ ماہ سے ہم نے ڈگری کالج کے لئے اپنے حلقے میں اپنے پاس سے ہائر ایجوکیشن کو جگہ دی ہے جو کہ ہائر ایجوکیشن کے نام ہو چکی ہے، اس کے نقشے بن چکے ہیں، وہ ہر پلیٹ فارم پر منظور ہو چکا ہے۔ بجٹ کی کتابوں میں2ہزار اور69ملین روپیہ block allocationمیں رکھا گیا ہے مگر اس میں mentionنہیں کیا گیا کہ یہ پیسا کس کس کالج، کس کس آئی ٹی یونیورسٹی، کس کس سکول پر کتنا کتنا، کس کس مد میں لگے گا؟ میری خواہش ہے کہ اسے clarifyکر دیا جائے تاکہ ہمارے علاقے میں میری بیٹیوں کا جو ڈگری کالج تھا یہ اگلے سال میں بن سکے اور دوسرا یہ مسئلہ اس ایوان کے ذریعے بیان کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میری چار، پانچ ماہ کے بعد باری آئی ہے۔ میں یہ آخری بات wind upکرتے ہوئے آپ کے knowledgeمیں لانا چاہتا ہوں۔ میں نے گیارہویں اجلاس میں تحریک التوائے کار پیش کی تھی کہ پی پی۔145میں موضع ہربنس پورہ ہے جہاں پر صحافی کالونی existکرتی ہے اس پراجیکٹ کوlinger onکیا جا رہا ہے، سات ماہ پہلے اس کی چار دیواری کے لئے ایل ڈی اے کو پیسے دیئے جا چکے ہیں۔ یہ ابھی تک مکمل نہیں ہوئی ہے اور اس میں سب سے شرمناک بات یہ ہے کہ اس موضع میں دو سو سات کنال پر کچھ طاقتور لوگوں نے قبضہ کر کے پرائیویٹ کالونیاں developکی ہیں جو کہ سرکاری اراضی پر تھا اس معاملے کو گیارہویں اجلاس میں آپ نے take upبھی کیا تھا اور جمعہ تک کے لئے ٹائم دیا تھا کہ اس کا ہم جواب دیں گے اور جمعرات کو اجلاس ختم ہو گیا تھا اور اس کے بعد [***] گورنر راج آیا اور وہ ساری چیزیں pendingہو گئیں۔ اگر میرے وطن کی سرکاری املاک پر یونہی قبضے ہوتے رہے اور حکمرانوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی۔۔۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے الفاظ حذف کر دیئے گئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ لاء منسٹر صاحب نے اس پر کچھ بیان دیا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: اگر حکمرانوں نے اس پر کوئی توجہ نہ دی تو میرا نہیں خیال کہ سرکاری املاک قبضہ گروپوں سے محفوظ رہ سکیں گی۔ اس پر بڑا serious action ہونا چاہئے۔

محترمہ بشریٰ نواز گردیزی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ [***] ہندی زبان کا لفظ ہے اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔ یہاں پر ہندی بولنے کی اجازت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، جی! [***] حذف کر دیا جائے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! یہ [***] ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ انھوں نے طنز آیات کی ہے۔ جی، اللہ رکھا صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں نے ایک بات کرنی ہے۔ میرے دوست سرکاری اراضی پر قبضے کی جو بات کر رہے ہیں میں اس کی تائید کرتا ہوں اور یہ جو بات کر رہے ہیں بالکل ٹھیک کر رہے ہیں۔ اس کا سختی سے نوٹس لینا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، یہ لاء منسٹر صاحب کے پاس ہے۔ آپ ان کو ذرا مل لیں۔

جناب محمد نوید انجم: میرا پچھلا ریکارڈ گواہ ہے کہ اس معزز ایوان میں، میں نے یہ اپنی تحریک التوائے کار پڑھی تھی اور جمعہ تک کا ٹائم لیا گیا تھا اور جمعرات والے دن گیارہویں سیشن کو ختم کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر: تو اتنی دیر کے بعد آپ نے اب یاد کروایا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میری تو آج باری آئی ہے وہ بھی آپ کی نظر کرم ہوئی ہے تو۔۔۔

جناب سپیکر: وہ اب اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر لیتے اور ان سے بات کرتے۔ جی، محترمہ!

محترمہ سیمل کامران: جناب سپیکر! لسٹ کے مطابق میرا نام چھٹے نمبر پر ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، عائشہ جاوید صاحبہ!۔۔۔ نہیں ہیں تو محترمہ سیمل کامران صاحبہ!

محترمہ سیمل کامران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ Thank you very much. Mr. Speaker! ابھی سب لوگ بات کر چکے ہیں اور وہ amount بھی ہمیں پتا چل چکی ہے تو کھرب، ارب، کروڑ، لاکھ اور ہزار کوئی figure اس میں missing نہیں ہے جو supplementary budget کے لئے demand کی گئی تھی۔

جناب والا! میں سب سے پہلے تو انتہائی ادب کے ساتھ یہی کہنا چاہتی ہوں کہ یہ اس بات کا اقرار ہے جو ہم کہتے ہیں تو ہمارے اوپر تنقید کی جاتی ہے کہ بیوروکریسی کی under nineteen team نے پچھلی دفعہ بھی ایک ایسا بجٹ پیش کیا تھا اور ابھی بھی انہی کی خدمات حاصل کی گئی ہیں یہ شاید اس بات کا اقرار ہے جو کھرب، ارب، کروڑ، لاکھ، ہزار کوئی figure اس میں سے missing نہیں ہے تو اس بات کا اقرار کرنے کے لئے میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔

جناب سپیکر! ایجوکیشن، ہیلتھ، انڈسٹریز، لاء اینڈ آرڈر، ایگریکلچر کوئی بھی سیکٹر جو supplementary budget ہے اس سے مستثنیٰ نہیں ہے سب کچھ اس میں شامل ہے۔

ایجوکیشن کے لئے 66 کروڑ، ہیلتھ 40 کروڑ سے زائد، انڈسٹریز 11۔ ارب سے زائد اس کے باوجود انڈسٹریاں بند ہیں۔ کوئی بند انڈسٹری نہیں کھلی سوائے ایک انڈسٹری کے جو لوٹوں کی انڈسٹری ہے۔

جناب والا! ایگریکلچر پر تقریباً 94 کروڑ روپے سے زائد خرچ ہوا ہے لیکن اس کے باوجود آج بھی کسان رو رہا ہے۔ آج بھی ہمارا حقہ پانی بند ہے، پہلے حقہ بند تھا اور اب ہمارا پانی بھی بند ہو گیا ہے۔ کوئی اقدامات نہیں کئے گئے۔ کھاد کے لئے، بیج کے لئے، باردانہ کے لئے ہم پر نئی نئی شرطیں لگائی گئیں۔ ہماری تذلیل کی گئی۔ چاول ہم نے اگایا، ہمارے چاول کو سستے داموں فروخت کیا گیا، انڈین ایکسپورٹرز نے اس پر اپنے stamps لگائے، اپنے تھیلوں میں ڈالا اور انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس سے profit حاصل کیا۔

جناب والا! 9۔ ارب سے زائد رقم ڈویلپمنٹ کے لئے خرچ کی گئی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ڈویلپمنٹ صوبہ میں ہونی ہے۔ ڈویلپمنٹ کے بغیر کسی صوبہ کا گزارا نہیں ہے۔

جناب والا! پولیس سٹیشنز کی construction، ان کی alteration، واٹر سپلائی، ڈرین اور سولنگ کی سکیمیں، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ after thoughts کیوں آئی ہیں؟ یہ وہ چیزیں ہیں کہ جن کے بغیر کسی صوبہ کا گزارا نہیں ہے۔ اتنی اہمیت کی حامل چیزوں کو بجٹ میں کیوں نہیں شامل کیا گیا؟ اس وقت یہ چیز کیوں نہیں consider کی گئی کہ یہ دو روپے کی چیز پر بعد میں سو روپے خرچ ہونے ہیں۔

جناب والا! اس کے بعد آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے لئے اتنا افسوس کا مقام ہے کہ سبسڈیز کے نام پر غلہ، چینی، آٹا اور المعروف سستی روٹی، ایک کھرب، سترہ ارب، انتالیس کروڑ، سولہ لاکھ، ترپن ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن انتہائی افسوس ہے کہ سبسڈی کے نام پر جو یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ ہم عوام کو direct relief دیں گے، اس سے پہلے چینی تیس روپے کلو تھی اب چالیس روپے سے زائد بک رہی ہے۔ آٹا آج بھی مہنگا ہے تو یہ پیسے کہاں گئے؟ یہ سبسڈی کس کو دے رہے ہیں؟ بیوروکریسی کو دے رہے ہیں یا اپنے ان ووٹرز، سپورٹرز کو دے رہے ہیں جنہوں نے ان کی campaign کی ہے، ان کے لئے ووٹ اکٹھے کئے ہیں۔

جناب والا! پنجاب ایگزامینیشن کمیشن، ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے related ہے اور یہ ایک بڑی حقیقت ہے کہ کہا جاتا ہے کہ جب آپ نے کسی قوم کو تباہ کرنا ہے تو ان کے تعلیمی ادارے بند کر دیں، وہ قوم automatically تباہ ہو جائے گی۔ میں نے اس دن ایجوکیشن منسٹر کی تقریر میں سنا تھا کہ ہم نے 22 لاکھ بچے اور بچیوں سے امتحان لئے ہیں اور پھر انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے دس لاکھ بچوں کو بھرتی کیا۔ یہ تو مجھے شیخ چلی والی بات نظر آ رہی ہے کہ میں نے یہ کر دیا، میں نے وہ کر دیا۔ مجھے بتائیں کہ یہ سب کچھ کہاں ہوا ہے اور دوسری بات یہ کہ اس میں کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے، یہ ہمیں کس طرح پتا چلے گا کہ اتنا بڑا کارنامہ جو ہے وہ معرض وجود میں آیا ہے، کچھ ہمیں بھی details کے بارے میں بتائیں، آپ supplementary budget book کی دیکھیں کہ وہ بھری ہوئی ہے جس میں unspecified, unidentified اور unseen جو heads ہیں ان سے وہ بھری ہوئی ہے،

صرف یہ لکھ کر وہ فارغ ہو گئے ہیں کہ انھوں نے various heads میں جو یہ typical terms use کی ہے وہ بھی میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں جس کی مجھے بالکل سمجھ نہیں آئی۔ اس میں صرف یہ لکھا ہوا ہے کہ funds under various objects تو براہ مہربانی مجھے بھی بتائیں کہ یہ funds کیا ہیں؟ ایسا نہیں کہ ایک سادہ کاغذ ممبران کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ آنکھ بند کر وا ور انگوٹھے لگا دو۔ یہ کوئی انصاف نہیں ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس بات سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے کہ یہ لوگ یہاں آکر اپنے حلقوں کو represent کر رہے ہیں اور ان کو اتنے بڑے بڑے کروڑوں، اربوں، کھربوں روپے کی جو information ہے اس کے بارے میں وضاحت ہی نہیں فرمائی گئی، شاید ہمیں اس قابل ہی نہیں سمجھا جا رہا، we are just nobodies کہ ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب والا! اس کے بعد جو سب سے اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ میں نے اس ہاؤس کو اسی سیشن میں join کیا ہے اور خادم اعلیٰ صاحب نے ایک روایت قائم کی تھی کہ جس پر میں انہیں appreciate کرتی ہوں کہ ان کے کہنے پر پہلی دفعہ ہمارے فنانس منسٹر نے pre-budget speech کی تھی اس پر میں ان کو appreciate کرتی ہوں لیکن میں یہ گزارش بھی کرتی ہوں کہ خادم اعلیٰ صاحب ایک اور نئی روایت قائم کریں کہ یہ موٹی موٹی کتابیں جن کو پڑھنے کے لئے ہمیں صرف دو دن دیئے ہیں تو براہ کرم کم از کم ایک مہینہ یا کم از کم اتنا ٹائم ہو کہ ہم واقعی ان کو سچ مچ پڑھ سکیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ دو دن میں یہ تین چار موٹی موٹی کتابیں کوئی پڑھ سکتا ہے اور میں آپ کو یہ ensure کرتی ہوں کہ اس طرح کرنے سے اس کے بڑے positive results ہوں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک بہت اہم issue ہے جو کہ میں سمجھتی ہوں کہ اس کو تنقید برائے تنقید کے طور پر نہ لیا جائے، یہ صرف میں نہیں کہہ رہی، میری بھی reservations ہیں اور میڈیا بھی اس کو highlight کر چکا ہے۔ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ لوکل کمیٹیاں مکمل نہ ہونے کے باعث پنجاب کے ساڑھے بارہ لاکھ مستحقین اس سال بھی زکوٰۃ سے محروم رہ جائیں گے۔ جولائی 2008 سے تاحال زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی۔ نادار مردوں اور بے سہارا عورتوں کو زکوٰۃ نہیں ملی۔

جناب سپیکر: یہ آپ اخبار کو چھوڑیں۔

محترمہ سیمل کامران: نہیں۔ یہ ایک ایک بات بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں جو وجہ بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ ضلعی کمیٹیاں نہیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ چھوڑ دیں۔ جو بات اخبار میں آچکی ہے وہ سب نے پڑھ لی ہو گی، آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ سیمل کامران: جناب والا! اگر اخبار میں آ گئی ہے اور سب نے پڑھ لی ہے تو اس سے میرے افسوس اور رنج میں اضافہ ہو گیا ہے کہ اس کے باوجود اس کا کچھ نہیں ہوا۔ بیوروکریسی فیڈرل گورنمنٹ پر ڈال رہی ہے، فیڈرل گورنمنٹ یہ کہہ رہی ہے کہ وزیراعظم صاحب جب فارغ ہو جائیں گے، ان کے پاس ٹائم ہو گا تو وہ اس کی سمری پر دستخط فرما دیں گے۔ آپ priorities دیکھیں، آپ یہ دیکھیں کہ جن چیزوں کو اہمیت دی جا رہی ہے اور کسی نے یہ نہیں سوچا اس تمام امر کے ہوتے ہوئے کہ جب زکوٰۃ نہیں ملے گی، مستحقین تک ان کا حق نہیں پہنچے گا، وہ مرد، وہ خواتین، وہ بچے، وہ سٹوڈنٹس کہاں جائیں گے، کیا فوڈ سٹیمپ کا ایک ہزار روپیہ کسی سٹوڈنٹ کے لئے compensation ہے، دو روپے کی سستی روٹی کے جو واویلے مچائے جا رہے ہیں کیا وہ ان چیزوں کا حل ہے؟ زکوٰۃ کا ہم سب مسلمانوں کو پتا ہے کہ یہ بیوہ، یتیم، مسکین کا حق ہے تو ہم ان تک ان کا حق کیوں نہیں پہنچا رہے؟ سب کو پتا ہے، یہ ہم مان رہے ہیں اس کے باوجود پچھلے سال بھی اور انشاء اللہ اس سال بھی یہی کچھ ہو گا کہ ہم آنکھیں بند کر کے یہاں پر بیہوش بیٹھے ہیں، اس پورے بجٹ پر اگر پہلے تجاویز لے لی ہوتیں تو میں سمجھتی ہوں کہ شاید آج یہ نوبت نہ آتی کہ supplementary budget میں مجھے یہ وضاحت کرنی پڑتی کہ نرسز کو ignore کیا گیا ہے، ڈاکٹر احتجاج کر رہے ہیں، سب کچھ کر رہے ہیں، آپ ان کو پہلے تھانوں میں بند کرتے ہیں پھر negotiate کر لیتے ہیں۔ ہماری جو نرسیں ہیں چونکہ ان کے menofesto میں یہ شامل نہیں ہے، ان کو یہ اجازت نہیں ہے، ان کا جو constitution ہے ان کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ احتجاج کریں اور آج ان کے ساتھ یہ حشر کیا گیا ہے کہ وہ آج تک contract پر ہی چل رہی ہیں۔ پنجاب سیکرٹریٹ میں جو ڈپٹی نرس بٹھائی گئی ہے، ان کو کوئی عورت نہیں ملی اور وہ بندہ بٹھایا ہوا ہے، انتہائی قابل افسوس بات یہ ہے کہ نرسز کی ترجمانی ایک مرد کر رہا ہے جس کے ساتھ میں نہیں سمجھتی کہ وہ comfortably اپنی problems کو share کر سکتی ہیں۔ جس طرح ڈاکٹروں کو بیرونی ممالک میں تعلیم حاصل کرنے اور ان کو well aware اور well inform ہونے کی ضرورت ہے، ڈاکٹر شفٹ میں ڈیوٹی کرتا ہے اور

نرسز وہ طبقہ ہے کہ جن کے حوالے ہم اپنے مریض کو کر کے آتے ہیں اور وہ ہم سے اچھی طرح سے اس کی دیکھ بھال کرتی ہیں، ان کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے، صحافی جو کہ ہمارے بھائی ہیں وہ ایک pillar کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے لئے کالونیاں بنانا انتہائی احسن اقدام ہے۔ میں یہ درخواست کرتی ہوں کہ نرسز بھی oppressed community میں ہیں ان کے لئے بھی کوئی رہائشی کالونی بنائی جائے یا کم از کم انھیں پکا ہی کر دیں تو میں جناب کی بڑی مشکور ہوں گی۔ پولیس کے بجٹ میں 8۔ارب 83 کروڑ 64 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ اگر آپ اسے انگریزی میں پڑھتے ہیں تو 8836.420 اگر آپ آخری تین ہندسوں پر غور کریں تو یہ 420 کا ہندسہ ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومتی بنچوں سے اتنے لوگ اور ہم بجٹ اور ضمنی بجٹ پر دہایاں دے رہے ہیں تو میری نظر میں یہ سارا بجٹ چار سو بیس ہے اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی مہربانی۔ شاباش۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ! ہاؤس کا ٹائم ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ آپ کی نظر کرم سے کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ جناب کائرہ صاحب کو عوام دوست، غریب دوست بجٹ بنانے اور پیش کرنے کی کوشش پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھ سے پہلے فاضل ممبر نوانی صاحب نے اس معزز ایوان میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں بھی متعدد مرتبہ یہی اظہار کر چکا ہوں کہ نشستن گفتن اور برخاستن کی کارروائی ہوتی ہے۔ بخدا آپ پارلیمنٹ کو، اسمبلیوں کو sovereign اور با اختیار بنائیں۔ میں اس سے آگے کی بات کرتا ہوں کہ قانون سازی کے علاوہ policy making اس پر عملدرآمد، check and balance اور کنٹرول کے اختیارات اسمبلیوں کو دیئے جائیں اور اسمبلیوں کو sovereign اور با اختیار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اب میں بجٹ کی طرف آتا ہوں اندرونی اور بیرونی قرضوں میں جکڑے ہوئے پاکستان کو ذمہ داران نے کشکول بنا دیا ہے۔ چاروں صوبوں کے پاکستان اور خصوصاً پنجاب میں کبھی بھی سب اچھا نہیں تھا۔ ان حالات میں استحصال زدہ معاشرہ، قرضوں پر جیتے ہیں قرضوں پر مرتے ہیں شاید غالب نے اسی پر ہمارے لئے یہ شعر کہا تھا کہ:

قرض کی پیتے تھے مئے اور سمجھتے تھے
ہاں رنگ لائے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جناب سپیکر! محدود وسائل اور استحصال زدہ معاشرے میں موجود وسائل کے اندر رہتے ہوئے جناب خادم اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کے vision اور ان کی ہدایت پر جناب کائرہ صاحب نے ایک اچھا، متوازن، عوام دوست اور غریب دوست بجٹ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ ابھی عوام دوست اور غریب دوست تو نہیں کہا جا سکتا لیکن میں کوشش اور نیت کی تحسین کرتا ہوں اور یہ پیشکش تحسین کے قابل بھی ہے۔جب غریب دوست اور عوام دوست بجٹ آئے گا ابھی وہ منزل بڑی دور ہے۔شاید فیض صاحب نے انہی حالات اور ماحول کے لئے اس معاشرے کی اصلاح کے لئے یہ شعر کہے تھے۔

ابھی چراغ سر راہ کو کچھ خبر ہی نہیں
ابھی گرانی شب میں کمی نہیں آئی
نجات دیدہ اور دل کی گھڑی نہیں آئی
چلے چلو کہ وہ منزل ابھی نہیں آئی

جناب سپیکر! اب میں بجٹ میں درج چند نکات پر تھوڑی سی گزارشات پیش کروں گا وہ pro poor initiative ہیں میں ان کی تحسین کرتا ہوں کہ اس میں بہتری لانے کے لئے، اس میں خوشحالی لانے کے لئے اور اس میں improvement کی کوشش کی گئی ہے۔سب سے پہلے تو فوری اور سستے انصاف کی فراہمی کا ذکر ہے۔یہ انصاف کے ساتھ ایک مذاق ہے۔سستا انصاف کیا ہوا؟ فوری انصاف، انصاف ہے اور فوری انصاف ہونا چاہئے جس کے لئے جج صاحبان کی تین گنا تنخواہیں بڑھائی گئی ہیں۔مجھے امید ہے کہ اب ہم انصاف کی توقع رکھ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! زراعت کی ترقی کے لئے بات ہوئی ہے۔کسان کو ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے لیکن نہایت افسوس والی بات ہے کہ اس ریڑھ کی ہڈی کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار کو اپنی ضروریات زندگی کے لئے، inputs کے لئے، اپنی کاشت اور پیداوار کو بہتر بنانے کے لئے جو چیز بھی

خریدنی ہے وہ دوسرے کے بھاؤ پر خریدنے پر مجبور ہے اور المیہ یہ ہے کہ جب کاشتکار نے اپنی فصل فروخت کرنا ہوتی ہے تو وہ بھی دوسرے کے بھاؤ پر فروخت کرتا ہے یہ ایک بہت بڑا استحصال اور ناانصافی ہے۔ اس میں inputs کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔اس میں کھادیں ہیں جن کی بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے یہ آج پہلی بات نہیں ہو رہی بلکہ ہمیشہ سے ہو رہی ہے۔جب یوریا کی ضرورت ہوتی ہے تو یوریا کی بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے، جب فاسفورس کھادوں کی ضرورت ہوتی ہے تو فاسفورس کی کھادیں بلیک ہوتی ہیں۔ میں یہ بات دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ ایک مافیا ہے اور اس مافیا کی سرپرستی صوبائی حکومت کے اندر بھی اور مرکزی حکومت کے اندر بھی ہے۔اگر یہ سرپرستی نہ ہو تو یہ بلیک مارکیٹنگ ہو ہی نہیں سکتی اور سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کھاد کی بلیک مارکیٹنگ ہو۔اسی طرح سپرے اور زرعی ادویات ہیں میں اس کے لئے ایک comparison پیش کرنا چاہوں گا کہ ہندوستان کے اندر بھی یہی ملٹی نیشنل کمپنیاں ہیں جو پاکستان کے اندر ہیں جو import کرتی ہیں۔وہاں پر کھاد، دوائیں اور سپرے وغیرہ یہاں سے کئی گنا سستے ہیں لیکن پاکستان میں کئی گنا مہنگے ہیں۔اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں کی حکومت people pro ہے اور جو ملٹی نیشنل کمپنی import کرتی ہے اس پر پابندی لگاتی ہے کہ آپ کو تین سال میں ملک کے اندر raw material پیدا کر کے یہاں ہندوستان کے اندر production کرنا ہو گی لیکن ہمارے ہاں یہ المیہ ہے کہ ان لوگوں کے لائسنس کی تجدید ہوتی رہتی ہے اور ان پر یہ پابندی عائد نہیں ہوتی۔یہ کچھ import کے مسئلے ہیں اور کچھ کمیشن مافیا ہے جس وجہ سے کھاد کی بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے اور یہ کسان پر inputs کا بہت بڑا بوجھ ہے۔پھر پانی کی بھی اتنی شدید کمی ہے کہ دریاؤں پر ہندوستان قبضہ کر کے بیٹھا ہے۔ایک جرنیل نے دریا بیچ دیئے۔ایک جرنیل نے کالا باغ ڈیم نہیں بننے دیا اور ایک جرنیل نے باقی تین دریا جہلم، چناب اور سندھ بھی دے دیئے کہ جو چاہو اس پر ڈیم اور برج بنا کر پاکستان میں پانی کی کمی کرتے رہو۔میں گزارش کروں گا کہ پانی کی کمی اور کھاد کی بلیک مارکیٹنگ پر کوئی دن مخصوص کر کے اس پر بحث کروائی جائے۔

جناب سپیکر! میں آبپاشی کے متعلق تو عرض کر چکا ہوں کہ پانی کی شدید قلت ہے۔میرے حلقے میں L.L.C کی لوئر گوگیرہ نہر ہے۔لوئر گوگیرہ کی tail پر واقع بھاگٹ سب ڈویژن میں ایس ڈی او نہیں ہے۔لوگ دن دہاڑے پائپ لگا کر وہاں سے پانی چوری کرتے ہیں اور دوسرے کاشتکاروں کو کم

دیتے ہیں۔ میں سیکرٹری آبپاشی کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے پاس تو 98 ایس۔ڈی۔او کم ہیں، ان کی بھرتی کی جائے۔ بھلے آپ کریں۔ چونکہ ہمارا زیر زمین پانی کڑوا ہے، ہم brackish zone سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے فوری طور پر وہاں پر کوئی ایس۔ڈی۔او تعینات کیا جائے۔ ہماری سب ڈویژن کا تر کھانی کے ایس۔ڈی۔او کو additional charge دیا گیا لیکن وہ آتے ہی نہیں۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ اگر کوئی مستقل ایس۔ڈی۔او نہیں لگایا جا سکتا تو کمالیہ چونکہ میٹھے پانی کا علاقہ ہے اس لئے وہاں کے ایس۔ڈی۔او کو additional charge دے دیا جائے۔

جناب سپیکر! غربت میں کمی لانے کے لئے سستی روٹی سکیم اور Food Support Programme کا آغاز کیا گیا۔ اگر یہ سکیمیں transparent ہوں تو یہ ایک انقلابی سوچ اور قدم ہے۔ سستی روٹی سکیم اور Food Support Programme سے غربت ختم تو نہیں ہو سکتی البتہ اس میں کمی لائی جا سکتی ہے۔ غربت کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے disparity کو ختم کرنا ہو گا، استحصالی قوتوں کو لگام دینا ہو گی، سب کے لئے مساوی مواقع پیدا کرنے ہوں گے اور ''Have'' اور ''Have not'' میں طبقاتی فرق کو دور کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ بہت مہربانی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی تو میں نے اور باتیں بھی کرنی ہیں، میں اس کو مختصر کر دیتا ہوں۔ یہاں وزیر جیل خانہ جات صاحب بیٹھے ہیں ان سے گزارش کروں گا کہ جیل میں ایک اندھیری دنیا ہے، وہاں پر بہت زیادہ کرپشن ہے اور jail manual کے مطابق قیدیوں کو راشن نہیں ملتا اور وہاں پر ان سے ناجائز مشقت لی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! اس حوالے سے پہلے کافی باتیں ہو چکی ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ان باتوں پر عمل تو کبھی نہیں ہوا۔ وہاں پر جو قیدی احتجاج کرتے ہیں ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔ ابھی recently، دو مہینے پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قیدیوں پر اتنا زیادہ تشدد ہوا کہ 75 قیدی پھٹڑ کا دیئے گئے۔ وہاں کے ایم ایس اور دو دوسرے ڈاکٹروں نے معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ چار قیدیوں کی ہڈیاں توڑ دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اگر ہم پھٹڑ کا کی بجائے زخمی کہہ دیں تو بہتر رہے گا؟

میاں محمد رفیق: چلیں، زخمی کہہ لیں۔ میں ایجوکیٹرز کی بھرتی کے حوالے سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت قابل تحسین ہے، merit پر بھرتی ہو رہی ہے لیکن Diploma Physical Education والوں کی 1995 سے لے کر 2008 تک نہ تو کوئی add آئی اور نہ بھرتی ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ لوگ گھر بیٹھے بیٹھے overage ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں رفیق صاحب کے اس point کو نوٹ کیا جائے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! وہ گھر بیٹھے بیٹھے overage ہو گئے ہیں اور کہا یہ جاتا ہے کہ عمر میں پانچ سال کی رعایت دے دی گئی ہے تو اس رعایت سے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ میرے حلقے کے ایک غریب بچے، جمیل طارق نے سیکرٹری صاحب سے رجوع کیا، وزیر اعلیٰ سے رجوع کیا اور پھر میں نے اسمبلی میں بھی اسی حوالے سے بات کی تھی لیکن ابھی تک اسے یہ relaxation نہیں مل سکی۔

جناب سپیکر! ایک آخری بات عرض کروں گا کہ قبضہ گروپ اور سرکاری اراضی فروخت کرنے کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ میرے علاقے 405 ج۔ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 40/45 مربع زمین پر ایک قبضہ گروپ بیٹھا ہے جس کی پشت پناہی بورڈ آف ریونیو اور ریونیو کا عملہ کر رہا ہے۔ 1963 سے لے کر آج تک یہ قبضہ گروپ وہاں پر قابض ہے۔ مہربانی کر کے اس قبضہ گروپ سے یہ زمین واگزار کروائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، آمنہ الفت صاحبہ!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ مزید دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! development programme بھی بہت اچھا ہے، یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے، قابل تحسین ہے لیکن ہماری ایک سڑک پیر محل درکھانہ روڈ پچھلے سال ADP میں شامل تھی اس کے تین حصے بنائے جانے تھے۔، تیسرے حصے کی funding ہو گئی جبکہ پہلا اور دوسرا حصہ کاٹ دیا گیا۔ اب پتا نہیں یہ سازش کہاں ہوئی؟

جناب سپیکر: آپ کون سی سڑک کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ پیر محل درکھانہ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ جو کہ کمالیہ میں پڑتی ہے۔ غریبوں اور کاشت کاروں کی سڑک ہے۔ لاوارث سمجھ کر اس کو محکمہ C&W نے کاٹ دیا۔ (ق) لیگ کا ایک activist اس کا وہاں پر افتتاح کرنا چاہتا تھا میں نے اس کو روک دیا۔ اب چیف انجینئر کے دفتر میں اس حوالے سے سازش ہوئی اور اس سڑک کے دو حصے کاٹ دیئے گئے ہیں۔ مہربانی کر کے ADP میں اس سڑک کو رکھا جائے اور اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ یہ جنوبی پنجاب کا پسماندہ علاقہ ہے اور اس پسماندہ علاقے کی سڑک کاٹ کر محکمہ C&W نے ظلم کیا ہے۔ میں نے وزیر خزانہ صاحب سے بھی شکایت کی تھی انہوں نے کہا تھا کہ جب بجٹ آئے گا تو پھر ہم اس کے لئے فنڈز بھجوائیں گے تو اب اس کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ شکریہ

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! آج کے اخبارات میں وفاقی حکومت کی طرف سے لگائے گئے کاربن ٹیکس کے بارے میں خبر آئی ہے کہ یکم جولائی سے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔ پٹرول کی قیمت 9 روپے اور ڈیزل کی قیمت 8 روپے بڑھ رہی ہے۔ اسی طرح بجلی کی subsidy ختم کی گئی ہے اور یکم جولائی سے بجلی کی قیمتوں میں بھی 17 فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔ میں پنجاب اسمبلی کے floor پر یہ کہتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی اس taxation سے غریب جو ہے وہ غریب تر ہو جائے گا اور جو دو نوالے اس کو مل رہے ہیں وہ بھی نہیں ملیں گے۔ زراعت کو دیکھ لیں، ایک غریب کسان جس کی تھوڑی سی زمین ہے وہ ڈیزل سے پیٹر انجن یا دوسری اس طرح کی چیزیں چلا لیتا تھا اب وہ بھی ایسا نہیں کر سکے گا۔ بجلی مل نہیں رہی جبکہ بجلی کے بلز double ہو جائیں گے۔ میں اس حوالے سے سب سے زیادہ قصور وار مسلم لیگ (ن) کو گردانوں گا کیونکہ مسلم لیگ (ن) نے قومی اسمبلی میں اپوزیشن کا وہ کردار ادا نہیں کیا جو اسے کرنا چاہئے تھا۔ انھوں نے friendly opposition کا کردار ادا

کیا ہے۔ وفاقی حکومت جب اس طرح کی غلط taxation کر رہی تھی تو انھیں روکنا چاہئے تھا۔ میں پنجاب اسمبلی کے floor سے اس taxation کو condemn کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان کو چھوڑیں، آپ کی پارٹی نے وہاں پر کیا کردار ادا کیا ہے؟ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا، تشریف رکھیں۔

چودھری محمد شفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں نے بات کر دی ہے۔ اب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! میں تھوڑی سی clarification کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! ابھی معزز رکن خالد جاوید گھرال صاحب کہہ رہے تھے کہ قومی اسمبلی میں مسلم لیگ (ن) نے اپوزیشن کا صحیح کردار ادا نہیں کیا۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بات آپ کے علم میں ہونی چاہئے کہ چودھری نثار علی خان صاحب نے وہاں قومی اسمبلی میں اس کی بھرپور مخالفت کی ہے بلکہ اسے "جگا ٹیکس" کہا گیا تھا تو آپ یہ کیسے کہتے ہیں کہ وہاں اس کی مخالفت نہیں کی گئی؟ مسلم لیگ (ن) نے وہاں پر اپنا بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! اگر یہ ایسا کہتے ہیں تو کاربن ٹیکس کے حوالے سے مسلم لیگ نواز اور ہم مل کر ایک مشترکہ قرارداد لے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، تشریف رکھیں۔ لغاری صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ میں نے آمنہ الفت صاحبہ کو floor دیا ہے۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس حوالے سے میں بھی یہ کہوں گی کہ مل کر ایک قرارداد بھیجی جا سکتی ہے۔ خدا خدا کر کے وہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور آخر کار میری باری آ ہی گئی۔

جناب سپیکر: میں تو بڑی دیر سے کہہ رہا ہوں لیکن آپ کے ساتھی interrupt کر رہے تھے۔ میرا خیال ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ آپ بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں تو صبح سے بیٹھی ہوئی ہوں۔ آج کا دن ضمنی بجٹ پر بات کرنے کے لئے مختص ہے۔ ضمنی بجٹ پر جو خرچہ ہونا تھا وہ تو ہو چکا اور وہ 3 کھرب سے بھی زیادہ کر لیا گیا۔ اس سلسلے میں نوانی صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتی ہوں۔ مجھے آپ کی توجہ پوری چاہئے اور نظر آنا چاہئے کہ آپ میری بات سن رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ مجھے بے شک دیکھتی رہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ آپ custodian of the House ہیں اور ہماری بات پر آپ توجہ دے رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں اور آپ کی بات سننے کے لئے یہاں بیٹھا ہوں۔

محترمہ آمنہ الفت: اگر اور کوئی نہیں سنے گا تو کم از کم آپ ضرور سن لیں گے اور وہ کہیں نہ کہیں کام آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، آپ فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی بجٹ کے حوالے سے اور ہم یہاں پر جو exercise کر رہے ہیں اس حوالے سے نوانی صاحب نے جو بات کی ہے مجھے اس سے سو فیصد اتفاق ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ system میں اگر کوئی flaws ہیں تو ان کو ٹھیک کرنا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے۔ ہم tradition کو لے کر چلتے رہیں اور اندھوں کی طرح سے اس کے پیچھے لگے رہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ وقت کی ضرورت کے مطابق اس میں changes لائی جا سکتی ہیں۔ اسے فعال بنانے کے لئے لوگوں کی ضرورت کے مطابق بنانے کے لئے کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔ ضمنی بجٹ کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ جب خرچہ ہی ہو چکا تو اس پر میں کیا بات کروں جس طرح کہتے ہیں کہ:

اب پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

انگریزوں کا یہ دستور ہے کہ وہ آئندہ سو سال کی بھی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ پہلے سوچتے اور سمجھتے ہیں اور پھر ضرورت کے مطابق بجٹ بناتے ہیں۔ ہمارے ہاں پتا نہیں کون بجٹ بنا دیتا ہے اور ہم اس پر چیخ و

پکار کرتے ہیں اس کے بعد گھروں میں جا کر سو جاتے ہیں تو اس سسٹم کو ٹھیک کرنے کی بھی ضرورت ہے اور جیسا کہ میری پچھلی تقریر میں ہوا کہ میں تجاویز دے دے کر تھک گئی اور وزیر موصوف میری تجاویز کو تجاوزات سمجھتے رہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ انہوں نے تو تجویز ہی کوئی نہیں دی۔ اس دفعہ میں نے صرف تین کام کرنے ہیں۔ دو تجاویز دینی ہیں اور ایک شعر پڑھنا ہے۔

آوازیں: پہلے شعر پڑھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: وہ جو شعر ہے وہ میں نے اپنے ہی نذر کرنا ہے۔ وہ اس لئے کہ ایک خودستائی مرزا غالب نے بھی کی تھی لہذا تھوڑی سی خودستائی ہم بھی کر لیں۔ میں عرض کروں گی کہ:

یہ جو دیوانے سے جو دو چار نظر آتے ہیں
ان میں کچھ صاحب اسرار نظر آتے ہیں
تیری محفل کا بھرم رکھتے ہیں سو جاتے ہیں
ورنہ یہ لوگ تو بیدار نظر آتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اگر میں منسٹر صاحبان کی طرف دیکھوں تو کچھ ان کی نذر بھی کر دوں۔

گاڑی میں پھرتے ہوئے تو وزیر لگتے ہیں
اسمبلی میں بیٹھے ہوئے بے کار نظر آتے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر وزیر محترم اس دن میری بات کو پورا سن لیتے، وہ ساری باتیں ان کے سر سے گزر نہیں بلکہ پھسل گئیں۔ اگر وہ بھی اپنے بال لگوا لیتے تو شاید دو چار اس میں پھنس جاتیں۔ میں یہ کہوں گی کہ سب سے پہلے وزراء اپنے دماغ تخلیق کے دریچوں کے تالے کھول لیں تاکہ سننے کی، سوچنے کی سوجھ بوجھ کی ان میں صلاحیت پیدا ہو جائے اور پھر میری جو دو تجاویز ہیں انہیں وہ تجاوزات نہ سمجھیں اور ان کو بھی کسی خانے میں سٹور کر لیا جائے شاید مستقبل میں کام آ جائیں۔ ورنہ پھر اگلا ضمنی بجٹ ہو گا اور ہم بے دریغ کئے گئے شاہانہ اخراجات پر ایسے ہی کارروائی ڈال کر منظور کر کے چلے جائیں گے۔ میری تجویز ہے اور جو اس وقت ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے یہ سب سے بڑا مسئلہ دہشت گردی ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! دہشت گردی کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ اس کو ختم کرنا ہے۔ جیسا کہ ہمیں 25 گاڑیوں کی detail بھی ملی کہ یہ بارود سے بھری 25 گاڑیاں پنجاب میں بلکہ لاہور میں موجود ہیں۔ وہ کہیں تو underground ہیں ان کو پکڑنے کا کوئی طریقہ ہمیں سوچنا چاہئے تو ہی اس کا کوئی حل نکلے گا۔

جناب سپیکر: آپ بھی کوئی مشورہ دے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! مشورہ بھی دے دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: خاموشی اختیار کی جائے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ سسٹم کو صحیح طرح سے چلائیں۔ اس سلسلے میں، میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمارے پاس اللہ کے فضل و کرم سے یونین کونسلز میں جو ایک بلدیاتی system already exist کر رہا ہے وہ system gross root تک ہے۔ اس میں یونین کونسل کا ناظم، نائب ناظم اور اس کی پوری ٹیم جس میں خواتین کونسلرز بھی شامل ہیں۔ آپ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ ایک کونسلر اپنی یونین کونسل کا اپنے area کے ایک ایک گھر سے واقف ہوتا ہے۔ اگر آپ پوش علاقے کو اس سے نکال دیں وہ تو نادرا سے بھی ریکارڈ نکل آتا ہے کہ یہ فلاں صاحب کا گھر ہے اور ان کا یہ شناختی کارڈ نمبر ہے اور یہ genuine لوگ ہیں یا نہیں ہیں لیکن وہ چھوٹی چھوٹی آبادیاں جو ہمارے شہر لاہور میں exist کرتی ہیں جیسا کہ فردوس مارکیٹ ہے، مکہ کالونی اور ماڈل کالونی ہے۔ وہاں پر ایک ایک دو دو مرلے کے جو گھر ہیں اور ان پر چھ چھ منزلہ construction کر کے لوگوں نے کرایہ پر دیئے ہوئے ہیں اور یہ لوگ وہاں پر آکر کرایہ پر اپنا بسیرا کر لیتے ہیں۔ علاقے کا ناظم وہاں کی پولیس اور معزز لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک جگہ پر اگر بٹھا دیا جائے اور کونسلر حضرات جن میں خواتین کونسلر بھی شامل ہیں جو ایک ایک گھر میں جا کر ووٹ مانگتے ہیں اور ان کے پاس complete data ہوتا ہے کہ یہ شخص کرایہ دار ہے اور یہ مالک مکان ہے۔ انہیں ایک ایک چیز کا پتا ہوتا ہے اور پورے پنجاب میں یہ بلدیاتی نظام اور ٹیمیں موجود ہیں۔ اگر انہیں پولیس کے ساتھ بٹھا کر گھر گھر checking کا سلسلہ

شروع کر دیا جائے اور مالک مکان ان لوگوں کو کرایہ پر گھر دے دیتے ہیں جن کے پاس نقلی شناختی کارڈ ہوتے ہیں ان شناختی کارڈوں کو چیک کرنے کا سسٹم جس طرح بنکوں کے پاس موجود ہے، جس طرح بنک نقلی شناختی کارڈ کو پکڑ لیتا ہے اس کے پاس وہ سسٹم موجود ہے وہی سسٹم ناظم کے پاس بھی ہونا چاہئے کیونکہ اگر پولیس اور اس کی ٹیم اس کے ساتھ ہے تو وہ اس شناختی کارڈ کو بھی فوری طور پر چیک کر سکیں گے کہ یہ نقلی شناختی کارڈ ہے اور اس کی نشاندہی upper level پر ہو اور مشتبہ لوگوں پر نظر رکھنے کے لئے ایک ٹیم مرتب کی جائے جو ان پر نظر رکھ سکے، اس کے بعد میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی حکومت کی نظر سے بچ سکے گا۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ چودھری صاحب جو بات ہو رہی ہے اسے نوٹ فرمائیں۔ محترمہ wind up فرمائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میرا صرف ایک پوائنٹ اور ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ سڑکوں پر ایسی خواتین کی بہتات ہے جنہوں نے بچے کندھوں پر ڈالے ہوتے ہیں وہ بچے نیم مردہ حالت میں ان کے کندھوں پر صبح سے لے کر شام تک سوئے رہتے ہیں۔ ان کو بھی مختلف عزائم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش ؒ کے مزار پر اگر آپ چلے جائیں تو ایسے بے تحاشا لوگ ہیں جو مسافر بھی ہیں، ضرورت مند بھی ہیں اور ان کی آڑ میں بہت سے غلط لوگ بھی وہاں پر براجمان ہیں جو کہ اپنی غلط کاریوں کی وجہ سے ایک مصیبت بنے رہتے ہیں۔ اگر حضرت داتا گنج بخش ؒ سے ملحقہ کوئی ایسی بلڈنگ تعمیر کر دی جائے جسے مسافر خانے کا نام دیا جائے اور ایسے تمام گداگر خواتین اور وہ بچے اس میں داخل کر دیئے جائیں جن کے لئے اس کے اندر ایک سکول بنا دیا جائے اور ان کی proper registration ہو۔ وہاں پر خواتین اور مردوں کے لئے مسافر خانہ الگ الگ کر دیا جائے۔ وہاں پر کھانے پینے کی کوئی کمی نہیں ہے جتنے لوگ وہاں مستحقین کو لنگر دیتے ہیں وہ لنگر اس مسافر خانے کو دے دیا جائے اور رہائش کا انتظام حکومت کر دے۔ یہ بد صورتی نظر آتی ہے کہ لوگ فٹ پاتھوں پر پڑے سو رہے ہیں اور منشیات کے عادی بھی وہاں نشے کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں اس سے دربار کا تقدس بھی پامال ہو رہا ہوتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ بہت مہربانی۔ جناب عبدالوحید صاحب!

جناب عبدالوحید چودھری: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قال النبی ﷺ قل کم راع و قل کم سول علی عن راعتہ٥ صدق اللہ العظیم۔

جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ بہت سارے لوگوں کی 3/3 دفعہ باری آچکی ہے اور آج آپ کی نظر کرم ہم پر پڑی ہے اس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔ باتیں اور ارمان تو بہت تھے ہم بڑی تیاری کر کے پانچ سات دن اپنے نوٹس بنا کر بیٹھے رہے لیکن آج اپنا حصہ ڈالنے کے لئے دو چار باتیں کروں گا۔ یہ budget session بہت important ہے اور میں یہاں بڑے افسوس سے یہ کہوں گا کہ ہماری انتظامیہ، ہمارے سیکرٹریز اور ہمارے وزراء کی عدم دلچسپی پر بڑا افسوس ہوا ہے۔ میں اپوزیشن ممبران کے رویے، ان کی approach اور اس بجٹ میں ان کا حصہ لینے کو appreciate کروں گا کہ انہوں نے اس میں بڑے بھرپور طریقے سے حصہ لیا اور یہی ایک اپوزیشن کا کردار ہوتا ہے۔ پچھلے سال ہماری گورنمنٹ اور ہمارے وزراء کی جو کارکردگی رہی ہے میں اس پر خاص طور پر وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو مبارکباد پیش کرتا ہوں، ان کے وزراء کی اس ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے انتہائی نامساعد حالات میں انتھک محنت کر کے پنجاب کی عوام کو relief دیا اور پنجاب کی عوام سے ہم نے جو وعدے کئے تھے وہ پورے کئے گئے جس میں، میں دو چار خاص باتوں کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ گندم کی خریداری مہم کے حوالے سے بات کروں گا کہ جب سے پاکستان بنا ہے آج تک ہمارے کسان کو اتنا پیسا کبھی نہیں ملا۔ میں ایک چھوٹا سا زمیندار ہونے کے ناتے کہوں گا کہ گورنمنٹ نے فصل کی جتنی price مقرر کی ہے وہ آج تک کبھی کسی کو نہیں ملی جیسے اس دفعہ ملی ہے۔ زمینداروں نے اپنی بیٹیوں کے ہاتھ بھی پیلے کئے، اپنے مکان بنائے اور اپنے دکھ درد و علاج معالجے کے لئے رقم بھی رکھی اور یہ انتہائی خوشی کی بات ہے کہ middle man کا کردار ختم ہو گیا۔ یہ middle man کسانوں کی روزی لوٹ لیتا تھا اور ان کی محنت کو ہڑپ کر جاتا تھا لہذا اس کے کردار کو کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ میں اس پر وزیر خوراک، وزیر زراعت اور وزیراعلیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ میں ایک دو تجاویز بھی دینا چاہوں گا کہ گرین ٹریکٹر سکیم انتہائی قابل قدر اور قابل ستائش پروگرام ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کو بڑھایا جائے ایک ضلع میں چند سو ٹریکٹر دے

کر ہم گرین انقلاب نہیں لا سکتے اس پر سبسڈی کی مزید ضرورت ہے۔ ہماری انڈسٹری فیل ہو چکی ہے، ہمارے پاس بجلی نہیں ہے، ہمارے مزدور بے روزگار ہو چکے ہیں اگر ہم نے اس ملک اور خاص طور پر پنجاب کو خوشحال دیکھنا ہے تو ہمیں زراعت کے اوپر focus کرنا ہوگا، ہمیں کسانوں کی حالت بدلنی ہوگی، ہمیں پانی کے مسئلے کو حل کرنا ہوگا، ہمیں زرعی ادویات اور کھاد کو صحیح معنوں میں کسانوں تک پہنچانا ہوگا۔ میں آپ کے توسط سے وفاقی گورنمنٹ سے یہ گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے پنجاب ہی بڑے بھائی کا کردار ادا کرتے ہوئے پورے ملک کے لئے ہر مشکل وقت میں کام آتا ہے لہذا ہمیں پانی پورا دیا جائے ورنہ ہمارے کسان بدحال ہو جائیں گے۔ میں گزارش کروں گا کہ ٹیوب ویل لگانے کے لئے بہت بڑی پریشانی اٹھانا پڑتی ہے۔ پہلے وفاقی وزیر سے priority لگوانی پڑتی ہے تو ڈیمانڈ نوٹس بنتا ہے، اس کے بعد پھر سامان لینے کے لئے منسٹر کے پاس جانا پڑتا ہے۔ منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے کہ کوئی ایسی سستی ٹیکنالوجی متعارف کرائی جائے، سولر انرجی سسٹم متعارف کرایا جائے جو ہماری زراعت کے لئے اور چھوٹے کسانوں کے لئے فائدہ مند ہو۔ اگر زراعت خوشحال ہے، زمیندار خوشحال ہے تو یہ ملک خوشحال ہوگا۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے صحت کے حوالے سے جو اقدامات کئے ہیں آج تک پورے پنجاب میں کبھی کسی کو مفت ادویات نہیں ملی تھیں، تمام امیر لوگوں کو فیملی وارڈ میں اے سی کمرے مل جاتے تھے آج وزیر اعلیٰ صاحب کی مہربانی سے ہر غریب جس کے پاؤں میں جوتی بھی نہیں ہے وہ بھی اے سی والے ہسپتال میں اپنا علاج کروا رہا ہے۔ جو لوگ ڈائیلاسز نہیں کروا سکتے تھے اور ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے تھے آج وزیر اعلیٰ صاحب کی مہربانی کی وجہ سے زندگی کے چند سانس سکون وخوشی سے لے رہے ہیں، انہیں مفت ادویات دی جا رہی ہیں اور یہ سب کچھ پنجاب میں پہلی دفعہ ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ دور دراز کے دیہاتی علاقوں میں بھی یہ سہولتیں میسر ہونی چاہئیں۔ وہ بھی پاکستانی شہری ہیں ان کا بھی بنیادی ضروریات پر پورا پورا حق ہے لہذا ان کو focus کر کے ان کو بھی یہ سہولیات ملنی چاہئیں۔

جناب سپیکر! میں سستی روٹی اور Food Stamp Programme کو appreciate کروں گا بے شک یہ ایک بڑا انقلابی قدم تھا۔ میں نے ملتان میں ایسے علاقے کو focus کیا جہاں مزدور

طبقہ رہتا ہے وہاں تندور لگوائے ہیں وہ بڑا شکر ادا کرتے ہیں کہ دو چار روپے میں اپنا پیٹ بھر لیتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں مزید کہوں گا کہ جن علاقوں میں یہ سہولت نہیں ہے انہیں بھی یہ سہولت دی جائے۔ میں Food Scheme کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ وہاں ڈاکخانے کے لوگ کرپشن کرتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ پیسے دیتے ہیں اور پھر نہیں دیتے۔ میں اس حوالے سے وفاقی گورنمنٹ سے مطالبہ کروں گا کہ اس کو ٹھیک کیا جائے تاکہ غریب اور مسکین لوگوں کو ان کا حق ملے۔

جناب سپیکر: اوپر لابی میں جو صاحبان سوئے ہوئے ہیں میری گزارش ہے کہ وہ باہر کہیں انتظام کر لیں یا attentive بیٹھیں۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں Livestock کے حوالے سے گزارش کروں گا کہ اس کے لئے جتنی رقم رکھی گئی ہے وہ ناکافی ہے۔ ہمیں اس ملک کے کسان کو خوشحال کرنے کے لئے dairy farming پر خصوصی توجہ دینی ہے۔

جناب سپیکر! یہاں امن عامہ کی بات ہوئی، بے شک پولیس کے لئے پیسہ رکھا گیا ہے، Risk Allowance بھی دیا گیا ہے اور انہیں جدید سہولتیں بھی دی جائیں لیکن خدا کے لئے انہیں پنجاب کے عوام کی جان و مال کا محافظ بنایا جائے۔

جناب سپیکر: میں معزز اراکین سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اوپر لابی میں بیٹھے صاحبان سے کوئی اشارے کنائے میں بات نہ کرے ورنہ یہ قواعد کی خلاف ورزی ہے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ پولیس افسران کے لئے اخلاقیات ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ بنایا جائے، انہیں معزز شہریوں کے ساتھ حسن سلوک کی ٹریننگ دی جائے کیونکہ موجودہ حالات میں کوئی شریف آدمی تھانے جا ہی نہیں سکتا۔ وزیر جیل خانہ جات بیٹھے ہیں میں eye witness ہوں کہ جیل کے دورے پر جا کر دیکھ لیں ان کے لئے روٹی بہت اچھی ہو گئی ہے۔ انہیں کھانا دو ٹائم مل رہا ہے، شربت مل رہا ہے اور چائے بھی مل رہی ہے میں appreciate کرتا ہوں لیکن ابھی وہاں بہت کچھ کرنے والا ہے، وہاں بڑا ظلم و ستم ہوتا ہے، وہاں تشدد ہوتا ہے، وہاں منشیات بھی ملتی ہے، موبائل فون بھی جاتے ہیں اس کی طرف بھی وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گا۔

جناب سپیکر!وزیر تعلیم صاحب نہیں بیٹھے، میں گزارش کروں گا کہ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا ہمارا خاص پروگرام ہے اس سے ہماری تعلیم میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ جن لوگوں کو یہ 300روپے فی طالبعلم مل رہے ہیں۔وہ سکول مافیا ہیں جنہوں نے سکول بنائے ہوئے ہیں۔ان کی مالی حالت تو بہتر ہوئی ہے لیکن تعلیم کی حالت بہتر نہیں ہوئی۔ خدا کے لئے اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائی جائے کہ ایجوکیشن فاؤنڈیشن جوان کو پیسا دے رہی ہے اس کو چیک کر سکے۔ میں جانتا ہوں کہ ایک ایک بندے نے چار چار سکول کھولے ہوئے ہیں۔آپ ہاؤس کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنائیں جوایجوکیشن فاؤنڈیشن کے فنڈز کی نگرانی کرے۔

جناب سپیکر!ابھی میری بہن نے امن عامہ کے حوالے سے بات کی تھی۔آج کل جو ملک کے حالات ہیں کہ کتنی بد قسمتی ہے کہ ہم اس ملک میں جو پالیسیاں بناتے ہیں ان پالیسیوں کی ہمیں تو سمجھ نہیں آتی کہ ایک دن پارلیمنٹ میں بڑی عجلت میں صوفی محمد صاحب کے blackmail ہونے سے بل بھی پیش ہو جاتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بندے وہی ہیں۔جب پہلے افغانستان میں روس تھا تو ہم مجاہدین تھے۔اب امریکہ آگیا ہے تو ہم دہشت گرد ہو گئے ہیں۔ میں یہ مانتا ہوں کہ اس میں بہت سارے جرائم پیشہ لوگ داخل ہو گئے ہیں جو ظلم وستم کر رہے ہیں اور بے گناہ لوگوں کی جان و مال کو تباہ کر رہے ہیں۔ میں اس کو condemn کرتا ہوں لیکن میں آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ڈرون حملے ہمارے مسلمانوں پر ہو رہے ہیں یہ اس وقت کیوں نہیں ہوئے تھے جب بیت اللہ محسود کی نشاندہی کی گئی تھی کہ وہ اس جگہ پر ہے۔اس وقت امریکہ نے حملہ نہیں کیا تھا۔اس کی کیا وجہ ہے؟آج مسلمانوں کا جنازہ ہو تو وہاں پر حملہ ہو جاتا ہے۔قاری زین الدین جو بیت اللہ محسود کا مخالف تھا اسے دو دن میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ہماری انٹیلی جنس نے امریکہ کو رپورٹ دی کہ بیت اللہ محسود فلاں جگہ پر ہے۔

جناب سپیکر!ہم اپنی فوج کے ساتھ ہیں۔ ہم ان بھائیوں کے ساتھ ہیں جو وہاں شہید ہوئے۔ مجید سپاہی جو ملتان میں شہید ہوا۔اس کے بچوں کی آہ و بکا بھی ہمیں سامنے رکھنی چاہئے لیکن جو بے گناہ وہاں شہید ہو رہے ہیں میں سمجھتا ہوں اور یہ بات on record ہے کہ جتنے بندے وہاں بمباری سے شہید ہوئے ہیں ان میں سے ایک تہائی بھی دہشت گرد نہیں تھے۔ہمارے اپنے مسلمانوں کو شہید کیا گیا

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قیامت والے دن ہم سے پوچھا جائے گا کہ بای ذنب قتلت وہ فوجی بھی پوچھے گا کہ مجھے کیوں مارا گیا اور ہمارے مسلمان بھی ہم سے پوچھیں گے کہ بای ذنب قتلت اے حکمرانوں! ایک اسلام پر بننے والے ملک میں اتنا تضاد کیوں ہے؟ ہم نے ان کو trained کیا ہے، ہم نے ان کو support کیا اور ہم نے 8 سال ان کو اسلحہ دیا۔۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! میں نے اپنی بہن خدیجہ عمر سے پہلے نام دیا ہوا ہے۔ آپ ہمیشہ مجھے ignore کر دیتے ہیں۔ اس کی وجہ kindly مجھے بتادیں کہ میرا قصور کیا ہے، کیا میرا قصور یہی ہے کہ میں سرائیکی ہوں اور میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کا نام list میں موجود ہے لیکن آپ کا نمبر بعد میں ہے اور ان کا نمبر پہلے ہے۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! اگر میری بہن کا پہلے نمبر ہے تو آپ پہلے انھیں موقع دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا نمبر ہے۔ اگر آپ انھیں موقع دینا چاہتی ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اگر آپ بات کرنا چاہتی ہیں تو بات کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں جو بات کی تھی اس میں بھی میرا جو بنیادی مقصد رویے اور سوچ کے متعلق تھا۔ آج بھی جب میں بات کرنے جا رہی ہوں کہ ہم نے سادگی کا تو بہت پرچار کیا ہے اس ضمنی بجٹ کو دیکھنے کے بعد میں یہ چاہوں گی کہ تمام لوگوں کو پتا چلے کہ بجٹ کتنا سادہ ہے۔ ہمارے ضمنی بجٹ میں جو سادگی ہے اور جو good governance دکھائی گئی ہے اس کے متعلق میرے خیال میں سب کو بتانے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! ایوان کے معزز ممبران نے اپنی تقریر کا آغاز اسی بات سے کیا کہ موجودہ حالات کے باوجود ہم اس بجٹ پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ یہاں موجودہ حالات کا بار بار ذکر کیا گیا ہے تو میں یہ بتانا چاہوں گی کہ ہمارے ملک میں حالات بہت عرصے سے ٹھیک نہیں ہیں۔ ہم دہشتگردی کا کافی عرصہ

سے شکار ہیں لیکن ہمیں یہ ماننا چاہئے کہ موجودہ حالات جو بہت worse ہو گئے ہیں اس میں ہماری mismanagement کا بھی عمل دخل ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! قواعد انضباط کار 1997 کے قاعدہ 223(f) کو پڑھئے۔ کیا میں آپ کو کتاب بھجوا دوں؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے کوئی بات بھی نہیں کی۔ بسراء صاحب ہی میرے ساتھ آکر بیٹھ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں اور کارروائی چلنے دیں۔ جی، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ!

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! ہم کافی عرصے سے دہشت گردی کا شکار ہیں لیکن ہمیں یہ مان لینا چاہئے کہ ہم mismanagement اور so-called good governance کی وجہ سے ان حالات کا شکار ہیں اور ہم جو ضمنی بجٹ دیکھ رہے ہیں کہ سادگی کا جو پرچار ہم نے کیا ہے وہ بڑا واضح نظر آتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ بھی حیران کن بات ہے کہ گزشتہ بجٹ جس میں ترقیاتی سکیموں کے لئے پیسا رکھا گیا ہم نے وہ پیسا تو خرچ نہیں کیا لیکن غیر ترقیاتی کاموں پر فضول خرچیاں ضرور کی ہیں۔ میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گی کہ اس میں خاص طور پر وزیر اعلیٰ ہاؤس کے لئے 12 کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اس کو بڑھا کر 27 کروڑ کیا گیا۔ مجھے انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کم از کم ہمیں اپنے اخراجات کا تو علم ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں کہوں گی کہ 35 لاکھ روپیہ ٹرانسپورٹ کی مد میں خرچ کرنے کا ذکر تھا وہ بھی بڑھ گیا۔ کیا یہ اچھی سادگی ہے؟ میں دوبارہ یہ کہوں گی کہ ہمیں سب سے زیادہ رویوں کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم کم از کم جو بات کریں، جس چیز کا عوام کے سامنے پرچار کریں اور جس بنیاد پر ہم لوگوں سے ووٹ لے کر آئیں ان کی امنگوں کے ساتھ ایسے نہ کھیلیں، ان کے ساتھ غلط بیانی نہ کریں کم از کم اس بات پر ضرور عمل کریں جس کی بنیاد پر لوگوں سے ووٹ لئے ہوئے ہیں۔ میں یہاں یہ کہوں گی کہ جب کوئی بات کرے اور اس پر عمل نہ کرے تو وہ منافقوں کی نشانی ہوتی ہے۔ جب آپ بات کر رہے ہیں تو اس پر عمل ضرور کریں۔

جناب سپیکر! ہم نے VIP culture پر بڑا شور مچایا تھا۔ اس ضمنی بجٹ میں VIP security کے لئے 7 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ہم ایک طرف سادگی کی بات کرتے ہیں اور ادھر سے ہم VIP culture کو promote کر رہے ہیں۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آتی کہ سکیورٹی کس کی ضرورت ہے جس پر اتنا روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ ہماری غریب عوام مر رہی ہے، کیا وہ انسان نہیں ہیں، ان کی سکیورٹی کے لئے تو کچھ نہیں ہے اور VIPs کوئی زیادہ بڑے ہیں؟ مہربانی کر کے سب کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جائے۔ اسی لئے جو لوگ سب سے زیادہ desperate ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ difference اس قدر ہے کہ امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب کو ہم اتنا ذلیل کر رہے ہیں کہ وہ خودکشیاں کر رہے ہیں جن کی خبروں سے اخبارین بھری ہوئی ہیں۔ میں یہاں پر یہ بھی کہوں گی کہ mismanagement کی وجہ سے بہت سے ایسے منصوبے ہیں جو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکے جن میں سے میں چند منصوبوں کا ذکر کروں گی خاص طور پر لاہور کا رنگ روڈ پراجیکٹ، لاہور سے سیالکوٹ موٹروے، ایکسپریس وے جو کہ روک دیا گیا ہے اگر اس پر ہم بروقت کام کر لیتے اور ان میں changes نہ لاتے تو ہمیں اضافی رقم خرچ نہ کرنی پڑتی کیونکہ obviously جب ہم changes کرتے ہیں تو آپ کو پتا ہے کہ قیمتیں بھی آسمانوں تک پہنچ چکی ہیں اس لئے ہمیں اضافی اخراجات برداشت کرنا پڑ رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ تمام پراجیکٹس رُک گئے ہیں۔ اسی طرح ایک اور پراجیکٹ کے حوالے سے بتانا چاہتی ہوں کہ DHA کی طرز پر سوا لاکھ کنال اراضی acquire کی گئی اور اس پر دو ہاؤسنگ سکیمیں بنانے کا کہا گیا تھا لیکن مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ تمام کام ٹھپ ہو چکے ہیں، ایسے ہی بہت سارے منصوبے deadlock کا شکار ہیں۔ یہ میں آپ کو good governance کی چند مثالیں بتا رہی ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی ذکر کروں گی کہ وزیراعلیٰ پنجاب کے ہیلی کاپٹر کے لئے پچاس لاکھ روپے مختص کئے گئے تھے جبکہ یہاں پر خرچ اڑھائی کروڑ روپے ہوئے ہیں۔ ایسی سادگی جس کا ہم پرچار کرتے رہے ہیں اگر یہ سادگی ہے تو اس پنجاب کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ میں ایوان کے اندر کہوں گی کہ وہ سکیمیں جن کا براہ راست عوام کو فائدہ ہونا تھا اور ہم سے بار بار دفعہ سکیمیں مانگی گئیں لیکن اس پر کسی قسم کا عملدرآمد نہیں ہوا جو نہایت افسوس کی بات ہے خاص طور پر ہماری اپوزیشن کی بہنوں کی کسی بھی سکیم پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میری یہاں پر بیٹھے ہوئے related ministers سے یہ گزارش ہے کہ ہماری

سکیمیں اگر آپ کو اس وجہ سے چبھ رہی ہیں کیونکہ اپوزیشن نے دی ہیں تو یہ سکیمیں بے شک ہماری طرف سے نہیں، اپنی طرف سے بھجوا دیں لیکن اس پر غور کر کے عملدرآمد ضرور کریں کیونکہ اس سے براہ راست عوام کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں ایک اور بات کروں گی کہ پولیس کے لئے تقریباً 8 کروڑ 50 لاکھ اضافی رقم خرچ کی گئی ہے اس میں mention یہ کیا گیا ہے کہ award اور secret fund کی صورت میں رقم دی گئی ہے جس میں کوئی justification یا کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی کہ یہ رقم کس طرح خرچ کی گئی ہے؟ میری یہ گزارش ہے کہ ایوان کے سامنے یہ بتایا جائے کہ وہ secret fund کیا ہے اور کس طرح سے استعمال ہوا ہے اور پولیس کی کون سی اعلیٰ خدمات ہیں جس کی وجہ سے پولیس کو award کی صورت میں دیئے گئے ہیں۔

اسی طرح میں صحت کے حوالے سے بات کروں گی کہ صحت کی مد میں 4۔ارب 54 کروڑ روپے زائد خرچ ہوئے ہیں۔آپ جا کر ہسپتالوں کا حال دیکھیں تو بہت بری حالت ہے۔یہاں پر وزیر قانون صاحب اور وزیر خزانہ صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں تو میں ان سے یہ گزارش کروں گی کہ ہماری اپوزیشن کی طرف سے یہ پیغام وزیر اعلیٰ صاحب کو دیں کہ اتنے اہم اجلاس خاص طور پر بجٹ اجلاس میں جب ہم لوگ اتنی اہم چیزیں عوام کی بہتری کے لئے discuss کر رہے ہوں تو kindly وہ آیا کریں۔ اگر وہ یہاں پر ہوتے تو سب اچھا کی جو رپورٹ ہے ان کو واضح ہو جاتا کہ سب اچھا نہیں بلکہ بیڑا غرق ہو چکا ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، محترمہ آصفہ فاروقی صاحبہ!

محترمہ آصفہ فاروقی: شکریہ۔جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے شریف النفس، ذہین، قابل وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو موجودہ حالات کے مطابق اپنی جیب اور خزانہ دیکھتے ہوئے ایک عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔اس کے بعد میں اپنے عوامی وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک ایسے قابل شخص کو وزیر خزانہ چنا جنہوں نے آج ہم لوگوں کی تمام مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے عوامی بجٹ پیش کیا۔بحیثیت خاتون اور اس ایوان کے ممبر ہونے کی حیثیت سے میں یہاں یہ ذکر کروں گی کہ میں ضلع جھنگ سے واحد عورت رکن اسمبلی ہوں کیونکہ وہاں

سے پیپلز پارٹی کا کوئی MNA ہے نہ کوئی پیپلز پارٹی کی عورت ایم پی اے ہے۔ میں تقریباً دو سال سے اپنی ترقیاتی سکیمیں دے رہی ہوں جو نجانے کس طرف گئی ہیں؟ آج مجھے موقع ملا ہے لہذا میں وہ بھی remind کروانا چاہتی ہوں کہ میرے علاقے کو براہ مہربانی اس طرح ignore نہ کیا جائے۔ ہمارا ایک پسماندہ ضلع ہے جہاں پر صرف یہی نہیں بلکہ مذہبی فسادات بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ہم ترقی کی دوڑ میں کافی پیچھے رہ گئے ہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ ضلع جھنگ کے لئے ایک میڈیکل کالج مانگا تھا۔ میں یہاں پر یہ بھی آپ کے گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ جھنگ ایک ترقی پسند علاقہ بھی ہے اور وہاں سے نوبل انعام یافتہ بھی پیدا ہوئے ہیں اس کے باوجود میرے ضلع کو آج تک میڈیکل کالج نہیں دیا گیا۔ ہماری خواتین چاہتی ہیں کہ بے نظیر بھٹو شہید کے نام پر ہمارے ضلع کو ایک میڈیکل کالج دیا جائے۔ اس کے علاوہ میں نے request کی تھی جھنگ سے فیصل آباد تک موٹروے کی طرز پر سڑک بنائی جائے کیونکہ بہت تنگ سڑک ہے جس پر ٹریفک بہت زیادہ ہوتی ہے اور یہ سڑک موٹروے سے ہمیں link کرتی ہے۔ ایسی دورویہ سڑک ہو جس پر حادثات نہ ہوں اور ہمارے علاقے کی یہ demand بھی پوری ہو جائے۔ اس کے علاوہ ہمارے علاقے میں پینے کے صاف پانی کی طرف زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ بعض دیہاتوں میں بہت گندا پانی ہے مثلاً شورکوٹ تحصیل کی طرف بہت سارے دیہات ہیں جہاں پانی صاف نہیں ہے۔ میں ساری تحصیلوں کا بشمول ترقیاتی سکیموں کا ذکر کر رہی ہوں۔ جس علاقے سے عابدہ حسین ہاری تھی میں نے اس علاقے کے لئے بھی ترقیاتی کاموں کے لئے سکیم دی تھی اور سڑکوں کا بھی کہا تھا کیونکہ وہاں پر ہمارا کوئی MNA نہیں تھا۔ اسی طرح جس علاقے سے صغریٰ امام ہاری تھی اس کے لئے بھی ترقیاتی سکیموں کا لکھا تھا کہ وہاں بھی سڑکیں بنائی جائیں۔ اسی طرح شورکوٹ میں ہماری عوام کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا جس کے لئے میں چاہتی ہوں کہ وہاں پر پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے تاکہ جگر، گردے یا آنکھوں کی بیماریاں کم ہوں۔ میری اپنے علاقے کے لئے یہی demand تھی کہ ہمارے ترقیاتی کاموں پر توجہ دی جائے تاکہ ہمارا ضلع ترقی کرے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے اگر آپ بشریٰ کو ٹائم دے دیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ اپنی باری کا انتظار کریں اور میں آپ کو لسٹ بھی بھجوانا چاہتا ہوں تا کہ آپ کو پتا چل جائے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں اپنی بہن محترمہ ثمینہ صاحبہ کی بھی مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے پہلے وقت دے دیا۔ میں ریکارڈ کی درستی کے لئے یہ بتانا چاہتی ہوں کہ پچھلے مالی سال میں جو پولیس کی مد میں رقم رکھی گئی تھی اور جو وزیر قانون صاحب نے فرمایا تھا کہ صرف 39۔ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی نہ ہے اور جو اصل رقم پولیس کے لئے خرچ کی گئی تھی وہ تقریباً48۔ارب55کروڑ90لاکھ پانچ ہزار روپے ہے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید آدھا گھنٹہ بڑھا دیا جائے۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: اس قوم کے اربوں روپے پولیس پر خرچ کرنے کے باوجود بھی عوام غیر محفوظ ہیں اور حکومت صوبے میں امن وامان قائم کرنے میں ناکام ہو گئی ہے۔ اس سے پہلے کہ آپ میرا مائیک بند کر دیں میں جلدی جلدی اپنی تجاویز دے دینا چاہتی ہوں کہ آپ نے پولیس پر خرچ کر کے اس قوم کے اربوں روپے ڈبو دیئے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ میری تجویز ہے کہ VIPسکیورٹی کی مد میں رکھے گئے پیسوں کو کم کر کے پنجاب اسمبلی کی internal security forceکی تنخواہوں کو ایلیٹ فورس کے مطابق لایا جائے اور پنجاب اسمبلی کے low ranking officialsکی تنخواہوں اور مراعات کو بڑھایا جائے،اس کے ساتھ ہی ان کے لئے رمضان packageکا بھی انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر! Cattle Trespass Act, 1871اور Forest Act,1927نہایت ہی فرسودہ قوانین ہیں۔ چند ماہ پہلے اپوزیشن کی طرف سے ان Actsمیں amendmentsلانے کے لئے ہم نے بل پیش کرنا چاہا تھا لیکن وزیر قانون صاحب نے اس کو مسترد کر دیا اور ہمیں اجازت نہ دی۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ ہم حکومت کی طرف سے اس کو take upکریں گے کیونکہ ہماری ہر چیز، ہماری ہر مثبت بات کا کریڈٹ یہ خود لینا چاہتے ہیں۔ اس کے باوجود اب تک اتنے مہینے گزر گئے لیکن یہ Cattle Trespass Act, 1871ابھی تک ہاؤس میں نہیں لایا گیا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! محترمہ جو Cattle Trespass Act کا کہہ رہی ہیں آپ اس کو نوٹ فرمائیں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! یہ ایکٹ جو 1871 کا بنا ہوا ہے اس میں Cattle Trespass کے لئے جو fines رکھے گئے ہیں وہ نہایت ہی مضحکہ خیز ہیں۔ اس میں ہاتھی کے trespass کے لئے دس روپے رکھے گئے ہیں، گھوڑے اور اونٹ کے trespass کے لئے دو روپے رکھے گئے ہیں، گائے اور بھینس کے trespass کے لئے ایک روپیہ رکھا گیا ہے اور بکری اور بھیڑ وغیرہ کے لئے آٹھ آنے رکھے گئے ہیں جو کہ واقعی مضحکہ خیز بات ہے۔ آنے اب ہماری کرنسی کا حصہ بھی نہیں ہیں۔ مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ وزیر قانون صاحب کی لاپرواہی کی وجہ سے حکومت پنجاب کو ریونیو میں خسارہ اٹھانا پڑا اور یہ خود ہی اس کے ذمہ دار ہیں۔ اس کے علاوہ میں بہاولپور کے حوالے سے کہنا چاہوں گی۔

جناب سپیکر: آپ بجٹ پر بات کریں۔

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! ریونیو جو کہ حکومت اکٹھا کرتی ہے وہ بھی بجٹ کا حصہ ہوتا ہے۔ آپ لوگوں کی جو کارکردگی رہی ہے اس میں آپ ریونیو 50 فیصد بھی اکٹھا نہیں کر سکے۔ یہ ایک اہم بات ہے، آپ اس کو ہنسی مذاق میں مت اڑائیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بہاولپور کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ لال سوہانرا وائلڈ لائف۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے جو الفاظ کہے ہیں میں سن نہیں سکا، کیا الفاظ کہے ہیں؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ میری بات کو ہنسی مذاق میں نہ اڑایا جائے۔

جناب سپیکر: بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں ہنسی مذاق کیسے کر سکتا ہوں؟ (قہقہے)

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! حکومت کا ریونیو اکٹھا کرنا نہایت سنجیدہ بات ہے۔ پہلے بھی آپ کا بجٹ تقریباً 66 ارب خسارے کا بجٹ ہے آپ ان چیزوں کو نوٹ کریں۔ میں بہاولپور کے حوالے سے کہنا چاہوں گی کہ لال سوہانرا وائلڈ لائف پارک کے عملے کی منظور شدہ اسامیاں تقریباً 27 ہیں

جبکہ 1976 سے لے کر اب تک اس میں کوئی نئی بھرتی نہیں ہوئی، اس میں موجودہ لوگ جو کام کر رہے ہیں ان کی تعداد 16 ہے۔ میری گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر ان اسامیوں کو پُر کیا جائے اور اس جانب بھی توجہ دی جائے کیونکہ فارسٹ ایک ملک کے لئے خزانے کی حیثیت رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر! خواتین کی صحت سے متعلق میں نہایت ہی اہم مسئلے کی جانب آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔ جنرل ہسپتال لاہور کا گائنی وارڈ شدید زبوں حالی کا شکار ہے۔ وہاں پر آپ نے ائیر کنڈیشنرز تو لگا دیئے مگر وہاں پر پاور کیبلز ہی دستیاب نہیں ہیں اور جب کبھی ایمرجنسی ہو جاتی ہے اور ایک سے زائد مریض ہوتے ہیں تو بڑا مسئلہ بن جاتا ہے اور ان کی جان کو خطرہ ہو جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ٹھیک ہے میرا تعلق بہاولپور سے ہے لیکن I am also concerned for the people of Lahore. میں یہ چاہتی ہوں کہ اس گائنی وارڈ میں ڈاکٹروں کے پاس gowns نہیں ہیں، bed lenin نہیں ہے اور عمارت کی اتنی بری حالت ہے کہ وہ کسی وقت بھی زمین بوس ہو سکتی ہے۔ میری استدعا ہے کہ وزیر خزانہ صاحب اس بارے میں غور کریں اور مہربانی فرما کر خواتین اور زچہ بچہ کی جان بچانے کے لئے اس سلسلے میں فوری طور پر فنڈز مختص کریں اور ان حالات کو بہتر بنایا جائے۔ دوسری بات جو میں کہنا چاہتی ہوں وہ یہ کہ باوجود اسامیاں خالی ہونے کے حکومت نے ان اسامیوں پر جنرل ہسپتال میں کیوں ban لگایا ہوا ہے اور یہ ban کب تک lift کریں گے؟ یہ اپنے آپس کے differences پیپلز پارٹی اور (ن) لیگ کے خدارا! عوام اس کے لئے کیوں suffer کریں؟ ایک تو پہلے ہی اس ملک میں اتنی بے روزگاری ہے اور مزید آپ ban لگا کر عوام کو بھی suffer کروا رہے ہیں اور ساتھ میں جو professionals ہیں ان کا وقت بھی ضائع ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! اسی جنرل ہسپتال میں جو مریض نیورو سرجری کے لئے لائے جاتے ہیں، جن کی head injuries ہوتی ہیں ان کی حالت نہایت ہی بُری ہوتی ہے اور بعض کی تو اموات ہو جاتی ہیں اور excising hemorrhage کی وجہ سے ان کا بہت زیادہ خون ضائع ہو جاتا ہے اور ان کو کئی اور بھی مسائل اور بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں۔ میری استدعا ہے کہ وہاں پر کارڈیالوجی کا یونٹ بھی قائم کیا جائے تاکہ مریضوں کی بروقت جان بچائی جا سکے۔ اس کے علاوہ اسی ہسپتال کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ وہاں پر تقریباً 8 بیڈز کی capacity ہے لیکن 50 بیڈز لگائے ہوئے ہیں۔ پھر وہی سٹاف کا مسئلہ

ہے کہ نرسیں بھی بہت کم ہیں اور ڈاکٹروں کی تعداد بھی کم ہے اس کے علاوہ ventilators بھی زیادہ available نہیں ہیں۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے اس ہسپتال میں دو ٹاورز بنائے تھے اور وہاں پر بڑے اچھے انتظامات ہوتے تھے لیکن اس موجودہ حکومت کے دور میں افسوسناک بات یہ ہے کہ اب وہاں پر بلیاں پھر رہی ہوتی ہیں۔

جناب والا! آج کل بجلی کا جو بحران ہے اس کی وجہ سے اتنے زیادہ crisis بڑھ چکے ہیں کہ ہر انسان بجلی کی وجہ سے پریشان اور تنگ ہے۔ میں نے بجٹ کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ بہاولپور کی تحصیل یزمان میں تقریباً دو کروڑ روپے کی لاگت سے یہ 135 گھروں کو solar energy مہیا کر رہے ہیں یہ ایک اچھا pilot project ہے اور اس میں اگلے سال کے لئے انہوں نے 34 ملین روپے مختص کئے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ اتنا اچھا قدم ہے کہ اس کو صرف pilot project نہ رکھا جائے بلکہ اس پر full fledge رقم خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ بھی کہنا چاہوں گی کہ امریکہ، آسٹریلیا اور کینیڈا جیسے ممالک۔۔۔

جناب سپیکر: صرف بہاولپور ہی یا کہیں اور بھی؟

سیدہ بشریٰ نواز گردیزی: جناب سپیکر! اگر آپ بہاولپور میں ایک سولو پاور یا سولر پاور پلانٹ لگاتے ہیں تو اس کی بجلی پورے پنجاب کو حاصل ہو گی۔ انگلینڈ کے شہر مانچسٹر میں 5.5 ملین پاؤنڈز کی رقم سے ایک گرڈ اسٹیشن قائم کیا گیا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خادم اعلیٰ کے discretionary fund کے لئے جو 30۔ارب روپے رکھے گئے ہیں اس سے بہاول پور میں ایک سولر پاور پلانٹ لگائیں اور وہ تمام لسانی تعصبات سے بالا تر ہو کر ابھی اس کا اعلان کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، جلال الدین ڈھکو صاحب!

ملک جلال الدین ڈھکو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ پر بڑی لمبی چوڑی تقاریر ہوئیں اور میں یہ سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: ڈھکو صاحب! یہ سپلیمنٹری بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔

ملک جلال الدین ڈھکو: جی، سپیکر صاحب! سپلیمنٹری بجٹ پر ہی بات کر رہا ہوں کہ جو تقاریر ہوئی ہیں وہ میں نے سنی ہیں۔ میں اس ضمن میں بات کروں گا کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب اور وزیر خزانہ صاحب نے جو کاوش کی ہے تو یہ سپلیمنٹری بجٹ بڑا متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش ہوا ہے جس پر میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں اس ضمن میں گزارش کروں گا کہ اس صوبے کو چلانے کے لئے کافی محنت کی ضرورت ہے اور جس طرز سے، جس محنت سے، جس کاوش اور جس لگن سے اس صوبے کو چلانے کے لئے موجودہ وزیر اعلیٰ کام کر رہے ہیں، یہ ایک بار پہلے بھی وزیر اعلیٰ رہ چکے ہیں جنہیں میں پرانا جانتا ہوں، اس وقت ان میں اس قسم کی تیزی نہ تھی لیکن جو محنت وہ آج کل کرپشن کے خاتمہ کے لئے، انصاف کے حصول کے لئے، تعلیم کے فروغ کے لئے اور زراعت کے فروغ کے لئے کر رہے ہیں میں انہیں اس محنت اور کاوش پر زبردست خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی بھی حکومت کا اولین فرض یہ ہے کہ وہ صوبہ میں یا اپنے ملک میں امن قائم کرے۔ جس گھر میں، جس صوبے میں اور جس ملک میں امن نہ ہو باقی معاملات ہوں اگر دولت کی فراوانی بھی ہو اور تمام قسم کی سہولیات بھی ہوں تو وہ کسی طور پر بھی نہیں چل سکتا۔ صوبہ میں امن کے قیام کے لئے موجودہ وزیر اعلیٰ نے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ قابل ستائش ہیں۔

جناب سپیکر! Judiciary کی تنخواہوں میں تین گنا اضافہ اور جو مراعات انہیں دی گئی ہیں تو اب یہ judiciary کا فرض ہے کہ وہ ملک کے عوام کو انصاف یکساں اور بلا امتیاز فراہم کرے لیکن اس شخص نے جو کام کیا ہے وہ واقعی قابل ستائش ہے۔ مجسٹریسی نظام ختم کر دیا گیا تھا اور judiciary کا جو سسٹم آج چل رہا ہے تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ جلد از جلد انصاف ہو۔ میں اس ضمن میں ایک تجویز بھی پیش کرتا ہوں کہ مجسٹریسی نظام کو بحال کیا جائے تاکہ جو burden اور مقدمات کی بھرمار judiciary پر ہے وہ کم از کم تقسیم ہو کر انتظامیہ کے پاس چلی جائے یہ میری ایک تجویز ہے۔

جناب سپیکر! زراعت کے بارے میں ہم سب کہتے ہیں کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس ملک کی معیشت کا تمام تر دارومدار زراعت پر ہے۔ ہم سب نے تقریر کی اور مجھ سے پہلے اور بعد میں آنے والے بھی زراعت پر بات کریں گے لیکن میں زراعت کے فروغ کے لئے ایک دو تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ آپ اگر اس ملک میں زراعت کو فروغ دینا چاہتے ہیں تو اس کے لئے پانی کا بندوبست کرنا ضروری ہوگا۔

موجودہ وزیر اعلیٰ نے زراعت کے فروغ کے لئے گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت ہر ایک ٹریکٹر پر دو لاکھ روپے سبسڈی دی ہے اور صوبہ میں 10 ہزار ٹریکٹر اس سکیم کے تحت دیئے ہیں تو ان کا یہ اقدام قابل ستائش ہے۔ نہروں کی لائننگ ہوئی ہے جو کہ ایک اچھا قدم ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں قائم دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام اب اپنی اصلی حالت میں نہیں رہا اور دن بدن اس نظام میں خرابی آ رہی ہے۔ یہ سب کو علم ہے اور ہم سب دیہات میں رہنے والے اور کاشتکار ہیں۔ ہمارے ملک کی 70 فیصد سے زائد آبادی کا کاشتکاری پر انحصار ہے تو اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ دیکھیں ہمارا پڑوسی ملک ہندوستان، ہم ایک دن آزاد ہوئے، جب ہمارا بارڈر ختم ہوتا ہے تو ان کا شروع ہوتا ہے تو وہاں پر تمام زمینیں آباد ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے اپنی تمام زمینیں آباد کیں۔ ہمارے اس طرف دیکھیں تو بے شمار زمینیں بے آباد پڑی ہیں۔ بہاولپور اور اس سے آگے رحیم یار خان کے علاقے میں اب بھی بہت ساری زمینیں غیر آباد پڑی ہیں۔ اس ملک کی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے ان زمینوں کو آباد کرنا انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

جناب سپیکر! میری ایک گزارش یہ ہے کہ پانی کا بندوبست، کالا باغ ڈیم پر ہر سال تقاریر کیں اور اس ایوان سے 100 فیصد اپوزیشن اور حکومتی بنچوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ کالا باغ ڈیم بننا چاہئے لیکن کالا باغ ڈیم اب تک نہ بن سکا۔ اب تو اس کی امید بھی کم ہے کیونکہ اب اس کے بننے کا امکان نظر نہیں آ رہا، 1985 سے تو ہم چلا رہے ہیں۔ اس کے متبادل ڈیم تیار کئے جائیں، particularly ٹیوب ویل کا سسٹم آج تک چل رہا ہے، ہم ٹیوب ویل کے لئے ایک درخواست دیتے ہیں جو کہ وفاقی وزیر کے پاس جاتی ہے تو وہ اس پر out of turn لکھتے ہیں، پھر اس کا ڈیمانڈ نوٹس جاری کیا جاتا ہے اس کے بعد پیسے جمع کروائے جاتے ہیں اور پھر ایک لائن لگ جاتی ہے جو کہ کم از کم چھ ماہ کی ہے، چھ ماہ تک کسان بے چارہ دوڑ لگا تا رہتا ہے تب جا کر کہیں اسے ٹیوب ویل لگانے کا حکم ملتا ہے اور ٹرانسفارمر ملتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط سسٹم ہے۔ ہمارے قریبی اور پڑوسی ملک بھارت کی figures اٹھا کر دیکھ لیں ایک کسان simple کاغذ پر درخواست دیتا ہے اور وہاں گورنمنٹ bound ہے کہ آٹھ دن کے اندر اندر سامان پہنچا کر ٹیوب ویل چالو کرے۔ میں یہ کہوں گا کہ ٹیوب ویل کے لئے فلیٹ ریٹ مقرر کیا جائے تاکہ کسان کو فائدہ پہنچے۔

جناب سپیکر: شاباش very good آخری بات بھی بہت اچھی کی ہے۔ بہت شکریہ تشریف رکھیں۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہاں باتیں ہو رہی ہیں اربوں، کھربوں کی، سپلیمنٹری بجٹ کی، رورل اور اربن بجٹ کی۔ میں آپ سے ایک چھوٹی سی اور سچ پر مبنی درخواست کروں گی اور نہایت ہی مختصر کروں گی کیونکہ مجھے اتنی بڑی بڑی تقریریں کرنی نہیں آتیں۔ لہذا میں ایک چھوٹی سی بات آپ کی نظر سے گزارنا چاہ رہی ہوں۔ ابھی انہوں نے roads اور bridges پر سپلیمنٹری بجٹ دیا ہے ایک ارب 91 کروڑ 89 لاکھ 62 ہزار کا اور یہ گرانٹ انہوں نے مزید مانگی ہے۔ میں ایک چھوٹی سی بات یہ کروں گی کہ جو ہمارے پرانے جتنے targets ہیں کیا وہ ہم نے achieve کر لئے ہیں؟ ہمارا قصور لے لیجئے۔ میں بہت مشکور ہوں جناب وزیراعلیٰ شہباز شریف صاحب کی کہ ہمارے محترم سابق وزیراعلیٰ جناب پرویز الٰہی کا لاہور قصور روڈ مکمل کرنے کا جو پراجیکٹ تھا اس کی انہوں نے continuity کی ہے۔ جب یہ continuity ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ سڑک تو ماشاءاللہ بہت لمبی ہے اور آپ کہہ رہی ہیں کہ بات میری چھوٹی ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! قصور سے related بات میری بہت چھوٹی ہے کیونکہ قصور کے رہنے والے لوگ امیر لوگ نہیں ہیں، قصور میں رہنے والے لوگ حاکم اعلیٰ جیسے امیر لوگ نہیں ہیں اور وہ ماڈل ٹاؤن میں رہنے والے لوگ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اب آپ اپنی بات کریں، اس کو چھوڑیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں قصور ہی کی بات کر رہی ہوں، میں تو کسی کی بات پر کان دھرتی ہی نہیں کیونکہ جو میں نے بات کہنی ہے وہ کہنی ہے۔ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جو قصور کے رہنے والے لوگ ہیں کیا وہ انسان نہیں ہیں، قصور کے رہنے والوں کے لئے سپلیمنٹری بجٹ یا بجٹ میں کوئی پیسا کیوں مختص نہیں کیا گیا؟ کیا وہاں پر جو روہی نالہ ہے اور میرے خیال میں آپ اس علاقے کو مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں مجھے بتائیے کہ وہاں پر کتنی بیماریاں اور مضر امراض پھیلے ہوئے ہیں وہ ہمارے

خادم اعلیٰ کو نظر کیوں نہیں آ رہے ہیں؟ کیا یہ اس کے لئے اس سپلیمنٹری بجٹ میں ذکر کر رہے ہیں؟ نہیں۔

جناب سپیکر: آپ گھبرائیں نہیں، وہ سب مکمل ہو گا انشاء اللہ۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! انہیں مکمل کرنا چاہئے کیونکہ یہ پرویز الٰہی صاحب کے دور کا منصوبہ ہے۔ پرویز الٰہی صاحب کے دور میں جو منصوبہ بنایا تھا اس کو continue کریں بلکہ انہوں نے وہاں پر بے روزگاری بڑھا دی ہے۔ beautification of Lahore, beautification of the road کے لئے جو پراجیکٹ تیار ہو رہا تھا اور جس کے لئے اتنا پیسا مختص کیا گیا اس روڈ کو ابھی تک complete ہی نہیں کیا گیا بلکہ اس کے راستے میں جو لوگوں کے روزگار تھے وہ ہٹا دیئے گئے ہیں اور جو بے روزگاری بڑھائی گئی ہے اس کا شکار میں خود آپ کے سامنے proof ہوں۔ میرا اپنا پٹرول پمپ اس راستے پر تھا میں tax pay کرتی ہوں، میں leasee ہوں اور کرائے دار ہوں۔ میرا وہاں پر 1962 سے پٹرول پمپ تھا وہ گرا دیا گیا ہے وہ کیوں گرا دیا گیا ہے؟ وہ روڈ تو وہیں کی وہیں موجود ہے وہ تو complete نہیں کی لیکن پٹرول پمپ اس لئے گرایا گیا کہ شاید میرا تعلق پاکستان مسلم لیگ (ق) سے ہے۔ ہم سے اس طرح کے انتقامات لئے جا رہے ہیں۔ میں ان کی توجہ اس طرف سے ہٹا دینا چاہتی ہوں تا کہ یہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ شاید میں اپنا فائدہ بتا رہی ہوں حالانکہ اس طرح کے کتنے ہی لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا گیا ہے اور ان کی بے روزگاری بھی بڑھ گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کو قصور گئے کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں رہتی ہی قصور میں ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ کتنے عرصے سے وہاں رہتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور: جناب سپیکر! میری رہائش ہی قصور میں ہے اور میں کوٹ حلیم خان میں رہتی ہوں میرا چھوٹا سا بڑا اچھا آشیانہ ہے جو میں نے بڑے پیار سے بنایا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس کو اتنا خوبصورت بنایا جا رہا ہے اور آپ۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کیا خوبصورت بنایا گیا ہے؟ آپ بتائیے کہ جب آپ قصور میں enter ہوتے ہیں تو کھڈے، لائٹیں اور بجلی کا کام رکا ہوا نظر نہیں آتا، وہ رابطہ نہیں کر رہے ہیں اس کے لئے آپ نے کیا فنڈ مختص کیا ہے؟ وہاں پر ہم بجلی تو provide کر نہیں رہے ہیں۔ اس روڈ پر بجلی کے پول رُک چکے ہیں، وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ سوئی گیس کا بتائیے اور آپ کو مجھ سے زیادہ پتا ہے۔ بابر کوٹ، کوٹ حلیم خان، بلوچوں کا کوٹ وہاں پر کہاں ہے سوئی گیس؟ وہاں صرف من پسند لوگوں کی جگہ پر ہے، انصاری صاحب کی جگہ پر سوئی گیس ہے لیکن جہاں میں رہتی ہوں وہاں آکر دیکھئے میرے ہاں سوئی گیس نہیں ہے، میں سلنڈر خریدتی ہوں۔ آپ آکر دیکھ سکتے ہیں اسی لئے میں زیادہ تر اپنا وقت گزارنے لاہور آجاتی ہوں۔

جناب اللہ رکھا: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: دیکھیں، محترمہ کی بات سن لینے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! کوئی سنے یا نہ سنے میں آپ کو بات سنانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک منٹ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! صرف ایک منٹ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں اور محترم! پوائنٹ آف آرڈر پر بات پوائنٹ آف آرڈر کی ہی کی جائے۔

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! میں بات پوائنٹ آف آرڈر کی ہی کروں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ فکر نہ کریں میں آپ کو ایک منٹ دے دوں گا۔ جی!

جناب اللہ رکھا: جناب سپیکر! محترمہ فیروزپور روڈ کی بات کر رہی ہیں۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب نے جو یہ روڈ شروع کیا تھا ایک پرائیویٹ سوسائٹی وہاں بن رہی ہے صرف پرائیویٹ سوسائٹی کو مراعات دینے کے لئے یہ سڑک شروع ہوئی تھی جب سوسائٹی تک سڑک پہنچ گئی تب سے رکی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ابھی تو میری چھوٹی سی بات ہوئی ہے تو میرے بھائی کھڑے ہو گئے ابھی تو میں ٹرانسپورٹ کی طرف آ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: کدھر کو آ رہے ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ٹرانسپورٹ کی طرف اور اس کے بعد جیلوں کی طرف۔ میں جیلوں کی طرف end میں آنا چاہتی ہوں تاکہ وہ تھوڑی سی دل کو چبھنے والی بات end میں ہو جائے تو بہتر ہو گی۔ میں آپ کی توجہ ٹرانسپورٹ کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ ویسے انہوں نے میرے پانچ منٹ پوائنٹ آف آرڈر پر خرچ کئے ہیں۔ میں جلدی سے اپنی بات ختم کرتی ہوں اور یہ سچائی کی باتیں ہیں میرے دل سے سچائی نکلتی ہے۔ مجھے دکھاوے اور زبانی تقریریں کرنی نہیں آتیں۔ ٹرانسپورٹ پر جو بجٹ مختص کیا گیا ہے وہ ایک ارب روپے کی سبسڈی کا ہے۔ بجٹ میں دو سال بعد چائنیز فرم کو یہاں استعمال کرنے کا کہا گیا ہے کہ ہم اربن ٹرانسپورٹ دو سال بعد ایک چائنیز فرم سے سی این جی بسیں لے رہے ہیں اور وہ سڑکوں پر لے آئیں گے۔ یہ دو سال بعد ہے اور ابھی سے ہی سیکرٹری آر ٹی اے صاحب نے ادھر کے روٹ تبدیل کر دیئے۔ وہاں پر جو پرائیویٹ بسیں، پرائیویٹ کوچز سی این جی سے چل رہی ہیں ان کے روٹس کینسل ہو گئے ہیں۔ اس کی زندہ مثال میں خود آپ کے سامنے کھڑی ہوں۔ یہ نہایت ہی شرم آمیز بات ہے وہاں پر مجھ جیسے کئی ٹرانسپورٹرز ہیں میں اکیلی ہی نہیں ہوں۔ یہ جو ٹرانسپورٹرز ہیں وہ دو سال تک کیا کریں گے، ان کے روزگار کا کیا انتظام ہے، کیا خادم اعلیٰ ہمیں ensure کرتے ہیں چلیں مجھے چھوڑ دیں دوسرے ٹرانسپورٹرز کو روزگار دے سکتے ہیں؟ آپ سستی روٹی سے دھیان ہٹائیں اور اس طرف بھی دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ بات تو نہ کریں، سستی روٹی سے تو دھیان نہ ہٹائیں، آپ کی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ہم عزت والا روزگار کہہ رہے ہیں بھکاریوں کی طرح سستی روٹی نہیں مانگ رہے ہیں۔ میں عزت والے روزگار کی بات کر رہی ہوں، میں وہ بات کر رہی ہوں جس کا میں tax pay کرتی ہوں، جو میں حکومت کو ریونیو اکٹھا کرواتی ہوں، میں فری ٹرانسپورٹ سڑک پر نہیں لاتی۔ میں ایک ایسی ٹرانسپورٹ کمپنی کی، مالکن تو میں نہیں کہہ سکتی میرے husband اس کو run

کرتے ہیں لیکن وہ ایک ایسے ایماندار شخص ہیں کہ آج تک پچھلی حکومت سے لے کر نئی حکومت تک کوئی اس کی کرپشن نکال دے۔ اگر کوئی ہمارے اوپر کرپشن ہے تو لے کر آئیے میں ادھر ہی موجود ہوں اور مسلم لیگ (ق) کی رکن ہوں، میں ابھی بھی ان کے منہ پر کہوں گی۔

جناب سپیکر: یہ بات آپ کو کس نے کہی ہے؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کو واپس ٹرانسپورٹ پر لانا چاہتی ہوں کہ دو سال بعد وہ فرم سٹارٹ ہونی ہے تو ابھی سے سیکرٹری آر ٹی اے نے وہ route کینسل کر دیئے ہیں، سیکرٹریٹ کی طرف سے route change کر کے بند روڈ کی طرف لانے کی اجازت دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: بیس منٹ ٹائم اور بڑھا دیا جائے۔

مہر اشتیاق احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں اپنی بات ختم کرنا چاہ رہی ہوں۔ میں ٹرانسپورٹ پر بات ختم کر لوں پھر آپ ان کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کا موقع دیں۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گی۔ میری ان سے کسی سے کوئی وابستگی نہیں ہے۔ میں نے آپ کی توجہ قصور میں پانی کے مسئلے پر بھی دلائی تھی کہ وہاں پر جو پانی کا نکاس ہے آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

آخر میں، میں نے جیلوں کی بات کرنی ہے تو مجھے پتا ہے کہ تب bell بج جائے گی، ٹائم ختم ہو جائے گا۔ ابھی یہاں پر میرے بھائی نے صوفی محمد کی، ڈرون حملوں کی بات کی تھی۔ وہ تو میرے معزز رکن ہیں میرے بھائی ہیں انہوں نے بہت بڑی بڑی باتیں کیں میں چھوٹی سی بات کرتی ہوں۔ جناب غفور صاحب کے لئے اس ہاؤس میں، میں نے جو کسٹم حکام کے ساتھ انہوں نے بات کی تھی اس سلسلے میں تحریک التوائے کار دی تھی۔ اس سے مقدس فورم ہمارے لئے کیا ہوگا، ہمارے لئے اسمبلی سے بڑا فورم کیا ہو سکتا ہے اور کیا ہم یہاں پر اپنی discussions نہیں کر سکتے؟ منور گل صاحب کی بھی میں نے التوائے کار دی تھی وہ refuse کر دی گئی۔ وہ مک مکا کیا گیا، پہلے rape کیا گیا، اس کے بعد مک مکا کیا گیا تو اس بات پر میں نے یہ تحریک التوائے کار دی تھی۔ میں میڈیا کو بھی بتانا چاہتی ہوں۔ اس سے بڑا فورم کیا ہوگا ہم ایسی باتیں کیا اپنے گھروں میں اپنے بچوں کے ساتھ discuss کریں؟

جناب سپیکر: اب تحریک التوائے کار پر بات نہیں ہو رہی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جو باتیں ہم نے یہاں اس فورم میں بیٹھ کر discuss کرنی تھیں ان کو disallow کیا گیا۔

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ بڑی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: لہذا جیلوں میں جو منشیات کا کاروبار چل رہا ہے۔۔۔

MR SPEAKER: Be relevant.

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا مطلب یہ تھا کہ اگر تحریک التوائے کار کو importance نہیں دی جا رہی تو اس بجٹ تقریر کو بھی سن کر wind up کر کے بند کر دیا جائے گا۔ جیلوں میں جو منشیات کے کاروبار ہو رہے ہیں ان پر توجہ دیں، کسٹم والی فلائٹیں ذرا کم attend کریں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ پہلے بیان دے چکے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جیلوں کی طرف توجہ دیں اور جیلوں میں جو منشیات کی سمگلنگ اور مافیا کو کنٹرول کریں۔ چبھتی ہوئی باتیں تو ہیں لیکن یہ سچائی پر مبنی باتیں ہیں۔ پلیز! اس پر توجہ دیجئے گا۔ Thank you.

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر جیل خانہ جات! آپ نے اس پر پہلے بات کر تو لی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں چبھتی بات کوئی نہیں کروں گا محبت کی بات کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پہلے تو یہ کہوں گا کہ محترمہ نے ایک نہیں، دو تحاریک استحقاق یہاں پر دی ہیں۔

جناب سپیکر: جو بات چلی گئی ہے اب اس کو چھوڑ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): چلیں! میں وہ بات نہیں کرتا۔ میں آپ کی وساطت سے محترمہ کو یہی کہنا چاہتا ہوں کہ:

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
(نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: آپ آہ نہ کریں، آپ قتل کریں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ یہاں پر میں کوئی ایسی گفتگو نہیں کروں گا کہ جن سے انہیں تکلیف ہو۔

جناب سپیکر: خیال کیجئے۔ بہنیں بیٹھی ہیں کوئی ایسی بات نہ ہو۔ میرے خیال میں جانے دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! مجھے بس ایک منٹ دے دیں۔ مجھے محترمہ کا پورا خیال ہے۔

جناب سپیکر: مجھے پھر ٹائم بڑھانا پڑے گا۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آپ ٹائم بڑھا لیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ محترمہ کی دونوں تحاریک استحقاق، ایک جو تحریک استحقاق انہوں نے دی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تحریک استحقاق نہیں ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ تحریک التوائے کار ہیں، میرے بھائی کو یہ پتا نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): چلیں! تحاریک التوائے کار دی ہیں مجھے اس کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: آپ سے ہمدردی رکھتے ہیں، بس ٹھیک ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): مجھے فخر ہے اس چیز پر کہ میرا تعلق جیسے انہوں نے کہا کہ PML(Q) سے ہے، کبھی یہ کہتے ہیں کہ ہم صرف پاکستان مسلم لیگ ہیں، ہمیں (ق) نہ کہا جائے، آج محترمہ نے خود آپ کے سامنے اقرار کیا ہے کہ میرا تعلق PML(Q) سے ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! (ق) سے مراد قائداعظم ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں نے ان کی بات میں مداخلت نہیں کی۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! کس بات پر چل پڑے ہیں، چھوڑ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں کچھ اور بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: بس چھوڑ دیں۔ نہیں، بس آپ چھوڑ دیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آپ کی مہربانی سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے ائرپورٹ کے واقعے کا ذکر کیا ہے۔ مجھے اپنی قیادت پر فخر ہے کہ اگر کوئی بات ہوئی تو انہوں نے اپنے منسٹر کو غیر فعال کیا and this is the first time in the history of Pakistan کہ ایک ٹربیونل بنا، ایک منسٹر کو وہاں پر پیش ہو کر اپنی صفائی دینی پڑی اور Thanks God کہ میں clean تھا، میں اس میں clear ہوا۔ میں آج یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب یہاں پر Truth Commission بننا چاہئے اور ٹربیونل بننے چاہئیں۔

معزز اراکین حزب اختلاف: جی، جی Truth Commission بننا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جو جامعہ حفصہ میں ہوا، جو باجوڑ، وانا اور وزیرستان میں ہوا، ان کی قیادت نے، پرویز مشرف نے، پرویز الٰہی اور شجاعت نے جو کرپشن کی، جو میراتھن ریسز کروائیں، جو لوگوں پر ظلم کیا، جو لوگوں کی بچیوں کو زندہ جلا دیا، اس پر بھی کمیشن بننا چاہئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں بس کافی ہے، بہت مہربانی۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ ہم نے اگر جرم کیا ہے تو ہم برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ کریڈٹ میری جماعت کو جاتا ہے کہ آج الحمد للہ ہم لوگ clean ہیں، اگر ہم کرپٹ ہوتے، قانون کو violate کرتے ہوتے تو ہم پچھلے دور میں وزیر ہوتے۔ انہوں نے جو کچھ کیا، انہوں نے اس قوم کے بیٹوں اور بیٹیوں کو ڈالرز کے عوض بیچا ہے، یہ پرویز مشرف کی باقیات ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: چودھری صاحب! نہیں، چودھری صاحب تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آج اس محترمہ کو۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! ان کو مونس الٰہی کی وہ کرپشن نظر نہیں آتی جو اس نے پی ایچ اے میں بورڈز کے حوالے سے کی ہیں، لینڈ مافیا میں کی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! آج میں بھی اس ہاؤس کا ممبر ہونے کے ناتے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پھر ایک ٹربیونل بنایا جائے اور (ق) لیگ کی جو کرپشن ہے، جو اس ملک اور قوم پر گہرے زخم لگے ہیں ان کا حساب ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ آپ سے بات کریں۔ یہ میری طرف پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، وہ ویسے ہاتھ ہلا رہے تھے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! وہ بار بار میری طرف اشارہ کر کے کہہ رہے تھے کہ محترمہ کو۔۔۔

جناب سپیکر: جو محترمہ کی بات انہوں نے کوئی کی ہے اس کو کارروائی سے خذف کر دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! لوگوں کا پڑھا لکھا ہونا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں نے کہہ دیا ہے۔ اصغر منڈا صاحب! میں floor آپ کو دے رہا ہوں۔

رانا اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ منڈا صاحب! Carry on please.

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے نہایت ہی قابل احترام سپیکر صاحب!

رانا اعجاز احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں نے ایک منٹ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جب آپ کو ٹائم دیا جائے گا تب بات کر لیجئے گا۔

محترمہ خدیجہ عمر: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں سپلیمنٹری بجٹ کی بحث کے موقع پر سب سے پہلے اس صوبہ کے وزیر اعلیٰ پنجاب، ہر دلعزیز شخصیت میاں شہباز شریف صاحب اور اپنے وزیر خزانہ۔۔۔

رانا اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے ایک ایسے ممبر کے متعلق بات کی ہے جو اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ انہوں نے ان پر الزام لگایا ہے۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں۔ میں خود نوٹس لے رہا ہوں۔ جی، منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): میں اس موقع پر۔۔۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جو معزز رکن اس ہاؤس میں موجود نہیں ہے اس کے بارے میں آپ کسی قسم کی بات نہیں کر سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اپنے ہر دلعزیز بھائی جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب کا بہت خوبصورت، متوازن اور ٹیکس فری بجٹ پیش کیا اور زندگی کی تمام بنیادی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تمام محکمہ جات کو promote کرنے کے لئے اور ان میں بہتر انقلابی تبدیلیاں لانے کے لئے فنڈز مہیا کئے اور بہتر اقدامات کئے۔ میری مراد سب سے پہلے زراعت ہے جو کہ پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہے اسی طرح تعلیم کے میدان میں جو انقلابی اقدامات کئے گئے اس وقت تک اور جو کئے جا رہے ہیں میں ان کا سرسری ذکر کرنا انصاف کے متقاضی سمجھوں گا کہ جس طرح دانش سکول، Punjab Endowment Fund اور free کتابیں، یہ تمام چیزیں غریب اور نادار طالبعلموں کو مہیا کرنے کے لئے جو حکومت پنجاب نے اپنے بجٹ میں فنڈز مختص کئے ہیں میں اس پر ان کی بہتر کوشش پر ان کو سلام پیش کرتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اسی طرح سستی روٹی کے لئے جو فنڈز مختص کئے

گئے اور جو پچھلے مالی سال میں سستی روٹی کا ایک پروگرام شروع کیا گیا میں سستی روٹی کے پروگرام پر صرف ایک ہی بات کہوں گا اگر میرے دوستوں کو ناگوار نہ گزرے تو میں پہلے ہی معذرت کروں گا کہ یہ سستی روٹی کا وہ پروگرام ہے جس کا میرے اپوزیشن کے بھائیوں کو[****] ہو گیا۔ ہماری ایک محترم معزز خاتون رکن نے اپنی پوری تقریر میں سستی روٹی سستی روٹی"سستی روٹی" کے بارے میں ذکر کیا۔ الحمدللہ یہ مدینہ شریف والی ذات کا کرم ہے کہ اب یہ سستی روٹی سکیم پنجاب کی اپوزیشن کے گلے کی ہڈی بن چکی ہے اور اس کا کوئی توڑ نہیں ہے۔ جس کو پورے پاکستان میں appreciate کیا جارہا ہے۔ اسی طرح فوڈ سپورٹ پروگرام اور باقی محکمہ جات کی ترقی اور بہتری کے لئے جو فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ گرین ٹریکٹر سکیم جو ہمارے غریب اور چھوٹے کسان اور کاشتکار بھائیوں کی مدد اور زراعت میں انقلابی پروگرام لانے کے لئے شروع کی گئی تو میں اس گرین ٹریکٹر سکیم کو appreciate کرتا ہوں اور اس میں ایک تجویز بھی دینا چاہوں گا کہ گرین ٹریکٹر سکیم کی مد میں فنڈز کو بڑھا دیا جائے یا اس میں اگر دو لاکھ کی فی ٹریکٹر پر سبسڈی دی جارہی ہے تو اس پر ایک لاکھ فی ٹریکٹر سبسڈی کر کے دس ہزار سے بیس ہزار ٹریکٹر کر دیئے جائیں تو میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ زیادہ سے زیادہ چھوٹے کاشتکار اور کسان اس سے استفادہ حاصل کر سکیں گے، اس میں، میں چند تجاویز کے بعد اپنے علاقے کی ڈیمانڈ کا ذکر کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میری ایک تجویز یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کے کاموں میں پبلک ہیلتھ ،لوکل گورنمنٹ، سکول، ایجوکیشن اور ہیلتھ کے سیکٹر میں جو ہم ڈویلپمنٹ کر رہے ہیں اس میں اگر public partnership کے ذریعے اس ڈویلپمنٹ کو آگے بڑھایا جائے تو میں سمجھوں گا کہ جب تک لوکل پبلک کی دلچسپی نہیں ہو گی تو اس کام میں اتنا اچھا نکھار نہیں آئے گا، ڈویلپمنٹ کی بہتری کے لئے اور منصوبہ جات کی بہتر تکمیل کے لئے اگر public partnership کر دی جائے اور یہ میری معمولی تجویز ہے اگر اس پر غور فرمایا جائے۔ اسی طرح جس طرح بڑے بڑے پراجیکٹ میں third party validation or concentration ہے تو میں گزارش کروں گا کہ چھوٹے پراجیکٹ پر خاص طور

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

پر لوکل گورنمنٹ اور پبلک ہیلتھ کے پراجیکٹ میں اگر third party validation or concentration appoint کر دی جائے تو یہ ان منصوبوں کی بہتری کے لئے بہتر قدم ہوگا۔ اسی طرح میں ایک گزارش کروں گا کہ اور میں بار بار ذکر کرتا ہوں کہ زراعت اس ملک کی معیشت کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا کردار ادا کرتی ہے، ہر وہ شخص جو کوئی چیز پیدا کرتا ہے، کوئی چیز بناتا ہے اور کسی چیز کی production کرتا ہے تو اس کے پاس اپنی product کا ریٹ مقرر کرنے کا اختیار ہوتا ہے اور صرف ایک بیچارہ کسان اور زمیندار ہے جو اپنی product کی قیمت مقرر نہیں کر سکتا تو میں اس میں گزارش کروں گا اور میری اپنی حکومت سے یہ ایک تجویز ہے کہ اگر Agro Marketing Regularity Authority بنا دی جائے اور جس میں پنجاب کے کسانوں کو بھی ساتھ ساتھ نمائندگی دی جائے تاکہ پنجاب کا کاشتکار اور زمیندار اپنی products اور اپنی پیداوار کی قیمت مقرر کر سکے کہ اس کی کتنی لاگت آئی ہے اور اس کو کیا منافع ملے گا اور کیا قیمت مقرر کرنی چاہئے؟ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی یہ گزارش کی تھی اور اب بھی یہ تجویز بڑے ادب کے ساتھ عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں اپنے حلقے کے بارے میں چند گزارشات کرنے کے بعد اجازت لوں گا کہ میں نے اپنی بجٹ تقریر کے دوران اپنے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور اپنے وزیر خزانہ جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کی تھی کہ تحصیل کمپلکس شرقپور کے لئے مہربانی فرمائی جائے کیونکہ چار پانچ سال سے وہ تحصیل کام کر رہی ہے۔ جناب وزیر خزانہ صاحب نے اپنی بجٹ تقریر conclude کرتے ہوئے اس تحصیل کمپلکس کا اعلان کیا، میں ان کا اور اپنے وزیر اعلیٰ پنجاب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور اس موقع پر میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ شرقپور شریف جو کہ تحصیل ہے اور ایک پرانا مذہبی اور تاریخی شہر ہے وہاں پر گرلز ڈگری کالج کا قیام ایک پرانی بلڈنگ ادھار لے کر ہوا ہے جو کہ ٹیچر ٹریننگ سکول ڈیپارٹمنٹ کی بلڈنگ ہے ان سے این او سی لے کر وہاں پر گریجوایشن کی کلاسز شروع کر دی گئی ہیں اور اس کالج کے لئے ہائر ایجوکیشن کے نام زمین بھی transfer کر دی گئی ہے تو میری گزارش ہوگی کہ آئندہ مالی سال میں اس کالج کی بلڈنگ کے لئے رقم مختص کرتے ہوئے اس کی بلڈنگ مکمل کی جائے اور اسی طرح میں

گزارش کروں گا کہ میرے حلقے میں ایک علاقہ ونڈالہ دیال شاہ جہاں پر ایک شاہدرہ کنال ریسٹ ہاؤس ہے جو کہ تقریباً سات سے آٹھ ایکڑ پر محیط ہے اور وہاں پر صرف ایک ایس ڈی او اریگیشن کا دفتر ہے۔

جناب سپیکر: جی، اجلاس کا وقت پندرہ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ منڈا صاحب! آپ کا ٹائم ختم ہوا۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں بات ختم کر رہا ہوں تو میری گزارش ہے کہ یہ گنجان آبادی کا new developed area ہے وہاں پر Irrigation سے جگہ لے کر گرلز کالج کا قیام ممکن بنایا جائے۔ اسی طرح دریائے راوی پر ٹھوکر سے لے کر ہیڈ بلوکی کے درمیان کہیں مناسب موزوں جگہ پر جو کہ لاہور کی رہائش اور ٹریفک کا پریشر کم کرنے کے لئے دریائے راوی پر ایک نیا پل بنایا جائے جو شیخوپورہ، فیصل آباد، قصور اور لاہور کے لئے بہتر سود مند ثابت ہوگا۔۔۔

رائے محمد شاہجہاں خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ اپنی تجویز دے چکے ہیں، اب بس کریں۔ جی، شاہجہاں صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! بعض مقررین کو آپ نے دو دو دفعہ ٹائم دے دیا ہے اور بجٹ پر تقریر کے لئے بھی اور سپلیمنٹری بجٹ کے لئے بھی ہمارے حلقوں کے بھی کچھ مسائل تھے ہم پانچ دن تیاری کر کے بیٹھے رہے جبکہ پورا بجٹ گزر گیا اور ہمیں ٹائم نہیں دیا گیا آج والا ٹائم اگر ایک دن بعد میں بھی رائے شماری۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے تو آپ کو کہا تھا کہ آپ بولیں مگر آپ نہیں بولے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں احتجاجاً بیٹھا ہوں آپ اس ایوان کو balance کے ساتھ نہیں چلا رہے میرا آپ سے شکوہ ہے اور اس کو elite class بنا دیا گیا ہے اور ایک elite class کا گروپ بنا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کس کو؟

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! جو بار بار آتے ہیں اور بار بار ایوان کا وقت ضائع کرتے ہیں اور دوبارہ دوبارہ بولتے ہیں، آپ ان کو دوبارہ دوبارہ ٹائم دیتے ہیں۔ میرا آپ سے احتجاج ہے کہ سب کو ایک جیسا ٹائم دیں۔ جنہوں نے بجٹ تقریر میں حصہ لیا ہے ان کو سپلیمنٹری بجٹ میں نہ بولنے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ سعید مغل صاحب تشریف فرما ہیں؟--- نہیں ہیں۔ رانا ارشد صاحب ہیں؟--- نہیں ہیں۔ میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! یہ بھی دوسری دفعہ بات کر رہے ہیں، یہ رانا گروپ ہے اور آپ ان کو زیادہ ٹائم دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے آپ پر اور آپ کی سوچ پر بہت بڑا افسوس ہے۔

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں کل پرسوں سے تیاری کر کے بیٹھا ہوا ہوں---

جناب سپیکر: جی، اگر کل پرسوں سے آپ نہ بولیں تو میں آپ کو کیا کہوں؟ میں ان کو کہتا ہوں وہ بیٹھ جاتے ہیں۔ آپ ٹائم لیں اور آپ بولیں۔ رانا صاحب! آپ تشریف رکھئے گا۔ جی، شاہجہاں صاحب!

رائے محمد شاہجہاں خان: جناب سپیکر! میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں اور ہمارے حلقوں کے بھی کچھ مسائل تھے اور ہمیں بڑا دکھ پہنچا ہے کہ ہم پانچ دن سے تیاری کر کے بیٹھے رہے لیکن آپ نے ہمیں ٹائم نہیں دیا۔ اب میں وزیر خزانہ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا۔ سستی روٹی سکیم اور گرین ٹریکٹر سکیم کا سب لوگوں نے ذکر کیا، بہت اچھی سکیمیں ہیں لیکن میری ایک درخواست ہے کہ اس بجٹ کے اندر کہ low housing scheme لائی گئی ہیں اور جو ہم نے فوڈ سپورٹ سکیم اور سستی روٹی کا دائرہ کار بڑھایا ہے تو آپ کی وساطت سے وزیراعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ 2-ارب سستی روٹی سلسلے میں بڑھایا گیا ہے اور فوڈز سپورٹ سکیم کا دائرہ بڑھایا گیا ہے تو صرف ایک ہی چیز کے اوپر stress نہیں کرنا چاہئے، اس سے اگلا problem غریب لوگوں کے گھروں کا ہے اس کا پنجاب کے بجٹ کے اندر حصہ مخصوص کیا گیا ہے لیکن میری وزیراعلیٰ پنجاب سے درخواست ہے کہ وہ ان کے دائرہ کو بڑھانے کی بجائے وہ low housing scheme کے اندر اس بجٹ کو مخصوص کریں اور جو لوگوں کو پانچ مرلہ سکیم دی جا رہی ہے اس کے اندر ان کو develop کر کے وہ جگہ دی جائے

تاکہ غریب لوگوں کو بھی چھت مہیا ہو سکے۔ میں زمینداروں کے حوالے سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک کے اندر خوردنی تیل کے لئے جو solvent industry لگائی گئی ہے اس پر صرف ایک یا دو گروپوں کی monopoly ہے جس وجہ سے زمینداروں کو اچھا ریٹ نہیں ملتا۔اگر ہماری solvent industry میں حکومت investment کرے اور ان روایتی لوگوں سے ہٹ کر انڈسٹری لگانے کے لئے پیسا دے، قرضہ دے تو زمیندار سورج مکھی، توریے کی فصل کے اندر ایک اور انقلاب لا سکتے ہیں جیسا کہ ہماری گندم میں انقلاب لایا گیا ہے۔اگر ایسا کیا جائے تو کاشتکاروں کو اچھا ریٹ ملے گا جس سے ان کے اندر مزید خوشحالی آئے گی۔

جناب سپیکر! میرے حلقے کے ساتھ کچھ زیادتی ہوئی ہے میں اس کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جڑانوالہ کا سپورٹس کمپلیکس منظور تھا لیکن اسے drop کر کے تاندلیانوالہ اور سمندری کا شامل کیا گیا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اسے بھی شامل کیا جائے۔اگرچہ وزیر آبپاشی فیصل آباد سے ہیں لیکن انھوں نے ہمارے حلقے میں کسی نہر کی لائننگ بھی منظور نہیں کی لہذا اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ جڑانوالہ میں نہروں کو پختہ کرنے اور لائننگ کے لئے بھی فنڈ مختص کیا جائے۔

جناب والا! ہمارے کالجوں کے لئے بھی کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے لہذا میری استدعا ہے کہ جڑانوالہ کالج میں نیا بلاک بنانے کے لئے بھی فنڈ دیا جائے۔ میں ایک یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے علاقے سے نالہ ڈیک گزرتا ہے جس میں انتہائی مضر صحت پانی آ رہا ہے۔داؤد ہر کولیس نے اس میں پانی چھوڑا ہوا ہے۔ محکمہ ماحولیات کو چاہئے کہ ان سے پیسے لے کر اس میں کیو۔بی لنک کا پانی چھوڑا جائے تاکہ لوگوں کی صحت procure کی جا سکے۔ میرے پانچ دیہاتوں میں پانی بہت زیادہ خراب ہے لہذا استدعا ہے کہ ان دیہاتوں کے لئے واٹر سپلائی سکیم کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ہماری تحصیل جوڈیشل کمپلیکس کے لئے 9 کروڑ روپے دیئے ہیں میں اس کے لئے ان کا مشکور ہوں۔ میں آخر میں استدعا کرتا ہوں کہ میری ان تجاویز پر غور کیا جائے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جی، رانا صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے رانا گروپ کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی رانا ہیں اس لئے یہ بھی اس گروپ میں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ کوئی بات نہیں ہے۔ ہم ان کی بات کا غصہ ہی نہیں کرتے۔
میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں بجٹ پر تو پہلے ہی اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں۔ اب میں ضمنی بجٹ کے متعلق بات کروں گا۔
جناب سپیکر: جی۔
میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! اس بجٹ کو دیکھ کا ضمنی بجٹ کر جو فلسفہ ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آرہا چونکہ ضمنی بجٹ ایک وقت کے اندر صرف ایمرجنسی اور unforeseen expenses کے لئے اور انھیں accommodate کرنے کے لئے ہوتا تھا لیکن اب یہ ایک روایت بن گئی ہے کہ ضمنی بجٹ آتا ہے اور بہت حجم کا آتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ یا تو کہیں ہماری پلاننگ میں مسئلہ ہے یا کہیں ہماری vision کا مسئلہ ہے یا کہیں ہماری monitoring اور good governance کا مسئلہ ہے۔ میں اس کو حل کرنے کے لئے تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اسمبلی کے Rules of Procedure کو amend کر کے سٹینڈنگ کمیٹیوں کی یہ ذمہ داری بنا دی جائے کہ وہ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے بجٹ کو quarterly review کریں، اسے evaluate کریں اور اسے monitor کریں کہ آیا وہ اپنے بجٹ میں رہ کر خرچ کر رہے ہیں؟ آپ دیکھیں کہ بہت سارے محکمے ایسے ہیں جنھوں نے اپنا پورا بجٹ خرچ نہیں کیا۔ اگر سٹینڈنگ کمیٹیاں اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے فنڈز کو quarterly review کر لیں تو وہ ساتھ ساتھ خرچ ہوتا رہے گا اور سال کے بعد اس کا excess ہو گا اور نہ ہی surrender کرنا پڑے گا۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس کے متعلق ضرور غور کیا جائے۔
جناب سپیکر! میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا کہ جو جو محکمے overexpense اور underexpense کے ذمہ دار ہیں آج تک ان کے خلاف کیا کوئی کارروائی ہوئی ہے تاکہ یہ چیزیں streamline ہو جائیں۔ یہ کارروائی نہ ہونے کی وجہ سے ہر ڈیپارٹمنٹ کی عادت بن چکی ہے کہ بجٹ ایک عام سا document بن گیا ہے، پیسا خرچ کرو بعد میں اسمبلی کی مہر لگواؤ اور اسے validate کر لو۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ اگر آپ کی کمیٹیاں فعال ہوں اور ان کے دائرہ اختیار میں ہو تو کم از کم خرچ کرنے سے پہلے جب بھی extra بجٹ چاہئے ہو تو وہ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس آئے اور کمیٹی اسے منظور کرے

اور پھر بعد میں کمیٹی اسمبلی کے اندر وجہ بیان کرے کہ انھوں نے کن حالات کے تحت وہ extra بجٹ منظور کیا تھا۔اس طرح ضمنی بجٹ والی روایت کو کنٹرول کیا جا سکے گا۔

جناب والا! بہت سے محکمے اور بہت سی branches ایسی ہیں جن کا function تقریباً تو ختم ہو چکا ہے یا وہ redundant ہو گئی ہیں ان کو revisit کر کے restructure کیا جائے،ان کی capacity built کی جائے یا پھر ان کی جگہ وہ ادارے جو under assessed ہیں انھیں تقویت دی جائے اس طرح کئی جگہوں پر خرچے کم کئے جا سکتے ہیں۔مثلاً میں جیل ڈیپارٹمنٹ کا ذکر کرتا ہوں کہ وہاں ہمارا خرچہ کم ہو سکتا ہے لیکن ہم ہر سال اس کا خرچہ بڑھا رہے ہیں۔اگر آپ deferred punishments کا رواج ڈال دیں،اگر آپ parole کو encourage کریں،اگر آپ reconciliation committees کو encourage کریں تو پولیس، کورٹ اور جیلوں کا خرچہ کم ہو سکتا ہے اور وہ خرچہ کسی productive جگہ پر منتقل کیا جا سکتا ہے۔اگر آپ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 11 پر دیکھیں تو revise estimate میں income for property and enterprise میں بہت زیادہ فرق آیا ہے۔پہلے بجٹ میں یہ 9401 ملین تھا اور یہ revise estimate میں 3801 ملین آیا ہے۔income receipt میں اتنا فرق کیوں آیا ہے،اس پر کس سیکرٹری اور کس ڈیپارٹمنٹ کی جواب طلبی کی گئی؟اگر receipts پر اتنا major difference ہو گا تو naturally یہ سارا affect اگلے expense پر جائے گا اور وہ کہیں نہ کہیں سے کاٹنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! آپ ضمنی بجٹ کے صفحہ نمبر 18 پر جنگلات کی طرف آئیں۔ جنگلات کی income پر پورے پنجاب کی پبلک چیختی ہے کہ جنگلات کا محکمہ بجائے جنگلات بڑھانے کے دن بدن اسے ختم کر رہا ہے اور ضمنی بجٹ میں بھی وہ عیاں ہے کہ اس کی آمدنی کا تخمینہ 1028 ملین تھا جبکہ بجٹ کے estimate کے اندر 721 ملین income ہوئی۔ اس income کی کمی Forest Department should be held responsible for it. اور اس کی ذمہ داری کسی نہ کسی پر apportion کی جائے،جب تک یہ fix responsibility نہیں ہو گی جب تک ان لوگوں کو جواب دہ نہیں کیا جائے گا تو اس وقت تک یہ لوٹ مار ختم نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: اب ٹائم ختم ہونے والا ہے۔ ابھی دو تین اور بھی ساتھی ہیں۔ اگر ان کو ایک ایک منٹ دے دیا جائے تو میرے خیال میں بہتر ہوگا۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: شکریہ۔ میں آپ کو تنگ نہیں کروں گا تاکہ کہیں دوبارہ طعنہ نہ مل جائے کہ رانا گروپ نے رعایت دے دی۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ حاجی ذوالفقار صاحب ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ رانا تنویر صاحب بھی نہیں ہیں۔ ملک ظہور انور صاحب! اگر ایک ڈیڑھ منٹ میں اپنی بات کر لیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب شاہد محمود خان: جناب سپیکر! آپ ایک ایک منٹ نہ دیں بلکہ ٹائم بڑھا دیں اور تمام کو بولنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: آپ صبح سے کدھر کدھر اور کتنے چکر لگا کر آئے ہیں، آپ کو کوئی احساس نہیں ہے؟ کیسے ٹائم بڑھاتے جائیں؟ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ میں دیکھوں گا، وہ میں اپنی مرضی سے کروں گا۔ پابند نہیں ہوں۔

ملک محمد ظہور انور: شکریہ۔ جناب سپیکر! بجٹ کے متعلق جو تجاویز ہیں وہ تقریباً سبھی آ چکی ہیں لیکن میں نے گزارش کی تھی کہ اسمبلی کے سامنے بجٹ آنے سے پہلے فنانس کمیٹی کے پاس آنا چاہئے لیکن یہاں تو فنانس کمیٹی کی ایک ہی میٹنگ ہوئی ہے جس میں چیئرمین چنا گیا تھا۔ وہاں وزیر خزانہ اور لاء منسٹر بھی موجود تھے میں نے ان سے گزارش کی تھی اور انھوں نے اپنے سیکرٹریٹ سے پتا کیا تو انھوں نے کہا کہ کئی developing countries میں بھی بجٹ اور فنانس کے متعلق تجاویز پہلے فنانس کمیٹی کے پاس آتی ہیں، وہاں پر discuss ہوتی ہیں اور اس کے بعد اسمبلی میں آتی ہیں۔

جناب عالی! اس اجلاس میں South and North کی محرومی کے حوالے سے بہت ساری باتیں ہوئیں۔ یہ ساری باتیں وہاں committees میں sort out ہو سکتی ہیں، جو جو تجاویز ہوں گی وہ وہاں پر discuss ہو جائیں گی۔ اگر پیسے نہ بھی مل سکے تو ممبران کی کم از کم تشفی ہوگی کہ ان کو سنا گیا، ان کی تجاویز سنی گئیں اور ان کے حالات کو سنا گیا اور اس کے مطابق بجٹ کو تیار کیا گیا ہے تو میری وزیر خزانہ، وزیر قانون اور Whosoever responsible for it سے یہ گزارش ہوگی کہ آئندہ

کے لئےwell before the budgetسٹینڈنگ کمیٹی فنانس کی میٹنگcallکریں تاکہ کمیٹیADP سے متعلق ممبران سے تجاویز لے اور پھر بجٹ بنے۔

جناب سپیکر! میری ایک اور گزارش ہے، جیسے آپ نے دیکھا کہ وزیر تعلیم صاحب یہاں پر Education Policy بیان کرتے ہیں، بہت اچھی بات ہے کہ یہاں پر Education and Healthوغیرہ پرemphasisہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو دیہی علاقوں کے متعلق بالکل علم نہیں کہ وہاں پر کیاconditionsہیں؟ وہ جو بھی بات کر رہے ہیں وہ شہری علاقوں کے متعلق کر رہے ہیں۔ میں یہاںdeveloped and under developed regionsکی بات نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت 15 منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

ملک محمد ظہور انور: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے بھی کئی ایسے علاقے ہیں جو کہ underdevelopedہیں، جہاں پر سڑکیں نہیں ہیں، جہاں ٹیچروں کا جانا بہت مشکل ہے۔

جناب سپیکر: لاہور کی باتیں تو ہو جائیں گی آپ اپنے علاقے کے حوالے سے بات کریں۔

ملک محمد ظہور انور: جناب سپیکر! ہمارے علاقے میںEducationپرemphasisبہت ضروری ہے لیکن کچھ ایسے علاقے ہیں کہ جہاں پرaccessنہیں ہے اس لئے وہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ roads بھی بہت ضروری ہیں۔ تعلیم پرemphasisاپنی جگہ پر ضرور ہونا چاہئے، یہ حکومت کی بہت اچھی بات ہے کہ Educationکوtop priorityدی گئی ہے لیکن اگر 100 کلومیٹر لمبائی چوڑائی کے پورے حلقے میں صرف ایک ہی سڑک ہو تو لوگ وہاں تعلیم اور صحت کی سہولتوں کو کیسےavailکر سکیں گے؟ ان حالات میں تو وہ تعلیم کی سہولت کوavailکر سکتے ہیں اور نہ ہی صحت کی سہولت سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میری گزارش یہ ہے کہ primary education, school education پر emphasisبہت ہوا ہے لیکن وہاں پر لوگوں کو اعلیٰ تعلیم کے اداروں کی بھی ضرورت ہے۔ مثلاً میرے حلقہ پی پی۔23 میں صرف ایک ہی کالج ہے تو کیا وہاں مزید کالج نہیں بنانے چاہئیں، وہاں لوگوں کو سڑکیں نہیں دینی چاہئیں اور کیا وہ لوگ دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں رہتے رہیں گے؟ اس ageسے انھیں نکلنا ہے۔ وہاں پر سکولوں کے علاوہ کالج بھی چاہئیں اور سڑکیں بھی ضروری ہیں۔ حکومت کی ایک پالیسی ہے کہ جدھر تحصیل ہیڈکوارٹر یا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہے وہیں پر ساری

facilitiesبنائی جائیں۔اسی طرح Daanish Schoolکے لئے بھی یہی کہا گیا ہے کہ تحصیل کے چھ کلو میٹر کے area میں یہ سکول بنائے جائیں۔ ان سکولوں کا concept بالکل مختلف ہے، بہت modern ہے اور بہت ضروری بھی ہے لیکن اس کو decentralize کیا جائے۔یہ صرف تحصیل ہیڈکوارٹرز یا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز پر نہ ہوں۔حکومت نے کہا ہے کہ اس سکول کے لئے 600 canals زمین ہونی چاہئے۔آج کل کے زمانے میں 600 canalsزمین کون دے گا؟سرکاری زمین بھی اتنی زیادہ کسی ایک جگہ پر نہیں ہے تو اس criteriaکو reviewکرنے کی ضرورت ہے۔ Thank you very much.

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔جناب اختر ملک صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ملک عادل حسین اترا!

ملک عادل حسین اترا: جناب سپیکر!میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے floorدیا۔سب سے پہلے میں جناب وزیر اعلیٰ، میاں محمد شہباز شریف اور محترم وزیر خزانہ،جناب تنویر اشرف کائرہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے انتہائی غریب پرور اور خوبصورت بجٹ دیا ہے جو کہ ہمارے صوبے کی ترقی کے لئے معاون ثابت ہو گا۔پچھلے سال ہمارے وزیر اعلیٰ نے متعدد اقدامات کئے ہیں جن میں سے Food Support Programme اور عوامی ٹریکٹر سکیم بہت قابل تحسین ہیں۔اسی طرح انھوں نے گندم کی خریداری کے حوالے سے جو اقدام اٹھائے ہیں ان کی وجہ سے کسان مستفید ہوئے ہیں۔لوگوں نے اپنے مکانات تعمیر کئے ہیں،اپنے بچوں کی شادیاں کی ہیں اور ان کا حوصلہ بڑھا ہے۔

جناب والا!میں آپ کی وساطت سے چند گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں جو کہ نہایت ضروری ہیں۔ہمارے علاقے کے چار اضلاع پہلے Thal Development Authorityکے underآتے تھے۔عرصہ 20سال سے یہ ادارہ ختم کر دیا گیا جو کہ سراسر زیادتی ہے۔ہمارے زمینداروں نے Thal Development Authorityکی ساری شرائط پوری کر دی تھیں لیکن ہمیں اس کا صلہ نہ ملا جس کی وجہ سے ہمارا علاقہ پسماندہ ہے۔

جناب والا!میرے ضلع میں ابھی تک سارے راجباہ کچے ہیں،مہربانی کر کے انھیں پکا کرنے کے لئے کوئی خصوصی فنڈز رکھے جائیں تاکہ پانی ضائع ہونے سے بچ سکے۔

جناب سپیکر! ہماری زمینوں کی حیثیت کم ہے، ہماری زمینوں کی پیداوار کم ہوتی ہے جبکہ ہم سے جو revenue لیا جاتا ہے وہ فیصل آباد، قصور اور لاہور کے تناسب سے لیا جاتا ہے۔ ہمارا آبیانہ کم کیا جائے کیونکہ ہم میں اس کی سکت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو تو بالکل معاف ہونا چاہئے۔

ملک عادل حسین اترا: جناب سپیکر! ہم آبیانہ دینے سے انکاری نہیں ہیں لیکن ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ اس کے علاوہ میری یہ گزارش ہے کہ حکومت کی طرف سے جو زرعی محاصل وصول کئے جاتے ہیں ان کے لئے کوئی خاص وقت مقرر کیا جائے۔ کم از کم ستمبر اور مارچ میں یہ وصول نہ کئے جائیں تاکہ بیوروکریسی کا کوئی کارندہ کاشت کاروں کو ذلیل و خوار نہ کر سکے۔ السلام علیکم۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب، پیر صاحب! اپنا وقت کسی اور کو دے دیں، آپ تو ہر روز وقت لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے time دیا اور آج اس وقت تقریر کی اجازت دی ہے جب اپوزیشن کا کوئی آدمی بھی موجود نہیں ہے۔ ان کا نام و نشان نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی ماشاء اللہ دہشت ہی اتنی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں کہ آپ صبح سے یہاں تشریف فرما ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی تو آپ ماشاء اللہ زندہ ہیں، یہ خراج عقیدت کیوں پیش کر رہے ہیں؟ یہ خراج تحسین پیش کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: اچھا، جناب سپیکر! میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے آج صبح سے لے کر اب تک ہاؤس کو چلایا اور بڑی دلجمعی سے ہماری باتیں سنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! مہربانی فرمائیں اور time کا خیال کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپوزیشن کو سلام پیش کرتا ہوں کیونکہ اگر میں ان کے منہ پر کہتا تو شاید ان کی خوشامد ہوتی۔ اب وہ موجود نہیں ہیں اس لئے میں انھیں سلام پیش کرتا ہوں۔ انھوں نے اس بجٹ میں اپنا مثبت کردار ادا کیا ہے۔ تھوڑی بہت انھوں نے تنقید بھی کی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنے جس سے ان کو رنج ہو۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! مجھے interrupt کیا جا رہا ہے۔ آپ براہ مہربانی میری بات سنیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب کو interrupt نہ کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب! آپ interrupt کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: چلیں، میں منہ ادھر کر لیتا ہوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اپوزیشن کی خواتین نے بھی خاصی محنت کی ہے اور بجٹ میں بڑا مثبت role ادا کیا ہے۔ میں انھیں بھی سلام پیش کرتا ہوں۔ ہمارے معصوم وزیر خزانہ اور شہباز پاکستان، وزیر اعلیٰ، میاں محمد شہباز شریف صاحب کو بھی میں سلام پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے بڑا اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔ آپ یہ بستے دیکھیں، "نالائق بچہ تے بستے بھارے" میرے خیال میں کسی ممبر نے ان کتابوں کی تعداد بھی نہیں گنی ہو گی کہ اس بجٹ کے گٹھے میں کتنی کتابیں موجود ہیں۔ یہ اعداد و شمار کا ہیر پھیر، ہر سال آگے پیچھے کر کے بجٹ پیش کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! 18۔ فروری کے انتخابات کے نتیجے میں ہمارے سامنے آنے والی حکومت، جسے عوام کی ایک اکثریت نے اس ایوان میں پہنچایا آج وہ عوام ہماری طرف دیکھ رہی ہے، وہ کارکن جنھوں نے سڑکوں پر پولیس کی لاٹھیاں کھائیں، ہماری وہ بہنیں کہ جن کو سڑکوں پر بے آبرو کیا گیا وہ آج ہماری طرف دیکھ رہی ہیں اور اپنے حقوق کے لئے ہم سے التجا کر رہی ہیں کہ ہم نے جو قربانیاں دی تھیں آج ہمیں ان کا صلہ چاہئے۔ ہم اس ایوان میں بے حسوں کی طرح بیٹھے ہیں۔ دو سال میں ہم نے اپنی قوم کو کوئی چیز deliver نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: کیا دو سال ہو گئے ہیں؟

سید حسن مرتضیٰ: میرے خیال میں پونے دو سال ہوئے ہیں۔یہاں جہاں ہم بیٹھے ہوئے ہیں یہاں پر تاریخ ہمیں دیکھ رہی ہے، تاریخ لکھنے والے کی قلم اتنی ظالم ہے کہ آپ تھوڑا سا پیچھے 1970 کی دہائی میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ اسی House میں میرے شہید قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو نے اسلامی کانفرنس کا انعقاد کروا کر اپنا ایک نظریہ پیش کیا اور پورے عالم اسلام نے اس پر لبیک کہا۔اس جرم میں انہیں تختہ دار پر تو لٹکنا پڑا لیکن اپنی جان دے کر وہ ہمیشہ کے لئے امر ہو گئے۔اسی ایوان میں آپ اگر چند سال پیچھے چلے جائیں تو ہماری سابق حکومت نے یہاں پر ایک فوجی جرنیل کی وردی کو جائز قرار دینے کے حق میں قرارداد پاس کر کے اپنے آپ کو سیاست دانوں کا قبرستان بنا دیا۔آج دیکھیں کہ ان کرسیوں پر ان کا نام ونشان مٹ چکا ہے۔آج وہ نظر نہیں آ رہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ عرض ضرور کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ کسی کا نام نہ لیں اور جو ایوان میں ممبر موجود نہ ہو تو اس کا نام نہیں لینا چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں کسی کا نام تو نہیں لے رہا اور میں کوئی غلط چیز اگر کہہ رہا ہوں تو اسے آپ حذف کروا دیں مجھے disturb تو نہ کریں۔اس طرح سارا تسلسل خراب ہو جاتا ہے۔آپ اس ایوان کے custodian ہیں۔۔۔

میاں محمد رفیق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: شکریہ۔جناب سپیکر! ایک طرف تو یہ سلام پیش کر رہے ہیں اور دوسری طرف ان کی مذمت فرما رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تو بات کو wind up کر رہا تھا لیکن میں یہاں پر جنگ آزادی کے اس سپوت کا ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ میں نے پہلے کہا ہے کہ تاریخ ہمیں دیکھ رہی ہے اور تاریخ میں جو کام کوئی کرتا ہے اس کام اور اپنے اعمال کے حساب سے اس آدمی کا تاریخ میں نام ہوتا ہے۔آپ نے پڑھا ہو گا کیونکہ آپ نے دیکھا تو نہیں ہو گا کہ اسی House میں اس visiter گیلری سے

بھگت سنگھ نامی ایک سپاہی نے اس دور کے غاصب حکمرانوں کے خلاف آواز حق بلند کی اور ان پر بم پھینکا جس کی پاداش میں اسے بھی سزائے موت ہوئی لیکن وہ امر ہو گیا اور اس کا نام رہتی دنیا تک رہے گا۔

جناب سپیکر! ہم اس ایوان میں بیٹھ کر اپنی غریب عوام پر مہنگائی کے بم پھینک کر امر ہونا چاہتے ہیں۔ ہمیں تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی کیونکہ ہم کسی آمر، کسی ڈکٹیٹر کے جانشین نہیں ہیں۔ ہمارے لیڈروں نے جلاوطنیاں کاٹی ہیں، ہمارے قائدین نے پھانسیوں کو چوما ہے۔ ہماری قائد محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ شہید ہوئی ہیں۔ ہمارے لاکھوں کروڑوں کارکنوں نے سڑکوں پر ماریں کھائیں، قلعے کاٹے ہیں، قیدیں کاٹی ہیں۔ آج وقت ہے کہ ہم انہیں کچھ دے جائیں وگرنہ ہمارا نام نہیں رہے گا چونکہ ٹائم کی کمی ہے میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا اور ایک شعر آپ کی نذر کروں گا:

تُوں کپڑے دے رزق دی سوچ رہیاں
میں بھک نال مردے بال ویکھے
میں نچیا جگ دے سکھ پاروں
سدو بلھے نوں میری دھمال ویکھے

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کا ٹائم مزید 15 منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے باقی جو دوست رہ گئے ہیں تو وہ دو، دو چار، چار منٹ سے زیادہ کا ٹائم نہ لیں کیونکہ ہم بھی صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جی، اعجاز خان صاحب!

رانا اعجاز احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی عنایات کے باعث اپوزیشن اپنی turn لے چکی ہے اور اس کے بعد یہ مہربانی کرتے ہوئے دو ممبر courtesy کے طور پر ایوان میں آ گئے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ان کی strength کی ratio سے 15 ممبر کے بعد ان کے ایک ممبر کو موقع دیا جاتا کیونکہ انہوں نے full input کی ہے لیکن حکومتی بنچوں کو سپلیمنٹری بجٹ کے حوالے سے پورا۔۔۔

جناب سپیکر: اپنی بات کریں۔ اس طرح وقت ضائع ہو گا۔

رانا اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا وقت بہت قیمتی ہے۔ میں ایک بات جس کے لئے Rules of Procedure اور اس ایوان کی درخشاں روایات کے مطابق speech کے دوران پوائنٹ آف آرڈر کے حق کو بالکل ختم نہیں کرتیں لیکن میں نے آپ سے مخاطب ہونے کی کوشش کی اس قانونی نکتے پر جس پر جناب منور گل جو یہاں اس ایوان کے ممبر ہیں، ان کی غیر موجودگی میں ان پر اتنا بڑا الزام لگایا گیا حالانکہ اس کی صلح ہو چکی ہے اور وہ معاملہ ختم ہو چکا۔ اس پر مقدمہ بھی ختم ہو چکا۔ مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں Rules of Procedure کی روشنی اور اعلیٰ روایات کی روشنی میں یہاں پر اس فاضل ممبر اور اس معزز ممبر کے حق کی حفاظت کروں۔ ان کی صفائی بیان کرنا مقصد نہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ہم سب کا فرض ہے۔

رانا اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ بات ہمارے حکومتی بنچ کا سر فخر سے بلند کر دیتی ہے کہ الحمد للہ 2009-10 کا بجٹ جس طرح اس کے اندر حکومت کا واضح vision نظر آتا ہے کہ انہوں نے ان پالیسیوں کا اجراء کیا جن پالیسیوں کے لئے پنجاب کی عوام کئی سالوں اور دہائیوں سے انتظار کر رہی تھی۔ اسی طرح ان پالیسیوں پر اخراجات کی مد میں آج سپلیمنٹری بجٹ کے اندر جو رقم خرچ کی گئی ہے یہ اس سپلیمنٹری بجٹ سے بہت بہتر سپلیمنٹری بجٹ ہے جس کے اندر ایوان وزیر اعلیٰ کے اخراجات شامل ہوتے تھے جس کے اندر غیر ضروری اخراجات کے against سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا جاتا تھا۔ ہم نے جو سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا ہے اس کی تفصیل آپ کی اجازت سے ایوان کے سامنے رکھنا چاہوں گا تاکہ ریکارڈ درست رہے۔ سابقہ بجٹ کے اندر گندم کی خرید کے لئے 115۔ارب روپے کی خطیر رقم نہیں رکھی گئی بعد ازاں اس صوبے کی عوام بلکہ پورے پاکستان کی گندم کی ضروریات کو سامنے رکھتے ہوئے procurement کی گئی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ باتیں وزیر خزانہ صاحب کر دیں گے۔ آپ اپنا مؤقف پیش کریں۔

رانا اعجاز احمد خان: جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب اپنی turn پر کریں گے لیکن ہم پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم بھی حکومت کی ان اچھی پالیسیوں کے حوالے سے آپ کی صدارت کے دوران اپنا مافی الضمیر بیان کر سکیں۔ اس کے اندر endowment fund بھی 2۔ارب روپے تعلیم کے لئے

پچھلے بجٹ میں شامل نہیں تھا۔ فوڈ سپورٹ سکیم پر 11۔ارب روپے جو خرچ ہوئے تو یہ وہ بنیادی سکیمیں ہیں جو میں بتانا چاہتا ہوں۔ جن کی وجہ سے آج سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اگر فنڈز کی بات کی جائے یعنی یہاں پر 11۔ارب 26 کروڑ روپے کی رقم جو میونسپلٹی اور خود مختار ادارہ جات کی مد میں خرچ ہوئی ہے تو اس میں یہ صحافی بھائی جو بیٹھے ہیں ان کے لئے ایک ارب روپے کی ہاؤسنگ سکیم لاہور میں شروع ہوئی ہے۔ انہیں قرض دیا گیا ہے اور جس جس طرح یہ پلاٹوں کی رقم ادا کریں گے تو اس طرح وہ پیسا خزانے میں واپس آ جائے گا۔ اس کے اندر فیصل آباد کی انڈسٹریل اسٹیٹ مینجمنٹ کمپنی کو 36 کروڑ روپے قرض دیا گیا ہے۔ 10۔ارب روپے پنجاب بنک کے shares ہیں۔ کوئی ایک پائی بھی حکومت نے اپنی بہتری کے لئے خرچ نہیں کی۔ سیالکوٹ کی ٹینری ایسوسی ایشن کو 20 کروڑ روپے بطور قرض دیا گیا ہے۔ واسا لاہور اور ایل ڈی اے کو 55 کروڑ اور 20 کروڑ نہر کے دونوں اطراف روڈ کی extension پر خرچ کیا گیا ہے۔ یہ منصوبے پنجاب کی معیشت کو مضبوط کرنے اور پنجاب کی عوام کی بہتری اور خوشحالی کے لئے شروع کئے گئے ہیں۔ آج پورے ہاؤس کے اندر ایک بات commonly محسوس کی گئی ہے وہ بجٹ میں دیئے گئے مختلف شعبہ جات میں رقوم کے استعمال کی بات ہے اس کے لئے اگر Finance and Budget Committee بنا دی جائے اور وہ پورے سال تک بجٹ کے استعمال اور اگلے سال کے بجٹ کی preparation کے لئے اپنا کردار ادا کرے تو بجٹ کے حوالے سے ہاؤس on board رہے گا۔

جناب سپیکر! میں آخر میں وزیر اعلیٰ پنجاب، فنانس منسٹر، treasury benches اور اس ہاؤس کے معزز ممبران کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ قوم کے سامنے ہمارا سر فخر سے بلند ہے کہ ہم نے انہیں عوام دوست پالیسیوں سے مستفید کیا ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، میاں نصیر احمد صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ بابر خان کھیتران صاحب!

جناب افتخار علی کھیتران المعروف بابر خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے اتنی دیر تمام ممبران کو موقع دیا کہ وہ اپنی اپنی رائے کا اظہار کر سکیں۔ چونکہ میں budget speech پر اپنی رائے کا اظہار نہیں کر سکا تو میں چاہوں گا کہ اس پر کچھ باتیں کر سکوں۔ میں اپنی گفتگو کرنے سے پہلے اپنے سینئر ممبر سعید اکبر خان صاحب کی بات کی تائید کرنا چاہوں گا کہ اس نشست کا مقصد خواہ ان روایات سے بے شک

جڑا ہوا ہو لیکن result oriented ہونا چاہئے اور اس دفعہ جو بھی فنڈز دیئے جا رہے ہیں اس سے پہلے جو فنڈز دیئے گئے ہیں اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ یقیناً اس حوالے سے جو input ہوگا فنانس منسٹر صاحب اسے ایوان کے سامنے بہتر نتائج کی صورت میں لائیں گے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے اندر انتقال آبادی کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ جب جنوبی پنجاب کی بات ہوتی ہے تو اس پر کسی کو ناراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ بیک وقت دونوں علاقوں کا مسئلہ ہے کہ ایک علاقے میں پسماندگی کے سبب shifting of population شمالی پنجاب ہوتی ہے جس سے تمام خرچ کئے جانے والے بہت زیادہ وسائل reverse ہو جاتے ہیں تو اس مسئلے کو حل ہونا چاہئے اس پر کوئی اختلاف رائے مقصود نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد جنوبی پنجاب کے اندر بہتر نتائج دینے چاہئیں تاکہ وہاں کے لوگ بہتر معیار زندگی حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ جہاں ایک طرف پانی کی کمی کا ذکر کیا جاتا ہے وہاں جنوبی پنجاب کے اندر دریائے سندھ کے کنارے بسنے والے بے زبان کاشتکار جو میڈیا کی نظروں سے اوجھل ہیں جو ہر سال بے تحاشا کاشتکار اپنی زمین اور اپنی جائیداد سے دریا کے کٹاؤ کی نذر ہو رہے ہیں اس کے بارے میں اخبارات میں چھوٹی چھوٹی خبریں ضرور لگتی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کی سنگینی کا احساس نہیں کیا جا رہا۔ لاہور کا ایک گٹر اگر ابل پڑے تو یقیناً وہاں سارے کیمرے پہنچ جاتے ہیں لیکن جن لوگوں کے گھر، زمین اور تمام جائیداد دریا کی نذر ہو جاتی ہے اس کے حوالے سے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی بڑا قدم نظر نہیں آ رہا تو میں چاہوں گا کہ پنجاب حکومت ان بے بس لوگوں کے لئے نہ صرف گھروں کا بندوبست کرے بلکہ اس کٹاؤ کی روک تھام بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں کہنا چاہوں گا کہ اگر تعلیم پر رقم خرچ کی جا رہی ہے تو دیکھا جائے کہ جن اساتذہ اور جن سیکرٹریوں کو اس حوالے سے assignment دی گئی ہے کیا ان کے بچے ان سکولوں میں جانے کے لئے تیار ہیں، وہ ان میں اپنے بچوں کو پڑھانے کے لئے تیار ہیں؟ اگر ہم اتنی بڑی amount خرچ کر رہے ہیں تو لوگ اس کے لئے planning کر رہے ہیں کیا وہ خود اس کے معیار سے مطمئن ہیں؟ ہسپتالوں کے اندر جو ادویات مل رہی ہیں کیا ڈاکٹر وہ ادویات اپنی فیملی کو دینے کے لئے تیار ہیں؟

زراعت کے شعبے کے اندر جو اتنی بڑی رقم خرچ ہو رہی ہے کیا وہ صرف پیپرز کے اندر ہے یا کھیت کے اندر کام کرنے والوں کو اس کا کوئی فائدہ پہنچ رہا ہے؟ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہدی عباس خان صاحب!

جناب مہدی عباس خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے ایک منٹ دیا ہے۔ میں اپنی گفتگو کی ابتدا جناب شاہ صاحب کے شعر سے کرتا ہوں جو انہوں نے پڑھا کہ "بچے بال مردے بھکھ نال ویکھے۔" مجھے اس بات پر تکلیف ہے کہ ہمارے اس پورے ہال میں دو سکیمیں ایسی تھیں جن پر زیادہ بات کی گئی، ایک Food Stamp Scheme اور دوسری سستی روٹی اور یہی وہ دو سکیمیں ہیں جو وزیر اعلیٰ پنجاب نے ان غریبوں کے بچوں کے لئے دیں جو اب بھوک سے نہیں مریں گے۔ یہ پیسا ان لوگوں کے لئے ہے جن کو سڑک چاہئے اور نہ کوئی اور چیزیں چاہئیں انہیں صرف روٹی چاہئے۔ وزیر اعلیٰ کی ان دو سکیموں سے ان کے پیٹ کا مسئلہ حل ہو گیا ہے اس پر میں ان کا انتہائی شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ جنوبی پنجاب کے حوالے سے یہاں ایک اور بات بھی بہت زیادہ سنی گئی۔ اس حوالے سے میں عرض کروں گا کہ اس بجٹ میں 5۔ارب روپے کا ایک خصوصی package جنوبی پنجاب کے لئے رکھا گیا ہے جس کو میں سراہتا ہوں اور یہ ان کی بہت مہربانی ہے کہ انہوں نے جنوبی پنجاب کا خیال رکھا۔

جناب سپیکر! زراعت کے حوالے سے میں فنانس منسٹر سے یہ request کروں گا کہ چائنا اور دوسرے ممالک کی مدد سے ہمارے علاقے میں Agriculture Based Industry لگائی جائے۔ اس کے علاوہ گرین ٹریکٹر سکیم کی بات ہوتی ہے تو اس میں بھی ہمارے جنوبی پنجاب کے حصے میں 5ہزار ٹریکٹر آئے ہیں۔ 10ہزار میں سے 5ہزار ٹریکٹر ہمارے علاقے میں آئے ہیں اس کے لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب کا شکر گزار ہوں۔ گندم کی خریداری مہم میں انہوں نے جس جانفشانی سے کام کیا اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس وقت ہماری کپاس کی کاشت مکمل ہو چکی ہے، لوگوں کے پاس پیسا آیا ورنہ اس وقت ہوتا یہ تھا کہ ہمارے محکمہ خوراک کی کوتاہیوں کی وجہ سے اس وقت تک گندم کھیتوں میں پڑی ہوتی تھی جس کی وجہ سے کپاس کاشت نہیں ہو سکتی تھی اب کپاس کی فصل کاشت ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ میں اپنے

وزیر اعلیٰ سے ایک اور بھی امید رکھتا ہوں کہ یوریا کھاد کے گودام بھرے پڑے ہیں لیکن اس کی black marketing کی وجہ سے کسان کو 150/100 روپیہ زیادہ دینا پڑ رہا ہے اس کے لئے وہ ضرور کوئی اقدام کریں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر کہا جاتا ہے کہ جنوبی پنجاب کے ساتھ زیادتی ہوئی میں اس کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میڈیکل کالجوں میں 60 فیصد سیٹیں جنوبی پنجاب کے لئے رکھی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ scholarship endowment scheme کے حوالے سے میں نے جو figures حاصل کئے ہیں ان میں 160 جنوبی پنجاب کے لئے ہیں اور 125 باقی اضلاع کے لئے ہیں اس پر میں وزیر اعلیٰ صاحب کو appreciate کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! ضلع ملتان کی پسماندہ تحصیلوں میں شجاع آباد اور جلال پور پیر والا میرے حلقے میں ہیں اور الحمد للہ ان میں اس وقت ایک ارب کی ترقیاتی سکیموں پر کام ہو رہا ہے جس میں تعلیم، upgradation, missing facilities پر کام ہو رہا ہے۔ ہماری ان دو تحصیلوں میں صحت کے حوالے سے THQ's دو ہیں جو آج تک ویران تھے اور اب ماشاء اللہ وہاں 200/200 بیڈز کے وارڈز موجود ہیں۔ وہاں پر اور بھی بہت ساری سکیمیں چل رہی ہیں۔ میں خاص طور پر وزیر خزانہ سے درخواست کروں گا کہ ہمارے علاقے میں کڑوا پانی ہے تو میٹھے پانی کی فراہمی کے لئے جتنا ہو سکے اتنی مہربانی ضرور کیجئے۔ اس کے علاوہ سڑکوں کی بہت کمی ہے۔ اس حوالے سے بھی مہربانی فرمائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: 10 منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔ رانا اعجاز احمد نون!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جی، جناب شاہد محمود خان صاحب!

جناب شاہد محمود خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کی خصوصی تعریف کرتا ہوں کہ انھوں نے ایوان میں اپنا بہتر کردار ادا کیا اور ہمیں ہمارے نقائص بتائے اور ہمیں guide کیا۔ اسی ایک نقص میں سے حقائق میں اپنے بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے اخراجات بتائے کہ ہم نے 12 کروڑ روپیہ بجٹ میں رکھا تھا اور پھر ضمنی بجٹ میں 15 کروڑ روپیہ لیا۔ اس طرح 27 کروڑ روپیہ وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے خرچ کیا۔ اس زیادہ بجٹ لینے کی وجہ یہ تھی کہ پورے پنجاب سے جن بچوں نے top positions لی تھیں ان

بچوں کو اسلام آباد اور مری کے پنجاب ہاؤس میں ٹھہرایا گیا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ان بچوں کو اپنے خرچے پر بلایا اور وہاں انھیں Guard of Honour بھی پیش کیا گیا۔ اسی طرح اساتذہ اور ڈاکٹروں کو بھی appreciate کیا گیا۔ اگر ہم پیچھے جائیں اور جو 08-2007 کا بجٹ دیکھیں تو اس میں 18 کروڑ روپیہ اصل بجٹ میں رکھا گیا تھا اور بعد میں ضمنی بجٹ میں بھی پیسا لیا گیا۔ انھوں نے کل 38 کروڑ روپیہ خرچ کیا تھا جبکہ ہم الحمدللہ یہ بات فخر سے بیان کر سکتے ہیں کہ موجودہ وزیر اعلیٰ نے 27 کروڑ روپیہ خرچ کیا جبکہ مہنگائی بھی بڑھ گئی ہے اور پورے پنجاب کے بچوں کی appreciation بھی کی گئی۔

جناب سپیکر! اسی طرح ابرار شاہ صاحب نے ایک بڑی اہم بات کی تھی کہ پچھلے سوا سال سے زکوٰۃ کمیٹیاں کیوں نہیں بنیں؟ زکوٰۃ کمیٹیوں کے نہ بننے کی وجہ یہ ہے کہ وفاقی حکومت جب تک ضلعی حکومتوں کے آرڈیننس میں ترمیم نہیں کرے گی تب تک زکوٰۃ کمیٹیاں نہیں بن سکتیں۔ اس میں وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے راجہ ریاض اور وزیر خزانہ کی ایک کمیٹی بنائی تھی۔ میں راجہ ریاض صاحب اور جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ جلد ترمیم کروائیں تاکہ پرانی زکوٰۃ کمیٹیاں وہ جیسے بھی بنی تھیں ان کا سب حال جانتے ہیں، ان سے جلد از جلد چھٹکارا حاصل کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں اپنے حلقے کی چند معروضات بیان کروں گا۔ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ نشتر ہسپتال 1951 میں بنا تھا۔ اس کے بعد آج تک ہمارا کوئی بھی جنرل ہسپتال نہیں بنا۔ آپ اس معاملے پر مہربانی کریں اور یہ دیکھیں کہ احساس محرومی کیوں جنم لیتا ہے۔ جب نشتر ہسپتال بنا تھا تو ہماری آبادی اڑھائی تین لاکھ کے قریب تھی آج 40 لاکھ کے قریب ہے۔ اگر ہم موازنہ کریں تو لاہور میں ایک کروڑ آبادی کے لئے 18 ہسپتال ہیں جبکہ ملتان کی 40 لاکھ آبادی کے لئے ایک ہسپتال ہے۔ اسی طرح اب بھی لاہور ٹرانسپورٹ کمپنی کے لئے 15 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ملتان اور بہاولپور کی ٹرانسپورٹ کمپنیوں کے لئے بھی پیسے رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بہت اہم بات کروں گا کہ بورڈ آف ریونیو کے ممبرز جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور وہاں ہفتے میں ایک دن دورے پر جاتے ہیں۔ وہ 12 ممبرز ہیں مہربانی فرما کر ان میں سے کسی کو وہاں پر مستقل تعینات کیا جائے۔ اگر جنوبی پنجاب میں ہائیکورٹ بن سکتی ہے۔ ملتان اور بہاولپور بنچ بن سکتا ہے تو ان بیوروکریٹس کو بھی وہاں مستقل تعینات کیا جائے۔ وہاں سے پوری مشینری

آ رہی ہے، پٹواری آ رہا ہے، ای ڈی او (آر) آ رہا ہے، سائل آ رہے ہیں، ساری چیزیں آ رہی ہیں اور اتنے اخراجات ہو رہے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ وہاں صاحب بہادر کو مستقل تعینات کیجئے جو کہ نہایت اہم بات ہے۔ میں اسی طرح گزارش کروں گا کہ چیف انجینئر ہائی وے، چیف انجینئر پبلک ہیلتھ اور چیف انجینئر بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کے تمام دفاتر جو جنوبی پنجاب کے ہیں وہ سارے کے سارے دفاتر یہاں ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ان دفاتر کو وہاں منتقل کریں۔ ہمیں جو 4/4 کروڑ روپے کے فنڈز ملے ہیں ان میں سے 25 فیصد فنڈز بھی خرچ نہیں ہوئے اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام افسر یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور انھیں فوری طور پر وہاں shift کیا جائے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میری گزارش ہے کہ DPI کی 2 نئی سیٹیں کالجوں اور سکولوں کے لئے create کر کے وہاں تعیناتی کی جائے تاکہ ہمارے مسائل وہیں پر حل ہو سکیں اور ہمیں لاہور نہ آنا پڑے۔ اسی طرح ایڈیشنل چیف سیکرٹری کی ایک سیٹ بھی create کریں اور وہاں تعینات کریں جو development کے کام کو دیکھے۔

جناب سپیکر! ہماری 38 سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں۔ آپ انھیں فعال بنائیں۔ پچھلے ایک سال میں ہمارا کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ ان کمیٹیوں میں business لائیں اور انھیں فعال بنائیں۔ یہ ایوان 8 کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہا ہے اس لئے کمیٹیوں کو فعال بنانا سب سے اہم ہے۔ یہاں بار بار بات ہوتی ہے کہ ایم پی ایز کو کوئی سہولت ملنی چاہئے تو اس کے لئے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایم پی ایز کو اور کچھ نہیں تو خصوصی طور پر ایک سٹینو، ایک پی۔اے اور کم از کم ایک نائب قاصد تو دیں۔ اس نے اپنے اڑھائی لاکھ لوگوں کی نمائندگی کرنی ہے اور اڑھائی لاکھ لوگ وہ ہیں جو ووٹر نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 5 لاکھ لوگوں سے اس کا تعلق ہے۔ اس نے حکومت کے تمام محکموں سے بھی بات چیت کرنی ہوتی ہے۔ آپ ایم پی اے کو کوئی مراعات دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس تو ہوسٹل تک نہیں ہے۔ ہمارا ہوسٹل بننا چاہئے، اس کے لئے فنڈز رکھنے چاہئیں۔

جناب سپیکر! ہم جب تک پنجاب کی روزگار پالیسی نہیں بنائیں گے ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ 8 کروڑ لوگوں کو روزگار زراعت کی ترقی سے نہیں ملنا۔ میں بار بار کہتا ہوں کہ ہمیں انڈسٹری لگانی ہے۔ ہمیں انڈسٹری اس طرح کی لگانی ہے کہ ہم investment کریں اور وہاں سے پنجاب حکومت کو پیسا

آئے اور لوگوں کو روزگار ملے۔ ہم زراعت پر جتنا چاہیں کام کریں وہ ہمیں کرنا چاہئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی ضرور دیکھنا چاہئے کہ ہم انڈسٹری لگائیں اور اسے boost کریں تب جا کر بے روزگاری کا اژدہا ختم ہوگا۔Otherwise یہ اتنا بڑا اژدہا ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ لوگ کہنا شروع کر دیں گے ہمیں سڑکیں نہیں چاہئیں، بڑی بڑی عمارتیں نہیں چاہئیں بلکہ ہمیں روٹی چاہئے کیونکہ ہمارے پیٹ خالی ہیں اور ہمیں بھوک ہے اس لئے ہمارے فرائض میں شامل ہے کہ ہم لوگوں کے روزگار کا بندوبست کریں۔ میں یہ کہوں گا کہ اس پر خصوصی طور پر ایک کمیٹی بنائیں۔اس کے علاوہ خصوصی طور پر مستقل روزگار پالیسی بنی چاہئے اور یہ جلد از جلد بنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میں محکمہ انٹی کرپشن کی بات کروں گا کہ اس محکمے کی کارکردگی بالکل صفر ہے۔ وہ کرپشن کو جنم دیتا ہے۔اس کو آپ ختم کر دیں تو بہتر ہوگا۔ میں اپنے علاقے کی خصوصی طور پر جنوبی پنجاب کے لئے یہ کہوں گا کہ ہمیں صوبائی محتسب ریونیو دے دیں کیونکہ ساری درخواستیں پٹواری کے خلاف ہوتی ہیں یا پولیس کے خلاف ہوتی ہیں ان کے لئے لاہور کے دھکے کھانے پڑتے ہیں۔آپ مہربانی فرمائیں اور ہمیں وہاں پر ہی صوبائی محتسب دے دیں جو صرف ریونیو اور پولیس کے معاملات کو دیکھے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ مہربانی۔ جی، جناب اعجاز احمد نون صاحب!

رانا اعجاز احمد نون: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مختصر سی بات کروں گا۔ جس طرح سارے دوستوں نے بجٹ کے حوالے سے اظہار خیال کیا ہے کہ پنجاب حکومت نے بہت اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔اس مہنگائی کے دور میں اور جن حالات میں جناب وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف صاحب کو حکومت ملی وہ ان حالات میں جتنا اچھے سے اچھا بجٹ اس teamwork کے ساتھ پیش کر سکتے تھے وہ پیش کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اچھا بجٹ ہے۔ میں اپنے حلقے کے حوالے سے کچھ باتیں کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! محکمہ خوراک نے جس طرح جنوبی پنجاب میں دانا دانا خریدا اور وزیر اعلیٰ نے دورے کئے وہ آپ کے سامنے ہیں۔اس کے علاوہ خصوصاً تحصیل شجاع آباد جو ملتان کی سب سے زیادہ پسماندہ تحصیل ہے یہ ہیلتھ کے حوالے سے پنجاب میں واحد تحصیل ہے کہ تحصیل شجاع آباد میں ہیپاٹائیٹس (سی) کے حوالے سے جو وبائی صورت اختیار کر گیا تھا اس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے 30 million دیئے اور سول ہسپتال شجاع آباد جو ایک کھنڈرات تصور کیا جاتا تھا اگر آج وہاں جا کر آپ

دیکھیں تو غریبوں کا ایک مجمع ہوتا ہے اور روزانہ تقریباً پانچ سو سے چھ سو لوگ وہاں جاتے ہیں جن کے ہیپاٹائیٹس (سی) اور (بی) کے ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا ٹائم پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

رانا اعجاز احمد نون: نہ صرف ٹیسٹ ہو رہے ہیں بلکہ انجکشن لگ رہے ہیں۔ ایک غریب آدمی جو سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کو 70 ہزار روپے کا انجکشن ملے گا جس کے پاس روٹی کے لئے ایک پیسا نہیں تھا تو آج اس کو وہاں پر مفت انجکشن لگائے جا رہے ہیں۔ اسی طرح دو سو بیڈ کا نیا ماڈل ہسپتال جس کی summary approve ہو چکی ہے اور انشاء اللہ اس پر کام شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ پی پی۔204 کے لئے 14 purification plants منظور ہوئے ہیں خصوصاً وزیر اعلیٰ صاحب نے 1122 تحصیل شجاع آباد میں شروع کرنے کا اعلان کیا ہے جس کا عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ افتتاح ہو گا۔ گرلز ڈگری کالج جو تقریباً ساڑھے سات کروڑ کی لاگت سے زیر تعمیر ہے جس میں ہوم اکنامکس کا بلاک بھی کھول دیا گیا ہے۔ چار بسیں دو بوائز اور دو گرلز ڈگری کالج کے حوالے سے ہمیں دی گئیں۔ missing facilities کے حوالے سے تقریباً 83 لاکھ روپے بوائز ڈگری کالج کے لئے منظور ہوئے۔ دانش سکول جس کی ہم نے خصوصی request کی تقریباً چار مربع زمین acquire کی گئی اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔ سکولوں کے لئے دو کروڑ روپیہ صرف missing facilities کے لئے دیا گیا۔ اسی طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے 42 سکول upgradation کے حوالے سے دیئے جس کی summary approve ہو چکی ہے اور اب پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکول ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ بہت بڑا تحفہ جنوبی پنجاب کے لئے ایک ایسا board bridge جو تحصیل شجاع آباد اور مظفر گڑھ کے درمیان دریائے چناب کے اوپر جس کی سنگ بنیاد رکھ دی گئی ہے جو عرصہ 60 سال سے صرف اخبارات اور سرخیوں کی زینت تو بنا رہا لیکن آج تک practically کچھ بھی نہیں ہوا، اس دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس کے لئے خصوصی فنڈز جاری کئے اور اس پراجیکٹ کا ٹوٹل تخمینہ 12 کروڑ 42 لاکھ بنتا ہے جس کے پہلے کچھ فنڈز جاری کر دیئے گئے اور ongoing پروگرام میں چار کروڑ روپے رکھ دیئے گئے، اب اس سے 70 کلو میٹر کا فاصلہ سات کلو میٹر میں طے ہو گا، جو لوگ شجاع آباد اور جلال پور سے خان گڑھ یا مظفر گڑھ جاتے تھے تو 70 کلو میٹر کا U-turn لیتے تھے۔ اس کے

ساتھ roads کے حوالے سے خصوصاً دس کروڑ روپیہ دیا گیا جس کے فنڈز release ہو چکے ہیں اور ٹینڈرز لگ چکے ہیں۔ میں اپنے جنوبی پنجاب کے دوستوں خصوصاً لغاری صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ آئیں اور دیکھیں کہ کتنے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں۔ آج تک زبانی باتیں تو ہوتی رہیں لیکن practically نہیں ہوتا تھا۔ وہ آکر دیکھیں جن پر کام شروع ہو چکے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب کو پولیس کے حوالے سے ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ محکمہ پولیس کی جو تنخواہیں بڑھائی گئیں بہت اچھا اقدام تھا کیونکہ پولیس کی ریڑھ کی ہڈی investigation ہے جو ASI اور Sub Inspector کی ٹیم ہوتی ہے چاہے جس level پر بھی ہم ایف آئی آر درج کرواتے ہیں تو یہ دونوں صاحبان investigation کرتے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ وزیر قانون ایک کمیٹی بنائیں اور اس میں چار سے پانچ سو پڑھے لکھے لوگوں کو through PCS لگایا جائے جیسے میاں محمد نواز شریف نے موٹروے بنایا جس کو دیکھ کر آنے والی حکومتوں نے ٹریفک وارڈن اور 1122 میں بھرتیاں کیں۔ اسی طرح ASI اور Sub Inspecter کے لئے خصوصی طور پر چار سے پانچ سو آدمیوں کے through PCS exams ہونے چاہئیں اور ان کی ٹریننگ ہونی چاہئے لیکن ٹریننگ سلیوٹ والی نہیں بلکہ investigation کے حوالے سے ہونی چاہئے جیسے ایلیٹ فورس کی ٹریننگ کی جاتی ہے۔ میں آخر میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت پانچ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! انہوں نے مجھے دعوت گناہ دی ہے تو میں ان سے یہی کہوں گا کہ ترقیاتی سکیموں کے لئے switch over کر کے انہوں نے اپنا سودا کر لیا جو گھاٹے کا سودا ہے۔

رانا اعجاز احمد نون: کوئی سودا نہیں کیا۔ یہ اصولوں کا فیصلہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، میاں طارق صاحب!

میاں طارق محمود: شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ سب کی بجٹ تقریر میں ہم بار بار سستی روٹی کا ذکر سنتے رہے ہیں تو یہ اقدام وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو اٹھایا ہے یہ پاکستان اور

پنجاب کی تاریخ میں پہلی دفعہ کسی نے اٹھایا ہے۔ میں اس forum پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کسی تندور پر ہمارا کوئی ممبر جاکر کھڑا ہو جائے اور دیکھے کہ اس سے اچھا کام اور کیا ہو سکتا ہے؟ کچھ لوگوں نے اس کے حق میں بات کی اور کچھ نے اس کے خلاف بات کی۔ ایک غریب آدمی جس کو ایک روٹی درکار ہوتی ہے وہ اپنی مزدوری کر کے اپنے گھر جا رہا ہوتا ہے تو اس کے پاس اگر دس روپے ہیں تو وہ پانچ روٹیاں خریدتا ہے۔ یہ مذاق والی بات نہیں ہے کیونکہ ایک بھوکے آدمی کو دو روٹیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ کسی سڑک پر جاکر کھڑے ہو جائیں تو جو بھی مانگنے والا آئے گا تو وہ دو روٹیوں کی بات کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پروگرام کو جتنا بھی support کیا جائے کم ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، شاباش۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ فوڈ سپورٹ پروگرام کے حوالے سے میں اپنے حلقے کی بات کرتا ہوں کہ غریب آدمیوں نے جتنا اس سے فائدہ اٹھایا ہے اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ یہ بات غلط ہے کہ اگر ایک آدمی غلط طریقے سے پیسے لے رہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس نے تو غریبوں کا حق مارا ہے لیکن آج مہنگائی کے دور میں یہ دونوں کام قابل تحسین ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اچھا بجٹ پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر! آج کل کے دور میں ایک آدمی اپنے گھر کا بجٹ نہیں بنا سکتا۔ آدمی نے بجٹ کچھ اور بنایا ہوتا ہے لیکن جب بجلی کا بل آتا ہے تو اس کا دماغ خراب ہو جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اب میں کیا کروں؟ آج اگر ڈیزل اور پٹرول کی قیمتیں بڑھ گئیں تو غریب آدمی کیا، عام آدمی کا گزارا بھی مشکل ہو جائے گا۔ ہماری وفاقی حکومت کو اس مسئلے کو serious لینا چاہئے۔ آپ دیکھیں کہ ایک گھنٹہ بجلی جاتی ہے اور ایک گھنٹہ آتی ہے اور پچھلے سوا سال میں اس میں کوئی بہتری نظر نہیں آئی۔ میں پچھلے دس سال سے گجرات سے آتا ہوں جو نیشنل ہائی وے روڈ ہے۔ آپ کبھی گوجرانوالہ سے لاہور تک کی روڈ دیکھ لیں جو کبھی صحیح نہیں ملی۔ جب بھی ہم آتے ہیں ہماری گاڑیاں خراب ہو جاتی ہیں۔ یہ ایسے مسائل ہیں جن کی طرف حکومت کو توجہ دینی چاہئے۔

جناب سپیکر! اگر تعلیم کے حوالے سے دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے جتنی محنت کی ہے، اگر کہا جائے کہ اتنا محنتی آدمی پورے پنجاب میں کوئی نہیں تو میں کہتا ہوں کہ اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ اتنی کوشش اور محنت کرنے کے بعد ایک ایک پیسے کا حساب رکھنے والا وزیر اعلیٰ ہے اور اس کی پوری کوشش ہے کہ میں پنجاب کے عوام کو بہتر سے بہتر سہولتیں فراہم کروں۔ میں اپنے حلقے کی طرف آتا ہوں کیونکہ وقت بہت کم ہے اور میں بجٹ پر بھی تقریر نہیں کر سکا۔

جناب سپیکر: آپ بات کریں اور آپ کے لئے پانچ منٹ اور فالتو۔

میاں طارق محمود: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میاں محمد شہباز شریف نے اتنی محنت کی ہے اور آج ان کو یہ نہ کہا جائے کہ وہ کم محنت کر رہے ہیں اور ان کے کام میں کوئی کمی کوتاہی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم اس floor پر سچ نہیں بول سکتے تو پھر ہم نے کچھ نہیں کیا۔ ہمیں سچی بات کرنی ہو گی اور سچ کا ساتھ دینا ہو گا۔ ہمارا ملک آج کہاں جا رہا ہے، بجلی کی قیمتوں پر وفاقی حکومت کو کچھ فیصلہ کرنا چاہئے تب ہی گزارا ہو گا۔ پٹرول کی قیمتیں کم ہونی چاہئیں بالکل بڑھنی نہیں چاہئیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر دانش سکول کا ذکر ہوا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب۔۔۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

میاں طارق محمود: وزیر اعلیٰ پنجاب نے دانش سکول پر ہر جگہ گرانٹ دی۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آج ہمیں میرٹ کی پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے ہر constituency میں ایک ایک دانش سکول دینا چاہئے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! محترم میاں صاحب کو دس منٹ دیئے جائیں وفاقی حکومت کے بجٹ پر بحث کرنے کے لئے اور پٹرولیم اور بجلی کی قیمتوں پر اور پانچ منٹ اپنے بجٹ پر بحث کرنے لئے، ٹوٹل ان کو پندرہ منٹ دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! شاہ صاحب کی مہربانی لیکن بات یہ ہے کہ بجلی کا بل تو سب کو دینا پڑتا ہے۔ ہم وفاقی بجٹ پر بحث تو نہیں کر سکتے مگر بتا تو سکتے ہیں یہ ایک فورم ہے۔ ان پیپلز پارٹی والوں کو پریشانی نہیں ہونی چاہئے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ ہم یہاں پر وفاقی حکومت کو defend کر رہے ہیں ہمارا بھی ان کے ساتھ اتنا ہی حصہ ہے۔ ہم بھی ان کے ساتھ بات کر سکتے ہیں کیونکہ ہم سوچتے ہیں کہ گھر کا بجٹ بنانا اب کسی بندے کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ گھر کا بجٹ بنائے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ میری constituency میں دانش سکول کی جو اچھی سہولت مل رہی ہے یہ ہر constituency میں ایک ایک سکول ہونا چاہئے۔ اگر تحصیل level پر ہو گا تو تحصیل کی سطح پر تو پہلے ہی ساری سہولتیں ہیں اس لئے ہر constituency میں ایک سکول ضرور ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کا معیار تعلیم بہتر ہو۔ میری constituency میں ایک سڑک ہے جو روہناوالا سے لالہ موسیٰ جاتی ہے۔ وہ سڑک آدھی وزیر خزانہ صاحب کی constituency میں ہے اور آدھی میری constituency میں ہے اس پر کام شروع ہے جو کہ ان کی طرف سے شروع ہے اور میری طرف سے بند ہے میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ میرٹ کی پالیسی کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں چاہئے تھا کہ یا تو دونوں طرف سے شروع کرواتے، انہوں نے بورڈ بھی دونوں طرف لگا دیئے ہیں اپنے نام کا بورڈ بھی میری طرف لگا دیا ہے اور اپنی طرف بھی اپنے نام کا لگا دیا ہے۔ ان سے گزارش ہے کہ دونوں طرف سڑک شروع ہونی چاہئے تھی، یہ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: ان کی اس بات پر خصوصی توجہ دی جائے۔

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میری گزارش ہے آج جو ہمیں دیکھنے والی ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ کچھ سکیمیں جن پر چار پانچ سال تک ٹھیکیدار لگے رہتے ہیں کوئی ٹائم فریم ہی نہیں ہے کہ یہ سکیم کب مکمل ہو گی وہ اپنی مرضی سے کام کرتے رہتے ہیں کبھی ایک کلو میٹر سڑک بنا دی، کبھی ایک دیوار بنا دی تو اس سلسلے میں آج اس بجٹ کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو کوئی اہم فیصلہ کرنا چاہئے کہ ہر پراجیکٹ کا کوئی ٹائم فریم ہونا چاہئے کہ یہ سڑک اتنے عرصے میں بنے گی۔ جب بھی دیکھتے ہیں کہ چار سال ہو گئے ہیں ایک سڑک بنتے ہوئے، وہ ایک طرف سے بنتی ہے اور دوسری طرف سے ٹوٹتی چلی جاتی ہے۔ میں آج ضرور یہ گزارش کروں گا کہ میری constituency میں پچھلے چار سال سے جو

سڑکیں بنی ہیں وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہیں تو ضروری ہے کہ ان کے لئے کوئی فنڈز رکھے جائیں تاکہ وہ سڑکیں اچھے طریقے سے مرمت ہو سکیں ہم نئی بناتے جائیں اور پرانی ختم ہوتی جائیں۔ آپ کا شکریہ کیونکہ سب لوگ ادھر ہی دیکھ رہے ہیں کہ ہم جلدی ختم کریں۔

جناب سپیکر: میں نے تو ٹائم پانچ منٹ بڑھا دیا تھا۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! منڈا صاحب فرما رہے تھے کہ ان کو [*****] ہو گیا ہے مجھے تو ان کی سمجھ نہیں آئی کہ یہ [*****] کیا ہوتا ہے تاکہ میری vocabulary میں اضافہ ہو۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: وہ ایک بیماری ہوتی ہے۔

آوازیں: یہ الفاظ حذف کروا دیں۔

جناب سپیکر: اگر وہ الفاظ ناپسند ہیں تو میں کہہ دیتا ہوں کہ حذف کر دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک خوفناک انکشاف کرنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر محبوب الحق کے حوالہ سے جو کسی وقت economic wizard مانا جاتا تھا اس نے کہا تھا کہ ہمارے کرپشن کے دو بہت بڑے ذرائع ہیں ایک ذریعہ تو leakage in the budget، اعداد و شمار بناتے وقت بجٹ کے اس secret document میں بہت بڑی leakage ہوتی ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے میں اس پر کچھ نہیں کہہ سکتا، ہمارے وزیر خزانہ صاحب اس پر غور فرمائیں۔ دوسرا کرپشن کا ذریعہ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں جب ڈویلپمنٹ پروگراموں میں سکیموں کے estimates بنتے ہیں تو وہ over invoicing کرتے ہیں۔ فرض کریں کہ ایک سکیم پانچ لاکھ میں بنی ہے وہ دس لاکھ کا estimate بنائیں گے۔ یہ دو بڑے بڑے کرپشن کے ذرائع ہیں جو میں نے آپ کے توسط سے اس معزز ایوان میں غور و فکر کے لئے پیش کئے ہیں۔ یہ ڈاکٹر محبوب الحق صاحب کی گردن پر سارا بوجھ ہے اس لئے کیا سچ ہے کیا جھوٹ ہے میں نے quote کر دیا ہے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت مزید پانچ منٹ بڑھا دیا جائے۔ میاں صاحب آپ تشریف رکھیں، شکریہ

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے وزیر خزانہ صاحب سے ایک درخواست ہے کہ اتنی موٹی موٹی کتابیں کہیں پر ٹائپ ہوتی ہیں اور یہ کمپیوٹرز میں save بھی ہوں گی اگر ہمیں ان کی soft copy مل جائے تو ہمیں search کرنا زیادہ آسان ہو گا۔ جس format میں بھی ہوں گی ہم اپنے کمپیوٹر میں ڈال کر search کر سکتے ہیں کہ یہ چیز کہاں پر ہے۔ یہ ٹائپ تو ہوتی ہے ہر جگہ مگر soft copy مل جائے تو ہمارے لئے آسانی ہو گی۔

جناب سپیکر: ہم سب بیٹھ کر اس پر غور کریں گے۔ میرے خیال میں آئندہ ہمیں اس کا کچھ انتظام کرنا پڑے گا۔ وزیر خزانہ صاحب! wind up کریں۔ پانچ منٹ بڑھا دیں یا کیا کریں؟

معزز ممبران: آدھا گھنٹہ بڑھا دیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پانچ منٹ کافی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ چلتے جائیں میں پھر بڑھاتا جاؤں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تمام ہاؤس کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں بالخصوص اپوزیشن کا کہ انہوں نے انتہائی مثبت اور بہت اچھی تجاویز دیں اور باقی بھی تمام ممبران نے بھرپور حصہ لیا۔ آج کے اجلاس میں ضمنی بجٹ پر بحث تھی۔ ضمنی بجٹ پر تو بہت کم بحث ہوئی زیادہ جنرل بجٹ پر اور باقی بحث ہوتی رہی لیکن اس کے باوجود جو ضمنی بجٹ ہے اس میں جو کہا گیا کہ اس کا والیم بہت زیادہ تھا جو درست نہیں ہے۔ جو سکیمیں ضمنی بجٹ یا جو پیسا ہم نے خرچ کیا اس بارے میں، میں تھوڑی سی تفصیل بتانا چاہتا ہوں کہ وہ پیسا ضمنی بجٹ کی صورت میں کیوں آیا؟ 115۔ارب روپیہ جو کہ گندم کی خریداری پر ہم نے خرچ کیا۔ حکومت یہ پہلے خرچ کر دیتی ہے لیکن وفاقی حکومت سے ہمیں بعد میں ملتا ہے۔ اس لئے ہمیں اس کو books میں لانا ضروری ہوتا ہے۔ اسی طریقے سے سستی روٹی سکیم پر 2۔ ارب روپیہ ہم نے مزید خرچ کیا۔ ٹریکٹرز کی سکیم جس کو تمام ممبران نے سراہا کہ بہت اچھی سکیم تھی اور بڑے اچھے طریقے سے قرعہ اندازی ہوئی اور بہت transparent تھی۔ ہم نے تقریباً دس ہزار ٹریکٹر دیئے۔ پہلے ایک ٹریکٹر پر ایک لاکھ سبسڈی مختص کی

گئی تھی لیکن بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب نے محسوس کیا کہ کم ہے اس کو دو لاکھ کر دیا جس وجہ سے ایک ارب روپے کی مزید ضرورت پڑی۔ Education Endowment Fund جو کہ غریب بچوں کے لئے شروع کیا اس کے لئے 2۔ ارب روپے رکھے گئے، حکومت پنجاب نے تمام ہسپتالوں میں جو ادویات کی مفت فراہمی شروع کی جبکہ پہلے یہ سہولت صرف ایمر جنسی میں تھی اس کے لئے 2۔ ارب روپے رکھے گئے، ہسپتالوں میں جنریٹرز اور ائر کنڈیشنرز کے لئے 2۔ ارب روپے رکھے گئے اسی طریقے سے پولیس کی تنخواہیں جو law and order پر ہم سب بات کرتے ہیں کہ law and order کی حالت بہتر بنانے کی سخت ضرورت ہے۔ آج ایک خصوصی طور پر بات ہوئی، تین چار ممبرز نے کہا کہ پولیس کا اخلاق بہتر کرنا چاہئے۔ اس کے لئے بھی میں نے نوٹ کیا ہے اور اس کے لئے ہمیں جو بھی اقدامات لینے پڑے، وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی بتائیں گے اور پولیس میں بھی کوئی ایسا سسٹم شروع کریں گے کہ ان کی ٹریننگ یا کسی طریقے سے ان کا اخلاق بھی بہتر ہو۔ پنشنز میں ہمیں پہلے اندازہ نہیں تھا کہ کتنی پنشنز دی جاتی ہیں تو 7۔ ارب روپے ہم نے بعد میں دیئے لیکن آئندہ سال کے لئے ہم نے اس کو بجٹ میں لے لیا ہے اور exact figure ہمارے پاس آ گئی ہیں تو آئندہ یہ supplementary budget میں نہیں جائے گا۔ پرانے پنشنرز کے فنڈ کے لئے ہم نے ایک فنڈ create کیا جس میں 3۔ ارب روپے مختص کئے۔

جناب سپیکر: ایوان کی کارروائی مزید دس منٹ بڑھائی جائے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ایک خاص بات ایک ممبر نے کہی اور کئی ممبران نے اس کا اظہار بھی کیا کہ بجٹ کی exercise کو meaningful بنایا جائے کہ جو تجاویز آ رہی ہیں انہیں بجٹ میں شامل کیا جائے یا آئندہ بجٹ میں شامل کیا جائے۔ اس کے لئے ہم انشاءاللہ exercise شروع کریں گے اور میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ کوئی ایسی کمیٹی بنائیں جس میں جس طرح بحث کے دوران تجاویز آئیں کہ ہماری اسمبلی کی فنانس کمیٹی کے role کو بھی effective کیا جائے۔ pre-budget جو ہے اس کو کس طریقے سے incorporate کیا ہے اور ساتھ ہی جیسے میں نے اپنی بجٹ کی closing speech میں کہا کہ ہم سارے ممبران کی speeches تمام departments کو بھیجیں گے اور انہیں تاکید کریں گے کہ وہ ان speeches کا ہر ممبر کو جواب دیں کہ اس کو وہ

incorporate کر رہے ہیں کہ نہیں۔اگر نہیں کر رہے تو کیوں نہیں کر رہے اس کی وجہ کیا ہے؟ مقصد یہ ہے کہ ہمارے معزز ممبران نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کوشش کر کے speeches کا ایک ایک لفظ تیار کیا اور بجٹ میں سے اخذ کیا تاکہ وہ ضائع نہ ہو اور بعض speeches بڑی valuable ہوتی ہیں۔ بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ ایک speech میں دو چار ایسے بہت اچھے ideas ہوں لیکن انشاءاللہ ہم سب کی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دیں گے اور آئندہ ہم انشاءاللہ departments سے رابطہ رکھیں گے۔اگلے process کے لئے ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ سال supplementary budget کم ہو، نہ ہونا شاید ممکن نہ ہو۔

جناب سپیکر! آج آپ نے کتنا ہمیں ٹائم دیا اور بڑے صبر و تحمل سے آپ نے سب کو سنا جس پر میں آپ کا مشکور ہوں۔معزز ممبر نے بجٹ کی soft copy کا کہا تو یہ ہمارے پاس جو کہ تیار ہے اور میں نے department کو تاکید کی تھی لیکن وہ کسی وجہ سے deliver نہیں کر سکے تو ہم انشاءاللہ سوموار کو دے دیں گے اور آئندہ انشاءاللہ soft copies بھی باقاعدگی سے تیار ہوں گی جو کہ ساتھ ہی دی جائیں گی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے۔پرسوں مورخہ 29۔جون 2009 سوموار کو ضمنی مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ہو گی۔cut motions کے لئے مطالبات زر پر کارروائی شام سات بجے تک جاری رہے گی۔ باقی ماندہ مطالبات زر پر کارروائی قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ نمبر(4)144 کے تحت guillotine کے اطلاق کے ذریعے براہ راست سوال کے ذریعے ہو گی۔اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 29۔جون 2009 تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

1065

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 29۔ جون 2009

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

گوشوارہ ضمنی بجٹ بابت سال 09-2008

مطالبات زر برائے سال 09-2008 پر بحث اور رائے شماری

مطالبہ نمبر 1	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کا صفحہ 1 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 2	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 24 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کا صفحہ 2 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 3	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 5 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 3 تا 4 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر 4	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 79 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 5 تا 6 ملاحظہ فرمائیں۔

	ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اسٹامپ برداشت کرنے پڑیں گے۔	
مطالبہ نمبر5	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10 کروڑ53لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات 7 تا 14 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر6	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک لاکھ 46ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کا صفحہ 15 ملاحظہ فرمائیں۔ 1066
مطالبہ نمبر7	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو10 لاکھ 9ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات 16 تا 17 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر8	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو44لاکھ 34ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات 18 تا 19 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر9	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 97 کروڑ68لاکھ 65 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات 20 تا 36 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر10	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 70 کروڑ47لاکھ 14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادااخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزایافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات 37 تا 43 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 11 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 8- ارب 83 کروڑ 64 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 44 تا 73 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 12 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 30 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 74 تا 78 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 13 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 6- ارب 61 کروڑ 87 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 79 تا 89 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 14 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 4- ارب 6 کروڑ 40 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 90 تا 137 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 15 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 14 لاکھ 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 138 تا 144 ملاحظہ فرمائیں۔

1067

مطالبہ نمبر 16 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 93 کروڑ 92 لاکھ 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زراعت برداشت کرنے پڑیں گے۔

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 145 تا 172 ملاحظہ فرمائیں۔

مطالبہ نمبر 17 ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ 32 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو

گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 173

	30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔	تا176ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر18	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ97لاکھ40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 177 تا181ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر19	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 11۔ارب83کروڑ 74لاکھ33ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 182 تا186ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر20	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو51کروڑ55لاکھ8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 187 تا225ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر21	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو13کروڑ31لاکھ95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 226 تا230ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر22	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو25کروڑ80لاکھ72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 231 تا 236 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر23	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو30کروڑ19لاکھ75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنے پڑیں	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 237 تا239ملاحظہ فرمائیں۔

1068

گے۔

مطالبہ نمبر24	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب18کروڑ39 لاکھ 17 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 240 تا241 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر25	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو48لاکھ95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو،گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات242 تا243 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر26	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک کھرب17ارب 39کروڑ16لاکھ53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلے اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 244 تا246 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر27	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب7کروڑ69 لاکھ 14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 247 تا482 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر28	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب91کروڑ89 لاکھ 62 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 483 تا589 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر29	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک ضمنی رقم جو11۔ ارب 26کروڑ80لاکھ29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلیٹیز/خودمختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 590 تا 594 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر30	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال

	زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنے پڑیں گے۔	2008-09 کے صفحات 595 تا604ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر31	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عمومی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات 605 تا625ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر32	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ویٹرنری برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات626 تا635ملاحظہ فرمائیں۔

1069

مطالبہ نمبر33	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کا صفحہ636 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر34	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات637 تا659ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر35	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کا صفحہ660 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر36	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 2008-09 کے صفحات 661 تا662ملاحظہ فرمائیں۔

ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔

مطالبہ نمبر37	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی ترقی و تحقیق برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 663 تا665 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر38	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کا صفحہ 666 ملاحظہ فرمائیں۔
مطالبہ نمبر39	ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔	گوشوارہ ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے صفحات 667 تا704 ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 2008-09

ایک وزیر منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 2008-09 ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

1071

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

سوموار،29۔جون2009

(یوم الاثنین،5۔رجب1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں سہ پہر 4 بجے زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَوۡ أَنزَلۡنَا هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ عَلَىٰ جَبَلٖ لَّرَأَيۡتَهُۥ خَٰشِعٗا مُّتَصَدِّعٗا مِّنۡ خَشۡيَةِ
ٱللَّهِۚ وَتِلۡكَ ٱلۡأَمۡثَٰلُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُونَo هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي لَآ إِلَٰهَ
إِلَّا هُوَۖ عَٰلِمُ ٱلۡغَيۡبِ وَٱلشَّهَٰدَةِۖ هُوَ ٱلرَّحۡمَٰنُ ٱلرَّحِيمُo هُوَ ٱللَّهُ ٱلَّذِي لَآ
إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡمَلِكُ ٱلۡقُدُّوسُ ٱلسَّلَٰمُ ٱلۡمُؤۡمِنُ ٱلۡمُهَيۡمِنُ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡجَبَّارُ
ٱلۡمُتَكَبِّرُۚ سُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ عَمَّا يُشۡرِكُونَo هُوَ ٱللَّهُ ٱلۡخَٰلِقُ ٱلۡبَارِئُ
ٱلۡمُصَوِّرُۖ لَهُ ٱلۡأَسۡمَآءُ ٱلۡحُسۡنَىٰۚ يُسَبِّحُ لَهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ
وَٱلۡأَرۡضِۖ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُo

سُوۡرَةُ الحَشر آیات 21 تا 24

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے۔ تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا۔ پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ، نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا تکبر والا، اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔ وہی ہے اللہ بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا، اسی کے ہیں سب اچھے نام۔ اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

میں تو پنجتن کا غلام ہوں
میں مرید خیرالانام ہوں
مجھے عشق ہے تو خدا سے ہے
مجھے عشق ہے تو رسول سے
میرے منہ سے آئے مہک صدا
جو میں نام لوں تیرا جھوم کے
مجھے عشق سروشمن سے ہے
مجھے عشق ان کے وطن سے ہے
مجھے عشق ان کی گلی سے ہے
مجھے عشق ہے تو علیؓ سے ہے
مجھے عشق ہے تو حسنؓ سے ہے
مجھے عشق ہے تو حسینؓ سے ہے
مجھے عشق شاہ زمن سے ہے
میں قمر ہوں شاعر بے نوا
میری حیثیت ہی بھلا ہے کیا
وہ بادشاہوں کے بادشاہ
میں ہوں ان کے در کا ادنیٰ گدا
میرا نسبتوں کا ہے سلسلہ
میرا پنجتن سے رابطہ
میں تو پنجتن کا غلام ہوں

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھئے گا۔ مجھے بولنے دیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخوپورہ روڈ کوٹ عبدالمالک میں ٹرک ڈرائیور کا قتل

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، آپ کچھ فرمانا چاہ رہے ہیں؟

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آج صبح کا ایک واقعہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جب میں ساڑھے نو بجے فیصل آباد سے آ رہا تھا تو کوٹ عبدالمالک سے تین کلو میٹر پیچھے traffic blockage تھا۔ معلوم کرنے پر پتا چلا کہ صبح پانچ بجے way side robbery کی وجہ سے ایک ٹرک ڈرائیور ڈاکوؤں کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور اس وجہ سے ٹریفک بلاک ہے۔ ایسے واقعات سڑکوں پر ہوتے رہتے ہیں یہ شاید اتنی فکر مند چیز نہ ہو لیکن جو لمحہ فکریہ ہے وہ یہ ہے کہ ساڑھے نو بجے تک وہاں پر متعلقہ تھانے کا کوئی ایس ایچ او تھا، ڈی ایس پی تھا، نہ ایس پی تھا اور نہ ہی پنجاب ہائی وے پٹرولنگ تھی۔ اگر چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے ان کی تنخواہیں بڑھائی تھیں تو اس امید پر کہ یہ لوگ اپنا قبلہ درست کریں گے، یہ لوگ اپنا طور طریقہ درست کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں نے وہاں بیٹھ کر علاقے کے ایم پی اے سے رابطہ کیا کہ آپ کے علاقے کے اندر لاء اینڈ آرڈر کی یہ حالت ہے آپ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے بھی پولیس سے رابطہ کیا لیکن پولیس نہیں آ سکی۔ ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد لوگ واپس گئے اور موٹر وے کے through آئے ساڑھے دس بجے تک وہ ٹریفک بلاک تھی۔ یاد رہے کہ وقوعہ جو ہے وہ پانچ بجے صبح پیش آیا ہے تو پھر میں چاہوں گا کہ وزیر موصوف جو بھی concerned ہیں وہ اگر کل اسمبلی میں یہ بتا سکیں کہ ایسی کیا ایمرجنسی وجوہات تھیں کہ ساری کی

ساری پولیس وہاں سے غیر حاضر تھی اور وہ کیوں کنٹرول نہیں کر سکی اور ٹریفک نہیں کھلوا سکی؟ بہت مہربانی۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں نے پرسوں بھی پنجاب ہاؤس کی الاٹمنٹ کے بارے میں بات کی تھی جو ایم پی ایز کو مشکلات اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کی رپورٹ کا آپ نے کہا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ وہ رپورٹ ایوان میں پیش کروائی جائے۔ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں جو ایم پی ایز جاتے ہیں وہاں پر مجھے پتا چلا ہے۔۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! یہ جو معزز ممبر نے پوائنٹ اٹھایا ہے یہ بہت sensitive issue ہے۔ معزز ممبران جب وہاں جاتے ہیں تو وہاں پر جس طرح ہر جگہ پر بیوروکریسی نے اپنے جال پھیلائے ہوئے ہیں تو وہ کمرے بھی بیوروکریسی کے قبضے میں ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ یہاں پر کمیٹی بنائیں وہ انکوائری کرے کہ وہاں پر کون کون لوگ رہ رہے ہیں اور اس کے بعد وہ جتنے غیر متعلقہ لوگ ہیں ان سے کمرے خالی کروائے جائیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ رپورٹ پر نہ رہیں۔ ان ایم پی ایز کا تحفظ کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کا اور میرا اور سب کا فرض ہے۔ اس میں لاء منسٹر صاحب نے ذمہ داری اٹھائی تھی وہ آئیں گے، اپنی بات clear کریں گے۔ اس کے بعد اگر ضرورت پیش آئی تو ہم یقیناً کمیٹی بنا دیں گے۔ جی، رائے شاہجہاں صاحب!

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کی کارروائی کے بارے میں۔۔۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری سے صحافی حضرات واک آؤٹ کر گئے)

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وہ بعد میں بات کر لیں۔ میں نے ایک اہم بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب! میں دیکھ رہا ہوں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ مجھے پتا چل گیا ہے۔ مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اور سینئر منسٹر صاحب آپ دونوں حضرات تشریف لے جائیں، ادھر سے سامیہ امجد صاحبہ کو بھی ساتھ لے جائیں اور پتا کریں کہ بات کیا ہے اور ہمارے صحافی بھائیوں کو لے کر آئیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کی کارروائی کے بارے میں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میری بات بھی سُن لیں۔ میں relevant پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہی ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ پریس کا issue ہے، یہ بہت اہم issue ہے۔

جناب سپیکر: میں نے floor رائے شاہجہاں صاحب کو دیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کی کارروائی کے بارے میں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ میری ایک منٹ کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: ڈار صاحبہ! آپ تشریف رکھیں۔ ان کی بات ہونے دیں اس کے بعد میں آپ کو باری دیتا ہوں۔ وہ آپ سے پہلے کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! ہاؤس کی کارروائی کے بارے میں جو غلط رپورٹنگ ہوئی ہے میں اس کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ میری ایک منٹ کی بات سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ It does not look nice وہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے آپ کو allow نہیں کیا۔۔ مجھے ان کی بات سُننے دیں۔

جناب شاہجہاں احمد بھٹی: جناب سپیکر! کل کے ایک انگریزی روزنامہ میں اس ہاؤس کی کارروائی کے بارے میں جو گزشتہ ہفتہ کی تھی ایک خبر شائع ہوئی اور میرے نام سے یہ خبر منسوب کی گئی کہ میں نے اس کارروائی کے دوران آپ کی غیر جانبداری کی۔۔ ۔

جناب سپیکر: وہ رائے شاہجہاں صاحب اور ہیں۔ وہ میرا خیال ہے پی پی۔125 کے ہیں۔ غالباً if I am not wrong جی، ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک اہم واقعے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔ آپ نے مجھے وقت دیا شکریہ۔

دیکھیں! جمعرات کی شب اڑھائی بجے میرے چوک فیصل آباد میں ایک گاڑی بارود سے بھری کھڑی تھی، چار چار لوگ کلاشنکوف پکڑے ہوئے پیچھے کھڑے تھے۔ وہاں سامنے ایک پلازہ ہے کیونکہ میں پلازوں کے درمیان میں رہتی ہوں تو پلازے کے اوپر سے دو کلاشنکوف والے آئے ہیں اور گاڑی کو لے کر ادھر گئے۔ میرے سامنے والے جو ہمسائے تھے انہوں نے میاں محمود الحسن ڈار صاحب سے بات کی۔ انہوں نے فوری طور پر کوتوالی روڈ پولیس کو inform کیا کہ یہاں پر کچھ مشکوک لوگ رہتے ہیں۔ جمعرات اڑھائی بجے کا یہ واقعہ ہے مگر ابھی تک کسی نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ کہاں یہ پولیس والے سوئے رہتے ہیں؟ ان کو ڈاکٹروں سے check کروایا جائے کہ یہ کون سی چیز پیتے ہیں؟ سوئے رہتے ہیں، سرکار بھی سوئی رہتی ہے، گورنمنٹ بھی سوئی رہتی ہے، بندے پر بندہ قتل ہو رہا ہے ہماری گلی میں سے کسی کے گھر کی پانی والی ٹینکی کے جو پمپ ہوتے ہیں وہ سارے کے سارے اتار کر لے گئے ہیں مجھے لگتا ہے اس میں پولیس ضرور involve ہے۔ تین تین، چار چار ہزار والے پمپ وہ آٹھ آٹھ سو میں فروخت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نوٹس لے رہا ہوں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے آپ کا pont نوٹ کر لیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ سے relevant پوائنٹ آف آرڈر مانگ رہی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، اس پر آپ نے کوئی چیز مجھے پڑھ کر نہیں سنائی۔ آپ کی مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بہت مہربانی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ جس وقت آپ نے کمیٹی بنائی ہے یہ اسی سے relevant point تھا۔

جناب سپیکر: کس کی کمیٹی؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جو آپ نے پریس کی کمیٹی بنائی ہے، جو ہماری پریس ابھی ناراض ہو کر چلی گئی ہے اس سے related بات تھی اسی لئے میں آپ سے پوائنٹ آف آرڈر کا کہہ رہی تھی۔

جناب سپیکر: وہ تو اب لینے کے لئے چلے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ بات بہت اہم ہے۔ تین روز پہلے جو وزیر اعلیٰ صاحب کے کہنے پر پرچہ درج کیا اور ابھی تک اے ایس آئی کو جو کہ امجد نامی آدمی ہے اس کے ساتھ حافظ ادریس اور اس کے ساتھ پانچ آدمیوں کو ابھی تک کیوں arrest نہیں کیا گیا؟ اسی لئے پریس نے واک آؤٹ کیا ہے۔ اس سے relevant بات تھی۔

جناب سپیکر: جی، پتا لگ گیا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر!۔۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہی تھی کہ جس وقت قاری صاحب تلاوت کرتے ہیں تو انہوں نے گاؤن پہنا ہوتا ہے تو جو ہمارے نعت خواں ہیں ان کو بھی گاؤن عنایت کیا جائے۔ یہ اچھی روایت ہے اور قاری عابد رؤف نعت خواں جو ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ کی بات نوٹ ہو گئی ہے۔۔۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے floor دیا، جس طرح پچھلے دنوں اخبارات میں بڑا شور وغل مچایا گیا کہ ہم نے minority کو کروڑوں روپے scholarship میں دیئے، ہم نے یہ کیا اور وہ کیا۔

جناب سپیکر: جب cut motions کی بات آئے گی تو بات کر لیجئے گا۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! یہ بڑی اہم اور بیوروکریسی کے حوالے سے بات ہے کہ وہ کس طرح جمہوریت کی دھجیاں اڑا رہی ہے۔ یہ scholarship کے جو فنڈز چودھری پرویز الٰہی صاحب نے سابق حکومت میں مختص کئے تھے اور وہ بڑے احسن طریقے سے ایم پی ایز اور Minority Advisory Council کو باہم ملا کر غربا اور مستحق طلبا میں تقسیم کئے جاتے تھے۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ میں بات ادھر کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میرے کان آپ کی طرف ہیں۔

انجینئر شہزاد الٰہی: دیکھیں! آج جس طرح ہمارے فنانس منسٹر صاحب کو "بابو" لوگوں نے بجٹ لکھ کر پکڑا دیا تو انہوں نے پڑھ دیا۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی آپ سے کہا ہے کہ "بابو" نہ کہا جائے۔

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! وہ بابو لوگ ہی ہیں اور اسی طرح ہمارے منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو ان سے پوچھا جائے کہ ایک سیکرٹری کو کیا پتا کہ کونسے لوگ مستحق ہیں اور کون سی اس نے کمیٹی بنائی، سیکرٹری نے خود ہی اپنا میرٹ بنایا اور جن کو وہ scholarship نہیں ملی، ہزاروں کی تعداد میں بچے ہمارے پاس آئے اور وہ آج پریس کلب کے سامنے احتجاج کر رہے ہیں، یہ کون سا میرٹ ہے جس کی وہ دھجیاں اڑا رہے ہیں، منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں اور ان سے آپ وضاحت چاہیں۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: یہ ساری وضاحت میرے خیال میں کر دیں۔ ملک صاحب! ان کو بات کر لینے دیں پھر آپ کی باری آئے گی۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے معزز بھائی نے جس بات کی بابت نشاندہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز تو لکھی پڑی ہے اور یہ میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ جو scholarship کو transparent بنانے کے حوالے سے بات ہے وہ بالکل سو فیصد ہی ہے اور اس پر کوئی compromise نہیں لیکن اگر ہمارے بھائی کے نوٹس میں بات آئی ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ یہاں پر جو ہمارے ایم پی ایز ہیں ان کو اس میں ہم involve کریں تو میں چاہوں گا کہ ایک اپوزیشن اور دو ہمارے حکومتی بنچوں سے تین ایم پی ایز کو بھی اس کمیٹی میں شامل کر دیتے ہیں جو یہ تمام process میں scholarship کے حوالے سے scrutinize کر رہی ہے تو ہم اپوزیشن سے شہزاد الٰہی صاحب کو دعوت دیں گے کہ وہ بھی آ جائیں اور ادھر سے ہمارے مسلم لیگ (ن) کے minority کے ایم پی اے رانا آصف محمود صاحب کو بھی میں نے کہا تھا کہ آپ بھی آ جائیں اور پیپلز پارٹی سے ہماری ایم پی اے ہیں، ان تینوں کو ہم ساتھ لے لیتے ہیں اور کمیٹی بنا دیتے ہیں تاکہ یہ دیکھ لیں اور ان کی موجودگی میں ہی ہم اس کو ensure کریں گے تاکہ کسی انسان کی حق تلفی نہ ہو اور کوئی طالب علم اگر میرٹ پر fall کرتا ہے تو اس کی کوئی حق تلفی نہ کی جا سکے۔ شکریہ

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ملک صاحب ان کی باری ہے اور اس کے بعد آپ کی باری ہے۔ جی، عباس صاحب!

ملک محمد عباس راں: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے آج صبح کا روزنامہ "ایکسپریس" پڑھا ہے جس میں لکھا ہوا تھا کہ پنجاب گورنمنٹ چائنا سے بسیں منگوا رہی ہے تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ جب پیلی ٹیکسی سکیم چلی تھی تو اس وقت بھی چائنا سے بسیں آئی تھیں جو آج تک کباڑ خانوں میں کھڑی ہیں، ان کا کوئی معیار نہیں تھا۔ کیا اب جو بسیں ہم منگوا رہے ہیں وہ بھی اسی طرح کی ہیں؟ اگر آپ مارکیٹ میں چلے جائیں تو چائنیز سامان جو بھی آپ کو ملے گا وہ تین چار دن سے زیادہ نہیں چلتا۔

جناب سپیکر! دوسری میری گزارش یہ ہے کہ جو ایم پی اے صاحبان کی گاڑیوں کی پارکنگ ہے وہاں پر دھوپ ہوتی ہے اگر وہاں پر کوئی پارکنگ کا انتظام نہیں کیا جاتا تو کم از کم اجلاس کے دوران وہاں پر کوئی شامیانہ اور تمبوؤں کا انتظام کر دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات مان لی گئی۔ agreed, agreed

ملک محمد عباس راں: جناب سپیکر! میری اور گزارش یہ ہے کہ ہمیں جو ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈ دیا جاتا ہے وہ جب ہمارے پاس پہنچتا ہے تو اس کے اوپر PND کی طرف سے ہدایت ہوتی ہیں کہ یہ ہیلتھ پر لگانا ہے، یہ ایجوکیشن پر لگانا ہے، یہ روڈز پر لگانا ہے، یہ اپنے سیوریج پر لگانا ہے اور یہ واٹر سپلائی پر لگانا ہے تو ہمیں ہدایت دینے والے یہ کون ہوتے ہیں؟ ہم اپنے حلقے میں خود مختار ہیں اور ہمیں پتا ہے کہ ہمارے حلقے میں کیا چیز ضروری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

فنڈ ہمارا ہے اور ہدایت ہمیں PND ڈیپارٹمنٹ دیتا ہے تو کیا ہم PND کے ماتحت ہیں یا یہ ہمارے ماتحت ہیں؟

اٹک کے جنگل کالا چٹا رینج میں لکڑی چوری سے محکمہ کو کروڑوں روپے کا نقصان

(۔۔۔جاری)

جناب شاہان ملک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں آپ یقیناً معتبر ہیں۔ آپ کے حلقے کے کاموں کا بانسبت کسی اور کے آپ کو زیادہ پتا ہے۔ جی، ملک صاحب!

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اسی issue کو دوبارہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہوں گا جو کالے چٹے پہاڑ کے حوالے سے جنگل میں آگ لگی ہوئی تھی، کل سیکرٹری صاحب بھی دو گھنٹے کے لئے وہاں پر گئے اور انہوں نے دو گھنٹے ہیلی کاپٹر کی سیر بھی کی اور وہ واپس آئے ہیں یا نہیں آئے لیکن تین چار ہیلی کاپٹر وہاں پر پانی سے آگ بجھانے کے لئے کوشش کرتے رہے اور وہ آگ نہیں بجھا سکے۔

میری گزارش یہ ہے کہ جب میں نے رانا مشہود صاحب کو سب سے پہلے پوائنٹ آف آرڈر پر اس بات کا تذکرہ کیا تھا تو انہوں نے اریگیشن منسٹر جناب اولکھ صاحب کی قیادت میں ایک کمیٹی۔۔۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب اریگیشن منسٹر نہیں ہیں۔

جناب شاہان ملک: ایگریکلچر منسٹر ہیں لیکن میرا مقصد یہ نہیں ہے جو میرا مقصد ہے وہ آپ سمجھ رہے ہیں، عرض یہ ہے کہ انہوں نے ایک کمیٹی بنائی جس میں انہوں نے Chief Conservator Rawalpindi کو بلایا اور جب وہ تشریف لائے اور جو وہ written رپورٹ لے کر آئے، انہوں نے فرمایا کہ جناب 24 ایکڑ پر۔۔۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ کے متعلقہ بات ہو رہی ہے، آپ سنئیے گا۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! وہ جب اولکھ صاحب کے حکم پر تفصیلی رپورٹ لے کر یہاں پہنچے اور انہوں نے اولکھ صاحب کو رپورٹ دی تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ صرف اور صرف 24 ایکڑ پر آگ لگی ہوئی ہے اور باقی کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے تو میں نے اس وقت بھی ان کے چیمبر میں احتجاج کیا اور میں نے یہ کہا کہ میرے حساب کے مطابق کیونکہ میرا حلقہ ہے اور مجھے بہتر update ہوتی ہے، پچاس ہزار کنال اس وقت جل رہا تھا اس بات پر انہوں نے یعنی Chief Conservator نے کوئی stand نہیں لیا، دوبارہ تین دن کے بعد آپ کی موجودگی میں point out کیا تو آپ نے کمیٹی بنائی اور اس وقت تین لاکھ کنال سے زیادہ ہمارا جنگل جل چکا ہے۔ کل سیکرٹری صاحب گئے تھے اور ابھی تھوڑی دیر پہلے منسٹر صاحب کے آفس میں انہوں نے میری سیکرٹری سے ٹیلی فون پر بات کروائی اور سیکرٹری صاحب نے کہا کہ میں سارا علاقہ پھر آیا ہوں۔ میں نے سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھا کہ جناب! آپ کو سرخ سالار نام کے ایریا کا پتا ہے تو انہوں نے فرمایا نہیں کیونکہ جب وہ ہیلی کاپٹر پر سیر کر رہے تھے تو نیچے میری تنظیم کے میرے ساتھی، ورکر اور غریب لوگ کھڑے مجھے اطلاع دے رہے تھے۔ وہ دو بیٹ کے اوپر اکھوڑی بیٹ اور بوٹا بیٹ کے اوپر آگ بجھانے کے لئے پانی لا لا کر ڈال بھی رہے تھے اور ڈلوا بھی رہے تھے۔

جناب سپیکر! میری تحصیل کا ایک end یونین کونسل سرخ سالار اور دوسرا end یونین کونسل اکھوڑی ہے۔ سرخ سالار سے آگ چلتی ہوئی اکھوڑی کو cross کر کے فتح جنگ جناب شیر علی

صاحب کے حلقے میں پہنچ گئی ہے۔ میری آپ سے گزارش یہ ہے کہ تین لاکھ کنال سے زیادہ علاقہ جل چکا ہے اور میں یہ بھی آپ کے گوش گزار کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ غریب لوگ جو دن کو جانور چرا کر شام کو ان کا دودھ دوھ کر اپنے بچوں کا پیٹ پالتے تھے وہ بھی بے بس پڑے ہیں۔ ایک چیز اور جو کہ ضروری بات ہے کیونکہ میں پوائنٹ آف آرڈر کی نوعیت سمجھتا ہوں، یہ بھی گزارش ہے کہ پہلے لکڑیوں کا چھ سو روپے کا بھار ملا کرتا تھا اور وہ لوگ اپنا چولہا جلا کر دال پکا لیتے تھے اب لکڑی ختم ہو گئی ہے اور امریکہ سے تو import ہونی نہیں اور اگر ہو بھی جائے گی تو دو اڑھائی ہزار روپے کی ملے گی تو غریب کا بچہ لکڑی جلائے گا کیا اور کھائے گا کیا؟ آخر میں میری آپ سے گزارش ہے کہ فوری طور پر اور سب سے پہلے Chief Conservator اور اس وقت کا ڈی ایف او اور جو اس سے پہلے والا ڈی ایف او ہے ان کو suspend کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جو غریب کے روزگار سے کھلتا ہے اس کو سرکاری عہدے پر مزے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور دوسری گزارش یہ ہے کہ ایک کمیٹی constitute کی جائے جو کمیٹی اس بات کا فیصلہ کرے کہ suspension کے بعد انہوں نے dismissal کی طرف جانا ہے یا کسی چولستان کی طرف جانا ہے۔

بہت شکریہ

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ پہلے ان کا جواب آنے دیں۔ اولکھ صاحب! آپ کے محکمہ سے متعلقہ بات ہے۔

وزیر زراعت / وزیر جنگلات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پہلی دفعہ جب انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا تھا تو میں نے یہاں Chief Conservator کو بلایا تھا اور ای ڈی او ایگریکلچر اور ڈی سی او اٹک سے بھی رابطہ کیا تو انہوں نے تفصیل بتائی تھی کہ صرف 24 ایکڑ جو جنگل کی زمین ہے وہاں پر آگ ہے باقی پرائیویٹ لینڈ ہے ان میں ملک صاحب کی زمین بھی ہے اور دوسرے سابق ایم این اے اسلم صاحب کی زمین بھی ہے وہاں پر آگ لگی تھی اور ساتھ ہی ملٹری کا حساس ایریا ہے اور کافی سارا وہاں پر انہوں نے cover کیا ہوا ہے۔ ابھی چار ہیلی کاپٹر وہاں پر گئے ہیں اور انہوں نے وہاں پر پانی کا چھڑکاؤ کیا ہے اور سیکرٹری فاریسٹ وہاں پر تین دن سے بیٹھے ہیں، وہاں پر مختلف Conservators سرگودھا کو بھی بلایا ہوا ہے، وہاں پر پوری ٹیم بیٹھی ہے، تین چار سو آدمی وہاں پر آگ بجھانے کی کوشش کر رہے

ہیں۔ ملک صاحب کو اپنے دفتر میں بیٹھا کر سیکرٹری صاحب سے ان کی ٹیلی فون پر بات بھی کروائی ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں ٹمپریچر 46 جا رہا ہے۔ impartial انکوائری ہو گی، انکوائری کمیٹی میں زراعت سے بندہ ہو گا اس میں ایڈمنسٹریشن کے بندے ہوں گے، کمشنر صاحب ہوں گے اور ملک صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل ہوں گے دو دن کے اندر انکوائری کر لیں گے اور جو بھی اس میں قصوروار ہو گا وہ نہ صرف معطل ہو گا بلکہ اس کے خلاف کارروائی بھی ہو گی۔

جناب والا! آگ بجھانے کے لئے وہاں پر پوری ٹیم موجود ہے بلکہ سیکرٹری جنگلات بھی کئی دن سے وہیں بیٹھے ہیں۔ انسان کی maximum efforts یہی ہو سکتی ہیں کہ چار ہیلی کاپٹر آگ بجھانے کے لئے لگے ہوئے ہیں۔ جیسے انھوں نے مجھے ابھی ٹیلی فون پر رپورٹ دی ہے اس حساب سے ایک ہزار ایکڑ involve ہے تمام نہیں جل رہا بلکہ اس میں کچھ spot بچی ہوئی ہے اور انشاء اللہ بہت جلد آگ کنٹرول ہو جائے گی۔ انکوائری میں جو جو قصوروار ہوں گے ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر! کسی کو blind سزا دینا مناسب نہیں ہے۔ ایک دو دن میں انکوائری کر لیتے ہیں اگر اس میں کنزرویٹر ذمہ دار ہو گا تو وہ معطل ہو گا، چیف کنزرویٹر ذمہ دار ہو گا تو وہ معطل ہو گا اور ڈی ایف او معطل ہوں گے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ وہاں initially probe کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ ان کی انکوائری مکمل ہو گی اور اس میں جو بھی at fault ہوا اس کے خلاف stern action لیا جائے گا۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اگر موصوف پہلی دفعہ ہی وہ 24 ایکڑ کی غلط رپورٹ لے کر نہ آتے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بھی اس میں شامل ہیں۔

جناب شاہان ملک: جناب! میں کس چیز میں شامل ہوں؟

جناب سپیکر: آپ شامل ہیں، منسٹر صاحب بھی شامل ہیں اور آپ ہی انکوائری رپورٹ دیکھیں گے۔

جناب شاہان ملک: جناب سپیکر! میں ایک اور گزارش کرتا چلوں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب شاہان ملک: جیسے چیف کنزرویٹر صاحب نے منسٹر صاحب کو بتایا کہ میرا رقبہ بھی جل گیا۔ میری گزارش ہے کہ جہاں سے آگ لگی وہ یونین کونسل سرخ سالار ہے اور میرا رقبہ تو تحصیل کے آخری کونے میں آتا ہے۔ آگ ادھر سے لگی تو پہلے یہ کیسے جل گیا؟ ان کے تو پیروں سے مہندی اترتی ہے۔ وہ وہاں جائیں گے تو ان کو کچھ پتا چلے گا۔ وہاں پر آگ بجھانے کے لئے ہمارے غریب لوگ بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔ یہ تو ٹیلی فون پر ''ہیلو'' کرتے ہیں اور آ کر غلط رپورٹ دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر رپورٹ غلط ہو گی تو پھر آپ کے پاس اس کا علاج ہے۔

وزیر زراعت / جنگلات (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!۔۔۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کو تہہ دل سے خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کو بات کرنے دیں۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: ہمارا جو جنوبی پنجاب کے علیحدہ صوبے کا مؤقف ہے آج کے اخبار میں انھوں نے اس کی تائید کی ہے۔ لہذا میں تہہ دل سے ان کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں۔ منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں۔ پہلے ان کی بات ہو لینے دیں آپ پھر بات کر لیں۔

وزیر زراعت / جنگلات (ملک احمد علی اولکھ): میں نے ان سے یہی عرض کیا ہے کہ وہاں پر جو نقصان ہوا وہ تو ہو گیا لیکن اس میں قدرتی طور پر پودے اگ آتے ہیں اور کچھ لوگ نئی گھاس کے لئے پرانی گھاس کو خود جلاتے ہیں لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جو نقصان ہوا اس بارے میں کارروائی ہو گی اور ملک صاحب نے میرے ساتھ agree کیا ہے۔ انسانی بس میں جو بھی efforts ہیں وہ تمام possible efforts کی جا رہی ہیں اس میں کوئی کوتاہی نہیں ہو رہی ہے لیکن چونکہ گرمی کی شدت ہے اور آگ پھیلی ہوئی تھی۔ میں آپ کو یقین دہانی کروا رہا ہوں کہ بالکل impartial انکوائری ہو گی اور جو لوگ اس میں ملوث ہوں گے ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: گورچانی صاحب! ایک منٹ، چونکہ اس سے متعلقہ بات ہے اس لئے پہلے شیر خان صاحب کو بات کر لینے دیں۔جی، شیر علی خان صاحب!

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! میں ابھی وہاں سے آ رہا ہوں۔اٹک شہر میں دھوئیں کا اتنا بادل ہے کہ آپ سوچ ہی نہیں سکتے اور وہ ساری ash آ رہی ہے۔یہ تو کہہ رہے ہیں کہ تھوڑی سی جگہ، میں کہتا ہوں کہ وہ سارا پہاڑ جل گیا ہے اور آگ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں چلی گئی ہے۔جو ہماری زمینوں پر لکڑی تھی وہ تو رہی نہیں ہے اور انھوں نے سرکاری جنگل کو آگ لگا کر ساتھ ہمارا جنگل بھی جلا دیا ہے۔کل ہیلی کاپٹر گئے ہیں لیکن یہ جو سترہ دن ہو گئے ہیں ان میں کیا ہوتا رہا ہے؟ اب کہتے ہیں کہ سیکرٹری جنگلات وہاں چلا گیا ہے فلاں چلا گیا ہے، وہ تو کل گیا ہے۔یہ پہلے اتنے دن کیا کرتے رہے ہیں؟ شکریہ

سردار اطہر حسن خان گورچانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، گورچانی صاحب!

سردار اطہر حسن خان گورچانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں ایک بار پھر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے ہمارے جنوبی پنجاب کے علیحدہ صوبہ کے idea کی تائید کی ہے۔ان کی اس تائید نے ثابت کیا ہے کہ ہم کسی پارٹی کو بنیاد بنا کر یا کسی زبان کو بنیاد بنا کر الگ صوبے کی demand نہیں کر رہے بلکہ ہم صرف اور صرف خالص administrative بنیادوں پر صوبے کی demand کر رہے ہیں اور یہ ہمارا جائز مطالبہ ہے -اسے سازش نہ کہا جائے۔اخباروں میں بہت سارے دوست اسے سازش کا نام دے رہے ہیں، بنگلہ دیش بنانے کا منصوبہ اور پتا نہیں کیا کیا کہہ رہے ہیں، اس بات کو روکا جائے۔ہم اپنے حقوق کی بات کر رہے ہیں، خدانخواستہ ہم کوئی پاکستان توڑنے کی بات نہیں کر رہے۔ہم پاکستان کے حق میں ہیں۔ہم خالصتاً اپنے ملک کے محب وطن پاکستانی شہری ہیں۔

جناب سپیکر: اس میں کوئی شک نہیں ہے۔

سردار اطہر حسن خان گورچانی: میں آپ سے استدعا کروں گا کہ اس کو غلط رنگ نہ دیا جائے۔بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔

SENIOR ADVISOR TO CHIEF MINISTER (Sirdar Zulfiqar Ali Khan Khosa): Mr. Speaker! Point of personal explanation.

جناب سپیکر: جی۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ نوجوان ممبر جن کا راجن پور سے تعلق ہے ان کو بڑی غلط فہمی ہوئی ہے۔میں نے ان کے کسی موقف کی تائید نہیں کی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ No explanation. No, no my dear سردار صاحب کو بات کرنے دیں۔میں نے ان کو floor دیا ہوا ہے۔

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ(سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): غالباً آج سے پانچ چھ دن پہلے انہوں نے کیفے ٹیریا میں کچھ ممبران کو اکٹھا کیا اور وہاں ان کی بات ہوئی ہوگی۔جب میڈیا کو پتا چلا کہ انھوں نے اس طرح کیفے ٹیریا میں میٹنگ کی ہے اور سرائیکی صوبے کا موضوع تھا۔ جب میں اسمبلی کی سیڑھیوں سے اترا تو مجھے میڈیا نے اس پر سوال کئے تھے اور میں نے بڑی وضاحت سے کہا تھا کہ میں کسی ایسے صوبے کے حق میں نہیں ہوں جو صرف لسانیت یا قومیت پر بنایا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

میں نے بڑی وضاحت سے یہ مثال دی تھی کہ اگر ایک بڑے ضلع کو دو حصوں میں کرکے دو ضلع بنائے گئے ہوں تو یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ گجر برادری کا ضلع ہے یا آرائیں برادری کا ضلع ہے بلکہ انتظامی طور پر عوام کو سہولت پہنچانے کے لئے ضلع بنایا جاتا ہے مثلاً جیسے آج کل recently ضلع چنیوٹ کو ضلع جھنگ سے علیحدہ کیا گیا ہے۔میں آج بھی آپ کی وساطت سے یہی کہتا ہوں کہ میں کسی لسانی صوبے کے حق

میں نہیں ہوں-یہ عوام پر چھوڑنا چاہئے اگر عوام اپنی انتظامی سہولت کے لئے چاہیں گے تو پھر اس کے بارے میں یہ ہاؤس سوچے یا نہ سوچے-بہت شکریہ

سردار اطہر حسن خان گورچانی: جناب سپیکر! آج کے جنگ اخبار میں بھی ہے کہ---

جناب سپیکر: جی. No question

جناب محمد محسن خان لغاری: پوائنٹ آف آرڈر-

جناب سپیکر: جی---(قطع کلامی)

جناب محمد محسن خان لغاری: اطہر خان بات نہیں کاٹتے ہوتے-

جناب سپیکر: آپ مجھے مخاطب کریں-

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم-جناب سپیکر! میں اپنی بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے شروع کروں گا-چونکہ یہ بڑی خطرناک بات ہے-جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی اللہ تعالیٰ کمی بیشی معاف کرے-دعا کا مفہوم یہ تھا کہ "اے اللہ میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ یہ میری بات سمجھ سکیں-" کچھ دنوں سے یہ issue شروع ہوا ہے میں اپنے پیپلز پارٹی والے نوجوان بھائیوں سے کہوں گا کہ یہ اس وقت کہاں تھے جب جنوبی پنجاب کا پانی روکا جا رہا تھا؟ یہ لوگ اس کے لئے تو نیچے اپنی پریس کانفرنسیں کر رہے تھے لیکن جب تونسہ پنجند لنک کینال بند تھی اور انہی کی پارٹی لیڈر شپ نے ارسا کی میٹنگ call کر کے پنجاب کے نمائندے کے بغیر یہ فیصلہ کر دیا کہ پانی بند کر دیا جائے---

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برق (راجہ ریاض احمد): یہ بالکل غلط بات کر رہے ہیں-

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! میری بات مکمل ہونے دیں-

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برق (راجہ ریاض احمد): [*****]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے-

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ایسے الفاظ استعمال نہ کئے جائیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): ہم نے لغاری کو صدر بنایا تھا لیکن انھوں نے ہماری حکومت توڑی تھی[***] یہ خواہ مخواہ صوبوں کو لڑانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہم صوبوں کو لڑنے نہیں دیں گے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب! آپ ان کو چپ کروائیں گے ؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کی بات تو سن لیں۔ان کا موقف تو سنیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): یہ بلا جواز بار بار یہ بات کر رہے ہیں[***] ہیں، یہ صوبوں کو لڑا رہے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: لغاری صاحب کو بات کرنے سے روکا جائے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی کر کے اس ہاؤس کو ایک مہذب طریقے سے چلائیں۔میں نے تو اللہ کے کلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اپنی بات شروع کی ہے۔آپ ہاؤس in order کریں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! صدر صاحب کی طرف سے کوئی ایسی ہدایت کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی ایسا معاملہ ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میں آپ کو floor دینے والا ہوں۔آپ بات سنیں۔پلیز، لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! جو بدتمیزی کر رہے ہیں وہ تشریف نہ رکھیں ؟

جناب سپیکر: دیکھیں، میری بات سنیں، Order please, Order Please, Order in the House. راجہ صاحب! بات سنیں۔میں نے آپ کو floor دینا ہے، آپ نے بات کو clear کرنا ہے، کیا مسئلہ ہے ؟(قطع کلامیاں)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران پیپلز پارٹی اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کی بات سن لی ہے، میں سن چکا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر ڈاکٹر سامیہ امجد [*****] کے نعرے لگاتی رہیں)

سردار اطہر حسن خان گورچانی: لغاری صاحب! جب آپ کے فاروق لغاری صدر تھے تو اس وقت آپ کدھر تھے؟ ہم نے لسانی بنیادوں پر صوبے کی بات نہیں کی۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان سے مخاطب نہ ہوں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ بہت زیادتی کر رہے ہیں، اچھی بات نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف (چوہدری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! آپ ہاؤس کے custodian ہیں۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف کھڑے ہیں، وہ بات کر رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں، گورچانی صاحب! آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ چوہدری صاحب! میری بات سنیں، میں floor آپ کو دے رہا ہوں۔ اس کے بعد Minister for Irrigation بات کریں گے اور ان معاملات کو انشاء اللہ تعالیٰ ہم solve کریں گے۔ آپ ایسی بات نہ کریں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: چوہدری ظہیر الدین صاحب! سپیکر صاحب مجھے تو floor نہیں دیتے۔ آپ تاریخوں کے ساتھ ہاؤس کو تفصیل سے بتائیں۔

جناب سپیکر: ان کی بات سننے کے بعد آپ اپنی بات بے شک کریں۔ اب چوہدری ظہیر الدین خان صاحب کو بات کرنے دیں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ بہت زیادتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ dictate نہ کریں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! انھوں نے جو بات کی ہے کیا وہ اچھی بات ہے ؟

جناب سپیکر: نہیں ہے، میں کب اچھا کہہ رہا ہوں ؟

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ Custodian of the House ہیں۔ آپ senior آدمی ہیں۔ senior parliamentarian ہونے کے ناتے آپ کی نظر سارے ہاؤس پر بھی ہے اور اس ہاؤس میں دوسرے بہت سے senior parliamentarians بھی تشریف فرما ہیں۔ اگر یہ ہاؤس بھی بات کرنے کے لئے نہیں ہے، اگر یہاں بھی فیصلہ طاقت اور شور سے ہونا ہے، اگر آپ غلط بات کرتے ہیں تو ہم اس کا دلیل سے جواب دیں گے، نہ مانی جائے، ہم خاموش ہو جائیں گے۔ اگر ہماری طرف سے کوئی ایسی بات کی جاتی ہے تو اسے نہ مانیں لیکن اسے سنا تو جائے۔ اگر ہمیں سنا ہی نہیں جانا، آپ نے، ہاؤس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے تو پھر ہمارا یہاں پر بیٹھنا بالکل بے کار ہے۔

جناب سپیکر: ابھی انھوں نے بات ہی نہیں کی، ان کی بات تو ہم نے سنی ہی نہیں ہے۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! میں نے تو ابھی بات مکمل کی ہی نہیں۔

جناب سپیکر: آج سینئر منسٹر نے جواب دینا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): لغاری صاحب! آپ بیٹھیں، خاموش رہیں، مجھے بات کرنے دیں۔ صرف میں بات کروں گا۔ آپ نے ہمارے ایک معزز ساتھی لغاری صاحب کو floor دیا اور انھوں نے ابھی آدھی بات کی تو ان کو [******] کیا کیا نہیں کہا گیا۔

جناب سپیکر: جی، وہ کارروائی سے حذف کر دیا گیا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): آپ نے مہربانی فرمائی کہ الفاظ حذف کر دیئے۔ کن کو یہ الفاظ نہیں آتے؟ کس کے منہ میں اتنی زبان نہیں ہے کہ وہ NRO کا ذکر کرے؟ کس منہ میں ایسی زبان نہیں ہے کہ وہ ایسی باتیں کرے لیکن ہم نہیں کریں گے۔ ہم بالکل نہیں کریں گے۔ ہم آپ سے بار بار وعدہ کرتے ہیں لیکن ہم "ثمُ بکم" ہو کر یہاں پر نہیں بیٹھیں گے۔ اگر میرے ساتھی کو یہاں نہ سنا گیا تو پھر ہم یہاں پر نہیں بیٹھیں گے۔ آپ ان کی بات سنیں۔ وہ غلط بات کریں گے تو جواب دیں، ہم مان جائیں گے، simple سی بات ہے۔ آپ ان کی بات سنیں۔ یہاں پر اس ہاؤس میں میرے سامنے senior most معزز ممبر تشریف فرما ہیں۔ میں استدعا کروں گا کہ وہ اپنے coalition government کے ساتھیوں کو سمجھائیں۔ اگر کوئی غلط بات ہو گی اور آپ کہیں گے تو ہم معذرت بھی کر لیں گے اور کرتے رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ ان رویوں کی وجہ سے یہ اتنے مضبوط ادارے شکست و ریخت کا شکار رہے ہیں۔ سارے خدا کا خوف کھائیں۔ کیوں اس ادارے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں؟ آپ اگر ان کی مرضی سے ہاؤس چلانا چاہتے ہیں، ہمارے بغیر ہاؤس چلانا چاہتے ہیں تو نہیں چل سکے گا یہ میں آپ کو بتائے دیتا ہوں۔ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں، cooperate کرتے ہیں۔ میں ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں سے چل کر سیکرٹری صاحب کے پاس گیا تھا۔ آپ کا، ہاؤس کا وقت بچانے کے لئے گیا تھا۔ میں نے کہا کہ جو باتیں ہم کر چکے ہیں ان کی repetition نہیں کریں گے۔ کٹوتی کی تحاریک ہم صرف دو لیں گے، باقی چھوڑتے ہیں۔ ہم یہاں تک آپ کے ساتھ آ رہے ہیں۔ اگر ہمیں یہاں بات بھی نہیں کرنے دی جائے گی، اگر ہم نے بات باہر کرنی ہے تو ہم ابھی اٹھ کر سب باہر جائیں گے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ ایسا نہ کریں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! میرے ساتھی کو بات کرنے دی جائے اور پھر اس کا جواب دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سن لیں، اس کے بعد ساتھی والا فیصلہ کرتے ہیں۔ دیکھیں، میری بات سنیں۔ ہم نے Minister for Irrigation کے ذمے یہ کام لگایا۔ انھوں نے اپنی میٹنگ کی، اسلام آباد میں میٹنگ ہوئی، ارسا کی میٹنگ ہوئی۔ اس کے بعد ان کے جو وہاں فیصلے ہوئے ہیں وہ آپ کو

بتانا چاہتے ہیں کہ کیا آپ کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے یا نہیں ؟ اگر آپ کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہے تو یقیناً آپ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کا نوٹس لیں لیکن ان کو پہلے بات کر لینے دیں۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): جناب سپیکر! جو آپ حکم صادر فرمائیں گے، ہماری مجال نہیں ہے کہ ہم آپ کے سامنے زبان کھولیں یا پر مار سکیں لیکن راجہ ریاض صاحب نے جو الفاظ بیان کئے ہیں یا تو وہ اس پر شرمسار ہوں، نہیں تو پھر ہمارے لوگوں کی زبان بھی کھلی ہے اس پر پھر کوئی اعتراض نہ کرے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔ میں نے وہ حذف کروادیا ہے۔

قائد حزب اختلاف (چودھری ظہیر الدین خان): یہ ہاؤس ہے، سب ممبران ہیں۔ کوئی کسی سے بالکل ڈرنے والا نہیں ہے۔ میں نے کئی دفعہ واضح کیا ہے۔ آج بھی واضح کئے دیتا ہوں کہ ہم بالکل نہیں دبیں گے۔ ہم جو دبنے والے تھے وہ دب چکے۔

MR SPEAKER: Minister for Irrigation.

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں نے Minister for Irrigation سے اجازت چاہی ہے، اگر آپ مجھے ان سے پہلے بولنے کی اجازت دے دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ غیر جانبدار نہیں ہیں۔ آپ biased ہیں۔

جناب سپیکر: آپ غصے میں نہ آئیں، آپ چھوٹے ہیں۔

جناب محمد محسن خان لغاری: جناب سپیکر! آپ biased ہیں، مجھے تو بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے جبکہ ان کو اجازت دے رہے ہیں۔ میں walkout کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا، چلیں، آپ کی مرضی ہے میں آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ جی، سردار صاحب!

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! مجھے افسوس ہوا کہ یہاں ایک ایسا topic چھیڑ دیا گیا کہ جس میں کسی اور کے جذبات مجروح ہوئے اور اس کا نتیجہ سارے ہاؤس

نے دیکھا ہے اور media نے بھی سنا ہے۔ اس ہاؤس کے اندر ایسی باتیں نہ کی جائیں کیونکہ جس خاندان سے ان کا تعلق ہے ان کا اپنا career بھی اتنا شفاف نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

سینئر مشیر برائے وزیر اعلیٰ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): اگر وہ مجھے تحمل سے سن لیں تو ان کی تسلی ہو جائے گی۔

(اس مرحلہ پر معزز خاتون ممبر حزب اختلاف سیدہ بشریٰ نواز گردیزی
نے ایک پلے کارڈ اوپر اٹھایا)

(پلے کارڈ کی تحریر "پنجابی صنعت کار، پنجاب کا غدار")

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب! اس کا نوٹس لیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر جیل خانہ جات، چودھری عبدالغفور پلے کارڈ چھیننے کے لئے آگے بڑھے)

جناب سپیکر: .No,No چودھری صاحب! آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر دونوں اطراف سے معزز ممبران اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر درمیان میں آ گئے)

(اس مرحلہ پر چودھری عبدالغفور، وزیر جیل خانہ جات کی طرف سے بجٹ کی کتابیں
معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف پھینکی گئیں)

(قطع کلامیاں، شور)

معزز اراکین: مشرف کا جو یار ہے غدار ہے، غدار ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے معزز اراکین! میری گزارش ہے کہ آپ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ .No point of order yet اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ دیکھیں! پارلیمانی روایات کے مطابق میں چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کا کام اچھے طریقے سے چلے اور میں اس کے لئے ایک کمیٹی بنانا چاہتا ہوں جو معزز ارکان۔۔۔ (قطع کلامیاں)

خواجہ عمران نذیر: جناب والا! کمیٹی نہ بنائی جائے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی اتھارٹی ہے، آپ اس میں بات کرنے والے کون ہوتے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں۔ جوشیلے صاحب! ایسے بات نہ کیا کریں۔ میں اگر بات کر رہا ہوں تو اپنی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب، رانا ثناء اللہ خان صاحب، ملک ندیم کامران صاحب، حاجی محمد اسحاق صاحب، چودھری محمد شفیق صاحب، محمد اشرف سوہنا صاحب یہ حضرات جائیں گے اور ان کے ساتھ رابطہ کرکے ہمارے معزز اپوزیشن کے اراکین کو منا کر لائیں گے۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آج چونکہ سپلیمنٹری بجٹ پر ووٹنگ ہے تو اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کمیٹی میں آپ فنانس منسٹر کو بھی شامل کریں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب بھی باقی دوستوں کے ساتھ تشریف لے کر جائیں۔ ہم تحاریک استحقاق کو take up کرنا چاہتے تھے لیکن اب رانا صاحب بھی جا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! پنجاب ہاؤس کے بارے میں ایک رپورٹ منگوائی گئی تھی۔ اب وزیر قانون صاحب بھی آگئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون بھی جا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ(ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب والا! وزیر قانون بیٹھے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

Order please. Order in the House. Order please.

رانا صاحب ایک رپورٹ آپ نے پنجاب ہاؤس کے بارے میں بتانی تھی کیونکہ دوستوں کی اس کے بارے میں reservations ہیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! یہ ہاؤس in order ہو جائے تو میں اس کی رپورٹ پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا فرمایا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! ہاؤس in order ہو جائے اور اپوزیشن بھی واپس آجائے تو رپورٹ میرے پاس موجود ہے میں پیش کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ meanwhile ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب والا! اپوزیشن کا آپ انتظار کرلیں۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بات سن لینے دیں، بڑی دیر سے کھڑے ہیں۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! شکریہ۔ مہربانی۔ آج جو اس ایوان میں مظاہرہ دیکھنے میں آیا۔ پارلیمانی روایات تو کیا اخلاقی روایات کو بھی پامال کر دیا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ چند دن پہلے جو اسمبلی کی سیڑھیوں کے باہر واقعہ پیش آیا تھا اس پر اگر کوئی action لے لیا جاتا اور اس کے بارے میں چودھری شجاعت حسین والی پالیسی نہ اپنائی جاتی "مٹی پاؤ" تو شاید آج آپ کو یہ سب کچھ دیکھنے میں نہ آتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس ملک میں 62 سال میں ہم نے سرٹیفکیٹ بہت تقسیم کر لئے اور اس کے نتیجے بھی دیکھ لئے۔ مجھے افسوس ہے کہ سنیئر وزیر نے آج جب ہمارے ایک معزز رکن کو [**] کہا تو مجھے یہ سمجھائیں کہ ان کا مطلب کیا تھا؟

جناب سپیکر: وہ الفاظ تو کارروائی سے حذف ہو گئے ہیں۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: حذف ہونے والی بات الگ ہے۔ وہ سیڑھیوں کے باہر والی گالیاں بھی آپ حذف کر سکتے ہیں؟ یہ بات بڑی عجیب ہے۔۔۔ (قطع کلامیاں)

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): انہوں نے ہماری پوری پارٹی پر اعتراض کیا تھا۔

میاں عطا محمد خان مانیکا: پہلے مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: ہندلی صاحب! ان کو بات کرنے دیں۔ (قطع کلامیاں)

No cross talk.

میاں عطا محمد خان مانیکا: جناب سپیکر! یہاں ماحول یہ ہو گیا ہے کہ کسی کو بات نہیں کرنے دی جاتی، کوئی بات سنتا نہیں ہے۔ مجھے 1962 کی اسمبلی میں سردار بہادر خان کا کہا ہوا ایک شعر یاد آ رہا ہے کہ:

جب سے دیکھا ہے کہ نا اہل بھی ہیں بادہ بکف
مجھ کو اب جام اٹھانے سے حیا آتی ہے

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر!ان دوستوں کے ساتھ میں بھیwalkout میں شامل ہو رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر میاں عطامحمد خان مانیکا ایوان سے واک آوٹ کرتے ہوئے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: میاں صاحب!اب اُن کی بات بھی سن کر جائیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر!عطا مانیکا صاحب نے جو بات کی ہے، وہ میں انہیں وضاحت کر دوں کہ میں نے انہیں [**]اس لئے کہا ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے فاروق لغاری کو صدر بنایا اور اس نے[**] ہماری حکومت توڑی تھی اس لئے میں نے[**] کہا ہے۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر!یہ جو واقعہ پیش آیا ہے میں اس کی پرزور مذمت کرتا ہوں ہماری پارلیمانی تاریخ میں اس طرح کا واقعہ کہیں دیکھنے کو نہیں ملتا۔اگر ایک خاتون ممبر نے کوئیdisplay کیا تھا وہ انہوں نے غلط کیا کیونکہ وہ آپ کی اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتیں لیکن اس کے اوپر ہمارے ممبر نے یہاں آ کر ان کے ساتھ بدتمیزی بھی کی ہمیں اس سے avoid کرنا چاہئے اور اس ایوان کے decorumاور پارلیمانی روایات کے مطابق معاملات کو چلنا چاہئے۔

جناب سپیکر!میری دوسری عرض یہ ہے کہ پچھلے سال جب ہم اس اسمبلی میں آئے تھے تو پچھلی حکومت نے نئی اسمبلی بلڈنگ کی تعمیر کا آغاز کیا تھا اور ہمیں کہا گیا تھا کہ اس سال یعنی پچھلے سال دسمبر میں نئی اسمبلی بلڈنگ وجود میں آ جائے گی اور اگلا بجٹ اجلاس ہم نئی اسمبلی میں بیٹھ کر پیش کریں گے۔آج ہم نے بے مثالtax free budget تو پاس کیا ہے ہمیں بتایا جائے کہ نئی اسمبلی کی بلڈنگ کب تعمیر ہو گی اور کیا ہماری قسمت ہو گی کہ ہم اس نئی بلڈنگ میں جا کر اسمبلیbusiness کر سکیں۔

جناب سپیکر: انشاء اللہ، انشاء اللہ جلدی کریں گے۔جی، میاں نصیر احمد صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!آج اس ایوان کے اندر جو یہ افسوسناک واقعہ رونما ہوا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ اچانک نہیں ہوا، یہ یقیناً اس ایوان کے ماحول کو خراب کرنے کی بہت بڑی سازش ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

اگر غور کیا جائے کہ جو خاتون آج اس ایوان کے اندر باقاعدہ ایک چارٹ اور مار کر لے کر آئی ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج اپوزیشن کا اس ایوان کے ماحول کو خراب کرنے کا دانستہ ارادہ تھا اور غور کیا جائے تو اس خاتون نے وہ چارٹ اس وقت نکال کر یہاں پر لہرایا جب یہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) دونوں جماعتیں بنیادی طور پر اس بات پر متفق تھیں کہ ایوان کے اندر ایک ممبر جان بوجھ کر ایوان کا ماحول خراب کر رہے ہیں جب یہ صورتحال آئی تو اس خاتون نے باقاعدہ اس چارٹ کو لہرایا جس سے اس ایوان کا ماحول خراب ہوا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ اس معاملے کو touch نہ کریں، آپ کی مہربانی۔ دوست ان کو منانے کے لئے باہر گئے ہیں ان سے بات ہو رہی ہے اس لئے اس معاملے کو ابھی آپ چھوڑیں۔ جی، خواجہ عمران نذیر صاحب!

خواجہ عمران نذیر: جناب سپیکر! میں بحیثیت پاکستانی یہ حق رکھتا ہوں کہ میری قیادت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ان کی اُس قیادت کے مقابلے میں اتنی پاک باز ہے کہ جتنا رات اور دن میں فرق ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: خواجہ صاحب! آپ کیا کر رہے ہیں، آپ کیا خدمت کر رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں آپ کی بات سن لی ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ شہزادی عمرزادی ٹوانہ: .Thank you, sir ابھی ہماری آنکھوں کے سامنے جو بھی ہوا، بہت بُرا ہوا۔ کسی قیادت، کسی کی لیڈر شپ کو کچھ بھی کہنا غیر اخلاقی ہے۔ ٹھیک ہے آپ policies criticize کریں، آپ حکومتی اقدامات کو زیر بحث لے کر آئیں لیکن ایک چیز جو میں یہاں کہنا چاہتی ہوں کہ چاہے وہ اپوزیشن کی خواتین ہیں اور ہم یہاں حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں کسی معزز رکن کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جا کر خواتین سے بد تمیزی کرے اور میں نے ابھی جو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے مرد حضرات پلیز یہ خیال رکھیں کہ خواتین چاہے اپوزیشن کی ہوں یا حکومتی بنچوں کی ہوں Whatever the reason ان کو یہ نہیں کرنا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جنھوں نے ایسا کیا ہے انہیں معذرت کرنی چاہئے۔ غفور صاحب! آپ تشریف رکھیں جب آپ کی clarification کی ضرورت پڑے گی تو میں آپ کو ضرور موقع دوں گا۔ (قطع کلامیاں) مت کسی کو [**] کہیں، سب پاکستانی ہیں۔ جی، میاں رفیق صاحب! آپ ماشاء اللہ بڑے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں آپ اچھی بات کر کے اچھا ماحول بنا کر اسمبلی کی کارروائی کو آگے بڑھائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے۔ بجٹ بھی پاس ہوا، آج ضمنی بجٹ بھی پاس ہو جائے گا اور ہاؤس بھی prorogue ہو جائے گا۔ میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ "ہن سپ نُوں پٹاری وچوں باہر آ جانا چاہی دا اے۔" پانی پر بحث کے لئے دن مقرر کیا جائے۔ کھاد بلیک ہو کر نو سو روپے کی بوری بک رہی ہے لہذا کھاد پر بحث کے لئے بھی ایک دن مقرر کیا جائے تاکہ اس کے اوپر بھی بحث ہو۔ (قطع کلامیاں)

مانیکا صاحب کے شعر کے جواب میں، میں سردار بہادر خان کا شعر پڑھنا چاہوں گا۔

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے
انجامِ گلستاں کیا ہو گا

(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order please. Order in the House.

محترمہ شمائلہ رانا: جناب سپیکر! انہوں نے چارٹ پیپر پر کیوں ایسے الفاظ لکھے؟

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں اسی لئے میں نے انہیں بھیجا ہے آپ ذرا اس بات کو ٹھنڈا ہونے دیں آپ کی مہربانی ہے، آپ کا شکریہ۔ جی، سکینہ شاہین صاحبہ!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! میں آپ کی شکر گزار ہوں اور میں یہ سمجھتی ہوں کہ ہمیں خواتین کا احساس ہے لیکن پہل انہوں نے کی ہے، پہل کرنے والے کو بھی تو سوچنا چاہئے کہ میں کس طرح کی پیشرفت کر رہی ہوں۔ ہر action کا ایک re-action تو ہوتا ہی ہے اگر ہمارے بھائی نہ کچھ کرتے تو ہم کچھ کر گزرتے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں، آپ کی مہربانی، آپ بیٹھیں۔ جی، رانا صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ اس معزز ایوان کے تمام ممبران چاہے وہ اپوزیشن بنچوں سے ہوں، چاہے ان کا تعلق کسی جماعت سے ہو انہیں برابر کا استحقاق حاصل ہے کہ وہ اپنی بات کر سکیں۔ اگر ہمارے ممبر بھائی یہاں ایک دوسرے کی بات نہیں سن سکتے، اگر ایک دوسرے کی بات سن کر اپنی سیٹ کو چھوڑ کر کٹہرے میں آ جاتے ہیں تو یہ ہم سب کا اجتماعی قصور ہے اور آج کیمرے نے تمام کارروائی کو ریکارڈ کیا ہے۔ آج یہاں پر جو ہنگامہ ہوا ہے اللہ کرے یہ آخری ہنگامہ ہو کیونکہ جیسے قائد حزب اختلاف نے بات کی ہے کہ ہماری اسمبلیوں کو بری نگاہیں ایک دفعہ پھر دیکھ رہی ہیں۔ اگر ہم اس ہاؤس کے decorum کا خیال نہیں رکھیں گے تو یقین کریں کہ ہم خود جمہوریت پر کاری ضرب لگائیں گے۔

جناب سپیکر: مجھے تو اس پر افسوس ہے اور میں تو افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ یہ آپ کا اپنا گھر ہے۔ اگر آپ اپنے گھر کے سکون کو برباد کریں تو یہ قابل افسوس ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! پارلیمانی ممبر کے لئے ایسی کوئی مجبوری نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی سیٹ سے اٹھ کر دوسرے ممبر کے قریب جائے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ ہمیں یہ ایوان سب سے عزیز ہے کیونکہ یہ جمہوریت کی نشانی ہے۔ اگر ہم نے اس ایوان کی کارروائی کے ذریعے ایسا کیا تو جمہوریت خطرے میں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! سب سے پہلے اس ایوان میں جو واقعہ ہوا ہے میں اس کی مذمت کرتا ہوں۔ یہ واقعہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ہمارا بجٹ جب سے پیش ہوا ہے آج تک ہمارے بزنس کے دن بہت اچھے گزرے ہیں۔ اپوزیشن نے بڑا مثبت کردار ادا کیا ہے اور اس کردار کی وجہ سے ہمارا پاس ہونے والا بجٹ بڑا balance اور ایک غریب آدمی کا بجٹ آیا ہے۔

جناب سپیکر! آج یہ جو واقعہ رونما ہوا ہے۔ پورے پاکستان کی عوام اور خصوصاً پنجاب کی عوام کی نظریں اس ہاؤس پر ہوتی ہیں۔ جب یہ on air ہو گا اور جب ٹی وی چینلز پر یہ سب کچھ دکھایا جائے گا تو دیکھنے والوں کا کیا تاثر بنے گا کہ ہمارے نمائندے جن کو ہم نے اپنی فلاح و بہبود کے لئے بھیجا ہے یہ لوگ وہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا ایک decorum ہوتا ہے۔ اگر ایک محترمہ سے کوئی

غلطی ہو گئی ہے تو ہم میں patience ہونا چاہئے۔ ہم حکومت میں ہیں۔ حکومت کو گالیاں پڑتی ہیں۔ حکومت پر تنقید ہوتی ہے لیکن حکومت کی patience ہونی چاہئے تاکہ وہ بات کو absorb کر سکے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ہر چیز کو absorb کرے۔(نعرہ ہائے تحسین)

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔ جی، خانزادہ صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی میں اچھا ماحول پیدا ہونا چاہئے جو کچھ ہو گیا ہے آئیں ہم سب اس کو بھول جائیں اور ایک نیا آغاز کریں۔ ہم سے لوگوں کو امیدیں ہوتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم ان لوگوں کو کچھ deliver کر سکیں۔

جناب سپیکر: جناب سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ جمہوریت میں جہاں حکومتی بنچوں کا بہت احترام ہوتا ہے وہاں اپوزیشن کا بھی ایک کردار اور احترام ہوتا ہے۔ یہ جو جمہوریت کی گاڑی ہے یہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں کے بغیر نہیں چل سکتی۔ میں تقاضا کرتا ہوں کہ مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی دونوں پارٹیوں نے جمہوریت کے لئے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں۔ میں یہ امید بھی کرتا ہوں کہ اس نظام کو بچانے کے لئے جس طرح انھوں نے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں اسی طرح بہت بڑا حوصلہ بھی کرنا پڑے گا۔ جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ اس ہاؤس پر بد نظروں کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر! جن کا جمہوری کردار ہوتا ہے، جو جمہوریت کے لئے قربانیاں دیتے ہیں، جو جمہوریت کے لئے جیلوں میں جاتے ہیں تو پھر ان کو بہت بڑا حوصلہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس نظام کو آگے بڑھانے کے لئے اور اس نظام کی خاطر اپنی جانیں دینی پڑتی ہیں۔ جہاں محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس جمہوری نظام کو بحال کرنے کے لئے اپنی جان دی۔ جہاں میاں نواز شریف نے سات سال تک اسی جمہوریت کی خاطر جلاوطنی کاٹی اور مصیبتیں کاٹیں۔ آج عوام ان دو بڑی پارٹیوں سے یہ تقاضا کر رہی ہے کہ آپ جس طرح حوصلے سے چل رہے ہیں آپ اسی حوصلے سے چلتے رہیں تاکہ یہ نظام بہتر ہو اور یہ

جمہوریت چلتی رہے کیونکہ جمہوریت کی بقاء میں ہمارے ملک کی بقاء ہے، عوام کی بقاء ہے اور عوام کی بہتری ہے۔ میں اپنے تمام بھائیوں اور تمام پارلیمنٹرینز سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو بات ہمارے ذہن کو اچھی نہ لگے اور ہماری طبیعت پر ناگوار گزرے لیکن ہم نے اس جمہوریت کی خاطر، اس ملک کی بقاء کی خاطر اس ملک کی بہتری کی خاطر، اسے برداشت کرنا ہے اور اس ملک میں جمہوریت کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ یہ عوام کی خواہش ہے کہ اس ملک میں جمہوریت ہو تاکہ ان کی حکومت، عوام کی حکومت ہمیشہ قائم رہے۔

جناب سپیکر! ابھی جو واقعہ ہوا ہے آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ اس ہاؤس میں اس طرح کے کئی واقعات ہوئے ہیں لیکن ہمیں ان واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور آئندہ ہمیں یہ عہد کرنا چاہئے کہ اس طرح کے واقعات کبھی بھی نہ ہوں۔ ہمارا جو بھی قدم ہو وہ جمہوریت کی بہتری کے لئے ہو اور خرابی کے لئے نہ ہو۔ اس لئے میری تمام ہاؤس کے ممبران سے گزارش ہے کہ اس وقت جو اپوزیشن میں بیٹھے ہیں وہ بھی منتخب ہو کر آئے ہیں اور ہم بھی منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں کہ ہم نے یہ واقعہ دیکھا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ یہ جمہوری نظام بڑے عرصے کے بعد معرض وجود میں آیا ہے۔ جیسے میرے بھائی سعید اکبر خان نے فرمایا ہے کہ اس کے پیچھے بڑی قربانیاں ہیں۔ اس جمہوری نظام کے لئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے شہادت دی۔ اس کے بعد ملک میں جمہوریت کی باگ ڈور ڈالی گئی۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ کے ہوتے ہوئے، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کے ہوتے ہوئے جو ہمارے بزرگ ہیں اور یہاں تشریف فرما تھے ہم یہاں بیٹھے ہوئے تھے اور دیکھ رہے تھے۔ اگر میری کسی بہن نے غیر اخلاقی اور غیر آئینی طور پر کوئی کارڈ لہرایا ہے تو ہمارے بھائی کو چاہئے تھا کہ وہ سپیکر سے کہتے اور سپیکر صاحب ان سے request کرتے۔ اگر میری وہ بہن اس کو واپس نہ لیتی تو آپ کے پاس Sergeant at arms ہوتا ہے۔ آپ اس کے ذریعے ان کو اسمبلی سے باہر بھی نکال سکتے تھے لیکن وہاں سے اٹھ کر آنا اور یہاں آ

کر جھگڑا کرنا مناسب نہیں۔ ہم بھی مسلم لیگ (ن) کے متوالے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم بھی ان کو روک سکتے تھے۔ ہم بھی ان کا ہاتھ پکڑ سکتے تھے لیکن اخلاقیات کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اوصاف حمیدہ کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ اس بات سے میڈیا میں اچھا تاثر نہیں گیا اس لئے میں اپنے تمام اپوزیشن کے بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اس جمہوریت کی خاطر، اس ملک کی خاطر ہم ایک ہیں اور ہمارا جینا مرنا ایک ہے۔ اگر آپ بزرگوں کے ہوتے ہوئے ہم یہ حرکات کریں گے تو پھر ہم کسی کو کیا منہ دکھائیں گے؟ بہت مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، سید ناظم حسین شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ میں اس واقعہ کا عینی شاہد تو نہیں ہوں مگر مجھے جو حقائق معلوم ہوئے ہیں تو میں اس واقعہ کی مذمت کرتا ہوں۔ آپ دیکھیں کہ جو خاتون یہاں پر موجود ہیں یہ ایوان ان کے لئے نیا نہیں ہے۔ ان کے والد محترم بھی اس اسمبلی کے رکن رہے ہیں۔ ان کے بھائی بھی ایم این اے ہیں اور ایک عورت کی عظمت کو قدرت نے بھی accept کیا ہے کہ بغیر باپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے مگر بغیر ماں کے پیدا نہیں ہو سکتے تھے جو عورت کی عظمت ہے۔ عورت ماں کی شکل میں ہو تو اس کے ایک ایک انگ سے محبت نکلتی ہے، بیوی کی شکل میں ہو تو ایثار اور قربانی کا مجسمہ ہوتی ہے، بہن کی شکل میں ہو تو وہ ہر دکھ درد میں شامل ہوتی ہے، بیٹی کی شکل میں ہو تو وہ ہر معاملے میں غم خوار ہوتی ہے۔ عورت کا مقام یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کچھ دیتی ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد آ رہا ہے کہ بہرام خان کا بیٹا ابراہیم خان اکبر بادشاہ کا وزیر تھا۔ وہ ایک دفعہ جا رہا تھا تو ایک آدمی نے پتھر اٹھا کر اس کو مار دیا تو اس کے ماتحت 25 ہزار سپاہی ہوتے تھے تو وہ اس کو پکڑ کر لے آئے کہ یہ دیوانہ ہے تو ابراہیم نے کہا کہ اس کو دو ہزار اشرفیاں دے دو۔ انہوں نے کہا کہ جناب! یہ پاگل ہے اور اس نے آپ کو پتھر مارا ہے۔ ابراہیم نے کہا کہ یہ پاگل اور دیوانہ نہیں ہے کیونکہ ہر آدمی جس درخت کا پھل میٹھا ہو اسی پر پتھر مارتا ہے اور جس درخت کا پھل کڑوا ہو اس پر پتھر نہیں مارتا اس لئے اس نے مجھے میٹھے پھل کا درخت سمجھتے ہوئے پتھر مارا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! بہت مہربانی۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! اگر آپ نے مجھے اجازت دی ہے تو میری بات تو مکمل ہو لینے دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کارروائی کو آگے چلنے دیں۔

سید ناظم حسین شاہ: مجھے ایک سیکنڈ بات کرنے دیں۔ ہم بھی، آپ بھی اور ہر کوئی اُس درخت پر پتھر مارتا ہے جس درخت کا پھل اچھا ہو۔ ہمارے دوست کو جو ارباب اقتدار میں ہیں، انہیں اپوزیشن کو برداشت کرنا چاہئے تھا کیونکہ اپوزیشن کا یہ کام ہوتا ہے لہذا میں اس کی بھرپور طریقے سے مذمت کرتا ہوں کیونکہ یہ کسی بھی طریقے سے قابل ستائش نہیں ہے۔

ملک محمد وارث کلو: پوائنٹ آف آرڈر۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! براہ مہربانی مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں، یہ مناسب نہیں ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں ان سب باتوں کی تردید کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ پلیز تشریف رکھیں اور relevant بات کریں۔ اس پر کافی بات ہو چکی ہے۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں آپ سے ruling چاہتا ہوں کہ آئندہ کوئی ممبر ادھر سے اور نہ ادھر سے بیڑ لے کر آئے۔ اگر ہم ان کی لیڈر شپ کے لئے ایسا بیڑا اٹھا کر لے آئیں تو پھر یہ کہیں گے کہ یہ غلط ہے۔

جناب سپیکر: ایسا غلط ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! یہ بھڑکانے والی بات ہے۔ اگر چودھری عبدالغفور صاحب نے ایسی بات کی ہے تو وہ محترمہ گھر بیٹھی رہتیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ زیادتی ہے کہ یہاں ہاؤس کے اندر کوئی مرد یا عورت ہمارے وزیراعلیٰ کے خلاف ایسا بیڑ لے آئے جو کہ ہماری لیڈر شپ کے خلاف ہو۔ میں اس پر آپ کی ruling چاہوں گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: تمام ممبران تشریف رکھیں۔ Order please, order in the House. پلیز تشریف رکھیں۔ کلو صاحب! آپ ماحول کو کیوں خراب کر رہے ہیں؟ پلیز تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ۔۔۔

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: جناب سپیکر! انہوں نے ہمارے وزیر اعلیٰ کے خلاف غلط آواز اٹھائی ہے اس لئے ہم خواتین واک آؤٹ کر کے جا رہی ہیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی خواتین ممبران ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

جناب سپیکر: آپ کس بات پر بول رہی ہیں؟ پلیز تشریف رکھیں۔ جی، فنانس منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنے کام کو خود سنبھالیں۔

(اس مرحلہ پر حکومتی خواتین ممبران واک آؤٹ ختم کر کے واپس
ایوان میں تشریف لے آئیں)

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! آپ نے ایک کمیٹی بنائی تھی کہ اپوزیشن ممبرز جو ناراض ہو کر ہاؤس سے باہر چلے گئے تھے ان کو منا کر لائیں۔ ہم نے قائد حزب اختلاف اور تمام ممبران کے ساتھ معذرت بھی کی اور کوشش کی کہ ہم دوبارہ ان کو ہاؤس میں لے آئیں لیکن انہوں نے آنے سے انکار کیا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ آدھے گھنٹے کے لئے ہاؤس ملتوی کر دیا جائے اور آپ اپنے چیمبر میں قائد حزب اختلاف کو بلائیں، وہاں پر ہم سب بیٹھ کر کوشش کریں کہ وہ ہاؤس میں دوبارہ تشریف لائیں۔ اس کے بعد ہاؤس چلایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہاؤس میں آج جو واقعہ ہوا ہے اس میں پاکستان مسلم لیگ (ن) کی لیڈرشپ وزیر اعلیٰ پنجاب کے خلاف ہماری معزز رکن نے یہاں پر ایک پمفلٹ

displayکیااوراس پر ایک جذباتی رد عمل ہوا جو میں سمجھتا ہوں کہ ان دونوں باتوں پر پذیرائی نہیں کی جا سکتی، یہ دونوں باتیں قابل تحسین تھیں اور نہ ہی اس ہاؤس کی روایات ہیں۔ میری قائد حزب اختلاف سے بات ہوئی ہے تو وہ اس بات پر متفق ہیں کہ چونکہ آپ کے سامنے یہ دونوں واقعات ہوئے ہیں تو ان دونوں معاملات پر آپ جو rulingفرمائیں گے اس کو اپوزیشن بھی تسلیم کرے گی اور ہم بھی آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی rulingکو تسلیم کریں گے۔اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آج کے ایجنڈے کی کارروائی کو آپ آگے بڑھائیں۔ اپوزیشن کا آج یہی کہنا تھا کہ ہم اس رد عمل کے طور پر آج کی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے لیکن کل سے وہ شریک ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کی کارروائی کے ختم ہونے یا درمیان کے وقفے میں کائرہ صاحب نے جو تجویز دی ہے اس کے مطابق ہم آپ کے چیمبر میں بیٹھ جائیں گے لیکن ابھی آپ ایجنڈے کی کارروائی کو آگے بڑھائیں۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب!آپ جب پوائنٹ آف آرڈر پر ہر معاملے میں insist کر جاتے ہیں یہ اچھا نہیں لگتا۔آپ کی مہربانی مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے آپ نے کہا تھا کہ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، آپ نے اپنا ہی نقصان کرنا ہے۔

شیخ علاؤالدین: صرف ایک منٹ بات کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، صرف ایک منٹ بات کرنی ہے اس کے بعد mikeبند ہو جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پرسوں بھی آپ نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ اب آپ نے اس پر نہیں بولنا۔ آپ پرسوں ہی اس معاملے پر حکم فرما دیتے کیونکہ جب آپ فرما دیتے ہیں تو ہمارے لئے وہ حکم بن جاتا ہے اور ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔ پرسوں محسن لغاری صاحب نے Julias Caesarکی ایک بات کہی تھی It’s not that I love Caesar less but I love Rome moreتو میں نے اس پر واک آؤٹ اس لئے کیا تھا کہ انہوں نے اپنے آپ کو بروٹس بنایا تھا، ڈی جی خان

کو Rome بنایا اور Julias Caesar کو لاہور بنایا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے justify کیا۔انہی مبہم فقروں کی وجہ سے آج یہاں یہ حالات پیدا ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔پلیز تشریف رکھیں۔اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں شیخ صاحب کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ جس بات کی اس دن کسی کو سمجھ نہیں آئی تھی انہوں نے آج کافی تفصیل سے سب کچھ سمجھا دیا ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں۔جو بات ہو چکی ہے اس پر کیا بحث ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک پوائنٹ آف آرڈر raise ہوا تھا جو کافی اہمیت کا حامل تھا۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسلام آباد میں جو پنجاب ہاؤس ہے اور راولپنڈی میں جو پنجاب ہاؤس ہے اس سلسلہ میں ہمارے اراکین کو کافی شکایات تھیں اور اس پر انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر raise کیا تھا اس کے متعلق اس پوائنٹ آف آرڈر کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ مختصراً میں بیان کر دیتا ہوں اور اس کے بعد میں اس کو table کر دوں گا تاکہ تمام ممبران اس کے مطابق وہاں پر reservation حاصل کر سکیں۔اس میں ہے کہ:

All Honourable MNAs and MPAs are accommodated in Punjab Houses on first come and first serve basis

اور باقی جتنے لوگ بھی ہیں ان کو کمروں کی availability پر کمرے دیئے جاتے ہیں اور ایک بات جو بہت زیادہ یہاں پر اس دن کی گئی تھی اس کے مطابق یہاں پر کہا گیا تھا کہ وہاں پر لوگ چار چار سال سے، چھ چھ ماہ سے بیٹھے ہیں وہ کون لوگ ہیں، ان کے متعلق information دی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی

informationہے وہ ڈیپارٹمنٹ کے خلاف جائے یا جس کے خلاف بھی جائے وہ اس ہاؤس کی پراپرٹی ہے ۔ حکومت کا اور میرا بھی فرض ہے کہ اس ایوان میں صحیح طور پر information رکھوں۔یہ informationاس concern کے مطابق ہی ہے ۔ اس میں انہوں نے جو بتایا ہے کہ چیف سیکرٹری پنجاب کو کمرہ نمبر D-1الاٹ ہے اور وہ designatedکمرہ ہے وہ کسی اور کو الاٹ نہیں ہوتا وہ ہمیشہ ان کے استعمال میں رہتا ہے. اس کے علاوہ جہانگیر بدر سینٹر کے پاس D-4ہے اور یہ کمرہ ایک سال سے ان کے پاس ہے ۔ عدنان خان سینٹر کے پاس D-9 ہے اور یہ چار ماہ سے ہے۔ مشاہد اللہ خان سینٹر کے پاس D-10ہے اور یہ چار ماہ سے ہے، یوسف نسیم کھوکھر صاحب پی ایس او ٹو پی ایم ہیں اور ان کے پاس E-3ہے اور یہ چار ماہ سے ہے۔ سعید احمد خان ایڈیشنل سیکرٹری ٹو پی ایم سیکرٹریٹ کے پاس E-7اور یہ تین سال سے ہے، خواجہ محمد نعیم ایڈیشنل سیکرٹری کامرس اینڈ انڈسٹری ان کے پاس E-14ہے اور یہ ایک ماہ سے ہے، جناب تنویر اشرف کائرہ وزیر خزانہ پنجاب کے پاس E-18ہے اور یہ ایک سال سے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

طاہر محمود ایم پی اے صاحب کے پاس F-10ہے اور یہ ایک سال سے ہے، کیپٹن صفدر صاحب ایم این اے کے پاس F-11ہے اور یہ چار ماہ سے ہے۔ بریگیڈیر بسم اللہ سی او ڈی جی رینجرز کے پاس F-14ہے اور یہ چار سال سے ہے (اللہ اکبر کی آوازیں)

کرنل آفتاب صاحب سی او ڈی جی رینجرز کے پاس E-13ہے اور یہ چار سال سے ہے۔ محمد اکرم کانجو صاحب کے پاس F-19ہے اور یہ سات ماہ سے ہے۔

جناب والا! میں یہ جواب tableکر رہا ہوں معزز ممبران اس کی کاپی حاصل کر کے اس پر further کوئی informationلینا چاہیں تو ان کو دے دی جائے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! میں اس چیز کا sufferer ہوں اور میں نے تین دفعہ وہاں پر جانے کی کوشش کی کہ مجھے کمرہ مل جائے اور اگر وہاں پر کمرے اس طرح

الاٹ ہوتے ہیں تو پھر مجھے بھی پانچ سال کے لئے الاٹ کر دیں۔ میں اپنے بندوں کو ٹھہرانا چاہتا ہوں، میرے رشتہ دار بھی وہاں پر ہیں میں خود رہنا چاہتا ہوں۔ بہت بڑے پیمانے پر بے ضابطگی ہو رہی ہے اور یہ گورنمنٹ کی پراپرٹی ہے جو کہ misuse ہو رہی ہے۔ ہمارے ہاؤس کا یہ استحقاق ہے۔ ہم یہ پراپرٹی اس قبضہ گروپ سے خالی کروانا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تین دن سے زیادہ کسی کو کمرہ الاٹ نہیں ہونا چاہئے۔ میری گزارش ہے کہ آپ اس سلسلہ میں ایک انکوائری کمیٹی بنادیں کہ جو انہوں نے دھاندلی کی ہے اور جو غیر متعلقہ لوگ ٹھہرے ہوئے ہیں، دو دن کے اندر اندر اس کی رپورٹ آنی چاہئے اور میں کہتا ہوں کہ اس کو clear ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: رپورٹ تو آ گئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جن لوگوں نے کمرے الاٹ کروائے ہوئے ہیں ان کے واجبات جمع ہیں یا نہیں؟ مجھے اس پر آپ کی رولنگ چاہئے۔ میرا یہ استحقاق بنتا ہے۔ میں اس کو withdraw کبھی نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: جن کا استحقاق ہے ان کو تو اختیار ہے کہ وہ وہاں پر رہائش رکھ سکتے ہیں لیکن اس طرح نہیں کہ پانچ پانچ سال ہو، یہ مناسب نہیں ہے۔ اس پر انکوائری کمیٹی بنائی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! مجھے رولنگ چاہئے اور اس پر انکوائری کمیٹی بنائی جائے اور دو دن کے اندر رپورٹ دی جائے۔ جو ناجائز قابضین ہیں ان سے کمرے خالی کروائے جائیں اور ان سے واجبات بھی وصول کئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، میں نے رولنگ دے دی ہے کہ اس پر انکوائری کمیٹی بنائیں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کائرہ صاحب! آپ بھی اس کمیٹی میں شامل ہونا چاہیں گے؟

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر (جناب تنویر اشرف کائرہ): میرے خیال میں بہتر یہی ہے کہ سینئر وزیر صاحب اور رانا صاحب بیٹھ کر اس معاملے کو settle کریں۔ یہ ہمارے لئے انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ کیا کر رہے ہیں، مچھلی بازار کیوں بناتے ہیں؟ Order please, Order in the House

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): جناب سپیکر! وہاں پر جو غلط بیانی کرتے ہیں وہ Caretaker ہیں میرا استحقاق اس لئے بھی مجروح ہوا ہے کہ وہ مجھے کہتے ہیں کہ یہ کمرے ایم پی اے کے لئے نہیں ہیں، یہ بیوروکریسی کے لئے ہیں، ان کے دماغ سے یہ بات نکالنی پڑے گی کہ یہ بیوروکریٹس کا ملک نہیں ہے۔ یہ عوامی ملک ہے اور یہاں پر عوامی نمائندوں کے مطابق اور عوام کی خواہشات کے مطابق چلنا پڑے گا۔ انکوائری کمیٹی بننی چاہئے اور مری پنجاب ہاؤس میں بھی یہی کھیلے ہوتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب کو بات کرنے دیں۔ پہلے میں بتا دیتا ہوں کہ جب وقفہ ہوگا تو ہم اس وقت اس بارے میں کوئی فیصلہ کر لیں گے اور پھر آپ کو announce کر دیں گے۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں اور اس ہاؤس کی کمیٹی کوئی فیصلہ کرے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! کمیٹی آپ بعد میں announce کریں پہلے میری بات سن لیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ کمیٹی بننی چاہئے اور اس کمیٹی کو انکوائری کرنی چاہئے کہ میرے نام پر جو کمرہ الاٹ ہوا ہے میں نے کبھی کوئی کمرہ بک کروایا ہے اور نہ لیا ہے۔ میرے نام پر کس نے بک کروایا ہے؟ جس آفیسر نے بک کیا ہے اور جو وہاں پر رہتا ہے ان دونوں کو کمیٹی جو بھی سزا دے میں کمیٹی کے ساتھ ہوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب علی حیدر نور خان نیازی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب علی حیدر نور خان نیازی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک بات ایوان کے اندر آتی ہے اور اسے مذاق سمجھ کر اڑا دیا جاتا ہے۔ یہ ایک بڑا sensitive issue ہے اسے بھی discuss کرنا چاہئے۔ میں نے چند روز پیشتر آپ کی موجودگی میں وزیر قانون صاحب کی توجہ اس جانب مبذول کرائی تھی کہ ضلع خوشاب میں ہمارے ضلع میانوالی سے اغوا برائے تاوان کے لئے ایک شخص اغوا کیا جسے پولیس نے recover کیا، پرچہ دیا مگر ایک نامزد ملزم کو پولیس نے چھوڑ دیا۔ وزیر قانون صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ میں ایوان کے اندر اس واقعہ کی رپورٹ منگوا کر بتاؤں گا۔ We talk about democracy ہم لوگ ڈکٹیٹر شپ کے خلاف ہمیشہ جدوجہد کرتے ہوئے آئے ہیں۔ ہم ڈکٹیٹر شپ کو condemn کرتے ہوئے آئے ہیں لیکن جو ہمارے رویے بن چکے ہیں انہی رویوں کی وجہ سے ہمارے اوپر ہر وقت ڈکٹیٹر مسلط ہوتے ہیں کہ ہم کسی صحیح بات کو صحیح کہنے کا حوصلہ نہیں رکھتے، کسی صحیح بات کو صحیح کہنے سے پہلے ہم لوگ ڈر جاتے ہیں۔ آج جو کچھ ایوان میں ہوا وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور میرا خیال ہے کہ اس ایوان میں جو بات کہی جاتی ہے وہ ہوا میں اڑا دی جاتی ہے۔ سٹیج ڈرامہ لگتا ہے تو سٹیج سجایا جاتا ہے اور ہم لوگ آتے ہیں۔ اس میں حصہ لیتے ہیں اور باہر چلے جاتے ہیں۔ مجھے اس دوران ایک معزز ممبر ایک شعر سنا رہے تھے وہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ:

جو لکھا تو پڑھ کے مٹا دیا
جو کہا تو سن کے اڑا دیا

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈاکٹر اختر صاحب نے ایک issue point out کیا ہے اور اس پر حکومت پنجاب کی طرف سے جواب کی تفصیل میں بیان کیا گیا ہے تو مجھے تو بڑا تعجب ہوا کہ جس بے قاعدگی کا اظہار کیا گیا جس میں پاکستان کی دونوں بڑی سیاسی جماعتوں کے عمائدین شامل ہیں اور forces سے تعلق رکھنے والے ایک ادارے کے افسران بھی وہاں

قابض ہیں۔ اب ساری قوم یہ issue دیکھ رہی ہے اور سب نے یہ محسوس کر لیا ہے کہ کس طرح سے پاکستان کی سیاسی اور عسکری قوتیں پنجاب ہاؤس کے استعمال کے اوپر بے قاعدگی کرتی ہیں۔ اگر آپ اسے اب unattended چھوڑ دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بڑا غلط message جائے گا۔ اب یہ بات نہیں کہ آپ پنجاب ہاؤس کو ان لوگوں سے ایک دو دن کے اندر خالی کروانے کا اعلان کریں بلکہ اب بات اس سے آگے کی ہے کہ جو لوگ سالہا سال سے ان کمروں پر قابض ہو کر رہ رہے ہیں ان سے ان کمروں کے charges بھی وصول کرنا اب بہت ضروری ہے اور میں یہاں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ مری میں ہمارے ریسٹ ہاؤسز کی بھی یہی کیفیت ہے تو میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج آپ خدا کے لئے جب charge ہمارے اوپر ہے، جب بے قاعدگی کے ذمہ دار ہم ٹھہرائے جا رہے ہیں تو آپ کو ایک مضبوط فیصلہ کرنا ہوگا اور آج اس کرسی کا امتحان ہے کہ آپ ہم سے قوم کی امانت واپس کروانے میں کیا کردار ادا کرتے ہیں؟ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ آج ایک شاندار ruling دیں گے اور فیصلہ فرمائیں گے کہ جو recoveries عوام کے نمائندوں کے ذمے ہیں وہ unlimited time کے لئے نہیں چھوڑی جا سکتیں۔ آپ کو اس کے لئے چند دن دینے چاہئیں۔ نہ صرف ایک دو دن کے اندر یہ تمام قابضین اپنے کمرے خالی کریں بلکہ ہمت کر کے ایک ہفتے کے اندر ان کے جو ذمہ واجبات ہیں وہ بھی خزانے میں جمع کروائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: یہ ہمت تو آپ ہی کریں گے۔ میں نے ہمت کیا کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (ڈاکٹر محمد اختر ملک): شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے اس ایوان میں موجود معزز وزیر نے جب اس بات کی تردید کی ہے کہ میں نے کوئی کمرہ بک نہیں کروایا ہوا، میرے نام سے اگر کوئی بندہ رہ رہا ہے تو اس کے خلاف action لیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑا بے قاعدگی کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ کمیٹی کے لئے وزیر قانون صاحب!۔۔۔

معزز ممبران: وزراء کی بجائے معزز ممبران پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس معزز ایوان کے اراکین پر مبنی کمیٹی بنائیں اور انہی میں سے کسی سینئر ممبر کو کمیٹی کا چیئر مین یا کنوینر بنا دیں۔ میں ویسے ہی ان کے ساتھ حکومت کی طرف سے جو بھی information یا ان کی جو direction ہو اس پر implement کرنے کے لئے خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ کمیٹی ممبران پر مشتمل ہونی چاہئے۔

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا): جناب سپیکر! میں رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات کمیٹی کے لئے پیش کرتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں نے خود اپنے متعلق بھی کہا ہے تو اگر سوہنا صاحب بھی ساتھ ہونا چاہیں تو آپ منسٹرز کو اس کمیٹی کی معاونت کے لئے ساتھ لگا دیں لیکن کمیٹی خالصتاً ممبران کی بنائیں کیونکہ یہ مسئلہ سراسر ممبران ہی کا ہے اور وزراء کو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ ان میں سے کسی سینئر ممبر کو اس کا چیئر مین یا کنوینر بنا دیں۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! پنجاب ہاؤس کے متعلق قانون بڑا واضح ہے اور پنجاب ہاؤس کے متعلق اس کی ذمہ داری بڑی واضح ہے۔ کیا جب بھی قانون ٹوٹے گا تو ہم کمیٹیاں بناتے رہیں گے؟ اس کے اندر سیدھی سیدھی بات ہے وزیر قانون صاحب کو چاہئے تھا کہ جب لسٹ پیش کی ہے تو ادھر کمرے خالی کرنے کا حکم پہنچ جانا چاہئے تھا اور کمرے خالی کروا کر چار چار سال سے رہنے والوں کے خلاف، کیونکہ بڑا واضح قانون ہے کہ تین دن سے اوپر کوئی ریسٹ ہاؤس استعمال ہوگا تو اس کے مارکیٹ کے حساب سے charges ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بات ان کی بھی ٹھیک ہے۔

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! آپ قانون ٹوٹنے کے حوالے سے کتنی کمیٹیاں بنائیں گے؟ قانون ٹوٹتا رہے گا اور کمیٹیاں بنتی رہیں گی۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! میرے خیال میں مناسب یہ رہے گا کہ آپ نے اس کی مکمل رپورٹ لے لی ہے۔۔

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری طاہر محمود ہندلی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔جناب سپیکر! میرا نام لیا گیا ہے کہ میں نے بھی وہاں ایک سال سے کمرہ book کروایا ہے تو میں حلفاً کہتا ہوں کہ پرسوں بھی رات اسلام آباد میں چار گھنٹے کے لئے ہوٹل میں ٹھہرا ہوں۔اس سے پہلے میں چار دفعہ گیا ہوں اور ہوٹل ہی میں قیام کیا ہے۔میں نے کب کمرہ book کروالیا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ نے ان کی بات سن لی ہے؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! پنجاب ہاؤس اسلام آباد ہی نہیں بلکہ مری، کراچی، کوئٹہ اور پشاور میں بھی ہیں تو وہاں پر ایسا ہی نوٹس لیا جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ایسے کریں کہ جن کی entitlement نہیں ہے ان سب سے کہیں کہ آپ مہربانی کر کے ایک ہفتے کے اندر اندر کمرے خالی کریں اور آئندہ جن کی entitlement نہیں ہے انہیں کمرے نہ دیئے جائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، ٹھیک ہے۔جناب سپیکر! آپ کی ruling محکمہ کو ابھی پہنچادی جاتی ہے۔

وزیر محنت و افرادی قوت (جناب محمد اشرف خان سوہنا):جناب سپیکر!اگر آپ اس کمیٹی میں مجھے شامل کریں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ تین دن کے اندر پنجاب ہاؤس خالی کروالیا جائے گا اور جن کے ذمہ ہزاروں اور لاکھوں روپے کے واجبات ہیں تو یا ان کی تنخواہیں بند ہو جائیں گی یا وہ پیسے جمع کروادیں گے۔

جناب سپیکر:آپ رانا صاحب کے ساتھ coordinate کر لیں۔

محترمہ شگفتہ شیخ:پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر:جی ، محترمہ!آپ بھی مجھے کافی دیر سے تنگ کر رہی ہیں۔جی فرمائیں!میری تمام معزز ممبران سے گزارش ہے کہ وہ relevant بات کریں۔

محترمہ شگفتہ شیخ: شکریہ۔جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے سینئر منسٹر راجہ ریاض صاحب کو remind کروانا چاہتی ہوں کہ انہوں نے بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت فارم دیئے تھے اس کے ساتھ انہوں نے خواتین کے لئے وزیراعظم کی طرف سے ایک کروڑ روپے کا اعلان بھی کیا تھا لیکن ابھی تک اس پر implement نہیں ہوا۔۔۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔آپ کی بات سن لی ہے۔اب کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ No, let me proceed according to this list ڈاکٹر صاحب!آپ تشریف رکھیں صبح سے آپ اسی کام پر ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ (جناب محمد اختر ملک):جناب سپیکر!آپ ایک کمیٹی announce کر دیں۔

جناب سپیکر:کس لئے کمیٹی announce کروں؟کیا میں کمیٹی announce کرنے کا میں پابند ہوں میں نے ان کو کہہ دیا ہے اور آپ کی بات ہو گئی ہے،آپ تشریف رکھیں۔محترمہ صبا صادق کی طرف سے تحریک استحقاق ہے۔

تحاریک استحقاق

ایکسیئن واپڈ ٹاؤن شپ لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کو گھریلو میٹر کاٹنے کی دھمکیاں

محترمہ صبا صادق: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے گھر کے بجلی کا میٹر اور قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ کی سٹریٹ لائٹس کا میٹر ایک ہی ٹرانسفارمر پر نصب ہیں اور ایکسیئن واپڈا ٹاؤن شپ لاہور ساجد رضا نے مجھے بتایا کہ انڈسٹریل اسٹیٹ والے عرصہ دراز سے بل بجلی ادا نہیں کر رہے اور مجھے کہا کہ میں اسٹیٹ والوں کو مجبور کروں کہ وہ اپنا بل بجلی ادا کریں تو ایم پی اے ہونے کے ناتے میں نے معاملات طے کروانے کی کوشش کی۔ اب دوبارہ یہی مسئلہ پیدا ہوا ہے تو متعلقہ ایکسیئن واپڈا ٹاؤن شپ ساجد رضا نے مجھے بلیک میل کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ اگر آپ نے انڈسٹریل اسٹیٹ والوں سے بل ادا نہ کروایا تو آپ کا میٹر کاٹ دیا جائے گا۔ تقریباً دو ہفتے پہلے مسٹر ساجد رضا ایکسیئن ٹاؤن شپ واپڈا ڈویژن نے میرے گھر کا میٹر بجلی بغیر کسی وجہ یا نوٹس کے کاٹ دیا۔ میں نے جب اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ انڈسٹریل اسٹیٹ والے بل بجلی ادا نہیں کر رہے اس لئے آپ کا میٹر کاٹ دیا گیا ہے جبکہ میرے گھر کے میٹر کے نہ کوئی بقایا جات تھے اور نہ ہی میرے گھر کے میٹر کا انڈسٹریل اسٹیٹ کے میٹر سے کوئی تعلق ہے اور میرے گھر کے واپڈا کے تمام واجبات بالکل ادا شدہ ہیں۔ میں نے ایکسیئن واپڈا ٹاؤن شپ ساجد رضا کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے کہ اگر ہمسایہ بجلی کا بل ادا نہ کرے تو سزا ساتھ والے کو دی جائے۔ چنانچہ بہت کوشش سے سات گھنٹوں کے بعد میٹر دوبارہ لگوا دیا گیا۔ مورخہ 09-6-11 کو دوپہر دو بجے ایکسیئن واپڈا نے مجھے دوبارہ فون کیا اور مجھے بلیک میل کیا کہ اگر اسٹیٹ والوں نے بل ادا نہ کیا تو میں آپ کا میٹر دوبارہ کٹوا دوں گا۔ میں نے اسے کہا کہ یہ کوئی طریق کار نہیں ہے لیکن اس کا لہجہ انتہائی بدتمیزانہ اور گھٹیا تھا۔ اس نے مجھے دھمکیاں دیتے ہوئے فون بند کر دیا۔

خاتون رکن صوبائی اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک ہتک آمیز اور توہین آمیز لہجے سے بات کرنا اور کسی دوسرے کے بل ادا نہ کرنے کی وجہ سے میرا بجلی کا میٹر کاٹ دینا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کی کھلی خلاف ورزی اور ایکسیئن کی بد معاشی کا واضح ثبوت ہے۔ایکسیئن کے اس رویہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک میں الحمدللہ قانون نام کی کوئی چیز ہے۔

جناب سپیکر: کیا کہا آپ نے؟

محترمہ صبا صادق: ہمارے ملک میں الحمدللہ قانون نام کی کوئی چیز ہے اور اس ہاؤس کی وساطت سے میں آپ سے درخواست کروں گی کہ اس قسم کے واقعات، میں نے پوری کوشش کی کہ میں واپڈا، قائداعظم انڈسٹریل اسٹیٹ کے معاملات طے کروں۔ اس ضمن میں میں نے چیئرمین لیسکو ارائیں صاحب سے بھی بات کی اور ان کو بھی میں نے یہ بتایا کہ اپنے ایکسئن سے کہیں کہ کسی صارف کو ناجائز پریشان نہ کریں۔ ویسے ہی لوڈ شیڈنگ نے عوام کی کمر توڑی ہوئی ہے اور اس قسم کے واقعات سے آپ ہمیں کیا پیغام دینا چاہ رہے ہیں۔ بارہا مرتبہ میں نے اس معاملے کو تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ تین دن پہلے ایکسیئن کا نمائندہ دوبارہ میرے دفتر آیا اور کہا کہ میڈم آپ اپنا بل مجھے دکھائیں۔ میں نے اپنا بل دکھایا تو کہنے لگا کہ نہیں جی سٹریٹ لائٹ کا بل دکھائیں۔ آخر کار میں نے یہ تحریک استحقاق جمع کروائی۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ایسے آفیسر جو صارفین کو ناجائز پریشان کریں ان کے خلاف یقیناً کارروائی بنتی ہے۔ اس کو out of turn لے کر اس ایکسئن کو suspend کیا جائے اور مکمل انکوائری کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہو گی کہ واپڈا کی طرف سے جواب آیا ہے اس میں انہوں نے یہی گزارش کی ہے کہ ہم اس کا جواب یکم تاریخ کو

دیں گے کیونکہ متعلقہ آدمی کورٹ میں گیا ہوا ہے اس لئے اس کو اگر یکم جولائی تک pending فرمادیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو یکم جولائی تک pending کیا جاتا ہے۔

سینئر منسٹر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و برقی قوت (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! ابھی یہاں پر ایک issue اٹھایا گیا جس کی reason میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ پانی کے مسئلے پر جس دن یہ خبر آئی صدر پاکستان کے جو ترجمان ہیں انہوں نے وضاحت کی کہ صدر صاحب نے ایسا کوئی حکم جاری نہیں کیا۔ اس کے بعد وزیر اعظم صاحب نے floor پر کھڑے ہو کر کہا کہ پانی کی تقسیم 1991 کے معاہدے کے مطابق ہو رہی ہے اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔ اس کے بعد میں نے اس floor پر پوری گارنٹی کے ساتھ یہ بات کی کہ 1991 کے معاہدے کے مطابق پانی دیا جا رہا ہے لیکن انتہائی افسوس ہے کہ آج پھر اس مسئلے کو صوبائیت کا رنگ دینے کے لئے اٹھایا گیا جس پر میں نے احتجاج کیا لیکن اس کے باوجود اگر میرے الفاظ سے کسی کی دل آزاری ہوئی ہو تو میں معذرت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش، بہت اچھی بات ہے۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! میں آپ کو ایک خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ تربیلا ڈیم میں جو پانی 1367 کیوسک کے dead level پر پہنچ گیا تھا آج اللہ کے فضل سے وہ پانی 1388 کیوسک کے level پر پہنچ گیا ہے جو کہ ایک خوشخبری ہے۔ اس طرح اس کا in flow 20 تاریخ کو ایک لاکھ 13 ہزار 4 سو کیوسک تھا اور آج اللہ کے فضل سے ایک لاکھ 97 ہزار 7 کیوسک تک پہنچ گیا ہے جس طرح پانی کی کمی ہے اس لحاظ سے یہ ہمارے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے اور میں نے منگل والے دن تک کا کہا تھا آج اللہ کے فضل سے ہماری پانی کی کمی کافی حد تک کم ہو گئی ہے۔ اسی طرح جو تربیلا ڈیم پر outflow ہے وہ ایک لاکھ 6 ہزار 8 سو کیوسک سے بڑھ کر اللہ کے فضل سے ڈیڑھ لاکھ کیوسک تک پہنچ گیا ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں نہروں کا بھی بتا سکتا ہوں کہ ان میں کتنا کتنا فرق پڑا ہے۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے، میرے خیال میں یہی بہتر ہے اب تحریک استحقاق ختم کی جاتی ہے اور ایک رپورٹ پیش کی جاتی ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی کہاں ہے تحریک، کیا ان کی تحریک ہے؟

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: وہ کہاں ہے، کیا آپ نے جمع کروائی ہے؟

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میں نے جمع کروادی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی تو Adjournment Motion ہے، تحریک استحقاق نہیں ہے۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق ہے اور وہ سن لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے مجھے بتائیں کہ تحریک التوائے کار ہے، تحریک استحقاق ہے؟

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جمع کیوں نہیں کروائی؟

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! جمع کروادی ہے۔ آپ نے out of turn لینے کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: اگر آفس میں جمع ہی نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟

محترمہ سکینہ شاہین: میں تو جمع کرواچکی ہوں، میرے پاس کاپی موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، پلیز! آپ ٹائم ضائع نہ کریں۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! ایک ہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں۔ اگر آپ کی تحریک آئی ہو گی تو دیکھ لیں گے۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔ منڈا صاحب! آپ پلیز بیٹھیں۔ Learn manners۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: No, no, no جب ٹائم آئے گا تب بات کریں گے۔ جی، ابھی تحریک التوائے کار کا وقت آئے گا۔ اشرف صاحب نہیں ہیں؟ یہ دوبارہ پیش ہو گی؟

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! تب تک میری تحریک استحقاق لے لیں۔

جناب سپیکر: کل لے لیں گے۔ میرے خیال میں کل آپ کی باری آ جائے گی، کل آ جانے دیں۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! سن تو لیں۔

جناب سپیکر: آپ کا کوئی کاغذ میرے پاس ہے نہ لاء منسٹر صاحب کے پاس ہے۔ میں کیسے آپ کی سنوں گا۔

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب سپیکر! آپ زبانی سنیے گا۔

جناب سپیکر: جی، زبانی مجھے آپ کی ساری بات تو نہیں یاد رہے گی۔

محترمہ سکینہ شاہین: جناب سپیکر! زبانی سُن لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: آپ کل پڑھ لیں۔ بس آپ کو کہہ دیا کہ کل پڑھ لیں۔ محترمہ اس کا جواب بھی آنا ہوتا ہے۔ میں نے بھی اس کا کچھ کرنا ہوتا ہے۔ انشاء اللہ کل لے لیں گے۔ اب محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کی تحریک التوائے کار ہے۔ رانا صاحب آج اس پر جواب آنا تھا یا آج تک pending کی تھی۔ یہ پہلے پیش ہو چکی ہے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: نہیں، پیش نہیں ہوئی۔ اس کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو میں اپنی کاپی بھیج دوں؟

جعلی عاملوں کے شہر میں ڈیرے، انتظامیہ کی ملی بھگت سے لوٹ مار

محترمہ نگہت ناصر شیخ: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کے مطابق جعلی عامل کو سہانے سپنے دکھا کر شہریوں کو لوٹنے لگے۔ پولیس اور ضلعی انتظامیہ کی ملی بھگت سے لاہور کے درجنوں مقامات پر جعلی عاملوں، نجومیوں کا مکروہ دھندہ زور و شور سے ہونے لگا، متعدد خواتین عزت بھی گنوا بیٹھیں، جگہ جگہ محبوب آپ کے قدموں میں، غیر ملکی نیشنلٹی، سفلی علوم کی کاٹ، ہر بیماری کا علاج جیسے بورڈ لگا کر سادہ شہریوں کو اپنے چُنگل میں پھنسایا جاتا ہے۔ کئی عامل بلیک میل کرنے میں ملوث متعدد نجومیوں، جعلی عاملوں نے باقاعدہ پولیس نگرانی میں قبرستانوں میں ڈیرے قائم کر رکھے ہیں۔ نوجوان نسل تباہ ہونے لگی، اعلیٰ حکام نے بھی آنکھیں بند کر لیں۔ صوبائی دارالحکومت میں کالا علم کرنے والے جعلی عامل نجومی سادہ لوح شہریوں کو من پسند شادی، انعامی بانڈ نمبر، اولاد نرینہ اور تمام مسائل چند مہینوں میں حل کرنے کے سہانے سپنے دکھا کر ان کی جمع پونجی سے محروم کرنے لگے ان لوگوں نے مارکیٹوں، پلازوں اور قبرستانوں میں ڈیرے لگا رکھے ہیں۔ جہاں منشیات کا استعمال کیا جا رہا ہے پولیس اور ضلعی انتظامیہ کی ملی بھگت سے یہ مکروہ دھندہ اپنے عروج پر ہے۔ تفصیلات کے مطابق شہر کے مختلف علاقوں میں جن میں راوی روڈ، ملتان روڈ، اقبال ٹاؤن، ٹاؤن شپ، گڑھی شاہو اور دیگر علاقوں میں متعدد جعلی عامل اور نجومی پریشان حال سادہ لوح شہریوں کو لوٹنے میں مصروف عمل ہیں۔ کیبل پر اشتہارات کے ذریعے چند منٹوں میں تمام مسائل کے حل کے دعوے کے باعث شہری ان کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔" "اوصاف" کی جانب سے اس سلسلے میں کئی سروے کئے گئے۔ قبرستانوں میں بھی جعلی نجومیوں نے ڈیرے لگا رکھے ہیں جہاں نوجوانوں اور خواتین کی کثیر تعداد اپنے مسائل کے حل کے لئے آتی ہے جبکہ قبرستانوں میں بیٹھے نجومیوں کے پاس نوجوان منشیات کا استعمال کرتے نظر آتے ہیں۔ قبرستان میانی صاحب، بھاٹی قبرستان میں رات کو عامل کے نام پر مکروہ دھندہ شروع کر دیا جاتا ہے اس حوالے سے اعلیٰ حکام نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں جبکہ پولیس کے

اہلکاران عاملوں کو باقاعدہ تحفظ فراہم کرتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناصاحب! بسم اللہ کر کے کوئی آرڈر کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کی کاپی ابھی موصول ہوئی ہے اس کا جواب ابھی نہیں آیا تو اس کو آپ جمعہ تک pending فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، Next

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! نمبر 309۔ kindly اگر شفقت فرمادیں۔ انتہائی اہم ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کو take up کر لیا جائے، out of turn take up کر لیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جی۔

بہاولنگر میں مشکوک اشخاص کا کلرک کو ہراساں کرنے پر ڈی سی او آفس کے عملے کا احتجاج

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: چلیں! بڑی مہربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم جون 2009 کو ای ڈی او (آر) بہاولنگر نے کچھ لوگوں کو کینال ریسٹ ہاؤس بہاولنگر میں بحیثیت ممبران ٹاسک فورس ٹھہرایا۔ مورخہ 2۔جون 2009 کو یہ اشخاص ای ڈی او (آر) کی سرکاری گاڑی میں مع اس کے ڈرائیور دفتری اوقات کار کے بعد کالونی برانچ بہاولنگر کے کلرک کو اس کے گھر سے لے گئے اور انہوں نے کہا کہ ریکارڈ چیک کرنا ہے اس دوران اس ٹیم کے ساتھ مسلح آدمی بھی تھے اس نے اس کلرک کو اتنا ہراساں کیا کہ دوسرے روز یعنی 3۔جون کو ڈی سی او آفس بہاولنگر کے سٹاف نے احتجاج کیا جس پر ڈی سی او بہاولنگر کے نوٹس میں معاملہ آگیا اور اس ٹاسک فورس کی حقیقت بھی سامنے آگئی کہ یہ لوگ کسی ٹاسک فورس کے ممبران نہ ہیں جس پر ایک آدمی جعلی

ٹاسک فورس کا ممبر فرار ہو گیا اور دوسرا ممبر ای ڈی او (آر) بہاولنگر کے دفتر سے گرفتار کرا لیا گیا اس تمام معاملہ میں ای ڈی او (آر) بہاولنگر کا کردار مشکوک ہے۔ اس واقعے کی مکمل انکوائری ہونی چاہئے اگر اس معاملہ میں ملوث ہونا ثابت ہو تو ان کے خلاف تادیبی کارروائی ہونی چاہئے اور اگر وہ اس معاملہ میں براہ راست ملوث نہ بھی ہوں تو بھی یہ واقعہ ثابت کرتا ہے کہ وہ اس اہم انتظامی عہدہ کے اہل نہ ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ آپ سے متعلقہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نہیں۔ اس میں جواب موصول نہیں ہوا اس کو کل تک کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! نمبر 308۔ اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب! شیخ علاؤالدین صاحب نمبر 308 کا جواب مانگ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اگر آپ اس کو take up کریں تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، حضرت صاحب اپنی turn پر آئیں ناں۔ آج کے لئے pending ہے لیکن جب آپ کا نمبر آئے گا وہ جواب دیں گے، آپ تشریف رکھیں۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 303 ہے۔ مجھے out of turn پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: ابھی دس منٹ رہتے ہیں۔ میں نے دوسروں کی بھی بات سُننی ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں دو منٹ میں ہی ختم کر لوں گا۔

جناب سپیکر: تجی three not three۔ یہ فیصل آباد میں three not three ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ allow کر دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترم! اگر آپ کو محسوس نہ ہو تو اس سے پچھلی سیٹ پر چلے جائیں تو بہتر ہو گا اس کا مائیک ٹھیک نہیں ہے۔

فیصل آباد پولیس کی ملی بھگت سے اغوا برائے تاوان کی وارداتوں میں اضافہ سے شہریوں میں خوف وہراس

خواجہ محمد اسلام: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی مؤخر کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع فیصل آباد میں خاص کر فیصل آباد شہر میں اغوا برائے تاوان کی وارداتیں بڑھ گئی ہیں۔ جس کی مثال فیصل آباد کے تھانہ جات جھنگ بازار، ڈی ٹائپ کالونی، مدینہ ٹاؤن، چک جھمرہ، سرگودھا روڈ صدر، بلوچی، پیپلز کالونی اور گلبرگ کی ہے۔ ان تھانہ جات میں پچھلے ایک ماہ کے دوران اغوا برائے تاوان کے مقدمات زیادہ درج ہوئے ہیں۔ ان مقدمات میں ملوث ملزم گرفتار نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی اغوا ہونے والا بازیاب ہوا اگر کسی اغواء ہونے والے کو ملزمان نے چھوڑا تو وہ تاوان کی رقم کی ادائیگی کر کے آیا ہے۔ یہ ملزمان اور پولیس کی ملی بھگت ہے جس کی وجہ سے ان تھانہ جات خاص کر فیصل آباد کے تھانہ جات ہیں۔ اغوا کی وارداتیں روزانہ ہو رہی ہیں۔ عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آپ نے اسے out of turn کی اجازت دی ہے تو اس کی کاپی بھی مجھے موصول ہو گئی ہے، اس کے جواب کے سلسلے میں دو روز کے لئے اسے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: دو روز کے لئے pending کی جاتی ہے۔

خواجہ محمد اسلام: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 304 بھی میری ہے، میں اس کی بھی اجازت چاہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: اب آپ تشریف رکھیں، اسے کسی اور دن میں پیش کریں۔ اب کسی اور کو بھی موقع دیں۔

جناب شیر علی خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش ہونے دیں۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 311 ہے یہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے شعبہ ریاضی کے طلباء طالبات کے مسئلہ کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! پہلے مجھے یہ take up کرنے دیں جن کے جواب آنے ہیں، اس کے بعد اگر ٹائم ہوا تو پھر آپ کو اجازت ملے گی۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب سپیکر! آؤٹ آف ٹرن لے لیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں ہو گا، آپ دو منٹ ٹھہریں۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! آپ مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب سپیکر: شیر خان! ایسے نہیں ہوتا۔ آپ اس وقت آئے ہیں کہ۔۔۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! چودھری سرفراز افضل صاحب ایوان سے واک آؤٹ کر گئے ہیں اگر آپ اجازت دے دیں تو۔۔۔

جناب سپیکر: کون واک آؤٹ کر گئے ہیں اور کس لئے؟

جناب شیر علی خان: مجھے نہیں پتا لیکن آپ کو پتا ہے انہوں نے یہاں۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ کو پتا نہیں تو کس طرح کہہ رہے ہیں؟ آپ تشریف رکھیں اور اگر آپ اپنے طور پر جا کر انہیں لے کر آ سکتے ہیں تو لے آئیں، مجھے کیا اعتراض ہے۔

جناب شیر علی خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ سپیکر صاحب کے رویہ کی وجہ سے واک آؤٹ کر کے گئے تھے اور میں باہر ان سے مل کر آیا ہوں اور وہ احتجاجاً باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ان کو کیا کہہ دیا؟

جناب شیر علی خان: مجھے نہیں پتا کہ کیا بات ہوئی ہے؟ میں تھوڑا لیٹ آیا تھا، مہربانی کر کے ان کو واپس بلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ آپ اور ملک ندیم کامران صاحب چلے جائیں اور انہیں منا کر لے آئیں۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب تشریف فرما ہیں؟ ان کی تحریک التوائے کار نمبر 171 آج تک کے لئے pending کی تھی، رانا صاحب!

(اس مرحلہ پر وزیر خوراک ملک ندیم کامران اور شیر علی خان صاحب
چودھری سرفراز افضل کو منا کر ایوان میں واپس لے آئے)

جناب سپیکر: کون واک آؤٹ کر گئے تھے، آپ تھے؟

چودھری سرفراز افضل: جی۔

جناب سپیکر: واہ واہ، سبحان اللہ، تو مرا ملا بگو، من تیرا حاجی بگو ئم۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 171 کا جواب موصول ہو چکا ہے۔ اگر محترم چیمہ صاحب کہیں تو میں ان کو کاپی فراہم کر دیتا ہوں، اس کا کافی comprehensive جواب ہے اور میرا خیال ہے کہ mover اس جواب سے مطمئن ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ٹھیک ہے، آپ کے لئے بھی بہتر رہے گا اور ایوان کے لئے بھی بہتر رہے گا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):اگر یہ چاہیں گے تو اس کو دوبارہ take up کر لیں گے۔

جناب سپیکر:اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو میں دوبارہ take up کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!کیونکہ لاء منسٹر صاحب نے یقین دہانی کروائی ہے اور اگر میرا یہ مسئلہ لاء منسٹر صاحب اپنے چیمبر میں بیٹھ کر حل لیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

MR SPEAKER: Good, just good, equally good.

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):میں آپ کو inform کر دیتا ہوں اور آپ اس کے مطابق ہی طے کر لیں۔

چودھری عامر سلطان چیمہ:جناب سپیکر!یہ حل نہ ہوا تو میں دوبارہ دے دوں گا۔

جناب سپیکر:جی،دوبارہ آپ دے سکتے ہیں۔یہ تحریک التوائے کار dispose off کی جاتی ہے۔نوید انجم صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 299 کا جواب آنا تھا۔

مغلپورہ اور باغبانپورہ(واساسب ڈویژن)میں واٹر سپلائی اور سیوریج کے مسائل سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور(راناثناءاللہ خان):جناب سپیکر!تحریک التوائے کار نمبر 299 جو میاں محمد نوید انجم صاحب نے move کی تھی اس کا جواب واسا کی طرف سے موصول ہوا ہے،وہ اس طرح سے ہے کہ واسالاہور نے مغل پورہ اور باغبانپورہ سب ڈویژن کو آج سے پچیس سال قبل قائم کیا تھا اور اس وقت آبادی بھی کم تھی،عوامی شکایات،واٹر سپلائی اور سیوریج کے مسائل بڑھنے پر واسا شالیمار ٹاؤن نے ایک نئی سب ڈویژن فتح گڑھ سب ڈویژن کے نام سے تجویز دی ہے جو یوسی 41،یوسی 43، یوسی 45،44،46/2 اور یوسی 40/2 پر مشتمل ہو گی اس تجویز کا جائزہ لیا جا رہا ہے،اس کے قابل عمل ہونے کی صورت میں نئے سال کے واسا بجٹ کی منظوری کے بعد اس تجویز پر عملدرآمد کیا جاسکے گا۔

جناب سپیکر: جی، نوید صاحب!

جناب محمد نوید انجم: ہم یہ سمجھیں کہ یہ نئے سال میں نئی سب ڈویژن بن جائے گی اور ہمارے علاقے کے جو مسائل مثلاً واسا، سیوریج، واٹر سپلائی کے یہ حل ہو جائیں گے؟ یہ پچیس سال پرانی ہے جو آخری وقت سب ڈویژن بنائی گئی تھی اور جس کا انہوں نے admit بھی کیا ہے اور پچیس سالوں میں میرے علاقے کی آبادی دو تین سو گنا تک بڑھ چکی ہے اور ان کی مشینری اور واسا کا عملہ بہت زیادہ کم پڑ چکا ہے۔

جناب سپیکر: جی، باقی باتیں پھر آپ ان سے مل کر حل کر لیں، انہوں نے ساری بات تو آپ کو بتا دی ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جیسے آپ کا حکم ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔ جی، dispose of کر دی جائے، next طاہر اقبال چودھری صاحب ہیں ان کی تحریک التوائے کار نمبر 301 ہے جو آج تک pending تھی۔ اس کے بعد شیخ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور پھر میجر عبدالرحمن رانا صاحب کی ہے، محمد نعیم اختر خان بھابھا صاحب کی ہے۔ جی، طاہر اقبال چودھری صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ نہیں ہیں۔ رانا صاحب اس کو dispose of کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں ہمارے مرحوم ساتھی ڈاکٹر نذیر مٹھو ڈوگر کے قتل کے معاملے کو اس تحریک التوائے کار میں اٹھایا گیا ہے۔ اس کا جواب موصول ہو گیا ہے۔ اگر آپ اسے pending فرما دیں اور جس دن محرک موجود ہوں اس دن اسے take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: کب تک pending کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): کل تک pending کر لیں۔ چودھری طاہر اقبال صاحب آئے ہوئے تھے اور پہلے موجود بھی تھے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 308 ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ وہی تحریک التوائے کار ہے جس پر آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کے کچھ حقائق میرے علم میں بھی لائے جائیں اور میں نے وہ حقائق اکٹھے کر لئے ہیں۔ اس پر لاء منسٹر صاحب بتائیں گے وہ سن لیتے ہیں لیکن میں اس بارے میں آپ کے علم میں بھی کچھ لانا چاہتا ہوں کیونکہ اس کے کئی معاملات ایسے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار آج کے لئے تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے لیکن شیخ صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس جواب کو دیکھ لیتے ہیں۔ اس میں شیخ صاحب کی input آ جائے گی۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا مجھے بھی بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): ٹھیک ہے۔ آپ کے پاس آ جائیں گے۔ آپ اسے pending فرما لیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: بالکل ٹھیک ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: یہ کل کے لئے pending کر لیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! جیسے لاء منسٹر صاحب کہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ہم کل آپ کے پاس بیٹھ جائیں گے لہذا آپ اسے next day کے لئے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار بدھ تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ جی میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے ان کی تحریک التوائے کار dispose of کر دی جائے؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وہ بتا کر گئے ہیں۔ لہذا یہ تحریک التوائے کار pending فرما دی جائے۔

جناب سپیکر: کب تک؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کل تک کر دیں۔

جناب سپیکر: کل تو مشکل ہوگی۔

سید حسن مرتضیٰ: پرسوں کے لئے pending کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس بارے میں 09-7-27 کو C&W ڈیپارٹمنٹ سے میٹنگ طے ہوئی ہے۔لہذا اسے اگلے اجلاس تک pending کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے اجلاس تک pending کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 311 محمد نعیم اختر بھابھا صاحب کی طرف سے ہے۔

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب سپیکر! اس کا جواب تو آ گیا ہے۔ لاء منسٹر صاحب پڑھ بھی دیں لیکن میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: آپ نے پہلے ہی جواب پڑھ لیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو گیا ہے اور میں نے یہ جواب محترم نعیم اختر خان بھابھا صاحب سے share کیا تھا لیکن ان کا موقف بالکل اس کے برعکس ہے اور ان کا یہ کہنا ہے کہ یونیورسٹی حکام نے اس جواب میں بالکل غلط بیانی سے کام لیا ہے۔لہذا آپ اس بارے میں کم از کم دو دن دیں تاکہ یونیورسٹی کے کسی اہم آفیسر کو بلا کر ان کے ساتھ بٹھا کر بات کی جائے چونکہ یہ سٹوڈنٹس کے future کا معاملہ ہے لہذا یہ معاملہ طے کروایا جائے۔

جناب سپیکر: بدھ تک کے لئے pending کر دیں؟

جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا: جناب سپیکر! یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اس لئے آپ اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں ایسے کمیٹی نہیں۔آپ بدھ تک انتظار کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شوکت محمود بسرا، ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس لئے کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم دوست کمیٹی ہی سمجھیں۔ یہ سارے دوست تشریف لے آئیں، میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر یا رجسٹرار کو بلا کر ان کی بات کروا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ join کریں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ تحریک التوائے کار نمبر 310 پولیس سے متعلقہ ہے یہ کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کون سا مسئلہ اہم نہیں ہے؟ یہ ہاؤس اہم ہے اور اس میں ہر مسئلہ اہم ہوتا ہے۔

شیخ علاؤ الدین: جناب سپیکر! میری بات سن لی جائے۔ اسمبلی کی مسجد کے بارے میں آپ نے کہا تھا کہ ---

جناب سپیکر: آپ یہ بات کل کر لینا۔

شیخ علاؤ الدین: جی، ٹھیک ہے۔ کل کر لیں گے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: میری ایک تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: حضرت! آج نہیں ہو سکے گی۔ آپ پرسوں کے لئے رکھ لیں۔ چنیوٹی صاحب کی تحریک التوائے کار پرسوں کے لئے رکھی جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب سپیشل کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع چاہتے ہیں۔

رپورٹ(توسیع)

ڈاکٹر اسد معظم ایم پی اے پی پی۔67 کی رہائش گاہ پر ہونے والے واقعہ کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ڈاکٹر اسد اشرف: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of honourable Dr. Asad Muazzam, MPA PP-67

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of honourable Dr. Asad Muazzam, MPA PP-67

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"The matter relating to an incident which took place on 1st January 2009 at the residence of honourable Dr. Asad Muazzam, MPA PP-67

کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31۔جولائی2009تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

ضمنی بجٹ بابت سال 09-2008 کے مطالبات زر

پر بحث اور رائے شماری

جناب سپیکر: اب ضمنی بجٹ برائے سال 09-2008 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری کا آغاز کرتے ہیں۔ جی، وزیر خزانہ صاحب! مطالبہ زر نمبر 1 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 1

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک ضمنی رقم جو 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 77 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "افیون" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 2 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 24 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 24 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 24 لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مالیہ اراضی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

جناب سپیکر: اگر آپ کو ناگوار نہ گزرے تو میں اپنی ایک بات کر لوں۔ آج کے اجلاس کے فوری بعد میری اور ڈپٹی سپیکر صاحب کی طرف سے تمام معزز اراکین اسمبلی اور ہمارے پریس والے بھائی خواتین و حضرات سبھی اس میں شامل ہیں کے لئے ہم نے دال روٹی کا اہتمام کیا ہے۔ اگر آپ قبول فرمائیں تو ہماری خوش بختی ہو گی۔ شکریہ

معزز ممبران: کہاں ہے؟

جناب سپیکر: ادھر اسمبلی کیفے ٹیریا میں ہی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماحولیات (سردار محمد ایوب خان گادھی): آپ ایک اور دعوت بھی دیں تاکہ اپوزیشن بھی اس میں شامل ہو۔

جناب سپیکر: چلیں، اگلی بات بعد میں کریں گے۔ میں وہ ابھی نہیں کر رہا۔ اب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 3 پیش کریں۔

مطالبہ زر نمبر 3

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 3 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 5 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 5 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

> "ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 5 لاکھ 75 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے

مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 4

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 4 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 79 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے
مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 79 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب
کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے
مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4 کروڑ 79 لاکھ 76 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو
ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے
مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اسٹامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 5 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 53 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 53 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 کروڑ 53 لاکھ روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "جنگلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 6 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک لاکھ 46 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "رجسٹریشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 7 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے

طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 10 لاکھ 9 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "اخراجات برائے قوانین موٹر گاڑیاں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 8 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 44 لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر

اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 44 لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 44 لاکھ 34 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "دیگر ٹیکس و محصولات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 11 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 8۔ارب 83 کروڑ 64 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 8۔ ارب 83 کروڑ 64 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں چونکہ کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 8۔ ارب 83 کروڑ 64 لاکھ 20 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 12 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ)۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 30 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 30 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں چونکہ کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 30 لاکھ 23 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "عجائب خانہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 13 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6۔ارب 61 کروڑ 87 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 6۔ارب 61 کروڑ 87 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں چونکہ کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو6۔ارب 61کروڑ87لاکھ40ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون 2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"تعلیم" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر14

جناب سپیکر: جی،وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر14 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4۔ارب 6کروڑ40لاکھ 98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

ایک ضمنی رقم جو 4۔ارب 6کروڑ40لاکھ 98ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

اس میں چونکہ کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 4۔ ارب 6 کروڑ 40 لاکھ 98 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "خدمات صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! ایک بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے جسے میں point out کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن نے آج walk out کیا ہے انہوں نے کٹوتی کی تحاریک دے رکھی تھیں اور انہیں ہاؤس میں اپنا role ادا کرنا چاہئے تھا۔ وہ آج اپنی کٹوتی کی تحاریک پر پوری طرح بحث کر کے اپنا point of view ہاؤس کو بتانا چاہئے تھا۔ انہوں نے آج اپنا role ادا نہیں کیا میں اس سلسلے میں آپ کو آگاہ کر دوں کہ اس میں ان کی طرف سے کافی ساری کٹوتی کی تحاریک آئی ہیں، زیر غور مطالبہ زر میں بھی ان کی طرف سے کٹوتی کی تحریک آئی ہوئی ہے تو یہ چیز آپ کے نوٹس میں رہے۔

جناب سپیکر: جب وہ نوٹس دیتے ہیں اس کے بعد انہیں پیش ہو کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم اس کو oppose کر رہے ہیں۔ Non has oppose it. Thank you. اب جناب وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 15 پیش کریں گے۔

مطالبہ زر نمبر 15

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ، 14 لاکھ، 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ، 14 لاکھ، 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ، 14 لاکھ، 27 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صحت عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 16 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 93 کروڑ، 92 لاکھ، 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 93 کروڑ، 92 لاکھ، 24 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے

والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو93کروڑ،92لاکھ،24ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر: جی،وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر17 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو3کروڑ،32لاکھ،8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو3کروڑ،32لاکھ،8ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 3 کروڑ، 32 لاکھ، 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ماہی پروری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 18 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 97 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 97 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس مطالبہ زر میں کٹوتی کی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کروڑ 97 لاکھ 40 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم

ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے
ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "امداد باہمی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 19 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ) میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک ضمنی رقم جو 11-ارب 83 کروڑ 74 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو 11-ارب 83 کروڑ 74 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو 11-ارب 83 کروڑ 74 لاکھ 33 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30-جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "صنعتیں" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر20 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو51 کروڑ55 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو51 کروڑ55 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ

"ایک ضمنی رقم جو51 کروڑ55 لاکھ 8 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرق محکمہ جات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر21

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر21 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 31 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 31 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 31 لاکھ 95 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 22 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ

"ایک ضمنی رقم جو 25 کروڑ 80 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم

ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 25کروڑ 80 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 25کروڑ 80 لاکھ 72 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "مواصلات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 23 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 30کروڑ 19لاکھ 75ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو30کروڑ19لاکھ75ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو30کروڑ19لاکھ75ہزارروپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ریلیف" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر24

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر24پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 18کروڑ 39لاکھ 17ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 18کروڑ 39لاکھ 17ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009کو ختم

ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 7۔ارب 18کروڑ 39لاکھ 17ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پنشن" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر: جی،وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر25 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 48لاکھ 95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 48لاکھ 95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوادیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو48لاکھ 95ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کوایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سٹیشنری اینڈ پرنٹنگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر: جی،وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر26 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کھرب17۔ارب39 کروڑ16لاکھ 53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کھرب17۔ارب39 کروڑ16لاکھ 53ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک کھرب 17۔ارب 39 کروڑ 16 لاکھ 53 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "غلے اور چینی کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اس میں کٹوتی کی تحریک آئی ہوئی ہے لیکن mover نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کٹوتی کی تحریک کا مطلب یہ ہے کہ اس کو کوئی oppose کرے۔اگر کوئی oppose ہی نہیں کرتا تو اس کی تحریک بنتی ہی نہیں ہے۔ شکریہ

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 27 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب 7 کروڑ 69 لاکھ 14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 9۔ارب 7 کروڑ 69 لاکھ 14 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے

والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو9۔ارب7کروڑ69لاکھ14ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد"ترقیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر: جی،وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر28 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 91کروڑ 89لاکھ 62ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 91کروڑ 89لاکھ 62ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل"برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 91 کروڑ 89لاکھ 62ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "شاہرات و پل" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 29 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 11۔ارب 26کروڑ 80لاکھ 29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قرضہ جات برائے میونسپلٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 11۔ارب 26کروڑ 80لاکھ 29ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک ضمنی رقم جو 11۔ ارب 26 کروڑ 80 لاکھ 29 ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "قرضہ جات برائے میونسپلٹیز / خود مختار ادارہ جات وغیرہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 30 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسواء دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات
کے طور پر بسلسلہ مد "آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"
(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 31 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "انتظام عمومی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 32 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔ جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ویٹرنری" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 33 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 34

جناب سپیکر: وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 34 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہیں کی گئی۔ اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "متفرقات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 35

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 35 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر مد "میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "میڈیکل سٹور اور کوئلے کی سرکاری تجارت" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 36

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 36 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30- جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعمیرات آبپاشی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 37

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 37 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی

سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات
کے طور پر بسلسلہ مد "زرعی ترقی و تحقیق" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر38

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر38 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات
کے طور پر بسلسلہ مد "شہری ترقی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات
کے طور پر بسلسلہ مد "شہری ترقی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے
اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون2009 کو ختم ہونے والے مالی
سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات
کے طور پر بسلسلہ مد "شہری ترقی" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

مطالبہ زر نمبر 39

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 39 پیش کریں۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس میں کٹوتی کی کوئی تحریک پیش نہ کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"ایک علامتی رقم جو ایک ہزار روپے سے زیادہ نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے اخراجات کے لئے عطا کی جائے جو 30۔جون 2009 کو ختم ہونے والے مالی سال کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "سرکاری عمارات" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور ہوا)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بہت شاباش آپ نے بہت تعاون کیا لیکن افسوس ہے کہ آج ہمارے اپوزیشن والے بھائی نہیں ہیں۔ ان کو ہونا چاہیئے تھا اور ہم ان کو بلانے کی انتہائی کوشش کریں گے انشاء اللہ۔ آپ کو پتا ہے کہ

میری طرف سے، ڈپٹی سپیکر صاحب کی طرف سے آپ کے لئے کھانے کا اہتمام ہے۔ ابھی میں وزیر خزانہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ پیش کریں۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ برائے سال 09-2008
کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR FINANCE (Mr. Tanvir Ashraf Kaira): Thank you Mr. Speaker! Sir, I lay the Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2008-09

MR SPEAKER: The Supplementary Schedule of Authorized Expenditure for the year 2008-09 has been laid.

شیر محمد گورچانی صاحب نے مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لئے کہا تھا۔۔۔ نہیں ہیں۔ جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر: میں آپ کے تعاون کا بے حد شکر گزار ہوں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا بڑا relevant سوال ہے ویسے تو میں ایک تحریک کو oppose کر سکتا تھا لیکن میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ میرے سوال سے کئی لوگوں کا بھلا ہوگا۔ محترم وزیر اعلیٰ

پنجاب، خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے وژن اور ہدایت پر دو کام خصوصی طور پر محکمہ تعلیم میں بہت اچھے ہو رہے ہیں۔ ایک ایجوکیٹرز کی بھرتی میرٹ پر ہو رہی ہے اور دوسرا اچھا کام یہ ہے کہ پانچ سال کی زائد عمر کی رعایت سب کو دے دی ہے۔ یہ بھی نہایت مستحسن ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ آپ کل بھی بات کر سکتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک information ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔

میاں محمد رفیق: وہ یہ ہے کہ فزیکل ایجوکیشن۔۔۔

جناب سپیکر: یہ آپ پندرہ دفعہ دہرا چکے ہیں۔ وزیر تعلیم اس کو نوٹ فرمائیں کہ فزیکل ایجوکیشن والوں کو خصوصی رعایت دی جائے بقول میاں صاحب کے کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کو عمر میں خصوصی رعایت دی جائے۔ آج تک ان کا اس وقت سے لے کر، کب سے لے کر؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! 1995 سے لے کر 2009 تک

جناب سپیکر: ان کی کوئی appointment نہیں ہوئی ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کوئی add نہیں آئی، کوئی appointment نہیں ہوئی اور ان چودہ سالوں میں طلباء گھر بیٹھے بیٹھے overage ہو گئے ہیں۔ باقی تمام categories میں کئی دفعہ بھرتیاں ہو چکی ہیں۔ بہت سارے خاندان متاثر ہو رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی بات انہوں نے سن لی ہے اور کل آپ کی بات کا جواب دے دیں گے۔

وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں کل ان کی بات کا تفصیل سے جواب دے دوں گا۔

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

کرنل (ر) شجاع خانزادہ: جناب سپیکر! ابھی ایک جوائنٹ پریس کانفرنس تھی جس میں یہ اعلان کیا گیا کہ اگلے ہفتے سے جتنے بھی متاثرین ہیں وہ بونیر اور سوات واپس جا سکتے ہیں کیونکہ وہ دونوں جگہیں clear ہو گئی ہیں۔

جناب سپیکر! میں on the floor of the House اپنی طرف سے، اپنے ساتھیوں کی طرف سے پاک فوج کو اور پاک فوج کے ان جوانوں کو جو کہ غازی ہیں، پاک فوج کے ان جوانوں کو

جنھوں نے شہادت حاصل کی ہے میں ان کو سلام پیش کرتا ہوں۔انہوں نے پاکستان کی سالمیت اور پاکستان کی بقا کے لئے یہ جنگ لڑی ہے۔یہ جنگ انہوں نے صرف طالبان کے خلاف نہیں لڑی، یہ جنگ انہوں نے ہندوستان، موساد اور امریکہ کے خلاف لڑی ہے۔مجھے آج اپنی فوج پر فخر ہے اور ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔میری دعا فوج کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں وزیرستان میں بھی کامیاب کرے اور یہ فوج ہمیشہ پاکستان کا نام روشن کرے، شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ہم سب ان کو سلام پیش کرتے ہیں۔جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! صدر پاکستان آصف علی زرداری اور وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی صاحب کو بھی خراج تحسین پیش کیا جائے۔

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کائرہ صاحب!

وزیر خزانہ (جناب تنویر اشرف کائرہ): جناب سپیکر! ابھی جیسے معزز ممبر نے ذکر کیا کہ یہ فوج کی کامیابی تھی۔میں یہ کہوں گا کہ یہ کامیابی پوری قوم کی کامیابی ہے، وزیراعظم پاکستان جن کے ماتحت یہ فوج ہے اور جمہوری قوتوں کے تحت یہ جو آپریشن کیا گیا وہ فوج نے ہی کرنا تھا اس لئے یہ مبارکباد ساری قوم کو جاتی ہے۔بہت شکریہ

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔آج کے اجلاس کی کارروائی مکمل ہو گئی ہے لہذا اب اجلاس کل بروز منگل 30۔جون2009 بوقت صبح10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔کھانا ہم نے اکٹھے کھانا ہے، شکریہ

1169

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،30۔جون2009

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

حصہ اول

Motion Under Rule 87 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997

Sheikh Ala-ud-Din: to move "that the Assembly do now adjourn."

(Copy of Adjournment Motion No 118/09 is at Annexure-I)

حصہ دوم

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مسودہ قانون جو پیش کیا جائے گا)

THE PUNJAB DESTITUTE AND NEGLECTED CHILDREN (AMENDMENT) BILL 2009 (Bill No. 11 of 2009)

Ch Zahir-ud-Din Khan:
Mr Muhammad Yar Hiraj:
Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:
Ch Moonis Elahi:
Mr Tahir Iqbal Chaudhry:
Mr Muhammad Shafiq Khan:
Mr Sher Ali Khan:
Mr Khurram Nawab:
Mr Khalid Javed Asghar Ghural:
Mian Shafi Muhammad:
Dr Samia Amjad:
Mrs Amna Ulfat:
Syeda Majida Zaidi:

to move that leave be granted to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill, 2009.

Mrs Ayesha Javed:
Mrs Samina Khawar Hayat:
Syeda Bushra Nawaz Gardezi:
Mrs Khadija Umar:
Mrs Qamar Aamir Ch:
Ms Amna Jehangir:
Engineer Shahzad Elahi:

1170

Ch Zahir-ud-Din Khan: **Mr Muhammad Yar Hiraj:** **Mr Muhammad Mohsin Khan Leghari:** **Ch Moonis Elahi:** **Mr Tahir Iqbal Chaudhry:** **Mr Muhammad Shafiq Khan:** **Mr Sher Ali Khan:** **Mr Khurram Nawab:** **Mr Khalid Javed Asghar Ghural:** **Mian Shafi Muhammad:** **Dr Samia Amjad:** **Mrs Amna Ulfat:** **Syeda Majida Zaidi:** **Mrs Ayesha Javed:** **Mrs Samina Khawar Hayat:** **Syeda Bushra Nawaz Gardezi:** **Mrs Khadija Umar:** **Mrs Qamar Aamir Ch:** **Ms Amna Jehangir:** **Engineer Shahzad Elahi:**	to introduce the Punjab Destitute and Neglected Children (Amendment) Bill 2009.

حصہ سوم

(مفاد عامہ سے متعلق قرار دادیں)

1. میاں عطاء محمد خان مانیکا: یہ ایوان حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ معذور افراد کی نقل و حرکت کو ممکن بنانے کیلئے پنجاب سول سیکرٹریٹ اور دیگر سرکاری دفاتر میں وہیل چیئرز مہیا کرنے اور وہیل چیئرز چلانے کیلئے ریمپ تعمیر کئے جانے کا اہتمام کیا جائے۔

2. محترمہ زوبیہ رباب ملک: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت، وفاقی حکومت سے پُرزور

سفارش کرے کہ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ختم کرنے کی بجائے اسے جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے کیونکہ کالا باغ ڈیم کی فزیبلٹی اور دیگر اخراجات کی مد میں اربوں روپے کی رقم قومی خزانے سے خرچ ہو چکی ہے۔ ڈیم کی تعمیر کو ایک انتظامی حکمنامہ کے ذریعے سبوتاژ نہ کیا جائے۔

3. جناب شیر علی خان: یہ ایوان، وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ حکومت صارفین کو بجلی کے ماہانہ بلوں میں ٹیرف سبسڈی Tariff Subsidy اور GST کی مد میں غیر اعلانیہ طور پر ختم کی گئی رعایت کو جلد از جلد بحال کرے۔

4. **Syeda Bushra Nawaz Gardezi:** This House resolves that the Government of Punjab Should take immediate steps to upgrade Nishtar Medical College to the Status of Medical University.

1171

5. محترمہ نگہت ناصر شیخ: اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب گورنمنٹ سرونٹس بنیولنٹ فنڈ کی کٹوتی میں سے ملازمین کو دیئے جانے والے سکالر شپ پر طلباء کے حاصل کردہ نمبروں کی موجودہ شرط 60 فیصد کی بجائے 50 فیصد کی جائے کیونکہ یہ ایک معقول شرح ہے اور اس سے زیادہ طلباء مستفید ہو سکیں گے اور اس رعایت سے فائدہ اٹھانے کیلئے طلباء میں شعور اور تعلیمی جذبہ پیدا ہو گا۔

حصہ چہارم

(عام بحث)

1. **Mr Muhammad Yar Hiraj:** The Policy of the Government in the Local Government Department with particular reference to

Building declared dangerous for residential purposes in the city of Lahore and in the Province of the Punjab creating panic among the people, be discussed.

2. محترمہ ثمینہ خاور حیات: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بھر میں ملکی اور ملٹی نیشنل کمپنیاں جو ڈبہ پیک دودھ مارکیٹ میں سپلائی کر رہی ہیں ان کی کوالٹی اور سٹینڈرڈ انتہائی ناقص اور غیر معیاری ہے، اس پر اسمبلی میں عام بحث کی اجازت دی جائے۔

3. **Mrs Qamar Aamir Ch.:** The policy of the Government in the Special Welfare Women Development and Bait-ul-Mal Department with particular reference to training in income generation skills and rendering opportunities of income generation to poor women in both urban and rural areas in the Province of the Punjab, be discussed.

4. محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ صوبہ بھر میں سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں ڈیلی ویجز اور کنٹریکٹ ملازمین میں پائی جانے والی بے یقینی کی صورتحال پر بحث کی جائے۔

1172

5. **Mr Muhammad Mohsin Khan** The policy of the

Leghari:

Government in the Home Department with special reference to performance and evaluation of (کھلی کچہریاں) being held under the supervision of Senior Police Officers as per direction of the Chief Minister of the Punjab, be discussed.

1173

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

منگل،30۔جون2009

(یوم الثلاثۃ،6۔رجب1430ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر26منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَـٰبَنِىٓ إِسۡرَٲٓءِيلَ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتِىَ ٱلَّتِىٓ أَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَأَوۡفُواْ بِعَهۡدِىٓ أُوفِ بِعَهۡدِكُمۡ وَإِيَّـٰىَ فَٱرۡهَبُونِo وَءَامِنُواْ بِمَآ أَنزَلۡتُ مُصَدِّقً۬ا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا تَكُونُوٓاْ أَوَّلَ كَافِرِۭ بِهِۦ‌ۖ وَلَا تَشۡتَرُواْ بِـَٔايَـٰتِى ثَمَنً۬ا قَلِيلاً۬ وَإِيَّـٰىَ فَٱتَّقُونِo وَلَا تَلۡبِسُواْ ٱلۡحَقَّ بِٱلۡبَـٰطِلِ وَتَكۡتُمُواْ ٱلۡحَقَّ وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَo وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٲكِعِينَo

سُوۡرَةُ البقرہ آیات 40 تا 43

"(اے بنی اسرائیل) یاد کرو تم میرے ان احسانات کو جو میں نے تم پر کئے ہیں اور پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا میں تمہارے عہد کو اور صرف مجھ ہی سے ڈروo اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ایسی حالت میں کہ وہ سچ بتلانے والی ہے اس کتاب کو جو تمہارے پاس ہے اور میرے احکام کے مقابلے میں حقیر معاوضہ مت لو اور خاص مجھ ہی سے پوری طرح ڈروo اور نہ ملاؤ تم سچ کو جھوٹ کے ساتھ اور نہ چھپاؤ تم حق کو اس حال میں کہ تم جانتے ہو o نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ o

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ کی سعادت نعت خواں سرور حسین نقشبندی نے حاصل کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

یا نبی سب کرم ہے تمہارا یہ وارے نیارے ہوئے ہیں
اب کمی کا تصور بھی کیسا جب سے منگتے تمہارے ہوئے ہیں
دور ہونے کو ہے اب یہ دوری،ان کی چوکھٹ پہ ہو گی حضوری
خواب میں مجھ کو آقا کے در سے حاضری کے اشارے ہوئے ہیں
دیکھ کر ان کے روضے کے جلوے مجھ کو محسوس یوں ہو رہا ہے
جیسے منظر یہ سارے کے سارے آسماں سے اتارے ہوئے ہیں
ان کے دربار سے جب بھی میں نے پنجتن کے وسیلے سے مانگا
تو مجھ کو خیرات فوراً ملی ہے خوب میرے گزارے ہوئے ہیں

سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے متعلقہ سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ 25 تاریخ کو میں نے ایک request قرارداد کے حوالے سے جمع کرائی تھی لیکن وہ نامعلوم وجوہ کی بناء پر اس ہاؤس میں پیش نہیں ہو سکی۔ میں نے استدعا کی تھی کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کے دوران کیونکہ جو تین دن ہیں ایک دن مقرر کیا جائے ہم بطور ممبر اور بطور ایم پی اے خود احتسابی کے عمل سے گزر سکیں اور اس کے ساتھ ہی میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ہم پنجاب کے جتنے بھی محکمہ جات پر تنقید اور بحث کرتے ہیں لیکن آج تک ہم نے کبھی اپنے آپ کو کھنگالا اور نہ ٹٹولا اور جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کل کے واقعہ پر اگر ہم 25 تاریخ کو بحث کر لیتے تو شاید یہ پیش نہ آتا۔اگر آپ حساب کتاب پر نظر ڈالیں تو پچھلے سال اس اسمبلی میں 33 کروڑ روپیہ خرچ آیا جس کی بنیاد پر 70 دن پنجاب اسمبلی کا سیشن ہوا اور ایک دن ہمیں 48 لاکھ میں پڑا۔اگر calendar year پر جائیں تو ایک دن ہمیں ساڑھے نو لاکھ کا پڑتا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پیسے کو خرچ کر کے ہم عوام کو واپس دے کیا رہے ہیں جبکہ ہمارے Rules of Procedure اور Rules of Business---

جناب سپیکر: میجر صاحب! میری بات سنیں، آپ کو بہت ٹائم ملے گا۔بحث کے لئے ہم نے دن مقرر کیا ہوا ہے، مہربانی فرمائیں اور اس دن جو آپ اپنی بات کرنا چاہیں، ضرور کیجئے گا۔اب وقفہ سوالات ہے اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میری محترم میجر (ر) عبدالرحمن رانا صاحب سے یہ گزارش ہے کہ کون کس کو کتنے میں پڑتا ہے یہ باتیں اگر کرنی ہیں تو ایک دن مخصوص کر لیں۔ ہم سب کچھ بتائیں گے کہ ریٹائرڈ فوجی کتنے میں پڑتا ہے۔ حاضر فوجی کتنے میں اس قوم کو پڑتا ہے۔ سیاست دان کتنے میں پڑتے ہیں اور ہاؤس کتنے میں پڑتا ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات out of contest ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر بحث کافی ہو چکی۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): آپ ایک ایک دن اور ایک ایک لمحے کا حساب لگائیں اور اس حساب سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ملک میں یہ معزز ایوان uninterrupted چلتے رہتے تو آج یہ ملک اور قوم کہاں سے کہاں پہنچ چکے ہوتے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا حساب انتہائی نامناسب بات ہے۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جس بات کی مجھے rules and regulations اجازت دیتے ہیں اس حد تک میں آپ کو بھی accommodate کرتا ہوں، آپ کی مہربانی، ایسے معاملات کو چھیڑنا مناسب نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! rules and regulations کے مطابق یہ تحریک التوائے کار qualify کرتی ہے اور دوسری میری محترم وزیر سے درخواست ہے کہ مجھے بہت خوشی ہو گی کہ اگر یہ فوجیوں کے متعلق بھی ذکر کریں۔ وہ بھی ان کے ہیں اور ہم بھی ان کے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: بس، آپ تشریف رکھیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! پھر پرائیویٹ ممبرز ڈے کب ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمن رانا: جناب سپیکر! پھر مجھے آپ بولنے دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب آپ نہیں بول سکتے اور جب ٹائم آئے گا تو اپنی باری پر بولنا اور اپنی بات کر لینا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلہ کے متعلق آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ کافی عرصہ سے تعطل کا شکار ہے۔ آج سنا ہے کہ اسی سلسلے میں میٹنگ بھی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہ روڈ قتل گاہ بنی ہوئی ہے اور ہر روز وہاں پر اموات ہوتی ہیں، لوگ مر رہے ہیں۔ اس پر بڑی کمیٹیاں بھی بن چکی ہیں اور اس پر مشاورتیں بھی ہو رہی ہیں، میری مختصر گزارش یہ ہے کہ ہر روز وہاں کوئی نہ کوئی حادثہ ہوتا ہے۔ ہمیں یہ یقین دلایا جائے کہ یہ روڈ کمیٹیوں کے چکر سے کب نکلے گا اور اس کی تعمیر کب شروع ہو گی؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ مہربانی کریں یا تو اس پر آپ کوئی سوال دیں جس کا آپ کو کوئی جواب دے سکے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! میں اس پر بڑے سوال دے چکا ہوں اور تحریک التوائے کار بھی دے چکا ہوں لیکن کچھ نہیں ہو رہا۔ علاقے کے لوگ ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، میاں نصیر احمد صاحب سوال نمبر بولئے گا۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 329 ہے۔

جناب سپیکر: اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

صوبہ پنجاب میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے فارمز کی تعداد و تفصیل

*329: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کتنے فارم موجود ہیں، ان کے نام اور مقامات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر مذکورہ فارموں میں ریسرچ ورک بھی کیا جارہا ہے، تو اسکی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا حکومت پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے پرائیویٹ لوگوں کو سہولیات بھی دیتی ہے اگر ہاں تو سہولیات کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے زیر انتظام مختلف ڈائریکٹوریٹس کے تحت کل 22 فارم دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل مع نام اور مقام درج ذیل ہے:-

نمبر شمار	نام فارم	مقام
1-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خضر آباد	ضلع سرگودھا
2-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں خوشاب	ضلع خوشاب
3-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ غلاماں	ضلع بھکر
4-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں فاضل پور	ضلع راجن پور
5-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شیر گڑھ	ضلع اوکاڑہ
6-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں در کھانہ	ضلع جھنگ
7-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شاہ جیونہ	ضلع جھنگ
8-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں کوٹ امیر شاہ	ضلع جھنگ
9-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم کلور کوٹ	ضلع بھکر
10-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم رکھ ماہنی	ضلع بھکر
11-	گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم جوگیت پیر	ضلع بہاولپور
12-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل	ضلع لاہور
13-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر	ضلع اوکاڑہ
14-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں بھونیکی (پتوکی)	ضلع قصور
15-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں ہارون آباد	ضلع بہاولنگر
16-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں چک کٹورہ (حاصل پور)	ضلع بہاولپور
17-	بارانی لائیو سٹاک پروڈکشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ کھیری مورت تحصیل فتح جنگ	ضلع اٹک
18-	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں اللہ داد	ضلع خانیوال
19-	گورنمنٹ انگورہ گوٹ فارم خیرے والا	ضلع لیہ
20-	گورنمنٹ فائن وول شیپ فارم 205 ٹی ڈی اے	ضلع بھکر
21-	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیر آباد	ضلع خانیوال

22- گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں قادر آباد ضلع ساہیوال

(ب) ان فارموں پر جانوروں کی بہتر نگہداشت، بریڈز کی بہتری اور پیداواری صلاحیت سے متعلق تجربات کئے جاتے ہیں۔اس طرح حاصل کردہ نتائج محکمہ کے توسیع اور پبلسٹی سٹاف کے ذریعے عوام تک پہنچائے جاتے ہیں اور انہیں ادارہ جات کی سالانہ رپورٹ میں بھی شائع کیا جاتا ہے۔

(ج) جی ہاں۔

1۔ حکومت پرائیویٹ فارموں کے قیام کے لئے پرائیویٹ لوگوں کو تکنیکی سہولیات مہیا کرتی ہے۔

2۔ پرائیویٹ فارموں کو نفع نقصان کے بغیر انمول ونڈا دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے مہیا کیا جارہا ہے۔

3۔ فارمر زڈے کا انتظام کر کے ادارہ جات کے ماہرین پرائیویٹ فارمرز کو دودھ گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے تربیت دیتے ہیں۔

4۔ نسل کشی کے لئے پرائیویٹ بریڈرز کو نر چھترے، بکرے اور سانڈ بیل مہیا کئے جاتے ہیں۔

5۔ پرائیویٹ بھیڑ بکریوں کو رجسٹرڈ کر کے متعدی بیماریوں سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ٹیکہ جات اور اندرونی اور بیرونی کرموں سے پاک رکھنے کے لئے ان کو ادویات پلائی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ آج کل جو پاکستان کے معاشی حالات ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے تو پاکستان کے پاس ایک واحد صنعت لائیو سٹاک ہی بچتی ہے جس پر کام کرتے ہوئے ہم پاکستان کی معاشی صورتحال اور یہاں کے رہنے والے لوگوں کے لئے کچھ بہتری لا سکتے ہیں۔ جز (الف) کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 22 فارمز ہیں جن میں پچھلے کئی سالوں سے research work ہو رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دودھ اور گوشت کے لئے کونسی نئی نسل متعارف کروائی گئی ہے، گوشت کے لئے کونسے جانوروں کی نسل ہے اور دودھ کے لئے کونسی نئی نسل متعارف کروائی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! دودھ کے لئے بہادر نگر میں ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے اور ساہیوال breed کے لئے کافی سارا کام کیا گیا ہے۔ساہیوال نسل کے لئے خانیوال اور جھنگ میں بھی ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنائے گئے ہیں اور ان میں 8 ہزار گائیں رجسٹرڈ کی گئی ہیں۔اسی طرح پتوکی کے پاس Buffalo Research Institute ہے جہاں راوی اور نیلی بھینس پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ہم نے دودھ میں 20 فیصد اضافہ کیا ہے اور گوشت میں بھی 20 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جنہوں نے سوال دیا ہے پہلے ان کو بات کر لینے دیں۔مہربانی۔جی، میاں نصیر صاحب!

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں سمجھ نہیں سکا۔میں دودھ اور گوشت کے حوالے سے نسل کے الگ الگ specific نام پوچھنا چاہ رہا تھا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں بتادوں یا آپ خود بتائیں گے؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے گزارش کی ہے کہ پاکستان میں چولستان نسل کی گائے اور ایک ساہیوال نسل کی ہے اور ساہیوال breed بہت اہم نسل ہے وہ گرمی اور سردی برداشت کرتی ہے اس میں دودھ کی بھی accuracy زیادہ ہے۔خصوصی طور پر اس پر کام کیا گیا ہے۔اس کے لئے بہادر نگر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام ہو رہا ہے اور جو جھنگ میں انسٹیٹیوٹ بنایا ہے اس میں بھی اس پر کام کیا جا رہا ہے۔(شور وغل)

جناب سپیکر: معزز اراکین! ہاؤس کے تقدس کو بحال رکھنا آپ کی اور میری ذمہ داری ہے۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): ان کے بچھڑوں کی نسل کشی کے لئے کافی سارے انتظامات کئے گئے ہیں اور رجسٹرڈ کئے جا رہے ہیں ابھی آٹھ سو جانور رجسٹرڈ ہو چکے ہیں جس سے بہت مفید نتائج برآمد ہوئے ہیں۔اسی طرح نیلی نسل کی بھینس کے لئے ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنایا گیا ہے اور اس پر خاصا کام کیا گیا ہے۔میں نے خود بھی visit کیا ہے، وہ بہت اچھا

فارم ہے، وہاں بھینسوں پر ریسرچ کی جارہی ہے۔میں نے تین چار سنٹر visit بھی کئے ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ابھی محکمے نے اس پر ترجیحات مقرر کی ہیں۔

جناب سپیکر: معزز ممبر گوشت بڑھانے کے لئے بھی پوچھ رہے ہیں۔

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): گوشت بڑھانے کے سلسلے میں عرض ہے کہ مٹن کے لئے خیرے والا میں goat farm ہے۔

جناب سپیکر: کدھر؟

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): مٹن کے لئے خیرے والا goat farm ہے اور beef کے لئے پہلے پاکستان میں کوئی سنٹر نہیں تھا لیکن اب بہادر نگر اوکاڑہ کے سنٹر پر beef پر ریسرچ ہو رہی ہے۔اس میں دوغلی نسل تیار کی جارہی ہے۔ایک پاکستان کا breed ہے اور ایک باہر سے import کر رہے ہیں تاکہ گوشت پیدا کر سکیں اور ابھی اس پر کام ہو رہا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پہلے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ذرا اپنے ساتھی کو سمجھائیے گا، یہ پارلیمانی روایات کے خلاف ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں سمجھاتا ہوں۔یہ اب نہیں بولیں گے۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! ابھی منسٹر صاحب نے ساہیوال نسل کے علاوہ ایک اور کا بتایا ہے۔دراصل میں یہ سوال اس لئے کرنا چاہ رہا تھا کہ ان کے پاس جو breeding چل رہی ہے یا جو semens ان کے پاس پڑے ہیں جس کی نسل آگے بڑھاتے ہیں وہ کوئی پچیس سے تیس سال پرانے ہیں اور جو latest information آئی ہے اس میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہیں آئی۔آسٹریلیا کی حکومت نے پچھلے سال بھی یہ offer کی تھی کہ پاکستان کے حالات کے مطابق ان کے پاس گوشت کے لئے ایک خاص نسل ہے جس کی یہاں بڑی اچھی پرورش ہو سکتی ہے اور ہم جتنا red meat حاصل کر رہے ہیں اس سے دگنی پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔لہذا میرے سوال کرنے کا مقصد یہی تھا کہ ہمارے ہاں جو پچیس تیس سال پرانے

semens چل رہے ہیں کیاان سے ہٹ کر اس research work میں کوئی نئی چیز، کوئی نئے جانور کی نسل متعارف کروائی گئی ہے یا نہیں ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! گوشت کے لئے Sharlo and Hereford نسل پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ہمارے ہاں پاکستانی breed دیسی نسل چل رہی ہے۔اس میں دودھ کم تھا لیکن گوشت ٹھیک تھا اب اس پر ریسرچ کر کے گوشت پر بھی کام ہو رہا ہے۔اس کے بہتر رزلٹ بھی آرہے ہیں۔اس سال بجٹ میں جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان کی تفصیل بھی میرے پاس ہے۔

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ جیسے آسٹریلیا والوں نے کیا ہے اس طرح آپ کے ہاں بھی کچھ پیشرفت ہوئی ہے ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ اس طرز پر ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنائے گئے ہیں ان میں کام ہو رہا ہے۔وہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ خانیوال، قادر آباد اور بہادر نگر اوکاڑہ میں ہیں بلکہ بہادر نگر اوکاڑہ بہت بڑا ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے وہاں اس طرز پر breed پر کام ہو رہا ہے نسل کشی کے لئے semens پر کام ہو رہا ہے اور animal health پر بھی کام ہو رہا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں آخری ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ پرائیویٹ فارموں کو نفع ونقصان کے بغیر انمول ونڈا، دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے دیا جاتا ہے۔ جس طرح باقی انڈسٹری میں کئی مدات میں اربوں روپے کی سبسڈی دی جاتی ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2008 میں اس انڈسٹری میں پرائیویٹ فارموں کو نفع ونقصان کے بغیر کتنی مالیت کا ونڈا دیا گیا ہے ؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! پرائیویٹ فارموں کے لئے ونڈا نہیں دیا جا رہا۔ہم نے اس سال 50 کروڑ روپے کی لاگت سے یہ پراجیکٹ

introduce کیا ہے۔اس میں چھوٹے فارمر جن کے پاس ایک سے چار جانور ہوں گے ان کو یہ مفت ونڈا دیا جائے گا۔باقی کسی کو مفت ونڈا دینا زیر غور نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، مستی خیل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ میرے حلقہ میں رکھ غلاماں اور کلور کوٹ دو ڈیری فارم ہیں اور ضلع بھکر میں چار ڈیری فارم ہیں۔میری گزارش ہے کہ رکھ غلاماں ڈیری فارم کا بہت بڑا milk plant تھا لیکن وہ عرصہ دراز سے بند ہو گیا ہے۔لہذا اسے چالو کرنے کے لئے آپ کے پاس کیا تجاویز ہیں؟

جناب سپیکر: چاہئے تو یہ تھا کہ آپ اس سوال سے متعلق ضمنی سوال پوچھتے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! گوشت اور دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے ان کے بائیس فارم ہیں۔فیصل آباد ایک بڑا اہم زرعی ضلع ہے لیکن وہاں پر اس قسم کا کوئی تجرباتی یا تحقیقاتی فارم نہیں بنایا۔اس کی کوئی خاص وجہ ہے کہ فیصل آباد کو ignore کر دیا گیا ہے؟ کیا یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ فیصل آباد میں بھی اس قسم کے فارم بنائے جائیں؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): واقعی فیصل آباد میں کوئی ریسرچ فارم نہیں ہے لیکن وہاں بہت سے شعبوں میں کام ہو رہا ہے، وہاں زرعی ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے، وہاں زرعی یونیورسٹی ہے، وہاں لائیو سٹاک پر ریسرچ کا خاصا کام ہو رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس بارے میں آخری ضمنی سوال ہو گا۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ پرائیویٹ فارموں کو نفع ونقصان کے بغیر انمول ونڈا وغیرہ دیا جاتا ہے۔یہ کہتے ہیں کہ یہ no profit no loss پر کرتے ہیں تو جب no

profit no loss declare ہوتا ہے تو کیا اس کا آڈٹ ہوتا ہے، کیا یہ کوئی منافع دکھا رہے ہیں؟ یہ no profit no loss پر تو صرف ان کو دے رہے ہیں جو کہ آگے privatize کر کے profit پر فروخت کر رہے ہیں۔ کیا ان کو کوئی profit ہو رہا ہے یا ان کا کوئی سالانہ آڈٹ ہے؟ اور اگر ہے تو آڈٹ کون کر رہا ہے؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جتنے بھی سرکاری اخراجات ہوتے ہیں تمام کا آڈٹ ہوتا ہے۔ ان کے آڈٹ پیرا بنتے ہیں اور کوئی رقم بھی بغیر آڈٹ کے نہیں ہے۔ جہاں تک ونڈا جات کا کہا گیا ہے تو میں نے یہی عرض کیا ہے کہ ہماری ونڈے کی ملیں no profit no loss کی بنیاد پر دے رہی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوالات ہو چکے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ان کو یہ بتانا چاہئے کہ کیا کوئی منافع ہو رہا ہے، اگر منافع ہو رہا ہے تو کتنا ہو رہا ہے کیونکہ حکومت نے تو اس پر invest کیا ہوا ہے لہذا وزیر موصوف بتائیں کہ منافع کتنا ہو رہا ہے؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میرے پاس تمام فارمز کے اعداد و شمار موجود ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ نفع و نقصان کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ وہاں ریسرچ ہوتی ہے، وہاں اخراجات ہوتے ہیں، وہاں breed تیار کیا جاتا ہے in submission کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: Experiments ہوتے ہیں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): یہ کمرشل نہیں بلکہ تجرباتی فارمز ہیں۔

شیخ علاؤالدین: Experiment کا گوشت کون کھاتا ہے، عوام کو تو ملتا نہیں، وہ کدھر جاتا ہے اور کبھی آپ کو experiment کا گوشت ملا ہے؟ پیسوں سے ہی ملتا ہے ناں ہمیں تو نہیں ملتا تو پھر یہ گوشت کون

کھا رہا ہے؟ یہاں سے کبھی عوام کو ایک لٹر دودھ بھی ملا ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ سب کچھ no profit no loss پر ہے۔ تو وہ کون کھا رہا ہے؟

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کا ایک system ہے۔ دودھ، گوشت وغیرہ کی auction ہوتی ہے، old جانوروں کی culling ہوتی ہے، young جانوروں کو فروخت نہیں کیا جاتا۔

جناب جوئیل عامر سہوترا: جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ "اگر مذکورہ فارموں میں research work بھی کیا جا رہا ہے تو اس کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟" اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "انہیں ادارہ جات کی سالانہ رپورٹ میں بھی شائع کیا جاتا ہے" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب سوال میں یہ کہا گیا ہے کہ اس research work کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے تو اس معزز ایوان میں اس رپورٹ کو پیش کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرے پاس ساری تفصیل موجود ہے، میں معزز رکن کو فراہم کر دوں گا۔ میرے پاس farmwise details موجود ہیں میں معزز رکن کو فراہم کر دوں گا۔ اس کے فنڈز 34 کروڑ روپے ہیں جن میں سے 24 کروڑ تنخواہیں اور 10 کروڑ روپے contingency کے اخراجات ہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال جز (ب) کے حوالے سے ہے۔ انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ "نسل کشی کے لئے private breeders کو نر بچھڑے، بکرے، سانڈ اور بیل مہیا کئے جاتے ہیں" تو اس کا کیا طریق کار ہے، کیا یہ ان کو رعایتاً دیتے ہیں یا فروخت کرتے ہیں؟ دوسرا میری ایک تجویز ہے کہ انمول ونڈا یا یہ جو نر مہیا کرتے ہیں اس کو اگر یہ advertise کر دیا کریں اور متعلقہ زمیندار خود جا کر وہاں سے لیں تو وہ زیادہ بہتر طریقہ ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو آپ کی تجویز ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بھی ہے کہ یہ نر چھترے، بکرے، بیل اور سانڈ کس طرح مہیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: آپ اپنا سوال دہرا دیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب سپیکر! private breeders کو نر چھترے، بکرے، بیل اور سانڈ مہیا کئے جاتے ہیں، آیا یہ زمینداروں کو فروخت کرتے ہیں یا رعایتاً دیتے ہیں؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اس کی تول کر قیمت وصول کی جاتی ہے۔ اس کی A,B and C تین categories ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہایت اہم ضمنی سوال ہے، زندگی اور موت کا سوال ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں یا کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، اب ہم اگلے سوال پر جا چکے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں اگلا سوال بول چکا ہوں۔ جی، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ آج نہیں ہیں؟ ان کے اس سوال کو اگلے اجلاس تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! سوال نمبر 847۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ طلعت یعقوب: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ کے چند اضلاع کو لائیو سٹاک کے سلسلہ میں ماڈل بنانے کا مسئلہ و دیگر تفصیلات

*847: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ کے چند اضلاع کو لائیو سٹاک کے سلسلہ میں ماڈل بنانے کا پروگرام بنایا ہے، تو ان اضلاع کے نام کیا ہیں اور چناؤ کس طریق کار کے تحت کیا گیا؟

(ب) کیا حکومت صوبہ کے دیگر اضلاع کو بھی لائیو سٹاک کی جدید سہولیات مہیا کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو اس بارے میں اٹھائے گئے اقدامات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ مالی سال 2003-04 میں ایک ترقیاتی منصوبہ مالیتی 459.021 ملین سپورٹس سروسز لائیو سٹاک فارمرز، پائلٹ پراجیکٹ (ماڈل ڈسٹرکٹس) دریں اضلاع ساہیوال، اوکاڑہ، جھنگ اور مظفر گڑھ کا قیام عمل میں آیا جس میں اضلاع کا چناؤ لائیو سٹاک پاپولیشن کی بنیاد پر کیا گیا۔ یہ منصوبہ مالی سال 2003-04 تا 2006-07 جاری رہا جس کے تحت ان اضلاع میں مندرجہ ذیل سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جا چکی ہیں نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا گیا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت دی جا سکے۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	اوکاڑہ	82	3
2	ساہیوال	49	2
3	جھنگ	50	4
4	مظفر گڑھ	71	4
	میزان	252	13

(ب) مندرجہ بالا ترقیاتی منصوبہ کی روشنی میں مالی سال 2005-06 تا 2008-09 میں ایک دوسرا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز، فیز II، اندریں اضلاع گوجرانوالہ،

گجرات، چکوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، اور بہاولنگر" مالیتی 677.662 ملین روپے کا اجرا کیا گیا تھا جس کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں تھے ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا گیا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت دی جا سکے۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	گوجرانوالہ	54	4
2	گجرات	67	3
3	چکوال	27	4
4	ڈیرہ غازی خان	29	4
5	بہاولپور	40	5
6	بہاول نگر	55	5
	میزان	272	25

مندرجہ بالا منصوبہ جات کی مویشی پال حضرات میں مقبولیت کے باعث مالی سال 07-2006 تا 10-2009 میں ایک تیسرا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز، فیز-III، اندریں اضلاع قصور، پاکپتن، شیخوپورہ، حافظ آباد، سرگودھا، لیہ، راولپنڈی اور ننکانہ صاحب" مالیتی 986.016 ملین روپے کا اجرا کیا گیا، جس کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں تھے ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں۔نیز ان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا جا رہا ہے تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جا کر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت مہیا ہو سکے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	قصور	69	4
2	پاکپتن	31	2
3	شیخوپورہ	44	3
4	حافظ آباد	24	2
5	سرگودھا	83	6

6	لیہ	33	3
7	راولپنڈی	33	7
8	ننکانہ صاحب	38	4
	میزان	355	31

مالی سال09-2008تا11-2010 میں ایک چوتھا منصوبہ "سپورٹس سروسز برائے لائیو سٹاک فارمرز،Phase-IV اندریں اضلاع فیصل آباد، ملتان، رحیم یار خان اور راجن پور" مالیتی 592.346 ملین روپے کا بنایا گیا ہے جو کہ محکمہ ہذا برائے منظوری محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کو بھجوا چکا ہے جس کی منظوری کا انتظار ہے،اس منصوبے کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں بنانے کی تجویز ہے، نیزان اضلاع کے ہر تحصیل ہیڈکوارٹر پر ایک عدد موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا اجرا کیا جائے گا تاکہ مویشی پال حضرات کو موقع پر جاکر کسی ناگہانی بیماری کی صورت میں علاج معالجہ کی سہولت مہیا ہو سکے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ڈسپنسری	تعداد موبائل ڈسپنسری
1	فیصل آباد	98	5
2	ملتان	41	3
3	رحیم یار خان	45	4
4	راجن پور	32	6
	میزان	216	18

محکمہ کی تجویز ہے کہ اسی طرح پنجاب کے باقی ماندہ 13 اضلاع میں مرحلہ وار منصوبے کے تحت جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں، ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جائیں اور تحصیل کی سطح پر موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا قیام عمل میں لایا جائے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ طلعت یعقوب: جناب سپیکر! میرے سوال نمبر 847 کے جز(ب) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "پنجاب کے باقی ماندہ 13 اضلاع میں مرحلہ وار منصوبے کے تحت جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ

حیوانات نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کی جائیں گی اور تحصیل کی سطح پر موبائل ویٹرنری ڈسپنسری کا قیام عمل میں لایا جائے گا"اس بارے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک ان اضلاع کی یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات قائم کر دیئے جائیں گے؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! سپورٹس سروسز برائے لائیوسٹاک فارمرز پروگرام کے تین phases بنائے گئے تھے۔phase-I مکمل ہو چکا ہے، phase-II بھی under completion ہے اور phase-III پر کام ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے اضلاع کی تفصیل جواب میں دی گئی ہے۔phase-IV ابھی زیر غور ہے۔اسے ہم نے منظوری کے لئے P&D کو بھجوایا ہے۔اس منصوبے کے تحت ان اضلاع کی جن یونین کونسلوں میں شفاخانہ حیوانات نہیں ہیں ان یونین کونسلوں میں سول ویٹرنری ڈسپنسریاں قائم ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: یہ کب تک قائم ہو جائیں گی؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب سپیکر! ہم نے یہ منصوبہ P&D کو بھجوایا ہوا ہے جیسے ہی منظوری ہو جائے گی اس پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں نصیر احمد صاحب کا ہے۔

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر 865۔

جناب سپیکر: کیا اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

میاں نصیر احمد: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے

فور ٹائر سروس سٹرکچر کے تحت ڈاکٹروں کی سنیارٹی لسٹ بنانے کا مسئلہ

*865: میاں نصیر احمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک میں ڈاکٹرز کی سنیارٹی لسٹ علیٰحدہ علیٰحدہ نظامت میں تیار کی جاتی ہے کیا یہ سنیارٹی لسٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بننے والی لسٹ کے مطابق ہوتی ہے، اگر ہاں تو ونگز کے نام اور ان میں تعینات ڈاکٹروں کے نام اور ان کی تاریخ تعیناتی کے مطابق سنیارٹی لسٹ فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ میں ڈاکٹرز کے لئے 4 tire service structure شروع کیا گیا اگر ہاں تو مذکورہ structure کے تحت کس ratio سے سکیل دیئے جاتے ہیں، مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 4 tire service structure لاگو ہونے کے بعد سنیارٹی لسٹ کو مدنظر نہیں رکھا گیا اور اپنے من پسند ڈاکٹروں کو نوازا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 4 tire service structure مختلف ونگز میں علیٰحدہ علیٰحدہ لاگو کیا گیا ہے، اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک میں بھی صوبہ پنجاب کے دوسرے محکموں کی طرح 4 tire service structure لاگو ہونا چاہئے تھا اور صوبائی سطح پر اکٹھی سنیارٹی لسٹ مرتب کی جانی چاہئے تھی لیکن یہاں پر صوبائی سطح پر سنیارٹی لسٹ تیار نہیں کی گئی اور ریسرچ ونگ میں تعینات ڈاکٹروں سے امتیازی سلوک روا رکھا گیا ہے، ان کی تعداد کم ہے، اگر اس سوال کا جواب ہاں میں ہے تو ایسا کیوں کیا گیا ہے، مکمل وضاحت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(و) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حقداروں کو ان کا حق دلوانے کے لئے محکمہ کوئی اقدامات اٹھا رہا ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک میں ڈاکٹروں کی سنیارٹی لسٹ علیٰحدہ علیٰحدہ نظامت میں تیار کی جاتی ہے، یہ سنیارٹی لسٹ پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بننے والی لسٹ کے مطابق ہوتی ہے۔ مہتمم اعلیٰ پنجاب کے ماتحت ڈائریکٹوریٹ میں تعینات ڈاکٹروں کے نام اور ان کی تاریخ تعیناتی کے مطابق سنیارٹی لسٹیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے محکمہ میں سروس سٹرکچر ڈاکٹروں کے لئے منظور کیا ہے جس میں مختلف سکیلوں کا تناسب مندرجہ ذیل ہے:۔

سکیل نمبر 20	1 فیصد
سکیل نمبر 19	15 فیصد
سکیل نمبر 18	34 فیصد
سکیل نمبر 17	50 فیصد

(ج) سروس سٹرکچر ابھی منظور ہوا ہے، لاگو نہیں کیا گیا۔ مندرجہ بالا تناسب کے تحت سنیارٹی لسٹ کو مدنظر رکھ کر ہی اسے لاگو کیا جائے گا۔

(د) یہ درست ہے کہ سروس سٹرکچر مختلف نظامت میں علیٰحدہ علیٰحدہ منظور شدہ فیصد کے تناسب سے لاگو کیا جائے گا۔ چونکہ تمام نظامت کی کارکردگی کی تفصیل علیٰحدہ ہے۔ اسی لحاظ سے تعلیمی قابلیت مختلف ہے۔ تقرری اور ترقی کے طریق کار بھی مختلف ہیں علاوہ ازیں مختلف نظامتوں میں باہمی تبادلہ نہیں کیا جا سکتا۔

(ہ) سروس سٹرکچر منظور ہونے سے پہلے ہی سنیارٹی لسٹیں مختلف نظامتوں کی علیٰحدہ علیٰحدہ ہیں جیسا کہ سوال (د) کے جواب میں واضح کیا گیا ہے کہ ان عہدوں پر باہمی تبادلے نہیں ہو سکتے لہذا پہلے سے موجود سنیارٹی لسٹ کے مطابق ہی یہ سٹرکچر لاگو کیا جائے گا۔ اس میں کسی نظامت میں تعینات ڈاکٹروں سے کوئی امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جائے گا۔

(و) کسی حقدار کو اس کے حق سے محروم نہیں رکھا گیا۔ اصولی طور پر جو تناسب سروس سٹرکچر میں منظور ہوا ہے اسی تناسب سے اسے لاگو کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں نصیر احمد: جناب سپیکر! میں اس سوال کے بارے میں منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ میرے اس سوال کی وجہ سے ان کے محکمہ میں service structure کی جو خرابی تھی وہ انھوں نے دور فرمائی ہے۔ اس کا جواب ہاؤس میں آنے سے پہلے پہلے مسئلہ حل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا صاحبہ کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر!میں میاں نصیر صاحب کے سوال پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سن لیا کریں۔اب جبکہ میں اگلے سوال پر جا چکا ہوں تو آپ ضمنی سوال کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: شکریہ۔جناب سپیکر! یہ 17۔اگست 2008 کا جواب ہے۔اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "service structure ابھی منظور ہوا ہے، لاگو نہیں کیا گیا۔" میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 10 ماہ ہو گئے ہیں کیا اب service structure لاگو کر دیا گیا ہے؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!اس کے rules frame کرنے کے لئے S&GAD کے ساتھ دو meetings ہو چکی ہیں۔ابھی انہوں نے کچھ اعتراضات اٹھائے ہیں لیکن بہت جلد یہ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔یہ باقاعدہ rules مرتب ہونے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ اس قسم کی inefficiencies ہیں کہ service structure بن جانے کے بعد دس مہینے تک لاگو نہیں ہوتے۔ہماری پنجاب حکومت کا implementations کے اندر ایک سو کروڑ روپے روزانہ کا خرچ ہو رہا ہے۔اس قسم کی جو delays ہیں یہ مناسب نہیں ہیں۔میں منسٹر صاحب پر تنقید نہیں کر رہا۔میں overall حکومت کی efficiency بڑھانے کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہم نے اپنے current expenses کو کنٹرول کرنا ہے۔اگر structure بن جانے کے باوجود دس مہینے تک implement نہیں کیا جا رہا تو یہ Justice delayed is justice denied والا معاملہ ہوا۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر!میں یہاں تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں کہ پہلے جو طریق کار تھا اس میں گریڈ۔20 کا ایک افسر تھا اور جو نیا service structure بنایا گیا ہے اس میں 17 افسر گریڈ۔20 میں آئیں گے۔جب کوئی policy frame ہوتی ہے تو اس میں تھوڑا وقت لگتا ہے۔اسی طرح سکیل۔ 19 میں 258 افسر آئیں گے اور

سکیل-18 میں 585افسر promote ہوں گے۔ موجودہ حکومت نے پہلی دفعہ یہ پالیسی بنائی ہے کہ افسران کی rapid promotion ہو تاکہ ان کے کام کرنے کی صلاحیت بڑھے۔اس میں بہت سارے مسائل درپیش تھے، ہائی کورٹ میں writs ہوئی تھیں، اسی litigation کی وجہ سے اس میں delay ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ کی طرف سے کوئی delay نہیں ہے۔ کچھ افسران ہائی کورٹ میں چلے گئے تھے، ان کا ایک مطالبہ تھا، یہاں ہاؤس میں بھی ذکر کیا گیا ہے تو اس مطالبے کی وجہ سے یہ delay ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ڈاکٹر زمرد یاسمین صاحبہ کا ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر1046۔(معزز رکن نے ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر1046 دریافت کیا)

جناب سپیکر: کیا اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جی، ہاں اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور شہر میں دیگر علاقوں سے مردہ جانوروں کے گوشت کی سپلائی کا مسئلہ

*1046: ڈاکٹر زمرد یاسمین رانا: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر میں دیگر علاقوں سے مردہ بیمار جانوروں کا گوشت سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ب) یکم جنوری2008 تا حال اس سلسلہ میں کتنے کیس رجسٹرڈ ہوئے ہیں اور ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) حکومت نے صحت عامہ کے پیش نظر اس سلسلے کی روک تھام کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لاہور شہر میں دیگر علاقوں سے مردہ/بیمار جانوروں کے گوشت کی سپلائی کی روک تھام کے لئے ضلعی حکومت نے ٹاؤنز کی سطح پر میٹ انسپکشن سکواڈ اور انفورسمنٹ سکواڈ بنائے ہیں جو کہ مختلف ٹاؤنز اور لاہور شہر کے داخلی راستوں پر چھاپے مار کر ملزمان کو گرفتار کرنے کے بعد ان کے خلاف سخت کارروائی کرتے ہیں اور ملزمان کو سخت سزائیں اور جرمانے کئے جاتے ہیں۔

(ب) یکم جنوری 2008 سے تاحال اس سلسلہ میں 754 قصابوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہوئے پابند سلاسل کیا گیا اور تقریباً 456 من مضر صحت گوشت تلف کیا گیا جبکہ 60500 روپے جرمانہ کیا گیا ہے۔

(ج) مردہ/بیمار جانوروں کے مضر صحت گوشت کی فروخت کی روک تھام کے لئے ضلعی حکومت نے ٹاؤنز کی سطح پر meat inspection squad بنائے ہیں جو کہ تمام ٹاؤنز میں سرگرم عمل ہیں جبکہ ضلعی سطح پر انفورسمنٹ سکواڈ بنائے گئے ہیں جو لاہور شہر کے داخلی راستوں کے علاوہ شہر بھر میں چھاپے مار کر ملزمان کو گرفتار کرنے کے بعد ان کے خلاف سخت قانونی کارروائی کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں سزائیں، جرمانے اور مضر صحت گوشت کو موقع پر تلف کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ "قصابوں کے خلاف قانونی کارروائی کرتے ہیں اور سخت سزائیں دیتے ہیں"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر سزا دیتے ہیں تو اس کا period کتنا ہوتا ہے، اگر جرمانہ کرتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ اور کم سے کم کتنا جرمانہ کیا جاتا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جو Meat Inspectors ہیں وہ چالان کرتے ہیں اور غلطی کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔ جرمانے کی detail جواب میں دی گئی ہے۔ مضر صحت گوشت تلف کرنے کے علاوہ -/60500 روپے جرمانہ کیا گیا

ہے۔ پہلے جرمانہ بہت کم تھا اب اس کو revise کیا جا رہا ہے۔ پہلے یہ رقم پانچ سو روپے کے قریب تھی اب اس کو enhance کیا جا رہا ہے جو جلد لاگو کیا جائے گا۔

جناب آصف بشیر بھگت: جناب والا! سوال میں پوچھا گیا ہے کہ صحت عامہ کے پیش نظر اس سلسلے کی روک تھام کے لئے حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں۔ اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ سارا لاہور سے متعلقہ ہے کہ لاہور میں ٹاؤن کی سطح پر یہ بنائے گئے ہیں، لاہور کے بیرونی راستوں پر اس قسم کے اقدامات کئے گئے ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ صوبے کے باقی جو 35 اضلاع ہیں ان کے بارے میں تفصیل بیان فرمائی جائے اور جواب پورے پنجاب کے حوالے سے یہاں پر دیا جائے کہ کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! پورے پنجاب میں جو slaughter houses ہیں، ان کی حالت اچھی نہیں ہے۔ میں نے خود ملتان، سرگودھا میں visit بھی کئے ہیں۔ دراصل جتنے بھی مذبحہ خانے گوشت کی نگرانی کے ہیں وہ TMA کے پاس ہیں۔ checking کے جتنے بھی اقدامات ہیں وہ TMA کر رہی ہے۔ لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کا ایک ویٹرنری ڈاکٹر ہوتا ہے جو یہ ٹیسٹ اور چیک کرتا ہے کہ آیا جانور صحت مند ہے اور گوشت فروخت ہونے کے قابل ہے۔ لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کا اتنا سا کام ہے باقی تمام ذمہ داری TMA کی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد یار ہراج صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ ان کا سوال اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: سوال نمبر 1271۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بھینسوں کا دودھ دوہنے سے قبل انجکشن لگانے کے مضر اثرات

*1271: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بھینسوں کا دودھ دوہنے سے پہلے انھیں انجکشن لگائے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ انجکشن لگانے سے بھینس بیمار ہو جاتی ہے اور اس کا دودھ پینے والے بچے ہارمونز کی کمی کا شکار ہو رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت انجکشن لگا کر دودھ دوہنے کے اقدام کو روکنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) جی نہیں۔صوبہ پنجاب میں کسی گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم پر مویشیوں کا دودھ دوہنے سے پہلے کوئی انجکشن نہیں لگائے جاتے البتہ چند شکایات ہیں کہ کچھ پرائیویٹ گوالہ حضرات وقت بچانے اور بچھڑا/ کٹڑے کو دودھ نہ پلانے کی خاطر آکسی ٹوسین کا انجکشن لگاتے ہیں جو کہ غلط روایت ہے۔

(ب) جی نہیں۔انجکشن لگانے سے بھینس / گائے جسمانی طور پر بیمار نہیں ہوتی البتہ اس کا تولیدی نظام متاثر ہوتا ہے لیکن دودھ پینے والے بچے ہارمونز کی کمی کا شکار نہیں ہوتے۔ہارمون کے اس انجکشن کی جانور کے جسم میں میعاد صرف ایک سے دو منٹ ہوتی ہے اور اس کے اثرات دودھ نکالنے کے عمل کے دوران ہی ختم ہو جاتے ہیں البتہ حاملہ جانوروں میں اس انجکشن کا استعمال جاری رہے تو حمل ضائع ہو سکتا ہے۔

(ج) محکمہ لائیو سٹاک انجکشن لگا کر دودھ دوہنے کی غلط روایت کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہا ہے کیونکہ مذکورہ انجکشن کے طبی اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، محکمہ ہذا کا شعبہ نشر و اشاعت لائیو سٹاک فارمرز میں پہلے ہی آگاہی کی مہم پر عمل پیرا ہے۔تاہم محکمہ لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب ضلعی حکومتوں کے تعاون سے اس غلط روایت کے خاتمے کے لئے اپنی کاوشوں میں مزید اضافہ کرے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ شمیلہ اسلم: سوال کے جز (الف) میں پوچھا گیا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں بھینسوں کا دودھ دوہنے سے پہلے انہیں انجکشن لگائے جاتے ہیں؟" اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ جو گورنمنٹ کے لائیو سٹاک کے ادارے ہیں وہاں پر ایسا کوئی انجکشن نہیں دیا جاتا البتہ پرائیویٹ سیکٹر کے جو گوالے ہیں وہ انجکشن لگا دیتے ہیں۔ اس کا جواب واضح نہیں ہے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر کے جو گوالے ہیں وہ بھی بھینسوں کو انجکشن نہ لگائیں۔ پرائیویٹ سیکٹر کی آخر نگرانی کس نے کرنی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! یہ جو آکسی ٹوسین کا انجکشن لگایا جاتا ہے یہ مضر صحت نہیں ہے۔ جب دودھ نکالا جاتا ہے تو ان کے hormones وہیں ختم ہو جاتے ہیں۔ انسانی صحت کے لئے بھی اور اس جانور کے لئے بھی مضر رساں نہیں ہے۔ البتہ یہ ہے کہ جب جانور pregnancy میں ہوتا ہے تو اس وقت abortion کا خطرہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں مختلف اداروں اور یونیورسٹیوں میں اس پر ریسرچ ہوئی ہے۔ صرف دودھ لینے کے لئے اس انجکشن کا استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جناب والا! جز (الف) میں hormones کا ذکر کیا گیا ہے اور اس کے جواب میں وزیر صاحب نے کہا ہے کہ آکسی ٹوسین ہارمون کا انجکشن لگایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ bovine growth hormones بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے بہت مضر اثرات ہوتے ہیں وہ بھی زیادہ دودھ دینے کے لئے لگایا جاتا ہے۔ کیا وزیر صاحب اس کے بارے میں بتائیں گے کہ ان کے محکمے میں اس کی investigation کی گئی ہے اور جز (ج) کے ضمنی سوال کے جواب میں جو کہا گیا ہے یہ vague سا جواب ہے۔ جیسے مردہ گوشت کے لئے inspection squad موجود ہیں تو یہ زیادہ بڑا مسئلہ ہے، میں

یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس کے لئے کیا کوئی inspection squad بنائے گئے ہیں اور اگر گوالے یہ ہار مون لگاتے ہوئے پکڑے جائیں تو ان کو کیا سزا دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب والا! ہمارے پاس ابھی ایسی کوئی شکایت نہیں آئی کہ کوئی ایسی دوائی یا انجکشن دیئے جارہے ہوں جو مضر صحت ہوں۔ ہمارے پاس لاہور میں لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ میں testing laboratories ہیں اس کے علاوہ بھی diagnosis کے لئے لیبارٹریاں موجود ہیں۔ جب کوئی اس قسم کی شکایت آئے گی تو اس کو دیکھ لیا جائے گا۔

میاں محمد رفیق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ اس سوال کے جواب کے جز(ب) اور (ج) دونوں ایک دوسرے کے contradictory ہیں۔ جز(ب) میں یہ فرمایا گیا کہ انجکشن کی جانور کے جسم میں میعاد صرف ایک یا دو منٹ ہوتی ہے اور اس کے اثرات دودھ نکالنے کے عمل کے دوران ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ جز(ج) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ محکمہ لائیو سٹاک انجکشن لگا کر دودھ دوہنے کی غلط روایت کی ہمیشہ مخالفت کرتا رہا ہے۔ کیونکہ مذکورہ انجکشن کے طبی اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں جواب ایک دوسرے کی ضد ہیں contradictory ہیں اس کی وضاحت فرمائیں اور وزیر صاحب فرمائیں کہ کس اتھارٹی کو وہ quote کریں گے اور کونسی اتھارٹی صحیح ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی بڑے واضح طور پر گزارش کی ہے کہ جو لوگ اس انجکشن کو استعمال کرتے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ بعض بھینسوں کی دودھ کے سلسلے میں کوئی رکاوٹ ہوتی ہے یا وہ دودھ نہیں چھوڑتیں اور اپنے بچوں کے لئے بچا لیتی ہیں۔ گوالے جو ہوتے ہیں وہ غیر قدرتی طور پر دودھ نکالنے کے لئے اس قسم

کے انجکشن استعمال کرتے ہیں۔ محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جانوروں میں قدرتی طور پر ان کے ہار مون میں یہ صلاحیت رکھی ہے کہ وہ جتنا دودھ دینا چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ یہ مصنوعی طریقہ ٹھیک نہیں ہے سائنسی طور پر تحقیق کے مطابق انسان یا جانور کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہمارا اسلام آباد کا ادارہ اس پر مزید ریسرچ کر رہا ہے۔

سید ناظم حسین شاہ: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف کے علم میں یہ ہے کہ گوالے زیادہ دودھ نکالنے کے لئے بھینس کے چارے پر کھاد ڈال دیتے ہیں۔ کلو کے قریب اس کے چارے میں ملا دیتے ہیں جس سے بھینس کا دودھ زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ انسانی صحت کے لئے مضر ہے کیا اس کا یہ کوئی سد باب کریں گے کہ چارے پر جس کو "گتاوا" کہتے ہیں اس پر کھاد ڈال دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صاحب!

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! معاشرے میں جو برائیاں ہیں اور خرابیاں ہیں وہ ہر شعبے میں موجود ہیں۔ سوسائٹی میں جو غلط قسم کے لوگ ہر شعبے میں ہیں۔ ابھی جو شاہ صاحب نے نشاندہی کی ہے میں ڈیپارٹمنٹ کو کہتا ہوں کہ اس کا کوئی حل نکالیں۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! میرا ابھی ضمنی سوال رہتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ایک معزز رکن: ہمیں بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: ان کو پہلے ضمنی سوال کرنے دیں۔ ان کا اپنا سوال ہے۔ انہوں نے محنت کی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب والا! انہوں نے جز (ب) کا vague سا جواب دیا ہے۔ میرا سوال تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ انجکشن لگانے سے بھینس بیمار ہو جاتی ہے اور اس کا دودھ پینے والے بچے ہار مون

کی کمی کا شکار ہوتے ہیں۔ ”جس کا جواب کچھ عجیب سا آیا ہے۔اس کا جواب ہے۔“ جی نہیں، injection لگانے سے بھینس / گائے جسمانی طور پر بیمار نہیں ہوتی البتہ اس کا تولیدی نظام متاثر ہوتا ہے۔ ”پوچھنا یہ ہے کہ کیا تولیدی نظام بھینس یا گائے کے جسم کا حصہ نہیں ہوتا، اس سے اگر بھینس بیمار ہو سکتی ہے تو کیا دودھ پینے والے بچے بیمار نہیں ہوتے؟ اس کا sample اگر کسی لیبارٹری میں بھیجا جائے تو نتائج سامنے آ جاتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات بھی ثابت ہوئی ہے کہ خصوصاً لڑکیوں میں hormones بری طرح سے disturb ہوتے ہیں اور وقت سے پہلے ان کی growth ہوتی ہے، کیا حکومت کو اس کا سد باب نہیں کرنا چاہئے؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے اس مسئلے کو بار بار discuss کیا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ پاکستان کے اندر بھی اور باہر کے ممالک میں latest research کے مطابق انسان کے لئے اور حیوانات کے لئے اس injection کے کوئی نقصانات نہیں ہیں۔ ان کے hormones کا صرف ایک ڈیڑھ منٹ کا وقفہ ہوتا ہے جو دودھ نکالنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں اس کے بعد ان کا اثر ختم ہو جاتا ہے جس سے اس کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ صرف وہ دودھ نکالنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اس research کی مکمل تفصیلات میرے پاس موجود ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھئے گا۔ اس سوال پر last and final supplementary question بھگت صاحب کا ہے۔

جناب آصف بشیر بھگت: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پنجاب میں بچھڑوں اور کٹڑوں میں motility rate is very high اس میں میری یہ گزارش ہے کہ کیا وزیر موصوف اس بات کا جواب دیں گے کہ اگر محکمہ لائیو سٹاک یا دیگر کسی حکومتی ادارے نے اس چیز پر پابندی لگا دی ہے کہ بھینسوں کا دودھ دوہنے کے لئے ان کو injection نہیں لگائے جائیں گے کیونکہ وہ مضر صحت ہیں یا وہ hormones کے لئے بہتر نہیں ہیں تو چونکہ بچھڑوں اور کٹڑوں میں motility rate 85 فیصد ہوتا

ہے تو اگر وہ injection بھی نہیں لگائیں گے تو اس کا کوئی ایسا طریق کار بتائیں کہ جس طریقے سے گوالے مستقبل میں دودھ دوہ سکیں۔

جناب سپیکر: اولکھ صاحب! آپ ان چیزوں کو لیبارٹری میں دوبارہ چیک کروائیں اور اس کے بارے میں کسی ماہر سے رپورٹ لیں کیونکہ بہتر بات یہ ہے۔ آگے آپ کی مرضی ہے آپ منسٹر ہیں میں اس سے زیادہ آپ کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! آپ کا حکم میرے لئے سر آنکھوں پر ہے تو میں عرض کرتا ہوں کہ اس چیز کا ٹیسٹ اسلام آباد کی لیبارٹری میں ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی لیبارٹریوں سے ٹیسٹ رپورٹیں آئی ہیں جن پر میں نے بار بار مختلف لوگوں سے discuss کیا ہے ان کے مطابق جانور کی صحت اور انسانی صحت پر اس کے کوئی مضر صحت اثرات نہیں ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین چودھری محمد شفیق کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! "سماء" ٹی وی چینل کے رپورٹر نعیم اشرف بٹ پر ایلیٹ فورس نے پرویز الٰہی صاحب کے گھر کے باہر تشدد کیا ہے، رپورٹرز بہت پریشان باہر کھڑے ہیں، انہوں نے ہمیں آکر اطلاع دی ہے کہ ہم آپ کو ہاؤس میں بتائیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! پریس والے پریس گیلری سے باہر چلے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں قریشی صاحب اور ملک ندیم کامران صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ باہر جا کر پتا کریں کہ کیا معاملہ ہے؟ میں صحافی برادری کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ تشریف رکھیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کی تحقیق کی جائے گی اور اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! ہم نے اس معاملے کو اٹھانے کی کوشش کی ہے تو ہمیں اس کمیٹی میں کیوں نہیں include کرتے؟

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ بھی ساتھ چلی جائیں، کسی اور محترمہ کو بھی ساتھ لے جائیں۔ آپ جا کر ان سے رابطہ کریں، یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب چیئرمین! اس سوال میں کہا گیا ہے کہ کیا حکومت injection لگا کر دودھ دوہنے کے اقدامات کو روکنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اس کے answer کی آخری لائن میں جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ ضلعی حکومتوں کے تعاون سے اس غلط روایت کے خاتمے کے لئے اپنی کاوشوں میں مزید اضافہ کرے گا۔ تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میں نے یہ سوال 30۔ اکتوبر 2008 کو جمع کروایا تھا، سال کے بعد مجھے اس کا جواب دیا جا رہا ہے اور ابھی کہا جا رہا ہے کہ "کرے گا"۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ مجھے بتایا جاتا کہ قانون سازی کر لی گئی ہے، کام شروع ہو چکا ہے اور مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کے دور میں مجھے یہ جواب دیا جا رہا ہے جو کہتے ہیں کہ فوراً اس کام کو مکمل کریں تو میں چاہوں گی کہ اس پر قانون سازی کی جائے اور پالیسی بنا کر سختی سے اس پر عمل درآمد کروایا جائے اور میاں صاحب کے اس قول کو سچ کر کے دکھایا جائے کہ صحت کے معاملے میں کوئی compromise نہیں ہے۔ بہت شکریہ

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میں وزیر صاحب سے جاننا چاہوں گی کہ awareness campaign rural areas میں کس طرح پہنچائی جا رہی ہے؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! آپ محترمہ کے سوال کا جواب دیں اور پہلے بھی انہوں نے کہا ہے کہ یہ سوال اکتوبر 2008 کا ہے اس سلسلے میں کیا قانون بنایا جا رہا ہے اور اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اس کے بارے میں ہاؤس کو مطلع کریں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! میں نے سوال نمبر 1271 کا تفصیل سے جواب دیا ہے۔

محترمہ مائزہ حمید: جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ اس سوال کے جواب میں جس awareness campaign کا ذکر کیا گیا ہے یہ awareness campaign rural areas میں کس طرح پہنچائی جارہی ہے؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! ایک نیا شعبہ نشرواشاعت کا بنایا گیا ہے۔ اس کے ذریعے vast طریقے سے publicity ہوگی اور دیگر پریس کے ذریعے بھی کام کریں گے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب چیئرمین! اس سوال کے جواب کے جز (ب) اور (ج) میں تضاد ہے۔ ان میں سے ایک کا جواب صحیح اور ایک کا غلط ہے۔ میں اس کی وضاحت چاہوں گا۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں اور جانوروں میں قدرتی طور پر ہارمونز رکھے ہوئے ہیں۔ دودھ نکالنے کا ایک فطری طریقہ ہوتا ہے۔ گوالے انجکشن سارا دودھ نکالنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اس کا صحت پر کوئی اثر نہیں ہے لیکن یہ طریقہ فطری نہیں، مصنوعی ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ افشاں فاروق صاحبہ کا ہے۔

رانا محمد افضل خان: On her behalf Q. No.1546 (معزز رکن نے محترمہ افشاں فاروق کے ایماء پر طبع شدہ سوال نمبر 1546 دریافت کیا)

رینالہ خورد میں آبادی کے اندر پولٹری فارمز کا قیام

*1546: **محترمہ افشاں فاروق:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پولٹری فارم کھولنے کے لئے محکمہ ماحولیات اور دیگر محکمہ جات سے N.O.C حاصل کرنا ضروری ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رہائشی آبادی کے اندر یا اس کے قریب پولٹری فارم بنانا قانون اور ضابطے کی خلاف ورزی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک 7-ون ایل تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ میں پولٹری فارمز مذکورہ چک کی مین آبادی کے اندر بنے ہوئے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ چک میں قائم پولٹری فارمز کو آبادی سے دور بنوانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب، نہیں تو کیوں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) یہ درست نہیں ہے- N.O.C حاصل کرنا ضروری نہیں-

(ب) یہ درست نہیں ہے تاہم محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ نے پولٹری فارمز کو ضابطہ اخلاق اور قانون کے دائرے میں لانے کے لئے Punjab Poultry Production Registration & Licensing Act, 2007 بنایا ہے جو منظوری کے مراحل میں ہے-

(ج) یہ درست نہیں ہے-چک نمبر 7-ون ایل تحصیل رینالہ خورد ضلع اوکاڑہ کے گردونواح میں درج ذیل پرائیویٹ پولٹری فارمز بنے ہوئے ہیں:-

نمبر شمار	نام فارم	نام مالک	گنجائش	کیفیت	حدود اربعہ
1	بدر پولٹری فارم	محمد بدر ولد عبدالرزاق	1500	خالی ہے	یہ پولٹری فارم متذکرہ چک کے شمالی مضافات کی چار دیواری کے اندر واقع ہے-
2	شمشاد پولٹری فارم	رانا شمشاد	2500	خالی ہے	یہ پولٹری فارم متذکرہ چک کے رہائشی علاقہ سے دور مشرق میں چار دیواری کے اندر واقع ہے-

درج بالا پولٹری فارمز چک کے رہائشی علاقے سے دور ہیں اور صاف ستھرے پائے گئے ہیں متعلقہ فارمز کسی بھی طرح انسانی صحت اور ماحول کو آلودہ نہیں کر رہے ہیں-

(د) جزو ہائے بالا (الف)، (ب) اور (ج) کے جوابات نفی میں ہیں اس لئے پولٹری فارمز کی منتقلی کا جواز نہیں ہے-

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین !اس میں سوال کیا گیا تھا کہ کیا پولٹری فارم کھولنے کے لئے N.O.C حاصل کرنا ضروری ہے۔اس کا جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے یعنی پولٹری فارم بغیر N.O.C کے رہائشی علاقوں میں کھولے جا سکتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک اپنی عوام کی صحت کا خیال رکھتے ہیں۔ وہاں وہ ایک مرغی کو رہائشی علاقے میں ذبح کرنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔یہاں آپ پورا پولٹری فارم ایک رہائشی علاقے کے اندر بغیر کسی N.O.C کے کھول سکتے ہیں۔

جناب چیئر مین! برڈ فلو ایک مہلک مرض کی طرح پوری دنیا میں سامنے آیا ہے۔ وزیر صاحب نے جز(ب) یہ بتایا ہے کہ Punjab Poultry Production Registration & Licensing Act, 2007 بنایا گیا ہے جو منظوری کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ 2007 سے لے کر 2009 تک کے مالی سال ختم ہو چکے ہیں۔ میں نے پہلے بھی یہ بات کی تھی کہ ہم ایک ارب روپیہ حکومت کو چلانے پر خرچ کرتے ہیں۔ کیا یہ مراحل مکمل کر کے اب act بن گیا ہے، کیا یہ قانون لاگو ہو گیا ہے، اگر نہیں ہوا تو اس میں کیا دشواریاں ہیں؟

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! یہ صحیح ہے کہ N.O.C حاصل کرنا درکار نہیں ہے لیکن اب یہ بات سامنے آئی ہے تو حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان کو رجسٹرڈ کیا جائے اور ایک سسٹم بنایا جائے۔ میں نے بھی محکمے کو ہدایات دی ہیں کہ فوری طور پر قانون سازی کے لئے rules بنا کر پیش کئے جائیں تاکہ منظور ہو جائیں۔ اس کو اب رجسٹریشن کے لئے دائرہ اختیار میں لایا جا رہا ہے، اس پر جلد عملدرآمد ہو گا۔

جناب چیئر مین: یہ مرحلہ کب تک مکمل ہو جائے گا۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئر مین! اسے جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین! برڈ فلو ایک مہلک ترین مرض ہے۔ اس کے لئے اقوام نے اپنے ائرپورٹس پر cordon time بندوبست کئے ہیں۔ ہم اس برڈ فلو کے منبع کو اپنے رہائشی علاقوں میں لا رہے ہیں۔ یہ ایک ایمرجنسی ہے اس پر موصوف وزیر صاحب یقین دہانی کرائیں کہ کب تک قانون سازی

ہو جائے گی،اس کے ساتھ ساتھ جو موجودہ پولٹری فارمز رہائشی علاقوں میں ہیں کیاان کو وہاں سے نکال کر زرعی علاقوں میں یا ایسے علاقوں میں جہاں سے بیماری نہ پھیل سکے منتقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ برطانیہ میں ایک مرغی بھی اپنے گھر کے اندر ذبح نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: جی،اولکھ صاحب!

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! راولپنڈی میں ایک پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے۔اس کے علاوہ پنجاب میں 8 مختلف جگہوں پر ادارے ہیں جو پولٹری کی بیماریوں کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں۔وہ رانی کھیت، برڈ فلو اور دوسری پولٹری کی بیماریوں پر ریسرچ کرتے ہیں۔اس وقت پاکستان میں کہیں بھی برڈ فلو نہیں ہے۔اس پر مکمل تحقیق کی جا رہی ہے۔اس پر باقاعدہ ٹاسک فورس مقرر ہے۔جہاں بھی تھوڑی سی شکایت ملتی ہے تو وہاں پر تحقیق شروع کر دی جاتی ہے۔اس بارے میں حکومت مکمل طور پر vigilant ہے، اس کے لئے باقاعدہ طور پر ایک گروپ تشکیل دیا گیا ہے کہ جس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ برڈ فلو کا پتا کرے۔اس پر تفصیلی ریسرچ ہو رہی ہے۔اس وقت پاکستان میں کہیں بھی برڈ فلو کی بیماری نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ان کا سوال یہ تھا کہ آپ کی ٹاسک فورس کام کر رہی ہے۔آپ کتنے عرصے میں قانون سازی کر سکتے ہیں۔ان کی نظر میں یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

وزیر زراعت /امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! برڈ فلو کا معاملہ علیحدہ ہے اور قانون سازی کا معاملہ علیحدہ ہے۔ایک سوال کے دو حصے ہیں پہلا یہ ہے کہ پولٹری فارمز کو کسی ضابطہ قانون اور ضابطہ اخلاق میں لانا ہے۔اس کے متعلق پہلے قانون نہیں تھا لیکن اب قانون بنایا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا مسئلہ برڈ فلو کا ہے۔پاکستان میں مکمل طور پر برڈ فلو کے حوالے سے دیکھ بھال کی جا رہی ہے،اس کے لئے باقاعدہ محکمہ لائیو سٹاک کے شعبہ پولٹری کا عملہ راولپنڈی میں ریسرچ کر رہا ہے۔اس وقت پنجاب میں بھی اور پاکستان میں کہیں بھی برڈ فلو نہیں ہے۔اگر کہیں سے بھی شکایت آتی ہے تو وہاں ٹیم پہنچ جاتی ہے۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین!محکمے نے جواب دیا ہے کہ پولٹری فارمز کے لئے کسی N.O.C کی ضرورت نہیں ہوتی۔آج سے تین چار دن پہلے میں نے محکمہ ماحولیات کے پارلیمانی سیکرٹری ایوب گادی صاحب سے شکایت کی کہ ساہیوال کے ڈسٹرکٹ آفیسر ماحولیات باقاعدہ پولٹری فارمز کے مالکان کو تنگ کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ N.O.C لیں۔اگر N.O.C نہیں لینا تو پیسے دیں۔سوال کا غلط جواب دینا محکموں کی عادت بن گئی ہے۔میں اس سلسلے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ باقاعدہ کمیٹی بنائی جائے اور ساہیوال اوکاڑہ میں چیک کیا جائے کہ وہاں پر واقعی محکمہ ماحولیات والے پولٹری فارمز کو تنگ کرتے ہیں یا نہیں؟ میری آپ سے درخواست ہے کہ فوری کمیٹی بنائی جائے۔شکریہ

جناب چیئرمین:آپ نے محکمہ ماحولیات کی بات کی ہے اور ان کے محکمے کی بات نہیں کی۔

راؤ کاشف رحیم خان:سوال یہ تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ پولٹری فارم کھولنے کے لئے محکمہ ماحولیات اور دیگر محکمہ جات سے N.O.C حاصل کرنا ضروری ہے؟"اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ "N.O.C حاصل کرنا ضروری نہیں لیکن ground reality یہ ہے کہ وہ باقاعدہ پولٹری فارمز کو تنگ کرتے ہیں۔"اس کی باقاعدہ انکوائری کروائی جائے کہ محکمہ سوال کا جواب کیوں غلط دیتا ہے؟

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):جناب چیئرمین! ان کی انفرادی شکایت ہے۔یہ لکھ کر دیں گے تو فوری کارروائی ہوگی کیونکہ N.O.C کی تو ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین:جی،ڈاکٹر آمنہ بٹر صاحبہ!

ڈاکٹر آمنہ بٹر:جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ برڈ فلو نہیں ہے۔برڈ فلو کے علاوہ بھی بیماریاں ہوتی ہیں۔جو bird hagglers کو ہوتی ہیں تو جب تک یہ Act نہیں آتا تب تک محکمہ کیا کوششیں کر رہا ہے؟ اگر N.O.C ہے یا نہیں ہے تو اس کے بارے میں clear cut جواب دیا جائے کہ رہائشی علاقوں میں پولٹری فارمز نہ ہوں۔انھوں نے برڈ فلو کہہ دیا ہے لیکن اس کے علاوہ اور بھی بہت سی بیماریاں ہوتی ہیں جو ریسرچ میں ثابت ہوئی ہیں اس لئے رہائشی علاقوں میں

پولٹری فارمز نہیں ہونے چاہئیں۔Act کے آنے تک حکومت کی طرف سے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں؟

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! سوال نمبر 1546 میں سوال ہے کہ "رہائشی علاقوں میں پولٹری فارم ہیں" تو یہ دونوں پولٹری فارم خالی ہیں اور رہائشی علاقے میں نہیں ہیں۔ایک بدر پولٹری فارم ہے، جس کی گنجائش 1500 ہے لیکن یہ خالی ہے۔یہ پولٹری فارم چک سے باہر ہے اور دوسرا پولٹری فارم بھی رہائشی علاقوں سے دور ہے۔اس کے علاوہ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کی 15 ٹیمیں ہیں۔جو حیوانات اور پولٹری کی بیماریوں کے بارے میں ہیں جو باقاعدہ طور پر ہر ڈویژن/ضلع کی سطح پر کام کر رہی ہیں۔تمام بیماریاں جیسے رانی کھیت، انفلوئنزا یا برڈ فلو وغیرہ ہیں ان تمام بیماریوں اور مرغی کی بیماریوں پر تحقیق بھی ہو رہی ہے اور ان کے علاج معالجہ کے لئے وہ ٹیمیں کام بھی کر رہی ہیں۔اگر کسی کو کوئی شکایت ہے یا ان کی دیکھ بھال نہیں کی جا رہی تو وہ مجھے آگاہ کریں، ہم اس کی انکوائری کروالیں گے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر 1548 رانا محمد افضل خان صاحب کا ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

رانا محمد افضل خان: جی، پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں مویشی پال فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1548 **رانا محمد افضل خان:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں مویشی پال فارمز کتنے ہیں؟

(ب) فیصل آباد جہاں زمینیں تقسیم ہو جانے کے بعد زمیندار نہایت کمزور ہو چکا ہے، کیا حکومت مزید مویشی پال فارم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کی جائے؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ مویشی پال فارم نہ ہے۔ تاہم اس ضلع میں 200 کے قریب پرائیویٹ مویشی پال فارم ہیں۔

(ب) زمیندار حضرات پرائیویٹ فارم بنانے کے لئے محکمہ سے معلومات حاصل کرتے رہتے ہیں جو فراہم کی جاتی ہیں۔ چونکہ پہلے سے ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ فارم نہیں ہے۔ حکومت پرائیویٹ فارمنگ کی حوصلہ افزائی کرتی ہے فی الحال حکومتی شعبہ میں فوری طور پر کوئی مویشی پال فارم بنانازیر غور نہ ہے۔

جناب چیئر مین: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین! میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس علاقے میں ایک بھی تربیتی فارم نہیں بنایا لیکن فیصل آباد کے لوگوں نے 200 فارم بنائے ہیں جو میری اطلاع کے مطابق اب 200 سے بھی زیادہ ہیں۔ میرا ضمنی سوال صرف یہ ہے کہ جہاں 200 سے بھی زیادہ فارم ہیں وہاں انہوں نے ڈسپنسریاں بھی نہیں بنائیں تو کیاان کی امداد کے لئے یہ ڈسپنسریاں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر رکھتے ہیں تو کب تک؟

جناب چیئر مین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئر مین! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ایک سپورٹس سروسز برائے لائیوسٹاک پروگرام ہے جس پر phasewise کام ہو رہا ہے۔ تین phases پر کام ہو چکا ہے اور چوتھے phase پر کام ہونا ہے۔ فیصل آباد میں ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کی تفصیل میرے پاس ہے اگر کہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ اگر ڈسپنسریاں کسی جگہ پر نہیں ہیں تو معزز رکن لکھ کر دیں ہم محکمے کو بتائیں گے کیونکہ لائیوسٹاک کا کام ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ہے نہ کہ محکمہ لائیوسٹاک کے پاس ہے۔ مقامی ڈسپنسریاں بنانااور دیکھ بھال کرناان کا کام ہے۔ البتہ پنجاب گورنمنٹ نے اضلاع کوادویات کی مد میں پچاس کروڑ روپے کی رقم فراہم کر دی ہے جو بھیج دی گئی ہے۔ مزید ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے زیر انتظام ویٹرنری ڈسپنسریاں بھی موجود

ہیں جس کی میرے پاس لسٹ موجود ہے۔اگر یہ کہیں گے تو پورے ضلع فیصل آباد کی تفصیل میں پڑھ دوں گا۔ اگر ان کے حلقے میں کہیں ضرورت ہے تو ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھیں گے تو وہ وہاں ڈسپنسری بنادیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر:ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین:جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر:جناب چیئرمین!اسی سوال سے متعلق میرا ضمنی سوال ہے کہ گورنمنٹ کی زمینوں پر جو فارم بنے ہوئے ہیں جہاں مویشی پالے جاتے ہیں ان میں گھوڑے پالے جاتے ہیں۔بتایا جائے کہ وہ گھوڑے کس کام آتے ہیں، آیا ریس کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں اور کیا گورنمنٹ اس چیز کی اجازت دیتی ہے کہ گورنمنٹ کی ایسی زمینیں جہاں پر مویشی پالنے کے لئے فارم بنائے جائیں اور ان میں گھوڑے پالے جائیں تو وہ گھوڑے جو ریس کے کام آئیں، اس کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

جناب چیئرمین: یہ گھوڑے پال سکیم تو بہت پرانی ہے جو rural areas میں چلتی ہے۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! پنجاب میں سرکاری طور پر گھوڑے پال کا کوئی فارم موجود نہیں ہے۔اگر کسی نے بنائے ہوئے ہیں تو وہ پرائیویٹ طور پر بنائے ہوئے ہیں۔ شیخوپورہ میں ہمارے ایک دوست نے بھی فارم بنایا ہوا ہے۔ سرکاری طور پر گھوڑوں کا پنجاب میں کوئی فارم ہے اور نہ ہی گھوڑے پال کی کوئی سکیم زیر غور ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتیں (جناب کامران مائیکل):پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین:جی، منسٹر صاحب!

وزیر انسانی حقوق واقلیتیں (جناب کامران مائیکل): شکریہ۔جناب چیئرمین!آپ نے ابھی ایک حکم فرمایا تھا اور ایک کمیٹی بنائی تھی جو ہمارے صحافی دوست گیلری سے واک آؤٹ کر گئے تھے۔ایک incident ہوا ہے کہ ایلیٹ فورس کے کچھ جوانوں نے سماء ٹی وی چینل کے ایک رپورٹر کو زدوکوب کیا ہے اور اسے مارا پیٹا ہے جو کہ زیادتی ہوئی ہے۔ہم نے اپنے صحافی دوستوں کو یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کا

پورا ازالہ کیا جائے گا۔ اب اس ضمن میں، میں چاہتا ہوں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں صحافی برادری کی پریس گیلری کمیٹی کے صدر اور سیکرٹری کو بھی شامل کیا جائے تاکہ proper کارروائی ہو سکے۔ ہم اسی بات پر صحافی بھائیوں کو ensure کروا کر واپس ہاؤس میں لے آئے ہیں کہ ہم ان کے خلاف proper کارروائی کریں گے اور کمیٹی اپنی سفارشات ہاؤس میں پیش کرے گی۔ شکریہ

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں ہم ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں تاکہ اس سلسلے میں کمیٹی جو بھی کارروائی کرے اس کی رپورٹ پھر ہاؤس میں بھی پیش کرے۔ کمیٹی میں ہمارے صحافی برادران کے نمائندگان بھی شامل ہوں گے۔ میں صحافی برادران کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

راؤ کاشف رحیم خان: ضمنی سوال۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ پچاس کروڑ روپے جانوروں کی ادویات کے لئے رکھے گئے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضلع فیصل آباد کے لئے ادویات کی مد میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

جناب چیئرمین: انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم نے پچاس کروڑ روپے اس سکیم کے لئے رکھے ہیں۔ ابھی تو یہ رقم بجٹ میں رکھی گئی ہے اس کی تفصیلات تو آگے آئیں گی اور جہاں جہاں ضرورت ہو گی وہاں یہ رقم استعمال ہو گی۔

راؤ کاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! میں اس کی تفصیل لینا چاہتا ہوں کیونکہ ضلع فیصل آباد پنجاب کا تیسرا بڑا شہر ہے تو اس کے لئے کتنے روپے رکھے گئے ہیں؟

جناب چیئرمین: ضلع فیصل آباد کے لئے بھی رکھے گئے ہیں۔

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ضلع فیصل آباد کی میرے پاس تفصیل موجود ہے۔ وہاں پر ہسپتال اور ڈسپنسریاں بھی موجود ہیں اور ادویات کا جہاں تک تعلق ہے تو جانوروں کی ضرورت کے مطابق

رجسٹریشن ہوتی ہے اس کے مطابق پورے پنجاب میں ادویات فراہم کی جارہی ہیں۔ اگر ان کے حلقے میں کہیں مسئلہ ہے تو ہمیں آگاہ کریں ہم انہیں فراہم کروادیں گے۔

جناب چیئر مین: منسٹر صاحب! ان کا ذرا خیال رکھ لیں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): ضرور رکھیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ضمنی سوال۔

جناب چیئر مین: جی، محترمہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئر مین! سوال کا جواب دیا گیا ہے کہ "ضلع فیصل آباد میں کوئی گورنمنٹ مویشی پال فارم نہ ہے تاہم اس ضلع میں 200 کے قریب پرائیویٹ مویشی فارم ہیں۔" غور کریں کہ ایک تو گورنمنٹ کے ہیں ہی نہیں اور باقی 200 پرائیویٹ فارموں والے اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اُن 200 پرائیویٹ فارموں کے لوگوں کی وہاں اجارہ داری ہے جنہوں نے اپنی مرضی سے گوشت کی قیمتیں لگا رکھی ہیں۔ پولیس والا جاتا ہے تو جیب میں پیسے ڈال کر لے آتا ہے۔ وہاں پر 350/380 روپے کے قریب بکرے کا گوشت فروخت ہو رہا ہے۔ یہ اجارہ داری تب ہی ختم ہوگی جب گورنمنٹ اس کے مقابلے میں فیصل آباد میں اپنا فارم بنائے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کرتی ہوں کہ وہ اس پر نظر ثانی کریں۔ اس حوالے سے جو پچاس کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں تو فیصل آباد میں بھی ایک فارم بنادیا جائے تاکہ فیصل آباد والوں کو بھی تھوڑا سا relief مل جائے۔

جناب چیئر مین: منسٹر صاحب! فیصل آباد کا خصوصی خیال رکھیں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئر مین! میں عرض کرتا ہوں کہ فیصل آباد تو ریسرچ کا ایک گڑھ ہے، ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور فیصل آباد ایگریکلچر یونیورسٹی موجود ہے جہاں پر ویٹرنری سائنسز کا پورا شعبہ ہے جو ریسرچ کا کام کر رہا ہے۔ جہاں تک گوشت کی کمی کا مسئلہ ہے تو حکومت گوشت کا کام نہیں کرتی، وہاں کے TMAs کے پاس یہ اختیارات ہیں جو اس کے بارے میں دیکھتے ہیں۔ اس طریقے سے حکومت کمرشل فارم نہیں بنا رہی البتہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ پورے پنجاب میں ہر جگہ موجود ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب چیئرمین! جن فارموں سے دودھ آتا ہے، آتے آتے وہ لوگ اس میں نہروں کا پانی ملا دیتے ہیں، ایمان سے اس میں مینڈک تک نکل آتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں خود دودھ لائی ہوں اس میں سنگھاڑے کا ملا ہوا آٹا نکلا ہے اس کے لئے کوئی آلہ بھی ہونا چاہئے کہ دودھ کو کیسے چیک اور ناپا جاتا ہے۔ آج کل ہر چیز کا میٹر موجود ہے جیسے بیماریوں کا تھرموسٹیٹ ہے۔ اگر اس کو چیک کرنے کے لئے آلے موجود ہیں تو کیوں نہیں اس کے لئے کمیٹی بنائی جاتی؟

جناب چیئرمین: اصل بات یہ ہے کہ دودھ کو چیک کرنے کے لئے ضلعی گورنمنٹ کے TMAs یا ٹاؤن ناظمین کے انسپکٹر ہوتے ہیں جو اس کو سپیشل چیک کر کے اس کی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ منسٹر صاحب اس سلسلے میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: چیک اینڈ بیلنس تو ذرا ٹھیک کر دیا جائے۔

وزیر زراعت/امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئرمین! دراصل دودھ میں یا غذائی اجناس میں جو ملاوٹ ہے اس کو تحصیل ٹاؤن ایڈمنسٹریشن نے چیک کرنا ہوتا ہے لیکن یہ لائیوسٹاک محکمے کا کام نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: منسٹر صاحب کے جواب کا ہی پتا نہیں چلتا کہ انہوں نے کیا بولا ہے اور کیا نہیں؟

جناب چیئرمین: محترمہ! انہوں نے یہ کہا ہے کہ آپ کو خالص دودھ مل جایا کرے گا۔ اگلا سوال نمبر 1562 راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1587، محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1588 بھی محترمہ نرگس پروین اعوان صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1685، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1821 محترمہ آمنہ جہانگیر صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 1822 چودھری ظہیر الدین صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال

نمبر1823جناب محمد محسن خان لغاری صاحب کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1824ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذاpendingکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر1825 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں لہذا pendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1826چودھری عبداللہ یوسف صاحب کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1852جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1857بھی جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1901ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کا ہے!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر1913چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے!۔۔۔۔تشریف نہیں رکھتے لہذاpendingکیا جاتا ہے۔اگلا سوال نمبر2321 رانا محمد افضل صاحب کا ہے!جی،رانا افضل صاحب!

رانا محمد افضل خان: سوال نمبر2321۔

مویشی فارمرز کے لئے گائیڈ بک کی فراہمی

*2321:رانا محمد افضل خان:کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے چھوٹے مویشی فارم بنانے کے لئے ایسی فزیبلٹی رپورٹ تیار کروائی ہے جو ایسے فارم بنانے کے لئے گائیڈ ثابت ہو؟

(ب) کیا ایسی فزیبلٹی رپورٹ بنائی گئی ہے جو 25سے 50گائے یا بھینس کو دودھ کے لئے پالنے کا مکمل منصوبہ مع نقشہ جات کے زمیندار کو مل سکتی ہو؟

(ج) اگر ہاں تو کہاں سے مل سکتی ہے،اگر نہیں تو کیا حکومت زمیندار کی سہولت کے لئے ایسا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ(ملک احمد علی اولکھ):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے اگر ڈیری فارمنگ کے لئے جانوروں کی تعداد میں کمی بیشی درکار ہو تو ضلعی لائیوسٹاک آفیسر سے رابطہ کرنے پر فزیبلٹی رپورٹ میں ردوبدل کروایا جا سکتا ہے۔ڈیری فارمنگ کے لئے نقشہ جات دستیاب اراضی کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہر تعمیرات سے تیار کروانا ہوں گے۔

(ج) ڈیری فارمنگ کے لئے 25 جانوروں کی بنیادی فزیبلٹی رپورٹ مویشی پال حضرات کی سہولت کے لئے محکمہ لائیوسٹاک میلہ مویشیاں، کسان میلہ، فارمرز ڈے، فارمرز ٹریننگ ورکشاپ پر مفت تقسیم کرتا ہے جبکہ یہ فزیبلٹی رپورٹ شعبہ اطلاعات ونشریات لائیوسٹاک کمپلیکس 16 کوپر روڈ لاہور سے بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔خواہشمند حضرات کو فری لائیوسٹاک ہیلپ لائن 0800-78686 اور 0800-78685 پر رابطہ کرنے پر بذریعہ ڈاک بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب چیئرمین! میں مطمئن ہوں، وزیر صاحب نے بہت اچھا اور بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ مطمئن ہیں تو ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر 2472 چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے، اگلا سوال نمبر 2473 بھی چودھری محمد اسد اللہ صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال نمبر 2666 محترمہ نگہت ناصر شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔

میں صحافی برادران کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دے رہا ہوں۔ اس کمیٹی میں صدر پریس گیلری، سیکرٹری پریس گیلری، رانا ثناء اللہ خان، وزیر قانون، محترمہ زیب جعفر صاحبہ، محترمہ عارفہ خالد صاحبہ اور میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، محترمہ سکینہ شاہین، یہ کمیٹی بنا دی ہے اور یہ کمیٹی اس سلسلے میں انکوائری کرے اور رپورٹ پیش کرے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اس کے لئے کوئی ٹائم فریم مقرر کر دیں کہ اتنے دنوں میں کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے۔ خواہ اس کا ٹائم پندرہ دن ہی کیوں نہ ہو، اگر ان کو مزید وقت درکار ہو گا تو وہ اس وقت کو مزید extend کروالیں گے لیکن time limit ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: جی، مجتبیٰ صاحب! اس سلسلے میں کوئی time limit مقرر کر دیں۔

وزیر آبکاری و محصولات و تعلیم اور ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب اس وقت ہاؤس میں تشریف فرما نہیں ہیں وہ سپیکر صاحب کے چیمبر میں اپوزیشن سے مذاکرات کر رہے ہیں، میں ان سے بھی پوچھ لیتا ہوں اور اپنے صحافی بھائیوں سے بات کر کے آج ہی ہم اس کی میٹنگ رکھ لیتے ہیں یا کل اس کی میٹنگ رکھ لیں گے۔

جناب چیئرمین: چلیں، ٹھیک ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صدر پریس کلب اور سیکرٹری سے مل لیتے ہیں اور رانا صاحب سے ملاقات کر کے آج یا کل میٹنگ کے وقت کا تعین کر لیتے ہیں۔

وزیر آبکاری و محصولات و تعلیم اور ٹرانسپورٹ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس کمیٹی میں خواجہ عمران نذیر کو بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی کے کنوینر وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان ہوں گے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جو مذاکراتی ٹیم ہے اور جنہوں نے ان سے مذاکرات کئے تھے کم از کم ان کو پہلے ہی اس کمیٹی میں ہونا چاہئے تھا کیونکہ انہوں نے ان کے ساتھ کچھ معاملات طے کئے ہوں گے، کچھ discussion کی ہو گی۔ یہ پہلی دفعہ ایسی کمیٹی ہے جن کو آپ نے کمیٹی بنا کر ان کے پاس بھیجا ہے اور ان کا نام دیا نہیں اور دوسروں کے نام دے دیئے ہیں۔

جناب چیئرمین: مقصد تو مسئلے کا حل درکار ہے۔ ان لوگوں کی مہربانی ہے کہ جو تشریف لے کر گئے تھے۔ ہم نے یہ higher level کی کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں سینئر لوگ شامل ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! جن لوگوں نے ان سے بات کی ہے اور ان کے ساتھ کچھ معاملات طے کئے ہیں۔ انہی کی recommendation پر انہوں نے کہا کہ کمیٹی بننی چاہئے۔ جن لوگوں نے کمیٹی بنانے کے لئے request کی ہے آپ نے ان کے نام ہی شامل نہیں کئے۔

جناب چیئرمین: ان کے نام بھی اس کمیٹی میں شامل ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جو مذاکرات کرنے گئے تھے انہی کے کہنے پر آپ کمیٹی تشکیل دے رہے ہیں۔ جو کمیٹی suggest کر رہے ہیں، جنہوں نے ان کے ساتھ بات کی ہے آپ نے ان کے نام ہی کاٹ دیئے ہیں۔ صحافی صاحبان واپس تشریف لائے اور انہوں نے ان کے ساتھ مذاکرات کئے۔ انہوں نے کہا کہ ہماری ان کے ساتھ commitment ہوئی ہے کہ ہم ہاؤس کی کمیٹی بنا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ ہم انشاء اللہ ان کو بھی کمیٹی میں شامل کرتے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: انشاء اللہ کی کیا بات ہے؟

جناب چیئرمین: ان کو کمیٹی میں شامل کرتے ہیں، آپ مطمئن رہیں۔ انشاء اللہ۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! محترم نوانی صاحب بغیر تصدیق کے یہ بات کہہ رہے ہیں، خواتین میں وہی شامل ہیں جو باہر گئی تھیں۔

جناب چیئرمین: اس کمیٹی میں وہ خواتین شامل ہیں جو ان کے ساتھ باہر گئی تھیں۔ محترمہ زیب جعفر صاحبہ اور عارفہ خالد صاحبہ ان کے ساتھ گئی تھیں۔ سکینہ شاہین صاحبہ بھی شامل تھیں ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا ہے۔ محترم نوانی صاحب! میری گزارش ہے کہ آپ نے جو بات کی ہے اس میں ہم نے شامل کیا ہے۔ چونکہ یہ لیڈیز کا مسئلہ تھا اور تین لیڈی ممبرز ان کے ساتھ گئی تھیں اور ہم نے ان تینوں کو اس کمیٹی میں ممبر بنایا ہے۔ اس میں، میں خواجہ عمران نذیر جو کہ میڈیا کوآرڈینیٹر ہیں ان کو بھی شامل کرتا ہوں کیونکہ وہ میڈیا سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ اس مسئلے کو بہتر طریقے سے حل کرا سکیں گے۔

چودھری طارق محمود باجوہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری طارق محمود باجوہ: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میری تحصیل سانگلہ ہل میں شفاخانہ حیوانات میں تین ماہ سے ویٹرنری ڈاکٹر کی سیٹ خالی ہے اور میرا دیہاتی علاقہ ہے۔ چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں جو مال مویشی پال کر اپنا گزارا کرتے

ہیں۔ وہاں پر جانوروں کو حفاظتی ٹیکے بھی نہیں لگائے گئے۔ غریب زمینداروں کے جانور بیمار ہو رہے ہیں اور اس بات کی اطلاع میں نے جناب سیکرٹری لائیو سٹاک اور ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کو اپنے لیٹر پیڈ پر لکھ کر دی ہے کہ تین ماہ سے کوئی ڈاکٹر نہیں ہے اور غریب زمیندار پریشان ہیں۔ میری بااختیار سیکرٹری صاحبان سے گزارش ہے کہ وہ وہاں پر کوئی ڈاکٹر تعینات کر دیں اور وزیر موصوف کوئی حکم صادر فرمائیں تاکہ جلدی سے جلدی کوئی ڈاکٹر تعینات کیا جائے۔ مہربانی شکریہ

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب سپیکر! لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ میں سات سو ویٹرنری ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن کو requisition بھیجی ہوئی ہے۔ جونہی پبلک سروس کمیشن ان کی recommendation کرتا ہے ڈاکٹروں کی تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔ اس کے علاوہ بھی سیکرٹری لائیو سٹاک نے پروگرام بنایا ہے کہ فوری ریکروٹمنٹ کر کے جتنی بھی اسامیاں خالی ہیں۔ انہیں پُر کیا جا رہا ہے اور جو میرے فاضل دوست نے کہا ہے تو میں لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ کو حکم کرتا ہوں کہ وہ اس سیٹ کو فوری طور پر fill کریں۔۔۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! ان کی پریشانی دور کریں کیونکہ ہمارے ایم پی اے صاحب بہت پریشان ہیں۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): دوسری گزارش یہ ہے کہ اس سال دو ارب روپے لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے رکھے گئے ہیں جس میں سے پنجاب میں گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے 500 ملین روپے، جانوروں کی بیماریوں کی تشخیص اور کنٹرول کے لئے 50 ملین یعنی پانچ کروڑ روپے، جانوروں کی خوراک کو بڑھانے کے لئے 45 کروڑ روپے، extension & communication کے لئے پانچ کروڑ، جانوروں کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لئے 25 کروڑ روپے اور پنجاب میں دودھ کی پیداوار بڑھانے کے لئے 50 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ نئے اقدامات کے لئے پانچ کروڑ اور مرغبانی کی ترقی کے لئے 25 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ 150 ویٹرنری آفیسروں کی تعیناتی کے لئے بھی حکم دیا گیا ہے تاکہ جہاں جہاں ویٹرنری ڈاکٹروں کی کمی

ہے وہاں پر یہ ڈاکٹر تعینات کر دیئے جائیں۔ میرے بھائی نے جو نشاندہی کی ہے تو میں محکمہ کو حکم دیتا ہوں کہ وہ فوری طور پر یہاں تعیناتی کرے۔

محترمہ طیبہ ضمیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ طیبہ ضمیر: شکریہ۔ جناب چیئرمین! کل ایک ناخوشگوار واقعہ اسمبلی میں رونما ہوا جس میں so-called opposition کی ایک رکن نے سستی شہرت کے حصول کے لئے ایک ناپاک جسارت کی جس میں چودھری عبدالغفور صاحب بالکل بے گناہ ہیں۔ اس کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے اور وہ تحقیق کرے کہ اس عورت یا خاتون نے از خود کوشش کی یا اس کے پیچھے چودھری پرویزالٰہی صاحب محرک ہیں یا ان کی پارٹی کے چند لیڈر ہیں جنہوں نے یہ گستاخانہ روش اختیار کر کے ایوان کے تقدس کو پامال کیا۔ اس معاملہ کی تحقیقات سامنے لائی جائیں۔ چودھری عبدالغفور صاحب وزیر جیل خانہ جات کا یہ action کا reaction تھا یعنی "عمل کا ردعمل" تھا۔ اگر میں یہاں پر موجود ہوتی تو میں اس نقاب پوش کو بے نقاب کرتی کہ جس نے اس ایوان کے تقدس کو مجروح کیا ہے۔ اس پر فی الفور ایک کمیٹی تشکیل دی جائے کہ از خود یہ خواتین اس قسم کی سستی شہرت کے لئے حرکتیں کرتی ہیں یا ان کے پیچھے کوئی محرک ہوتا ہے یا کوئی ان سے کرواتا ہے۔ میں اس واقعہ کی پرزور مذمت کرتی ہوں جو اپوزیشن کی طرف سے کل ایوان کے اندر حرکات سامنے آئی ہیں۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ question hour چل رہا ہے اور اس پر بار بار پوائنٹ آف آرڈر آ رہے ہیں تو پہلے سوالات کو ختم کر لیا جائے تاکہ باقی ایجنڈے پر آگے چلا جائے۔

جناب چیئرمین: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئر مین! میں باقی سوالوں کے جواب ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ میں خواتین کی ملازمت کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*2666: محترمہ نگہت ناصر شیخ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ لاہور میں خواتین کی ملازمت کے لئے منظور شدہ کوٹا کتنا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ میں سال 2007 کے دوران کتنی خواتین کو ملازمت دی گئی نیز ملازمت دی گئی خواتین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ محکمہ میں ملازمت پر رکھی گئی خواتین کو پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کیا گیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 2007 کے دوران رکھی گئی خواتین کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) حکومت پنجاب کی مروجہ ریکروٹمنٹ پالیسی 2004 کے مطابق تمام سرکاری اداروں بشمول محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور میں خواتین کا کوٹا تشہیر شدہ اسامیوں کا 5 فیصد ہے۔

(ب) محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب (شعبہ تحقیق) میں دوران سال 2007 جن خواتین کو ملازمت دی گئی ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ گریڈ 16 اور 17 کی تمام خواتین کو پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جب کہ گریڈ 1 کی اسامی پر حکومت پنجاب کی وضع کردہ بھرتی پالیسی کے تحت بھرتی کیا گیا۔

(د) جی نہیں۔ تمام خواتین کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا ہے۔

لائیوسٹاک فارم کھیری مورت (اٹک) کا قیام و دیگر تفصیلات

*2672: ملک خرم علی خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لائیوسٹاک فارم کھیری مورت (اٹک) کب قائم کیا گیا اس کے قیام کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس وقت اس فارم پر کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ج) اس وقت کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے، کس بناء پر خالی ہیں؟

(د) اس فارم میں کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں ان کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) اس فارم نے آج تک جانوروں کی نسل کشی کے سلسلہ میں جو اقدامات اٹھائے ہیں، اس کی تفصیل بیان کریں؟

(و) اس فارم کے زیر استعمال زمین کتنی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) لائیوسٹاک فارم کھیری مورت ضلع اٹک 1962 میں ویسٹ پاکستان ایگریکلچر ڈویلپمنٹ کارپوریشن نے قائم کیا۔

1972 سے لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کے تحت کام کر رہا ہے۔

اغراض و مقاصد:

1۔ بارانی حالات میں گائیوں، بھیڑوں، بکریوں وغیرہ کی بہتر خوراک، نسل کشی اور دیکھ بھال پر تحقیق اور مختلف نسلوں کی ترقی

2۔ چراگاہ کے مختلف غذائی وسائل (گھاس جھاڑیوں اور چارہ دار درختوں) کا غذائی تجزیہ بغیت پر تحقیق و ترقی
3۔ جانوروں میں طفیلی کرموں کے امراض کی تشخیص اور ان سے بچاؤ کی تدابیر کرنا۔
4۔ بارانی علاقہ کے پیشہ ورانہ عملہ، ماتحت عملہ اور مویشی پال حضرات کی تربیت۔
5۔ بارانی حالات میں حیوانات کی پرورش اور پیداوار کی اقتصادیات معلوم کرنا

(ب) فارم کھیری مورت میں جو ملازمین کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس فارم پر درج ذیل جانور ہیں، جن کی تعداد درج ذیل ہے:۔

گائیں		بھیڑیں	
دھنی	103	سالٹ رینج	611
لوہانی	70	کراکل	4
سرخ سندھی	59	عواصی کراس	4
چولستانی	58	میزان	619
مخلوط (کراس)	74	بھینس	7
میزان	364		
بکریاں		اونٹ	28
لوکل ہیری	78	گھوڑے / گدھے	15
بیتل	287		
بیتل کراس	95		
میزان	460		

(ہ)

1۔ نسل کشی کے لئے گائیں، بھیڑوں اور بکریوں کے نر جانور مویشی پال حضرات کو فراہم کئے جاتے ہیں۔
2۔ بارانی دیہی ترقیاتی منصوبہ کے تحت بارانی علاقے میں تقریباً 700 سانڈ بیل نسل کشی کے لئے فراہم کئے گئے۔
3۔ فارم پر لائے گئے مادہ جانوروں کے لئے اعلیٰ نسل کے نر جانوروں سے ملائی کی سہولت مفت فراہم کی جاتی ہے۔
4۔ مصنوعی نسل کشی کی سہولت فارم پر لائے گئے جانوروں کے لئے فراہم کی جاتی ہے۔

5۔ فارم کے ارد گرد دیہات میں مویشی پال حضرات کو مویشی پروری اور گلہ بانی کے متعلق مشاورت اور علاج معالجہ میں مدد فراہم کی جاتی ہے۔

6۔ ادارہ میں موجود تشخیص لیبارٹری کے ذریعے بیماریوں کی تشخیص کر کے مناسب علاج معالجہ کی سفارش کی جاتی ہے۔

7۔ فیڈمل کے ذریعے متوازن خوراک (انمول ونڈا اور انمول فیڈ بلاک) تیار کر کے کسانوں کو بغیر نفع نقصان کے فروخت کی جاتی ہے۔

8۔ کسانوں کو جانوروں کی پرورش اور نسل کشی کے متعلق تربیت فراہم کی جاتی ہے۔

9۔ دو سالہ لائیو سٹاک اسسٹنٹ ڈپلومہ کورس کروایا جاتا ہے۔

(سال 08-2007 کے دوران فراہم کی گئی خدمات کی تفصیل بطور ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(د)

کل رقبہ 12533 ایکڑ، محکمہ ڈیفنس کو دیا گیا: 3793 ایکڑ،

فارم کے زیر استعمال: 8740 ایکڑ

تحصیل شاہ پور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں سے متعلقہ تفصیلات

*2863: **محترمہ شہزادی عمر زادی ٹوانہ**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں محکمہ کے کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں کس کس گریڈ کی اسامیاں خالی ہیں نیز یہ اسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی؟

(ج) ان ویٹرنری سنٹروں اور ہسپتال کو سال 08۔2007 اور 09۔2008 کے دوران کتنی رقم سالانہ فراہم کی گئی تھی؟

(د) ان سنٹروں اور ہسپتال میں حکومت ویٹرنری آفیسر کی خالی اسامیاں کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) تحصیل شاہپور ضلع سرگودھا میں محکمہ کے ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد 3 اور ڈسپنسری ایک ہے جو کہ (شاہپور، گوندل، جھاوریاں اور جلال پور) میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کسی گریڈ کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) ان ویٹرنری سنٹروں اور ہسپتالوں کو سال 08-2007 اور 09-2008 کے دوران رقم سالانہ درج ذیل فراہم کی گئی:۔

سال	تنخواہ	ادویات
2007-08	1171320	20000
2008-09	1194156	20000
ٹوٹل:۔	2365476	40000

(د) ویٹرنری آفیسر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

پی پی۔165 شیخوپورہ، لائیوسٹاک فارمز سے متعلقہ تفصیلات

*3024: چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حلقہ پی پی۔165 ضلع شیخوپورہ ایک دیہی حلقہ ہے، اکثر لوگوں کا ذریعہ معاش مویشی پالنا اور ان کے دودھ و گوشت کی پیداوار پر مبنی ہے، اگر ہاں تو اس حلقہ میں کتنے لائیوسٹاک سنٹر قائم ہیں اور کتنے مزید سنٹروں کی ضرورت ہے؟

(ب) حکومتی تخمینہ جات کے مطابق مذکورہ حلقہ میں کتنے سنٹروں کی ضرورت ہے اور کتنے سنٹروں کے لئے اس سال بجٹ رکھا گیا ہے اور بقیہ سنٹروں کے قیام کے لئے حکومت کب تک فنڈز کی فراہمی کے لئے تیار ہے، تفصیلاً تحریر فرمائیں؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں مذکورہ حلقہ کے ان سنٹروں کے قیام اور ادویات کی فراہمی کے لئے سال وار کتنے کتنے فنڈز فراہم کئے گئے، تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-165 ضلع شیخوپورہ کا دیہی حلقہ ہے اور اکثر لوگوں کا ذریعہ معاش مویشی پالنا ہے اور اس حلقہ میں مندرجہ ذیل ویٹرنری ہسپتال / ویٹرنری سنٹرز موجود ہیں۔

1۔ سول ویٹرنری ہسپتال برج اٹاری
2۔ سول ویٹرنری ہسپتال شرقپور شریف
3۔ ویٹرنری سنٹر ڈھانہ
4۔ ویٹرنری سنٹر ناظر لبانہ
5۔ ویٹرنری سنٹر منڈیانوالا
6۔ ویٹرنری سنٹر سہجووال
7۔ ویٹرنری سنٹر ڈھاکے
8۔ ویٹرنری سنٹر قریشیانوالہ
9۔ ویٹرنری سنٹر اسلام نگر
10۔ ویٹرنری سنٹر ممبرانوالہ
11۔ ویٹرنری سنٹر کوٹ محمود
12۔ ویٹرنری سنٹر فیض پور کلاں

مزید برآں حکومت پنجاب کی منظور کردہ ترقیاتی سکیم سپورٹ سروسز فار لائیو سٹاک فارمرز کے تحت مندرجہ ذیل ویٹرنری ڈسپنسریاں حلقہ پی پی-165 میں تعمیر کی جا رہی ہیں:-

1۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری ترڑے والی
2۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری چک نمبر 23
3۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری سہجووال
4۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری ناظر لبانہ
5۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری بھوتی پور
6۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری سامولانہ
7۔ سول ویٹرنری ڈسپنسری گوئندا

اس کے علاوہ تحصیل شرق پور شریف میں موبائل ویٹرنری ڈسپنسری حکومت پنجاب نے اسی سکیم کے تحت مہیا کی ہے جو کہ فارمرز حضرات کے جانوروں کو موقع پر دیکھ کر علاج معالجہ کی سہولت مہیا کر رہی ہے۔

(ب) صوبائی حلقہ پی پی۔165 ضلع شیخوپورہ میں مزید ویٹرنری سنٹرز کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران حلقہ پی پی۔165 میں درج ذیل مالیات کی ادویات فراہم کی گئی ہیں:۔

نمبر شمار	سال	رقم فنڈز
-1	2003-04	600000
-2	2004-05	600000
-3	2005-06	700000
-4	2006-07	700000
-5	2007-08	700000

ضلع شیخوپورہ میں حکومت پنجاب نے سپورٹ سروسز فار لائیوسٹاک فارمرز ترقیاتی سکیم کے تحت سول اور ویٹرنری ڈسپنسریاں تعمیر کرنے کے لئے مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے ہیں:۔

سال	فنڈز
2006-07	38.649ملین(روپے)
2007-08	25.000ملین(روپے)

ضلع لاہور میں محکمہ کے فارمز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3071: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ کے کتنے فارمز ہیں ان کا کتنا رقبہ ہے، علیحدہ علیحدہ فارم وائز آگاہ کریں؟

(ب) ان فارموں پر08۔2007اور09۔2008 میں کتنے کتنے مویشی تھے کیا ان مویشیوں میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی ہو رہی ہے اگر کمی ہو رہی ہے تو اسکی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) ان فارموں کو مذکورہ بالا عرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کتنے اخراجات ہوئے انکی تفصیل سال وائز فراہم کریں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ لائیو سٹاک کے زیر انتظام صرف ایک فارم گورنمنٹ تجرباتی رکھ ڈیرہ چاہل بیدیاں روڈ پر واقع ہے۔اس کا رقبہ 705 ایکڑ ہے جس میں سے 150 ایکڑ NIAB کے زیر انتظام ہے۔

(ب) فارم ہذا پر 2 اقسام کے جانور دوغلی نسل کی گائیں اور نیلی راوی بھینسیں موجود ہیں مذکورہ دونوں سالوں میں جانوروں کی کل تعداد 402 رہی ہے مویشیوں کی تعداد میں اضافہ / کمی نہ ہوئی ہے۔

(ج) فارم ہذا پر اخراجات اور آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال	اخراجات (ملین)	آمدن (ملین)
2007-08	18.06	8.726
2008-09	18.26	9.323

ضلع لاہور کے فارمز کا رقبہ و دیگر تفصیلات

*3072: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور کے فارمز کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے زیر استعمال ہے اور کتنے کتنے عرصہ سے، ان کے نام اور پتاجات سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا محکمہ مذکورہ رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

(الف) اس فارم کی اراضی پر کسی کا ناجائز قبضہ نہ ہے۔

(ب) فارم ہذا کی اراضی پر کسی کا ناجائز قبضہ نہ ہے۔

ضلع اوکاڑہ، بہاولنگر میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*3259: محترمہ شبینہ ریاض: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع اوکاڑہ اور بہاولنگر میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے2006 تا 2008 کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے، کیا ان اقدامات سے گوشت کی پیداوار بڑھی یا کم ہوئی اگر کم ہوئی تو اسکی وجوہات سے آگاہ کریں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ):

ضلع اوکاڑہ میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے محکمہ ہذا نے بہت سے اقدامات کئے جن کی وجہ سے مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے ہر گاؤں تحصیل اور ضلع کی سطح پر خود آگاہی پروگرام تشکیل دیئے گئے جس میں کمرشل اور گھریلو مرغبان حضرات کو مفت مشورے دیئے گئے بیماری کی تشخیص بذریعہ پوسٹ مارٹم اور لیبارٹری ٹیسٹوں کے ذریعے کی گئی ایک ماہ میں اوسط250 پوسٹ مارٹم کئے جاتے ہیں اور مختلف وبائی امراض کے لئے وسیع پیمانے پر مختلف بیماریوں کی ویکسین مہیا کی گئی جس کی وجہ سے وبائی امراض پر کنٹرول ہوا اور مرغی کے گوشت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ان کے علاوہ برڈ فلو سے بچاؤ کے لئے حفاظتی اقدامات کئے ان اقدامات کی وجہ سے ضلع اوکاڑہ میں مرغی کا گوشت مارکیٹ میں مناسب داموں فروخت ہوتا ہے۔

ضلع بہاولنگر میں مرغی کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے کسانوں کو پولٹری فارم بنانے کی ترغیب کے لئے فارمز ڈے منعقد کئے گئے، مرغی کے گوشت کی پیداوار میں کمی ہوئی۔

وجوہات:۔
خوراک کی قیمت میں اضافہ، چوزوں کی قیمت میں اضافہ، بہاولنگر کے موسمی اثرات، کنٹرولڈ شیڈ لگانے کے انتظامات کا نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔

پوائنٹ آف آرڈر

حلقہ پی پی۔165 شیخوپورہ میں لائیو سٹاک کے فارمز کے بارے میں سوال کے غلط جواب کی فراہمی

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں بھی ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ یعنی مویشی پالنے کے بارے میں گزارش کر رہا ہوں۔ میں وزیر موصوف صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آج کے سوالوں کے جواب میں میرے حلقہ سے متعلق جو اعداد و شمار دیئے ہیں یہ کلی طور پر غلط ہیں۔ میں on the floor یہ بات کر رہا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! آپ question hour extend کر دیں تب تو یہ بات بالکل ہونی چاہیئے۔۔۔

جناب چیئرمین: میں نے یہ بالکل کہا ہے کہ question hour کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے میں یہ بات ان سے کہنے والا ہوں۔۔۔

شیخ علاؤالدین: میری گزارش یہ ہے کہ floor پر جو سوال آیا ہے تو اسے سن لیں یا مجھے سن لیں۔

جناب چیئرمین: اب question hour تو ختم ہو گیا ہے وہ تو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر پر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انہوں نے اسمبلی میں جو جواب دیا ہے وہ بالکل غلط ہے۔ انہوں نے رقم کی فراہمی کے بارے میں بات کی ہے، ڈسپنسری یا سنٹر یہاں پر بنائے ہوئے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس محکمہ کے جس ذمہ دار افسر نے یہ غلط اعداد و شمار اس معزز ایوان میں دیئے ہیں تو میری بات کو تصدیق فرما کر بعد از تحقیقات ان کے خلاف ایکشن لیا جانا چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ایک طرف یہ کہہ رہے ہیں ویٹرنری سنٹر ساجووال موجود ہے اور دوسری طرف یہ کہہ رہے ہیں کہ سول ویٹرنری ڈسپنسری ساجووال میں قائم کی جا رہی ہے۔ ایک گاؤں جو چار ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے، جہاں پر ابھی تک کوئی ڈسپنسری موجود ہے، کوئی سول ویٹرنری ہسپتال ہے اور نہ ہی کوئی سنٹر ہے تو یہ کیوں غلط figure دے رہے ہیں؟ زیادہ تر سنٹر اور ڈسپنسریوں میں تو عملہ ہی موجود نہیں ہے۔

دوائی کے حوالے سے on the floor یہ بات کرتا ہوں کہ میرے حلقے میں کہیں پر کسی بھی ایک مویشی مالک کو ایک بھی مفت ٹیکہ ویٹرنری ڈسپنسری یا سنٹر کے عملے نے لگایا ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل دیانتداری سے بات کرتے ہیں۔ آج تک ایک انجکشن بھی کسی زمیندار کے جانور کو مفت نہیں لگایا گیا۔ یہ بالکل غلط figure دی گئی ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ اس سلسلے میں منسٹر صاحب سے مل لیں اور جیسے آپ نے کہا ہے تو وہ مکمل تفصیلات انہیں فراہم کریں۔ اگر کسی نے کوئی غلط information دی ہے تو منسٹر صاحب ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں وہ بات کر رہا ہوں جو ریکارڈ پر ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: منڈا صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر تھا جس کا منسٹر صاحب جواب دیں گے اور میں نے بھی کہہ دیا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت / امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (ملک احمد علی اولکھ): جناب چیئر مین! question hour ختم ہو گیا ہے اور تمام سوالوں کے جواب دے دیئے گئے ہیں۔ منڈا صاحب نے جو point out کیا ہے تو میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر کوئی specific complaint ہے تو یہ مجھے بتائیں۔ ہم اس کی انکوائری کروائیں گے۔ Medicine ڈسٹرکٹ گورنمنٹ والے دے رہے ہیں اور لائیو سٹاک ڈیپارٹمنٹ as such اپنے طور پر کہیں ڈسپنسریوں یا ہسپتالوں کو دوائی نہیں فراہم کر رہا۔ پورے پنجاب میں collective رقم متعلقہ ضلع میں جانوروں کی تعداد کے حساب سے دے دیتے ہیں اور دوائیاں فراہم کر دیتے ہیں۔ بجٹ براہ راست ان کو دے دیتے ہیں۔ وہاں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ٹینڈر کرتی ہیں اور دوائیاں خرید کر اپنے ہسپتالوں کو فراہم کرتی ہیں۔ اگر شیخوپورہ کی کوئی local complaint ہے کہ کہیں ادویات نہیں مل رہیں یا کہیں ڈسپنسری میں کوئی شکایت ہے تو یہ اس بارے میں specific complaint کر دیں ہم اس کی مکمل انکوائری کروائیں گے اور ذمہ داروں کے خلاف کارروائی ہو گی۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب چیئر مین! پرسوں یہاں پر یونیورسٹی کے ملازمین احتجاج کرتے ہوئے آئے تھے تو سپیکر صاحب نے مجتبیٰ شجاع الرحمٰن اور ہم میں سے کچھ لوگوں کو نیچے ان سے ملنے کے لئے بھیجا تھا مگر وہ لوگ جا چکے تھے۔ آج وہ دوبارہ نیچے آئے ہیں تو اگر آپ کی اجازت ہو تو آپ منسٹر صاحب سے کہیں کہ دوبارہ ان کی بات سن کر آپ تک پہنچا دیں۔

جناب چیئر مین: جی، مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب! جیسے محترمہ نے کہا ہے کہ پچھلے دنوں بھی یونیورسٹی ملازمین نے احتجاج کیا تھا اور آپ ان کے پاس گئے تھے اور اس سلسلے میں ان سے وعدہ کیا تھا کہ ہم ان کے مسائل حل کریں گے۔ آج پھر وہ آئے ہیں تو یا پھر اس سلسلے میں کوئی کمیٹی بنا دیں یا پھر ان سے مل لیں تاکہ ان کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔

وزیر آبکاری و محصولات / ٹرانسپورٹ / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئر مین! بات یہ تھی کہ سپیکر صاحب نے ہمیں بھیجا تھا لیکن جب ہم باہر گئے تو وہ لوگ احتجاج کر کے چلے گئے۔ اب معزز رکن بتا رہی ہیں کہ آج پھر وہ تشریف لائے ہیں تو اس سلسلے میں آپ کوئی کمیٹی ہی بنا دیں تو ہم ابھی ان سے مل لیتے ہیں۔ آپ ایک کمیٹی بنا دیں جو وہاں جا کر ان کے مسائل کو پوچھ کر آپ کو رپورٹ پیش کر دے۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے پھر اس کی ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں اور آپ ان سے مل بھی لیں۔ یہ کمیٹی ان کے تمام مسائل کو حل کرے گی۔ جی، ملک اختر صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے فنانس (جناب محمد اختر ملک): جناب چیئر مین! ملتان میں قیام پاکستان کے بعد ایک نشتر ہسپتال بنا تھا۔ نشتر ہسپتال بلوچستان، سندھ، سرحد تک اور جنوبی پنجاب کے سارے علاقے کو صحت کی سہولتیں مہیا کر رہا ہے۔ ایک تو میری گزارش یہ ہے کہ اس کی capacity اب کم ہو گئی ہے میں ہاؤس کے توسط سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی extension ہونی چاہئے۔ دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ چھ ماہ سے وہاں پر عملے کی shortage ہے۔ میں نے چھ مہینے پہلے بھی اسمبلی میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی کہ اس کی S.N.E چھ ماہ سے سیکرٹریٹ کے دفتروں میں دھکے کھاتی پھر رہی ہے۔ اگر میں غلط نہیں ہوں تو مجھے جو خبریں ملی ہیں اور P.M.D.C کی requirement ہوتی ہے کہ اس میں سٹاف پورا ہونا چاہئے، پروفیسر پورے ہونے چاہئیں، اسسٹنٹ پروفیسر، لیکچرار، ڈاکٹر پورے ہونے چاہئیں۔ اگر پورا عملہ ہو تو P.M.D.C کی رجسٹریشن رہتی ہے اور اگر اس میں کمی ہو تو P.M.D.C کی رجسٹریشن بھی ختم ہو جاتی ہے اور ہمارے جو سٹوڈنٹس foreign country میں higher qualification کے لئے جاتے ہیں ان کی بھی رجسٹریشن ختم ہو جاتی ہیں۔ میری ہاؤس کی توسط سے یہ گزارش ہے کہ اس کی S.N.E کو جلد از جلد approve کر کے عملے کی کمی پوری کی جائے تاکہ آنے والے وقتوں میں higher qualification کے لئے ڈاکٹروں نے foreign country میں جانا ہوتا ہے تو ان کی مشکلات میں اضافہ نہ ہو بلکہ ان کی مشکلات کم ہوں۔ میں اس ہاؤس کی توسط سے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی بنا دی جائے کہ اس کی S.N.E کیوں

delay ہو رہی ہے؟ اگر نہیں تو کم از کم اسمبلی کی طرف سے ہمیں یہ message ضرور دینا چاہئے کہ نشتر ہسپتال کے معاملات جو اسمبلی میں، سیکرٹریٹ میں پھر رہے ہیں ان کو حل کیا جائے۔

جناب چیئر مین: آپ ایسا کریں کہ اپنے ہیلتھ منسٹر سے مل لیں اور یہ تمام تفصیلات ان کو بتائیں۔ ہم ان کو pass direction کر دیتے ہیں تاکہ آپ کے مسائل کو حل کیا جا سکے۔

رانا آصف محمود: جناب چیئر مین! آپ نے وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے۔ میرا سوال نمبر 2899 اور 2902 ہے، براہ مہربانی! انہیں pending فرما دیں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔ ان کو pending کیا جاتا ہے، کوئی ایسی بات نہیں۔ جی، شیخ صاحب!

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: دیکھیں رانا صاحب! میں نے ابھی floor شیخ صاحب کو دیا ہے ان کے بعد محترمہ اور پھر آپ بات کر لینا۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میری صرف یہ گزارش ہے کہ آج کا دن سپیکر صاحب نے M.L.C کے cases پر بحث کے لئے رکھا تھا اور میری یہ Adjournment Motion admit ہوئی ہے جو انتہائی اہم ہے۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے کہ medico legal cases میں رپورٹیں delay ہوتی ہیں جن کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ضروری نہیں ہے honourable members بار بار کسی کمیٹی کا کہہ دیتے ہیں اور بات کہیں سے کہیں چلی جاتی ہے۔ آج ایک عجیب معاملہ یہ بھی ہوا کہ آپ نے ایک سوال کو declare کیا کہ یہ سوال پڑھا جائے۔ پندرہ بیس منٹ ادھر ادھر بحث ہوئی اور question hour ختم ہو گیا۔ میرا ابھی اس میں ایک سوال ضائع ہوا۔ میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ چونکہ M.L.C پر بحث ہے جس میں سب نے حصہ لینا ہے اور ہر حلقے میں یہ مسئلہ بنا ہوا ہے، آپ کے حلقے میں بھی ہے کہ لوگوں کی میڈیکل لیگل کیسوں کی رپورٹیں ہیں جو چیلنج ہو جاتی ہیں، چھ چھ ماہ تک ڈاکٹرز اس کی رپورٹ نہیں دیتے اور لوگ پریشان پھرتے رہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ اس ہاؤس کو اس طریقے سے چلائیں کیونکہ کہیں ٹائم ختم نہ ہو جائے اور یہ اتنے اہم مسائل رہ نہ جائیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: اس پر ہم دیکھ لیتے ہیں اور آپ کو ہم انشاءاللہ تعالیٰ ٹائم دیں گے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ ابھی ایک صحافی بھائی کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے آپ نے ایک کمیٹی بنادی، میں سمجھتی ہوں کہ کمیٹی بنا کر بعد میں ان کو بلا لیا کریں۔ ایلیٹ فورس پنجاب گورنمنٹ کے under آتی ہے ان کو suspend کر کے ایس ایس پی صاحب کو بلائیں اور ان کو کہیں کہ اس بات کا ازالہ کریں۔ اگر اسی طرح روز کمیٹیاں بنتی رہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ کسی کو اتنی جلدی انصاف نہیں ملے گا۔ یہاں پر اگر بات کی گئی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ کمیٹی پر کمیٹی پتا نہیں کس کی پرچی نکلنی ہے اور کس کو انصاف ملنا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ گورنمنٹ کا معاملہ ہے، آپ کے under ہے اور لاء منسٹر صاحب کو کہیں کہ وہ ایس ایس پی کو کہیں کہ وہ ان کو suspend کریں۔ صحافی بھائیوں کو بلائیں اور پولیس والوں کو بھی بلا کر یہ بات ختم کریں تاکہ آئندہ کوئی سڑک پر کسی کے ساتھ زیادتی نہ کر سکے۔

جناب چیئرمین: جی، میاں صاحب!

وزیر آبکاری و محصولات / ٹرانسپورٹ / تعلیم (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب چیئرمین! ایسی بھی بات نہیں ہے۔ کمیٹی میں ایس ایس پی سے بھی بڑے پولیس آفیسران جیسے C.C.P.O یا دیگر افسران کو بلایا جائے گا۔ ہمارے لئے ہمارے صحافی بھائی انتہائی محترم ہیں کیونکہ اس وقت لاء منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے میں نے exact time نہیں دیا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم آج ہی پولیس کے متعلقہ افسران کو کمیٹی میں بلا کر آج ہی اس matter کو resolve کر دیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

قواعد انضباط کار اور قواعد انصرام کار صوبائی اسمبلی پنجاب میں ترمیم کا مطالبہ

میجر (ر) عبدالرحمٰن رانا: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آج اس معزز ہاؤس کی دو اہم چیزوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے جو ہماری اسمبلی کے قواعد انضباط کار جس وقت بنے تھے اس وقت ہاؤس کی تعداد آج کی تعداد سے آدھی سے بھی کم تھی۔ اُس وقت کے تقاضوں کو شاید یہ پورے کرتے

ہوں لیکن جو میرا پچھلے ایک سال کا تجربہ اور ذاتی مشاہدہ ہے اس کے مطابق یہ آج کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس میں خصوصی طور پر question hour کو ہی لے لیں۔ جب ایک سوال ہوتا ہے اس پر ایک ایم پی اے محرک کی محنت، ڈیپارٹمنٹ جو اس سوال کا جواب دیتا ہے اس کی محنت، اسمبلی سٹاف جو اس پر کارروائی کرتا ہے اس کی محنت اگر اس کا اندازہ لگایا جائے تو آپ دیکھیں گے کہ ان سوالوں پر کتنے ہزاروں روپے اور ٹائم خرچ ہوتا ہے۔ لیکن ہوتا کیا ہے؟ اتنے بڑے ہاؤس میں وہ سوال بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ دو یا تین سوال ہوتے ہیں اور question hour ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بجٹ پر آ جائیں، چار دن بجٹ پر بحث کے ملتے ہیں ان چار دنوں میں ہر ایم پی اے کا حق ہے کہ وہ سیر حاصل بحث کرے اور اپنے ذہن میں جو چیزیں اور تجاویز ہیں وہ دے لیکن وہ نہیں دے سکتا کیونکہ وقت کی پابندی آ جاتی ہے۔ پھر government assurance ہے، میں نے دیکھا ہے کہ ہر بات پر گورنمنٹ کی assurance آتی ہے کہ یہ کر دیا جائے گا لیکن کبھی بعد میں اس ہاؤس میں اس چیز کو follow up نہیں کیا جاتا۔ پھر ہماری سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں کہ ان سٹینڈنگ کمیٹیوں کو جو اختیارات دیئے گئے ہیں ان میں مجھے نظر آتا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کا کوئی role ہی نہیں ہے۔ وہ صرف وہی چیزیں کر سکتی ہے جو ہاؤس اس کو دیتا ہے۔ اگر آپ رولز آف بزنس میں جائیں، وفاق کی سٹینڈنگ کمیٹی کو دیکھیں یا باہر کے ملکوں کی اسمبلیوں کی سٹینڈنگ کمیٹیوں کو دیکھیں اور اگر ہم سٹینڈنگ کمیٹیوں کو اختیارات دے دیں تو ہمارے وزراء کا load کم ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وہ اپنے باقی کاموں کو بہتر طریقے سے کر سکیں گے۔ اسی طرح پارلیمانی سیکرٹری کا جو role ہے وہ بھی مجھے اس Rules of Procedure میں نظر نہیں آ رہا تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ان چیزوں کو revisit کیا جائے اور revisit کرنے سے پہلے ہاؤس میں اس پر سیر حاصل بحث ہونی چاہئے اس پر ہر ایم پی اے کو اجازت دیں کہ وہ بولیں، اپنی تجاویز دیں اور اس کے بعد اس کو amendment کے لئے لائیں۔ دوسرا point جو میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ Rules of Business of Provincial Assemnbly of the Punjab 1974 میں بنے تھے۔ میرا نہیں خیال کہ اس کے بعد وہ revise ہوئے ہیں یا وہ وقت حاضرہ کے مطابق ہیں۔ آپ دیکھئے کہ وفاق اور صوبے کے Rules of Business میں جہاں پر گورنمنٹ define ہوتی ہے وہاں پر منسٹر کا نام آتا ہے اور اس

کے بعد اس کی جو division ہے یا ڈیپارٹمنٹ ہے اس کا ذکر ساتھ آتا ہے یعنی کہ اس کے سیکرٹری کا ذکر آتا ہے دونوں مل کر گورنمنٹ بناتے ہیں اور اس طریقے سے منسٹر جو کہ پبلک کا نمائندہ ہے وہ وفاق میں اپنی input اچھی اور بہتر دیتا ہے اور اگر ہم یہاں کے Rules of Business کو دیکھیں تو جب گورنمنٹ کی definition آتی ہے تو وہاں پر منسٹر کا ذکر نہیں ہے اسی لئے آپ دیکھتے ہیں کہ منسٹروں کے پیچھے ہم پھرتے ہیں، ہمارے پیچھے ہمارے ووٹر سپورٹر پھرتے ہیں لیکن کام نہیں ہوتا کیونکہ منسٹر بے بس ہیں، وہ گورنمنٹ کا حصہ تصور نہیں کئے جاتے۔(نعرہ ہائے تحسین)

Rules of Business جو گورنمنٹ آف پنجاب بناتی ہے، یہ کیبنٹ کا کام ہے، اگر اسمبلی میں یہ قرارداد پاس کی جائے کہ Rules of Business کو revise کر کے وزراء کو بااختیار کیا جائے تاکہ جو کام اسمبلیوں کے اندر، ہاؤس کے اندر وزراء کر رہے ہیں وہ پارلیمانی سیکرٹریوں کو کرنا چاہئے۔ ہاؤس کے اندر ان کے ڈیپارٹمنٹ کا جو بھی کوئی مسئلہ ہو، وزراء کا کام پنجاب حکومت کے اندر اتنا واضح نہیں ہے اور اسی لئے پارلیمانی سیکرٹریوں کا کام واضح نہیں ہے اور اسی لئے سٹینڈنگ کمیٹیوں کا کام واضح نہیں ہے تو میری گزارش ہے کہ آپ ایک وقت مقرر کر دیں تاکہ اس پر ہر ایم پی اے، ہر معزز رکن اپنے خیالات پیش کر سکے۔ ہاؤس کے اندر جو واقعات ہوتے ہیں آپ کو بار بار کہنا پڑتا ہے کہ ہاؤس in order لائیں یا کوئی جھگڑا ہوتا ہے یا معزز ارکان کی بولنے کی جو تمنا ہوتی ہے وہ پوری نہیں ہوتی اسی وجہ سے ہاؤس کے اندر tension ہوتی ہے اور ہاؤس میں کارروائی اپنے انجام کو نہیں پہنچتی۔ اگر ہر آدمی کو بولنے کا وقت ملے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے اندر tension آئے گی۔ بلوچستان اسمبلی کے اندر دیکھئے کہ چونسٹھ ممبران ہیں اور وہاں پر بھی ستر دن اجلاس ہوتا ہے، آپ پشاور کی اسمبلی کو دیکھیں اس سے چوتھا حصہ ہے وہاں پر بھی ستر دن ہیں۔ سندھ کی اسمبلی کو دیکھیں اس سے آدھی ہے وہاں پر بھی ستر دن ہیں۔ یہاں پر تین سو اکہتر معزز ممبران کے لئے اگر آپ ستر دن کے منٹ بھی لگالیں تو چھ گھنٹے یا آٹھ گھنٹے کے اجلاس میں آپ بتائیے کہ کس کے حصے میں کیا آتا ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ایک روایت یا precedence کی بات ہے۔ ستر دن کم سے کم دیئے گئے ہیں لیکن مجھے نہیں پتا کہ ہم کیوں ستر دن سے زیادہ اجلاس نہیں کر سکتے؟

جناب چیئرمین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ میں اس کے جواب کے لئے راجہ ریاض سے کہوں گا کہ وہ ہمارے سینئر منسٹر ہیں وہ اس سلسلے میں جواب دیں۔

میاں محمد رفیق: اساں وی کجھ کہناا ے۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! ہم بھی اس موضوع پر بولنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں نے راجہ صاحب کو floor دیا ہے۔ آپ ذرا بیٹھیں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب سپیکر! شکریہ۔ میجر صاحب ہمارے معزز ممبر ہیں انہوں نے جو بات کی ہے وہ بہت relevant ہے کیونکہ ہاؤس بہت بڑا ہو گیا ہے اور تمام ممبران اپنے حلقوں کے مسائل یا جو بھی issues ہیں ان پر بات کرنا چاہتے ہیں تو میری یہ تجویز ہو گی کہ ہاؤس کمیٹی یہاں پر ہے اس کو ہدایت کریں کہ وہ اس پر ورکنگ کرے اور کچھ معزز ممبران اس کمیٹی کے ساتھ بے شک اپنے خیالات کا اظہار کر لیں اور وہ اگلے اجلاس میں فائنل رپورٹ بنا کر آپ کے سامنے پیش کر دیں اور اس کے مطابق بیٹھ کر ورکنگ کر لی جائے لیکن میں یہ بات تسلیم کرتا ہوں، ان کی بات بہت جائز ہے اور اس پر ہمیں غور کرنا چاہئے، ہم اجلاس زیادہ کر سکتے ہیں ستر دن تو کم سے کم ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ دن بھی اجلاس کر سکتے ہیں، ستر دن سے بڑھا بھی سکتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں discuss ہو جائیں پھر ایک فائنل رپورٹ آ جائے جو ہاؤس کے سب پارلیمانی لیڈر بیٹھ کر اس کو discuss کر لیں اور پھر ہاؤس سے approve کروا کر اس طریق کار کے تحت اس کو چلایا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ جی، شاہ صاحب!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب بھی بیٹھے ہیں ہم 1970 کی اسمبلی سے اکٹھے آ رہے ہیں تو میں آپ کے علم میں صرف یہ بات لانا چاہتا ہوں۔ سردار صاحب کو یاد ہی ہو گا کہ ویسے بھی اس ہاؤس کے پانچ سیشن تو پہلے ہی ہوتے ہیں۔ spring session, autumn

ایک دفعہ session, summer session, winter session and budget session. spring session یہاں شروع ہوا تھا اس وقت لوکل گورنمنٹ کا یہاں پر ایکٹ تھا۔ حنیف رامے صاحب یہاں چیف منسٹر تھے تو ستمبر تک اجلاس continue رہا اور اس اسمبلی کی آپ record دیکھ لیں تقریباً آٹھ، نو، دس مہینے سیشن رہا کرتا تھا۔ اب یہ ہے کہ ہم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمیں ستر دن سے cross نہیں کرنا تو اس لئے آپ خود ہی اندازہ کریں کہ جب session, in session ہوتا ہے ایڈمنسٹریشن پر، ہر ایک پر ایک پریشر ہوتا ہے اور اس سے آپ کے بھی کام آسانی سے ہوتے ہیں اور لوگوں کی بھی شنوائی ہو جاتی ہے تو اس لئے میری گزارش یہی ہے کہ یہ ستر دن جیسے راجہ صاحب نے فرمایا ہے یہ minimum ہیں اس سے ہم کم نہیں کر سکتے مگر اس سے زیادہ جہاں تک دل چاہے جا سکتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے، میں نے پہلے بھی کئی بجٹ سیشن میں کئی دفعہ یہ نکتہ اٹھایا ہے ۔ آپ 1988 کی اسمبلی بھی دیکھ لیں تب چار دن ملتے تھے۔ آج آپ نے اس سیشن میں reading کے لئے دو دن دیئے ہیں اور آپ خود اندازہ کریں کہ دو دن میں کیسے اتنی کتابوں کو go through کر سکتے ہیں؟ پہلے تو یہ secrecy ہوتی ہے، یہ فنانس منسٹر کے پاس ہوتا ہے، یہ ہمیں نہیں مل سکتا۔ دو دن دینے کا مقصد یہی ہوتا ہے، یہ ایک بہت پرانی رسم رہی ہے یہ انگریزوں کے وقت سے تھی کہ اگر ایک آدمی ایگریکلچرسٹ ہے تو اس کو ہیلتھ منسٹری دے دو تاکہ ہیلتھ میں اس کو کوئی سمجھ نہ آئے اور سیکرٹری کی اجارہ داری رہے۔ یہ اس وقت بھی تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج بھی یہی چیز ہوتی ہے کہ ہمیں دو دن دیئے جاتے ہیں تاکہ ہم یہ دیکھ نہ سکیں کہ بجٹ میں کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا تو اس لئے میں بارہا یہ بات کر چکا ہوں کہ ہمارا اب تین سو کمتر کا ہاؤس ہے۔ آپ یہ ریکارڈ دیکھیں کہ جب اسّی کا یہ ہاؤس تھا تو چار دن debates کے لئے ملتے تھے، بیس ممبر فی دن تو آج اسی ratio سے آپ بیس دن نہ کریں، تیس دن کر دیں۔ اس کو آپ دیکھیں کہ ہمیں کم سے کم reading کے لئے کچھ دن تو دیئے جائیں اس وقت بجٹ بھی بہت مختصر ہوتا تھا۔ آج بجٹ بھی زیادہ ہے تو اس لئے یہ سٹینڈنگ کمیٹی اور یہ ساری چیزیں دیکھنے میں تو موجود ہیں اصل چیز یہ ہوتی ہے کہ پریکٹس کی جائے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ بہت پرانے ممبر چلے آ رہے ہیں اور یہ آج آپ سے ---

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ دیکھیں، جناب حضرت علیؓ سے ایک آدمی نے پوچھا کہ دین کی تعریف کیا ہے ؟آپ نے فرمایا کہ دل سے یقین ہو، زبان سے اقرار کریں اور عمل سے ثابت کریں۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ آپ نے تین چیزیں بتائی ہیں، دل سے یقین ہو، زبان سے اقرار کریں اور اگر عمل نہ کریں تو انہوں نے کہا کہ اگر عمل نہ کریں تو دین نامکمل ہے۔ آپ دیکھیں کہ مرغی ویسے تو حلال ہے، اگر اس کو اللہ اکبر کر کے ذبح نہ کریں، گردن مروڑ دیں تو وہی حلال چیز حرام ہو جاتی ہے، اس لئے اصل بات عمل کی ہے۔ پھر کسی نے ان سے پوچھا کہ جاہل کون ہے ؟انہوں نے کہا کہ جو لاعلم ہو پھر اس نے پوچھا کہ بڑا جاہل کون ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جس کے پاس علم ہو اور عمل نہ کرے تو ہمیں جو rules ہیں ان کو پریکٹس کرنا چاہئے، ویسے آئین میں بھی یہ ہے کہ:

Minister is the person, he is the policy maker and secretary

یعنی آپ بھی اور ہم بھی

We are the law makers, they are the executers. They should remain executers.

اور اس لئے ہاؤس کو بھی بڑھایا جائے اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کو باقی بھی جو اختیارات order of precedent کے تحت ایک ممبر کے ہوتے ہیں وہ بھی ملنے چاہئیں۔ آپ خود دیکھیں کہ اس صوبے میں executive جو ہیں گورنر، چیف منسٹر ہیں اور اس کے بعد سپیکر آتا ہے۔ سپیکر کے بعد ممبر آتا ہے باقی جتنی بھی آپ کی judiciary ہے، executive power ہے وہ ممبر کے بعد آتی ہے مگر یہاں پر ایک ممبر کو ٹھہرنے کے لئے جو ہوٹل ملتے ہیں یہ بھی دیکھیں کہ یہ precedent ہیں، سیکرٹری صاحب بیٹھے ہیں، 1973 میں یا 1972 میں ہر ممبر کو یہ اختیار تھا کہ وہ P.C hotel میں رہے اور اس وقت ان کو instruction دی جاتی تھی یعنی ہمیں 50 روپے daily allowances ملتے تھے تو اس وقت ہمیں P.C میں رہائش کے لئے 90 روپے دینے پڑتے تھے ہم وہاں رہائش رکھ سکتے تھے لیکن آج ایک سیکرٹری کو تو فائیو سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا جاتا ہے مگر ایک ممبر کو تھری سٹار ہوٹل میں ٹھہرایا جاتا ہے۔ ویسے یہ ہمارے ہر ممبر کا استحقاق ہے۔ ہمیں آپ 75000 روپے دے دیں گے۔ ایم این اے کو دیکھیں ڈیڑھ لاکھ روپیہ بھی ان کو ملتا ہے اور چودہ ٹکٹ بھی پی آئی اے کے ملتے ہیں۔ آپ ہمیں صرف

75000روپے دیتے ہیں، ہمیں وہ نہ دیں ہم جیسے آئیں، سٹینڈنگ کمیٹی میں آئیں، سیشن میں آئیں، ہمیںboarding lodgingکا خرچہ دیا کریں، ہمیں کوئی روزانہ اڑھائی ہزار روپے کی ضرورت نہیں ہے جو ہمارا خرچہ ہو وہ ہمیں دے دیں اس لئے یہ چیزیں آپ سے کہہ رہے ہیں کہ یہ پورے ہاؤس کا ایک مشترکہ معاملہ ہے اور اس میں صرف یہ نہیں ہے کہ ہم مراعات کی بات کر رہے ہیں۔آپ نے صرف یہ impressionدینا ہوتا ہے کہ:

> They are the law maker, the parliament is supreme, we should be respected as orgon of the democratic institutions not as an individual.

تو اس لئے ہم نے یہ تاثر دینا ہوتا ہے کہ پارلیمنٹ کو سپریم بنانے کے لئے اس کی جو مراعات ہیں وہ ان کو ملنی چاہیئں۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! آپ کا بہت شکریہ

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئرمین! ہم پنجاب یونیورسٹی کے ملازمین کو مل کر آئے ہیں اس کی کمیٹی آپ نے تشکیل دینی ہے وہ آپ دے دیجئے۔

جناب چیئرمین: یہ کافی دنوں سے پنجاب یونیورسٹی کا مسئلہ چل رہا تھا اور ان کے ملازمین نے بڑا احتجاج کیا تو اس سلسلے میں ہمارے ایجوکیشن منسٹر اور دیگر ممبران ان کے ساتھ مذکرات کے لئے گئے تھے۔لہذا ہم نے ان کے مطالبات کو حل کرنے کے لئے یا ان کے جو بھی allegationsوغیرہ ہیں ان کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس میں ہمارے ایجوکیشن منسٹر مجتبیٰ شجاع الرحمٰن صاحب اس کمیٹی کے چیئرمین ہوں گے۔ایجوکیشن سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین بھی اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری بھی اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے۔ محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ ایم پی اے اور محترمہ غزالہ سعد رفیق ایم پی اے صاحبہ بھی اس کمیٹی کی ممبر ہوں گی، یہ پانچ کمیٹی کے membersہوں گے اور یہ تمام معاملات کی تفصیلاً چھان بین کریں اور ہاؤس میں ایک ہفتہ کے اندر اس کی رپورٹ پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی!

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): جناب چیئرمین! ہاؤس کی کارروائی کے متعلق جو بات ہو رہی تھی میں اس پر تھوڑا input دینا چاہتی ہوں۔ پچھلی اسمبلی میں یہ اتفاق ہے کہ آپ اور میں دونوں اس اسمبلی کے ممبر تھے۔ اس میں ہم نے 70 نکاتی amendments propose کی تھیں، لاء منسٹر صاحب اور میں بھی اس کمیٹی کی ممبر تھی، ہمارے ڈپٹی سپیکر رانا مشہود صاحب بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے اور ہم نے اس پر already بہت brain storming کی ہوئی ہے جو اس وقت اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس موجود ہے۔ اس کے اندر سٹینڈنگ کمیٹیوں سے لے کر ہاؤس کا ٹائم بڑھانے، question hour, Adjournment Motions تمام چیزوں پر ہم already اپنا input دے چکے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہ رہی ہوں کہ یہ کمیٹی کے لئے اس طرح سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ہاؤس کے اندر amendments propose کرنا پڑیں گی تو میری گزارش یہ ہے کہ جو پرانا پچھلا کام ہم نے اتنی محنت کے ساتھ کیا ہوا ہے اس کو بھی نکلوا کر دیکھ لیا جائے اور گورنمنٹ اپنے طور پر amendments ہاؤس کے اندر لائے اور یقیناً ہاؤس اس کو support کرے گا کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کو بھی فعال ہونا چاہئے جیسے میجر صاحب اس پر بہت detail سے بات کر چکے ہیں، میں نہیں کرنا چاہتی۔ میں صرف یہ بتانا چاہتی ہوں کہ اگر ہم ان amendments کو ہاؤس کے اندر put کر کے منظور کرا لیں تو سٹینڈنگ کمیٹی اور اداروں کی جو efficiency ہے اس میں بہت فرق پڑ سکتا ہے اور already اس پر بہت سارا کام ہم کر چکے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اس وقت کی گورنمنٹ interested نہیں تھی، بہت محنت کرنے کے باوجود اس کو ہاؤس میں نہیں لایا گیا تو پرانے ریکارڈ کو نکلوا کر دیکھ لیا جائے اور گورنمنٹ amendments کے طور پر اس کو ہاؤس کے اندر لائے تو میں نہیں سمجھتی ہوں کہ اس میں کوئی دقت والی بات آ سکتی ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین: جیسے راجہ ریاض صاحب نے کہا ہے کہ جو ہاؤس کی کمیٹی بنی ہوئی ہے۔۔۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئرمین!۔۔۔

جناب چیئر مین: جی، گجر صاحب!

جناب جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب چیئر مین! آپ نے دو کمیٹیاں تشکیل دیں جن میں آپ نے اپنے coalition partners کا پہلی کمیٹی میں نام رکھا اور نہ اس کمیٹی میں نام رکھا لہذا آپ سے استدعا ہے کہ اپنی ان دونوں کمیٹیوں میں coalition partners پاکستان پیپلز پارٹی کے کچھ ممبران رکھے جائیں تاکہ یہ سارا معاملہ ٹھیک ہو سکے۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ یہ آپ نے point out کیا ہے لیکن ہم نے ان تمام چیزوں سے بالا تر ہو کر یہ معاملہ کیا تھا کہ یہ ایجوکیشن کمیٹی بنائی ہے تو اس میں تمام ایجوکیشن کمیٹی کے جو ممبران ہیں ان کو شامل کیا ہے، پارلیمانی سیکرٹری جو سٹینڈنگ کمیٹی کا چیئر مین ہے اس کو شامل کیا ہے لہذا ایسی کوئی بات نہیں۔

جناب جاوید حسن گجر: جناب چیئر مین! سارے (ن) لیگ والے پڑھے لکھے نہیں ہیں، کچھ پیپلز پارٹی والے بھی ہیں۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب چیئر مین!۔۔۔

جناب چیئر مین: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو ٹائم دیا جائے گا۔ جی، سینئر منسٹر صاحب!

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب چیئر مین! معزز ممبر نے جس چیز کو point out کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انھوں نے بڑی مناسب بات کی ہے اور میں آپ سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس پر دوبارہ نظر ثانی کریں اور مہربانی کریں۔

جناب چیئر مین: میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ جس کا بھی نام دینا چاہیں اس کا نام دے دیں میں اس کو کمیٹی میں شامل کر لیتا ہوں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): جاوید حسن گجر صاحب کو ڈال لیں۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ جاوید حسن گجر صاحب کو ایجوکیشن کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے اور پہلی جو صحافی صاحبان کی کمیٹی ہے اس میں بھی اگر آپ کوئی نام دینا چاہیں تو دے دیں۔

سینئر وزیر/وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): حسن مرتضیٰ صاحب کا نام شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ حسن مرتضیٰ صاحب کو صحافی کمیٹی میں شامل کیا جاتا ہے۔

ملک محمد عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پلیز، ذرا پوائنٹ آف آرڈر سے اجتناب کریں۔ اب تحاریک استحقاق کا ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ ذرا مہربانی کر کے تشریف رکھیں، کافی بحث ہو گئی ہے۔

ملک محمد عباس راں: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر ہر ایک کو دیں، آپ سب کو باری دیں اور سب کو موقع دیں، ایک ایک بندہ تین تین، چار چار دفعہ پوائنٹ آف آرڈر لے رہا ہے۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: چودھری صاحب! ذرا آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ دیکھیں! وہ اعتراض کر رہے ہیں کہ ہمیں ٹائم ہی نہیں دیا جاتا، وہ آپ کی صحت سے بھی بہت کمزور ہیں لہذا ان کو تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔ (قہقہے)

ملک محمد عباس راں: جی، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایک اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو تھانوں میں کیس رجسٹرڈ ہوتے تھے اور جب کبھی کسی کو یہ کہا جاتا تھا کہ آپ کا کیس اس قابل نہیں ہے تو وہ کورٹ میں چلا جاتا تھا۔ اس سے پہلے جو سیشن کورٹ کے اختیارات ہائی کورٹ کے پاس تھے اور بعد میں ہائی کورٹ نے اپنی پاورز سیشن کورٹ کو دے دیں تو آج کل ملتان کے تھانوں کی میں بات کر رہا ہوں، may be پنجاب کے باقی تھانوں میں بھی اسی طرح ہو تو جس کا دل چاہتا ہے وہ جہاں بھی جھوٹا مقدمہ درج کروانا چاہتا ہے وہ سیشن کورٹ میں چلا جاتا ہے اور وہاں پر petition دائر کر دیتا ہے اور عدالت بغیر سنے اور سمجھے اس کا آرڈر کر دیتی ہے کہ registered the case اور کیس رجسٹرڈ ہو جاتا ہے۔ آپ پورے پنجاب کے تھانوں کا ریکارڈ منگوالیں کہ جو کیس عدالتوں کے ذریعے

رجسٹرڈ ہوئے ہیں ان میں98فیصد خارج ہو گئے ہیں اور ان کے اخراج اس طرح نہیں ہوتے،ان کی اخراج رپورٹ مرتب ہونے پرminimumپندرہ ہزار روپے اورmaximumتیس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں تو ہمیں چیف جسٹس ہائی کورٹ کو یہ request کرنی چاہئے کہ وہ اپنی ماتحت عدالتوں کو یہ ہدایات دیں کہ جب بھی کوئی سائل ان کے پاس آئے تو وہ اس کی پوری تسلی کریں اور اس کی چھان بین کریں اور چھان بین کرنے کے بعد وہ کیس رجسٹرڈ کرنے کا حکم فرمائیں یا کیس رجسٹرڈ نہ بھی کریں تو پہلے بھی یہ ایک اختیار ہے،قانون ہے کہ استغاثہ دائر ہو جاتا ہے اور اس کی بھی اہمیت اتنی ہوتی ہے کہ وہ استغاثہ کے طور پر اس کو لے لیں اور اس کی سماعت کریں اور جو ملزم ہو اس کو سزا ملے گی اور جو بے گناہ ہو گا وہ بری ہو جائے گا۔اس طرح جو بندہ بے گناہ ہوتا ہے تھانے میں اسے اتنے رگڑے کھانے پڑتے ہیں اور اتنے پیسے دینے پڑتے ہیں اور اتنا ذلیل و خوار ہونا پڑتا ہے کہ ایک پرچہ ہی اس کی زندگی کے لئے کافی ہو جاتا ہے

جناب چیئرمین: پلیز تشریف رکھیں۔آپ نے اس سلسلے میں کافی بتا دیا ہے لیکن جو چیزیں ہمارے noticeمیں آئی ہیں ان کے مطابق ہمیشہ جو22(A)کے تحت درخواست دی جاتی ہے اس کی رپورٹ تھانے سے منگوائی جاتی ہے کہ آپ اس سلسلے میں رپورٹ دیں کہ اس کیس کیactual positionکیا ہے ؟اگرpositiveہو تو پھر بعد میں کیس رجسٹر کیا جاتا ہے۔میرے خیال میںdirectتو بہت کم کیس رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔

ملک محمد عباس راں: میں اس سلسلے میں ثبوت بھی لا سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: پلیز!آپ تشریف رکھیں۔لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں وہ اس سلسلے میں دیکھ لیں گے اور جو بھیinstructionsہوئیں وہ پاس کر دیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی!

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔جناب چیئرمین!میری ایک تحریک التوائے کار ہے اگر اسےtake upکر لیا جائے تو میں آپ کا بڑا ممنون ہوں گا۔

تحاریک استحقاق

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ابھی تحاریک استحقاق کا ٹائم ہے اس کے بعد تحاریک التوائے کار آجائیں گی۔پلیز، آپ تشریف رکھیں۔یہ تحاریک استحقاق بھی آپ دوستوں کی ہیں۔

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں دو اہم مسائل کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ 25-اپریل 2009 کو میرے گاؤں کا ایک حوالدار محمد عارف ولد غلام مصطفیٰ جو پیر کو بلوچستان میں terrorism کا شکار ہوا اور اس نے جام شہادت نوش فرمائی لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج تک اس کے لئے، اس کے ورثاء کے آنسو پوچھنے کے لئے F.C ڈیپارٹمنٹ کا کوئی آدمی، حکومت پنجاب یا کسی بھی دوسرے ڈیپارٹمنٹ سے کوئی آدمی بھی ان کے پاس نہیں پہنچا کہ ان کے آنسو پونچھ سکے۔اگر سوات میں ہمارے سپاہی وہ خواہ F.C سے، آرمی سے، رینجر سے یا کسی اور ادارے سے تعلق رکھتے ہوں اگر وہ شہادت نوش فرماتے ہیں تو وہ اپنے ملک کے لئے، اپنی قوم کے لئے اپنے فرائض سرانجام دیتے ہوئے شہید ہوتے ہیں تو وہ بھی اپنے ملک، اپنی قوم کے لئے وہاں پر terrorism کا شکار ہوا جس میں وہ victimize ہوا لیکن آج تک حکومت پاکستان، حکومت پنجاب یا اس کے محکمے کی طرف سے کوئی شخص اس کی تدفین اور دعا کے لئے بھی حاضر نہیں ہوا۔ہمارے جو سپاہی شہادت نوش فرماتے ہیں اگر ان کے لئے ہمارا رویہ ایسے رہا تو اس ملک کے لئے کون شہادت نوش فرمائے گا بلکہ ان میں نفرت بڑھتی جائے گی۔اس کے پسماندگان میں چار بچے اور بوڑھے والدین ہیں۔میں آپ کے توسط سے اس معزز ایوان کے تمام ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کے پسماندگان کے لئے مالی امداد اور دعا کے لئے یہاں سے کوئی آدمی چلا جائے تو میرے خیال میں ان کے زخموں پر مرہم لگ جائے گی۔

جناب سپیکر! اب میں دوسری بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمارے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں بہت سے کنٹریکٹ ڈاکٹروں کو permanent کیا گیا لیکن اس میں P.R.S.P کے ذریعے جو 12 اضلاع میں پراجیکٹ چل رہا ہے ان ڈاکٹروں کو permanent نہیں کیا گیا۔یہ کہا جا رہا ہے کہ P.R.S.P ایک N.G.O ہے اس میں جو ڈاکٹر B.H.Us اور R.H.Cs میں کام کر رہے ہیں کیا وہ

گورنمنٹ کے کام سرانجام نہیں دے رہے؟ میری استدعا ہے کہ نظر ثانی کی جائے اور ان ڈاکٹروں کو بھی permanent کیا جائے کیونکہ ان میں کئی ایسے ڈاکٹر بھی ہیں جو دس دس، بارہ بارہ سال سے P.R.S.P کے ذریعے B.H.U's اور R.H.C's میں کام کر رہے ہیں-

جناب چیئرمین: پلیز، تشریف رکھیں- جی، رانا صاحب! آپ ان کے پہلے مسئلے کے بارے میں کوئی جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اجلاس کے بعد میں ان سے علیحدہ بیٹھ جاتا ہوں- ان کے دونوں points ہی بالکل justified ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بارے میں کچھ کرنا چاہئے کیونکہ یہ ہمارا قومی فریضہ ہے اور ہمیں اس میں کسی انداز میں بھی پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے-

جناب چیئرمین: جی، آپ لاء منسٹر صاحب سے مل لیں- اب تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں-

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ راحت اجمل: جناب سپیکر! سپیشل سیٹس کو جو فنڈز دیئے گئے ہیں ان سکیموں پر کام بالکل مکمل ہو چکے ہیں- پہلے تو فنڈ دیا نہیں جاتا تھا- اب دیا ہے تو وہ ہمیں اس طرح ذلیل و خوار کر رہے یہ اس طرح ہی ہے جیسے کہا جائے کہ

"بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا"

جناب سپیکر! ان سکیموں پر کام تو مکمل ہو چکے ہیں لیکن جب فائلیں جمع کروائی گئیں تو معلوم ہوا ہے کہ فنڈ میں فی سکیم کے حساب سے صرف ایک ایک ہزار روپے رکھا گیا ہے- یہ بہت بڑی زیادتی ہے- آخر جن کنٹریکٹروں نے کام کیا ہے وہ کہاں سے پورا کریں گے؟ ہمارے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے- شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جناب چیئرمین نے تحاریک استحقاق شروع کی تھیں- اب آپ فرمائیں کہ کسے take up کرنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ سکینہ شاہین خان صاحبہ!

ایس ایچ او تھانہ شاہدرہ لاہور کا خاتون رکن اسمبلی کے ساتھ نامناسب رویہ

محترمہ سکینہ شاہین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 26۔جون 2009 کو انچارج انوسٹی گیشن شاہدرہ لاہور ذوالفقار چیمہ کو تین چار بجے فون کیا تو انھوں نے کہا کہ میں ابھی حلقہ میں visit پر نکلا ہوا ہوں۔آپ دوبارہ مجھے فون کریں۔میں نے شام سات بجے ان کو فون کیا تو دوبارہ بھی یہی جواب ملا کہ میں visit پر ہوں آپ رات دس بجے تھانہ میں آ جائیں۔میں دس بجے تھانہ میں حاضر ہوئی تو S.H.O اپنے کمرے میں موجود تھے میں آدھا گھنٹہ ان کے کمرہ میں ان کے سامنے بیٹھی رہی مگر انھوں نے آدھا گھنٹہ تک میری طرف کوئی توجہ دی اور نہ ہی میری بات سنی۔آخر کار میں نے خود ان کو اپنے آنے کے بارے میں کہا کہ محکمہ سوئی گیس والوں نے تین افراد کو پکڑ کر آپ کے سپرد کیا ہوا ہے۔ان میں سے ایک اسماعیل صاحب ہیں جن کی بہن کی شادی ہے۔آپ اس کو میری ضمانت پر چھوڑ دیں یا پھر اس کے متبادل دوسرے آدمی کو اپنے پاس رکھ لیں کیونکہ آپ نے ابھی تک ان کے خلاف پرچہ نہیں کاٹا مگر انھوں نے کہا کہ یہ محکمہ سوئی گیس کا اور میرا معاملہ ہے آپ اس کے بارے میں مجھے کچھ نہ کہیں۔میں ابھی آدمی کو نہیں چھوڑ سکتا۔میں وہاں سے چلی آئی۔ذوالفقار چیمہ انچارج انوسٹی گیشن شاہدرہ لاہور نے 28/29 کی رات کو چار بجے ایک لاکھ روپے لے کر متعلقہ تینوں آدمیوں کو چھوڑ دیا۔جب میں نے اس سے آج مورخہ یعنی کل جو گزر چکا ہے 29۔جون 2009 کو اسمبلی سیکرٹریٹ سے فون پر بات کی تو اس کو اس سارے واقعہ کے بارے میں بتایا تو انھوں نے کہا جی، میں پیسے آپ کو بھجوا دیتا ہوں۔آپ یہ پیسے رکھ لیں۔اس کے علاوہ میرے ساتھ جو بچہ گیا تھا انھوں نے کہا کہ جب وہ آئے گا تو میں اسے دیکھ لوں گا اس طرح کی دھمکیاں دیں جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: آپ کچھ اور بات بھی کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ سکینہ شاہین خان: جی، جناب سپیکر! ذوالفقار چیمہ ایس ایچ او جیسے راشی افسران نے تھانہ کلچر پرانی اور گھٹیا ڈگر پر چلا رکھا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب پولیس میں جو تبدیلیاں چاہتے ہیں وہ مذکورہ افسران جیسے لوگوں کی موجودگی میں ہرگز ممکن نہیں ہیں۔ میں اپنی اور تمام ممبران کی طرف سے پرزور گزارش کرتی ہوں کہ ذوالفقار چیمہ جیسے افسران کی چھان بین ہو اور ان کو نوکری سے فارغ کرنا چاہئے اور ان کو قرار واقعی سزا بھی ملنی چاہئے کیونکہ تھانہ کلچر بالکل ویسے ہی ہے، اس کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق مجھے ابھی موصول ہوئی ہے۔ اس میں ایک واقعہ تو محترمہ سے متعلق ہے اور دوسرا انھوں نے حوالہ دیا ہے کہ انھوں نے بعد میں پیسے لے کر ان لوگوں کو چھوڑا ہے تو اس میں جو اس ڈویژن کا متعلقہ S.P ہے اس سے بھی میں رپورٹ منگوا لیتا ہوں اور جو ایس۔ ایچ۔ او صاحب ہیں ان سے بھی جواب لے لیتے ہیں اس لئے آپ اس کو پرسوں کے لئے pending فرما دیں، پرسوں اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب کل لیں گے۔ اگلی تحریک ڈاکٹر محمد اختر ملک صاحب کی ہے۔

پنجاب ہاؤس اسلام آباد کے کمپٹرولر کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 5۔ جون 2009 کو مسٹر امین ڈوگر، کمپٹرولر، پنجاب ہاؤس اسلام آباد جو کلب روڈ لاہور پر بیٹھتے ہیں کو پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرہ کی الاٹمنٹ کے بارے میں فون

کیا۔انھوں نے کہاکہ کمرہ خالی نہیں ہے۔میں نے ان سے کہاکہ اس وقت کافی کمروں میں غیر قانونی لوگ عرصہ دراز سے رہائش پذیر ہیں اور وہ ایم۔پی۔اے یاایم۔این۔اے نہیں ہیں۔انہوں نے کہاکہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرہ ایم۔پی۔اے کو الاٹ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صرف بیوروکریٹس کے لئے بنایا گیاہے۔ایم۔پی۔اے کا کوئی استحقاق نہیں کہ وہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرہ الاٹ کروائے۔اگر آپ ایم۔پی۔اے ہیں تو جاؤ میرا جو کچھ کرنا ہے کرلیں۔میں آپ کو کمرہ الاٹ نہیں کر سکتا۔اس کے علاوہ بھی انھوں نے کافی نازیبا الفاظ ادا کئے جس کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر!جیساکہ آپ کے علم میں ہے کہ کل بھی یہ معاملہ پوائنٹ آف آرڈر پر raise ہوا تھا اور اس میں کافی بے ضابطگیاں سامنے آرہی ہیں۔وزیر خزانہ نے بھی بتایا کہ میں نے کمرہ الاٹ نہیں کروایا اور ان کی جگہ پر کوئی آدمی غیر قانونی طور پر ٹھہرا ہوا ہے۔ہمارے ایک ایم۔پی۔اے، طاہر محمود ہندلی صاحب نے بھی کہاکہ میں نے وہاں پر کوئی کمرہ الاٹ نہیں کروایا، کچھ لوگ ایسے ہی ٹھہرے ہوئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی بے ضابطگی ہے اور انھوں نے میرے ساتھ بھی کوئی اچھا رویہ روا نہیں رکھا تو مہربانی کرکے میری اس تحریک کو مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔شکریہ

جناب سپیکر: جی، راناثناء اللہ خان صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس حوالے سے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا مفصل جواب میں نے کل ہاؤس میں پیش کر دیا تھا اور اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ وہاں پر بے ضابطگیاں پائی جارہی ہیں۔وہاں پر لوگ چار چار سالوں سے قابض ہیں۔اب اس کے rules کیا ہیں اور کس طرح سے اتنی بڑی رہائش گاہ کو وہ استعمال کر رہے ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اس کا ایک سال کا خرچہ لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں میں ہو گا جس کو misuse کیا جارہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ کہوں گا اس particular reference جو کہ کل discuss ہوا ہے کو بھی ساتھ attach کرتے ہوئے ملک صاحب کی اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ وہ اس سلسلے کو پوری طرح سے thrash out کرنے کے بعد رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے۔

میاں محمد شفیق ارائیں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد شفیق ارائیں: جناب سپیکر! میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس حوالے سے ایک پالیسی بیان دیں کہ آیا یہ جو پنجاب ہاؤس ہے یہ ممبران اسمبلی کے لئے ہے یا کہ سرکاری افسران کے لئے ہے؟ کم از کم یہ بات یہاں پر واضح ہونی چاہئے کہ وہ کن کے لئے بنا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: راناصاحب! میرا خیال ہے کہ آپ اس میں مفصل رپورٹ منگوا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں جو rules ہیں ان میں کوئی specification نہیں ہے۔ یہ government houses ہیں اور اس حوالے سے جو competent authority ہے وہ کسی کو بھی رہائش کے لئے اجازت دے سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ rules میں پائے جانے والے اس ابہام کو misuse کیا جا رہا ہے۔ اگر یہ معاملہ ایک دفعہ thrash out ہو جائے گا تو جو defects and lacunas ہیں یہ بھی دور ہو جائیں گے اسی لئے میں نے اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کی ہے، آپ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ کمیٹی اس حوالے سے سارے معاملات کو thrashout کرے گی اور پھر جو بھی recommendations دے گی اس پر عمل کیا جائے گا۔ میں حکومت کی طرف سے یہی policy statement دینا چاہتا ہوں کہ ان recommendations پر انشاء اللہ عمل کیا جائے گا۔

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ابھی وزیر قانون صاحب نے وضاحت کی ہے کہ کوئی specific rules نہیں ہیں کہ یہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد ممبران کے لئے ہے یا سرکاری افسران کے لئے ہے تو میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ سوال کروں گا کہ استحقاق کے حوالے سے پہلے نمبر

پر ایم۔پی۔اے آتا ہے یا سیکرٹری آتا ہے؟اگر دونوں پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں کمرے کے لئے apply کریں تو پہلا استحقاق کس کا بنتا ہے، آیا ممبر کا بنتا ہے یا سرکاری افسر کا بنتا ہے؟وزیر قانون صاحب اس کی وضاحت فرمادیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر!اس کی rules میں تو وضاحت نہیں ہے ویسے میں اپنے طور پر شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ میری سمجھ کے مطابق پہلے استحقاق ممبر کا ہی بنتا ہے۔

جناب سپیکر: تو اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ کئی کئی سالوں سے کافی سارے لوگ وہاں پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں رہ رہے ہیں۔سات دن کے لئے ایک فرد کمرہ بک کرواسکتا ہے، جو لوگ کئی سالوں سے against the rules وہاں پر رہ رہے ہیں ان کی list دی جائے، وہ کون کون سے لوگ ہیں اور ان کے خلاف کیا کارروائی کی جانی چاہئے؟

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں رہنے دیں، چونکہ وہ کل نہیں تھے اس لئے ان کو پتا نہیں ہے۔آپ اس بات کو چھوڑ دیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!ہمارے زیر تعمیر وزیر صاحب کل موجود نہیں تھے تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اس پر کل کافی مفصل گفتگو ہو چکی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: جی، مہربانی، شکریہ۔ تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوا۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا میں اپنی تحریک التوائے کار پڑھوں؟

جناب سپیکر: شیر علی خان صاحب چونکہ آج بھی نہیں ہیں اس لئے اس کو آئندہ کے لئے pending کیا جائے۔ ثمینہ خاور حیات صاحبہ بھی آج نہیں ہیں، اس کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد سید حسن مرتضیٰ صاحب کی تحریک التوائے کار ہے، اس کا نمبر کیا ہے اور آپ کو اس کی اجازت مل گئی تھی؟

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کل آپ سب کی out of turn تحاریک لے رہے تھے تو آپ نے مجھے کہا تھا کہ تم کل اپنی تحریک التوائے کار پیش کر لینا۔

جناب سپیکر: ان کی تحریک التوائے کار ہے، کیا اس کو out of turn لے لیا جائے؟

معزز ممبران: لے لیا جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں زیادہ لوگ ان کے حق میں ہیں لہذا آپ کی تحریک التوائے کار out of turn لی جاتی ہے۔ اس کا نمبر کیا ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: نمبر 281 ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب والا! میری بھی ایک تحریک التوائے کار ہے کہ کھاد بلیک ہوتی ہے اور 900 روپے کی بوری مل رہی ہے اس کو بھی out of turn لے لیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! اس کا نمبر 281 نمبر ہے؟

جناب سپیکر: مواصلات کے بارے میں ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: جی، ہاں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب تو تشریف نہیں رکھتے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! charge ہی دینا ہے کسی کو بھی دے دیں۔

جناب سپیکر: کس کو charge دے دیں؟ Charge ادھر سے ملتا ہے، میرے پاس charge نہیں ہوتا۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی و قوت برقی (راجہ ریاض احمد): پڑھنے تو دیں۔ جواب دے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، پڑھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے تین تحاریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ایک کی اجازت دی ہے۔ صرف نمبر 281 کی اجازت دی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! 281 تک آپ نے فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے صرف 281 کی اجازت دی ہے۔ میں نے ٹیپ چلوا دینی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! جیسے آپ فرما رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ صرف نمبر 281 پڑھ لیں۔

چنیوٹ کے لئے ترقیاتی منصوبوں کی وزیراعلیٰ اور اے ڈی پی کی منظوری کے باوجود مکمل نہ ہونے سے عوام الناس کو پریشانی کا سامنا

سید حسن مرتضیٰ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جناب وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے چنیوٹ کو ضلع کا درجہ دینے کے موقع پر اپنی صوابدیدی گرانٹ سے ضلع چنیوٹ کے لئے کچھ سکیموں کی منظوری دی تھی۔ اب مالی سال ختم ہونے والا ہے لیکن ابھی تک محترم وزیراعلیٰ کی اعلان کردہ سکیموں پر کوئی progress نہیں ہوئی اور اس اعلان کے علاوہ چنیوٹ سے دوسرے شہروں سے رابطے کے لئے جن سڑکوں کے ٹھیکے ہوئے تھے اور آج

سے چار سال پہلے ان پر کام بھی شروع ہوا تھا وہ ٹھیکیدار بھی ان سڑکوں کا کام چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ میں دو دن پہلے C-42 چینل پر خواجہ احمد حسان جو غالباً کسی ٹاسک فورس کے چیئرمین ہیں ان کا انٹرویو سن رہا تھا جن کے مطابق موجودہ مالی سال میں لاہور شہر میں اربوں روپے کے منصوبے زیر تعمیر ہیں اور ان پر بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے اور وہ منصوبے اسی مالی سال میں پایہ تکمیل تک بھی پہنچ جائیں گے۔ میرے خیال میں پنجاب کے ٹوٹل بجٹ کے ADP کا بہت زیادہ حصہ صرف لاہور شہر کے ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کیا جاتا ہے اور چنیوٹ جیسے پسماندہ اضلاع کو ADP میں جو تھوڑے بہت فنڈز دیئے جاتے ہیں وہ بھی proper استعمال نہیں ہوتے۔ مزید برآں ہمیں 4 سیکٹر سکیم میں جو فنڈز allocate کئے گئے تھے وہ بھی ابھی تک release ہوئے اور نہ ہی ان منصوبوں پر کام شروع ہو سکا ہے۔ اس کے علاوہ میں نے جناب وزیراعلیٰ سے ملاقات کر کے انہیں استدعا کی ہے کہ چنیوٹ میں ایک ڈگری کالج اور ایک سڑک دی جائے جس پر انہوں نے کمال شفقت فرماتے ہوئے ان دونوں منصوبوں کے لئے 40 ملین روپے کی منظوری دی اور ان منصوبوں کا ڈائریکٹو بھی جاری کر دیا لیکن تاحال دونوں متعلقہ محکموں نے ان منصوبوں پر PC-1 تک بھی نہیں بنایا۔ اس ناانصافی، غیر مساویانہ تقسیم اور تاخیری حربوں سے پنجاب کے تمام پسماندہ اضلاع اور خصوصاً چنیوٹ کے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! میں معزز رکن سید حسن مرتضیٰ کی تحریک کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور یہ بات بھی حقیقت ہے کہ ہمارے جو منصوبے شروع کئے گئے تھے وہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچائے جا رہے ہیں۔ میں نے صبح بھی پوائنٹ آف آرڈر پر گزارش کی ہے کہ خاص طور پر ہمارا چنیوٹ پنڈی بھٹیاں روڈ جواب روڈ نہیں رہا وہ ایک قتل گاہ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ لہذا اس پر ہم آپ کی رولنگ چاہتے ہیں کہ یہ ہمارا روڈ کب شروع ہو گا اور باقی منصوبے کب تک پایہ تکمیل تک پہنچائے جائیں گے؟

جناب سپیکر: یہ بتائیں کہ میں اس پر رولنگ کیسے دے سکتا ہوں؟

سید ناظم حسین شاہ: جناب والا! یہ آپ کی inherent powers ہیں۔

جناب سپیکر: پہلے اس کا جواب تو آنے دیں۔ متعلقہ وزیر صاحب بھی تشریف نہیں رکھتے۔ جو تحریک التوائے کار پڑھی گئی ہے اس کے بارے میں رانا صاحب آپ کچھ فرمائیں گے؟

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ جو concerned officer ہیں ان کو یہاں کل بلا لیں اور ان سے وضاحت لے لیں۔ یہ آپ کے inherent power میں ہے کہ آپ direction دے سکتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی تو متعلقہ وزیر بھی نہیں ہیں۔ میں کس کو direction دوں گا؟

سید ناظم حسین شاہ: آپ متعلقہ وزیر کو call کر سکتے ہیں۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب والا! میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گی کہ وہ اپنی تحریک میں سے لاہور کا نام تو نکال دیں۔ ان کی تحریک التوائے کار کی ہم بھی حمایت کرتے ہیں ان کو out of turn تحریک take up کرنے کی حمایت بھی کی ہے لیکن اس وقت لاہور اتنا آفت زدہ ہو چکا ہے کہ چار خود کش حملے بھی ہوئے ہیں۔ لاہور کا نام اس تحریک میں سے نکال دیں۔ لاہور کو تو یہ لے بیٹھے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں لاہور کی مخالفت نہیں کر رہا۔ لاہور ہمارا سب کا شہر ہے، ہم اس میں رہتے ہیں۔ میرا اپنا گھر بھی لاہور میں ہے۔

جناب سپیکر: مجھے وہ طریقہ بتائیں کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں نے تو یہ بتایا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: اس کے علاوہ کوئی اور مخالفت کا طریقہ ہے؟

سید حسن مرتضیٰ: اگر میرا ایک گھر سنور رہا ہے تو دوسرا اجڑ رہا ہے اس کی طرف بھی نظر کی جائے۔ میں قطعاً یہ نہیں کہتا کہ لاہور کے فنڈز میں کمی کی جائے اور اس کے فنڈز بڑھا دیئے جائیں لیکن دوسرے جو اضلاع ہیں ان پر بھی تھوڑی سی نظر کی جائے۔ میں لاہور کا مخالف نہیں ہوں۔

سینئر وزیر / وزیر آبپاشی وقوت برقی (راجہ ریاض احمد): جناب والا! معزز رکن نے جو تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ بنیادی طور پر اس کا مقصد حکومت کی توجہ دلانا ہوتا ہے لیکن میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اسے آج pending کر لیں کل میں سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کو بلا کر اس issue کو ان کے ساتھ بٹھا کر حل کروا دوں گا اور ایک تفصیلی بیان بھی اس House میں دے دوں گا۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! آج بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات وعدے کے باوجود یہاں تشریف نہیں لائے۔ اس لئے ہمارا یہ معاملہ مؤخر ہوتا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کل تک کے لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔ کل وہ اس کا جواب دے دیں گے۔ شیخ علاؤالدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے۔ اس کا نمبر 123/09 ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تیار کردہ شیمپو اور کریموں میں استعمال ہونے والے کیمیکل ایس ایل ایس سے جلدی امراض میں اضافے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیاں جو خواتین کے لئے سامان آرائش اور خاص طور پر شیمپو اور رنگ گورا کرنے والی کریمیں مارکیٹ میں کروڑہا روپے کی الیکٹرانک اور پریس ایڈورٹائزنگ کے ذریعے فروخت کر کے اربوں روپے ناجائز کما رہی ہیں۔ درحقیقت لوگوں کو اور خاص طور پر خواتین کو ناقابل علاج جلدی امراض اور دوسرے امراض میں مبتلا کر رہی ہیں۔ گو ایک طرف حکومت جعلی ادویات کے خلاف مصروف عمل ہے لیکن دوسری طرف نام نہاد کاسمیٹک فیلڈ میں عملاً عوام اور خاص طور پر خواتین کی صحت کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ حال ہی میں بازار میں ایک بڑی کمپنی نے ایک شیمپو مارکیٹ lanuch کیا۔ جس کے اجزاء پر ہلکی سی توجہ

دینے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اس شیمپو کے استعمال سے سر میں نہ ختم ہونے والی خارش اور ماتھا،چہرہ تک سرخ ہو جاتے ہیں۔اس کی وجہ اس میں Sodium Ether Laury/ Sulphate کا استعمال ہے جو دنیا بھر میں ایک انتہائی خطرناک کیمیکل مانا جاتا ہے اور اس کا بین الاقوامی طور پر مخفف SLS ہے۔یہ کیمیکل سستا اور cleaning industry اور خاص طور پر ایسی انڈسٹری جہاں گریس اور لبریکیٹس کا استعمال ہو جیسے automobile industry وغیرہ۔یہ کیمیکل کاروں کے دھونے میں استعمال ہونے والے detergent کا اہم جز ہے اور انسانی جلد کے لئے انتہائی خطرناک اور مضر قرار دیا جاتا ہے۔سر کی جلد کے اوپر قدرت کی عطا کردہ جھلی کو تباہ کر دیتا ہے اور ہمیشہ کے لئے گنجا کر دیتا ہے۔ حال ہی میں یونیورسٹی آف میڈیکل جارجیا کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ SLS کیمیکل آنکھوں، دماغ، دل اور جگر پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔اس کیمیکل کا استعمال جسم کے tissues کو بند کر دیتا ہے اور ایک لمبے عرصہ تک جلد سے نہیں نکلتا۔اسی طرح رنگ گورا کرنے والی تمام کریمیں ایسے ایسے خطرناک کیمیکلز سے بنائی جا رہی ہیں جو بظاہر tarnish skin کو yellowish skin تو کر دیتے ہیں لیکن ہمیشہ کے لئے ایک چہرہ کے مختلف رنگ ہونے کے بعد پھر تمام عمر یہ خواتین اس مرض سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتیں اور بغیر میک اپ ان کا گزارا گھر میں بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔وقت آگیا ہے کہ اب ایک لمحہ ضائع کئے بغیر across the board ملکی اور غیر ملکی تمام کمپنیوں کی تمام آرائشی مصنوعات، کریمیں، شیمپو اور میک اپ وغیرہ کی انتہائی سخت سکروٹنی کی جائے اور عوام کو ان کمپنیوں کی طمع اور ظلم سے مکمل تحفظ دیا جائے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر!میں اس میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ اس میں ہر ممبر سے kindly input لی جائے کیونکہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے اور میں آپ کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہتا ہوں کہ ایک عام چیز پٹرول اور ڈیزل یا سی این جی فروخت کرنے کے لئے چھتیس N.O.C چاہیئں۔کوئی کریم یا شیمپو launch کر دیں، الیکٹرانک میڈیا پر ایک add دیں، ماڈل کو سامنے لائیں وہ ماڈل آکر کہہ دے کہ میرا رنگ ایسا ہو گیا یا بال ایسے ہو گئے اور اس کو launch کر دیں اس کے لئے کسی N.O.C کی ضرورت نہیں ہے۔یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اس کی وجہ سے اتنے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اس پر خصوصی توجہ دینی

چاہئے لیکن اس پر تمام ممبران سے input بھی لینا چاہئے۔ یہ confirm بات ہے کہ دنیا میں کوئی کریم رنگ گورا نہیں کر سکتی، tarnish skin کو صرف دو یا چار گھنٹے کے لئے yellowish تو کیا جا سکتا ہے۔ بیوٹی پارلر والے ایک ایک لاکھ روپیہ لے کر جو دلہنیں بناتے ہیں صبح کو وہی چیز نکل آتی ہے جو بیوٹی پارلر میں جانے سے پہلے ہوتی ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس حوالے سے کوئی قانون بنایا جائے۔ لاہور میں بہت سی جگہیں ایسی ہیں جہاں پر یہ کریمیں بنتی ہیں اور روزانہ نئے نام سے بکتی ہیں اور یہ دو چار نام ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ ایسے ایسے ناموں سے لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے تو اس پر توجہ دینی چاہئے کہ یہ شیمپو اور یہ کریمیں مسائل پیدا کر رہے ہیں اور ان کی وجہ سے پیدا ہونے والی skin diseases کا کوئی حل نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ advice کر رہے ہیں کہ ان کو استعمال کیا ہی نہ جائے۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ ماشاء اللہ یہ ذاتی مشاہدہ بتا رہے ہیں یا پڑھی لکھی بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے شاہ صاحب سے میری گزارش ہے کہ ان کے مشاہدے نہیں ہیں، میرے بھی بہت مشاہدے ہیں، میری زبان بند رہنے دیں، میرے بڑے مشاہدے ہیں اور مجھے فخر ہے کہ میرا تعلق لاہور سے ہے اور میں لاہور کے wall city سے ہوں اس لئے مجھے بہت کچھ پتا ہے لیکن ہمارے کچھ معاملات ایسے ہیں اگر میں بولتا ہوں تو کہتے ہیں یہ لاہور کی بات کرتے ہیں۔ آج بھی لاہور کے خلاف بات ہو رہی تھی۔ ابھی اگر میں بتاؤں گا کہ لاہور کی وجہ سے میرے مشاہدے کیوں ہیں تو پھر بہتوں کو اور مسئلہ ہو گا۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! شیخ صاحب نے خواتین کے بارے میں بڑی اہم بات کی ہے تو اس سماج کی یہ سوچ کیسے بدلی جائے کہ جن لڑکیوں کے رنگ کالے ہیں ان کے رشتے ہی نہیں ہوتے، وہ بیچاری کریمیں لگا لگا کر اپنے رنگ گورے کرتی ہیں۔ پورے سماج کو بدلنے کے لئے ایک وقت چاہئے۔ جس کا گھر چھوٹا ہوتا ہے اس کا رشتہ چھوڑ دیا جاتا ہے تو یہ میرے بھائی تو کریموں کی بات کرتے ہیں۔ بیچاری یہ کریمیں لگا کر اپنا دل خوش کر لیتی ہیں تو اس پر پابندی تو نہیں لگائی جا سکتی ناں۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہیں۔ رانا صاحب! اس بارے میں بتائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کا جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق Sodium Sulfate cleaning detergent ہے جو cosmetic products کا لازمی حصہ ہے البتہ مقررہ مقدار سے زیادہ concentration میں استعمال کرنے پر جلد پر جلن وغیرہ اور دیگر تکالیف ہو سکتی ہیں۔ قبل ازیں یہ 1998 تک cosmetic products, Drugs Act, 1976 کے تحت regulate کی جاتی تھیں البتہ 1998 کے بعد وفاقی حکومت کی طرف سے ان مصنوعات کو خارج کر دیا گیا اور اس وقت ان مصنوعات کی تیاری اور فروخت کے لئے کوئی قانون موجود نہ ہے البتہ صوبائی حکومت اس سلسلے میں legislation کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر آپ محترم شیخ صاحب، محترمہ ساجدہ میر، ڈار صاحبہ اور ناظم شاہ پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دیں، یہ ہمیں legislation suggest کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر legislation ہونی چاہئے تاکہ یہ سارا معاملہ regulate ہو۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک بات ہے۔ محترم شاہ صاحب، شیخ علاؤالدین صاحب، محترمہ ڈار صاحبہ، ساجدہ میر صاحبہ پر مشتمل کمیٹی اس معاملے پر غور کرے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! شیخ صاحب خود fair & lovely cream استعمال کرتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! خدا اس کو غرق کرے جو fair & lovely استعمال کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ میں اپنی بہن سے پوچھتا ہوں [**********]

جناب سپیکر: .No, No آپ یہ الفاظ واپس لیں۔ میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! شیخ صاحب کے چہرے سے اندازہ ہوتا ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ علاؤالدین: آپ میرے چہرے سے اندازے نہ لگائیں۔ آپ میرے حال پر مہربانی کریں، بات کہیں اور ہی نہ ہو جائے۔ محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے بات کہی ہے کہ کالی لڑکیاں کیا کریں؟ ایسی بات نہیں ہے، پورا یورپ tarnish colour کے عشق میں مبتلا ہے۔ وہ beaches پر سارا سارا دن لیٹ کر چاہتی ہیں کہ ان کا رنگ tarnish ہو جائے۔ اللہ نے جو رنگ دیا ہے اس سے بہتر کوئی رنگ نہیں ہے اس لئے کسی رنگ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہر رنگ کی اپنی attraction ہے۔

جناب سپیکر: اس بحث کی ضرورت نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! محترمہ ساجدہ میر صاحبہ نے کالے رنگ کو condemn کیا ہے۔ مجھے کالے رنگ والوں نے بھی ووٹ دیئے ہیں۔ آپ اس معاملے میں جو کمیٹی بنا رہے ہیں جس کے بارے میں وزیر قانون نے بھی کہا ہے اس کمیٹی کو کم از کم ایک time frame دیا جائے کیونکہ یہ روزانہ کا مسئلہ ہے۔ روزانہ نئی نئی کریمیں اور نئے نئے شیمپو آ رہے ہیں۔ یہ ایک serious مسئلہ ہے۔ یہاں پر ہمارے کچھ معزز اراکین اس معاملے کو کسی اور طرف لے گئے ہیں۔ آپ اس میں کوئی time frame دے دیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: اس کی کتنے دن میں رپورٹ مل سکے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناءاللہ خان): جناب سپیکر! میں نے جن ممبران کا ذکر کیا ہے آپ کمیٹی بنا دیں لیکن مجھے پوری امید ہے کہ شیخ صاحب ان معاملات میں خود کافی محنت کرتے ہیں۔ ان معاملات کے لئے Drugs Act میں amendment ہونی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جتنی comprehensive amendment ہو گی اتنا ہی بہتر ہو گا۔ اگر یہ تھوڑی سی محنت کریں اور بے شک یہ Private Members Day پر amendment move کریں میں اس کو accept کروں گا۔ اگر یہ حکومت کو کہیں گے تو ہم اس پر Amendment Bill لے آئیں گے۔

شیخ علاؤالدین: میں آپ سے صرف ایک چھوٹی سی amendment چاہوں گا۔

جناب سپیکر: کمیٹی کا کوئی time frame دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ next session سے پہلے دے دیں تاکہ ہم next session میں اس کو لے آئیں۔

جناب سپیکر: آپ ان سے co-ordinate کر لیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ چاہوں گا کہ اس میں ایک skin specialist کو شامل کر دیں۔ اس کا خرچہ بھی میں دوں گا۔ میں حکومت سے کچھ نہیں لوں گا۔ اس کمیٹی میں ایک skin specialist کو ضرور شامل کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ جن کو شامل کرانا چاہتے ہیں ان کا نام رانا صاحب کو بتا دیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ڈاکٹر طاہر کمال کو ڈال دیں۔ ان کو جو کچھ دینا ہو گا وہ میں دوں گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر طاہر کمال کو ممبر بنا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ جس کو بھی opt کرنا چاہیں تو کر لیں۔ اس میں زیادہ مناسب یہ ہو گا کہ شیخ صاحب خود ذمہ داری لیں اور اس میں محنت کر کے جن ڈاکٹر صاحبان سے مشورہ کرنا ہے ان سے مشورہ کر لیں۔ اس کے بعد ایک Bill کی صورت میں حکومت کو propose کر دیں کہ ہم اسے لے آئیں گے یا یہ خود Private Members Day پر اس Bill کو introduce کر دیں تو ہم اس کو accept کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ثقافت و امور نوجوانان (محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مہربانی۔ میں سمجھتی ہوں کہ شیخ علاؤالدین صاحب کی ہمیشہ ہاؤس میں جو input ہوتی ہے وہ یقیناً ایک اثاثہ ہوتی ہے۔ انھوں نے جو issue آج اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ انتہائی اہمیت کا معاملہ ہے۔ میں کالے اور گورے رنگ کی بحث میں نہیں جانا چاہتی لیکن یہ حقیقت ہے کہ اس قسم کی کریمیں استعمال کرنے کے بعد اس بچی کا رنگ کالا رہ جاتا ہے اور نہ گورا رہ جاتا ہے اس لئے اس معاملے کو سنجیدگی سے لیا جائے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ شیخ صاحب یقیناً اپنا personal input ضرور دیں لیکن حکومت اپنے طور پر اس پر ضرور قانون سازی کرے۔ اگر حکومت اس پر initiative لے

گی تو زیادہ بہتر نتائج نکلیں گے۔Private Members Day کا ایک لمبا process ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ اس پر حکومت خود Bill لے آئے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: وہ اس میں amendment لے آئیں گے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کیا آپ دوبارہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا تھا کہ ابھی جب یہ discussion چل رہی تھی تو ازراہ مذاق ایک بات ڈار صاحبہ نے کی اور اس کا جواب شیخ صاحب نے دیا۔ وہ کوئی مناسب نہیں تھا اس لئے میری درخواست ہے کہ اسے کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب سپیکر: کس کو حذف کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: ابھی جو [****] بات ہوئی تھی۔ اسے حذف بھی کر دیں۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری پریس سے بھی گزارش ہو گی کہ اسے رپورٹ نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: انھوں نے اگر کہہ بھی دیا ہے تو ان کا بہن بھائی کا رشتہ ہے۔ آپ کو اس میں کیا اعتراض ہے؟

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! سر پر بال لگوانے کے لئے بھی لوگ beauticians کے پاس جاتے ہیں۔ ہمارے وزراء نے beauticians کے پاس جا کر بال لگوائے ہیں۔ کیا میں ان کے نام لے سکتی ہوں؟ وہ شرمندہ ہو جائیں گے اس لئے میں ان کے نام نہیں لیتی مگر ہم اس چیز کو follow بھی کر لیں کہ یہ ایک بڑا بزنس بن گیا ہے۔ یہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ یہ انکوائری کرائیں گے اور جب یہ لوگ جائیں گے تو لیڈیز کبھی نہیں مانیں گی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: اس پر قانون بن رہا ہے۔ یہ اس پر قانون بنائیں گے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! آپ قانون بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 259 ہے۔ میں اسے out of turn لینا چاہتا ہوں کیا میں اسے پڑھوں؟

جناب سپیکر: کیا یہ تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دی جائے؟

HONOURABLE MEMBERS: No, No.

جناب سپیکر: ہاؤس کی sense نہیں ہے۔ Shah sahib! I am sorry! اگلی تحریک التوائے کار طاہر اقبال، محمد شفیق چودھری، جناب شیر علی صاحب اور سامیہ امجد صاحبہ کی طرف سے ہے۔ اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا۔ سید حسن مرتضیٰ صاحب! کیا آپ ناراض ہو کر جا رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: نہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! شاہ صاحب واقعی ناراض ہو کر جا رہے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ان کو یہاں پر پابند کیا جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ ناراض نہیں ہیں۔ وہ مجھ سے ناراض نہیں ہو سکتے۔ وہ ناراض ہوتے تو باہر نکل جاتے لیکن وہ ادھر ہی کھڑے ہیں۔

مورخہ 24۔جون2009 کو شیخ علاؤالدین صاحب ایم پی اے نے Medico Legal Cases (MLC) میں ہونے والی زیادتیوں کے بارے میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 118/09 پیش کی تھی جسے اسمبلی نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 87 کے تحت 2 گھنٹے کی بحث کے لئے منظور کر لیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ شیخ علاؤالدین صاحب اپنی تحریک پیش کریں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ:

جناب سپیکر: آپ motion پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! صرف motion پڑھوں۔

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 87 کے تحت تحریک التوائے کار پر بحث کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرنے کی تحریک

SHEIKH ALA-UD-DIN: I move:

"That the Assembly do now adjourn for discussion on adjournment motion No.118/09."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Assembly do now adjourn."

شیخ علاؤالدین صاحب! بحث کا آغاز کریں۔ دیگر معزز اراکین اسمبلی تقریر کرنا چاہتے ہیں تو وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! جتنے MLC میں اس وقت عوام پریشان ہیں وہ ہر حلقے کے معزز رکن کو معلوم ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ جب کوئی معمولی جھگڑا، مار پیٹ یا کسی بھی قسم کا کوئی ایسا کام جس میں medico legal case بننے کی وجہ سے میڈیکل سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہو تو جب سرکاری ہسپتال میں مضروب کو یا جس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہو، اسے لے جایا جاتا ہے تو وہاں پر اکثر اوقات ہسپتالوں کا عملہ ڈاکٹروں کے front man کے طور پر کام کرتا ہے اور من پسند MLC دیئے جاتے ہیں۔ جس کے پاس پیسے نہیں ہوتے چاہے وہ مضروب ہو یا اس کی ہڈی بھی ٹوٹی ہوئی ہو تو اس کا MLC اسے genuine ملنا بہت مشکل ہے، اگر کہیں مل بھی جائے تو اس کے اندر اس قسم کا کوئی نکتہ رکھ دیا جاتا ہے جسے ایک مشہور اور بدنام زمانہ نکتہ "زیر مشاہدہ" کہتے ہیں وہ زیر مشاہدہ تقریباً چھ چھ مہینے مشاہدے سے ہی نہیں نکلتا جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پرچہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اول تو زیر مشاہدہ رکھتے رکھتے چھ ماہ گزر

جاتے ہیں جس کا آپ کو خود علم بھی ہے۔ اس کے بعد ہوتا یہ ہے کہ فریقین کی آپس میں لوگ بات چیت شروع کرواتے ہیں جو فریق کمزور ہوتا ہے اس کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ صلح کر لے اور اگر کسی وجہ سے کسی زور آور کے خلاف پرچہ ہو جاتا ہے تو وہ اس کے medico legal case کو ڈسٹرکٹ ہسپتال میں ایک طریق کار کے تحت چیلنج کر دیتا ہے۔ جب وہ وہاں جاتا ہے تو وہاں ایک بورڈ بنتا ہے، اول تو وہ بورڈ بنتا ہی نہیں ہے کیونکہ اس بورڈ کو بنانے کے لئے بھی بہت پیسوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ جب وہ بورڈ بن جاتا ہے تو وہاں سے من پسند result لینے کے لئے بھی پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح جب بورڈ بنتے ہیں تو وہاں پر بھی بورڈ کے ڈاکٹروں کو approach کیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ من پسند result لے لیا جائے اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اس بورڈ کا کبھی اجلاس ہی نہیں کرنے دیتے تاکہ اس کا کوئی فیصلہ نہ آ جائے۔ میں نے اپنی تحریک التوائے کار میں بنیادی بات یہ کی تھی اور حکومت کی یہ توجہ دلائی تھی کہ آج تک پنجاب کے جتنے اضلاع میں جتنے medico legal cases review میں پڑے ہوئے ہیں ان کی تفصیل دی جائے تو میں بتانا یہ چاہتا ہوں کہ اس میں بہت سے cases ایسے ہیں جن کو آٹھ آٹھ، دس دس مہینے ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک بورڈ کی رپورٹ ہی نہیں آئی جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کو سامنے رکھ کر عدالتوں کو بے بس کر دیا جاتا ہے اور وہ یا تو ضمانتیں لے لیتے ہیں یا پھر indefinite تاریخیں پڑنی شروع ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے ایک طرف انصاف کے عمل میں بہت بڑی رکاوٹ کھڑی کی جاتی ہے اور دوسری طرف مظلوم فریق کو پیسا بھی ضائع کرنا پڑتا ہے اور اس کو ایک نہ ختم ہونے والی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر: تمام ممبران ذرا غور سے سنیں جو شیخ صاحب فرما رہے ہیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ اس وقت جتنے cases ضلعی سطح پر pending پڑے ہوئے ہیں وہ تمام ایوان کے سامنے لائے جائیں اور پوچھا جائے کہ یہ کتنے عرصے سے اور کیوں pending ہیں؟ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کیا جائے کہ جب کوئی medico legal case چیلنج ہو جائے تو وہ بورڈ اس case کی آٹھ دن کے اندر اندر اطلاع دے کہ اس میں ہمارا یہ version ہے تاکہ اگر بورڈ کا فیصلہ basic order سے contradict کرتا ہے یا اس کی تائید کرتا ہے تو وہ معاملہ کسی طرف لگ جائے، لوگوں کو انصاف مل سکے اور وہ اس پریشانی سے بچ سکیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ مشورہ نوٹ کر لیں۔ ابھی اس پر دو گھنٹے کی بحث چلنی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں اگر کوئی بحث کرنا چاہے گا تو دو گھنٹے کی ہو گی۔ شیخ صاحب کے علاوہ تو کسی اور نے اس پر بحث نہیں کرنی۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس نام آئے ہیں اور ابھی میجر عبدالرحمٰن صاحب نے بولنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): میرا خیال ہے کہ میجر عبدالرحمٰن صاحب اور شیخ علاؤالدین صاحب ہی اس پر بات کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، میجر عبدالرحمٰن صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) عبدالرحمٰن رانا: جناب سپیکر! ہمارے معزز ممبر نے جو medico legal case کا نکتہ اٹھایا ہے یہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور لوگ اس کی وجہ سے سالہا سال بے گناہ ہونے کے باوجود جیلوں میں پڑے رہتے ہیں۔ اس کی ابتداء میرے خیال میں ہسپتالوں میں ڈاکٹروں سے زیادہ lower عملہ سے ہوتی ہے کیونکہ ڈاکٹر تو پھر بھی کچھ عرصے کے بعد ایک جگہ سے تبدیل ہو کر دوسری جگہ چلے جاتے ہیں لیکن lower عملہ پندرہ بیس سال سے ایک ہی جگہ پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ مجھے ایسے واقعات کا علم ہے۔ ہسپتالوں کے اندر ٹیم بنی ہوئی ہوتی ہے جس میں ایک ڈاکٹر، وارڈ سرونٹس اور ڈسپنسر ہوتے ہیں۔ جب ایک پارٹی اس ٹیم کے پاس جاتی ہے تو دوسری پارٹی کو دوسری ٹیم بلا لیتی ہے اور وہ اسے کوئی ضرب لگا کر سرٹیفکیٹ دے دیتی ہے۔ اس لئے اس دائرہ کار کو صرف ڈاکٹروں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ lower عملے کو بھی شامل کیا جائے۔ حکومت کا جو قانون ہے کہ تین سال کے بعد ایک آدمی چاہے وہ lower عملے میں ہے چاہے سینئر عملے میں، اس کو تبدیل ہونا چاہئے۔ اگر اس پر عمل ہو جائے تو ان حادثات میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک rule ہے کہ پولیس کے document کے بغیر ڈاکٹر MLC نہیں دے سکتا لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ڈاکٹر دے دیتے ہیں۔ پولیس بھی وہ ضربیں پہلے اپنے روزنامچے میں نوٹ کرتی ہے پھر وہ ایک سرٹیفکیٹ بنا کر دیتی ہے اس کے بعد وہ اس document کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں جب یہ procedure follow نہیں ہوتا تب ایسے واقعات زیادہ رونما

ہوتے ہیں اور جعلی medicol legal certificate بنتے ہیں۔ کوئی قانون ہی نہیں ہے کہ اگر ایک بورڈ یہ کہتا ہے کہ یہ جعلی سرٹیفکیٹ دیا گیا ہے یا یہ خود ساختہ چوٹ کو ڈاکٹر نے درست قرار دیا ہے تو اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوتی کیونکہ قانون اس کے متعلق خاموش ہے اور نہ بورڈ والوں کو یہ اتھارٹی ہے کہ وہ اس ڈاکٹر کے خلاف case initiate کر سکے اگر اس چیز کی طرف بھی توجہ دی جائے اور قانون سازی کی جائے کہ بورڈ کو یہ اختیار ہو کہ جب ایک ڈاکٹر سرٹیفکیٹ دیتا ہے اور وہ سرٹیفکیٹ غلط ثابت ہو جاتا ہے تو اس کے خلاف خود بخود کارروائی شروع ہو جانی چاہئے۔ اس کے علاوہ بات جو جاتی ہے وہ forensic لیبارٹری تک جاتی ہے۔ زیادہ گڑبڑ forensic لیبارٹری میں ہوتی ہے کیونکہ forensic لیبارٹری صرف ایک ہے ہر آدمی کو پتا ہے کہ میری چیزیں معائنے کے لئے چاہے وہ visceras ہے، چاہے وہ weapons ہیں یا کوئی اور چیز ہے یہ اسی لیبارٹری میں جانی ہے وہاں پر وہ مک مکا کر کے اپنے پرچے میڈیکولیگل غلط کرواتے ہیں اگر زیادہ forensic لیباٹریاں بن جائیں اور اس کی secrecy قائم ہو جائے کہ وہ جو specimen جاتا ہے اس کا کسی کو پتا نہ ہو کہ وہ کس لیبارٹری میں جارہا ہے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے۔ دوسری جو سب سے بڑی serious چیز ہے وہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب پولیس کے اپنے تشدد سے لوگ زخمی ہوتے ہیں یا مر جاتے ہیں۔ اس وقت ڈاکٹروں اور پولیس کی ملی بھگت کی مثال کہیں نہیں ملتی کیونکہ پولیس ڈاکٹروں پر پریشر ڈالتی ہے، ڈاکٹروں کو ہمیشہ پولیس سے کام پڑتے رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے غلط پرچے دینے ہوتے ہیں تو دونوں محکموں کی ملی بھگت سے تشدد کے cases بالکل ضائع ہو جاتے ہیں اور لوگوں کو انصاف نہیں ملتا۔ ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں ضرورت ہے کہ حکومت اس پر مناسب قانون سازی کرے اور محکمہ صحت سے ایک تفصیلی رپورٹ منگوائیں جیسا کہ ہمارے فاضل ممبر نے یہ کہا ہے کہ کتنے کتنے cases بورڈ میں کتنی کتنی دیر تک پڑے رہتے ہیں۔ شاید ہم اس میں وقت تو مقرر نہ کر سکیں کیونکہ قانون کے مطابق دونوں پارٹیوں کو بورڈ نے تین دفعہ بلانا ہے۔ تین دفعہ بلانے کے باوجود نہ آئے تو پھر چوتھی دفعہ یکطرفہ کارروائی کر سکتے ہیں۔ اس لئے وقت مقرر کرنا مشکل ہے لیکن ان سے اگر یہ ڈیٹا منگوا لیا جائے کہ cases کتنی کتنی دیر سے pending پڑے ہوئے ہیں اور ان کی وجوہات کیا ہیں تاکہ ان وجوہات کو سامنے رکھ کر قانون سازی

کی جائے تو میرے خیال میں عوام کو ہم اس اذیت سے کسی حد تک نجات دلا سکتے ہیں، بہت مہربانی شکریہ

جناب احمد خان بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں اور میں اس تحریک کے سلسلہ میں شیخ صاحب کی تائید کرتا ہوں کہ واقعی لوگوں کے ساتھ بہت زیادتی ہو رہی ہے۔ میڈیکل سرٹیفکیٹ کم از کم 80 فیصد مقدمے بازی کا سبب بن رہے ہیں۔ لوگوں کی آپس میں صرف بول چال بھی ہو جائے تو خود ساختہ ضرب لگا کر جاتے ہیں۔ اب تو حالات یہ ہو گئے ہیں کہ عملہ ریٹ مقرر کر دیتا ہے کہ آپ نے کس دفعہ کا سرٹیفکیٹ بنوانا ہے تو عملہ اس حساب سے بنا دیتا ہے کہ ہڈی توڑنی ہے، اے ٹو کا لینا ہے، ایف کا لینا ہے، ایچ کا لینا ہے۔ اس حساب سے پیسے دیئے جاتے ہیں وہ خود عملہ ہی سب کچھ کر کے دے دیتا ہے اس کے لئے مشکل یہ ہے کہ جھوٹا سرٹیفکیٹ بن گیا۔ اب دونوں طرف ڈاکٹر صاحبان ظلم کرتے ہیں۔ پیسے مل جائیں تو جو مضروب نہیں ہوتا اس کا سرٹیفکیٹ بن جاتا ہے، اگر ملزمان کی طرف سے پیسے مل جائیں تو پھر جو صحیح مضروب ہوتا ہے اسے خود ساختہ declare کر کے دے دیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے ایک ہی اتھارٹی ہے کہ آپ بورڈ میں جائیں اور بورڈ بٹھا کر یہ فیصلہ کریں کہ یہ خود ساختہ ہے یا نہیں۔ اس کے لئے ایک اتنا پیچیدہ طریق کار ہے کہ پہلے تو ڈی سی بورڈ مقرر کر دیتا تھا۔ اب ڈی سی او کے پاس بھی اختیار نہیں ہے اور اب سول کورٹ میں جانا پڑتا ہے۔ اس میں کئی تاریخیں سول کورٹ میں بھگتنا پڑتی ہیں تب جا کر بورڈ کا آرڈر ہوتا ہے۔ جب بورڈ میں کیس چلا جاتا ہے تو پھر کئی ہفتے لگ جاتے ہیں، بورڈ نہیں بیٹھتا۔ اس کے علاوہ اس بورڈ میں وہ ڈاکٹر بھی ممبر ہوتا ہے جس نے جھوٹا سرٹیفکیٹ بنایا ہوتا ہے حالانکہ اس کو اس بورڈ کا ممبر نہیں ہونا چاہیئے اس کو بھی ممبر بنایا گیا ہے۔ ہر ضرب کے دن مقرر ہیں کہ وہ پندرہ دن کے بعد، بیس دن کے بعد یا پچیس دن کے بعد بورڈ بھی اس قابل نہیں رہتا کہ وہ یہ بتا سکے کہ یہ ضربات خود ساختہ ہیں یا نہیں۔ وہ یہی کہتا ہے کہ میعاد گزر چکی ہے اس کا رزلٹ clear نہیں کیا جا سکتا کہ یہ خود ساختہ ہے یا نہیں اس کو میں پولیس یا عدالت کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔ جب پولیس کی صوابدید پر چھوڑا جاتا ہے تو پھر وہاں پر مک مکا ہوتا ہے۔ وہاں ان کی مرضی ہوتی ہے کہ اگر پیسے مل جائیں تو وہ بے گناہ کر دیں اور اگر پیسے نہ ملیں تو وہ گناہگار کر دیں۔ ایک ڈاکٹر نے پتا نہیں کتنے آدمیوں کو ملوث کیا ہوتا ہے، میری گزارش ہے کہ اس میں کم از کم اتنا ضرور کر دیا جائے

کہ جب بورڈ بیٹھتا ہے اور جب مقامی ڈاکٹر سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اور بورڈ اس کو کہتا ہے کہ نہیں یہ جھوٹا ہے، خود ساختہ ہے، مقامی ڈاکٹر نے غلط دیا ہے تو کم از کم بورڈ کو یہ سفارش ضرور کرنی چاہئے کہ مدعی اور اس ڈاکٹر کے خلاف بھی کارروائی ضرور ہو تاکہ جھوٹے سرٹیفکیٹس کی روایت ختم ہو۔ اگر ڈاکٹر کا قصور ہے اور اس کے خلاف کارروائی نہیں کریں گے تو وہ پیسوں کے لالچ میں آ کر کتنے شریف لوگوں کی اور کتنے غریب لوگوں کی پگڑی اچھل جاتی ہے۔ وہ کئی کئی ہفتے، کئی کئی مہینے جیلوں میں پڑے رہتے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ جب تک ان جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹس کو نہ روکا گیا آپ تھانوں سے کیسوں کی لسٹ منگوا لیں 80 فیصد یہی جھوٹے کیس میڈیکل کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر مقدمے بازی میں شریف لوگوں کو ملوث کر رہے ہیں۔ وزیر قانون صاحب اس میں یہ بھی کریں کہ ڈی سی او صاحب کو اختیار دیں اور وہ فوری طور پر بورڈ بٹھائیں۔ الزام الیہ کہتا ہے یا ملزمان کہتے ہیں کہ ایک ہفتے میں، اس ضرب کی میعاد کے اندر اندر اس کا فیصلہ کریں تاکہ صحیح رزلٹ سامنے آ جائے کہ یہ ضرب جھوٹی تھی، خود ساختہ تھی یا صحیح تھی۔ میری ایک بات یہ ہے کہ یہ چھوٹے موٹے کیس جو ہوتے ہیں وہ بھگت رہے ہیں اس میں آج کل جو غلط ظلم ہو رہا ہے وہ یہ ہو رہا ہے کہ ہر کیس میں ریپ کا لفظ دے کر صرف پارٹی بازی یا مقدمہ بازی کی وجہ سے یا کریمینل لوگوں کی وجہ سے جب شریف لوگوں پر ریپ کے کیس بنا دیئے جاتے ہیں۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے عورتوں کے مظلوم ہونے کی وجہ سے انہوں نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے کہ اگر عورت کی ذات سے کہیں بھی کوئی زیادتی ہو گی تو اس پر سخت ایکشن لیا جائے گا اور فوری ایکشن لیا جائے گا لیکن مقدمے بازوں اور کریمینل لوگوں نے بھی فائدہ اٹھانا شروع کر دیا کہ انہوں نے اب اپنے cases چھوڑ دیئے ہیں اور پرچے درج کروانے شروع کر دیئے ہیں حتٰی کہ ریپ تک کے ناجائز کیس بنوانے شروع کر دیئے ہیں۔ ریپ کا معاملہ یہ ہے کہ جب پرچہ درج ہو جاتا ہے تو کئی کئی سال لگ جاتے ہیں اس کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ یہ قابل راضی نامہ نہیں رہتا تو اس سلسلے میں بھی میری ایک تجویز ہے کہ اتنی ضرور مہربانی کریں کہ اگر کوئی ریپ کا کیس درج کرواتا ہے اور ملزمان یہ کہتے ہیں کہ ہم بے گناہ ہیں، وہ چیخ و پکار کرتے ہیں تو کم از کم اس کا ڈی این اے ٹیسٹ ضرور کروایا جائے اور ڈی این اے ٹیسٹ کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے اگر ڈی این اے ٹیسٹ کے مطابق یہ بات سامنے آ جائے کہ اس نے گناہ کیا ہے تو اس کو بالکل سزا ملنی چاہئے۔

اگر ڈی این اے ٹیسٹ آ جاتا ہے کہ یہ گناہ نہیں ہوا تو اس case کو فوری طور پر خارج کرنا چاہئے۔ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ پولیس والے کہتے ہیں کہ ہم نے تو کہا ہے لیکن مدعیہ کہتی ہے کہ میں ڈی این اے ٹیسٹ نہیں کروانا چاہتی کیونکہ اسے پتا ہوتا ہے کہ یہ جھوٹا case ہے اور جب ڈی این اے ٹیسٹ ہوا تو میرا یہ case خارج ہو جائے گا تو وہ نہیں کروانا چاہتی اور ملزمان جیل میں پڑے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ لا منسٹر صاحب بیٹھے ہیں تو یہ ایک ہدایت آئی جی صاحب کی وساطت سے تمام SHOs کو دیں کہ اگر کوئی مدعیہ ریپ کا case کرواتی ہے مگر ڈی این اے ٹیسٹ نہیں کرواتی تو ایسے case کو جھوٹا تصور سمجھتے ہوئے فوری خارج کیا جائے تاکہ ایسے case میں بے گناہ اور شریف لوگ ذلیل نہ ہوتے رہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا تنویر احمد ناصر صاحب!

رانا تنویر احمد ناصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک کے محرک نے آج بڑے اچھے پوائنٹ کی نشاندہی کی ہے جس پر انہیں appreciate کیا جانا بہت ضروری ہے۔ جعلی MLC تمام برائیوں اور لڑائیوں کا موجب بنتا ہے اور وہ میڈیکل آفیسر جس پر حکومت اتنی زیادہ رقم خرچ کرتی ہے اور جب اس کے پاس اختیار آتا ہے تو وہ رقم کے عوض جعلی MLC جاری کر کے لوگوں کے حقوق کو بہت نقصان پہنچاتا ہے۔ بعض cases میں تو یہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر گھر میں بیٹھا ہوتا ہے اور ڈسپنسر ہی MLC وغیرہ مکمل کروا کر ڈاکٹر صاحب کے پاس لے جاتے ہیں کہ آپ صرف دستخط کر دیں اور باقی سارا کام میں نے کر دیا ہے۔ اسی طرح بعض RHC میں ڈسپنسر اتنے طاقتور ہیں کہ جب ان کے پاس کوئی شخص جعلی MLC کے لئے جاتا ہے تو وہ خود ہی اس کی ہڈی توڑتے ہیں اور پھر جعلی MLC جاری کر دیتے ہیں۔ ایک اور trend یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کوئی genuine مقدمہ بنتا ہے تو اس کو defeat کرنے کے لئے آج کل cross version کو بنانے کے لئے بھی جعلی MLC جاری کر دیا جاتا ہے بلکہ کہتے ہیں کہ جتنا گڑ ڈالیں گے اتنا ہی میٹھا ہوگا۔ ہر RHC میں ایسے ڈسپنسر موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ اتنی رقم لے آئیں اور ہم سے جعلی MLC حاصل کر لیں۔

جناب سپیکر! میڈیکل بورڈ میں بھی کافی مسائل ہیں کہ اگر کوئی شخص زخمی ہے اور وہ بار بار میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش نہیں ہوتا اور اگر وہ میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش ہو کر یہ کہہ دیتا ہے کہ

میں اپنا re-medical examination نہیں کروانا چاہتا تو بورڈ کے پاس کوئی ایسے اختیارات نہیں ہیں کہ اسے re-medical examination پر مجبور کیا جائے۔ پہلے میڈیکل بورڈ ڈی سی وغیرہ بنایا کرتے تھے اور اب یہ مجسٹریٹ کے ذریعے ہوتا ہے تو ان کے لئے بھی کوئی وقت کی قید مقرر نہیں ہے۔ انہیں بھی اس کے لئے پابند کرنا ہوگا اور اس کے لئے rules & regulations میں کافی ترامیم کرنی پڑیں گی۔

جناب سپیکر! 302 کے cases میں ڈاکٹر صاحبان یہ کرتے ہیں کہ ہر DHQ یا THQ میں، سب کو پتا ہوتا ہے کہ فلاں ڈاکٹر اس مسئلے میں ملزم کی مدد کر سکتا ہے اور بعض cases میں یہ دیکھا گیا ہے 302 کے پوسٹ مارٹم رپورٹ میں duration of injuries کے حوالے سے ٹائم کا مسئلہ ہوتا ہے تو اس میں وہ ڈاکٹر صاحبان ایسا ٹائم لکھتے ہیں کہ اگر وقوعہ دو بجے کا ہے تو وہ injuries صبح آٹھ بجے کی ظاہر کر دیتے ہیں جس سے ultimately فائدہ ملزم فریق کو پہنچتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ rules میں کافی ترامیم کرنی چاہئیں اور اس کے لئے Law Ministry کو باقاعدہ ایک کمیٹی بنا کر اصلاحات کرنی چاہئیں۔

جناب سپیکر: میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: شکریہ، جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے جعلی MLC کی نشاندہی کی ہے تو میں اس سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ نتائج تو یہی ہیں جو سامنے آئے ہیں یا شیخ صاحب اور دوسرے فاضل ممبران صاحبان نے اس معزز ایوان کے سامنے رکھے ہیں لیکن اب اس کا کیا کیجئے؟ اس [***] میں تو ایسا ہی ہوگا چاہے آپ کچھ بھی کر لیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! معاشرے کو تو آپ کرپٹ نہ کہیں۔ یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

میاں محمد رفیق: اس میں سول سوسائٹی خود شامل ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو جعلی MLC بنوانے جاتے ہیں، جھوٹے پرچے درج کروانے جاتے ہیں، وہ کون لوگ ہیں؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کسی طبقے کی بات کریں، سارے معاشرے کو کرپٹ نہ کہیں۔ آپ کے نزدیک سارا معاشرہ ہی کرپٹ ہے تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں سارے معاشرے کی بات نہیں کرتا لیکن پھر یہ نتائج ایسے کیوں ہیں ؟ اگر معاشرہ کرپٹ نہیں ہے تو پھر یہ نتائج سامنے کیوں ہیں۔ گھر میں، پڑوس میں کوئی مرغیاں ہی لڑ پڑتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میڈیکو لیگل کے بارے میں بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے پس پردہ بااثر اور پیسے والے لوگ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنوا سکتے ہیں۔ میڈیکو لیگل جھوٹا بھی بنواتے ہیں۔ اگر کوئی سچا بھی میڈیکو لیگل بن جائے تو اسے بھی جھوٹا بنوانے کے لئے یہ پہنچ جاتے ہیں جس سے عوام آئے روز متاثر ہو رہے ہیں۔ ایسے ایسے طریقے بھی ایجاد ہو گئے ہیں کہ ہڈی اگر ٹوٹی بھی نہیں ہے تو ایکسرے میں ٹوٹی نظر آنے لگ جاتی ہے۔ آپ اس کا کیا علاج کریں گے ؟ بورڈ بیٹھتا ہے اور بورڈ کی بھی بات ہوئی ہے تو بورڈ کو پیسے پہنچ جائیں گے اور غلط میڈیکو لیگل سچا بن جائے گا اور جو سچا ہے وہ جھوٹا بن جائے گا۔ اسی طرح لوگ جعلی میڈیکو لیگل کے لئے جب ڈاکٹر کے پاس جائیں گے تو اگر اس کو کچھ بھی نہیں ہے تو ڈاکٹر جو چاہے گا اس جھوٹے کو غلط میڈیکو لیگل بھی دے دے گا۔ تھانوں میں پرچے درج کروانے کے بھی ریٹ مقرر ہیں۔ میڈیکو لیگل بنانے کے بھی ریٹ مقرر ہیں اور غلط میڈیکو لیگل کو سچا بنانے کے لئے بھی ریٹ مقرر ہیں اور سچے کو جھوٹا میڈیکو لیگل بنوانے کے لئے بھی ریٹ مقرر ہیں۔ اس کا کیا کیجئے ؟ شکریہ

جناب سپیکر: چودھری جاوید صاحب!

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب کو appreciate کرنا چاہوں گا جنہوں نے انتہائی اہم مسئلے پر اس ایوان کی توجہ مبذول کروائی۔ میں یہاں پر اپنے ان ساتھیوں کو بھی appreciate کرتا ہوں جنہوں نے اس مسئلے پر روشنی ڈالی اور اپنے مسائل کو یہاں پر بیان کیا۔

جناب سپیکر! ساری دنیا میں ایک مسلمہ اور مروجہ اصول ہے کہ government کے functionaries عوام کی بہتری اور سہولت کے لئے ہوتے ہیں اور انہیں حکومت بناتی ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں جتنے محکمے ہیں وہ کوئی نہ کوئی مسئلہ پیدا کرنے کے لئے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک ہمارا محکمہ صحت بھی ہے۔ محکمہ صحت کے ڈاکٹروں سے زیادہ پڑھا لکھا شخص بھی کوئی اور نہیں ہے۔ میرے بھائیوں نے جن مسائل کی نشاندہی کی ہے جن کی وجہ سے معاشرے میں غریب اور شرفا پریشان ہوتے ہیں۔ عدالتوں پر بوجھ بڑھتا ہے، پولیس الگ سے پریشان ہوتی ہے۔ کمائی کرنے والے کوئی اور ہوتے ہیں اور غریب آدمی جیلوں میں پس کر رہ جاتا ہے۔ اس میں بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ کوئی گنہگار بھی بچ جاتا ہے لیکن زیادہ تر بے گناہ لوگوں کو سزا ملتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس نظام کو بدلنے کے لئے، ہم ان پر جتنے مرضی چیک لگا لیں، میرے علم میں بھی ہے کہ نہ صرف ڈاکٹر بلکہ ڈسپنسروں نے اپنی ٹیمیں بنا رکھی ہیں۔ وہ ہسپتالوں میں بیٹھے ہوتے ہیں اور ان کے کارندے دوسری جگہوں پر بیٹھ کر سارا کام کر رہے ہوتے ہیں۔ میڈیکل بورڈ اسی ہسپتال کے ڈاکٹر یا کسی نزدیک کے ہسپتال کے ڈاکٹر وہیں پر بیٹھ کر کرتے ہیں تو colleague اپنے colleague کی مدد کرتا ہے۔ آج تک کسی ڈاکٹر کو کبھی سزا نہیں ملی، کیا وجہ ہے؟ انہیں سزا نہ ملنے کی وجہ سے، ان کی accountability نہ ہونے کی وجہ یہ مرض بڑھتا جا رہا ہے۔ ایک تجویز تو یہ ہے اس پر چیک رکھنے کے لئے یہ کرنا چاہئے کہ تمام اضلاع میں میڈیکل کالجوں کے اپنے اپنے متعلقہ شعبہ کے پروفیسر وہاں جا کر نہ صرف ہسپتال کا جائزہ لیں، ان کی بہتری چیک کریں، ان کے نقائص کی نشاندہی کریں بلکہ وہ میڈیکل بورڈ بھی وہاں جا کر کریں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ پولیس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر کوئی میڈیکولیگل آ جاتا ہے تو اس پر پرچہ درج کرنا فوری طور پر لازم ہو جاتا ہے۔ اگر پولیس پرچہ درج نہیں کرتی تو وہ court کے ذریعے بھی پرچہ درج کروا لیتے ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں تجویز دینی چاہئے کہ ضابطہ فوجداری میں ترمیم کرتے ہوئے ڈاکٹروں کو جو اختیار ملا ہے کہ وہ declare کریں کہ کسی کی injury آئی ہے یا نہیں لیکن وہ قابل دست اندازی پولیس بنایا گیا ہے اس کا اس وقت تک پرچہ درج نہ ہو جب تک حقائق ثابت نہ کر دیں کہ واقعی لڑائی ہوئی تھی۔ اس ضابطہ فوجداری میں تبدیلی کے لئے ہمیں وفاقی حکومت، وفاقی پارلیمنٹ سے سفارش کرنا پڑے گی۔ میں یہ چاہوں گا کہ ہماری طرف سے یہ تجاویز بھیجی

جائیں کہ ضابطہ فوجداری میں تبدیلیاں لائیں جس طرح پولیس rules میں تبدیلی آنی چاہئے اسی طرح سے اس ضابطہ فوجداری میں بھی تبدیلی لائی جائے۔ اس طرح ہم اپنے معاشرے کو اصلاح کی جانب لے کر چل سکتے ہیں اور ڈاکٹروں، ڈسپنسروں کی چیرہ دستیوں سے بچ سکتے ہیں۔ اس طرح سے ٹاؤٹوں اور جو ہمارے معاشرے کو بگاڑنے کا کردار ادا کر رہے ہیں ان کو ہم نکیل ڈال سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ گورنمنٹ انتہائی ذمہ دار ہے، اس نے عوام کی فلاح و بہبود کے لئے آج تک جو measures لئے ہیں اس میں ان لوگوں کو پریشانیوں سے بچانے کے لئے اور انہیں معاشی قتل سے بچانے کے لئے یہ بھی بہت بڑا عنصر ہوگا۔ اس طرح سے ہماری عدالتوں پر بھی بوجھ کم ہوگا، ہماری پولیس پر بھی بوجھ کم ہوگا اور معاشرہ بھی بہتر ہوگا۔ شکریہ

جناب سپیکر: محترمہ غزالہ رانا!

ڈاکٹر غزالہ رضا رانا: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج کا جو موضوع ہے medico legal cases یہ بہت ہی اہم ہے۔ aspect of health میں خود بھی Rural Health Centre میں کام کر چکی ہوں اور میں نے کم از کم پانچ سال medico legal پر کام کیا ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں اس چیز پر غور کرنا چاہئے کہ جن ڈاکٹروں کو Rural Health Centre، THQ یا DHQ میں appoint کیا جاتا ہے وہ بالکل fresh ہوتے ہیں اور جب وہ وہاں جاتے ہیں وہ بالکل innocent ہوتے ہیں۔ نئے ڈاکٹرز ہوتے ہیں، young ڈاکٹرز ہوتے ہیں اور ان کا کوئی experience نہیں ہوتا۔ وہاں پر جو already عملہ پچیس پچیس سال اور پندرہ پندرہ سال سے موجود ہوتا ہے وہ ڈاکٹروں کو misguide کرتا ہے اور ڈاکٹر کو کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب یہ صحیح ہے، نہیں جی، ڈاکٹر صاحب وہ صحیح ہے۔ اس کے بعد جب ڈاکٹر اپنے طور پر کام کر دیتا ہے تو وہ لوگ جا کر پارٹیوں کو بتاتے ہیں کہ ڈاکٹر اس طرح کا ہے اور اس طرح کا ہے۔ اس لئے جب ہم ڈاکٹروں کی appointments کریں تو ان کے لئے یہ ضروری ہو کہ انہوں نے کم از کم medico legal میں ہاؤس جاب کیا ہو۔ ان ڈاکٹروں کو آپ Rural Health Centre میں بھیجیں تاکہ ان کو medico legal پہلے سے ہی آتا ہو۔ صرف ایم بی بی ایس کرنے سے medico legal aspect نہیں آتے وہاں صرف ہمیں پڑھایا جاتا ہے پریکٹیکل نہیں کروایا جاتا اس لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ جس ڈاکٹر کو بھی آپ Rural Health Centre میں بھیج رہے

ہیں اس کی appointment ایسی ہو کہ اس نے Medico Legal Programme میں ہاؤس جاب کیا ہوا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ mature ڈاکٹروں کو Rural Health Centre میں بھیجیں۔ جب young ڈاکٹر جاتے ہیں تو وہاں پر political pressure ہوتا ہے، وہاں پر پولیس کا پریشر ہوتا ہے اور عوام کا پریشر ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ گھبراتے ہیں۔ اگر وہاں پر mature ڈاکٹر جائیں گے وہ maturity سے cases کو handle کریں گے۔ میں اپنی مثال دیتی ہوں میں بھی وہاں پر گئی ہوں چونکہ میں mature ڈاکٹر تھی اس لئے میں نے کسی کی بات پر کان نہیں دھرے۔ سب کو پتا تھا کہ اس ڈاکٹر نے وہی بات کرنی ہے جو ہے اس لئے وہاں کم از کم mature ڈاکٹر کو بھیجیں تاکہ وہ کسی کے رعب، دبدبے اور ڈر میں نہ آئیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ کوشش یہ کی جائے کہ جس Rural Health Centre یا تحصیل میں آپ نے ڈاکٹر appoint کرنا ہے وہ ڈاکٹر وہاں سے related ہو۔ ڈاکٹر اس جگہ سے related بھی ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی appointments شہروں میں کرواتے ہیں۔ ان ڈاکٹروں کو وہاں بھیجیں تاکہ ان کو پتا ہو کہ جہاں سے یہ کیس آیا ہے وہاں پر چودھری کون ہے، وہاں پر کونسلر کون ہے اور ناظم کون ہے؟ کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو مظلوم ہوتا ہے وہ پرچہ نہیں کٹوانا چاہتا لیکن وہاں کا کونسلر، وہاں کا چودھری اس کو مجبور کرتا ہے کہ پرچہ ضرور کٹواؤ جس کی وجہ سے مزید problems create ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ ڈاکٹروں کو خریدنا چاہتے ہیں۔ سب سے پہلے تو وہاں پر mature ڈاکٹروں کو بھیجیں، ڈاکٹروں کا medico legal میں تجربہ ہو تب وہ وہاں جا کر صحیح کام کر سکتا ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ڈاکٹروں کو protection دی جائے، وہاں پر ڈاکٹروں کی کوئی protection نہیں ہے، کوئی facilitation نہیں ہے۔ اگر کوئی ڈاکٹر کسی Rural Health Centre میں جا کر جاب کرتا ہے وہ اتنا backward area ہوتا ہے کہ ڈاکٹر وہاں پر survive کر ہی نہیں سکتا۔ وہ اپنے بچوں کو وہاں پر رکھ ہی نہیں سکتا جس کی وجہ سے وہ وہاں پر 24 گھنٹے نہیں رہتا۔ حالانکہ medico Legal ڈاکٹروں کی 24 گھنٹے ڈیوٹی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے دو بجے کے بعد اکثر Rural Health Centre میں ڈاکٹر نہیں ملتا۔

پانچویں بات یہ ہے کہ پولیس کو educate کیا جائے۔ پولیس اکثر پیپر کم لے کر آتی ہے، پورے پیپرز لے کر نہیں آتی اور وہ ڈاکٹروں پر پریشر ڈالتی ہے کہ انہی پیپر کو دیکھ کر آپ پرچہ کاٹ دیں۔ ڈاکٹر کہتا ہے کہ آپ پیپر لے کر آئیں اس کی وجہ سے دونوں پارٹیاں کہتی ہیں کہ پولیس اور ڈاکٹروں کی آپس میں commitment ہو رہی ہے حالانکہ وہ commitment نہیں ہو رہی ہوتی بلکہ ڈاکٹر یہ insist کر رہا ہوتا ہے کہ پولیس پیپر پورے کر کے لائے جس کی وجہ سے اکثر dead bodies صبح سے شام تک پڑی رہتی ہیں اور وہاں پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ بھی ہوتا ہے۔ اگر ڈاکٹر کر دے تو اس پر objection شروع ہو جاتے ہیں اس لئے پولیس کو educate کرنا بہت ضروری ہے۔ پولیس کم از کم murder cases میں پورے پیپرز لے کر آئیں تاکہ ٹائم پر پرچہ درج ہو۔

چھٹی بات یہ ہے کہ اکثر Rural Health Centre میں پوسٹ مارٹم کا بندوبست نہیں ہے ڈاکٹروں کو دوسری جگہوں پر جا کر پوسٹ مارٹم کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک ڈاکٹر Rural Health Centre میں ہے اور اس کو تحصیل ہیڈ کوارٹر میں جا کر پوسٹ مارٹم کرنا پڑتا ہے تو اس کی وجہ سے ڈاکٹر کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے، پولیس کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور جن کا murder ہوا ہوتا ہے ان کا وقت ضائع تو ہونا ہی ہوتا ہے اس لئے ہر Rural Health Centre میں ایسا انتظام کیا جائے کہ وہیں پر ہی پوسٹ مارٹم ہو۔ یہ سب سے بڑی وجہ ہے جس سے پوسٹ مارٹم میں problems ہوتے ہیں۔ میڈیکل بورڈ کے حوالے سے میں یہ کہوں گی کہ اس کے لئے آٹھ ہفتے ہوتے ہیں، آٹھ ہفتوں تک میڈیکل بورڈ کا رزلٹ چاہئے ہوتا ہے، آٹھ ہفتے کے بعد اگر میڈیکل بورڈ رزلٹ نہیں دیتا تو اس medico legal کو cancel کر دیا جاتا ہے۔ اگر ڈاکٹروں پر political pressure نہ ہو، کیونکہ اکثر یہ بھی ہوا ہے کہ اگر ڈاکٹر نے ان کی پسند کا پرچہ نہیں کاٹا تو اس پر تشدد بھی کیا گیا۔ ڈاکٹروں کو Rural Health Centre میں کوئی protection نہیں ہے جس کی وجہ سے problems اور زیادہ ہوتے ہیں۔ وہاں جاتے ہوئے ڈاکٹر ڈرتے ہیں اور جو ڈاکٹر جاتے ہیں وہ اپنی protection کے لئے ان کی بات مان لیتے ہیں اور پیسے لینے شروع کر دیتے ہیں۔ آپ ان کو اتنا facilitate کریں کہ وہ پیسے ہی نہ لیں۔ یہ میری آپ سے عرض ہے کہ ڈاکٹروں کو facilitate کریں ان کو وہاں پر protection دیں تب جا کر یہ problem حل ہو گا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ آمنہ بٹر صاحبہ! محترمہ!۔۔آپ کے پاس دو منٹ ہیں پھر ہم نے اس کو wind up بھی کرنا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین کی بہت مشکور ہوں کہ وہ بہت اہم مسئلے کو لے کر آئے ہیں۔ یہ بہت پیچیدہ مسئلہ ہے اس میں صرف ڈاکٹروں کا یا ہیلتھ سے related عملے کا ہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اس میں جتنے بھی لوگ involve ہیں ان کا عمل دخل ہے۔ پولیس کرپٹ ہے اس کی کرپشن سے پھر ڈاکٹروں پر پریشر ہوتا ہے۔ ہمیں دونوں چیزوں کو دیکھنا چاہئے۔

جناب سپیکر: پہلے تو ڈاکٹر صاحب کے پاس جاتے ہیں پھر پولیس کے پاس جاتے ہیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پہلے پولیس کے پاس جاتے ہیں پھر ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں۔ اکثریہ cases پولیس ہی ڈاکٹر کے پاس لے کر آتی ہے۔ جب تک تمام محکموں میں کرپشن کا خاتمہ نہیں ہوگا اور یہ کیسے خاتمہ ہوگا؟ اس کے لئے سزا دی جائے۔ جب ڈاکٹروں کو سزا دی جائے تو پھر پولیس کو بھی سزا دی جائے۔ صرف ایک ہی شعبے کو victimize نہ کیا جائے۔ جیسا کہ محترمہ نے کہا ہے کہ proper training ہونی چاہئے صرف ایم بی بی ایس کرکے لوگ Rural Health Centre میں چلے جاتے ہیں اور وہاں پر ان کی proper training نہیں ہوتی۔ forensic کی proper training ہونی چاہئے۔ وہی لوگ MLC کریں جن کے پاس proper training ہو اور ان کو security بھی فراہم کی جائے۔ کیونکہ ان کے ساتھ مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ young ہوتے ہیں، ان کی young families ہوتی ہیں، بچے ہوتے ہیں اس لئے ان کو proper security فراہم کی جائے۔ زیادہ تر ڈاکٹر ظاہر ہے کہ وہ ایسی فیلڈ میں گئے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں مگر ان پر جب پریشر ہو، ان کا بچہ اغواء کر لیا جائے، ان کی بیوی پر تشدد کیا جائے یا ان پر تشدد کیا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: دس منٹ کے لئے ہاؤس کا ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: جو ڈاکٹرز Rural Health Centre میں ہیں ان کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں۔ آپ نے judiciary کی تنخواہیں بڑھائی ہیں جبکہ ان ڈاکٹروں کے پاس رشوت کے چانس زیادہ ہوتے ہیں، بہت کم کم تنخواہوں میں یہ بیچارے کام کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تنخواہ بڑھا دی جائے تاکہ ان کا کوئی

incentive ہی نہ رہے ان کو Rural Health Centre میں سہولیات فراہم کی جائیں۔ان کے بچوں کی ایجوکیشن کے لئے ان کو مزید facilities فراہم کی جائیں۔اس کے علاوہ ایک standardized procedure ہونا چاہئے، کوئی standardized procedure نہیں ہے۔Exam کے لئے kits ہونی چاہئیں، تمام دنیا میں ایسے ہوتا ہے کہ rape kits ہوتی ہیں اس کے علاوہ wound kits ہوتی ہیں، آپ sealed kits کھولیں اس میں evidence collect کیا جائے، اس کو واپس seal کر دیا جائے اور اس پر signatures کئے جائیں تاکہ پتا چلے۔یہ ایک standardized procedure ہے اس standardized procedure کے لئے ہمیں کوششیں کرنی چاہئیں کہ تمام پنجاب میں جرائم کے evidence collect کرنے کے لئے کم از کم ایک standardized procedure ہونا چاہئے۔اس کے علاوہ تمام ڈاکٹرز، زیادہ تر trained doctors شہروں میں رہنا چاہتے ہیں ہمیں چاہئے کہ کوئی ایسا طریق کار بنایا جائے کہ وہ Rural Health Centre میں زیادہ جائیں، ان کو کوئی incentives دیئے جائیں تاکہ وہ Rural Health Centre میں جائیں اور تبھی کرپشن کا خاتمہ ہو سکتا ہے جب ہم سب مل کر کچھ کریں۔ہم political pressure ڈالتے ہیں، ڈاکٹرز کیوں pressure میں آتے ہیں، ہم سیاستدان ہی ڈاکٹرز کے پاس اپنی پارٹی کا کام لے کر جاتے ہیں۔ہماری بھی responsibility ہے کہ ہم صرف تنقید برائے تنقید نہ کریں ہم اپنے عمل سے بھی ثابت کریں کہ واقعی ان کو ان کا کام کرنے دیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنا کام دیانتداری سے کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔راناصاحب آپ اس کو wind up کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں شیخ علاؤالدین صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ وہ ایک انتہائی اہمیت عامہ کے مسئلہ کو اس Adjournment Motion کے ذریعے نوٹس میں لائے اور باقی جن ممبران نے اس بحث میں حصہ لیا ہے میں ان کا بھی بے حد مشکور ہوں اور میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ جو انہوں نے اچھی تجاویز دی ہیں جیسے انہوں نے اس procedure کو change کرنے سے متعلق کہا ہے اور جو میڈیکل کالج کے پروفیسر ہیں ان سے متعلق تجویز آئی ہے کہ ان کو اس میں involve کیا جائے۔Mature doctors کو لگانے کی بات ہوئی ہے، یہاں پر ڈاکٹرز

کی protection کی بات ہوئی ہے تو یہاں پر جو متعلقہ سرجن میڈیکل بورڈ ہیں وہ بھی اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے لوگ بھی بیٹھے ہیں۔

جناب سپیکر: ایک اہم بات اور بھی آئی ہے کہ جس ڈاکٹر نے medico legal پہلے دیا ہے وہ بورڈ کا ممبر ہوتا ہے اس کو بورڈ کا ممبر نہیں ہونا چاہئے یہ بھی ان کی تجویز ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، میں اس بارے میں بھی عرض کروں گا تو یہ جو متعلقہ لوگ بیٹھے ہیں انہوں نے تمام تجاویز نوٹ کی ہیں اور یہ جو اس کا notification ہے اس کی کاپی میں تمام معزز اراکین کو جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا ہے فراہم کر دوں گا اس میں further بھی اگر کوئی amendment وہ suggest کریں گے تو اسے بھی incorporate کیا جائے گا اور اس notification کو renotify کیا جا سکتا ہے اور بہتر کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈی این اے ٹیسٹ کا بھی انہوں نے کہا ہے کہ rape cases میں ڈی این اے ٹیسٹ بہت ضروری ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جی، اس میں کچھ legal hindrances بھی ہیں کہ خواتین کو legally یہ حق دیا جائے کہ ان کا طبی ملاحظہ ان کی consent کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس وقت جو صورتحال ہے اس میں first level پر Rural Health Centre میں تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال میں یا ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال میں سب سے پہلے میڈیکل آفیسر آتا ہے وہ M.L.C جاری کرتا ہے اگر اس سے کسی کو کوئی شکایت ہو کہ وہ غلط جاری کیا گیا ہے یا اس میں بدنیتی سے کام لیا گیا ہے اس میں جو observations معزز ممبران نے دی ہیں تو اس کے بعد second level ہے اس میں ڈی ایچ کیو ہسپتال کا میڈیکل آفیسر MLC جاری کرتا ہے۔ اس ہسپتال کا جو ایم ایس ہے وہ اس بورڈ کا ممبر ہوتا ہے اس کے علاوہ اس ڈسٹرکٹ کا جو ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ہوتا ہے وہ اس کا ممبر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ایک سرجن اس کا ممبر ہوتا ہے وہ میڈیکل آفیسر جس نے اس کا رزلٹ کاٹا ہوتا ہے وہ اس کا ممبر نہیں ہوتا۔ یہ تین رکنی بورڈ جو ہے یہ second level پر فیصلہ کرتا ہے کہ میڈیکل آفیسر نے جو میڈیکل سرٹیفکیٹ دیا ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ اور یہاں پر اس کو تھوڑا سا regulate کرنے کے لئے یہ رکھا گیا ہے کہ اگر کسی

پارٹی یا فریق نے اس MLC پر کوئی یعنی بورڈ سے check کروانے کے لئے کہنا ہے تو اس کا طریق کار یہ ہے کہ وہ اس علاقہ کا جو متعلقہ مجسٹریٹ ہے اس کو application دے گا and it is very simple اس میں کوئی زیادہ دیر والی بات نہیں ہے کہ وہ متعلقہ علاقہ کا جو مجسٹریٹ ہے اس کو application دیں گے اور اس کے آرڈر پر میڈیکل بورڈ تشکیل پائے گا یہ already notify ہے اس میں نئے سرے سے تشکیل پانے والی کوئی بات نہیں ہے اور وہ جو بورڈ ہے وہ اس کا جائزہ لے گا اب second level پر اس بورڈ سے بھی اگر کوئی satisfy نہیں ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اس میڈیکل آفیسر کی اور بورڈ کی opinion کو ایک اور level پر verify کروایا جائے تو اس کے لئے third level رکھا گیا ہے اس میں بورڈ کا جو چیئر مین ہے وہ surgeon medico legal officer Punjab ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ایک شعبہ forensic ہے اس کے associate professor ممبر ہوتے ہیں۔ Assistant professor متعلقہ ٹیچنگ اس region کے teaching hospital کا جو ایم ایس ہوتا ہے وہ اس کا ممبر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ یہ بورڈ کسی بھی متعلقہ شعبے کے ممبر کو co-opt کر سکتا ہے یہ اتنا high level بورڈ ہوتا ہے کہ جس میں سرجن جنرل ہوتا ہے جس میں متعلقہ region کا جو teaching hospital ہے اس کا ایم ایس ہوتا ہے اور اس کے علاوہ ایک پروفیسر شعبہ فورینسک میڈیسن ہوتا ہے اور اس کے علاوہ وہ کسی اور پروفیسر کو co-opt کر سکتے ہیں تو اس کے بعد third and final level ہے اور یہ appellate level بھی کہلاتا ہے اس کے بعد معاملہ کو حتمی شکل دی جاتی ہے اس وقت یہ جو میڈیکل بورڈز ہیں ان میں قطعی طور پر کوئی اتنی زیادہ tendency نہیں ہے بعض صورتوں میں ایسا ہوتا ہے کہ بعض اوقات مظلوم لوگ پیش ہونے سے تھوڑا بہت گھبراتے ہیں تو اس وجہ سے تھوڑی بہت دیر لگ جاتی ہے لیکن ان میڈیکل بورڈز کی working میں کوئی ایسا fault نہیں ہے کہ وہاں پر بہت زیادہ دیر لگنے کا احتمال ہو۔ تاہم ان levels پر، اس procedure پر جو معزز ممبران نے اپنی observations دی ہیں ان کو نوٹ کر لیا گیا ہے، متعلقہ محکمہ ان کو incorporate کرنے کی کوشش کرے گا اور باقی میں نے جیسے تفصیل بتائی ہے کہ اس procedure سے متعلق معزز ممبران اگر کچھ تحریری طور پر دینا چاہیں تو وہ بھی دے دیں۔ متعلقہ محکمہ کو direct کیا جائے گا کہ وہ ان کو accommodate کریں باقی جہاں پر جو کرپشن کی جنرل بات ہوئی ہے

کہ وہ خود ہی ہڈیاں توڑ دیتے ہیں وہاں پر عملہ رکھا ہوا ہے وہ یہ کام کرتا ہے اور اس کے بعد وہ غلط سرٹیفکیٹ دیتے ہیں۔ اس کا procedure یا legislation سے تعلق نہیں ہے یہ تو انفرادی معاملات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان پر حکومت اپنے طور پر جب کبھی بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے تو ایکشن لے لیا جاتا ہے اور یہ individual fault ہے اس میں کوئی ڈیپارٹمنٹل یا اس میں کوئی procedural fault نہیں ہے لیکن اس کو اور بہتر بنانے کے لئے آج کی discussion کی روشنی میں کوشش کی جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ایک منٹ دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ایک منٹ اور بڑھا دیا جائے۔

رانا عبدالرؤف: جناب سپیکر! اس میں دو چیزیں تھیں اگر ممکن ہو سکیں تو کر دی جائیں کہ جو ڈاکٹر میڈیکل سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے اس پر اسی ہسپتال کا ایک سینئر ڈاکٹر یا اگر وہ RHC ہے تو تحصیل کا ایم ایس یا کوئی سینئر ڈاکٹر اس پر اس بات کا سرٹیفکیٹ دے کہ یہ جو میڈیکل سرٹیفکیٹ ٹھیک ہے یہ چوٹ خود ساختہ نہیں ہے تو اس میں ایک تو میری یہ تجویز ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سول کورٹ کے بارے میں۔۔۔

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا لہذا اب اجلاس بروز بدھ مورخہ یکم جولائی 2009 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔